TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188550
UNIVERSAL
LIBRARY

1009

وکاء اللہ محمد
... ہندوستان

OUP—552—7-7-66—10,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. 905 Accession No. 1009

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

HISTORY OF INDIA.

MAHAMMADAN PERIOD.

FOR

THE MAHAMMADAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE.

COMPILED FROM

SEVERAL ARABIC, PERSIAN AND

ENGLISH HISTORIES.

BY

MUNSHI MOHAMMAD ZAKA-UL-LAH,
PROFESSOR OF VERNACULAR SCIENCES AND LITERATURE,
MUIR COLLEGE, ALLAHABAD.

PART II.

تاریخ هندوستان

مسلمانوں کے زمانہ کی

مدرسۃالعلوم مسلمانان کے لیئے

جسکو

منشي محمد ذکاءُ الله صاحب

پروفیسر ورنیکولر سائینس اینڈ لٹریچر میور کالج الہہ آباد

نے

متعدد عربي و فارسي اور انگریزي هندوستان کي تاریخوں سے تالیف کیا

حصۂ دویم

دهلي

مُطبع مرتضوي میں باهتمام حاجي محمد عزیزالدین کے چھاپہ هوا

مارچ سنہ ۱۸۷۵ ع

(چھاپہ اول)

اِطلاع

اِس کتاب یعني حصہ دویم تاریخ هندوستان کو منشي محمد ذکاءالله صاحب نے واسطے مجوزہ مدرسة العلوم مسلمانان کے تالیف کیا هی اور مجلس خزنة البضاعة لتاسیس مدرسة العلوم للمسلمین کے خرچ سے چهاپه هوئي هی مصنف نے اپنا حق تصنیف مجلس مذکور کو دیدیا هی اور مجلس مذکورکي جانب سے رجسٹري اِس کتاب کے بموجب ایکٹ ۲۰ سنه ۱۸۴۷ ع عمل میں آئي هی پس کسي شخص کو اِس کے چهاپنے کا حق نهیں هی *

دستخط

سید احمد خاں بهادر سي ایس آئي
سکرٹري مجلس خزنة البضاعة

درخواست

اگر کوئي مضمون اِس حصه میں کمیٹي مدرسة العلوم کے ممبروں کے نزدیک قابل اصلاح هو تو اُسکي اِطلاع سکرٹري کو فرماویں تاکه کمیٹي کي مظاهري سے دوسرے چهاپه میں اُسکي اصلاح هو جاوے *

دستخط

سید احمد خاں بهادر سي ایس آئي
سکرٹري مجلس خزنة البضاعة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارباب علم کی خدمت مین التماس ہے کہ اس تاریخ ہند کی تین حصے ہین جنکی تفصیل دوسری سطر سے شروع ہوتی ہے ❁

حصہ اول عہد ہنود

ہندوؤن نے کبھی حادثات اور واقعات تاریخی لکھنے کی لئے قلم کو ہاتھہ نہین لگایا ہمیشہ تصورات اور خیالات کی لکھنے مین مصروف رہے - اگر اتفاق سے کسی نے تاریخ لکھنے کا ارادہ بھی کیا تو اوسکو تصورات اور توہمات کا لباس پہنا دیا - غرض اونہون نے جو سوچا وہ لکھا جو کیا وہ نہین لکھا - اسلئے اونکی پاس کتب سیر اور تاریخ کا کہین پتا نہین - اسی حالت مین اونکی تاریخ کا لکھنا عموماً سب کے واسطے مشکل ہے خصوصاً میرے لئے کہ نہ مین ہندو نہ مین پنڈت نہ مین زبان سنسکرت سے آشنا نہ ہندو رسم و راہ سے آگاہ جب ایسی تاریکی جہالت مجھ پہ چھائی ہو تو ہندوؤن کا علم تاریخ کہ بحر ظلمات کا انجیات ہے مجھے کب میسر ہو سکتا ہان صرف چند واقعات جو اہل یورپ نے اپنی محنت اور لیاقت سے پایہ تحقیق کو پہنچائے ہین اور اونسے ہندوؤن کی اصل اور طرز تمدن و معاشرت و آئین قانون رسم و رواج اور مذہب و علوم کا حال معلوم ہوتا ہے وہ لکھدیتے

حصہ دوم عہد اہل اسلام

اہل اسلام کی ہان کوئی واقعہ نہین واقع ہوا اور کوئی حادثہ ایسا نہین گذرا کہ اونہون نے کسی کتاب مین اوسی تحریر نہین کیا - اسلئے اونکی ہان کتب سیر اور تاریخ جنمین ہندوستان کا حال لکھا ہو سیکڑون ہین - مگر دو نہین مضامین مگر ایک دوسرے سے نقل مصنفین بے سند کہتے ہین کہ اگر کوئی

طالب علم ان سب کتابون کو لیکر بیٹھے اور اونمین سے ان مضامین کو مکرر پرسیا ہی پہنچایا جائے
تو ایک کتاب پانچ چار ہزار صفحے کی بجائی - اور پھر اس کتاب مین مضامین مفصلۂ ذیل
کہ جنمین تصریح افسانہ ہی نہ فائدہ تاریخ قدیمی سے کترکر پہنچانا چاہی تو اوہی کتاب بجائے -
مضامین کی تفصیل یہہ ہی - اہلکارون کا تقرر تبدل ترقی تنزل - اہل دربار کا پادشاہون کے
سامنے پیشکشون کا پیش کرنا - پادشاہون کا اُنکو خلعت انعام القاب خطاب دینا - پادشاہو
جشنون کی تیاری - اور اونکی سیر شکار کی سواری - شاعرونکی مدح سرائی - بہاٹون کی بہاٹائی
اولاد کا ہونا - شادی بیاہون کا چنا - نجومیون کا ساعتون کا بتانا - پنڈتون کا کارُچا اور پترا
بنانا - جوگیون کی جھوٹ موٹ کی حکایتین - فقیرون کی اڑنگ بڑنگ حکایتین - چھوٹے چھوٹے
زمینداروں کا متمرد ہوکر گڈھیون مین بیٹھنا - پادشاہی لشکرونکا اونپر چڑھنا خلاف قوانین فطرت
سیکڑون قصے متعصبانہ مورخون کی رائین - ان مضامین کا صرف ایک دفعہ بیان کردینا کافی
ہے جسسے معلوم ہوجائے کہ یہہ یہہ ہوتا تہا - نہ یہہ کہ تاریخ مین دس صفحے اگر واقعات کے لکہے گئے تو دو چار
صفحے ایسی مضامین کے سیاہ کئے گئے جنمین ایک مختصر کتاب بجائی پہر اوسمین سے رنگینی عبارت کا بوجہ
خشکے کہ مضامین کی گردن ٹوٹی جاتی ہے اوٹہا دیا جائے - اور استعارات تشبیہات کا شکنجہ جسسے کہ
مطالب و مقاصد کی روح قبض ہورہی ہے کہولدیا جائے تو ایک کتاب کچہہ میری تاریخ سی بڑی
رہجائیگی - میری اس تاریخ مین ان مضامین کی کمی ہے کہ عمارتون کا حال بالاجمال لکہا ہے
زیادہ تر توجہ اس سبب سے نہین کی کہ عمارت کی بیان کا لطف جب ہی آتا ہے کہ اوسکا نقشہ بہی آنکہون کے
سامنے ہو - اگر نقشون کو لگاتا تو روپیہ بہت صرف ہوتا - دوم مین نے ہر صوبہ کا حال جدا جدا بالتفصیل
نہین لکہا بلکہ اوتنا لکہا ہی کہ جتنا عام تاریخ ہند کے لکہنے کے لیے چاہیے - سوم مین نے خاص
اونہین آدمیون کا ذکر لکہا ہی جنکے کامون کا اثر سلطنت پر ہوا - باقی درباریون کا کمال کا ذکر نہین کیا

اگر یہہ مضامین بطور ضمیمہ کے لکھدئے جائین تو ایک تاریخ کامل بنجائیگی - مین نے اس تاریخکو اسطرح تصنیف کیا ہے
کہ پہلے مین انگریزی تاریخین ہندوستان کی جو آجکل مشہور و معتبر شمار ہوتی ہین اونکو پڑہا - اور اس بات پر
غور کی کہ ان انگریزی محققین روشن دماغ نے کن کن واقعات کو لکھا ہے - پھر جو کن کن حادثات کو چھوڑ آئے ہے
- اور جنکو لکھا کہان سے لکھا - تو یہہ معلوم ہوا کہ صرف چند تاریخین مثل نگارشتہ و سیر المتاخرین اور
تاریخ خافی خان اور تاریخ فیروز شاہی ہین جو اونکی تاریخون کا ماخذ ہے - البتہ جناب لیٹنر صاحب نے
جو ایک سلسلہ وار تاریخون کی ترجمون کو کئی جلدون مین بفضل منطبع کیا ہے اوسی انگریزی زبان
مین اہل اسلام کی تاریخ ہند کا سرمایہ ایسا مہیا ہو جائیگا کہ آئندہ اوسے تاریخین انگریزی زبان
مین اچھی اچھی لکھی جائینگی - اس زبان مین ابتک جو تواریخ ہند لکھی گئین اونکے واسطے سرمایہ
تاریخ ایسا مصنفین کو بہم نہین پہنچا کہ کوئی تاریخ ہند اوس طرح کی لکھی گئی جیسے کہ اس زبان مین
اور ملکون کی تاریخین لکھی ہوئی موجود ہین - جن واقعات کو اونہون نے جس ترتیب سے لکھا تہا اوسی
ترتیب سے مین نے اصل کتابون مین سے دیکھکر لکھا - اور اونکی تفصیل اور توسیع ایسی کردی جیسے یہان کے لوگ
اچھی طرح سمجھین - اور بعض واقعات جدید بہی مین نے اصل کتابون سے منتخب کرکے زیادہ کئے - اور
جو خیالات تاریخی واقعات کی نسبت انگریزی کتابون مین لکھے ہی اور جنسے حقیقت مین فائدہ
تاریخ دانی کا حاصل ہوتا ہے وہ بہی تحریر کئے - غرض مشرقی واقعات اور مغربی خیالات دونو کو
ملادیا ہے - اس ترکیب سے یہہ کتاب باہمہ بے بہرہ بن گئی - نہ انگریزی تاریخون سے واقعات
کے بیان کرنے سے زیادہ مفصل ہے اور فارسی عربی ترکی تاریخون سے نتایج واقعات
اظہار کرنے مین افضل ہے - نقشہ ذیل سے معلوم ہوگا کہ کن کن تاریخون سے مضامین
انتخاب کئے گئے ہین -

مضامین	نام کتاب
اہل عرب کا حملہ ملک سندھ پر	چچ نامہ۔ تاریخ السندھ میر محمد معصوم
خاندان غزنوی و محمود غزنوی	تاریخ یمینی۔ تاریخ سبکتگینی بیہقی۔ تاریخ فرشتہ۔ روضۃ الصفا
غوریونکے خاندان کا حال	تاریخ الفی مولانا احمد و تاریخ فرشتہ۔ طبقات ناصری۔
خاندان خلجی	تاریخ فرشتہ و تاریخ فیروز شاہی ضیاء الدین برنی۔ تاریخ فیروز شاہی۔ شمس سراج
خاندان تغلق	تاریخ فیروز شاہی شمس سراج۔ و فتوحات فیروز شاہی۔
سیدوں کے خاندان کا حال	تاریخ مبارک شاہی۔
لودیوں کا خاندان	تاریخ داؤدی۔
تیمور کا حال	ملفوظات تیموری۔ و تاریخ تیموری و ظفر نامہ و تاریخ فرشتہ
خاندان سور	تاریخ شیر شاہی۔ تاریخ فرشتہ۔
بابر	واقعات بابری۔ ایضاً
ہمایون	ہمایون نامہ میر خوند تذکرۃ الواقعات جوہر۔ اکبر نامہ
اکبر	اکبر نامہ آئین اکبری۔ طبقات اکبری منتخب التواریخ عبد القادر بداونی۔
جہانگیر	توزک جہانگیری۔ اقبال نامہ جہانگیری۔
شاہجہان	عمل صالح۔ شاہجہان نامہ۔ مرآۃ العالم۔
عالمگیر	عالمگیر نامہ۔ مآثر عالمگیری۔ مرآۃ العالم۔ مکتوبات عالمگیری رقعات عالمگیری۔
خاندان تیمور کے باقی پادشاہوں کا حال	سیر المتاخرین۔ تاریخ مظفری۔ عماد السعادت۔
نادر شاہ	تاریخ نادری و درہ نادرہ۔
احمد شاہ ابدالی	تاریخ احمدی۔

تیسرا حصہ انگریزی عہد

اسمیں انگریزی عملداری کا حال ابتدا سے ۱۸۵۷ء تک مفصل لکھا گیا ہے +

فہرست مضامین

اہل اسلام کا حملہ ملک سندہ پر

طبقات تاریخ - اہل عرب کے حملے - راجہ داہر اور محمد بن قاسم کی صلح - جے پور میں محمد قاسم کا پہنچنا نجومیوں کی پیشین گوئی - داہر کا مارا جانا - جے سنگھ کا راور میں داخل ہونا - قلعہ کا فتح ہونا - اور رانی کا جل کر مرنا - تفصیل لونڈی غلاموں کی - جنگ بہرور اور دہلیلہ وزیر سبی ساکر کا محمد قاسم سے امان کا چاہنا - لشکر اسلام کا جلوائی تالاب پر پہنچنا - ہندوؤں کی دعوت اسلام کرنا - جے سنگھ کا جے پور میں جانا - برہمن آباد کا حال راجہ جے سنگھ اور راجہ داہر کی رانی کا مقابلہ - برہمنوں کا محمد قاسم پاس آنا - رعایا کا تین قسم کی جماعتوں میں تقسیم ہونا - برہمنوں کا انتظام کے لئے جانا محمد قاسم کا رعایا کی خاطرداری کا حکم دینا - محمد قاسم کا ساوندی سما کو جانا - محمد قاسم کا لوہانا اور ستہا کی طرف جانا - اور دلونسی لڑائی - ایک آدمی کا عجیب طرح سے جان بچانا - ملک کاک مغلوب ہو کر محمد قاسم پاس آنا - فتح سنگھ ملتان - تقسیم غنیمت - ابو حکیم کا دس ہزار فوج کی ساتھ قنوج کو روانہ ہونا - ہر چند راجہ قنوج کا جواب محمد قاسم کی وفات سندہ میں اسلام کا پھیلنا - اہل عرب کی عملداری ملک سندہ پر - ۱ - ۴۴ تک

خاندان غزنوی

الپتگین - سبکتگین - جے پال اور سبکتگین کی لڑائی - وفات سبکتگین - محمود غزنوی کی نوعمری کا بیان - محمود کی تخت نشینی - سلطان محمود کی خود مختاری - سلطان محمود غزنوی کی مہمات ہندوستان کا بیان - حملہ اول - دوسرا حملہ - تیسرا حملہ - ساتاریوں سے محمود غزنوی کی لڑائی - پانچویں مہم - چھٹی مہم چوتھا حملہ - ساتویں مہم - پانچواں حملہ - نویں مہم - چھٹا حملہ - ساتواں حملہ

آٹھواں حملہ۔ نواں حملہ۔ دسواں حملہ۔ گیارہواں حملہ۔ بارہواں حملہ۔ سلجوقیوں اور ایران کا فتح ہونا۔ سلطان محمود کی وفات۔ حکایات دلچسپ جو محمود کی خصلت و عادات و انتظام مملکت کے متعلق ہیں۔ محمود کی سپاہ۔ اوسکا علمی شوق۔ فردوسی اور شاہنامہ۔ محمود کی صورت۔ محمود کی افعال اور اعمال کے نتائج۔ سلطان محمد کا بیان۔ سلطان مسعود۔ آل سلجوق سلجوقیوں کا سلطان مسعود سے لڑنا۔ امیر مودود بن امیر مسعود۔ ابو جعفر مسعود۔ ابو الحسن علے۔ سلطان عبد الرشید۔ سلطان فرخ زاد۔ سلطان ابراہیم۔ سلطان مسعود ثانی۔ سلطان ارسلان۔ بہرام شاہ۔ غوریوں سے غزنین کا برباد ہونا۔ ہندوستان میں غزنین کی سلطنت کا منتقل ہونا۔ خسرو شاہ۔ خسرو ملک۔ ۴۴ صفحے سے ۱۰۷ تک

خاندان غوری

غزنین کو سلجوقیوں کا فتح کرنا اور سلجوقیوں کی بربادی۔ سلطان علاء الدین جہان سوز۔ سیف الدین غوری ثانی۔ غیاث الدین غوری۔ سلطان شہاب الدین غوری معروف سلطان محمد غوری۔ خاندان غزنین کا پنجاب سے خارج ہونا۔ سلطان شہاب الدین غوری کے لڑائیاں ہندوؤں کے ساتھ۔ شہاب الدین کا شکست پانا ہندوؤں سے۔ ہندوؤں سے دوبارہ شہاب الدین کا لڑنا اور کابل پر فتح پانا۔ دلی و اجمیر کی فتح کا بیان۔ قنوج کی فتح کا بیان۔ گوالیار اور رلاک بیانہ کا فتح ہونا اور قطب الدین کی فتوحات۔ اودھ اور بنگالہ کے صوبوں کا فتح ہونا۔ شہاب الدین کا بادشاہ ہونا اور خوارزم پر چڑھائی۔ ہندوستان کے فسادوں کے بیان۔ سلطان شہاب الدین کی وفات۔ سلطان محمود غزنوی اور سلطان محمد غوری کا بیان۔ خاندان غور کا خاتمہ۔ ۱۰۷ صفحے سے ۱۳۲ تک

غلام بادشاہوں کی سلطنت

ارام شاہ۔ شمس الدین التمش۔ اوسکی وفات۔ یادگار عہد سلطان التمش۔ سلطان رکن الدین فیروز شاہ

سلطان رضیہ بیگم معزالدین بہرام شاہ۔ سلطان علاء الدین مسعود شاہ۔ سلطان ناصر الدین محمود ۱۲۲ - ۱۵۱

سلطان غیاث الدین بلبن

ملکوں کے امیروں کا جمع ہونا۔ علم و ہنر کا حال۔ دربار۔ عادات۔ مفسدوں کا سزا دینا۔ بنگالہ کی سرکشی۔ مغلوں کے حملے اور شاہزادہ محمد خان شہید۔ سلطان بلبن کی وفات۔ ۱۵۱ صفحے سے ۱۶۳ تک

سلطان معزالدین کیقباد

بغرا خان اور کیقباد کی ملاقات۔ کیقباد کی وفات۔ ۱۶۳ صفحے سے ۱۶۹ تک

خاندان خلجی

سلطان جلال الدین خلجی۔ ملک چھجو کی بغاوت۔ بغاوتین۔ مغلوں کا حملہ۔ علاء الدین۔ علاء الدین کی مہم دکن پر۔ جلال الدین کی وفات۔ سیدی مولہ۔ ۱۶۹ صفحے سے ۱۸۶ تک

سلطان علاء الدین خلجی

جلال الدین کے اولاد اور اونکے ہواخواہ۔ مغلوں کا حملہ۔ گجرات کی فتح اور سیوا کی بغاوت۔ مغلوں کا دوسرا حملہ۔ علاء الدین کے بیہودہ خیالات۔ قلعہ رنتھنبور۔ علاء الدین کے بھتیجے کا تخت حاصل کرنیکے لئے چچا کے قتل کرنیکا ارادہ۔ بسا بغاوت اور اوسکی انسداد کی تدبیریں۔ چتور گڈھ کی فتح۔ مغلونکی مہمات اور اونکے انسداد کی تدبیریں۔ دکھن کی مہمات۔ مہم تلنگانہ۔ کرناٹک اور ملیبار سے راس کماری تک فتح ہونا۔ نومسلم مغلوں کا قتل۔ دیوگڈھ اور مہاراشٹر کی فتح کا بیان۔ ملک کافور کی حکمتیں۔ گجرات کی بغاوت اور چتور گڈھ کی نکل جانیکا حال۔ سلطان علاء الدین کی وفات۔ سلطان علاء الدین کی عادتیں۔ ۱۸۶ صفحے سے ۲۱۴ تک

شاہان خلجی

سلطان شہاب الدین خلجی۔ سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی۔ قطب الدین کے سری بیلام کا گجرات اور دکن کی مہم۔ ملیبار کا فتح ہونا۔ خسرو خان کے اختیارات اور ہندوؤں کا بادشاہ کے دربار میں بہت دخل ہونا۔

سلطان مبارک کا قتل ہونا خسرو خان کی سلطنت - ۲۱۴ صفحہ سے ۲۲۴ تک

خاندان تغلق کا بیان

غیاث الدین تغلق - مہم تلنگانہ - دوبارہ مہم تلنگانہ - مہم بنگالہ - بادشاہ کی وفات - قلعہ تغلق آباد - ۲۲۴ صفحہ سے ۲۳۰ تک

سلطان محمد تغلق کی سلطنت کا بیان

سلطان محمد شاہ تغلق کی عادات - مغلوں کی حملے روکنے کی عجیب تدبیر - بادشاہ کی عمدہ تدبیریں بادشاہ کی نامعقول منصوبوں اور تدبیروں کا بیان - بغاوتیں اور ظلم و ستم کی باتیں - مالوہ کی بغاوت - ملتان کی بغاوت - بادشاہ کا دلی میں رہنا اور رعایا کا سنسار دینا - بنگالہ کی بغاوت - قنوج کا برباد کرنا - ساحل کارومنڈل پر بغاوت - شاہ ہوفغان کی بغاوت - بادشاہ کا سیام اور سامانہ کے ستمگروں کا سنسار دینا - خلیفہ مصر کا خلعت - کرناٹک کی بغاوت - بادشاہ کا سرگدواری میں رہنا - بغاوتیں - دلی میں بادشاہ کا رہنا اور اوسکی افعال ملک عزیز حمار کا دہار اور مالوہ پر جانا اور بغاوتوں کا ہونا - گجرات اور دکن کی بغاوتیں - محمد تغلق کے عہد میں مسلمانوں کی وسعت سلطنت ابن بطوطہ فی جو حال اس بادشاہ کی سلطنت کا لکھا ہے دہلی کا حال - ۲۳۰ صفحہ سے ۲۶۰ تک

سلطنت فیروز شاہ

تخت نشینی - بادشاہ کا سفر ٹھٹہ سے دہلی تک بنگال کی پہلی مہم - بنگالہ کی دوسری مہم نگرکوٹ اور ٹھٹہ کی مہم - حاکم گجرات کی بغاوت اور چھوٹے چھوٹے جھگڑے - بادشاہ کی ضعیفی کی باتیں - وفات بادشاہ کی - بادشاہ کی شوق - امیروں اور رعایا کی خوش حالی - بادشاہ کا مقطعات اور جاگیروں کا دینا - سپاہ کے حالات فیروز شاہ کی لاٹھ - عمارات فیروز شاہی - فیروزہ حصار - نہر فیروز آباد - جونپور فتح آباد - عمارات رفاہ عام - بیکار آدمیوں کی پرورش - سکے - دو تین جلسے

زیارتین وخالعین۔ بادشاہ کے زمانہ کی تصنیفات۔ خلاصہ فتوحات فیروز شاہی۔ ۲۶۰-۲۸۸
غیاث الدین تغلق کی سلطنت کا بیان۔ سلطنت ابوبکر شاہ بن ظفر خان۔ سلطنت ناصر الدین
محمد شاہ۔ سکندر شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ
۔ ناصر الدین محمود شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ۔ ملتان اور سر محمد خان
کا حملہ ہندوستان پر۔ ملو اقبال خان کا اقبال۔ دار السلطنت اور صوبوں کی کیفیت۔ ۲۸۸-۲۹۵

امیر تیمور

امیر تیمور کی چڑھائی ہندوستان پر۔ تیمور کا مشورہ ہندوستان پر حملہ کرنیکا۔ امیر تیمور کی روانگی
ہندوستان کے ارادہ سے۔ ملتنبا کی بربادی۔ اجودہن اور بھٹنیر کی فتح۔ دہلی کی طرف کوچ۔ دہلی
کی فتح کی تیاری۔ قیدیوں کا قتل ہونا۔ سلطان محمود کی شکست۔ دہلی کی تباہی۔ امیر تیمور
کی مراجعت ہندوستان سے۔ امیر تیمور کے خصائل و عادات۔ امیر تیمور اور چنگیز خان کی باہم نسبت۔
دہلی کا حال بعد تیمور کے چلے جانیکے۔ دولت خان لودی۔ ۲۸۸-۳۱۰

سیدوں اور لودیوں کی سلطنت

خضر خان۔ سید مبارک شاہ۔ گہکروں سے لڑائی۔ بھٹنیر اور گوالیار کی مہم۔ میواتیوں کی سرکشی
اور سلطان الشرق کی لڑائی اور سرہند کا فساد۔ امیر کابل سے لڑائی۔ بادشاہ کی وفات۔ محمد شاہ
بن فرید خان۔ بادشاہ سلطان علاء الدین۔ سیدوں کی سلطنت۔ سلطان بہلول لودی کی تخت نشینی
بہلول کی برآسان محمود شاہ شرقی سے اور سیور کے رانا سے اور احمد خان بھٹی سے لڑائی۔ بادشاہ
کی وفات اور ملک کی کیفیت۔ خصال سلطان بہلول۔ بادشاہی نظام خان المخاطب بسلطان
سکندر۔ خصائل سلطان سکندر۔ سلطنت ابراہیم لودی۔ ۳۱۰-۳۳۱

خاندان تیمور

بابر کی سلطنت

بابر کی نوعمری کا بیان۔ ثمرقند میں بابر کا بادشاہ ہونا اور وہاں سے نکلنا۔ ثمرقند کا دوسری دفعہ فتح ہونا۔ بابر کا کابل پر قبضہ و تصرف پانا۔ بابر کا خراسان جانا۔ قندہار کی فتح۔ بابر کے ہاتھوں سے کابل کا نکلنا اور پھر ہاتھ آنا۔ بابر کا تیسری دفعہ ثمرقند اور بخارا پر قبضہ ہونا۔ بابر کی پہلی مہم ہندوستان پر۔ بابر کی دوسری مہم ہندوستان پر۔ بابر کی تیسری مہم۔ چوتھی مہم۔ آخر مہم اور فتحیابی بابر کی ہندوستان پر۔ آگرہ میں بابر کے کام۔ ہندوستان کی سلطنتوں کی کیفیت اور ملازموں کی حالت اور رئیسوں کی بغاوت اور اطاعت۔ بابر کو زہر دینا۔ بابر کا فتح پانا میواڑ کے راجہ پر۔ ملک کا انتظام اور میوات کی فتح۔ چندیری کی فتح۔ افغانوں کے مفسدہ کا بیان۔ قلعہ رنتھنبور کا ہاتھ آنا۔ بہار اور بنگال کے لڑائیوں کا بیان۔ بابر کی بیماری اور موت کا بیان اور اوسکی جانشینی کے وقت سازشین۔ خلیفہ نظام الدین۔ وقعات بابری۔ خلاصہ حال بابر کی سلطنت کا۔ ۱۳۳۱-۱۳۹۲

حضرت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ غازی

بھائیونکو ملک تقسیم کرنا۔ کالنجر اور چنارگڈہ اور جونپور کی فتح۔ گجرات کی فتح کا بیان۔ گجرات اور مالوہ کا حکومت سے نکل جانا۔ ہمایون کا بنگالہ پر چڑھنا۔ ہمایون کا تنزل اور شیر خان کی ترقی۔ ہمایون کی دوبارہ لشکر کشی اور شکست و فرار۔ ملک سندہ مین ہمایون کی سرگردانی جودہپور جانیکا بیان اور راہ کی مصیبت اور ٹھٹہا نیکا ذکر۔ سندہ پر دوبارہ حملہ اور اکبر کے پیدا ہونیکا بیان۔ بیرم خان۔ ہمایون کا ہندوستان سے چلا جانا۔ سفیر قندہار اور ایران کی عملداری مین جانا۔ ۱۳۹۲-۱۴۳۱

خاندان سور کا بیان

شیر شاہ کی حسب نسب اور آغاز عمر کا بیان۔ فرید خان کو اپنے باپ کا ملنا اور وہاں سے نکلنا اور بابر پاس آنا۔ شیر خان کا دوبارہ سلطان محمد پاس جانا اور بہار کا بالکل مالک بننا۔ قلعہ چنار گڑھ پر شیر خان کا قبضہ بادشاہ محمود کا بہار میں آنا اور شیر خان کا دغا دینا۔ شیر خان کا حملہ بنگالہ پر۔ قلعہ رہتاس پر شیر خان کا قبضہ شیر شاہ کا پنجاب پر قبضہ اور بنگال میں جانا۔ مالوہ کی فتح۔ رائے سین کا قلعہ اور بعض اور حالات۔ مارواڑ کے راجہ مال دیو سے لڑائی۔ قلعہ کالنجر اور بادشاہ کی وفات۔ شیر شاہ کی ملکی انتظامون کا بیان اور عادتون کا بیان اور اور حالات۔ ۴۳۱-۴۴۰-۴۶۴

سلیم شاہ کی سلطنت

تخت نشینی اور بھائی اور امیرون سے جھگڑا۔ امن کا زمانہ۔ سلیم شاہ کی عادات اور انتظام ملکی۔ فرقہ مہدویہ۔ ۴۶۴-۴۷۲

محمد شاہ سور مشہور بہ عدلی

ہیمو کا حال۔ بادشاہ کی زور و ظلم اور ملک کے فساد کا بیان۔ ابراہیم اور سکندر سور کا بادشاہ بننا ۴۷۳-۴۸۰

ہمایون کی سلطنت کا حال

ہمایون کا دوبارہ ہندوستان پر آنا۔ ہمایون کے غنیمون اور پہلی سلطنت کا حال۔ قندہار کی فتح۔ کابل کی فتح۔ بدخشان کی مہم۔ مرزا کامران کا تسلط کابل پر اور ہر ہمایون کی فتح کابل پر۔ ہمایون کا بلخ پر چڑھنا اور واپس آنا۔ کامران کا کابل پر قبضہ پانا اور بھاگنا۔ مرزا کامران کی آخر لڑائی اور اوسکی گرفتاری ہمایون کا قندہار جانا۔ ہمایون کا دلی اور اگرہ پر قبضہ پانا۔ ہمایون کی وفات۔ دین پناہ ہمایون کی خصلت عادت لیاقت و انتظام ملکی۔ ۴۸۰-۵۰۸

اکبر کی تخت نشینی کے وقت ہندوستان کی ریاستون کا بیان

دکن کی سلطنتوں کا بیان

سلاطین بہمنیہ ہندو مسلمانوں کا ملاپ شیعیتی کے جھگڑے بیجاپور کی سلطنت احمد انگر کی ریاست گولکنڈہ کی
ریاست برار کی ریاست بیدر کے سلطنت بجی نگر کی ریاست ۵۰۸-۵۱۵

ہندوستان خاص کی ریاستین جو اکبر کے وقت مین تہین

گجرات کی سلطنت کا بیان مالوہ کی ریاست بنگال کی سلطنت جونپور کے سلطنت مسلمانونکی چھوٹی چھوٹی
ریاستین راجپوتونکی خود مختار ریاستین راجپوتونکی حالت فتوحات اسلامیہ کے سبب ۵۱۵-۵۲۱

راجپوتون کی ریاست کا بیان

میواڑ کی ریاست بیکانیر کی ریاست جیسلمیر کے ریاست جیپور کے ریاست مارواڑ کی ریاست چھوٹی چھوٹی ریاستین
صحرا نگرستانی کی چھوٹی چھوٹی ریاستین وسط ہندوستان مین متفرق کی اور ریاستین غیر تابع اسلام ۵۲۱-۵۲۴

نظام سیاست و معاشرت اسلامیہ کا بیان ملک ہندوستان مین

پادشاہ کے اختیارات وزیر کے اختیارات و وزیر کا بیان صوبونکا بیان فوج کا بیان قوانین عدالت جلسہ دربار و معاہدہ موسوم بہ فقیر
ہندو نکے اعتقاد جو مسلمانون مین شائع ہوئی ہندو نکا مسلمان ہونا محصول کا بیان ملک اور رعایا کی حالات ۵۲۴-۵۲۵

اکبر بادشاہی ابو المظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی

اکبر کی تخت نشینی اور بیرم خان کے وزارت بیقیاس کے سنہ مہم معاملات مہلوت پر قبضہ ہمیوان کے عیال کا پکڑا جانا سکندر سور سے
لڑنا ان اور اسکی انتظام بیرم خان کے ظلم و ستم ابو المعانی کا قید ہونا مرزا ہندی بیگ کا قتل ہونا مصاحب بیگ کا قتل ہونا جلال الدین
محمود بیگ ناظر الملک کا مقید ہونا بیرم خان کے بدسلوکی شیخ محمد عنبر کے پادشاہ اور بیرم خان کے درمیان باتہیوں کے سبب سے دلطفے پادشاہ اور
بیرم خان کے راضی و بادشاہ کے خود مختار ہونے کا اشتہار بیرم خان کے بغاوت اور فرار اور فات نوجوان پادشاہ کی مسلمانی اکبر کا منصب سلطنت کے دوبارہ
حاصل کرنا اور اسکے کام کا بیان جو ملک پہلے سلطنت کے نکل گئے تھے اونکا پھر آنا سالوہ کے فتح ممالک شرقیہ کے فتوحات اور امرا کے بغاوت
و فساد اصف جاہ کے ملک کا فتح کرنا اور بادشاہ سے بھاگ کر گجرات و بنگالہ کے ملک کے فتح معاملات و مہمات کا بیان ابو المعانی کا کابل جانا اور شرف الدین حسین

پادشاہ کا اجمیر جانا۔ شمس الدین محمد خان اتکہ کا پادشاہ پاس آنا۔ اور ہیم خان کا مارا جانا۔ پادشاہ کے تیر لگنا۔ خواجہ معظم
تہانیسر کے نہان میں سنبھلنا۔ بھگوان داس کا جھجھر۔ بگانہ ملک پر پادشاہ کا متوجہ ہونا۔ قلعہ چتور کی فتح۔ رنتھنبور کا لنجر کی قلعوں کی فتح
فتح گجرات اور خاندان تیموریہ کے شاہزادوں کی بغاوت۔ سورت کی فتح۔ مرزاؤں کا عام پادشاہ کا دوبارہ
گجرات میں جانا۔ فتح بنگال۔ ملک بنگال اور بہار کی کیفیت۔ بغاوت امرا بہار و بنگال۔ بنگال میں پٹھانوں
کی بغاوت۔ انجام ان سب لڑائیوں کا۔ گجرات کی بغاوت۔ شاہزادہ محمد حکیم کی سرکشی۔ اکبر کی مداخلت
معاملات دکن میں۔ پادشاہ کی کابل جانے کی حال۔ فتح کاشمیر۔ شمال مشرق کے افغانوں کی لڑائیاں۔
ان قوموں کا حال اور انکے ملک کا حال۔ افغان روشنائی۔ قوم یوسف زئی سے لڑائی۔ قوم
روشنائی سے لڑائی۔ مرزا سلیمان حاکم بدخشان کا آنا۔ راجہ بھگوان کا شکست دینا۔ کنور مانسنگھ
۔ ولایت ٹھٹھہ یعنی ملک سندھ کی فتح۔ قندہار پر دوبارہ قبضہ۔ اکبر کا کامل تسلط ہندوستان پر۔ دکھن
کی مہمات۔ صلح شاہزادہ مراد اور چاند سلطانہ۔ از سر نو لڑائیوں کا ہونا۔ خاندیس کی فتح۔ اکبر بادشاہ
کی اولاد کا حال اور ہندوؤں کے ساتھ انکے رشتے کا بیان۔ سلطان سلیم کی پیدائش۔ شاہزادہ سلیم
کی نافرمانی۔ ابوالفضل کا قتل۔ سلیم کے بیٹوں کا ملاپ۔ سلیم کی بدچلنیاں۔ اکبر کی کامرانی۔ جہانگیر کا باپ
پاس آنا اور قید رہنا۔ حکایت خسرو اور سلیم کی ہاتھیوں کی لڑنے کی۔ بادشاہ کی بیماری۔ سازش
جانشین کے واسطے۔ سازش کا موقوف ہونا۔ اکبر کی وفات۔ اکبر کا حلیہ۔ علم۔ خصلت و عادت۔ اکبر کی
شان و شوکت و جاہ و جلال و سخاوت و تواضع۔ لڑائی و شکار میں آئین منزل۔ شکوہ سلطنت۔
اکبر کے شوق۔ طبعی زبان کی تحقیقات۔ بعض امراء اکبری کا حال۔ شیخ ابوالفضل اور شیخ
فیضی۔ راجہ ٹوڈرمل اور راجہ بیربل۔ اکبر کا مذہب۔ عبادت خانہ۔ حاجیوں کی تعظیم۔ عیسائی
پادریوں کا آنا۔ آفتاب پرستی۔ آتش پرست۔ ہندو دین۔ فتوی اختیارات پادشاہ۔ دین الٰہی
اکبر شاہی۔ ہندوؤں کی مذہب میں مداخلت۔ ہندوؤں کے ساتھ سلوک اکبر کے مسلمانوں کا ناراض ہونا

اکبر کے مذہب کی اشاعت - اکبر کے عہد مین کتابون کا ترجمہ مہابھارت کا ترجمہ رامائن کا ترجمہ
سنگھاسن بتیسی کا ترجمہ تعمیر عمارات - انتظام ملکی - محاصل کے انتظام - پولیج پڑوتی کے آئین -
چچر زمین کے آئین - بنجر زمین کی آئین - تقسیم ملک سپہ سالار - فوجدار - انتظام سپاہ - میر عدل اور قاضی
عدالت دیوانی عمل گزرجیسے حال مالگزاری کا معلوم ہوتا ہی - فوج کی انتظام کا بیان - ۵۳۵-۶۷۶

حضرت نورالدین جہانگیر کی سلطنت کا بیان

ہندوستان کا حال بروقت تخت نشینی کے - اون حکمونکا بیان جو تخت پر بیٹھکر تمام ملک مین
جاری کئے - خسرو کا بھاگنا - بغاوت خسرو - بغاوت کا دبنا - خسرو کی ہمراہیونکا سزا دینا - بادشاہ کا کابل
جانا اور آگرہ کو واپس آنا - قطب کا اپنی تئین خسرو بتانا - نورجہان کی پیدائش اور اوسکی مایا لوگون کا حال -
مہمات دکن - ملک عنبر پر شاہنواز خان کا فتح پانا - دکن کی دوبارہ لڑائیان - مہابت خان کا اودی پور -
انگلستان کے سفیر طامس رو کا بیان - عثمان افغان کی شکست - فرقہ روستائی کی سردار احداد کا
فساد - فتح قلعہ کانگڑہ - بادشاہ خسرو کی وفات - نورجہان اور شاہجہان کی بیتمیزی بطفی - شاہ ایران کا
قندہار لینا - شاہجہان کا تصرف کرنا شہریار اور نورجہان کی جاگیرون مین - مہابت خان کو نورجہان کا
بلانا - شاہجہان کی بغاوت - دکن کا حال - ذکر عذر اور بے ادبی مہابت خان - مہابت خانکی خرابی
جہانگیر کے مرنیکا بیان - امرا جہانگیری کا بیان - جہانگیر کے بعض کام رفاہ عام کے - توزک جہانگیری
- خلاصہ سلطنت جہانگیر - ۶۷۶ صفحہ سے ۷۲۸ تک

حضرت ابوالمظفر محمد شہاب الدین شاہجہان کی سلطنت کا بیان

ان ہونا - آصف خان کا شاہجہان کا بلانا - نورجہان کا نظربند ہونا - شہریار کا شکست پانا - مرزا اوکا بادشاہ ہونا
- شاہجہان کا دکن سے آکر بادشاہ ہونا - نذر محمد خان والی بلخ و بدخشان کا حملہ کابل پر - جھجہار سنگھ
بندیلہ کی سرکشی - خان جہان لودی کی بغاوت کا بیان - خانجہان لودی کا آگرہ سے بھاگنا -

شاہجہان کا دلی مین جانا۔ دکن کی ریاستون کا بیان۔ ناسک ترنبک و سنگمنیر پر لشکرکشی عظم خان
کی تاخت خانجہان پر۔ خانجہان اور دریا خان کا دکن سے بھاگنا۔ احمد انگر کے نظام الملک سے لڑائیون کا
ہونا۔ دکن اور گجرات مین قحط۔ احمد انگر کے بادشاہ کا مارا جانا۔ قلعات قندہار اور تلتم اور سیوندہ۔ پادشاہی
فوج پر نظام کی فوج سے صدمہ پہنچنا۔ آصف خان یمین الدولہ کا بالاگہاٹ پر روانہ ہونا اور بیجاپور
کا محاصرہ۔ فتح قلعہ کالنہ فتح قلعہ دولت آباد۔ محمد شجاع کا دکن کی طرف جانا۔ قلعہ پرینڈہ کے
فتح کے لئے شاہزادہ کا جانا۔ شاہجہان کا دکن جانا۔ لشکرون کا کوچ شاہو سے لڑنیکے واسطے اور
قلعات کی فتح کرنیکے لئے۔ سفیران شاہی بیجاپور اور گولکنڈہ۔ قلعون کا مفتوح ہونا۔ تسخیر بندر گل
اور پرگنیرون کا استیصال۔ سری نگر کی مہم۔ جیہا سنگہ بندیلہ اور اوسکے بیٹے کا بغاوت کی سرکشی۔
۔ زمیندار راجمینہ کا مارا جانا۔ سرکشی مرزبان کوچ ہاجو۔ ملک بکلانہ کی فتح۔ ظفرخان صوبہ دار کشمیر
کی تسخیر تبت خورد۔ امام قلی خان و نذر محمد خان کا حال۔ شیرخان ترین زمیندار توشیخ کا پادشاہ
سے امان چاہنا۔ سعید خان کا پشاور پر فتح پانا۔ کوکر یداد یسر جلالیہ کا مارا جانا۔ فتح قلعہ قندہار
اور واقعات متعلقہ قندہار۔ سپاہ شاہ اور داراشکوہ کا کابل اور قندہار مین آنا۔ سپاہ ایستانکا
سرزمین قندہار مین آنا۔ مہمات بلخ و بدخشان۔ علی مردانخان کا کابل سے سپاہ کا پہنچنا۔ اور ترددی علیخان
قطغان کا مغلوب ہونا۔ راجہ جگت سنگہ کی فوج کا حدود اندراب اور سرب مین جانا اور اوزبکون
سے لڑنا۔ شاہزادہ مراد کی لشکر کے کام۔ نذر محمد خان کا شکست پانا بہادر خان اور اصالت خان سے
۔ حال صوبہ بلخ کا بعد بغاوت سعد اللہ خان۔ نذر محمد خان کا حال۔ شاہزادہ اورنگ زیب کا بلخ و
بدخشان کا بادشاہ کی طرف سے عنایت ہونا۔ ایرانیون کا قندہار پر دوبارہ قبضہ۔ اورنگ زیب
کا قندہار پہنچنا اور ناکامیاب پھرنا۔ اورنگ زیب کا دوبارہ قندہار پر حملہ کرنا اور ناکامیاب پھرنا۔
داراشکوہ کا قندہار پر جانا۔ دکن مین اورنگ زیب کے ساتھ از سر نو لڑائیون کا ہونا۔ بیجاپور والون سے

اورنگ زیب کی لڑائیان۔ شاہجہان کا بیمار ہونا اور امورات سلطنت مین فتور پڑنا۔ شاہجہان کے بیٹون اور بیٹیون کا بیان۔ داراشکوہ کی انتظام سلطنت اور بہائیون کی بغاوت۔ اورنگ زیب کا دکن سے روانہ ہونا اور اورنگ زیب کا آگرہ مین داخل ہونا۔ اورنگ زیب کا مراد کو قید رکھنا۔ امرا شاہجہانی۔ شاہ نہر لاہور۔ شاہجہانی عمارتین۔ قلعہ و شہر شاہجہان آباد۔ جامع مسجد شاہجہان آباد۔ روضہ ممتاز محل تخت طاوس۔ شاہجہان آباد مین شاہجہان کا جشن۔ وسعت و انتظام سلطنت و دولت۔ خلاصہ حال شاہجہان۔ ۷۲۸ - ۸۴۱۔

ابوالمظفر محی الدین عالمگیر بادشاہ غازی

سلیمان شکوہ کا حال۔ داراشکوہ کا حال اور اورنگ زیب کا تعاقب۔ بادشاہ کا ملتان سے لاہور مین آنا۔ لاہور سے دہلی جانا۔ مرزا شجاع سے لڑنیکے لئے بادشاہ کا جانا۔ اورنگ زیب اور مرزا شجاع کی لڑائیان۔ راجہ جسونت سنگھ کا آگرہ مین آنا اور راٹھور واڑ جانا۔ قلعہ الہ آباد کا قبضہ مین آنا۔ داراشکوہ کا گجرات مین آنا اور وہان اوسکا لوگون کا بادشاہ ماننا۔ راجہ جسونت سنگھ کا بادشاہ سے ملنا اور داراشکوہ سے لڑنا۔ دارا کی شکست اور بادشاہ کی فتح۔ داراشکوہ کی مصیبتین گجرات بھاگنے مین۔ ڈاکٹر برنیر کی ملاقات۔ احمد آباد کی دروازون کا بند ہونا اور داراشکوہ کا بگڑ جانا۔ داراشکوہ کا دہلی مین آنا اور اوسکا مارا جانا۔ مرزا شجاع کی لڑائیان شاہزادہ محمد سلطان اور معظم خان سے۔ شاہزادہ محمد سلطان کا مرزا شجاع سے ملنا اور اور واقعات کا خاتمہ۔ اکبرنگر پر تصرف مرزا شجاع کا۔ شاہزادہ محمد سلطان کا معظم خان کے لشکر مین آنا اور مرزا شجاع کا خاتمہ۔ سلیمان شکوہ کا مقید ہونا۔ مراد کا قید مین مارا جانا۔ بادشاہ کی علالت و صحت۔ ۸۴۱ - ۸۸۰

دکن کی فسادون اور مرہٹون کا بیان

اور تعلیم

مرہٹیون کے ملک کا بیان۔ مرہٹونکی قومیت کا بیان۔ خاندان بھوسلا کا بیان۔ سیلوجی کی کرامات

سیواجی کا لٹیرا پن۔ سیواجی کے یار و مددگار۔ پہاڑی قلعوں پر سیواجی کا قبضہ۔ باپ کی جاگیر پر قبضہ۔ والی بیجاپور سے پہلی بغاوت۔ ساہوجی کا قید ہونا اور چھوٹنا۔ سیواجی کے نئے حملے اور اورنگ زیب سے معاملات۔ افضل خان کا سیواجی سے لڑنے کے لئے بیجانا۔ علی عادل شاہ کی ایک اور فوج کشی۔ دوبارہ علی عادل شاہ کا فوج کا بیجانا۔ والی بیجاپور سے صلح سیواجی کی۔ سیواجی اور بادشاہ کی لڑائیاں۔ سورت کا لوٹنا۔ ساہوجی کا مرنا۔ سمندری مہمات سیواجی اور بادشاہ کی صلح ۸۸۰-۹۰۶

بادشاہ کی دکن میں مہمات اور واقعات متفرقہ

بیجاپور والوں سے بادشاہ کی لڑائیاں۔ سیواجی کا دلی میں آنا اور بھاگنا۔ شاہجہان کی وفات۔ واقعات متفرقہ قلعہ بالا مؤ پر بادشاہ کا قبضہ۔ زمیندار جام سے لڑائی۔ تبت بزرگ کی امید کی تابعداری اور وہاں اشاعت اسلام کا فروغ۔ چاگام کی فتح۔ عالمگیر کی سلطنت کا عروج۔ شاہ ایران سے بے لطفی۔ بادشاہ کی والی بیجاپور سے معاملات۔ سیواجی کی ترقی۔ سیواجی اور بادشاہ کی صلح۔ صلح کا ٹوٹنا اور سیواجی کا قلعوں اور ملک کا فتح کرنا۔ بادشاہی فوج کی شکست۔ شمالی و مشرقی پٹھانوں سے لڑائیاں۔ بستنامی فرقہ کا بیان۔ جزیہ۔ ایام اور وضع حشم کا بدلنا۔ ہزاریکی منصبوں کا کم ہونا۔ بادشاہ کا تشرع۔ بادشاہ کی ہندو سے مخالفت۔ راجپوتوں سے بگاڑ۔ شاہزادہ اکبر کا راجپوتوں سے ملنا اور جنگ راجپوتان ۹۰۶-۹۳۳

معاملات دکن اور باقی حال عالمگیر کی سلطنت کا

سیواجی کا راجہ بننا۔ سیواجی کا حملہ مغلوں کے ملک پر۔ گولکنڈہ پر دلیر خان کا حملہ۔ سنبھاجی کا بادشاہ سے ملنا اور پھر باپ پاس آنا۔ بیجاپور کا محاصرہ۔ سیواجی کی موت اور اسکی خصلت اور انتظام سپاہ و ملک۔ سنبھاجی کا قید ہونا اور اوسکا راجہ ہونا اور اوسکی ظلم کرنا اور سلطنت کا انتظام نکرنا۔ بادشاہ کی مہمات دکن۔ سرشوں بننے

اول والی لڑائیان - گولکنڈہ اور حیدرآباد کی فتح کے لیئے بادشاہ کا خود جانا - شاہزادہ محمد معظم بہادر شاہ کا قید ہونا - ان فتوحات کا اثر اور دکن کی بی انتظامی - ان فتوحات سے جو فائدہ بادشاہ کو ہوا - سنبھاجی کی نا لائقی اور شاہزادہ اکبر کا بھاگنا اور سنبھاجی کا گرفتار ہونا - راے گڈھ کا فتح ہونا - اجارام کا بھاگنا اور اور معاملات - جنجی کے محاصرہ کا بیان - مرہٹوں اور مغلوں کے فوجوں کا طرز اور انداز - جنجی کا محاصرہ اور مزاکام بخش - مرہٹوں کی آپس کی نا اتفاقی - اجارام کا حال - مغلوں کی فتوحات کے بادشاہ کا جانا - بادشاہ کی ہمت اور استقلال کا بیان - بادشاہ کی جزئیات پر نظر - اورنگ زیب کے حزم و احتیاط سخاوت اور عزیز اور اقارب کے ساتھ سلوک آخر وقت میں اورنگ زیب کی سلطنت کی بی انتظامی کا بیان - بادشاہ کی وفات - عہد عالمگیری کی تصنیفات - اورنگ زیب کی سلطنت کا خلاصہ حال - سکا مال ۹۳۴-۹۹۱

بہادر شاہ کی سلطنت کا بیان

شاہزادہ اعظم و معظم کی لڑائی - معظم شاہ کی فتح - مزاکام بخش کی سرکشی دکن میں اور اوسکی شکست اور وفات - مرہٹوں کا حال اور اوسکے ساتھ معاملات بادشاہ کے - راجپوتوں کے ساتھ معاملات - ۹۱۷ - ۹۹۷

سکھوں کا حال

گرونانک کا حال - گرو گوبند - بادشاہ سے لڑائی - بادشاہ کی وفات - ۹۹۷-۱۰۰۱

معزالدین جہاندار شاہ کی سلطنت

بہادر شاہ کی بیٹوں کی لڑائیان - جہاندار کا بادشاہ ہونا - لال کنور - زہرہ - شاہزادہ فرخ سیر کی سرکشی بنگال میں اور بادشاہ سے لڑائیان - ۱۰۰۱-۱۰۰۶

فرخ سیر کی سلطنت کا بیان

فرخ سیر کا بادشاہ ہونا - میر جملہ مجید اللہ کا بڑھنا - فرخ سیر کی سازش اور سید حسین علیخان کا راجہ اجیت سنگھ سے لڑنے جانا - فرخ سیر اور سادات کے درمیان افراتفش منازعات بادشاہ کے ساتھ سادات کے

تجدید عہود - فرخ سیر کی شادی راجہ جیت سنگھ کی بیٹی سے - امیر الامرا حسین علیخان بہادر کا سفر دکن میں اور داؤد خان پر فتح پانی - عبد الصمد خان کا فتح پانا سکھوں کے گرو بندا پر - مرہٹوں کی ترقی - بادشاہ کی دربار کی کیفیت اور سید عبد اللہ خان قطب الملک امیر الامرا کا شاہجہان آباد میں آنا - بادشاہ کا قید ہونا - اور اوسکا مارا جانا مختلف حالات سلطنت شمس الدین رفیع الدرجات و محمد رفیع الدولہ - ۱۰۰۶ - ۱۰۲۸

محمد شاہ کی سلطنت کا بیان

محمد شاہ کا بادشاہ ہونا - فسادات بمقام صوبہ لاہور کی سرکشی - کشمیر کی بغاوت - نظام الملک آصف جاہ اور سادات کی منازعت - نظام الملک کا دربار سے برداشتہ ہو کر پار ہونا - سیدوں کی سپاہ کا شکست پانا - عالم علیخان اور نظام الملک کی لڑائی - بادشاہ کی ہشیاری - سعادت خان - امیر الامرا کا دکن کا جانا اور قطب الملک کا شاہجہان آباد میں آنا - امیر الامرا سید حسین علیخان کا مارا جانا - عزت خان کا بادشاہ پر چڑھنا - قطب الملک کو بھائی کی موت کی خبر پہنچنا - سلطان ابراہیم کا کوچ کرنا اور محمد شاہ سے لڑنا - محمد شاہ کی اقتدار کا آغاز - میر محمد حسین کا مذہب جدید - راجہ جیت سنگھ سے منازعت کا ہونا - آصف جاہ کی وزارت اور بادشاہ کی حالت بہتر ہونے کے جاٹوں سے لڑائی - آصف جاہ کا آزردہ ہونا اور دکن میں جانا - اور آصف جاہ اور مبارز خان صوبہ دار برہان پور کی لڑائی - مرہٹوں کی سلطنت کی حالت - بالاجی بشنا جی پیشوا کا حال اور انتظام - باجی راؤ - شاہو کی حقیقت اور پیشوائی کی لیاقت - آصف جاہ کا اپنے چچا حامد خان کو فساد پر برانگیختہ کرنا اور سربلند خان کا صوبہ دار ہونا - دربار کی کیفیت اور راجہ ابھی سنگھ کا صوبہ داری گجرات پر جانا - آصف جاہ کا فساد ڈلوانا اور اپنی سلطنت کا جمانا - سربلند خان اور مرہٹوں کی شرائط صلح اور اوسکا نتیجہ - آصف جاہ اور باجی راؤ کی ملاقات - ہولکر اور سندیا - راجہ ابھی سنگھ کا حال اور اوسکی صوبہ داری گجرات مالوہ کی صوبہ داری گجرات پر باجی راؤ کا مقرر ہونا - محمد خان بنگش اور بندیلوں کی لڑائی اور مرہٹوں کا دخل

باجی راؤ کا دہلی جانا اور آصف جاہ کا دکن سے آنا اور سعادت خان کا مرہٹوں کو شکست دینا۔ ۱۰۲۸-۱۰۷۵

نادر شاہ کا دور

ایران پر افغانوں کا قبضہ۔ نادر شاہ کی ترقی کا بیان۔ نادر شاہ کا حملہ ہندوستان پر۔ ۱۰۷۵-۱۰۹۱

ملک بنگال کا بیان

محمد علی وردی خان اور شجاع الدولہ داماد جعفر خان کا بیان۔ شجاع الدولہ کا مرنا۔ اور محمد علی وردی خان کی لڑائی سرفراز خان سے اور اوس کا انجام۔ مرہٹوں کا ملک بنگال میں غدر مچانا۔ مصطفےٰ خان سے علی وردی خان کا بگاڑ اور اوسکا انجام۔ ہیبت جنگ اور مصطفےٰ خان کی لڑائی اور اوسکا انجام۔ علی وردی خان کی بہر مرہٹوں سے لڑائی۔ علی وردی خان کے برخلاف شورشیان۔ خصلت و وفات محمد علی وردی خان۔ ۱۰۹۱-۱۱۰۳

دکن کے معاملات

نادر شاہ کے جانیکے بعد شاہجہان آباد کا حال۔ مرہٹوں کے معاملات۔ آصف جاہ کے ملک پر باجی راؤ کا حملہ کرنا اور شکست کھانا اور اوسکے مصالحہ کا دکن کی لڑائیاں۔ باجی راؤ کی دشمن بالاجی کی جانشینی کے خلاف سازش۔ متفرقات۔ بالاجی کا مالوہ پر قبضہ ہونا۔ مرہٹوں کا ملکی انتظام۔ آصف جاہ کی موت۔ آصف جاہ اور باجی راؤ پیشوا۔ راجہ شاہو کا مرنا اور جانشینی کیوسطے جھگڑا ہونا۔ نادر ابادی کا فساد۔ ۱۱۰۲-۱۱۱۳

روہیلوں کا بیان

دہلی کا بیان۔ روہیلوں کا عروج۔ ۱۱۱۳-۱۱۱۵۔ **احمد شاہ کا حملہ ہندوستان پر**

احمد شاہ کا حال۔ اوسکی سلطنت کا بیان۔ روہیلوں کی لڑائیاں۔ حاکم الہ آباد کا شکست پانا۔ احمد شاہ درانی کا حملہ۔ صفدر جنگ اور غازی الدین عماد الملک کا حال۔ خاص اور بخلافہ کا فساد۔ غازی الدین خان کی لڑائی جاٹوں سے۔ بادشاہ کا قید ہونا۔ عالمگیر ثانی کی سلطنت کا بیان۔ غازی الدین کے مہم لاہور پر۔ احمد شاہ ابدالی کا شاہجہان آباد میں آنا۔

وزیر کا دلی آنا اور مرہٹوں کا ساتھ لانا۔ کھونا تہ کا قبضہ پنجاب پر۔ مرہٹوں کا ارادہ کل ہندوستان میں فتح کرنیکا مسلمانوں کا متفق ہوکر اونکا مقابلہ کرنا۔ احمد شاہ درانی کا ہندوستان آنا۔ عالمگیر ثانی کا قتل۔ ہندوستان خاص میں مرہٹوں کی فوج کا احمدہ کی سپاہ سے پراگندہ ہونا۔ احمد شاہ و شجاع الدولہ کا ملنا۔ مرہٹوں کا حال۔ سدا شیو اور عرف بھاؤ اور بسواس راؤ کا لشکر لیکر دکن سے آنا۔ اور شاہ ابدالی سے شکست پانا۔ احمد شاہ اور بھاؤ کی لڑائی کا خاتمہ۔ احمد شاہ درانی کا واپس جانا۔ عماد الملک کا حال ۱۱۶۸-۱۱۷۵

شاہ عالم کی سلطنت

سنہ نہ دگی کا بیان۔ بادشاہ کی خصلت و لیاقت۔ بھاؤ کی لڑائی۔ شجاع الدولہ وزیر کا دلی آنا اور بادشاہ سے ملنا۔ بادشاہ اور انگریزوں کی صلح۔ بادشاہ کا الہ آباد میں رہنا۔ نجیب الدولہ کے معاملات دہلی میں۔ نجیب الدولہ کی جانوں کے ساتھ لڑائی۔ شاہ ابدالی کا آنا اور سکھوں کا شکست دینا۔ مرہٹوں کا تیور اور روہ کا چھیننا۔ بطبہ خان کا دلی پر مرہٹوں سے لڑنا۔ بادشاہ کا دلی میں آنا۔ مرزا نجف خان کا حملہ بطبہ خان پر۔ مرزا نجف خان کا حال۔ سہیلوں اور شجاع الدولہ کی صلح دلی کے قریب لڑائی اور ضابطہ خان کا امیر الامرا ہونا۔ مرہٹوں اور مرزا نجف کا ملاپ۔ سہیلوں سے لڑائیاں۔ مرزا نجف خان کا دلی میں بحال ہونا۔ مرزا نجف خان کے جالوں سے لڑائیاں۔ الاحمد خان کی سازشیں اور اوسکی سکھوں سے لڑائی۔ نجف خان کا دلی آنا اور سکھوں کا شکست دینا۔ شمرو کا مرنا اور اوسکی بیگم کو سرت کا ملنا۔ مرزا نجف خان کی وفات اور مرزا شفیع اور اسماعیل خان کا آپس میں لڑنا۔ مرزا نجوان بخت کا دلی سے بھاگ کر انگریزوں میں جانا۔ بادشاہ کا ہیبت سیندھیا کا دلی پر قابض ہونا۔ غلام قادر کا باپ کی جگہ بیٹھنا۔ مرزا نجوان بخت کا لکھنؤ چھوڑنا اور انگریزوں کا جانا۔ ملکی اور جنگی انتظام سیندھیا۔ جیپوتوں کا اتفاق اور لال سوت کی لڑائی۔ غلام قادر کا دلی میں آنا اور امیر الامرا ہونا۔ راجپوتوں کا امداد کیلئے بادشاہ کا جانا۔ مرزا نجوان بخت کا دلی میں آنا اور بنارس میں مرنا۔ رانا خان اور اسمٰعیل بیگ کی لڑائی۔ شاہ عالم کی آنکھوں کا نکلنا۔ مرہٹوں کا غلام قادر سے لڑنا اور اوسکو پکڑ کر مارنا۔ ۱۱۷۸-۱۱۸۵۔

ابو النصر معین الدین اکبر شاہ ثانی ۱۱۸۵ صفحہ سے ۱۱۸۷ تک

محمد سراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ ۱۱۸۷ سے ۱۱۹۰ تک

خاتمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہل اسلام کا حملہ ملک سندھ پر

۲
محمد ارشد الہ کاظمی
۱۳۲۵ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوم

پہلے مسلمانون کا عہد حکومت ہندوستان مین

فصل اول

پہلے مسلمانون کے حملے

سنہ ۶۳۶-۱۱۸۶ع

طبقات تاریخ وترقی اسلام

پہلے مسلمانونکا جو عہد سلطنت ہندوستان مین گذرا ہی اوسکے تاریخ کے پانچ طبقے ہین طبقۂ اول اسمین ذکر اون حملونکا ہی جو مسلمانون نے اول اول ہندوستان پر کئے۔ اور اوسمین کوئی بالاستقلال سلطنت اونکی یہان نہ قایم ہوئی بلکہ فقط یہہ ہوا کہ وہ یہان آئے کچھ ہندو مسلمان بنائے۔ کچھ غنیمت لیگئے۔ کچھ ادمیونکو لونڈی غلام بناکر رستہ لیا ایسے حملونکا اثر کبھی کچھ رہا کبھی کچھ نرہا۔ یہہ وہ زمانہ ہی جسکا ذکر تیرہوین فصل مین باب دوم کے کیا گیا۔

طبقہ دوم اسمین اوس زمانہ کا ذکر کیا جاتا ہی کہ جسمین سلطان محمد غوری نے اہل اسلام کی ریاست بالاستقلال یہان قائم کی اور اوسکے غلاموں نے یہان فرمان روائی کی۔ ان غلاموں کی سلطنت مین سلطان التمش اور بلبن کی پادشاہی بڑی کروفر کے ساتھ ہوئی ابتدا اس زمانہ کی سنہ ۱۱۹۳ء اور انتہا سنہ ۱۲۸۶ء

طبقہ سوم اس مین خلجیونکی سلطنت دہلی کا حال بیان کیا جاتا ہی۔ یہہ زمانہ تھوڑے مدت تک سنہ ۱۲۹۰ء سے سنہ ۱۳۲۰ء تک رہا اس عہد کی بڑی بات یہہ ہے کہ مسلمانون کی تسلط مین دکھن بھی آگیا سلطان علاء الدین اس خاندان کا بڑا بادشاہ گذرا ہی

طبقہ چہارم تغلق کے خاندان کا بیان محمد شاہ کی وفات تک ہوتا ہی۔ یہہ وفات سنہ ۱۳۵۱ء مین واقع ہوئی۔ اسوقت مین مسلمانونکی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہوکر تباہ ہوگئی تھی۔ مگر خاندان مغلیہ نے ان ٹکڑونکو جوڑکر پھر سلطنت کو قائم کیا۔ اس خاندان کے تاجدار دو تھے محمد بن تغلق اور فیروز شاہ ہر تاج تھے۔ اونکی سلطنت کی مدت بھی دراز تھی طبقہ پنجم مین اول سادات کی سلطنت کا ذکر ہی۔ اور پھر خاندان لودی کی حکومت کا بیان ہوتا ہی۔ سیدونے سنہ ۱۴۱۴ء سے سنہ ۱۴۵۱ء تک اور بعد اسکے لودیون نے سنہ ۱۵۲۶ء سلطنت کی۔ اس سنہ سے خاندان مغلیہ کا ستارۂ اقبال طلوع ہوا۔

اہل اسلام سنہ ہجری اوس روز سے شمار کرتے ہین کہ رسول خدا مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ مین تشریف لائے۔ یہی روز تاریخ اسلامی کا اول دن ہے اسلام تھوڑے دنون مین کہین سے کہین پھیل گیا۔ ۹ سنہ ۱۰ ہجری مین سارے اہل عرب نے اسلام قبول کیا۔ کچھ تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ مصر اور شام اور ایران مین اور اوسکے قرب اور جوار کے ملکون مین ممالک متوسطہ ایشیا مین ریاست اسلام کی بنیاد پختہ

ہوگئی - قمر اسلام کی شعاعین دور دور پہونچنے لگین - اسوقت ہمکو فقط تاریخ ہند لکھنی منظور ہی اسلئے ہم بالترتیب وہ حال لکھتے ہین - جس سے معلوم ہو کہ خلفاء کبار کے خلافت مین ہندوستان سے اسلام کا کیا تعلق پیدا ہوا - **اول عرب کے حملے**

حضرت عمر کی خلافت مین سنہ ۱۵ ہجری یا سنہ ۶۳۶ء یا سنہ ۶۳۸ء ہندوستان پر بحر عمان کی راہ سے لشکر اسلام آیا - اور بنبئی مین ٹانا تک جا پہونچا - اس مہم کی اجازت عمر سے نہین لیگئی تھی - عثمان بن عبسی ثقفی حاکم بحرین اوعمان نے اپنی طرف سے جہاز بھیجدیے تھے - اسلئے خلیفۂ دوم نے اس حاکم کے نام خط لکھا کہ ای برادر ثقفی تو نے لکڑی مین کیڑا لگا دیا - بخدا اگر اس مہم مین میرے آدمی مارے جاتے تو تیرے قبیلہ سے اوتنے آدمی لیکر قتل کرتا - ان خلیفہ کو مہمات بحری کا شوق نہ تھا - اونھون نے ابو موسی اشعری حاکم فارس کو لکھا کہ ہندوستان کا حال حتی الوسع دریافت کرکے اطلاع دی - اس حاکم نے جواب مین لکھا کہ ہندوستان کا سلطان قوی متکبر اور خبیث الباطن اور بت پرست ہی - اسپر خلیفہ نے فرمایا کہ ہندوستان پر جہاز نکیا جائے - بہت سی ہاتھی ہندوستان سے غنیمت مین آئے تھے - اونکی نسبت یہہ حکم ہوا کہ اس ملک مین یہہ جانور کام نہین آتا - اگر اوس ملک مین لوگ لین تو بیچ لے جائین - اور روپیہ اونکا فوج مین تقسیم ہو - شہر بصرہ کی بنیاد بھی اونکی خلافت مین اس نظر سے ڈالی گئی کہ فارس اور ہند کا راستہ قبضہ مین آجائے اور اہل فارس کے بھاگ جانے کا یہہ دروازہ بھی بند ہو جائے - یہہ حال خلیفۂ دوم کی خلافت مین گذرا - اب خلیفۂ سوم حضرت عثمان رض کے عہد خلافت مین فوج کشی سے پہلے حاکم عراق کے نام حکم آیا - کہ وہ ہند کی سرحد کا حال دریافت کرکے لکھے - اس حاکم نے حکیم ابن جبلۃ

العبدی کو یہان بہیجا۔ وہ یہانکا حال دریافت کرکے عراق گیا اور وہان سے خلیفہ
کی خدمت مین بہیجا گیا۔ جب وہان پہونچا تو خلیفہ نے پوچہا کہ ہند کا حال کہو۔ اوسنے عرض
کیا کہ ملک ویران ہی۔ سرزمین خراب ہے۔ پیداوار اچہا نہین۔ نہ پانی میٹہا ملتا ہی۔
نہ اچہے اچہے میوہ کہانے کو آتے ہین۔ آدمی وہان کے غدار اور چور ہین۔ تہوڑی
فوج وہان روانہ ہو تو یہہ غذا کہا جائے۔ اور اگر زیادہ فوج جائی تو کہانے پینے کے ہاتہہ سے
تنگ ہوکر طعمۂ اجل بن جائے۔ اوسپر خلیفہ نے فرمایا کہ کیا یہہ حال سچ ہی یا مبالغہ
ہی۔ اوسنے جواب دیا جو حال مجہے معلوم تہا وہ عرض کیا۔ اس سبب سے اور اس وجہ سے بھی
کہ مسلمانون مین باہم خود نزاع تہا اہل اسلام ہندوستان کی طرف متوجہ نہوی۔ اب
خلیفۂ چہارم جناب علی مرتضیٰ کی خلافت مین حارس حضرت کے حکم سے سندہ کے سرحد
پر آیا۔ اور فتحیاب ہوا۔ بہت غنیمت لیکر چلا گیا۔ کچہہ ہندونکو مسلمان بہی بنایا۔ کچہہ
قیدی ہاتہہ لگے اونکو لونڈی اور غلام بنایا۔ ایک دن ہزار آدمیون کا سر اڑادیا۔
مگر اوسکا خود بہی قیقان مین ہمراہیون سمیت سنہ ۶۶۲ ع ۴۲ ہ مین سر اتارا گیا۔ یہہ حال
خلفاء اولین کے عہد مین گذرا۔ اب زمانہ معاویہ ابن ابی سفیان کی خلافت کا آیا۔
اسمین مہلب بن ابی صفرہ ایک کہ عرب کے امرا کبار مین سے تہا۔ کابل اور زابلستان سے
جدا ہوکر ہندوستان پر حملہ کیا۔ دس بارہ ہزار آدمیونکو اسیر کرکے لیگیا۔ غرض اوسکے
آنے سے یہان یہہ تہی کہ ملتان اور کابل کے درمیانی ملکون کا حال دریافت کرے
مگر یہانکا حال اوسنے ایسا لکہا کہ جسسے مسلمانونکا شوق ہندوستان لینے کا کچہہ نہ بڑہا
اور اہل عرب کا ارادہ کبہی ہندوستان کے شمالی جانب کا نہ ہوا۔ غرض اس زمانہ مین
ایسے ہی حملے ہوتے رہے کہ جب مسلمان آئے فتحیاب ہوئے۔ کچہہ لوگونکو مارا کچہہ آدمیونکو

مسلمان بنایا - کچھ غنیمت لی - کچھ اسیر کئے گئے - اور واپس چلے گئے -

اب ۹۱ھ ۷۱۲ء مین خلیفہ ولید کا عہد آیا اس خلیفہ نے حجاج کو اپنی وزارت کے عہدہ سے معزول کرکے عراق کا حاکم مقرر کیا - یہہ حجاج وہی ہے جسکا ظلم و ستم حاتم طائی کی سخاوت سے کم مشہور نہین - اس خلیفہ کے عہد مین جنگ عظیم اہل ہند کے ساتھ ہوئی ہین - لڑائی یون ہوئی کہ راجہ سیلون نے یہہ چاہا کہ مین بھی حجاج کا مورد عنایت ہون اسلئے بہت سے تحائف آٹھ جہازون مین بھرے - اور جو مسلمان سودا گر اوسکی عملداری مین رہتے تھے - اونکے بچے یتیم ہوگئے تھے - وہ بھی ان جہازون مین سوار کردئے - حبشی لونڈی غلام بھی تحفہ تحائف مین تھی - کچھ مسلمان بھی حج کے ارادہ سے اونمین سوار تھی - غرض جب یہہ جہاز چلتے چلتے دیبل کے بندر یعنی کراچی بندر پر پہونچے - وہان سمندری قزاقون نے اونھین پکڑ لیا - اور لوٹ لیا - عورتین حجاج حجاج کہہ کر چلائین مگر وہان حجاج کہان تھا - اسوقت یہہ حصہ ہندوستان کا ایک ہندو راجہ کے قبضہ مین تھا - الرہا الور جسکو اب بھکر سکر کہتے ہین اوسکا دارالخلافہ تھا - سندھ اور ملتان اور شمالی اٹک کے پاس کا میدان کالا باغ کے پہاڑون تک اوسکے تحت حکومت تھا - اور تمام ملک اوسکا رشتہ دارون پر اس طور سے منقسم تھا - جسطور سے کہ اب تک راجپوتون مین ملک تقسیم ہوتا ہے - کہ کہین بہتیجا راجہ کہین بہانجا اور علی ہذا القیاس اوسکے عملداری مین بڑے آباد شہر برہمن آباد اور نیرون (جسکو اب سندہ کا حیدرآباد کہتے ہین) - اور ملتان تھے - اس راجہ کا نام داہیر تھا - اس کے پاس حجاج نے قاصد بھیجا کہ ہمارے جہاز تم پھیر دو - اوسپر راجہ نے معذرت کی کہ جہازونکو سمندری چورون نے پکڑا ہے اور عورتونکو بھی وہی لیگئے ہین - اونپر میرا

بس کچھ پہنین چلتا۔ مگر یہہ عذر اہل اسلام کے نزدیک مقبول نہ ٹہہرا۔ فوراً حجاج نے اپنے بھتیجے اور داماد محمد بن قاسم کے نام حکم صادر فرمایا کہ لشکر جمع کرکے سندہ پر حملہ کرو۔ اسوقت محمد بن قاسم فارس مین تھا۔ چھہ ہزار شامیون کی فوج اوس پر جمع ہونے کا حکم ہوگیا۔ یہہ سب اجتماع لشکر کا شیراز مین ہوا۔ اس لشکر کے لئے اسباب آسایش اور آرام کے تیار کرنے کا یہانتک اہتمام کیا کہ سوئی تاگا تک بھی لشکر کے ساتھہ بھیجا گیا۔ اور حجاج نے پہنی ہوئی روئی کو سرکہ مین بھگوایا اور خشک کیا اور لشکر کے ساتھہ بھیجا۔ کہ اگر کہین سپاہیون کو سندہ مین سرکہ نہ ملے۔ تو اپنے کھانے کو سرکہ کی چاشنی سے مزہ دار کرنے کے لئے اول روئی کو پانی مین بھگوئین پھر اس پانی سے کھانا پکائین۔ بعض یہہ کہتے ہین کہ جب محمد قاسم نے سندہ سے لکھا کہ سرکہ یہان نا پید ہے۔ اوسوقت اوسنے یہہ روئی بھیجی۔ غرض محمد بن قاسم ایک سترہ برس کا نوجوان اس لشکر کو ہمراہ لے روانہ ہوا۔ اور کران مین ہوتا ہوا اور ارمائیل کو فتح کرتا ہوا۔ دیبل کے سامنے آموجود ہوا۔ اور محاصرہ شروع کردیا۔ اوسکے ساتھہ خلیفہ کے خاصہ کا ایک منجنیق تھا کہ عروسک اوسکا نام تھا۔ اوسسے پتھر پھینکتے تھے۔ پانسو آدمی اوسے کھینچتے تھے۔ غرض اس منجنیق کو دیبل کے سنگسار کرنے کے لئے لگا دیا۔ محمد بن قاسم نے لشکر کو یہان قرینہ اور ترتیب سے اوتارا۔ لشکر کے گرد خندق کھدوائی۔ نیزہ برداروں کے محافظ مقرر کئے۔ جگہ جگہ علم ایستادہ کئے۔ وہان جو اجوا فوج کو جو اس علم سے متعلق تھی اوتاری۔ دیبل مین بڑا عالیشان مندر تھا۔ اوسپر اونچا جھنڈا کھڑا تھا۔ اوسکا پھریرا جب ہوا مین پھرتا تو سارے شہر پر اپنا سایہ ڈالتا۔ اوسکے نیچے ایک بت تھا۔ یہان کا حال دہ بہ دہ تیسرے روز حجاج کو لکھا جاتا تھا

چنانچہ اس جھنڈے کی یہی کیفیت لکھی گئی۔ اور صلاح اور تدابیر ہمیشہ وہان سے پوچھی جایا کرتین۔ ایک دن وہان سے خط مین لکھا آیا کہ منجنیق کے پایہ کو نیچا کرکے اس جھنڈے کو نشانہ بناکر اوڑا دو۔ یہی کیا گیا۔ اس جھنڈے کا ٹوٹنا کیا تھا۔ گویا مخالفون کا دل ٹوٹنا تھا۔ جسوقت وہ دو ٹکڑے ہوا۔ سب ہندون نے جامہ یکفن پہن لیا۔ اور باہر آکر مسلمانون سے لڑنے لگے۔ مگر شکست ہوئی۔ جو یہان رئیس راجہ داہر کی طرف سے مقرر تھا وہ بھاگ گیا۔ مسلمان زینہ لگاکر اوپر چڑھ گئے۔ پھر شہر فتح ہوگیا۔ تین روز تک قتل ہوتا رہا۔ یوجارے سیکڑون مارے گئے۔ مال اسباب بہت سا غنیمت مین ہاتھ آیا۔ پانچوان حصہ خلیفہ کے واسطے رکھا گیا۔ باقی فوج مین تقسیم ہوا۔ محمد بن قاسم نے چار ہزار مسلمانون کی ایک جگہ چھاونی ڈالی اور مسجد بنوائی۔

اب یہان سے محمد بن قاسم نیرون کو روانہ ہوا وہان کے لوگون نے دو پروہت صلح کا پیغام لیکر اوسکے پاس بھیجی۔ اوسنے اونکے پیغام کو منظور کرلیا۔ اونھون نے بہت سا اسباب اور سامان رسد لشکر کے لئے طیار کرکے محمد بن قاسم کے پاس بھیجدیا۔ وہ شہر مین گیا۔ اور لوگون پر جزیہ مقرر کیا۔ اور آگے بڑھا۔ ساہ بن پر پہونچا۔ اوسکو لے لیا۔ پھر مہران کے کنارون پر پہونچا اور یہان قیام کیا۔ جب راجہ داہر کو یہان پہونچنے کی خبر پہونچی تو وہ جنگ کے لئے آمادہ ہوا۔ محمد قاسم نے محمد بن منشعب بن عبدالرحمن ثقفی کو گدھے اور گھوڑون کے سوارونکے ساتھ ہندوستان کی طرف بھیجا۔ یہان کے لوگون نے امان چاہی۔ اونپر جزیہ مقرر کیا۔ اور ضامن اونسے لئے۔ اور صلح کرلے گئے۔ اور پھر یہ سردار محمد بن قاسم کے پاس واپس آیا۔ اور چار ہزار جاٹون کو اپنے ہمراہ لایا۔ اور ہندوستان مین ایک حاکم اپنی طرف سے مقرر کرایا۔

محمد قاسم اس منصوبہ مین ہوا کہ مہران سی کہین پار اُتر ئے۔ اوسنے کشتیونکا پل بنانا شروع کیا۔ راسل راجہ کیکسا جسکی علداری مین اس پل سی عبور ہونا اوسکے بنانے مین خلل انداز ہوا محمد قاسم نے کشتیونکو وہان سے ہٹاکر اور منافق دریا کے عرض کے اوسکو جوڑ کر اور آگے تیر انداز کو بٹھاکر مخالفین کو تیرون سی چھید ناہلوپار اتر آیا۔ اوسنے گاڑکر پل کو مستحکم کر لیا۔ پھر اوپر سوار اور بار برداری آتار کر لیگئے۔ لڑائی خوب دشمنون سے ہوئی۔ اون سب کو بھگا دیا۔ اور جہلم تک اونکا تعاقب کیا۔ راجہ داہر پاس جو شخص اس شکست کی خبر لایا۔ اوسکو اوسنے مار ڈالا۔

اہل عرب کی فوج کا آگے بڑہنا

اب اہل عرب کے گھوڑے سارے لوہی مین ڈوبے ہوئے تھے۔ اور وہ دشمنونکا پیچھا کرتے ہوئے قلعہ بیت تک پہونچے۔ وہان دم لیا۔ اسباب سارا اپنا قلعہ مین رکھا۔ پھر اس قلعہ سی محمد بن قاسم راور کی طرف گیا اور جیور یعنے جے پور پہونچا۔ راور اور جی پور کے درمیان ایک تالاب تھا اوسپر راجہ داہر نے مقابلہ کرنے کے واسطے ایک سپاہ متعین کر رکھی تھی۔

صلح راجہ راسل اور محمد بن قاسم کی

اب راجہ راسل نے نہایت ادب و عجز کے ساتھ محمد بن قاسم سے صلح کا پیغام بھیجا اور وعدہ مستحکم کیا کہ مین کبھی آپ کی اطاعت سی سرتابی نہین کرونگا۔ ہمیشہ آپ کی مرضی کے موافق ہر کام کرتا رہونگا۔ محمد بن قاسم نے اوسکی درخواست منظور فرمائی مگر راسل کے ہاتہہ سے ملکی کام مکاکے ہاتہہ مین گیا۔ ان دونونے محمد قاسم کو آگے بڑہنے کی صلاح دی۔ چنانچہ محمد بن قاسم آگے بڑہا۔ یہہ دونو اوسکو جے پور مین لے آئے۔

جی پور مین محمد قاسم کا پہونچنا

راجہ داہر کو اب خبر پہونچی کہ محمد بن قاسم عرب کا لشکر لیکر جی پور مین آپہونچا۔ وزیر سے سا کر تو اس خبر کو سنکر آہین سرد کھینچ کر کہنے لگا۔ کہ ہائے افسوس ہم غارت اور تباہ ہوئے۔ دشمنون کا مقام جی پور مین ہو تو اونکے جیتے ہونے مین کیا شبہہ ہے۔ داہر نے جب وزیر کی یہہ بات سنی تو خفا ہو کر کہنے لگا کہ دشمنونکا مقام جی پور مین نہین۔ بلکہ ہڈواری مین ہے۔ جہان اونکی ہڈیان پڑی سڑا کرین گی۔ اب داہر یہان سے پریشان خاطر ہو کر راور کے قلعہ مین پہونچا۔ اس قلعہ مین سب اسباب جنگ کو محفوظ کر کے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر اہل عرب کے لشکر سے جا پڑا۔ اب راجہ نجومیون سے پوچھتا ہے کہ آج کا دن لڑائی کے لئے مبارک ہے۔ دساسول کی طرف ہے۔ دونون لشکرون مین کسکی فتح ہے۔ اور انجام کار کسکا اچھا ہے۔

نجومیونکی پیشین گوئی

جوتشیون نے بچار کر کے کہا کہ گنت سے تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل عرب کو فتح ہو دساسول اونکے پیچھے ہے۔ اور آپکے سامنے ہے۔ یہہ سنکر راجہ داہر ڈرا خفا ہوا۔ اوسپر نجومیون نے کہا کہ آپ غصہ کیون ہوتے ہین ایک دساسول سونے کا بنوا کر زین کے پیچھے چمڑی مین باندہ لین۔ دساسول پیچھے ہو جائیگا۔ آپ کی فتح ہو جائیگی۔ اب اس حماقت کو راجہ کے دیکھو کہ کہان لڑائی کہان یہہ ٹوٹکا۔ محمد قاسم آگے بڑہ آیا اور اب آدہ فرسنگ کا فرق رہ گیا۔

داہر کا مارا جانا

اس لڑائی مین راجہ داہر جون ۷۱۲ء مین مارا گیا۔ بائین طرف سے لشکر کے ایک غل

ہوا - راجہ داہر سمجھا کہ یہہ آواز میرے لشکر سے آئی - اوسنے کہا اوہر آؤ - مین یہان ہون -
پھر عورتون نے چلاکر کہا کہ ای راجہ ہم تیرے گھر کی عورتین ہین - اہل عرب ہمکو پکڑے لئے
جاتے ہین - راجہ داہر نے کہا کہ مین اتنک زندہ ہون کسنے تمکو پکڑا ہی - یہہ کہکر اوسنے نر
ہاتھی کو مسلمانونکی طرف پیلا - محمد بن قاسم نے نفطہ زنونکو کہا کہ کیا خوب شکار
تمہارے بس مین آیا ہی - چنانچہ ایک فونی آدمی نے ایسا نفطہ مارا کہ ہودہ مین آگ لگ گئی
راجہ داہر نے حکم دیا کہ ہاتھی کو اٹھا لیچلو - وہ پیاسا ہی - اور ہودہ جلتا ہی - اگرچہ ہاتھی
اسوقت فیلبان کے کہنے مین کب تھا - مگر جون تون کرکے پانی کے اندر ہاتھی کو
لیگئے - مگر اب وہان سے نکالنا دشوار تھا - رو مین وہ آگیا - کچھ راجہ کے سپاہی پانی
کے اندر تھے کچھ کنارہ پر کھڑے تھے - جب عرب کے سوار آپہونچے تو یہہ سب بھاگ گئے -
ہاتھی کا ارادہ ہوا کہ قلعہ کی طرف چلے - غرض تیراندازون نے تیرون کا مینہہ راجہ پر
برسادیا - اور ایک تیر اوسکے دل پر لگا - اور وہ ہودہ پر گرا - ہاتھی پانی سے نکلا - راجہ داہر
نے ہاتھی سے اُترکر ایک عرب سے مقابلہ کیا - اوس عرب نے ایک تلوار سر کے عین وسط مین
ایسی لگائی کہ دونکڑے ناک تک ہوگئے - اب مسلمانون اور دشمنون مین خوب لڑائی
ہوئی - اور لڑتے لڑتے راور کے قلعہ تک پہونچے - برہمنون نے داہر کی لاش کو کنارہ
پر دبا دیا - اور فیل سفید دشمنون کے لشکر کی طرف بھاگا - اور پھر اوسکا کچھ پتا نہ لگا

جے سنگھ کا راور مین داخل ہونا اور لڑائی کے لئے تیار ہونا

سب مورخونکا اسمین اتفاق ہی کہ جسوقت راجہ داہر نے اس دنیا سے انتقال کیا -
اوسوقت اوسکا بیٹا جے سنگھ اور اوسکی بہن رانی بائی جو اوسکی بی بی بھی اور بہت
رشتہ دار امیر اور سردار اور لشکر کے سب راور کے قلعہ مین پناہ گیر تھے - جے سنگھ کو اپنی

شجاعت کا بڑا گھمنڈ تھا۔ الفی ایک عرب بہی اوسکا ساتھی تھا۔ جب باپ کے مرنے کی خبر سنی۔ اور اوسکا سفید ہاتھی لنگڑا تا ہوا نظر آیا۔ تو اوسکی رگون مین خون نے جوش کیا۔ اور اوسکے عوض لینے مین جان تک دیدینے کا ارادہ کیا۔ اسپر سی ساگر وزیر نے کہا کہ آپکا عزم نیک نہین ہی۔ ابہی راجہ مارا گیا ہی۔ لشکر پریشان ہوگیا ہی۔ سپاہیون کا دل ٹوٹ گیا ہی۔ عرب کی تلوار کے نام سی اونکے بدنمین لرزہ آتا ہی۔ اہل عرب سے کیونکر آپ لڑسکتے ہین۔ اب تک آپ پاس بہت سا ملک اور مضبوط مضبوط قلعے اور بڑے بڑے بہادر سپاہی دشمنون کے ہاتھ سے بچے ہوئے موجود ہین۔ بہتر یہہ ہی کہ آپ برہمن آباد جائین اور وہان راج کرین۔ وہان خزانہ اور سب اسباب موجود ہی۔ وزیر کی صلاح جے سنگہ کو پسند آئی۔ اور جان بچاکر برہمن آباد کو اپنے خاصہ کا لشکر لیکر روانہ ہوا۔ مگر رانی نے اپنے سپہ سالارون کو ساتھ لیا۔ اور پندرہ ہزار لشکر کو تیار کیا۔ یہہ سب مرنے پر آمادہ تھے۔ جب دوسرے روز صبح کو راجہ داہر کے مرنے کی خبر لوگونکو پہونچی۔ اونمین سی جوانی سے تعلق رکہتے تھے۔ سب کے سب قلعہ مین آئے۔ جب یہہ خبر محمد قاسم کو ہوئی وہ آگے بڑہا۔ اور قلعہ کے زیر دیوار پہونچا۔ دشمنون نے یہہ دیکہکر خوب ڈہول بجائے۔ اور تیر اور بان اور پتہر مسلمانون پر قلعہ کی دیوارون سی چلائے۔

قلعہ کا فتح ہونا اور رانی کا جلکر مرنا

محمد قاسم نے اپنے لشکر کا انتظام کیا۔ اور سرنگ کہودنے والونکو سرنگ کہودنے کا حکم دیا اور فوج کے دو غول کئے۔ ایک کو منجنیقون سی قلعہ پر پتہر مارنا اور تیر دشمنون پر چلانا۔ اور دوسرا نفط کے حقہ بہر بہر کے مارنا۔ قلعہ کے برج گرادئے۔ اب رانی نے اپنی سہیلیونکو بلایا۔ اور کہا کہ جے سنگہ جیسور کو چلا گیا۔ محمد قاسم آپہونچا۔ خدا وہ دن نکرے کہ ہم ان کافرون

کہانے والونکے ہاتھ آئین - پھر ہماری عصمت اور عفت کہان - اب جائی قرار نہ روئی فرار
بہتر ہی کہ لکڑی روئی تیل اکٹھا کرین - اور جل مرین - یہی اونہون نے کیا - گہر مین آگ
لگادی اور خاکستر ہوگئین - قلعہ فتح ہوگیا - محمد قاسم نے دو تین روز قیام کیا - اور جہہ ہزار
سپاہیونکو تہ تیغ کیا - اور بعض کو تیر و نسے مارا جو نوکر چاکر باقی ماندہ تھے اونکو اسیر کرکے
لونڈی غلام بنایا -

تفصیل لونڈی غلامون اور غنیمت کے

جب یہہ قلعہ فتح ہوگیا - تو غلامون اور غنیمت کا حساب کیا گیا - معلوم ہوا کہ تیس ہزار آدمی
قیدی ہین - اونمین امرا عظام کی لڑکیان بہی تیس ہین - ایک اونمین سے راجہ داہر
کی بہانجی بہی ہی - رائی اوسکا نام ہی - ان قیدیونکا پانچوان حصہ اور راجہ داہر کا سر
کعب کے حفاظت مین سپرد کیا گیا - کہ اوسکو حجاج کے پاس پہونچادی - جب یہہ غنیمت
اور سر وہان حجاج پاس پہونچا - اوسنے جناب الٰہی مین سجدہ شکر ادا کیا - اور کہا کہ اب مجھے
ساری دنیا کی سلطنت اور دولت حاصل ہوگئی - اب یہان سے حجاج نے سر داہر کا
اور چتر اور علم جو راج کی نشانیان تہین اور قیدی خلیفہ ولید کے پاس اپنے خط کے ساتھ
بہیجدئے - خلیفہ نے خط کو پڑہا خدا کا شکر ادا کیا - امیر زادکی لڑکیون مین سے بعض کو خلیفہ
نے بیچڈالا - بعض کو یونہین انعام مین دیدیا - راجہ داہر کی بہانجی کو عبدالرحمن بن
عباس نے خلیفہ سے مانگا - خلیفہ نے اوسکے حوالہ کردیا - اور دعا دی کہ خدا تمہاری ہان
اوس سے اولاد پیدا کرے - مگر یہہ دعا خلیفہ کی قبول نہوئی - کوئی اولاد اوسسے پیدا نہوئی
جب محمد بن قاسم نے حجاج کو یہان کے سارے بندوبست اور فتوحات کا حال لکہکر
بہیجا - تو اوسنے محمد بن قاسم کو لکہا - کہ مین تمہارے خط کو پڑہ کر بہت خوش ہوا

سارا انتظام اور بندوبست کا طریقہ تمہارا شرع کے موافق ہو۔ مگر لوگون کی جانین بہت معاف کردیتے ہو۔ دشمن اوسدوست مین خوب تمیز نہین کرتے۔ خدا کے اس حکم کو ہمیشہ آنکھون کے سامنے رکھو کہ مشرکین کو امان نہ دو۔ اونکا گلا کاٹو۔ اگر دشمنون کو امان دوگے تو ایک دن اونسے پیچھا چھوٹنا مشکل ہوگا۔ اب آیندہ جو دشمن ذمی واقعت ہون اونکو امن دینے کا مضائقہ نہین۔ مگر باقی کو نہ چھوڑو۔

جے سنگھ کا برہمن آباد سے چار و نطرف خطوط بھیجنا

جب راجہ داہر مرا۔ تو جے سنگھ برہمن آباد مین جاکر لڑائی کی تیاریان کرنے لگا۔ آلور اور بتیا اور اطراف مین خطوط روانہ کئے۔ ایک خط راجہ داہر کے بیٹے کو لکھا جو اروڑ میں تھا۔ دوسرا خط اپنے بھتیجے چچ کو لکھا۔ وہ قلعہ بتیا مین تھا۔ تیسرا خط اپنے بھانجے دہاول کو لکھا۔ غرض سب کو راجہ داہر کے فوت کا حال لکھا۔ اور تسلی اور تشفی دی اور کہا کہ مین برہمن آباد مین مع لشکر پڑا ہون تم سب میری امداد کے واسطے آؤ۔

جنگ بہرور اور دہلیل

اب محمد بن قاسم نے عزم برہمن آباد جانے کا راسخ کیا۔ اثنا راہ مین دو قلعے بہرور اور دہلیل واقع ہوئے تھے۔ اونمن سولہ ہزار سپاہی موجود تھے۔ محمد بن قاسم جب بہرور مین پہونچا۔ اوسکا محاصرہ کیا۔ اور دو مہینہ کا عرصہ لگ گیا۔ اب محمد بن قاسم نے سپاہ کے دو غول کئے۔ ایک دنکو لڑتا۔ دوسرا رات کو۔ غرض منجنیق اور نفط ایسی ماری کہ قلعہ کی دیوار گر پڑی اور سب دشمن بھی ماری گئے۔ دولت اور غنیمت بہت سی ہاتھ لگی۔ پانچوان حصہ اوسکا بیت المال مین داخل ہوا۔ جب راور اور بہرور کی فتح کی خبر دہلیل مین پہونچی۔ تو سپاہیونکے دل دہل گئے۔

اور جان گئے - کہ محمد قاسم بڑا جوانمرد مستقل مزاج ہے - تاجر وہان سے بھاگ کر ہندوستان
مین چلے آئے - سپاہیون نے اپنے ملک کے حفاظت کے واسطے کمر باندہی - اب محمد
قاسم دہلیل پر آپہونچا - اور محاصرہ شروع کیا - جب دو مہینے کا عرصہ اس محاصرے پر
گذرا - تو محصورین کا قافیہ تنگ ہوا - کہین سے امید کمک کی نہ تہی - آخر کو لاچار ہوکر
کفن کو گلے مین ڈال لیا - راتون رات ایک ندی کے پار اہل و عیال کو ایک قلعہ
مین پہونچایا - مسلمانونکو اسکی خبر نہوئی کہ رات کو کیا ہوا -

دہلیل کے سردار کا بھاگنا اور اوسکا فتح ہونا

جب دن ہوا - محمد بن قاسم کو اسطرح بھاگنے کی خبر ملی - فورًا اوسنے اپنے سپاہی اونکے
پیچھے دوڑائے - اونہون نے دریا اتر تو نکو جالیا - جو اتر گئے وہ بچ گئے - جو اترتے تھے یا
اوترنے کو تھے - اونکو ان سپاہیون نے بحر فنا مین ڈبویا - جو دریا سے پار جاچکے وہ دیوراج
کے ریگستانی ملک مین جا بسے - دیوراج راجہ داہر کے بھتیجے کا بیٹا تھا - اب محمد بن قاسم
نے دہلیل بہی فتح کر لیا - اور جو غنیمت کا مال ہاتھ آیا اوسکا پانچوان حصہ حجاج
پاس بھیجا - بہر و اور دہلیل کے فتح کا حال بہی لکھا -

وزیر سی ساکر کا محمد بن قاسم سے امان کا چاہنا اور اوسکا وزیر مقرر ہونا

اب محمد قاسم نے ہند کی بڑی بڑی سردارون کے نام اس مضمون کی نامہ روانہ کئے کہ دین
اسلام اختیار کرو - اور اطاعت اسلام قبول کرو - جب یہی ساکر وزیر راجہ داہر نے
یہ حکم سنا - تو اوسنے بعض معتبر آدمی اپنے محمد قاسم کے پاس بھیجے - اور جان کی امان
چاہی - یہہ درخواست منظور ہوئی - اپنے ساتھ سی ساکر اون عورتونکو لایا جو دیبل کے

مندر مین جہازون کے اندر پکڑ لیی گئی تہین - اور جنھون نے اوس کڑے وقت مین حجاج
کو امداد کے واسطے پکارا تھا - یہہ عورتین اوسی وزیر کے پاس تہین محمد قاسم نے بہی اس
وزیر کی تعظیم اور تکریم مین کوئی بات فروگذاشت نکی - استقبال کے واسطے اپنے معتبر سردار
بہیجے - اور عہدۂ وزارت پر اوسکو مامور کیا - اب یہہ وزیر مسلمانونکا ہوگیا - محمد بن قاسم نے
اپنے تمام اسرار سربستہ اوسکے سامنے کہولے - اور ملکون کے فتح کرنے کی باب مین اوسسے صلاح
اور شورہ لیی - غرض کوئی ملکی تدبیر ایسی نہوتی جسمین یہہ وزیر مشیر نہوتا تہا - اس وزیر
نے محمد قاسم سے کہا کہ آپکے یہہ احکام جو جاری ہوئی ہین - کہ زمین کی مالگذاری قدیم
رسم ورواج کے موافق لی جائے - اور کسیطرح کا خلل اوسمین نہ ڈالا جائے - نیا بوجہہ
محصولونکا رعایا کی گردن پر نہ رکہا جائے - اسسے رعایا نہایت خوش ہے - یہی آئین اور
دستور رعیت نوازیکا ایسا ہے کہ سب دشمن اپکے پامال ہونگے - اور ملک مفتوح ہونگے
اور رعایا آباد رہیگی -

دہلیل کی حکومت کا نیوبائین دہارن بن دہلیل کو دینا

بعض کہتے ہین کہ جب دہلیل فتح ہوگیا تو اس ملک کی حکومت اور سارا اختیار محمد بن
قاسم نے نیوبائین دہارن کے سپرد کردیا - اور اوسکے آس پاس کا علاقہ مشرق اور مغرب
مین اوسکو دیدیا - اب یہان سے برہمن آباد ایک فرسنگ رہ گیا تہا - کہ جرسنگہ کو مسلمانونکے
آجانے کی خبر پہونچی - لشکر اسلام کا جلوالی تالاب پر پہونچا

لشکر اسلام کا جلوالی تالاب پر پہونچنا اور ہندؤن کو دعوت اسلام کرنا

محمد قاسم نے دہلیل سے کوچ کیا - جل والی تالاب کے کنارہ پر اترا - یہہ تالاب مشرق کی
طرف برہمن آباد سے تہا - اب محمد بن قاسم نے قاصد یہہ پیغام دیکر برہمن آباد مین روانہ کیے

کہ وہان کے لوگ اطاعت اور دین اسلام اختیار کرین - اگر اسلام اختیار نہین کرتے تو جزیہ دین - اور اگر جزیہ نہ دین تو لڑائی کے لئے تیار ہون - یہہ پیغام وہان پہونچہ پایا تہا کہ جے سنگھہ جیسپر کو چل دیا - یہان کا یہہ بندوبست کر گیا تہا کہ سولہ برگزیدہ سردارونکو چار چار کوشہر کے چار دروازون پر بٹھا گیا - اور اونکے ساتھہ عمدہ سپاہ چھوڑ گیا -

محمد قاسم کا محاصرہ شہر کا

جب محمد قاسم یہان آیا - اوسنے موجہ بندی کی - لڑائی پہلی رجب کو شروع ہوئی - دشمن ہر روز لڑنے آتے اور خوب ڈہول بجاتے - صبح سے شام تک طرفین سے سخت لڑائی ہوتی - رات کو مسلمان اپنے دھسّ مین گھس جاتے - ہندو اپنے قلعہ مین چلے جاتے چھہ مہینہ تک اسی طرح شب و روز گذری - اب محمد قاسم کو فتح سے مایوسی ہونے لگی - اور لڑتے لڑتے تہک گیا - جے سنگھہ جو رائل کے ملک کو بھاگ گیا تہا - اکتوبر ۷۱۲ع کو واپس آیا - اور مسلمانون کے راہین بند کرکے ستانے لگا -

موکا کے نام پیغام محمد قاسم کا

محمد بن قاسم نے اپنا ایک معتبر نوکر موکا کے پاس بہیجا اور اوسکو خبر دی کہ جے سنگھہ اوسکو بڑا ستاتا ہی - اور لشکر کی رسد بند کرتا ہی - اسکا کیا علاج ہی - موکا نے لکھا کہ اب جے سنگھہ بہت قریب جا پہونچا ہی - سوا اسکے علاج نہین کہ اوسکو وہان سی ہٹا دیا جائی - چنانچہ اسکام کے واسطے اوسنے ایک بڑا غول معتبر سپاہ کا اوسکے ہٹانے کے واسطے بہیجا -

جے سنگھہ کا جے پور جانا اور بہاگتے ہرنا

غرض جب یہہ لشکر عظیم الشان سردار اور سب اور سامان رسد وغیرہ لیکر چلا تو اس عرب کے لشکر کے آنے کی خبر جے سنگھہ کو ہوئی تو وہ بہاگ کر جے پور کے ملک مین چلا گیا - اور یہہ یہان

ریگستانی ملکون کو طے کرتا راجہ کشمیر کے پاس گیا۔ وہان اوسکی بڑی خاطر داری ہوئی اور راجہ نے بہت تحفہ تحائف دیئے۔ غرض اسی طرح اپنے اور رشتہ دار بہائی بندون پاس ناامید امداد پڑا پھرا۔

برہمن آباد کا حال

اب یہان لڑائی چھہ مہینہ سے زور ہو رہی تہی۔ برہمن آباد کے لوگ لڑتے لڑتے عاجز ہو گئے تھے۔ چیر سے راجہ جے سنگھ کی خبر بہی پہونچ گئی تہی۔ ایک دروازہ کے چار سردارون نے صلاح اور مشورہ کیا۔ کہ اب نہ دولت ہے نہ طاقت ہے کہ لڑائی لڑی جائے۔ نہ کہین سے امید کمک و امداد ہے۔ دو چار روز مین ضرور دشمن ہمپر کامیاب ہونگے۔ پھر ہم کس منہ سے اونسے پناہ مانگین گے۔ اگر صلح ہو جائیگی تو فقط سپاہی ہی ماری جائینگے۔ تاجر کاشتکار اور اہل پیشہ تو کشت و خون سے امان پائین گے۔ اب مناسب ہے کہ قلعہ اہل اسلام کے حوالہ کیجیے اور شرائط صلح ٹہیرا لیجیے۔ اس رائے پر سبکا اتفاق ہوا۔ پیغام صلح بہیجا گیا۔ کہ قلعہ حضور کے حوالہ ہے۔ مگر ہماری اور ہمارے اہل و عیال کی جان نہ لیجیے۔ اور قید خانہ مین نہ ڈالئے محمد بن قاسم نے اس درخواست کو قبول کر لیا۔ اور کہدیا کہ اگر وہ اپنے وعدے نکو پورا کرین تو اونکو سب طرح سے امان دیجائیگی۔ مگر سپاہی قتل کئے جائین گے۔ اور اونکے اہل و عیال لونڈی غلام بنائے جائینگے۔ محمد قاسم نے حجاج کے سب سردارونکو بلا کر یہہ پیغام سنا دیا اور پوچھا کہ جواب سب صاحبونکی صلاح ہو اوس سے اطلاع ہو۔ سب نے کہا کہ برہمن آباد ہندوستان کی بڑی شہرون مین سے ہے۔ اگر وہ قبضہ مین آگیا۔ تو بہت سے مستحکم قلعے ہمارے قبضے مین آجائین گے۔ اور شوکت اور حشمت اور عظمت اسلامی کی ایک دھوم ہو جائیگی راجہ داہر کی اولاد مین کچھہ ہمارے مطیع ہو جائین گے۔ کچھہ بہاگ جائین گے غرض سب

خاک میں ملجائینگے۔

محمد قاسم کا یہہ حال لکھنا حجاج کو

محمد قاسم نے یہہ سب حال حجاج کو لکھہ بھیجا۔ اور ان سرداروں کو اپنا تحریری حکم بھیجدیا اور ایک دن اس کام کے واسطے مقرر کیا۔ اوس دروازہ کے سرداروں نے لکھہ بھیجا کہ آپ اوس یوم مقررہ پر اس دروازہ کی طرف آئی۔ اور ہم اول لڑائی کے واسطے تیار ہونگے۔ اور جب آپ قریب آئینگے تو کھلا ہوا دروازہ چھوڑ کر ہم شہر کے بیچ میں چلے جائینگے۔ اتنے میں حجاج کا جواب بھی آگیا کہ جو تم نے تجویز شہر کے لینے کی ہے وہ میں مصلحت ہے۔ غرض جب لشکر عرب نے اس دروازہ پر حملہ کیا تو دشمن تھوڑی دیر لڑائی پر اڑے۔ پھر دروازہ کھلا ہوا چھوڑ کر قلعہ کے اندر گھس گئے۔ لشکر عرب اس دروازہ سے داخل ہوا۔ اور فصیل پر سب چڑھ گیا۔ اللہ اکبر کا ایک نعرہ جو لشکر نے مارا تو قلعہ کے لوگ بھی تہرا گئے۔ اور پریشان ہوش و حواس باختہ بھاگ نکلے۔ غرض جب یہہ شہر اور قلعہ فتح ہوگیا۔ محمد قاسم نے حکم دیدیا کہ کسی شخص کو جو لڑنے کا ارادہ نکرے مت مارو جتنی آدمی ہتیار بند تھے اون سب کو پکڑ کر محمد قاسم کے پاس لائے۔ جنہوں اوسکے سامنے سر جھکا دیا۔ اوسکا سر اوٹھایا۔ اور کہا جاؤ اپنے گھر میں آباد ہو۔

راجہ جی سنگہ اور راجہ داہر کی رانی کا مقابلہ

برہمن آباد کے پرانے لوگ کہتے ہیں کہ جسوقت قلعہ فتح ہوا تو اس قلعہ میں راجہ داہر کی رانی لادی اور اوسکا بیٹا جی سنگہ بھی تھا۔ اس رانی نے کہا کہ میں کیونکر ایسی مستحکم قلعہ اور اپنا گھر بار دشمنوں کے حوالہ کر سکتی ہوں۔ اگر لشکر اسلام مجھسے لڑکر فتح مند بھی ہوگا تو میں کچھہ اور تدبیر کرونگی۔ جیتی جلکر مرجاؤنگی۔ غرض سپاہیوں کو اپنی ساری

دولت تقسیم کردی - اور ایک دروازہ پر لڑی - اور شکست کہائی - آخر کار قید ہوئی -

لادئی راجہ داہر کی بیوی کا مع دو لڑکیون کے گرفتار ہونا +

جب محمد بن قاسم کے سامنے لڑائی کے قیدی پیش کئے گئے - اور ہر ایک کا حال پوچھا گیا کہ کون ہی - تو معلوم ہوا کہ راجہ داہر کی بی بی لادی بہی ہین ہی - اور اوسکی دو لڑکیان بہی اور اور بی بیان بہی ہین - اونکی چہرہ پر نقاب ڈال کر ایک ملازم کو حکم ہوا کہ اونکو علیحدہ لیجائی - ان سب قیدیون کا ایک پانچوان حصہ جو حجاج کو بہیجا گیا - اوسمین تیس ہزار قیدی ہی - اور باقی قیدی سپاہیونکو دیدئے گئے -

پیشہ ورون کی امان

کاریگرون تاجرون اور اہل پیشہ کو امان دی گئی - اور جو لوگ ان مین سے پکڑے گئے تہے - اونکو بہی رہائی دی - لیکن جو اوسنے تلوار سے لڑے ہی - اونمین سے چہہ ہزار مار ڈالے - اور بعض کہتے ہین تین ہزار اور باقی کو چہوڑ دیا -

برہمنون کا محمد قاسم پاس آنا

جب تک راجہ داہر کے رشتہ دار اسیر ہوئی محمد بن قاسم اونکی تجسس مین رہا - ایک روز کیا دیکہتا ہی کہ ایک ہزار برہمن بہدا کئے ہوئے چلے آتے ہین - اوسنے پوچہا کہ تم کون ہو اور یہان کیون آئے ہو - اونہون نے جواب دیا کہ اے دہرما تما ہمارا راجہ برہمن تہا - اوسکو تونے قتل کیا - اوسکا سارا ملک لے لیا - ہم اوسکے وفادار ساتہی ہین - ہم مین سے اکثر نے راجہ کے ساتہہ جان دی - باقی ماندہ ہم اس ماتم مین زرد لباس پہنے ہوئے بہدا کئے ہوئے موجود ہین - اب ایشور نے تجہکو راج دیا ہی - تیرا جو حکم ہو اوسکو قبول کرین - محمد بن قاسم نے قسم کہا کر کہا کہ تم بڑے وفادار اور ثابت قدم اور دیانت دار لوگ ہو - مین تمہین امن

دیتا ہون۔ مگر اوسکے ساتھہ یہہ شرط ہی کہ راجہ داہر کے رشتہ دار جو تمکو معلوم ہون اونکو میرے پاس لے آؤ۔ اسپر وہانی رائادی کو محمد قاسم پاس لے آئی۔ محمد بن قاسم نے شرع کے موافق انتظام کرنا شروع کیا۔ جن لوگون نے اسلام قبول کیا وہ جزیہ سے معاف رکہے گئے۔ نہ قید ہوئے۔ نہ لونڈی غلام بنائے گئے۔ اور یہہ حکم عام سنا دیا گیا۔ کہ جو شخص مسلمان ہوگا وہ جزیہ سے معاف ہوگا۔ اور جو شخص پہلے اپنے مذہب پر چلے گا۔ اوسکو ان تین جزون مین ایک دینا ہوگا۔ اور تین قسم جزیہ کی یہہ تہین۔ اول اٹھتالیس درم دوم چوبیس درم سوم بارہ درم جن لوگون نے اسلام نہ قبول کیا۔ اونہون نے یہہ جزیہ دینا اختیار کیا۔ مگر ان لوگون کے مال اور اسباب اور جائداد سے کچہہ تعرض نہین کیا گیا۔

برہمن آباد کو یہین کے سردارونکو سپرد کرنا

محمد بن قاسم نے برہمن آباد کو اسے ملک کے سردارونکی حوالہ کیا۔ اور حسب حیثیت اونسے رزمالگذاری ٹہیرالیا۔ قلعہ کے چارون دروازون پر فوجین متعین کین۔ اور اونپر یہین کا ایک سردار مقرر کیا۔ اور اونکو اپنی مرحمت اور شفقت دکہانے کے لئے یہین کی رسم ورواج کے موافق سونے کے کڑے ہاتہون مین اور اور زیور اور گہوڑون کے زین عنایت کئے۔ اور اپنے مجلس شورہ کا ہر سردار کو رکن مقرر کیا۔

رعایا کا تین قسم کی جماعتون مین یعنے تاجر اور کاریگر اور کاشتکارون مین تقسیم کرنا

محمد بن قاسم نے جو لوگ تاجر اور پیشہ ور اور کاشتکار تہی۔ اونکو علیحدہ علیحدہ کیا۔ اون سب کی تعداد دس ہزار تہی۔ اوسمین سب سے بڑے بڑے تہے۔ اونمین سے ہر ایک شخص کو دس درم اس نظر سے اوسنے دیے۔ کہ اونکا مال اسباب لڑائی مین تلف ہوگیا تہا۔ شہر اور گانونکے بڑے

برہمنوں منتخب کرکے اوسنے دہات اور شہرون سے خراج وصول کرنے کے واسطے مقرر کئے۔ جب برہمنوں نے یہہ حال دیکھا۔ تو اونہوں نے اپنا عرض حال کیا۔ اور کہا کہ یہہ کام ہمارا ہی۔ ہمیشہ سے اوسکو کرتے آئے ہین۔ اور لوگون نے بھی اسکی شہادت دی۔ اسپر محمد قاسم نے ہر ایک برہمن کو ایک عہدہ مقرر کردیا۔ اوسکو اعتبار تہا کہ وہ کبھی خیانت نہ کرین گے۔ ان عہدونکا تقرر اوسنے اسطرح کیا جسطرح کہ راجہ چچ کے عہد مین تہا۔ سب برہمنونکو بلاکر اوسنے یہہ کہدیا کہ تم راجہ داہر کے عہد مین عمدہ عہدون پر ممتاز تھے۔ اسلئے تم کو شہر کا اور حوالی شہر کا حال خوب معلوم ہوگا۔ اگر کوئی شخص لایق اور عمدہ ہو اوسکو میرے پاس لاؤ مین اوسکو انعام اور عہدہ دونگا۔ چونکہ اوسکو برہمنون پر اعتبار تہا۔ اور اونکو نیک اور معتمد جانتا تہا۔ اسلئے سارا انتظام اونکے ہاتہہ مین دے دیا۔ اور عہدے اونکو نسلا بعد نسلٍ عنایت کئے۔

برہمنوں کا انتظام کے لئے جانا

اب یہہ برہمن عہدون پر ممتاز ہوکر دہات مین گئے۔ وہان کے لوگونکو اونہون نے یہہ سمجھایا کہ ای سردارو تم یقینی جان لو کہ راجہ داہر مارا گیا۔ ہندون کی سلطنت کا خاتمہ ہوا۔ سندہ اور ہند کے تمام اضلاع اہل عرب کی سلطنت مستحکم ہوئی۔ اب سب چھوٹے بڑے اس ملک کے برابر ہوئے۔ یہہ بادشاہ کی عنایت ہم غریبون پر ہی کہ اوسنے ہم کو تمہاری فہمایش کے واسطے بہیجا ہی۔ اگر اوسکی اطاعت سے سرتابی نہ کرین گے۔ مورد عنایات اور مراحم شاہی ہونگے۔ اگر اوسکی فرمان برداری سے قدم نکالینگے جان و مال سے ہاتہہ دہو بیٹہینگے۔ حاکمون نے ہم کو ہمارے گہرون سے نہین نکالا۔ یہہ جزیہ اور محصول تم پر مقرر کیا۔ اگر اوسکے ادا کرنے کی سکت اونمین دیکہو تو اوسی قبول

کرو۔ نہین تمہارے لئے اچھا موقع ہی۔ کہ اپنا مال اسباب اور اہل وعیال کو لیجاکر کہین اور ہندوستان مین جا بسو۔ جہان تمکو جان کا خطرہ نہو۔ جان سب سے زیادہ عزیز چیز ہی۔ کون اپنے گہر کو چھوڑتا تہا۔ سب نے جزیہ و محصول دینا قبول کیا۔ محمد قاسم نے برہمنون کو جو اس محصول کی تشخیص اور تحصیل کے لئے مقرر تھے۔ حکم بہیجا کہ رعایا اور پادشاہ کے درمیان معاملہ انصاف اور امانت داری سے کرو۔ حسب حیثیت ہر شخص پر محصول مقرر کرو۔ اور اتنا محصول لو کہ رعایا پر ناگوار نہو۔ سب آپسمین اتفاق سے کام کرو۔ مخالفت باہم نکرو۔ تاکہ ملک آباد اور شاد رہی۔ محمد بن قاسم نے ایک ایک شخص کو سمجہایا کہ وہ کسی امر کا خطرہ نکرین۔ اوسنے کہا کہ مین تم سے کوئی دستاویز محصول کی بابت نہین لکہاتا۔ بلکہ جتنا تمہارا مقدور ہو اوسکے موافق خراج دو۔ تم پر کوئی الزام اوسکا نہین رکہا جائیگا غرض سب طرح سے رعایا کی دلجوئی و تشفی اور تسلی کی۔ اوکہا جس امر کی تمکو ضرورت اور آزار ہو اوسکو بے خوف و خطر مجہسے عرض کرو مین اوسکا جواب تمکو دونگا۔

محمد قاسم کا رعایا کی خاطرداری کا حکم دینا

پہلے بت خانون مین سوداگر اور ٹہاکر اور بت پرست جاتے تہے۔ اور بتون پر نذر بہیٹ مین روپیہ چڑہاتے تہے۔ اوسی پجاری برہمن پیٹ پالتے تہے۔ مگر اب یہہ رسم قدیم مسدود تہی۔ لشکر کے خوف سے یہہ خیرات بند ہوگئی تہی۔ اب برہمن پجاری روٹی کے مارے پڑے پہرتے تہے۔ ایک دن محمد بن قاسم کے دروازہ پر آئے۔ اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگے کہ خدا تیرا راج ہمیشہ بنا رکہے۔ ہم لوگ مندرون کے پجاری ہین۔ تونے سب پر رحم کیا سوداگرونکو اونکا مال دالوادیا۔ تجارت کا باب کہلوادیا۔ اور بت پرستونکو ذمی بناکر اپنے اپنے کامون مین لگایا۔ ایک مصیبت کی مار ہی ہم رہ گئی ہین۔ ہم پر رحم کر۔ اور ہمارے

بت خانون کے بنانے اور مرمت کرنے کا حکم دیدے - تاکہ ہم اپنے روٹیکے سہارے لگ جائیں -
اوسپر محمد قاسم نے کہا کہ تمام بت خانے آلو سے متعلق ہین - ہم کو اونسے کیا مطلب ہے -
اوسپر برہمنون نے کہا کہ یہہ بت خانہ برہمنون سے متعلق ہے - وہی طبیب اور پروہت ہین
شادی غمی کی سب رسمین وہی کرتے ہین - ہم نے جزیہ اسی شرط سے دینا قبول کیا ہے کہ
اپنے دین آبائی کے پابند رہین گے - اب یہہ ہمارا بت خانہ تباہ اور شکستہ پڑا ہے - اوسکے بنانے
کا حکم دیدے - تاکہ برہمنون کو معاش بدستور ہو جاے -

محمد قاسم کا اس معاملہ کا لکھنا حجاج کو اور اوسکا جواب آنا

محمد قاسم نے لکھا کہ جن شہرون پر سخت حملے ہوے ہین اور ہندؤنکے مندر وہان خراب
پڑے ہین - برہمنون کی جاگیرین ضبط ہین - مذہبی رسمونکی ممانعت ہے - تو پہر اونکو
اجراء رسوم بت پرستی کی اجازت دینا - مزاحمت نکرنے سے زیادہ بت پرستی کا مدد و معاون
ہوتا ہے - اسمین آپ کا کیا ارشاد ہے - اسکا جواب یہہ آیا کہ جب لوگون نے جزیہ دینا قبول
کیا - تو حقوق حاصل ہونیکا استحقاق اونہون نے حاصل کر لیا - اب مندرونکی تعمیر اور رسومات
کے اجراء کی اجازت دینی چاہیے - اور جو جاگیرین ضبط ہوئین وہ واگذاشت کی
جائین - اور تین روپیہ سیکڑہ ملک کے محاصل پر جو ہندو حکام اونکو دیتے تھے وہ خزانۂ
اسلام سے بھی ملا کرین - غرض جب یہہ حکم حجاج کا آیا - تو اوسنے سب امرا و روسا اور
برہمنونکو بلا کر اوسے سنا دیا - اور اوسکی تعمیل کا حکم دیدیا - برہمنون کو اجازت دی کہ وہ
ایک تانبے کا برتن لیکر گھر گھر بھیک مانگنے جایا کرین - اور جو کچھ ملجایا کرے اوسسے پیٹ
بھر لیا کرین - محمد بن قاسم نے برہمن آبادوالونکو سمجھا دیا کہ تمہارے مندر نمبرلہ عیسائیون
اور یہودیون کے عبادتخانون اور مجوسیون کے آتش کدونکے ہین - اونسے کچھہ تعرض

ہوگا۔ جسطرح چاہین اپنے معبدونکو بنائین۔ اونمین جسطرح چاہین اپنے معبودونکی پرستش کرین۔ برہمن آباد کے سردار کو لقب رائے سہرا نا کا دیا۔

+ محمد قاسم کا خط حجاج کے نام اور اوسکا جواب

اب محمد قاسم نے برہمن آباد اور نواحہ کا سارا انتظام کرکے اوسکی اطلاع حجاج کو کی یہہ خط جبل والے کے مقام سے لکھا تہا۔ ساری ملک سندہ کی فتوحات کا حال بالتفصیل لکھا اوسپر خط کا جواب حجاج نے لکھا۔ کہ جو کچھہ انتظام اور بندوبست برہمن آباد کا کیا۔ وہ سب ہم کو پسند آیا۔ مگر ہند اور سندہ کے دو بڑے رکن ملتان اور الور ہین۔ وہ دار الخلافے ملکون کے ہین۔ اونمین خزائن اور دفائن بہت سے ہونگے۔ اونکی طرف متوجہ ہو۔ اور ایسی جگہہ اپنا دار القرار مقرر کرو کہ وہان سے سب جگہہ سطوت اور صولت اسلامی کی آواز لوگون کے کانون مین پہونچے۔ خدا ہمکو وہان دکہائے کہ ہند کو چین کی سرحد تک تیری حکومت مین لائے۔ یہہ بہی ایک خط مین لکہا آیا کہ ہر بات مین مجہسے صلاح کا پوچہنا تیرا حزم ہے۔ مگر فاصلہ دور و دراز کا ہے۔ اسلئے بغیر میری اجازت کے بہی تجہکو اختیار ہے کہ جو لوگ اطاعت کرین اونپر رحم اور عنایت کر۔

محمد قاسم کا ساوندی سما کو جانا

یہان سب طرح کا انتظام کرکے محمد بن قاسم ساوندی سما مین پہونچا۔ یہان کے لوگون نے اطاعت قبول کی۔ خزیہ مقرر ہوا۔ اور اونکے سب حقوق بحال ہوئے۔ جاٹون نے بہی اطاعت قبول کی۔ ان جاٹونکے ساتھہ جو قید پوشاک خوراک سواری تعظیم اور تکریم ہندو راجاؤن کے ہان سے مقرر تہین وہی محمد بن قاسم نے بہی برقرار رکہین۔ جب قوم سما کیطرف محمد بن قاسم گیا۔ تو وہ اوسکے استقبال کو ڈہول بجاتے ہوئے اور گاتی ناچتی

ہوے آئے - محمد بن قاسم نے پوچھا کہ یہہ کیا غل ہے - لوگون نے کہا کہ یہہ اس قوم کے ہان رواج ہے کہ اونکے ہان نیا پادشاہ جب آتا ہے تو وہ اسی طرح کے شادیانے بجاتے ہوے آتے ہین - محمد قاسم نے اونکو تیس ۳۰ نیا انعام دیے -

محمد قاسم کا نوہانا اور ستہا کی طرف جانا

جب محمد بن قاسم نوہانا اور ستہا کیطرف آیا - وہانکے لوگ ننگے سر ننگے پانو اوسکے استقبال کو دوڑے آئے - اور اطاعت کا پیغام لائے - محمد قاسم نے جزیہ اونپر مقرر کیا - اور کچھہ آدمی اُول مین لئے - تاکہ آلور کا راستہ تبلائین - آلور کیطرف یہہ وہ نا بہیجے گئے - یہہ شہر عوض ۱۲ ملک سندہ کا دار السلطنت تہا - اور ہند اور سندہ مین بڑا شہر تھا - اکثر باشندے اوسکے سوداگر اور پیشہ ور اور کاشتکار تہے - حاکم یہانکا فیونی راجہ داہر کا بیٹا تہا - اوسکی سامنے کسی آدمی کا مقدور نہتا کہ کہتا کہ راجہ داہر مر گیا - اوسکو یقین تہا کہ وہ زندہ ہے اور ہند سے فوج لیکر چلا آتا ہے - اور اہل عرب سے اب لڑتا ہے - اس قلعہ کے سامنے ایک میل کے فاصلہ پر محمد قاسم نے قیام کیا - اور وہان ایک مسجد بنائی - اوسمین خطبہ ہر جمعہ کو پڑہا جاتا

آلور کے لوگون سے لڑائی

اب لڑائی بہی شروع ہوگئی - قلعہ کے اندر سے لوگ پکار پکار کر کہتے تہے کہ اب تمہارے جان کی خیر نہین - راجہ داہر ایک فوج قاہرہ لئے چلا آتا ہے - تم سب کو دیکہو کیسا مارتا ہے - بہتر ہے کہ سب اسباب چہوڑ جاؤ - اکیلے جان بچاکر نکل جاؤ - محمد ابن قاسم نے جب یہہ دیکہا کہ ان لوگون کو راجہ داہر کے مرنے کا یقین کسیطرح نہین آتا تہا - یہہ خبط اونکے دماغ مین سما گیا ہے کہ فوج لئے چلا آتا ہے - اوسکے رفع کرنے کے واسطے یہہ تدبیر کی کہ رانی لادی کو جو اب محمد قاسم کی بی بی تہی - سیاہ اونٹ پر سوار کیا - اسی اونٹ

پردہ ہمیشہ سوار ہوا کرتی تہی - اور اوسکے ہمراہ اور معتبر آدمی ساتھہ کئے - اور قلعہ کے زیر فصیل بھیجا - وہان جاکر یہہ زبانی چلائی کہ اے قلعہ کے رہنے والو میری ایک بات ضروری پاس آکر سن جاؤ - اس آواز پر بڑے بڑے سردار فصیل پر چڑہ کر آئے - لادی نے نقاب چہرہ سے اوٹہائی - اور یون مخاطب ہوئی کہ مین راجہ داہر کی بی بی لادی ہون - راجہ ہمارا مارا گیا - سر اوسکا عراق کو بہیجا گیا - چتر اور راج کی نشان سب کے سب خلیفہ کے پاس روانہ ہوے - تم کیون اوسکے پیچہے اپنے تئین تباہ کرتے ہو - خدا قران مین فرماتا ہی کہ اپنے ہاتہون سے اپنی ہلاکت نہ ڈہونڈو - یہہ کہکر چیخین مار مار کر رونے لگی - اور ایک نوحہ گانے لگی - اسپر سردارون نے قلعہ پر سے جواب دیا - کہ رانی صاحب آپ جہوٹی ہین - ان چنڈالون اور گائے کہانے والون سے آپ مل گئی ہین - اور انھین مین سے ایک بن گئی ہین - ہمارا راجہ جیتا ہی - لشکر اور ہاتیون سمیت ابہی آتا ہی - افسوس ہی کہ ان عربون سے تم نے لگاوٹ کرکے اپنے تئین خراب کیا - اور اپنے راجاؤن کو بہول گئین - اور اونپر انکو فایق تبلانے لگین - غرض دو چار صلواتین سنائین - جب محمد قاسم نے یہہ حال سنا - تو لادی کو الٹا بلا لیا - اور کہا کہ اب ان لوگونکا ادبار ہی آگیا ہی - ایک جوگنی اس قلعہ مین رہتی تہی وہ عالم الغیب مشہور تہی - راجہ کا بیٹا اور سردار اوس پاس گئے - اور پوچہنے لگے کہ اپنے علم کے زور سے بتلاؤ کہ راجہ داہر کہان ہے اوسنے جواب دیا - کہ آج کی مہلت دو کل مین اس سوال کا جواب دونگی - دوسرے روز وہ اون پاس سہ پہر کے بعد ایک ہری بہری ٹہنی کالی مرچ کے درخت کی جو لنکا مین پیدا ہوتا ہی لیکر گئے - اور کہنے لگی کہ مین ساری دنیا مین قاف سے قاف تک پہرائی - کہین سندہ اور ہند مین راجہ داہر مجہے نملا - اگر وہ زندہ ہوتا تو کہین

اور میرے پہننے کا یہہ ثبوت ہی کہ لنگاکے درخت کی ہری ٹہنی میرے ہاتہہ مین موجود ہی۔
جو اصل حال تہا مین نے سنا دیا۔ اب تمکو اختیار ہی چاہو سو کرو۔ جب یہہ خبر اُڑی تو سب
چھوٹے بڑے گہبرائے۔ محمد قاسم کے عدل اور انصاف اور صادق القول ہونے کی تعریف
وہ سن چکے تہے۔ اور خوب یقین اونکو تہا کہ وعدہ اوسکا پتہر کی لکیر ہی۔ غرض صلح کا پیغام
اوس پاس بہیجا۔ اور اطاعت قبول کرنے اور قلعہ حوالہ کرنے کا اقرار کیا۔ جب راجہ کو
یہہ خبر ہوئی۔ وہ اپنی جان بچاکر پورمین بہائی جی سنگہ کے پاس چلا گیا۔ یہان اور
بیٹے بہی راجہ داہر کے مقام صندل فیروز مین مجتمع تہے۔ اس راجہ کے مفرور ہونے کا حال اور
لوگونکا حال ایک کاغذ پر لکہہ کر اور تیر مین لگا کر لشکر عرب مین ایک ہندو نے پہینک
دیا۔ جب محمد بن قاسم کو یہہ حال معلوم ہوا۔ اوسنے حملہ کرنے کا حکم دیدیا۔ شہر والون نے
ہاتہہ جوڑ کر لشکر اسلام کے اطاعت قبول کی۔ اور کہا کہ پہلے ہم اوس راجہ کے تابعدار تہے۔
اب آپکے تابعدار ہین۔ اسپر لڑائی کو تہما دیا۔ شہر کو لیکر قلعہ کی طرف گیا۔ وہان بہی
محصورین کے حلقہ بگوش ہونے کا نقشہ نظر آیا۔ وہ قلعہ کے اندر گیا۔ وہان دیکہا کہ ایک
بت کی پرستش مین بہت سے آدمی جہکے ہوئے ہین۔ محمد قاسم بت کی پاس گیا اور ہنسی سے
ایک مالا اوسکے گلے مین سے اتار لی اور کہنے لگا کہ تمہارے معبود کو معلوم ہی کہ اوسکی مالا کسنے لی
اوسپر پجاری نے سر نیچا کر لیا۔ اوسنے مالا واپس کر دی۔ سپاہیونکے قتل کا حکم دیا۔ مگر رانی
لادی نے شفاعت اونکی چاہی اور کہا کہ یہان لوگ تجارت پیشہ اور کاریگر اور کاشتکار
ہین۔ اونہین کے سبب سے یہہ ملک آباد ہی۔ محمد قاسم نے جان معاف کر دی اور
جزیہ مقرر کیا۔

ایک آدمی کا عجب طرح سے جان بچانا

جن آدمیونکے قتل کا حکم دیا تھا۔ اونمین سے ایک شخص نکلکر آگے آیا ہوا۔ اور بولا کہ مین ایک عجیب تماشا دکھاتا ہون جو کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ مگر یہہ شرط ہی کہ حاکم تمہارا تحریری حکم میرے اور میرے کنبے کی جان معاف کرنے کا دے۔ چنانچہ محمد قاسم نے یہہ حکم دیدیا۔ اسپر اوسنے اپنی ڈاڑہی کی گل مچھون کو پہلا کر اور ہاتھونکو گلے مین ڈال کر ناچنے لگا۔ اسپر لوگون نے کہا کہ اسنے ہمکو فریب دیا واجب القتل ہی۔ اوسپر محمد قاسم نے کہا کہ ہرگز نہین جو وعدہ ہوچکا وہ انمٹ ہی۔ اچھے آدمیونکا کام جھوٹ بولنا نہین۔ وعدہ خلافی کرنا مکاری اور بیایمانی ہے۔ مردونکو بات کا پاس ضرور ہی۔ غرض اسکا حال حجاج کو لکھا گیا۔ اوسنے جواب لکھا کہ وعدہ پورا کیا جاوے۔ چنانچہ اس شخص کے اور اوسکے بائیس رشتہ دارون سے کچھ مواخذہ نہ کیا گیا۔ اب آلور کے آدمی سب طرح مطیع ہوگئے۔ یہان راوہ بن اسد کو حاکم اور موسی بن یعقوب کو مفتی مقرر کیا۔ نہایت سخت تاکید اس امر کی گئی۔ کہ نیک کام کئے جاوین۔ اور بدکام مٹائے جاوین۔ رعایا کے آرام اور آسایش اور رفاہ مین حتی الامکان سعی اور کوشش کیجاوے۔ غرض رعایا کی مدارات کے باب مین بہت سی نصیحتین کرکے اور کل اختیار اونکو دیکر آگے کوچ کیا۔ اور قلعہ بیبہ مین پہونچا۔ یہہ قلعہ بہت بڑا تھا اور بیاس کے جنوبی کنارہ پر واقع تہا۔ اوسکا سردار کک تہا۔

کک کا مغلوب ہوکر محمد قاسم پاس آنا

کک راجہ داہر کا رشتہ مند تہا۔ اوسکے ساتھہ لڑائی مین موجود تہا۔ وہان سے بہاگ کر نہایت خستہ و شکستہ حال ہوکر یہان قلعہ مین پناہ گیر ہوا۔ اور یہین سکونت اختیار کی۔ جب اہل اسلام کا لشکر سر پر آیا۔ تو امرا و رؤسا رہندزین لے لے کر دوڑے۔ محمد قاسم نے اونکے حال پر نہایت التفات کیا۔ اور خلعت فاخرہ اونکو عطا کئے۔ اب اوسنے اونسے کک کا

حال پوچھا کہ وہ خاندان الور سے ہے۔ اوسنے اس خاندان کی تعریف کی اور کہا کہ سب آدمی اوسکے بڑے شریف اور متدین اور عالم فاضل ہین۔ اگر کلک ہمارے پاس آجائے تو ہم اوسکو اپنا وزیر مقرر کرین۔ کلک ایک مدبر عاقل عالم حکیم تہا۔ وہ محمد قاسم پاس آیا۔ اوسنے سب امرا کے روبرو اوسکو بٹہایا۔ خزانہ کی کنجیان اور اپنی مہر اوسکے حوالہ کی۔ وہ سب کا مون سلطنت کے مشیر ہوا۔ اسلئے اوسکا لقب مبارک مشیر رکہا گیا۔

فتح سکہ ملتان

جب کلک کے ساتہہ یہہ معاملات ہوچکے۔ تو اب قلعہ کو چھوڑکر محمد بن قاسم بیاس پار اترا اور حصار اسلکندہ پر پہونچا۔ اس حصار کے باشندے عرب کے لشکر سے لڑنے کو باہر نکلے۔ اسلام کے لشکر کی سپہ سالار امیر لطیفی اور کلک تہے۔ جنگ شروع ہوئی۔ اور ایسی سخت جنگ آن پڑی کہ طرفین سے خون کے نالے بہنے لگے۔ مگر اہل عرب نے اللہ اکبر کہہ کر جو حملہ کیا۔ تو دشمن سب پس پا ہوگئے۔ اور قلعہ کے اندر گہس گئے۔ پہر لشکر عرب نے تیر و بندوق سے منہ برسا دیا۔ منجنیقون سے پتہرون کی بوچہاڑ دیوارون پر ماری۔ یہہ ہنگامہ سات روز تک گرم رہا۔ حاکم ملتان کا بہتیجا یہانکا سردار تہا۔ مسلمانونکا اوسنے بہی قافیہ ایسا تنگ کیا تہا کہ کہانے پینے کے لئے سامان اچھی طرح نہین ملتا تہا۔ کہ رات کو یہہ سردار بہاگ کر قلعہ سکا مین چلا گیا۔ یہہ قلعہ راوی کے جنوبی کنارہ پر واقع ہے۔ جب یہہ بہاگ گیا تو بیچارے باشندون نے پیغام اطاعت بہیجا اور لکہا کہ سردار ہمارا فرار ہوا۔ اب آپ ہمارے ملاذ و ملجا ہین۔ حسب دستور پیشہ وراور کاشتکار خون سے معاف ہوئے۔ باقی سپاہی چار ہزار تہ تیغ ہوئے۔ اہل و عیال لونڈی غلام بنائے گئے۔ اس قلعہ کا حاکم عتبہ بن سامتیمی مقرر ہوا۔ محمد بن قاسم سکہ ملتان کی طرف چلا۔ یہان بڑی سخت

لڑائی ہوئی دشمن نے قلعہ سے نکلکر دادمردانگی کی دی - محمد بن قاسم کے برگزیدہ اور معتمد افسر قتل ہوئے - اور دو سو پندرہ سپاہی اسلام کے مارے گئے - پھر اوشمنوں کا سردار راوی سے عبور کرکے بلتان کو چلا گیا - محمد قاسم کے بہت سے دوست اس لڑائی مین کام آئے تھے - اسلئے اوسنے قسم کہائی کہ اس قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بجاؤنگا اور بالکل ڈہاؤنگا - اوسنے حکم دیدیا کہ سارا شہر لوٹ لین - اور یہہ لڑائی ایسی سخت آن پڑی کہ یہہ نہ معلوم ہوتا تہا کہ غالب کون ہوگا اور مغلوب کون - دو مہینہ تک خوب منغیش بازی رہی - اب لشکر اسلام پر ایسا وقت تنگ آگیا تہا - کہ گدہے کی سری اونکے لشکر مین پانچ سو درہم کو بکتی تہی - مگر استقلال سے پیر نہ ہٹاتہا - داہر کے بہتیجی اور چندر کے بیٹے کو رہانی یہہ استقلال اہل عرب کا دیکہا کہ اونکا دل کسیطرح نہین چہوٹتا - اور اوسکو کہین اور سے امداد اور کمک کی بہی امید نہین اسلئے یہان سے وہ کافور ہوا - اور راجہ کشمیر پاس چلا گیا - اب اہل عرب قلعہ کے قریب پہونچے - وہان سرنگ کا کہین موقع نملا - ایک شخص نے قلعہ سے نکلکر اور اپنی جان کی امان لیکر موقع سرنگ کا تبلادیا - وہان سے سرنگین لگاکر دیوارونکو گرادیا - اور قلعہ کے اندر گہس گئے - چہہ ہزار سپاہی قتل ہوے - باقی پیشہ ور وغیرہ معاف ہوے - محمد قاسم کا ارادہ ہوا کہ خمس غنیمت کا خلیفہ پاس بہیجا جاے - مگر اس قلعہ کے فتح کرنے مین سپاہیون کو بڑی مدت لگی تہی - اور طرح طرح کی آفتین اور مصیبتین اونہون نے سہی تہین - اسلئے یہی مناسب معلوم ہوا کہ ساری غنیمت سپاہیون مین تقسیم ہو -

تقسیم غنیمت

ساری غنیمت مین ساٹہہ ہزار درم کی مقدار چاندی نکلی تہی - وہ ساری عمامہ مین تقسیم ہوئی - سوار کے حصہ مین سو درہم آئے - اب محمد قاسم خلیفہ پاس خمس غنیمت بہیجنے مین متردد تہا کہ

ایک شخص نے اوسکو ایک تہ خانہ بتا دیا جسمین چالیس تہ لیون کے اندر دو سو بیس من سونا نکلا۔ اور ایک بت ہاتھ آیا جو بالکل سونے کا تہا۔ اور آنکھین اوسکی لعلون کی تہین۔ جس روز یہہ خزانہ ہاتھ آیا تہا۔ اوسی دن حجاج کا خط آیا اوسمین لکہا تہا کہ جس روز تم نے اس مہم کا ارادہ کیا تہا۔ تو مین نے خلیفہ ولید سے اس امر کا اقرار کر لیا تہا۔ کہ سارا خرچ مین اس مہم کا ادا کرونگا اب اس صرف کا ادا کرنا مجہپر واجب ہے آج تک حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ چھہ لاکھہ درہم آچکے ہین۔ اسمین نقد اور جنس دونو شامل ہین۔ تم پر واجب ہے کہ جہان کوئی قدیمی شاندار مقام ہو وہان مسجد بناؤ۔ منبر پر خطبہ پڑہواؤ۔ اس لشکر کے کامون سے معلوم ہوتا ہے کہ جہان جاؤگے وہان فتح پاؤگے۔

محمد قاسم کی صلح ملتان کے باشندون کے ساتہہ

محمد قاسم نے تمام رؤسا اور شرفا اور عمائد ملتان سے صلح کر لی وہان ایک جامع مسجد بنوائی امیر داؤد نظر بن ولید عمانی کو یہانکا سردار مقرر کیا۔ اور سردار جا بجا مامور کئے۔

ابو حکیم کا دس ہزار فوج کے ساتہہ قنوج کو روانہ ہونا

محمد قاسم نے ابو حکیم شیبانی کو دس ہزار سوارون کے ساتہہ قنوج کو روانہ کیا۔ اوسکو سمجہا دیا کہ اول حاکم قنوج سے کہنا کہ اسلام قبول کرے۔ اگر وہ نہ قبول کرے تو جزیہ مانگنا۔ اور تابع ہونے کی درخواست کرنا۔ اور خود لشکر لیکر کشمیر کی طرف گیا۔ وہان جو راجہ داہر نے اپنی سلطنت کے حدود درخت لگا کر اور نشان جا کر مقرر کئے تہے۔ اوسکی محمد بن قاسم نے تجدید کی۔ اور سب حدود کی تحدید۔

اسوقت مین قنوج مین راجہ بہل رائی کا بیٹا ہری چند راج کرتا تہا۔ جب لشکر اسلام نے اودہار پور مین قدم رکہا۔ تو ابو الحکیم نے زید بن عمر الکلبی کو بلایا۔ اور کہا کہ تم راجہ پاس

جاؤ۔ اور یہہ پیغام سناؤ کہ وہ اسلام قبول کرے۔ اور اہل اسلام کا تابعدار رہو۔ اور اوسسے کہو کہ سمندر سے لیکر کشمیر تک سب جاؤن اور سرداروں نے عرب کے سپہ سالار امیر عمادالدین قاتل کفار کی اطاعت اختیار کی ہی۔ بعضوں نے جزیہ دینا قبول کیا بعض نے اسلام اختیار کر لیا ہے

ہرچند راجہ قنوج کا جواب

راجہ ہرچند نے جواب دیا کہ اس ملک مین ہمارا سولہ سو برس سے راج چلا آتا ہی۔ اس عرصہ مین کسی دشمن کا مقدور نہوا کہ وہ اس ملک کے پاس بھی پھٹکے۔ دست اندازی اور خلل ڈالنے کا تو کیا ذکر ہے۔ تمہارے ان بیہودہ خیالات اور ارادون سے ہمکو کیا خوف ہی جس گستاخی سے تم نے یہان کلام کیا۔ اور باطل دعوے پیش کیا۔ اگر پیام آور ایمن زبان سے نہوتے تو تم قید خانہ مین ہوتے۔ ان باتونکو اپنے اور راجاؤن سے کہو وہ سنینگے۔ مین تو کان بھی اسپر نہین لگاتا۔ ابھی اولٹے پاؤن اپنے آقا پاس چلے جاؤ۔ اور اوس سے کہدو کہ آؤ ہم تم دونو لڑین اور دیکھین کون کسکو مغلوب کرتا ہی اوسوقت صلح اور جنگ کا فیصلہ ہوجائیگا

جسوقت یہہ پیغام اور خط راے ہرچند کا محمد بن قاسم پاس پہونچا۔ اوسنے مجلس شورہ کو مجتمع کیا۔ اور سب ارکان مجلس بلائے۔ اور صلاح اور تدبیر پوچھی۔ اور کہا کہ ابتک خدا کے فضل سے ہندوستان کے سب راجاؤنکو شکست دی اور اسلام منصور اور مظفر رہا۔ اگر یہ راجہ قنوج پر بھی ہم حملہ کرین گے تو انشاءاللہ تعالے فتح حاصل کرین گے۔ یہہ کافر بدکیش اپنی فوج اور ہاتھیون پر پھولا نہین سماتا۔ اسبات کو سنکر سب کے سب ہرچند سے لڑنے کے واسطے آمادہ ہوے۔ اور محمد قاسم کو جنگ کے واسطے آمادہ کیا

محمد قاسم کی وفات

یہان یہہ تیاریان اور سرگرمیان ہو ہی رہی تہین۔ کہ وہان اور ہی کل کہلا۔ اور محمد بن قاسم کے موت کا پیغام آپہونچا۔ مورخونکا اسمین اتفاق نہین کہ وہ کسطرح مارا

گیا۔ صاحب فتوح البلدان لکھتا ہی کہ خلیفہ سلیمان نے محمد بن قاسم کی جان اس سبب سے لی کہ اپنے دوستون اور احباب کے لئے ترقی کا موقع پائے۔ اوسی نے اوسکو بڑی اذیتین دے دیکر مارا۔ یہہ قول صحیح معلوم ہوتا ہی۔ کیونکہ حجاج اور ولید دونو مربی محمد قاسم کے مرچکے تہے۔ سلیمان خلیفہ ہوچکا تہا۔ مگر اور مورخ اوسکی موت کا حال ایسا بیان کرتے ہین کہ ایک افسانہ معلوم ہوتا ہی۔ میر معصوم اسطرح لکھتے ہین کہ خلیفہ ولید کا نامہ محمد قاسم نام ایا کہ جب تم نے الور کو فتح کیا۔ تو اور قیدیونکے ساتھہ راجہ داہر کی دو لڑکیونکو بھی بھیجا تہا جبشی غلام اور محمد ابن علی ہمدانی اونکے ساتھہ تہے۔ ایک رات خلیفہ نے دونو لڑکیونکو اپنے حرم مین بلوایا۔ اور ملاذمان حرم کے سپرد کیا۔ اور حکم دیا کہ اونکو بہت اچہی طرح سے رکہیو جب سفر کی ماندگی اور تکان دور ہو اوسوقت میرے روبرو لائیو دو مہینہ کے بعد یہہ ہندی کنیز کین طلب ہوئین۔ وہ حاضر آئین۔ ترجمان اونکے ساتھہ تہا۔ جسوقت اونکا چہرہ نقاب سے نکلا۔ خلیفہ حسن کو دیکہہ کر بیتاب ہوگیا۔ اونکا نام پوچھا۔ ایک نے اپنا نام پدمی اور دوسری نے سورج دیبی بتایا۔ خلیفہ نے حکم دیا ایک کو یہان چہوڑ جاؤ۔ اوسوقت اونمین سے بڑی لڑکی اٹہی۔ اور بولی کہ اپنی بدنصیبی سے یہہ لونڈی حضور کے قابل نرہی۔ محمد بن قاسم نے اول میری بہار لوٹی۔ پہر یہان بہیجا۔ جب اسمضمون کو ترجمان نے بیان کیا۔ خلیفہ آگ بگولا ہوگیا۔ اور غیظ و غضب مین آکر یہہ فرمان صادر کیا کہ اس گستاخی کے جرم مین محمد بن قاسم گائے کی کچی کہال مین سیکر اینچ تئین دارالخلافہ مین بہیجا جائے۔ اس فرمان کے حاشیہ پر اپنے قلم سے یہہ اور تاکید کے لئے لکہدیا کہ محمد قاسم جہان ہو اسطرح فوراً اپنے تئین دارالخلافہ مین پہونچادے۔ ہرگز حکم کی تعمیل مین ایک لمحہ دیر نہو۔ محمد بن قاسم اوسوقت ادہاپور مین تہا۔ جسوقت خلیفہ کا حاجب اس

حکم اوس پاس لایا۔ اوسنے اس حکم کو پڑہا اور حاجب سے کہا کہ حکم کی تعمیل ہو۔ محمد قاسم کچہی کہال مین سیا گیا۔ اور دار الخلافہ کو روانہ ہوا۔ تیسرے روز طائر روح قفس تن سے اڑ گیا پہر اوسکو صندوق مین رکہکر دار الخلافہ کیطرف روانہ کیا۔ جب شام مین یہہ صندوق پہونچ گیا۔ تو ایک دربار عام مین رکہا گیا۔ خلیفہ نے پوچہا کہ محمد بن قاسم زندہ ہی۔ حاجب نے عرض کی کہ اوسکا تیسرے دن دم گہٹ کر نکل گیا۔ صندوق کو زنانہ مین بہیجنے کا حکم دیا۔ وہان جاکر کہولا۔ اور ان دونو لڑکیونکو بلایا۔ اور کہا کہ دیکہو اور خوش ہو۔ سمجہو کہ میرا کیسا بڑا حکم ہی دونو لڑکیان خوشی خوشی دیکہنے آئین۔ اور لاش کو دیکہہ کر پہچان لیا کہ وہ محمد قاسم ہی خلیفہ کو ہاتہہ اٹہا اٹہا کر دعائین دینے لگین۔ اور تعریف خوب کی۔ اور پہر یون سخن آرا ہوئین کہ۔ بادشاہ عادل اور منصف پر لازم اور واجب ہے کہ وہ خطرناک کامونکو بہت سوچ بچار کر کے کیا کرین۔ دوست دشمن کے قول کو معتبر سمجہہ کر بے تامل بڑے بڑے کامونکو نہ کر بیٹہا کرین۔ جب خلیفہ نے ان فقرونکا مطلب پوچہا تو اونہون نے یہہ کہا۔ کہ محمد قاسم بالکل بے گناہ تہا۔ اوسنے ہمارے تئین انگلی بہی نہین لگائی۔ وہ ہمارے بہائی اور باپ کی جگہہ تہا۔ فقط ہم نے اپنا عوض لیا ہی اور بغض نکالا۔ اوسنے ہمارے باپ کو مار ڈالا۔ ساری دولت اور عزت ہمارے خاندان کی اوسنے چہین لی۔ ہم کو بے خان و مان کر کے یہان جلاوطن کیا۔ ہم کو رانی سے لونڈی بنایا۔ خلیفہ نے غصہ مین آکر ہمارے کلام کی اصل حقیقت نہ دریافت کی حکم ظلم و ستم کا بہرا ہوا بہیجدیا۔ ہماری مراد مین پوری ہوئین مگر خلیفہ کے انصاف کو ٹہا لگا۔ جسوقت خلیفہ کے کان مین یہہ بات پہونچی۔ سناٹے کے عالم مین ہو گیا۔ اپنے فعل سے ایسا نادم اور پشیمان ہوا کہ گہنٹہ بہر تک اوسکے سارے ہوش جاتے رہے۔ جب ہوش مین آیا تو یہہ حکم دیا کہ ان دونون لڑکیون کو گہوڑون کی

دُمون سی باندہ کر شہر مین گھسیٹتے ہوئے لیجائین - اور رود خلہ مین پھینک دین -
یا زندہ دفن کرین - محمد بن قاسم دمشق مین دفن ہوا - یہی اور مورخ بھی بیان کرتے ہین
مگر بعض محققین کا یہہ اعتراض ہی کہ اہل عرب کے ہان یہہ دستور تعزیر کا نہ تہا کہ وہ کاڈی کی کھال
مین زندہ آدمیونکو سلوایا کرین - اسلئے محمد قاسم کی موت کا بیان درست نہین معلوم ہوتا
مگر یہہ کچھہ اعتراض نہین - اسلئے کہ ایک مثال اونکے ہان اس قسم کی موجود ہی کہ اونہونے
ایک زندہ آدمی کو گدہی کی کہال مین سلوایا تہا -

سندہ مین اسلام کا پہیلنا

محمد بن قاسم کی موت کے دو برس بعد اہل ہند نے مسلمانون سی بغاوت اختیار کی
اور اپنا سارا ملک مسلمانونکے قبضہ سی نکال لیا - فقط دیبل پورہ سی کوکہسار تک مسلمانون کے
عمل دخل رہا - یہہ بہی معلوم ہوتا ہی کہ راجہ داہر کے بیٹے جے سنگہ نے اور سندہ کے
راجاؤن نے اسلام اختیار کیا - اس سبب سے ان اقطاع ہند مین بنیاد اسلام کی شیشہ
کو پختہ ہو گئی

اہل عرب کی عملداری ملک سندہ پر

جو کچھہ حال کتب معتبرہ سی اہل عرب کی مہم کا ملک سندہ پر معلوم ہوا - اوسکو باختصار بیان
کیا - اب طالب علمونکو اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ اہل عرب نے یہان کیا کیا کام کیا -
اور اوسکا کیا انجام ہوا - اونکی سلطنت کیون نہ مدت تک قائم رہی - اور انتظام سلطنت
کیسا تہا - ایسی باتون سی غور کرنے سی تاریخ مین عقل اور شعور کی افزایش ہوتی ہی یہی
مآل تاریخ دانی کا ہی - اس قبیل کی ہم بہی چند باتین لکہتے ہین -
اول جب اہل عرب یہان آئے - تو اونکے ساتہہ ایسے آدمی نہ تہے جو انتظام ملکی کے رموز
سے ماہر ہون - اور علم سیاست مدن کے عالم ہون - اسلئے جو ملک اونکو ہاتہہ لگا اوسکو

کے ہین کسیون اور امیرون کے حوالہ کردیا۔ معلوم نہین دماغ اہل عرب کا بلند تھا۔ یا اونکی ذات کے ساتھہ سخاوت اور فیاضی ایسی مخصوص تہی۔ یا علم حساب نہ آتا تہا۔ کہ جو کام روپیہ کے حساب کا تہا وہ انہون نے ہندیون کے ایسا سپرد کیا۔ جو چاہین سیاہ سفید کرین۔ ملک کی آمدنی اور خزانہ کے ہندو ایسے مالک تھے۔ کہ اونکے اختیار مین تہا جو چاہین ہاتہہ اٹہا کر پیادین۔ یہہ محاسب ہمیشہ اہل عرب کو دہوکہ دیتے رہے۔ اور خیانتین کرکے مال اڑاتے رہے۔ جب کہین پانچ چار برکا زر ماوجب ادا نہوا۔ تو اہل عرب نے محاسبین کو شکنجہ سے ڈرایا۔ اور ختنہ کا خوف دکہایا۔ یونہین الگل بچو جو اپنا روپیہ چاہا لے لیا دینے والون نے کچھہ منت سماجت کی کچھہ حکمت کام مین لائے۔ کچھہ سختی کے متحمل ہوئے تھوڑا سا روپیہ دیکر ہاتہہ پیر چھٹائے۔ غرض اس حساب کے اندہیر کہاتہ سے بعض وقت بڑا اندہیر مچ جاتا تہا۔ زبردست نہال ہوجاتے تہے۔ اور زیردست پائمال۔

دوم اس ملک مین اہل عرب اپنے ملک سے آئی تہی جسمین بالکل کوہستان اور بیابان تہا۔ اونکو زرخیز زمینون کی قدر ومنزلت کیا معلوم تہی۔ جب کوئی ملک انہون نے مفتوح کیا۔ اس فتح کی استحقاق مین جتنا روپیہ عایا دینے پر راضی ہوگئی۔ اونہون نے غنیمت جانا۔ زمین کی قدر قیمت کی جانچ پڑتال کرکے اوسکا محصول نہین مقرر کیا۔ کچھہ اونکے ہان ملک کی آمد وخرچ کا حساب ترتیب سے نہ رہتا تہا۔ ایک مدت کے بعد ایک شخص نے اس آمد وخرچ کی کتاب بنائی۔ سوا اسکے اونکو ایسے ملکون کا انتظام کرنا نہ آتا تہا۔ ملک کا فتح کرنا اونکو آسان تہا۔ مگر اوسکا نظم ونسق کرنا دشوار تہا۔ یہی سبب تہا کہ اس ملک کا انتظام برہمنون کے سپرد ہوا۔

سوم اہل اسلام کے ہان کوئی سکہ نتہا اونکے دارالخلافہ تک مین یونان اور ایران کے

سکون مین تمام کام تجارت اور لین دین کے چلتے تھے۔ خلیفہ عبدالملک نے دینار پر اول سکہ لگایا۔ اور اسوقت سے حساب کتاب خزانو نکا اہل عرب کے سکون مین شروع ہوا ہے۔ اسی زمانہ مین اجنبی سکون کے رواج کے سبب سے رعایا کی تکلیف دور ہوئی۔

چہارم جن جوانمردون نے کارہا رنمایان ملک سندہ مین کئے۔ انہون نے معافی مین اقطاع زمین پائے۔ گر خلیفہ عمر کا حکم سپاہیونکے واسطے تھا کہ وہ کوئی پیشہ اور کاشتکاری نہ کرنے پائین اسلئے گو زمین اونکو ملگئی مگر وہ اصل مالکونکے قبضہ مین رہتے اسلام کے لشکر مین جو سپاہی تنخواہ پاتے تھے۔ اونکو غنیمت نہ ملتی تھی۔ نہ زمین معافی کی دیجاتی تھی۔ صرف تنخواہ پاتے تھے۔ مگر جو بے تنخواہ سپاہی لڑتے تھے۔ اونکو چار خمس غنیمت کے اور زمین معافی کی دیجاتی تھی۔ اور ایک خمس غنیمت کا امانت رہتا تھا وہ خیرات اور نیک کامون مین صرف ہوتا تھا۔ اگر خلیفہ کچھ بھی اس خمس مین افزائش کرنی چاہتا تو سپاہی اوسیوقت لڑنے کو تیار ہوجاتے۔

پنجم ملک سندھ کی زمین مقبوضہ مین سے بہت سی زمین مواقف کے لئے وقف کی گئی۔ اور مساجد وغیرہ کے خرچ کے کام مین آئی۔

ششم اہل اسلام نے اول عملداری مین یہہ طریقہ اختیار نہین کیا کہ وہ ہندون کے ساتھہ مل جل کر رہتے۔ بلکہ وہ اپنے شہر جدا بناتے اور اونمین سکونت اختیار کرتے۔ اسلئے ہندؤن کے ساتھہ اتحاد پیدا نہوا۔ اور اونکا یہان سے خارج ہوجانا کچھہ مشکل نہ ہوا۔ جسوقت یہان سے وہ چلے گئے۔ تو کوئی اونکا افسوس کرنے والا دوست نتھا۔ مسلمانون کو شہر بنالینا اسوقت آسان تہا۔ ہزارون مکان اونکے ڈہاہی ہوئے پڑے تہے۔ اونکے لمبہ اور مصالح سے مکان جھٹ پٹ بنالیتے اکثر بت خانون کے مصالح سے مساجد

تعمیر کرتے۔

ہفتم کہین اس امر کا پتا نہین لگتا کہ اہل عرب کے ساتھہ اس ملک مین عورتین بھی اونکی ساتھہ آئی ہون۔ لڑائیون مین اہل عرب اکثر عورتونکے ساتھہ لیجایا کرتے ہین بعض لڑائیون مین تو فتح ان عورتون ہی کے فصاحت اور بلاغت سے حاصل ہوئی ہے۔ ایسی لڑائیان مشہور ہین۔ اس مہم مین عورتون کے نہ لانے کا سبب یہہ بھی تہا کہ اسباب اونکے لانے کا بہم نہ پہونچا چار سپاہیونکو ایک اونٹ ملا تہا۔ اوسی پر سارا خیمہ ڈیرہ کہانا پینا لدا تہا۔ ایسی صورت مین عورتین کیونکر آتین۔ مگر جب زمانہ امن کا ہوگیا۔ اور رستہ کہل گیا۔ تو بہی نہین معلوم ہوتا کہ پیچہے جو اہل عرب آئے وہ اپنے ساتھہ عورتونکو لائے۔ سوا اسکے جو اہل عرب یہان آئے۔ اونکو جیسا کہ آگے بڑہنا مشکل تہا۔ ویسا ہی وطن مین پیچہے جانا دشوار تہا۔ تاریخ طبری مین لکہا ہے کہ خلیفہ سلیمان نے جو خلیفہ ولید کا جانشین تہا۔ یہہ حکم ان لوگون کی نسبت دیدیا کہ۔ جہان چاہو محنت مزدوری کرو اور زمین لو دو جوتو۔ ملک شام مین تمہارے واسطے جگہہ نہین۔ اس خلیفہ کے عہد خلافت مین دس برس تک تو یہہ لوگ یہان رہے ہونگے۔ پہر اوسکے مرنے کے بعد ہی سب کے سب تھوڑے چلے گئے ہونگے۔ غرض یہان اس عرصہ بعید مین اسی ملک کی عورتونکے ساتھہ ہم آغوش ہوئے ہونگے۔ اور ساری کمائی غنیمت کی انہین کے نذر کی ہوگی۔ جو اس ملک مین اولاد اہل عرب کی پیدا ہوئی اونکے بشرہ سے معلوم ہوتا تہا کہ اونمین خون اہل عرب کا ایسا نہین جہلکتا جیسا کہ اور ممالک مفتوحہ مین اونکی اولاد کے اندر نظر آتا ہے۔

ہشتم اہل عرب کی یہہ نہایت عمدہ تدبیر تہی اور قابل تعریف انتظام تہا کہ اونہون نے اہل سنہ کو اپنے سپاہ مین بہرتی کیا۔ ضرورت رفع ہونے کے بعد کچہہ سپاہیونکو اونہون نے

موقوف کردیا۔ بعض سپاہ کو وہ دور دور ملکونمین لڑانے کو واسطے لے گئے۔ یہہ طریقہ اہل روم کا تہا۔ کہ جس ملک کو فتح کرتے اور اوسمین جس قوم کو سپاہی اور مرد دیکھتے اوسکو اپنا ملازم کرکے اور ملکونکو لیجاتے۔ اسمین کئی فائدے حاصل ہوتے۔ اول یہہ خود ملک اون لوگون سے خالی ہوجاتا جسمین غرم اور حوصلہ لڑنے جھگڑنے کا ہوتا۔ اس سبب سے پہر اس ملک مین کوئی خطرہ اور اندیشہ نرہتا۔ دوسرے یہہ اجنبی ملک کے سپاہی اوسوقت کام آتے کہ بادشاہونکی اپنے ملک کے آدمی بغاوت کرتے۔ چنانچہ ایسی بہت دفعہ اتفاق ہوا کہ بادشاہون سے خاص اونکی رعایا نے سرکشی کی۔ اور اجنبی ملکون کے سپاہیون نے اونکی سرکوبی کرائی۔

ہم اہل عرب نے ان لڑائیون کے ساتہہ تجارت کو بہی ہاتہہ سے نہین دیا۔ اوسکو بہی بڑی رونق دی۔ سندہ مین کاروان دور دور سیستان خراسان بامیان بلستان اور کابل مین ہوکر آتے۔ اور اسباب لاتے۔ یہان سے لیجاتے۔ سمندر کی راہ سے بہی تجارت کا بڑا کہلا ہوا تہا۔ یہہ کاروان جس دور و دراز فاصلون سے مقررہ وقتون مین آتے تھے۔ اوس سے بڑا تعجب ہوتا ہے۔ بحری تجارت مین جہاز سندہ ہوکر خراسان اور ترکستان کو جاتے۔ لنکا اور بلہارا اور عمان کے بندرگاہون مین ہوکر گذرتے۔ لکڑی اور چین کا اسباب لیجاتے۔ عرب کے گھوڑے اکثر ملک سندہ مین آتے۔ غرض تجارت کو اہل اسلام نے دہم اہل اسلام نے یہانکے لوگونکے ساتہہ یہہ برتاؤ برتا کہ جب کسی بستی پر حملہ کیا تو بستی والون سے پہلے پہل یہہ درخواست کی کہ اسلام قبول کرو یا جزیہ ادا کرو۔ انکار کی صورت مین بستی پر حملہ ہوتا تہا۔ ہتیار بند سپاہی قتل ہوتے تھے۔ اونکے اہل و عیال لونڈی غلام بنائے جاتے اور فروخت ہوتے تھے۔ پیشہ ور کاشتکار تاجر کشت و خون سے معاف تھے۔ اونسے کچھ

تعرض نہ ہوتا تھا - چنانچہ جن شہروں کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے وہ اسکا شاہد ہے - جن لوگوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا اونکو حسب دستور قدیم اپنے رسوم مذہب کی اجرا اور ادا کا اختیار دیا گیا - جب راجہ بھی جزیہ دینے پر راضی ہو گیا - تو اوسکا ملک اوسکے قبضہ میں دیدیا اور ایک ہاج گذار راجہ بن گیا - جو مسلمان ہو گیا - وہ سب جھگڑوں سے چھوٹ گیا -

یازدہم زمین پر محصول لینے کا قاعدہ بندھا تھا - اول کوئی پیمانہ نہ تھا کہ زمین پیمائش ہوتی فقط اٹکل سے زمین کا اندازہ کیا جاتا - کوئی محصول متعین نہ تھا - بلکہ وہ پیداوار پر موقوف تھا - اگر زمین نہروں اور دریاؤں سے سیراب ہوتی - تو جو گیہوں کی پیداواری زمین ہوتی اوسکا تیسرا حصہ لیا جاتا - اگر کسی اور حکمت سے سیراب ہوتی تو تین دسوان حصہ اور ایک چوتھائی پیداوار کا اوس زمین سے لیا جاتا جسمیں آب پاشی کسیطرح نہ ہوتی تھی - باغ کی پیداوار کی ایک تہائی - انگور اور پھلی وغیرہ کی پیداوار کا ایک خمس - یہہ خراج جنس میں ادا کیا جاتا - یا نقد روپیہ دیا جاتا - اگرچہ یہہ محصول خلیفہ عمر کے انتظام کے موافق مقرر ہوئے تھے مگر آخر کو بہت زیادہ ہو گئے - غرض نہ تشخیص جمع تھی - نہ پیمائش تھی - سب کام اٹکل اور تخمینہ سے چلتے تھے - کسی زمیندار اور کاشتکار سے اتنا زیادہ لے لیا کہ اوسکو کھانے کو بھی نہ بچا کسی سے اسقدر کم لیا کہ وہ نہال ہو گیا - غرض اس زمانہ کا سا حال نہ تھا - کہ ایک ایک چپہ زمین کا عمدہ عمدہ آلات سے پیمائش ہوتا ہے - اور تمام پیداوار کی تشخیص ہوتی ہے اور اوسکے موافق جمع سرکاری مقرر ہوتی ہے - وہی لیجاتی ہے -

دوازدہم اہل اسلام کے جھگڑوں کو قاضی شرع کے موافق فیصل کرتا تھا - ہندو اور مسلمان کے درمیان جو جھگڑا ہوتا تھا - اوسکو بھی قاضی شرع کے موافق چکاتا تھا - ہندوؤں کے درمیان جو جھگڑے لین دین اور معاہدے زناکاری وراثت وغیرہ کے ہوتے وہ

پنچایت مقرر ہوکر فیصل ہوجاتے ۔

سیزدہم ایسے قانون ہی جاری تہے کہ خاص قومین فلان قسم کا کپڑہ نہ پہنین ۔ گہوڑون پر سوار نہون ۔ اگر وہ چوری کرین تو اونکے جورو بچے سب کے سب قتل کئے جائین ۔ مسلمان مسافرون کے تین روز کہانا کہلانے کی ہی کہ ہندو نکے ذمہ لگی ہوئی تہی ۔ اگر مسلمانو کا روان آئے تو بعض قومون مین سے ہر سر ونکا جانا ہی ضرور تہا ۔

چہاردہم اگرچہ محمد قاسم کی نوعمری اور شباب کا عالم تہا ۔ مگر وہ بڑا مدبر اور شجاع تہا شمشیر اور تدبیر دونو سے کام لیتا تہا ۔ اگر کہین کچہہ شمشیر سے ستم کیا ۔ تو اوسکی تدبیر سے مکافات ہی ضرور کی ۔ اگر کہین بتونکو توڑا ۔ تو اوسکے ساتہہ بت خانونکے مرمت کرنے کا ہی حکم دیا ۔ اگر کہین لوٹ مار سے لوگونکو خستہ حال دیکہا ۔ تو وہان بیت المال سے اوسکا معاوضہ بہی دیا ۔ جو شخص ذی لیاقت اس ملک کا اوسکو ہاتہہ لگا اوسکی قدر شناسی کی ۔ غرض مردم شناسی اور دل جوئی اوسپر ختم تہی ۔ کیسے عمدہ عمدہ وزیر اور مشیر یہان کے تلاش کرکے اوسنے اپنے پاس رکہے ۔

پانزدہم اسوقت کوئی یہہ سوال کرے کہ اہل اسلام حرارت اسلامی کی حالت مین ملتان تک چڑہی چلے آئے ۔ مگر ہندوستان کے مذہب مین وہ الٹ پلٹ نہ کرسکے جو اور ملکون مثل ایران وغیرہ مین انہون نے کی ۔ اگرچہ سندہ پر قابض ہوگئے ۔ مگر مجبور ہوکر تہوڑی دنون مین چہوڑ کر چلے گئے ۔ اسکے کئی سبب تہے ۔ اول یہہ کہ ہندوستان مین پوجاریونکا ایک قوی گروہ ایسا تہا کہ وہ حکومت کے کاروبار مین ہر طرح سے شریک اور دخیل تہا ۔ اور تمام لوگ اوسکا پاس لحاظ کرتے تہے ۔ ہر شخص کے دل مین رعب و داب اوسکا بیٹہا ہوا تہا ۔ ہندونکا مذہب ایسا تہا کہ جسمین قوانین اور رسم و رواج خلط ملط

تھے۔ اور لوگونکے دلونمین جو خیال پیدا ہوتے تھے وہ ان سب پر محیط تھی۔ باوصف اسکے تبدیلی کا خوف اور تھوڑی بہت دلاوری بھی تھی۔ جو غنیم کے کڑے حملونکو غالباً روک تھام کرتے تھے۔ اور دشمنونکے زور شور کو جھیلے مین ڈالتے۔ علاوہ اسکے نا اتفاقی بھی ہندونکے مفید تھی۔ یعنی اگر ایک راجہ کو تباہ کیا تو حملہ کرنے والونکے دشمنون مین سے ایک کم ہوگیا۔ دوسرا حریف اوسکے بعد مقابلہ کرنے کو باقی رہا۔ اور جسقدر کہ وہ حملہ آور آگے بڑھا۔ اوسیقدر لشکر اوسکا گھٹا۔ اور جہان سے رسد وغیرہ کا سامان بہم پہونچتا وہ دور پڑا۔ اور مخالفونپر کوئی ایسا صدمہ نہ پہونچا جسکے سبب سے اوسکی مہم پوری ہوجاتی۔ سو اسکے دین اسلام کے نہ پھیلنے کا سبب ہندوستان مین یہہ بھی ہوا۔ کہ مسلمانونکو جتنا ملک ہاتھہ آتا گیا۔ اوتنا اونکا مزاج بدلتا گیا۔ کیا گرم دیندار واعظ تھی۔ یا دنیادار بادشاہ بنگئے۔ اسلام کے پھیلانے کا نہ وہ ولولہ رہا نہ جوش رہا۔ یہہ سب سرد ہوا۔ دنیا کی جاہ وحشمت بڑہانے کے پیچھے پڑگئے خاکش سایہ سے عیاش بادشاہ ہوگئے۔ پہلے اونکی ساری خوشی وسرت فتح ونصرت تھی۔ اب نازوادا حرکات اور عیش وعشرت کرنے مین لذت آتی تھی۔ یا ایک زمانہ وہ تھا کہ خلیفہ دوم جب بیت المقدس کو اپنے لشکر کے ساتھہ سوار ہوئے تو ایک ہی اونٹ پر اونکا سب کھانا پینا اوڑھنا بچھونا تھا۔ یا ۱۶ھ مین ابو محمد ابن منصور المہدی پانچ پانچ سو اونٹون پر لدوا کر مکہ کے اندر برف منگاتا۔ یا وہ زمانہ تھا کہ خلیفہ سوم جب دن کے کام کا بقیہ رات کو پورا کر چکتے تھے تو چراغ کو گل کرتے کہ بیت المال کا مال ضایع نجائے۔ یا یہہ کفایت شعاری تھی۔ یا یہہ فضول خرچی ہونے لگی کہ ۸۵ھ ہجری مین خلیفہ حجاج ابن یوسف ثقفی کے دربار عالیشان مین ہزار خوان کھانے کے اہل مجلس کے روبرو چنے جاتے تھے۔ یا خلیفہ دوم نے سکندریہ کے کتب خانہ کی کچھہ پرواہ نکی۔ خواہ وہ آگ مین جلے۔ یا پانی

مین گئے - یا خلفاء عباسیہ کے عہد مین یونانیون اور غیر زبانونکے کتابونکے ترجمونسے ہی
کو مسلمان علم سمجھنے لگے - ہارون رشید کے دربار مین تو ماہران علم موسیقی بہی چار نوطرف
سے اُمنڈ کر آموجود ہوئے - غرض اس دنیا کی جاہ و حشمت کے لالچ نے دین کے کامونکو
ہندوستان مین جھمیلے مین ڈال دیا - افسوس یہہ ہی کہ اگرچہ اہل عرب کا تعلق ملک
سندہ سے تین سو برس تک رہا مگر کوئی اثر اونکے اس تعلق کا ملک پر باقی نرہا - اور کسی
سیاح کو اس ملک مین سفر کرنے سے یہہ نہین معلوم ہوتا کہ کبہی اونہون نے یہان قدم
بہی رکہا تہا - نکوئی عمدہ مسجدونکی بنائی ہوئی نظر آتی ہے نہ خانقاہ نہ کوئی اور عمارت -
غرض یہہ ملک ہندوستان بہی عجب چیز ہے گو مغلوب ہونا اوسکی عادت مین داخل ہے
مگر غالبونکا اثر اوسپر ایسا نہین ہوتا جیسا کہ اوسکا اثر اون غالبون پر غالب ہوتا ہے
اہل اسلام کا اثر ہندون پر ایسا نہین ہوا جیسا کہ ہندوؤنکا اثر اہل اسلام پر ہوا فقط

خاندان غزنوی .

اب دو سو برس تک ہندوستان پر جملہ مسلمانون کے ایسے ہوتے رہے جیسے کہ پہلے ہو چکے تہے - اب جو حملہ ہوا وہ افغانستان کے کوہستانی اضلاع اور ممالک متوسط ایشیا سے پنجاب کے گوشہ شمال مغرب کی جانب سے ہوا -

جب خلفاء کی سلطنت ملک عرب مین برباد ہوئی - تو مختلف خاندان شاہی اپنے اپنے ملکون کے پادشاہ بن بیٹہے - اونمین سے جس خاندان کو زیادہ تر تعلق ہندوستان سے ہے وہ آل سامان کا خاندان ہے - یہہ خاندان سنہ ۸۷۲ء / ۲۷۹ھ اور سنہ ۱۰۰۴ء / ۳۹۵ھ مین ممالک متوسطہ ایشیا مین صاحب ملک اور اقتدار رہا - اپنے گئے وقت مین بہی خراسان اور ماوراء النہر پر قبضہ اور تصرف رکہتا تہا - بخارا اوسکی فرمان روائی کا دارالسلطنت تہا - انہین مین سے ایک خاندان غزنوی پیدا ہوا جسنے مسلمانون کی حکومت کا آغاز ہندوستان مین ہوا -

الپتگین

عبدالملک ابن نوح سامانی خاندان کا پانچوان پادشاہ تہا - اوسکا الپتگین ایک ترکی غلام تہا - اول اول پادشاہ کو وہ بہان متی اونٹ کے تماشہ دکہا دکہا کر دل خوش کیا کرتا تہا - اوسوقت مین یہہ دستور تہا کہ غلام امانت کے عہدون پر سرافراز ہوتے - اور پادشاہونکے صاحب بنتے تہے - پادشاہ نے اس اپنے غلام کی ہوشیاری اور جوانمردی اور دیانت اور امانت دیکہہ کر سنہ ۹۶۱ء / ۳۵۰ھ مین اسکو خراسان کا حاکم مقرر

کیا۔ جب عبدالملک اس دنیا سے سدھارا تو امرار بخارا نے قاصد الپتگین پاس بھیجا۔
اور پوچھا کہ آپ کی رائے مین تخت نشینی کے لائق کون آل سامان مین ہے۔ اوسنے قاصد
کو جواب دیا کہ منصور عبدالملک کا بیٹا ابھی نوعمر اور ناتجربہ کار ہے سلطنت کے سزاوار
نہین۔ البتہ پادشاہی اوسکے چچا پر زیب دیتی ہے۔ ابھی یہہ قاصد پیغام لیکر بخارا
مین پہرا نتہا۔ کہ امرار نے اتفاق کرکے منصور کو تخت شاہی پر بٹھا دیا۔ جب یہہ جواب
قاصد لایا۔ تو منصور کو نہایت غصہ آیا۔ فورًا الپتگین کو خراسان کی حکومت سے معزول
کرکے دربار مین بلایا۔ اب اوسکو یہان آنے مین وہم پیدا ہوا۔ جان کا اندیشہ دامنگیر
ہوا۔ اسمین شک نہین اگر وہ یہان آتا تو کیا جان کہوتا۔ یا قید خانہ مین عمر بھر کاٹتا
اوسنے منصور کا حکم نمانا۔ اور سپاہیانہ پیچ کھیلا۔ کہ خراسان کو چھوڑا۔ اور اپنے خاصہ کا
لشکر تین ہزار غلامونکا اپنے ہمراہ لیا۔ اور غزنین کی طرف کوچ کیا۔ اور صحیح سالم
وہان جا پہونچا۔ بلخ اور ہرات اور سیستان جس ملک مین داخل ہے اوسکو فتح کرلیا
اور خود بالاستقلال پادشاہ بن گیا۔ منصور نے دو دفعہ لشکر الپتگین سے لڑنے کو بھیجا
مگر دونو دفعہ مغلوب ہوا۔ یہہ خطہ اوسکے ہاتھہ ایسا لگ گیا۔ کہ جسکے قوی ہیکل اور
بہادر اور جنگجو باشندے یعنی افغان اوسکے خود مختار بنا دینے کو کافی تھے۔ گو وہ اوسکے
مطیع اور فرمان بردار رہتے۔ مگر اڑے وقت مین ساتھہ دینے کو اور جان لڑانے کو
تیار تھے۔ اگرچہ اوسکے ساتھہ تین ہزار غلام اوسکے تن کے ہمراہ تھے۔ اور غالبًا اوسکی
طرح ترکی غلام تھے۔ اور کبھی کبھی اوس پاس آزاد ترکی سپاہی آتے ہونگے۔ اور
اوسکے ملازم بنتے ہونگے۔ مگر اتنے آدمیون سے کیا ہوتا ہے۔ بڑا جتھا افغانونکا تھا جنمین
اپ وہ رہتا تھا۔ گو وہ اوسکے تابع نہتے۔ مگر وقت پر نوکر ہو جاتے تھے۔ غرض ان

سب کی بدولت اوسنے پندرہ برس تک دولت اور اقبال کے ساتھہ فرمان روائی کی
سنہ ۹۷۶ع ۳۶۵ھ مین اپنی موت سے مرگیا

سبکتگین

سبکتگین حقیقت مین گو ایران کا امیرزادہ تہا۔ مگر الپتگین کا غلام تہا۔ ایک سوداگر
ترکستان سے اوسکو لایا تہا۔ سنہ ۹۵۰ع مین اوسکو الپتگین نے خریدا تہا۔ اوسکی فراست اور ذکاوت
دیکھہ کر بتدریج ایسے بلند مرتبے پر پہونچایا کہ لشکر کا امیرالامرا اور دربار کا رکن اعظم وہی ہوا۔
وہ اپنے آقا کے ساتھہ اکثر لڑائیون مین ہمراہ رہتا۔ اور داد جوانمردی دیتا۔ بعض مورخ
کہتے ہین کہ الپتگین نے اپنی بیٹی سے اوسکا نکاح کردیا تہا۔ اور وارث تاج و تخت مقرر کیا
مگر تاریخ فرشتہ مین یون لکہا ہی کہ سنہ ۹۷۵ع ۳۶۴ھ مین الپتگین مرا۔ اور ایک بیٹا ابو اسحاق
چہوڑا۔ سبکتگین اوسکو بخارا لیکر گیا۔ اور وہان سے غزنین کی سند حکومت دلا کر لایا
مگر ساری ملکی اور مالی کامونکا خود مختار رہا۔ ابو اسحاق تہوڑے دنون جیا۔ اور سنہ ۹۷۷ع
۳۶۷ھ مین عقبی کا رستہ لیا۔ بعد اوسکے بلکاتگین پادشاہ ہوا۔ وہ بہی تہوڑے دنون اس دنیا
سے وداع ہوا۔ بعد اوسکے امیر پری تخت پر بیٹہا۔ غرضکہ ایک دو اور چڑہاؤ کے امیرون
نے جب ملک کی حالت کو بگڑتے دیکہا۔ سبکتگین کو اپنا پادشاہ بنایا۔ اور الپتگین کی
بیٹی سے اوسکی شادی کی۔ اب یہی امیر خاندان غزنوی کا پہلا پادشاہ کہلاتا ہی۔ مگر
اوسمین گفتگو بہت ہی۔ اس مختصر مین گنجایش نہین۔ خاندان غزنوی کے سکے
جو آجکل جمع ہوے ہین اونمین بلکاتگین کے سکے بہی ملے ہین۔ بلکہ تکین کا ذکر اکثر قدیمی
تاریخون مین نہین ہی۔ طبقات ناصری مین اوسکے پادشاہ ہونے کا حال لکہا ہی۔
اس سے یہہ معلوم ہوتا ہی۔ کہ خاندان غزنین کا اول پادشاہ وہ ہوا۔ اگر پادشاہ نہوتا

توسکا اوسکا کہان ہوتا۔ غرض امیر سبکتگین نے قدم تخت پر رکھا۔ کہ لوہر دشمنوں سے ملک بچانے کے واسطے لڑنا ٹہرا پڑا۔

جی پال اور سبکتگین کی لڑائی

امیر سبکتگین نے بیس برس سلطنت بڑی عزت اور جلال کے ساتہہ کی اور سلطنت جدید کی بنیاد پختہ کی جسمین افغانستان بلوچستان اور ترکستان شامل تہی۔ بخارا سے لیکر خلیج فارس تک اور کوہ سلیمان سے لیکر ایران کی حد تک اوسکو وسعت تہی۔ جب غزنین کی سلطنت کا ڈانڈا مینڈا پنجاب سے آملا۔ تو اٹک کے آس پاس رہنے والونکو یہہ امر ناگوار ہوا۔ کہ ایسے آدمیونکا ہمسایہ ہو کہ جنسے جان اور ایمان کا خطرہ ہو۔ اسمین شک بہی نہین کہ مجاہدین اسلام ضرور اونکے ملک پر دست درازیان کرتے ہونگے۔ اس سبب سے مضطرب رہتے ہونگے۔ اب کوئی چارہ سوا اسکے نہ تہا۔ کہ راجہ جیپال والی لاہور نے قصد کیا۔ اور لشکر اور ہاتہی جمع کرکے لمغان کے میدان مین مسلمانون سے لڑنے کے واسطے آموجود ہوا۔ یہہ لمغان کا میدان کابل اور پشاور کے درمیان واقع ہے۔ اب امیر سبکتگین نے بہی غزنین سے جنبش کرکے خیمہ ڈیرے اسی میدان مین آجائے۔ دونون لشکرون مین ایک سخت لڑائی ہوئی۔ غالب مغلوب کوئی نہ معلوم ہوتا تہا۔ محمود غزنوی بہی اپنے باپ کے ساتہہ اسی لڑائی مین شریک تہا۔ اور وہ کام کرتا تہا کہ بڑے بڑے بہادرونکی عقل اسمین حیران تہی۔ غرض یہہ ہنگامہ کارزار گرم تہا کہ از غیبی گولہ پڑنا شروع ہوا۔ یعنی وہ بادوبارانکا طوفان آیا کہ دن کی رات ہوگئی۔ اور وہ برف پڑی اور سردی چلی کہ خون سرد ہوگئے۔ مسلمان اوسکے عادی تہے۔ مگر بیچارے ہندوؤن نے کب اس سردی کی آفت اوٹہائی تہی۔ غرض ہزارون سپاہی اور جانور

اکڑ گئے۔ سیکڑون کے ہاتھہ پاؤن رہ گئے۔ یہہ وہی میدان ہی جہان سردی کے ہاتھون سے یہی تکالیف لشکر ہندنے انگریزی افسرون کے ماتحت نوسو برس بعد اوٹھائی ۔ ایک کہانی مشہور ہی کہ ان پہاڑون مین ایک چشمہ ہی کہ جب اوسمین کوئی ناپاک چیز ڈالتے ہین تو اتنی برف پڑتی ہی کہ شہر کے شہر دب جاتے ہین۔ گو اسکی اصل کچھہ نہی مگر ہندؤن کے ڈرانے کے واسطے یہہ ڈھکوسلا بھی بڑے کام کا تہا۔ غرض اب سارے لشکر مین جاڑے کی دہائی پڑ گئی۔ جے پال نے لاچار ہوکر سبکتگین پاس پیغام صلح بھیجا۔ سبکتگین صلح پر راضی تہا۔ مگر محمود کہ جوانی کے زورون مین بہرا ہوا تہا اس صلح کا مانع ہوا۔ اسلئے یہہ کام صلح کا جھمیلے مین پڑ گیا۔ پہر جے پال نے ایک ایلچی دانا سلطان محمود کے پاس بھیجا۔ اور یہہ لکھا کہ آپ کو معلوم رہی کہ راجپوتون کا ایک دستور ہی کہ مایوسی اور اضطراب کی حالت مین جب دیکھتی ہین کہ کوئی راہ دشمن سے نہین رہتی۔ تو جو کچھہ اون پاس نقد و جنس ہوتا ہے ..... اوسکو آگ مین جھونکتی ہین۔ ہاتہی گھوڑون اور مویشی کو اندہا کرتے ہین۔ غرض کوئی چیز سلامت نہین رکھتے۔ اہل و عیال کو آگ مین ڈالتے ہین۔ پہر ایک دوسرے سے وداع ہوتے ہین۔ اور دشمن سے یہانتک لڑتے ہین کہ سب کے سب مرکر خاک مین ملجاتے ہین۔ اسی کو دین دنیا کی سرخروئی جانتے ہین۔ خوب سمجھہ لو کہ اگر تمہاری لشکر کے لوگون کو بہکا بہکا کر صلح کرنے نہین دیتے تو یہہ کرد کہائینگے۔ پہر تم پچھتاؤگے۔ نقد و جنس کی جگہہ راکھہ کا ڈہیر پاؤگے۔ قیدیون اور غلامونکے عوض مین کہری ہوئی ہڈیان مردونکی دیکھوگے۔ ہاتہیونکی جگہہ کیچڑ اور پتہر پاؤگے۔ غرض لڑائی کی صورت مین خاکستر کے سوا کچھہ خاک ہاتہہ نہ آئیگا۔ اگر صلح کرلوگے تو ہم پر بہت دیا کروگے۔ اب محمود نے بہی دیکھا کہ ہندؤنکو مایوس کرنا

اچھا نہین - معلوم نہین آگے کیا ہو - غرض باپ بیٹے دونون صلح پر راضی ہوئے -
راجہ نے اپنے معتبر رشتہ دار اور عزیز یہان سبکتگین پاس چھوڑے - اور اوسکے آدمی ساتھ لئے
کہ اپنے دار السلطنت مین جاکر بموجب عہد نامے کے ہاتھی گھوڑے مال و دولت حوالہ کرے
باوجودیکہ جے پال نے یہہ تباہی اپنی اوڈھائی تھی - اور خراج دینے کے وعدہ پر رہائی پائی تھی
مگر لاہور مین جب پہونچا سب قول و قرار بھول گیا - خراج نہ بھیجا - سبکتگین کے آدمیونکو
قید کر لیا - اور کہنے لگا جب تک امیر میرے آدمیونکو نہ چھوڑیگا مین ہرگز اوسکے آدمیونکو
نہ چھوڑونگا - اوسوقت مین دستور تھا - کہ راجہ کے دربار مین بیس ویسیار پنڈت اور
چھتریون کے سردار کھڑے ہوتے تھے - اور مہمات اور معاملات ملکی مین رای دیتے تھے -
چھتریون کو راجہ کی یہہ حرکت ناپسند آئی - اونہون نے عرض کیا کہ مردونکو بات کا
پاس چاہیئے - بچن کا توڑنا ایسا پاپ ہے - کہ بیتا گھوڑی پر چڑھ کر گردن دباتی ہے - اسپر
حرکت نارواسی باز آئے - اور خراج امیر کا بھجوائے - مگر پنڈت صاحبون نے نہ برف
وباران کی سردی دیکھی تھی - نہ تلوارون کے آنچ کے نیچے آئے تھے - اونہون نے
یہہ صلاح دی کہ راجہ کا جگت مین منہہ کالا ہو جائیگا - اگر خراج بھجوائیگا - شامت اعمال
سے یہی صلاح جے پال کو بھی پسند آئی - جب اس معاملہ کی خبر سبکتگین کو پہونچی اور
اسکو یقین نہ آیا - یہہ سمجھا کہ یہہ خبر ہوائی ہے - اور یون ہی لوگون نے اڑائی ہے -
مگر جب متواتر یہی خبر کان مین آئی تو اوسکو یہہ امر نہایت شاق معلوم ہوا - اس بد
عہدی کے انتقام لینے کے واسطے لشکرونکو جمع کیا - اور ایک دریا کی طرح اڈا ملو ہندوستان
پر چڑھ آیا - اور سرحدی مقامات پر ایک آفت برسادی - اور پانی پھیر دیا -

ہندو راجاؤنکا باہم متفق ہوکر سبکتگین سے لڑنا اور شکست کھانا

جب جے پال کو یہہ خبر پہونچی - تو اوسنے دلی اجمیر کالنجر قنوج کے راجاؤن کو چٹھیان لکھین کہ سبکتگین اسطرح پنجاب پر چڑہا ہی - پنجاب ہی ہمیشہ سے سب ہندوستان کا سپر بنا ہی - اب مناسب ہے کہ ہم سب ملکر اس ٹڈی کو روکین - نہین تو وہ ساری ملک مین پاؤں پہیر دیگا - غرض ان سب راجاؤن نے اپنا انتخابی لشکر بہت سی مال اور خزانہ کے ساتھہ جے پال پاس بہیجدیا - اور یہہ جان لیا کہ ہماری عزت اور آبرو سلطنت کی بقا جے پال کی جی پر موقوف ہی - اسلئے کوئی دقیقہ اعانت اور معاونت کا فروگذاشت نہ کیا - وہ ایک لاکہہ سوار اور پیادے بیشمار لیکر سندہ کے پار لیگیا - اور لمغان کے میدان مین امیر سبکتگین نے لشکر کے خیمہ ڈیرے ڈال دئے - امیر سبکتگین دشمنون کی کیفیت اور کمیت دیکھنے کے واسطے ایک ٹیکری پر کہڑا ہوا - وہان دیکہتا ہی کہ جہان تک نظر کام کرتی ہی لشکر ہی لشکر دکہائی دیتا ہی - مگر اس سے اوسکو کچہہ ہراس نہوا - اور سمجہا یہہ سب بہیڑین ہین - مین قصاب ہون - یہہ کلنگون کی قطارین ہین اور مین شاہین ہون - اب اوسنے سب سردارونکو بلایا - اور جہاد کا وعظ سنایا - اور سب سے زیادہ عمدہ تدبیر لڑائی مین یہہ کام مین لایا - پانچ پانچ سو سوارونکا غول ایک ایک افسر کے نیچے مقرر کیا - اور حکم دیا کہ باری باری سے لڑین - ایک غول لڑائی کے میدان مین جائے جب تہک جائے تو واپس آئے - اور دوسرا تازہ دم اوسکی جگہہ جائے - یہہ حکمت اوسکی ایسی کارگر ہوئی کہ ہندؤن کے لشکر مین باوجود کثرت کے ضعف معلوم ہوا - اور جب اونکے پیر اکہڑے تو سارے لشکر نے دفعتاً حملہ کیا - اور ہزارونکو مار ڈالا - اور سب کو بہگا دیا - اٹک تک اونکا تعاقب کیا - لشکر اسلام غنیمت سے مالا مال ہوگیا - گرفتاح کے پرگنون سے جو لاہور کی سلطنت مین داخل ہی - بہت سا محصول وصول ہوا راجہ کے ملک پر

دریا اٹک تک قبضہ اور تصرف کیا۔ اور پشاور مین دس ہزار سپاہیونکو ایک افسر کے تحت چھوڑا۔

ان لڑائیون کے بعد لغان کے افغان اور خلجی بھی امیر سبکتگین کے مطیع ہوئے۔ اور اوسکے سپاہ مین بھرتی ہوئے۔ ان مہمات کے بعد امیر اپنی ریاست کے انتظام مین مصروف ہوا

وفات سبکتگین

تھوڑے دنو بعد ۹۹۶ء مطابق ۳۸۷ھ مین امیر سبکتگین چھپن برس کے عمر مین مرگیا۔ غزنین مین دفن ہوا۔ چار روز پہلے اپنی موت سے شیخ ابوالفتح بُستی سے وہ کہتا تھا کہ ہمارا اور ہماری عوارض امراض اور موت کا حال اجینہ قصاب اور بھیڑون کا سا ہی۔ جب پہلی پہلی قصاب بھیڑ کو پائون کے نیچے دباکر لٹاتا ہی تو وہ بہت بیچین ہوتی ہی اور تڑپتی ہی۔ جب اون کتر کر چھوڑ دیتا ہی۔ تو پھر اپنی حالت مین مست ہو جاتی ہی۔ جب یہی نوبت دو تین دفعہ گذرتی ہی۔ تو پھر اوسکو مطلق خوف قصاب کا نہین رہتا۔ اور جب اوسکو ذبح کرنے کے لئے لٹاتا ہی۔ تو وہ یہی جانتی ہی کہ تھوڑی دیر بعد مین چھوٹ جاؤن گی۔ مگر وہان گلے پر چھری پھر جاتی ہی۔ اسی طرح انسان بیمار ہوتا ہی۔ پھر صحت پاتا ہے مرض الموت مین بھی امید صحت پر مسرور ہوتا ہی۔ اجل سے غافل رہتا ہی۔ کہ ناگاہ وہ آتی ہی اور جان شیرین کو باد فنا مین اڑا لیجاتی ہی۔

محمود غزنوی کی نوعمری کا بیان

مثل مشہور ہی کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ محمود کے کین سے ہونہار معلوم ہوتا تھا۔ نوعمری مین مہمات ہند مین باپ کے ساتھ جاتا۔ اور وہ آگے بڑھ کر قدم مارتا۔ کہ پرانے تجربہ کار سپہ سالار دیکھتے رہ جاتے۔ ایام طفلی مین اوسنے یہہ سبق خوب سیکھ لیا۔

کہ زابلستان یعنی کوہستانی ملک جو غزنین کے گرد ہے۔ اوسکی پہاڑی باشندون سی ہندون
کے راجاؤنکے بڑے بڑے لشکرونکو بہگا دینا کوئی بات نہین۔ ارکپن مین ایک باغ دلکشا
لگوایا۔ اوسمین مکان روح افزا بنوایا۔ ایک دن وہان بڑا جشن کیا۔ اور پدر بزرگوار اور
امرا و نامدار کو بلایا۔ باپنے باغ اور مکان دیکہہ کر پسند فرمایا۔ اور یہہ ارشاد کیا۔ کہ ایسے باغ
اور مکان تو اور بہی امیر بنوا سکتے ہین۔ تمکو وہ عمارت تعمیر کرنی چاہیئے کہ جسکی برابری
کوئی دوسرا نکر سکے۔ محمود نے پوچہا ایسی عمارت کون سی ہی۔ اوسنے جواب دیا کہ وہ اہل
علم و فضل کے دلون کی تعمیر ہے۔ جو کوئی نہال احسان اونکے دل مین لگائے۔ اوسکا
ثمر ہمیشہ پائے۔ یہہ نصیحت کی بات محمود کو ہمیشہ یاد رہی۔

محمود کی تخت نشینی

امیر سبکتگین کا جب انتقال ہوا تو محمود کی عمر تیس برس کی تہی۔ اور وہ اوسوقت
نیشاپور مین تہا۔ امیر اسمٰعیل اوسکا چہوٹا بہائی باپکے پاس تہا۔ بعض مورخ یہہ
کہتے ہین کہ اوسنے میدان خالی پاکر تاج شاہی سر پر رکہا۔ مگر بعض کا یہہ قول ہی کہ باپ
کی وصیت کے موافق وہ قبۃ الاسلام بلخ مین تخت پر بیٹہا۔ الحاصل وہی پادشاہ ہوا
اور خزانۂ شاہی کا مالک ہوا۔ سپاہ کی دلجوئی اور امرا کی خاطرداری مین خزانونکے منہ کہول
دیئے۔ مقصود اسمین یہہ تہا کہ سبکے دل مین اوسکی جگہہ ہو۔ اور محمود کی طرف سی اونکا
دل برگشتہ ہو۔ مگر اس دغا باز سپاہ اور امرا ناانصاف نے وہ دامن طمع دراز کیا۔ کہ جسکا
پر ہونا محال تہا۔ یہہ سب حال جب محمود کو نیشاپور مین معلوم ہوا۔ تو اوسنے بہائی پاس
ایک تعزیت نامہ لکہکر ابوالحسن کے ہاتہہ بہیجا۔ جسکا مضمون یہہ تہا۔ کہ امیر سبکتگین
میرا تمہارا پشت پناہ اس دنیا سے رحلت ہوا۔ ای برادر عزیز مجہہ دنیا مین کوئی چیز

تجھسے زیادہ عزیز نہین ہے۔ اگر تیری عمر بڑی ہوتی۔ اور تو زمانہ کا تجربہ کار ہوتا۔ سلطنت
کے دقایق سے اور ثبات ملک و دولت کے قواعد سے ماہر ہوتا۔ تو میری عین آرزو ہوتی۔
کہ تو تخت پر بیٹھے۔ باپنے جو تجھکو اپنا جانشین کیا وہ مصلحت ملکی تھی۔ اگر تخت خالی رہتا
معلوم نہین کیا فساد برپا ہوتا۔ تو پاس تھا۔ اسلئے تخت پر بٹھادیا۔ اب انصاف کی
نظر سے تامل کر۔ اور شریعت غرا کے بموجب دولت اور ملک کو تقسیم کر۔ دارالسلطنت
میرے حوالہ کر۔ بلخ خراسان کا ملک تیرے لئے مین صاف کئے دیتا ہون۔ مگر امیر اسمٰعیل
نے یہہ منصفانہ کلام بھائی کا نہ سنا۔ ناچار محمود نے سوار لڑائے کے کوئی چارہ نہ دیکھا
نیشاپور اور غزنین ہمہ دونون بھائی بارادہ جنگ چلے۔ ہرچند بعض امیرون نے چاہا
کہ اسمٰعیل بھائی کا کہنا مان جاوی۔ اور لڑائی نہو۔ مگر یہہ بات بن نہ پڑی۔ دونو
بھائیون مین ایک سخت لڑائی ہوئی۔ کہ بیت محمود کے ہاتھ رہا۔ غزنین فتح ہوگیا
اسمٰعیل گرفتار ہوا۔ ایک دن محمود نے بھائی سے باتون بات مین پوچھا کہ اگر تو
ظفریاب ہوتا۔ تو میرا کیا حال کرتا۔ اوسنے جواب دیا کہ کسی قلعہ مین بند کرتا۔ مگر
اسباب آرام اور آسایش کا سب کچھہ مہیا کرتا۔ اسوقت تو اس بات کو محمود نے
ٹال دیا۔ مگر پھر اسمٰعیل کو جرجان کے قلعہ مین قید کیا۔ اور سب چین اور آرام کا
اسباب اوسکے لئے تیار کردیا۔ ساری زندگی قید مین بسر ہوئی۔

سلطان محمود کی خودمختاری

اب سلطان محمود خودمختار ہوگیا۔ آل سامان مین جو کچھہ تعلق تھا اوسنے بےتعلق
ہوا۔ خطبون سے اونکا نام نکالا۔ اور اپنا خطبہ اور سکہ جاری کیا۔ سب لڑائی جھگڑون
سے فارغ ہوا۔ گھر کا بندوبست اور سلطنت کا انتظام کیا۔ پھر وہ ارادہ کیا جو ان

دنون مین سب سے بڑا گنا جاتا تہا۔ اور فیروزمند بادشاہونکی شایان تہا۔ یعنی اسلام کا ہندوستان مین لانا اور پہیلانا۔ اپنا لقب سلطان اسی بادشاہ نے اختیار کیا۔ پہلے کسی نے یہہ لقب اختیار نہین کیا تہا۔

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD

سلطان محمود غزنوی کی مہمات ہندوستان

محمود غزنوی سولہ سترہ دفعہ ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ مگر معلوم نہین کہ کس سبب سے اوسکے بارہ حملے مشہور ہوے۔ مورخونکا اوسکے حملون کے باب مین بڑا اختلاف ہے جو بیان زیادہ معتبر ہین اونکی نقل کرتے ہین۔ سب مہمون کا بیان کرین گے۔ جو اونمین حملونکے نام سے مشہور ہین اونکو بتلادین گے۔

حملہ اول پہلی اور دوسری مہم

فرشتہ اور نظام الدین احمد لکہتے ہین۔ کہ محمود غزنوی ۳۹۱ھ کے قریب ہندوستان کیطرف متوجہ ہوا۔ اور کئی قلعے فتح کئے۔ اور غزنین کو واپس آیا۔ مگر اسکا ذکر تاریخ یمینی مین نہین ہے۔ اب دوسری دفعہ جو ہندوستانکا ارادہ کیا وہ اوسکا حملہ اول مشہور ہوا اوسکا یہہ بیان ہے کہ۔ ۳۹۱ھ مین دس ہزار سوار چیدہ ہمراہ لیکر غزنین سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ پیشاور کے متصل اوسکے باپ کا قدیمی دشمن جے پال والی لاہور بارہ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادے اور تین سو زنجیر فیل لیکر لڑنے کے لئے کہڑا ہوا۔ مگر شکست پائی۔ اور خود پندرہ عزیزونکے ساتہہ اسیر ہوا۔ اور بہٹنڈہ کے قلعہ کو فتح کرکے غارت کیا۔ اس قلعہ کے نام پر محققین کے بڑے مباحثے ہین۔ بعض یہہ کہتے ہین کہ وہ تلج پار تہا۔ محمود بے روک ٹوک اس دریا کے پار اترا۔ اور اس قلعہ کو فتح کیا۔ جسکو کرنیل ٹوڈ صاحب لکہتے ہین کہ وہ بڑا آباد اور نامی مقام تہا۔ اور لاہور کا راہ

کیا لاہور مین یا یہان رہتا تہا - مگر اب سب کا قول فیصل اسپر ہی کہ - قلعہ بہٹنڈہ نہین ہے - بلکہ بارہند یا دارہندی - جیسا تاریخ یمینی مین لکہا ہی - اور یہہ ایک مشہور مقام دریاے سندہ کے مغربی کنارہ پر ہی - اور اٹک سے پندرہ میل کا فاصلہ اوسی ہے - اور لاہور اور پیشور کے قدیمی شارع اعظم پر واقع ہے - ابوالفدا اور بیرونی بہی سکندر کو اوسکا بانی بتاتے ہین - اب اوسکو ہنڈ کہتے ہین - اس بات کے ماننے سے آگے معلوم ہوگا کہ کئی عقدے حل ہوتے ہین - بعد اس قلعہ کے فتح کے محمود اپنی دارالسلطنت غزنین کو چلا آیا اور راجہ جے پال کو ساتہہ لایا - اوسی خراج و باج کا عہد و پیمان لیا اور رہا کیا بعض اور عزیز بہی اوسکے فدیہ دیکر چہوٹے - جب راجہ رہا ہوکر آیا تو اس قید اور شکست پر شکست کہانے سے اوسے شرم آئی یا کوئی مذہبی مسئلہ تہا کہ جب راجہ دو دفعہ مسلمانونسے ہزیمت اوٹہائی یا اونکے ہاتہہ مین قید ہو - تو پہر راج کے قابل نہین رہتا - اور اوس گناہ کا کفارہ سوائے آگ کے اور کسی سے نہین ہوتا - غرض وہ جلتی آگ مین کود پڑا اور جل بہنکر خاکستر بنا - راج اپنے بیٹے انندپال کو دیگیا -

دوسرا حملہ تیسری مہم

محمود نے تین برس تک آرام کیا - اور اس عرصہ مین اوسکی توجہ مغرب کی طرف رہی - پہر ۱۰۰۴ھ ۹۵ء مین ہندوستان کی طرف گیا - انندپال اپنے باپ کے عہد و پیمان پر جارہا اور نذرانہ معمولی ادا کرتا رہا - مگر اوسکے باج گذارون مین سے راجہ بہاٹیہ یا بہٹیز نے اپنے ملک کے خراج بہیجنے سے انکار کیا - سلطان محمود اوسکی سرکوبی کو خود آیا اور راجہ کو ایسا بہگایا - کہ سندہ کے کنارہ کے جنگل مین اپنی زیست سے عاجز ہوگیا - اور اپنے تئین آپ مار ڈالا - اب بہٹیز یا بہاٹیہ کی نسبت بہت گفتگو ہی - جو مقام کوئی محقق

اوسکا تجویز کرتا ہی - اوسی پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہی - مگر یہہ امر صحیح معلوم ہوتا ہی کہ اصل مین وہ تہیرا ہے وہ جہلم کے بائین کنارہ پر نمک سار پہاڑ کے نیچے واقع ہے - اوسمین قدیمی شہر ہونے کی بہت سی نشانیان پائی جاتی ہین - اور دریا کے مقابل بہت سے ایسے کھنڈر پڑے ہین کہ دیکھنے والے اچنبھا کرتے ہین - یہہ مہم دوسرا حملہ مشہور ہی -

تیسرا حملہ چوتھی مہم

(۱۸) ۳۶۹ھ مین ابو الفتح لودی حاکم ملتان نے سلطان محمود سے مخالفت اور راجہ انندپال سے موافقت اختیار کی - اوسکو سزا دینے کے واسطے وہ غزنین سے فوج جرار لیکر روانہ ہوا - لاہور سی راجہ انندپال حاکم ملتان کی حمایت مین پادشاہ سے پیشاور کے قریب لڑنے کے لئے گیا - اور اپنے امیرونکو سلطان کی راہ مسدود کرنے کے واسطے بھیجا مگر ان امیرونکا کیا حوصلہ تہا - جو اس شیر کے سامنے آتے شکست کہا کر بہاگے - جب راجہ کو یہہ خبر ہوئی تو وہ بہاگا - سلطان اوسکے تعاقب مین سودرہ مین دریاے چناب کے کنارہ پر پہونچا - انندپال مایوس ہوکر کاشمیر کو بہاگ گیا - پادشاہ نے اوسکا تعاقب نہ کیا - بلکہ بہٹنڈہ کی راہ سے اپنے اصل مقصود یعنی ملتان کی طرف کوچ کیا - جب حاکم ملتان نے راجہ کو یون بہاگتے دیکہا - تو وہ قلعہ مین متحصن ہوا - پادشاہ نے ملتان کا محاصرہ کیا - سات روز تک محاصرہ رہا - پہر ابو الفتح نے منت سماجت کرکے نذرانہ دیکر قصور معاف کرالیا - اس ملتان کے حاکم کے ساتہہ جو شرطین برعایت منظور کرلیں اوسکا سبب یہہ تہا - کہ اوس پاس خبر آگئی تہی کہ ایلک خان کی لشکر نے اوسکے ملک ماوراء النہر پر حملہ کیا ہی - اسلئے یہان سی بہیجا چہوڑا کر غزنین کو چلا گیا - اب اس مہم مین ملتان کا حاکم مسلمان بیان کیا گیا ہے - وہ قرامطہ مین سے تہا - اوسکا دادا شیخ حمید لودی

امیر ناصر الدین سبکتگین کے ساتھہ خلاص کہتا تہا۔ اور خدمت کیا کرتا تہا۔ یہہ پوتا بہی تہوڑے دنون تو سلطان محمود کا مطیع رہا۔ مگر پہر باغی ہوگیا۔ قرامطہ بہی ملاحدہ مین شمار ہوتے تہے۔ اب دوبلا بہٹنڈہ کا نام آیا۔ اب سودرہ سے بہٹنڈہ کی راہ سے ملتان جانا سمجہہ مین نہین آتا۔ وہ ایسا پیچ در پیچ رستہ ہے کہ کسیطرح سے محمود کا گذرنا قرین قیاس نہین مگر یہان بہٹنڈہ کو بیہرہ پڑہین تو وہ ملتان اور سودرہ کے درمیانی راہ مین پڑتا ہے۔

تاتاریون سے محمود غزنوی کی لڑائی

اگرچہ ایلک خان محمود کے ساتھہ دامادی کا رشتہ رکہتا تہا۔ مگر اوسنے دیکہا کہ محمود ہندوستان مین مصروف ہے۔ خراسان خالی ہے۔ اسلئے یہہ طمع دامنگیر ہوئی کہ اس ملک کو تسخیر کر لیجئے۔ سیاوشگین خان کو لشکر کے ساتھہ خراسان مین روانہ کیا۔ اور چغر تگین خان کو بلخ پر بہیجا۔ محمود نہایت چستی کے ساتھہ غزنین مین پہونچا اور لشکر کو جمع کرکے گہٹا کی طرح بلخ پر چڑہ گیا۔ اور ایلک خان کا ایسا قافیہ تنگ کیا کہ اوسنے والی ختن سے امداد چاہی۔ قدر خان پانچ ہزار آدمی لیکر ایلک خان کی مدد کو آیا۔ اس اعانت کے سبب سے ایلک خان جیحون سے پار اترا۔ بلخ سے چار فرسخ پر محمود کے مقابل ہوا۔ غرض ایک ہنگامۂ عظیم کارزار کا برپا ہوا۔ اس لڑائی مین محمود کے ساتھہ پانچ سو ہاتہی بہی ہندوستان کے تہے۔ اونہون نے دشمنون کے ہنگامے مین کام کیا۔ ان ہاتہیونکی صورت سے تاتاری ڈر گئے۔ اور بہت تیزی اور تندی سے وہ حملہ نہ کرسکے۔ اور اونکے حملے کے بعد ہاتہی خود اونپر پلتے اور جو کوئی سامنے آیا چیر چار برابر کیا۔ غرض تاتاریون کی فوج بالکل

تباہ ہوگئی۔ اور ایلک خان چند ہمراہیون سمیت جیحون سے پار اترا۔ محمود نے بہی اوسکے تعاقب کا ارادہ کیا۔ مگر موسم سرما کی شدت سے باز رہا۔ یہہ شکست ایلک خانکو ایسی ہوئی کہ پہر اوسنے خراسان کے لینے کا نام نہین لیا۔

پانچوین مہم

(۲۰) جب محمود غزنوی ابوالفتح لودی سے صلح کرکے غزنین جانے کو تہا۔ تو اوسنے دریاے سندہ کے کنارہ کا ملک اور بہٹنڈہ کے مہات کا انصرام راجہ سکہ پال کے سپرد کیا تہا۔ یہہ راجہ پشاور مین ابوعلی سنجری کے ہاتہہ گرفتار ہوکر مسلمان ہوا تہا۔ اوسی کا نام فارسی تاریخون مین نواسہ شاہ اور ابسار آتا ہے۔ اب ان نامونکی توجیہین بہت سی ہین۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ راجہ جے پال کا نواسہ تہا۔ اور شاہ تعظیما اوسکے ساتہہ بولا جاتا تہا۔ غرض محمود بلخ کی لڑائی سے فارغ ہوا ہی تہا۔ کہ یہہ خبر پہونچی کہ نواسا شاہ مرتد ہوگیا۔ سنتے ہی کوچ پر کوچ کرتا ہوا۔ محمود ہندوستان پر آیا۔ اور دفعتًا اوسکو گرفتار کرلیا۔ اور ساری عمر اوسکو قید خانہ مین رکہا اور بہت سے روپیہ اوستے چہین لئے۔

چہٹی مہم چوتہا حملہ

(۲۱) ملتان کی تسخیر مین جو انندپال نے سلطان محمود کے ساتہہ بے ادبی کی تہی۔ اوسکا حال اوپر پڑہ چکے ہو۔ اب اوسکی سزا کے واسطے سلطان نے ایک لشکر عظیم تیار کیا۔ راجہ انندپال بہی غافل نہتا۔ وہ بہی مرد زیرک اور ذی ہوش تہا۔ اوسنے سارے ہندوستان کے راجاؤن پاس چٹہیان دوڑا دین۔ اور ایلچی روانہ کئے۔ اور اس خطرۂ عظیم سے مطلع کیا۔ اور کہلا بہیجا کہ اگر دین کی حمیت اور دنیا کی عزت رکہنے ہو

تو میرے ساتھہ جلدی سے ہو۔ ابتک حشمت اور دولت اور عزت مین کچھہ فرق نہین آیا۔ اگر اسمین کچھہ تاخیر ہوئی۔ تو ساری ہندوستان کو محمود تباہ اور خاک سیاہ کردیگا۔ غرض اس تحریر اور تقریر کا اثر راجاؤنکے دل پر ہوا۔ اور اونہون نے سمجھہ لیا کہ سلامتی دین دنیا کی اسی مین ہی۔ کہ جہانتک ممکن ہو۔ راجہ انندپال کی امداد کرین چنانچہ اجین۔ کالنجر۔ قنوج۔ دلّی۔ اجمیر۔ گوالیار کے راجاؤن نے اتفاق کیا۔ اور اپنا چنا ہوا لشکر راجہ انندپال پاس پنجاب کو روانہ کیا۔ اس لڑائی مین یہان تک ہندؤن نے مسلمانون کے دفع کرنے مین ہمت کی کہ عورتون نے اپنے سونے چاندی کے زیور گلاکر۔ اور جواہرات بیچکر اپنے خاوندون پاس روانہ کئے۔ اور جنہین مقدور نتہا۔ اونہون نے بہی چرخہ پونی کرکے کچھہ نکچھہ خاوندون پاس بہجوایا۔ غرض یہہ لشکر جس ساز و سامان کے ساتھہ اس دفعہ جمع ہوا پہلے کبہی نہوا تہا۔ پشاور کے قریب یہہ لشکر پڑا ہوا تہا۔ دشمن کے لشکر ونکا یہہ جاؤ دیکھکر سلطان محمود بہی قدم پہونک پہونک کر رکہتا تہا۔ پہلی طرح بیخوف وخطر دشمنون مین نہ گہس جاتا تہا۔ دشمن کے حملہ کا منتظر تہا۔ اونکا لشکر روز بروز زیادہ ہوتا جاتا تہا۔ گہکر کہ بڑے لڑوئے اور بہادر تہے وہ بہی دشمنون مین آملے۔ اب مسلمانون کو اونہون نے گہیرا۔ اہل اسلام مورچہ بندی پر مجبور ہوئے۔ ایسے نازک وقت مین محمود بہی متردد تہا۔ مگر خدا کے توکل پر اور اپنی شجاعت اور جوانمردی پر ثابت القدم رہا۔ ایک ہزار تیرانداز اس نظر سے بہیجے کہ ہندؤنکو ٹہہرکا کر سامنے لائین۔ مگر گہکرون نے ان تیراندازون کو بہگا دیا۔ اور پانچ چار ہزار مسلمانونکو قتل کیا۔ اس روز کے بعد ہندؤن کے لشکر مین بہی ضعف معلوم ہوتا تہا۔ اور محمود کا بہی ارادہ

تہا کہ آج لڑائی کو موقوف کرے کہ ناگاہ راجہ نندپال کی سواری کا ہاتہی نفط اور خدنگ کے شور و غل سے بگڑا۔ اور بے تحاشا پیچہے کو بہاگا۔ اوسکی فوج نے جانا کہ راجہ بہاگا جاتا ہی۔ اس سبب سے لشکر مین ہل چل پڑ گئی۔ اور سپاہ کا منہہ پیچہے کو پہر گیا محمود نے اوسکا تعاقب پنجاب تک دس ہزار آدمیون سے کیا۔ اور بیس ہزار آدمی پہلے اس سے کہ وہ کسی امن مین پہونچے بار ڈالے۔

جب محمود کو یہہ فتح خداداد حاصل ہوئی۔ اور میدان خالی دیکہا۔ تو وہ نگرکوٹ کو جسکو کوٹ کانگڑہ کہتے ہین روانہ ہوا۔ اور وہان جاکر اپنا جہنڈا گاڑا۔ یہانکا قلعہ استواری مین مشہور تہا۔ اور مخزن الاصنام ہنود کا کہلاتا تہا۔ ایسے مقامات پر ہندو بڑے دل کہولکر لڑتے ہین۔ مگر اتفاق کی بات ہی۔ کہ یہان کی فوج بہی اوسی بڑی لڑائی مین مصروف تہی۔ قلعہ خالی پڑا تہا۔ بجاری پجاریون مین کیا جان تہی کہ اس شیر کے سامنے آتی۔ اونہون نے اطاعت قبول کی۔ اور جان بچائی یہان ایک غنیمت عظیم محمود کے ہاتہہ آئی۔ چنانچہ لوگ کہتے ہین کہ اس غنیمت مین سات لاکہہ دینار نقد اور سات سو من اسباب نقرہ اور طلائی اور دو سو من صرف زرخالص اور دو ہزار من چاندی اور بیس من جواہر بادشاہ کے ہاتہہ آیا۔

محمود اس غنیمت کو لیکر غزنین مین گیا۔ وہان دوسرے سال اوسکو ایک قرینہ کے ساتہہ لگاکر لوگونکو دکہایا۔ اور بڑا جشن کیا۔ اور تین روز تک خوب محتاجونکو کہانا تقسیم ہوا۔ اور حسن خدمات کے۔ بہاری بہاری انعام اپنے امرا مین تقسیم کئے۔

ساتوین مہم

ساتوین مہم ناراین کی ایسی ہے کہ اوسکا ذکر طبقات اکبری اور فرشتہ مین

نہین ہے۔ مگر حبیب السیر اور روضۃ الصفا اور یمینی مین ہے۔ حبیب السیر مین نام کچھہ نہین لکھا۔ فقط یہہ لکھا ہی کہ ایک یورش ہندوستان پر سنہ ۴۰۱ ہجری مین نگرکوٹ اور غور کے مہم کے درمیان ہوئی۔ اب اس نارائن کے مقام کی بہت سی تحقیق ہوئی ہے۔ مگر کوئی قطعی فیصلہ اوسکا نہین ہوا اسلئے ہم اوسکو فروگذاشت کرتے ہین۔

پانچوان حملہ آٹھوین مہم

سنہ ۴۰۱ ہجری مین محمود کو غور کی طرف جانا پڑا۔ اور اوسکو فتح کرکے اپنے ملک مین شامل کیا۔ ابوالفتح لودی نے جب محمود کو غور کی مہم مین مصروف دیکھا تو پھر سر اوٹھایا اسلئے پھر سلطان محمود کو ملتان مین آنا پڑا۔ ابکی دفعہ ابوالفتح کو قید کرکے لیگیا۔ اور سب ملاحدہ اور قرامطہ کو خوب درست کیا۔ اس مہم کا حال طبقات اکبری اور تاریخ فرشتہ مین لکھا ہی۔ روضۃ الصفا اور حبیب السیر اور یمینی مین نہین لکھا۔ اس سے یہہ قیاس ہوتا ہی کہ ساتوین آٹھوین مہم ایک ہی معلوم ہوتی مگر حالتین اونکی ایسی مختلف ہین کہ اونکا ایک خیال کرنا بہی دشوار ہی۔ جب محمود کی اوس قسم کا خیال کیا جاتا ہی کہ مین ہر سال ایک جہاد کیا کرونگا۔ تو واجب ہوجاتا ہی کہ اونکو دو ہی خیال کرین۔

نوین مہم

نوین مہم نندن کی ہی سنہ ۴۰۲ ہجری مین قلعہ نندن پر کہ کوہ مال ناتہہ پر واقع ہی حملہ کیا۔ پورجی پال نے یہان سپاہ آزمودہ کار متعین کی اور خود بہاگ کر کاشمیر کے کسی درہ مین پناہ لی۔ سلطان اس قلعہ پر آیا اور فتح کرلیا۔ سب مال اسباب لوٹ لیا اور ایک حاکم اپنی طرف سے مقرر کیا۔ کاشمیر کی طرف جہان پورجی پال اقامت گزین تہا۔ سلطان خود گیا۔ جب سلطان یہان پہونچا تو وہ یہان سے کہین اور کافور

ہوا۔ یہان بہت سے کافرون کو مسلمان بنایا۔ اور مال اسباب بہت سا غنیمت میں ہاتھہ آیا۔ لونڈی غلام قیدی بہت سے ساتھہ لئے۔ سلطان غزنین کو چلا آیا۔ اب پورجی پال کے باب مین گفتگو ہے کہ وہ کون تہا۔ مگر قول محقق یہہ ہی کہ وہ بھیم پال تہا۔ مال ناتہہ کا پہاڑ جہلم پر ہے۔ اکثر لوگ اب اوسکو مل کہتے ہین۔ اور بعض اب بہی مال ناتہہ پکارتے ہین۔ ایک جوگیون کا گروہ وہان رہتا ہی۔ جنکے خدمت میں دور دور سے ہندو وہان آتے ہین۔

چھٹا حملہ دسوین مہم

اب محمود غزنوی کا ارادہ ہوا کہ تہانیسر کو فتح کیجئے۔ تہانیسر ان دنون مین بت پرستون کا ایسا معبد تہا جیسا کہ مکہ خدا پرستون کا ہی۔ سلطان نے انندپال پاس آدمی بہیجے۔ اور لکہا کہ ہمارا ارادہ تہانیسر کا ہے۔ اپنے معتبر آدمی ہمارے لشکر کے ساتھہ کر دو کہ راہ مین فوج کے ہاتھہ سے تمہارے ملک کو تکلیف نہ پہونچے۔ انندپال اس بات کو غنیمت سمجہا۔ سامان رسد وغیرہ مین ہمہ تن مصروف ہوا۔ اور کل تاجرون اور بنئے بقالون کو حکم دیدیا کہ لشکر کے واسطے غلہ جمع کرو۔ اور سب اپنے ماتحتون پر تاکید کی کہ سلطان محمود کو کسیطرح کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ اور اپنے بہائی کے ساتھہ دو ہزار سوار گئے۔ اور سلطان کی خدمت مین بہیجا۔ اور ایک عرضی لکہی کہ تہانیسر ہمارا معبد ہے اگر حضور وہان کی رعایا پر خراج اور محصول مقرر کرین تو بہتر ہے۔ اور میری درخواست یہہ حضور منظور فرمائین تو مین بہی پچاس ہاتہی سالیانہ نذرانہ مین دیا کرون گا۔ محمود نے اوسپر حکم دیا۔ کہ ہم تہانیسر کے ارادہ سے باز نہین رہ سکتے۔ کیونکہ بت پرستی کی بیخ کنی اور اپنی شریعت کا رواج دینا ہمارا کام ہے۔ جب دلی کے راجہ کو یہہ خبر

پہونچی - تو اوسنے اور راجاؤنکو یہہ لکھا کہ محمود لشکر نامعدود لئے تہانیسر کی طرف متوجہ ہوا ہے - اگر اس سیلاب کا بند محکم نہ باندہینگے تو وہ سب کو خاک مین ملادیگا - غرض یہہ جا فوج جمع کرتی ہی رہے - کہ محمود تہانیسر مین داخل ہوا - اور خوب دل کہولکر اوسکو لوٹا - اور سب بتونکو توڑا - سب سے بڑے بت کو غزنین بہیجا کہ وہان پیرونکے تلے ہمیشہ روندا جائے - غرض یہان غنیمت بے حساب اوسکو ہاتہہ آئی - ایک یاقوت اوسمین ایسا تہا کہ جسکا وزن ساٹہہ تولہ تہا - جہانتک ہندو ہاتہہ لگے اونکو لونڈی غلام بنایا - کہتے ہین کہ دو لاکہہ لونڈی غلام بنا کر لے گیا -

ساتوان حملہ اور گیارہوین مہم

سنہ ۴۱۲ھ مین کاشمیر پر حملہ کیا - اور لوہ کوٹ تک پہونچا - مگر برف اور سردی کی شدت سے مطلب نہ نکلا - اور لٹا پہرا - اور رستہ مین وہ مصیبتین اٹہائین کہ کبہی ہندوستان کے حملون مین اوسے پیش نہ آئین - ایک صدمہ عظیم لشکر کو پہونچا - لوہ کوٹ کا ٹہیک مقام مقرر کرنا نہایت دشوار معلوم ہوتا ہے - اگرچہ قیاساً اوسکے مقام مقرر کئے ہین - مگر وہ صحیح نہین معلوم ہوتے -

آٹہوان حملہ بارہوین مہم

پنجاب تو مدتون سے اہل اسلام کے قدمونکا منا تہا - اب سلطان محمود کے ارادون کو دیکہنا چاہئے کہ وہ کیسے بلند اور فراخ ہوگئے تہے - اس دفعہ اوسنے یہہ ارادہ کیا کہ وسط ہند کا دروازہ بہی اہل اسلام کے لئے کہولے - کس ساز و سامان کے ساتہہ اس حملہ کو کیا ہے ایک لاکہہ سوار اور بیس ہزار پیادے جمع کئے - اور اس دانشمندی اور فرزانگی کو دیکہئے کہ اس لشکر مین سپاہی ثمرقند اور بخارا اور اون ملکون سے لئے جو ابہی فتح ہوئے تہے -

یہہ تدبیر نہایت معقول ہی - اگر ان سپاہیونکو ہمراہ نہ لیتا تو وہ کب اوسکے پیچھے چلا
بیٹھتے - ضرور دنگہ فساد مچاتے - آگے بڑہنا دشوار ہوجاتا - پہر اس سپاہ فراوان کو
ہمراہ لیکر وہ سات دریاؤن سے اترا - اور تین مہینہ کا عرصہ سفر مین لگا - اول پشاور
سے کشمیر کی طرف گیا - یہان کے راجہ نے بہت سی تحفہ تحائف پیش کئے سلطان
نے اوسپر عنایت کی - اب اس ہوشیاری کو دیکھئے کہ وہ اکثر دریاؤن کو اون مقامات
سے عبور کرتا تہا - کہ جہان سے اونکا مخرج قریب تہا - ایسے مقامات پر دریاؤنکا
پاٹ بہت کم ہوتا ہی - عبور آسان ہوتا ہی - غرض ۱۰۱۷ھ مین قنوج کے دارالسلطنت
عظیم کے روبرو آپہونچا - قنوج کی تعریف ہندو مسلمان دونو کرتے ہین - مگر اوسکی
وجہ کوئی نہین معلوم ہوتی - کہ یہہ شہر کیون دولت سے مالامال اور بڑی شان و
شوکت کا گنا جاتا تہا - نہ وہانکے راجا کا ایسا ملک وسیع تہا - کہ کسی اور راجہ کا ہو
نہ اوسکی کچھہ حکومت اور راجاؤن سے زیادہ حاصل تہی - اس زمانے مین قنوج
کی وفور رونق سے یہہ حالت بیان کرتے ہین کہ اوسکی شہر پناہ پندرہ کوس کے
گردے مین تہی - بعض کہتے ہین کہ اوسمین تیس ۳۰ ہزار تنبولیون کی دکانین تہین
کوئی وہان کے راجہ پاس پانچ لاکہہ پیادہ بتاتا ہے - کوئی اوسمین تیس ۳۰ ہزار سوار
اور اسی ہزار زرہ پوش لکہتا ہے - غرض اصل حال اوسکا دریافت ہونا دشوار ہی
اب تو وہ ایک قصبہ ہے - البتہ اوسکے گرد عمارتون کے نشان اب بہی ایسے ہین کہ
جنکے دیکہنے سے ارباب بصیرت عبرت پکڑتے ہین - جب سلطان محمود اپنے لشکر
سمیت یہان آیا - تو قنوج کا راجہ کنور رائے اس لشکر کی عظمت اور شوکت کو دیکھہ
دنگ رہ گیا - اور کچھہ سوار اسکے نہ بن پڑا کہ ہاتہہ سے رومال باندہ کر معہ اپنے اہل و

حیال کے پادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا۔ سلطان نے بہی ترحم شاہانہ فرمایا۔
اور اوسکے حال پر کمال مہربانی اور عنایت فرمائی۔ اور کسی طرح کی اذیت نہ پہونچائی
اور خود تین روز تک راجہ کے ہان مہمان رہا۔ اور راجہ کی بڑی تسلی اور تشفی کی۔
اور اوسے وعدہ کیا کہ جب کوئی دشمن تمکو یا تمہاری اولاد کو ستائیگا۔ تو ہم خود آکر امداد
کرینگے۔ غرض دونو مین ایسا اتحاد ہوگیا۔ کہ جب کئی برس بعد اور راجاون نے
ملکر قنوج کے راجہ کو اس خطا کی سزا دینی چاہی۔ کہ وہ کیون محمود کا تابع ہوا۔
وہ سب کا دشمن تہا۔ تو محمود خود اوسکی امداد کو آیا۔

اس مہم مین جس راستہ سے محمود قنوج پہونچا اور وہان سے واپس آیا۔ مورخون
نے مختلف طرح سے بیان کیا ہے۔ تاریخ فرشتہ والے نے جسطرح لکہا ہی۔
اوسی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ وہ علم جغرافیہ سے واقف نہین۔ معلوم نہین کس
سبب سے فرشتہ نے اوسے غلط لکہا ہی۔ ہم یمینی کے موافق محمود کی راہ بیان کرتے
ہین۔ محمود سرحد کشمیر سے گذرتا ہوا ہمالی کے کوہستان کو طے کرتا ہوا جمنا کے پار
اترا۔ اور برن مین پہونچا۔ برن پرانا نام بلند شہر کا ہی۔ یہان کے راجہ ہردت
قلعہ اور شہر کو اپنے عزیزون اور سپاہ کو سپرد کرکے کہین بہاگ گیا۔ یہہ سپاہ محمود
کا سامنا نہ کرسکی۔ اور ڈہائی لاکہہ روپیہ نذرانہ دیکر صلح کرلی۔ پہر مہابن کا
قلعہ فتح کیا۔ یہان کا راجہ کل چندر ہاتہی پر سوار ہوکر بہاگنا چاہتا تہا کہ سلطان
کی فوج نے اوسکا تعاقب کیا۔ راجہ نے یہہ دیکہکر اپنے تئین خنجر سے مار ڈالا۔ پہر یہان
سے محمود جمنا پار گیا۔ اور متہرا مین پہونچا۔ اور وہان ذرا جم نکیا۔ بیس روز
تک شہر کو لٹوایا۔ اور مورتون اور مندرونکو توڑا پہوڑا۔ یہہ لوٹ کہسوٹ تو تہی

اوسپر آگ بہی لگادی - جسمیں رہنے والون کی مصیبت بہت بڑہ گئی - بعض مندر
محمود نے چھوڑ دیئے - کوئی کہتا ہے کہ استحکام کے سبب سے اونکو نہ توڑ سکا - بعض رای
ہین کہ اونکو خوبصورت جانکر چھوڑ دیا - غنیمت کی شرح مورخون نے یون بیان
کی ہے کہ سوا اونٹ چاندی کی مورتون سے بہرے ہوئے - اور پانچ بت طلائی
ایک مورت اونمین حال کے چار من سے زیادہ تہی - اونمین آنکہونکی جگہہ یاقوت
نصب تہی - پہر جمنا کے پار اترا - اور قنوج کو فتح کیا - جسکا اوپر بیان ہوا ہے -
اور اوسکے سات قلعے جو متفرق مقامات پر واقع تہے فتح کئے ہین - پہر وہ شہر
قنوج کی طرف متوجہ ہوا - تہوڑے سے راجپوت خنجر اور جمدہر لیکر مسلمانون سے
خوب کٹ کٹ کر لڑے - اور بہت سے قتل ہوئے - بعض بال بچون سمیت آگ
مین جلکر مرگئے - بعض نے اپنے تئین فصیل پر سے گراکر پاش پاش کیا - غرض
کوئی زندہ نرہا - یہہ شہر وہی پرانا شہر منجہاون یا مجہاون کا معلوم ہوتا ہے -
کانپور کے جنوب مین دس میل کے فاصلہ پر اس شہر کے کہنڈرات ہی دریاے پندو
پر موجود ہین - وہ قنوجیہ برہمنونکے ملک کا مرکز ہے - پہر وہ چندل بہوکے قلعہ اسونی پر گیا
وہ گنگا کے گوشۂ شمال مشرق مین فتح پور سے دس میل پر ہے - آخر زمانہ مین
جے چند اپنا خزانہ وہین رکہتا تہا - یہہ بہت پرانا شہر ہے - اوسکو اسونی کمار نے
جو سورج کا بیٹا تہا بنایا تہا - اوسنے یہان پر بلدان کیا تہا - اور اپنے نام پر اس قلعہ
کا نام رکہا - یہانکا راجہ چندپال یا چندرائی تاب مقابلہ کی نہ لاکر بہاگ گیا - اور
پہاڑون مین جا چہپا - اور ۲۵ شعبان کو شروایا سروا فتح کیا - یہہ قلعہ سیوترا
ہوگا - جو کین کے کنارہ کالنجر اور باندہ کے درمیان واقع ہے - یا سرسوا گڈہ ہوگا

بہنچے پر بہت دور گنج سے نہین ہے۔ یہین راجہ چندرای آنکر چھپا تہا۔ یہہ پہاڑ سوار بندیل کہنڈ کے پہاڑونکے اور پہاڑ نہین ہو سکتے۔ کیونکہ جب محمود آٹھوین شعبان کو قنوج مین ہو۔ اور مہینہ ہنوز ختم نہوا کہ وہ یہان پہاڑون پر آگیا ہو تو سوا انکے اور پہاڑ نہین ہو سکتے۔ اگرچہ تاریخ یمینی مین جمنا کا دو دفعہ عبور کرنا نہین لکہا مگر مراجعت کرنے مین پنجاب کے پانچ دریاؤنکے عبور کرنے کا بہی ذکر نہین ہے۔ اسسے معلوم ہوتا ہی کہ عبور دریار کا ذکر اکثر یمینی مین نہین بیان ہوتا۔ اوپر جو دو مقام بیان ہوے اونمین سرسواگڈہ بندیل کہنڈ مین ضرور فتح کیا ہوگا۔ یہہ مقام بندیل کہنڈ کے راجاؤن کے تاریخ مین بڑا مشہور مقام ہے۔ اور دو صدی بعد چند بہاٹ نے پرتہی راج دلی کے راجہ کی لڑائیون مین اس قلعہ کا ذکر کیا ہے۔ کہ اوسکی حفاظت مین بہت سے راجہ مارے گئے۔ ساری اس مہم کی غنیمت کا حساب تو مشکل ہے مگر پچاس ہزار لونڈی غلام تہے۔ اونکی کثرت سے لوگ کہتے ہین کہ غزنین ہندوستان کا ایک شہر معلوم ہوتا تہا۔ اور ساڑہے تین سو ہاتہی اور لباس اور نقد و جنس کا کچھہ ٹہکانا نہ تہا۔

نوان حملہ اور تیرہوین مہم

کنور لے راجہ قنوج اور سلطان کے باہم عہد ہو چکا تہا۔ اگر کوئی راجہ ستاریگا تو اوسکی امداد کرونگا۔ اب کالنجر کے راجہ نندا نے اور راجاؤن کو اپنے ساتہہ لیکر قنوج کے راجہ کو دبانا چاہا اس راجہ کی اس حرکت سے کہ محمود کی اوسنے اطاعت کر لی تہی۔ سب راجا متنفر ہو گئے تہے۔ اور اوسپر لعنت ملامت کرتے تہے۔ جب یہہ خبر سلطان محمود کو پہونچی تو وہ راجہ کالنجر سے لڑنے کے لئے چلا۔ وسط ہند کی پہلے وہ سیر کر ہی چکا

تھا۔ مگر اوسکے آنے سے پہلے ہی راجہ کالنجر نے قنوج کے راجہ کا کام تمام کیا۔

غزنین سے جب فوج سلطان لیکر آتا تھا تو راجہ جے پال دوم جسکو پورچی پال فارسی کتابون مین لکھا ہے۔ لشکر سلطانی کا دریا جمن پر سدراہ ہوا۔ یہہ راجہ انندپال کا بیٹا ہمیشہ سلطان کی اطاعت کیا کرتا تھا۔ مگر شامت اعمال جو آئی۔ تو راجہ کالنجر کا طرفدار ہوگیا۔ اس دریا کی طغیانی لشکر سلطانی کی عبور کو مانع ہوئی۔ مگر آپہنچا میر دریا سے پار اتر گئے۔ اور راجہ جے پال کے پوتے کو شکست دی۔ اور ملک کو تاخت و تاراج کیا۔ اور ملک کو لوٹا۔ اور بتخانونکو توڑا۔ غرض وہان سے نندرای کے ملک مین سلطان آیا۔ اس راجہ نے بھی لڑائی کے ارادہ سے بڑا لشکر جمع کیا تھا۔ چونتیس ہزار سوار اور پینتالیس ہزار پیادے اور چھ سو چالیس ہاتھی جمع تھے۔ سلطان نے جو کسی بلندی پر چڑھ کر یہہ لاؤ لشکر دیکھا تو دلمین پشیمان ہوا کہ مین یہان کیون آیا۔ خدا کی درگاہ مین التجا لایا۔ اور فتح اور سلامتی کے لئے گڑگڑایا۔ خدا کی قدرت جب بات ہوئی تو نندرای پر ایسا خوف عظیم طاری ہوا کہ وہ سب اسباب چھوڑ چھاڑ کر فرار ہوا۔ جب دن ہوا تو سلطان نے یہہ دیکھا۔ تو خود گھوڑے پر سوار ہوکر کمین گاہونکو دیکھا۔ اور پھر دست غارت دراز کیا۔ اور پانچ سو اسی ہاتھی یہان سے محمود کو ہاتھ لگے۔ غرض بعد اس فتح کے غزنین کو مراجعت کی۔

اس مہم مین کئی باتین ایسی ہین کہ اونکا حل ہونا دشوار ہے۔ اول وہ دریا جہان محمود انکا کون تھا۔ کوئی دریا جمن تجویز کرتا ہے۔ کوئی رام گنگا بتلاتا ہے۔ غرض کچھہ تحقیق نہین۔ دوسرے کوئی پورچی پال کو نبیرہ جے پال لکھتا ہے کوئی بیٹا بتلاتا ہے

دسوان حملہ چودھوین مہم

۱۰۲۳ء میں سلطان کو خبر لگی کہ قیرات اور ناردین کے آدمیوں نے بغاوت
۴۱۲ھ
اختیار کی۔ ان دونو دیار کے باشندے بت پرست تھے۔ سلطان نے لشکر جمع کیا
اور بہت سے آہنگر اور سنگ تراش ساتھ لئے۔ اور اُن کی طرف روانہ ہوا۔ اول
قیرات کو فتح کیا۔ یہہ ملک قیرات کا سرد سیر تھا۔ وہاں میوے بہت پیدا
ہوتے تھے۔ اور ہندوستان اور ترکستان کے درمیان واقع تھا۔ اور وہانکے باشندے
شیر پرست تھے۔ یہاں کے حاکم نے اطاعت کی اور اسلام اختیار کیا۔ اور باشندے
بھی اپنے حاکم کی تقلید کر کے مسلمان ہوے۔ حاجب علی بن ارسلان یا صباعلی
بن ایلاق کو ناردین کے فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ اوسنے قلعہ کو سر سواری فتح کر لیا
اور اسمقام پر ایک قلعہ بنوایا۔ اور علی قدر بن سلجوقی کو یہاں کا حاکم مقرر کیا
اسلام نے اس ملک میں اشاعت پائی۔ اور ۱۰۲۱ء میں سلطان کا شمیر
کیطرف بڑھا۔ اور مستحکم قلعہ لوہ کوٹ کا محاصرہ کیا۔ اور ایک مہینہ اوسمیں بسر کیا۔
مگر قلعہ کو ایسا مستحکم اور بلند پایا۔ کہ اوسکا فتح کرنا اپنے احاطہ قدرت سے باہر دیکھا۔
یہاں سے لاہور اور باکر کی طرف گیا۔ اور چارون طرف ملک کو تاخت و تاراج
کیا۔ اب چونکہ جیپال کا پوتا ضعیف ہو گیا تھا۔ اوجمیر کے راجہ کے پاس بھاگ
گیا تھا۔ اسلئے تمام صوبے لاہور کے علاقہ کو فتح کر لیا۔ اور ملک غزنین میں
داخل کر لیا۔ اور ایک مسلمان حاکم صوبہ پنجاب کا مقرر کیا۔ اور دریاے اٹک کے جانب
مشرقی پر فوج اسلام کی رہنے کی یہہ پہلی بار تھی۔ اور یہی اہل اسلام کے سلطنت
کی ہندوستان میں بنیاد تھی۔ اس مہم کے نسبت بہت سے محققین کو اشتباہ
ہے۔ اول قیرات اور ناردین کے صحیح نام اور مقام کے دریافت کرنے میں بہت

کوشش کی گئی - فارسی تاریخون مین نام ایسی بے پرواہی سے لکھتے ہین کہ وہ
کچھہ سے کچھہ ہو جاتے ہین - اب دونو مقامونکے نام مختلف طرح سے لکھے ہین -
کوئی قُرَیت کہتا ہے اور کوئی قیرات اور نارین لکھتا ہے - غرض بعد تحقیق کے یہہ
صحیح معلوم ہوتا ہی کہ یہہ قیرات اور نارین کا وہ ملک ہے جسمین سُوانت اور بلوج
اور ایک حصہ کافرستان کا واقع ہے - طبقات اکبری کا بیان ایسا ہے کہ جس سے
کچھہ شبہہ نہین رہتا کہ حقیقت مین یہی ملک ہے - اور بہت سے بودہ موجود ہین
جو یہان کی شیر پرستی کی شہادت دیتے ہین - بدہ کا نام شاکی سنگہ تہا سنگ
شیر کو کہتے ہین - اسلئے مسلمانون نے بودہون کو شیر پرست لکھا ہے -

گیارہوان حملہ پندرہوین مہم

۱۰۲۴ھ / ۱۶۱۴ء مین راجہ کالنجر کے تادیب کے واسطے سلطان محمود نے لاہور سے
قصد پھر کیا - جب سلطان گوالیار پر پہونچا اور وہان کا محاصرہ کیا - چار روز بعد
راجہ نے امان مانگی - اور پینتیس ۳۵ ہاتھی نذرانہ مین بھیجے - سلطان نے امان دی
اور کالنجر کی طرف روانہ ہوا - یہہ قلعہ سارے ہندوستان مین استحکام کے اندر اپنا
نظیر نرکھتا تہا - اوسکا بہی محاصرہ کیا - مگر نندرائے نے تین سو ہاتھی ہدیتاً بھیجے -
اور امان چاہی - ان ہاتھیون پر فیلبان نہ تہے - پادشاہ نے ترکون سے کہا
کہ ان پر چڑہو - ترک اونکو پکڑ پکڑ سوار ہونے لگے - ہندؤنکو بڑا تعجب ہوا - راجہ
نے ہندی اشعار سلطان محمود کی تعریف مین لکھکر بھیجے - پنڈتون سے اوسکے
معنے پوچھے - اور راجہ سے بہت خوش ہوا - اور اوسکو حاکم پندرہ قلعونکا مقرر کیا
راجہ نے بہی بہت سے جواہرات اور زر نقد اور اسباب اوسکو پیش کش کیے سلطان

اب غزنین کو واپس آیا۔

اب محمود کا دل لوٹ مار کے حملون سے بھر گیا تھا۔ اور ایسی مہمون مین اوسکو مزہ نہ آتا تھا۔ قنوج کے فتح کے بعد جو حملے اوسنے کئے وہ اپنی خوشی سے نہین کئے۔ بلکہ بمجبوری تھے۔ اب ساری توجہ اس بات پر تھی کہ اسلام کی اشاعت مین گو وہ کوئی بڑا آدمی نہ شمار کیا جائے۔ مگر یہہ بات تو حاصل ہو کہ ... بت پرستی کے حق مین وہ باسمجھا جاسے۔ اور بت شکن نام پائے۔ اسلئے اوسنے ارادہ سومنات کا کیا۔

بارہوان حملہ سولہوین مہم

(۳۰) یہہ حملہ سومنات پر اہل اسلام کا ایک مشہور جہاد ہے۔ آب تو ہندوستان کے لوگ سومنات کا مقام بھی نہین جانتے۔ لیکن وہ اوسوقت مین بڑے تیرتھون مین گنا جاتا تھا۔ گرہن کے دن لاکھون آدمی دور دور سے یہان آتے تھے۔ اور ہندؤنکا یہہ اعتقاد تھا کہ روحین بدن سے جدا ہوکر سومنات کے خدمت مین مسئلہ آواگون کے موافق آتی ہین۔ اور سمندر کا جوار بھاٹا نہین ہوتا۔ بلکہ سمندر اوسکی پرستش مین اوٹھتا بیٹھتا ہے۔ مقام اس مندر کا وہان ہے جہان اب جزیرہ نما گجرات مین بہابری دار ہے۔ وہ مہادیو کا مندر تھا جس مکان مین سومنات تھا۔ وہان باہر کی روشنی نہ آتی تھی۔ جواہر اور الماس جو در و دیوار مین جڑے ہوئے تھے۔ اور جڑاؤ قندیلون مین لگے ہوئے تھے۔ اونکی جوت اور جگمگاہٹ سے دن رات وہان برابر تھے۔ ایک زنجیر مین چراغ لٹکتا تھا۔ رات دن وہ جلتا تھا۔ چھپن ستون مرصع جواہرات کے لگے ہوئے تھے۔ دو سو من سونے

کی زنجیر لٹکتی تہی - اوسمین گھنٹہ لٹکتا تہا - جسوقت پوجا کا وقت ہوتا تہا - وہ بجتا تہا - اوسکے مصارف کے واسطے دو ہزار گانو معاف تہے - دو ہزار پنڈے وہان محافظت کے واسطے متعین تہے - دروازہ کے سامنے سومنات کہڑا تہا - پورے پانچ گز لمبا تہا دو گز زمین کے اندر اور تین گز زمین کے باہر - گنگا اگرچہ چہہ سو کوس پر ہے - مگر روز وہان سے گنگا جل آتا تہا - اور اوسی اشنان سومنات کا ہوتا تہا - پانچ سو گائینن اور تین سو گوئی تہے کہ پوجا کے وقت بھجن گاتے تہے - اور ناچتے تہے - وہ دولت اس مندر مین جمع تہی کہ کسی راجہ کے خزانہ مین نہوگی - غرض جب اس مہم سومنات کی غزنین مین تجویزین ہونے لگین - تو ہزارون مسلمان ترکستان اور اور ملکون سے حرارت مذہبی کے جوش سے ساتہہ ہولئے - اونکی نہ تنخواہ تہی نہ درماہہ فقط غنیمت کی امید ہمراہ تہی - ماہ ستمبر ۱۰۲۴ء ۱۵ صفر ۴۱۵ھ مین یہہ فوج غزنین سے روانہ ہوئی - اور ماہ اکتوبر مین ملتان مین پہونچی - اب یہان ملتان سے راستہ بالکل جنگل ہی جنگل تہا - نہ راہ مین آدمی ملتا نہ کہانا پینا - تیس ہزار ہا اونٹون پر پانی اور غلہ لادا گیا - اور ہر سپاہی پر تاکید تہی کہ وہ اپنے کہانے پینے کا سامان رکہہ لے -

غرض یہہ سب سامان درست کرکے اس لق ودق میدانون کو لپیٹ کر اجمیر کے پاس پہونچا - اگرچہ کوئی راجہ ایسا نتہا - کہ سلطان کے ارادہ سے واقف نتہا - مگر کوئی یہہ نہ سمجہتا تہا کہ یہہ طوفان ہمیر بجلی کی طرح آن پڑیگا - اور پہاڑ کی طرح آن لڑیگا - اب راجہ اجمیر نے سوا رہا گنے کے کوئی اپنا چارہ نہ دیکہا - راجہ بہاگا - دارالخلافہ خالی ہوا - اوسکا ہر ایک گہر بیچراغ ہوا - سامنے تارا گڈہ کا قلعہ نظر آیا -

مگر محمود نے اوسکے محاصرہ کو بے سود جانا۔ اپنا سیدہا سفر منزل بمنزل طی کرنا شروع کیا۔ راہ مین جو اور قلعے پڑے اونکو ٹھوکراتا ہوا چلا گیا۔ گجرات کے مشہور شہرون مین سے اول وہ انہل واڑہ مین پہونچا۔ اگرچہ راجہ یہانکا بڑا راجہ تہا۔ مگر سلطان محمود کے سامنے سے بہاگ گیا۔ یہہ ایک فتح نمایان اہل اسلام کو حاصل ہوئی۔ مگر محمود نے کچھہ اسکا خیال نکیا۔ سیدہا سومنات کے دہن مین چلا گیا۔ خدا نے اوسکو منزل پر پہونچایا۔ سمندر کے کنارہ پر ایک قلعہ عالی شان نمودار ہوا۔ اوسکا آسمان سے باتین کر رہا تہا۔ پانون مین اوسکے سمندر لوٹ رہا تہا۔ فصیلون پر جگہہ جگہہ پہرہ بندی تہی۔ جب مندر والون نے دیکہا کہ نشان محمودی لہرا رہا ہے۔ اور اوسکے ساتھہ یہہ ساز و سامان اور لاؤ لشکر موجود ہی۔ تو دیوارون پر کہڑے ہو کر یہہ پکار پکار کر کہتے کہ تم اپنے لشکر کے گہمنڈ پر ہم کو لوٹنے آئے ہو اسکی تمکو خبر نہین کہ ہمارے دیوتا سومنات نے تمکو یہان بلایا ہے۔ سارے ہندوستان مین سوائے مندر بت تم نے توڑے ہین۔ اب اوسکے عوض مین ہمارا یہہ دیوتا تمہاری گردنین توڑیگا۔ الچی ایسے ایسے پیغام بہی محمود پاس لائے مگر اوسنے کان لگا کر سنا بہی نہین کہ کیا کہتے ہو۔ تیوڑی بدلکر منہہ پہیر لیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو محمود نے اپنے تیر اندازونکو فصیل کے پہرہ والون سے جا بہڑایا۔ ان تیر اندازون نے وہ تیر برسائے کہ ہندؤن کو فصیل چہوڑتے ہی بنی۔ پہر ہندو اپنے دیوتا کے قدمون پر گر پڑے۔ اور گڑگڑائے روئے۔ یہہ روتے ہی ہے کہ مسلمان جہٹ سیڑہیان لگا۔ کمندین ڈال فصیلون پر چڑہ گئے۔ اوتکبیر کے نعرے مارنے شروع کئے۔ راجپوتونکا حال یہہ ہی کہ جیسے وہ جلد سرد ہو جاتے ہین۔ ویسی ہی جلد حرارت

مین بہر آتے ہین - غرض غیرت سے خون اونکا جوش مین آیا - اور مسلمانون سے ایسا
لڑے کہ اونکے پیر اوکھیڑ دئے - مسلمان بہت نقصان اوٹھا کر الٹے پھرے مسلمانون نے
تیسرے روز پھر حملہ کیا - اور بہت سا نقصان اٹھایا - اور جب محمود نے بڑے زور سے حملہ کیا
اور زینے لگا کر فصیل پر لشکر چڑہایا - تو مندر والون نے اپنی بہادری سے اونکو سر کے بل گرایا
اسسے خوب معلوم ہوگیا کہ وہ اپنے مندر کی حمایت مین آخر دم تک لڑنے کو موجود ہین
اب آس پاس کے راجہ مندر چھوڑانے کے لئے جو جمع ہوئے تھے اونہون نے باہر اپنے
لشکرون کی صفین آراستہ کین - بمجوری محاصرہ چھوڑ کر نئے دشمنون سے لڑنا پڑا
دونو لشکرون مین لڑائی شروع ہوئی لڑائی سرازوں کی تول تھی - یہہ معلوم ہوتا تھا کہ
کسطرف کا پلہ بھاری ہے - کہ ہندون کیطرف انہی وارڈہ کا راجہ بہت سی فوج لیکر
آموجود ہوا - اب ہندوون کا پلہ بھاری معلوم ہونے لگا - اور یہہ وہم ہونے لگا
کہ لشکر اسلام ضعیف ہوگیا - سلطان محمود مضطرب ہوا - ایک سناٹے کے عالم مین تھا
کہ دیکھئے کیا خدا دکھاتا ہے - خدا کی درگاہ مین التجا لایا - اور عجز و نیاز سے دعائین مانگین
بعد ازان گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے فوج کے دل بڑہانے لگا - سپاہ جو تنے دنو نسے سلطان
محمود کے پارکاب لڑی ہو وہ ایسے وقت مین چھوڑ کر کہان جاسکتی تھی - غرض سب
نے یک دل و جان ہوکر اور تکبیر کہکر ایسا قدم بڑہایا - کوئی اوسکو روک نسکا - پانچ ہزار
ہندونکو قتل کر ڈالا - ہندو بھاگ کر مندر مین گھسنے لگے - اور ایسی ہیبت لشکر اسلام اونکے
دلمین بیٹھی کہ مندر کے سپاہیونکو بھی بچنے کی امید نرہی چار ہزار سپاہی دل کڑا کرکے نکلے اور کشتیون پر بیٹھکر
گنگا بہا کا ارادہ کیا مگر محمود نے اونکے بھاگنے کے واسطے کشتیان چھوڑین - اونمین سے کچھہ
مارے گئے - کچھہ جان بچاکر چلے گئے - کچھہ ڈوب کر مر گئے -

بعد اس فتح کے محمود مندر کے اندر داخل ہوا۔ اور سومنات کی بت سے آزادی۔ اور توڑنے کا حکم دیا۔ تو پجاری بیچارے دوڑ کر پانون مین گر پڑے۔ اور عرض کرنے لگے اگر جناب عالی اس مورت کو نہ توڑین تو اوسکی عوض مین جسقدر روپیہ فرمائین ہم لوگ اوسکو نذر دین۔ یہہ بات سنکر سلطان نے کچھہ تامل کیا۔ اور پھر فرمایا کہ میرے نزدیک بت فروش نام پانے سے بت شکن نام پانا بہتر ہے۔ یہہ کہکر اوس پجگزی مورت پر ایک گرز ایسا مارا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ حسب اتفاق اوسکے پیٹ مین اسقدر ہیرے موتی اور جواہرات بیش بہا نکلے کہ اوس نذرانہ کی اوسکے آگے کچھہ اصل نتھی۔ یہہ دیکھکر محمود باغ باغ ہوگیا۔ دو ٹکڑے اوسکے مدینے بھیجے۔ دو غزنین کو بھیجدیے۔ ایک اونمین سے جامع مسجد مین اور ایک دیوان عام کے دروازہ پر ڈال دیا۔ کہتے ہین کہ اس مہم مین کم از کم دس کروڑ روپیہ کا مال اوسکو ہاتھہ آیا ہوگا۔ ایسی غنیمت عمر بھر ہاتھہ نہین لگی تھی۔ اہل واڑہ کا راجہ گنڈابہ کے قلعہ مین پناہ گیر ہوا۔ یہہ قلعہ سمندر مین تھا۔ جب سمندر کا پانی اترتا۔ تو اوس تک رسائی ہوتی۔ محمود نے لشکر بھیجا۔ اوسنے قلعہ فتح کرلیا۔ مگر راجہ ہاتھہ نہ آیا۔ بعد ان فتوحات کے محمود اہل واڑہ مین آیا۔ اور ساری برسات یہین کاٹی۔ اسملک مین آب و ہوا کی صفائی۔ اور آدمیون کی حسانت اور دل آرائی۔ اور زمین کی شادابی اور پانی کی روانگی کو دیکھہ کر یہہ خطہ اوسکو پسند آیا۔ اور یہہ ارادہ کیا کہ غزنین مسعود کو دیدیجیے۔ اور اپنا یہان جدا دارالخلافہ بنائے۔ اور سلطنت کو بڑہائے۔ محمود کی اس عالی حوصلگی کو دیکھنا چاہیے کہ وہ سکندر ذوالقرنین بنا چاہتا تھا۔ یہان رہنے سے یہہ مطلب تھا۔ کہ جہازونکا بیڑا تیار کرے۔ اور لنکا اور پگو کو فتح کرے۔ اور وہان کے سونے اور جواہرات کے کانون سے متمتع ہو

غرض ان خیالات سے یہان رہ جانے کا ارادہ کیا تہا۔ مگر اوسکے مشیرون نے اوسے ڈہیلا کردیا۔ اونہون نے عرض کی کہ خراسان کو کس محنت اور جانکاہی سے صاف کیا۔ اوسکو چہوڑنا۔ اور گجرات کو دارالسلطنت مقرر کرنا مصلحت ملکی نہین ہی۔ اس بات کو سلطان نے مان لیا۔ اور مراجعت کا ارادہ کیا۔ اور فرمایا کہ کسی ایسے شخص کو منتخب کرو کہ جسکو یہان مملکت اور حکومت سپرد کر جائین۔ بہت امیرون نے آپسمین مشورہ کیا۔ اور عرض کیا کہ اس ملک مین پہر ہمارے آنے کا اتفاق نہ ہوگا۔ یہین کے کسی شخص کو حاکم مقرر کرنا چاہیئے۔ اہالیان سومنات سے اس معاملہ مین کچہہ گفتگو ہوئی۔ اونہون نے کہا کہ سب سے اچہا حسب و نسب اس ملک مین ذاب شلیمون کا ہی۔ اور اونمین سے ایک شخص یہان ریاضت مین مشغول ہے۔ اگر اوسکو یہان کی سلطنت عنایت کیجئے تو بہتر ہے۔ بعض نے کہا کہ یہہ دابشلیم بڑا تند خو ہے۔ یہہ ریاضت اوسکی عصمت بی بی از بے چادری ہے۔ جب اوسکو لڑائی جہگڑے سے ملک ہاتہہ نہ آیا۔ تو یہہ سانگ بہرا۔ ایک اور دابشلیم ہے۔ وہ بہت عاقل اور دانا ہی۔ اور ایک دیار مین حاکم بہی ہی۔ اور سب اوسکی بات مانتے ہین۔ اگر سلطان اوسکے نام فرمان بہیجے تو وہ سر انکہون سے حاضر ہو وہ یہان خوب راج کریگا۔ اور آپکا خراج اور باج ادا کرتا رہے گا۔ سلطان نے ارشاد فرمایا کہ کسی ملک کے حاکم کو یہان بلا کر راجا بنانا مناسب نہین۔ دابشلیم مرتاض ہی کو یہان کا پادشاہ بنا دیا۔ اس دابشلیم نے عرض کی کہ ایک دابشلیم میرا دشمن ہے۔ جسوقت حضور یہان سے تشریف فرما ہوئے وہ مجہے دبا کر ملک چہین لیگا۔ اسلئے بہتر ہے کہ اوسکو میرے حوالہ کیجئے۔ سلطان نے اس دابشلیم کا ملک لے لیا۔ پہلے یہان دستور تہا کہ پادشاہ کو مارا کرتے تہے۔ بلکہ اپنے تخت کے نیچے نہایت تنگ اور تاریک گہر بناتے۔ اور اوسکے اندر

ایک سوراخ رکھتے۔ اوسی مین سے دانہ پانی راجاؤن کو قید کرکے دیتے۔ ابتک یہہ مکان تیار نہ تہا۔ اسلئے دالشلیم مرتاض نے عرض کی کہ دوسرے دالشلیم کو آپ ہمراہ لیجائیے اور جب مین مانگون تو اوسے میرے حوالہ کیجیے۔ مگر خدا کی قدرت جب یہہ دالشلیم غزنین سے گجرات کو آیا تو دالشلیم مرتاض اندہا ہوگیا تہا۔ اسلئے وہی قیدی گجرات کا راجہ ہوا۔ اور جو گہراو اوسکے قید کرنے کے لئے بنایا تہا اوسمین یہہ دالشلیم مرتاض قید ہوا سچ ہے چاہ کن را چاہ در پیش۔

اب جیسا اس ملک مین آنا دشوار تہا ایسا ہی الٹا جانا مشکل تہا جس راہ سے آیا تہا۔ وہان اجمیر اور انہل واڑہ کے راجاؤن کی فوجین کمین مین بیٹہی تہین۔ سلطان کی فوج نے کیسے کچہہ مصائب اٹہائے تہے۔ اور کیا کیا لڑائیان لڑی تہین۔ اوس سبب سے وہ کم ہوگئی تہی۔ سلطان جنگ کرنی مصلحت نہ جانتا تہا اسلئے وہ اوس راہ سے نہ گیا جس راہ سے آیا تہا۔ بلکہ بیابان اور ریگستان سندہ کی راہ اختیار کی۔ اور ملتان جانے کا قصد کیا۔ راہبر ساتہہ لیے۔ مگر راہبر نے راہ نہ بتائی۔ بلکہ راہ سے بے راہ اور گمراہ کیا۔ اور ایسی راہ پر ڈال دیا جہان پانی کا پتا نہ تہا۔ چھ رات دن سفر ہوا۔ اور پانی نملا۔ تو ایک تلاطی سارے لشکر مین پڑ گئی۔ راہبر سے پوچھا کہ پانی کہان ملے گا۔ اوسنے جواب دیا کہ مین سومنات کا فدائی ہون۔ تجھے اور تیرے لشکر کو ایسی جگہہ لایا ہون کہ بن پانی مارون۔ سلطان نے غضب مین آکر اوسکو وہین مار ڈالا پانی کی تلاش مین ادہر اودہر پہرتا تہا کہ مرغان آبی نظر آئے۔ اسسے یقین ہوا کہ جہان یہہ جانور ہون وہان پانی ضرور ہوگا۔ غرض اونسے ایک چشمہ کا پتا مشکل سے ملا۔ اس عرصہ مین بہت سے آدمی مرگئے۔ کچہہ دیوانے ہوگئے۔ راہ کی مصیبتون کی بیان

کرنے کے لئے ایک دفتر چاہیئے۔ خلاصہ یہہ ہے کہ ملتان کی راہ سے سلطان غزنین مین پہونچ گیا۔ اور اسی سال مین خلیفہ القادر باللہ عباسی نے اوسکو لقب کہف الدولت والاسلام عطا فرمایا۔ اب اس مہم مین یہہ باتین قابل غور کے ہین۔ اول گنڈا جسمین راجہ انہل واڑہ کا جاکر جیپا کیا مقام ہے۔ فارسی تاریخون مین اوسکے نام مختلف طرح لکھے ہین مگر غالبًا وہ کہانڈواڑ کاٹھیاواڑ مین ہے۔ دوم سومنات کی تحقیقات جو تاریخ فرشتہ مین لکھی ہے۔ کہ وہ مرکب سوم اور نات سے ہے۔ اور سوم نام پادشاہ کا ہے جسنے اوسے بنایا تھا اور نات اوس بت کا نام ہے۔ یہہ دونو علم بلکہ نام بت اور بتخانہ اور شہر کا ہوگیا ہے اور نات کے معنے ہندی مین بزرگ کے ہین۔ اوسنے قیاس جگنا تہہ یہ کیا ہے۔ مگر یہہ اوسکی غلطی ہے۔ اصل یہہ ہے کہ سنسکرت مین سوم چاند کو کہتے ہین۔ مہادیو کی پرستش اس سوم نات کے نام سے بہی کیجاتی ہے۔ اسلئے اوسکو سومنات کہتے تھے۔ چاند کی پہلی اور چودہوین تاریخ کو اوسکا اشنان بڑے دھوم دھام سے ہوتا تھا شاید اسلئے اوسکو سومنات کہتے تھے۔ پہلے مورخون نے کچھہ اس بت کے اعضا اور خط و خال نہین بیان کئے۔ وہ لنگ کی شکل تھا۔ اوسمین آنکھہ ناک کچھہ نہین اور لنگ ٹھوس ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ مورخون کا لکھنا کہ تبر سے ناک اڑائی۔ اور گرز سے پیٹ کو توڑا۔ اوسمین سے جواہرات نکلے غلط ہے۔ بلکہ یہ فرنگی بہی کا لکھنا صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اوسکے سر کے اوپر سونے کی پوشش اور جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ غرض اس سومنات کی تحقیقات اور سومنات کے دروازہ کے اکھیڑ کر لیجانے کے باب مین جو تحقیقات ہوئی ہین اونکی گنجایش اس مختصر مین نہین ہے۔

سترہوین مہم

(... بعد ان تکالیف کے بھی سلطان محمود کو چین نصیب نہوا۔ اور ایک دفعہ ہندوستان مین آنا پڑا۔ سومنات سے جب واپس آتا تھا۔ تو سپاہ محمود کے تکلیف رسان اور مزاحم جود کے جاٹ ہوے تھے۔ وہ بہت سی فوج لیکر ملتان کی طرف گیا۔ اور ایک بیڑہ چودہ سو کشتیون کا بنوایا۔ اور ہر کشتی مین تین شاخ آہنین لگائین دو اد ہر اور ایک پیشانی پر غرض یہہ کشتیان ایسی بنین کہ جو کوئی اونکے سامنے آئی۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجاے۔ ہر کشتی مین تیس تیر انداز تھے اور اون پاس تیر اور نفط اور قارورہ موجود تھے اس بیڑے مین سوار ہوکر جاٹون پر حملہ کیا۔ جاٹون نے اس بیڑہ کی خبر پاکر اون جزیرون مین پناہ لی جو دریا ر اٹک کے چھوٹے چھوٹے دہارون سے بنگئے تھے۔ اور وہ دہارین پایاب نہ تھین۔ اور اونکے ذریعہ سے جزیرون مین آمد رفت اور دشمن کے صدمہ سے بچنا آسان تھا۔ جاٹون نے بھی بعض کہتے ہین کہ چار ہزار اور بعض کہتے ہین کہ آٹھ ہزار کشتیان تیار کرائین۔ اور خوب مسلح ہوکر اونمین مسلمانون سے لڑنے کے لیے آمادہ ہوے۔ اب یہہ دونو بیڑے آسمین خوب لڑے۔ جو کشتی جاٹون کی محمود کی کشتی پاس آتے تھی۔ وہ ان آہنین شاخون سے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتی تھی۔ بہت سے جاٹ ڈوب کر مر گئے۔ اور بعض تلوارون کے نیچے آئے۔ اب فوج سلطانی وہان پہونچی۔ جہان اونکے اہل و عیال چھپے تھے۔ اور اون سب کو قید کرلیا۔ بعد اس فتح کے سلطان غزنین کو پھر آیا۔

اب محققین تاریخ اسمین شبہ نہین کرتے کہ سلطان محمود جاٹون سے لڑنے آیا۔ کیونکہ لاہور کی سلطنت بگڑنے پر یہہ جات ضرور متمرد ہوے ہونگے۔ اور زور پکڑکر لوٹ مار شروع کی ہوگی۔ بلکہ ایک فقرہ کامل التاریخ مین یہہ لکھا ہے کہ مسلمانون کی ریاست

منصوبہ پر حملہ کیا۔ اور وہاں کے رئیس کو مجبور اس امر پر کیا کہ اپنے مذہب سے انحراف کرے۔ مگر یہ تحقیق نہیں کہ وہ پہاڑ دنمین ہمالیہ کے پاس کہاں تک پھیلے ہوئے تھے۔ غالباً اونکا ماوالملجا وہی سلسلہ پہاڑ کا ہوگا جو نکسا کا مشہور ہے۔ شاید وہ سوات شمال اور مشرق میں زیادہ پھیل گئے ہونگے۔ جو مقابلہ اونسے محمود نے کیا۔ اوسی معلوم ہوتا ہے کہ بڑی صناقوت ہو گئے تھے۔ اس بیڑ یکے بابت بہت گفتگو اور شبہے محققین کرتے ہین۔ کوئی کہتا ہے دریا ایسا وسیع نہا کہ بیڑے سما سکتے۔ کوئی کہتا ہے اسقدر کشتیونکا جمع ہونا ممکن نہا ایک بڑا اعتراض یہہ کرتے ہین کہ محمود نے گجرات سے مراجعت کرتی ہوئی یہہ سختیان اور مصیبتین اوٹھائی تہین۔ مگر اوسوقت اوسنے دریا سندھ سے کیون فائدہ نہ اوٹھایا۔ اور اوسی اپنی مصیبتونکو کم نکیا۔ اگر وہ ایسا بیڑا اوسوقت بنا تا تو بہت کام آتا۔ اور یہہ بھی نہا کہ محمود اس راہ سے واقف نہا محمد بن قاسم کی مہمات اور افغانونکی قربت سے وہ ضرور محمود کو معلوم ہوگا۔

سلجوقیون اور ایران کا فتح کرنا

غرض یہہ آخر مہم سلطان محمود کے ہندوستان پر تہی۔ پہرہ سلجوق قوم سے لڑتا رہا۔ یہہ ایک قوم ترک کی تہی۔ غرض ان قوم کو اوسنے پہر اطاعت پر مجبور کیا۔ اور اونکی سرکشی کا بالکل سر کاٹا۔ اور پہر ایران کو فتح کیا۔ یہہ فتح عظیم اوسکو ایسی نصیب ہوئی کہ اوسکا نیر اقبال اپنے اوج پر پہنچ گیا۔

سلطان محمود کی وفات

(۴۳۳) ۲۳ ربیع الاول ۴۲۱ھ ہجری مطابق ۲۹ اپریل ۱۰۳۰ء کو ۶۳ برس کی عمر مین ۳۲ برس سلطنت کرکے بعد پیمانہ عمر لبریز ہوا۔ مرض نے ایسا زور پکڑا کہ زندگی کی آس نرہی۔ مرنے سے پہلے حکم دیا کہ سارے جواہر خانی اور دولت کی خزانے باہر لاکر سجاؤ۔ جسوقت ایک میدان شامیانے کے نیچے یہہ نفائس سجائے گئے۔ وہ ایک چین معلوم ہوتا تہا۔ یہہ سلطان محمود جو اقبال کے گھوڑے پر ہمیشہ سوار رہتا تہا۔ ایک پالکی مین پڑا ہوا نیچا یا۔ چہرہ پر مردنی کی زردی چہائی ہوئی تہی۔ چار سو ارکان سلطنت ایک سکتے کے عالم مین کہڑے تہے۔ محمود چاروں طرف ان چیزونکو دیکہتا تہا۔ اور سوا آہین بہرتا تہا اور روتا تہا بعد ازان حکم دیا

کہ اصطبل سے اسپان تازی اور فیل خانہ سے فیلان کوہ پیکر اور شتر خانہ سے شتران قوی ہیکل منگائین جائین - یہہ ہی مصرع خیولونمین ایک طلسم کا عالم دکھا رہے تھے - اونکو ہی دیکھکر زار زار رویا - مگر حیف ہے کہ اسوقت ایک پیسا ہاتھہ اٹھاکر کسی کو نہ دیا -

حکایات دلچسپ جو محمود کی خصلت اور عادت اور انتظام مملکت سے متعلق ہین

آخر عمر مین سلطان کو خبر ہوئی کہ ایک شخص نیشاپور مین دولت رکھتا ہے - اوسکو حاضر ہونے کا حکم صادر فرمایا - جب وہ حاضر ہوا - تو سلطان نے فرمایا کہ مجھے خبر لگی ہے کہ تو ملاحدہ اور قرامطہ مین سے ہے - اوسنے جواب دیا کہ مین نہ ملحد ہون نہ قرمطی ہون - یہہ دونو عیب نہین مگر ایک بڑا بھاری عیب یہہ ہے کہ مین دولتمند ہون جو کچھہ میرے پاس ہے وہ حضور لے لین - مگر مجھے بدنام نکرین - سارا مال اوسکا لیکر فرمان اوسکے ایماندار ہونے کا سلطان نے لکھہ دیا -

ایک دفعہ سلطان پاس ایک داد خواہ آیا - اوسپر التفات فرماکر حال پوچھا وہ بولا میرا حال اس جلسہ مین کہنے کے قابل نہین - خلوت مین چلئے تو عرض کرون - اوسوقت سلطان خلوت مین لے گیا - وہان عرض کی کہ آپکا خواہرزادہ میری بی بی کے پاس آتا ہے - اور شب بھر رہتا ہے - اور مجھے مار کر نکال دیتا ہے - اسکا انصاف آپ کے اعیان دولت سے چاہا - مگر کسی نے کچھہ نہ سنا - اب آپ انصاف کیجئے - نہین خدا انصاف کرنے والا ہے - اس کہنے سے سلطان کو رونا آگیا - اوسنے کہا کہ تو نے مجھہ سے پہلے کیون نہ کہا - اوسنے عرض کیا کہ بھلا میرے تئین یہان کون آنے دیتا ہے - آج ہی معلوم نہین کہ کیا اتفاق ہے کہ مین حضور تک پہونچ گیا - سلطان نے فرمایا کہ جسوقت وہ شخص تیرے گھر مین

آئے۔ مجھے اطلاع کر۔ اور اوسکو اطلاع کرنے کا طور بھی بتلا دیا۔ غرض تیسرے روز داد خواہ پہر آیا۔ محمود تلوار ہاتھہ مین لے اوسکے ساتھہ ہوا۔ اور مکان پر اوسکے پہونچا۔ دونو سیاہ کار کو سوتے پایا۔ اور چراغ گل کرایا۔ اور ایک تلوار کا ہاتھہ اوس مرد پر ایسا لگایا۔ کہ قصہ پاک ہوا۔ پہر اوسکا منہہ دیکھکر خدا کا شکر بجا لایا۔ اور پانی مانگا۔ اور خوب ڈگ ڈگا کر پیا۔ اور اولٹا چلا۔ اوس شخص سے کہا کہ تم آرام سے سو۔ اوس آدمی نے چراغ بجھانے اور پانی مانگنے کا سبب پوچھا۔ اوسپر فرمایا کہ چراغ گل کرنے کا سبب یہہ تہا۔ کہ اوسکا منہہ دیکھنے سے محبت کا خون جوش نہ کرآئے۔ اور پانی مانگنے کی وجہ یہہ تہی کہ جسوقت سے یہہ بات مین نے سنی تہی قسم کہائی تہی کہ جب تک اس ظلم کو دور نکر دونگا کہانا پینا مجھے حرام ہے۔ تین روز تک اسی انتظار مین بسر ہوے۔ اب تو آیا۔ اور شر و فساد دور ہوا۔ پیاس کی شدت تہی اوسکو بجہایا۔

عراق کی فتح پر تہوڑا عرصہ گذرا تہا کہ وہان کے شرقی بیابان مین ایک قافلہ سوداگرون کا لٹ گیا۔ ایک عورت روتی دہوتی فریاد لیکر محمود پاس آئی کہ میرا بیٹا مارا گیا۔ اور سب اسباب مال غارت ہوا۔ یہہ فریاد سنکر محمود نے فرمایا کہ ملک دور و دراز ہے۔ اسکا انتظام دشوار اور مشکل ہے۔ عورت نے دل کڑا کرکے یہہ کہا کہ جب تجھسے دور کے ملکون کا نظم و نسق نہین ہوسکتا تو پہر کیون ملکونکو فتح کرتا ہے۔ اس بات کو خوب یاد رکہہ کہ اونکی حفاظت اور حراست کی جوابدہی تیرے ذمہ ہوگی۔ اس لعنت ملامت سے محمود نادم ہوا۔ عورت کو بہت کچہہ دے دلاکر راضی اور رخصت کیا۔ اور آیندہ ایسا انتظام کیا کہ قافلہ کا لٹنا موقوف ہوا۔

محمود کی سپاہ

اوسکی سپاہ مین ترکی تاتاری عربی ایرانی ہندی سب قومون مین سے ملازم تہے - اسلئے بہتر معلوم ہوتا ہی کہ ان قومونکا مختصر حال بیان کیا جاے - ترکی غزنین مین فتحمند ہوکر نہین آئے - بلکہ لونڈی غلام بنکر آئے - مگر اونہون نے اپنی وفاداری اور ایمانداری اور جوانمردی ایسی دکہائی - کہ معتمد کامون مین مقرر ہونے لگے - اور ایک اعتماد کا سبب اور بہی تہا - کہ وہ کچہہ اس ملک سے تعلق نہ رکہتے تہے - بلکہ بیگانہ تہے - تاتاری اور اہل عرب خانہ بدوش اور سپاہی ہونے مین برابر تہے - مگر تاتاریون کا دماغ اہل عرب کا سا بلند نہتا - وہ سپاہیانہ کامون سے مناسبت رکہتے تہے - علم مین فہم و ذکا اونکا کند تہا - اہل عرب نے دین اور قانون اور علم اور حکمت کے صورتون کو بدل دیا - اور بہت کچہہ اوسمین بڑہایا - مگر اہل تاتار نے ان کامون مین سے ایک کام نہین کیا - وہ جوانمرد سیدہے سادے سپاہی تہے - اہل ایران غضب کے تہے - اونمین چالاکی تاتاریون کی سی تیز فہمی اہل عرب کی سی تہی - فن فریب ہندوستانیونکا سا آتا تہا - یہہ سب باتین اونکی ذات مین ایسی جمع ہوئی تہین - کہ وہ ملکی کامون مین سب سے سبقت لیگئے - محمود غزنوی کے جو دو بڑے وزیر ابوالعباس اور حسن میمندی تہے - یہہ دونو ایرانی تہے - یہہ ایرانیونکی استادی تہی کہ مسلمانون مین اونکی زبان نے رواج پایا - اور ہندوستان مین دربار کی وہی زبان مقرر ہوئی - جو ہندی سپاہ تہی - اوسنے بعد انتقال سلطان محمود کے معرکے اچہے مسلمانون کی طرف ہوکر کئے -

محمود کا علمی شوق اور فردوسی اور شاہنامہ

باوجود اس سپاہی ہونے کے محمود کو علوم اور فنون کا بڑا شوق تہا - اس خوبی مین کوئی بادشاہ اوس سے سبقت نہین لیگیا - سب کامون مین کفایت شعار تہا - مگر ہنر پرور

مین کشادہ دست ایک عظیم الشان اونسے دارالعلوم بنوایا۔ اور اوسمین بڑا کتب خانہ جمع کیا۔ ایک لاکھہ روپیہ اوسکا سالیانہ خرچ تہا۔ وہ عالمون کے وظیفہ اور پنشن مین صرف ہوتا تہا۔ ایک عجائب خانہ بہی بنایا جسمین سارے عالم کے عجائبات جمع کئے تہے۔ یہہ اوسکی قدردانی اور جوہر شناسی کا نتیجہ تہا کہ چارون طرف سے یگانہ روزگار اوسکے دربار مین آموجود ہوئے۔ اوسکے دربار کے بڑے شاعر یہہ تہے۔ عصائری رازی۔ استاد اسدی طوسی۔ مینوچہر بلخی۔ حکیم عنصری۔ عسجدی۔ فرخی۔ دقیقی۔ دقیقی شاعر نے سلطان محمود کے عہد مین شاہنامہ کی ابتدا کی۔ اور دو ہزار شعر کہے تہے۔ پہر اس کتاب کو فردوسی نے تمام کیا۔ فردوسی اوسکے زمانہ کا بڑا شاعر تہا۔ یہہ شاعر بے مثال طوس مین جو خراسان کا ایک شہر ہے۔ سنہ ۹۵۰ع کے قریب پیدا ہوا۔ اوسکا باپ حاکم طوس کا باغبان تہا۔ اسی مناسبت سے اوسنے اپنا تخلص فردوسی رکہا تہا۔ یزدجرد خاندان ساسانی کے اخیر بادشاہ فارس نے تمام ایران کے پادشاہون کا حال گیومرث کے زمانہ سے خسرو کی تخت نشینی تک بڑی تحقیق اور تلاش سے جمع کیا تہا۔ اور اوسکا خلاصہ ہوکر ایک کتاب موسوم بہ پاستان نامہ تیار ہوئی تہی۔ جب اہل اسلام فارس کی سلطنت پر قابض ہوئی۔ تو یہہ کتاب یزدجرد کے کتاب خانہ مین اونکے ہاتہہ آئی۔ اور اونکے سلطنت مین باقی تمام پادشاہون کا حال یزدجرد کے زمانہ تک اوسمین مندرج تہا۔ دقیقی نے اس کتاب کو نظم مین لکہنا شروع کیا تہا۔ اور دو ہزار شعر کہے تہے۔ کہ غلام نے اوسے مار ڈالا۔ جب اسکا چرچا محمود نے سنا تو اوسنے اس کتاب کو نظم مین لکہنے کا حکم دیا۔ کچہہ کچہہ شعر سب ہی شعراء دربار کہکر لائے۔ مگر سب مین فردوسی فایق معلوم ہوا۔ اسلئے یہہ کام اونکے سپرد ہوا۔ تیس برس کی محنت مین اس کام کو تمام کیا۔ اور

سلطان کے روبرو پیش کیا۔ سلطان کے دل پر اوسکی ساری خوبیان منقش ہوئین اور وہ یہہ خوب جانتا تہا کہ یہی کتاب میرے زمانہ کو ہمیشہ یاد دلایا کرے گی۔ حکم ہوا کہ ساٹہہ ہزار دینار صلہ مین بھیجے جائین۔ مگر ایاز کو فردوسی سے کچہہ چشمک تہی۔ اوسنے ساٹہہ ہزار درم بھجوائے۔ جب یہہ درم پہونچے تو فردوسی حمام مین نہا رہا تہا۔ ان درمون کو دیکہہ کر اسیادرہم ہوا۔ کہ بیس ہزار حمامی کو اور بیس ہزار قصاعی کو یعنے بوزہ فروش کو اور بیس ہزار لانے والے غلام کو دیدئے اور کہا کہ سلطان کو معلوم ہو جائیگا کہ مین نے یہہ تیس برس تک خون جگر ان سفید درمون کے واسطے نہین کہایا۔ جب یہہ خبر سلطان کو معلوم ہوئی۔ ایاز پر بہت خفا ہوا۔ مگر ایاز نے فردوسی کو گستاخی اور بے ادبی کا مجرم ٹہیرایا۔ اور بادشاہ سے ہاتہی کے پیر کے نیچے کچلوانے کا حکم دلایا۔ مگر فردوسی نے ایک قصیدہ مدح پڑہہ کر جان کو بچایا۔ راتون رات غزنین سے بہاگا۔ اور شاہنامہ مین ایک ہجو ملیح بادشاہ کی زیادہ کی۔ پیچہے اصل حال محمود کو معلوم ہوا۔ ساٹہہ ہزار دینار بھجوائے۔ مگر فرشتہ فردوسی کی روح کو پہلے ہی قبض کر چکا تہا۔ ایک ذرا سی بات مین کیا سے کیا ہوا۔ شاہنامہ کیا محمود کی سلطنت کا یادگار رہتا۔ یا اب اوسکی دو برائیان محمود کی ظاہر ہوتی ہین۔ جو کسی طرح آشکار نہوتین۔ اور تاریخون مین نہ لکہی جاتین۔ ابوریحان اوسکے دربار مین دوسرا بوعلی سینا سمجہا جاتا تہا۔ بڑا عالم فاضل تہا۔ علم نجوم مین ید طولے رکہتا تہا۔ بعض حکایتین اوسکے مشہور ہین۔ افسوس ہے کہ اس نجوم کے خبط سے محمود کا دربار عالی بہی خالی نتہا

محمود کی صورت

..... محمود متوسط اندام تہا۔ اعضا اوسکے مناسب تہے۔ .....

۔ ورزش بہت کرتا تہا۔ مگر چیچک نے اوسکے چہرہ کو ایسا کہایا تہا کہ ایک دن وہ آئینہ مین اپنے چہرہ کو دیکہہ کر پژمردہ اور افسردہ ہوا۔ اور وزیر سے کہنے لگا۔ کہ کہتے ہین بادشاہون کے دیکہنے سے نور بصر زیادہ ہوتا ہے۔ مگر میری صورت ایسی ہے کہ جس سے دیکہنے والون کو ضرر پہونچے گا۔ وزیر نے عرض کی کہ آپ کی صورت تو ہزارون مین ایک ہی نہین دیکہنے کا۔ مگر سیرت پسندیدہ کو سب دیکہینگے۔ ایسی حسن سیرت پیدا کیجئے کہ جسپر سارے خلق مفتون اور شیدا ہو۔ اس کلام نے وہ تاثیر محمود پر کی کہ اوسنے صورت کی زشتی کو سیرت کی خوبی سے ڈہاک دیا۔

محمود کی افعال اور اعمال کے نتائج اور اوسکی عادات اور خصائل کا سمجہنا

ہندوستان سے جو حال محمود کا تعلق رکہتا اوسکو بالتفصیل اور باقی کو بالاجمال ہم نے بیان کردیا ہے۔ اب طالب علم غور کرکے اوسکی برائیان بہلائیان اوسکے اعمال اور افعال خود سمجہین۔ جو ہمارے سمجہہ مین آتا ہے وہ بیان کرتے ہین۔

اول سلطان محمود اپنے وقت کا بڑا شان و شوکت اور جاہ و جلال کا پادشاہ تہا۔ اہل اسلام مین وہ ہمیشہ سلطان عظیم سمجہا جائیگا۔ کیسا جوانمرد اور شجاع کہ جب دشمن پر فوج لیکر چڑہتا۔ دریا کی طرح نشیب و فراز نہ دیکہتا۔ دشمن پر برابر پانی پہیرتا چلا جاتا۔ کیسا منتظم اور اولوالعزم تہا کہ کیسے کیسے لشکرون کو اون صحراؤن سے نکال کر لیگیا جہان پانی کا پتا اور گہاس کا پتا نہ تہا۔ کہان سے کہان گیا۔ کیا کیا ارادے گئے سلطنت اوسکی ایسی وسیع کہ جسکی شرقی اور غربی سرحدین دجلہ اور گنگا اور شمال اور جنوبی حدین تاتار اور بحر ہند۔ کیسا مدبر کہ کتنی ہی دور دار السلطنت سے چلا جاتا مگر

انتظام ملکی مین بال برابر خلل نہ آتا۔ گو بعض محقق یہہ کہین کہ اوسوقت ملکون کا خود حال ایسا ہو رہا تہا کہ سلطنت کا اتنا بڑہا لینا کمال نہتا۔ مگر محمود کے صاحب کمال ہونے مین کسیکو گفتگو نہین ہے۔ دولتمند ایسا کہ شاید دوسرے بادشاہ پاس اسقدر دولت ہوگی۔ جسوقت اوسنے سنا کہ امیر نوح سامانی پاس سات رطل جواہر تہے۔ تو اوسوقت یہہ کہا کہ خدا کی عنایت سے میرے پاس سات سو رطل جواہرات کے ہین۔

دوم اگرچہ اوسکو مندرون اور بتونکے توڑنے پہوڑنے کا بڑا شوق تہا۔ مگر اصلی کام جو اسلام کا ہے کہ ہندؤن کو مسلمان بنانا وہ اوسمین نہتا۔ کہین تاریخ سے یہہ نہین معلوم ہوتا کہ اوسنے اشاعت اسلام اور دعوت اسلام مین ہمت صرف کی ہو گجرات مین اتنے دنون تک پڑا رہا۔ مگر ایک ہندو کو مسلمان نہ بنایا۔ اوسکا طریقہ محمد بن قاسم کا سا نہتا۔ کہ ہندؤن سے مسلمان ہونے کو کہتا۔ پہر جہاد کرتا۔ غرض محمود ان مسلمانون مین نہین شمار ہوسکتا۔ کہ جنہون نے علم اسلام بلند کیا ہو۔ اہل یورپ اوسپر الزام تعصب مذہبی کا ناحق لگاتے ہین۔ محمود دیندار مسلمان تہا لڑائی اور جہاد فقط غنیمت کے لئے کرتا۔ جہان اوسکو دولت ملگئی۔ پہر اوسکو کچہہ پرواہ کسی بات کی نہتی۔ اگر وہ بالاستقلال کسی صوبہ پر ہندوستان کے قبضہ کرتا۔ تو اوسکے ہاتہہ تو ایسی غنیمت تو نہ آتی مگر اسلام کے حق مین زیادہ فائدہ مند ہوتی۔

سوم اوسنے اسلام کو ایسی ہیبت ناک شکل مین دکہایا۔ کہ ہندؤن کو اوسکی طرف رغبت نہ پیدا ہوئی بلکہ نفرت زیادہ ہوگئی۔ اور پہر اونکا اسلام مین لانا زیادہ دشوار ہوگیا۔

چہارم اہل یورپ جیسا اوسکے ذمہ تعصب مذہبی کا الزام بیجا لگاتے ہین۔ ایسی ہے

ایشیا والے اوسکی بعض حرکات سے حریص ہونے کی تہمت دہرتے ہین - اور یہہ اشعار
اوسکی شان مین پڑہتے ہین -

نبود شش زفضل سخاوت شرف　　نگہداشتے دُربان صدف
خزائن بسے داشت پراز گہر　　ولے زان نشد مفلسے بہرہ ور

مرتے وقت سب نقد وجنس کو دیکہا - مگر ایک پیسا ہاتہہ سے نہ نکلا - مگر یہہ الزام بہی
پہلے الزام کی طرح بیجا معلوم ہوتا ہے - اوسکے دربار مین اسقدر فضلاء علماء شعراء حکما
جمع ہوئے تہے - اور اوسکے خوان کرمت سے بہرہ مند ہوتے تہے - کسی اور پادشاہ کو
یہہ بات کم نصیب ہوئی ہوگی - غرض جیسا کہ وہ دولت کے پیدا کرنے مین ہوشیار
تہا - اوسکے خرچ کرنے مین کفایت شعار تہا - نہ فضول خرچ تہا - نہ ممسک تہا -
مگر یہہ عیب اوسمین ضرور تہا کہ وہ اپنے عمدہ کامون مین دولت کی حرص کو ایسا شامل
کر دیتا تہا - کہ وہ کام اچہا بہی برا معلوم ہوتا تہا - اوسکے سارے جہاد اور لڑائیان یہہ
معلوم ہوتے ہین کہ فقط دولت جمع کرنے کے لیے تہین -

پنجم کہین مصیبت اوسپر نہین پڑی اور کوئی لڑائی ایسی نہین لڑا جسمین اوسنے
خدا کی درگاہ مین سجدہ کرکے دعا نہ مانگی ہو - اور اپنے فوج پر سلامتی اور خدا
کے رحمت نچاہے ہو - وہ فقرا اور گوشہ نشینون کا بڑا معتقد تہا - خلیفہ
وقت کی ہمیشہ تابعداری کرتا تہا - باوجود اس حشمت اور شوکت کے خلیفہ قادر باللہ
نے جو خطاب اوسے دیا تہا - اوسکو اپنا فخر سمجہتا تہا - غرض اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ وہ پکا مسلمان تہا - مگر بعض مورخ یہہ بیان کرتے ہین کہ اوسکو دو شبہہ عاید ہوئے
اول یہہ کہ مین امیر سبکتگین کا بیٹا ہون یا نہین - خیر اسکی اصل تو کچہہ ہو سکتی ہے

کیونکہ وہ مالکی طرف سے داغدار تہا۔ ااوسکی زابلستان کے کسی امیر کی بیٹی تہی۔ اوسکے منکوحہ وغیر منکوحہ ہونے مین اشتباہ ہے۔ مگر دوسرا یہہ شبہہ کہ قیامت ہوگی یا نہین اس شبہہ کے سبب سے لوگ اوسسے متنفر ہونے لگے۔ تو اوسنے یہہ کہا کہ پیغمبر خدا نے خواب مین آکر میرے دونو شبہے رفع کر دیئے ہین۔

ششم سارے محمود کے حال مین کہین یہہ نہین معلوم ہوتا کہ کوئی نیا قانون اور آئین اور دستور جدید ایجاد کیا ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا دماغ اس کام سے مناسبت نرکہتا تہا۔ یا وہ شرع کو کافی سمجہتا تہا۔ مگر اوسکو انتظام کرنا خوب آتا تہا عراق کی عورت کی حکایت دیکہہ لو۔

ہفتم اپنی سپاہ مین بدکاری کو راہ نہ دیتا تہا۔ اور سخت منتظم اس کام مین تہا۔ اور قواعد اور قوانین سپاہ کی بڑی رعایت کرتا تہا۔ بہانجے کی قتل کرنے کی حکایت سے یہہ بات ثابت ہے۔

ہشتم اوسکو علم کا بڑا شوق تہا۔ یہی سبب اصل اوسکی ناموری کا تہا۔ اس عمدہ صفت کے سبب سے وہ فخر اسلام شمار ہوتا ہے۔ اور اور قومین بہی اوسکو مانتی ہین۔ غرض یہی اوسکے اصل فخر اور عزت کا سبب تہا۔ عمارات کا بہی شوق رکہتا تہا۔ یہہ شوق متہرا اور قنوج کی عمارتون کو دیکہہ کر پیدا ہوا تہا۔ ایک مسجد اوسنے غزنین مین بنوائی۔ ساری سنگ باسی اور سنگ مرمر کی بنی ہوئی تہی۔ اور السیر خوب صورت تہی کہ لوگ اوسے دیکہہ دیکہہ کر متحیر ہوتے تہے اور بے اختیار اوسکو عروس فلک کہتے تہے۔ یہہ بادشاہ کا شوق ایسا تہا کہ اوراوں نے بہی اوسکی تقلید کر کے غزنین مین وہ عمارتین بنوائین کہ وہ سارے ایشیا کے شہرون پر

سبقت لے گیا۔

نہم محمود خوش اخلاق بڑا تہا۔ اور اپنے رفقا اور ملازمین سے بہت اچھی طرح پیش آتا تہا۔ حسین غلاموں کا شوقین تہا۔ محمود کا غلام ایاز مشہور ہے۔ جسکی حکایتیں بہت سی زبان زد خلایق ہین۔ کوئی بات اوسمین ایسی نتہی کہ جس سے اوسکو ظالم کہہ سکین جو کوئی شخص اوسکے ہاتہہ سے لڑائی مین مارا جاتا مارا جاتا۔ مگر پیچھے وہ کسی کی جان نہ لیتا۔ اور نہ اوسکے دربار مین وہ ظلم ہوتے جو اور ایشیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کے ہان ہوا کرتے ہین۔ باغی عفو تقصیر کے بعد بہی جو بغاوت کرتے اونکو سوا رقید کے اور کوئی سزا نہ ملتی۔ اب ہم اس بادشاہ کا حال ختم کرتے ہین۔

سلطان محمد کا بیان

جب محمود اس دنیا کے تخت سے اٹہہ گیا۔ تو اوسکے تخت سلطنت کے دو دعویدار محمد اور مسعود کہڑے ہوئی۔ یہہ دونو بہائی ایک ہی دن سلطان کے ہان پیدا ہوئے تہے۔ اسوقت امیر محمد گورکان مین۔ اور امیر مسعود صفاہان مین تہا۔ سلطان محمود کی وصیت کے موافق امیر محمد غزنین مین بلاکر تخت پر بٹہایا گیا۔ سلطان محمد نیک مزاج تہا مگر مسعود جوانمرد اور بہادر عاقل اور منتظم تہا اور تخت اور تاج کے لایق وہی تہا۔ باپ سے ہمیشہ کڑی کڑی باتین کیا کرتا تہا۔ اسلئے باپ ناراض تہا۔ اور امیر محمد کے تہمت کے سبب خوش تہا۔ اسلئے وصیت باپ نے تخت نشینی کے لئے امیر محمد کے واسطے کی اگرچہ سلطان محمد نے امرا کی حق مین فیاضی کی۔ مگر پہر بہی امیر اور سپاہ امیر مسعود سے زیادہ راضی تہے۔ وہ اوس پاس بہاگ جانے شروع ہوئے۔ اونکے تفاق مین یہہ پچاسوان دن محمود کی وفات کا تہا۔ کہ ساوندرائے اور ہندؤن کو سلطان

محمد نے بھیجا۔ اور کچھ تھوڑے دور جاکر لڑائی شروع ہوئی جسمین سا وندرائی اور بہت سے ہندو مارے گئے۔ مگر مخالفین کو بھی اونہون نے گزند عظیم پہونچایا۔ امیر مسعود کو ہندان میز خبر پہونچی۔ تو وہ خراسان مین آیا۔ اور بھائی کو اس مضمون کا خط لکھا کہ جو ملک باپ نے تجھکو دیدیا۔ اوسکی طمع مجھکو نہین ہے۔ جو ملک بلاد جبال اور طبرستان اور عراق کا مین نے اپنی زور شمشیر سے لیا ہے وہی میرے لئے کافی ہے۔ پس میرا نام اول خطبہ مین پڑہنا چاہیئے۔ امیر محمد نے سخت جواب اسکا لکھا۔ غرض دونو بھائی لڑائی پر آمادہ ہوئے۔ امیرون نے اگرچہ چاہا کہ بیچ بچاؤ ہوجائے۔ مگر نہوا۔ بڑے بڑے امیر سپاہین لیکر سلطان محمد کو چھوڑکر امیر مسعود پاس چلے گئے۔ اور سلطان محمد کو پکڑکر امیر مسعود کے حوالہ کیا۔ اوسنے بھائی کو اندہا کرکے قید کردیا۔ پانچ مہینہ کل اس بادشاہ نے سلطنت کی۔ اور نو برس قید مین رہا۔ اسوقت کے مناسب بھی مسعود جیسا جوانمرد بادشاہی کے شایان تہا۔

سلطان مسعود

سلطان مسعود کہ شجاعت مین رستم ثانی تہا تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ اور اوسکو اپنی ساری عقل و دانش جسمین وہ مشہور تہا۔ کام مین لانی پڑے۔ اسلئے کہ اوسکے عہد مین ترکمان سلجوقیون کا بڑا زور شور ہوگیا تہا۔ اور آخر کو اونہون نے ساری مسعود کی سلطنت کو ہلا جلادیا۔ اب تھوڑا سا حال سلجوقیون کا بھی بیان کرتے ہین

آل سلجوق

آل سلجوق جنکو ترکمان سلجوقی کہتے ہین اونکا بیان کتب تواریخ مین صاف صاف نہین لکھا۔ روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ قبائل ترک مین سے ایک قبیلہ نہایت معزز

تہا۔ اونکا سردار وقاق تہا۔ اوسکا بیٹا سلجوق تہا۔ وہ کسی بات پر اپنے پادشاہ سے بگڑکر قبیلہ سمیت سمرقند مین آیا۔ اور یہان آنکر خود مسلمان ہوا۔ اور اپنے ساتہیون کو مسلمان بنایا۔ اوسکو سلطان محمود نے مطیع کیا۔ اور ماوراء النہر مین اسکو بسایا محمود تک تو وہ کچہہ اوسکے مطیع رہے۔ مگر اور ملکون پر دست یازی کرتے رہے۔ اور محمود کے بعد جو اوسکے ملک مین خدر مچادیا۔ اس زمانہ مین اونکی روک تہام کی گئی اور مسعود کی سلطنت تک وہ فوج سمیت خراسان مین نہ آسکے۔

اگرچہ پہلے بہی ترکی غلام جیسے الپ تگین وغیرہ اپنے آقاؤن کے ملکون کو دباکر بادشاہ بن بیٹہے تہے۔ مگر کوئی جتہا اونکا نہا۔ سلجوقی ایک قوم کی قوم تہے جنے اپنی فتوحات عظیمہ کا اثر چنگیز خان اور امیر تیمور سے بہی زیادہ دکہادیا۔ یعنی آج روم کی سلطنت عظیم مین جو بادشاہ ترک ہی۔ وہ اسی قوم کی ذریات مین سے ہی۔

سنہ ۴۲۲ھ ۱۰۳۱ع مین سلطان مسعود بلخ سے غزنین مین آیا۔ اور صوبے کچ اور مکران کو مطیع کیا۔ اور وہان اپنا خطبہ پڑہوایا۔ اور سکہ چلایا۔ اور آیندہ تین سال مین مازندران اور گرکان کے صوبونکو مطیع کیا۔ وہ ابتک آتش پرستون پاس تہے۔ غرض زوال سلطنت سے پہلے ایران کی تمام سلطنت کیسوا صوبۂ فارس کے اپنا مطیع اور فرمان بردار بنالیا۔ سلطان جب ہرات مین پہونچا۔ تو رعایا نے ترکمان سلجوقیون کے ظلم اور ستم کی شکایت کی۔ عرض سنہ ۴۲۳ھ ۱۰۳۲ع مین التونتاش کو ایک بڑے لشکر کے ساتہہ روانہ کیا۔ تاکہ علی تگین کو سمرقند اور بخارا سے جنکو اوسنے لیا ہے نکال دے ان دونو لشکرون مین لڑائی ہوئی۔ التونتاش کے زخم شدید آیا۔ اسلئے جلد صلح اس بات پر ہوگئی۔ کہ بخارا تک قبضہ سلطان مسعود کا اور سمرقند تک سلجوقیون کا

دخل رہے۔ التونتاش دوسرے روز مرگیا۔ جب سلطان کو اسکی خبر ہوئی تو خوارزم
مین پسر التونتاش کو حاکم مقرر کیا۔ خواجہ ابن حسن میمندی جو سلطان محمود کا بھی وزیر
اعظم تہا۔ مگر کالنجر کے قلعہ مین قید تہا۔ اوسکو سلطان مسعود نے قید سے رہا کرکے اپنا
وزیر بنایا تہا۔ اوسکا انتقال سنہ ۴۲۴ھ ۱۰۳۲ء مین ہوگیا۔ اسی سال مین سلطان نے ہندوستان
کا قصد کیا۔ اور درہ کشمیر مین قلعہ سرستی پر حملہ کرکے اوسکو فتح کیا۔ پہلے صلح پر سلطان
راضی ہوگیا تہا۔ مگر جب اوسکو یہہ معلوم ہوا کہ اس قلعہ مین مسلمان تاجر قید ہین
اور اونکو ہندؤن نے بڑا ستایا ہے۔ تو اوسنے صلح نہ کی اور تمام مال مسلمانون کا
ہندؤن سے دلوایا۔ اور قلعہ مین سوا عورت اور بچون کے سب کو قتل کیا۔ اسی سال
مین ایک قحط عظیم پڑا۔ بڑی وبا پہیلی۔ جس سے ہزارون آدمی مرگئے۔ اسی سنہ
مین امیر احمد نیال تگین نے جو ہندوستان مین سلطان کی طرف سے سپہ سالار تہا۔
بنارس کو فتح کیا جسمین پہلے مسلمان کبہی نہین گئے تہے۔ مگر آئین اکبری مین لکہا ہے
کہ سلطان محمود دو دفعہ بنارس مین آیا۔ اور بہت کچہہ مال اسباب وہان سے ہاتہہ
لگا۔ جب امیر غزنین سے نیشاپور مین گیا۔ یہان کے لوگون نے پہر ترکمان سلجوقیون
کی تعدی اور ظلم کی شکایت کی۔ سلطان نے بکتغدی اور حسین بن علی میکائیل
کو سپاہ کے ساتہہ روانہ کیا۔ انجام اسکا یہہ ہوا۔ کہ لشکر سلطان کو شکست فاحش ہوئی
اس خبر کے سننے سے سلطان غمگین ہوا۔ اور سنہ ۴۲۶ھ ۱۰۳۴ء مین غزنین مین آیا۔ کہ خبر آئی
کہ امیر احمد نیال تگین نے ہندوستان مین بغاوت اختیار کی۔ اوسکی سرکوبی کے واسطے
ناہتہ کو کہ ہندو سردار تہا روانہ کیا۔ مگر اوسنے شکست کہائی۔ اور پہر تلک بن جی پال
کہ ہندو سپہ سالار تہا۔ بہیجا۔ اوسنے احمد نیال تگین کو شکست دی۔ اور اوسکا

سرکاٹ کر سلطان پاس بھجوادیا - سنہ ۱۰۳۵ء ۴۲۷ھ مین سلطان نے ایک محل تیار کیا تہا - اوسمین بڑا جشن ہوا - اور امیر احمد نیال تگین کے مارے جانے کی بڑی خوشی ہوئی - اور امیر مودود اپنے بیٹے کو سلطان نے بلخ کی حکومت عطا کی - اور لب ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا - قلعہ ہانسی اور قلعہ سونی پت کو فتح کیا - اور غزنین کو مراجعت کی - لاہور مین اپنے بیٹے ابوالمجد کو وہان کا حاکم مقرر کیا -

سلجوقیونکا سلطان مسعود سے لڑنا اور اوسکا مرنا

سنہ ۱۰۳۶ء ۴۲۱ھ مین سلجوقیون کے فساد مٹانے کے واسطے غزنین سے بلخ گیا - اب سارا زمانہ سلطان مسعود کا سلجوقیون کے ساتہہ لڑائی بہڑائی مین صرف ہوا - اگرچہ سلجوقیونکے ہاتہہ سے سلطان مسعود کے سردارون نے شکست فاش کہائین - مگر وہ زبان سے اقرار اپنی غلامی کا کرتے رہے - اور کہتے رہے کہ ہمارا چراخوار مقرر ہوجاے - ہم تا بعد ازین اس قوم نے ساری سلطنت کو ہلادیا - چغربیگ سلجوقی بلخ پر چڑہ گیا - طغرل بیگ غزنین پر آیا - اور تمام بادشاہ کے گہوڑے اور اونٹ لیگیا - غرض سارے ملک مین فساد مچادیا - سلطان مسعود لڑتے لڑتے حیران ہوگیا - غرض ایک جنگ عظیم دندانقان کے پاس طغرل بیگ سے ہوئی - اور سلطان کو ایسی شکست ہوئی کہ پہر دوبارہ لڑائی سنبہال نہ سکا - اور سنہ ۱۰۳۹ء ۴۳۲ھ مین مرو کو بہاگا - یہان کچہہ آدمی اوسکے ساتہہ ہوے - وہان سے غور کی راہ سے غزنین مین آیا - اب ایسا حال پتلا ہوگیا - کہ سلجوقیون کے مقابلہ مین وہ لشکر ہی نہ لاسکتا تہا - یہہ رنگ ڈہنگ دیکہہ کر ہندوستان مین آنے کا قصد کیا - اور سارے خزانہ محمودی کو اونٹون پر لاد کر لاہور لے چلا - مگر اب اوسکا رعب سیاست اور حکومت کچہہ نرہا تہا - ہوا بگڑ گئی تہی - سپاہ گستاخ اور بے قابو

ہوگئی تہی - جب کہ وہ اٹک سے پار اترا - تو خاص اوس فوج نے جو خزانہ کی محافظ تہی - خزانہ کے لوٹنے کا ارادہ کیا - ساری اس پریشانی کا نتیجہ یہہ تہا کہ تمام فوج باغی ہوگئی - اور سلطان مسعود کو تخت سے معزول کردیا - اور اوسکے اندہے بہائی محمد کو پہر تخت پر بٹہایا - انکہونکے معذور ہونے کے سبب سے وہ کاروبار سلطنت نہین کرسکتا تہا - اسلئے اوسکے بیٹے احمد کو سنہ ۴۳۱ھ مین تخت پر بٹہایا - یہہ احمد خبطی مشہور تہا - تخت پر بیٹہتے ہی پہلا کام یہہ کیا کہ اپنے چچا مسعود کو مار ڈالا - سلطان مسعود نے سلطنت نو برس نو مہینہ کی - باوجودیکہ اوسکی سلطنت مین بڑے بڑے شور اور فساد برپا رہے - مگر پہر بہی وہ علم اور فضل کی طرف متوجہ رہا - اور عالمون اور فاضلون کے صحبت میز اکثر بیٹہتا - اور اونکے ساتہہ نہایت دریادلی کے ساتہہ مسلوک ہوتا - اور بہت سی کتابین عمدہ عمدہ اوسکی زمانہ کی موجود ہین - ابوریحان خوارزمی کا قانون مسعودی علم ریاضی مین - اور قاضی ابو محمد ناصحی کی کتاب مسعودی فقہ مین موجود ہے - وہ صدقہ بہت دیا کرتا تہا - روضۃ الصفا مین لکہا ہے کہ رمضان کے مہینہ مین ایک دن مین آسی ایک لاکہہ درم تقسیم کردیے -

امیر مودود بن امیر مسعود

(۴۲) بعد سلطان مسعود کے مرنے کے خاندان غزنوی مین وہی فساد اور عناد اور لڑائی جہگڑے شروع ہوئے جیسے کہ اکثر ایشیائی خاندان تباہ اور غارت ہوتے ہین - اگر ایشیا کے کل خاندانونکی تاریخ پڑہین تو اون سب کا آغاز اور انجام ایک ہی طرح ہوا ہے - بسم اللہ حکومت اور سطوت اور شان و شوکت سے ہوئی - بعد اوسکے آپسمین لڑائی جہگڑے کہڑے ہوے - جسسے تنزل شروع ہوا - بعد ازین وہ خاندان نابود ہوگیا

سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے۔ اور صوبے بگڑنے شروع ہوئے۔ آج یہہ صوبہ چھن گیا۔ کل وہ نکل گیا جس شکست سے یہہ سلطنت مسعود کی تباہ ہوئی۔ اوسکی بدولت ہندوستان کو بڑے فائدے حاصل ہوئے۔ کیونکہ اس شکست سے پہلے اہل اسلام ہندوستان کے صوبون کو ذلیل اور خوار سمجھتے تھے۔ اور اونکی نظر مین کچھہ وقعت نر کہتے تھے۔ اب اونکو اونکی قدر معلوم ہوئی۔ اس زمانہ کے جو واقعات خاندان غزنوی کے ہین۔ وہ ایسے انقلابات سے بھرے ہوئے ہین۔ کہ اونکے پڑھنے سے دل افسردہ ہوتا ہے۔ اور کوئی پند و نصیحت اور عقل کی بات نہین نکلتی اور نہ وہ ہندوستان سے کچھہ تعلق رکھتے ہین۔ اسلئے ہم اونکو نہین لکھتے۔

جب امیر مسعود قتل ہوا۔ تو امیر محمد بہت رویا۔ اور جنہون نے مارا تھا۔ اونکو بہت لعنت ملامت کی۔ اور مودود ابن مسعود کو خط تعزیت کا لکھا۔ کہ فلان فلان شخص نے مسعود کو قتل کیا۔ اوسمین کسیکا اختیار نہ تھا۔ مودود نے جواب لکھا۔ کہ خدا آپ کی عمر زیادہ کرے۔ اور آپ کے دیوانہ فرزند احمد کو خدا عقل عطا کرے کہ وہ اس سے معاش چلا سکے۔ غرض جب باپ کے مرنے کی خبر مودود کو بلخ مین پہونچی۔ تو وہ مشرق کیطرف روانہ ہوا۔ اور اپنے مخالفونکو شکست فاحش دیکر قتل کیا۔ اب اوسکو اپنے بھائی مجدود کا بڑا اندیشہ تھا۔ وہ ہندوستان مین اب دریا سندہ سے لیکر ہانسی اور تھانیسر تک حکمرانی کرتا تھا۔ اور ایاز جیسا مدبر اوس پاس تھا۔ مودود نے لشکر لاہور کی طرف بھیجا۔ مجدود اوسوقت ہانسی مین دلی کی تسخیر کی فکر مین پڑا ہوا تھا۔ جب یہہ خبر پہونچی تو وہ لاہور مین آیا۔ مگر عید قربان کے دن جیمہ کے اندر مرا ہوا لوگون نے دیکھا سبب اوسکا کچھہ نہ معلوم ہوا۔ اسطرح ہندوستان مین جسقدر اوسکی حکومت تھی۔

وہ لڑائی جھگڑے بغیر امیر محمد کے ہاتھہ آئی - مودود کی سلطنت مین اگرچہ سلجوقیون کے واسطے کوئی روک ٹوک نتہی - مگر اونہون نے مشرق کی جانب توجہ نکی - اور اپنے ممالک مفتوحہ کو چار چھوٹے چھوٹے سلطنتون مین تقسیم کیا - اور طغرل بیگ کو چار نکا افسر بنایا - ابو علی کو ہرات اور سیستان اور غور کی حکومت ہاتھہ آئی - اور غزنین والونسے اوسکی بڑی مٹ بھیڑ رہی - طغرل بیگ سلجوقیون کی بڑی فوج لیکر ایران کی مغربی حصہ اور بغداد اور روم کی سلطنت پر چڑہائی کرنیکو روانہ ہوا - غرض اسطرح مودود اپنی سلطنت پر قائم رہا - اور ماوراء النہر کے حاکمون نے اوسکی اطاعت قبول کی - اور اوسنے جعفر بیگ سلجوقی کی بیٹی سے شادی بہی کرلی - یہہ طغرل بیگ کی پوتی تہی - پہر بہی اوسکو اندیشہ سلجوقیونکی طرف سے لگا ہوا تہا - غرض جب ۴۳۲ھ سنہ ۱۰۴۱ع مین مودود اپنی مغربی فتوحات مین مصروف تہا - تو دلی کے راجا نے اور راجاؤن کو اپنے ساتھہ لیا - اور تہانیسر اور ہانسی وغیرہ مین جو خاندان غزنویہ کیطرف سے حاکم مقرر تہے - اونسے یہہ قلعے چہین لئے - اور نگرکوٹ کیطرف متوجہ ہوا - اوسکو بہی چار مہینہ مین فتح کرلیا - اور وہان پہر اپنے بتونکو قائم کرکے دستور قدیم کے موافق پرستش شروع کی اور ایک ڈہکوسلا یہہ کہڑا - کہ ہندؤن سے کہا - رات کو نگرکوٹ کا بت خواب مین آیا اور اوسنے یہہ کہا کہ مین اب تک غزنین مین تہا - اوسکی ساری سلطنت اور دولت برباد کرکے پہر اپنے مقام پر آیا ہون - تاکہ تمکو فتحمند کرون - اس بات سے ہندو بڑے خوش ہوئے - اور اونکے حوصلے بڑہے - راتون رات بت تراشون سے ویسا ہی بت بنوا کر جیسا کہ پہلے تہا - اوسی جگہہ نصب کیا - صبح ہندؤن نے جو یہہ دیکہا - تو خواب کو سچا جانا - اور آپسمین ایک دوسرے کو مبارکباد دی - غرض یہہ فقرہ خوب

چلا - اور اوسنے ہندوؤن کو اوڑیان پڑہاکر اور اونکے دل بڑہاکر لاہور کو جا گہیرا - مگر مسلمانون کا یہہ آخری قلعہ اوسکی محصورین کی دلاوری سے بچا رہا - اونہون نے ہندوؤن کی اطاعت اس سبب سے کہ کئی دفعہ اونکو ہزیمت دی چکے نہ اختیار کی - اور وہ مسلمان جو اسمین لڑ رہے تہے متفق ہوئے - اور لشکر آراستہ کرکے ہندوؤن سے لڑنے آئے - اور اونکو بہگا دیا - مودود کو سلجوقیون کی لڑائی سے دم لینے کی فرصت نہوئی کہ وہ ہندوستان مین آتا - بیمار ہوکر ۴۴۹ سنہ ۱۰۵۹ع مین اوسنے وفات پائی اور نو برس سلطنت کئے

ابو جعفر مسعود

جب سلطان مودود نے اس دنیا سے انتقال کیا مسعود بن مودود کو کہ چار برس کا لڑکا تہا تخت سلطنت پر بعضے امیرون نے بٹہایا - ماشتگین حاجب اس سے راضی نہین ہوا - غرض یہہ طفل چار سال پانچ چہہ روز تخت پر بیٹہہ کر قتل ہوا اور اوسکا چچا سلطان ابو الحسن تخت پر بیٹہا -

ابو الحسن علی

۴۴۹ سنہ ۱۰۵۹ع مین ابو الحسن تخت پر بیٹہا - اور مودود کی بی بی سے جو جعفر بیگ سلجوقی کی بیٹی سے شادی کی - دو سال سلطنت کی تہی کہ اوسکا چچا عبد الرشید غزنین مین آیا اور اوسکو تخت سے اتار دیا - اور آپ بادشاہ بن بیٹہا -

سلطان عبد الرشید

سلطان عبد الرشید سلطان محمود کا بیٹا تہا - سلطان مودود نے اوسکو قید کیا تہا - سلطان مودود نے خود اوسکے واسطے وصیت کی تہی - غرض امرا نے اوسکو قید خانہ سے نکالکر تخت پر بٹہایا - اور سلطان ابو الحسن مفرور ہوگیا - اور سلطان

عبدالرشید تخت پر بیٹھا۔ پھر سلطان ابوالحسن کو گرفتار کر کے قید کیا۔ اور علی بن ربیع کو کہ ہندوستان مین متسلط تہا۔ سلطان نے حکمت سے اپنے پاس بلالیا۔ اور نوشتگین حاجب کو امیرالامرا ہندوستان کا کیا۔ اور لاہور بہیجا۔ اوسنے قلعہ نگرکوٹ کو کہ ہندوؤن نے دوبارہ لیا تہا۔ پانچ چہ روز کے اندر فتح کر لیا۔ طغرل حاجب کہ سلطان مودود کے زمانہ مین بڑے عروج پر تہا۔ اور اوسکی بہن کی شادی سلطان سے ہوئی تہی۔ اور سیستان مین بہیجا تہا۔ اوسنے طغرل سیستانی کو تسخیر کر لیا۔ اور ایک جمعیت جمع کر کے اس فکر مین ہوا کہ خود پادشاہ بنے۔ عبدالرشید اس بات کو سمجہہ گیا۔ اور غزنین مین متحصن ہوا۔ طغرل نے شہر کو لے لیا۔ اور عبدالرشید اور سلطان محمود کی اولاد مین سے نو اور آدمیونکو قتل کیا۔ اور مسعود کی بیٹی سے شادی کی۔ اس سبب سے طغرل کافر نعمت اوسکا لقب تہا۔ نوشتگین کو خط بڑی محبت اور تپاک سے لکہا۔ اور غزنین مین بلالیا۔ مگر نوشتگین نے اوسکا سخت جواب دیا۔ اور سلطان مسعود کی بیٹی اور امرار کو خط لکہے۔ کہ اس طغرل نمک حرام کا کام تمام کرین۔ غرض اونکو بہی غیرت آئی۔ اونہون نے اس نمک حرام کو اوسوقت کہ تخت پر جشن کر رہا تہا۔ قتل کیا۔ چالیس روز سلطنت کی۔ نوشتگین چند روز بعد غزنین مین آیا۔ اب امیر ناصرالدین سبکتگین کے اولاد کے جو آدمی تلاش کئے۔ وہ تین آدمی قید خانون سے لائے فرخ زاد۔ ابراہیم۔ اور شجاع۔ غرض قرعہ سلطنت کا فرخ زاد کے نام نکلا اوسیکو تخت پر بٹہایا۔ طغرل نمک حرام سے جسوقت پوچہا کہ تونے سلطنت کا کیون خیال کیا تہا۔ تو اوسنے کہا کہ جسوقت سلطان عبدالرشید نے مجہے سیستان بہیجا تہا۔ اور میرے ہاتہہ پر ہاتہہ رکہا۔ اوسکا ہاتہہ کانپتا تہا۔ اس سے مجہے یقین ہوگیا تہا۔ کہ یہہ شخص

پادشاہی کے لایق نہین ہے۔ اسلئے طمع ملک اور دولت کی دامنگیر ہوئی۔ اور وہ حاصل بھی ہوئی۔ مصر عہ سلطنت گرہمہ یکلحظہ مغتنم است۔ عبدالرشید کی سلطنت ایک سال سے کم ۱۰۵۱ھ سنہ ۴۴۳ سے ۱۰۵۲ھ سنہ ۴۴۴ تک رہی۔

سلطان فرخ زاد

جب فرخ زاد نے تاج شاہی سر پر رکھا۔ تو تمام سلطنت کا اہتمام نوشتگین گرجی کے سپرد ہوا۔ داود سلجوقی نے جب یہہ انقلاب خاندان غزنوی کا دیکھا تو وہ فوج لیکر غزنین پر چڑھ آیا۔ بہت سا کشت وخون ہوا۔ مگر غزنیونکو فتح حاصل ہوئی۔ پھر دوبارہ سلجوقی چڑھ آئے اور ایک سخت لڑائی ہوئی۔ اور ہزارون آدمی قتل ہوئے اس دفعہ بھی اہل غزنین کو فتح حاصل ہوئی۔ اور سلجوقیونکے بڑے بڑے سردار قید ہوئے مگر تیسری دفعہ الپ ارسلان جو لشکر لیکر آیا۔ تو غزنویونکو شکست ہوئی۔ جب یہہ حال ہوا تو فرخ زاد نے یہہ بڑی دانائی کی کہ سلجوقیونکے قیدیونکو خلعت دیکر رہا کردیا۔ جب سلجوقیون نے یہہ مروت اور انسانیت غزنویون کی دیکھی تو اونہون نے غزنویونکے قیدی چھوڑ دئے۔ چھ برس ۱۰۵۲ھ سنہ ۴۴۳ھ سے ۱۰۵۸ھ سنہ ۴۵۰ھ تک اونسے سلطنت کی اور پھر قولنج کے مرض مین مبتلا ہوکر انتقال کیا۔

سلطان ابراہیم

جب سلطان فرخ زاد مرگیا تو اوسکا بھائی سلطان ابراہیم تخت پر بیٹھا۔ یہہ پادشاہ بڑا عابد متقی زاہد تھا۔ باوجود ایام شباب کے سب ممنوعات شرعی سے دست کش تھا۔ نسخ خط مین بڑا خوشنویس تھا۔ ہر سال ایک قرآن شریف لکھتا۔ اور ایک سال مکہ مین بھیجتا۔ اور دوسرے سال مدینہ مین۔ اوسنے سلجوقیون سے صلح کرلی

اور بہت سے ناتے رشتے کرکے اون سب لڑائی جھگڑون کو ختم کیا۔ جو ہمیشہ رہا کرتی
تھے۔ سنہ ۸۰۱ھ مین یہہ پادشاہ ہندوستان مین آیا۔ اور قلعہ اجودہن جو اب پٹن کے نام
سے مشہور ہے۔ فتح کیا۔ ۴۷۲ھ اور جٹون کو صاف کرکے بہت سے
قلعہ اور درہ فتح کئے۔ ایک لاکھہ لونڈی غلام یہان سے لیگیا۔ اوسکے چھتیس ۳۶
بیٹے اور چالیس لڑکیان تہین۔ اپنی لڑکیون کی شادیان اکثر عالمون اور فاضلون
اور سیدون سے کین۔ اوسکو انشاپردازی کا بڑا شوق تہا۔ سنہ ۵۰۸ھ سے سنہ ۱۰۹۸ء
۴۸۱ھ تک یعنے اکتیس ۳۱ برس تک سلطنت کی۔

سلطان مسعود ثانی

سلطان مسعود ثانی بعد سلطان ابراہیم کے تخت پر بیٹہا۔ یہہ پادشاہ بڑا طنطنہ
کا تہا۔ اور وہ بڑا با اخلاق اور سخی اور نیک تہا۔ اور سلطان سنجر سلجوقی کی بہن مہد عراق
سے نکاح کیا۔ ہندوستان مین سپہ سالار طغاتگین مقرر ہوا۔ اس سپہ سالار نے
دریا گنگ سے عبور کیا۔ اور وہان پہونچا۔ جہان سوا رشکر محمود کے کوئی اور لشکر
اسلام سے نہین پہونچا تہا۔ بہت سی غنیمت اور مال لیکر لاہور مین آیا۔ اوسنے
ایک مجموعہ قوانین خود سوچ سمجہہ کر بنایا۔ اور سنہ ۹۹۸ء سے سنہ ۱۱۱۵ء تک ۱۶ برس
سلطنت کی اور سنہ ۵۰۸ھ ۴۹۲ھ ہجری مین اس دنیا سے انتقال کیا۔

سلطان ارسلان

جب کہ سلطان مسعود ثانی کا انتقال ہوا۔ تو اوسکا بیٹا ارسلان تخت پر بیٹہا
اور اوسنے سب بہائیون کو قید کیا۔ مگر ابراہیم شاہ اوسکے ہاتہہ سے نکل گیا۔ اور سلطان
سنجر پاس چلا گیا۔ اب وہ زمانہ تہا کہ سلجوقیون اور غزنویون مین آپسمین رشتہ داریان

ہوتی تہین - اور سلجوقیون کے بادشاہ سنجر کی ہمشیر مہد عراق خاندان غزنوی کے
تمام شاہزادونکی ماتہی - ارسلان نے ابراہیم کے باب مین اپنے ماموں سلطان
سنجر کو خط لکہے مگر اوسنے کچہہ اوپر التفات نہ کیا - اور ابراہیم کی امداد پر مستعد ہوا -
بعد ازین ارسلان نے بہت سے تحفہ تحائف دیکر اپنی ماکو سلطان سنجر پاس بہیجا -
مگر ما اپنے بچونکو قید خانہ مین کب دیکہہ سکتی تہی - وہ پہلی ہی جلی بہنی بیٹہی تہی
اوسنے وہان جاکر اپنے بہائی سے ایسی باتین لگائین کہ سلطان سنجر غزنین جانے
کو مستعد ہوا - اور بہرام شاہ کو تلوار کے زور سے تخت دلوایا - ارسلان کی سلطنت
سنہ ۱۱۱۴ع سے سنہ ۱۱۱۸ع تک رہی فقط
سنہ ۵۰۸ ہج سنہ ۵۱۲ ہج

بہرام شاہ

اب بہرام شاہ بادشاہ ہوا - وہ علم و فضل کو دوست رکہتا - عالمون فاضلون
کی صحبت مین بیٹہتا - اونکے کمال اور ہنر کی قدر کرتا - اس جوہر شناسی کا یہہ
نتیجہ تہا کہ عالمون نے بہت سی کتابین اوسکے نام پر تصنیف کین - حضرت شیخ نظامی
گنجوی اوسیکے عہد کے شاعر ہین - مثنوی مخزن الاسرار اسی بادشاہ کے نام پر
اونہون نے تصنیف کی ہے - کلیلہ دمنہ کا ترجمہ عربی سے فارسی مین اسی بادشاہ
کے نام پر ہوا ہے - اگرچہ یہہ بادشاہ کئی دفعہ ہندوستان مین آیا - اور وہان
قدم رکہا جہان پہلے کوئی مسلمان بادشاہ نہین آیا تہا - مگر سوا اس امر کے کوئی
کام تاریخ مین لکہنے کے قابل نہین ہے کہ محمد باہلیم نے جسکو ارسلان شاہ نے لاہور
مین سپہ سالار مقرر کیا تہا - بغاوت اختیار کی - بادشاہ نے بہان آکر
اوسکو شکست دی اور قید کیا - مگر پہر حالت اصلی پر بحال کر دیا - دوبارہ

اوس نے پھر بغاوت اختیار کی سپہ ملتان مین آنکر بادشاہ نے اوسکا کام تمام کیا۔
اس بادشاہ کی سلطنت ایک عرصہ دراز تک سرسبز رہی مگر آخری وقت مین وہ برا کام کیا
جسسے خاندان غزنوی کا چراغ گل ہوگیا۔ اور تمام سلطنت غزنین خاک مین مل گئی
تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ مودود بادشاہ کے عہد سے غور غزنین کی سلطنت
کا ایک صوبہ چلا آتا تہا۔ بہرام شاہ کے عہد مین قطب الدین محمد غوری سوری
غور مین سلطنت کرتا تہا۔ اور خود اوسکا داماد بہی تہا۔ ان دونو بادشاہون مین
کچھہ جہگڑا ہوا۔ بہرام نے قطب الدین کو غزنین مین بلایا۔ اور زہر دلوایا۔ یا قتل کرایا
غرض اپنے داماد کا کام تمام کیا۔ جب اس قتل کی خبر سیف الدین اوسکے بہائی کو
پہنچی۔ وہ فوراً انتقام لینے کے لئے غزنین پر چڑہا۔ بہرام مین طاقت اوسکے مقابلہ
کی نہ تہی۔ اسلئے غزنین سے بہاگ کر مشرق کے پہاڑون مین کرمان مین امان لی۔
سیف الدین غزنین مین حاکم ہوگیا۔ اور غزنین کے رہنے والون پر اوسنے اعتبار کیا
اور اپنے بہائی علاء الدین کو مع اور امرا اور سپاہ کے غور کو روانہ کردیا۔
باوجودیکہ سیف الدین نہایت نیک سلوک غزنین والون کے ساتہہ کرتا۔ اور غوریونکو
اتنی قدرت نہ دیتا کہ وہ کسی طرح کی اذیت اونکو پہنچا سکین۔ مگر غزنوی اوسسے
منافقانہ طور برتتے تہے۔ در پردہ سازش بہرام سے رکہتے تہے۔ اور سیف الدین
سے ظاہر مین ملے ہوئے تہے۔ جب موسم زمستان آیا۔ اور غور کی راہ برف سے
مسدود ہوئی۔ بہرام شاہ افغانون اور خلجیون اور بہت سی اقوام صحرانشینون کا
لشکر لیکر غزنین پر چڑہ آیا۔ دو فرسنگ اوسکا لشکر رہا ہوگا کہ سیف الدین نے
غزنین والون سے مشورہ پوچہا کہ مین بہرام شاہ سے لڑون۔ یا غور کو چلا جاؤن

- ان منافقین نے لڑائی کی صلاح دی - ابھی سامان حرب تیار نہ ہوا تھا کہ ہنستے ہنستے غزنویون نے سیف الدین کو بہرام شاہ کے حوالہ کیا - اب بہرام شاہ نے حکم دیا کہ منہ اوسکا کالا کرین اور ایک مریل بیل پر کہ چار قدم پھر وہ نمین چلتا تھا بیٹھائین - اور سارے شہر مین مشتہر کرین - اب سارے شہر کے لڑکے کیا اور بوڑھے اوسکے پیچھے تھے - اور گالیان دیتے تھے اور طرح طرح کی ہنسی کرتے تھے - غرض اس بے عزتی سے اوسکو مارا - اور سر کاٹ کر سلطان سنجر پاس بھیجدیا - اور اوسکے وزیر سید مجد الدین کو دار پر چڑھایا - یہہ کام بہرام کا اوسکے عادت کے خلاف تھا - اور انسانیت سے بھی بعید تھا جب یہہ خبر وحشت اثر علاء الدین کے کان مین پہنچی - اوسکے کلیجہ سے ایک دھوان اوٹھا اور جھٹ پٹ ایک لشکر جرار لیکر اپنے بھائی کا انتقام لینے کیواسطے غزنین پر چڑھ آیا - بہرام نے اوسکو کہلا بھیجا کہ کیون تیری کم بختی آئی ہے چلا جا نہین سارا خاندان غور کا معدوم ہو جائے گا - اوسکے جواب مین علاء الدین نے کہلا بھیجا کہ یہہ دستور تو بادشاہون کا ہے کہ ایک دوسرے ملک پر لشکر کشی کرتے ہین - اور نفوس نفیسہ انسانی کو قتل کرتے ہین - مگر نہ اس رسوائی کے ساتھہ جو تو نے کیا - اسکا انتقام منتقم حقیقی ضرور لے گا - اور مجھے تجھہ پر فتح اور ظفر دیگا - اس پیغام کو سنکر بہرام بظاہر تو کچھہ متغیر نہ ہوا - مگر باطن مین ضرور متاثر ہوا - دونو لشکرون مین لڑائی شروع ہوئی - تلوارون کی چمچماہٹ اور تیرون کی فشافش کی دھوم مچی - دولت شاہ بیٹا بہرام شاہ کا سپہ سالار اس لشکر کا تھا - جسوقت اس معرکہ جانستان مین اوسکی جان گئی - بہرام شاہ کا دل ٹوٹ گیا اور ہندوستان کی طرف بھاگا - علاء الدین نے غزنین کو فتح کر لیا **غوریونکی ہاتھون سے غزنین کا برباد ہونا** - اگرچہ بہرام اور غزنین والون کے ہاتھہ سے غوریون نے بہت سی مصائب اور

تکالیف اور تباہی نہین - اور اوسکے عوض مین جو کچھہ علاء الدین کرتا تھا تھوڑا تھا - مگر جو اوسنے غضب ڈہایا اور ظلم اور ستم برپا کیا اوسکے نام کو وہ دہبا لگاتا ہے - کہ قیامت تک نہ مٹے گا - اوسکے ظلمون کے واسطے ایک طومار چاہئے مگر مختصر یہہ ہے کہ شہر غزنین عروس البلاد ملک ایشیا کا جسکی برابر کوئی شہر اسوقت نتھا - اوسکو اس ظالم نے بعض کہتے ہین کہ تین دن تک اور بعض کہتے ہین کہ سات دن تک جلایا - اور باشندونکو قتل کیا - اور سارے شہر کو لٹوایا - جب کچھہ غیض و غضب کم ہوا تو پھر عوام کا قتل چھوڑ خواص پر ہاتھہ صاف کیا - سید مجد الدین وزیر سیف الدین کے انتقام قتل مین سادات غزنویہ کی ایک جماعت کے گلے مین توبرہ خاک کے بہرے ہوئے ڈالدئے - اور اونکو فیروزکوہ مین لایا - وہان اونکے خون سے توبرون کی خاک کا گارہ بنایا - اور اپنے ہانکی عمارت مین لگایا - علاء الدین نے جب یہہ سنا کہ عورتون نے بہی غزنین کی سیف الدین کے قتل پر شادیانے بجائے تہے اسلئے اونکو بہی قتل کیا - جو چیزین خاندان غزنین کی یاد دلاتین اونکو بہی برباد کیا - قبرین بہی اوکہیڑا کہیڑ کر پہینکدین - مردون کی ہڈیون مین آگ لگادی - سلطان محمود اور مسعود کی قبرونکو اونکی شجاعت کے سبب سے اور سلطان ابراہیم کی قبر کو اوسکے زہد اور تقوے کے سبب سے چہوڑ دیا - غرض شہر غزنین کو جلاکر خاک سیاہ کیا - اور خود جہان سوز کا لقب حاصل کیا - افسوس ہے کہ کم بخت بہرام ان سب مصیبتونکے دیکہنے کے لئے زندہ رہا - ہندوستان مین بہاگ کے آیا - سفر کی ماندگی اور آلام اور مصائب اور شکستہ دل کے مارے عین راہ مین مرگیا - سلطنت اوسکی سنہ ۱۱۸۶ء سے ۱۲۰۵ھ سنہ ۱۱۵۲ء یعنے کل ۳۵ برس رہی -

ہندوستان مین غزنین کی سلطنت کا منتقل ہونا

خسرو شاہ

جب سلطان بہرام مرگیا۔ تو اوسکا بیٹا خسرو شاہ معہ اہل و عیال کے لاہور کی طرف چلا گیا۔ یہان لوگون نے اوسکی نہایت تعظیم اور تکریم کی اور بڑی خوشی منائی۔ وہان سب کو اس بات سے خوشی تہی کہ ہمیشہ کے لئے اونکے شہر مین ایک سلطنت قائم ہوگئی۔ کئی دفعہ اس بادشاہ نے غزنین کے لینے کا ارادہ کیا مگر کامیاب نہ ہوا۔ آخر ۵۵۵ھ مین اس دنیا سے رحلت ہوا۔ سات سال تک خونان روائی کر گیا۔

خسرو ملک

جب خسرو شاہ کا انتقال ہوا۔ تو خسرو ملک اوسکا بیٹا لاہور کے تخت پر بیٹہا۔ سلطان ابراہیم اور سلطام بہرام شاہ کے زمانہ مین جسقدر حصہ ہندوستان کا مسلمانون کے قبضہ مین تہا۔ اوسپر اس بادشاہ نے اچہی طرح حکومت کی۔ مگر سلطان محمد غوری نے جو سلطان علاء الدین جہان سوز کا بہتیجا تہا۔ غزنین ہی پر بس نکی بلکہ ہندوستان کا عزم کیا۔ اوسکا مقابلہ خسرو ملک سے نہو سکا۔ غرض جو رہا سہا ملک تہا وہ بہی ستائیس سال قمری کے بعد اوسکے ہاتہہ سے نکل گیا۔ اور اوسی بادشاہ پر امیر سبکتگین کے خاندان کا خاتمہ ہوا۔ گویا یہہ ختم الملوک اس خاندان کا تہا۔ غزنین کی ساری سلطنت غوریون کے گہرانے مین آگئی فقط

فصل ۵

خاندان غوری کا بیان

غوریون کے حال مین اہل غور نے بہت غور کرکے یہہ امر تجویز کیا ہے کہ خاندان غور اور اونکی رعایا دونو افغان تہے۔ تاریخ فرشتہ مین اونکا حال یہہ لکہا ہے کہ جب فریدون

ضحاک پر غالب ہوا۔ تو ضحاک کے دو ذبیرہ سور اور سام فریدون کے خوف کے مارے نہاوند
مین چلے آئے۔ اور اس مقام کو مستحکم کیا۔ اور سور حاکم اپنے قبیلہ کا اور سام سپہ سالار بنا۔
سور کی دختر سام کے پسر شجاع سے بیاہی گئی۔ جب سام مرگیا۔ تو اوسکا بیٹا شجاع سپہ سالار ہوا
۔ اور چچا کی خدمت مین رہا۔ مگر لوگون نے چچا سے لگا بجھا کر دلون مین فرق ڈلوا دیا۔ اسپر
شجاع خفا ہوکر ایک رات کو مال اسباب و اہل و عیال کو لیکر کوہ غور مین چلا آیا۔ اور
یہان پہنچکر کہا کہ زوبندلش۔ اسلیئے اس مقام کا نام زوبندلش بھی ہے۔ یہان قلعہ
مستحکم بنایا۔ اور مدت تک سلطنت اس خاندان مین چلی گئی۔ اور نوبت شنسب پر پہنچی۔
وہ حضرت مرتضی علی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ اسلیئے طبقات ناصری مین اس خاندان کا نام شنسبانی
لکھا ہے۔ مگر ضحاک حقیقت مین کوئی ایران کا بادشاہ نتھا۔ فقط خیالی بادشاہ تھا۔ اسلیئے
سور اور سام اور اسکی اولاد کو غور اور افغانون سے کیا علاقہ ہوسکتا ہے۔ اوپر کی
بات پایہ اعتبار سے ساقط معلوم ہوتی ہے۔ اب آگے ایک اور قصہ سنیئے کہ اس خاندان مین
محمد بن سوری معاصر سلطان محمود غزنوی کا تھا۔ وہ بغاوت کے سبب سے سلطان کے ہاتھ مین
زندہ اسیر ہوا۔ اور حکومت غور کی اوسکے بیٹے ابو علی کو تفویض ہوئی۔ اسنے بھی اپنے
باپ کا طریقہ سرکشی کا اختیار کیا۔ تو بو عباس بو علی کے بھتیجے کو غور کی سلطنت سپرد ہوئی
سات برس تک اوسنے ظلم اور ستم کیا۔ بڑا قحط پڑا۔ آخر کار وہ بھی سلطان ابراہیم کے عہد
مین قید ہوا۔ محمد بن عباس اوسکا جانشین ہوا۔ اور سلطان غزنین کی اطاعت کرتا رہا۔
غرض ان سلاطین غوریہ کا خاتمہ قطب الدین حسن بن محمد بن عباس پر ہوگیا۔ اوسکی آنکھ مین
تیر لڑائی مین لگا۔ اور اس صدمہ سے مرگیا۔ اوسکا بیٹا سام سلاطین غزنویہ کی تسلط کے سبب سے
ہند مین بھاگ آیا۔ اور یہان تجارت کرنے لگا۔ آخر کو وطن کی محبت نے جوش کیا۔ اہل و عیال

غور کی جانب دریا کی راہ سے روانہ ہوا۔ باد مخالف سے کشتی غرق ہوئی۔ اور سب اہل کشتی غریق لجہ فنا ہوئے۔ مگر اعزالدین حسین بن سام بچ گیا۔ ایک کشتی کا تختہ اوسکو ہاتھ لگ گیا۔ ایک شیر بھی اس تختہ پر اوسکے ساتھ بیٹھ لیا مصرع خوش بسر آوارگی در کہ ہمراہی چنین باشد تین رات دن تک مصیبتیں اوٹھا کر کنارہ پہنچا۔ شیر نے اپنا رستہ لیا۔ اعزالدین ایک عذاب سے تو چھوٹا۔ ایک شہر مین پہنچا۔ رات کو ایک دکان پر سو گیا۔ کوتوال شہر نے اوسکو چور جانکر پکڑ لیا۔ قیدخانہ مین بھیجدیا۔ وہان اتفاقاً بادشاہ بیمار ہوا۔ اوسکے صدقہ مین جو قیدی چھوٹے اونمین سے یہہ بھی ایک تہا۔ اب اہ مین قراقون سے ملا۔ اونہون نے اسکو خوبصورت اور جوان دیکھکر زبردستی اپنا سردار بنایا۔ نصیبونکی کم بختی سے سلطان ابراہیم غزنوی کے آدمیون نے اس گروہ کو گرفتار کیا۔ سلطان نے سب کے گردن مارنے کا حکم دیا جسوقت جلاد نے پٹی حسین کی آنکھون پر باندہی۔ اوسنے فریاد اور واویلا کی۔ اور کہا کہ ای خدا بے خطا قتل ہوتا ہون۔ تیرے ہان ظلم نہین۔ پھر مین کیون بیگناہ مارا جاتا ہون۔ جلاد نے کہا کہ ساری عمر رہزنی کرتا رہا۔ اب تک نے تین بیگناہ کہتا ہے۔ حسین نے اپنی ساری سرگزشت سنائی۔ اسپر جلاد کو رحم آیا۔ ایک سردار کی معرفت یہہ ماجرا سلطان کے کان تک پہنچوایا۔ بادشاہ کو بھی رحم آیا۔ اوسکو بلوایا۔ بشرہ اور چہرہ اور مہرہ دیکھا۔ اور اوسپر عاطفت شاہانہ فرماکر مقربین مین داخل کیا۔ پھر امیر حاجب کا عہدہ عطا کیا۔ اور اپنی لڑکی کی شادی اوسکے ساتھہ کردی۔ اسطرح روز بروز جاہ و اعزاز اوسکا بڑہتا گیا۔ اور جب سلطان مسعود بن سلطان ابراہیم تخت سلطنت پر بیٹھا۔ تو حسین غور کا حاکم مقرر ہوا۔ اب یہان سے ایک سلسلہ سلاطین غوریہ کا شروع ہوا۔ اور آخر کو نوبت قطب الدین محمد پر پہونچی جسکا حال پہلے پڑہ آئے ہو۔ خلاصہ اس تمام داستان کا یہہ ہے کہ غور کی حکومت

کسی حرامزدہ آدمی نے سلاطین غزنویہ کی بدولت حاصل کی۔ اور یہہ آدمی یا تو اصل حقیقت
مین غوری تہا یا کسی غوری سردار کی اولاد کے رشتہ سے غوریون مین داخل ہوا۔ اور پہر اپنے حسب نسب کے
عیب چہپانے کو واسطے ایک داستان گڑہلی۔ غرض خاندان غور اور پٹہانون کی تحقیقات کیواسطے
ایک جدا کتاب چاہیئے۔ اسلئے اب اوسکو ختم کرتے ہین۔ طالب علمون کو یہہ بات یاد رکہنی چاہیئے
کہ غور کو غورستان بہی کہتے ہین اور وہ ایک پہاڑی ملک ہرات اور غزنین کے درمیان
واقع ہے۔ جب مسلمانون نے اس ملک پر چڑہائی کی تو سنہ ۹ ہ مین کچہہ غوری مسلمان ہوئے
۔ اور یہانکے باشندونکی زبان خراسانی تہی۔

سلطان محمود کے قبضہ مین ملک غور تہا جسکا ذکر ہوچکا ہے۔ کہ سلطان محمد بن سور اونکا
بادشاہ تہا۔ ان بادشاہ کے عہد سے تاریخ کا سلسلہ برابر چلا آتا ہے۔ خاندان غزنوی اور
غوری مین جو آپسمین عناد اور فساد تہا۔ اور سلطان علاء الدین نے اوسکا انتقام لیا
۔ اوسکا حال اوپر بیان ہوا۔ اب سلطان علاء الدین جہان سوز غزنین کو فتح کرکے فیروزکوہ
مین آیا اور عیش و نشاط مین مشغول ہوا۔ اوسکی طبیعت کا تقاضا یہی تہا

غزنین کو سلجوقیون کا فتح کرنا اور سلجوقیونکی بربادی

مگر یہہ عیش سلطان علاء الدین کو نصیب نہ ہوا۔ سلطان سنجر کو جو خراج ہمیشہ جایا کرتا تہا
۔ وہ نہ پہنچا۔ اسپر سلطان سنجر سے ایک معرکہ ہوا۔ اوسمین قید ہوا۔ اور سلطان سنجر نے
غور اور غزنین دونون کو فتح کرلیا۔ مگر تہوڑے دنون بعد سلطان علاء الدین کو
غور کی سلطنت دیدی۔ تہوڑی مدت گذری تہی کہ ۵۴۸ھ ۱۱۵۳ء مین یوز قوم ترک نے
سلطان سنجر کو شکست دی۔ اور گرفتار کیا۔ اسے سلجوقیون کا بہی زوال آگیا۔ ان
لڑائی جہگڑونکا بیان بہت طول طویل ہے اوسکو چہوڑ دیتے ہین۔ اور نہ اوسکو کچہہ تعلق

ملک ہند کی تاریخ سے ہے +

سلطان علاء الدین جہان سوز

جب غزنین کو تباہ کرکے سلطان علاء الدین غور مین آیا - تو اوسنے اپنے بھتیجون غیاث الدین محمدؒ اور معز الدین محمد کو سنجر مین حاکم مقرر کیا - ان دونون بھائیون کے مزاج مین سخاوت شجاعت بہت تہی - اسلئے اونکے بڑی نیک نامی ہوئی - اور ایک خلائق نے اونکی طرف رجوع کی - اس بات کو ایک اور پیرایہ مین علاء الدین سے لوگون نے بیان کیا - اسلئے سلطان کو بھتیجون کی طرف سے وہم پیدا ہوا - اور قلعہ جرجان مین اونکو قید کردیا - اور غالب سبب سکا یہہ تہا کہ اوسکو ان بھتیجون کی لیاقت سے یہہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اوسکا بیٹا سیف الدین غوری ثانی تخت پر نہ بیٹھہ سکیگا - غرض سلطان علاء الدین تو چار برس کچھہ دنون سلطنت کرکے ۵۵۶ھ ۱۱۶۰ء مین اس دنیا سے رخصت ہوئے +

سیف الدین غوری ثانی

جب سلطان علاء الدین جہان سوز اس جہان سے رخصت ہوا تو اوسکا بیٹا سیف الدین محمدؒ تخت پر بیٹھا - اوسنے اپنے چچیرے بھائیون غیاث الدین محمد اور معز الدین محمد کو جرجان کے قلعہ سے رہائی دی - اور اونکی حکومتون کو بحال کیا - یہہ اس بادشاہ کا نہایت عمدہ اور عدالت کا کام تہا - اس بادشاہ کو مذہب کا بڑا خیال تہا - غور مین ملاحدہ اور قرامطہ کا خوب قلع قمع کیا - ایک دن چاندماری پر تیر مار رہا تہا - اور اور امراء غور بہی اوسکی خدمت مین حاضر تہے - یہہ سالار درویش بن شیش کہ ابو العباس کا بہائی تہا موجود تہا - امراء غور مین رسم تہی کہ جس کسیکو خلعت دیتے تہا وسمین دستوانہ زرین جواہرات سے مرصع دیا کرتے - اس سبب سالار کے ہاتہہ پر دو دستوانہ مرصع تہے - کہ ملک ناصر الدین محمد نے

خلعت مین دئے تہے - اور یہہ دونو برادر سلطان سیف الدین کی بی بی کے
ہاتہہ کے تہے - اس بات پر اوسکو غیرت آئی - اوسی سردار سے کہا کہ تیر چاند مارسے
نکال لا - جب وہ سردار تیر نکالنے گیا - تو اوسکی پیٹہہ پر ایک تیر کمان کو تان کر لگایا
تیر چھاتی سے پار نکل گیا - اور وہ مرگیا - ابوالعباس اوسکا بہائی اپنے غصّے کو دبائے
ہوئے بیٹہا رہا - جب کہ سلطان سیف الدین غز کی لڑائیون مین مصروف تہا اوسنے
ایک نیزہ سلطان کے پہلو مین مارا - غرض سلطان اس صدمہ سے جان بر نہ ہوا - اور لشکر
غور کو بہی شکست ہوئی مصرف سیف الدین ایک برس بادشاہ رہا - پہر اوسکا چچا زاد
بہائی غیاث الدین تخت پر بیٹہا +

غیاث الدین غوری

۵۵۸ھ مین غیاث الدین تخت سلطنت پر بیٹہا - اوسنے اپنے حقیقی بہائی معزالدین محمد کو
کہ سلطان شہاب الدین کے نام سے مشہور ہے شریک کر لیا - اور سپہ سالار اپنا مقرر
کیا - اوسنے تمام امور سلطنت کا انتظام اس بہائی کو ایسا دیدیا کہ حقیقت مین یہی بادشاہ
معلوم ہوتا تہا - غرض ان دونون بہائیون مین عجب اتفاق تہا - ساری عمر اونہون نے
اپنی ایک دوسرے کی محبت مین صرف کی - ان دونون بہائیون کے مزاج مین اہلیت
بدرجہ کمال تہی - جب اونکے چچا فخرالدین حاکم بامیان نے سلطنت غور کا دعوی کیا
- اور چارون طرف سے لشکر لیکر ان سے لڑنے کو آیا - اور لڑائی مین شکست فاحش کہائی
- تو یہہ دونو بہائی گہوڑون سے اوتر پڑے - اور چچا کی رکاب پکڑنے کو دوڑے -
اور ایسے ادب سے پیش آئے کہ اوسکو شبہہ ہوا کہ یہہ میری ہنسی کرتے ہین - مگر
اونہون نے ایسی باتین کین کہ جسے یہہ شبہہ اوسکا رفع ہوگیا +

جب ان دونون بھائیون کی سلطنت مستحکم ہوگئی - تو اب انکو فکر ہوا کہ اور بیگانہ ملکون کو فتح کیجئے - سلجوقیون کو تباہ اور شکستہ دیکھکر خراسان کے مشرقی حصہ کو فتح کیا - اور ۵۷۳ھ ع مین غزنین کو کہ ترکون کے ہاتھہ مین بارہ برس سے تہا فتح کرلیا - اور اپنے چھوٹے بھائی ملک شہاب الدین کو یہان کا حاکم مقرر کیا - خود غیاث الدین کبھی ہرات مین کبھی غزنین مین کبھی فیروز کوہ مین رہتا - خاص ہرات مین اوسنے ایسی مسجد بنوائی کہ اوسکی شان اور شوکت کی تعریف اوس زمانہ مین بھی ہوئی اور زمانہ مابعد مین بھی بدستور چلی گئی -

سلطان شہاب الدین غوری معروف سلطان محمد غوری

یہہ سلطان شہاب الدین مدت سے ہندوستان پر فریفتہ تہا - یہی بادشاہ وہ ہے جسنے اہل اسلام کی سلطنت بنیاد اوس استحکام کے ساتھہ قائم کی کہ انگریزون کی عملداری تک اوسمین کچھہ خلل نہ پڑا - دو برس تک سلطان محمد غوری غزنین کے بندوبست مین مصروف رہا - پھر ۵۷۵ھ ع مین ملتان کو فتح کیا - قرامطہ نے اس ملک مین بڑا فساد کر رکھا تہا - اوس سب کو مٹایا - پھر ۵۷۷ھ ع مین اوسنے اچ کو فتح کیا - یہہ مقام وہان ہے جہان پنجاب کے دریا اٹک مین جاکر ملتے ہین - اچ کا راجہ ایک قلعہ مین متحصن تہا - جب یہہ قلعہ یون مفتوح نہ ہوا تو سلطان نے راجہ کی رانی سے سازش کرکے اوسکو فتح کرلیا - رانی نے راجہ کو مار ڈالا - اور بیٹی سمیت راجہ کی پاس چلی آئی - اور اس لڑکی کا نکاح سلطان سے ہوا - مگر یہہ دونو بیٹیان جلد پیسے مر گئین - اب سلطان نے ملتان کو علی کرماج کے سپرد کیا - اور آپ غزنین کو روانہ ہوا +

خاندان غزنین کا پنجاب سے خارج ہونا

دو برس بعد ۵۷۸ھ ۱۱۸۲ء مین اچ اور ملتان مین سلطان آیا - اور ملتان کی راہ سے گجرات پر حملہ کیا - مگر یہان کے راجہ بھیم دیو نے مقابلہ کیا اور مسلمانون کو شکست دی - اور ہزارون کو قتل کیا - غزنین کی مراجعت مین وہی تکالیف محمود غوری کو پیش آئین جو محمود غزنوی کو آئین - پھر سلطان ۵۷۱ھ ۱۱۷۵ء مین پیشاور مین گیا - اس شہر کا نام کتب قدیمہ مین بکرام اور فرسور اور پرشور لکھا ہے - اس ملک کو تسخیر کیا - دوسرے سال ۵۷۲ھ ۱۱۷۶ء مین لاہور مین آیا - یہان خسرو ملک کے سلطنت مین دلیکی راجہ اور افغانون کی مخالفت سے استقلال نہ تہا - وہ سلطان سے میدان مین مقابلہ نکر سکا - ایک قلعہ مین متحصن ہوا - سلطان نے نواح لاہور کو تاراج کیا - اور راوی اور چناب کے درمیان ایک قلعہ بنوایا - حسین خرمیل کو قلعہ دار مقرر کیا - ملک خسرو نے فرصت پاکر گکہرون کی قوم سے اتفاق کیا - اور اس قلعہ کا محاصرہ شروع کیا - مگر فتح نہوا - اس بات پر محمد غوری آشفتہ ہوا - ایک لشکر جرار کے ساتہہ لاہور پر دوبارہ چڑہا - اور خسرو ملک پھر قلعہ مین متحصن ہوا سلطان شہاب الدین اوسکو زور قوت سے نہ فتح کر سکا - تو یہہ داؤن کہیلا کہ خبر اوڑادی کہ ایک ضرورت کے سبب سے مغرب کی طرف سلطانی فوج جاتی ہے - اور ظاہر مین خراسان جانے کی تیاریان کین - اور ملک خسرو سے آشتی چاہی - اور اوسکے بیٹے کو جو اول مین تہا چہوڑ دیا - جب سلطان خسرو نے یہہ باتین دیکہین - تو وہ چڑہی سواری اپنے بیٹے سے ملنے کو روانہ ہوا - یہان سلطان محمد غوری نے یہہ کام کیا کہ عمدہ عمدہ سوار اپنی فوج کے لیکر اپسی راہ چلا کہ وہان آمد و رفت آدمیون کی نہ تہی - اور آناً فاناً گہنڈ دار الخلافہ اور سلطان خسرو کی راہ کے درمیان آپڑا - اور خسرو ملک کو گرفتار کر لیا

۱۱۸۶ سنہ ۵۸۲ مین لاہور پر قابض ہوا - اور علی کرماج حاکم ملتان کو نہان کا حاکم مقرر کیا - اور خود غزنین خسرو ملک کو لیکر چلا گیا - دوسرے برس خسرو اور اوسکے سب خاندان کو سلطان غیاث الدین پاس بھجوا دیا - اس سلطان نے اون کو قلعہ جرجستان مین محبوس کیا - اور حادثہ خوارزم شاہ مین اون سب کو قتل کیا - اسطرح خاندان امیر سبکتگین کا ختم ہوا - دستور کے موافق اس خاندان کا ستارہ اقبال بھی دو سو سال مین اپنا دورہ پورا کرکے ایسا غروب ہوا کہ پھر طلوع نہ ہوا -

سلطان شہاب الدین کی لڑائیان ہندونکے ساتھہ

جب کہ خاندان غزنین کا چراغ گل ہوگیا تو پھر شہاب الدین کا مخالف کوئی اہل اسلام مین باقی نہ رہا - اور جب شہاب الدین سلجوقیون اور تاتاری قومون اور اور جنگجو قومون سے لڑنے بھڑنے کا مشاق ہو تو اسکے سامنے ان ہندون کی ظاہرا کچھہ اصل نہ تہی - یہہ بیچارے طبیعت کے نرم اور لڑائی جھگڑون سے کوسون بھاگنے والے - چھوٹی چھوٹی ریاستون مین بکھرے پڑے ہوئے اوسکی تاکو کیا سنبھالتے - مگر باوصف اسکے کوئی ریاست ہندون کے بغیر سخت لڑائی کی فتح نہ ہوی - اور بعض ریاستین مسلمانون کی آخری عملداری تک کبھی اونکی پوری پوری مطیع نہ ہوئین - صرف اسکا باعث یہہ تہا کہ ہندون مین ایک قدیمی قوم راجپوتون کی ایسے تہی کہ سپاہی ماکے پیٹ سے ہوتی تہی - اور ہر گروہ اونکا ایک موروثی سردار رکہتا تہا - ان سردارون کو جو راجہ سے تعلق تہا وہ سپاہی راجپوتون کو ان سردارون سے علاقہ ہوتا تہا - غرض یہہ باہمی تعلقات ایسے ہوتے تہے کہ باہم وفاداری اور اتفاق اونکو لازم تہا - جاگیرونکا انتظام نہایت عمدہ تہا - غرض ان سب باتون سے

راجپوتون کے دلون مین عالی نسبی اور بلند ہمتی اور بلاوری اور مردانگی کے خیالات بڑے زور شور سے پیدا ہو گئے تہے - اور بہاٹ اونکی ترنگون کو اپنے کرکون سے اور رنگ دیتے تہے - غرض اگر یہہ سیاہ پیشہ فریق ہندوستان مین نہ ہوتا تو شہاب الدین بغیر ہاتہہ پیر ہلائے ہندوستان کو لے لیتا - افسوس ہے کہ اس قوم مین سستی اور کاہلی روز بروز بڑہتی گئی - یہانتک کہ اگر آج کل کے راجپوتون اور شہاب الدین کے زمانہ کے راجپوتون کا مقابلہ کرین تو اونمین وہ مشابہت پائی جائیگی جو شہاب الدین کے زمانہ کے راجپوتون کو مہابہارت کی زمانہ کی راجپوتون کے ساتہہ مشابہت ہے - غرض اونمین پست حوصلگی اور سست ہمتی بڑہتی چلی گئی +

راجپوتون کے مختلف فریقون مین تقسیم ہونیکا ایک اثر یہہ بہی تہا کہ جب غنیم کے زور اور دباؤ سے اپنے مقام اور مکان کو چہوڑتے تو جہان بستے وہان غول کے غول بستے اور ئی اراضات کو اوسی نسبت سے تقسیم کرتے جسطرح اونمین پہلے زمین تقسیم تہی - غرض اس تغیر مکانی سے اونکے باہمی تعلقات مین کچہہ تغیر و تبدل ہوتا - اب اسوقت شہاب الدین کے عہد دولت مین راجپوتون کے چار بڑی سلطنتین تہین - ایک اجمیر جسمین چوہاتون کی سلطنت تہی اور اونکا راجہ پرتہی راج تہا - اسی کا نام رائے پتہورا مشہور ہے - یہہ راجہ بڑا جوانمرد اور شجاع ہندو راجاؤن مین گذرا ہے - چند بہاٹ نے جو اس راجہ کا حال لکہا ہے وہ زبان زد خلائق ہے

دوم دلی مین تومر راجپوتون کی عملداری تہی - یہان کا راجہ انگ پال تہا - پرتہی راج اوسکا نواسا تہا - جب انگ پال لاولد رہا - تو اونہنے اپنے نواسے پرتہی راج کو تبنی کر لیا - اسطرح دلی اور اجمیر کا ایک راج ہو گیا - اور پرتہی راج اوسمین راج کرنے لگا

سوم قنوج مین راٹھور رجپوتونکا راج تھا - وہانکا راجہ جے چند تھا - یہہ وہی نواسہ راجہ اننگ پال کا تھا جب وسنے اپنے خالہ زاد بھائی پرتھی راج کو دیکھا کہ راجہ اننگ پال نے اوسکو متبنیٰ کرلیا - اور دلی اور اجمیر کے راج ملکر ایک بڑا راج اوسکے قبضہ مین ہوگیا - تو اوسکو یہہ نہایت ناگوار گذرا - اور اسواسطے راجہ جے چند اور اپنے لڑکی کے سوئمبر مین پرتھی راج کو جے چند نے نہ بلایا - بلکہ اوسکے سونے کی مورت بناکر دربان کی جگہہ کھڑی کردی - پرتھی راج کو جب اسکی خبر ہوئی تو وہ آگ بگولا ہوا - اور آندھی اور بھونچال کی طرح یکبارگی اپنی چیدہ چیدہ فوج اور سردار لیکر قنوج پر آپہنچا - اور راجہ جے چند کی لڑکی کو زبردستی چھین کرلے گیا - غرض ان دونو خالازاد بھائیون کی لڑائیون مین پرتھی راج کے بڑی بڑے عمدہ سپاہی اور سردار کام آئے - ایک سو آٹھہ سردارون مین سے چوراسٹھہ سردار مارے گئے - غرض یہہ ہندؤن کا آپس کا فساد عناد مسلمانون کے حق مین اچھا ہوا -

شہاب الدین کا شکست پانا ہندؤن سے

سنہ ۱۱۹۱ء مین ہندوستان کے سلطان شہاب الدین نے غزنیت کی - قلعہ بھٹنڈہ کو کہ اوس زمانہ مین اجگان عظیم الشان کا دارالقرار تھا - راجہ اجمیر کی آدمیون سے چھین لیا - اور وہان ملک ضیاء الدین تولکی کو حاکم مقرر کرکے ارادہ مراجعت کا تھا کہ اتنے مین خبر پہنچی کہ راجہ پتھورا اور اوسکا بھائی کہانڈے راے ایک لشکر کا لشکر بھٹنڈی کے چھٹانیکے لئے لیکر طوفان کی طرح چلا آتا ہے - اور اوسکے ساتھہ بہت سے راجہ ہین - غرض یہان بھی لشکر تیار ہوکر دلی کی طرف روانہ ہوا -

دونو لشکرون کا آمنا سامنا تلاوڑی کے میدان مین ہوا - یہہ میدان تہانیسر اور کرنال کے درمیان واقع ہے - اور اوسمین بڑے بڑے معرکے ہوئے ہین - مسلمانون نے اسطرح لڑائی شروع کی کہ اونہون نے اپنے سوارون کے غول بنائے - اور دہاوے پر دہاوا کرتے - اور سوار تیرون کا مینہہ برساتے ہوئے آگے بڑہتے یا پیچہے ہٹتے - غرض جیسا موقع ہوتا ویسا کرتے - مسلمان جب ہندؤن کے قلب لشکر مین مصروف تہے اوسوقت ہندؤن نے مسلمانون کا میمنہ میسرہ توڑ دیا - شہاب الدین اوسوقت خود صف قلب مین تہا - جب اوسکو یہہ خبر پہنچی کہ دائین بائین فوج کے پیر اوکہڑ گئے - تو وہ بیچ مین جا رہا - پہر ہندؤن نے چارو نظرف سے اوسی گہیرا غہ مین کر لیا - ایسے وقت مین بہی وہ بہادر مردی سے لڑتا رہا - اور قدم بڑہا بڑہا کر تلوار کے ہاتہہ چلاتا رہا - کہانڈے رائے سپہ سالار ہنود اور پرتہی راج کی آنکہہ شہاب الدین پر جا پڑی - وہ ہاتہی پیل کر اوسکی طرف لایا - شہاب الدین نے ایک نیزہ کا ہاتہہ اوسکے مارا اور زخمی کیا - مگر اوسنے بہی ایک تلوار کا زخم ایسا دیا کہ سلطان قریب تہا کہ گہوڑے سے نیچے گرے - مگر ایک خلجی غلام لپک کر پیچہے گہوڑے پر سلطان کے جا بیٹہا - اور گرنے سے سنبہال لیا - اور جنگ کے میدان سے امن کی جگہہ لے آیا - غرض مسلمانون کو شکست ہوئی - اور اونکے گہوڑون کی باگین مڑ گئین - چالیس میل تک مسلمانون کا تعاقب ہندؤن نے کیا - مسلمانون نے لاہور مین آکر ارام لیا - راجہ پتہورا نے بہٹنڈہ کا محاصرہ کیا - اور سوا برس کے بعد صلح کر کے اوسے لے لیا - اب مسلمانون کے بہاگے بہگے سپاہی اور ٹوٹا پہوٹا لشکر لاہور مین جمع ہوا - شہاب الدین یہان کا بندوبست کر کے غور مین اپنے بہائی سے ملا

شہاب الدین نے افغانون سے کچھہ نہ کہا - مگر امرا غور اور خلیج اور خراسان پر
نہایت عتاب کیا - اور توبرون مین جو بہر کر اونپر چڑہ ہوا دئے - اور بازارون مین
چھوڑ دیا - اور حکم دیدیا کہ جو یہہ جو نہ کہائے - اوسکا سر اوڑایا جائے - جنکو اپنی
زندگی عزیز تہی - اونہون نے یہہ جو کہائے - اب سلطان شہاب الدین بہائی
سے رخصت ہوکر غزنین مین آیا - اور ظاہر مین تو عیش اور آرام تہا کہ جسنے لوگون کو
معلوم ہو کہ اوسکو شکست کی مصیبت اور دقت یاد نرہی - مگر حقیقت مین دن کا
کہانا اور رات کی نیند اوپر حرام تہی - شب و روز لشکر کے جمع کرنے کی دہن مین
لگا رہتا - آخر کو ایک لشکر زرق برق جمع کیا - اونمین ترک اور تاجیک اور افغان
سب داخل تہے - سر بر خود جواہرات سے مرصع رکہے ہوئے اور جوشن چاندی
سونے کے بدن پر پہنے ہوئے تہے - یہہ سب سامان اندر ہی اندر کرکے کوچ کرنیکا
حکم دیدیا - اور آٹہوین دن خود سوار ہوا - اس لشکر کشی مین عمائد سلطنت سے
کچھہ مشورہ نہ لیا تہا - اسلئے کسیکو معلوم نہتا کہ ارادہ کدہر کا ہے - جب لشکر
پیشاور مین پہنچا تو ایک پیر مرد غور نے بے تکلف ہو کر عرض کی کہ
اس مہم کا سامان تو ایک جنگ عظیم کا معلوم ہوتا ہے - مگر یہہ نہین کہلتا کہ غرم
کدہر کا ہے - اوسوقت سلطان نے ایک آہ سرد کہینچے اور کہا کہ اے پیر مرد تو یقین جان
کہ جسوقت سے مین نے ہندو راجاؤن سے شکست کہائی ہے - حرم سرا مین بستر پر
نہین سویا - قبا کے بند کہول کے دکہائے کہ اوس دن سے آج تک کپڑے نہین بدلے
خلیج اور غور اور خراسان کے امیرونکا منہ آج تک نہین دیکہا - کہ وہ نمک حرام مجہے
اکیلا لڑائی مین چہوڑ کر چلے آئے - اوس پیر مرد نے دعا خیر دی اور کہا کہ انشاء اللہ تعالی

اب کی دفعہ فتح ہوگی - اب مصلحت وقت یہی ہے کہ ان امیرون کا قصور معاف فرمائین - اونکو روبرو بلائین اور عزت اور برابر بخشین - تاکہ وہ جان لڑا کر لڑین - اور اپنی پہلی بدنامی کے دھبے کو مٹائین - یہہ تقریر سلطان کو پسند آئی ملتان مین آکر دربار کیا - اور سب امیرون اور سردارون کو بلایا - اور کہا کہ اے مسلمانو سال گذشتہ مین جو داغ دامن اسلام پر لگا - وہ سب پر روشن ہے - اوسکا تدارک ہر مسلمان پر واجب اور فرض ہے - سب نے تلوارون پر ہاتھہ رکھہ کر سر جھکادئے - غرض وہان سے لاہور مین آیا - اور قوام الملک کن الدین حمزہ کو کہ تدبیر اور تقریر مین بے مثل تہا - ایلچی بناکر اور نامہ دیکر اجمیر مین رائے پتھورا کے پاس روانہ کیا مضمون نامہ کا یہہ تہا کہ اسلام کی اطاعت قبول کرو - راجہ یہہ بات سنکر نہایت غیض و غضب مین آیا - اور اوسکا ایک سخت جواب لکہا - اور راجگان ہندوستان کو جمع کیا - بہت سے راجہ اوسکی پہلی فتح یابی کو دیکہکر شریک حال ہوئے -

ہندون سے دوبارہ شہاب الدین کا لڑنا اور کامل فتح پانا

غرض یہہ دونو لشکر دریاے سرسوتی کے دہرا دہرآن کر پڑے - پرتہی راج نے اول خط اس مضمون کا بڑے غرور اور تکبر سے شہاب الدین کو لکہا - کہ سپاہ دار اسلام کو ہمارے لشکر کی عدت اور حدت پر اطلاع ہوگی - سوا اسکے اور راجاؤن کے لشکر برابر چلے آتے ہین - اگر تجھکو اپنے اوپر رحم نہین آتا - تو اس بیچاری سپاہ کے حال پر رحم کر جو تیرے ہمراہ آئی ہے - اپنے آپسے پشیمان ہو - اور اولٹے پاؤن چلا جا - ہم کو دیبی دیوتاؤن کی قسم ہے جو تیرا تعاقب کرین یا کچھہ اذیت پہنچائین - اور نہین کل کا دن ہے اور یہہ فیلان صف شکن اور لشکر بے شمار ہے - اور تیرا لشکر

اوسمین کسے کو جیتا نہ جانے دین گے - شہاب الدین نے اس خط کو پڑھا - بہت تحمل اور
بردباری سے جواب لکھا - کہ راجہ کا یہہ نیک صلاح دینا ہم پر شفقت ہے - مگر سب یہہ
بات روشن ہے کہ اپنے بڑے بھائی کا تابعدار ہون اوسکے حکم سے اس مہم کا بوجھہ
سر پر رکھا ہے - جب تک وہان سے کچھہ حکم نہ آئے مجھے اس معاملہ مین اختیار نہین -
اتنی مہلت ہو کہ جواب وہان سے آجائے - اوسوقت صلح اس بات پر ہو جائے گی
کہ پنجاب اور سرہند اور ملتان ہمارے پاس رہے - باقی کل ہندوستان تمہارے پاس
رہے - جب راجہ پاس یہہ ضعیف جواب گیا - تو سارے لشکر مین خوشی فتح کی سی
ہوئی - اور سب خواب غفلت مین آرام کرنے لگے - اور اپنی جمعیت کے بھروسہ پر لشکر
سلطانی کے قریب آپڑے - اندھیری رات مین سلطان دریا کے پار اوتر گیا - یہان
راجہ کی سپاہ مین ابھی لوگ پڑے سوتے ہی تھے - کہ لشکر سلطانی کی خبر نہ تھی کہ انکے
سر پر چڑھ آیا - اور بے طرح اوپر ٹوٹ پڑا - اور سارے لشکر مین ہل چل ڈالدی -
بارے راجہ کو اتنی فرصت ملی کہ ہوش حواس درست کرکے ایک فوج کو تیار کرکے سامنے
لایا - اتنے مین باقی ساقی فوج کے انبوہ کثیر کو سمیٹ سمٹا میدان مین لاجما یا شہاب الدین
نے اپنے لشکر کے چار حصے کئے - اور چار سپہ سالارون کے سپرد کردی - اور حکم دیدیا
کہ باری باری سے جائین - اور اس لشکر کثیر کے مقابل مین جان لڑائین - راجپوت
بہادر بھی اس میدان مین دائین بائین سے درست ہو کر اس خوبصورتی اور بندوبست
سے لڑے کہ مسلمانون کے جی چھوٹ گئے - اب الحرب خدیعۃ پر عمل کرکے شہاب الدین
شکست کی صورت بناکر پیچھے ہٹا - حریف نے پیچھا کیا - جب جمعیت اونکی بے انتظام ہوئی
تو دوسرا غول تازہ دم لڑائی کے لئے سامنے ہوا - مگر اسے بھی کام نہ نکلا ——

جب ٹہیکا - دوپہر ہوئی - تو رائے پرتھی راج ایک سو پچاس اجہ اور مہاراجہ کو لیکر
ایک درخت کے سایہ مین آیا - ان سب نے تلوارون کے قبضون پر ہاتھہ رکھہ قسمین شدید کہائین
اور ایک ایک پیالہ شربت کا پیا - پان کے بیڑے چبائے - تلسی کی تتی زبانپر دہری
کیسر کے ٹیکے ماتھے پر دئے - اوہر شہاب الدین نے سہ پہر کو اپنے بارہ ہزار سوار خاص
جنکے سرون پر فولادی خود جواہرات سے مرصع رکھے - اور شمشیرہا برہنہ
ہاتھون مین لئے ہوئے - اور گھوڑون کے کانون پر سنان جانتین دہرے ہوئے
ساتھہ لئے - اور خدا پر بالکل توکل کرکے ہندؤن پر دہاوا کیا - اور سارے لشکر کو
ملا مارا - اور ہل چلا دی - یہہ سپاہ اسطرح ٹوٹ پہوٹ گئی - جیسے کوئی بہارتی
عمارت اپنے بوجہہ سے آپ ہی گر پڑی - غرض یہہ سپاہ اپنے زور مین آپ ہی غارت
ہوئی - کہانڈے رائے نائب السلطنت وہین اور بڑے بڑے سردار مارے گئے -
راجہ پرتھی راج بہی گرفتار ہوا - بری گت سے مارا گیا +

دلی اور اجمیر کی فتح کا بیان

اب یہان سے شہاب الدین اجمیر کو گیا - اور اوسکو فتح کر لیا - اور کئی ہزار ہندے
جو اوسے مقابل ہوئے تہے تہ تیغ کئے اور اون کے بچون کچون کو لونڈی غلام بنایا
- اجمیر کی سلطنت پرتھی راج کے بیٹے یا کسی اور رشتہ دار کو دیدی - اور اوسے یہہ اقرار
ٹہرا لیا کہ محصول سالیانہ ادا کیا کرے - پہر دہلی مین آیا - یہان کا راجہ بیجوڑہ
نیاز پیش آیا - دہلی سے سلطان نے کوچ کیا - اور قطب الدین ایبک کو کہ اوسکا برگزیدہ
غلامون مین سے تہا - قصبہ کہرام مین کہ دلی سے ستر کوس ہے نائب اپنا ہندوستان
مین مقرر کیا - اور خود غزنین کو روانہ ہوا - قطب الدین ایبک ایسا لائق اور قابل تہا کہ

اوسنے دلی کے اون اضلاع کو جو گنگا جمنا کے درمیان واقع تہے۔ پرتہی راج کے سب رشتہ داروں سے چہین لیا۔ میرٹھ اور کوئل ورولی ان سب کو فتح کرکے دلی کو اپنا دارالسلطنت بنایا۔ اور اسلام کی حکومت کے تمام آئین اور دستور جاری کئے +

قنوج کی فتح کا بیان

دوسرے برس شہاب الدین ہندوستان مین آیا۔ اور ۱۱۹۴ھ ۵۹۱ھ مین جنگ عظیم راجہ قنوج سے لڑا۔ قنوج کا راجہ جے چند تہا۔ جسکی لڑائی پرتہی راج سے ہورہی تہی۔ اوس کا بیان پہلے ہوچکا ہے۔ آپس کی پھوٹ کا پہل یہی ہوتا ہے۔ کہ دونون غارت ہون۔ جب پرتہی راج نہ بچا تو راجہ جے چند کیونکر بچتا۔ اس راجہ کو اٹاوہ کی جانب شمال مین چندوارہ کے اندر شہاب الدین نے بڑی شکست فاحش دی۔ راجہ کی آنکھہ مین تیر قطب الدین ایبک کے ہاتھہ سے لگا۔ وہ ہاتھی سے نیچے گرا۔ اور پھر اوسکا حال کسیکو نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوا۔ مگر لاش اوسکی اس نشان سے پہچانی گئی کہ اوسکے دانت سونے کے تارون سے بندہے ہوئے تہے۔ اوسکے خاندان کے راٹھور ون نے انتربید کی سکونت کو چھوڑ دیا۔ اور مارواڑ مین جا بسے۔ اس فتح سے مسلمانون کا قبضہ قنوج اور بنارس پر ہوگیا۔ اور بنگالے کا دروازہ مسلمانون کے لئے کہل گیا۔ اب سلطان شہاب الدین بنارس مین آیا۔ اور یہان ایک ہزار بتخانے توڑے۔ اور بہت کچھہ غنیمت ہاتھہ آئی غرض یہہ فتح بڑی شان و شوکت کی تہی۔ اوسمین دولت اور بہت بڑے بڑے شہر اہل اسلام کے ہاتھہ آئے۔ اب شہاب الدین غزنین کو واپس گیا۔ اور قطب الدین کو بدستور یہان اپنا نائب مقرر کیا۔ اجمیر کا راجہ جو شہاب الدین نے مقرر کیا تہا اوسکے ہاتھہ سے اجمیر کو پرتہی راج نے کہ پرتہی راج کے عزیزون مین سے تہا چہین لیا۔ قطب الدین ایبک نے

جب ٹھیکا - دوپہر ہوئی - تو راے پرتھی راج ایک سو پچاس راجہ اور مہاراجہ کو لیکر
ایک درخت کے سایہ مین آیا - ان سب نے تلوارون کے قبضون پر ہاتھہ رکھہ قسمین شدید کھائین
اور ایک ایک پیالہ شربت کا پیا - پان کے بیڑے چبائے - تلسی کی تیج زنانیر دہری
کیسر کے ٹیکے ماتھے پر دئے - اور شہاب الدین نے سہ پہر کو اپنے بارہ ہزار سوار خاص
جنکے سرون پر فولادی خود جواہرات سے مرصع رکھے - اور شمشیرہا برہنہ
ہاتھون مین لئے ہوئے - اور گھوڑون کے کانون پر سنان جان توڑ دہرے ہوئے
ساتھہ لئے - اور خدا پر بالکل توکل کرکے ہندؤن پر دھاوا کیا - اور سارے لشکر کو
ہلا مارا - اور ہل چل ڈالدی - یہہ سپاہ اسطرح ٹوٹ پھوٹ گئی - جیسے کوئی بھاری
عمارت اپنے بوجھہ سے آپ ہی گر پڑی - غرض یہہ سپاہ اپنے زور مین آپ ہی غارت
ہوئی - کھانڈے راے نائب السلطنت وہین اور بڑے بڑے سردار مارے گئے -
راجہ پرتھی راج بھی گرفتار ہوا - بری گت سے مارا گیا +

دلی اور اجمیر کی فتح کا بیان

اب یہان سے شہاب الدین اجمیر کو گیا - اور اوسکو فتح کرلیا - اور کئی ہزار ہندے
جو اوسے مقابل ہوئے تہے تہ تیغ کئے اور اون کے بچون کچون کو لونڈی غلام بنایا
- اجمیر کی سلطنت پرتھی راج کے بیٹے یا کسی اور رشتہ دار کو دیدی - اور اوسے یہہ اقرار
ٹہرا لیا کہ محصول سالیانہ ادا کیا کرے - پہر دلی مین آیا - یہان کا راجہ اوسے بعجز و
نیاز پیش آیا - دلی سے سلطان نے کوچ کیا - اور قطب الدین ایبک کو کہ اوسکا برگزیدہ
غلامون مین سے تہا - قصبہ کہرام مین کہ دلی سے ستر کوس ہے نائب اپنا ہندوستان
مین مقرر کیا - اور خود غزنین کو راوانہ ہوا - قطب الدین ایبک ایسا لائق اور قابل تہا کہ

اوسنے دلی کے اون اضلاع کو جو گنگا جمنا کے درمیان واقع تہے۔ پرتہی راج کے سب رشتہ داروں سے چہین لیا۔ میرٹھ اور کوئل اور ولی ان سب کو فتح کرکے دلی کو اپنا دارالسلطنت بنایا۔ اور اسلام کی حکومت کے تمام آئین اور دستور جاری کئے +

قنوج کی فتح کا بیان

دوسرے برس شہاب الدین پھر ہندوستان مین آیا۔ اور ۱۱۹۴ھ / ۵۹۱ھ مین جنگ عظیم راجہ قنوج سے لڑا۔ قنوج کا راجہ جے چند تہا۔ جسکی لڑائی پرتہی راج سے ہورہی تہی۔ اوس کا بیان پہلے ہوچکا ہے۔ آپس کی پھوٹ کا پہل یہی ہوتا ہے۔ کہ دونون غارت ہون۔ جب پرتہی راج نہ بچا تو راجہ جے چند کیونکر بچتا۔ اس راجہ کو اٹاوہ کی جانب شمال مین چندوارہ کے اندر شہاب الدین نے بڑی شکست فاحش دی۔ راجہ کی آنکھہ مین تیر قطب الدین ایبک کے ہاتھہ سے لگا۔ وہ ہاتھی سے نیچے گرا۔ اور پھر اوسکا حال کسیکو نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوا۔ مگر لاش اوسکی اس نشان سے پہچانی گئی کہ اوسکے دانت سونے کے تارون سے بندہے ہوئے تہے۔ اوسکے خاندان کے راٹھور ون نے انتربید کی سکونت کو چھوڑ دیا۔ اور مارواڑ مین جا بسے۔ اس فتح سے مسلمانون کا قبضہ قنوج اور بنارس پر ہوگیا۔ اور بنگالے کا دروازہ مسلمانون کے لئے کہل گیا۔ اب سلطان شہاب الدین بنارس مین آیا۔ اور یہان ایک ہزار بتخانے توڑے۔ اور بہت کچھہ غنیمت ہاتھہ آئی غرض یہہ فتح بڑی شان و شوکت کی تہی۔ اوسمین دولت اور بہت بڑے بڑے شہر اہل اسلام کے ہاتھہ آئے۔ اب شہاب الدین غزنین کو واپس گیا۔ اور قطب الدین کو بدستور یہان اپنا نائب مقرر کیا۔ اجمیر کا راجہ جو شہاب الدین نے مقرر کیا تہا اوسکے ہاتھہ سے اجمیر کو پرتہی راج نے کہ پرتہی راج کے عزیزون مین سے تہا چہین لیا۔ قطب الدین ایبک نے

مغلوب راجہ کی اعانت کے لئے ۱۱۹۱ھ ۵۹۴ھ مین اس راجہ ہمیراج کو شکست دی - اور اجمیر کو چھین لیا - اور پھر قطب الدین گجرات پر فوج چڑھا کر لے گیا - اور اوسکو خوب لوٹا کھسوٹا

گوالیار اور ملک بیانہ کا فتح ہونا اور قطب الدین کی فتوحات

دو برس بعد ۱۱۹۵ھ ۵۹۲ھ مین شہاب الدین پھر ہندوستان مین آیا - اور ملک بیانہ مین اپنا دخل کیا - اور قلعہ گوالیار کا محاصرہ کیا - ہنوز یہہ قلعہ فتح نہ ہوا تہا کہ کوئی ضرورت ایسی پیش آئی کہ غزنین کی طرف مراجعت فرمائی - اور ملک بیانہ کا انتظام اور قلعہ گوالیار کا اہتمام بہاء الدین طغرل کے سپرد ہوا - یہہ قلعہ بہت دنون کے بعد فتح ہوا - اور اس فتح ہونے مین قریب تہا کہ بہاء الدین طغرل اور قطب الدین ایبک مین آپسمین لڑائی ہوجائے - مگر طغرل مر گیا - اسلئے یہہ فساد مٹ گیا - قطب الدین ایبک کو پھر راجہ اجمیر کی اعانت کے لئے جانا پڑا - مخالفون نے پھر اوسکو ستایا اور قطب الدین ایبک کی اعانت اور امداد کا محتاج کیا - اس دفعہ اوسکو گجرات کے ناگور راجاؤن اور میوات کی پہاڑی قوم سے سخت مقابلہ کرنا پڑا - یہہ قومین اجمیر کے چاروطرف بستی تہین - اس لڑائی مین قطب الدین کو شکست ہوئی - اور زخمی ہوا - اور خدا خدا کر کے اجمیر تک پہنچا - وہان چاروطرف سے دروازہ بند رکہے - جب غزنین سے امداد آئی تو اس مصیبت سے رہائی پائی - اور پھر اوسنے دشمنون سے خوب انتقام لیا - اور پالی اور بادول اور سروی کی راہ سے گجرات پر چڑہائی کی - اور کوہ آبو پر راجہ گجرات کے دو جاگیرداروں کو دیکہا کہ بڑی جمعیت سے رستے ہین - اونکو اپنے پیچھے چہوڑنا مناسب نہ جانا - غرض پہاڑون مین گہس گیا - اور اونکے سب ٹہکانون پر پہنچا - اور اونکو شکست دی - اور وہان سے گجرات کی راسلطنت

اہل واڑہ پر پہنچا۔ اور اوسکو فتح کیا۔ اور گجرات کو تہ و بالا کیا۔ اور دلی مین صحیح وسلامت آیا۔ دوسرے سال مین بندیل کھنڈ مین کالنجر اور کالپی اور رہیل کھنڈ مین بدایون کو فتح کر لیا +

اودہ اور بنگالہ کے صوبونکا فتح ہونا

محمد بختیار خلجی غور کے امراؤن مین سے تہا۔ اور وہ ہندوستان مین تدسے آیا ہوا تہا۔ اور اوسکو بعض پرگنہ دوآبہ اور گنگا پار کے جاگیر مین ملے تہے۔ وہ نہایت شجاع اور جوانمرد اور جواد تہا۔ قطب الدین ایبک اوسے نہایت خوش تہا۔ اوسکا سب سامان درست کیا۔ اور خلعت عنایت کیا۔ اوسنے صوبہ بہار کو بالکل فتح کر لیا۔ اور بہت سا مال اور غنائم لیکر دلی مین قطب الدین ایبک کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اوسپر نہایت مہربانی اور عاطفت فرمائی۔ اسپر حاسدون کو حسد پیدا ہوا۔ بختیار خلجی کو ہاتھی سے گروایا۔ اور اوسنے ہاتھی کے ایسا گرزمارا کہ وہ چلا کر اوس کے سامنے سے بہاگ گیا۔ اس جوانمردی پر قطب الدین ایبک نے اوسکو بہت کچھ انعام دیا۔ اور بہت سامان دیکر بہارا اور بنگالہ کا صوبہ دار اوسکو مقرر کیا۔ اوس نے یہان پہنچکر شمالی حصہ صوبہ بہار کو بہی فتح کر لیا۔ اور سارے بنگالہ کو تسخیر کیا۔ اور اوسکی دارالسلطنت لکھنوتی کو بہی قبضہ مین لے لیا۔ اور اسطرح تمام صوبہ بنگالہ پر قابض ہو گیا جسوقت ہندوستان مین یہہ فتوحات ہو رہی تہین سلطان شہاب الدین خوارزم کے بادشاہ کے ساتہہ لڑائی جہگڑون مین مصروف تہا۔ اس خوارزم کے بادشاہ نے سلجوقیون کی سلطنت کو خاک مین ملا کر وسط ایشیا مین اپنی ایک سلطنت قائم کی تہی سلطان غور اور سرخس مین تہا کہ سلطان غیاث الدین محمد کے مرنے کی خبر اوسکو پہنچی

وہان سے غزنین مین آیا - اور ۵۹۹ھ مین موافق اپنی بہائی کی وصیت کے سر پر تاج شاہی رکہا -

شہاب الدین کا بادشاہ ہونا اور خوارزم پر چڑہائی اور اوسکی تباہی

غرض سلطان شہاب الدین نے تمام سلطنت انتظام کرکے ۶۰۰ھ مین خوارزم پر چڑہائی کا ارادہ کیا - خوارزم شاہ مقابلہ نہ کرسکا اسلئے قلعہ خوارزم مین گہس گیا - جب سلطان خوارزم مین پہنچا تو اب جیحون کے کنارہ پر لڑائی ہوئی اور سپہ داران غور کچہہ کام آئے کہ بادشاہ خطا کا سپہ سالار قرا بیگ اور سلطان عثمان بادشاہ ثمرقند خوارزم شاہ کی امداد کو آئے - اس بات کے سنے سے سلطان شہاب الدین پر وہ خوف طاری ہوا کہ جو اسباب ساتہہ نہ چل سکا - اوسکو آگ لگا دی - اور خراسان کی طرف بہاگا - خوارزم شاہ نے تعاقب کیا - سلطان اوسنسے لڑا - مگر شکست کہائی - اور سب اسباب چہوڑنا پڑا - رستہ مین بہاگا جاتا تہا کہ قرا بیگ کی اور سلطان عثمان کے لشکر نے راہ مین اوسکو گہیرا - مگر سو سوار اوسکے پاس تہے کچہہ مقابلہ نہو سکا - آخر کو قلعہ اندخود مین پناہ گیر ہوا - یہہ قلعہ ہراۃ اور بلخ کے درمیان واقع ہے - پہر سلطان عثمان کی وساطت سے صلح ہوگئی - قلعہ اوسکے حوالہ کیا - اب پریشان حال ہوکر مراجعت کا قصد کیا +

ہندوستان کے فساد و نکابیان

جسوقت سلطان شہاب الدین میدان جنگ سے بہاگا تہا - اوسوقت اوسکا ایک غلام ایبک نام ہمراہ تہا - اوسنے جانا کہ سلطان مارا گیا - سندہ کی سلطنت کا خیال اوسکو خود پیدا ہوا اسلئے اوسکے مرنے کی افواہ چاروطرف اوڑا دی - اور خود بہت جلد ملتان مین آیا اور وہان کے حاکم امیر حسن سے عجب و انوکہیلا - اوسنے کہا کہ مجہے کچہہ آپ سے بادشاہ کا حکم

کہنا ہے اور جو آج کل حوادثات واقع ہوئے ہین - اونکا بیان کرنا منظور ہے خلوت
مین چلئے - امیر حسن بے تامل اوسکے ساتھہ محل مین چلا آیا - وہان ایک ترکی غلام
نگار کہا تہا - اوسنے اوسکی گردن اوڑا دی - اب یہہ مشہور کیا کہ مین نے یہہ کام
سلطان کے حکم سے کیا ہے - اور ایک فرمان جعلی کہا کر ملتان کا حاکم بے تکلف بن بیٹہا
- اور گہکڑ کی قوم بہی سلطان کے مرنے کی خبر سنکے پہاڑون سے نکل پڑی - اور لاہور کی
تسخیر کرنے کا ارادہ کیا - اور جہلم اور سودرہ مین ایک شور و فساد مچا دیا - سلطان جو
قلعہ اندخود سے غزنین مین آیا - ایلدوز نے کہ سلطان کے معزز غلامون مین سے تہا
- قلعہ مین نہ داخل ہونے دیا - اور لڑائی کے لئے مستعد ہوا - اور چونکہ سلطان مقابلہ
نہ کر سکتا تہا - ناچار ملتان مین آیا - یہان ایبک نے بہی اطاعت نہ اختیار کی -
سلطان نے اوسکو لڑکر گرفتار کر لیا - اور ہندوستان کی سرحد سے سپاہ جمع کر کے
غزنین کی طرف متوجہ ہوا - اور ایلدوز کا گناہ غزنین کے امراء کبار کی سفارش سے
معاف کیا - اور غزنین پر قابض و متصرف سلطان ہو گیا - اتنے مین ایلچی خوارزم
سے آیا - اور صلح ہو گئی - غرض سب سلطان سے پہر گئے مگر قطب الدین ایبک وفادار رہا
- اب سلطان نے گہکڑون سے لڑنے کا ارادہ کیا - قطب الدین ایبک بہی دہلی سے
سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور دونون نے ملکر گہکڑون کی خوب گوشمالی کی -
اور سلطان لاہور مین آیا - یہان سے قطب الدین ایبک کو رخصت کیا - جتنے دنون
سلطان لاہور مین رہا - گہکڑ طرح طرح کی تکلیفین مسلمانون کو پہنچاتے رہتے - پنجاب
مین آنے جانے کا رستہ مسلمانون کا اونکے ہاتہون سے بند ہو گیا - گہکڑون کا کچہہ
مذہب نہا - جس کسیکی لڑکی ہوتی - وہ دروازہ پر لیکر کہڑا ہوتا - اور پکارتا کہ کوئی

اوسکو زوجیت مین قبول کرتا ہے - اگر کوئی قبول کرتا - تو اوسکے حوالہ کرتا نہین اوسکو قتل کرتا - ایک ایک عورت کئی کئی خاوند کرتی تہی - غرض اونکا مذہب کچھہ تہا یا نہتہا - مگر وہ مسلمانون کی تکلیف رسانی کو بڑا صواب سمجھتے تہے - اب سلطان کے آخر ایام سلطنت مین ایک مسلمان اونکے ہان قید ہوا - اوسنے مذہب اسلام کی خوبیان بیان کین - گہکرون کے سردار کو وہ خوبیان پسند آئین - اور اوسنے کہا کہ اگر مین سلطان کے روبرو جاکر اسلام قبول کرون تو وہ میرے ساتہہ کیا سلوک کرے - اس مسلمان نے جواب دیا کہ مین اس امر کا ذمہ دار ہون کہ وہ تیرے ساتہہ شاہانہ سلوک کرے - اور اس کوہستان ملک کی حکومت تجھے دیدے - یہہ سارا مضمون اپنی عرضی مین لکہا اور گہکرون کے سردار کی عرضی لی - ان دونون کو سلطان کے پاس بہیجدیا سلطان نے فوراً خلعت فاخرہ اور کمربند مرصع گہکرون کے رئیس کے واسطے ارسال کئے - اسپر رئیس گہکرون سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا - اور اسلام اختیار کیا - اور اس کوہستان کی حکومت کا فرمان لیکر اپنے وطن کو چلا گیا - اور اور اپنے قوم کے آدمیون کو بہی مسلمان بنایا - انہین دنون مین غزنین کے مشرقی پہاڑون کے باشندہ بہی مسلمان ہوئے +

سلطان شہاب الدین کی وفات

جب سب طرح ہندوستان مین امن وامان ہوگیا - تو ۱۲۰۶ء ۶۰۲ھ لاہور سے غزنین جانے کا قصد کیا - اور بہاء الدین سلم والے بامیان کے نام حکم صادر ہوا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ ترکستان کے کفار سے لڑائی لڑین - اسلئے ایک لشکر آب جیحون کے کنارہ پر جمع کیا جائے - اور پل تیار رہے - غرض اسی سال کی دوسری شعبان کو

خیمہ اوسکا دریاے سندہ پر ایک مقام پر فضا پر قائم تہا۔ کہ چند بدمعاش گہکروں کے
کہ جنکے عزیز اور اقارب فوج سلطانی کے ہاتہہ سے مارے گئے تہے۔ دریا مین پیر کر
آدہی رات کے وقت خیمے مین گہس گئے۔ اور سلطان کو خنجرون سے قتل کر ڈالا۔ بادشاہ
کا جنازہ بڑی شان و شوکت اور جاہ و جلال سے غزنین کو روانہ ہوا۔ بڑے بڑے
رئیس اور امیر جنازہ کے ساتہہ تہے۔ اور کندہا دیتے تہے۔ اور آہ و بکا کرتے تہے۔
جب غزنین کے قریب جنازہ پہنچا۔ تو تاج الدین ایلدوز حاکم غزنین استقبال کے لئے
آیا۔ اور زرہ بکتر پہنکے دیا۔ بالون کو بکہیر دیا۔ خاک سر مین ڈالی غرض اس بادشاہ
کے غم اور الم مین اوسکے سب سردارون کا عجب عالم تہا +

جب سے غزنین مین فرمان روا ہوا تہا + وس برس اپنی آخیر عمر تک ۳۲ سال حکمرانی
کی۔ خزانہ سلطانی پاس اسقدر تہا کہ تاریخ فرشتہ مین لکہا ہے کہ سوا اور جواہرات
کے پانچ من ہیرا تہا +

سلطان محمود غزنوی اور سلطان محمد غوری

اب سلطان محمود غزنوی اور سلطان محمد غوری دونون کا حال طالب علمون نے
پڑہ لیا۔ اب اونکو چاہئے کہ وہ ان دونون مین فرق سمجہین کہ کیا تہا۔ اب غور کرو کہ
سلطان محمد غوری کی فتوحات ہندوستان مین کہانسے کہانتک پہنچین۔ شمال
ہندوستان مین مالوہ اور اوسکے آسپاس کے ملک اور ہندوستان خاص سارا
سندہ اور بنگال اور گجرات غرض یہہ سب ملک اوسکے قبضہ و اقتدار مین تہے۔ ہندوستان
خاص کے اکثر اضلاع مین اوسکے سردار فرمانروائی کرتے تہے۔ مگر کہین کہین باج گزار
راجہ بہی حکمرانی کرتے تہے۔ جنگلون اور پہاڑون پر قبضہ کرنا ایک سہل انگاری کی

بات تہی - غرض یہہ سارا ملک محمود غزنوی کی فتوحات سے کہین زیادہ تہا - اور اگر ہندوستان سی قطع نظر کرین تو سلطان محمد غوری کی فتوحات سلطان محمود کی فتوحات سے کہین کم نہ تہین - اگرچہ سلطان شہاب الدین بہی بڑا جوانمرد اور عالی حوصلہ اور شجاع سپاہی تہا - مگر سلطان محمود کی لیاقت اور عظمت کو نہین پہنچتا تہا - محمود مین دو خوبیان تہین جیسا کہ وہ بہادر اور فتح نصیب تہا - ایسا ہی صاحب فراست اور گیاست تہا - جسقدر اوسکی طبیعت کو لگاؤ سپاہ گری کے فن سے تہا - ایسا ہی اوسکا دل علم و فضل اور ہنر کی ترقی کی طرف مائل تہا - یہی سبب ہے کہ محمود ایشیا کے مشہور بادشاہون مین شمار ہوتا ہے - اور سب جگہہ اوسکا نام مشہور ہے - مگر سلطان شہاب الدین کا نام وہان ہی لیا جاتا ہے - جہان وہ بادشاہ ہے - باقی کہین کی اوسکے نام سے واقف نہین - سلطان شہاب الدین کی یہہ حرکت کہ اوسنے اجمیر مین اون آدمیون کے سوار گردن ماری جو لڑائی مین مارے گئے - ہر امر پر شہادت دیتے ہے کہ اوسکے مزاج مین سختی سلطان محمود سے زیادہ تہی - سلطان محمود نے کسی آدمی کو سوار اونکے جو لڑائی مین مارے گئے تہے نہین مارا - الحاصل سلطان شہاب الدین محمد غوری خوش نصیب اور صاحب اقبال کوہستانی سپاہی تہا - جو جفاکشی اور محنت سے کبہی منہ نہ پہیرتا تہا - مصیبت اور آفت کے وقت مین پہاڑ کی طرح مستقل تہا - کبہی اوسکو تزلزل نہتا یہ حال تو اوسکی سپہ گری کا تہا - اگر اوسکو بادشاہ ہونے کی نظر سے دیکہین تو وہ جس عناد اور فساد کے زمانہ مین بادشاہ ہوا اوسکے لائق تہا - متانت اور استقلال سے سب فسادون کو اوسنے مٹایا - غرض جیسا سپاہی کا کام اوسنے انجام دیا - ویسا ہی بادشاہی کا انتظام کیا - مگر علم و ہنر کا ذوق شوق نہتا +

خاندان غور کا خاتمہ

سلطان شہاب الدین کی اولاد پسر ہی نہ تھی - صرف ایک لڑکی وسنے چھوڑی - وہ
وہ اپنے ترکی غلامون ہی کو اولاد سمجھتا تھا - اور اپنی اولاد کی طرح اونکو پالتا -
اور اونکی تربیت اور تعلیم وہ اعلے درجہ کی کی کہ وہ بڑے بڑے پایہ کے بادشاہ
ہوئے - تین غلام اوسکی وفات کی وقت بڑے بڑے صوبون پر حکومت کر رہے تھے
- قطب الدین ایبک ہندوستانمین - تاج الدین ایلدوز غزنین مین - ناصر الدین قباچہ
سندھ اور ملتان مین اگرچہ اوسکی وفات کی بعد اوسکا بھتیجا سلطان محمود کے نام سے
تخت پر بیٹھا مگر ساری سلطنت تو ان غلامون کے ہاتھہ مین تھی وہی اوسپر حکمرانی کرتے تھے
- اور بامیان کی سلطنت پر اور عزیز اور اقارب اوسکے حکومت کرتے تھے فقط اوس پاس
غور اور ہرات اور سیستان اور شرقی خراسان باقی تھا - فیروزکوہ اوسکی دارالسلطنت تھا
جب سلطان محمود بادشاہ ہوا تو اوسنے قطب الدین ایبک کو بادشاہ ہونے کا خطاب
اور تمغا بھیجدیا - اگرچہ غزنین کی سلطنت کے دعویدار بامیان کی بادشاہ کی اولاد مین سے
پیدا ہوئے - مگر اونسے تاج الدین ایلدوز کی حکومت مین خنہ اندازی نہ کی سلطان
محمود نے پانچ چھہ برس کے بعد وفات پائی - تو اٹک کی مغربی ملکون مین لڑائیان
اور فساد برپا ہوئے - اور شاہ خوارزم نے غوریون کے خاندان کا خاتمہ کیا -
ان لڑائیون کا ذکر تاریخ ہند مین مناسب معلوم نہین ہوتا - غرض اب
غزنین اور غور سے کچھہ تعلق ہندوستان کو نہ رہا - ہندوستان
بجاے خود ایک مسلمانون کی سلطنت ہوگئی - سب سے پہلا بادشاہ
قطب الدین ایبک ہندوستان کا ہوا +

فصل سوم
غلام بادشاہون کی سلطنت

اب خدا کی قدرت کی دیکھو کہ ہندوستان مین ترکی غلامون کی سلطنت کس جاہ و جلال سے ہوئی — اور کس عرصہ دراز تک قائم رہی — قطب الدین ایبک کی حقیقت یہہ ہے کہ ترکستان سے اوسکو چھوٹی عمر مین ایک سوداگر نیشاپور مین لے گیا — وہان قاضی فخرالدین ابن عبدالعزیز کوفی نے خریدا — اور اوسکو اپنی اولاد کے ساتھہ تعلیم کیا قرآن کا حافظ ہوگیا — اور عربی فارسی پڑہ گیا — پہر ایک سوداگر نے اس کو بہت روپیہ دیکر قاضی سے خریدا — اور سلطان شہاب الدین کی خدمت مین بطور تحفہ کے نذر کیا — اور اوسکے عوض مین بہت کچہہ روپیہ پایا — اوسکی صورت اچہی نہ تہی — چہنگلیا ٹوٹی ہوئی تہی اسلئے اوسکو ایبک کہتے تہے — اب اوسنے اس خوبی اور شعور اور اخلاص سے سلطان کی خدمت کی کہ عنایات خسروانی اوسپر ہونے لگین — ایک دن کا ذکر ہے کہ مجلس عیش و طرب مین سلطان شہاب الدین نے اوسکو بہت کچہہ انعام اکرام دیا — اوسنے اوس سب کو فراشون اور ملازمون اور اپنے بہائی ترکی ملازمون مین تقسیم کردیا — اور اپنے پاس پیسا نہ رکہا — اس بات کو سنکر بادشاہ بڑا خوش ہوا — اور حضوری کا حکم دیا — پہر میر اخوری کا عہدہ عنایت کیا — غور اور غزنین اور بامیان کے سلاطین جب سلطان شاہ سے خراسان کی طرف لڑنے گئے — تو وہان وہ کارہاے نمایان کیے کہ اوسکی شجاعت کی ایک دھوم مچ گئی — ایک دن دانہ گہاس کی تلاش مین پڑا پہرتا تہا کہ سلطان شاہ کی آدمیون نے آگہیرا — اگرچہ اوسوقت تہوڑے سے آدمی ساتہہ تہے — مگر پہر بہی مقابلہ جوانمردی سے کیا اور قید ہوگیا —

جب سلطان شاہ کو شکست ہوئی۔ تو قطب الدین کو سلطان شہاب الدین کے
روبرو اوسی صورت سے قید خانہ سے نکال کر لائے۔ جس صورت سے کہ وہ قید خانہ
مین زنجیرون کے اندر اکڑا اور جکڑا رہتا تہا۔ اس خدمت حلالی پر اوسکا اور اعتبار
بڑہا۔ جب اجمیر مین فتح ہوئی۔ تو وہی سلطان کا نائب ہندوستان مین اور سپہ سالار
مقرر ہوا۔ پہر جو فتوحات اوسنے اس سپہ سالاری اور نائب سلطانی مین حاصل کین
اونکا بیان پہلے ہو چکا ہے +

سلطان قطب الدین مجمع اوصاف تہا۔ ترکی نژاد ہونے کے سبب سے شجاعت اور جوانمردی
تو ماں کے پیٹ سے لیکر نکلا تہا۔ سخاوت اور فراخ دستی اوسکی عادت تہی۔ اسی فیاضی
کے سبب سے لک بخش اوسکا لقب تہا۔ شجاعت نے دشمنون کو زیر کر رکہا تہا۔ اور سخاوت
نے دوستونکو محکوم بنا رکہا تہا۔ وہ ایسا بہادر دل عزیز اور معزز تہا کہ کوئی اوسپر رشک
اور حسد نکرتا۔ عمائد سلطنت سے محبت پیدا کرنے کیواسطے اوسنے یہہ ناتی رشتہ کئے
اسسے اوسکو بڑی تقویت حاصل ہوئی۔ تاج الدین یلدوز کی لڑکی سے شادی کی
۔ ناصر الدین قباچہ سے اپنی ایک بیٹی کی شادی کی اور جب وہ مرگئی تو دوسری بیٹی
سے نکاح کیا۔ شمس الدین التمش سے کہ وہ بہی معزز غلامون مین سے تہا اپنی بیٹی کا نکاح
کیا۔ ناصر الدین قباچہ قطب الدین کو ہمیشہ سے بزرگ جانتا تہا اور اوسکی طرف سے سندہ
پر حاکم تہا۔ مگر تاج الدین یلدوز اس شستہ مندی کی کچہہ پرواہ نکرتا تہا۔ اور اب تک
ہندوستان کو غزنین کا صوبہ سمجہتا تہا۔ یہہ سمجہہ کر لاہور پر چڑہ گیا۔ اور اوس پر
قبضہ کر لیا مگر انجام اسکا یہ ہوا کہ ۱۲۰۶ء مین قطب الدین نے اوسکو غزنین سے نکال باہر کیا۔
اور چالیس ورتک غزنین مین ڈنکہ اپنا بجایا۔ اور تاج شاہی سر پر رکہہ تخت پر جلوس کیا

مگر تاج الدین یلدوز نے پھر قطب الدین سے غزنین کو لے لیا۔ اور قطب الدین وہان سے لاہور چلا آیا۔ اور عیش و آرام اور آسائش سے زندگی بسر کرنے لگا۔ عدالت اور انصاف اور خوش خوئی اور نیک معاملگی مین یہہ بادشاہ بڑا مشہور ہوا۔ اوسکی ان سب باتون کو لوگ مدت تک یاد کرتے رہے ۶۰۷ھ مین یہہ بادشاہ چوگان کہیلتے کہیلتے گھوڑے سے گر پڑا۔ اور مر گیا۔ چار برس تک وہ تخت نشین رہا۔ مگر انتظام اور بندوبست اوسکا ہندوستان مین اوس وقت سے کہ سلطان شہاب الدین نے اپنا نائب مقرر کیا تہا بیس برس تک رہا۔ جو فتوحات اوسنے اور اوسکے عہد مین مختار خلجی نے حاصل کی تہین اونکا بیان اوسکے نیابت سلطانی کے عہد مین پہلے ہم نے لکہہ دیا ہے

آرام شاہ

جب سلطان قطب الدین نے وفات پائی آرام شاہ اوسکا بیٹا تخت پر بیٹہا۔ مگر اوسمین قابلیت سلطنت کی نتہی۔ اسلئے یہہ انجام ہوا کہ برس روز نہ گذرا تہا کہ سلطنت کے اسطرح ٹکڑے ہو گئے کہ ناصر الدین قباچہ نے سندہ کی طرف جاکر ملتان اور اوچہ اور بہکر اور سیہون پر قبضہ کر لیا۔ بنگال مین خلجیون نے جدا سلطنت قائم کی۔ یہان ارکان سلطنت کا ارادہ ہوا کہ شمس الدین التمش کو تخت پر بٹہائے +

شمس الدین التمش

شمس الدین التمش کی حقیقت طبقات ناصری مین یہہ لکہی ہے کہ وہ قراختائی کے بزرگ زادون مین سے تہا۔ باپ اوسکا ایلم خان تہا۔ اور اپنے زمانہ کا مشہور امیر تہا۔ اس التمش کا حال بہی حضرت یوسف کا سا ہے کہ اوسکے بہائیون کو اوسکی گیاست اور فراست پر رشک و حسد ہوا۔ باپ سے کہکر

شکار کے بہانے سے اوسکو گھر سے باہر لیگئے - اور زبردستی ایک سوداگر کے ہاتھہ بیچدالا - اس سوداگر نے بخارا مین جاکر اوسکو فروخت کیا - یہان اوسکی تربیت اور تعلیم ہوئی - اور حاجی بخاری سوداگر نے اوسے خریدا - اور حاجی جمال الدین چست قبا کے ہاتھہ فروخت کیا - یہہ حاجی اوسکو غزنین مین لایا - اس صورت اور شکل کا کوئی ترکی غلام غزنین مین ابتک نہین آیا تہا - اب اوسکی قیمت ایسی مانگنی شروع کی کہ کوئی شخص اوسکو خرید نہ سکتا تہا - غرض اسکو پھر وہ سوداگر بخارا مین لے گیا - اور پھر غزنین مین لایا - اتفاق سے قطب الدین ایبک بہی ان دنون مین غزنین مین آیا ہوا تہا - اوسنے مالک سے کہا کہ دہلی اسے لیجاؤ یہان اسے اور ایک اور ایبک غلام کو ایک لاکہہ جیتل کو خریدا - اور التمش کا نام پہلے کچھہ اور تہا - قطب الدین نے اوسکا نام التمش رکہہ کر فرزندانہ اپنا لیا - اور مقربین مین داخل کیا - اور میر شکار کا عہدہ دیا جب گوالیار کا قلعہ فتح ہوا تو اوسکو وہان کا حاکم مقرر کیا - اور پھر جب اور ملک فتح ہوئے تو بداؤن کا منتظم اوسکو مقرر کیا - جب سلطان شہاب الدین گکہڑون سے لڑنے آیا ہے تو سلطان قطب الدین کے ساتہہ التمش بہی موجود تہا - اس لڑائی مین اوسنے ایسی دلاوری اور مردانگی دکہائی کہ پانی مین ملاح کود پڑا - اور دشمنونسے لڑا سلطان شہاب الدین نے اسپر خلعت عنایت کیا - اور خط آزادی لکہدیا - اور قطب الدین کو اوسکی تربیت اور تعلیم کے واسطے تاکید کی - اور سلطان قطب الدین ایبک نے اپنی بیٹی کی شادی اوسکے ساتہہ کردی - اور امیر الامرا مقرر کیا - جب سلطان قطب الدین کا انتقال ہوا تو وہ بدایون مین گیا - اراکین سلطنت نے اوسکو بلایا - اور ۱۱۱۰ھ مین تخت نشین ہوا - اور اپنا لقب سلطان شمس الدین التمش رکہا - اگرچہ بعض امرا نے

التمش کو بلایا تہا - مگر ترکی غلام اوسکے مخالف تہے اسلئے اوسکو تخت نشینی بغیر لڑائی
کے نصیب نہ ہوئی - تاج الدین یلدوز کو اتنک یہہ خبط چلا جاتا تہا کہ غزنین کا صوبہ
ہندوستان ہے - اسلئے التمش کو چتر اور رایت اور خطاب سلطان کا بہیجا - شمس الدین
نے اوسے قبول کیا - مگر جب تاج الدین یلدوز کو خوارزم شاہ کی لشکر نے غزنین سے
نکال دیا - تو ہندوستان کی طرح دامنگیر ہوئی - پنجاب اور قصبہ تہانیسر پر متصرف ہوا
- اور التمش کے دربار مین ایک فریق اپنا بہی پیدا کیا - لیکن ۱۲۱۵ء/۶۱۲ھ مین اوسکو شکست
ہوئی - اور گرفتار ہوا - اور بدایون مین اپنی موت سے یا زہر کہلا دینے سے مر گیا -
ناصر الدین قباچہ کہ وہ بہی داماد سلطان قطب الدین کا تہا سندہ مین خود مختار بادشاہ
بن گیا - دریا ہے چناب پر سلطان شمس الدین التمش کے لڑائی ۱۲۱۷ء/۶۱۴ھ مین ہوئی ہوئی
- اور اوسکو فتح نصیب ہوئی ۱۲۱۸ء/۶۱۵ھ مین ملوک خلج کہ نواح غزنین مین رہتے تہے
سندہ پر حملہ اور ہوے اونکو ناصر الدین قباچہ نے شکست دی - ان مغلوب خلجیون نے
سلطان شمس الدین التمش کا دامن پکڑا - اوسنے ان خلجیون کو ہمراہ لیکر ناصر الدین پر
حملہ کر دیا - اور اوسکو شکست دی وہ کہین دور بہاگ گیا - سلطان دہلی مین واپس
چلا آیا - جب کہ سلطان خوارزم شاہ نے تاج الدین یلدوز کو غزنین سے خارج کر دیا تہا
- تو یہہ گمان غالب تہا کہ وہ ہندوستان پر بہی چڑہائی کرے گا - چنانچہ جو فوجین
اوسکے اٹک کی آس پاس آتین اونکا مقابلہ ناصر الدین قباچہ کیا کرتا تہا - مگر اس چڑہائی کے
نہ ہونے کا سبب ایک اور ہی ہوا - کہ ایشیا مین وہ طوفان برپا ہوا کہ اوسنے سارا
رنگ روپ اوسکا بدل دیا - تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ چنگیز خان جو پہلے مغلون
مین کوئی سردار نامی گرامی نہا - خدا کی قدرت سے ایسا قوی اور زبردست حاکم ہو گیا

کہ کوئی اوسکا مقابلہ نہ کرسکتا تہا - ایک فوج جرار اور سپاہ قہار اوس پاس تہی -
تاتاری اور مغل وسمین موجود تہے - جہان یہہ فوج جاتی ملک کے ملک بے چراغ کرتی
- آندہی بہونچال کیطرح مسلمانون کی سلطنتون پر چڑہ آئی - اور ایک شور قیامت
اونمین مچا دیا - طوفان نوح کے بعد جو کوئی بڑی بلا انسان پر نازل ہوئی ہے وہ
یہہ طوفان چنگیز خانی تہا - کوئی اونکو بدہ کا پوجنے والا بتلاتا ہے - کوئی بت پرست
کہتا ہے - مگر فی الحقیقت اونکا دین اور آئین یہہ تہا کہ جہان چاہئے وہان انسان کی
نسل کو مٹائی - سب سے پہلے یہہ بلا والی خوارزم پر واقع ہوئی - اوسکا سارا ملک
تباہ اور خاک سیاہ کردیا - اب خوارزم کا بادشاہ جلال الدین اپنی جان بچانے کے
لئے دریا، سندہ کی اسطرف بہاگ آیا - مغلون کی فوج بہی اوسکے پیچہے ملتان اور سندہ
مین داخل ہوئی - مگر سلطان شمس الدین نے اسوقت سمجہہ بوجہہ کا کام کیا کہ جب جلال الدین
نے اس ملک مین قیام کرنیکا ارادہ کیا - تو اونسے جلال الدین سی کہلا بہیجوایا کہ یہانکی
آب وہوا آپکے مزاج کے موافق نہ آئیگی - جلال الدین اس بات کو سمجہہ گیا - اور سندہ
سے ایران کو چلا گیا - اوسکے ساتہہ ہی مغلون کی فوج بہی اولٹی چلی گئی مصرع
رسید بود بلائے ولے بخیر گذشت ٭ مگر جتنے دنون یہہ فوج رہی وہ اپنا رنگ ڈہنگ
دکہا گئی - دس ہزار ہندون کو لونڈی غلام بنایا - جب سد بہم نہ پہنچی تو ان بیچارونکا
سر اوڑایا - جب کہ ناصر الدین قباچہ کو جلال الدین کی لوٹ کہسوٹ اور مغلون
کی مار دہاڑ سے نجات ہوئی کہ تو سلطان شمس الدین سے لڑائی شروع ہوئی
- اور سلطان کو فتح نصیب ہوئی - اور ناصر الدین سندہ مین خاندان سمیت ڈوب کر
مرگیا - اور سارا ملک اوسکا سلطان کی قبضہ مین ۶۲۵ھ مین آگیا - اسی سال مین

سلطان غیاث الدین خلجی پر کہ بہار اور بنگال کا بادشاہ تہا سلطان نے لشکر کشی کی
- اور فتح نمایان حاصل کی - اور سارا ملک اپنے قبضہ اختیار مین لے آیا - اور ان صوبو نکا
انتظام اپنے بڑے بیٹے کی سپرد کیا - اور سلطان ناصر الدین کا خطاب اوسکو دیا - بعد
ازین چہہ برس تک سلطان شمس الدین ہندوستان کے اون اقطاع کے مطیع کرنے
مین مصروف رہا - جو ابتک مطیع اور فرمانبردار نہوئے تہے - رنتہنبور کا قلعہ فتح کیا -
گوالیار کو دوبارہ لیا اور بہلسہ پر قبضہ کیا - مالوہ کی دار الخلافہ اجین پر تسلط کیا -
یہان کا مہاکال مشہور مندر خاک مین ملایا - یہہ مندر سو گز بلند تہا - اب سارے مالوہ
مین یہی اوسکا ڈنکا بج گیا - الحاصل دہلی کی سلطنت ایسی وسیع ہوگئی تہی کہ
ہندوستان خاص مین سوا چند مقامات کے سب کے سب سلطان دہلی کی ماتہ تلے تہے -
اور سب کے سب اطاعت کا دم بہرتے تہے - مگر اس اطاعت اور فرمان برداری مین
تغیر اور تبدل ہمیشہ ہوتا رہتا تہا - جب کوئی دلی مین زبردست بادشاہ ہوا - تو
فرمانبردار سرکشون سے زیادہ ہوجاتے - اور جب دو تین متواتر کمزور بادشاہ ہوئے
تو ایک غدر مچ جاتا - ملک مین طوائف الملوکی ہوجاتی - نئے نئے بادشاہ اور نواب
اور راجہ بن جاتے - پہر جب کوئی زبردست بادشاہ ہوا - اونسے سرکشون کا سر
کاٹ کر سب کو مغلوب کر لیا - غرض یہی ایک ڈہنگ اہل اسلام کی سلطنت کا
ہندوستان مین عہد مغلیہ تک رہا +

سلطان شمس الدین التمش کی وفات

ان فتوحات کے بعد ہی سلطان آرام سے نہ بیٹہہ سکا - ملتان جانے کا تہیہ کیا
- کہ ایک عارضہ مین مبتلا ہوا - اور ۲۰ شعبان ۶۳۳ ہجری مطابق ۱۹ اپریل ۱۲۳۶ء

اس دنیا سے رحلت کر گیا - اس بادشاہ نے چھبیس برس سلطنت کی *
اس بادشاہ کے واسطے خلیفہ بغداد نے بھی خلعت بھیجا تھا - اسکو سلطان اپنا فخر
سمجھتا تھا - ابتک خلیفہ بغداد کو مسلمان بزرگ سمجھتے تھے +

یادگار عہد سلطان التمش

اس بادشاہ کے عہد مین بڑے بڑے فاضل اور عالم اور اہل کمال موجود تھے محمدؐ
غوثی اوسکے عہد مین تھا جسنے جامع الحکایات لکھی ہے - وزیر اوسکا نظام الملک
محمد بن ابی سعید تھا - یہہ وزیر خلیفہ بغداد کی طرف سے بھیجے بڑے عہدہ پر مستاز تھا -
اوسکے روزگار کی سب سے زیادہ عمدہ یادگار قطب کی لاٹھہ ہی - یہہ لاٹھہ بھی عجائب
روزگار سے ہی - ابتک اوسکے پانچ کھنڈ موجود ہین - اور اسی گز اونچے ہین -
پہلے سات کھنڈ تھے - اور سو گز بلند تھی - جڑ مین اوسکا محیط پچاس گز ہے -
اور سرے پر دس گز - اندر سے وہ خالی ہے - اور چکردار زینہ اوسکے اندر بنا ہوا ہے
- تین سو اکہتر اوسکی سیڑہیان ہین - باوجود اسقدر بلندی اور عظمت کے ایسی خوبصورت
اور خوش قطع بنی ہوئی ہے کہ بے اختیار دیکھنے کو جی چاہتا ہے - سب جگہہ اوسمین
منبت کاری اور گلکاری بہت خوبصورتی سے بنی ہوئی ہے +

سلطان رکن الدین فیروز شاہ

سلطان شمس الدین التمش نے اپنی زندگی مین سلطان رکن الدین کو چتر اور دور باش
دیکر بدایون کا حاکم مقرر کیا تھا - پہر لاہور کا صوبہ دار بنایا - جسوقت سلطان التمش کا
انتقال ہوا - اوسوقت وہ دہلی مین موجود تھا - سب نے اوسکو تخت پر بٹہایا - مگر تخت پر
بیٹہتے ہی سلطنت کا کام چہوڑ دیا - رات دن ناچ رنگ و عیش و طرب مین مشغول رہتا

رنڈی بہروؤن مسخرون اور قوالون مین ساری دولت خزانون کی لٹانی شروع کی۔
اور سلطنت کا سارا کام ماکے بہروسہ پر چھوڑ دیا۔ ماں بیٹے سے بھی زیادہ ظالم تھی۔
اوسنے سلطان شمس الدین کی اصل بی بی کو بڑی بے رحمی اور فضیحتی سے قتل کرایا۔
اور جواور ترکی کنیزین صاحب ثروت تھین اونکو ذلیل کرایا اور التمش کی سب سے چھوٹی
بیٹی قطب الدین کو قتل کرایا۔ ان حرکات سے سب چھوٹے بڑے اوسسے متنفر ہوئے اور
جا بجا صوبہ دار خود مختار ہو گئے۔ اس سب کا نتیجہ یہہ تھا کہ سات مہینہ کے بعد سلطان
رکن الدین فیروز شاہ تخت سے اوتار اگیا۔ اور قید خانہ مین ڈالا گیا۔ جہان ۱۲۳۶ء
۶۳۴ھ مین مر گیا۔ اور سلطان رضیہ بیگم کہ سلطان شمس الدین التمش کی بیٹی تھی تخت نشین ہوئی

سلطان رضیہ بیگم

سلطان رضیہ کو خدا نے وہ سب خوبی بیان عطا کی تھین۔ جو شاہان عادل اور کامل مین
ہوتے ہین۔ جو صاحب نظر اور کارآگاہ ہین اونمین کوئی عیب سوا عورت ہونے کے نہین
نکال سکتے۔ قرآن شریف خوب پڑھتی تھی۔ علم سے بھی اوسکو کچھہ بہرہ تھا۔ اپنے باپ کے
عہد مین ملکی کامون مین دخل دیتی تھی۔ سلطان بھی اوسکے عقل اور سمجھہ دیکھہ کر اس دخل
کا کچھہ مانع نہوتا تھا۔ بلکہ جب گوالیار سے پھر کر آیا۔ تو بہت سے امیرون کی سامنے اوسکو اپنا
ولی عہد بنایا۔ جب امرا نے عرض کی کہ پسران رشید اور لائق کو چھوڑ اس لڑکی کو آپ ولیعہد
بناتے ہین۔ اسمین کیا مصلحت ہے۔ سلطان نے جواب دیا کہ مین اپنے لڑکون کو دیکھتا
ہون کہ وہ آوارہ بہت ہین۔ مے نوشی اور بدکاری اور حرام کاری مین شب و روز
مصروف ہین۔ اونمین اتنی سکت کہان کہ وہ سلطنت کا بوجھہ اوٹھا سکین۔ رضیہ
اگرچہ ظاہر مین عورت ہے مگر حقیقت مین مرد ہے۔ اور اپنے بھائیون سے اچھی ہے۔ غرض

سلطان رضیہ پردہ سے باہر آئی - لباس مردانہ پہنا - قبا در بر اور تاج بر سر دربار عام مین
بیٹھتی اور اجلاس کرتی - اور عدالت اور انصاف سے لوگون کی نالش اور فریاد سنتی - اور
جو قواعد اور ضوابط رکن الدین کے عہد سلطنت مین سست ہو گئے تھے - اونکو از سر نو درست کیا
- اور جو برائیان اوسکے بھائی کے وقت مین پیدا ہوئی تھین اون سب کو دور کیا - غرض
سلطنت کا انتظام عقل اور تدبیر کے ساتھہ کیا - ایک گروہ امرا کا اوسکی تخت نشینی سے ناراض
تھا - نظام الملک جنیدی اوسکا سرگروہ تھا - اس گروہ نے لشکر لیکر دلی کا ارادہ کیا -
اور جو سپاہ دلی کی محافظ تھی اوسکو شکست فاحش دیدی - اور تباہ پریشان کر دیا مگر
سلطان رضیہ نے اپنی لائق تدبیرون اور حکمتون سے اس گروہ کو توڑ دیا - بعض کو قتل کر دیا
- بعض کو تشفی اور تسلی دیکر پرچایا - غرض تھوڑے ہی دنون مین سب فساد مٹ گیا - مین چین ہو گیا
- اگرچہ رضیہ مین سب صفتین بادشاہان عادل اور کامل اور عاقل کی موجود تھین - مگر ایک
کام سے اوسکی تمام خوبیون کو داغ لگ گیا - جمال الدین یاقوت حبشی کو کہ امیر آخور تھا -
سلطان رضیہ نے اپنا نہایت مقرب بنایا - امیر الامرا کا خطاب اوسکو عطا کیا - وہ ہمیشہ بغل
مین ہاتھہ دیکر گھوڑے پر اوسی سوار کرتا تھا - اس سبب سے تمام ارکین سلطنت رنجیدہ ہو گئے
اول ملک اعزالدین حاکم لاہور نے اطاعت سے قدم باہر رکھا - سلطان رضیہ لشکر چڑھا کر وہان
گئی - ملک اعزالدین اوسکے ساتھہ باخلاص پیش آیا - اسلئے ملتان کا ملک سلطان رضیہ نے
اوسکو اور عطا کیا - اسی سال ملک التونیہ حاکم بھٹنڈہ نے علم بغاوت بلند کیا - وہ بھی جمال الدین
یاقوت کی امیر الامرائی سے تنگ آگیا تھا - سلطان رضیہ بیگم لشکر لیکر اوس پر چڑھی - اثناء
راہ مین لوگون نے یاقوت حبشی کو قتل کر ڈالا - اور رضیہ بیگم کو قید کر کے قلعہ بھٹنڈہ مین
بھیجدیا - اور دہلی مین معزالدین بہرام کو کہ سلطان شمس الدین التمش کا بیٹا تھا -

تخت پر بٹھایا - رضیہ بیگم نے حاکم بھٹنڈہ کو قید ہی کی حالت مین ایسا اپنی فطرت سی پرچایا کہ اوسنے نکاح اوسسے کرلیا - اب یہہ دونو میان بی بی جاٹون اور گکھڑون کو جمع کرکے اور اور اطراف سی سپاہیون کو سمیٹ کر دو دفعہ دلی پر حملہ آور ہوئی - مگر دونو دفعہ شکست ہوئی - دوسری شکست کیتہل مین ہوئی تہی - ان دونو میان بی بی کو زمینداروں نے گرفتار کرکے سلطان معزالدین بہرام کو حوالہ کیا - اوسنے ان دونو کو قتل کرڈالا - سلطان رضیہ فی سار ۳ تین برس تک سلطنت کی - یہی کام اوسکا عقل کے خلاف تہا کہ ایک کمینہ کو منہ لگایا اوسکا یہہ ثمرہ پایا - کہ سلطنت کہوئی - پہر جان گئی - اگرچہ نہ معلوم ہوا کہ وہ اس حبشی پر بری نیت سے مہربانیان کیا کرتی تہی +

معزالدین بہرام شاہ

سلطان رضیہ قلعہ بھٹنڈہ مین مقید تہی کہ ۶۳۷ھ مین بہرام شاہ بادشاہ ہوا - اوسنے تخت پر قدم رکہا ہی تہا کہ ارکین دربار نے سازشین کرنی شروع کین - ادہر مغلون نے اوسکے ملک پر حملہ کیا - اور لاہور تک چلے آئے - ملک قراقش کہ لاہور مین حاکم تہا راتون رات بہاگ کر دلی مین آیا - ایک سپاہ کثیر مغلون کی رفع دفع کرنے کی واسطے جمع کی گئی - مگر اس اجتماع سے نئی نئی فساد امراء مین کہڑے ہوئے + ان فسادون کے مٹانے کی واسطے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی نے تکلیف گوارا کی - مگر اونکی بہی کسی نے نہ سنے - ان فسادون کا یہہ انجام ہوا کہ دو برس دو مہینہ کی سلطنت کے بعد بہرام شاہ بہی گرفتار ہوا - اور قید خانہ مین پڑا پڑا مرگیا -

سلطان علاءالدین مسعود شاہ

جب سلطان بہرام کا پیمانہ عمر لبریز ہوا تو ملک عزالدین بلبن بزرگ تخت دہلی پر جلوہ گر ہوا

مگر امرا اوسکی تخت نشینی سے بہی راضی نہ ہوئے - اور ناصر الدین اور جلال الدین کہ
سلطان شمس الدین کے بیٹے تہے - اور سلطان علاء الدین مسعود شاہ کہ رکن الدین
فیروز شاہ کا بیٹا تہا - اور سب کے قصبے سفید مین مقید تہی - اونکو قید خانہ سے باہر لائے
اور اونمین سے سلطان علاء الدین مسعود شاہ کے سر پر ۱۲۴۱ھ ۶۳۹ھ مین تاج شاہی رکہا
مگر اسکی سلطنت مین بہی وہی خرابیان برپا ہوئین جو پہلے سی چلی آتی تہین - بلکہ
اونپر اسکی دائم الخمری اور عیاشی اور ظلم نے اور طرہ لگا دیا - اس بادشاہ کی وقت کی
بڑی مشہور بات یہہ ہے کہ محمد بختیار خلجی جس راہ سے تبت اور خطا مین گیا تہا - اوسی
راہ سے مغلون کی فوج نے ۱۲۴۴ھ ۶۴۲ھ مین بنگالہ پر یورش کی - اس اہ سی فقط یہی
یورش ہوئی ہے - اور کسی یورش کا اس اہ سی صحیح تاریخ نہین پتا نہین ملتا مغلون کو
شکست ہوئی - پہر اونہون نے قندہار کی طرف سے ملک سندہ پر حملہ کیا - اور اوچہ کا محاصرہ
کیا - سلطان نے بہی امرا کو جمع کیا - اور لشکر فراہم کرکے بیاس کے کنارہ پر فوراً جا پہنچا
مغلون کے لشکر نے اوچہ کا محاصرہ چہوڑ دیا - سلطان مظفر و منصور دلی مین چلا آیا -
جب امرا نے دیکہا کہ سلطان مسعود کے ظلم اور شراب خواری سے کام سلطنت کا بگڑتا ہی -
تو اونہون نے پیغام اوسکے چچا ناصر الدین پاس بہرائچ مین بہیجا - اور اوس کو
بادشاہ بنایا - اور مسعود کو قید خانہ مین ڈالا - کل چار سال ایک ماہ اوسنے سلطنت کی +

سلطان ناصر الدین محمود

یہہ ناصر الدین اپنے بڑے بہائی سلطان ناصر الدین کی وفات کی بعد پیدا ہوا تہا -
سلطان لتمش نے اپنے مرحوم بیٹے کا نام اور لقب اس اپنے چہوٹے بیٹے کو عطا کیا اور
قصبہ لونی مین اوسکی ماکو بہیجدیا - یہین ساری تعلیم اور تربیت ناصر الدین نے پائی

باپ کی مرنے پر کچھہ دنون مین قید مین گذری - پھر رہائی پائی - اوسکی عادت تھی کہ
ہمیشہ سوچ بچار مین رہتا - اور سب سے الگ تھلگ رہتا - سلطان مسعود کے عہد مین
اوسکو بہرائچ کی حکومت ملی - یہان اوسکی عدالت و انصاف سے تھوڑے دنون مین
بہت رونق ہوگئی - جب مراد دہلی سلطان علاء الدین مسعود شاہ کی باتون سے
تنگ آئے - تو اونہون نے ایک خفیہ عرض داشت سلطان ناصرالدین کی خدمت مین
بھیجی - کہ آپ دہلی مین تشریف لائین - بلکہ جہان جو ناصرالدین کی والدہ تھی - اس سفر
مین ہمراہ ہوئی - اور اس بہانہ سے کہ سلطان بیمار ہے - دلی مین علاج کرنیکو جاتا ہے
- بیٹے کو دلی تک لے آئی - اور کسی کو خبر نہ ہوئی کہ وہ یہان آپہنچا - بلکہ ایسا وہم اوسکو
تھا کہ جب رات ہوتی تو ناصرالدین کے منہ پر نقاب ڈالدیتی کہ کوئی پہچانے نہین -
غرض ۲۲ محرم ۶۴۴ ہجری مطابق ۱۰ جون ۱۲۴۶ء کو سبز قصر مین یہہ سلطان
دہلی کے تخت پر بیٹھا - جلوس کے دن بڑا جشن ہوا - ملک غیاث الدین کو لقب
وزارت عطا ہوا - اور سارا کاروبار سلطنت کا اوسکے اعتماد پر چھوڑا گیا - سلطان
نے وزیر بنانے کی وقت کہدیا کہ کوئی کام ایسا نکرنا کہ خدا کے روبرو مین اوسکے
جواب سے شرمندہ ہون - اس وزیر نے اپنے کام کا حق ادا کیا - اور ایسی تدبیرین کین
کہ کسی کو قدرت نہ تھی کہ اوسکے کام مین دم مار سکے - غرض ساری سلطنت کا کام
اوسکی مٹھی مین تھا - یہہ ملین شمس الدین التمش کا غلام اور داماد تھا - اب ناصرالدین
نے اوسکو خان عظیم الفخر خان کا خطاب مرحمت کیا - اور اوسکا چچیرا بھائی شیر خان تھا
- اوسکو خان معظم کا لقب عطا ہوا - اور ملتان اور پنجاب کا حاکم مقرر ہوا -
اس بادشاہ کو اون مغلون کا کھٹکا لگا ہوا تھا - جو غزنین کابل و قندہار اور بلخ

اور لہرات مین شورش بپا کر رہے تہے - غیاث الدین بلبن نے ان سرحدی صوبون
کو ملا جلا کر ایک صوبہ قائم کیا اور شیر خان کو وہان کا حاکم مقرر کیا - اور بادشاہ کو
پنجاب مین لے گیا - اور گہکرون کو کہ مغلون کی ساتہہ غاتو نگری مین شریک ہو گئے تہے
- نہایت سخت سزا دی - سیکڑون کو قتل کیا - اونکے بچونکو لونڈی اور غلام بنا کر دہلی مین
لے آیا - سوا اسکے ایک جماعت کی جماعت پرانے امیرون کی تہی کہ وہ سلطان شمس الدین
التمش کے وقت سے جاگیرین - لاہور اور ملتان مین باقی تہین - مگر حق خدمت نہ ادا
کرتی تہین - اور مغلون کی سپاہ سے ساز باز رکہتے تہین - اون سب بوڑہون کو سلطان
غیاث الدین بلبن سے مشورہ لیکر منصب سے معزول کیا - اور اونکے جوان اولاد اور
عزیز اور اقارب کو اونکے منصبون پر مامور کیا - اس انتظام سے ملکی اور مالی بندوبست
دونون طرح کا ملتان اور پنجاب مین ہو گیا - اور گہکرون سے دل مطمئن ہوا - یہہ عمل
سلطان کا ایسا تہا جیسا کہ سکندر کا سننے مین آیا ہے کہ اوسنے اپنے اوستاد ارسطو کو
ایلچی بہیجا اور پوچہا کہ مین کیا کرون امرا اور ارا کین دولت بندگی اور فرمانبرداری
میری نہین کرتے - ارسطو ایلچی کو باغ مین لے گیا - اور باغبان کو حکم دیا کہ سب پیڑ انے
پیڑ اوکہاڑ ڈال - اور نئے پودے اوسکی جگہہ لگا دے - اور کچہہ جواب ایلچی کو نہ دیا
- اور رخصت کیا - ایلچی نے یہہ سارا حال سکندر سے بیان کیا - سکندر مطلب سمجہہ گیا -
چنانچہ اوسنے امرا کہن سال کو معزول کر کے - اونکی اولاد کو اونکے عہدون پر مقرر کیا
- پہر سب انتظام ہو گیا - بعد ازین ۶۴۶ھ سے ۶۴۹ھ تک غیاث الدین بلبن اون
ہندو راجاؤن سے لڑتا رہا - جو شاہان سابق کے ضعف اور بے اعتدالی کی سبب سے
متمرد اور سرکش ہو گئے تہے - چنانچہ اول حملہ مین اوسنے جمنا کے وار پار ملک مین دلی سے

کا نجوبتک حکومت سلطانی کو قائم اور بحال کیا - پھر آئندہ تین سال کے چڑھائیون مین میوات
کے پہاڑی ملک کو کہ دلی سے چنبل تک پھیلا ہے صاف کیا - پھر رنتھمبور و کوہ پایہ کے قلعہ کو
جو میوات کے پاس ہے فتح کیا - اور سلطان ناصر الدین کا بھائی جلال الدین دلی مین آیا
اور پھر یہان سے چتوڑ کو بھاگا - سلطان نے اوسکا تعاقب کیا - اور چتوڑ مین پہنچا - مگر
وہ فتح نہوا - لاچار سلطان دہلی مین ولٹا چلا آیا - ملک اعز الدین بلبن بزرگ حاکم اوجہ
اور ناگور نے بغاوت اختیار کی - سلطان نے اوسپر لشکر کشی کی - وہ سلطان کے سامنے
نہ ٹہر سکا - اور حاضر ہو کر امان کا جویان ہوا - سلطان نے اوسکی عفو تقصیر کر کے اوسکی
حکومت بحال کہی - اور خود دہلی مین چلا آیا - پھر نرور کا قلعہ بندیل کھنڈ مین جاکر فتح کیا
- اور بعد ازان چندیری اور مالوہ مین گیا - اور وہان اپنی طرف سے حاکم مقرر کئے -
اور پھر دلی چلا آیا - اور اوسکے چچیری بھائی شیر خان نے بھی مغلون کو شکست دیکر
غزنین لے لیا - اور اسمین خطبہ سلطان کے نام کا پڑھوایا - اور اوسکا سکہ چلایا - اور
پھر سلطان کے حکم کے بموجب اوجہ پر لشکر کشی کی - ملک اعز الدین بلبن بزرگ ناگور سے
اوجہ مین آیا - اور شیر خان کو اوجہ سپرد کر کے سلطان پاس دلی مین آیا - سلطان نے
اوسکو بدایون مین حاکم مقرر کیا - جن مہمات کا اوپر ذکر ہوا - اونمین اکثر سلطان ناصر الدین
شریک تہا - اور ان فتوحات کا سبب اپنے تئین بتاتا - مگر دل مین خوب سمجہتا تہا
کہ یہہ سب فتوحات بلبن کی بہادری سے حاصل ہوتی ہین - اول قدم ان معرکون مین
اوسیکا ہی - بعد اوسکے میرا قدم ہے - شاید یہہ بات دل مین ناگوار ہوگی - عماد الدین
رنجانی نے کہ بلبن کا ہی دست پروردہ تہا - بلبن کی جان اور عزت کا خواہان
ہوگیا - اور بادشاہ سے لگا بجہا کر بلبن کو قطاع ہانسی مین بہیج دیا - اور خود وزیر بن گیا

اور اور رفقاء بلبنی کو بھی الزام دے دیکر کچھہ سے کچھہ کر دیا - جب ان تغیرات سے بے انتظامی شروع ہوئی - تو بدگمانی اور نارضامندی نے بھی پیر و ور و در پھیلائے - غرض کڑہ مانک پور اودہ بدایون سرہند سیام و کہرام لاہور سوالک ناگور ان سب دس صوبوں کے حاکموں نے متفق ہو کر بلبن پاس پیغام بھیجا کہ عماد الدین زنجانی کے ظلم اور ستم سے انتظام سلطنت مین خلل پیدا ہو رہا ہے - اب صلاح ہم سب کی یہہ ہے کہ آپ دلی جائین - اور بطور سابق اپنے کام کا انصرام فرمائین - بلبن نے اس درخواست کو منظور کیا - اور سب کو کہرام مین جمع کیا - عماد الدین زنجانی ان سب کے رفع دفع کرنے کی واسطے سلطان کو لے گیا - ان سب امرا اور ملک غیاث الدین بلبن نے عرضی نہایت ادب اور تعظیم سے لکھی کہ ہم سب آپ کی غلام ہین - اگر عماد الدین زنجانی آپکی وزارت کی منصب پر نہ ہو - تو ہم سب کے سب آپکی پا بوسی مین مشرف ہون - سلطان نے عماد الدین کو معطل کر کے بدایون کے صوبہ کو روانہ کیا - سب امرا سلطان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور شاہانہ خلعت انکو مرحمت ہوئے - اور پھر سب امرا اپنے اپنے جگہہ مقرر ہوئے - اور غیاث الدین بلبن کے آنے سے سب چھوٹے بڑے خوش و خرم ہوئے - ۶۵۵ھ سے ۶۵۱ھ تک بغاوتین ہوا کین - ملکہ جہان والدہ ناصر الدین نے قتلغخان سے نکاح کر لیا - سلطان کا دل اپنی مان کی طرف سے برگشتہ ہو گیا قتلغخان کو اودہ کی جاگیر دی کر رخصت کیا - پھر یہان اودہ سے بہرائچ مین بدل دیا - اسپر اوس نے بغاوت اختیار کی - اور عماد الدین زنجانی اور حاکم سندہ اور بعض اور امرا نے سلطان کی مخالفت پر موافقت کی - سلطان نے قتلغخان کی سرکوبی کے واسطے غیاث الدین بلبن کو اور عماد الدین کے واسطے تاج الدین بزرگ کو متعین فرمایا ——

عماد الدین لڑائی کے بعد اسیر ہوا۔ اور قتل کیا گیا۔ اور قتلغخان بلبن کے سامنے نہ ٹھہر سکا اور بھاگ کر جیت پور چلا گیا۔ بلبن اس نواح کو تاخت و تاراج کر کے دہلی چلا آیا۔ قتلغخان کی امداد راجہ جیت پور نے کی۔ اور بہت سے آدمی اوس پاس جمع ہو گئے۔ اور کشلیخان حاکم سندہ کی پاس چلا گیا۔ اور دونو نے متفق ہو کر سمانہ اور کہرام کے نواح مین خلل اندازی شروع کی۔ سلطان نے غیاث الدین بلبن کو پہر اس مہم کا اہتمام سپرد کیا۔ جب دونو فریق آمنے سامنے ہوئے۔ یہان دہلی سے بعض حضرات نے قتلغخان اور کشلیخان کو خط لکھہ بھیجا کہ دلی چلے آؤ اور شہر لے لو۔ یہان دلی والون کو اونکی اطاعت کی تلقین کرتے تھے۔ بلبن کو تمام مکر و فریب کی خبر ہو گئی۔ اور ساری کیفیت لکھکر سلطان کے پاس بھیجدی۔ سلطان نے فوراً اوس جماعت کے امرا کو حکم دیا کہ اپنی جاگیرون پر جائین بعض کہتے ہین کہ قید خانہ مین ڈال دیا۔ اب قتلغخان اور کشلیخان کو خبر اس امر سے نہ ہوئی وہ سو کوس کی منزل کو دو روز مین طے کر کے دلی مین آ گئے۔ تو یہان اونہون نے کچھہ نہ دیکھا۔ اس سبب سے وہ خود منتشر ہو گئے کشلیخان کو تو حکومت سندہ کی پہر بلبن کی سفارش سے مل گئی۔ مگر قتلغخان کا حال نہ معلوم ہوا کہ وہ کہان چلا گیا۔

یہان یہہ بغاوتین ہو رہی تھین کہ مغلون نے اوچہ اور ملتان پر حملہ کیا۔ سلطان اونکی سرکوبی کے واسطے لشکر جمع کر کے روانہ ہوا تھا کہ مغلون کا لشکر بغیر لڑائی کے پہر گیا۔ اسلئے سلطان نے بھی دلی مین پہر چلا آیا۔ پنجاب کی حکومت پہر شیر خان کے سپرد ہوئی اور ملک جلال الدین خانی حاکم پنجاب کو لکھنوتی کی حکومت سپرد ہوئی۔ کٹہر مانک پور مین بغاوت ہوئی۔ ارسلان خان اور فلیح خان نے یہان ڈیرہ جمایا تھا۔ مگر سلطان کے یہان آنے سے یہ بغاوت دب گئی۔ مگر اس بغاوت کا دبانا ہواتیون کے سر شے کے سامنے

کچھہ کام نتہا۔ یہہ سرکشی بڑی بہاری سرکشی تہی۔ بلبن ہی کی جانفشانی نے اوسکو مٹایا۔ وہ اونسے ایک بڑی لڑائی لڑا۔ اور مغلوب کیا۔ ۱۲۵۹ء مین اون کا ملک فتح کیا۔ یہہ میواتی ایسی جگہہ جاکر چھپے جہان اہل اسلام کے سوار دنکا وہان جانا مشکل تہا۔ اسلئے بلبن نے اشتہار دیدیا کہ جو شخص میواتی کو زندہ پکڑکر لائے دو ٹنکہ نقرہ انعام پائے۔ اور جو شخص میواتی کا سر کاٹکر لائے۔ وہ ایک ٹنکہ نقرہ صلہ پائے۔ غرض اس اشتہار سے بعض سپاہی ایسے میواتیون کے گلا کاٹنے پر آمادہ ہوئے کہ تین چار سو میواتیون کو روز زندہ پکڑکر لاتے۔ اور خزانہ شاہی سے انعام لے جاتے۔ غرض راجاؤن نے یہہ حال دیکھکر لشکر آراستہ کیا۔ بلبن نے بہی سپاہ کو سامنے کیا۔ اگرچہ بعض بڑے بڑے امیر اس لڑائی مین بلبن کے مارے گئے۔ آخرکو کہیت بلبن کے ہاتہہ رہا اور دہائی سو سردار مخالفون کے گرفتار ہوئے۔ دہلی مین لاکر اونکو بلبن نے سلطان کے روبرو مارا۔ دس ہزار میواتی اس لڑائی مین مارے گئے۔ مگر یہہ قوم ہمیشہ لوٹ مار کرتی رہی۔ اور دلی کے باشندون کو کبہی اون کی لوٹ مار سے انگریزی عملداری تک چین نہ ملا۔ اب سب سے آخر واقعہ عظیم اوسکی سلطنت کا یہہ ہے کہ ہلاکو خان نبیرہ چنگیز خان کا ایلچی دہلی کے نزدیک آیا۔ غیاث الدین بلبن پچاس ہزار سوار اور دو لاکہہ پیادہ اور دو ہزار ہاتہی اور تین ہزار عرادہ آتشبازی لیکر شہر سے باہر ایلچی کے استقبال کو نکلا۔ طبل اور دہل اور کرنا اور نفیر کا غل اور ہاتہیون کا چنگہاڑنا۔ اور گہوڑون کا ہنہنانا۔ ہتیارونکا چمکنا۔ آتشبازی کا چہوٹنا۔ ان سب نے آثار قیامت کا نمونہ دکہادیا تہا۔ بس بلبن ایک تیر کے فاصلہ سے اسکے استقبال کو گیا۔ اور فوج کی صفون اور ہاتہیون کی قطارون کا تماشا دکہایا۔ اور قصر سفید مین سلطان ناصرالدین پاس لایا۔

وہان قصر سلطانی ایک مجمع کا عالم دکہا رہا تہا - ایک طرف سادات اور مشایخ کہڑے ہوئے تہے - دوسری طرف عراق اور خراسان اور ماوراء النہر کے شاہزادے اور ہندوستان کے راجہ راو مہاراج - غرض یہہ جشن بہی عجیب و غریب تہا - ایلچی اس سب سامان کو دیکہہ کر دنگ رہ گیا - شاید اس شان اور شوکت کی سامان نے بہی ہندوستان کو بلا کو خان کے ہاتہہ سے بچایا اب اس بادشاہ کی آخری عمر تک کوئی واقعہ عظیم وقوع مین نہین آیا - اب غور کرو کہ اس بادشاہ کی سلطنت مین جہگڑے اور فساد کیا کیا برپا ہوئے - مگر کسی فساد سے سلطنت کو صدمہ نہین پہنچا - یہہ بادشاہ شجاع اور عابد اور سخی تہا - اگرچہ اوسکا دربار تکلفات سے بر تکلف تہا - مگر گہر اوسکا سادگی کا گہر تہا - ایک ہی زوجہ منکوحہ تہی - وہی اپنے ہاتہہ سے روٹی پکاتی تہی - ایک دن اس نیک بخت بی بی نے کہا کہ روٹی پکانے سے ہاتہہ جلتے ہین - کوئی لونڈی خرید لو - کہ وہ کہانا پکا دیا کرے - یہہ بادشاہ نے جواب دیا کہ بیت المال بندونکا حق ہے - میرا مال وسمین کچہہ نہین ہے کہ روپیہ لیکر لونڈی خریدون - صبر کرو خدا اوسکا اجر دیگا - غرض ساری عمر فقیرانہ بسر کی - زہد تقوی عبادت چاردن پہر اوسکا کام تہا - قرآن شریف کی کتابت سے اوسکی گذر اوقات تہی - کبہی خزانہ شاہی سے پیسا نہین لیا - اتفاقاً ایک امیر نے اوسکے ہاتہہ کا لکہا ہوا قرآن شریف زیادہ قیمت کو لے لیا - جب اوس کو یہہ معلوم ہوا تو بہت ناگوار گذرا - پہر وہ اپنے قرآن شریفون کا ہدیہ معمولی قیمت پر خفیہ کیا کرتا - ایک دن کا ذکر ہے کہ وہ قرآن شریف پڑہ رہا تہا - کہ ایک محتاج اوس پاس آیا - اوسنے قرآن شریف مین دو فیہ برابر لکہے ہوئے دیکہکر

یہہ کہا کہ ایک فیہ اسمین غلط لکھا ہے۔ سلطان نے قلم دوات منگا کر اوس فیہ پر حلقہ کھینچ دیا۔ اوس محتاج کی احتیاج رفع کر رخصت کیا۔ پھر جاکر لیکر اس حلقہ کو حک کیا۔ ایک غلام نے پوچھا کہ پہلے حلقہ بنایا کیون۔ اب اوسکو مٹایا کیون۔ اوسنے یہہ جواب دیا کہ۔ محتاج آیا تہا۔ اگر اوسوقت مین یہہ کہتا کہ تو غلط لکہتا ہے تو اوسکا دل مکدر اور رنجیدہ ہوتا۔ پھر اس رنج کا مٹانا اس حلقہ کے مٹانیسے زیادہ مشکل ہوتا ایک صلاح کا نیک اندیشہ کا دل مینے خوش کر دیا۔ اور یہہ محنت کرنی مجھے کچھہ ناگوار نہین ہوئی۔ طبقات ناصری جو ایک مشہور تاریخ ہے وہ اسی بادشاہ کے عہد مین تصنیف ہوئی ہے۔ غرض یہہ نیک سیرت بادشاہ گیارہوین جمادی الاول ۶۶۴ھ مطابق فروری ۱۲۶۶ء کو بہشت نصیب ہوے۔ بیس برس کئی مہینہ تک اوس نے سلطنت کی۔

سلطان غیاث الدین بلبن

ناصر الدین محمود کے تخت و تاج کا کوئی وارث نتہا۔ سلطان غیاث الدین بلبن اوسکی زندگی مین ساری سلطنت کا مختار رہا۔ اب اوسکو خود بادشاہ ہونے مین کچھہ دقت نہ ہوئی۔ ۱۲۶۶ء ۶۶۴ھ مین تخت شاہی پر بے تکلف بیٹھہ گیا۔ اب اصل حقیقت اوسکی یہہ ہے کہ اوسکا باپ بڑا امیر تہا۔ اور ترکان قراخطا مین سے تہا۔ جب مغلون نے اس یار کو فتح کیا۔ تو وہ ان مغلون کی ہاتہہ مین اسیر ہوا۔ اور ایک سوداگر نے اوسے خریدا۔ اور بغداد مین لاکر جمال الدین بصری کے ہاتہہ بیچا۔ جمال الدین بصری نے سلطان التمش کے نذر کیا۔ سلطان نے اوسکے چہرے کے آثار دیکہکر بازدار خاصہ کا مقرر کیا اور بعد ازان بتدریج اور معزز عہدون پر سرفراز کیا۔ اب یہہ کیفیت تو سلطان التمش کے

زمانہ مین رہی - اب اوسکے جانشینونکے زمانہ مین سلطان رکن الدین کے عہد مین
وہ ہندوستان کے ترکون کے ساتھہ سازش کرکے پنجاب مین باغی ہوگیا - سلطان رضیہ
کے عہد مین گرفتار ہوکر محبوس ہوا - اور پھر رہا ہوا - اور میر شکار کا عہدہ ملا - یہہ
میر شکار ہونا ایک اشارہ غیبی تہا - کہ ایک دن صید عالم اوسکا شکار ہوگا - سلطان
معزالدین بہرام کے عہد مین امیر اخور مقرر ہوا - یہہ میر اخور ہونا بیمار ربانی تہا کہ
ایک دن اقبال کا گہوڑا اوسکی رانون تلے دوڑیگا - میواتی اکثر دہلی مین آکر لوٹ
مار کرتے - اور تکلیف دیتے - اونکے انتظام کے واسطے پرگنات ہانسی اور ریواڑی علاءالدین
بلبن کو اقطاع مین دئے گئے - اوسنے میواتیون کو ایسا دبایا کہ سر نہ اوٹھانے دیا -
اس کارنمایان سے اوسکی شجاعت اور مردانگی کا ایک شہرہ ہوگیا - اور سلطان
علاءالدین نے اوسکو ایسی بات پر امیر حاجب کا عہدہ دیا - اس کام مین بہی وہ پورا نکلا
سلطان ناصرالدین کی زندگی مین تو وہ سلطنت کا مالک ہوگیا - سلطان برائے نام
بادشاہ تہا - درحقیقت بلبن بادشاہی کرتا تہا - اور بعد اوسکی وفات کے خود سلطان ہوا
سلطان التمش کے چالیس ترکی غلام تہے - اور وہ ترکی غلام سلطان التمش کے بڑا جاہ و
منصب کہتے تہے - اونکو چہلگانی کہتے تہے - اور خواجہ تاش اونکا لقب تہا - بعد
سلطان التمش کے یہہ سب ایک مجلس مین جمع ہوئے - اور آپس مین اس بات پر قول
اور قسم اور عہد و پیمان ہوکہ ملک مملکت کو آپس مین تقسیم کرلین - لیکن ہتوڑی دنو مین
پہوٹ اونمین پڑگئی - اسلئے کام نہ بن پڑا - ہر خواجہ تاش بجائے خود خود سر ہوگیا - اور
سامنے اور رو نکو بے حقیقت گننے لگا - اور دوسرے کو یہہ کہنے لگا کہ تو کیا ہے جو مین نہین
ہون - اور تو کیا ہوسکتا ہے جو مین نہین ہوسکتا - غرض ان غلامون کا دور دورہ تہا

باقی سب بیچارے خاندانی امیر امراء خراب خستہ تھے۔ اب اونہین سے غیاث الدین بادشاہ ہوا اوسنے سب قول قرار ونکو اوڑانا اور عہد و پیمانون کو توڑنا چاہا۔ جن خواجہ تاشون سے اوسکو ابتدا ہی سلطنت مین خطرہ معلوم ہوا۔ اونکو حیلہ حوالہ کرکے جاہ و منصب سے محروم کر دیا۔ یہہ دستور العمل مقرر ہو گیا کہ کسی شخص کو ارازل مین سے ملکی کام نہ ملے۔ جب کوئی شخص نوکر ہوتا۔ اوسکے حسب نسب اور زہد و تقوی کی بڑی تحقیقات ہوتی۔ اور بعد نوکر ہوجانے کے بھی کچھہ اوسمین فرق معلوم ہوتا۔ تو عہدہ سے برطرف ہوتا۔ ہندون کو معزز عہدون کا ملنا موقوف ہوگیا۔ اس بادشاہ کو ارازل سے یہانتک نفرت تھی۔ اور اپنی بادشاہی پر ایسی نخوت تھی کہ کبھی پوراج سے ہم کلام نہوا۔ جب تک زندہ رہا کسی امیر کا مقدور نہ ہوا کہ کسی کمینی کی سفارش اوسسے کرتا۔

اور ملکون کے امیرون کا جمع ہونا

یہہ اس بادشاہ کی اقبال مندی اور خوش نصیبی تھی کہ اور ملکون مین بڑے بڑے زبردست مسلمانون بادشاہون کی سلطنتین برباد ہوگئین۔ مگر ہندوستان مین اہل اسلام کی سلطنت قائم رہی۔ مغلون کے ہاتھہ سے تنگ ہوکر اور ڈر ڈر کر پچیس بادشاہ اور بادشاہزادے اور امراء اپنا اپنا ملک چھوڑ کر یہان آچکے تھے۔ اور پندرہ خاص اوسکے عہد مین بھاگ کر آئے۔ بادشاہ اونکی بڑی خاطرداری اور عزت کرتا۔ اور فخریہ کہا کرتا کہ آج میری یان پندرہ بادشاہ مہمان ہین۔ یہہ سب امیر اوسکا احسان مانتے تھے اور اوسکے تخت کے گرد دست بستہ کھڑے رہتے تھے۔ دو چار کو بیٹھنے کی بھی اجازت تھی۔ ان امیرون اور بادشاہون اور شاہزادون کے نامون پر محلہ آباد ہوگئے تھے۔ عباسی اور سنجری اور خوارزمی اور دہلی اور علوی اور آبکی اور

غوری اور چنگیزی اور روی اور سنقری اور یمنی اور موصلی اور سمرقندی اور کاشغری اور ختائی دلی مین محلون اور بازارون کے نام ہوگئے تہے - اور ان ناموں کے باعث سے روم اور غزر اور خوارزم اور بغداد وغیرہ کی سلطنتون کی یادگار ایک مدت تک اوسکی دارالسلطنت مین قائم رہے ٭

علم و ہنر کا حال

سلطان محمود سنجر کے دربار مین تو کیا اجتماع ارباب فضل اور علم اور ہنر کا ہوگا جو غیاث الدین بلبن کے دربار مین تہا - اوسکے دو بیٹے تہے - بڑا بیٹا سلطان محمد تہا - یہہ شاہزادہ بڑا صاحب کمال تہا - اوسکو علم کا بڑا شوق تہا - اوسکے ہان علما اور فضلا جو اوس زمانہ مین اپنا نظیر نہ رکہتے تہے جمع تہے - تمام مشہور مورخ اوسکے عہد کے بادشاہ کے ملازمون مین داخل تہے - حضرت امیر خسرو اسی بادشاہزادہ کے ملازم تہے - اور خواجہ حسن پنجبال بہی اوسکے نوکر تہے - وہ ان کی تعظیم اور تکریم سب سے زیادہ کرتا تہا - حضرت امیر خسرو نے اس شاہزادہ کی یہہ کیفیت لکہی ہے کہ جودت طبع اور سخن شناسی اور متقدمین اور متاخرین کے اشعار کے یاد رکہنے مین اوسکی برابر بہت ہی کم آدمی دیکہے ہین - ایک بیاض دسنے مین ہزار اشعار منتخب کی ایسی لیاقت سے لکہی تہی - کہ اور شعرا زمانہ بہی اوسکی نقل کرنے کی تمنا رکہتے تہے - حضرت شیخ سعدی کو بہی راہ خرچ بہیجکر بلایا تہا مگر وہون نے اپنی پیرانہ سالی کا عذر کیا - اور ایک کتاب اپنی اشعار کی بہیجی - اور حضرت امیر خسرو کی سفارش کی - اور اونکے ہم صحبت ہونے کی مبارکباد دی - غرض اس شاہزادہ کے سبب سے تو ارباب علم اور فضل کا اجتماع تہا - دوسرا بیاق خان تہا -

وہ رنگین طبع اور عیش دوست تہا۔ گوئیے بجوئیے نقال بہانڈ ظریف خوش طبع ہنرل گو سب اوسکی مجلس مین جمع رہتے۔ دستور ہے کہ جو رنگ ڈہنگ بادشاہ اور شاہزادون کا ہوتا ہے۔ اوسکی تقلید درامیر امرا کرتے ہین۔ ان دونو بہائیون کی پیروی مین اور امرا کا حال بہی یہہ تہا کہ کسی کے ہان عالم فاضل ندیم تہے۔ کسی کے ہان نقال اور رقاص انیس تہے +

دربار

غیاث الدین کو آرائش لباس اور زیبائش دربار کا بڑا شوق تہا۔ دربار عام اوسکا اس شان شوکت سے ہوتا کہ اچہے اچہے مردون کے بدن مین لرزہ آتا۔ سواری بڑے تجمل اور احتشام سے نکلتی۔ جشن بڑی دھوم دہام سے ہوتا۔ ان تکلفات ظاہری سے اصل حقیقت پر پردہ پڑگیا تہا +

عادات

جیسے اہل دشاہ کو دربار کی شان و شوکت کی طرف نظر تہی۔ ایسی عدل اور انصاف کی طرف بہی رغبت تہی۔ وہ عدالت کے وقت ادنے اور اعلے کو برابر جانتا تہا۔ اور کسی کی رورعایت نکرتا تہا۔ اپنے بیٹون سے کہا کرتا تہا کہ تم میرے جگر گوشے اور نور چشم ہو۔ مگر کہین ظلم اور ستم کروگے۔ تو مجہسے برا پہر تمہارے لئے کوئی نہین۔ ملک نعیق بداؤن کا صوبہ دار تہا۔ اور چار ہزار سوار کی جاگیر رکہتا تہا۔ اوسنے حالت مستی مین ایک فراش کو مار ڈالا۔ تہوڑے دنون بعد سلطان غیاث الدین وہان گیا۔ اور فراش کی بی بی فریادی آئی۔ تو اوسنے ملک نعیق کو اسقدر دُرّہ پٹوائے کہ وہ مرگیا اور جسپر یہ نے اوسکی اطلاع نہین دی تہی۔ اوسکو دار پر کہینچ دیا۔ اوسنے تمام

امرا، برید مقرر کر رکھے تھے کہ وہ اونکے نیک و بد حال سے اطلاع دین - امرا ان
بریدون کے ہاتھہ سے بڑے تنگ آگئے تھے - ہیبت خان صوبہ دار اودہ نے شراب کے
نشہ مین ایک غریب کا خون کیا - اوسکی بی بی نے بادشاہ پاس نالش کی - بادشاہ
نے ہیبت خان کو پانچ سو دُرّہ مار کر عورت کی حوالہ کیا - اور فرمایا کہ یہہ مجرم آجتک ہمارا
غلام تھا - اب تیرا غلام ہے - یہہ بیچارہ بڑی سعی اور سفارش سے اوس عورت کی
غلامی سے آزاد ہوا - اور پھر شرم کے مارے ساری عمر گھر سے باہر نہین نکلا - جب کبھی
اوسکا گذر پل یا دریا یا کسی دشوار گزار مقام پر ہوا - تو اوسکا یہہ دستور تھا کہ وہان
خود توقف کرتا - اور اپنے اہل کارون کو اہتمام اسکا سپرد کرتا کہ وہ پہلے مریضون اور
عورتون اور بچون اور لاغر ناتوان جانورون کو آرام اور آسائش سے اوتارین -
سارے ہاتھی اور چارپائے اپنے اس کام مین لگا دیتا - ایام خانے مین خوب مستانہ
نوشیان کرتا - ہر ہفتہ مین دو تین دفعہ رندانہ مشربون کا جلسہ کرتا - اور بڑے
جشن اوڑاتا - اور روپیہ لٹاتا - جو اکھیلتا - مگر جب بادشاہ ہوا - ان سب بڑے
کامون سے توبہ کی - اور پھر کبھی اونکے پاس نہ گیا - اور نہایت متقی اور پرہیزگار
ہوگیا - صوم و صلوٰۃ کا پابند - اشراق اور چاشت تہجد کی نماز کبھی قضا نہ کرتا -
کبھی بے وضو نہ رہتا - علما اور فضلا سے ہمیشہ مسائل مذہبی کی تحقیق کرتا رہتا - کھانا
نہ کھاتا جب تک علما اوسکے دسترخوان پر نہ بیٹھہ لیتے - اپنے امیرون کے گھر ملاقات کو جاتا
جمعہ کی نماز مین جامع مسجد آتا - اور جب وہان سے پھرتا - جہان مجلس وعظ کی سنتا - وہان
اوترتا اور وعظ سنتا - اور بہت روتا - بغیر موزہ اور ٹوپی کے اوسکو کسی خدمتگار
نے کبھی نہین دیکھا - کبھی مجلس مین قہقہہ مار کے نہین ہنسا - اور کسی کا کیا معذور تھا

جو اوس کے سامنے ہنستا۔ باوجود ان افعال و اعمال حسنہ کے اوسکی سیاست بہی غضب کی تہی کافر ہو مسلمان ہو جسنے اوسے ذرا بہی سرتابی کی۔ اوسکو نہایت سخت سزا دی۔ اولاد شمس مین جسکو اپنی سلطنت کا دشمن جانا فوراً قتل علانیہ کر ڈالا۔ اس سزا دینے مین اوسکو مشروع اور غیر مشروع ہونے کا ذرا خیال نہ ہوتا۔ مصرع بار ما این چنین کردہ ایم

اس سخت سیاست کا سبب تہا کہ ضوابط سلطنت اور قوانین مملکت جو سلطان التمش کی نالائق اولاد کی سلطنت کے سبب سے ضعیف و سست ہو گئی تہی۔ پہر درست اور چست ہو گئی۔ شکار کا شوق بہی اوسکو از حد تہا۔ دلی کے گرد بیس بیس کوس تک حکم تہا کہ کوئی اور شخص شکار نہ کہیلنے پائے۔ جب شکار کو جاتا۔ ہزار سوار ساتہ لے جاتا۔ یہہ فوج شکار مین کچہہ کام نہ آتی۔ مگر اسمین یہہ حکمت تہی کہ سپاہ کو دوا و دوش اور دوڑ دہوپ کی عادت پڑتی تہی۔ اگرچہ یہہ بادشاہ سزا دینے مین بڑا سنگدل تہا مگر اپنے زمانہ مین بڑا دشتفضیر اور فیاض گنا جاتا تہا۔ ایک دن امرا نے عرض کی کہ ممالک گجرات اور مالوہ اور بعض اور ملک جو سلطان قطب الدین اور شمس الدین کے عہد مین تصرف مین آئے تہے اونمین اب حضرت کی قوت اور قدرت کو کوئی نہین مانتا۔ بہتر ہوگا اون کی تسخیر کیجائے۔ اسپر اوسنے جواب دیا کہ جو تم کہتے ہو اوسکا خیال مجہے تم سے زیادہ ہے۔ مگر تم نے کیا نہین سنا کہ مغلون کا آجکل زور شور ہو رہا ہے۔ اور کتنی بڑی سلطنتون کو اونہون نے تہ و بالا کیا ہے۔ لاہور پر کئی دفعہ ہا تہہ چلا چکے ہین۔ ہندوستان کی تاک مین بیٹہے ہین۔ ابہی وہ سنین کہ مین دلی سے دور گیا تو وہ دوآبہ کو تاخت و تاراج سے نہین چہوڑتے۔ یہہ مغلون کا دغدغہ پہلے بادشاہ کے پیچہے نہ لگا ہوا تہا۔ اسلئے وہ ہندو راجاؤن سے لڑتے بہڑتے تہے۔ غرض ہلی سے

کسی دور جگہہ جانا مصلحت نہین ہے۔ بلکہ دور اندیشی کا اقتضا یہہ ہے کہ اپنے ملک کو مضبوط اور مستحکم کرین نہ یہہ کہ غیرون کے ملک پر حملہ کرین۔ اپنی ولایت قدیم کو ناقص چھوڑنا۔ اور دور دراز کے ملکون مین جانا عقل کا کام نہین۔ مغلون سے لڑنا بہادر نہایت مشکل ہے ہندؤن کا زیر و زبر کرنا کیا بات ہے+

مفسدون کا سزا دینا اور انتظام

سلطان شمس الدین کی اولاد کی سلطنت مین میواتیون نے بڑا سر اوٹھایا تھا ۱۲۶۶ء ۶۶۵ھ مین گنگا جمنا کے کنارون اور جوداور میوات کے پہاڑون پر بڑے شور اور فساد ان لٹیرون نے مچایا۔ اور اس سبب سے سلطنت مین بھی تھوڑا بہت خلل پڑا۔ مگر یہان بلبن کی سفاکی اور خونریزی کا قاعدہ بھی ان مفسدون کے مٹانے مین بڑا کام کر گیا۔ اور بہت ہی کارگر ہوا۔ ایک لاکھہ میواتی اوسنے میوات مین قتل کئے۔ جنگل کے جنگلی ہاکے نواح مین اون کی پناہ کے لئے کھڑے ہوئے تھے اون سب کو کٹوا کر صاف میدان کر دیا۔ اور کھیتی کرنے کا حکم دیدیا۔ اور جا بجا تھانے بٹھا دئے۔ اور عمدہ عمدہ تھانے دار کارگزار مقرر کئے۔ یہہ اوسکا نہایت عمدہ انتظام تھا۔ کہ جہان وہ مفسدون اور لٹیرون کا جماؤ دیکھتا۔ وہین فوج کی چھاؤنی ڈالتا۔ اور ان مفسدون کو نیست و نابود کرتا۔ اس بندوبست سے تمام راہین جاری ہوگئین۔ اور راہنین خوف لٹنے کا نہ رہتا۔ بداؤن اور امروہہ کے حاکمون کی زبانی ملک کٹہیر کے سرکشی کا حال جو قت معلوم ہوا۔ اوسیوقت سلطان پانچہزار سوار لیکر وہان پہنچا۔ اور سب سرکشون سے ملک کو پاک صاف کیا۔ پھر اس ملک مین عہد جلالی تک کسی مفسد کا نام نہ تھا۔ اب سلطان دلی مین آیا۔ اور لاہور گیا۔

وہان گردنوں مین جو مغلون کے ہاتھہ سی بربادی پہلے بادشاہون کے عہد مین ہوئی تہی اوسکی اصلاح کی۔

بنگالہ کی سرکشی

اب پندرہ سولہ برس تک سلطنت مین امن رہا۔ کسی مفسد نے سر نہین اوٹھایا۔ مگر بعد ازین ایک بڑی بغاوت ظہور مین آئی۔ سلطان کیقباد کے ترکی غلامون مین سے طغرل خان ایک غلام تہا۔ اور لکہنوتی مین حاکم تہا۔ یہہ حاکم شجاعت اور سخاوت مین مشہور تہا۔ اس حاکم بنگالہ نے میگنا پار جاج نگر پر چڑہائی کی۔ اب میگنا کو تیلیا کہتے ہین اور جاج نگر کو جاج پور یہہ ضلع کٹک مین واقع ہے۔ اور یہان کے رانا سے ہاتہی بہت سے چہین لئے۔ اور بڑی غنیمت ہاتہ لگی۔ مگر اس غنیمت مین سے دہلی کچہ بہی کوڑی نہ بہیجی۔ وہ سمجہا کہ بادشاہ بوڑہا ہو گیا ہے۔ لڑکے اوسکے مغلون کے ساتہہ لڑائی بہڑائی مین مصروف ہین۔ سو اسکے بادشاہ دہلی مین ایک مہینہ تک بیمار رہا تہا۔ اوسکے مرنے کی خبر مشہور ہو گئی تہی۔ جب طغرل خان کو یہہ خبر لگی۔ تو اوسنے اپنے جامہ سی باہر پیر نکالے۔ ایک جمعیت کثیر کو جمع کر کے خود بادشاہ بن بیٹہا اور اور سلطان مغیث الدین اپنا لقب کیا۔ جب فرامین شاہی صحت اور شفا پانے کی پہنچی اوسنے کچہہ خیال نکیا۔ جس غلطی مین پڑ گیا تہا اوسی پر چلا گیا۔ سلطان غیاث الدین ۱۲۷۹ء ۶۷۸ھ مین الپتگین موے دراز کو لشکر کے ساتہہ اوسکی سرکوبی کے لئے بہیجا۔ مگر اس سپاہ نے شکست فاش اوٹہائی۔ بادشاہ سپاہ پر نہایت خفا ہوا۔ اور سپہ سالار کو جا بجا پہر بہیجا۔ دوبارہ فوج پہر روانہ کی۔ مگر اوسنے بہی شکست کہائی۔ تو بادشاہ اور برہم ہوا۔ اور خود سپاہ کو لیکر روانہ ہوا۔ وہ ایسی کامون مین

خود بدطولی رکھتا تھا۔ کسی کی اعانت اور امداد کا محتاج نہ تھا۔ سیدھا گیا دھیا ہوئے
سرجو اور گنگا کے پار اوتر گیا۔ اور برسات کی ختم ہونے کا بھی کچھ خیال نہ کیا۔
طغرل نے جب یہہ دیکھا تو اوسکے دل پر بادشاہ کا یہہ رعب داب چھا یا کہ سامنے نہ ٹھہر
ہو سکا۔ گھبرا رسب چھوڑ چھاڑ تھوڑی فوج سمیت جنگلون مین بھاگ گیا۔ اب بادشاہ کے
آدمیون کو کچھ پتا نہ معلوم ہوا۔ کہ طغرل کہان غائب ہو گیا۔ ملک محمد شیر انداز
حاکم کوئل اوسکی تجسس مین پھرتا تھا۔ کہ راہ مین بنئے اوسے ملے۔ اونکو دھمکا کر طغرل
کے لشکر کا پتا لگایا۔ اور چالیس سپاہی ہمراہ لیکر طغرل کے لشکر مین جا گھسا۔ یہہ کسی کو
وہان خبر نہ ہوئی کہ یہہ سلطان غیاث الدین بلبن کے ملازم ہین۔ جب وہ قریب
طغرل خان کے خیمہ کے پہنچا۔ تو جو سامنے آیا اوسکو قتل کیا۔ طغرل یہہ سمجھا کہ
غیاث الدین کا لشکر اوسپر ٹوٹ پڑا۔ وہ سراسیمہ ہو کر بھاگا۔ لشکر تتر بتر ہو گیا
جاج نگر کے جانیکا ارادہ سے گھوڑے پر سوار ایک دریا کے پار جاتا تھا کہ اوسکے ایک تیر لگا
۔ وہ گھوڑے سے گرا۔ پھر اوسکا سر کاٹ کر جدا کیا۔ اور جسم کو پانی مین پھینک دیا
ملک محمد نے فتحنامہ اور سر طغرل کا بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا۔ بادشاہ اول
اس بے باکانہ حملہ سے ملک محمد پر خفا ہوا۔ مگر پھر اوسکو اس خدمتگاری پر کچھ دیا۔ پھر لکھنوتی مین آیا
اور سربازار دو رویہ دار قائم کین۔ اور طغرل خان کے سردار اور امیر جو قید اور
دستگیر ہوئے تھے اونپر کھینچے گئے۔ اور اونکے بچون کو بھی قتل کیا۔ یہہ برا کام
ابتک کسی بادشاہ دہلی نے نہین کیا تھا کہ عورتون اور بچون کو قتل کرے۔ اور
بہت سے آدمی طغرل کے لشکر کے دہلی بھیجے۔ یہان بھی وہ قتل ہوتے مگر مولویون
اور مفتیون کے فتوے نے اونکو بچا لیا۔ یہان لکھنوتی مین اوسنے اپنے بڑے بیٹے

بغرا خان کو حاکم مقرر کیا۔ اور سلطان دہلی مین تین مہینہ بعد آیا۔

مغلون کے حملے اور شاہزادہ محمدؐ خان شہید

شیر خان کا حال پہلے لکھہ چکے ہین اوسنے ۹۴۷ھ جلوس تین وفات پائی بعض کہتے ہین کہ بادشاہ ہی نے اوسکو زہر دیکر مار ڈالا۔ غرض یہہ حاکم سرحد پر ایسا تہا۔ کہ اوسکے سامنے کوئی مغل ٹہہر نہ کر سکتے تہے۔ اوسکے جوانمردی اور شجاعت کے سامنے مغلون کا جی چھوٹ گیا تہا۔ وہ ہندوستان کی طرف رخ نہ کرتے تہے۔ جب وہ مر گیا۔ تو مغلون نے پھر سر اوٹہایا۔ اور ہندوستان پر حملے کرنے شروع کئے۔ اب لاچار ہوکر سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے بڑے بیٹے محمدؐ سلطان کو کہ قاآن الملک جسکا خطاب تہا اور خان شہید جسکا عرف ولی عہد مقرر کیا۔ اور ملتان اور سندہ اور دیبال پور اور لاہور اون کے سب توابع اور مضافات سپرد کئے۔ اس شہزادہ مین جتنی خوبیان شہزادون مین ہونی چاہئین سب خدا نے عطا کی تہین۔ وہ ہر سال باپ کی خدمت مین حاضر ہوا کرتا تہا۔ آخر سال مین جو آیا تو باپ نے کہا کہ مین بوڑہا ہو گیا ہون۔ تجھے تخت و تاج کا وارث کرتا ہون۔ قلم دوات منگا کر وصیت نامہ لکہا۔ اسی سال مین بغرا خان کو سمانا اور سنام کا ناظم مقرر کیا۔ جب سلطان غیاث الدین کو بنگالہ کی بغاوت سے فرصت نصیب ہوئی تو تہوڑے دنون کے بعد اوسے زمانہ پھر گیا۔ اور بدنصیبی کا وقت آگیا۔ شاہ ایران اغون خان کی فوج پنجاب پر حملہ آور ہوئے۔ جب یہہ خبر شاہزادہ محمدؐ کو ہوئی۔ وہی اس صوبہ کا حاکم تہا۔ اور اوسوقت اپنے باپ کی ملازمت کی واسطے دہلی مین آیا ہوا تہا۔ فوراً وہ اپنے صوبہ مین داخل ہوا۔ اور مغلون کو شکست دیکر بہگا دیا

اور جسقدر ملک وہ قابض ہوگئے تہے اوسپر دوبارہ قبضہ اپنا کرلیا - بعدازان ایک اور نئی فوج ایک مشہور سردار تمرخان نامی کے ساتہہ آئی - اون سے سخت لڑائی ہوئی - قریب تہا کہ شہزادہ فتح پاتا - کئی دفعہ اوسنے حملہ کرکے مغلون کو مغلوب کیا تہا - کہ ناگاہ قضا کا تیر اوسکے آنکہ لگا - وہی اوسکی موت کا پیغام تہا - مغلون نے ہندوستان کی فوج سے خوف کہاکر اپنی راہ لی - اس لڑائی مین حضرت امیر خسرو بہی جو شاہزادہ کی ہمرکاب تہی گرفتار ہوئے - اور مشکل سے رہا ہوئے - شاہزادہ کے شہید ہونے پر سب چہوٹے بڑے آٹہہ آٹہہ آنسو روتے تہے - بادشاہ کے دل پر بہی بڑا صدمہ تہا - اگرچہ بظاہر وہ استقلال طبع اپنا دکہاتا - لیکن اتون کو زار زار روتا تہا - خان شہید کے بیٹے کیخسرو کو بادشاہ نے باپ کا قائم مقام کیا

سلطان بلبن کی وفات

اس بیٹے کی غم مین سلطان بتاسے کی طرح گہلتا چلا جاتا تہا - عمر بہی اسّی برس کی ہوئی تہی - غرض ان دونون سببون سے وہ نہایت کمزور اور ضعیف اور بیمار ہوگیا تہا - اس حالت مین آدمی بہیجکر اپنے بیٹے بغراخان کو لکہنوتی سے بلوایا - وہ دہلی مین آیا - بہائی کی مراسم تعزیت کو ادا کیا - اور باپ کی تشفی اور تسلی کی - باپ نے کہا کہ اب ایسے وقت مین مجہے تنہا نہ چہوڑ - سوا تیرے اب میرا کوئی وارث نہین - تیرا بیٹا کیقباد اور تیرا بہتیجا کیخسرو ابہی کم عمر اور ناتجربہ کار ہین - اگر ملک اونکے ہاتہہ آیا - تو معلوم نہین کہ غلبہ جوانی اور ہوا پرستی مین ملک کا کیا حال کرین - پہر ملک رہے یا نہ رہے - اگر کوئی اور تخت دہلی پر بیٹہے تو اوسکی اطاعت کیجیو - اور جو تو تخت دہلی پر بیٹہے تو حاکم لکہنوتی کو اپنا مطیع رکہیو -

اب میرے پاس سے تو کہین نہ جا۔ بغرا خان نے باپ کی کہنے کو تسلیم کیا۔ مگر جب باپ کی کچھہ صحت کی صورت ہوئی اور مرنے کی امید جاتی رہی۔ تو وہ شکار کا بہانہ کرکے لکھنوتی کو روانہ ہوا۔ اور باپ سے کچھہ کہا نہ سنا۔ اسکا رنج باپ کو خان شہید کے مرنے سے بھی زیادہ ہوا۔ اور اس صدمہ سے اور زیادہ رنجور اور بیمار ہوا۔ اور اپنے وزیر کو بلا کر کہا کہ بغرا خان چلا گیا۔ اگر تخت خالی رہے گا تو جھگڑا اور فساد برپا ہوگا۔ مناسب ہے کہ کیخسرو کو میرے بعد بادشاہ بناؤ۔ اور اوسکو بلاؤ۔ یہہ کہکر وزیر کو رخصت کیا۔ اور تین دن کے بعد اسی برس کی عمر مین انتقال کیا۔ وزیر کو کچھہ خانگی امور کے سبب سے رنجش تہی یہہ سمجھا کہ کیخسرو تند مزاج ہے۔ معلوم نہین کیا کرے۔ اسلئے سب وزیرون کی صلاح کرکے کیقباد بغرا خان کے بیٹے کو بادشاہ بنایا۔ اور کیخسرو کو اپنے باپ کی جگہہ ملتان مین قائم رکھا۔ مگر اسکی اونکو خبر نہ تہی کہ کیقباد کے ہاتھہ سے کیا کیا جور و ستم اوٹھانے پڑین گے +

سلطان معزالدین کیقباد

معزالدین کیقباد ۶۸۷ھ / ۱۲۸۵ء مین تخت نشین ہوا۔ اوسنے غیاث الدین بلبن جیسے نیک سیرت دادا کے گہر مین پرورش پائی تہی۔ اوسکی تعلیم کے واسطے معلم اور مؤدب نیک سیرت رکھے گئے۔ اونہون نے بدکارون کا پرچھاوا بھی اوسپر پڑنے نہ دیا۔ اس تعلیم کا نتیجہ یہہ تہا کہ یہہ نوجوان سنجیدہ مزاج اور خوش اخلاق تہا۔ اور نظم سے طبیعت مناسب رکھتا تہا۔ مگر سترہ اٹھارہ برس کا سن تہا۔ ابہی مکتب سے اوٹھا تہا کہ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ دفعتاً عیش و عشرت مین ڈوب گیا۔ نشۂ جوانی مین مست ہوگیا

سلطنت کا کیا اختیار ملا کہ خود بے اختیار ہوگیا۔ جس دربار مین داد نے برسون
کی تلاش مین عالم فاضل ہر ملازم جمع کئے تہے۔ اوسمین اب پوتے نے مسخرے
ڈوم ڈہاری گوئے بہرتی کئے۔ اب اس بادشاہ کی دیکہا دیکہی اور امیرون کا بہی
یہی رنگ ہوا۔ ہر کوچہ گلی پریون کا اکہاڑہ تہا۔ جہان سنوٹیون کی تانون کا
شور تہا۔ اور مے اور ساغر کا دور تہا۔ اور مسجدین نمازیون سے خالی تہین۔
مگر شراب خانے اونسے معمور تہے۔ خانقاہین بند ہوگئین۔ شراب کی قیمت دس گنی
ہوگئی۔ غرض کہین خوف وفکر کا نام نہ تہا۔ ہر کوچہ گلی مین دولت پڑی لٹتی تہی
جنکی کنارہ کیلو گڑہی مین یہہ سب عیش اوڑتے تہے۔ وہین ان سب نئے مسخرون کے
محل بنتے تہے۔ خیر ان سب باتون پر یہہ ایک اور طرہ تہا کہ ملک نظام الدین
اوسکا وزیر تہا۔ باہر اوسکو سلطنت کا اختیار تہا۔ اندر محل مین اوسکی جورو بادشا
کی منہ بولی مانی ہوئی تہی۔ اور بالکل مختار تہی۔ غرض یہہ وزیر بہی شیطان سے
کچہہ کم نہ تہا۔ جب اوسنے یہہ دیکہا کہ سب بدمست ہورہے ہین۔ تو اوسکو یہہ خبط ہوا کہ
مین ایک دن بادشاہ ہونگا۔ وہ سوچا کہ ناصرالدین بغراخان لکہنوتی مین ہے
۔ کیقباد غافل اور بالکل بے خبر ہے۔ البتہ اگر ہے تو کیخسرو ہے اوسکا علاج کرنا
چاہئے۔ اور اس کانٹے کو نکالنا چاہئے۔ پہر سلطنت کا ہاتہہ آنا اور کیقباد کا کام
تمام کرنا کیا بڑی بات ہی۔ اس منصوبہ کے پورا کرنے کے واسطے اوسنے کیقباد کو سمجہایا
کہ کیخسرو برابر کا دعویدار سلطنت ہی۔ سلطان بلبن کے عہد کے ملوک اُسسے بہت سے
سازش رکہتے ہین۔ اور یہہ جانتے ہین کہ سلطان کا ولی عہد وہ تہا۔ کسی روز
اگر اونکو قابو مل گیا۔ تو حضور کو پہر یہہ تخت نصیب نہ ہوگا۔ اسلئے مصلحت یہہ ہے

کہ اوسکو ملتان سے بلوائے - اور راہ ہی مین اوسکا کام تمام کیجئے - سلطان کیقباد سے شراب کی نشہ مین کیخسرو کے بلانے کا پیغام بھجوایا - اور قاتلون کو بھی تجویز کرکے اونکے نام حکم بھجوادیا - ان عزائیلون نے کیخسرو کی جان رہتک ہی مین نکال لی - اب دربار مین جن جن امیرون اور سردارون سے وزیر کو کھٹکا تھا - اونپر سازش کی تہمت لگاکر کسیکو دریاء جمن مین غرق کرادیا - کسیکو قید کرکے دور بھجوایا - مغل جو اس وقت نین بادشاہی ملازم تہے - اور بادشاہ کے ندیم اور انیس تہے اونپر بھی لڑنے والے مغلون کے ساتھہ سازش کا الزام دیکر ایک مجلس مین زہر دلواکر کام تمام کرایا - جب یہہ حال اس وزیر کا دیکھا تو امیر بھی تہرّا گئے - یہہ سب حرکات وزیر کی اوسکے خسر ملک فخر الدین کوتوال کو پسند نہ تہین وہ ہمیشہ اوسکو سمجھاتا رہتا - مگر وہ سنتا کب تہا +

بغرا خان اور کیقباد کی ملاقات

جب امیر یہان سے بھاگ کر بغرا خان پاس پہنچے - اور سب حال بیان کیا - تو باپ نے بیٹے کو خطوط نصیحت آمیز لکہے - اور اشارے کنایون مین سمجھایا کہ ہوش مین آؤ - مگر جب وہ نہ سمجھا تو ناچار حفظ خاندان اور سلطنت کے لئے فوج لیکر آیا - نظام الدین مکار نے لڑائی کے سامان کئے - اور بادشاہ کو آگے رکہکر مقابلہ کو روانہ ہوا گہاگرہ کے ایک طرف باپ کا لشکر اور دوسری طرف بیٹی کا لشکر پڑا - پرانے نمک حلال ادہر اودہر دوڑے پہرتے تہے - وزیر نے بادشاہ کو خوب پٹیان پڑہا رکہی تہین کہ سلطنت کی مقابلہ مین پدری اور فرزندی کا کیا ذکر ہے - تلوار جسے چاہی دلادے - مگر باپ کی محبت کر آگے اس وزیر کی کوئی تدبیر پیش نہ گئی - باپ کا دل نہ رہ سکا

اور خون نے جوش کہایا - جوتہی روز یہہ خط لکہا کہ بیٹا مین فقط تمہارے دیدار کا
مشتاق ہون - کچہہ سلطنت اور تاجداری کا دعویدار نہین ہون - اب دل کو
فراق کی تاب نہین - خدا کی واسطے مجہپر رحم کرو صورت دکہادو - یوسف کیطرح یعقوب کی
آنکہون کو روشن کرو - مین تمہارے دربار سلطنت اور بزم عیش و طرب مین خلل انداز
نہ ہونگا - یہہ خط باپ کا پڑہ کر کیقباد ہی چشم پر آب ہوا - اور کہڑا ہوگیا - اور
ارادہ کیا کہ باپ سی جاکر جریدہ مل آؤن - مگر پہر اوسمین نظام الدین نے یہہ خنہ ڈالا
اور بولا - کہ آپ بادشاہ ہین - واب بادشاہی مانع ہے کہ آپ باپ سے ملنے جائین -
بلکہ مناسب یہہ ہے کہ بیٹا تخت سلطنت پر جلوس کرے - اور باپ آکر با ادب مجرا کرے
- اسمین پیچ یہہ تہا کہ باپ بیٹون کی ملاقات صاف دلی کے ساتہہ نہ ہو - اب آداب
دربار ایسی مقرر کی کہ اونکے بجالانے مین بغراخان کو ایک طرح کی ذلت اوٹہانی
پڑے - اوس نے ان سب باتون کو قبول کیا - اور دربار مین آیا - چوبدار نے آواز دی
بغراخان گاہ گاہ و بر و جہان پناہ سلامت - دوسرا چوبدار پکارا کہ لکہنوتی کے
گنہگار کو امان امان امان - مگر یہہ ناخلف بادشاہ اپنے باپ کو تین دفعہ قدمبوس
اور مجرا کرتے ہوئے دیکہا کیا - اور تخت پر بت کی طرح بیٹہا رہا - اس حرکت
ناشائستہ کو دیکہکر باپ پہوٹ پہوٹ کر رونے لگا - رونا اپنا اثر کر گیا - یہہ دیکہتے
ہی بیٹا تخت سی اوترا اور دوڑکر باپ کی پانون مین گر پڑا - اوسنے سر اوٹہا کر گلے
لگایا - دونو گلے ملکر دیر تک رویا کئے - اس حال کو دیکہہ کر اور اہل دربار جنکے
دل یہ سون سے بہرے ہوئے تہے زار زار رونے لگے - بعد اسکے باپ کا ہاتہہ پکڑکر
کیقباد نے تخت پر بٹہایا - آپ دست بستہ سر جہکا کر کہڑا ہوا - پہر باپ نے اوسکو

تخت پر بٹھالیا۔ اور آپ باادب سامنے بیٹھا۔ غرض ان دونون مین ایسی ملاقاتین ہوئین کہ لڑائی بھڑائی کا ذکر نہ رہا۔ باپ نے بیٹے کو بہت سی نصیحتین کین۔ اور کہا کہ مین نے اس بڑھاپے مین اتنا سفر دور دراز کا اسلئے اختیار کیا ہے کہ تجھکو خواب غفلت سے بیدار کرون۔ تجھکو اپنی ذرا خبر نہین۔ اپنے چہرہ کو دیکھہ کہ کیا سرخ سفید تھا۔ اب کیا ہلدی کا رنگ ہو رہا ہے۔ جب مجھے یہہ خیال آتا ہے کہ خاندان بلبن مین صرف چار آدمی تھے۔ بڑا بھائی میرا بادشاہ کے روبرو شہید ہوا۔ کیخسرو کہ وہ ہم سب مین زیادہ لائق اور تیرا قوت بازو تھا۔ اوسکو تونے یون مروا ڈالا۔ مین خود چراغ سحری ہون۔ تیرا یہہ حال ہے۔ افسوس صد افسوس کہ ہمارے خاندان کا چراغ گل ہوگیا۔ اور دل کی سلطنت ہاتھہ سے گئی۔ اپنے حال پر تجھے رحم نہ آیا۔ تو اپنے خاندان پر تو رحم آیا ہوتا۔ مجھے بڑا تعجب ہے کہ ابتک تو زندہ کیونکر ہی اور کیونکر تیری سلطنت قائم ہے۔ جن آدمیون کو برسون کی محنت اور جانکاہی سے سلطان بلبن نے بنایا۔ اون سب کو تونے بگاڑ دیا۔ کان مین یہہ بھی کہدیا کہ نظام الدین کا کام تمام کر۔ آستین مین سانپ پال۔ وہ جب قابو پائیگا۔ ایسا ڈنک مارےگا کہ پھر تو پانی نہ مانگے گا+

کیقبا دکی وفات

غرض بعد اسکے وہ بیٹے کو سلطنت دہلی کو تقدیر کے حوالہ کرکے بنگالہ روانہ ہوا۔ اس ناخلف فرزند نے کچھہ دنون تو باپ کی نصیحت پر عمل کیا۔ مگر پھر یاروں نے پریون کو بنا بناکر دکھایا۔ اور پھر اوس عاشق مزاج کو دام عیش و عشرت مین پھنسایا۔ پھر وہی گلشن ہی وہی جشن تھے۔ اب اس عشقبازی اور مے خواری نے

پہنچائی کہ لقوہ فالج مین مبتلا ہوا - ہاتھہ پانوُن رہ گئے - زندہ مردہ سے بدتر ہوگیا - جب آنکھین خواب غفلت سے کھلین تو اپنے تئین کسی قابل نہ پایا - اپنے وزیر سے پیچھا چھڑانے کے لئے وہی چال چلا جو وزیر نے سکھائی تہی یعنے دغا سے اوسکو زہر دیکر مارا - ملک جلال الدین فیروز خلجی بیلنے کا نائب ناظم وزیر مقرر ہوا - مگر نظام الدین کے مارے جانے سے جو انتظام اور رعب داب مغربی ملک مین بیٹھہا تہا - وہ بہی اب جاتا رہا - بادشاہ مین اب دم کچھہ باقی نہ تہا - دشمنون کو اچھا موقع ملا - وہ خوب کہل کہیلے +

سلطان غیاث الدین نے غلامون کی شان و شوکت کو پہیکا کر دیا تہا - اسلئے سلطنت کے لئے خاندان شاہی مین سے تو کوئی جھگڑنے والا باقی نہ تہا - ہندوستان زا مسلمان مین تو ایسی قدرت نہ تہی کہ کوئی اونکا گروہ زبردست ہوتا - اور دعوی سلطنت کا کرتا - اسلئے سلطنت کے دعویدار تاتاری اور غور اور غزنین کی پرانی سلطنتونکے افسر تہے - غور غزنین کے سردارون مین خلجی اپنے سردار کی عقل و ر ہوش کی سبب سے فضیلت رکہتے تہے - ہر سردار کے سر مین سروری کا سودا تہا - جب کیقباد قریب المرگ ہوا - تو ترکی سردارونے اس نظر سے کہ سلطنت کسی اور خاندان مین نہ چلی جائے - کیقباد کے تین برس کے لڑکے کو تخت پر بٹہایا - اور سلطان شمس الدین کا خطاب دیا - ترکی سردار اوسکے طرفدار - اور خلجی اوسکے مخالف - مگر چند روز مین خلجیون کو غلبہ ہوا - اور ملک جلال الدین تاج و تخت کا مالک ہوا - جن امیرون کو بگیانا کیقباد نے قید کیا - جب وہ قیدخانے سے چہوٹے تو چہوٹتے ہی محل مین گہسے - وہان کیقباد کو مردہ سے بدتر لحاف توشک مین لپٹا ہوا دیکہا - وہان اور مردہ پرسودہ

ان امیرون نے لگائے - لات گھونسون اور لاٹھیون سے اوسکو چور چور کرکے ایک کمبل مین لپیٹ جمنا مین پھینک دیا - قبر تک میسر نہ ہوئی - اب غوری بادشاہون کے غلامون کی سلطنت کا کیقباد پر خاتمہ ہوا - اور جلال الدین فیروز خلجی سے زمانہ خلجیون کا شروع ہوا +

فصل سوم

خاندان خلجی

سنہ ۱۲۹۰-۱۳۲۰

سلطان جلال الدین خلجی

خلجی ایک ترکون کی قوم ہے لیکن مدت سے وہ سیستان اور ہندوستان کے درمیان افغانون سے ایسی مل جل کر رہے ہے کہ وہ بھی افغانون مین شمار ہونے لگے - اگرچہ وہ افغانون کی نسبت زیادہ تربیت یافتہ تھے - اور ترکون سے بھی اختلاط رکھتے تھے + - چند روز کیقباد کا شیر خوار بچہ سلطان شمس الدین تخت پر بیٹھا - اور جلال الدین نے نیابت سلطنت کا کام کیا - مگر پھر جو بوڑھا ستر برس کا تخت پر بیٹھا - اور اوس بچے کو قید خانہ مین رکھا - اور یہہ بھی بعض کہتے ہین کہ اس معصوم بچے کا خون گردن پر لیا - تاج شاہی سر پر رکھتے ہی اپنے قہر و غضب کو حلم و مروت سے بدل دیا - اور وہ رحم دلی اختیار کی کہ پانون تلے کی چیونٹی کے آزار کا روادار نہ تھا - دلی مین بڑے بڑے خاندانی قدیمی امیر موجود تھے - سی برس تک ترکون کی سلطنت دیکھ چکے تھے - اونکی نظر مین خلجی بے قدر تھے

اس بوڑھے خلجی کو تخت پر بیٹھا نہ دیکھہ سکتے تھے - دل ہی دل مین جلتے تھے - اور
اوسکی اطاعت کو ننگ و عار جانتے تھے - اس سبب سے بادشاہ کو اونکی طرف سے
اطمینان نہ تھا - دلی مین رہنا خطرہ سے خالی نہ جانتا تھا - کیلوکھڑی مین اون
عمارتون کو - کہ کیقباد کے زمانہ مین ادھوری پڑی تھین پورا بنوایا - اور مستحکم
قلعہ اور اوسکے ساتھہ اور عمدہ عمدہ مکانات تیار کرائے - اور آس پاس درامراء
خلجی آباد کرائے - غرض اوسکی توجہ سے یہہ نئی دلی ایسی آباد اور بارونق ہوگئی
کہ پرانی دلی اوسکے آگے گرد تھی - اب اس بادشاہ کی خوش اخلاقی کے سبب سے
پرانے امیر بھی کہ اوسپر تبرا بھیجتے تھے - حاضر ہونے لگے - غرض سب طرح اطمینان ہوا
تو ایک دن بڑے تزک اور احتشام سے پرانی دلی مین آیا - جب دولتخانہ پر پہنچا -
دوگانہ شکر کا ادا کیا - تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوا - اور باواز بلند یہہ ارشاد فرمایا
کہ مین اپنے خدا کا شکر کس زبان سے ادا کرون کہ اوسنے مجھے آج اوس تخت پر بٹھایا
کہ جسکے سامنے مین نے بیسون سر جھکایا - جو دوست میرے برابر کے یا مجھسے بہتر تھے آج
وہ سب کمربستہ میرے روبرو کھڑے ہین - پھر یہان سے کوشک لعل مین کہ دیوان
خاص سلطان بلبن کا تھا گیا - وہان اپنے قدیمی دستور کے موافق گھوڑے سے اترا -
احمد حبیب نے عرض کی کہ یہہ ایوان شاہی حضور کا ہے - گھوڑے سے اترنا کیا ضرور ہے -
اوسپر بادشاہ نے آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ نہین تمہارے دل نعمت سلطان بلبن نے اپنے عہد خانی
مین بنوایا تھا - یہہ اوسکی اولاد کا حق ہے - ہمین میرا کیا ہے - احمد حبیب نے عرض کی
کہ ایسی باتین خلاف مصلحت ہین - اوسپر بادشاہ نے فرمایا کہ مین چند روز کی مصلحت کے
لئے دائرہ اسلام سے خارج ہونا نہین چاہتا - غرض پاپیادہ محل کے اندر گیا -

جہان امیر وزیر بیٹھا کرتے تھے وہین بیٹھہ گیا - پھر اپنے مقربین کی طرف مخاطب ہوکر بولا کہ اتمر کجن اور تیمر سرخہ کا خدا خانہ خراب کرے جنہون نے مجھے ناحق مارنا چاہا تہا - مجھے جان کی خوف سے بادشاہ بنا پڑا - ورنہ مین کہان اور یہہ بادشاہی کہان - ساری عمر خاقی اور ملکی مین گذری - اب چار روز کی زندگی کی لئے یہہ سلطنت کا جنجال اور جھگڑا جو مین نے اپنی گردن پر لیا ہے دیکھئے کیا میرا انجام کراتا ہے - سلطان مین جسکے وہ شان و شوکت تھی اوسکے صحاب اور اولاد کا یہہ حال ہوا - تو میری اولاد اور یارون کا کیا حال ہونا ہے - اگر یہہ مان لیا جائے کہ جلال الدین نے کیقباد کے بیگناہ بچی کے خون سے ہاتھون کو لال کیا - تو یہہ سب تقریرین مکر اور فریب سے بھری ہوئی معلوم ہوتی ہین - مگر ایسے رحم دل بادشاہ کی نسبت اس سنگ دلی کا الزام خلاف عقل معلوم ہوتا ہے - غرض اس تقریر کو سنکر عاقل تجربہ کار روتے تھے - اور نوجوان بے باک کھڑے ہنستے تھے - اور کہتے تھے کہ اس بڈھے کی عقل جاتی رہی ہے - ضرور اوسکے ہاتھہ سے یہہ سلطنت نکل جائے گی - سیاست اور قہرمانداری کے لوازمات سے ہین مطلق اوسمین نہین - اوسی روز بادشاہ نئی دلی مین چلا گیا - اور بڑا جشن کیا - اور اپنے دونو بیٹون کی شادیان اپنے دونو بھتیجون علاء الدین اور الغ خان سے کردین - یہہ دونو بھتیجے اوسکے بڑے لائق و رفائق تھے +

اس بادشاہ کی عمدہ صفت رحم دلی اور راست بازی تھی - وہ بڑا سیدہا سادہ تہا - جس کسی شخص کو اوسنے جاگیر دی - کبھی اوسمین تغیر نکیا - جس کسی مقرب یا دیگر نے جرم کیا - اوسکی تذلیل نہ کی - اپنے قدیمی ملنے والون سے اس سلطنت پر بھی اوسیطرح ملتا تہا جسطرح پہلے ملتا تہا اوسکی صحبت مین بڑے بڑے عالم اور صاحب ہنر حاضر رہتے تھے - اوسکی مجلس مین ہنسی اور مذاق کی باتین اسطرح کی ہوا کرتی تہین کہ وہ مسلمانون کے دین اور مذہب کے خلاف ہوتی تہین

مگر انسانیت اور آدمیت کی حد سے متجاوز نہ ہوتی تھین +

جب پادشاہ کی رحم دلی نے حد سے تجاوز کیا تو امرا خلجی کہنے لگے کہ اگرچہ جلال الدین بڑا جوانمرد اور شجاع تہا - مگر اب بوڑہا ہوگیا - سوا شعر گوئی اور بذلہ سنجی اور چوسر گنجفہ کھیلنے کی کوئی کام اوسے نہین ہوتا - مناسب یون ہی کہ اوسکو معزول کیجئے - اور ملک تاج الدین کو اوسکی جگہہ تخت شاہی پر بٹہائے - اس صلاح اور مشورہ کی واسطے ملک تاج الدین کی ہان یہہ امیر سب جمع ہوئے - اور شراب خوب پین - اور نشہ مین خوب مست ہوئے - تو پادشاہ کو بہت گالیان دین - اور کہنے لگے کہ یہہ بڈہا سلطنت کی قابل نہین - اسکو چلکر قتل کیجئے - اور ایک اور بادشاہ بنائے - ان سب کا تو نکا حال ایک شخص نے پادشاہ سے آنکر کہا - اوس پر پادشاہ لال پیلا ہوا - اور اوسیوقت سبکو پکڑ بلوایا - جب یہہ امیر زادے سامنے آئے - تو میان سے تلوار نکال کر اونکے سامنے ڈالدی - اور کہا کہ آؤ دیکہون کونسا جوانمرد ہے جو مجہے قتل کرتا ہے - پادشاہ کا چہرہ غصہ مین لال تہا - یہہ امیر سب کے سب سر جہکائے کہڑے رہے - منہ سے بات نہ نکلتی تہی - ملک نصرت جو اوس جلسہ مین سب سے زیادہ بدمست ہوا - وہ جرأت کرکے بولا - کہ ہم مست اپنی مستی مین جہک مارا کرتے ہین - اگر حضور کو ہم مار ڈالین - تو ایسا بادشاہ کہان سے لائینگے - جو ہماری پرورش اسطرح کریگا جیسا کہ باپ بیٹون کی کرتا ہے - اس بوڑہے کی حرف دل پادشاہ کو اس کہنے پر رحم آگیا - اور ایک پیالہ شراب کا ملک نصرت کو دیا اور کہا کہ تم جہوٹے سوا شراب نوشی اور لہو و لعب کے کیا ہوتا ہے - تم کہان اور تلوار کہان - اپنے اپنے علاقون پر جاؤ - قصور تمہارا معاف ہوا - راست بازی کی اوسکی حکایت مشہور ہی کہ اوسکو ایک دن بیٹہے بیٹہے یہہ خیال آیا کہ میرا نام خطبہ مین الحاج فی سبیل اللہ پڑہا جایا کرے - اس بات کو اپنی نانی پادشاہ بیگم ملکہ جہان سے کہا کہ تم فضلا اور علما سے یہہ کہدو کہ وہ میرا نام خطبہ مین اسطرح پڑہا کریں

اتفاق سے اوسی دن اس بیگم پاس کسی تہنیت کی تقریب سے قاضی اور مولوی آئے تھے
اونسے اوسنے یہہ بات کہی۔ سب نے خوش ہوکر منظور کی۔ اور دربار مین بادشاہ سے
آنکر درخواست کی کہ ہمارا یہہ ارادہ ہی کہ خطبہ مین آپکا نام المجاہد فی سبیل اللہ پڑہا کرین
۔ مگر اوسپر بادشاہ نی سوچ کر یہہ فرمایا کہ مین کفار مین معلون سے لڑا ہون۔ اس
لڑائی سے اصل غرض یہہ تہی کہ مین اپنے آقا غیاث الدین بلبن کو خوش کرون۔
مجھہ رضاء الہی منظور نہ تہی۔ اسلئے المجاہد فی سبیل اللہ ہونے کے لائق نہین ہون
مولویون نے اپنی عادت کے موافق تاویلین گہڑنی شروع کین اور اصرار کیا۔ مگر بادشاہ
نی ایک نہ سنی۔

ملک جہجہو کی بغاوت

اب ایک اور موقع بادشاہ کو اپنی صفت ذاتی کی دکہانے کا پیش آیا۔ غیاث الدین بلبن کا
بہتیجا ملک جہجہو تہا۔ اوسکو بادشاہ نی کڑہ مانک پور جاگیر مین دیا تہا۔ وہ باغی ہوگیا۔ خاندان
بلبن کے رفیق اوسکے ساتہہ ہوے۔ ہندوؤن کی بڑی بہیڑ بہاڑ اوسکے ہمراہ ہوئی۔ بادشاہ
اس فساد کی مٹانے کی واسطے بداؤن تک خود گیا۔ اور آگے بادشاہ کا بڑا بیٹا ارکلی خان کہ
بڑا شجاع اور جوانمرد تہا گیا۔ اور اوسنے ملک جہجہو کو بڑی شکست دیدی۔ اور اوسکو
مع سرداروں کے گرفتار کرلیا۔ اور اونکی گردنون مین دو شاخی ڈالدی۔ اور ہاتہہ پیچہہ پشت
باندہ دئی اور سب کو بادشاہ کی روبرو لائے۔ جو وقت یہہ قیدی ایسی مصیبت کی صورت مین
بادشاہ کی روبرو آئی۔ رومال بادشاہ نی اپنی آنکہون پر رکہہ لیا اور خدا کی واسطے جلد ان قیدیون
کی مشکل آسان کرو۔ غرض اونکے دو شاخی اوتارے۔ اور ہاتہہ کہولے۔ اور غسل خانہ مین بہیجا
۔ اور کپڑے بدلوائے اور عطر لگوائی۔ اور دعوت اونکی کین۔ اور اپنے برابر بٹہا کر کہانا
کہلایا۔ اور فرمایا کہ تم ملک جہجہو کی طرف ہوکر مجہسے لڑے۔ یہہ کام تمنے بڑی نمک حلالی کا کیا

مین اوس کام سے نہایت خوش ہوا۔ غرض جون جون خاطرداریان بادشاہ کرتا تہا۔ وون
وون وہ شرم کے مارے پسینے پسینے ہوئے جاتے تہے سچ ہے شعر بدی را بدی سہل باشد جزا۔
اگر مردی احسن الی من اسا۔ ملک چجہو کو ملتان محافہ مین بٹہا کر روانہ کردیا۔ اور وہان
اوسکی ایسی جاگیر مقرر کردی کہ جسمین اوسکی ساری عمر آرام سے کٹی۔ بادشاہ کی ایسی حرکتون
سے خلجی بڑے تنگ ہوتے تہے۔ بادشاہ کے بہانجے نے کہا کہ اگر دن لوگون کو ہم پر فتح نصیب ہوتی
تو ہمارا نام تک یہان سے مٹادیا ہوتا۔ اوسپر بادشاہ نے ارشاد کیا کہ اگر وہ ہم کو مٹاتے تو ہمارا خون
اپنی گردن پر لیتے۔ اونکا خون ہماری گردن پر نہ ہوتا۔ مین نے عمر بہر کسی مسلمان کو ناحق
نہین مارا۔ اب بہتر برس کی عمر ہوئے کو آئی کیون کسی کے خون مین اپنے ہاتہہ سان کر گردن پر
عذاب لون۔ دیکہو اپنے قابلین کے سلطنت مین نے لی۔ اگر اوسکے رشتہ دارون اور ہواخواہون
کو بہی قتل کردون۔ تو قیامت کے دن کیا خدا کو منہ دکہاؤن۔ غرض ایسی صوفیانہ باتین بنائین کہ
سب کی زبان بند ہوگئی۔ پاشاہ اب بداؤن سے دلی مین آیا۔ اور کڑہ مانک پور کی حکومت
اپنے بہتیجے علاء الدین کو سپرد کی۔

بغاوتین

بادشاہی کے دو رکن ہین ایک مہر دوسرا قہر جب نمین سے ایک مین خلل پڑتا ہے تو سلطنت مین
زوال آتا ہے۔ غرض اس بادشاہ کی رحم دلی نے سلطنت کو ڈہیلا کردیا۔ اور سلطنت کا ڈہیچر بگڑنے لگا
جب بادشاہ کم آزاری کی چاروطرف خبرین پہنچین یال گزاروں نے محصول بہیجنے سے انکار کیا
۔ اور خود مختار یکادم بہرنے لگے۔ چورون اور ڈاکوون نے جا بجا سر اوٹہایا۔ چاروطرف
بغاوت برپا ہوئی۔ ۱۲۹۲ء/۶۹۱ھ مین مالوہ مین بڑی بغاوت ہوئی۔ بادشاہ اوسکے دبانے
کے واسطے خود گیا۔ اور فتحیاب ہوا۔ رنتہنبور کا قلعہ اس نظر سے نہین فتح کیا۔

کہ اوسکے اندر ہزارون مسلمانون کا خون ہوتا - اور سیکڑون بچے یتیم اور عورتین بیوہ ہوتین - اوسکو یونہین چھوڑ دیا - سید احمد حبیب نے عرض کی کہ بادشاہون کو ان باتون سے خیال سے کیا کام ہے - اوسپر فرمایا کہ کیا مین یہہ نہین جانتا - لیکن اب مین قبر مین پیر لٹکائے بیٹھا ہون - فرعونی کام کرنیکو دل نہین چاہتا - چند روز کی خوشی کے لئے خدا کا گنہگار نہین بنتا - ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء مین مالوہ مین پھر بغاوت برپا ہوئی - اور مالوہ پر چڑھائی ہوئی مگر کامیابی نہ ہوئی +

مغلون کا حملہ

اب ایک بڑے زور شور سے مغلون نے پنجاب پر حملہ کیا - مگر جلال الدین نے اونکو بڑی مردانگی اور جوانمردی سے شکست دی - اور خود اونکا مقابلہ کیا - اور منہ اونکا پھیر دیا - اور صلح کرلی اور اونکی ٹوٹی پھوٹی فوج کو بے مزاحمت جانے دیا - الغ خان چنگیز خان کا نواسہ چار ہزار مغلون کے ساتھہ جنمین زن و مرد دونو تھے بادشاہ سے آملا - اور خود مسلمان ہوا - اور خود اپنے ہمراہیون کو مسلمان کیا - بادشاہ نے اپنی بیٹی کا بیاہ اوسے کردیا - اور یہہ غول مغلون کا دہلی کے ایک محلہ مین آباد ہوا - اور اوسکا نام مغل پورہ مشہور ہوا - اب ارکلی خان بادشاہ کا بیٹا ملتان اور لاہور کا حاکم ہوا +

علاء الدین

بادشاہ مین جو عیب ضعیفی اور پیری کا پیدا ہوگیا تھا - اوسکی مکافات علاء الدین کی لیاقت نے کردی - بادشاہ نے اوسکو اپنے بچون کی طرح پالا تھا - وہ بڑا ہونہار اور لائق تھا - اوسمین وہ خیالات جلال الدین فیروز خلجی کے سے نہ تھے کہ جسے سلطنت کے کام ناتمام پڑے رہین وہ یہہ سوچا کہ چچا بوڑھا ہے - اپنے اختیار مین نہین - ملکہ جہان اوسکی مختار ہے

جو وہ چاہتی ہے سو کرتی ہے - اسلئے یہہ بہتر ہے کہ کہین ایسے دور دراز چلے جائے کہ وہان اس ملکہ جہان کا ہاتھہ نہ پہنچ سکے - یہہ سوچ سمجھہ چچا جان سے بہندیل کہنڈ مین چندیری اور شرقی مالوہ کی بغاوت دبانے کی لئے اجازت حاصل کی - اور وہان کے سب فساد کو مٹایا - علاوہ اسکے جو راجاؤن کے متوسلین پاس قلعے تہے اونکو بہی اپنے قبضہ تصرف مین لایا - اور غنیمت بہی بہت کچہہ ہاتہہ لگی - بادشاہ اس کارگزاری سے بہت خوش ہوا - اور ملک اودہ کی بہی حکومت اوسکے حوالہ کی - اگرچہ اسمین ملکہ جہان رخنہ انداز ہوئی - اور علاء الدین کی بلند ہمتی اور والا فطرتی سے وسوسے دلمین ڈالنے کی لئے کوشش کی - مگر بادشاہ کا دل وسے پاک رہا +

علاء الدین کی مہم دکن پر

اب علاء الدین نے بہت سی فوج جمع کی - اور امرا بلبن جو آوارہ پہرتے تہے - اونکو بہی اکہٹا کیا - اس فوج کثیر کے جمع کرنے کی کچہہ ممانعت بادشاہ نے نہ کی - اب اس فوج جرار سے پہلا کام یہہ لیا کہ اونمین آٹہہ سات ہزار چیدہ سوار لئے - کڑہ مانک پور اور برار کے درمیان جو جنگل ہین اونکو طے کیا - جو راجہ سر راہ سے اودو چار ہوئے - اونسے کچہہ نہ بولا - سیدہا چلا گیا اور اپنے ارادہ کی کسی کو آگاہ نکیا - مشہور یہہ کر رکہا تہا کہ چچا سے خفا ہو کر ملک تلنگانہ کے راجہ مندری کی ملازمت کی لئے جاتا ہون - دو مہینہ بعد ایلچ پور مین پہنچا - وہان سے مغرب کی جانب متوجہ ہوا - بطور ایلغار کے یعنے دو دو تین تین دن کے سفر کو ایک دن مین طے کرتا ہوا دیوگڈہ مین پہنچا - یہہ دیوگڈہ اب دولت گڈہ کی نام سے مشہور ہے - رام دیو اوسکا راجہ تہا - اوسی کو مسلمان سارے دکن کا راجہ سمجہتے تہے - مگر حقیقت مین وہ مرہٹون کے ملک کا راجہ تہا +

اکثر ہندو راجا دیسی ہوا کرتے ہین - اسلئے مسلمان جب دھپرا چانک جا پڑتے تو اون کو
لڑائی کے لئے تیار نہ پاتے - اونکے ہان یہہ دستور تہا کہ لڑائی کا سامان بہت دیر مین تیار
ہوتا - غرض اسوقت راجہ رام دیو دفعتًا علاء الدین سے لڑنے کا سامان تیار نہ کرسکا - اس حملہ کا
اوسکو تصور بہی نتہا - فوج بہی اوس پاس نتہی - رانی اور بچے اوسکے تیرتہہ جاتر اگوئی ہوئے
تہے - جب علاء الدین شہر کے قریب پہنچا - تو راجہ نے دو تین ہزار آدمی جمع کرکے اوسکا مقابلہ کیا
مگر شکست کہائی - راجہ شہر کے قریب ایک پہاڑ پر قلعہ کے اندر بہاگ گیا - شہر بے مقابلہ فتح ہوگیا
وہان خوب مسلمانون نے دل کہول کر لوٹ کہسوٹ کی - تاجرون کو بہی سخت تکلیف مال بتانے
کے واسطے دی گئی - یہہ وحشیانہ حرکت مسلمانون نے اول ہی دفعہ یہان کی - ورنہ یہہ دستور تہا
کہ تاجرون سے کسی طرح کا مواخذہ نہ کیا جاتا تہا - منجملہ اسباب غنیمت کے چالیس ہاتہی اور کئی ہزار گہوڑے
خاصے کے راجہ کی سواری کے ہاتہہ لگے - پہر قلعہ کا محاصرہ کیا - اور یہہ خبر اوڑادی کہ پیچہے فوج
شاہی آتی ہے - یہہ سپاہ اوسکا ایک حصہ ہے - دشمن کو اوس سپاہ جرار کے سامنے کہڑا رہنا
مشکل ہوگا - راجہ نے اس خبر کو صحیح جانا - اور سمجہا کہ مسلمانون نے یہہ حملہ سوچ سمجہہ ہی کیا ہوگا
ضرور پیچہے فوج اور ہوگی - اسلئے بہتر ہی کہ اوس فوج کے آتے تک علاء الدین سے صلح کرلیجے -
رام دیو نے چند ایلچی علاء الدین کے پاس بہیجے - اور یہہ پیغام کہلا بہیجا کہ تمہارا یہان آنا مصلحت سے
خالی نتہا - شہر جو تم نے فتح کرلیا - اوسکا سبب یہہ تہا کہ اتفاق سے لشکر شہر مین نہ تہا - اسپر تمکو
غرور نہ کرنا چاہئے - بڑے بڑے راجہ یہان موجود ہین - جنسے تمکو لڑنا دشوار ہوگا - بہتر یہہ ہے
کہ راجاؤن اور سپاہ کے جمع ہونیسے پہلے چلے جاؤ - اور جن سوداگرون کو گرفتار کیا ہے چہوڑ دو
علاء الدین نے صلح قبول کرلی - اور پچاس من سونا اور کئی من موتی اور بعض اور نفیس چیزین
لیکر اقرار کیا کہ مین پندرہوین روز قیدیون کو چہوڑ دونگا - اور یہان سے چلا جاؤنگا -

جب اس لڑائی کی خبر رام دیو کے بڑے بیٹے کو پہنچی - تو وہ لشکر لیکر علاء الدین سے لڑنے کو آموجود ہوا - رام دیو نی اپنے بیٹے کو کہلا بھیجا کہ جو کچھہ ہونا تہا وہ ہو چکا - اوسسے کچھہ آسیب ہمکو نہین پہنچا - رعایا کا جو نقصان ہوا ہے اوسکا عوض کیا جائیگا - لڑنا مصلحت نہین - یہہ ترک عجب لوگ ہین - مگر بیٹے نی باپ کی نصیحت نہ مانی - اور اپنے لشکر بہت اور مسلمانون کی سپاہ کو تہوڑا دیکھکر لڑائی پر آمادہ ہوا - علاء الدین کو ایلچی کے ہاتھہ یہہ پیغام کہلا بھیجا کہ اگر اپنی جان کی سلامتی چاہتے ہو - تو جو کچھہ مال اسباب لیا ہے اوسکو واپس کرو - اور اپنے گہر کی راہ لو - اسپر علاء الدین بڑا غصے ہوا - اور ایلچیونکا منہ کالا کرکے تمام شہر مین پہرایا - اور ملک نصرت کو ایک ہزار سوار دیکر قلعہ کا محاصرہ سپرد کیا - اور آپ لشکر لیکر رام دیو کے بیٹے سے لڑنا شروع کیا قریب تہا کہ مسلمانون کے پیر اوکہڑ جاتے - مگر ملک نصرت نے محاصرہ کو بغیر حکم کے چہوڑ دیا - اور علاء الدین کے لشکر سے آملا - دکہنیونے یہہ جانا کہ یہہ فوج شاہی ہے ہی جس کے آنیکی دہوم ہو رہی تہی - غرض اس ہلکہ مین دل چہوٹ گئی - اور میدان معرکہ سے بہاگ گئے - علاء الدین کو فتح نصیب ہوئی - پہر قلعہ کا محاصرہ کیا - اور راجہ سے بڑا مطالبہ کیا - پہلے قلعہ کے نیچے کچھہ بنجارے آکر پڑے تہے - اونکی سب بوریے چہین کر قلعہ کے اندر رکہہ لئے تہے - اور یہہ سمجہے تہے کہ وہ اناج کے بورے ہین - مگر جب اوسکو کہولکر دیکہا تو وہ نمک کے بورے نکلے - اب قلعہ مین غلہ نرہا - ناچار راجہ کو اطاعت قبول کرنی پڑی - اگر تقدیر سے یہہ بات بورون کی نہ کہلتی تو بہت دنون تک لڑائی جاری رہتی - اسلئے کہ آس پاس کے راجاؤن سے کمک کی بڑی امید تہی - اب راجہ نے بڑی منت اور سماجت کرکے ان شرائط پر علاء الدین سے صلح کر لی کہ ایلچپور مع اوسکے پرگنات کے حوالہ کیا - اور بہت سا مال اور خزانہ نقد دیا - علاء الدین خاندیس مین سے ہوتا ہوا مالوہ چلا گیا +

دنیا مین لطائف غیبی ہزارون ہین منجلہ اونکے علاء الدین کا یہہ کام تہا - کڑہ مانک پور سے دیوگڈہ تک سات سو میل کا سفر اور پہر اس سفر کا بڑا حصہ بندیہا چل کے پہاڑون اور جنگلون مین جنسے کہ ہندوستان خاص اور دکہن علیحدہ ہوتا ہے - پہر رستونکی تنگی - ذخیرون کی کم یابی — پہاڑیون کی تیراندازی - پہر بیشقدر کم سپاہ - دکہن جیسے ملک وسیع پر حملہ - پہر وہان یہہ خدا سا سامان کہ شہر لشکر سے خالی ملے - غلہ کے بورے جسے دشمن سمجہے تہے وہ نمک کے بورے نکلے - بڑے بڑے راجہ لڑنے کے لئے تیار نہون - پہر وہان سے یہہ ملک اور دولت ہاتہہ لگے جو کسی پہلے بادشاہ دہلی کو نہ ملے تہے - پہر اس غنیمت سمیت صحیح سالم اپنے ملک کو پہر آنا - ان سب کامون مین جو تائید غیبی علاء الدین کو ہوئی وہ کم ترکستان دشاہ کو ہوا کرتی ہے - اس مہم نے علاء الدین کا نام جوانمردی اور مردانگی مین روشن کر دیا - فقط ساری اس مہم مین یہہ کام اپنی شان کے خلاف کیا کہ راہ مین اونسے یہہ مشہور کیا کہ مین چچا سے خفا ہوکر راجہ مندری کی نوکری کو اسطے جاتا ہون - اسسے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اب اپنے مذہب مین ایسے سست ہوگئے تہے کہ لڑائیون کے لئے ایسے جہوٹے بہانے کیا کرتے تہے +

جلال الدین کی وفات

علاء الدین نے اس مہم کی اجازت جلال الدین سے نہین حاصل کی تہی - وہ اس لڑائی مین مصروف تہا چچا متردد تہا کہ بہتیجا معلوم نہین کہان چلا گیا - کبہی کبہی کڑہ مین جو نائب علاء الدین اپنا کر گیا تہا وہ عرائض بہیجا کرتا تہا کہ علاء الدین چندیری مین لڑ رہا ہے - اسے بادشاہ کی تسکین ہوجاتی تہی - جلال الدین گوالیار مین شکار کہیل رہا تہا - کہ یہہ مشہور ہوا کہ علاء الدین نے دیوگڈہ فتح کر لیا - اور اسقدر مال اور دولت اور ایسا سلطنت حاصل ہوا ہے کہ کسی بادشاہ دہلی کو نصیب نہ ہوا تہا - اور وہ کڑہ مین آتا ہے - اس خبر کو سنکر بادشاہ پہولا نہ سماتا تہا - اوسکی فتح اور نصرت کو اپنی رفعت اور دولت سمجہتا تہا

مگر جو صلاح اندیش اور خیر خواہ بادشاہ کی تھے وہ خوب جانتے تھے کہ علاء الدین کا دل بادشاہ سے پھر ہوا ہے اوسنے یہہ کارنمایان بغیر بادشاہ کی اجازت کی کیا ہے۔ اور وہ ملکہ جہان سے دلی رنجش رکھتا ہی مگر بادشاہ کی لحاظ سے کوئی دم نہ مارتا تھا۔ ایک روز بادشاہ نے سب اپنے صلاح اندیش ایک خلوت مین جمع کئے۔ اور فرمایا کہ علاء الدین اسقدر غنیمت کے ساتھہ دیوگڈہ سے آیا ہے۔ اب مین کیا کرون یہین ٹہرون یا اوسکے استقبال کے لئے چلون۔ ملک احمد حبیب جو نہایت سلیم الطبع تھا بولا کہ مال اور جمعیت کی کثرت سرکشی اور بغاوت کا سبب ہوتی ہی۔ کڑہ کے تمام مفسد اور متفنی جنہون نے ملک چھجو کو تباہ کیا تھا۔ اوسکے ساتھہ ہین۔ حضور کے حکم بغیر اوسکو دیوگڈہ مین لیگئے۔ معلوم نہین کہ علاء الدین کے دل مین کیا ہے۔ مصلحت یہہ ہے کہ چند یوم مین جو اوسکی ثناء راہ مین واقع ہوتی ہے خیمے ڈیرے ڈالدیجے۔ علاء الدین کی فوج کوہ و دشت کی مصیبتین اور آفتین اوٹہائے چلی آتی ہے غنیمت کے مال سے لدی ہوئی ہی۔ اپنے گہر جانیکی مشتاق ہوگی۔ ہاتہی اور بہت سے بار برداری ساتھہ ہی۔ اوسکے سبب سے پہاڑون مین زیادہ نہ ٹہر سکیگی۔ ایسی حالت مین جب حضور کا لشکر قریب ہوگا تو وہ ہرگز ارادہ جنگ کا نہ کریگی۔ جو کچھہ مال اسباب غنیمت مین علاء الدین کے ہاتھہ آیا ہے۔ وہ سب حضور کے سامنے لاکر علاء الدین رکھہ دیگا۔ پھر حضور کو اختیار ہے کہ باقی اور نقد کہ اسباب سلطنت ہین خزانہ شاہی مین داخل کیجیے گا۔ اور باقی سارا اسباب اوسکے حوالہ کیجیے گا۔ اور جو کڑہ کے فتنہ انگیز ہین اوسکے ساتھہ ہین اونکو علاؤ نہ بھیجدیجے گا۔ اور علاء الدین کا دل بہت سا ملک دیکر خوش کردیجیے گا۔ اور اوسکو کڑہ مین بھیجدیجیے گا یا دلی ساتھہ لیچلیے گا۔ حضور سے آجتک کسی نے ماسوا خوف کے یہہ بات نہ کہی کہ ملکہ جہان اور علاء الدین مین دلی رنجش ہے۔ وہ چاہتا ہی کہ کسی دور دراز فاصلہ پر ملک کو لیجیے اور دہلی مین پھر منہ نہ دکہائے۔ حضور کو معلوم ہے کہ خاطر آزردہ ملازم دشمن کی برابر ہوتا ہے۔ اگر آپ میری عرض قبول کرینگے۔ اور وہ دہلی چلین گے۔

اور علاء الدین کڑہ مین آپہنچے گا۔ تو آپ کا اور آپکے خاندان کا زوال آجائیگا۔ یہہ سنکر بادشاہ نے ملک فخر الدین کوچی کی طرف دیکھا۔ اگرچہ وہ جانتا تہا کہ ملک احمد حبیب کی رائے صواب پر ہے۔ مگر بادشاہ کی مرضی علاء الدین کی طرف دیکھکر ویسی باتین کرنے لگا۔ غرض بعد اس گفتگو کے بادشاہ نے کہا کہ ملک حبیب تم ہمیشہ علاء الدین کے باب مین بدگمانی کی باتین کیا کرتے ہو۔ مین نے اوسکو گود دون مین پالا ہے۔ مجہے تو یقین ہے کہ میرے بیٹے مجہسے بہر جائین۔ مگر علاء الدین نہ بہریگا۔ ملک حبیب یہہ سنکر مجلس سے اوٹہہ گیا۔ مگر تاسف سے ہاتہہ مل مل کر یہہ کہتا تہا کہ یہہ بڈہا بیہودہ اپنی دولت اور سلطنت پر آپ لات مارتا ہے۔ معلوم نہین اسکا انجام کیا ہوگا۔ غرض بادشاہ دہلی مین چلا آیا۔ کہ اتنے مین عرضی علاء الدین کی کڑہ سے پہنچی کہ جو کچہہ مال اسباب کہن سے لایا ہون حضور کی نذر ہے۔ مگر اس سبب سے کہ مدت سے حضور کی حضور سے غائب ہون۔ کوئی عریضہ بہی نہین بہیجا۔ اسلئے خائف ہون۔ اور جو میرے شریک اس کام مین ہین۔ وہ بہی حضور سے ڈرتے ہین۔ اب ایک فرمان میرے اور نمک خوارونکی عفو تقصیر کا بہیجدیجے۔ تاکہ مین حضور کی خدمت مین مع مال و اسباب کے حاضر ہون۔ غرض اس عریضہ نے بادشاہ کو بڑا دہوکہ دیا۔ اور اوسکو علاء الدین کے اخلاص و محبت پر یقین واثق ہوگیا۔ یہان عرضی بہیجی وہان یہہ حکمت کی کہ تمام مال اسباب کشتیون مین لادا۔ اور دریا گہاگرہ مین کشتیونکو ڈال دیا۔ اور اس مین مضمون یہہ تہا کہ اگر بادشاہ کڑہ مین آئے تو وہ لکہنوتی مین چلا جائے۔ اور وہان سے لڑائی شروع کرے۔ مگر اس سادہ لوح چچا نے اوس عریضہ کے جواب مین کمال لجاجت اور عنایت اور شفقت کی باتین لکہین۔ اور دو آدمیون کے ساتہہ علاء الدین کے پاس کڑہ مین یہہ جواب بہیجدیا۔ جب یہہ پیغام بر کڑہ مین آئے تو بادشاہ سے سب کو پہرا ہوا دیکہا۔ مگر علاء الدین نے ان دونو آدمیون کو ایسا زیر نگاہ رکہا کہ یہان کی کوئی بری بہلی حقیقت بادشاہ کو نہ لکہہ سکے۔ اس اثناء مین الماس بیگ کہ

بڑا بھائی علاء الدین کا اور بادشاہ کا داماد تھا۔ زور زار نالے بادشاہ کے روبرو کرتا۔ اور جب فرصت پاتا تو بادشاہ سے عرض کرتا کہ حضور کی نامہربانی میرے بھائی کے حال پر بہت مشہور ہوگئی ہے۔ مجھے خوف ہے کہ حیا اور شرم کے ماری میرے بھائی اپنے تئیں مار نہ ڈالے۔ میں نے سنا ہے کہ اوسکے رومال میں زہر ہمیشہ بندھا رہتا ہے۔ اوسکو بڑا خیال اس بات کا ہے کہ دیوگڈھ کو بے اجازت چلا گیا۔ وہانسے کوئی خط بھی نہیں بھیجا۔ اسکو اپنی بڑی خطا سمجھتا ہے۔ اسی عرصہ میں علاء الدین کا خط الماس بیگ کے پاس آیا۔ مضمون اوسکا یہہ تھا کہ بادشاہ میرا باپ میرا چچا میرا مالک اور میرا مربی ہے اوسکی رنجش نے میری زندگانی تلخ کردی ہے۔ اگر تجھکو یقین ہے کہ واقعی بادشاہ میرے خون کا ارادہ کیا ہے تو مجھے مطلع کر۔ کہ میں زہر کھا کر مرجاؤں۔ یا کسی طرف کو نکل جاؤں یا ڈوب مروں۔ اور خفیہ ایک پرچہ بھائی کو لکھہ بھیجا کہ یہہ خط بادشاہ کو کسی ڈھب سے دکھانا۔ اور ایسی تدبیر کرنا کہ وہ مال و دولت کے لالچ سے بے لشکر جریدہ کڑہ میں چلا آئے۔ اگر یہہ ہوگیا تو سب کام بن گیا۔ الماس بیگ بھی اپنے بھائی سے کم فطرتی نتھا۔ اس غاکے کام پر ہزار طرح کے رنگ چڑھائے۔ بادشاہ کے سامنے زار زار روتا ہوا آیا۔ اور خط کو سامنے رکھہ دیا۔ اور عرض کی کہ اگر حضور خود جریدہ چلکر قبل اسے کہ میرا بھائی اپنے تئیں ہلاک کرے۔ یا کہیں چلا جائے دیکھہ لیں۔ تو پہلے احسانوں پر ایک احسان اور حقوق سابق پر ایک اور حق ثابت ہوگا۔ اس تمام مکاری کے کام کو جلال الدین نے اپنی سادہ لوحی سے سچ جانا۔ اور کسی سے پوچھا نہ گچھا۔ الماس بیگ سے کہدیا کہ تو چلا جا اور بھائی کو سمجھا۔ کہیں وہ جان نہ کھو بیٹھے۔ میں بھی جریدہ آتا ہوں۔ الماس بیگ کشتی میں سوار ہوسا تو میں روز کڑہ میں آپہنچا۔ اور سب حال سنایا۔ علاء الدین نے بادشاہی عنایت کا نقارہ بجوایا۔ لکھنوتی جانیکا ارادہ ملتوی کیا۔ اب جلال الدین بڑھاپے میں حرص مجسم بن گیا تھا

کسی ناصح کی نصیحت نہ سنتا۔ اوسکو یہہ یقین تہا کہ اگر ملک علاء الدین لکھنوتی کو چلا گیا۔ پہر دکہن کی غنیمت کا ہاتہہ لگنا مشکل ہوگا۔ غرض اس طمع مین ایک ہزار سوار وںکے ساتہہ کشتی مین بیٹہہ کر کڑہ کو روانہ ہوا۔ اور ملک احمد حبیب کو حکم ہوا کہ خشکی کی راہ سے لشکر لے چلے۔ اسطرح بادشاہ کڑہ مانک پور مین پہنچا۔ اور دریا گنگ سے تن تنہا اوترا۔ علاء الدین اوسکے قدمونپر گرا۔ بادشاہ نے اوسکے گالونپر ہلکے سے دو طمانچہ مارے۔ اور ڈاڑہی پکڑکر بوسہ دیا۔ اور کہا کہ کیون یہہ بے وفائی۔ ای احمق تو ڈرتا ہے کہ مین تجہے مار ڈالونگا۔ بہلا اس محنت سے مینے تجہے پالا۔ اپنے بچونسے زیادہ چاہا۔ تیری بچپن کی بو آجتک میرے کپڑونسے نہین گئی۔ کیونکر مین تیرے حق مین برا چاہونگا۔ یہہ کہکر ملک علاء الدین کا ہاتہہ پکڑکر کشتی طرف چلا۔ علاء الدین نے قاتلونکی طرف ارشارہ کیا۔ محمود ولد سالم کہ سمانہ کے اجلافونمین سے تہا۔ اوسنے ایک تلوار کا ہاتہہ بادشاہ پر مارا۔ اوسوقت بادشاہ چلایا کہ ای کم بخت علاء الدین تونے کیا کام کیا۔ پہر اختیار الدین نے اوسکا سر کاٹا۔ اور علاء الدین کے روبرو لایا۔ یہہ حادثہ ستر ہوین رمضان ۶۹۵ سنہ ہجری مین مطابق ۱۹ جولائی ۱۲۹۵ء مین واقع ہوا۔ اب یہہ سر نیزہ کی انی پر چڑہایا گیا۔ اور شہر اور لشکر مین دکہایا گیا۔ پہر اودہ مین بہجوایا گیا۔ اب ان نمک حرامونکے نمک حرامی کا سرانجام تاریخ فرشتہ اور تاریخ فیروز شاہی مین بڑے مزے لیکر لکہا ہے کہ محمود بن سالم کو دوسرے ہی دن جذام ہوگیا۔ اور ایسا جسم بگڑا کہ سارا بدن بوٹی بوٹی ہوکر گر پڑا۔ اختیار الدین پاگل ہوگیا۔ چند روز کوچہ و بازار مین خاک اوڑاتا پہرا۔ اور پہر مرگیا۔ تا دم واپسین یہی چلایا کیا کہ سلطان جلال الدین تلوار کہینچے ہوئے مجہپر چلا آتا ہے۔ غرض لوگ اس کام مین شریک تہے تین برس کے اندر صفاصف ہوگئے علاء الدین کے عہد ہی مین کسی کا نام باقی نرہا۔ مگر تعجب یہہ ہے کہ علاء الدین جو اصل بانی مبانی محسن کشی کا تہا اوسکا بال بیکا نہ ہوا۔ وہ ہمیشہ فیروزمند اور اقبال آور رہا۔ غرض اوپر کے دونو مورخ لکہا

یہہ خیال درست نہین ہی کہ جو نمک حرامی کرے وہ اوسکا پاداش ہی ضرور پائے - جلال الدین نے سات برس اور کئی مہینہ سلطنت کی اور ستر برس کی عمر مین انتقال کیا +

سید مولہ

ایک عجیب و غریب واقعہ اس بادشاہ کی عہد مین سید مولہ کا قتل ہے - وہ جلال الدین فیروز کے رحم دلی کے بھی خلاف ہی - اوسی اثنیا والونکا بھولا پن بھی ایسے زمانہ مین کہ مسلمان توہمات باطلہ مین مبتلا نہ ہوئے تہے معلوم ہوتا ہے - سید مولہ ایک فقیر جہاندیدہ اور گرم سرد روزگار چشیدہ ارگنج کا رہنے والا تہا - وہ یہان ہندوستان مین آیا - اور اجودہن یعنی پٹن مین حضرت فرید شکر گنج کی صحبت سے فیض یاب ہوا - اور پہر دلی کی سیر کا ارادہ کیا - اوسپر حضرت فرید شکر گنج نے فرمایا کہ اب تم دلی جاتے ہو - اور وہان اپنا دسترخوان بچہانا چاہتے ہو - ایک میری نصیحت ہمیشہ یاد رکہو کہ وہان امرا اور اہل دربار سے ہرگز نہ ملنا - ان لوگونکی ملاقات مین فقرا کے لئے جان کا خطرہ ہے - غرض وہ دلی مین وارد ہوا - ایک عظیم الشان خانقاہ بنوائی - اوسمین مسافر اور فقرا اور درویش رہتے - اور نہایت پر تکلف کہانا دونو وقت سید مولہ کے دسترخوان پر کہاتے - یہہ کہانا تکلف اور ونکے واسطے تہا - مگر وہ خود فقط چانول کہاتے - ایک چادر اوڑہتے کوئی لونڈی غلام نہ رکہتے - اگرچہ جماعت کی نماز نہ پڑہتے - مگر گہر مین تنہا نماز کبہی قضا بہی نکرتے - اور عبادت مین ریاضت بہت کرتے - اونکے خدا پرست ہونیمین کسی کو کچہہ شبہ نتہا غرض ظاہر مین کچہہ سامان نہ تہا - مگر خرچ اسقدر تہا کہ بڑے بڑے دولت مند دیکہہ کر اوسے حیران ہوتے - کوئی کہتا کہ کیمیا بنانی آتی ہے - کوئی خیال کرتا تہا کہ سنگ پارس اونکے پاس ہے - سوا اس غربا پروری اور مسافر نوازی کے بڑے بڑے امرا کی دعوتین بہی ہوتین - اور وہ کہانے دسترخوان پر چنے جاتے جو بادشاہونکو بہی میسر ہوتے ہے - سوا اسکے خاندانی امرا

کے ساتھہ سلوک کرتا۔ دو دو ہزار اشرفیان دیدیتا۔ عہد بلبنی مین تو اون کی یون گذری۔ اب عہد جلالی آیا۔ ملک فخرالدین کوتوال مرگیا۔ اوسکے وابستہ پریشان حال تھے۔ وہ سید مولہ کے خدائی دسترخوان پر نوالہ خور ہوئے۔ قاضی جلال الدین جو بڑا فتنہ انگیز تہا۔ اوسنے اس سیدے ساوے سید کو یہہ دم دیا کہ بادشاہ بادشاہی کے قابل نہین۔ خداوند عالم نے آپ کی ذات بابرکات مین سب خوبیان اسلیئے دی ہین کہ اس ظالم کے پنجہ سے خلق خدا کو چھڑائے۔ اور حکم اللہ اور شریعت رسول اللہ کے موافق انصاف کیجئے۔ اور اس ملک خزان رسیدہ کو اپنے عدل کی آبیاری سے سرسبز کیجئے۔ اس سادہ مزاج سید کی سمجھہ مین یہہ بات آگئی۔ عریضان خاص کے واسطے عہدے مقرر ہوئے اور دس ہزار مرید مخفی اس کام کے لئے مقرر کئے گئے کہ اگر بادشاہ کے مار ڈالنے پر کچھہ دنگہ فساد ہو تو اوسکا بہی علاج ہو جائے۔ جب یہہ سب معاملہ درست ہوگیا۔ تو اس سارے معاملہ کی خبر حرف بحرف بادشاہ کے کانونمین پہنچی۔ بادشاہ کے کان کھڑے ہوئے۔ اور جب سید صاحب کے ایک مرید خاص نے اوسکی تصدیق کی۔ تو بادشاہ نے سید مولہ اور اوسکے ہمراہیون کو پکڑوا بلوایا۔ جب ایک گواہ کی شہادت پر سید کو مجرم نہ ٹہرا سکا۔ تو اوسنے حکم دیا کہ جہروکون کے نیچے کوئلے دہکائے جائین۔ اور شاہ صاحب معہ رفقا کے اوسمین کودین۔ اگر سچے ہونگے تو آگ سے نہ جلینگے اور جہوٹے ہونگے تو جل بہنکر خاک ہونگے۔ جسوقت ان لوگون نے کلمہ شہادت پڑہ کر آگ مین کودنے کا ارادہ کیا تو بادشاہ کو رحم آیا۔ علما حاضرین سے استفسار کیا۔ اونہون نے عرض کیا کہ آگ مین جہوٹے سچے سب برابر ہین۔ سوکہی گیلی دونو جلتی ہین۔ اسطرح آگ سے انصاف کرنا خلاف شرع ہے اسپر بادشاہ نے قاضی جلال الدین کو تو قاضی بنا کر بدایون بہجوا دیا۔ اور جن دو آدمیون نے بادشاہ کے قتل کا وعدہ کیا تہا۔ اونکو قتل کرایا۔ امرا بلبنی اور امیرون کو دارالملک سے نکال دیا سید مولہ سے بادشاہ سوال کرتا تہا۔ وہ جواب دیتا تہا۔ جب وسپر جرم نہ ثابت ہوا۔ اور بادشاہ

اوسکو اپنے پادشاہی کا مخل سمجھا۔ تو اوسنے درویشان حیدری سے کہ وہ اوسکے ہمراہ آئے تھے
کہا دیکھو سید مولا نے میرے ساتھہ کیا سلوک کیا۔ تم اوسکا عوض لو۔ اسپر سنجر قلندر کو دوڑا۔ اور
اوسنے اپکر سید مولا کو زخمی کرنا شروع کیا۔ اور ایسی اذیت پہنچائی کہ وہ سید بیچارہ
چلا اوٹھا۔ اور کہنے لگا کہ اس تکلیف دہی سے تو مجھے ایک دفعہ مار ہی ڈالو۔ مجھے کچھہ اپنی مرنیکا
غم نہین۔ مگر یاد رکھو کہ مین ہی فقط دین سے ہون۔ میرا خون ناحق اوپر اوپر نہ جائیگا تمہارے
لئے نہایت شوم اور نامبارک ہوگا۔ اور منتقم حقیقی اوسکا انتقام لے گا۔ پادشاہ صاف قتل کے
حکم دینے مین متردد تہا۔ کہ پادشاہ کے بیٹے ارکلی خان نے قلیلان کو اشارہ کیا۔ وہ مست ہاتہی
رول دیکر سید پر لے گیا۔ اور اوسکا کام تمام کیا۔ ارکلی خان کو سید مولا سے یہہ عداوت تہی کہ
اوسکا بڑا بہائی سید کا منہ بولا بیٹا تہا۔ اور وہ اپنے بہائی سے عداوت رکہتا تہا۔ یہہ سید کا خون
کیا گرا۔ جلال الدین ہی اپنے اوج اقبال سے گرا۔ اسی سال مین بڑا کال پڑا۔ آدمی
آدمی کو کہاتا تہا۔ ہزارون موئے کی سوئے رہ گئے۔ سیکڑون دریا جمن مین ڈوب مرے
اسی سال مین پادشاہ کا بیٹا اختیار الدولہ خانخانان بیمار ہوکر مر گیا۔ مگر ان سب باتونکو
سید مولا کے قتل کا نتیجہ سمجھنا حماقت ہے۔ کچھہ ضرور نہین کہ ناحق کسی کا خون ہو تو اوسکا
یہہ نتیجہ لازمی ہو فقط

سلطان علاء الدین خلجی

جب سلطان جلال الدین کے مرنے کی خبر ملک احمد حبیب کو کہ خشکی کی راہ سے لشکر لیے جاتا تہا
پہنچی۔ تو وہ اولٹا دہلی مین چلا آیا۔ ملکہ جہان نے اس خبر کو سنکر یہہ نادانی کی کہ اپنے کم عمر لڑکے
رکن الدین ابراہیم کو تخت سلطنت پر بٹہا دیا۔ اور نہ کسی سے پوچہا نہ گچہا۔ ارکلی خان کو
جب یہہ خبر ملتان مین پہنچی تو وہ وہان سے دلی نہ آیا۔ البتہ یہہ بیٹا جلال الدین کا سلطنت کے

لیاقت رکھتا تھا۔ جب اس امر کی خبر علاء الدین کو ہوئی تو وہ بہت خوش ہوا۔ اور فوراً مقدمات کی برسات مین دلی کی طرف چلا۔ اور امراء جلالی کو روپیہ کا ایسا لالچ دیا کہ سب بادشاہ کی بیگم اور اولاد کو چھوڑ چھوڑ اوس کے طرفدار ہو گئے۔ جب علاء الدین دلی کے قریب آیا تو ملکہ جہان اپنے بیٹے سمیت ملتان کو روانہ ہوئی۔ بہت تھوڑے خیر خواہ رکن الدین کے ساتھ گئے اس بچے کی سلطنت برائے نام سلطنتو نمین شمار ہوتی ہے۔ روانگی سے پیشتر ارکلی خان کو دلی مین آنیکے لئے ملکہ نے خط لکھا۔ اور اپنی اس حماقت کا عذر کیا کہ رکن الدین کو تخت پر بٹھایا۔ مگر ارکلی خان نہ آیا۔ اور لکھ بھیجا کہ فوج اور امیر سب کے سب دشمن سے جا ملے۔ اب میرے آنے سے کیا ہوگا۔ اور جلال الدین کے قتل کے پانچ مہینہ بعد ۱۲۹۶ء مین علاء الدین نے دلی کے تخت پر قدم رکھا۔ اور امیرون مین ایسی دولت لٹائی کہ سب جلال الدین کے قتل کو بھول گئے۔ اپنے بھائی الماس بیگ کو الغ خان کا اور ملک نصرت کو نصرت خان کا اور ملک مظفر کو مظفر خان اور سنجر اپنے سالہ کو الپ خان کا خطاب دیا۔ اور اپنے غریب دوستونکو وہ دولت دی کہ امیر ہو گئے۔ اور جو امیر تھے اونہین ملوک بنا دیا۔ غرض بیحد بخشش اور جود و خواص و عوام مین اس نظر سے تھی کہ چچا کے قتل کا دھبہ مٹے۔ اگرچہ اس فیاضی سے لوگونکو رجھاتا تھا۔ مگر غیظ و غضب اور سفاکی اور بیباکی سے باز نہ آتا تھا۔ اسلئے وہ ہر دل عزیز نہوا۔ لوگ اوسے اور وہ لوگون سے کھٹکتا رہتا۔ گو سلطنت اوسکی نہایت زور شور کے ساتھ قائم رہی۔ مگر مفسدونکی فساد اور بغاوت سے پاک صاف نہوئی +

جلال الدین کی اولاد اور اونکے ہوا خواہ

علاء الدین جب تخت پر بیٹھا تو پہلا کام وہ اپنا یہہ سمجھتا تھا کہ کسی طرح جلال الدین کی بیٹونکا جھگڑا تمام کرے۔ الغ خان اور مظفر خان کو تیس چالیس ہزار سپاہ کے ساتھ ملتان بھیجا انہون نے ملتان کا محاصرہ کیا۔ اور دو تین مہینہ اوسکو قائم رکھا۔ بعد ازین جلال الدین کے

لڑکے اور اور امرا پریشان حال الغ خان کے پاس آئے - اور اونکو امن دیا گیا - اور الغ خان اونکو لیکر دلی چلا - راہ ہی مین اونسے سارا مال چھین لیا - اور اونکی بی بیون سے علیحدہ کر دیا - اور آنکھین اونکی نکال لین - غرض جب یہہ مصیبت زدہ دلی مین آئے - تو جلال الدین کے بیٹے ہانسی کے قلعہ مین قید کئے گئے - اور ارکلی خان کے بیٹون کو مار ڈالا - اور امرا جلالی کا بہت کچھہ مال اور اسباب ضبط ہو کر خزانہ شاہی مین داخل ہوا +

مغلون کا حملہ

اب مغلون نے سندہ سے اوتر کر ہندوستان پر حملہ کیا - الغ خان اور ظفر خان اونکے مقابلہ کے لئے بھیجے گئے - اہل اسلام کو اونپر جالندہر کے قریب فتح نصیب ہوئی - مغل بہت قتل اور قید ہوئے - اور اونکے سر کاٹ کاٹ کر دہلی بھیجے گئے - غرض ملتان کی فتح سے اور جلال الدین کی اولاد کے قبضہ مین آجانے سے علاء الدین کی سلطنت مستحکم ہو گئی تہی - مگر ان مغلون کے شکست دینے سے اور زیادہ استحکام ہو گیا - اس فتح کی بڑی دلی مین خوشی ہوئی - اور خوب جشن ہوئے +

گجرات کی فتح اور سیاہ کی بغاوت

تیسرے سنہ جلوسی کے آغاز مین الغ خان اور نصرت خان اور اور سردار لشکر لیکر گجرات پر چڑھے - اونہون نے سارے گجرات کو فتح کیا - اور نہروالہ پر قبضہ کیا - گجرات کا راجہ کرن سے بھاگ کر دیوگڈہ کے راجہ رام دیو پاس چلا گیا - اوسکی رانیان اور لڑکیان اور خزانہ اور ہاتھی اور سب اسباب مسلمانون کے ہاتھہ آیا - اور سومنات کا مندر جسکو محمود نے برباد کیا تہا - اوسمین سومنات کی جگہ ایک بت ہندؤن نے رکھہ لیا تہا - اوسکو اوکھیڑ کر دلی مین بھیجدیا - پہر نصرت خان کہنبات مین گیا - وہان کے مال اور اجاؤن سے بہت کچھہ جواہرات اور نفائس مول لئے - اور ایک غلام کافور نامی ہزار دینار دیکر مول لیا - غرض وہان سے یہہ سب کچھہ لیکر الغ خان اور نصرت خان

دلی مین آئی۔ بادشاہ کا فور کے حسن کو دیکھکر فریفتہ ہوگیا۔
جب یہہ فوج دلی کو واپس چلی۔ تو غنیمت کے مال لینے مین بڑے سختی کے گئی۔ اور ہر سپاہی کا اسباب دیکھا گیا۔ اور کسی کے کہنے کا اعتبار نکیا گیا۔ اس زیادہ طلبی سے فوج نے سرکشی کی۔ اکثر ان سرکشون مین مغل نومسلم تہے۔ اس جھگڑے مین وزیر کا بہائی اور بادشاہ کا بہانجا مارا گیا۔ مگر آخر کو یہہ بغاوت جلد ایسے فرو ہوگئی۔ بہت سے سرکش ماری گئے۔ باقی بہاگ کر راجاؤن پاس چلے گئے۔ جب بادشاہ کو ان مغلونکی سرکشی کی خبر ہوئی تو اوس کم بخت سفاک نے اون کے زن و بچہ کو کہ دلی مین تہے قید کیا۔ اسپر اور طرہ یہہ ہوا کہ جن آدمیون نے نصرت خان وزیر کے بہائی کو مارا تہا۔ اونکی عورتین نہایت رسوا کی گئین۔ اور ہنگیون کے حوالہ ہوئین۔ اور اونکے بچے ماؤن کی چہاتیون پر ذبح کئے گئے۔ یہہ ظلم و ستم کسی مذہب و ملت مین روا نہین۔ اوسکو دیکھہ دیکھہ ساری دلی کانپتی تہی۔
اسی سال مین ظفر خان نے سوستان کو فتح کر لیا۔ اور اس فتح مین وہ کارنمایان دکہائے کہ علاء الدین کو بہی اوسپر رشک پیدا ہوا۔ اور اوسکی فکر مین لگا +

مغلون کا دوسرا حملہ

اس سال کے آخر مین مغلون کے سردار قتلغ خان نے سپاہ جمع کر کے ہندوستان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ ماوراالنہر سے چلا۔ اور سندہ سے عبور کیا۔ اور دلی کے قریب پہنچا۔ چونکہ اس حملہ سے غرض مغلون کی دلی کا فتح کرنا تہا۔ اسلئے راہ مین اونہون نے ملکون کو تاخت و تاراج نکیا۔ نہ قلعون کو مسمار۔ اونکے حملہ کے خوف سے قریب و جوار کے سب لوگ دلی مین بہاگ کر چلے آئے۔ اور ساری دلی اون سے ایسی بہر گئی کہ کہین تل رکہنے کو جگہہ نہ تہی۔ اور آدمی سماتے نہ تہے۔ اس نازک وقت مین علاء الدین نے سپاہ کو تیار کیا اور شہر سے باہر لڑنے کو نکلا۔

لوگ کہتے ہین کہ اتنی فوج کبھی پہلے دہلی کی میدان مین نہین جمع ہوئی تہی - اس جنگ عظیم مین ظفر خان کی جانفشانی اور شجاعت اور دلیری سے علاء الدین کو فتح نصیب ہوئی - اوسکے دلیرانہ کامونپر الغ خان اور علاء الدین دونو کو رشک تہا - مغل اس جوانمرد کی مردانگی کے ایسے قائل تہے کہ جب کوئی چار پایا پانی نہ پیتا تہا تو وہ کہتے تہے کہ تجھکو ظفر خان کی کہائی دیتا ہے - اس رشک کی مارسے الغ خان نے اوسوقت اوسکے امداد کی جسوقت وہ تہوڑے آدمیونکے ساتھہ مغلونکے پیچھے جاتا تہا - جب مغلونے اوسکو بے کمک دیکہا تو چارون طرف سے نرغہ کرلیا مگر یہہ رستم وقت بے خوف وخطر لڑتا رہا - جب یہہ بہادری مغلونے دیکہی تو قتلغ خان نے کہلا بہیجا کہ میرے پاس چلا آ - میرا باپ تجکو وہ شان اور عزت دیگا کہ علاء الدین نے تجھکو وہ رتبہ کبھی نہ دیا ہوگا - مگر اوسنے اس بات پر کچھہ خیال نہ کیا - جب مغلونے دیکہا کہ اوسکا زندہ گرفتار ہونا دشوار ہے - تو وہ اوسپر یکبارگی ٹوٹ پڑے - اور سب ہمراہیون سمیت مار ڈالا - غرض علاء الدین کو فتح بہی حاصل ہوئی - اور اس ستم دوران کے کہٹکے سے بہی نجات ہوئی +

علاء الدین کی بیہودہ خیالات

اب باقی سارا تمیز اجلوسی سال عیش وعشرت مین علاء الدین نے گذارا - دن عید اور رات شبرات تہی - ہر سال دو تین بیٹے پیدا ہوجاتے تہے - چارون طرف سے فتح وظفر کے مژدہ سننے مین آتی تہے خزانہ روز بروز بڑہتا جاتا تہا - جواہر اور موتیون سے صندوق صندوق پر ہوتے جاتے تہے - ہاتہی گہوڑونکا کچھہ شمار نہ تہا - اس دولت اور کامیابی نے اوسکے دماغ مین خلل پیدا کیا - وہ ہوسین اور آرزوئین کرنے لگا کہ جو پہلے کسی بادشاہ نے نہ کی تہین فرعون بن گیا - کسی ملک اور صاحب ملک کو وہ خاطر مین نہ لاتا تہا - جاہل اور بے تمیز اور بیباک ایسا تہا کہ بہری مجلس مین جو منہ مین آتا بکتا - کبھی کہتا کہ آنحضرت کے چار یار تہے - اونمین کی بدولت

ساری قوت اور صولت اسلام کو حاصل ہوئی تہی - میرے بہی چار یار الغ خان ظفر خان
نصرت خان الپ خان ہین - اونکی اعانت سے مین اگر چاہون تو ایک مذہب جدید شائع
کردون - اور اس کام سے میرا اور میرے چار اصحاب کا نام مثل پیغمبر اور اونکے چار صحابہ کے
دنیا مین روشن ہوجائے - مذہب جدید کے واسطے صلاح اور مشورہ کرتا - کہ ایسا کونسا مذہب
ایجاد کرون کہ جسکے قیامت تک میرا نام باقی رہے - کبہی یہہ کہتا کہ دہلی کسی میر کو سپرد
کرکے سکندر کی طرح ملک گیری کے لئے چلا جاؤن - ایک دو مہم جو جسب مراد سرانجام ہوگئین
تہین - اسلئے خطبہ مین نام اپنا سکندر ثانی پڑہوایا اور لکہوایا - اگرچہ اوسکے مصاحب اور
مشیر سب جانتے تہے کہ یہہ خیالات خلل دماغ سے پیدا ہوئے ہین - مگر اوسکی درشت مزاجی
اور زشت خوئی کے سبب سے ہان مین ہان ملاتے - عقلا کو اوسکے دونوارادون سے خوف تہا -
آخر کار علاء الدولہ نے کہ کوتوال شہر تہا - ایک دن اوسکو سمجہایا کہ آپ کی یہہ دونوارادے
بیہودہ ہین - مذہب کا جاری کرنا پیغمبر کا کام ہے - پادشاہون کا کام نہین - اب ہن ہان کو
مجلس مین بیٹہہ کر ارشاد فرماتے ہین - اوسکا ایک دن یہہ نتیجہ ہوگا کہ سب مسلمان آپ سے
بگڑ جائینگے - اور اپنا منہ آپکو نہ دکہائینگے - آپ سلطنت کے لئے روتے رہ جائینگے - دوسرے
ارادہ کا حال یہہ ہے کہ سکندر جیسا آپ پاس وزیر نہین - ساری دنیا کو تو آپ پیچھے لیجئے گا
پہلے ہندوستان کو تو بالکل فتح اور تابع کیجئے - غرض اس فہمائش کی تاثیر بادشاہ پر
ہوئی - اور سوا اسکے بادشاہ کو اوس نے یہہ بہی سمجہایا کہ آپ شراب پینی چہوڑ دیجے - اور
رندان قدح خوار جو آپ کی یار بنے ہوئے ہین - اونکو بہی علیحدہ کیجئے - اگر ایسی شراب پینی
آپکو ضرور ہے تو تنہا پیا کیجئے - اس نصیحت پر بہی عمل کیا - اب یہہ ارادہ کیا کہ ہندوستان
مین کوئی قطعہ بغیر فتح کے نہ چہوڑئے +

قلعہ رنتھنبور کا محاصرہ

قلعہ رنتھنبور دلی کے قریب تہا اوسکے فتح کرنیکا ارادہ کیا۔ ہمیر دیو راجہ پتھورا کا نواسہ وہان راجہ تہا۔ اس کام کے واسطے الغ خان اور وزیر نصرت خان کو بہیجا۔ اول دونونے جہاین پر قبضہ کیا۔ اور رنتھنبور کا محاصرہ کیا۔ پاشیب اور گرد گچ بنائے۔ قلعہ کے اندر سے منجنیقون سے تیرونکا مینہ برستا تہا۔ اتفاقاً ایک تیر نصرت خان کے آکر لگا۔ اور اوسے ایسا زخم کاری پہنچا کہ جان پر نہ ہوا۔ بعد اسکے محصورین نے محاصرین پر حملہ بڑی دلاوری سے کیا الغ خان کو محاصرہ چہوڑ کر جہاین مین آنا پڑا۔ جب یہہ خبر سلطان علاء الدین کو پہنچی۔ تو وہ لشکر لیکر رنتھنبور کو روانہ ہوا۔ جب تلپت مین پہنچا قیام کیا

علاء الدین کی بہتیجے کا تخت حاصل کرنیکی لئے چچا کو قتل کرنیکا ارادہ اور اوسکا انجام

یہان وہ ہر روز جنگل مین شکار کو جاتا۔ اتفاق سے ایک دن رات ہوگئی۔ لشکر گاہ مین نہ آسکا۔ وہین شب باش ہوا۔ آفتاب کے طلوع ہونیسے پیشتر حکم شکار کا دیا۔ اور آپ چند ہمراہیون سمیت ایک ٹیلہ پر شکار کی سیر کے لئے جا بیٹہا۔ بادشاہ کا بہتیجا مسلمان تہا۔ اوسکا خطاب اکت خان تہا۔ اور وکیل در تہا۔ اوسکے دلمین یہہ آیا کہ جسطرح علاء الدین بوڑہے چچا کو مار کر خود بادشاہ بن گیا۔ اسی طرح مین بہی آج چچا کا کام کرکے تاجدار بنجاؤن۔ یہہ سوچ سمجہہ کر نو مسلم مغل سوار ہمراہ لئے۔ اور بادشاہ پاس گیا۔ شیر شیر کہہ کر سلطان علاء الدین پر تیر برسانے شروع کئے۔ جاڑے کا موسم تہا بادشاہ دگلہ اور قبا پہنے ہوئے مونڈہے پر بیٹہا تہا۔ جسوقت یہہ تیر اوسپر برسنے شروع ہوئے اوسنے مونڈہے کو سپر بنایا اور تیرون کو اوسپر روکا۔ مگر کچہہ تیر بادشاہ کے بازو پر لگے۔ ایک غلام وفادار

مالک نام موجود تہا - وہ بہی بادشاہ کے سامنے کہڑا ہوگیا - اور سارے تیرون کو اپنے بدن پر روکا
پیادے جو بادشاہ کے گرد کہڑے تہے اونہون نے اپنی سپرون سے بادشاہ کو ڈہک لیا - اکت خان
کا ارادہ ہوا کہ گہوڑے سے اوتر کر بادشاہ کا سر قلم کرے - کہ اتنے مین پیادون نے واویلا مچائی
کہ ہاے بادشاہ مارا گیا - اکت خان احمق نے ان پیادونکی بات کو سچ جانا - اور خوشی خوشی
لشکر مین آیا - اور بادشاہ کے ماری جانیکا قصہ مشہور کیا - اور آپ خود اوسکا جانشین بن بیٹہا
اور تخت پر جلوس کیا - سارے لشکر مین اوسکی سلطنت کی مبارک سلامت ہوگئی - اب اس
بیوقوف نے حرم سرا مین جانا چاہا - وہان ملک دینار مسلح بمقابلہ پیش آیا - اوسنے کہا کہ تب تک
بادشاہ کا سر نہ دکہاؤگی حرم سرا مین جانے نہ پاؤگی - اب یہان جب علاء الدین کو ہوش آیا -
اوسنے اپنے زخم باندہے - اور وہ یہہ سوچا کہ اکت خان کی یہہ حرکت بغیر امرا کے صلاح اور مشورہ
کے نہ ہوگی - اسلئے لشکر مین ان تہوڑے آدمیون کے ساتہہ جانا مناسب نہین - بہتر ہے کہ
بہائی پاس جہاین چلئے - ملک حمید الدین نے یہہ سمجہایا کہ آپ جہاین نہ جائے - اور ابہی
لشکر کی طرف چلئے - اور دشمن کو فرصت نہ دیجے - کہین ایسا نہو کہ وہ اس فرصت مین کام
اپنا درست کرلے - جسوقت بادشاہ کا چتر لشکر دیکہیگا - ننگے پانون دوڑا آئیگا - اس بات کو
بادشاہ نے مان لیا - اور بہت آہستہ آہستہ لشکر کے طرف چلا - جسوقت بادشاہ کے چتر سفید
پر لشکر کی نظر پڑی - اوسیوقت ہی بادشاہ کی مجلس درہم برہم ہوئی - اور بادشاہ کے
قدمون مین سب دوڑ آئی - اب اکت خان کو سوا بہاگنے کے کچہہ چارہ نتہا - افغان پور کو
بہاگا - بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا - نتیجے کی تلاش مین آدمی بہیجے اونہون نے اوسکو
قتل کیا - اور سر کو سارے لشکر مین پہرایا +

بہانجون کی بغاوت اور اور بغاوتین اور تہنہور کا دوبارہ فتح کرنا

غرض جب یہہ قصہ طے ہوچکا۔ تو بادشاہ بہائی پاس پہنچا۔ رنتھنبور کے قلعہ کا محاصرہ دوبارہ شروع کیا۔ اس محاصرہ نے طول کھینچا۔ ہر روز قلعہ والون کی آگ اور تیر برسانی سے بادشاہی لشکر کو نقصان پہنچا۔ غرض یہان یہہ ہو رہا تہا کہ بادشاہ کے بہانجے امیر عمر اور منگو خان کہ بداؤن اور اودہ مین حاکم تہے بادشاہ سی بگڑ بیٹہے۔ بادشاہ نے اونکی بغاوت کو کچہہ بڑا نہ جانا۔ دہلی کے ارد گرد کے امیرون کو لکہا کہ اوسکا تدارک کرین۔ چنانچہ یہہ دونو بہانجے گرفتار ہوکر آئے۔ اول اونکی آنکہین نکالی گئین۔ اور پہر بڑے عقوبت سی مارے گئے۔ یہہ فساد ابہی بالکل مٹا نہ تہا کہ ایک اور جہگڑا کہڑا ہوا۔ حاجی مولا غلام زادہ ملک فخرالدین کوتوال قدیم کا تہا۔ اوسنے یہہ دیکہا کہ بادشاہ قلعہ گیری مین مصروف ہے۔ اور کوتوال شہر سے لوگ از حد ناراض ہین۔ آدہی رات کو ایک جماعت کو ساتہہ لیا۔ اور کوتوال کے گہر پہنچا۔ اور اوسے کہا کہ ایک حکم بادشاہ آیا ہے۔ کوتوال وسیوقت باہر آیا۔ حاجی مولا نے اپنے ہمراہیون کو اشارہ کیا۔ اونہون نے اوسکو مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اور لوگون مین یہہ مشہور کر دیا کہ بادشاہ کے حکم سے مارا ہے۔ اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ قیدیون کو چہوڑ دیا۔ اور خزانہ اور سلح خانہ تمام یاردون مین تقسیم کر دیا۔ اور علوی کو کہ سلطان شمس التمش کی اولاد مین سے تہا تخت پر بٹہا دیا۔ جب بادشاہ کو یہہ برچہ لگا۔ تو اوسنے اوسکو ظاہر نہ کیا۔ اور پہلے سی زیادہ قلعہ کے فتح کرنے مین مصروف ہوا۔ ایک ہفتہ نہ گذرا تہا کہ ملک حمیدالدین بداؤن اور امروہہ سے لشکر لے کر دلی مین آیا۔ اور لڑکر حاجی مولا سے شہر لے لیا۔ اور اوسکو قتل کیا۔ اور علوی کو بہی مار کر سر کاٹا۔ اور تمام شہر مین پہرا یا۔ اور یہہ سب حال بادشاہ کو لکہہ بہیجا۔ سلطان نے اپنے بہائی الغ خان کو یہان باغیونکی سیاست کے لئے بہیجدیا۔ ملک فخرالدین کے بیٹے باوجودیکہ اس لڑائی بہڑائی سے کچہہ سروکار نہ رکہتے تہے بیچارے کردن سے مارے گئے۔

اور یہہ ایک قدیمی خاندان نیست و نابود ہوگیا۔ اور اوسکے ساری گہروں کی اینٹ سی اینٹ بیچ گئی۔ بادشاہ نے قلعہ رنتھنبور کو ۱۳۰۰ھ مین ایک برس کے محاصرہ کے بعد فتح کیا۔ اور سب محصورین کو قتل کیا۔ اور راجہ کو مع زن و بچہ فنا کیا۔ کہتے ہین کہ میر محمد باغی کہ جانور سے بہاگکر یہان آگیا تہا۔ زخمی پڑا تہا۔ بادشاہ کی نظر اوسپر پڑی۔ رحم آیا پوچہا کہ اگر تیرا معالجہ کیا جاے اور تو صحت پاے تو ہمارے ساتہہ کیا سلوک کرے۔ میر محمد نے جواب دیا کہ آپ کو اپنے ہاتہہ سے قتل کرون اور راجہ ہمیر کے بیٹے کو بادشاہ بناؤن۔ اسپر بادشاہ بڑا خفا ہوا۔ اور ہاتہی کے پیر کے نیچے کچلوا دیا۔ مگر جب اوسکی اس وفاداری اور ایمانداری کا خیال آیا۔ تو اوس کی تجہیز و تکفین ایک شان کے ساتہہ کی۔ اس قلعہ کو اپنے بہائی الغ خان کے حوالہ کیا۔ اور آپ دلی مین چلا آیا۔ الغ خان یہان پانچ چہہ مہینہ حکمران رہا۔ پہر بیمار ہوکر دلی چلا آیا۔ اور یہان اوسکا انتقال ہوا۔ فقط

اسباب بغاوت اور اوسکی انسداد کی تدبیرین

اب بادشاہ نے دلی مین مشیران سلطنت کو بلاکر کہا کہ چار بغاوتین پے در پے ہوچکی ہین۔ ایسی تدبیرین بتاؤ کہ پہر کوئی بغاوت اور سازش نہ ہو۔ مشیران سلطنت نے چار اسباب بغاوت کے بتلائے۔ اول بادشاہ رعایا کے نیک و بد سے خبر نہین ہوتا۔ دوم شراب خواری عام یہ ہوتی ہے۔ اوسکی مستی مین اپنے مافی الضمیر کو بیخطر ظاہر کرتے ہین سوم امیر و اعیان سلطنت باہم نامہ و پیام رکہتے ہین سازشون مین سب شریک ہوجاتے ہین۔ چہارم دولت کی کثرت قاعدہ ہے کہ جسوقت ارزل اور کمینون کو دولت ملتی ہے۔ خیالات فاسد اونکے دلمین پیدا ہوتے ہین اور اونسے فساد کہڑے ہوتے ہین۔ بادشاہ فرمان سب باتون کو پسند کیا۔ اول خلق کے نیک و بد حال دریافت کرنیکے واسطے جاسوس مقرر کیے۔ اب اس جاسوسی کو وہ فروغ ہوا کہ جو امرا

اپنے گھر بی بی بچون سے باتین کرتے اونکی خبر بادشاہ کی کانون تک پہنچتی - یہانتک لوگ ان جاسوسون کے ہاتھ سے تنگ ہوئی کہ گھر مین پکار کر آدہی رات کو بات نکرتے - اس تجسس سے تمام ملک مین انتظام ہوگیا - اور راستو مین امن امان - مسافر تنہا جہان چاہتے وہان جاتے سودا گر سونا اوچھالتے چلے جاتے کوئی نہ پوچھتا کہ اونکے منہ مین کیے دانت ہین - اور دوسرے مفسدہ کے دور کرنیکے لیئے اونسے شراب علانیہ پینی چھوڑی - اور حلسو لنکا راستہ کرنا موقوف کیا - تمام شراب لنڈہادی - چاندی سونے کی برتن شراب پینے کے توڑ پھوڑ برابر کیے - اور ان پر سکہ لگوایا - اور سب جگہ منادی کردی - کہ بادشاہ نے شراب پینی چھوڑ دی - جو شخص پیے گا یا بیچے گا - وہ گردن سے مارا جائیگا - اور تمام ممالک محروسہ مین شراب کی ممانعت کی اشتہار بھیجدیے اس حکم پر سقدر لوگون نے گھرون سے شراب نکال نکال کر پھینکی کہ شراب کی کیچڑ بازارون مین ہوگئی - رندان مے خوار جو شراب کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے وہ کسی نہ کسی طرح اوسکو بہم پہنچاتے - جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اونسے ایک کنوان کھدوایا - اور اوسکو شراب پینے والون کا زندان بنایا - اکثر اس زندان مین قیدی قید حیات سے چھوٹ جاتے - جب یہہ قانون خوب منضبط ہوگیا - تو بادشاہ نے امیرونکو تنہا شراب پینے کی اجازت دیدی - اب تیسرے مفسدہ کے سدباب کے واسطے اونسے حکم دیدیا کہ امیر اور دوست آپسمین بغیر حکم شاہی آپسمین ملاقات نہ کرین اور ایک دوسرے کے ہان دعوت مین نجائے - اور نہ آپسمین نامہ رشتہ بغیر اجازت تحریری بھیجا کرین غرض اس سے آشنا ناآشنا بن گئی - اگر کوئی کسی کے ہان مہمان آتا - تو وزیر سید خان کی خوشامد کیجاتی کہ وہ اوسکو گھر مین اوسکی اجازت بادشاہ سے حاصل کردے - مفسدہ چہارم کے انسداد کے واسطے یہہ تدبیر کی کہ جو کانون وقف یا انعام یا ملک کسی کا سنتا اون سب کو خالصہ پڑتا خواہ وہ کسی مسلمان پاس ہو یا ہندو پاس - غرض ضبطی اور سخت گیری سے ایسی لوگ کہانے لگے

تنگ ہوئی کہ کبھی فتنہ و فساد کا نام نہ لیا +

چتوڑ گڈھ کی فتح

سنہ ۱۳۰۳ء ۷۰۳ھ مین علاء الدین چتوڑ گڈھ پر چڑھ گیا - یہہ قلعہ میواڑ مین بڑا مشہور ہے اور ابتک اہل اسلام کے قبضہ مین ہی نہ آیا تہا - چھہ مہینہ کی محاصرہ مین اوسکو بڑے زور لگا کر فتح کیا - اور اپنے بڑے بیٹے خضر خانکو دیکر خضر آباد اوسکا نام رکہا - اور یہین اوسکو ولی عہد اپنا بنایا - راجہ کو قید ہوئی - اور اوسکے اہل و عیال کو کوہستان کی آوارہ گردی نصیب ہوئی راجہ کی قید خانہ مین مدت بسر ہوئی کہ کسی خوشامد خور نے بادشاہ سے یہہ عرض کی کہ راجہ کی رانی پدمنی نام حسن جمال مین بیمثال ہے - اوسکے حسن کی تعریف زبان سے نہین ہوسکتی - یہہ سنکر بادشاہ اوسکا مشتاق ہوا - بیچارہ راجہ پر رشد و شروع ہوا کہ رانی پدمنی کو بلاوے تو قید سے رہائی پاوے - ناچار راجہ نے اس بات کو منظور کیا - اپنے لوگون کو کوہستان سے اہل و عیال بلانے کیواسطے بہیجا - جب راجپوتون نے یہہ سنا تو وہ بہت روے اور کہنے لگے کہ معلوم نہین راجہ کو کیا ہوا - کہ اوسنے رجپوتون کے نام کو ڈبویا - اون سب نے یہہ تجویز کی کہ یہان سے راجہ کو ڈھائی مین زہر ملاکر بہیجئے - کہ کام اوسکا تمام ہو - اور رجپوتون کا نام بدنام نہ ہو - اس تدبیر کو راجہ کے ایک بیٹے نے پسند نکیا - یہہ بڑی عقل و شعور مین اپنے ساری کنبے مین مشہور تہی - اوسنے اپنے سب بزرگون کو بلاکر وہ تدبیر بتلائی کہ جسمین راجہ کی جان بچے - اور ننگ و ناموس پر بہی کوئی آفت نہ آئے - اوسنے یہہ کہا کہ ڈولے بہوٹے نمک حلال سپاہی زنانے کپڑے پہین لین - اور سلاح جنگ سنبہال کر پالکیون مین بیٹہہ جائین - اور مشہور کرین کہ راجہ کی رانیان دلی جاتی ہین - جب شہر کے قریب پہنچے - تو رات کو شہر مین

گھسین اور سیدھے قید خانہ پر تلوارین سونت سونت کر چڑھ جائین - جو کوئی مانع و مزاحم
ہو اوسکو ٹھیک بنائین - اور ایک گھوڑا کہ ہوا سے باتین کرتا ہو کسا کسایا تیار رکھین
راجہ کو قید خانہ سے نکال کر اوسپر بٹھائین - سب نے یہہ رائے پسند کی - غرض سات سو
سپاہی ڈولیون مین سوار ہو دلی چلے - اور بادشاہ کو خبر پہنچی کہ راجہ کی رانیان
آتی ہین - اسپر بادشاہ نے راجہ کی قید بہی ہلکی کر دی - اور کل سامان اور باربردار لیکا
حکم دیدیا - غرض یہہ ڈولیان منزل بمنزل چلی آتی تہین - اور خیمے اور قناتین اونکے
گرد کہچی تہے - بادشاہی ملازم اونکے ہر جگہ آؤ بہگت کرتے تہے - مگر قناتون پاس
پرندہ پر نہ مار سکتا تہا - غرض یہہ پردہ نشین قافلہ شہر مین پہر رات گئے داخل ہوا -
ساری دلی مین غل مچا کہ رانی پدمنی کی سواری آگئی - جب قلعہ کے قریب جہان
راجہ قید تہے یہہ ڈولیان پہنچین - تو رجپوت اومین سے نکل کر ننگی تلوارین نکال کر
دوڑے - جو سامنے آیا اوسکو مار گرایا - راجہ کو پنجرے سے نکال کر گھوڑے پر سوار کیا
یہان بادشاہ پدمنی کے اشتیاق مین خوش بیٹھا تہا - جو یکایک یہہ غل مچا کہ کل جو
رانی کے آنیکی خبر اوڑی وہ سب بہانا تہا - غرض راجہ کا لیجانا تہا - یہہ سنتے ہی
بادشاہ نے سوارونکو حکم دیا کہ فوراً جاؤ - اور جسطرح ہو اوسے پکڑ کر لاؤ - سوار پر لگا کر
راجہ کے پیچھے دوڑے - اور کئی جگہہ تلوار پر بہی نوبت پہنچی - اور بہت سے راجپوت
مارے - مگر راجہ کی گرد کو کوئی نہ پہنچا - وہ صحیح وسالم اپنے اہل وعیال مین جا پہنچا -
اور اپنے باپ دادا کے ملک پر قابض ہوا - بادشاہ کو تو پدمنی کی کو لگی ہوئی تہی -
دلکو اوسکے بغیر کب چین تہا - اور اوسپر یہہ اور چوٹ لگی کہ راجہ ڈنکے کی چوٹ قلعہ سے
باہر نکل گیا - بادشاہ نے پہر راجہ کا قلعہ لے لیا - مگر رانی پدمنی نے اپنی عصمت بچانیکے واسطے

سات چتائین صندل کی چنوائین - اوسمین سارا خاندان کا خاندان ایک دن مین جلکر
بہسم ہوا - بادشاہ قلعہ مین گھستے ہی بدمنی کے محل پر پہنچا - توچند عورتین ایک الکہ کے
ڈھیر پر رو رہی تہین - اونہون نے ایک مٹھی خاکستر کی اوڑا کر دکہائی - بادشاہ رنج
اور افسوس کرتا باہر آیا - اور دار الخلافہ کو چلا آیا -

مغلون کی مہمات اور اونکے انسداد کی تدبیرین

جب مغلونکو خبر پہنچی کہ علاء الدین کسی بڑی دور دراز مہم پر گیا ہوا ہے - طرغی
نے تیس چالیس ہزار سوارون سے دلی پر حملہ کیا - علاء الدین کو اپنے مہمات
چہوڑ کر واپس آنا پڑا - غرض فوج کو سمیٹ سماٹ درست کر برسات کی شدت مین
دلی مین آیا - اوسکو سامان اسقدر بہم پہنچ سکا کہ میدان مین لڑتا - ناچار مورچہ بندی
کی - جیسا کہ پہلے اس دفعہ مغلون کا دلی مین پڑا ایسا کبہی نہ ہوا تہا - کئی دفعہ دلی مین
گہس گہس کر مغل غلہ لیگئے - دو تین لڑائیان ہوئین - مگر کسی جانب کو کچہہ اوسکا
فائدہ نہ حاصل ہوا - مغلون پاس بہی وہ ساز و سامان نہ تہا کہ علاء الدین کی فوج کو
زیر و زبر کرتے - ایسے وقت مین دلی کا مغلون کے ہاتہہ سے بچ جانا مقتضات سے ہے
مغلون کو یہہ وقت خوب ہاتہہ آیا تہا - تمام رستے اونہین کے اختیار مین تہے -
سلطان علاء الدین کی فوج کو کمک پہنچنے کی امید نہ تہی - مگر خدا معلوم کیا ہوا
کہ مغل دلی کو چہوڑ کر خود بخود چلے گئے - اپنے خیالات کی موافق لوگ اس بلا کے
ٹل جانے کو حضرت شیخ نظام الدین اولیا کی کرامت سے منسوب کرتے ہین - اب علاء الدین
کے دماغ سے وہ خیال خام کہ سکندر کی طرح دنیا کو فتح کرون گا نکل گیا - اور سمجہہ گیا
کہ جہان مین بڑے بڑے زبردست حریف موجود ہین - اسلئے اوسنے اس شہر کو دار

اور قصر ہزار ستون بنوایا۔ اور بہت سے مکانات تیار کئے اور دلی کی فصیل کو از سر نو بنوایا۔ جو راہ مغلون کے آنے کی تہی وہان بہی قلعہ کے حصار بنوائے۔ اور بڑے بڑے تجربہ کار سپہ سالارون کے سپرد کئے +

اب اونہے ارباب رائے کو ایک مجلس مین جمع کیا اور یہہ صلاح پوچہی کہ کیا تدبیرین ہین کہ آئندہ مغلون کے مہمات کا انسداد ہو۔ اوسپر ارباب مشورہ نے صلاح دی کہ فوج بڑہائے کہ مغلون کا خوب مقابلہ ہو۔ مگر خزانہ مین اتنا روپیہ نہین ہے کہ فوج کے خرچ کو پانچ چہہ سال سے زیادہ کافی ہو۔ اسلئے سپاہ کی تنخواہ کم کرنی چاہئے۔ اور جب سپاہ کی تنخواہ کم ہوگی تو اوسکی گذراوقات کے واسطے اشیاء کا نرخ ارزان کرنا چاہیئے۔ اسرائے کو پسند کیا اور اونہے غلہ اور مویشی اور گہوڑے اور کپڑے کے واسطے نرخ مقرر کیا۔ کوئی شے باقی نہ تہی کہ جسکا بہاؤ بادشاہ کی طرف سے نہ مقرر ہوا تہا۔ یہانتک کہ گوئی اور ناچنے والون اور نقالون اور بہانڈون کا بہاؤ بہی مقرر ہوا۔ اور سب چیزون کی ارزانی کیواسطے ضوابط مقرر کئے گئے۔ منڈیان اناج کی مقرر ہوئین۔ اور غلہ کے لئے تاجر آباد کئے گئے اونکو روپیہ پیشگی دیا گیا کہ جابجا سے غلہ خرید کر لائین۔ اور اورون کو غلہ کی جمع کرنے کی ممانعت کی گئی۔ جب دکاندار بادشاہی بہاؤ کے خلاف کسی جنس کو نہین بیچ سکتے تہے تو اونہون نے کم تولنا شروع کیا۔ اور غریبون اور بچون اور احمقون کو یون دہوکہ دینا شروع کیا۔ اس کم تولنے پر یہہ سزا مقرر ہوئی۔ کہ جتنا کوئی کم تولے اوتنا ہی گوشت اوسکے کولہے مین سے کاٹا جائے۔ اور اوسکی آنکہون کے سامنے پکایا جائے۔ غرض کم تولنے کا بہی انسداد ہوگیا۔ قحط سالی مین کچہہ خلل ان ضوابط مین پڑا۔ ورنہ علاء الدین کے آخر عہد سلطنت تک ان ضوابط پر خوب عمل ہوا۔ تاریخ فیروز شاہی مین جو لکہا ہے

اوسے معلوم ہوتا ہے کہ دلی مین اس بہاؤسی اناج بکتا تہا کہ روپیہ کے دومن گیہون جوار پونے چار من اور شکر ساڑہے سات سیر اور گہی بتیس ۳۲ سیر اور کپڑا روپیہ کا چالیس گز اور لونڈی غلام پانچ روپیہ سے لیکر دوسو روپیہ تک - بعد اس ارزانی کے سپاہ کی تنخواہ مین تخفیف کی گئی جب یہہ سب انتظام سپاہ کا اور ارزانی اسباب کا درست ہوگیا - تو جب مغلون نے ارادہ شہر دہلی کا کیا بڑی ذلت اوٹہائی - ہزارون اونمین سے مارے جاتے - اور سیکڑون قید ہوتے - اور ہاتہی کے پیرونمین روندی جاتے - اور اونکے سرونکے برج بنائے جاتے - غرض لشکر اسلام کو مغلو وہ غلبہ حاصل ہوگیا تہا کہ ایک دسوار دس دس مغلونکی گردنمین رسّی ڈال کر پکڑ لاتے اور تہوڑیسی سپاہ اسلام مغلون کے ایک لشکر کثیر کو شکست دیدیتی - چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جنگیز خان کی اولاد مین سے علی بیگ نے پہاڑ کے نیچے نیچے چلکر امروہہ پر حملہ کیا - علاء الدین نے ملک یغیق کو اونکے رفع کرنیکے واسطے مقرر کیا - اوسنے نواح امروہہ مین مغلونکو شکست دی - اور علی بیگ اور ترتاک کو زندہ پکڑ لایا - اور اونکے ساتہہ ہزارون مغل قید ہوئے - ان سب کو علاء الدین نے ایک دربار عام مین دلی کے اندر ہاتہیونکے پیرون تلے روندوایا - پہر مغلون نے دوبارہ حملہ کیا - اور شکست کہائی - اور اونمین سے سیکڑونکے سرون سے ایک برج بنوایا گیا - جسکو مدت تک لوگ دیکہتے رہے - غرض کئی دفعہ اونہون نے حملے کئے - مگر ایسی شکست پر شکست کہائی کہ دل ولکا چہوٹ گیا اور مدت تک اونہون نے ہندوستان پر حملہ کرنیکا ارادہ نکیا فقط

دکہن کی مہمات

جب علاء الدین تخت پر بیٹہا - تو شب و روز اور مہمات مین مصروف رہا - مگر ملک دکہن کو بہی بہولا نہ تہا - یہہ وہی ملک تہا جسمین اوسنے اپنے عہد شباب مین کارہائے نمایان کئے تہے - اور اسی سبب سے آج اس تہہ پر پہنچا - ملک کافور کا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ بادشاہ اس خواجہ سرا پر ازحد

فدا تھا۔ اوسیکو سب پر ممتاز اور سرفراز کرنا چاہتا تھا۔ جب رام دیو والی دیوگڈھ نے تین سال سے نذرانہ نہ بھیجا تو بادشاہ نے ایک سپاہ جرار اوسکے زیر حکم کرکے دکن کو روانہ کی اور بہت سے امراء اوسکے ہمراہ کئے۔ الغ خان حاکم گجرات اور یمین الملک ملتانی حاکم مالوہ کو بادشاہ کا تاکیدی حکم صادر ہوا کہ وہ ملک کافور کی امداد اور کمک اس مہم مین کرین۔ سارے برتاؤ جو افسران سپاہ کے ساتھ سالار کو برتنے چاہئین وہ سب ملک کافور کو بادشاہ نے بتلادئے ۱۳۰۶ھ مین کافور مالوہ مین ہوتا ہوا گذرا۔ اور خاندیس کی راہ سے سلطان پور مین ہوتا ہوا دیوگڈھ مین آیا۔ اور محاصرہ سے پیشتر مرہٹون کی ملکون کو تاخت و تاراج کیا۔ رام دیو نے دیکھا کہ لڑنے مین کچھ فائدہ نہین۔ اسلئے اپنے بڑے بیٹے سنکلدیو کو قلعہ مین چھوڑ کر اور بہت سے تحفہ تحائف لیکر ملک کافور کی خدمت مین حاضر ہوا۔ ملک کافور نے فتحنامہ دلی مین لکھا۔ اور رام دیو خود بہت سا نذرانہ لیکر بادشاہ کی خدمت مین ملک کافور کے ساتھ حاضر ہوا۔ سلطان علاء الدین نے اوسکی بڑی تعظیم و تکریم کی۔ اور رائے رایان کا خطاب دیا۔ اور اپنے راج پر اوسکو رخصت کیا۔ اس مہم کے زمانہ مین ایک سانحہ قابل لکھنے کے ہے۔ کہ گجرات کی راجہ مہاکرن کی مہارانی کملادیبی گجرات کی مہم مین گرفتار ہوئی۔ اور بادشاہ کے ہان آئی اور اوسکی شادی بڑی شاہانہ دھوم دھام سے ہوئی۔ بادشاہ اوسکے حسن و صورت اور سیرت پر دل و جان سے قربان تھا۔ جب اوسنے سنا کہ الغ خان حاکم گجرات کو بھی دیوگڈھ جانیکا حکم ملک کافور کی امداد کے واسطے ہوا ہے۔ تو اوسنے ایک رات بادشاہ کو خوش دیکھکر عرض کی کہ جب مین راجہ کرن کے گھر مین رانی تھی۔ تو خدا نے دو بیٹیان عنایت کی تھین۔ بڑی بیٹی تو مرگئی۔ مگر دوسری لڑکی دیول دیبی زندہ اور سلامت ہے۔ یہی میری شاخ جوانی کی دو کلیان ہین۔ مجھے اقبال کی ہوا وہان سے یہان لائی۔ مگر وہ دونون گل اپنے گلشن ہی مین رہے

ایک گل پژمردہ ہوگیا دوسرا باقی ہے۔ میرا دل بغیر اوسکے مچھلی کی طرح تڑپتا ہے۔ اگر وہ کسیطرح سلامت آجائے تو آنکھون سکھ کلیجہ ٹھنڈک ہو۔ بادشاہ نے فرمایا کہ یہہ کتنی بڑی بات ہے۔ اوسیوقت الغ خان اور ملک کافور کے نام فرمان سلطانی صادر ہوا کہ راجہ کرن دکن کی نواح مین آوارہ پھر رہا ہے۔ اوسکے دیوادیی کے لئی پیغام بھیجو۔ خواہ صلح سے خواہ لڑائی سے جسطرح ہو اوسے یہان روانہ کرو۔ دو مہینہ تک راجہ کرن سے اس بات پر لڑائیان ہوتی رہین اور اور الغ خان نے شرائط صلح ایسی پیش کین کہ وہ راجہ کے حق مین نافع تہین۔ اور راجہ کو دیوادیی کے حوالہ کرنیکے لئی سمجھایا۔ مگر اوسنے ایک نہ سنی۔ یہہ اتفاق کی بات ہے کہ سنگلدیو راجہ رام دیو کا بڑا بیٹا بھی اوسپر عاشق تہا۔ مگر وہ قوم کا مرہٹا تہا۔ راجہ کرن رجپوت تہا۔ رجپوت مرہٹون کو ذات کا ہیٹا جانکر بیٹی دینا بی عزتی جانتے تہے۔ جب بادشاہی فوج کے ساتھہ یہہ معاملہ پیش ہو رہا تہا۔ اوسنے یہہ سب خبرین سنین۔ اور کچھہ باپ سے نہ پوچھا۔ اپنے چھوٹے بھائی بہم دیو کو بہت سے تحفہ تحائف دیکر شادی کا پیغام راجہ کرن پاس بھیجا۔ راجہ مصلحت وقت اس نازک زمانہ مین یہی سمجھا کہ دیوادیی کو کچھہ سپاہ کے ساتھہ دیوگڈہ روانہ کیا۔ ادہر یہان بادشاہی فوج مین بھی خبر آئی کہ پری کو دیو اوڑا نکو ہے اسلئے الغ خان نے ایک بڑا حملہ راجہ کرن پر کیا۔ اور شکست دیکر فوج کو پریشان کردیا۔ راجہ دیوگڈہ کی طرف بھاگا۔ غنیمت مین بہت کچھہ ہاتھہ لگا۔ مگر گوہر مراد ہاتھہ نہ آیا۔ اسلئے کچھہ فتح کی مسرت نہوئی۔ بلکہ بادشاہ کی عتاب اور کمل دیی کے ملال کا اندیشہ پیدا ہوا۔ اسی تجسس مین گہبراتا ہوا چلا جاتا تہا۔ کہ دیوگڈہ ایک روز کا رستہ رہ گیا۔ کچھہ سپاہی الورہ کی غارونکی سیر تماشے کو لئے گئی۔ ان غارون کی بہی دستکاریان عجب نمونہ انسان کی صنعت کا ہی۔ غرض یہہ صنعت انسانی کا تماشا دیکہتے پھرتے تہے۔ کہ وہان قدرت کا تماشا اور نظر آیا۔ کہ کچھہ سوار سامنے دوچار ہوئے۔ اونہون نے جانا کہ رام دیو کی فوج

اونکی تعاقب مین آئی - مگر وہ درحقیقت فوج بہیم دیو کی تہی کہ دیوی پی کو لئے جاتی تہی
- ناچار جان بچانیکی ضرورت ہی اونسے مقابلہ ہوا - ایک ہی حملہ مین اونکو تتر بتر کردیا -
دیوی پی کے گہوڑیکے ایک تیر لیسا لگا کہ وہین کا وہین رہ گیا - ایک قدم آگے نہ چل سکا - سپاہی
اوس پاس پہنچے اور بولے نکال جو کچہہ پاس ہے اتنے مین ایک لونڈی پکار کر بولی
کہ یہہ دیول دیی ہے - جوقت سپاہیون نے دیوی پی کا نام سنا - اوسکو سکہپال مین بٹہا
الغ خان پاس لائے - یہہ دیکہتے ہی وہ باغ باغ ہوگیا - اور جامہ مین پہولا نہ سمایا - بادشاہ کو
ایک عرضی لکہی - اور گجرات مین آکر یہان سے پالکی مین دیوی پی کو سوار کراکے دہلی بہیجا - جب
دہلی مین پہنچی - تو ما بے اختیار دوڑی گئی - اور بیٹی کو اوتروایا گلے لگایا - اتفاقاً
جسوقت بادشاہ سے دیوی پی کا حال کہل دیی نے کہا تہا خضر خان بہی موجود تہا - وہ
اوسی وقت سے اوسپر فریفتہ اور شیفتہ بیٹہا تہا - پہر ان دونون کی شادی بڑی دھوم
دہام سے ہوگئی - ان دونو کے عشق کے درمیان حضرت امیر خسرو نے نظم مین لکہی ہے
یہہ عشق بہی ایسا عالم اشوب ہوا کہ ہندی فارسی شاعرون کو ایک مضمون شاعرانہ
ہاتہہ لگا - بہت سے قصے اوسکے ہندی اور فارسی مین موجود ہین - اور گیت اوسکے
گائے جاتے ہین - افسوس ہے کہ اس بیوی کی دو اور شادیان ہوئین - ایک اوسکے
خاوند خضر خان کے قاتل سے دوسرے غاصب سلطنت خسرو سے - اس داستان سے
یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندو مسلمانون مین ناتے رشتے ہوتے تہے - اور ایلورہ کے
غار اوسوقت مین بہی عجائبات روزگار سے شمار ہوتے تہے فقط

کافور یہہ فتوحات دکہن مین حاصل کر رہا تہا - اوسوقت خود بادشاہ نے جہالور اور سیوانہ کو
فتح کر لیا تہا - یہہ دونو شہر مارواڑ مین گجرات کی شمال مین آباد شہر ہین +

مہم تلنگانہ

تاریخ فرشتہ مین لکھا ہی کہ ۱۳۰۹ء مین ملک کافور کو دوبارہ دیوگڈہ کی راہ سے ورنگل پر سلطان علاء الدین نے روانہ کیا اور بہت سی سپاہ ساتھہ کی - پہلے بہی فوج یہان روانہ کی تہی - وہ بنگالہ کی راہ سے گئی تہی - اڑیسہ کا راجہ اپنے ہمسایہ کے زور اور قوت کو دیکھہ دیکھہ دل ہی دل مین جلتا تہا - اوسنے بادشاہ کی منت سماجت کرکے فوج بنگالہ کی راہ سے بہجوائی - مگر وہ ناکامیاب رہی - مگر کوئی وجہ ناکامیابی کی نہین لکہی - اور نہ یہہ بیان ہے کہ وہ کتنے دنون تک رہی اور کتنا جان و مال کا نقصان ہوا - شاید یہہ فوج بری راہ سے گئی تھی اسلئے یہہ مصیبت اوسپر پڑی اسلئے ملک کافور کو دوبارہ سلطان نے بہیجا اور اوسکو سمجہا دیا کہ اگر ورنگل کا راجہ روپیہ اور ہاتہی دے اور سالانہ خراج دینے کا وعدہ کرے تو صلح کر لینا اور قلعہ ورنگل اور ملک تلنگانہ کی فتح کی فکر نکرنا - اور خواجہ حاجی سے صلاح و مشورہ کرنا - اور لشکر اور سپاہ کی نہایت خاطرداری کرنا - غرض ملک کافور اور خواجہ حاجی دونو دیوگڈہ مین آئے - رام دیو نے استقبال کیا - اور لشکر مین اپنا لاو بازار بہجوایا - اور تاکید کر دی کہ اجناس نرخ شاہی کے موافق فروخت ہون - غرض تمام رسد کا سامان کر دیا - ملک کافور نے دیوگڈہ سے شمال تلنگانہ مین اندور کے اندر قدم رکہا - اور اوسکو تاخت و تاراج کیا - اور اسقدر آدمیون کو قید اور قتل کیا کہ ایک تہلکہ عظیم پڑ گیا - ورنگل کا راجہ اور گرد و نواح کے راجہ مارے خوف کے قلعہ ورنگل مین داخل ہوئے - یہہ قلعہ باہر سے مٹی کا بنا ہوا تہا - اور اوسکے اندر ایک قلعہ سنگین تہا - راجہ ورنگل قلعہ سنگین مین اور راجہ قلعہ گلی مین محصور ہوئے - یہہ قلعہ گلی بیرونی بڑی مستحکم اور محنت سے گئی مہینہ کے محاصرہ مین فتح ہوا - اور سب راجہ مع زن و بچہ قید ہوئے اور بہت خون ہوا راجہ بہت سا روپیہ اور خراج دینے پر مجبور ہوا - اب ملک کافور نے مراجعت کی - اور بادشاہ کو فتحنامہ لکہا - اوسکی بڑی خوشی دل مین ہوئی - علاء الدین کا دستور تہا کہ جہان

لڑائی کیواسطے لشکر بھیجتا وہان چوکیان ڈاک کی بیٹھاتا۔ اور قاصد مقرر کرتا۔ لشکر کی روز اوس پاس خبر آتی۔ جب ملک کافور ورنگل کے محاصرہ مین مصروف تہا۔ تو تلنگانہ کی فوج کی کثرت سی کئی ڈاک کی چوکیان اوٹہہ گئین۔ اسلئے خبر لشکر اور محاصرہ کی نہ آئی۔ تو نہایت تردد پیدا ہوا۔ گہبرا کر حضرت شیخ نظام الدین کی خدمت مین دو امیر بھیجے۔ اور دعا کی استدعا کی۔ اوسپر حضرت نے فرمایا کہ یہہ فتح بہی ہوا ور فتوحات بہی ہون۔ اوسی روز ورنگل کا فتحنامہ آیا۔ اسسے بادشاہ کا اعتقاد اور حضرت کی درگاہ مین راسخ ہوگیا۔ تعجب یہہ ہے کہ کبہی شیخ اور سلطان مین ملاقات نہوئی۔ عمائد کی معرفت پیغام سلام رہے +

کرناٹک اور ملیبار سے راس کماری تک فتح ہونا

کابل و ریسندہی لیکر بنگالہ اور گجرات کا سارا ملک فتح ہوگیا تہا اور دکن مین بہی فتوحات کاملہ حاصل ہوئین۔ اب علاء الدین کا ارادہ ہوا کہ ساحل سمندر کے ملکونکو فتح کرے۔ دوسرے برس ۱۳۱۰ھ مین ملک کافور اور خواجہ حاجی کو کرناٹک کی فتح کرنیکے لئے بہیجا۔ وہ دیوگڈہ کی راہ سے پٹن مین دریاے گوداوری کے کنارہ پر پہنچے۔ اور کرناٹک کے راجہ بلال دیو سے سخت لڑائی ہوئی اور راے دہارتے راجہ کی دارالسلطنت دوارسمندر پہنچے اور اوسکو بہی فتح کرلیا۔ اور بلال دیو کو قید کیا۔ اور اوسکے خاندان کو تہس نہس کیا۔ اور تمام بت خانون کو توڑا۔ اور چاندی سونیکے بتون کو لے لیا۔ اور سیت بندہ رامیشور مین ایک مسجد بنائی۔ اوسمین اذان ہوئی اور علاء الدین کا خطبہ پڑہا گیا۔ تاریخ فرشتہ کا مصنف لکہتا ہے کہ یہہ مسجد میرے زمانہ تک موجود ہی۔ اور مسجد علائی مشہور تہی۔ یہان سے بہت خزانے اور دفینے ملک کافور کو ہاتہہ لگے۔ اور وہ ان سب کو لیکر دلی واپس آیا۔

نومسلم مغلون کا قتل

اب علاء الدین کی درشت مزاجی اور تند خوئی اور سخت گیری سے لوگ تنگ آ گئے تھے نو مسلم مغلون کو یکقلم موقوف کر دیا تھا - اب مدت تک بیکار رہنے سے اپنی جان سے عاجز ہو گئے تھے - مغلون کی اصل طبیعت فتنہ خیز اور فساد انگیز ہوتی ہے - اونمین سے چند مغلون نے یہہ ارادہ کیا کہ بادشاہ روز سیرگاہ مین جاتا ہے - اور اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے وہ شکرہ اوڑاتا ہے - سب کی نظرین اوپر کو ہوتی ہین - کسی پاس ہتیار نہین ہوتا - ہم دو تین سو سوار اکٹھے ہو کر اس سیرگاہ مین اوسکو اور اوسکے ہمراہیون کو شکار کرین تو کچھہ مشکل بات نہین - خلق خدا اوسکے مارے جانیسے یقینی خوش ہوگی - کیونکہ اوسنے تمام دولت اوسکی زبردستی سے چھین لی ہے - محصول اور خراج بڑھا دیا ہے - شراب اور مسکرات بند کر دئی ہین - غرض طرح طرح کی تکالیف دے رکھی ہین - اس تدبیر اور ارادہ کی خبر جب سلطان علاء الدین کو ہوئی - تو بادشاہ نے حکم دیدیا کہ سارے ملک مین سے نو مسلم مغل ایک دن مین قتل ہون - اور کہین اونکا نام ہی باقی نرہے - اس فرعونی حکم سے بتیس ۳۲ ہزار نو مسلم جنمین سے اکثر کو خبر نہ تھی کہ کیون مارے جاتے ہین قتل ہوئے - اور اونکے زن و بچہ برباد ہوئے - اور لونڈی غلام بنائے گئے +

دیوگڈہ اور مہاراشٹر کی فتح کا بیان

کافور جب دوبارہ دیوگڈہ مین گیا تھا تو رام دیو وہان کا راجہ مر گیا تھا - اوسکا بیٹا جانشین ہوا تھا - وہ باپ کی طرح بادشاہ کا مطیع نہ رہا - بلکہ اوسپر بغاوت کا شبہہ ہوا - اور حقیقت مین بھی وہ باغی ہو گیا - اور نذرانہ معمولی بھیجنا موقوف کیا - اور کچھہ ایسے فساد کرناٹک مین بھی برپا ہوئے - ان سب جھگڑون کے رفع دفع کرنیکے واسطے ۱۳۱۲ء مین ملک کافور روانہ ہوا - اور دیوگڈہ کے راجہ کو قتل کیا - اور تمام مہاراشٹر اور کرناٹک پر چڑھائی کی

اور بعد اسکے جن راجاؤں نے خراج دینا قبول کیا۔ ملک نائب اونکو حوالہ کیا۔ اور سب طرح ان کاموں سے فارغ ہوکر دلی مین واپس آیا۔ اور سارے دکھن مین وہ رعب داب بیٹھا آیا کہ کسی کو سرکشی کا یارا مدت تک نہوا۔ سب راجا باج گزار اور تابعدار ہوگئے ؛

ملک کافور کی حکمیتن

عیاشی اور تماش بینی کے مارا مارسے علاء الدین نہایت ضعیف اور ناتوان ہوگیا۔ اور سخت امراض مین مبتلا ہوا۔ بی بی اوسکی ملکہ جہان کچھہ اپنے میان کی بیمار داری نہ کرتی۔ خضر خان اوسکا بیٹا خبر نہ ہوتا کہ باپ پر کیا گذر رہا ہے۔ شب و روز اپنی مجلس آرائی مین مصروف رہتا۔ اور شراب پیتا۔ ناچ گانے اور چوگان بازی اور ہاتھیون کی لڑانے مین مصروف رہتا۔ اس بیماری کی حالت مین بادشاہ نے دکن سے ملک کافور کو اور گجرات سے الغ خان کو بلایا۔ یہہ دونو بہت جلد آن موجود ہوئے۔ ملک کافور جیسا لائق تہا ویسا ہی مکار اور دغاباز تہا۔ بادشاہ کا مزاج بیماری مین چڑچڑا ہو ہی رہا تہا۔ بات بات پر غصہ اور غضب موجود تہا۔ اوسنے ملک کافور کو خلوت مین بلایا۔ اور بی بی بیٹے کی بے پروائی کی شکایت کی۔ ملک کافور کو خود بادشاہ ہونیکا خیال تہا اوسکو یہہ موقع خوب ہاتھہ لگا کہ جنکو وہ اپنا رقیب اور حریف سمجھتا تہا اونکو برباد اور خراب کرے۔ اوسنے عرض کیا کہ حضور کی جان کے خواہان بہہ اور الغ خان بیشک ہین۔ اس اثنا مین والدہ خضر خان نے بادشاہ سے کہا کہ آپ اجازت دیجئے کہ شادی خان کی شادی الغ خان کی بیٹی سے کی جائے۔ اسپر ملک کافور کو اور موقع ملا کہ بادشاہ کا دل بی بی بیٹون سے برا کرے بادشاہ نے احتیاطاً خضر خان کو امروہہ کو سیر و شکار کے واسطے رخصت کیا۔ اور کہا کہ جب مین اچھا ہون گا بلالون گا۔ اس شاہزادہ نے یہہ منت مانی کہ اگر باپ اچھا ہوجائے تو

حضرت نظام الدین کی خدمت مین دہلی ننگے پانون جائے۔ جب اوس نے باپ کی کچھہ صحت کی خبر سنی۔ تو وہ بغیر بلائے امروہہ پیادہ پا روانہ ہوا۔ جب وہ یہان پہنچا۔ ملک کافور کو ایک بہانہ ہاتھہ آیا۔ بادشاہ کو یہہ سمجھایا کہ دیکھئے خضر خان بغیر حضور کی اجازت کے یہان چلا آیا۔ اسسے ارادہ کچھہ ہو سکا اور معلوم ہوتا ہے۔ علاء الدین سنگ دل اور درشت مزاج تہا۔ مگر اپنے اہل و عیال کو دل سے چاہتا تہا۔ ملک کافور کی اس بات پر کچھہ خیال کیا بیٹے کو بلایا گلے لگایا۔ گہر مین جانیکو اور بہنون سے ملنے کو کہا۔ یہانتک تو خیر گذری۔ مگر آگے چلکر بڈبہت بگڑی اور ملک کافور کی بن پڑی۔ خضر خان گہر مین جاتے ہی عیش و آرام مین ہمہ تن مصروف ہوا۔ اپنے یار دوستون کا جداہی ایک دربار جمایا۔ اسپر ملک کافور نے بادشاہ کی کان خوب بہرے اور دلپر اوسکے اس امر کو منقش کر دیا۔ کہ خضر خان اس فکر مین ہے کہ شادی خان اور امراؤ کی ساتہہ سازش کر کے حضرت کا کام تمام کرے۔ غرض اس اپنی شیطنت اور حکمت سے خضر خان اور شادی خان کے لئے حبس دوام کا حکم دلوا دیا اور قلعہ گوالیار مین بہجوا دیا۔ خضر خان کی ماکو بہی محل سے نکلوا دیا۔ اور پرانی دلی کے اندر قید مین ڈلوا دیا۔ الغ خان بیچارے کو بیگناہ قتل کرایا۔ اور بہت سے امراؤ کو ذلیل اور خوار کر کے بری گت سے اس دنیا سے رخصت کرایا +

گجرات کی بغاوت اور چیتور گڈہ کی نکل جانیکا حال

جب یہان یہہ حالات گذر رہے تہے۔ وہان سب ملک مین عذر مچ رہے تہے۔ گجرات مین جو صوبہ بن کے جاتا۔ الغ خان کے آدمی اوسکی گردن پکڑ کر بری طرح گلا گہونٹتے۔ رانا ہمیر نے چیتور گڈہ پر قبضہ کیا۔ رام دیو کے داماد ہرپال دیو نے دکن مین فساد کہڑا کیا غرض اسطرح مسلمانون کی سلطنت بہت جگہہ اکہڑ پکڑ ہو گئی +

سلطان علاء الدین کی وفات

جب ان بدنظمیون کی توحش خبرین بادشاہ کے کان مین پہنچین - تو وہ اونگلیون کو دانتون کے تلے دباتا - اس غم اور رنج مین بتا سے کیطرح گھلتا جاتا - اطبا کا علاج کچھہ اثر نکرتا - آخر ان صدمات نے موت کے پاس اوسکو پہنچایا - ۴ شوال ۷۱۵ھ مطابق ۱۹ - دسمبر ۱۳۱۶ء کو پیمانہ عمر لبریز ہوا بعض کہتے ہین کہ ملک کافور نے زہر اوسکو دیا - بیس برس تخت سلطنت پر جلوہ افروز رہا +

سلطان علاء الدین کی عادتین اور اوسکے عہد سلطنت کی عجیب و غریب باتین اور انتظام ملکی کے ضوابط اور آئین

سلطان علاء الدین کی عجیب عادتین اور اوسکے عہد سلطنت کی نرالی باتین تھین - سرخوی اوسکی خصلت - سخت گوئی اوسکی عادت - بیمہری اور بیباکی و ناخدا ترسی اور خود پرستی اوسپر ختم - جو وقت سیاست پر آتا نہ اپنے کو پہچانتا نہ پرائے کو جانتا - ملکی معاملات مین جسپر جرم کا شبہ و وہم ظن یقین ہوا - اون سب کے لئے ایک حکم عام صادر ہوا - بیمہر اوسمین مجرم اور غیر مجرم کردہ اور ناکردہ سب برابر تھے - سیکڑون بیگناہ ایسے قتل ہوجاتے کہ اوسکو خبر بھی نہوتی کہ ہم کس خطا پر مارے جاتے ہین - اوسکی سطوت اور قہر کے روبرو کسی شخص کا مقدور بھی نتھا کہ وہ اپنے بیگناہ بھائی کیواسطے بھی زبان سے کچھہ کہہ سکتا - جس شخص سے وہ ایک دفعہ ناراض ہوا - عمر بھر ناراض ہی رہا - جس شخص کو جلاوطن کیا اوسکو وطن مین کبھی آنے نہدیا - جسکو قید خانہ مین قید کیا اوسکو کہین جانے نہدیا - مگر یہہ تشدد اور ظلم اوسکا ظلم کا ہاتھا - کسی اور ظالم اور جفاکار کا مقدور نتھا کہ کسی مظلوم پر ہاتھہ اوٹھا سکے - قزاق اور راہ زن راہ زنی کے عوض مین رہبری اور حفاظت کرنے لگے تھے - مفسدون کا کیا مقدور نتھا کہ فساد کا نام بھی لے - چارون طرف سے کہلے پڑی +

مسافر بے خوف وخطر سفر کرتے تہے - کاروان کے کاروان اور ہزار ہا دہر آتے جاتے تہے - بجارت کا بازار گرم تہا - بادشاہ خود سوداگرونکو ہزارون روپیہ نقد سیاہ وسپید کے لئے دیتا تہا -

پہلے تو سلطان علاء الدین الف کے نام سے نہین جانا جاتا تہا - مگر تخت سلطنت پر بیٹہکر حرف آشنا ہوگیا تہا - مگر اس کم علمی پر وہ گمبہنڈ تہا کہ کسی عالم کو اپنے روبرو کچہہ گنتا تہا - کسی فاضل کا مقدور نتہا کہ اوسکے آگے زبان ہلا سکے - ہن جاہل کے سامنے عالمون کو جاہل اس خوف سے بنا پڑتا تہا کہ کہین اونکی تحصیل علم بادشاہ کی تحصیل علم سے زیادہ نہ ظاہر ہوجاے - جب سلطنت کی ابتدا تہی — تو وہ امور ملکی مین صلاح اور مشورہ لیتا - مگر جب سب کام بن گئے تو پہر اونسے کسی سے کچہہ نہ پوچہا - جو دل مین آیا وہ کیا - اوسکا یہہ مقولہ تہا کہ بادشاہ دانا کی راے ایک مجمع مختلف الراے کی راے پر فوقیت رکہتی ہے اسلئے صلاح اور مشورہ کے کچہہ ضرورت نہین ہے — یہہ علم کی کیفیت تہی اب مذہب کی یہہ صورت تہی کہ نماز کے لئے کبہی سر نہ جہکاتا - رمضان کے روزون کے چٹ کر لینے سے نہ شرمایا - اوسکا یہہ مقولہ تہا کہ مذہب کو سلطنت کے کامون سے کچہہ واسطہ اور تعلق نہین ہے - مذہب فقط گہر کی باتین اور دل بہلانے کے ڈہکوسلے اور چونچلے ہین - غرض کسی کام مین شرع اوسکی رہنما نہ تہی - کچہہ وہ اپنے احکامات مین مشروع اور غیر مشروع کا پابند نتہا - آغاز سلطنت مین پیغمبری کی سوجہی تہی جب یہہ بات بن نہ پڑی تو سکندری کی لو لگی +

کیا قدرت الہی ہے کہ جس بادشاہ کے علم اور مذہب کا یہہ حال ہوا اوسکے عہد مین اسلام کی وہ رونق ہوئی کہ کسی اور بادشاہ دیندار اور عالم کے عہد مین نہوئی ہوجس بادشاہ کو ذرا رغبت علم کی طرف نہوا اوسکے زمانہ مین وہ عالم اور فاضل جمع ہون کہ جنکا جواب کہین نہو - جو بادشاہ خود ایسا لاپہ ہوا اوسکی بادشاہی مین مسلمانونکو

وہ پابندی احکام شرعی کی اور اتقا اور پرہیزگاری ہو کہ پہلے کبھی ایسی نہوئی ہو۔ اگر اوسکے عہد کے عالمون اور شیوخ الاسلام اور ہر فن کے ماہر اور ہر علم کے اوستاد اور اور صاحب کمالون کا بیان کیا جاے تو اوسکی اس مختصر کتاب مین گنجائش نہین۔ حضرت نظام الدین اور حضرت امیر خسرو کے حال لکھنے کیواسطے ایک کتاب چاہیے +

گو یہہ بادشاہ شرع کا پابند نہ تہا مگر اوسکے بعض ضوابط اور آئین ایسے تہے کہ جنہون نے فسق و فجور کا باب بند کر دیا تہا۔ اونمین سے ایک ضابطہ مسکرات کے باب مین تہا۔ شراب کی بیع و شرا کی سخت ممانعت تہی۔ مے خوارون کے واسطے طوق زنجیر اور چاہ زندان موجود تہا۔ شراب کی بدمستی بہی ایسی ہی کہ ہزارون گناہ اوسسے سرزد ہوتے ہین +

دوم وہ ضوابط جنکے سبب سے امیر غریب میندار کاشتکار سب برابر ہو گئے تہے ہر میندار کے لئے زمین اور مویشی اور ہالی اور کمیرون کی تعداد معین تہی۔ کوئی اونسے زیادہ رکھنے نہ پاتا تہا۔ ایسے ہی چرواہون کے واسطے بہی چرائی اور ریوڑ کی تعداد مقرر تہی۔ عہدون کی تنخواہین تخفیف مین آئی تہین۔ اراضیات کا محصول زیادہ کیا گیا تہا۔ اونکے تحصیل کا طریقہ جبر و قہر کے ساتہہ تجویز ہوا تہا۔ آخر کار یہانتک نوبت پہنچی کہ ہندو مسلمانون کی جاگیرین ضبط ہوئین اسطرح اونسے تمام رعایا کا مال چہین لیا۔ یہہ مال و زر ہی سب سے زیادہ دین اور ملک مین فتنہ پردازی کرتا ہے۔ ہوا پرست اوسکے سبب سے معصیت مین دست درازی کرتے ہین۔ حریص و بخیل و نامرد دولت کی بدولت ریاکار اور دغاباز بنتے ہین۔ مفسری اور متقی اور مفسد اوسکے بل پر بغاوت اور سرکشی اختیار کرتے ہین۔ مفتی اور مولوی اور متقی ذاکر عابد سب اوسکے پہندے مین پہنس کر اپنی عبادت اور پرہیزگاری کو کہوتے ہین۔ غرض سب برے کامون کی اصل دولت ہے۔ جب بادشاہ نے وہ طرح طرح سے رعایا کے پنجے سے

چھوڑا لی تو اخلاص اور مصیبت کی حالت مین لوگونکو مستیان کہان سے اوٹھتین - بیچارے
خدا خدا انکرتے تو کیا کرتے - بی بی پر کیونکر اوڑتے +
سوم خصلت بازاری اور دوکانداروں کے واسطے دغا اور فریب اور جھوٹ کیواسطے وہ سزائین مقرر
کہ اونکو سوداراست بازی اور درست کرداری کے کوئی چارہ نتہا - جھوٹ بولنا کم تولنا گویا
جانکا کھونا تہا - چہارم اگر کوئی شخص بی بی کو چھوڑکر دوسری عورت پاس جاتا تو وہ بھی
ایسی مصیبت مین پڑتا کہ ساری زندگی کا مزہ بھول جاتا - غرض یہہ سب اسباب ایسی جمع ہوگئے
تہے کہ جنسے مسلمانون کو اپنے مذہب کی طرف زیادہ توجہ ہوگئی تہی - سوا اونکے اولیا رکبار
اور صوفیان باقتدار کے انفاس قدسیہ کا بھی فیض ایسا تہا کہ ہروقت اسلام نظر آتا -
سلطان نظام الدین کی ذات بابرکات سے ہزارون مسلمان فیض یاب ہوتے تہے +
خلاصہ یہہ ہے کہ اس بادشاہ کے عہد مین یہہ دس باتین عجیب و غریب تہین کہ کسی اور بادشاہ کے
عہد مین سننے کی اندر نہین آئین - اول غلے اور کپڑے اور اشیا ضروری کی ارزانی -
دوم ہمیشہ لڑائیون مین فتحیاب ہونا - سوم مغلون کا استیصال - چہارم تھوڑے خرچ مین
بہت سے لشکر کا نبہنا - پنجم متمردون اور سرکشون کو سخت سزا دینا اور اونکا مطیع اور فرمانبردار
رہنا - ششم چار و طرف راہون کا امن و امان - ہفتم بازاری آدمیون کا سچ بولنا -
ہشتم بہت سی عمارتون کا بننا مسجدین اور مینارے اور قلعے اور حوض ہزارون بن گئے
نہم ہزار معمار اور کاریگر ہر وقت موجود رہتے تہے کہ دو تین روز مین ایک محل کھڑا کر دیتے تہے
دہم عہد علائی کے آخر دس سال مین مسلمان احکام شرعی کے پابند بہت تہے - عبادات اور معاملات
مین نہایت صداقت برتتے تہے - دہم باوجودیکہ بادشاہ کو علم کا خیال نہا نہ دین کا
پاس تہا مگر پھر بہی اولیا رکبار اور زبردست عالم اور ہر فن کے باکمال اوسکے عہد مین موجود تہے

ذکر سلطنت شہاب الدین عمر

جب سلطان علاء الدین نے انتقال کیا تو دوسرے ہی روز ملک کافور نے ایک سلطان کا کوشتہ اس مضمون کا دکھایا۔ کہ بادشاہ نے شہاب الدین عمر کو ولیعہد سلطنت مقرر کیا اور خضر خان کو ولیعہدی سے معزول کیا۔ اس چھ سات برس کے لڑکے کو گدّی بنا کے تخت پر بٹھایا۔ اور تمام کاروبار سلطنت کا اختیار اپنے ہاتھ مین لیا۔ اور ملک سہیل کو قلعہ گوالیار روانہ کیا کہ وہان جاکر خضر خان اور شادی خان بادشاہ کے نورچشمون کو اندہا کر دے۔ یہہ کافر نعمت وہان گیا اور اپنا کام کیا۔ ملکہ جہان کہ خضر خان کی ماتہی اوسکو قید کیا۔ اور تمام زیور اور اسباب چھین لیا۔ سلطان شہاب الدین کی ماں ہونے کے نکاح کیا + دو چار گہڑی کے لئے اس بادشاہ خورد سال کو بہی تخت پر بٹھاتا۔ اور تمام ارکان سلطنت کا سر اوسکے سامنے جہکواتا۔ اور پہر حرم سرا مین لیجاتا۔ محل مین اپنے ہم جنسون اور حلیمون سے اس باب مین صلاح اور مشورہ کرتا کہ کیونکر خاندان علائی کا خاتمہ کیجئے۔ ایک دن مبارک خان کی مجلس مین چند پاکون کو اس نظر سے بہیجا کہ اوسکو بہی ٹہکانے سے لگائین۔ مگر مبارک خان کی نظر جونہی ان پاکون پر پڑی وہ مین اپنے گلے کا ہار مرصع جواہرات کا اونکی نذر کیا۔ اور اپنے باپ کی حقون کو جلانا شروع کیا۔ اسپر یہہ پاک اپنے آنے پر بڑے منفعل ہوئے۔ اور وہان سے ہار لیکر چلے آئے۔ اور اپنے سردار بشہ اور بشیر کے پاس گئے۔ اور سارا قصہ سنایا۔ ملک کافور کو تو کوئی اور موقع مبارک خان کے جان لینے کا نہ ہاتھ آیا مگر ان پاکون کو مبارک خان کے جان لینے کے لئے بہیجا تہا وہی اوسکے لئے پاک اجل ہے بادشاہ کے مرنے پر تین ۳ دن گذرے تہے کہ نہ وہ ملک کافور رہا۔ اور نہ اوسکا کوئی مصاحب قتل ہونے سے بچا۔ سب کا رخانہ ملک کافور کا فنا کا گھر ہوا۔ شاہزادہ مبارک کو

قید خانہ سے نکالا۔ اور سلطان شہاب الدین عمر کا نائب بنایا۔ مبارک دو مہینہ تک تو چپ چاپ نیابت کا کام اس نظر سے کرتا رہا کہ سب ارباب سلطنت کو یار بنالے۔ پھر تخت سلطنت پر خود بیٹھا۔ اور نہایت سنگدلی کا کام یہہ کیا کہ اس سنے سے بادشاہ کی آنکھیں سلائی پھروا کر قلعہ گوالیار مین بھیجدیا۔ اور خضر خان کو قتل کیا۔ تین مہینے کئی روز تک اس لڑکے نے بھی مزہ بادشاہی کا چکھہ لیا۔ اب اس مبارک خان کا خطاب سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی ہوا۔

سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی

۷ محرم ۷۱۶ھ ہجری مطابق ۲۲ مارچ ۱۳۱۶ء کو اس بادشاہ نے تخت شاہی پر قدم رکھا مبشر اور بشیر جنہوں نے ملک کافور کو گوالیر مین پہنچایا تھا۔ اب انکو وہ دماغ چلا کہ اپنے تئین یہہ سمجھنے لگے کہ بادشاہ بنانا ہمارا ہی کام ہے۔ اب بادشاہ سے ہر رتبہ ہمارا برتر ہے غرض ان گستاخانہ حرکات پر اول اس بادشاہ نے انہین کو قتل کیا۔ اور باقی اور پالکون کو ادہر ادہر تتر بتر کردیا۔ اونکا پہرہ بادشاہی توڑدیا۔ غرض جن لوگونکی بدولت سلطنت ہاتھہ آئی تھی اول انہین کو درست کیا۔ اور پھر امیرون کو بقدر مراتب سرفراز کیا۔ اور اپنے غلامون کو بڑے بڑے عہدے اور منصب عطا کئے۔ ایک تو عمر پروانی حسن نامی تھا۔ اور ہندو سے مسلمان ہوا تھا۔ اور اوسکو بادشاہ کے نائب جاجب ملک شادی نے پرورش کیا تھا۔ اوسپر بادشاہ کا دل آیا۔ اور اپنی سلطنت کے پہلے ہی سال مین اوسکو خسرو خان کا خطاب دیا۔ اور تمام لشکر ملک کافور کا اوسکے سپرد کیا۔ اور آخر کو وزارت کا منصب اوسکو عنایت ہوا۔ سلطان علاء الدین تو کیا ملک کافور کا دم بھرتا تھا جو یہہ بادشاہ خسرو خان پر جان دیتا تھا۔ ایک پہر ایک ساعت ایک لمحہ

اوسے جدا ہونا قیامت تہا۔

قطب الدین کی بُری بھلی کام

قطب الدین ابہی قید خانہ کی کوٹہری سے نکلا ہی تہا۔ موت کے منہ سے نکل کر ابہی بچا تہا۔ آنکہین نکلتے نکلتے ابہی بچی تہین غرض ان سب آفتون کو بہگتا بیٹہا تہا۔ اسلئے اول اول خوش خلق اور رحم دل تہا۔ تخت شاہی پر بیٹہتے ہی سارے ملک مین فرمان جاری ہوئے کہ قید خانہ سے قیدیونکو رہائی ہو اور جلا وطنون کو وطن آنے کی اجازت ہو۔ اگرچہ یہہ کام ناعاقبت اندیشی کا تہا۔ مگر سلطان علاء الدین کی سلطنت کے بعد تو یہہ کام پرلے ہی درجہ کا اچہا گنا گیا۔ سپاہ کو چہہ مہینہ کی تنخواہ کا انعام مرحمت ہوا۔ اور امرا اور ملوک کی جاگیرین اور منصب بڑہائے۔ مال کے کامون مین کڑے کڑے محصولون کو موقوف کیا۔ اور تحصیل محصول کے جو یہہ طریقہ تہے کہ باج گذارون پر جو تیان برسا رہے ہین لاتین لگ رہی ہین۔ کہین قید مین بہیجے جاتے ہین۔ کہین زنجیرون مین جکڑی جاتی ہین۔ کہین تہمتون مین شکنجہ ہوتے ہین۔ ان سبکو یکقلم موقوف کردیا۔ جو اور قواعد سخت اور تکلیف رسان عہد علائی کے تہے اون سب کو لعدم کردیا۔ اور ان سب سختیون کو اوٹہا دیا کہ یہہ کرو اور وہ نہ کرو۔ یہہ کہو وہ نہ کہو۔ یہہ کہاؤ وہ نہ کہاؤ۔ یہہ پہنو وہ نہ پہنو۔ یہہ پہنو وہ نہ پہنو۔ یہان بیٹہو وہان نہ بیٹہو۔ غرض ان قیدون سے خلق کا ناک مین دم آرہا تہا۔ اب خدا نے اونکے حال پر رحم کیا کہ اونکو آزادی حاصل ہوئی۔ بازاری جو اجناس کے بیچنے مین مجبور تہے اونکے بہی نصیب کہل گئے۔ کہ اپنے مال کو خاطر خواہ بیچنے لگے۔ نوکر جو اپنی کمی تنخواہ پر رو رہے تہے اونکا بہی اضافہ گمنا چوگنا ہوگیا۔ محصولون کے کم ہوجانے سے ہندوؤن کے ہان بہی گہی کے چراغ جلنے لگے۔ اناج کی

گرانی سے دوکانداروں کے ہان شادیانے بجنے لگے۔ جن لوگوں کے بدن پر پہلے ایک چیتھڑا نتھا۔ اب باریک لباس مکلف نسیب تن تھا۔ جن آدمیوں کے پیر میں لوئی جوتیاں نہ تھیں۔ اب اون کی اونون تلے گھوڑا جاتا تھا۔ غرض سب کا نصیب علاء الدین کے مرنے سے کھل گیا۔ زمانہ مصیبت اور کبت کا ختم ہوا۔ عیش عشرت کا وقت آپہنچا۔ شخص عیش اور نشاط مین اپنی لیاقت کے موافق مصروف ہوا۔ اس بادشاہ کے آن بہلے کامون کو ہوا پرستی اور شہوت رانی اور بیحیائی نے خاک مین ملا دیا۔ جو جو کام اس بے حیا بادشاہ نے بے حیائی کے کیے ہین اونکا بیان کرنا بھی کسی بے حیا کا کام ہے۔ ہمیشہ نشہ مین چور اور بدمست رہتا اپنی ساری سلطنت مین جو مردانہ کام لیاقت کا کیا تھا وہ یہہ نیچے لکھا جاتا ہے +

گجرات اور دکن کی مہم

گجرات مین ایک حادثہ عظیم برپا ہوا۔ اور یہہ ملک بادشاہ کے قبضہ سے بالکل نکل گیا۔ وہان یمین الملک ملتانی کو سپہ سالار بنا کر بھیجا۔ اس جوانمرد منتظم سپہ سالار نے دشمنون کو شکست دی اور نہروالہ اور تمام ملک گجرات کو تسخیر کیا۔ اور سب زمینداروں کو تابعدار بنا لیا۔ پھر بادشاہ نے ظفر خان کی بیٹی سے شادی کی۔ اور اوسکو صوبہ دار گجرات کا مقرر کیا اور اوسنے تین چار مہینہ مین تمام فساد اور جھگڑون سے گجرات کو پاک صاف کر دیا اور بہت سا روپیہ وہان تحصیل کر کے بادشاہی خزانہ مین روانہ کیا +

ہرپال کے داماد رام دیو نے اور دکن کے راجاؤن کے ساتھہ اتفاق کر کے تمام مرہٹون کے ملکون پر اپنا تصرف اور قبضہ کر لیا تھا۔ اور بادشاہی آدمیون کو سارے دکن سے مار کر نکال دیا تھا۔ قلعہ دیوگڈھ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ سنہ ۷۱۹ھ مین قطب الدین بذات خود بہت سا لشکر لیکر دکن پر چڑھا۔ اور دلی مین ایک ناتجربہ کار کم عمر غلام بچہ

شاہین نامی کو وفا الملک کا خطاب دیکر نائب اپنا مقرر کیا - ہرپال دیو اور راجاؤ دکن مین جمع ہو رہے تہے وہ پادشاہ سے نہ لڑسکے - اور ادہر ادہر بہاگے - پادشاہ نے اپنے آدمی اونکے تعاقب مین روانہ کئے - اور وہ ہرپال دیو کو زندہ پکڑ کر لائے - پادشاہ نے نہایت بیرحمی سے جیتے جی کہال وسکی کہچوائی - اور دیوگڈہ کے دروازہ پر پہکوائی اور یہان کی فرمانروائی ملک یک لکہی کو سپرد کی - ابتک تو سلطان کچہہ اپنے ہوش مین تہا اور سلطان علاء الدین کے زمانہ کے پرانے تجربہ کار سلطنت کے کامون مین کاربرداز اور شیر کار تہے - مگر اب سوا خسرو خان کے دوسرا کوئی نہ تہا - پادشاہ کو اسی بات پر ناز فخر تہا کہ مین اپنے بڑے کام سب کو دکہاؤن - ظاہر ہے کہ جب پادشاہ کا یہہ حال ہو تو کیون نہ سازشون کا بازار گرم ہو - اور فساد نکہڑے ہون - سیکڑون کا خون ناحق کیون نہو - اور بیگناہ کیون نہ گردن مارے جائین - اسوقت یہی غنیمت تہا کہ کوئی بڑا دشمن مثل مغلون کے حملہ آور نہوا - نہین سلطنت کا کام تمام تہا - اب سازش پر سازش ہونے لگی اور آخر کو نتیجہ یہہ ہوا کہ بڑے بڑے امیر اور مدبر منتظم خاک مین مل گئے +

ملیبار کا فتح ہونا

جب قطب الدین کو برسات کے سبب سے دکن مین توقف کا اتفاق ہوا - تو اوس نے خسرو خان کو ملیبار کے فتح کرنیکے لئے بہیجا - اور خود دہلی منزل بمنزل روانہ ہوا - خسرو خان نے ایک سال کے اندر سارے ملک کو فتح کر لیا - اور دولت وہان کے لوگون سے زبردستی سے چہین لی - اور بہت سی غنیمت دلی بہیجی - اوسکا ارادہ تہا کہ اسی ملک مین پادشاہ سے بغاوت کرکے پادشاہ بن بیٹہے مگر بعض سرداران شاہی نے اوسکو ڈرایا اور پادشاہ پاس جسکی نمک حرامی کی عرضیان بہیجدین - مگر پادشاہ

اوسپر دل وجان سے فدا تہا۔ کب کیا سنتا تہا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ خسرو خان جہان ہو
اوسکو پالکی مین بٹہاکر جسطرح جلد ممکن ہو یہان لاؤ۔ سات روز کے عرصہ مین دیوگڈہ سے دلی
مین خسرو خان آیا۔ اور پادشاہ کے روبرو گیا تو روکر عرض کرنے لگا کہ امرا میری اطاعت کو
اپنا ننگ سمجہتے ہین اور حضور کی عنایت کے سبب سے میری جان کے دشمن ہوگئے ہین۔ اور
میری نمک حرامی کی شکایت کرتے ہین۔ غرض اس لگانے بجہانے پر وہ امیر جو اس
مہم مین انعام اور اکرام کی توقع مین بیٹہے تہے گردن مارے گئے۔ یا قید خانہ مین
ڈالے گئے

خسرو خان کی اختیارات اور سند و نکا پادشاہ کے دربار مین بہیجنا

اب خسرو خان دلی مین آکر بالکل سلطنت کے کامون کا مالک ہوگیا۔ ہر ایک آدمی کی جان
اور دولت اوسکے قبضہ مین تہی جسے چاہی نہال کرے جسے چاہی پامال کرے۔
بہت سے امرا عظام کی گردن اوڑوائی۔ بہت سے رئیسون کو ایسا ذلیل و خوار کیا کہ زندو
مردون سے بدتر کردیا۔ باقیون پر ایسا رعب و داب بٹہایا کہ اون بیچارون نے
دربار سے علیحدہ ہونیکو غنیمت جانا۔ اب اوسکو رات دن یہہ دہن لگی رہتی کہ کسطرح
پادشاہ اور خاندان علائی کا کام تمام کرے۔ مگر یہہ سب منصوبے دیکہہ دیکہہ کر ہوا خواہ
پادشاہ کے دل ہی دل مین جلتے۔ مگر کسی کا مقدور نتہا کہ پادشاہ سے خسرو خان کے
معاملہ مین بولتا۔ جب پادشاہ یہہ کہتا ہو کہ اوسکے سر کا ایک بال مجہے سلطنت اور پادشاہی
سے زیادہ عزیز ہے تو کس کی کم بختی آئی تہی کہ وہ اوسکے ایمان کی نسبت پادشاہ سے
کچہہ کہتا۔ غرض خسرو خان کو اب میدان خالی ملا۔ سارے مقربین درگاہ اوسنے
اپنے بہائی بند مقرر کرادئے۔ محل شاہی سارا ہندو سپاہیون سے محصور تہا

ساری سلطنت مین اوسکے آوردی اور رشتہ دار معزز عہدونپر مقرر ہوگئے - جب یہہ سالکام پختہ ہوگیا تو اونسے پادشاہ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا +

۱۳۲۱ء سنہ سلطان مبارک کا قتل ہونا اور علاء الدین کے خاندان کا بالکل مٹ جانا

پانچوین ربیع الاول سنہ ۷۲۱ھ مطابق ۲۴ مارچ سنہ ۱۳۲۱ء کی رات کو ایک ہندو خسرو نے سلطان مبارک کو قتل کیا - کچھہ رات رہی تہی - کہ قاضی ضیاء الدین چوکیداروں کی تحقیقات کے واسطے آئے تہے - خسرو خان کے چچا مندل نے قاضی سے ملاقات کی اور کچھہ ادہر ادہر کی باتین کرنے لگا - پان اسکے ہاتھہ سے قاضی صاحب کو دیا کہ اتنے مین جاہریا پیروای نے ایک تلوار پیچھے سے آنکر منہ پر اونکی لگائی اور کام تمام کیا - دو تین آدمی جو اونکے ساتھہ تہے اونہون نے غل مچایا کہ قاضی صاحب مارے گئے - آدمی تلوارین لیکر قصبہ ہزارستون مین بادشاہ کے قتل کے لئے چڑہ آئے - خسرو خان بادشاہ کے ساتھہ سوتا تہا - بادشاہ نے یہہ غل سنکر خسرو سے کہا کہ دیکہہ یہہ کیا ہو رہا ہے اس کہنے پر وہ اوٹھا اور برابر باہر آیا - اور جاکر بادشاہ سے کہدیا کہ گہوڑے چہوٹ گئے تہے اونکے پکڑنے کے لئے غل مچ رہا ہے - اب جاہریا اور قاتل بادشاہ کے روبرو ہی آگئے تہے سو وقت وہ سمجہا کہ وقت آپہنچا - محل سرا کی طرف بہاگا - مگر خسرو نے اوسکے بال پکڑے اگرچہ بادشاہ اوسے نیچے لے آیا - مگر بالون کو نہ چہڑا سکا - جاہریا نے ایک ہاتہہ مین بادشاہ کا کام تمام کیا - اور اوسکے جسم بے جان کو خسرو خان کی چہاتی سے اوتارا - اور سر کاٹکر نیچے پہینک دیا - پہر وہ محل سرا مین گہس گئے - وہان جو چاہا سو کیا - اور خاندان علاء الدین کے پس ماندون کو قتل کرکے اس خاندان کو بالکل میٹ کر دیا - گویا مبارک نام مبارک خاندان خلجی کا مقطع تہا - اونسے چار برس چار مہینہ سلطنت کی - ابن بتوتہ مبارک کے قتل ہونے کی یون حکایت کرتا ہے کہ خسرو خان نے بادشاہ سے کہا کہ میرے بعض رشتہ دار

اور عزیز مسلمان ہونا چاہتے ہین - اوسوقت یہہ دستور تہا جو ہندو اسلام مین آتا وہ بادشاہ کے روبرو جاتا - اور حسب حیثیت خلعت پاتا - جب بادشاہ نے اجازت اوسکے انکی دی تو یہہ عرض کی کہ وہ ذلیل آتے ہوئے شرماتے ہین اور اپنے رشتہ مندون سے ڈرتے ہین - اسپر رات کو اونکا حکم بادشاہ نے دیا - خسرو خان نے ہندو سپاہیونکو اس فریب سے بادشاہ کی خواب گاہ تک پہنچانا چاہا جب قاضی خان فارغ ہوا تو اوسکا کام تمام کیا - اور اسپر غل مچا تو بادشاہ سمجھے خسرو خان نے کہدیا کہ قاضی خان نے اون ہندوون کو روکا جو حضور کے پاس آتے تہے اسلئے غل مچا ہے - آگے قتل کرنے کی وہ کیفیت لکہی جو پہلے لکہی گئی +

خسرو خان کی سلطنت

جب یہہ نمک حرام رات کو اپنے عاشق زار کو قتل کر چکا - اور اور خاندان خلجی کے متعلقین کو مار چکا - تو صبح کو تخت پر بیٹہا - اور ناصر الدین خسرو خان اپنا لقب کہا - اور خطبہ مین یہہ نام پڑہوایا - اور سکہ مین یہی نام جاری کیا - یہہ ایک بڑا داغ اہل اسلام کی پیشانی پر لگا کہ یہہ ہندو بچہ بادشاہ ہوگیا - اوسنے دیبل ہی سے نکاح کیا - اور بڑے بڑے باعصمت امیرون کی بی بیون کو ہندوؤن کے حوالہ کیا - اگرچہ بظاہر لقب اور نام اوسکا مسلمانون کا تہا - مگر باطن مین کٹا ہندو تہا - مسجد کی محرابون مین بت رکہواتا اور ہندون سے پجواتا - قرآنون کو اوپر تلے رکہہ کر مونڈہے کی کرسی بناتا اور اون پر ہندون کو بٹہاتا - اگر یہہ خسرو خان کوئی عالی خاندان ہندو ہوتا - تو ضرور ایسا زبردست راجہ ہوجاتا کہ مسلمانون کو پہر سلطنت کا ہاتہہ آنا مشکل ہوتا - مگر ذات اوسکی پرواری اور پرواریک ایسی قوم ناپاک ہندوون کی ہے کہ اونکو گہر تک شہر مین ہندو نہین بنا لیتے تہے اسلئے ہندو تو اوسکے ساتہہ دینے کو بے عزتی گنتے تہے - مگر کیا تعجب کی بات ہے

ایسے بیوفا اور بدوضع اور کمینہ کے ساتھی اور دوست ہزارون مسلمان تھے خضرخان نے
اپنے کام کے مستحکم کرنے کیواسطے یہی کام کیا تھا کہ اپنے بھائی بندون کو بڑی بڑی
عہدون پر سرافراز کیا ہو۔ بلکہ اوسنے پرانے امیرون کو عمدہ عمدہ عہدے عطا کئے۔
تاکہ اوسسے راضی رہین۔ سب کو اوسنے راضی کرلیا مگر جونا خان کا اوسکو بڑا کھٹکا تھا
اوسکو امیر آخور مقرر کیا۔ ہن جونا خان کا باپ غازی خان حاکم پنجاب تھا۔ فقط یہی ایک
مسلمان امیر باقی تھا جسکو عزت اور حمیت اسلام باقی تھی۔ جسوقت وہ یہہ باتین سنتا
اوسکی چھاتی پر سانپ لوٹتا اوسکے پاس تین سو سپاہی تھے جسوقت اوسنے لڑنیکا
ارادہ کیا وہ دیپالپور مین تین منزل کے راستہ پر ملتان سے تھا۔ اوسنے حاکم ملتان کشلوخان
کو لکھا کہ میری امداد سپاہ لیکر کرو۔ کشلوخان کا بیٹا خضرخان کے دربار مین تھا۔ اسلئے
اوسنے غازی خان کو لکھا کہ میرا بیٹا وہان ہے وہ ضرور بادشاہ کی تائید کریگا۔ جب یہہ
جواب آیا۔ تو غازی خان نے جونا خان کو اپنے ارادہ سے مطلع کیا اور لکھا کہ جسطرح ہوسکے
میرے پاس چلے آؤ اور کشلوخان کے بیٹے کو ساتھہ لاؤ۔ یہہ نوجوان بادشاہ سے عجب الون
کھیلا کہ اوسنے عرض کیا گھوڑے بہت موٹے ہوگئے ہین اگر نہ پہرائے جائینگے تو بیکار ہوجائینگے
اسپر بادشاہ نے حکم اونکے باہر پہرا نیکا دیدیا۔ ایک دو روز گھوڑے پہرائے اور پھر شہر
مین آئے۔ تیسرے روز گھوڑے پہرانے ایسے گئے کہ پھر نہ آئے۔ سیدھے باپ پاس لاہور
پہنچے۔ بادشاہ نے ہرچند سوار پیچھے دوڑائے مگر اوسکے گرد کو نہ پہنچے۔ جب یہہ دونو
اپنے باپ پاس پہنچ گئے تو غازی خان نے اس ارادہ پر کمر چست کی کہ اپنے آقا کا
انتقام اس نمک حرام سے لے۔ جو بہادر فوج اوسکی پنجاب کی سرحد پر پڑی تھی اوسکو
اپنے ساتھہ لیکر دلی کی طرف روانہ ہوا۔ خضرخان کی ٹوٹی پھوٹی فوج اور اوسکے سردار

ناآزمودہ کار ایسے جوانمرد کا کیا مقابلہ کرتے جسنے بہت دفعہ مغلون کا منہ پھیر دیا ہو۔
خسرو خان نے جب دیکھا کہ دولت اور ملک ہاتھہ سے چلا تو اوسنے سارا خزانہ لشکر اور
امیرون مین لٹا دیا۔ اور تمام رات بادشاہی کو خاک مین ملا دیا۔ مگر اسسے کیا ہوتا تہا
۔ غازی خان کو فتح نصیب ہوئی۔ اور ۲۲ اگست ۱۳۲۱ء مطابق ۲۳ رجب ۷۲۱ھ یہہ
غاصب بے ایمان جہان سے مارا گیا۔ ابن بتوتہ ایک سیاح ملک فریقہ کا رہنے والا بیان کرتا ہے
کہ جب شکست ہوئی تو خسرو خان فقیرانہ بہیس مین ایک باغ مین جا کر چہپا۔ وہان تین دن
بے آب و دانہ مقیم رہا۔ مگر جسوقت بہوک غالب ہوئی تو باہر آیا اور باغبان سے کہا نیکو مانگا
۔ جب اوس پاس کچہہ نہ نکلا۔ تو اپنے ہاتہہ کی انگوٹہی اوسکو دی کہ بازار مین جا کر کچہہ کہانیکو
لاوے۔ مگر انگوٹہی پہچانی گئی۔ باغبان پکڑا گیا۔ اور پہر اوسکے سبب سے خسرو خان گرفتار
ہو کر پادشاہ غازی خان کے روبرو آیا۔ خسرو خان نے پادشاہ سے کہا کہ مین بہوکا پیاسا ہون
اوسپر پادشاہ نے اوسے کہانا کہلایا اور شربت پلایا۔ اور پہر اوسکے گردن وہان اڑا دی
جہان سلطان قطب الدین کو اوسنے مارا تہا۔ پہر اوسکی تجہیز و تکفین کرائی اور اوسی قبر
مین دفن کیا جسکو اوسنے اپنے لئے بنوایا تہا۔ یہہ سلطان کا کام نہایت انسانیت
اور آدمیت کا تہا +

غرہ شعبان ۷۲۱ھ کو سب امیر اور شریف مبارک باد فتح کی دینے کو آئے۔ اور قلعہ دارنے
کنجیان دروازون کی پیشکش کین۔ غازی ملک سوار ہوا اور شہر مین آیا۔ جب قصر
ہزار ستون کے پاس پہنچا۔ تو بے اختیار رونے لگا۔ اور قطب الدین اور اوسکی اولاد کی
تعزیت کی۔ بعد ازان باواز بلند یہہ ارشاد کیا کہ اے میرو اور شریفو مین بہی ایک تم مین سے
ہون۔ خدا تعالی کے فضل و کرم سے مینے اپنے ولی نعمت کا انتقام ایک بے ایمان سے لیا۔

اگر کوئی شخص ہمارے آقا کے خاندان کا باقی ہو۔ اوسکو لے آؤ اور تخت پر بٹھاؤ۔ اور سب متفق ہوکر اوسکی خدمت بجالاؤ۔ اور اگر کوئی باقی نہ رہا ہو تو جسکو لائق جانو اوسکو پادشاہ بناؤ۔ مین بھی اوسکی فرمانبرداری کے لئے حاضر ہون۔ میرا مطلب یہان آنے سے فقط انتقام لینا تہا۔ کچھہ تخت اور سلطنت حاصل کرنا مقصود نہ تہا۔ اس بات کو سنکر سب امیرون نے عرض کیا کہ اب کوئی شخص خاندان خلجی کا باقی نہین رہا۔ ہم سب کا تو ہی سرتاج ہے تو ہی ہم سب اہل ہند کی سپر بنا رہا ہے۔ مغلون کو تو نے یہان نہین آنے دیا ہے یہہ تخت اور سلطنت تیرے ہی لیاقت کا حق ہے۔ ہم سب تیرے غلام ہین۔ یہہ کہکر سب نے غازی خان کا ہاتھہ پکڑا اور تخت سلطنت پر بٹھا دیا۔ اور غیاث الدین تغلق کا خطاب دیدیا فقط

فصل ششم

خاندان تغلق کا بیان

غیاث الدین تغلق

اگرچہ تغلق کا حسب و نسب خوب تحقیق کے ساتہہ نہین معلوم ہوا۔ مگر تاریخ فرشتہ مین لکہا ہے کہ ملک تغلق غیاث الدین بلبن کا ترکی غلام تہا۔ اوسنے ہندوستان مین کسی عورت سے شادی کرلی تہی۔ اوسسے غیاث الدین تغلق پیدا ہوا۔ بعض کہتے ہین کہ تغلق اصل مین قبلغ ہے۔ یہہ ہندیون کا تصرف ہے کہ اوسکو تغلق بنالیا ہے۔ یہہ پادشاہ سنہ ۱۳۲۰ء مین تخت پر بیٹھا۔ وہ بڑا حلیم اور سلیم اور عاقل و کریم تہا۔ پانچون وقت کی نماز جماعت کے ساتہہ پڑہتا۔ صبح سے شام تک عدالت مین بیٹھا رہتا۔ مالی و ملکی

کامون مین مشغول رہتا۔ جو خاندان علائی کی پس ماندہ تہے اونکی نہایت خاطر کرتا جن لوگون نے سلطان قطب الدین کی بی بی کا نکاح تیسرے روز بعد اوسکے مرنیکے قبل از عدت کر دیا تہا اونکو سزا دی۔ اور اپنے بڑے بیٹے جونا خان کو ولیعہد مقرر کیا۔ اور الغ خان کا خطاب دیا۔ اور عہد علائی کے امرا کو عہدہا و جلیہ عطا کئے۔ وہ علم و ہنر کا قدر شناس تہا۔ حضرت امیر خسرو کو جو انفراغ اس بادشاہ کے عہد مین حاصل ہوا وہ کسی بادشاہ کے عہد مین نصیب نہوا تہا۔ جو شخص کوئی کام لیاقت کا کرتا ضرور صلہ اوسکا پاتا۔ جو کوئی پریشان حال ہوتا بادشاہ ضرور اوسکا برسان ہوتا۔ اب خسرو خان اور اوس کے بہائی بندونکے سبب سے جو نظام ملکی مین خلل پڑ گئے تہے۔ اور کارخانے کے کارخانے درہم و برہم ہو گئے تہے اون سب کا انتظام کیا۔ خزانہ جسکو خسرو خان نے خالی کر دیا تہا اوسکو بہت خوبی کے ساتہہ معمور کیا۔ رعایا پر جو مطالبے باقیات کے تہے اونکو نہایت نرمی کے ساتہہ وصول کیا۔ عمال پر تاکید تہی کہ کسیطرح کا تشدد وصول محصول مین نہ کیا جاوے۔ مغلون کے آنیکے راستے سرحد پر ایسے بند کئے کہ کبہی مغلون نے اوسکی عہد سلطنت مین اسطرف رخ نکیا۔ عمارتون کے تعمیر کرنے کا اوسکو شوق تہا۔ تغلق آباد اور قلعہ تغلق اسی کا بنایا ہوا ہے۔ خلاصہ یہہ ہے کہ ساری سلطنت اس بادشاہ کی ساری برائیون سے ایسی مبرا تہی جیسے کہ اوسکی تخت نشینی الزام اور تہمت سے معرا تہی +

مہم تلنگانہ

سنہ ۷۲ جلوسی مین حاکم ورنگل نے خراج نہ بہیجا۔ اور بغاوت اختیار کی۔ اور دیوگڈہ کی طرف مین بہی انتظام ملکی مین طرح طرح کی بدنظمیان وقوع مین آئین۔ اونکی اصلاح اور درستی کے واسطے جونا خان کو نہ روانہ کیا۔ یہہ ملکون کو غارت اور فتح کرتا ہوا

ورنگل پر پہنچا - یہان راجہ اوس سے بڑی شجاعت اور مردانگی کے ساتھہ ایسا معرکہ آرا ہوا - کہ پہلی نامردی کا دھبہ اوسکا مٹ گیا - آخر کار لڑتے لڑتے تہک گیا - اور ناچار قلعہ ورنگل مین چلا گیا - اب بہی لڑائیان جاری رہین - روز کشت وخون ہوتا رہا - راجہ نے پیغام صلح بہیجا - اور بہت سے ہاتہی اور نقد وجنس دینے کا وعدہ کیا - اور سالانہ نذرانہ بہیجنے کا اقرار کیا - مگر جوناخان نے کسی بات کو قبول نکیا - اور لڑائی کو برابر جاری رکہا - مگر قلعہ فتح نہو سکا - اور برسات کا موسم سر پر آگیا - اور عفونت اور آب وہوا کی ناسازی سے لشکر مین بیماری کا بازار گرم ہوا - آدمی اور مویشی گہوڑے ہاتہی سب ہی نے اس دنیا سے چلنا شروع کیا - جب سپاہ اس آفت سے تباہ ہونے لگی - متوحش خبرین اوڑنے لگین - ڈاک دلی کی ہر ہفتہ مین دو بار آتی تہی اوسکو بہی برسات نے بند کر دیا - اس سبب سے شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر نے کہ جوناخان کے مصاحبین مین سے تہے یہہ مضمون تراش کر مشتہر کیا کہ دلی مین ایک حادثہ عظیم برپا ہوا تہا - اوسمین سلطان غیاث الدین تغلق مارا گیا - اور کوئی اور تخت سلطنت پر بیٹہہ گیا - لشکر ایک تو پہلے ہی سے گہبرا رہا تہا - اوسپر یہہ ایک اور طرہ چڑہا - اور ان دونون مفسدون نے یہہ خبر جا کر امرا علائی ملک کل افغان اور ملک کافور اور ملک تگین اور ملک تیمور سے بہی جا کر کہہ دی - اور اوسپر یہہ حاشیہ اور چڑہایا کہ جوناخان تم کو برابر کا شریک سلطنت جانتا ہے - اسلئے ارادہ ہے کہ تم کو قتل کر ڈالے - غرض اس جوڑ توڑ سے یہہ امیر جوناخان سے علیحدہ ہو گئے - اور اپنی اپنی سپاہ کی ٹولیان ہمراہ لیکر ادہر ادہر چلدیئے - اوجب یہہ حال ہوا تو سپاہ مین بہگدڑ پڑ گئی - جوناخان بہی مضطرب ہوا - اور دیوگڈہ کی طرف چلا - دشمنون نے قلعہ سے نکل کر تعاقب کیا

غرض بہزار خرابی وہ دیوگڈہ مین پہنچ گیا۔ اور اس اثنا مین دلی سے ڈاک آگئی۔ اور بادشاہ کی خیر و عافیت معلوم ہوگئی جو سردار اپنے اپنے سپاہ لیکر بہاگے تہے اوسکا حال بہی بڑا خستہ اور پریشان ہوا۔ اونکا اسباب راہ مین ہندوؤن نے چہین لیا۔ مرہٹون نے ملک نگین کی تو کہال کہچوا کر جونا خان پاس بہیجدی۔ اور ملک کل افغان اور عبید شاعر اور ملک کافور اور مفتریون اور متقیون کو پکڑکر جونا خان پاس بہیجدیا۔ اونہون نے ان سب کو پابزنجیر دلی مین بادشاہ پاس بہیجا۔ بادشاہ نے اونکو زندہ گور مین دفن کرایا۔ اور اون کے زن و بچہ کو ہاتیون کے پیر تلے کچلوایا۔ بعد ان سب خرابیون کے جونا خان دلی مین آیا۔ تو اوس لشکر عظیم مین سے کل دو تین ہزار آدمیون کو بچا کر لایا۔ اس لشکر کی بربادی کو ہم جونا خان کی ناتجربہ کاری پر محمول کر سکتے ہین۔ مگر اوس خود رائے پر کہ عہد سلطنت مین جسکا ظہور ہوا۔ اس ناکامیابی کو منسوب کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے۔

دوبارہ مہم تلنگانہ

چار مہینہ کا عرصہ اس شکست پر گذرا تہا کہ دوبارہ جونا خان لشکر عظیم لیکر دیوگڈہ کے راستہ سے ورنگل پر چڑہا ۱۳۲۳ء مین اوسنے راستہ مین بیدر کو فتح کیا۔ یہہ شہر بہی بڑی شان و شوکت کا لیا۔ اور قلعہ جو راجہ ورنگل سے متعلق تہا اونکو بہی فتح اور مسخر کیا اور پہر قلعہ ورنگل کو توڑ کر فتح کیا۔ اور راجہ کو مع زن و فرزند اسیر کر کے دہلی بہجوایا۔ اس راجہ کو تہوڑے دنون بعد رہائی ہوئی۔ اور دوبارہ اپنے راج پر بحال ہوا۔ اور جونا خان نے ورنگل مین اپنے معتبر سردار مقرر کئے۔ اور اوسکا نام سلطان پور رکہا۔ اور جاج نگر مین گیا۔ اور وہان کے راجہ سے چالیس ہاتہی لیکر بادشاہ پاس بہیجے۔ پہر وہان سے ورنگل مین چلا آیا۔

مہم بنگالہ

سنارگانو اور لکھنوتی سے وہان کے حاکمون کی شکایت مین عرائض آئین - اور لکھنوتی سے بعض امیر آئے - اور حاکمون کے جور و ظلم کی شکایت کی - ساری پریشانی اور ابتری کا بیان بادشاہ سے کیا - اسپر بادشاہ کا ارادہ لکھنوتی پر چڑھنے کا مصمم ہوا - وزکل سے جوناخان کو بلایا - اور تمام کاروبار سلطنت اوسکو دلی مین سپرد کرکے آپ لکھنوتی کو روانہ ہوا - یہان بنگالہ مین سلطان غیاث الدین بلبن کا بیٹا ناصر الدین بغراخان فرمانروا تہا - چالیس برس سے برابر وہی حکومت کرتا تہا - خلجیون کے عہد مین کچھہ اوسکی سلطنت مین تغیر و تبدل نہین ہوا - وہ بادشاہ سے مقابلہ کرنے کی قوت نہ رکہتا تہا - اسلئے بادشاہ کی خدمت مین تربہت مین حاضر ہوا - اور بہت سے تحفے تحائف نذر کئے - سلطان تغلق نے اوسکو کلغی اور چتر عنایت کیا - کیا شان کبریائی ہے کہ خاص اولاد اپنے باپ کے خانہ زاد غلامون کی اولاد سے کلغی اور طرہ کی اجازت حاصل کرے - بعد اسکے سنارگانو (یعنے ڈہاکہ) کے فسادون کا تصفیہ کیا - اور اوسکی حفاظت و حراست ملک ناصر الدین کے حوالہ کی - اسسے معلوم ہوتا ہے کہ ڈہاکہ پہلے صوبہ بنگالہ مین داخل تہا - پہر بادشاہ نے واپس ہوتے وقت تربہت کو فتح کیا - اور وہان کے راجہ کو گرفتار کرکے اپنے ساتہہ دلی لایا - یہہ سب کام اوسنے ۱۳۲۴ء و ۱۳۲۵ء کے درمیان کئے +

بادشاہ کی وفات

اب تربہت سے چند منزل طے کرکے بادشاہ نے لشکر کو چہوڑ دیا - اور جو وہ خود دہلی کی طرف چلا - جب جوناخان نے سنا کہ قریب آپہنچا ہے - تو اوسنے افغان پور مین کہ تغلق آباد سے تین چار کوس تہا - ایک چوبی محل اس نظر سے تیار کرایا - کہ بادشاہ رات کو وہان آرام کرنے

اور صبح شاہانہ جلوس کے ساتھہ تغلق آباد مین آئے۔ اور شہر کو ارستہ پیرستہ دیکھے
۔ غرض بڑی خوشی پادشاہ کے آنیکی یہان ہورہی تہی کہ پادشاہ آپہنچا۔ اور اوسی
چوبی محل مین شب باش ہوا۔ دوسرے روز جوناخان اور اور امراء پادشاہ کی ملازمت سے
سرافراز ہوئے۔ اور پادشاہ کے ساتھہ کہانا کہانے بیٹہے۔ جب کہانا تناول کرچکے
توسب امیر اس جلدی مین کہ پادشاہ سوار ہونیکو ہے بغیر ہاتھہ دہوئے باہر نکل آئے
۔ جوناخان اپنی نذر اور پیش کش کی درستی مین باہر آکر مصروف ہوا۔ کہ اتنے مین چبوترہ
چوبی محل کی گری۔ اور پادشاہ اور اوسکے پانچ رفیق دب کر مرگئے۔ یہہ واقعہ ۵ ربیع الاول
سنہ ۷۲۹ مطابق ماہ فروری سنہ ۱۳۲۵ مین واقع ہوا۔ اب اس واقعہ پر مورخ مختلف رائے
لگاتے ہین۔ بعض مورخ تو یہہ کہتے ہین کہ مکان نیا تہا۔ ہاتہی گہوڑے جو دوڑے
اوسکے صدمہ سے گر پڑا۔ حاجی محمد قندہاری یہہ لکہتا ہے کہ بجلی مکان پر گری۔ اوسکے
صدمہ سے یہہ حال ہوا۔ بعض مورخ یہہ رائے دیتے ہین کہ اس نئے مکان کا بے ضرورت بنانا
اور پہر اوسکا اوسوقت گرنا کہ جوناخان باہر ہو۔ اور اوسکا چہوٹا بہائی کہ پادشاہ کا
بہت لاڈلا تہا اندر ہو۔ اسسے ضرور گمان ہوتا ہے کہ جوناخان نے یہہ مکان باپ کے
کام تمام کرنیکے لئے بنایا تہا۔ ابن بتوتہ سیاح افریقہ بہی اسی امر کی تصدیق اور
تائید کرتا ہے۔ مگر یہہ امر عقل سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے کہ جوناخان دسترخوان پر
موجود تہا۔ یہہ کرامت اوسمین کہان سے آئی تہی کہ جسوقت وہ وہان اوٹہکر باہر آئے
اوسیوقت مکان گر جائے۔ سب سے زیادہ لطیفہ صدر جہان گجراتی نے اپنی تاریخ مین لکہا ہے
کہ جوناخان نے ایک طلسم بنایا تہا۔ جسوقت اوسکو توڑا۔ اوسیوقت مکان گر پڑا۔ غرض کچہہ ہی
ہوا ہو پادشاہ نے اب چارگزمین کے اندر آرام کیا۔ اور چار سال کچہہ مہینہ پادشاہی کی +

قلعۂ تغلق آباد

اس بادشاہ کی یہہ یادگار دلی کی قریب موجود ہے۔ اوسکی متانت اور استحکام کا شہرہ خاص و عام مین ہے۔ یہین اوسکی قبر ہے۔ ایک ضمیمہ مین اہل اسلام کی عمارتونکا ذکر کرین گے وہان اس قلعہ کا حال مفصل لکھینگے +

سلطان محمد تغلق کی سلطنت کا بیان

جب کہ غیاث الدین تغلق اس جہان سے وداع ہوا۔ تو سوم کے بعد تغلق آباد مین جونا خان بڑا بیٹا اور ولیعہد اوسکا مسند شاہی پر جلوہ افروز ہوا۔ اور سلطان محمد شاہ اپنا خطاب کیا چہلم کے بعد تغلق آباد سے دہلی مین آیا۔ اور پرانے بادشاہون کی تخت گاہ پر جلوس فرمایا اور یہہ اجلاس اس جاہ و جلال اور شان و شوکت کی ساتھہ تہا کہ وہ کسی اور تخت نشین کو نصیب نہوا۔ سونے چاندی کا مینہہ برسا دیا۔ غریب مفلسون کو مالا مال کر دیا۔ عمر بھر کی ڈیونون سے اونکو الفراغ ہوا۔ رفقاء اور امرا کو بڑے بڑے جاہ و منصب دیے۔ علماء اور فضلاء کے بڑے بڑے وظیفے مقرر کیے +

سلطان محمد شاہ تغلق کی عادات

یہہ بادشاہ عجائبات روزگار سے تہا۔ اوسکی ذات جامع ضدادتہی۔ بھلائیان برائیون پر پردہ ڈالتی تہین۔ اور برائیان بھلائیون کو خاک مین ملاتی تہین۔ فیاض ایسا کہ روپیہ کو ٹہیکری سمجہتا تہا۔ عالمون اور فاضلون کو لاکہون روپیے دیدیتا۔ یہی سبب تہا کہ جیسے اوسکی سیاقت اور محاسبہ مین دفتر کے دفتر سیاہ ہوئے ہین ایسے کسی اور بادشاہ کے نہین۔ اس سخاوت کا حال سنکر سب اطراف کے صاحب کمال اوسکے دربار مین آتے۔ اور اپنے آرزو سے زیادہ دولت پاتے۔ ایک بکدن کا خرچ اوسکا اور بادشاہون کے برسون کے خرچ سے بڑہکر تہا

محتاجون کے واسطے محتاج خانے بیماروں کے واسطے شفاخانے مسافروں کے واسطے مسافرخانے بنوائے سلام اوسکو وراثت مین ہاتھ لگا تہا۔ پانچون وقت کی نماز پڑہتا۔ کبہی رمضان کے روزے ناغہ نکرتا۔ نشہ کو کبہی نہ چہوتا۔ حرام کاری سے کوسون بہاگتا۔ قمار باز یکے پاس کبہی نہ جاتا۔ مگر باوجود اس طاعت شریعت کے پاک اور مقدس بہاسیوں کا خون کرنا اوسکا پیشہ تہا۔ کوئی ہفتہ جاتا ہوگا کہ جسمین کوئی مولوی مفتی قاضی صوفی قلندر قتل نہوتا ہو۔ مسلمان کے مارنے کا اوسکو اتنا ہی افسوس نہوتا کہ جتنا پانون تلے چیونٹی کے پس جانیکا ہوتا ہے۔ فرعونی اور نمرودی ارادون سے بہی اوسکا دماغ خالی نتہا۔ حضرت سلیمان کیطرح چاہتا تہا کہ پیغمبری اور سلطانی دونو اوسکی ذات مین جمع ہوجائین۔ شیرین گفتار ایسا کہ منہ سے پہول جہڑتے اوسکی باتون سے کبہی دل نہ بہرتا۔ خوش نویس ایسا کہ جسکو اوستادان خط اوستاد کہتے تہے۔ زبان عربی فارسی مین ایسا منشی تہا کہ اور دبیر اوسپر رشک کرتے تہے۔ غرض اپنے وقت مین تحریر و تقریر مین بے نظیر تہا۔ بعد مرنیکے بہی اوسکا کلام یادگار روزگار رہا۔ فارسی شعر خود خوب کہتا۔ اور متقدمین کے اشعار کو خوب سمجہتا۔ قوت حافظہ اوسکی ایسی قوی کہ جو بات کہ ایک دفعہ سن لے عمر بہر یاد رہے۔ اشعار ہزارہا یاد تہے۔ کتابین کی کتابین برزبان تہین۔ معقولات مین منطق اور الہیات اور طبعیات اور ریاضیات سے طبیعت کو خوب لگاؤ تہا۔ خصوصاً فن طب مین کمال تہا۔ مریضونکا علاج کرتا۔ اور تشخیص امراض مین اطبا سے طالب علمانہ بحث کرتا۔ اور اونکو قائل کرتا۔ اکثر صرف اوقات علم فلاسفہ مین کرتا۔ معقول مولویون کی صحبت مین رہتا۔ فقہا اور ارباب منقول کو اوسکی مجلس مین بار کم تہا۔ وہ اونہین منقولات کو معقول جانتا جو عقل کے موافق و فطرت کے مطابق ہوتین۔ باقی سب منقول کو نامعقول گنتا۔ اوسکے دل مین معقولی خیالات ایسے گہس گئے ہے

کہ کوئی جگہہ منقولات کے لئے خالی نہ رہی - لطیفہ سنجی اور ہزلہ گوئی سے بھی اوسکی صحبت خالی نتھی - ایک شاعر عبید نعبید بھی ہزلہ گوئی کے واسطے موجود تہا - باوجود ان علمی لیاقتوں کے میدان رزم مین جواںمرد اور شجاع اور فن سپاہ گری سے خوب آگاہ تہا + گو یہہ سب خوبیان اوسکی ذات مین کمال درجہ کی تہین - مگر بہت سی حرکات اور اوسکی عادات ایسی تہین کہ جسّے اوسپر جنون کا شبہہ کرنا بیجا نہین ہے - اپنی خودرائی سے عقل مصلحت اندیش کے خلاف مہمون اور کامون اور ارادون کے منصوبے باندہتا - اور اونکے پورا کرنے کے لئے کسی کی صلاح اور مشورہ نہ لیتا - اور رعایا کی تکلیف کا ذرا خیال نہ کرتا اس سبب سے جو جو مصیبتین اور آفتین اور بلائین رعایا کے سر پر اس بادشاہ کے عہد مین پڑین وہ کسی ظالم بادشاہ کی سلطنت مین بھی نہین وقوع ہوئین - ان منصوبون اور مہمونکا بیان دو چار صفحون کے بعد آئیگا فقط

مغلون کی حملہ رکنی کی عجب تدبیر

تیمور شین خان یا ترمشرین خان ایک بڑا مشہور اور نامور سردار مغلون کا تہا - اوسنے ۱۳۹۸ء مین ہندوستان کی تسخیر کا ارادہ کیا - اور بہت سی فوج مغلون کی لیکر پنجاب مین گہس آیا - لمغانسے ملتان تک لوٹ مار کرتا ہوا دلی کے دروازہ پر آپہنچا - بادشاہ نے لڑنا مصلحت نہ جانا - اور اس بلا کو یون ٹالا - کہ بیچ مین لوگون کو واسطہ بنایا - اور اونکی معرفت بہت سے جواہرات اور چاندی سونا تیمور شین خان پاس بھجوایا - اور اس بات پر راضی کیا کہ وہ ہندوستان سے جلد چلا جائے - یہہ سردار دلی سے روانہ ہوا - اور گجرات کو لوٹ مار کرتا ہوا اور سندہ اور ملتان مین ہوتا ہوا اپنے وطن مین پہنچ گیا - یہہ ہندوستان مین پہلی ہی دفعہ تہی کہ یہہ تدبیر کام مین آئی - اور ایسی راس آئی کہ پھر مغلون نے

ہندوستان پر حملہ نکیا - حالانکہ مغلون کی لالچی اور طامع اور حریص ہونے سے یہہ امید قوی تہی کہ یہہ دولت پہر اونسے ہندوستان پر حملہ کرائیگی +

بادشاہ کی عمدہ تدبیرین

اب سلطان محمد تغلق کو ترتیب لشکر کا خیال ہوا - اور اوسکو خوش اسلوبی کے ساتھہ مرتب کیا اور ممالک ہندوستان گجرات مالوہ مرہٹونکا ملک تلنگ گنبلہ دوار سمدر بلیبار لکھنوتی چٹگانو سنارگانو ترہت کو اپنے قبضہ مین لایا - اور خوب اونکا انتظام اور بندوبست کیا - سب اجہ راے زمیندار باج گزار فرمانبردار تہے - کوڑی کوڑی پیسا پیسا خراج کا ادا کر دیتے تہے - اور ایک ادہی باقی نرہتی تہی - بہدر روپیہ خزانون مین آتا کہ باوجود بادشاہ کی شاہ خرچی کے اونمین کمی نہ ہوتی - کسی متمرد اور سرکش کو طاقت سر اوٹہانیکی نہ تہی - اسوقت دور دراز کے صوبون مین بہی ایسا ہی اچہا انتظام تہا جیسا کہ دارالسلطنت کے قرب وجوار مین - اس بادشاہ نے تہوڑے دنون مین وہ انتظام کر لیا کہ پہلے بادشاہونکے زمانہ مین برسون نہ ہوا تہا - اب یہہ حال تہا اوائل سلطنت مین تہا مگر اب بادشاہ نے وہ تدبیرین کین کہ جسسے یہہ انتظام جاتا رہا +

بادشاہ کی نامعقول منصوبون اور تدبیرون کا بیان

بادشاہ نے دل مین تین چار منصوبے ایسے سوچے کہ جسسے ساری دنیا فتح ہو جائے - اور ان منصوبون کے پورا کرنے کے لئے کسی سے کچہہ صلاح اور مشورہ نہ لیا - جو منصوبہ دل مین آیا اوسکو صواب جانا - اوسکا عیب کسی سے نہ پوچہا - نتیجہ اسکا یہہ تہا کہ رعایا برباد ہوئی - خزانہ خالی ہوا - جگہہ جگہہ بغاوتین اور سازشین ہونے لگین - ابتری پر بدتری اور درہمی پر برہمی بڑہتی چلی گئی - طرفہ یہہ ہے کہ جسقدر انتظام بگڑتا گیا - بادشاہ کا مزاج ہی بگڑتا گیا -

جس کام کو بادشاہ نے چاہا جب وہ نہوا۔ تو بادشاہ کو غصہ آیا۔ اور رعایا کو کھیرے ککڑی کی طرح کاٹنا شروع کیا۔ ساری رعایا اوس سے برگشتہ ہوگئی۔ اور سوا گجرات کے اور سارا ملک اوس سے پھر گیا اور قبضہ سے نکل گیا۔ اب ان منصوبوں کی تفصیل یہہ ہے +

اول نامعقول تدبیر

بادشاہ کا ارادہ ہوا کہ خراسان اور ماوراءالنہر کو فتح کیجئے۔ اسلئے تین لاکھہ ستر ہزار سوار کا لشکر مرتب کیا۔ اور بڑے بڑے سردار خراسانی اور ایرانی اس کام کے پورا کرنیکے واسطے نوکر رکھے۔ ایک ہی سال مین یہہ سپاہ اور سپہ سالار خزانہ کا روپیہ کھا گئے۔ دوسرے سال مین اونکی تنخواہ بادشاہ نہ دسکا۔ اس سبب سے نہ کوئی ملک فتح ہوا نہ کہین سے غنیمت ہاتھہ لگی۔ گھر کے خزانہ مین بھی پھوٹی کوڑی باقی نہ رہی روپیہ ہی لشکر کو تہا مٹا ہے جب وہ نہ رہا تو یہہ لشکر بھی متفرق و منتشر ہوا اور بادشاہ کا دوالا نکال گیا +

دوم نامعقول تدبیر

دوبارہ بادشاہ کو یہہ خیال ہوا کہ ملک چین کو فتح کیجے۔ وہان کی دولت اور غنیمت سے خزانون کو معمور کیجے۔ اسلئے امرا زنامدار اور آزمودہ کار سردار اور ایک لاکھہ سوار نئے بہانجے حسن ملک کے ماتحت ۱۳۳۸ء سنہ ۷۳۸ھ مین روانہ کئے۔ اور حکم دیا کہ اول کوہ ہمالہ پر قبضہ اور تصرف کرین۔ اور جہان ضرورت ہو وہان قلعہ تعمیر کرین۔ اور اونمین جہادی سپاہیونکی ڈالین۔ جب اسطرح کوہ ہمالہ پر قبضہ ہوجائے تو مجھے مطلع کرین۔ مین لشکر کمک کو جب بھیجون تو چین پر حملہ کرین۔ اگرچہ بادشاہ کو عقلمندون نے سمجھایا کہ یہہ منصوبہ ناصواب ہے اور ایک چپہ بھر زمین چین کی ہاتھہ نہ آئے گی۔ مگر بادشاہ نے ایک نہ سنی۔ اور لشکر بادشاہ کے حکم کے موافق روانہ ہوا۔ مگر جب وہ پہاڑون سے گذر کر ہزار دشواری سے حد

چین تک پہنچا۔ تو وہان چین کی فوج بڑی قوی پائی۔ اور اپنی قلت اور زحمت اور دشمنون کی قوت اور کثرت کے سبب سے مقابلہ نکر سکے۔ چین کی سپاہ جب یہہ اونکی بے سروسامانی دیکھی تو کچھہ اندیشہ نکیا۔ اب لشکر شاہی نے مراجعت کا ارادہ کیا۔ مگر برسات آگئی۔ اور تمام راہین پانی کے تلے ڈبک گئین۔ ادہر یہہ نیچے راہون کے خرابی ادہر اوپر سے پہاڑیون کی ایذارسانی سنگ اندازی اور دشمنون کا تعاقب ان سب نے سپاہ کا کام تمام کرنا شروع کیا۔ جو باقی بچے اونکو فاقون نے مارا۔ اور جینے سے تنگ کیا۔ مگر نصیبو نسے ایک وسیع جنگل آگیا۔ وہان ایک موسم ہارمینہہ برسا اس سبب سے چینی اوٹے چلے گئے۔ اور یہہ ہندوستانی بچے کھچے اونچی پہاڑون سے اچھے موسم مین نکل آئے۔ مگر سارا دیس پانی پانی ہورہا تہا۔ اور چھوٹی پہاڑیون پر بن ایسے کہڑے تہے کہ اونسے گذرنا دشوار تہا۔ غرض اس مراجعت مین ایسی سخت مصیبت پیش آئی کہ پندرہ دن بعد ایک آدمی بہی باقی نرہا کہ اپنی بکٹ کہانی سناتا۔ اور اپنا رونا کسی کے سامنے روتا۔ جو فوج جاتی دفعہ جابجا راہون کی حفاظت کیواسطے چہوڑی تہی اونمین سے بہت سے پہاڑیون کے شکار ہوئے۔ اور جو جان سلامت لیکر بادشاہ سلامت کے روبرو آئے۔ وہ اس جرم مین کہ شکست کے سبب وہی گردن مارے گئے

سوم تدبیر نامعقول

جب یہہ تدبیرین بن نہ پڑین۔ اور خزانہ مین کچھہ باقی نرہا۔ تو اونسے اوراہ دولت بڑہانے کے نکالی۔ مگر بقول شخصی کہ اونٹ کی کوئی کل سیدہی نہین وہ جو چال چلا بہت ہی بری چلا۔ جب اونسے یہہ سنا کہ چین کے اندر زرجاد چلتا ہے (جاد ایک کاغذ کا ٹکڑا ہوتا ہے اوسپر نام اور لقب بادشاہان چین کا منقش ہوتا ہے) تو اونسے یہہ ارادہ کیا کہ مین بہی بجاے اس کاغذ زر کے تانبے کا سکہ چلاؤن۔ چنانچہ دار ضرب مین تانبے پر سکہ لگا

مگر ایسے سکون کا چلنا سلطنت کے اعتبار اور استقلال پر موقوف ہوتا ہے - بھلا اس دوالیہ بادشاہ کا یہہ سکہ کیونکر چلتا جسکی سلطنت کا اعتبار ایک دن کا بھی نتھا - اس سکے کو بیگانہ ملکوں کے لوگوں نے تو ہاتھہ بھی نہ لگایا - اپنے ملک والوں نے بھی اوسکے استعمال مین پہلوتہی کی - اس سبب سے تجارت اور داد ستد مین خلل پڑا - روز بروز اور افلاس رعایا کا بڑھا - اگرچہ بادشاہ کا قرض ادا ہوگیا - مگر بسیقدر آمدنی مین گھاٹا پڑا - محاصل شاہی سب غیر منظم ہوگئی - غرض یہہ تدبیر بھی زوال دولت مین معاون ہوئی -

چہارم نامعقول تدبیر

اب روپیہ کے لئے جبر و تعدی بادشاہ کی طرف سے تحصیل محصول مین واقع ہونے لگے - نئے ابواب کا بار الیسا رعایا کے سر پر رکھا کہ جسکے سبب سے اوسکی گردن سیدھی نہو سکتی تھی - اور کمر ٹوٹی جاتی تھی - غریب کاشتکار کھیت چھوڑ چھاڑ بھاگ گئے - آسودہ حال رعایا نے سرکشی پر کمر چست کی - غرض ایسا ملک برباد ہوا کہ کبھی کسی ظالم بادشاہ کے عہد مین بھی نہین ہوا - دوآبہ کے ملک پر دس یا پانچ فصیدی محصول کا اضافہ کیا - اور اس محصول کو ایسے کڑے طور سے وصول کیا کہ سارا ملک غیر آباد ہوگیا - اور اس زیادہ ستانیکے سبب سے کاشتکارون نے کاشت سے ہاتھہ اوٹھایا - اور الدمیان نے مینہ برسایا - اس سبب سے ایسا ایک قحط عظیم پڑا کہ آدمی آدمی کو کھانے لگا - گھر کے گھر خاندان کے خاندان ملیامیٹ ہوگئے - سب کاروبار بادشاہی معطل ہوگئے - +

پنجم نامعقول تدبیر

جب سے بادشاہ کی اس تدبیر سے کہ ولی سے دارالسلطنت دیوگڈہ مین منتقل ہو رعایا کو تکلیف پہنچی ایسی کسی اور تدبیر سے مصیبت اوپر نہین پڑی - یہہ ارادہ فی نفسہ برا نہ تھا اگر اوسکو وہ

معقول طور پر کام مین لاتا۔ لیکن جسوقت اوسکے دل مین یہہ ارادہ ہوا۔ ایک الادہند حکم دیدیا
کہ سب اہل دہلی دیوگڈہ کو روانہ ہون اور وہان جاکر بسین۔ بیچارے پہلے ہی مصیبت کے مارے گھبرا
رہے تھے۔ اب یہہ اور آفت پر آفت آئی۔ گو اسوقت بادشاہ نے اونکے مکانات کی قیمت
خزانہ شاہی سے ادا کی مگر وطن سے جلاوطن ہونا کسکو گوارا ہوتا۔ اسطرح دلی برباد
ہوئی۔ مگر دولت آباد آباد نہوا۔ ان مصیبت زدون نے وہان جاکی گورستان کو آباد کیا۔ بادشاہ
نے سب طرح کے صاحب کمال آباد کئے۔ اور دیوگڈہ کا نام دولت آباد رکھا۔ اور یہہ قلعہ
جواب وہان موجود ہے۔ اسی بادشاہ نے اوسے تعمیر کرایا تھا۔ اس شاندار عمارت سے معلوم
ہوتا ہے کہ وہ بڑا اولوالعزم تھا۔ اس قلعہ مین سوا ایک راستہ کے دوسرا راستہ نہین کہا گیا
اور یہہ راہ اس راہ سے بنائی ہے کہ ایک پہاڑ کا ٹکڑا ۱۸۰ فٹ کا پہاڑ مین سے عمودوار
اور ہموار کاٹا ہے۔ اور اوسکے عین وسط مین سے ایک چکردار راہ بنائی ہے۔ قلعہ کے گرد
ایک خندق عمیق بنائی ہے۔ اور یہہ بھی پہاڑ مین سے کاٹی ہے۔ غرض بادشاہ کبھی دہلی سے
دیوگڈہ جانی کا حکم دیتا اور کبھی دیوگڈہ سے دہلی آنے کا اس حرکت سے رعایا کا رہا سہا دم
بھی نکل گیا۔

بغاوتین اور ظلم وستم کی باتین

جب رعایا کا بادشاہ کے ہاتھہ سے ناک مین دم آیا۔ تو اوسنے جابجا بغاوتین برپا کین
اور جھگڑے فساد کھڑے کئے۔ تفصیل اونکی نیچے لکھی جاتی ہے۔

مالوہ کی بغاوت

سب سے پہلے بغاوت مالوہ مین بہاء الدین نے اختیار کی۔ یہہ باغی بادشاہ کا بھتیجا تھا
اور کرشاسپ اوسکا لقب تھا۔ جب اوسنے چچا کے سب کاروبار کو بگڑتے ہوئے دیکھا۔

تو اوسکا ارادہ ہوا کہ خود بادشاہ بنجاؤن - اسلئے امرا دکن کو اپنے سے متفق کرنا چاہا - جو اوسکے ساتھہ شریک ہوئے ہووہ بچ گئے - اور جو مخالف ہوئے ہووہ ٹھکانے لگائے گئے - بادشاہ نے ۱۳۳۹ سنہ ۷۳۹ مین اس بغاوت کے فرو کرنیکے لئے تیاری کی - اور باغی کا پیچھا دکن تک پہونچا اور اوسکو گرفتار کیا اور جیتے جی کہال اوسکی کھچوائی +

ملتان کی بغاوت

ملک بہرام ایبہ نے جو بادشاہ کا نہایت رفیق تہا - اور اوسکی تخت نشینی مین بڑا مدد و معاون تہا - ملتان مین بغاوت شروع کی - بادشاہ اوسوقت دیوگڈہ مین تہا - فوراً لشکر لیکر ۱۳۳۹ سنہ ۷۴۰ مین ملتان کو روانہ ہوا - بہرام نے بادشاہ سے مقابلہ کیا - مگر شکست کہائی اور مفت جان گنوائی +

بادشاہ کا دلی مین رہنا اور رعایا کا سزا دینا

اس مہم سے فارغ ہو کر بادشاہ دلی مین آیا - اور دو برس رہا - چونکہ ان دنون دوآبہ مین تحصیل خراج مین جبر اور قہر بہت سا ہوتا تہا - اسلئے وہان کے ہندو کاشتکارون نے زمین کا تردد چہوڑ کر مردار اختیار کیا - گہرون کو آگ لگادی کہلیان کو پہونک دیا - اور بستی کو اوجاڑ جنگلون مین چلے گئے - اسپر حکم شاہی نازل ہوا کہ فوجدار اور سردار جہان ان کاشتکارونکو پائین قتل کر ڈالین - چنانچہ اونہون نے کسی مقدم کو گردن سے مارا - کسیکو اندہا کیا - کسیکو زندہ زمین مین دفن کیا - غرض ان بیچارون کو جنگل مین بہی سنے ندیا پہر بادشاہ برن مین شکار کہیلنے کے لئے آیا - اور سارے صوبہ برن کو بیچراغ کیا - ہزارون ہندؤن کے سر کٹوائے اور قلعہ برن کے کنگرون پر لٹکوائے +

بنگالہ کی بغاوت

انہین دنون مین ایک اور ہنگامہ بنگالہ مین برپا ہوا۔ بہرام حاکم سنارگانو نے انتقال کیا
سنہ ۱۳۴۰ء مین فخرو اور اوسکے لشکر نے بغاوت اختیار کی۔ اور لکھنوتی کے حاکم قدرخان کو
قتل کیا۔ اوسکے زن و بچہ کے ٹکڑے اوڑائے۔ خزانہ لکھنوتی پر قبضہ کیا۔ غرض سنارگانو
اور چٹگانو اور لکھنوتی پر فخرو کا ایسا قبضہ ہوگیا کہ بادشاہ یہہ ملک اوس سے پھر واپس نہ لیسکا

قنوج کا برباد کرنا

اسوقت بادشاہ نے قنوج سے لیکر دلہو تک ملک کو تاراج کیا۔ اور رعایا کا شکار کیا۔
رعایا نے خوف اور دہشت سے جنگلون کی راہ لی تو حضرت بادشاہ سلامت کو یہہ سوجھی
کہ شکار کے واسطے جیسے جنگل کو گھیرتے ہین اسطرح جنگل گھیرئے۔ اور چارونطرف سے
سپاہی جو آدمی ملے اوسکا شکار کرتے ہوئے بیچ مین گھیر کے آن ملین +

ساحل کارومنڈل پر بغاوت

بادشاہ جب یہہ کام قنوج مین کر رہا تہا کہ ایک سرکشی ملک تلنگانہ مین برپا ہوئی۔ اسکو
فارسی کتابون مین معبر کی سرکشی لکہا ہے۔ یہان سید حسن جو ابراہیم فوطدار کا باپ تہا
باغی ہوا۔ اوسنے بادشاہی عمال اور امیرون کو مار ڈالا۔ اور ساری حکومت اپنے
اختیار مین کرلی۔ بادشاہ یہہ خبر سنکر دلی گیا۔ اور وہان سے لشکر مرتب کرکے دیوگڈہ کو
روانہ ہوا۔ تاکہ وہان سے اس بغاوت کا تدارک کرے۔ دو چار ہی منزل چلا تہا کہ غلہ
کی گرانی شروع ہوئی۔ اور قحط کی صورت نظر آئی۔ راہین سب ہرنون کی رہزنی نے
مسدود کردین۔ خیر جب بادشاہ دیوگڈہ مین آیا۔ تو ملک مرسٹہ پر ابواب و محصول سخت
جاری کی۔ اور اونکا مطالبہ سختی سے شروع کیا۔ احمد ایاز کو اپنا نائب مقرر کرکے دلی
بھیجا۔ اور خود ملک تلنگ کو روانہ ہوا۔ جب یہہ نائب دلی مین آیا تو وہان لاہور مین فساد برپا تہا

اوسنے اس فساد کو رفع دفع کر دیا۔ اور سلطان خود ورنگل پر پہونچا۔ تو وبا شروع ہوئی
اور بڑے بڑے آدمی اس وبا سے مرگئے۔ بادشاہ خود بھی اس مرض وبائی مین مبتلا ہوا
۔ ناچار ملک قبول کو نائب وزیر مقرر کر کے ملک تلنگ کا کام اوسکے سپرد کیا۔ اور خود حالت
مرض ہی مین دیوگڈہ مین آیا۔ رستہ مین یہہ اتفاق ہوا کہ ایک دانت اپنا نکلوایا۔ اور
بڑی دھوم دھام سے اوسکو دفن کرایا۔ اور ایک مقبرہ بہت مکلف اوسپر بنوایا۔ بادشاہ نے
ہر چند علاج کیا مگر تندرست نہ ہوا۔ اسلئے شہاب سلطان کو لقب نصرت خان کا دیا۔ اور
ملک بیدر اوسکے سپرد ہوا۔ ادہر دیوگڈہ سے بادشاہ مریض ہی دلی کو روانہ ہوا۔ اور جو دلی
کے آدمی دیوگڈہ مین آباد ہو گئے تہے اونکو پہر اپنے وطن مین آباد ہونیکی اجازت دی۔ مگر
جنکو دیوگڈہ پسند آگیا تہا وہ وہین رہے۔ باقی اپنے گہر آئے۔ دیوگڈہ سے چلکر بادشاہ دہار
مین آیا۔ مرض کے سبب سے کچہہ دنون یہان اقامت کی۔ پہر مالوہ مین ہوتا ہوا دلی کی طرف چلا
۔ سارے قصبے اور قریے اور دہات راہون پر سنسان و ویران پڑی تہی۔ غرض بادشاہ
دلی مین پہنچا۔ اور اوسکو دیکہا کہ کیا شہر تہا اب جنگل ہے۔ قحط نے اور آفت ڈہا رکہی ہے
۔ زمین کہین سبز نظر نہین آتی۔ ہر چند بادشاہ نے زراعت کے آباد کرنے کی طرف کوشش
کی اور خزانہ شاہی سے تقاوی دی۔ مگر رعیت کی ہمت ایسی پست اور ضعیف ہو گئی تہی کہ
کچہہ کام نہ چلا۔ اور بارش کی کمی نے کمر توڑ دی۔ اناج کی گرانی نے آدمیون اور گہوڑون
اور مویشی کا کام تمام کر دیا۔ یہہ خرابیان ہو رہی تہین مگر بادشاہ بہت جلد تندرست ہو گیا

شاہو افغان کی بغاوت

بادشاہ زراعت کی اصلاح کر رہا تہا کہ خبر آئی کہ شاہو افغان باغی ہو گیا۔ اوس نے
ایک گروہ افغانون کا جمع کیا۔ اور ملتان کو آنکر لے لیا۔ اور بہزاد نائب کو مار ڈالا

ملک نواصوبہ ملتان بھاگ کر پادشاہ پاس آیا۔ اسپر پادشاہ اپنا لشکر راستہ پر رستہ کر کے
خود ملتان کی طرف روانہ ہوا۔ اور دو چار منزل ہی چلا تہا کہ ماکی سنانوفی آئی۔ اسسے
اوسکو بہت رنج و ملال ہوا۔ اس پاک دامن عورت کا نام مخدومہ جہان تہا۔ اور اوسکی
سبب سے بہی سیکڑون گہر آباد تہے۔ اور ہزارون آدمیون کی آرام اور راحت سے اوقات
بسر ہوتی تہی۔ پادشاہ اپنی ماکا نہایت تابعدار تہا۔ جب ملتان تہوڑی منزل باقی رہا
تو شاہوا فغان کی عرضداشت آئی۔ اوسمین لکہا تہا کہ مین نے بغاوت سے ہاتہہ اوٹہایا۔ اور
خاصہ اطاعت سر پر رکہا۔ اور جو کچہہ کیا اوس سے پشیمان اور نادم ہوا۔ اب آئندہ توبہ
کرتا ہون کہ پہر ایسی حرکت نہ کرونگا۔ اور اپنے افغانون کو لیکر افغانستان کی طرف
چلا گیا۔ اور پادشاہ دلی مین چلا آیا۔ اور زراعت کی تدابیر مین مصروف ہوا +

پادشاہ کا سنام اور سامانہ کی متمردون کا سزا دینا

سنام اور سامانہ کی متمردون کی سزا کے واسطے پادشاہ کو وہان جانا پڑا۔ یہان بہنیا
وچوہان وغیرہ سرکشون نے منڈل یعنے لڑہیان بنالی تہین۔ اور کوڑی خراج کی بادشاہ
پاس نہین بہیجی تہی۔ اور راستے لوٹتے تہے۔ غرض سارے ملک مین ایک اندہیر کہی تہی
پادشاہ خود وہان گیا اور سب گڑہیان توڑ تاڑ کر برابر کین۔ اور اونکی جمعیت کو پریشان
اور متفرق کر دیا۔ اور سرغنون کو گرفتار کر کے دلی لے آیا۔ اونمین سے بعض کو مسلمان بنایا
بعض کا سر اوڑایا۔ بعض کو امیرون اور سردارون کے حوالہ کیا۔ وہ اپنے بال بچون سمیت دلی
مین رہنے لگے۔ اور اپنی قدیمی زمینون اور مسکنون سے جدا ہو گئے۔ غرض یہہ شر و فساد
رفع ہوا۔ اور امن و امان ہو گیا۔ جسوقت پادشاہ دلی مین آیا تو وہ قحط پڑا۔ یہانتک کہ آدمی
آدمی کو کہاتا۔ ہرچند پادشاہ نے روپیہ اپنا کنون اور تالاب کہودنے کے واسطے اہل زراعت کو دیا

مگر کچھہ نتیجہ نہوا۔ بعض وہ پیہ کہا گئے۔ بعض نے کنوؤن اور نالابون کے کھودنے مین لگایا

خلیفہ مصر کا خلعت

اب دلی مین بادشاہ کے دل مین بیٹھے بیٹھے یہہ ترنگ آئی کہ بغیر اجازت خلیفہ عباسی کے سلطنت کرنی کسیکو جائز نہین ہے۔ اب اس اجازت کے فکر مین ہوا۔ اور مسافرون سے اوسکو دریافت ہوا کہ حکام مصر نے کسی مصلحت کے سبب سے خاندان عباسیہ مین سے کسیکو خلیفہ بنا رکھا ہے۔ غرض بادشاہ نے غائبانہ اس خلیفہ سے بیعت کی۔ اور اپنے نام کے ساتھہ اس خلیفہ کا نام بھی خطبہ اور سکہ مین جاری کرایا۔ ۷۴۴ھ ۱۳۴۳ء مین حاجی سعید حرمزی بادشاہ کے ایلچی کے ساتھہ خلعت اور روایت لایا۔ اوسکی تعظیم اور تکریم مین وہ مبالغہ ہوا کہ بادشاہ کی یہہ حرکت بھی مجنونانہ معلوم ہوئی۔ قصائد بدر چاچ مین بہت سے قصیدے اور شعار اس خلعت اور اوسکی تعظیم و تکریم کے باب مین لکھے ہین۔ اس شاعر کا نام اصل بدر الدین ہے وہ چاچ کا رہنے والا تھا۔ اور چاچ تاشقند مین ہے۔ یہہ اس بادشاہ کی عہد مین سندستان کے اندر آیا تھا۔ جب بادشاہ کو خلعت خلیفہ کی طرف سے آیا تھا۔ یہہ ایک قصیدہ اوسکی تہنیت مین لکھا تھا۔ ان قصائد سے خوب معلوم ہوتا ہے کہ خلعت کے آنے پر کیا کیا ہوتا تھا چند شعار لکھے جاتے ہین

جبرئیل ز طاق گردون البرز کوہان رسید ✦ کز خلیفہ سوی سلطان خلعت فرمان رسید
ہمچنان کز بارگاہ کبریاے لایزال ✦ بہر پیغمبر محمد آیت قرآن رسید

کرناٹک کی بغاوت

انہین دنون مین کشنا نائک بیسر لڈیو دبوکر ورنگل کے نواحی مین پڑا تھا۔ جریدہ بلال دیو راجہ کرناٹک کے پاس آیا۔ اور کہا کہ تلنگ اور کرناٹ دونون مین مسلمان گھس آئے ہین۔ مدعا اونکا ارادہ ہے کہ ہم کو اور تم کو دونون کو نیست و نابود کردین۔ اس باب مین

مشورہ اور فکر کرنا چاہئے۔ بلال دیو نے سب اعیان سلطنت کو بلاکر مشورہ پوچھا سو یہہ قرار پایا کہ بلال دیو اپنے ملک کو چھوڑکر سپاہ اسلام کے راہ مین اپنا پایہ تخت مقرر کرے۔ اور معبر اور دوار سمدر اور کنپلہ کو مسلمانون کے تصرف ہی نکال لے۔ اور کشنا نائک دیکل کو مسلمانو کے قبضہ سے نکال لے۔ یہہ وقت بڑی فرصت کا ہی ایسا پھر نہین ملیگا۔ چنانچہ بلال دیو نے ایک شہر اپنے بیٹے بجن رائے کے نام سے آباد کیا اور اوسکا نام بجن نگر رکھا۔ مگر پھر وہ بجاپور مشہور ہوگیا۔ اور یہہ شہر پہاڑونکے اندر گویا سپاہ اسلام کی راہ روکنے کے واسطے تھا۔ اور کشنا نائک نے بہت سی سپاہ بلال دیو سے لیکر دیکل کو مسلمانون سے چھین لیا۔ اور ملک مذکور نائب وزیر یا بادشاہ پاس ہی رہا گیا۔ غرض تنگانہ اور کرناٹک کے راجاؤن نے باہم اتفاق کرکے ۱۳۴۴ء مین دوبارہ آزادی حاصل کرلی۔ اور کرناٹک کے راجہ بلال دیو نے ایک ایسے شہر کی بنیاد ڈالی جسکے ارجہ بلال بنس کے ختم ہونیکے بھی سولھوین صدی تک مسلمانو سے لڑتے رہے۔ خلاصہ یہہ ہی کہ اسوقت سوار گجرات اور دیوگڈھ کے کہین امن نہ تھا۔ رعایا کا دل بادشاہ سے بالکل منحرف ہوگیا تھا۔ اور بادشاہ اپنی سیاست کے کامون سے باز نہ آتا تھا۔ جسقدر یہہ سیاست بڑھتی گئی اوسیقدر بادشاہ سے رعایا بگڑتی گئی +

بادشاہ کا سرگ دواری مین رہنا

دلی مین بادشاہ نے دیکھا کہ جب تک خدا کی رحمت خلق پر نہ نازل ہوگی روز بروز زحمت زیادہ ہوتی جائیگی اور میری تدبیر کوئی کام نکریگی۔ اسلئے اوسنے حکم دیدیا کہ شہر کے دروازہ کھول دیے جاوین۔ جب رعایا اس پنجرے سے رہا ہوئی تو افغان خیزان بنگالہ کی طرف روان ہوئی اور خود بھی پٹیالے اور کنپلہ (ضلع فرخ آباد مین یہہ قصبے ہین) سے ہوتا ہوا قصبہ کھور کے پاس برلب دریا گنگ خیمہ زن ہوا۔ اور تھوڑے دنون یہان ٹھیرا۔

اور آدمیون کو حکم دیدیا کہ جو پڑے پہیر مزروعہ زمین کے قریب ڈال لین۔ اس مقام کا نام سرگ دواری (یعنے جنت کا دروازہ) رکھا۔ اب یہان کڑہ اور اودھ سے غلہ آنے لگا اور دلی کی نسبت ارزان بکنے لگا۔ اسوقت ملک اودھ اور ظفرآباد مین عین الملک صوبہ دار تہا اوسنے اور اوسکے بہائیون نے یہان بطرح سے امن امان کر رکہا تہا۔ بادشاہ کی خدمت نقد و جنس و غلہ وغیرہ لیے خوب اسوقت کر رہا تہا۔ اس سبب سے بادشاہ کی دل مین اوسکی جگہہ ہوگئی تہی۔ اور اعتبار بڑہ گیا تہا۔ اور اوسکی لیاقت کا یقین ہوگیا تہا +

بغاوتین

اس عرصہ مین چار بغاوتین پے در پے واقع ہوئین اول کڑہ مین نظام پائین نے فتنہ کہڑا کیا۔ یہہ ایک شخص بہنگڑ اور یاوہ گو اور ہرزہ کار تہا۔ اپنے عہدہ کا انصرام نہ کرسکا ۱۳۴۵ء/۷۴۵ھ مین بغاوت اختیار کی اور سر پر تاج لگایا۔ اور سلطان علاء الدین اپنا لقب کہا۔ پہلے اس سے کہ بادشاہ کا حکم اس معاملہ مین پہنچے عین الملک اودہ اوسکے بہائی لشکر لیکر چڑہ گئے۔ اور اوسکو قید کرلیا۔ اور سر اوسکا بادشاہ پاس بہیجدیا۔ اور جو اور شریک اس بغاوت مین تہے اونکو سزا دی۔ دوسری بغاوت اسی سال مین دکن کے اندر یہہ ہوئی کہ شہاب سلطان جسکو نصرت خان کا خطاب دیکر بیدر مین صوبہ بناکر بادشاہ نے بہیجا تہا۔ اپنے عہدہ کا انصرام نکرسکا۔ اور ہزارون روپیہ غبن کرگیا۔ علانیہ بادشاہ سے برگشتہ ہوگیا۔ قتلغ خان کے نام حکم شاہی نازل ہوا کہ دیوگڈہ سے جاکر اس بغاوت کا علاج کرے۔ اور دہلی سے اور امیر بہی اوسکو کمک کو بہیجے گئے۔ قتلغ خان نے جاکر حصار بیدر کو محاصرہ کیا۔ اور قول قرار کرکے نصرت خانکو حصار سے باہر لایا۔ اور بادشاہ پاس بہیجدیا۔ تیسری بغاوت اسی مہینہ مین یہہ ہوئی کہ علی شاہ نے کہ امیران صدہ تہا

اور ظفر خان کا رشتہ دار تہا۔ دولت آباد سے گلبرگہ مین محصول سلطانی کے تحصیل کیو سطے گیا
جب اوسنے دیکہا کہ یہہ ملک عمال و فوج سے خالی ہے تو سب اپنے بہائیون کو کہ منجملہ اونکے حسن
کا نگوئی بہی تہا جمع کیا۔ اور ۱۳۴۶ھ مین گلبرگہ کے صوبہ دار کو مار ڈالا اور غدر مچا دیا۔
اور لوٹتا مارتا بیدر مین آپہنچا۔ وہان بہی نائب کو مار ڈالا۔ اور سارے ملک کو دبا بیٹہا۔
اسپر بادشاہ نے مالوہ کے لشکر کو بہی قتلغ خان کی امداد کے واسطے متعین کیا۔ جب
قتلغخان حوالی بیدر مین پہنچا تو علی شاہ نے پہلے آپ ہی لڑائی شروع کی۔ مگر شکست
کہائی اور حصار بیدر مین پناہ لی۔ مگر قتلغ خان نے اوسے اور اوسکے بہائیون کو قول قرار
کرکے اس حصار سے نکالا۔ اور سرگ دواری مین بادشاہ پاس لایا۔ بادشاہ نے
علی شاہ اور اوسکے بہائیون کو ہندوستان سے نکال کر غزنین بہیجدیا۔ گر یہہ کم بخت
اجل گرفتہ بے حکم بادشاہ کے غزنین سے چلے آئے۔ اور بادشاہ کی سیاست مین
گرفتار ہوئے۔ اب جو تہی بغاوت یہہ تہی کہ عین الملک کی خدمات بادشاہ کو پسند نہین
اور اوسپر بہت کچہہ عنایت تہی۔ قتلغخان کے اہلکارونکی برابر شکایتین بادشاہ سنتا اور
جانتا تہا کہ اونکی شوکت ستانی و خود غرضی سے دولت آباد کی آمدنی کم ہوگئی ہے اسلئے
اوسکا ارادہ ہوا کہ عین الملک کو مع اوسکے متعلقین کے دولت آباد بہیجدے۔ اور قتلغخان
کو یہان بلالے۔ اسپر عین الملک کے طرح طرح کے وہم پیدا ہوئے۔ اور اوسکو یہہ اندیشہ
دامنگیر ہوا کہ بادشاہ اپنے اوستاد قتلغخان کو جسنے تمام دکن کا انتظام کر رکہا ہے یہان
کیون بلاتا ہے اور مجہے وہان کیون بہیجتا ہے۔ ہمین ضرور یہہ بات ہے کہ مجہے بادشاہ
یہان سے یون اوکہیڑ کر ضائع کرالگا۔ اور یہہ اتفاق کی بات ہے کہ اونہین دنون
بعض محرر کہ خیانت کے جرم مین ماخوذ ہوئے تہے اور اونپر قتل کا حکم صادر ہوا تہا وہ

دلی سے بھاگ یہان عین الملک کے سایہ حمایت مین پرورش پانے لگے - یہہ بات بادشاہ کو
شاق گذری اور وہ کچھہ دنون ضبط کئے ہوئے بیٹھا رہا لیکن ایک دن حکم عین الملک کے پاس
بھیجا کہ جو دلی کے آدمی خوف سے بھاگ کر تمہارے پاس چلے آئے ہین اونکو باندہ کر میرے
پاس سرگ دواری مین بھیجدو - غرض اس حکم سے اور خطرہ عین الملک کو پیدا ہوا - اور اب
اوسکو کوئی چارہ سوائے اسکے نہو جہاکہ بادشاہ سے بغاوت اختیار کرے - یہہ ارادہ ٹہاکر
بادشاہ سے بظاہر حکم حاصل کیا کہ اوسکے بہائی لشکر سمیت سرگ دواری مین آئین - ابہی
یہہ لشکر آنے نہ پایا تہا کہ عین الملک آدہی رات کو چپ چپا کر بہاگا - اور اپنے بہائیون کے
لشکر مین جا ملا - اور اوسکے بہائی تین چار ہزار سوارون کے ہمراہ قریب سرگ دواری کے
اوترے - اور بادشاہ کی تمام ہاتہی گہوڑے جو جنگل مین چر رہے تہے اونکو پکڑ کر اپنے
لشکر مین لیگئے - اس بغاوت اور فتنہ کو دیکہہ کر بادشاہ سراسیمہ ہوا - اور سمانہ اور
امروہہ اور برن اور کول سے لشکر کو بلایا - اور احمد آباد سے بہی لشکر آپہنچا - غرض
چند روز تو بادشاہ نے توقف کیا - پہر فوج کی طرف روانہ ہوا - اور وہان اوسکے نواح مین
خیمہ جمائے - جس بادشاہ نے بیس فرسخ مغلون کا منہ پہیر دیا ہو - اوس کے سامنے
عین الملک جیسے ناتجربہ کارون کی کیا اصل تہی - باغیون نے دریاے گنگ سے بانگر مئو
کے قریب دریا سے عبور کیا - اور اس توقع مین تہے کہ بادشاہ سے لشکر ناراض ہے وہ
ضرور ہم سے آنکر ملے گا - غرض جسوقت اس بادشاہ نے غضب مین آکر ایک حملہ کیا سب کے
ہاتہہ پیر چہوٹ گئے تہوڑی دیر مین بہاگ گئے - بسیکڑون قتل ہوئے ہزارون
دریا مین ڈوب گئے - جو دریا سے پار ہوئے اونکے ہتیار اور گہوڑے اورون نے چہین لئے
- عین الملک زندہ گرفتار ہوا - مگر بادشاہ نے یہہ کہا کہ اوسکی ذات مین کوئی شرارت نہی

یہہ فقط لوگون کے بہکانے سکھانیمین آگیا تہا - اوسکو خلعت دیکر منصب جلیلہ پر سرفراز کیا
جب یہہ بغاوت بالکل مٹ گئی تو بادشاہ بہرائچ مین گیا - یہان سلطان محمود کے سپہ سالار
مسعود شہید کی قبر تہی - اور ان دنون مین وہ ایک زیارت گاہ سمجہی جاتی تہی - یہہ سپہ سالار
۴۲۴ھ مین شہید ہوا تہا - بادشاہ نے اوسکی زیارت کی اور مجاورون کو بہت کچہہ روپیہ دیا
اور خواجہ جہان گوالیر کو بہیجا کہ جو کچہہ سپاہ عین الملک مین بچی کہچی ہو اوسکو بہی نچہوڑے
- اور جو لوگ قحط یا بادشاہ کے خوف سے اودہ اور ظفر آباد مین آبسے ہین اونکو پہر وطن
کو روانہ کرے - اور خود دہلی مین آیا - اور خواجہ جہان بہی ان سب باتون کا انتظام کر کے
دہلی مین چلا آیا - ان دنون حاجی رجب و شیخ الشیوخ مصری بادشاہ پاس آئے اور
خلعت منشور خلیفہ کا ساتہہ لائے - جسکی تعظیم و تکریم نہایت مبالغہ کے ساتہہ کی گئی
- اور مخدوم زادہ بغدادی بہی ان دنون مین یہان آئے - وہ بظاہر خاندان
عباسیہ سے معلوم ہوتے تہے - بالم تک بادشاہ اونکے استقبال کو گیا - اور تعظیم و تکریم
مین اونکی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا - اور بہت روپیہ اور انعام دیا - اسی خلعت
کی تاریخ بدر چاچ نے یہہ لکہی ہے کہ -

شعر

ہم بہ تاریخے کہ ماہ انعقصد شد افزون + زین سفر ماہ محرم سابق شعبان رسید
سات سو بیر ماہ کے عدد یعنے ۷۴۶ ہجری ہوئی اور سابق شعبان رجب کا
مہینہ ہے سو حاجی رجب اس خلعت کو لائے تہے +

دہلی مین بادشاہ کا رہنا اور اوسکی اشغال

اب بادشاہ تین چار برس تک دہلی مین ان اشغال مین مصروف رہا - اول شغل زراعت کی
ترقی کرنے کا اور عمارتون کے تعمیر کرنے کا - زراعت کیواسطے اونسے بہت کچہہ

سوچ بچار کیا۔ اور جو سلوب اوسنے اختراع کئے اگر وہ رعایا کے نزدیک محالات سے
نہ ہوتے تو ضرور کچھہ نتیجہ ہوتا۔ اوسنے چاہا کہ بیس بیس کوس کے مربعون مین زمین تقسیم ہو
اور اوسکا تردد خزانہ شاہی سے ہو۔ زمین غیر مزروعہ مزروعہ ہو اور مزروعہ زمین
کی زراعت کی اور ترقی ہو۔ مگر یہہ روپیہ جن اہلکارون کے سپرد ہوا۔ وہ کم بخت ایسے
طامع اور حریص تھے۔ اور فاقونکے ماری بھوکے بیٹھے تھے۔ کہ اونھون نے اس روپیہ کو خود اڑایا
۔ اور تردد زمین کے واسطے خاک نہ دیا۔ جو کچھہ روپیہ صرف ہوا اوسکا سوان حصہ کیا
ہزاروان حصہ بھی وصول نہ ہوا۔ اگر بادشاہ ٹہٹہ کی مہم سے زندہ پھرتا۔ تو ان اہلکارون
سے خوب حساب سمجھتا۔ اور ایک کو زندہ نچھوڑتا۔ دوسرا شغل یہہ تھا کہ مغلون پر عنایت
بیغایت کرتا۔ اور عطیہا عظمی عطا کرتا۔ جاڑیکے موسم مین تمن کے تمن مغلون کے بادشاہ کے
خدمت مین آتے۔ اور خلعت اور گھوڑے اور لاکھون روپے انعام پاتے۔ تیسرا شغل یہہ تھا
کہ لشکر کو آراستہ کرے۔ اور محصول درآمدنی ملک کو بڑہائے۔ چوتھا شغل یہہ تھا
کہ سیاست کو ایسا بڑہایا کہ سارا ملک سیتا ناس ہلایا۔ اور تمام خلق کا دل اوسسے پھر گیا
۔ ملک کے ملک اوسکے قبضہ سے نکل گئے۔ پانچوان شغل ان سالون کے آخر مین یہہ تھا
کہ مرہٹون کے ملکون اور دیوگڈہ کا خوب بندوبست کرے۔ اوسنے مرہٹونکے ملکون کو
چار شقون یعنے چار صلعون پر تقسیم کیا۔ اور ہر ضلع مین جدا جدا حاکم مقرر کئے۔ اور
اونکو حکم دیا کہ بادشاہ سے جو مخالف الرائے ہو وہ زندہ نہ رہے۔ آخر سال مین قتلغخان کو
مع اہل و عیال دہلی مین بلالیا۔ اور عزیز حمار خیبت احمق کو دہار مین بھیجا۔ اور تمام
مالوہ اوسکے سپرد کیا۔ قتلغخان کے بلالینے سے دیوگڈہ والون کی بڑی دل شکنی ہوئی
۔ وہ اوسکو بادشاہی سیتا کے لئے سپر جانتے تھے۔ اور اوسے نہایت مانوس تھے

اور بڑے چین اور آرام سے رہتے تھے - اوسکے چلے آنے سے اونکا دل ٹوٹ گیا اور ہاتھ پیر چھوٹ گئے اور اجل کے فرشتے دکھائی دینے لگے - غرض اسکا نتیجہ یہہ تھا کہ ہندو مسلمان دونو بادشاہ سے دلونمین بگڑ گئے - اور بعض نے علی الاعلان بغاوت اختیار کی - قتلغخان کی جگہہ اوسکا بھائی مولوی نظام الدین سرورج سے دیوگڈہ مین بھیجا گیا - مگر یہہ مولانا سیدھے سادھے آدمی تھی - ملک کے انتظام کا تجربہ نہ رکھتے تھے - جو روپیہ کہ دیوگڈہ مین جمع تھا اوسکو بھی راہون کا بندوبست کرکے دلی نہ بھیج سکے +

ملک عزیز حمار کا دھارا ور مالوہ جانا اور بغاوت کا ہونا

جب ملک عزیز حمار کمینہ اور رزیل دھار مین بھیجا گیا - اور ملک مالوہ اوسکو تفویض ہوا تو اس کم بخت کو بادشاہ نے یہہ صلاح دی کہ جسقدر دھار مین بناوتین اور شورشین اور فتنے فساد کھڑے ہوتے ہین - اوسکی اصل بانی مبانی امیر صدگان ہوتے ہین - (امیر صدگان مغلون مین اون امیرون کو کہتے ہین جنکے زیر حکم سو سوار ہون) پس جنکو تو شریر و فتنہ انگیز دیکھے اونکے دفعہ کرنے مین کوشش کیجیو - عزیز جب دھار مین آیا - تو اوسنے مشیر کار یہی اپنے تمام رزیل اور ذلیل بہرے - اس کم اصل نے کیا کام کیا کہ سراسی امیر صدگان کو دعوت مین بلاکر لعنت ملامت علی الاعلان کرنی شروع کی کہ تم ہی سارے فتنہ پردازیونکی سبب اور موجب ہوا اور یہہ کہہ سنکر اونکی گردن اوسنے دروازہ کے آگے اوڑا دی - جب یہہ خبر اور امیر صدگان کے کانون تک پہنچی - آگ بگولا ہو گئے - اور یہہ سمجھ گئے کہ ہمارا امیر صدگان ہونا ہی باغی ہونا ہے تو سب نے بالاتفاق علم بغاوت بلند کیا - بادشاہ کو جب اس عزیز کی اس حرکت کی خبر ہوئی تو اوسکو خلعت مرحمت کیا - اور بہت خوش ہوا - ضیاء الدین برنی مصنف تاریخ فیروز شاہی جو سترہ برس تین مہینہ سے بادشاہ کی ملازمت مین تھے لکھتے ہین

نہایت تعجب کرتے ہین کہ مین نے بادشاہ کو ہمیشہ رزیل و رذلیل و بدنسل و رکم اصل کمینون سے نفرت کرتے ہوا دیکھا تہا۔ اور ہمیشہ اونکی برائی منہ سے اوسکے سنتے تہے۔ مگر اب معلوم نہین کہ کیا ہوگیا تہا کہ اوسنے تمام کنجڑے جولاہے اور ایسے ہی کمینے معزز عہدون پر ممتاز کر رکہے تہے۔ یہہ حرکت بہی مخلد اوسکی عجیب حرکتون کے ہے +

گجرات اور دکہن کی بغاوتین

انہین دنون مین کہ یہہ واقعہ وقوع مین آیا مقبل نائب وزیر گجرات خزانہ اور بادشاہ کے خاصے کے لئے گہوڑے گجرات سے لیکر بڑودہ کی راہ سے بادشاہ پاس جاتا تہا۔ کہ اثناء راہ مین بڑودہ کے امیران صدہ نے یہہ سب جنس لئے اور گہوڑے چہین لئے اور جو ناجر اوسکے ہمراہ تہے اونکا اسباب بہی لوٹ لیا۔ غرض یہہ سب لٹ لٹا کر ملک مقبل نہر والہ مین آیا۔ راستے مین ساری جمعیت اوسکی پریشان ہوگئی۔ امیران صدہ کو جو یہہ دولت خرچ کرنے کے لئے اور گہوڑے سواری کے واسطے حاصل ہوئے۔ تو اونکو بڑی تقویت ہوئی۔ اور بغاوت کی آگ بہڑکانی کا اسباب ہاتہ آیا۔ اب وہ سپاہ کو جمع کرکے کہمبات پر چڑہ گئے۔ اور بغاوت کا ایک شور غل ساری گجرات مین مچا دیا۔ اور سب کارخانے تہ و بالا کر دئے۔ اس خبر کے سننے سے بادشاہ بہت غضب مین آیا۔ اور گجرات پر خود چڑہنے کا ارادہ کیا۔ ہرچند ملتفت خان نے معرفت ضیاء الدین برنی کی یہہ پیغام بہجوایا کہ گجرات کی شورش دبانے کیواسطے میرا بہیجنا کافی ہوگا مگر اوسنے کچہہ نہ سنا۔ اور خود گجرات پر چڑہنے کا سامان کیا۔ اور دلی کو ملک فیروز اپنے بہتیجے کو سپرد کیا۔ اور خود ۱۳۴۷ء / ۷۴۸ھ مین یہان سے روانہ ہوا۔ پندرہ کوس چلکر سلطان پور مین مقیم تہا کہ لشکر سب جمع ہوجائے۔ کہ اس اثناء مین عزیز حمار کا عریضہ آیا کہ مین امیران صدہ کے دفع کرنے کے لئے لشکر کو مرتب کرکے

روانہ ہوا ہون۔ اسپر بادشاہ کو یہہ خطرہ ہوا کہ یہہ ناتجربہ کار حمار ضرور اس لڑائی مین مارا جائیگا۔ چنانچہ یہہ خطرہ آنکھون کے سامنے آیا۔ کہ جسوقت عزیز باغیونکے سامنے آیا۔ ہاتھہ پیر اوسکے چھوٹ گئے۔ اور گھوڑے سے نیچے گرا۔ اور امیران صدہ کے ہاتھہ سے بہت بری گت سے مارا گیا۔ اب بادشاہ سلطان پور سے بھی روانہ ہوا۔ راہ مین بلاکر ضیاء الدین برنی سے کہنے لگا کہ لوگ یہہ سمجھتے ہین کہ میرے اس سیاست سے یہہ سارے فتنے برپا ہوتے ہین۔ تو بتا کہ متقدمین نے سیاست کی کتنی قسمین لکھی ہین۔ جب اونہون نے بالتفصیل اقسام سیاست کو بیان کیا۔ تو اوسپر بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ پہلے زمانہ کے لوگ بھولے بھالے سیدھے سادے سچے ہوتے تھے۔ اونکے واسطے یہہ سیاسین کافی تھین۔ مگر اب کے زمانہ مین ایسے شریر اور مفسد و مفتری لوگ ہین کہ اونکے واسطے ان میری سیاستونکا ہونا واجب ہے اب خدا سے یہہ دعا ہے کہ کیا مجھے اس دنیا سے اوٹھالے۔ یا رعایا کی دلون کو فتنہ و شر سے خالی کردے۔ میرے پاس کوئی وزیر ایسا مدبر نہین کہ اس ملک کو سنبھالے۔ اب بادشاہ گجرات کے متصل کوہ آبو پر پہنچا۔ اور وہان سے شیخ معزالدین کو باغیونکی سرکوبی کے واسطے بھیجا۔ دیوی کے نواح مین لڑائی ہوئی۔ اور باغیونکو ہزیمت ہوئی اور سب پراگندہ اور منتشر ہوگئے۔ ملک قبول اور عمادالملک وزیر ممالک کو ہمراہ فوج کے امیران صدہ کے ہمراہ باغیون کے تعاقب مین روانہ کیا۔ عمادالملک نے دریائے نربدا تک باغیون کو بھگایا۔ اور جو امیر صدہ ہاتھہ لگا اوسکو قتل کیا۔ اور اونکے بال بچونکو پکڑ لیا غرض جو زندہ امیر صدہ بچے وہ مانڈو ضابطہ نکلا نہ پاس بھاگ کر گئے۔ اس نے بادشاہ کے لحاظ سے انکو جراب خستہ کردیا۔ نربدا کے کنارہ پر عمادالملک چند مقیم رہا۔ اور بادشاہ کے حکم سے امیران صدہ کو قتل کرتا رہا۔ اور جو باغی ہین سے تلوار سے بچ گئے تھے اطراف

نہایت تعجب کرتے ہین کہ مین نے بادشاہ کو ہمیشہ رذیل و رذلیل و بدنسل و کم اصل کمینون سے نفرت کرتے ہوا دیکھا تہا۔ اور ہمیشہ اونکی برائی منہ سے اوسکے سنتے تہے۔ مگر اب معلوم نہین کہ کیا ہوگیا تہا کہ اوسنے تمام کنجڑے جولاہے اور ایسے ہی کمینے معزز عہدون پر ممتاز کر رکہے تہے۔ یہہ حرکت بہی مغلون اوسکی عجیب حرکتون کے ہے +

گجرات اور دکہن کی بغاوتین

انہین دنون مین کہ یہہ واقعہ وقوع مین آیا مقبل نائب پر گجرات خزانہ اور بادشاہ کے خاصے کے لئے گہوڑے گجرات سے لیکر بڑودہ کی راہ سے بادشاہ پاس جاتا تہا۔ کہ اثناء راہ مین بڑودہ کے امیران صدہ نے یہہ سب خزانے اور گہوڑے جہین لئے اور جو تانجواوسکے ہمراہ تہے اونکا اسباب بہی لوٹ لیا۔ غرض یہہ سب لٹ لٹا کر ملک مقبل نہر والہ مین آیا۔ راستے مین ساری جمعیت اوسکی پریشان ہوگئی۔ امیران صدہ کو جو یہہ دولت خرچ کرنے کے لئے اور گہوڑے سواری کے واسطے حاصل ہوئے۔ تو اونکو بڑی تقویت ہوئی۔ اور بغاوت کی آگ بہڑکانی کا اسباب ہاتہہ آیا۔ اب وہ سپاہ کو جمع کرکے کہمبات پر چڑہ گئے۔ اور بغاوت کا ایک شور غل ساری گجرات مین مچادیا۔ اور سب کاروبار کو تہ و بالا کردیے۔ اس خبر کے سننے سے بادشاہ بہت غضب مین آیا۔ اور گجرات پر خود چڑہنے کا ارادہ کیا۔ ہرچند ملتفت خان نے معرفت ضیاء الدین برنی کی یہہ پیغام بہیجوایا کہ گجرات کی شورش دبانے کیواسطے میرا بہیجنا کافی ہوگا مگر اوسنے کچہہ نہ سنا۔ اور خود گجرات پر چڑہنے کا سامان کیا۔ اور دلی کو ملک فیروز اپنے بہتیجے کو سپرد کیا۔ اور خود ۱۳۴۷ء / ۷۴۸ھ مین یہان سے روانہ ہوا۔ پندرہ کوس چلکر سلطان پور مین مقیم تہا کہ لشکر سب جمع ہوجائے۔ کہ اس اثناء مین عزیز حمار کا عریضہ آیا کہ مین امیران صدہ کے دفع کرنے کے لئے لشکر کو مرتب کرکے

روانہ ہوا ہون - اسپر بادشاہ کو یہہ خطرہ ہوا کہ یہہ ناتجربہ کار حمار ضرور اس لڑائی مین مارا جائیگا - چنانچہ یہہ خطرہ آنکھون کے سامنے آیا - کہ جسوقت عزیز باغیون کے سامنے آیا - ہاتھہ پیر اوسکے چھوٹ گئے - اور گھوڑے سے نیچے گرا - اور امیران صدہ کے ہاتھہ سے بہت بری گت سے مارا گیا - اب بادشاہ سلطان پور سے بھی روانہ ہوا - راہ مین بلاکر ضیاء الدین برنی سے کہنے لگا کہ لوگ یہہ سمجھتے ہین کہ میرے اس سیاست سے یہہ سارے فتنے برپا ہوتے ہین - تو بتا کہ متقدمین نے سیاست کی کتنی قسمین لکھی ہین - جب اونہون نے بالتفصیل اقسام سیاست کو بیان کیا - تو اوسپر بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ پہلے زمانہ کے لوگ بھولے بھالے سیدھے سادھے سچے ہوتے تھے - اونکے واسطے یہہ سیاسین کافی تھین - مگر اب کے زمانہ مین ایسے شریر اور مفسد و مفتری لوگ ہین کہ اونکے واسطے ان میری سیاستونکا ہونا واجب ہے اب خدا سے یہہ دعا ہے کہ کیا مجھے امن دنیا سے اوٹھالے - یا رعایا کے دلون کو فتنہ و شر سے خالی کردے - میرے پاس کوئی وزیر ایسا مدبر نہین کہ اس ملک کو سنبھالے - اب بادشاہ گجرات کے متصل کوہ آبو پر پہنچا - اور وہان سے شیخ معزالدین کو باغیونکی سرکوبی کے واسطے بھیجا - دیوی کے نواح مین لڑائی ہوئی - اور باغیونکو ہزیمت ہوئی اور سب پراگندہ اور منتشر ہوگئے - ملک قبول اور عماد الملک و زیر ممالک کو بہروچ کے امیران صدہ کے ہمراہ باغیون کے تعاقب مین روانہ کیا - عماد الملک نے دریا نربدا تک باغیون کو بھگایا - اور جو امیر صدہ ہاتھہ لگا اوسکو قتل کیا - اور اونکے بال بچونکو پکڑ لیا غرض جو زندہ امیر صدہ بچے وہ مانند یوضابطہ بکلانہ پاس بھاگ کر گئے - اس نے بادشاہ کے لحاظ سے انکو جراب خستہ کردیا - نربدا کے کنارہ پر عماد الملک چند مقیم رہا - اور بادشاہ کے حکم سے امیران صدہ کو قتل کرتا رہا - اور جو باغیون مین سے تلوار سے بچ گئے تھے اطراف

آوارہ اور پریشان ہوگئے - اب بادشاہ بھڑوچ مین چندروز مقیم رہا - اور تمام ملک گجرات اور کنبات - اور بھروچ سے اپنی باقی کارروپیہ بجبر وصول کیا - اور فتنہ پردازون کو اپنے کیفرکردار کو پہنچاتا رہا - اسطرح فتنہ خوابیدہ کو بیدار کرتا رہا - زین الدین رند کو کہ مجدالدین جسکا خطاب تہا - اور پسر رکن الدین تہانیسری کو کہ چہٹا ہوا شریر تہا - دولت آباد مین اس غرض سے بہیجا کہ امیران صدہ مین سے اہل فساد کو گرفتار کرکے سزا دین - مگر پہر اس اپنے حکم سے خود ہی بادشاہ پشیمان ہوا - اور اونسے یہہ چاہا کہ امیران صدہ کو خود بلاکر اپنے سامنے سزا دے - چنانچہ ملک علی حاجدار اور ملک احمد لاچین کے ہاتہہ فرمان عالم الملک برادر قتلغخان کے پاس اس مضمون کا بہیجا کہ جو امیران صدہ معروف اور مشہور ہون اونکو حضور کے پاس بہیجدو - اور اونکے ہمراہ پندرہ سو سوار ہی کرو - عالم الملک نے حسب الحکم شاہی بیجاپور اور گلبرگہ وغیرہ مقامات سے امیران صدہ کو جمع کرکے ان دونون امیرون کے ہمراہ کیا اور پندرہ سو سوار ساتہہ کئے - ان امیرونکو سیاست سلطانی کا نہایت خوف تہا - آپسمین مشورہ کیا کہ بادشاہ کا بلانا سوا اس غرض کے نہین ہے کہ وہ ہم کو مارے - اسلئے کیا ضرور ہے کہ ہم گوسفندون کی طرح اس خونخوار قصاب بیرحم کے ہاتہہ مین جائین اور ہاتہہ پیر بندہوا کر گلے پر چہری پہروائین - بہتر ہے کہ اولٹے پہر چلین اور بغاوت اور مخالفت اختیار کرین - اور جان ہاتہہ پیر ہلا کر دین - غرض یہہ صلاح ومشورہ کرکے کوچ کے وقت ملک احمد لاچین کو تو مار ڈالا - بیجاپور کا ملک علی حاجدار جان بچاکر اولٹے پاؤن بہاگا - اور دولت آباد مین ان امیران صدہ نے اپنا جہنڈا گاڑا - اور عالم الملک کا محاصرہ کیا - اور قلعہ کی شپاکو اونچ نیچ سمجہا کر اپنا ساتہی کرلیا - عالم الملک کو جان سے نہ مارا مگر قید خانہ مین ڈالدیا - باقی کسی عامل کو نہ چہوڑا اور پسر رکن الدین تہانیسر کو بہی قتل کرلیا - اور سارے ملک پر قبضہ

اقطاع مین تقسیم کیا۔ اور ہر ایک اقطاع کے ساتھہ ایک امیر صدہ نامزد ہوا۔ اور سب اطراف کے
امیران صدہ جمع ہوگئے۔ اور جو جو بادشاہی برگشتہ خاطر تہے اونکا سب کا دولت آباد گویا
مرجع بن گیا۔ رعایا بہی انہین کی ساتہی ہوگئی۔ اسمعیل مخ برادر کل افغان وہ بہی امیران
صدہ مین سے تہا۔ اور نہایت مروت مزاج مین رکہتا تہا۔ اور بڑا دانشمند بلند ہمت تہا۔
اوسکو اپنا بادشاہ بنایا۔ اور نصیر الدین اوسکا خطاب دیا۔ جب اس فتنہ عظیم کی خبر بادشاہ کو
بہروچ مین پہنچی۔ تو وہانسے کوچ بر کوچ کرتا ہوا دولت آباد مین آیا۔ امیران صدہ نے
بہی لڑائی کے واسطے صفین باندہ کر استقبال کیا۔ اور بڑی مردانگی اور جوانمردی سے لڑے
مگر آخر کو شکست کہائی۔ پہر آپسمین یہہ صلاح ٹہہرائی۔ کہ اسمعیل مخ تو بہتسا آدمیون کو ہمراہ
لیکر قلعہ دیوگڈہ مین چلا جاے۔ کہ اوسکی حفاظت کیواسطے کافی ہون۔ اور باقی اور امیر اپنے اپنے
اقطاع متعینہ پر چلے جائین اور اسی صلاح کے موافق عمل بہی کیا۔ اسمعیل مخ تو دیوگڈہ کے قلعہ
مین چلا گیا وہان سب یحتاج بافراط موجود تہی۔ اور اور امیر جنمین سے ایک حسن کانگوئی بہی تہا
اپنے اپنے اقطاع کو روانہ ہوے۔ بادشاہ نے خود تو اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور عماد الملک کو
گلبرگہ ان باغیونکے پکڑنے کے لئے بہیجا۔ غرض بادشاہ تین مہینہ سے قلعہ کے تسخیر کے واسطے لڑ رہا تہا
اور یہہ کام ختم نہوا تہا کہ گجرات مین فساد عظیم برپا ہوگیا۔ ملک طغی نے اون امیران صدہ کو
کہ کوہستان مین تہے شریک کرلیا۔ اور نہروالہ مین آکر ملک مظفر کو کہ شیخ مغرالدین حاکم گجرات
کا نائب تہا مار ڈالا۔ اور سب مال شاہی کو قید کرلیا۔ اور کنبایت کو غارت کیا۔ اور قلعہ بہروچ کو
گہیر لیا۔ اس خبر کو سنتے ہی بادشاہ خود گجرات کیطرف دوڑا۔ اور قلعہ دیو گڈہ کے محاصرہ
کا کام اور امیرون کے تفویض کیا۔ جب بادشاہ گجرات کو چلا تو دکہنیون نے تعاقب کیا۔ اور خزانہ
اور ہاتہی بادشاہ کے لشکر سے چہین لئے۔ اور بہت سے آدمیونکا کشت وخون کیا آخر سلطان

بھروچ مین پہنچا - اور دریاے نربدا کے کنارہ پر مقیم ہوا - تو طغی بھروچ سے کنہیات مین چلا گیا
- بادشاہ نے ملک یوسف کو اوسکے تعاقب مین بھیجا - کنہیات کے حوالی مین لڑائی ہوئی حسین
لشکر شاہی کو شکست فاش ہوئی - ملک یوسف کی جان گئی - بھاگی ہوگی فوج بادشاہ پاس
دوڑی آئی - اسپر بادشاہ جھلا کر کنہیات پر چڑھا - تو طغی وہان سے بھاگ اساول مین جسکو اب
احمد آباد کہتے ہین چلا آیا - بادشاہ بھی اسکے پیچھے دوڑا گیا - طغی نہروالہ مین بھاگ آیا - بادشاہ
کو بارش کی کثرت کے سبب سے ایک مہینہ احمد آباد مین رہنا پڑا - اس عرصہ مین خبر آئی کہ طغی اپنی
اپنی جمعیت درست کرکے بادشاہ سے لڑنے کیواسطے احمد آباد آتا ہے - بادشاہ بھی اوسکی
طرف روانہ ہوا - دونو مین لڑائی ہوئی - اور طغی باغی شکست کہاکر بھاگا - اور رخصت
پاکر ملک سندہ مین ٹھٹہ مین چلا گیا - اب بادشاہ گجرات مین آیا - اور نہروالہ مین رہا -
اور خوب انتظام کیا - اب یہہ فساد فرو ہوا - مگر اور گل کھلا - امیران صدہ کا پھر اجتماع ہوا
اور حسن کانگوئی سرگروہ بنا - اور عماد الملک بادشاہ کے داماد کو قتل کرڈالا اور تمام اوسکی
سپاہ پریشان کردی - اور سارے دکن پر قبضہ وتصرف کرلیا - حاکم مالوہ کو اپنا شریک بنالیا
دیوگڈہ کا محاصرہ جو امیر کررہے تھے - اونکو بھی نکال باہر کیا - اور اسمعیل مخ دولتآباد
سے باہر آکر شریک مجمع ہوا - مگر سلطنت سے مستعفی ہوا - سب امیران صدہ نے بالاتفاق
حسن کانگوی کو اپنا بادشاہ بنایا - اور سلطان علاء الدین خطاب دیا - یہہ سب خبرین
سن سن کر بادشاہ متردد ہوا - اور سمجھہ گیا کہ اب سلطنت ہاتھہ سے گئی - اور حسن کانگوی سے
لڑنے کے واسطے دہلی سے لشکر بلایا - جب یہہ لشکر بادشاہ پاس پہنچا تو حسن کانگوی پاس
جمعیت فراوان جمع ہوگئی تہی - اسلئے اس لشکر کو وہان لڑائی پر نہ پہنچا - اور یہہ
ارادہ ہوا کہ گجرات کی مہم سے فراغ کلی حاصل کیجے - اور کرنال جسکو اب جونہ گڈہ کہتے ہین

منحر کیجے - پھر خاطر جمع سے جس کا نکوی سے لڑئے - ان تردد ات مین ایک دن بادشاہ نے ضیاء الدین برنی کو بلایا - اور فرمایا کہ میرا ملک ایسا مریض ہوگیا ہی کہ ایک مرض جاتا ہے دوسرا آتا ہے اگر درد سر گیا بخار چڑھا - اور بخار اوترا تو پیٹ مین سدہ پڑا - کسی عنوان صحت نہین پاتا - تو نے بہت کچھ تاریخین دیکھی ہین بتا کہ متقدمین نے کیا اس مرض کا علاج لکھا ہے - ضیاء الدین برنی نے عرض کیا کہ حضور اس مرض کے نسخے بہت لکھے ہوئے ہین دو امین عرض کرتا ہون - اول یہہ کہ جب بادشاہون نے دیکھا کہ مرض متعدی بغاوت اور انحراف کا رعایا مین پیدا ہوا - تو انہون نے سلطنت سے ہاتھہ اوٹھا لیا - اور اپنی اولاد مین جسکو لائق فائق جانا تخت پر بٹھا دیا - اور اپنی زندگی گوشہ عزلت مین چند حلیسونکے ساتھہ بسر کی - دوسرا نسخہ یہہ ہے کہ عیش و عشرت مین ایسے مست ہوگئے کہ اونکو خبر نہ ہوئی کہ رعایا کس مرض مین مبتلا ہے - امیرون وزیرون نے جو چاہا سو کیا - غرض ان نسخون مین سے اکثر ایک ایک نسخہ رعایا کے مزاج کے موافق پڑا ہے - امراض ملکی مین بادشاہ کے واسطے بڑا مرض مہلک یہہ ہے کہ خاص و عام اوسے برگشتہ ہوجائین - جب ضیاء الدین برنی یہہ کہہ چکا تو بادشاہ نے جواب دیا - اگر ملک کا علاج میری آرزو کے موافق ہوگیا - تو مین دلی کی سلطنت سلطان فیروز شاہ اور ملک کبیر اور احمد ایاز کو حوالہ کرون گا اور خود مکہ معظمہ چلا جاؤنگا - مگر ان دلون مین خلق مجھسے اور مین خلق سے آزردہ ہون مین اوسکے مزاج سے اور وہ میرے مزاج سے آگاہ ہے - اوسکا علاج میرے نزدیک تلوار ہے جس سرکش کو مخالف اپنے مزاج کے دیکھونگا اوسکا سر اوڑا ونگا - اسکے سوا مجھے کوئی دوا یاد نہین - خلقت اپنی بغاوت سے جب تک باز نہ رہے گی - مین سیاست سے ہاتھہ نہ اوٹھاؤن گا +

اب پادشاہ کو دو برس گجرات مین رہنا پڑا۔ اول سال مین لشکر کی آراستگی اور ترتیب مین مصروف رہا۔ دوسرے سال مین کرنال کے تسخیر کا کام رہا۔ یہان سب مفسدون اور رعایا نے اطاعت اختیار کی۔ اور راجہ کچھہ بھی پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اسمین اختلاف ہے کہ حصار کرنال بھی فتح ہوا یا نہین۔ اب پادشاہ کوندل مین کہ کرنال سے پندرہ کوس ہے مریض ہوا اور کوندل مین پادشاہ پہنچا نہ تہا کہ ملک کبیر نے دہلی مین انتقال کیا۔ اور خواجہ جہان اور عماد الملک نائب وزیر الیما لک کے دہلی بھیجا۔ اور مخدوم زادہ اور خداوند زادہ کو دہلی سے کوندل مین بلایا۔ جب پادشاہ کوندل مین آیا۔ تو یہہ لشکر مع اہل و عیال وہان آ پہنچا۔ اور پادشاہ کو آرام بھی ہوگیا۔ دیبال پور اور ملتان اور اچھہ اور سیوستان سے کشتیان ٹھٹھہ کی جانب طلب کین۔ اور کوندل سے روانہ ہوا۔ اور دریا بسندہ سے عبور کیا۔ اور اسوقت التون بہادر بھی پانچ ہزار سوار مغل ہمراہ لیکر امداد کے لئے آپہنچا۔ پادشاہ اس لشکر کو لیکر ٹھٹھہ کی جانب اس ارادہ سے چلا کہ قوم سومرہ کو جنہون نے طغی باغی کو پناہ دی تہی استیصال کرے۔ کہ ایک دن مچھلی کہائی۔ اوس سے بخار نے پھر معاودت کی۔ خدا خدا کرکے ٹھٹھہ مین پہنچا۔ کہ ۲۱ محرم ۹۵۲ھ مطابق ۲۰۔ مارچ ۱۵۴۵ء کو اجل کا حکمنامہ پہنچا۔ حالت نزع مین یہہ اشعار زبان پر تہے۔ **اشعار**

بسیار درین جہان چمیدیم	بسیار نعیم و ناز دیدیم
اسپان بلند بر نشستیم	ترکان گران بہا خریدیم
کردیم بسے نشاط آخر	چون قامت ماہ نو خمیدیم

یہہ پادشاہ ستائیس برس سلطنت کرگیا۔ اور اپنی یہہ یادگار چھوڑ گیا کہ بنی آدم مین ایسے آدمی بھی ہوتے ہین کہ بڑے درجہ کے فضائل اور رزائل جنکی ذات

وہی ایک آدمی ہو کہ اپنے در دولت پر ہر روز غریبون اور محتاجون کو دولت مند کرے
اور وہی آدمی ہو کہ ہر روز بیگناہون کے کشتون کے پشتے اپنے دروازہ پر لگایا کرے

محمد تغلق کے عہد مین مسلمانونکی وسعت سلطنت

طالب علمون کو ہمیشہ اس بات مین غور کرنی چاہئے کہ جسوقت کوئی نیا بادشاہ ہو تو دل مین
سوچین اور نقشہ مین دیکھین کہ اسوقت کسقدر ملک اوسکے تصرف مین تہا۔ اور جب مرا تو کسقدر
ملک چہوڑ مرا۔ اسسے معلوم ہوگا کہ اوسکی سلطنت کا نتیجہ کیا ہوا۔ اس بادشاہ کی آخر سلطنت
مین دریاے سندہ کے مشرقی جانب مین جسقدر مسلمانون کی سلطنت وسیع اور فراخ ہوئی۔ ایسی
کبہی کسی دوسرے بادشاہ کے زمانہ مین نہین ہوئی۔ مگر آخر عہد مین اوسکی عملداری سے جو صوبے
نکل گئے وہ اورنگ زیب کی سلطنت تک پہر قبضہ مین نہ آئی۔ جن صوبون مین بغاوت نہین
ہوئی تہی۔ وہان بہی بادشاہی حکومت کو ایسے صدمے پہنچے۔ کہ مغلون کی سلطنت تک پہر نہ
پنپی۔ اسکے کئی سبب معلوم ہوتے ہین اول ترکون کے عہد مین جو ایک قومی اتحاد بادشاہ کے
نمک حلالی اور دولت خواہی کے صوبہ دارون اور بادشاہون کے درمیان تہا خلجیون
اور ترکونکی عناد فساد سے جاتا رہا۔ دوم سلطنت وسیع ہوگئی تہی مگر فوج بادشاہ کے
قابو مین نہ تہی۔ یہہ سچ ہے کہ بادشاہ جہان جاتا وہان فتح پاتا۔ مگر جہان سے دور فاصلہ
پر ہوتا۔ وہین جہگڑا کہڑا ہوتا۔ سوم رستون اور راہون کا انتظام کچہہ نتہا۔ سارا
ملک بے امن و امان تہا۔ جان و مال کی حفاظت نتہی۔ غرض اس وسعت سلطنت سے
مسلمانون کی حکومت کا حال ایسا گیا کہ جیسا کوئی آدمی بہت موٹا ہو کر ایسا لاچار ہو جائے
ہو جائے کہ کوئی عضو اوسکے قابو مین نہ رہے۔ ایک اور بات اس بادشاہ کی سلطنت
سے سمجہنی چاہیے کہ مشرقی ملکون مین اس بات کا بہت کم خیال ہوتا ہے کہ وہ بدکردار

اور ستم گار ظلم شعار بادشاہون کے پنجے سے رہائی حاصل کرین - نہایت صبر و تحمل سے اسکے ظلمونکو وہ سہا کرتے ہین - اور کان نہین ہلاتے - اگر یہہ عادت وہان نہوتی تو کیون ایک آدمی کے بدنظم اور ظالم ہونے سے ایسی مصیبتین اور نقصان لوگ اوٹھاتے +

ابن بتوتہ نی جو حال اس بادشاہ کی سلطنت کا لکھا ہے

شیخ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد لاوانی عرف ابن بتوتہ طانجی کا رہنے والا اس بادشاہ کے عہد مین آیا تہا - یہہ ممالک ایشیا کا بڑا سیاح ہے اوسنے اپنا سفرنامہ فرقیہ مین جاکر لکھا ہے وہ نہایت دلچسپ ہے جو کچھہ حال اوسنے لکھا ہے وہ بہت درست اور صحیح معلوم ہوتا ہے اسلئے اوسکو کچھہ غرض اور مطلب جھوٹ ملانے سے نہی - جن لوگون سے وہ ملا اور جو کچھہ حال اونسے معلوم ہوا وہ لکھدیا - اصل سفرنامہ عربی زبان مین ہے - وہ فرانسیسی ترجمہ کے ساتھہ فرانس مین مطبع ہوا ہے - سب حال لکھنے کی گنجائش ہمارے اس مختصر کتاب مین کہان ہے - کچھہ تھوڑا سا انتخاب لکھتے ہین - اور کہین کہین پہلے ہی اوسکا حوالہ دیا ہے - اور اس سیاح نے غرہ محرم ۷۳۴ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۳۳۳ء کو دریاے سندہ پر قدم رکہا - اسسے در اسے سلطان محمد تغلق کی سلطنت کا آغاز بتلاتا ہے - وہ لکھتا ہے کہ یہان ڈاک دستم کی چلتی ہے ایک گھوڑیکی ڈاک ہے اوسکا نام الاک ہے - چار چار کوس پر گھوڑونکی چوکیان ہین - دوسری پیدل کی ڈاک ہے ایک ایک کوس کے اندر تین جگہہ قاصدونکی چوکیان ہین - اور ان چوکیون کے پاس گانون ہی آباد ہین - جب یہہ قاصد چلتے ہین تو ایک ہاتہہ مین خط لیتے ہین اور دوسرے ہاتہہ مین ایک چابک گھونگرودار - جسکی آواز سنتے ہی دوسری چوکی کا قاصد تیار ہوتا ہے - اور وہ بڑے زور سے راستے مین بہاگتے ہین - یہہ پیدل کی ڈاک گھوڑیکی ڈاک سے زیادہ تیز رو ہے خراسان کے میوے دلی مین اس ڈاک پر پہنچتے - اور ہندوستان قیدی بہی کہٹولے مین بٹہا کر ان

ان قاصدونکے سپرد بادشاہ پاس بھیجے جاتے ہین +

جب کوئی مسافر کسی غیر ملک سے یہان آتا ہے۔ تو بادشاہ کو خبر اسکی ڈاک پر پہنچائی جاتی۔ اور ملتان سے آگے بغیر حکمنامہ شاہی کے وہ آگے نہین بڑہنے پاتا۔ اور یہین سے اوسکی مہمانی حسب حیثیت بادشاہ کی طرف سے شروع ہوتی ہے جب یہہ غریب الوطن بادشاہ کے روبرو جاتا ہے تو نذر دیتا ہے۔ اور نذر سے زیادہ قیمت کا خلعت پاتا ہے۔ مینے بھی گھوڑے اونٹ غلام اور تحائف بادشاہ کی نذر کے لئے پیش کئے۔ جب مین دلی مین آیا تو بادشاہ وہان موجود نہ تہا۔ مین اور میرے ہمراہی کہ بڑے فاضل و عالم تہے مخدوم جہان والدہ بادشاہ کے دربار مین گئے بیگم نہایت اخلاق و عنایت سے پیش آئی۔ خلعت ہم سبکو عطا کئے۔ مکان فرودگش ہونیکے لئے عطا کیا۔ سوار اسکے دو ہزار دینا حمام کے خرچ کے لئے مرحمت فرمائے۔ اس عرصہ مین میری بیٹی کا انتقال ہوا۔ تو اوسکی خبر خفیہ خفیہ خانگی طور پر ڈاک مین بادشاہ پاس بھیجی۔ اور جب جنازہ باہر نکلا تو اس بات سے نہایت مجھکو تعجب ہوا کہ وزیر سلطنت اوسکے ہمراہ تہا۔ غرض جنازہ میرے ٹہاٹہہ سے اوٹہا۔ خود بادشاہ کی والدہ نے میری بی بی کو تشفی و تسکین کے لئے بلایا۔ اور چلتے وقت زیور اور خلعت مرحمت فرمایا +

اب بادشاہ بہی آگیا۔ جب اوسکی ملازمت کیواسطے مین گیا۔ تو نہایت تعظیم اور تکریم سے پیش آیا۔ اور ہاتہہ پکڑا۔ اور اسیطرح کی امداد اور اعانت کا وعدہ کیا۔ اور پہر عہدہ قضا مجھکو عنایت کیا۔ اور اس عہدہ کے تمام فرائض کا بیان زبان عربی مین کیا۔ مین نے ہندی زبان سے جب ناشناسائی کا عذر پیش کیا تو بادشاہ چین بجبین ہوا۔ اور سمجھا کہ واقعی یہہ بڑی دشواری واقع ہوگی۔ مگر میرے ہمراہیون کو خوش مزاجی کے ساتہہ رفع دفع کیا۔ اور عہدہ قضا دیدیا۔ ایک عربی قصیدہ مینے لکہا جسکا حسن مطلب یہہ تہا کہ قرضہ ادا ہو۔ بادشاہ نے اسپر

پچیس ہزار روپیہ کا سارا میرا قرض ادا کر دیا۔ مگر باوجود ان سب عنایتوں کے میں بادشاہ کے مزاج سے اندیشناک رہتا۔ اور اپنے تئیں موت کے منہ میں سمجھتا۔ آخر کو میرا یہہ اندیشہ پیش آیا۔ ایک درویش شہر سے باہر رہتا تھا۔ بادشاہ کو اوسپر کچھ شبہہ پیدا ہوا۔ اوسکو پکڑوایا۔ اور جو لوگ اوسے ملنے جلنے والے تھے اونکو بھی گرفتار کیا۔ ان ملنے والوں میں میں بھی تھا۔ مجھپر بھی دارالقضا میں چار غلاموں کا پہرہ معین ہوا۔ اور حکم ہوا کہ کہیں مجھکو نظر سے غائب نہ ہونے دیں۔ جب یہہ اس آفت میں مبتلا ہوا تو پہلا ہی دن جمعہ تھا۔ سارے دن میں حسبی اللہ نعم الوکیل تیس ہزار دفعہ پڑھا۔ پانچ دن تک روزہ پر روزہ رکھا۔ اور ہر روز قرآن کا ختم کیا۔ ہر روز روزہ کھولنے پر تھوڑا سا پانی پیتا۔ مگر پانچوین دن کچھہ کھانا کھایا اور پھر چار روزہ پے در پے رکھے۔ جوں توں کر کے رہائی ہوئی۔ ایک موقع پاکر میں نے عہدۂ قضا سے استعفا دیدیا۔ اور عزلت نشین ہو گیا۔ بادشاہ اوسے خفا ہوا اور چین کو ایلچی بنا کر بھیجدیا

دہلی کا حال جو اوسنے لکھا ہی

وہ لکھتا ہے کہ یہہ ایک بڑا شہر ہے اور خوب آباد ہے۔ اوسکے متصل چار شہر پہلو بہ پہلو موجود ہیں۔ اول دہلی یہہ بڑا شہر ہندوؤنکا ہے ۱۱۸۸ھ میں مسلمانوں نے اوسکو فتح کیا۔ دوم شہر ہے اسکو دارالخلافہ کہتے ہیں۔ اوسمیں سلطان علاء الدین اور اوسکا بیٹا قطب الدین مبارک رہتا تھا سوم تغلق آباد ہے اوسکا بنانے والا سلطان غیاث الدین تغلق ہے جسکے بیٹے کے دربار میں وہ موجود تھا۔ چہارم جہان پناہ جسکو اسی سلطان محمد تغلق نے آباد کیا ہے۔ اس بادشاہ کا ارادہ ہوا تھا کہ ان چاروں شہروں کو ملا کر ایک شہر بنا دے۔ اسلئے ایک فصیل کی تعمیر شروع کی مگر صرف کثیر کے سبب سے پوری نہوئی۔ یہہ فصیل اب دیناپن نہیں رکھتی۔ پھر اس شہر کی بربادی اور تباہی کا یون بیان کرتا ہے کہ بادشاہ نے حکم دیا کہ سب گھر بار چھوڑ کر

دولت آباد مین آباد ہون - سپر یہان کے باشندون نے ایک خط بادشاہ کو لکھا - اور خوبصورت کی ٹہنی نکالی اور لفافہ پر خط کے قسم لکھدی کہ سوا بادشاہ کے کوئی اور نہ پڑہے - جب بادشاہ نے اس خط کو پڑہا اور دیکہا کہ رعایا نہایت لعنت ملامت اوسکی اس حرکت پر کرتی ہے - تو اوسنے تمام گہر اور سرامین رعایا سے خرید لین - اور خزانہ سی روپیہ دیدیا - اور کہا کہ اجاکر دولت آباد مین آباد ہو - اسپر رعایا نے اپنے عذر پیش نہ کئے تہے کہ ڈونڈی پٹ گئی کہ تین دن کے اندر کوئی شخص شہر مین رہنے نہ پاوے - بہت سے باشندے روتے پیٹتے اپنے وطن سے رخصت ہوکر چلے - مگر بعض نے وطن کی مفارقت نہ اختیار کی اور وہین کہین کونے کہدرے مین چہپ رہے - بادشاہ کو جب یہہ خبر ہوئی تو اوسنے شہر کی تلاشی کیواسطے غلام بہیجے - ان غلامون کے ہاتہہ ایک اندہا اور دوسرا مفلوج ہاتہہ لگا - مفلوج کو تو منجنیق نے افلاج کی مصیبت سے چہٹایا - اندہے کے لئے حکم ہوا کہ گہسیٹ کر دولت آباد لیجاؤ - وہان اس اندہے کی بہی ایک ٹانگ پہنچ گئی - اس نقل مکانی مین بہت کچہہ اسباب لوگونکا دلی مین رہ گیا یہہ شہر بالکل بے چراغ ہوکر بن بن گیا - تب بادشاہ کو صبر آیا - پہر تہوڑے دنون بعد دلی کے آباد ہونے کا حکم دیا - اور جابجا سے آدمی بلا کر بسائے مگر وہ ایسا وسیع شہر تہا کہ آباد نہ ہوسکا ✣

سلطنت فیروز شاہ
تخت نشینی

ملک فیروز باریک سلطان غیاث الدین تغلق شاہ غازی کے بہائی چچہ سالار رجب کا بیٹا تہا اور مادہ اوسکی رانا مل بہٹی کی بیٹی تہی - ۷۰۹ھ ۱۳۰۹ء مین پیدا ہوا - سات برس کا تہا کہ باپ کا سایہ سر سے اوٹہہ گیا - مگر چچا نے باپ سے بہی زیادہ تربیت اور تعلیم مین کوشش کی - اور

اپنے ساتھہ رکھہ کر تمام سہ ارسلطنت اور رموز حکومت سے اوسکو ماہر کیا۔ اٹھارہ برس کی عمر ہوئی تو اس چچا کا بھی انتقال ہوگیا۔ اب سلطان محمد تغلق چچیرے بھائی اوسکی پردہ خت مین ناز و فراز مصروف ہوا۔ چچا کے دامن تلے تربیت اور تعلیم پا چکا تہا۔ اب اس بہائی کی بدولت زمانہ کا نشیب اور تجربہ حاصل ہوا۔ غرض پوری لیاقت سلطنت کے کامون مین حاصل ہوگئی۔ جسوقت ٹہٹہ مین اس بادشاہ کا بیماری سے برا حال ہوا۔ تو اوسکے علاج اور خدمت اور تیمارداری مین فیروز ایسا مصروف ہوا کہ بادشاہ کی عنایت اور مرحمت اوسکے حال پر وہ چند ہوئی۔ اور وقت رحلت جب قریب آیا۔ تو یہہ وصیت کی کہ میرے بعد فیروز شاہ بادشاہ ہو اور یہہ شعر پڑہا ؎

تو سرسبز باشی بہ شاہنشہی ✣ کہ من کردہ ام سرزبالین تہی

جب محمد تغلق نے اس دنیا سے کوچ کیا تو فوج مین ایک شور اور شغب مچا۔ اور فساد برپا ہوا۔ ملک فیروز اور اور امیر اوسکے دبانے اور مٹانے مین مصروف ہوئے۔ بانی فساد مغل تہے التون بہادر اور اور امیر جو امیر فرغن نے بادشاہ کی اعانت کیواسطے بہیجے تہے۔ اونکو انعام اور خلعت دیکر ملک فیروز نے سمجہایا کہ مصلحت وقت یہی ہے کہ آپ وطن کو تشریف لیجائین۔ مبادا ہمارے تمہارے لشکرون مین مٹ بہیڑ ہوجائے۔ التون بہادر آدمی دانشمند تہا وہ بات سمجہہ گیا اور چلدیا۔ مگر امیر فیروز گرگین امرا سلطنت مین سے تہا اوسنے التون بہادر کو جاکر فہمائش کی کہ تو کسوقت گہر چلا ہی۔ دیکہہ بادشاہ ہند مرگیا۔ کوئی اوسکی جگہہ تخت پر نہین بیٹہا۔ لشکر بے سروسامان اور شتر بے مہار ہے۔ سپاہیانہ کام یہی ہے کہ کل دولٹ چل۔ اور سب خزانہ اور اسباب نقد جنس چہین۔ پہر چین سے اپنے ملک کو جا۔ التون بہی اس بہکانے مین آگیا۔ دوسرے روز اولٹا پہرا۔ اور جلتی لشکر پر کہ غیر مرتب اور کاروان کیطرح جاتا تہا حملہ کیا۔ اور ایک ہل چل ڈالدی اور خزانہ کے اونٹ چہین لئے۔ اور جو ہاتہہ لگا وہ لوٹ لیا

غرض خوب دل کھولکر ہاتھہ صاف کیئے۔ اور ہزارون بچے سپیر کیئے ۔ دو روز تک لشکر مین کہانا پینا سونا حرام کردیا۔ دوسرے روز عالم اور مشایخ اور امیر سب متفق ہوکر ملک فیروز کے گہر گئے۔ اور اوس سے کہنے لگے کہ بادشاہ نے آپکو ولیعہد مقرر کیا۔ سوا آپ کے کوئی اور سلطنت کا لائق بہی نہین ہے۔ پس بہتر ہے کہ سلطنت کے کامون کو معطل نہ کیجئے۔ اور تخت پر رونق افروز ہوجیئے۔ اسپر ملک فیروز نے فرمایا کہ میرا ارادہ حج کا ہے۔ مجہے معاف کیجیئے اور اس بار سلطنت کو میرے سر پر نہ رکہیئے۔ مگر لوگون نے یہہ عذر اوسکا نہ مانا۔ لوتوہ ناچار اوٹہا اور وضو کیا۔ اور خدا کی جناب مین گڑگڑا کر اور رو رو کر یہہ دعا مانگی کہ اے خدا تیری بغیر اعانت کے کوئی کام انسان کا پورا نہین ہوسکتا۔ سلطنت کا مدار تیری حمایت پر موقوف ہے۔ مین اس بار سلطنت کو تیری ہی بہروسہ پر سر پر اوٹہاتا ہون۔ غرض ۲۲ محرم ۷۵۲ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۳۵۱ء کو تاتارخان نے تاج شاہی سر پر رکہا۔ مگر لباس شاہی اوسی اپنے ماتمی لباس پر پہنا۔ جب امیرون نے کہا کہ اس ماتمی کپڑونکو دور کیجئے۔ تو اوسنے یہہ کہا کہ یہہ مجہسے نہ ہوسکے گا۔ یہہ اوس شخص کے ماتم کا لباس ہے جو میرا باپ میرا اوستاد میرا مربی میرا آقا میرا مالک تہا۔ اول ہی روز جلوس ہوا تہا کہ اوسنے ٹہٹہ کے مفسدون اور مغلون سے تین ہزار قیدی مول لیکر آزاد کیئے۔ پہر لشکر مرتب اور باساز وسامان کرکے سفر شروع کیا۔ پہر مغلون نے جدہر سے حملہ کیا ایسی شکست کہائی کہ پہر منہ نہ کیا کہ اوس طرف منہ کرتے۔ جب یہہ حال التون بہادر اور امیر نوروز گرگین نے دیکہا کہ اب دال نہین گلتی۔ اولٹے اپنے گہرونکو چلدیئے۔ اور طغی باغی کے اغوا سے جو فتنہ وفساد ٹہٹہ کے مفسد برپا کررہے تہے وہ بہی فرو ہوگیا۔ غرض اس ڈہنگ سے بہی کوئی اور مگ سلطنت پر ابتک بادشاہ دلی مین نہین بیٹہا۔ جب بادشاہ بدلتا ہے تو ارکان

سلطنت مین یہی بڑا تغیر ہوتا ہے - پرانی جڑین اپنی جگہہ سے اوکھیڑی جاتی ہین اور وہان نئی شاخین لگائی جاتی ہین - مگر اس بادشاہ کی تخت نشینی پر یہہ انقلاب بھی نہین ہوا - اور سب سے زیادہ تعجب کی بات یہہ ہے کہ یہہ پہلی دفعہ تہی کہ ہندوستانی امیرون نے متفق ہوکر اپنا اسکو بادشاہ بنایا -

بادشاہ کا سفر ٹہٹہ سے دہلی تک

غرض بادشاہ نے طغی باغی کی سرکوبی کے واسطے تہوڑی فوج سندہ مین چہوڑی - اور آپ اٹک کے کنارہ کنارہ مقام اچہہ مین آیا - یہان اوسکو خبر ملی کہ خواجہ جہان عماد الملک وزیر کو اسّی برس کی عمر مین یہہ خطا ہوئی کہ ایک چہہ برس کے لڑکے کو تخت پر بٹہایا - اور غیاث الدین محمد اوسکا لقب کہا - اور سلطان محمد تغلق کا بیٹا اوسکو مشہور کیا - اور اسکو اوسکی اطاعت کے واسطے تنگ کیا - بادشاہ نے سنکر جانا کہ وزیر کی یہہ حرکت حماقت اور سفاہت کے پیرانہ سالی کے سبب سے سرزد ہوئی ہے - سیف الدین شحنہ کو اوس پاس بہیجا اور کلمات نصیحت اور عفو قصور کے کہلا بہیجے - جب بادشاہ ہانسی آہستہ آہستہ چلکر پہنچا تو خواجہ جہان وزیر نے بہی بادشاہ پاس پیغام بہیجا کہ محمد تغلق کا بیٹا ابہی موجود ہے آپ کیواسطے بہتر ہوگا کہ اوسکی اطاعت قبول کیجے - اور نیابت کا کام لیجے - اس پیغام پہنچنے پر سلطان فیروز نے سب ارباب مشورہ کو جمع کیا اور کہا کہ تم سب صاحب بادشاہ کے مصاحب ہمیشہ رہے ہو - اگر تمکو معلوم ہو کہ بادشاہ کے بیٹا تہا - تو ہم سب چل کر اوسکو تخت پر بٹہائین - اور اوسکی اطاعت مین سر جہکائین - اسپر مولانا کمال الدین صاحب نے فرمایا کہ جسنے اول سلطنت کا کام شروع کیا وہی اولے ہے - اس گول مول فقرہ سے یہہ تحقیق نہوا کہ واقعی بادشاہ کا بیٹا وہ لڑکا تہا یا نہتا - اس عرصہ مین جتنا

سلطان فیروز شاہ دلی کے قریب آ تا گیا اوتنے امیر دلی سے بھاگ بھاگ بادشاہ پاس چلے گئے۔ ملک مقبول بھی بادشاہ پاس چہپا کر چلا گیا۔ جب خواجہ جہان نے بات بگڑتی ہوئی دیکھی خود بادشاہ کے سامنے سر برہنہ دستار گلی مین اور تلوار پس پشت ڈالی ہوئے حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اوسکی تقصیر معاف کی اور وزیر بنانیکا ارادہ کیا مگر اور امیر اوسکے مانع آئے اسلئے اوسکو سمانہ مین جاگیر دیکر رخصت کیا۔ اب ملک طغی کی کشتہ ہونیکی خبر بادشاہ پاس آگئی۔ ان تمام جھگڑون کے بعد ۱۳۵۱ھ ۱۳۵۲ھ مین دلی مین پہنچا۔ تخت پادشاہی پر قدم رکھا دلی مین آج کے دن خوشی کے مارے گھر گھر عید تہی۔ اسوقت سلاطین غور کی اولاد خداوندزادے اور خاندان عباسیہ کی اولاد مخدوم زادے کہلاتے تہے۔ بادشاہ ان دونون خاندانون کی نہایت تعظیم و تکریم کرتا تہا۔ اونمین سے اکثر لوگون کو بڑے بڑے عہدے عنایت کئے اور ملک مقبول کو کہ خواجہ جہان وزیر کا نائب تہا۔ خان جہان کا خطاب دیکر وزیر مقرر کیا ملک مقبول اصل مین شریف قوم کا ہندو تہا۔ اور اوسکا نام کٹو تہا۔ تلنگانہ مین رہتا تہا۔ راجہ تلنگانہ کے ساتھہ دلی کو آتا تہا۔ راجہ جب اوسمین مر گیا تو اوسنے اپنی تئین سلطان محمد تغلق کو نذر کیا۔ اور اسلام قبول کیا اسلئے سلطان نے اوسکا نام مقبول کہا۔ پھر درجہ بدرجہ منصبون پر چڑہتا گیا۔ اور قوام الملک کا خطاب ہوا۔ جب سلطان مرا تو نائب وزیر ہوا۔ اور اس بادشاہ نے اوسے وزیر مقرر کیا۔ اور بیس برس وزارت کا کام کیا۔ جب وہ مرا تو اوسکے بیٹے جوناشہ کو خان جہان کا خطاب دیکر وزیر مقرر کیا۔ ٹہٹہ مین تاج شاہی کو سر پر رکہہ کر قیدیون کو مول لیکر رہا کیا تہا۔ اب دلی کے تخت پر قدم رکہہ کر یہہ پہلا کام کیا کہ سلطان محمد تغلق کے عہد مین جو روپیہ رعایا کو زراعت کے واسطے تقاوی مین بہت کچہہ دیا گیا تہا۔ اور خواجہ جہان وزیر نے بھی رعایا کو جواہرات اور روپیہ اس نظر سے دیدیا تہا کہ وہ اوسکے

پادشاہ خورد سال کے طرفدار ہون - اور اس تمام لین دین کا حساب کتاب دفتر شاہی مین لکھا ہوا تہا - اور رعایا کو اوسکے مطالبہ کا خوف لگا ہوا تہا - اس نیک کردار پادشاہ نے اس تمام روپیہ کو معاف کردیا - اور رعایا کو اطمینان کے لئے اس دفتر کو اونکے آنکھونکے سامنے بازار مین جلوادیا - کہ آئندہ بہی کوئی اوسکا مطالبہ کرسکے غرض اور پادشاہ تو سیاست اور کشت وخون سے رعایا کو ڈراکر محکوم اور قابو مین کرتے تہے - مگر یہہ پادشاہ تالیف قلوب سے رعیت کو اپنا عاشق بناتا تہا +

بنگال کی پہلی مہم

جب تخت نشینی پر تین برس گذر چکی تو ۱۳۵۳ھ ۷۵۴ھ مین خان جہان کو سب اختیار دلی مین دیکر خود بنگال کو روانہ ہوا - یہان حاجی الیاس نے فساد مچا رکہا تہا - اپنا نام شمس الدین شاہ رکہا - اور بنارس تک ملک پر قبضہ کرلیا - اوسکی اقامت کا مقام پنڈوا جو مالدہ کے پاس ہے) تہا - جب پادشاہ یہان آیا تو وہ اکدالہ مین چلا گیا - پادشاہ نے یہان کسی کو کچہہ تکلیف ندی اور خود اکدالہ کیطرف روانہ ہوا - اور بڑی بڑی لڑائیان ہونی شروع ہوئین یہہ لڑائی ہنوز ختم نہ ہونے پائی تہی کہ برسات کا موسم سر پر آیا - ارباب مشورہ پادشاہ پاس جمع ہوئے - اور بعد بہت سی بحث وتکرار کے یہہ امر قرار پایا کہ شمس الدین نے اکدالہ مین پناہ لی ہے اور وہ جانتا ہی کہ مجہے لڑنے کی ضرورت نہین یہہ جگہہ ایسی قلب تہی کہ برسات کا پانی اور مچہر پسو اور حشرات الارض پادشاہ کو اولٹا بہگا دینگے - پس مناسب ہے کہ کچہہ مراجعت کرکے دیکہین کہ وہ کیا کرتا ہے - اس مشورہ کے موافق سات کوس پادشاہ دلی کی طرف اولٹا چلا - اور مصنوعی قلندر دن کی معرفت شمس الدین کے کانون تک یہہ بات پہنچائی گئی کہ پادشاہ دلی کو اولٹا بہاگتا ہے - یہہ سنتی ہی وہ اکدالہ سے نکل کہڑا ہوا - اور پادشاہ سے خوب لڑا

مگر آخر شکست ہوئی - اور بڑی مشکل سے بھاگ کر قلعہ اکدالہ مین گھسا - اور اسکا دروازہ بند کرنا نصیب نہوا - تمام فوج منتشر ہوگئی - ہاتھی اور بہت سی غنیمت بادشاہ کو ہاتھ لگی اور شہر اکدالا پر قبضہ ہوگیا - جب اس شہر مین بادشاہ داخل ہوا - تو کوٹھون پر مغرر گھرانے کی عورتون کا ہجوم تہا - اونکا سر ننگا تہا اور آہ و نالہ زبان پر تہا - اس حال کو دیکھکر بادشاہ کو رحم آیا - اور اپنے امیرون سے کہنے لگا کہ مین نے بہت مسلمانون کا خون کیا - اب اگر قلعہ لیتا ہون تو اور مسلمانونکا خون کرتا ہون اور عورتون کی عزت کھوتا ہون - ان حرکتون سے خدا کے روبرو کیا منہ دکہاؤنگا - مجہہ مین اور مغلون مین کیا فرق ہوگا - اسلئے بہتر ہے کہ اب لڑائی بند کردون اور گہر چلون - ملک ہانسی کو لگ گیا ہے خطبہ میرے نام کا جاری ہوگیا ہے اسپر ہرچند امیرون نے اصرار کیا کہ اس ملک کو ضبط کیجئے - مگر بادشاہ نے کچہہ نہ سنا - اس اثنا مین صلح کی بہی کچہہ صورت ہوگئی تہی - اونسے لکہنوتی کے قیدیون کو چہوڑ دیا - اور دلی کو چلا آیا - ۱۳۵۶ء / ۷۵۷ھ مین شمس الدین شاہ کے ایلچی بہت سے تحفہ تحائف بادشاہ پاس لائے - اور صلح کی درخواست کی - بادشاہ صلح پر راضی ہوگیا - اور ایلچیون کو نہایت عزت کے ساتہہ رخصت کیا اسی سنہ مین خلیفہ عباسی نے بادشاہان بہمنیہ دکن کی سفارش مین خط لکہا - غرض اس تاریخ سے بنگالہ اور دکن سلاطین دہلی کے تصرف سے نکل کر خود مختار ہوگیا - مگر دہلی کا بادشاہ برائے نام اپنی بزرگی جتلانے کیواسطے وہان کے حاکمون سے سالیانہ نذرانہ اور پیشکش لیتا رہا

بنگالہ کی دوسری مہم

سنارگانون مین ملک فخرالدین حاکم تہا - ظفرخان اوسکا داماد تہا - جب بادشاہ نے بنگالہ سے دلی کی طرف مراجعت کی شمس الدین شاہ کشتیون مین بیٹہہ سنارگانون پر چڑہہ گیا اور ملک فخرالدین کو مار ڈالا - اور خود اس ملک کا مالک بن بیٹہا - ظفرخان بادشاہ پاس دوڑا آیا

اور اپنی فریاد لایا۔ پادشاہ نے اوسکی خاطر سے سامان جنگ مہیا ہونیکا حکم دیا۔ جب اس تیاری کی خبر حاکم بنگالہ کو پہنچی تو وہ اکدالا مین سے سنارگانون مین چلا آیا۔ وہ بیچ مین بنگالہ کے تہا۔ یہان کی رعایا نے بہی اوسکے ہاتہہ سی تنگ ہوکر پادشاہ پاس فریاد کی عرضیان بہیجنی شروع کین۔ پادشاہ نے خان جہان کو دہلی مین نائب بنا مقرر کیا۔ اور خود لکہنوتی ۱۳۵۹ھ مین روانہ ہوا۔ جب پادشاہ بنگالہ مین آیا۔ تو شمس الدین مرچکا تہا اور سکندر خان اوسکا بیٹا جانشین ہوچکا تہا۔ اب وہ پادشاہ سی ڈرکر سنارگانون سے اکدالا مین چلا گیا۔ پادشاہ نے وہان جاکر لڑائی شروع کی۔ سکندر خان لڑتے لڑتے بہت تہک گیا۔ تو اوسنے ایک معقول ایلچی کے ہاتہہ پیغام صلح بہیجا۔ پادشاہ نے اوسے منظور کرلیا۔ لڑائی کا جو اصل سبب تہا کہ ظفر خان کو سنارگانو ملجائے۔ یہہ شرط بہی سکندر خان نے منظور کرلی۔ غرض دونون مین صلح ہوگئی۔ اور سکندر خان جب تک جیتا رہا۔ پادشاہ پاس چالیس ہاتہی نذر مین بہیجتا رہا۔ ظفر خان نے سنارگانون کی حکومت سے پادشاہ کی صحبت و رعیت پسند کی۔ غرض جم دلی نے دونو دفعہ اس مہم سے پادشاہ کو فائدہ کثیر نہ اوٹہانے دیا۔ اب پادشاہ دلی کی طرف روانہ ہوا۔ جاج نگر اور بنارس مین کچہہ دنون ٹہرا۔ اور سب پرانے جاؤن اور راناؤن اور مقدمون کو مطیع کرتا رہا۔ جب دلی مین پہنچا تو شہر مین پادشاہ کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی +

نگرکوٹ اور ٹہٹہ کی مہم

جب لکہنوتی سے پادشاہ پہر کر دلی مین آیا۔ تو فوج لیکر نگرکوٹ کو روانہ ہوا۔ دامن کوہ مین جب پہنچا۔ تو برف اوسکے واسطے وہان آئی۔ اسپر سلطان تغلق کی یہہ بات اوسکو یاد آئی کہ اسی مقام پر اوسکے واسطے برف کا شربت آیا تہا۔ مگر مین اوسوقت نہ تہا۔

اسلئے اوسکو بادشاہ نے نہ پیا - یہہ بات یاد کرکے شہرت کی سبیل سلطان محمد تغلق کے نام پر لگوادی - اب نگرکوٹ کی راجہ سے لڑائی ہوئی - اور آخر کو راجہ مطیع ہوا - اور مورد عنایت شاہی ہوا - اور نگرکوٹ کا نام محمد آباد سلطان محمد تغلق کے نام پر رکھا گیا - جب بادشاہ نگرکوٹ سے فارغ ہوا تو اوس نے ملک سندھ کے فتح کرنے کا ارادہ کیا - اوسکو درست ہے اس ملک کے مطیع کرنیکا خیال تہا - وہ حالت نزع سلطان محمد تغلق کی اور وہ آرزو صحت کی خاص اس مطلب کے لئے اوسے یاد تہی - غرض یہہ کانٹا اوسکے پہلو مین کہٹکتا تہا - اوسکے نکالنے کی تدبیر کرنے لگا - اور نگرکوٹ سے آگے چلکر ٹہٹہ پر پہنچا - یہان اسوقت حاکم جام بانی تہا - اوسنے لڑنیکی تیاری کی - اور قلعہ کو مستحکم کیا - اور خوب بادشاہ سے لڑا - برسات اور گرانی غلہ نے بادشاہ کی فوج کا ناک مین دم کیا - اور اس سبب سے بادشاہ گجرات کو چلا - دشمنون نے تعاقب کیا - مگر شکست کہائی - راہون کے مصیبت اور غلہ کی گرانی نے بادشاہی سپاہ کو بدرجہ غایت تکلیف پہنچائی - اور بڑی مشکل سے خدا خدا کرکے بادشاہ گجرات مین پہونچا - چہہ مہینہ سے نہ بادشاہ کی نہ سپاہ کی کچہہ خبر دلی مین پہونچی تہی - اسلئے اندیشہ تہا کہ وہان کچہہ فساد نہ کہڑا ہوجائے - مگر خان جہان کا انتظام ایسا تہا کہ کوئی کان نہ ہلاتا تہا - جب اس قحط اور راہون کی تکالیف کی خبر دلی مین پہونچی - تو گہبرا گیا تہا - دلی سے بہت سامان خان جہان نے بہیجا - اب برسات ختم ہوئی - بادشاہ نے ظفر خان کو گجرات مین حاکم مقرر کیا - اور خود ٹہٹہ کی طرف روانہ ہوا - مگر فوج پہلے مصیبت دیکہہ چکی تہی - اسلئے اوسنے بہاگنا شروع کیا - اور گہر کا راستہ لیا - جب بادشاہ کو یہہ خبر ہوئی تو اوسنے ایک وعظ اونکو سنایا - اور خدا اور رسول کا حکم بتلایا - اور جو سپاہی بہاگے اونکا تدارک خسروی یعنے قتل و جلاوطنی اور قید نکیا - بلکہ تدارک معنوی کیا یعنے

نصیحت اور پند سے سمجھایا۔ جب کوئی بہاگتا تو دو تین روز تک برسر بازار ملامت کیا جاتا۔
مگر اوسکی تنخواہ اور جاگیر کو ہاتھہ نہ لگایا جاتا۔ پادشاہ نے تالیف قلوب سے سپاہ کو تازہ دم
کر لیا۔ ٹھٹھہ مین پہونچ گیا۔ یہان رعیت اپنی زراعت مین مصروف تہی۔ پادشاہ کی
مراجعت کا خیال ہی نہ تہا۔ وہ یہہ گیت گاگا کر مست ہو رہی تہی۔ کہ سلطان محمد تغلق
ہمارے پیچھے پڑا خدا نے اوسکو غارت کیا۔ سلطان فیروز شاہ ہمارے سامنے آیا اوسکو
اللہ نے پیچھے بہگایا۔ پس جب معلوم ہوا کہ سلطان فیروز آپہونچا۔ تو اونہون نے
اپنی ساری زراعت کو غارت کیا۔ اور دریا کے اوس پار جاکر مٹی کے قلعون مین پناہ لی
۔ جب پادشاہ نے دیکہا کہ فصل بیع بالکل تباہ کر دی۔ تو اوسنے اور دہات سے غلہ
خرید کر کے سامان رسد درست کر لیا۔ اور اس اثناء مین چار ہزار کے قریب سندہی
پادشاہ کی قید مین آئے۔ یہہ اسی پادشاہ کا کام تہا کہ انہین سندہیون کو جنہون نے
پادشاہ کی فوج کو بہوکا مارنے کے لئے زراعت کو تباہ کیا قید مین خوب پیٹ بہر کے
قحط سالی مین روٹی دی۔ یہہ رحم دلی قابل یاد رکہنے کے ہے۔ دریا سندہ کے کنارہ
وار پار لشکر دونو پڑے تہے۔ اور کبہی کبہی چہاپہ ہو جاتی تہی۔ اب پادشاہ نے پل
بنا کر دریا کو عبور کیا۔ اور عماد الملک اور ظفر خان سے دشمنون کا سخت مقابلہ ہوا جب
پادشاہ نے دیکہا کہ دونو طرف سے ہزارون مسلمان ضائع ہوتے ہین۔ تو اوسنے ایک آدمی
بہیجکر اپنی سپاہ کو ہٹا لیا۔ اور عماد الملک کو دہلی امداد کے واسطے بہیجا۔ جب یہہ کمک
دہلی سے آئی تو سندہیون کے دل چہوٹ گئے۔ اور سوار اسکے اونکے ہان قحط سخت پڑا
اور اس سبب سے اونکی قوت ضعیف ہوگئی۔ جو قحط کے ہاتہہ سے آفتین اور مصیبتین پادشاہ
کی سپاہ نے اوٹہائی تہین اب سندہیون کو اوٹہانی پڑین۔ خود اون کی زراعت کا

غارت کرنا اونہین کے حق مین زہر ہوا۔ چاہ کن را چاہ در پیش۔ غرض جب یون عاجز ہوئے
۔ تو صلح کے پیغام بھیجے۔ پادشاہ نے صلح کو منظور کرلیا۔ اور جام بانی پادشاہ کے
روبرو اس صورت سے آیا کہ گلے مین آگے دستار اور پیچھے ننگی تلوار اور سر ننگا۔ اور
فیروز شاہ سے عرض کی کہ مین تیرا غلام اور تو میرا پادشاہ ہے۔ پادشاہ اس راجہ اور
اوسکے ہمراہیون کو ہمراہ لیکر دہلی آیا۔ اور پہراونکو ٹھٹہ ہی مین اپنے کامون پر
بحال کر دیا۔ اس تمام لڑائی کا خلاصہ یہہ ہے کہ گو پادشاہ کو اس کام مین کامل کامیابی
نصیب نہوئی۔ مگر جام بانی کی اس اطاعت سے ناکامی کا رنج والم اور تاسف کم ہوگیا
غرض جو کچھہ اس مہم مین ہوا وہ ابتک کسی اور پادشاہ کے عہد مین بھی نہین ہوا تہا اسلئے
سب سے بڑا کام فیروز شاہ کا لڑائی کے باب مین یہی گنا جاتا ہے +

حاکم گجرات کی بغاوت اور چھوٹے چھوٹے جھگڑے

سنہ ۷۷۴ھ ۱۳۷۲ء مین ظفر خان حاکم گجرات نے وفات پائی۔ اوسکا بیٹا دریا خان اوسکا جانشین ہوا
۔ اور پادشاہ کے ہان سے ظفر خان کا اوسکو بھی خطاب ملا۔ سنہ ۷۷۵ھ ۱۳۷۳ء مین خواجہ شمس الدین
دمغانی نے عرض کی کہ عمال گجرات قرار واقعی اوس ملک کا محاصل خزانہ شاہی مین
نہین داخل کرتے۔ مین جمع گجرات پر اضافہ کرکے درخواست دیتا ہون۔ شمس الدین
ابو رجا نائب ظفر خان کو لکہا گیا کہ اس اضافہ جمع کو قبول کرتا ہے یا نہین۔ اوسنے
قبول نکیا۔ خواجہ شمس الدین دمغانی گجرات کو روانہ ہوا۔ مگر اس جمع کو ادا نہ کرسکا
تو باغی ہوگیا۔ مگر اوسکا سر کاٹ کر دہلی مین عمال نے پادشاہ پاس بھیجدیا۔ یہی ایک
حاکم ۔ پادشاہ سے باغی ہوا ورنہ ——— کوئی اور حکام مین سے
پادشاہ سے برگشتہ نہوا +

پرگنہ اٹاوہ مین زمینداروں نے بغاوت اختیار کی بادشاہ نے خود جاکر اوسکو مٹا دیا۔ کٹہیر کے مقدم کہڑکو نے بدایون کے حاکم سید محمد کو بھائیون سمیت مار ڈالا۔ بادشاہ کو اسپر بہت غصہ آیا۔ اور ۷۸۲ھ مین وہان گیا۔ اور سرکشون کو قتل کیا۔ گہڑکو بھاگکر کوہ کمایون مین چلا گیا۔ سنبہل مین ملک داود افغان کو حاکم مقرر کیا۔ اور حکم دیا کہ کٹہیر کے سرکشونکا ہمیشہ سر کچلتا رہے۔ اور ۷۸۵ھ مین بسولی مین ایک قلعہ بنایا۔ اور اوسکا نام فیروز پور رکہا۔ مگر لوگون نے اوسکا نام آخرین پور رکہا۔ یہہ اتفاق کی بات ہی کہ لوگون کا کہنا پورا ہوا کہ اوسکو کوئی قلعہ بنانا پھر نصیب نہ ہوا۔

بادشاہ کی ضعیفی کے باتین

بڑا بیٹا بادشاہ کا فتح خان تہا۔ جب بادشاہ لکھنوتی کو گیا تہا۔ تو اس نے اس شاہزادہ کے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اور سکہ مین اپنے نام کے ساتہہ اوسکا نام بہی جاری کرایا۔ اور ایک جدا اوسکا دربار مقرر کیا۔ یہہ شاہزادہ بڑا عقلمند اور ہوشیار تہا۔ اوسکے لڑکپن کی یہہ حکایت مشہور ہے۔ کہ کتب سے چٹی لیکر اپنے محل کو جاتا رہتا کہ راہ مین ایک بڑہیا نے گہوڑے کی لگام پکڑلی اور یہہ فریاد کی کہ میرا خاوند اور بیٹا کچہہ اسباب خرید کر کے تیرے لشکر مین بیچنے کیواسطے لاتے تہے۔ راہ مین چوروں نے اون کو لوٹ لیا۔ اور جب لشکر مین آئی تو جاسوس سمجہہ کر تیرے لشکر کے آدمیونے پکڑلیا ہے اور قید مین ڈالدیا ہے۔ شاہزادہ کو رحم آیا۔ اور دھوپ مین کہڑے رہ کر اور گواہ سنکر اور تحقیقات مقدمہ کی کر کے بڑہیا کو لمپ پاس لے گیا۔ اور انصاف کرایا۔ اور صبح کا کہانا شام کو کہایا۔ مگر افسوس ہے کہ اوسکی عمر نے وفا نہ کی۔ ۷۹۵ھ مین بستر مرگ پر آرام کیا۔ دوسرا بیٹا محمد خان تہا وہ ایسا تہا کہ جیسا بڑا بیٹا تہا۔ یہہ صدمہ

بادشاہ کو پیرانہ سالی مین ایسا پہنچا کہ کمر ٹوٹ گئی۔ اور سلطنت کے کامون مین التفات کم ہوا۔ غرض ۷۸۵ھ تک تو بادشاہ چھوٹے موٹے کامون مین دل سے مصروف رہا۔ اب سن اسی برس کا پہنچا۔ ضعیفی اور پیری کا زور ہوا۔ کاروبار سلطنت سے دل سرد ہوا۔ سب کام کاج وزیر خان جہان کے سپرد ہوا۔ جو کچھ وزیر کہتا بادشاہ وہی کرتا۔ جب بادشاہ کی یہہ نوبت پہنچی۔ تو وزیر کو اپنے اختیار کا مزا پڑا۔ حکم اور حکومت کی چاٹ لگی۔ اب نیت کچھہ اور سے اور ہوئی ۷۸۹ھ مین بادشاہ سے اس وزیر نے عرض کیا کہ شہزادہ محمد خان کا کچھہ ارادہ ہے وہ ظفر خان اور سرداروں کے ساتھہ سازش کر رہا ہے۔ اور خود بادشاہ بننے کا ارادہ ہے بادشاہ کی عقل مین خلل آ ہی گیا تہا۔ کچھہ اس بات کے یقین کرنے مین تامل نہوا۔ اوسیوقت شہزادہ محمد خان اور ظفر خان کے قید کرنے کا حکم صادر کیا۔ ظفر خان کو تو خان جہان نے بلا کر اپنے گہر مین مقید کیا۔ شاہزادہ کی گرفتاری کا فکر ہوا۔ جب یہہ خبر شاہزادہ کو لگی اوسنے گہر کا دروازہ بند کیا۔ اور خوب حفاظت کر کے ہو بیٹہا۔ ہر چند خان جہان اوسکو دربار مین بلاتا۔ وہ آلے بالے بتا یونہین ٹالتا۔ اور دربار مین نہ آتا۔ ایک دن ہتیار لگا اونچی بن محافہ مین بیٹہہ سب طرف سے پردہ لگا اور یہہ بہانہ بنا کہ شاہزادہ کی حرم بادشاہ پاس جاتی ہے۔ زنانہ محل مین وہ جا پہنچا۔ محل کی عورتون نے یہہ تماشا دیکہہ غل مچایا کہ وہ بادشاہ کو مارنے کو آیا۔ مگر یہہ شاہزادہ سیدہا باپ پاس گیا۔ اور سر قدمون پر گرا اور کہنے لگا کہ خان جہان نے حضور سے عرض کیا ہے کہ میرا ارادہ حضور کے قتل کا ہے۔ بہلا کوئی بیٹا باپ کے مارنے کا قصد کرتا ہے۔ اور جو کم بخت کرتا ہے وہ جوانمرگ مرتا ہے خان جہان کا ارادہ ہے کہ میرا کام تمام کرے۔ اور خود بادشاہ بنے۔ اگر میری نیت مین کچھہ فتور اور خلل ہوتا تو اس وقت سے زیادہ کوئی اور وقت مجھکو مل سکتا۔ بادشاہ کو

یہہ بات اوسکی معقول معلوم ہوئی - اوسکو گلے لگا لیا - اور حکم دیدیا کہ خان جہان کو جا کر مار ڈال
اور ظفر خان کو چھٹا لے محمد خان نے باپ کا یہہ حکم حاصل کیا - اور دس بارہ ہزار غلامون کو ساتھ
لیا - اور خان جہان پر چڑھ گیا - خان جہان نے یہہ حال دیکھہ ظفر خان کو تو پہلے ہی اس دنیا سے
رہائی دی اور خود تھوڑے آدمیون کو ہمراہ لے لڑنیکو نکلا - مگر زخمی ہو کر اپنے گھر مین پہر آیا
اور دوسرے دروازہ سے نکل کر میوات کی راہ لی - اور کوکا چوہان کے گھر مین پناہ لی - یہہ
سب کام کر کے شاہزادہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا - اب بادشاہ مین پڑھا پے سے
کچھہ دم باقی نہ تہا - سب اسباب شاہی اور شاہی بیٹے کی حوالے جیتے جی کی - اور
ناصر الدین محمد شاہ کا خطاب دیا - اور خود گوشہ عزلت اختیار کیا - اور یاد الہی مین مصروف ہوا
۱۳۸۷ھ ۱۳۸۹ھ مین یہہ شاہزادہ تخت شاہی پر بیٹہا - اور حکم دیا کہ جمعہ کو خطبہ دونو بادشاہون کے
نام کا پڑہنا چاہئے - باپ کے سب ملازمون کو بدستور برقرار رکہا - ملک یعقوب آخر بیگ کہ
امرا معتبرین سے تہا سکندر خان کا خطاب دیا - اور گجرات اوسکے سپرد کیا - جب وہ گجرات
کو گیا تو اثنا راہ مین میوات مین کوکا چوہان نے خان جہان کو اوسکے حوالہ کیا - اوسنے
سر کاٹ کر بادشاہ پاس بہیجدیا - ابو ناصر الدین کوہ پایہ مین شکار کہیلنے چلا گیا - وہان
اوسکو خبر پہنچی کہ امیران صدہ اور فرحۃ الملک نے اتفاق کر کے سکندر خان کو مار ڈالا -
یہہ خبر سنکر دہلی مین چلا آیا - اور کچھہ اس مفسدہ کا علاج نکیا - عیش و عشرت مین ڈوب گیا -
اس شاہزادہ مین امور سلطنت کے انصرام اور انجام دینے کی لیاقت ہی نہ تہی - اب
کچھہ بختی جو آئی تو باپ کی زندگی مین اوسکے تجربہ کار امرا کو گہٹانا - اور اپنے نالائق دوستو کو
بڑہانا شروع کیا - اسسے امرا وہی بگڑ بیٹہے - اور ملک بہاء الدین اور کمال الدین اس
بادشاہ کے چچا کے بیٹے بہی پہر گئے - اور غلامان شاہی کہ قریب ایک لاکہہ کے تہے وہ بہی

اپنی طرف کرلئے - اور ناصرالدین سے ایک جنگ عظیم شروع کی - دونو مین سخت لڑائی ہوئی - مگر ناصرالدین سے اونہون نے شکست پائی - تو فیروز شاہ پاس دوڑے گئے اور اوسکو اپنے اختیار مین لاکر پھر ناصرالدین سے لڑائی شروع کی - غرض یہہ فتنہ عظیم دارالملک مین برپا ہوا - دو روز تک ایسی لڑائی رہی کہ غالب اور مغلوب معلوم ہوتے تھے - غلامون کے کہنے سے بادشاہ کو پالکی مین بٹھاکر رزم گاہ مین لے آئے - جب لوگون نے بادشاہ کا ہاتھی اور نشان اور سامان دیکھا تو وہ ناصرالدین کو چھوڑ چھاڑ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے - جب ناصرالدین نے یہہ حال دیکھا تو کوہ سرمور پر بھاگ گیا - اب بادشاہ مین خود کچھہ عقل باقی نہ رہی تھی - ایک کٹ پتلی تھی جسطرح لوگ چاہتے تھے نچاتے تھے - غلامون کے کہنے سے اپنے پوتے تغلق شاہ پسر فتح خان کو تخت پر بٹھایا - اور اپنے داماد سید حسن کو قتل کرایا - اب تغلق شاہ کا پہلا حکم یہہ تھا کہ ناصرالدین محمد شاہ کے جہان ہوا خواہ ملین قتل کئے جاوین +

وفات بادشاہ کی

بعد اس ہنگامے کے تھوڑے دن گذرے تھے کہ ۳ - رمضان ۷۹۰ھ مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۳۸۸ء مین فیروز شاہ نے اس جہان کی کشمکش سے رہائی پائی - تو ۸۳ برس کی عمر تھی اور چالیس برس کے قریب سلطنت کی - یہہ بادشاہ بھی دلی کے تخت پر ایسا گذرا ہے کہ اوسکی ہر ایک بات قابل توجہ ہے - گو فتوحات ملکی کے اعتبار سے اوسکی سلطنت بڑی نہ شمار کیجائے - مگر اور رفاہ عام کے کامون کے اعتبار سے بڑے تر سے اور شان کی بادشاہت تھی - مختلف حالات اوسکے سلطنت کے اب ہم لکھتے ہین +

بادشاہ کا شوق غلامون کا

اس بادشاہ کو غلامون کا بڑا شوق تہا - وہ چارون طرف سے اونکو جمع کرتا - اور امیر اور جاگیردار خوب صورت خوب صورت غلام آراستہ پیراستہ کرکے اوسکی نذر مین بہیجے دربار مین اوسکے غلامون کا ازدحام لگا رہتا - اونکو سب طرح کے کام بادشاہ سکہواتا - کسی کو قرآن شریف حفظ کراتا - کسی کو فقیہہ اور محدث بنواتا - کسی کو خوشنویس بناتا - کسی کو سپاہگری سکہاتا - غرض دنیا کا کوئی کام باقی نہ تہا جو اوسکے غلام نہ سیکہتے ہون - بارہ ہزار غلام اہل حرفہ تہے - چالیس ہزار غلام سپاہی اردلی مین رہتے تہے - ایک لاکہہ اسی ہزار غلامون کی پرورش وہ کرتا - اور امیرون اور جاگیردارون مین بہی غلام تعلیم کے واسطے تقسیم کردیتا - اور تاکید کردیتا کہ جب وہ دربار مین حاضر ہون تو اونکی لیاقت کی کیفیت عرض کرین - مگر زمانہ کا انقلاب ایسا ہے کہ جن غلامون کے یہہ قدر تہی بادشاہ کی وفات پر اونہین کی گردن اور تلوار تہی

بادشاہ کا شوق شکار

بادشاہ شکار پر عاشق تہا - اوسکے اس شوق و ذوق کا حال بالتفصیل لکہین تو ایک شکارنامہ تصنیف کرنا پڑتا ہے - اسلئے بالاجمال اوسکی یہہ کیفیت ہے - کہ موسم گرما مین دسہالہ اور سرسی کے درمیان گورخر کا شکار کہیلتا - اور موسم سرما مین بداؤن اور آنولہ مین ہرنون اور نیل گائون کے شکار کو جاتا - یہان یہہ جانور کثرت سے ہوتے تہے - اور زمین یہان کی نہایت زرخیز تہی - مگر فقط بادشاہ کے شکارون کو موٹا تازہ کرنیکے لئے جنگل بن رہے تہے +

امیرون اور رعایا کی خوشحالی و ارزانی

اس بادشاہ کے عہد مین امیر فقیر آزاد غلام سب کے سب آرام سے زندگی بسر کرتے تہے -

اور کسی طرحکا فکر نتہا۔ غریبون کی آسودہ حالی کا حال یہہ تہا کہ وہ اپنی لڑکیون کی شادیان چہوٹی عمر مین کر دیتے تھے۔ اناج اس فراط سے پیدا ہوتا تہا کہ آدمیون سے کہایا نہ جاتا۔ اور یونہین پڑا سڑا کرتا۔ زراعت کی ترقی وہ تہی کہ کوئی گانون غیر آباد نتہا۔ ایک ایک کوس مین دلی کے گرد چار چار گانون آباد تہے۔ باغ کا شوق بادشاہ کو بہت تہا ۱۲ سو باغ دلی کے اندر تہے۔ ملک کی آمدنی بہی بہت تہی۔ اور وہ سب امیر و غریب مین تقسیم ہوتی۔ جب امیر مرتے تو لاکہون روپیہ کی دولت چہوڑتے۔ یہہ سلطنت مدت تک لوگون کی یاد سے نہ گئی۔ جب تک اس سلطنت کے لوگ زندہ رہے یہہ حسرت اوسکو یاد کرتی رہے

بادشاہ کا معافیات اور جاگیرون کا دینا

یہہ اسی بادشاہ کا ایجاد تہا کہ افسرون کو نقد تنخواہ کے عوض مین زمین اور دہات معافی اور جاگیر مین عطا کیین۔ سلطان علاء الدین کی راے بالکل اسکے برخلاف تہی۔ اوس کی راے یہہ تہی کہ جہان تک ہوسکے افسرون کو زمین اور دہات نہ دی جائین۔ اوس سے بغاوتین بہت پیدا ہوتی ہین۔ مگر سلطان فیروز شاہ نے اسکے خلاف کام کیا۔ اور کوئی بڑی بغاوت بہی اوسکے عہد مین نہ ہوئی۔ نوکرون کے واسطے یہہ قاعدہ بہی مقرر کیا کہ اگر کوئی نوکر مرجائے تو اوسکا بیٹا مقرر ہو۔ اور بیٹا نہ ہو تو داماد اور داماد نہ ہو تو غلام اور غلام نہ ہو تو کوئی قریب کا رشتہ دار اور قریب کا رشتہ دار نہ ہو تو اوسکی بی بی کا کوئی قریب کا رشتہ مند مقرر کیا جائے

سپاہ کی حالات

اس بادشاہ کے عہد مین کبہی اسّی ہزار اور کبہی نوے ہزار سوار رہتے تہے۔ اور غلام اسکے سوا تہے۔ یہہ سوار سال بہر خدمات پر رہتے۔ اور آخر سال مین سب دفتر مین

آنکہ چہرہ گھوڑون کا لکھاتے - اکثر سوار کم قیمت ٹٹو سے لے آتے - اور محررون کو رشوت
دے دلاکر سند لیجاتی کہ گھوڑے خدمت کے قابل ہین - اکثر بادشاہ کو اسکی خبر ہوتی مگر اوسنے
کچھہ خبر نہ لی - بلکہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک سوار نے بادشاہ پاس حاضر ہوکر عرض کیا
کہ میرے پاس گھوڑا نہین ہے - بادشاہ نے کہا کہ دفتر مین جاو محررون سے کہہ سنکر اپنا
معاملہ کرلو - اوسنے عرض کیا کہ غضب یہی ہے کہ محررون سے معاملہ کرنے کے واسطے
پہوٹی کوڑی گرہ مین نہین - بادشاہ نے فرمایا کہ معاملہ کرنیکے واسطے کیا درکار ہے
اوسنے کہا کہ ایک سونے کا ٹنکہ - بادشاہ نے جیب خاص سے وہ عنایت کیا - اونہون نے
محرر کی جاکر نذر کیا - وہان سے سند گھوڑے کی مل گئی - بادشاہ کو آنکہ دکہادی - ایسے
کامون کی تعریف ہمارے اہل ملک بادشاہون کی بہت کرتے ہین - مگر یہہ عقل سلیم کے
کام نہین ہین انجام اوسکے برے ہوتے ہین - عماد الملک کے بیٹے ملک اسحاق نے عرض کیا
کہ بادشاہ کی سپاہ مین آدمی بوڑہے ضعیف اور نکمے بہت ہین وہ برطرف کئے جاہین
اسپر بادشاہ نے فرمایا کہ سب سے پہلے تو اپنے باپ کو موقوف کرو سب سے زیادہ بوڑہا ہے
پہر یہہ قاعدہ مقرر کیا کہ جو کوئی ملازم سپاہ بوڑہا ضعیف یا کسی وسبب سے قابل خدمت کے نرہے
تو اوس کا نائب اوسکا بیٹا مقرر کیا جاوے اور بیٹا نہو تو داماد اور داماد نہو تو غلام - پہر
ملک اسحاق کی طرف مخاطب ہوکر یہہ خطاب کیا کہ مجہسے ایسی باتون کی امید نہ رکہا کرو
تو نہین دیکہتا کہ کیا خدا اپنے بوڑہے بندون کو رزق نہین دیتا ہے جو مین اوسکا بندہ
اپنے پرانے بوڑہے نوکرون کو روٹی دون +

فیروز شاہ کی لاٹہہ

یہہ ابتک دلی مین موجود ہے اور اب اوسکا نام ہی ہے - اور اوسکا حال یہہ ہے کہ

جب بادشاہ بنگال کی مہم سے فارغ ہوکر دلی مین آیا۔ تو وہ آس پاس کے شہرون مین سیر کرتا تہا کہ اتفاق سے موضع توبرہ ضلع سالورہ مین (سالورہ شاید سدھورہ ہوجو خضرآباد کے پاس اب موجود ہے) نکل آیا۔ وہان ایک مینار قائم دیکہا۔ اور ارادہ کیا کہ اسکو یہان سے اکہیڑ دلی لے چلئے۔ غرض بڑی حکمتون اور علون سے اوس کو زمین سے اسطرح اوکہیڑا کہ ٹوٹے نہین اور اوسکے نیچے ایک بڑا جوکور پتہر نکلا اوسکو بہی نکالا۔ ایک بڑا چہکڑا چالیس پچاس ہیون کا بنایا۔ اوسپر اوسکو لادکر خضرآباد مین لائے۔ اور وہان سے کشتی مین دریا دریا فیروزآباد مین لائے۔ اور اوسکے نیچے وہی بڑا پتہر رکہکر وہان قائم کیا جسکو اب فیروزشاہ کا کوٹلہ کہتے ہین۔ اوسکے اوپر پہر سنگ مرمر اور عباسی کا کام کیا۔ اور سونے کا کلس لگایا۔ اسلئے اوسکا نام مینار زرین مشہور ہوا۔ اب اوسکو فیروزشاہ کی لاٹہہ کہتے ہین۔ تاریخ فیروزشاہی مین شمس سراج عفی نے اوسکا طول ۳۲ گز لکہا ہے جسمین سے آٹہہ گز زمین کے اندر۔ مگر بالفعل جس طور سے وہ کہڑا ہے اوسکا کل ارتفاع ۴۲ فیٹ ۷ انچ ہے اور جسمین سے ۴ فٹ ۱ انچ دبا ہوا ہے۔ ایک اور مینار ایسا ہی کہنڈکا میرٹہہ کے قریب تہا وہ بہی اوکہیڑکر کوشک شکار مین لگایا۔ باروت کی اوڑنے سے فرخ سیر کے عہد مین پانچ ٹکڑے اوسکے ہوگئے تہے۔ مگر اب انگریزون نے پہر جوڑکر اوسکو دلی مین ہندوراؤ کے باڑہ مین قائم کیا ہے سلطان فیروزشاہ نے بہت سے پنڈت اون عبارتون کے پڑہنے کے واسطے جمع کئے جو اوسپر کندہ تہی۔ مگر جب کسی سے نہ پڑہی گئی تو بادشاہ سے یہہ ڈھکوسلا بناکر کہدیا کہ اوسمین یہہ مضمون کندہ ہے کہ کوئی شخص اس مینار کو اپنی جگہہ سے نہین اوکہیڑسکیگا مگر ایک مسلمان بادشاہ فیروزشاہ نامی پیدا ہوگا وہ اوسکو اپنی جگہ سے ہلاسے گا فقط

عمارات فیروز شاہی

جسقدر عمارتین اس بادشاہ نے بہ نظر رفاہ عام اور فلاح انام بنوائین - اور اون کے خرچ اخراجات کیواسطے جاندادین مقرر کین تفصیل اونکی یہہ ہے - پچاس بند ندیون اور دریاؤن کی آب پاشی کیواسطے اور چالیس مسجدین ایک سو بیس خانقاہین اور سو کوشک اور باغات بیشمار اور کئی شہر اور نہرین - گو انگریز اس تعداد کی دہائیونکو غلط جانتے ہین اور اکائیون پر بھی شک سی یقین کرتے ہین - مگر اونکو اب یہہ تحقیق ہوگیا ہے - ۱۰ عمارتین اور دس مینارین اور پانچ مقبرے اوسنے بہ نظر رفاہ عام بنائے غرض اس بادشاہ کی بنائی ہوئی آج تک عمارتین ایسی موجود ہین کہ جس سے اوسکی اولوالعزمی اور عالی حوصلگی ٹپکی پڑتی ہے - اب ان عمارتونکا بیان بالاجمال لکھتے ہین

فیروزہ حصار

جب بادشاہ بنگال کی مہم سے فارغ ہوکر دلی مین آیا تو وہان گیا جہان اب حصار ہے - یہان پہلے دوگانون تھے اور کچھہ تہانہ خراسان اور ایران سے جو سوداگر یہان آتے اونکو ٹہرنے کی بڑی تکلیف ہوتی اور پانی نہین ملتا - اس نظر سے یہان ایک شہر آباد کیا - اور حصار فیروزہ اوس کا نام رکہا - اوسمین ایک قلعہ بہت بڑا بنوایا - اور اوس کا اہتمام بڑے بڑے امیرون کے سپرد کیا - اور اس کے گرد خندق کہدوائی - اور اوس کی مٹی سے گرد دمہ باندہا - ایک گہرا تالاب قلعہ کے اندر بنوایا - اور اوس کا پانی خندق کے اندر چہڑوایا - اور ایک محل بہت عمدہ اور خوبصورت اوس کے اندر بنوایا +

نہر

سب سے زیادہ کام رفاہ عام کا اوسکی نہر ہے۔ جب حصار فیروزہ مین پانی کی تکلیف دیکھی اور اس ملک کو بالکل اوجاڑ پایا۔ تو اوسنے ایک نہر جمنا کی اوس جگہہ سے نکالی۔ جہان جمنا پہاڑ ون سے نکل کر الگ ہوتی ہے۔ وہ کرنال ہوکر ہانسی حصار پہنچتی ہے۔ اور پھر دریاے گھاگر (گاگر) مین گرتی ہے۔ اسکا نام راج واہی تہا۔ اور پہلے وہ آگے بڑہ کر دریاے ستلج سے جاکر ملتی تہی۔ اوسکا نام الفخانی تہا۔ غرض اس نہر سے شہر مین پانی کی تکلیف دور ہوئی۔ اور یہہ ملک یکستان بہارستان بن گیا۔ پہلے ایک خریف کی فصل ہوتی تہی۔ اب دونو خریف اور ربیع فصلین ہونے لگین اور ہزارون بیگہون مین آبپاشی ہونے لگی۔ اور فیروز شاہ نے صدر مقام تحصیل مال گزاری کا ہانسی سے اوٹہاکر فیروزہ حصار مین منتقل کیا۔ اور تمام نواح کا ملک اوس کے متعلق کیا +

فیروز آباد

سب سے زیادہ شاندار کام اس بادشاہ کا اس شہر کا آباد کرنا ہے۔ اور اوسمین کوشک فیروز آباد اور کوشک شکار بنانا اسی بادشاہ کا کام ہے۔ اس نئے شہر کے بنیاد مہم بنگالہ مین دوبارہ جانے سے پہلے ۱۳۵۴ء مین رکہی تہی۔ اوسمین تمام قصبہ اندرپت شامل تہا۔ اور کوشک شکار اور اندرپت مین پانچ کوس کا فاصلہ تہا۔ اس شہر مین شاہجہان آباد کا بڑا حصہ شامل تہا۔ کالی مسجد جسکا اصل نام کلان مسجد ہے اسی شہر کے ساتہہ بنی تہی اور اسی شہر کی مسجد تہی۔ ابتک یہہ مسجد ترکمان دروازہ کے پاس شاہجہان آباد مین موجود ہے۔ عرض وطول جو محققین نے قیاساً تجویز کیا ہے اور اوسکی آبادی کا جو اندازہ ٹہرایا ہے اوسسے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ شہر ہی

ایک دفعہ دو مخبرون نے بادشاہ کو خبر دی کہ حضور کے سکے مین ایک چانول کے برابر کھوٹ ہے
بادشاہ نے یہہ سنکر خان جہان وزیر سے اس بات کو کہا۔ وزیر نے عرض کیا کہ سکہ کا
حال ماکر کا عورت کا سا ہے اگر اوسکی عصمت اور عفت مین ذرا سا بھی دھبہ لگ جائے تو کوئی
اوسکو ساری عمر نہین پوچھتا۔ اسیطرح اگر اس کھوٹ کی تحقیقات علی الاعلان کیجائیگی
اور داروغہ ٹکسال پر جرم ثابت ہوگا تو حضور کے سکہ کا اعتبار بالکل اوٹھ جائیگا۔ اور
پھر کوئی ہاتھہ مین نہین لیگا۔ اسلئے بہتر ہے کہ خفیہ تحقیقات کیجائے۔ غرض اس اخفا مین
داروغہ ٹکسال کی عزت رہ گئی۔ اور سنارون نے دھوکا دیکر سکہ کو کھرا بادشاہ کے
نزدیک ثابت کر دیا۔ اور اس کام کے جلد و مین داروغہ صاحب کو خلعت عنایت ہوا
اور بازارون مین ہاتھی پر سوار ہوکر گشت کرایا گیا۔ اور منادی ہوئی کہ سکہ بالکل کھرا ہے ۔

دعوتین اور جلسے

عید اور شب برات اور نوروز کو بادشاہ بڑی دھوم دھام سے جشن کرتا۔ اور خوب دعوتین
اور ضیافتین ہوتین۔ معمول تہا کہ بعد نماز جمعہ داستان گو اور گوئیے اور ناچنے والے
اور کشتی گیر اور پہلوان اور اور کرتب دکھانے والے چارون شہرون سے
بادشاہ کے پاس جاتے +

زیارتین اور فالین

بادشاہ کو قبرون کی زیارتون کا بڑا شوق تہا۔ اسکے وقت مین قبرون پر اویسا ہجوم
جاتا۔ اور اونسے استمداد چاہتا۔ کبھی کسی مہم پر نہین گیا کہ پہلے قبور پر زیارت کو نہ گیا ہو
مسعود غازی کی قبر کی زیارت کو گیا اور وہان بہت کچھہ دولت خرچ کی۔ قرآن شریف
مین فالین بھی بہت دیکھتا۔ اور خواب کی تعبیرین بھی لوگون سے بہت پوچھتا۔

اور شگونون کو مانتا تہا غرض یہہ اوسکی عقل کی باتین نہ تہین - خلیفہ عباسی نے
جو دو دفعہ خلعت اور منشور سلطنت عنایت کیا - اوسکو وہ اپنا بڑا فخر سمجہتا تہا +

بادشاہ کی زمانہ کی تصنیفات

اس بادشاہ نے نگرکوٹ سے پنڈتون کو بلاکر سنسکرت سے بعض کتابون کا ترجمہ کرایا
ان کتابون مین سے اعزالدین خالد خانی کی ایک کتاب مشہور ہے - وہ نظم مین ہے
- اور اوسمین حکمت طبعی اور شگون اور تفاؤل کا بیان ہے - تاریخ فیروز شاہی ضیاء الدین
برنی نے اسی بادشاہ کے نام پر لکہی ہے - اور اوسیکے عہد مین ختم کی ہے - اور
دس برس کا حال بہی اس بادشاہ کی سلطنت کا لکہا ہے - دوسری تاریخ اسی نام
کی شمس سراج الفی نے لکہی ہے - اوسمین سارا حال فقط اسی بادشاہ کا مندرج ہے
انہین دو کتابون سے اخذ کرکے ہم نے حال اس بادشاہ کا لکہا ہے تفسیر تاتارخانی
اور فتاوی تاتارخانی تاتارخان نے لکہی ہے - یہہ تاتارخان جسہ وزیر اکبر پٹہ
مین سے پیدا ہوا تہا اوسی دن ایک لڑائی کے افراتفری مین سلطان محمد تغلق شاہ
کو ہاتہہ آگیا تہا - اوس نے بچون کی طرح پرورش کیا - اور بڑے ہونے پر
اوسکو رتبہ کا امیر بنا دیا - عین الملک نے جسکو عین ماہرو بہی کہتے ہین بہت سی
کتابین تصنیف کی ہین مگر اونمین عین الملکی مشہور ہے - اور خاص و عام کو پسند ہے
سب سے زیادہ عمدہ تصنیف خود اس بادشاہ کی فتوحات فیروز شاہی ہے -
جو پتہر پر کندہ ہے - اوس سے اس بادشاہ کے سب کام معلوم ہوتے ہین کہ
کیا کیا کئے - خلاصہ اوس کا یہہ ہے +

خلاصہ فتوحات فیروز شاہی

اول - پہلے بادشاہون کے عہد مین مسلمانون کی خون ریزی ادنے ادنے جرمون پر ہوتی تہی — اور انواع انواع کی تعذیب و تعزیر اونکے لئے مقرر تہین - ہاتہ پاؤن ناک کان کاٹنا - آنکہون کا نکلوانا - بدن کی ہڈیون کا کوٹنا - اگ مین جلانا - کہال کہچوانا - دست و پا مین میخ زنی - بدن کے دو ٹکڑے کرنے - اور اسی قسم کی وحشیانہ سب خلاف شرع مین نے موقوف کر دین - **دوم** خطبہ مین سے اون بادشاہون کا نام جنہون نے ہندوستان کو دار الاسلام بنایا تہا خارج ہوگیا تہا - اب میرا اوسکو پہر داخل کیا **سوم** خزانہ شاہی مین روپیہ ناجائز اور خلاف شرع داخل ہوتا تہا - اوسکو مین نے بند کر دیا مثلاً چراہی گلہ روئی نیلگری ماہی فروشی نذافی ریسمان فروشی بٹہ ہونجی کی بہنوائی اور دو دکانون کا کرایہ اور تہ بازاری اور داد بیگی اور کوتوالی اور حساب وغیرہ سب کرین موقوف کر دین اور حکم دیدیا کہ کوئی محصول خلاف شرع نہ لیا جائے **چہارم** پہلے بادشاہون کے زمانہ مین دستور تہا کہ غنیمت کا پانچوان حصہ سپاہیون کو ملتا تہا - اور چار حصہ دیوان شاہی مین آتا تہا - مین نے اسکے بالکل عکس کر دیا **پنجم** اہل شیعہ اپنے مذہب کے بڑہ بڑہاتے تہے - اور اپنی کتابون اور رسالون کی اشاعت شروع کی تہی اوسکو مسدود کر دیا **ششم** جتنے ملحد اور لامذہب اور بد مشرب بدعتی تہے اون سب کو نکلوا دیا تاکہ اور لوگون کو گمراہ نہ کرین **ہفتم** ایک جماعت ایسی آدمیون کی پیدا ہوئی تہی کہ وہ ریشمی کپڑے اور زیور پہنتی تہی - اور چاندی سونیکے برتنون مین کہاتی پیتی تہی مین نے اوسکی ممانعت کر دی **ہشتم** ایک شخص رکن الدین نامی امام مہدی اور عالم الغیب ہونیکا دعوی کرتا تہا - اور اوسکے بہت مرید ہو گئے تہے - مین نے اون سب کو جہنم واصل کیا **نہم** عین ماہر و کلمہ انی الحق کہتا تہا - اوسکو بہی

مار ڈالا۔ **دہم** خلاف شرع اسلام عورتون نے یہہ طریقہ اختیار کیا تہا کہ قبرون کی زیارت کو جاتین اور میلون مین پہرتین۔ اور وہان جاکر معلوم نہین کیا کیا کام کرتین۔ ان سب باتون کو یک لخت بند کردیا۔ **یازدہم** ہندؤن کو نیا مندر بنانے نہین دیا اور جو کوئی نیا بنالیتا اوسکو مین ڈہہوا دیتا **دوازدہم** مجہے معلوم ہوا کہ صالح آباد مین ایک مندر بنا ہے اوسکو مسمار کرادیا **سیزدہم** ایک ورگانون مین ایسا ہی مندر بنا تہا اُسکا نشان باقی نہ رکہا **چہاردہم** پہلے بادشاہون نے چاندی سونے کے برتنون کا برتاؤ اختیار کیا تہا۔ اور ٹہکون اور تلوارون کے قبضون پر جواہرات مرصع ہوتے تہے مین نے ان سب کو موقوف کردیا۔ **پانزدہم** مکانون مین جانورون اور آدمیون کی تصاویر بناتے تہے اونکو مٹوادیا اور حکم دیا کہ مکانات کے اندر نقش و نگار مین باغ اور پہول بنوائین۔ لباس گوٹہ زری کا جو لوگ پہنتے تہے اوسے بہی موقوف کرادیا **شانزدہم** سب سے آخر بالتفصیل یہہ لکہا ہے کہ مین نے پرانی عمارتین جو بادشاہون کی خراب اور برباد پڑی تہین اونکی مرمت کرائی اور آباد کیا اور اونکے واسطے آئندہ ایسی جائدادین مقرر کین کہ وہ ہمیشہ آباد رہینگی۔ ان سب باتون کے مطالعہ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض حرکات بادشاہ کی تعصب کی تہین۔ مگر اوسکے یہہ ضوابط نہایت عمدہ تہے کہ اوسنے سیاست سے ہاتہہ اوٹہایا اور تالیف قلوب سے کام چلایا۔ وہ محصول جو رعایا کو ناگوار اور لوگون پر نہایت گران تہے اوراون کا وصول ہونا دشوار تہا۔ اور ہمیشہ اون مین تغیر و تبدل ہوتا رہتا تہا سب کو موقوف کیا۔ اور خود موٹے جہوٹے کپڑے سے پہن کر لباس کا تکلف اور اسراف دور کردیا فقط

غیاث الدین تغلق ثانی کی سلطنت کا بیان

پہلے لکھہ چکے ہین کہ تغلق شاہ بن فتح خان کسطرح تخت پر بیٹھا - اب اس بادشاہ نے تاج شاہی سر پر رکھہ کر اپنا لقب سلطان غیاث الدین تغلق شاہ اختیار کیا - اور سکہ اور خطبہ اسی نام کا جاری کیا - ملک فیروز علی کو خان جہان کا خطاب دیکر وزیر مقرر کیا اس وزیر کو بہت سا لشکر سپرد کیا - سلطان محمد ناصر الدین کے کام تمام کرنے کا حکم دیا - ناصر الدین نے بھی لڑائی کا سامان تیار کیا - اور اس وزیر سے خوب لڑا - مگر آخر کو شکست کہا گیا - اور آگے وہ پیچھے فوج وزیر کی پڑی پھری جب تک ناصر الدین مگر کوٹ کے قلعہ مین جا پہنچا - اس قلعہ کی ستواری کو دیکھہ کر فوج نے اوسکا پیچھا چھوڑا اب بادشاہ جوانی کی ترنگ مین آگیا - اور عیش و عشرت مین ڈوب گیا - بڑا کام اوسنے اپنا یہی سمجھا کہ عزیز و اقارب کی گردن پر چھری پھیرے - سگے بھائی کو قید خانہ مین بھیجدیا - چچیرے بھائی ابوبکر شاہ بن ظفر خان بن سلطان فیروز شاہ ڈر کے مارے ایک کونے مین جا چھپا - اور قابو اور موقع جب ملا - رکن الدین نائب وزیر اور اور امیرون کو اپنے ساتھہ متفق کر لیا - اور غلامون کو کہ ان دنون مین بڑے صاحب اختیار تھے اپنی طرف کر لیا - اور بادشاہ کے دیوان خانہ پر چھاپہ جا مارا - ملک مبارک کبیر امیر الامرا کو قتل کیا - جب بادشاہ کو یہہ خبر ہوئی تو وہ خان جہان وزیر کو ساتھہ لیکر ایک دروازہ سے جمنا کی طرف نکل بھاگا - مگر رکن الدین نائب وزیر کو اس بھاگنے کی خبر ہو گئی - اوسنے غلامون کو ساتھہ لیا - اور بادشاہ اور وزیر دونو کو جا کر پکڑ لیا اور سید ہا رستہ عدم کا بتلایا - یہہ واقعہ ۲۱ صفر ۷۹۱ھ مطابق فروری ۱۳۸۹ء کے وقوع مین آیا - اور یہہ تغلق ثانی بھی پانچ مہینہ کئی روز بادشاہی کا مزہ چکھہ گیا فقط

سلطنت ابوبکر شاہ بن ظفر خان بن فیروز شاہ

اب یہہ پوتا فیروز شاہ کا دادا کے تخت پر بیٹھا۔ ملک کن الدین وزیر ہوا۔ مگر وزیر ہوتے ہی
بادنخوت ایسی دماغ مین سمائی کہ وزارت سے پادشاہی پر قدم بڑہانے کی آرزو ہوئی
ابوبکر کے مارنے کی فکر ہوئی۔ مگر پادشاہ کو جب یہہ بدنیتی معلوم ہوئی تو اوس نے
اوسکو ہمراہیون سمیت اس دنیا سے رخصت کیا۔ اس فساد کے رفع کرنے سے اوسکی
سلطنت کو کچھہ تقویت ہوئی تہی کہ سمانہ کے امیرون صدہ نے مخالفت اختیار کی سلطان
شہ خوشدل کو کہ پادشاہ کا بڑا خیر خواہ اور ہوا خواہ تہا مار ڈالا۔ سر اوسکا کاٹ کر
ناصر الدین محمد شاہ پاس نگر کوٹ بھیجدیا۔ اور اوسکو اپنے پاس بلایا۔ ناصر الدین جلد آ
کے راستے سے سمانہ مین آیا۔ اور تخت پر بیٹھہ کر دلی پر چڑہا۔ امیران صدہ اوسکے ہمراہ
اور فرمانبردار تہے۔ اور دلی کے اور امرا بہی ابوبکر شاہ کو چہوڑ کر اوس پاس چلے آئے
غرض سمانہ مین بیس ہزار سوار اوس پاس تہے۔ اور دہلی پہنچتے پہنچتے پچاس ہزار سوار
ہوگئے۔ لڑ بہڑ کر کوشک جہان نما مین ربیع الاول ۷۹۹ھ مین پہنچ گیا۔ ابوبکر فیروز آباد
مین مقیم تہا جمادی الاول مین شہر کے کوچہ اور بازار ہی مین دونو لشکرون مین ہنگامہ
کارزار گرم ہوا۔ ابوبکر کو فتح نصیب ہوئی۔ اور ناصر الدین کو شکست ہوئی۔ وہ جلیسر
مین چلا آیا۔ غلامان شاہی ناصر الدین کے بڑے دشمن تہے ہمیشہ اوسکو تکلیف پہنچاتے تہے
اسلئے اوسنے حکم دیدیا کہ جہان یہہ غلام ہاتہہ آئین بے تکلف غارت کیے جائین ایسی
ایسی لڑائیان بہت دفعہ ہوئین۔ کبہی دلی ابوبکر کے قبضہ مین آئی کبہی ناصر الدین
کے ہاتہہ لگی۔ آخر ناصر الدین غالب ہوا۔ اور ابوبکر قید ہوا۔ اور قلعہ میرٹہہ مین بہیجا گیا
اور ۲۰ ذی الحجہ ۷۹۲ھ مطابق نومبر ۱۳۹۰ء مین اس قید بلا سے رہا ہو کر زندان عدم مین

ان لڑائیون مین جو بات بڑی قابل خیال کے ہے وہ یہہ ہے کہ ان دونو مسلمان بادشاہون کے ہندو بڑے طرفدار تہے - اور بڑی گرمجوشی کے ساتھہ اون کی طرف سے لڑتے تہے راے سرور اور بہت سے ہندو سردار ناصرالدین کا دم بہرتے تہے - ناہر بہادر ہندو میتو نکو ساتھہ لیکر ابوبکر کی طرف سے جان لڑاتا تہا اور انہین سے دونو بادشاہون کو بڑی تقویت تہی - سلطان ناصرالدین ۱۹ رمضان ۷۹۲ھ / ۱۳۸۹ء کو تخت پر بیٹہہ گیا - اور اسلام خان کو وزیر مقرر کیا +

سلطنت ناصرالدین محمد شاہ

جب یہہ بادشاہ ہوا - تو اوسنے فیروز شاہ کے غلامون کا کام تمام کیا - اسوقت وہ ایسے صاحب اختیار ہو گئے تہے کہ جسکو چاہتے مار ڈالتے - اور جسکو چاہتے بادشاہ بنا لیتے مشہور ہے کہ اوسنے حکم دیدیا کہ یہہ سب غلام شہر سے تین دن کے اندر باہر کئے جائین - اور جو نجائین وہ تلوار سے سیدہے کئے جائین - اور مال اون کا سب ضبط کیا جائے - اپنی جان کے خوف سے بہت سے غلام شہر سے باہر چلے گئے - مگر جو رہ گئے وہ زندہ نرہے جان بچانے کے لئے بعض نے یہہ کہا کہ ہم غلام نہین بلکہ اصیل ہین - اون سے بادشاہ نے لفظ کہراکہری کا کہوایا - جسکا تلفظ بادشاہ کی مرضی کے موافق ہوا - وہ قضا سے بچ گیا - اور جسکے منہ سے یہہ بول بنگالہ اور پورب کے لہجہ سے نہ نکلا - وہ اجل کے منہ مین پڑا - اس لفظ نے سیکڑون بیگناہ پردیسیون کو ٹہکانے لگایا +

جب سے سلطنت ہند کا تعلق غور سے منقطع ہوا - اوسی زمانہ سے ہندؤن اور ہندوستان زاد مسلمانون کی قدر و منزلت بڑہتی چلی گئی - اس بادشاہ کے عہد مین اور زیادہ ترقی عروج ہوا - بڑے بڑے سردار اوسکے اسی قسم کے مسلمان اور ہندو تہے - اوسکے عہد مین

بڑی بڑی خرابیان اور پریشانیان وقوع مین آئین - اونمین سے یہہ کئی باتین قابل توجہ کے ہین - ناصرالدین کو دہلی مین خبر پہنچی کہ فرحۃ الملک نے گجرات مین بغاوت اختیار کی ظفرخان اوسکے علاج کے واسطے بہیجا گیا - سنہ ۱۳۹۰ء راٹھورون نے جمنا پار سرکشی اختیار کی سرغنہ بغاوت رائے ہرسنگھ تہا اسلام خان اون کی سرکوبی کے واسطے روانہ ہوا - اور وہ اپنے کام مین کامیاب ہوا - اور رائے ناہر کو راجہ پاس لے آیا - پہر مقدمان اٹاوہ نے سر اوٹہایا - پادشاہ خود اونکے لئے روانہ ہوا - اور قلعہ اٹاوہ کو برباد کیا - اور فیروز مین آیا - اور پہر جالیسر مین گیا - پادشاہ کو یہہ مقام نہایت پسند تہا - وہان ایک قلعہ بنوایا - اور محمدآباد اوسکا نام رکہا - اسی اثنا مین خان جہان کی عرضی آئی کہ اسلام خان کا ارادہ ہے کہ لاہور مین جاکر فتنہ برپا کرے - اسلئے ناصرالدین جھٹ پٹ دلی مین آیا - اور اسلام خان کو بلایا - اور اصل حال بیان کیا اور پوچہا - اسلام نے کانون پر ہاتہہ رکہے - مگر اوسکا بہتیجا ہندو تہا اور چچا سے جلتا تہا - اوس نے چچا کے خلاف شہادت دی - اسلئے اسلام خان کی طرف سے پادشاہ کو شک پڑگیا - اور اس ہندو کی جہوٹی شہادت سے اسلام خان نے شہادت پائی - خواجہ جہان وزیر ہوا - پہر راٹھورون نے جمنا پر دنگہ شروع کیا - میوات مین میواتیون نے سرکشی کی - شیخا گہکر نے لاہور مین فساد مچایا - غرض ہر جگہہ سلطنت مین ضعف تہا - اور ڈہیر سلطنت کا ہیچ مچر کرنے لگا - اب پادشاہ بیمار ہوا - سنہ ۱۳۹۳ء مین اپنے باپ کی بغل مین قبر کے گود مین سویا - چہہ سال ساتہہ مہینہ تک سلطنت کرگیا +

سکندرشاہ بن ناصرالدین محمدشاہ

جب ناصرالدین نے آخرت کا سفر کیا - تو اوسکا بیٹا ہمایون خان تخت پر بیٹہا - اور اپنا لقب

سکندر شاہ رکھا۔ ایک مہینہ گذرا تھا کہ سخت مرض مین مبتلا ہوا۔ اور پندرہ روز اوسمین مبتلا رہکر اس دنیا کی بلا سے چھوٹ گیا۔ حوض خاص پاس قبر کی خوابگاہ مین آرام کیا۔ بیالیس روزہ بھی تخت پر بیٹھ گیا +

ناصر الدین محمود شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ

جب سکندر شاہ مر گیا۔ تو پندرہ روز تک سب امیرون مین صلاح اور مشورہ رہا کہ کسکو بادشاہ بنائے۔ آخر کار خواجہ جہان کی حسن سعی سے ناصر الدین محمد شاہ کا چھوٹا بیٹا محمود ۱۳۹۴ء ۷۹۶ھ مین تخت پر بیٹھا۔ اور ناصر الدین محمود شاہ اوسکا لقب ہوا۔ اس کم سن بادشاہ کی قدرت سے باہر تھا۔ کہ وہ اس بگڑی ہوئی سلطنت کو سنبھال لیتا۔ اور جو رعب داب سلطنت کا اوٹھ گیا تھا۔ اوسکو بحال کرتا۔ وزیر پہلا ہی خواجہ جہان اپنے عہدہ پر قائم ہوا۔ مقرب الملک مقرب خان وکیل سلطنت اور امیر الامرا مقرر ہوا۔ سارنگ خان دیبال پور مین حاکم ہوا۔ اب دلی کی سلطنت مین کچھہ دم باقی نتھا۔ پورب مین ہندؤن نے شورش برپا کر رکھی تھی۔ خواجہ جہان کو بادشاہ نے قنوج اور بہار مین بھیجا۔ اوسنے انتظام کیا۔ اور جونپور مین پہنچکر بنگالہ کے حاکمون سے بھی کئی سال کا نذرانہ وصول کیا۔ سارنگ خان حاکم دیبال پور نے بھی ملتان مین لشکر جمع کرکے شیخ گکھر کی خبر لی۔ لاہور مین ان دونون مین خوب لڑائیان ہوئین۔ مگر آخر شیخ جی خان سے بھاگے۔ سارنگ خان نے لاہور کو اپنے بھائی ملوخان کو دیدیا۔ اور خود دیبال پور چلا گیا۔ مقرب الملک مقرب خان کو دلی حوالہ کرکے بادشاہ خود بیانہ اور گوالیار کی طرف روانہ ہوا۔ سعادت خان باربک کو ہمراہ لیا۔ سید مبارک خان اور ملوخان برادر سارنگ خان اور ملک علاء الدین نے ارادہ کیا کہ سعادت خان کو مار ڈالئے۔ اس برے ارادہ کی خبر جب

سعادت خان کو ہوئی تو اوسنے مبارک خان اور علاء الدین کو توخاک مین ملایا۔ مگر
ملوخان بھاگ کر دہلی مین مقرب الملک پاس چلا آیا۔ سلطان ناصرالدین اب اپنے سفر سے
تین مہینہ بعد دہلی مین آیا۔ اور مقرب الملک بادشاہ کے استقبال کو گیا۔ مگر ملوخان ملقب
باقبال خان کو پناہ دینے سے بادشاہ سے خائف تہا۔ اسلئے شہر مین چلا آیا۔ اور بادشاہ
سے لڑنا شروع کیا۔ تین مہینہ تک یہہ لڑائی شہر کے اندر اور باہر کے آدمیون مین رہی
۔ اس لڑائی کا سبب فقط سعادت خان کی خاطر تہی۔ ۱۳۹۷ء مین بادشاہ مقرب مین نے
ایسی پٹی پڑہائی کہ وہ مقرب الملک پاس چلا گیا۔ دوسرے روز مقرب الملک سے شہر
باہر سعادت خان سے لڑنے کو نکلا۔ مگر اوس سے شکست پائی۔ یہہ خیر تہی کہ موسم برسات کا تہا
اور حصار دہلی مضبوط تہا۔ اب سعادت خان نے دلی سے ڈیرے خیمے اوکہیڑ کر فیروز آباد
مین جمائے۔ اور نصرت خان بن فتح خان بن فیروز شاہ کو جو میوات مین تہا۔ بلا کر
بادشاہ بنایا۔ اور نصرت شاہ لقب دیکر کہا۔ اب یہہ تماشا تہا کہ ایک جوتی مین دو پانو
اور ایک آستین مین دو ہاتہہ تہے۔ ایک بادشاہ دلی مین تہا۔ اوسکی دارالسلطنت دلی تہی
۔ دوسرا بادشاہ پانچ کوس پر فیروز آباد مین تہا۔ اور فیروز آباد اوس کا دارالخلافہ تہا۔
امیرون کی دو ٹولیان تہین۔ ایک اسطرف دوسری اوسطرف۔ یہہ لڑائیان تین برس
تک ان بادشاہون مین قائم رہین۔ اور کوئی غالب مغلوب نہوا۔ کبہی انہون نے اونکو
کبہی انہون نے انہین مار بہگایا۔ اسطرح دلی کی گلیان ہندو مسلمانون کے خون سے
رنگین ہوتی رہین +

ملتان اور پیر محمد خان کا حملہ ہندوستان پر

۱۳۹۵ء سنہ ۹۸ء مین سارنگ خان حاکم دیبال پور نے خضر خان حاکم ملتان کے ساتہہ پرخاش شروع کی

اور ملتان لے لیا۔ ۱۳۹۶ء/۷۹۹ھ مین سمانہ مین آیا۔ اور وہان کے حاکم کو بھی نکال باہر کیا۔ نصرت شاہ کو جب یہہ خبر پہونچی تو تاتارخان حاکم پانی پت کو سارنگ خان سے لڑنیکے لئے بھیجا۔ ۱۳۹۷ء/۸۰۰ھ مین سارنگ خان نے تاتارخان سے شکست پائی۔ اور ملتان کو بھاگ گیا۔ وہان سنا کہ پیر محمد خان حاکم کابل امیر تیمور کا پوتا سندھ سے پار اوترا ہے۔ اور اچہہ کا محاصرہ کررہا ہے۔ حاکم اچہہ کی اعانت اور کمک مین لشکر سارنگ خان نے بھیجا۔ مگر پیر محمد خان نے اوسکو بیاس کے کنارہ ہی پر برباد اور تتیس ناس کردیا۔ کچھہ تھوڑے سے آدمی خستہ اور پریشان حال سارنگ خان پاس آئے۔ کہ اتنے مین پیر محمد خان ملتان پر آچڑہا۔ اور چہہ مہینہ تک وسکا محاصرہ کیا۔ اور سارنگ خان اوس سے لڑتا رہا۔ مگر قحط سے ایسا قافیہ تنگ ہوا کہ قلعہ سے باہر نکلا۔ اور پیر محمد خان نے اوسکو قید کرلیا۔ اور ملتان پر قابض ہوگیا۔ مگر سارنگ کچھہ ایسا پیچ کہیلا کہ وہ قید سے نکل گیا۔ اور ملتانیون کو اپنا مطیع بنا لیا +

ملوا اقبال خان کا اقبال

اسی سال مین ملوا اقبال خان اور ناصر الدین محمود سے برگشتہ خاطر ہوکر نصرت شاہ پاس آگیا حضرت قطب الدین بختیار کاکی کی درگاہ مین قرآن شریف درمیان مین رکہا گیا۔ اور قول قسم ہوئی۔ مگر تیسرے روز ملو نے اس قسم کو توڑ ڈالا۔ اور نصرت شاہ کو ایسا مجبور کیا کہ وہ اپنے وزیر تاتارخان پاس پانی پت چلا گیا۔ اقبال خان نے فیروز آباد پر قبضہ کرلیا۔ اور مقرب الملک مقرب خان کی فکر مین ہوا۔ ان دونون مین دو مہینہ تک لڑائی رہی۔ پہر امیرون مین درمیان مین پڑکر صلح کرائی۔ اسمین بہی ملوا اقبال خان نے اپنے عہد کا کچھہ پاس نکیا۔ اور مقرب الملک پر چڑہ گیا۔ اور اوس کو مار ڈالا۔

اور سلطان محمود کو فقط نام کا پادشاہ بنا رکھا۔ اور سارے کام سلطنت کے خود کرنے لگا۔ پھر دہلی اپنے احباب کو سپرد کرکے پادشاہ کو ساتھہ لیا۔ اور پانی پت تاتار خان سے لڑنے گیا وہ ایک دوسری راہ سے دلی مین چلا آیا۔ حصار پانی پت کا تیسرے روز ملوا اقبال خان نے فتح کرلیا۔ اور دہلی کی طرف پھر آیا۔ تاتار خان اس وقت اپنی بے سروسامانی دیکھہ کر اپنے باپ ظفر خان حاکم گجرات پاس چلا گیا۔ اقبال خان کا ایسا اقبال چمکا کہ وہی بالکل سلطنت کا مالک تھا

دارالسلطنت اور صوبونکی کیفیت

یہان یہہ آئین فساد برپا ہو رہے تہے۔ اور امیرون مین تلوار چل رہی تہی اور خون کے ندی نالے بہہ رہے تہے۔ صوبون کی یہہ کیفیت تہی کہ گجرات کا حاکم ظفر خان خود مختار تہا۔ پادشاہ کو کچھہ نہ سمجھتا تہا۔ مالوہ دہلی سے کچھہ تعلق نہ رکھتا تہا۔ وہان دلاور خان دلاوری کے ساتھہ پادشاہی کر رہا تہا۔ خاندیس کا چھوٹا صوبہ بہی قبضہ سے علیحدہ ہوگیا تہا اور جونپور مین وزیر خواجہ جہانکی فرمانروائی ہو رہی تہی۔ غرض ہر صوبہ ایک جدہی سلطنت رکھتا تہا اور دارالسلطنت کا یہہ حال ہو رہا تہا جو اوپر بیان ہوا۔ ان بلاؤن پر ایک بہاری بلا آسمان سے یہہ آئی کہ امیر تیمور صاحب قران اونکے سر پر آپہنچا۔ سب کو اوس نے ٹہیک بنا دیا۔ اور تمام کو خاک مین ملا دیا +

امیر تیمور کی ہندوستان پر چڑہائی

امیر تیمور جسکو تیمور لنگ اور امیر تیمور گورکان اور امیر تیمور صاحب قران بہی کہتے ہین ۷۳۶ھ مین شہر کش مین سمرقند کے پاس پیدا ہوا۔ یہان ترکی فارسی زبان دونون بولی جاتی تہین۔ یہان اوسکے خاندان کی ریاست دوسو برس سے برابر چلی آتی تہی۔ وہ چنگیز خان کی اولاد مین ہونے کا دعوی کرتا ہے۔ مگر حقیقت یہہ ہے کہ چنگیز خان کی طرف

اوسکا جد برلاس کی قوم کا ایک افسر تہا - اس بادشاہ کا سارا حال بہت کچھہ ہے - اوسکو لکھکر اپنی تاریخ کو تیمور نامہ نہین بنائینگے - فقط وہ حال جو ہندوستان سے متعلق ہے مختصر طور پر ملفوظات تیموری اور ظفر نامہ سے منتخب کرکے لکھتے ہین +

تیمور کا مشورہ ہندوستان پر حملہ کرنیکے لئے

تیمور کا ارادہ ہوا کہ ہندوستان کو فتح کیجے - اسلئے اوسنے امیر امرا وزیر وزرا جمع کئے اور صلاح پوچہی کہ چین کو فتح کرون یا ہندوستان کو لے لون - اسپر ہر ایک امیر نے اپنی رائے کے موافق ہندوستان کی ایک داستان بیان کی - ایک نے کہا کہ ہندوستان پر حملہ کرنے کے ایسے چار موانع ہین کہ اونسے حملہ کرنے والون کے دانت کہٹے ہوتے ہین اول پنجاب کے پانچون دریا ہین - اونکے گرداب طوق گردن اور موجین زنجیر پا عبور کرنے والون کے ہوتے ہین - دوم گہنے گہنے جنگل وہ اسمین ایسے ہم بستہ ہین کہ کسی کو اپنے مین دخل نہین دینے دیتے - سوم ان جنگلون کے رہنے والے وہ فی الحقیقت ان جنگلون کے شیر بن رہے ہین - مشکل ہے کہ کوئی اونکے پنجے سے بچ کر نکل جائے - چہارم جنگی ہاتہی - جنکو جنگ کے سب کامون کا سکہانا ہندوؤن کا کام ہے - گہوڑے اونکے آگے کہڑے نہین رہ سکتے - سونڈ سے آدمیون کو اسطرح اوڑاتے ہین جسطرح دہنیا روئی کو - دانتون سے انسانون کو ایسا چیرتے پہاڑتے ہین جیسے کہ شیر بکری کو - دوسرا امیر بولا کہ امیر بکتگین اور سلطان محمود غزنوی اتنی اتنی فوج لیکر چڑہے تھے - اور وہان سے بہت غنیمت لائے تہے - مرزا شاہرخ نے ارشاد کیا کہ ہندوستان وسیع ملک ہے - سونے اور جواہرات کی کانون سے بہرا پڑا ہے - اگر خدا ہمکو اوسپر فتح دے تو ہم یہہ جانین کہ ساتون اقلیم پر ہمارا تسلط ہوگیا ہے -

پھر کچھہ ذکر ہندوستان کی آمدنی کا درمیان مین آیا۔ اور بعد یہہ ذکر ہوا کہ انشاء اللہ تعالی ہندوستان پر مظفر و منصور ہونگے۔ مگر وہان کبھی سکونت اور بود و باش اختیار نکرینگے اسلئے کہ وہان رہنا گویا اپنی اولاد کا خاک مین ملا دینا ہے۔ دو تین پشتون مین نہ انمین شجاعت رہیگی نہ جلادت۔ ہندوؤن کے بھائی بند ضعف و ناتوانی مین ہو جائینگے۔ یہ باتین سنکر امیرون کے کان کھڑے ہوئے۔ ہرچند امیر تیمور نے اونکی تشفی و تسلی کی مگر وہ اس اندیشہ سے ہندوستان کو فتح کرنے پر دل سے راضی نہ ہوئے۔ مگر امیر تیمور نے اسکے کچھہ پرواہ نکی۔ یہان یہہ صلاح مشورہ ہو ہی رہے تھے کہ پیر محمد خان کا خط آیا۔ اوسمین وہ سارا حال لکھا تھا جسکو تم ملتان کے حملہ مین اوپر پڑھ آئے ہو۔ اس پیر محمد خان جہانگیر کو حکومت قندز کی حدود سے لیکر بکلان تک اور کابل اور غزنین اور قندہار سپرد تھی۔ اوسنے یہہ بھی لکھا کہ دلی کی بادشاہی ضعیف ہے اور ملو اقبال خان کو وہان سب اختیار حاصل ہے +

امیر تیمور کی روانگی ہندوستان کے ارادہ سے

امیر تیمور بھی موسم بہار مین ۱۳۹۸ء ۸۰۰ھ مین کوہ ہندوکش سے گذر کر معمولی منزلین طے کرتا ہوا کابل مین آیا۔ اور ماہ گست سنہ الیہ مین وہان سے آگے بڑھا۔ اور سندھ پر سر کنڈون کا پل بنا کر پار اترا۔ اور جہلم پر وہان پہنچا جہان وہ چناب سے ملتا ہے۔ یہان دریاؤن کی چندے سیر دیکھی۔ اور پل باندہ کر دریا پار ہوا۔ اور شہر تلنبا مین جو ملتان سے ستر کوس تھا جا پہونچا۔ راہ مین سب رئیس اوس سے بہ اطاعت پیش آئے۔ امیر نے بھی اون پر عنایت کی +

تلنبا کی بربادی

اس شہر تلنبا پر دو لاکھ روپیہ جرمانہ وزیرون نے تجویز کیا۔ اور سادات کو اس جرمانہ سے معاف کر دیا۔ مگر جب یہہ روپیہ نہ وصول ہوا۔ اور سپاہ اور زیادہ کمک اور امداد کے واسطے آگئی۔ اور کھانے پینے کے اسباب کی تنگی ہونے لگی۔ تو امیر نے حکم دیا کہ روپیہ کے عوض شہر والے اناج دیدین۔ اوسکا سرانجام بھی رئیسان شہر سے نہو سکا۔ تو یہہ ہوکی فوج شہر پر ایسے جا پڑی جیسے کہ سنبر کسیت پر ٹڈی دل گرتا ہے شہر کا سارا اناج لوٹ لیا۔ جب اس غل غپاڑہ کی خبر امیر تیمور کو ہوئی۔ تو اوسنے سپاہ کو شہر سے باہر نکالا۔ جو کچھہ اناج اور اسباب لوٹا تھا۔ اوسکو جرمانہ مجوزہ کی عوض مین مجرا دیا۔ مگر شہر والون نے جا کر بغاوت اختیار کی۔ امیر تیمور نے قتل عام کا حکم دیدیا۔ سپاہ نے شہر والون کو مار تباہ کر دیا۔ اور شہر کو خاک سیاہ بنا دیا۔ اب یہان سے روانہ ہوا۔ اور بیاس کے کنارہ پر فروکش ہوا۔ اسی عرصہ مین پیر محمد خان کا خط آیا۔ اوسمین لکھا تھا کہ ملتان فتح ہو گیا اور سارنگ قید ہو گیا۔ مگر برسات کی سبب سے گھوڑے اتنے مر گئے ہین کہ شہر سے آگے حرکت نہین ہو سکتی۔

اجودہن اور بھٹنیر کی فتح

امیر تیمور بیاس سے اوتر کر جالندھر مین مقیم ہوا۔ یہہ مقام ملتان سے آٹھہ میل تھا۔ وہان پیر محمد خان نے امیر تیمور کی بڑی دھوم دھام سے دعوت کی۔ اور تمام غنیمت جو اوسکے ہاتھہ لگی تھی وہ سب اوسکے سامنے رکھی۔ امیر تیمور نے تمام اس غنیمت کے مال کو اپنے امیرون مین تقسیم کر دیا۔ اور بیس ہزار گھوڑے پیر محمد خان کو دئے۔ جب بادشاہ چاہوال مین پہونچا۔ تو اوسکو معلوم ہوا کہ دیپال پور کے رئیس اور امیر یہہ چاہتے ہین کہ کوئی دار اوسکا امیر تیمور کی طرف سے مقرر ہو جائے۔ اس درخواست کے موافق اوسنے مسافر قبول

ایک ہزار سوار دیکر اونکا حاکم مقرر کیا۔ دیبال پور کے آدمیون نے جب دیکھا کہ گھوڑے برسات کی سبب سے کچھہ کام نہین کرسکتے۔ تو اونہون نے مسافر قبول کو اور سب اروسکو فیروز شاہ کے نوکرون کے ساتھہ سازش کرکے مار ڈالا۔ مگر پھر وہ سب خوف کے مارے وطن کو چھوڑ کر بھٹنیر کے قلعہ مین چلے گئے (اسوقت یہہ قلعہ بہت مستحکام اور استواری مین مشہور تھا) اور وہان کا راجہ سب اجاؤن مین بڑا گنا جاتا تھا) اسباتکو سنکر بادشاہ آگ بگولا ہوگیا۔ اور امیر شاہ ملک اور دولت تیمور کو حکم دیا کہ دیبال پور کے راستہ سے سپاہ دہلی کیطرف لیجائے۔ اور سمانہ مین اوسکا انتظار کرے۔ اور خود دس ہزار سوارون کو لیکر اجودہن مین داخل ہوا۔ یہان کسی نے مقابلہ نکیا۔ اور سب نے اطاعت اختیار کی۔ حضرت فرید شکر گنج کا یہان مزار تھا۔ اوسکی زیارت کی اس مزار کی خاطر سے اجودہن مین جو کچھہ تھوڑے سے آدمی بھاگے تھے اونکی جان چھوڑ دی۔ اب یہان سے آگے بڑھ کر بھٹنیر کے قلعہ پاس پہنچا۔ جہان اجودہن اور دیبال پور کے آدمی بھاگ بھاگ کر بہت سے جمع ہوگئی تھے۔ یہان کا راجہ دولی چند تھا۔ اور راجپوت جو بڑے سپاہی اس ملک کے ہین اوس پاس جمع تھے۔ امیر تیمور نے قلعہ پر حملہ کیا۔ راجہ نے مقابلہ کیا۔ مگر جب قلعہ کو نہ سنبھال سکا۔ تو اوس نے سیدون کو امیر تیمور پاس بھیجا۔ اور امن کی درخواست کی۔ ان سیدون کا پاس خاطر اوسکو ایسا تھا کہ اونسے سپاہ کو قلعہ سے علیحدہ کرلیا۔ مگر دولی چند نے وعدہ صبح کے حاضر ہونیکا پورا نکیا۔ اسلئے امیر نے دوبارہ حملہ کا حکم دیا۔ جب راجہ کا پھر قافیہ تنگ ہوا۔ تو فصیل پر مع سپاہ کھڑا ہوا۔ اور گڑگڑاکر اور ہاتھہ جوڑکر کہنے لگا کہ ہم پر رحم کر۔ امیر نے اس نظر سے کہ فتح سے رحم کرنا اچھا ہوتا ہے۔ اوسکی درخواست قبول کرلی۔ شام کو دولی چند نے بیٹے کو امیرون کے ساتھہ امیر تیمور پاس بھیجا۔ اور

عرب کے گھوڑے پیشکش کے لئے بھیجے۔ اس لڑکے کی امیر نے بڑی خاطرداری کی
۔ اور اوسکو حکم دیا کہ باپ پاس جاؤ۔ اور اوس سے کہو کہ پہلی طرح دھوکہ نہ دے۔ اور خود
حاضر ہو۔ اسمین اگر توقف ہوگا تو پھر وہ دیکھے گا کہ کیا سے کیا ہوتا ہے۔ بیٹا باپ پاس گیا
اور یہہ حکم سنایا۔ اب راجہ چارناچار اطاعت کے لئے امیر تیمور کے پاس آیا۔ اور تحفہ تحائف
پیشکش کے واسطے لایا۔ امیر نے اوسکو خلعت عنایت کیا۔ دیپال پور کے لوگون کو جنہون نے
مسافر قبول کے خون سے ہاتھہ رنگے تہے۔ اونکو سزا دینی شروع کی۔ کسی کی گردن اڑادی
کسیکے پیرون مین زنجیر پڑتی۔ بال بچے اونکے لونڈی غلام بنائے جاتے۔ ان سزاؤنکو
دیکھکر دولی چند کا بیٹا اور اوسکے مصاحب ایسے گھبرائے کہ قلعہ مین بھاگ گئے اور دروازہ
بند کر لئے۔ اور راجہ کو خیمے مین امیر تیمور کے چھوڑ گئے۔ اس حرکت پر امیر تیمور کو غصہ آیا
۔ اوس نے راجہ کو قید کیا۔ اور سپاہ کو حکم دیا کہ قلعہ کے اینٹ سے اینٹ بجا دین۔
غرض اسطرح کئی دفعہ صلح اور لڑائی ہوئی۔ غالب و مغلوب کے درمیان ایسی غلط فہمیان
وقوع مین آئین کہ تمام باشندے مارے گئے۔ اور ساری آبادی مین آگ لگائی گئی۔
اور سب کچھہ خاک مین مل گیا ؛:

دہلی کی طرف کوچ

اب امیر تیمور سمانہ کی طرف روانہ ہوا۔ یہان پہلے ہم لکھہ چکے ہین کہ وہ اپنی فوج کا
بڑا حصہ روانہ کر چکا تہا۔ راہ مین جو شہر پڑا۔ اوسکو فتح کیا۔ اور باشندون کو قتل کیا
سرستی اور فتح آباد پر بہی مصیبت پڑی۔ رستہ مین جنگلون کے اندر جاٹون سے خوب
لڑائیان ہوئین۔ اور راہ زنون کی گردنین اڑین۔ اوسکے خوف کے مارے جہان وہ جاتا
لوگ گہر بار چہوڑ چہاڑ بہاگ جاتے۔ اسلئے قتل عام کی ضرورت نہ پڑتی۔ مگر باوجود

اسکے بھی بہت سی مصیبتین آدمیون پر پڑین۔ غرض اسیطرح غارت اور برباد کرتا ہوا پانی پت مین آیا۔ یہان لشکر کو جمع کرکے حکم دیا کہ اب آگے قواعد سپاہ کے موافق لشکر کا کوچ ہو۔ اور دسمبر سنہ الیہ مین دہلی کے قریب لونی مین پہنچا۔ اور یہان کے قلعہ کو فتح کیا۔ اور سب ہندؤن کو قتل کیا۔ اور اون کے گھرون مین آگ لگا دی۔ اور جہان نما کے سامنے دریا کے دوسری طرف خیمے ڈیرے جمائے +

دہلی کی فتح کی تیاری

اب بادشاہ دہلی کے فتح کرنے کے منصوبے سوچنے لگا۔ امیر جہان اور امیر سلیمان کو جھونپے حصہ دہلی کے روانہ کیا۔ اور خود سات سو سوار لیکر جمنا پار اوترا۔ اور تمام جہان نما کی عمارتون کی سیر کی۔ اور ایک میدان جنگ تجویز کیا۔ اسی اثنا مین جاسوس خبر لائے کہ سلطان ناصر الدین محمود اور ملو اقبال خان چار ہزار سوار اور پانچ ہزار پیدل اور ستائیس جنگی ہاتھی لیکر باغیون سے لڑنے کے لئے نکلے ہین۔ امیر تیمور خود لشکر مین چلا آیا۔ اور تین سو سوارون کو لڑنے کے لئے چھوڑ آیا۔ اور پھر یہان سے اور امداد بھیجی۔ بھلا دہلی کی فوج جو گنتی مین تھوڑی اور نامردی مین بہت تھی۔ اس تیمور کے کارآمدہ سپاہ کے برابر کیا ٹھہری رہتی۔ ملو اقبال خان کا اقبال امیر تیمور کے سامنے پیش نہ گیا۔ ادبار نے اوس کو پیچھے ہٹایا +

قیدیون کا قتل ہونا

جب یہہ لڑائی ہو رہی تھی تو امیر تیمور کے بعض تجربہ کار سپہ سالارون نے کہا کہ جب سے ہم دریا سندھ سے چلے ہین۔ آج تک ایک لاکھہ ہندو قیدی ہمارے لشکر کے ساتھہ ہو گئے ہین۔ جس روز دلی کے بادشاہ سے لڑائی ہو رہی تھی۔ اوسدن اونکے

چہرہ نہایت بشاش معلوم ہوتے تہے - انسانہ ہو کہ سب متفق ہو کر قصبہ سے نکل جائین اور بادشاہ دہلی سے جا ملین - اور سب بہیر بنگا کو لوٹ لین - قواعد جنگ کا یہہ اقتضا بہی نہین ہے کہ اونکو چہوڑ دیجے - اسپر امیر تیمور نے حکم دیا کہ پندرہ برس کی عمر سے جو زیادہ ہو وہ تلوار کے حوالہ کیا جائے - اور جو شخص اونکی گردن اوڑانے مین دریغ کرے وہ بہی اونکے ساتہہ قتل کیا جائے - اور مال اسباب اوسکا اوس مخبر کو ملے جو قصوروار کی اس تقصیر کی خبر دے - غرض اس حکم نے اون لوگون کے ہاتہہ سے جنہون نے مرغی کے گلے پر کبہی چہری نہ پہیری تہی آدمیون کے گردن کٹوائی - اب قیدیون کی تعداد مین اختلاف ہے ملفوظات تیموری مین ایک لاکہہ قیدی لکہے ہین - ظفرنامہ مین پچاس ہزار - غرض تعداد علی العموم فارسی تاریخون مین پایہ اعتبار سے ساقط ہوتی ہے +

سلطان محمود کی شکست

اب سلطان محمود دہ ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادے اور ایک سو پچیس ہاتہی لیکر دلی سے باہر امیر تیمور سے لڑنے کیواسطے نکلا - ان ہاتہیون پر خود رکہے ہوئے تہے اور اونمین رعد انداز اور آتش بار بیٹہے ہوئے تہے - امیر تیمور بہی ایک ٹیلہ پر اس لڑائی کی سیر کو جا بیٹہا - اور خدا کی درگاہ مین اپنے لشکر کی فتح کے لئے دعائین مانگنے لگا - یہہ سب ہاتہی تاتاریون کے تیرون کی بوچہاڑ کے سامنے نہ ٹہہر سکے - اور ساری فوج دلی کی بہاگ گئی - سلطان محمود نے گجرات کا رستہ لیا - اقبال خان بران کی جنگلون مین بہاگا دو بیٹے اوسکے قید ہو گئے - اب امیر تیمور عیدگاہ مین آکر اترا - وہان سب مشائخ اور علما روسا دلی کے حاضر ہوئے - اور امن امان کے طالب ہوئے - امیر تیمور نے اس درخواست کو قبول کر لیا - آٹہوین ربیع الاول ۸۰۱ھ مطابق ۱۷ دسمبر ۱۳۹۸ء کو دلی کے جامع مسجد مین

امیر تیمور کا نام خطبہ مین پڑہا گیا۔ اور ہندوستان کا بادشاہ پکارا گیا۔

دہلی کی تباہی

دہلی کی تباہی کی مختلف داستانین مورخون نے اپنی کتابون مین لکہی ہین۔ مگر سب سے زیادہ ترجو بات قابل اعتبار کے ہے اوسکو ہم لکہتے ہین۔ ۱۷۔ جمادی الاول ۸۰۱ھ کو کئی اسباب مفصلۂ ذیل ایسے جمع ہوگئے کہ امیر تیمور کی بہت سی سپاہ شہر کے اندر گہس گئی اول سبب یہہ تہا کہ جو سپاہ امیر کے دروازون پر حفاظت کیواسطے متعین تہی۔ وہ شہر کے آدمیون کو اپنی دست درازی سے بڑا تنگ کر رہی تہی۔ امیر تیمور نے اس دراز دستی کے انسداد کے واسطے امیرون کو بہیجا۔ جنکے ساتہہ سپاہیون کا ہونا لوازمات امارت سے تہا دوم امیر تیمور کی اجازت سے اوسکی بیگمین قصر ہزار ستون کی سیر کو آئی تہین۔ اونکے جلو مین بہی سپاہ آئی تہی۔ سوم جلال الاسلام اور اور دیوان مال امانی کے جمع کرنیکے واسطے سپاہ کو ہمراہ شہر مین لائے تہے۔ چہارم کئی ہزار سپاہی اناج تیل شکر آٹا خریدنے کے واسطے شہر مین موجود تہے۔ پنجم چارون طرف سے ہندو دولتین لے لیکر اس شہر مین خوف کے مارے آگئے تہے۔ اونکی تلاشی اور گرفتاری کے واسطے سپاہ امیر تیمور نے بہیجی تہی۔ غرض آج کے دن امیر تیمور کی سپاہ کا ازدحام دہلی مین ہو رہا تہا۔ جب سپاہیون نے بہگوڑے ہندو نلو گرفتار کیا۔ تو وہ تلوار ہاتہہ مین لے سامنے کہڑے ہوئے۔ اور خوب جان لڑا کر لڑے اسطرح ایک ہنگامہ کارزار گرم ہوگیا۔ جہان پناہ اور سیری سے لیکر پرانی دلی تک ہر جگہ ایک آگ لگ رہی تہی۔ ترکون کے مقابلہ کرنے مین ہندؤن نے بہی کوتاہی نہ کی۔ عورتون بچون کو مارا اور مال سمیٹنے مین آگ لگا خوب دل کہول کر لڑے۔ مگر سب مارے گئے۔ ہرچند امیر سپاہ کو شہر مین نہ جانے دیتے تہے۔ مگر ایسے ہنگامون مین کون کسکی سنتا ہے

بدہ جمعرات کو پندرہ ہزار ترک شہر مین قتل کرتے رہے - اور جمعہ کے دن تو ساری فوج امیر کی شہر پر پل پڑی - سوا قتل اور غارت کرنے اور اسیر کرنے کے کچھہ اور کام نتہا ہفتہ کے دن بھی یہی حال رہا - اور دولت اور مال اسباب کا کچھہ حساب نتہا - اتوار کے دن ایک جماعت ہندؤن کی جامع مسجد مین پرانی دلی بہاگ کر چلی گئی - وہانسے بھی امیر تیمور نے سپاہ کو بھیجکر انکو نکلوایا - اور آج پرانی دلی پر بھی ہاتھہ پڑ گیا - غرض پانچ دن تک یہی کیفیت رہی - امیر تیمور اسوقت عیدگاہ مین جشن اوڑا رہا تہا - اب ترکون پاس قیدیون کا یہہ حال تہا کہ بعض پاس سو سو قیدی - اور شاید کوئی ایسا بچا ہوگا کہ جس پاس بیس قیدی ہون اور مال اسباب کا کچھہ حساب نہ تہا - امیر تیمور نے حکم دیا کہ ان قیدیون مین سے کاریگر منتخب ہون - اور امراء پاس مختلف مقامات مین بھیجے جائین ان کاریگرون مین سے سنگ تراش اور معمار دنکو سمرقند بھیجا - وہان اوسکو ایسی مسجد بنوانی تہی جیسی کہ اوسنے فیروز شاہ کے مسجد جمنا کے کنارہ پر سنگ مرمر کی بنی ہوئی دیکھی تہی - غرض جب امیر تیمور کو یہہ خیال آیا کہ دلی مین امن ہو تو گہوڑے پر سوار ہوا سیری شہر کے گرد پھر کر پرانی دلی مین آیا - اور پھر جہان نما مین پھرا - اور جامع مسجد مین آیا - وہان فضلا اور علما اور سادات سے بہ تواضع اور تعظیم پیش آیا - اور اون سے کہنے لگا کہ میری مرضی نہی کہ دلی یون تباہ ہو مگر یہہ خدا کی مرضی تہی مین مجبور تہا +

اب یہہ امر غور طلب ہے کہ جو مصیبت اور آفت دلی پر آئی اوسکو امیر تیمور کی سفاکی اور بیرحمی سے منسوب کرین یا اوسکی سپاہ خونخوار اور خود سر کے ذمہ لگائین - اگر سب حال پر غور کرین تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ امیر تیمور کی مرضی کے خلاف یہہ کام سپاہ کی خود سری کا تہا - اور اوسکا روکنا خود امیر تیمور کے اختیار سے باہر تہا - امن جب ہی ہوا کہ

فوج لوٹتے لوٹتے اور مارتے مارتے تھک گئی۔ اور کچھ مال اسباب لوٹنے کے واسطے باقی رہا
امیر تیمور دلی مین پندرہ روز رہا۔ اور پانچ روز تک جشن مین مصروف رہا۔

امیر تیمور کی مراجعت ہندوستان سے

امیر تیمور نے اور حملہ آورون کی طرح زرخیز ملک ہنگالہ اور اودہ بہار کی طرف رخ نہ کیا۔ بلکہ وہ اوسی راستہ سے اپنے ملک کی طرف چلا۔ یہان دلی مین کچھ آدمی عالمون اور فاضلون کی حفاظت کے واسطے چھوڑ گیا۔ امیر تیمور باغ پت مین پہنچا۔ وہان میرٹھ کے قلعہ کی استواری اور استحکام کا حال سنا۔ اور معلوم ہوا کہ افغان الیاس نے وہان بہت کچھ سامان اور اسباب جنگ جمع کر رکھا ہے۔ امیر شاہ کو اول امیر تیمور نے میرٹھ روانہ کیا۔ پھر وہ خود اوسکو فتح کرنے گیا۔ اور فتح کر کے خاک کی برابر کر دیا۔ اور گنگا سے پار اوتر کر کنارہ ہردوار تک پہنچا۔ اور وہان گیا جہان گنگا پہاڑون سے علیحدہ ہوتی ہے۔ ان پہاڑون کے نیچے وہ اکیلا تھوڑی سپاہ کے ساتھ ہندوؤن سے بہت لڑائیان لڑا۔ اور ایک دفعہ تو نوبت ایسی آگئی کہ وہ مرتے مرتے بچ گیا۔ ان لڑائیون مین تریسٹھ برس کی عمر مین اوسنے اپنے اوپر جفاکشی اور تکالیف اور مصائب وہ گوارا کئے کہ جو ایک دنے سپاہی گوارا کرتا ہے ان سب لڑائیون مین اوسکو فتح نصیب ہوئی۔ ایک دن تین لڑائیان لڑا۔ اور سب مین کہیت اوسکے ہاتھ رہا۔ یہہ سب کام اوسکے اس پیرانہ سالی مین بڑا تعجب لاتی ہین۔ اسطرح لڑتا بھڑتا پہاڑون کے تلے تلے کوہ سوالک تک پہنچا۔ وہان نگرکوٹ کو فتح کیا۔ یہان کا راجہ اوسسے لڑا۔ زخمی ہو کر قید ہوا۔ اور پھر مسلمان ہوا۔ جب امیر تیمور دلی کو جاتا تھا تو اوسکے خدمت مین شیخ گکھر برخلاف سارنگ خان کے حاضر ہوا تھا۔ اور اسلئے امیر تیمور نے اوسپر التفات کیا تھا۔ مگر شیخ جی کو جب موقع ملا تو حصار لاہور پر قبضہ کر بیٹھے۔ اور اسوقت

امیر تیمور کو بھی دور سے سلام بھیجا - اسلئے امیر نے لاہور کی سمت کوچ کیا - اور اوس کو تسخیر کر لیا - اور شیخ جی کا بھی سر اوڑا دیا - اور دیپال پور اور لاہور کی حکومت خضر خان کے سپرد کی (یہہ خضر خان وہی ہے جو سارنگ خان سے بھاگ کر میوات مین چلا گیا تھا اور امیر تیمور پاس فیروز آباد مین حاضر ہوا تھا) اور پھر کابل مین ہوتا ہوا اپنی دارالسلطنت سمرقند مین پہونچ گیا - اور ۲۰ مارچ ۱۳۹۹ء مطابق ۸۰۱ھ مین ہندوستان کی حدود سے باہر ہو گیا ہندوستان مین وہ آندہی کی طرح آیا - اور بگولے کی طرح چل دیا +

امیر تیمور کی خصائل و عادات

امیر تیمور کا وہ حال جو ہندوستان سے متعلق تہا وہ طالب علمون نے اب پڑہ لیا - اب اون کو سوچنا چاہئے کہ اوسکے اقوال و افعال سے کیا خصائل اور عادات اوسکی ظاہر ہوتی ہین - یا دشاہون کی اوصاف اونکی حرکات اور اعمال سے اخذ کرنی چاہئے - شعرا کے قصائد سے یا دشمنون کی متعصبانہ رای سے یا خود غرضون کی تحریرات سے نہ خیال کرنا چاہئے - غرض کسی کے لکہنے پر کچھہ توجہ نکرنی چاہئے - بلکہ خود مادہ اخذ کا اپنے مین پیدا کرنا چاہئے - امیر تیمور کے کامون سے اس بات مین کوئی شخص شک نہین کر سکتا - کہ وہ بڑا دلیر جوانمرد شجاع تہا ہوشیاری اوسمین کوٹ کوٹ کر بہری تہی - فطرت انسانی سے خوب واقف تہا - آدمیونکی چال ڈہال کو خوب جانتا اور سمجہتا تہا - مگر دغا اور فریب کو ایسی تدبیرون کے ساتہہ کام مین لاتا کہ ہمیشہ اوس سے کامیابی حاصل ہوتی - خدا کی عبادت بہت کرتا تہا - قتل و سیاست مین ہمیشہ مذہبی حرارت کا اظہار کرتا تہا - مگر اوسکے ساتہہ ہی توہمات باطلہ مین مبتلا تہا - اوسکے اقوال سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اچھی گورنمنٹ کے معنی خوب جانتا تہا - ان سب باتون کو اوسنے اپنی قلم سے ترکی زبان مین بہت صاف صاف لکہا ہے - جنکو یہہ شبہ پڑا ہے کہ

یہہ کتاب کسی اور نے لکہی ہے۔ یا اونسے اپنے حکم سے لکہوائی غلط معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ جو حال تیمور کے اوسمین لکہے ہین اونکا کسی اور کے قلم سے نکلنا مشکل ہے۔ وہ سادہ لوحی اور دغا اور فریب کی تدبیرون کے سرسبز ہونے کا بیان فخریہ کے ساتہہ جسطرح لکہا ہے۔ کسی اور کا مقدور نہ تہا کہ وہ اوسکو لکہہ سکتا۔ غرض تیمور ہی عجب ایک تصویر بشری ہے جسمین رنگ برنگ کے عجیب عجیب رنگ نظر آتے ہین۔ اصل خصلت اوسکی یہہ ہے کہ وہ ایک متفنی صاحب فطرت تہا غالب ہے کہ تاتاری جو فتحیاب اور منصور ہوئے اور اون دلیر قومون پر سبقت لیگئے۔ جو جوانمردی اور دلاوری مین اونکے ہمسر تہے اوسکا سبب یہی تہا کہ اون کو مکر و فریب کرنی کی زیادہ عقل تہی + افراد بشر مین امیر تیمور جیسے شریر اور پرتذویر انسان بہوڑ پیدا ہوئے ہین

امیر تیمور اور چنگیز خان کی باہم مناسبت

امیر تیمور اور چنگیز خان کے کامون مین ایک طرح کی مناسبت پائی جاتی ہے۔ جس طرح چنگیز خان نے تاتاریون کو جگہہ جگہہ سے جمع کرکے ملکونکو غارت اور تباہ کیا تہا۔ اسیطرح امیر تیمور نے ادہر اودہر سے تاتاریون کو اکہٹا کرکے آس پاس کے ملکون برباد اور بیچراغ کیا۔ مگر تاتاریون کا لشکر امیر تیمور پاس سقدر نہ جمع ہوا جسقدر چنگیز خان کے پاس اکہٹا ہوا تہا اگرچہ امیر تیمور ذات مین ترک تہا اور اسلام سے مشرف تہا۔ اور سیقدر مہذب ملک مین بہی پیدا ہوا تہا۔ مگر جنگ کی رنگ ڈہنگ ایسے ہی وحشیانہ تہے جیسے کہ چنگیز خان مغل کے تہے۔ دونو انتظام ملکی مین کوتاہ اندیش ایک سے تہے۔ دور اندیشی کبہی دونو کے پاس نہین آئی۔ دونو انسان کی جان کے دشمن تہے۔ مگر چنگیز غضبناک اور سخت بیباک سفاک تہا۔ اور تیمور پرلے درجہ کا متفنی اور حیلہ جو تہا۔ جن ملکون کو امیر تیمور نے فتح کیا اونپر قبضہ رکہنے کا اور سلطنت کرنے کا بہت تہوڑا خیال کیا۔ کچہہ ملک جو اوسکی اولاد کے

ہاتھہ مین رہ گئے - اور سرسبز اور شاداب ہوئے - اوسکا سبب یہہ تہا کہ اس اولاد کی خصلت اور طبیعت امیر تیمور کے خلاف تہی +

امیر تیمور کی فتوحات

امیر تیمور نے ایران اور ماوراء النہر کو فتح کیا - تاتار اور حارجیا اور عراق اور عجم اور روس اور سیبیریا کے بعض حصون کو تباہ اور غارت کیا - بے سبب اور بغیر کسی بہانہ کے ہندوستان کی ٹوٹی ہوئی سلطنت کو لنگڑا لولا بنایا +

دہلی کا حال بعد تیمور کی چلی جانی کی

دلی مین امیر تیمور کے ہاتھہ سے کہان آدمی بچے تہے - مگر جو کچھہ رہ سہ گئے تہے اونکو قحط نے سمیٹنا شروع کیا - اب اس بیچراغ شہر مین بادشاہ بہی کوئی نہ تہا - نصرت شاہ خان ملوا اقبال خان سے ڈرتا ڈرتا دوآبہ سے میرٹہہ مین آیا - یہان عادل خان اوسے ملا - مگر نصرت خان کو اوسکا اعتبار نہ تہا - اسلئے اوسے مقید کرکے اسباب چہین لیا - اور دو ہزار سوارون کو لیکر فیروز آباد مین آیا - اور اس ویران شہر دہلی پر قبضہ کیا - شہابت خان کو ملوا اقبال خان کی سرکوبی کے واسطے برن کی طرف روانہ کیا - مگر رستہ ہی مین زیندار دون نے شب خون اوسپر مارا - اور اوسکا کام تمام کیا - اور ملوا اقبال خان نے سارا اسباب اوسکا سنگوایا - اور پہر دلی پر چڑہہ گیا - نصرت شاہ اوس سے نہ لڑسکا - اور میوات مین بہاگ کر چلا گیا - ملوا اقبال خان کا پہرا قبال دہلی مین چمکا - اوسنے آدمی جو دلی سے ادہر اودہر چلے گئے تہے - اونہون کو جمع کیا - اور پہر ان بیوطنون کو وطن مین آباد کیا - اور شہر سیر ہی پہر سرسبز ہوگیا - دوآبہ پر اوسنے قبضہ کیا - اب یہہ وقت طوالف الملوکی کا تہا - جو ملک جسکے قبضہ مین تہا وہ اوسکا اپنے تئین مطلق العنان بادشاہ سمجہتا تہا - گجرات مین عظم خان

ظفرخان کا ڈنکہ بجتا تہا۔ مالوہ مین دلاورخان دلاوری سے فرمان روا تہے۔ قنوج اور اودہ اور کڑہ اور جونپور مین سلطان الشرق خواجہ جہان جہانداری کر رہے تہے۔ لاہور دیپالپور ملتان مین نائب امیر تیمور کی شاہی خضرخان کر رہے تہے۔ سمانہ مین غالب خان اور بیانہ مین شمس خان اپنا سکہ جما رہے تہے۔ کالپی مہوبہ مین محمد خان بن ملک زادہ فیروز کا قبضہ تہا۔ اسیمین ایک دوسرے پر اعتبار اور اعتماد نتہا۔ ایک کو دوسرا کہائے جاتا تہا۔ ملوخان بہی ان امیرون کو اپنی اطاعت مین لانیکی تدبیرین کر رہا تہا۔ اور میدان مین لڑتا تہا۔ کسی کو شکست دیتا تہا۔ کسی سے شکست کہاتا تہا۔ اوسنے ناصرالدین محمود شاہ کو جونپور سے بلوہ مین تہا بلالیا۔ اور دوبارہ دلی کے تخت پر ۸۰۴ھ ۱۴۰۱ء مین بٹہاؤنگا۔ اب محمود شاہ نے ساری سلطنت کے کامون کو ملوخان کے سپرد کر دیا۔ خود چپکا ہو بیٹہا۔ اب ان ملکون کے صوبہ دارون مین لڑائیان ہوتی رہین۔ بادشاہ اس کشمکش مین رہا کہ کبہی اسطرف اور کبہی اوسطرف۔ یہہ بادشاہ قنوج مین تہا کہ ملوا قبال خان کا جواب آیا تو ملتان پر خضرخان سے لڑنے چلا گیا۔ یہان شکست ہوئی زخم لگا پکڑا گیا۔ سلام خان نے اوسکا سر تن سے جدا کر کے خضرخان کے پاس بہیجدیا۔ پہر ناصرالدین محمود شاہ کو قنوج سے بلاکر امیرون نے ۸۱۴ھ ۱۴۱۲ء تخت پر بٹہایا۔ دولت خان دوآبہ کا فوجدار مقرر ہوا۔ بادشاہ کیا تہا ایک کٹہ پتلی تہی کبہی اسکے ہاتہہ مین کبہی اوسکے ہاتہہ مین۔ لڑائیون مین ادہر اودہر مارا پہرتا تہا۔ وجود ان سب انقلابون کے بیس برس کئی مہینہ نام کا بادشاہ رہا۔ اور پہر مریض ہوا اور موت نے اس دنیا کی کشمکش سے رہائی دی۔ اب دولت خان لودہی اوس کا جانشین ہوا +

دولت خان لودہی

جب محمود تغلق کا انتقال ہوا تو امراے اپنا حاکم دولت خان لودی کو بنایا۔ اوسنے کوئی خطاب بادشاہی اختیار نہ کیا۔ اور نہ لوازم شاہی کو اپنے واسطے لازم جانا۔ ملوخان کی طرز پر حکومت کرتا رہا۔ مگر کوئی شخص براے نام بادشاہ تخت پر نہ بٹھایا۔ سکہ مین نام فیروز شاہ کا یا اوسکی اولاد مین سے کسی کا ہوتا تہا۔ سیدون کی عملداری مین بہی سکہ کا بہی رنگ ہا۔ اسسے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ خاندان تغلق کے ساتہہ لوگون کو عجب موانست ہوگئی تہی۔ یہی طریقہ اول اول انگریزون نے بہی اختیار کیا تہا۔ کہ اپنے سکہ مین شاہ عالم کا نام اور سنہ جلوس درج کیا تہا۔ اب پندرہ مہینہ دولت خان کی حکومت گذرے تہے کہ خضر خان دلی پر چڑہ آیا۔ اور دولت خان کی دولت حکومت چہین لی۔ اور دلی سے نکال باہر کیا۔

فصل ہفتم

سیدون اور لودیون کی سلطنت

خضر خان

صاحب طبقات محمودی اور صاحب تاریخ مبارک شاہی نے خضر خان کے نسب کو حضرت رسالت پناہی صلعم سے منسوب کیا ہے۔ وہ ملک سلیمان کا بیٹا تہا۔ اور ملک سلیمان کو ملک مروان حاکم ملتان نے متبنی کیا تہا۔ جب وہ مرگیا تو ملک شیخ باپ کا جانشین ہوا۔ مگر موت نے بہت جلد اوسکو اس دنیا سے رخصت کیا باپ پاس پہنچا دیا۔ تو اس متبنی ملک سلیمان کے ہاتہہ حکومت ملتان کی آئی۔ اور پہر وہ خضر خان کی وراثت مین پہنچے۔ پہر سارنگ خان نے ملتان چہین کر خضر خان کو میوات مین بہگا دیا۔ امیر تیمور نے جب دہلی کو فتح کیا۔ اور یہہ خضر خان اوس پاس آیا۔ تو اوسنے پنجاب اور ملتان مین

پھر حاکم اوسکو مقرر کیا - پھر اوسنے دلی کو فتح کر لیا - اور یہہ سید بادشاہ اول ہی دل
۸۱۷ھ سنہ ۱۴۱۴ء مین تخت نشین دلی ہوا - خضر خان کو یہہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اوسکا امیر حنکا
استحقاق سلطنت کا اوسسے زیادہ تہا اوسپر رشک اور حسد نہ لیجائین - اسلئے اوس نے
باوجود مستعداد شاہی اور اسباب ملک داری کے اپنے تئین امیر تیمور کا نائب مشہور کیا
اور کبھی اپنے نام کے ساتہہ بادشاہ کا اطلاق نہ کیا - اور سکہ مین امیر تیمور کا اول اور
پھر مرزا شاہرخ بن امیر تیمور کا نام درج کیا - خطبہ مین نام اول امیر تیمور اور مرزا شاہرخ
کا پڑہا جاتا - پھر آخر کو نام خضر خان کا ہوتا - اب اوسنے ملک الشرق ملک تحفہ کو تاج الملک
کا خطاب دیکر وزیر مقرر کیا - یہہ وزیر توسیع ملک مین ساعی رہا - اول کٹہیر کے شرنگو
ٹہیک بنایا - وہان سے سرگ دواری مین آیا - یہان سے اٹاوہ کے مفسدونکو مٹایا
جلیسر جنیواڑہ کی راجہ کے قبضہ سے چہڑایا - پھر گوالیار اور بیانہ روانہ ہوا - اور وہان کے راجہ
سے باج لیا - سرہند مین جو فساد کہڑا ہوا تہا - اوسکو مٹایا - غرض وزیر بادشاہ دونون کا یہہ
حال رہا - کبھی کٹہیر کبھی گوالیار - کبھی بدایون کبھی سنبہل - یہان محصول وصول کیا وہان
کسی سرکش کا سر کاٹا - دلی کے سوا کوئی ضلع اور صوبہ بادشاہ کے قبضہ و تصرف
مین نہ تہا - وزیر یارا مارا ادہر اودہر پڑا پہرا - اگر ایک طرف کچہہ ملک ہاتہہ لگا تو دوسری طرف
سے نکل گیا - خضر خان خود بہی صوبہ داردن سے روپیہ وصول کرتا رہا - اور اطاعت کے واسطے
مجبور بنا تا رہا - مگر نہ وزیر سے کچہہ ہوا نہ بادشاہ سے - بلکہ خود صوبہ ملتان اور پنجاب مین
جو میراث مین پہنچا تہا خلل انداز پیدا ہو گئے - غرض وسکے عہد سلطنت مین نہ سلطنت کی
نمائش اور نہ ملک کی افزائش ہوئی - صوبہ جالندہر مین باج واڑہ مین ایک شخص نے
اپنے تئین سارنگ خان بنایا - اور فساد برپا کیا - اسوبہ یعنے روپڑ کے آدمی اوسکے ساتہہ

شریک ہوئے۔ ارطغان ترکہ بچہ نے فریب سے اوسکو مار ڈالا۔ پھر خضر خان نے میواتیونکو شکست دی۔ اب وزیر مر گیا۔ بادشاہ گوالیار گیا۔ اور آخر کار بادشاہ بیمار ہوا۔ اور ۱۵ جمادی الاول ۸۲۴ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۴۲۱ء کو آب قنا پیکر ملک بقا کو تشریف فرما ہوا۔ اور سات برس سلطنت کر گیا۔ جو ملک اس بادشاہ کے قبضہ مین آیا وہ اوسکی سلطنت سے سرسبز و شاداب ہوا۔ مگر کوئی اور صوبہ اوسکو نیا ہاتھ نہ آیا۔

سید مبارک شاہ کی سلطنت

خضر خان نے روز وفات سے تین روز پہلے مبارک خان کو ولیعہد مقرر کیا تہا۔ باپ کے مرنے کے بعد اوسی روز یا تیسرے روز سب امیرون نے متفق ہو کر اوسکو تخت سلطنت پر بٹہایا۔ اور معز الدین ابو الفتح سلطان مبارک شاہ کا خطاب مقرر کیا۔

گہکرون سے لڑائی

شیخا گہکر کا پہلے کام تمام ہو چکا تہا۔ اب اوسکی جگہہ جسرت گہکر قائم مقام ہوا۔ اوسنے سلطان علی بادشاہ کشمیر کو پکڑ لیا اور بہت سے آس پاس کے سردارون کو اپنے ہمراہ کر لیا۔ اور لاہور اور پنجاب کو دبا بیٹہا۔ اور دہلی کے لینے کا تہیہ کیا۔ اور دریاے ستلج سے پار اوترا۔ اور دغا سے جالندہر لے لیا۔ اور پہر لدہیانہ مین آ پہونچا۔ اور بادشاہ سے لڑنا شروع کیا۔ کبہی بہاگ جاتا کبہی پہر سامنے آجاتا۔ غرض یہہ فساد بادشاہ کی آخر سلطنت تک بالکل نہ مٹا۔ اوسنے بادشاہ کو بہت تکلیف پہونچائی۔ پنجاب اور لاہور مین ایک زلزلہ ڈال دیا۔ امن چین نہ ہونے دیا۔

کٹہیر و گوالیار کی مہم

اب بادشاہ نے ایک تحفہ سے وزارت لیکر سرو الملک کو وزیر کیا۔ اور خود کٹہیر مین گیا۔

اور وہان کے متمردون کو ٹھیک بنایا۔ اور روپیہ وصول کیا۔ اور اُماوہ کو تسخیر کیا۔ اور پھر بادشاہ دلی مین آیا۔ اور سلطان ہوشنگ والی مالوہ نے گوالیار کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ بادشاہ اس جنگ کے انصرام کے واسطے گوالیار روانہ ہوا۔ مگر سلطان ہوشنگ نے ایک ہی شکست پاکر بادشاہ کی اطاعت قبول کی۔ اور بادشاہ چنبل کے کنارہ پر مقیم رہا۔ پھر ۸۲۷ھ ۱۴۲۴ء مین دلی کے اندر آیا۔ اور پھر کٹہیر مین راجہ ناہر کی سرکوبی کے واسطے گیا۔ اس راجہ نے بھی اطاعت اختیار کی +

میواتیونکی سرکشی اور سلطان الشرق کے لڑائی اور سرنگاؤں

اب میواتیون نے سر اوٹھایا۔ بادشاہ اونکے لڑنے کے واسطے گیا۔ محمد خان حاکم بیانہ نے سر اوٹھایا۔ اوسکے تعاقب مین فوج روانہ ہوئی۔ اب یہہ خبر آئی کہ ابراہیم شاہ سلطان الشرق کالپی کے لے لینے کے ارادہ سے آتا ہے۔ قادر شاہ امیر کالپی نے قاصد دہلی دوڑائی۔ بادشاہ نے بیانہ کی مہم موقوف کرکے سلطان ابراہیم کے مقابلہ مین آیا۔ سلطان ابراہیم نے مہوبہ لیا تہا۔ بدایون کا قصد تہا۔ اور اُماوہ کے واسطے بہی اوسکی فوج روانہ ہوچکی تہی۔ غرض ان دونو بادشاہون مین چندہ مین لڑائی ہوئی۔ اور دوپہر سے شام تک ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ مگر رات ایسی بیچ مین آگئی کہ صبح کو سلطان ابراہیم جونپور کو روانہ ہوا۔ مبارک شاہ گوالیار گیا۔ اور وہان کے راجہ سے پیشکش لیکر پھر بیانہ کی طرف متوجہ ہوا۔ محمد خان نے ہرچند ہاتہہ پاؤن پیٹے مگر بادشاہ کے سامنے کچہہ نہ چلی۔ اور سلطان شرقی کی بہی امید نہ رہی اسلئے اطاعت اختیار کی۔ پھر سرہند مین فولاد غلام نے سرکشی اختیار کی اوسکے دبانے کا اہتمام ہوا۔ اور اوسکو ایک قلعہ مین گہیر لیا۔ کہ اتنے مین ایک اور گل کہلا +

امیر کابل سی لڑائی

سلطان مبارک شاہ نے اپنے باپ کا طریقہ مدارات کا امیر شاہرخ سے نہ رکھا تھا۔ اوسکے حکم سے امیر شیخ علی کابل سے آیا۔ گکھڑ اوسکے رستہ مین مل گئے۔ اوسنے بیاس سے عبور کیا اور تمام قلعون اور شہرون پر قابض ہو کر تاخت و تاراج کیا۔ وہ سرہند مین آیا۔ پادشاہ کے امیرون نے اوس سے مقابلہ کرنا شروع کیا۔ فولاد غلام امیر شیخ علی سے جا ملا۔ اور اوس پاس بہت سا روپیہ بھیجا۔ اور اپنے اہل عیال کو سپرد کیا۔ اور قلعہ کے استحکام مین زیادہ ساعی ہوا۔ امیر شیخ علی اب ستلج سے پار اوترا۔ اور لاہور مین آیا۔ اور یہان سے دیپال پور مین گیا۔ راستہ مین جہان آبادی دیکھتا اوسے برباد کرتا۔ ہزارون ہندوؤن کو اوسنے قتل کر ڈالا۔ اور راوی سے اوتر کر جہلم کی آبادی کو غارت کیا۔ ملتان کے قریب پہنچا۔ یہان عماد الملک اسلام خان اوس سے خوب لڑا۔ مگر شکست پا کر خیر آباد مین آیا۔ اب یہان دونون مین لڑائیان خوب ہوتی رہین۔ پھر دہلی سے عماد الملک اسلام خان کی کمک آگئی۔ اوسنے امیر شیخ علی کو شکست دیدی۔ اور جو کچھ اوسنے ہندوستان سے لیا تھا۔ وہ سب کچھ اوٹا چھین لیا۔ اور وہ تھوڑے آدمیون کے ساتھ کابل کو روانہ ہوا اسلام خان نے اوسکا تعاقب دور تک کیا۔ مگر پھر ملتان کو اوٹا چلا آیا۔ اب پادشاہ کو عماد الملک کی اس فتح نمایان سے وہم پیدا ہوا۔ اوسکو دہلی مین طلب کیا۔ جسپر گکھڑ نے ملک تحفہ کو اسیر کر کے پھر لاہور لے لیا۔ اور پنجاب مین فتنہ عظیم برپا کر دیا۔ اور امیر شیخ علی کو پھر پیغام سلام بھیجکر انتقام پر آمادہ کیا۔ اور پھر وہ کابل سے ملتان کے آس پاس آگیا اور فولاد غلام بھی اوسسے سرہند مین آکر مل گیا۔ غرض اس فساد عظیم کے فرو کرنیکے واسطے سلطان مبارک شاہ کے خود ڈیرے خیمے باہر شہر سے قائم ہوئے۔ ملک سردار الملک

وزیر کو لاہور کی حکومت سپرد ہوئی - وہ لاہور کی طرف روانہ ہوا - غرض اب سارا عہد سلطنت سلطان مبارک کا اسی جھگڑے مین بسر ہوا - اور امیر شیخ علی پھر لوٹ مار کرکے کابل کو چلا گیا - پادشاہ نے کچھ امیرون اور سردارون مین ایسی تغیر و تبدل کی جسکے سبب سے وہ اوسکی جان کے دشمن ہوگئے - اور موقع کی تلاش مین رہے - اس پہلے مالش پادشاہ نے کوئی برائی ان امیرون کے ساتھہ مین نہین کی تہی - فقط اونکی جاگیرون کا تغیر و تبدل کر دیا تہا +

پادشاہ کی وفات

اس پادشاہ نے جمنا کے کنارہ پر خراب آباد کی جگہہ مبارک آباد ایک شہر آباد کیا - اور اوسکے آباد کرنے مین نہایت اہتمام کیا تہا - جمعہ کے دن ۱۹ - رجب ۸۳۷ھ مطابق ۱۹ جنوری ۱۳۳۴ء کو بہوڑے آدمیون کے ساتھہ اس شہر مین آیا - اور نماز جمعہ کا تہیہ کر رہا تہا - کہ سرور الملک نمک حرام کی سازش سے ایک جماعت ہندو نے اوسکو گہیر لیا - اور فرق مبارک پر ایک تلوار ایسی لگائی کہ کام تمام ہوگیا - پادشاہ نے تیرہ سال تین مہینہ سولہ روز سلطنت کی اس پادشاہ نے افزائش سلطنت مین نہایت لیاقت اور ہوشیاری ظاہر کی - اور اخلاق اوسکا ایسا تہا کہ ساری عمر مین ایک کلمہ فحش اوسکے منہ سے نہ نکلا - ہمیشہ نظر اوسکی انصاف پر رہتی تہی - اور نظام ملکی مین حتے الوسع کوشش کی - مگر وقت ایسا سخت تہا کہ نتیجہ اوسکا ظہور مین نہ آیا -

محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان

امیرون نے جمعہ روز سلطان مبارک شاہ کو شربت شہادت چکہایا - اوسی روز محمد خان کو تخت سلطنت پر بٹہایا - محمد خان خضر خان کا پوتا فرید خان بیٹا مبارک شاہ کا پہنچا تہا -

سرور الملک وزیر کا فرمنعت بالکل مختار ہوا۔ اس وزیر نے یہہ بادشاہ اسلئے بنایا تہا۔ کہ اصل مین مین بادشاہ ہون۔ اور ظاہر مین برائے نام محمد شاہ بادشاہ ہو۔ اور جب مع قتح ملے اوسکو بہی باپ پاس بہجواؤن۔ اور خود بالاستقلال بادشاہ بنجاؤن۔ مگر امیرون کو اس کام سے اوسکے نفرت ہوئی۔ اور سب نے اتفاق کرکے اس وزیر کا پہلے ہی کام تمام کیا۔ بادشاہ نے اول اول کچہہ سلطنت کی کامون مین اپنی لیاقت دکہائی۔ مگر آخر کو اوسنے تمام کام سلطنت کا امیرون وزیرون کے حوالہ کیا۔ خود عیش اور عشرت مین مصروف ہوا۔ پہر اوس نے خبر نہ لی کہ کہان ملک ہے اور کدہر دولت ہے۔ یہہ وقت ایسا نہ تہا کہ ایسا کمزور بادشاہ عنان سلطنت کو سنبہال سکتا۔ ملک بہلول اپنے چچا اسلام خان کے مرنے کے بعد سرہند کا حاکم ہوا۔ اور بادشاہ کے حکم بغیر دیبال پور پر اور لاہور پر قبضہ اور تصرف کیا اور پنجاب مین شرق کی جانب مین پانی پت تک ملک لیا۔ گویا دلی کے دروازہ پر اوسکا پانؤن جم گیا۔ بادشاہ نے اوسکے رفع کرنے کے واسطے لشکر بہیجا۔ ملک بہلول اوسکے سامنے نہ ٹہہر سکا۔ اور بہاگ گیا۔ جب لشکر شاہی دہلی مین پہر گیا۔ وہ پہر اس ملک پر قابض ہوگیا۔ بادشاہ نے حسام خان کو لڑنیکے لئے بہیجا۔ مگر اوس نے بہلول سے شکست فاحش کہائی۔ اور اولٹا دہلی مین بادشاہ پاس آیا۔ ملک بہلول نے بادشاہ پاس پیغام بہیجا۔ کہ اگر حسام خان کو آپ مارڈالئے اور حمید خان کو وزیر بنائے تو میں اطاعت کے لئے حاضر ہون۔ اس احمق بادشاہ نے حسام خان کو مارڈالا اور حمید خان کو وزیر بناکر حسام خان کا خطاب دیا۔ جب بادشاہ کا یہہ حال زبون معلوم ہوا۔ ہر طرف ممالک پر امراء قابض ہونے لگے۔ ابراہیم شاہ شرقی نے بہت سا ملک لیا۔ سلطان محمود خلجی سلطان مالوہ نے قصد دہلی کے تسخیر کا کیا۔ اور ۸۴۴ھ دہلی سے دو کوس پر آگیا

اسوقت محمد شاہ نہایت مضطرب ہوا۔ اور کوئی چارہ کار سوا اسکے نظر نہ آیا کہ ملک بہلول کو منت سماجت کرکے بلایا۔ وہ بیس ہزار سوار لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ مگر سلطان محمود خلجی سے بادشاہ خود لڑنے کے لئے باہر نہ نکلا۔ اور امیرون کو حکم لڑنے کا دیا اور کہدیا کہ میری سواری کی کچھہ ضرورت نہین ہے۔ وہان سلطان علاء الدین خلجی نے بھی جب دیکھا کہ بادشاہ خود لڑنے کو نہین آیا۔ تو غیاث الدین اور قدیر خان اپنے بیٹون کو لڑائی کے لئے بھیجدیا۔ دونو لشکرون مین خوب لڑائیان ہوئین۔ مگر ان لڑائیون سے کچھہ فیصلہ نہوا۔ بلکہ دونو بادشاہون نے اپنا اپنا نقصان دیکھکر صلح کا ارادہ کیا۔ اور بغیر صلاح اور مشورہ کے سلطان محمد شاہ نے پیغام صلح کا شاہ مالوہ پاس بھیجا۔ وہ اس تمنا مین بیٹھا تھا۔ اوسنے قبول کیا۔ مگر ملک بہلول نے بادشاہ کی اس حرکت پر بہت پیچ و تاب کھائے۔ اور مالوہ کی فوج کا تعاقب کیا۔ اور بہت سے سپاہیون کو مار ڈالا۔ اور بہت سا مال لوٹ لیا۔ بادشاہ اس کام سے بہلول کے ایسا خوش ہوا کہ اوسکو اپنا بیٹا بنایا۔ اور خان خانان کا خطاب دیا۔ بادشاہ نے جو صلح کا خود پیغام بھیجا اسے وہ امراء کی نظرون سے گر گیا۔ اور ۸۴۵ھ ۱۴۴۱ء مین بادشاہ سمانہ مین آیا۔ لاہور اور دیپال پور کی حکومت ملک بہلول کو اس نظر سے دی کہ وہ گکھڑون کے جرات کو ٹھیک بنائے۔ ملک بہلول اپنے لاہور مین بہت سے افغان جمع ہوگئے۔ اور ملک جسرت نے بھی اسے صلح کرلی۔ اور اوسکو دلی کی بادشاہت لینے کی سوجھائی۔ اسپر بہلول کے دل مین بھی بادشاہی کے واسطے کلول اوٹھے۔ اور بغیر کسی ظاہری سبب کے اوسنے سلطان محمد شاہ سے مخالفت اختیار کی۔ اور اس کے تہیہ کے واسطے لشکر کشی کی۔ اور دہلی کا محاصرہ کیا۔ مگر بے نیل مرام پھرنا پڑا۔ اب سلطان محمد شاہ نے اور بھی سستی اور کاہلی اختیار کی۔

لوگون کا دل اوسسے پھر گیا۔ اور امیران بیانہ نے بھی سلطان محمود خلجی کی دوستی اختیار کی
اب بادشاہ ۸۴۹ھ ۱۴۴۶ء مین بیمار ہوا۔ اور اوسنے سفر آخرت اختیار کیا۔

بادشاہی سلطان علاء الدین

جب محمد شاہ کا انتقال ہوا۔ علاء الدین اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا۔ سب امیرون نے سوائے
ملک بہلول کے اطاعت اختیار کی۔ یہہ بادشاہ بیانہ کی طرف روانہ ہوا۔ کہ اثنار راہ
مین یہہ غلط خبر سنی کہ بادشاہ جونپور دہلی کے قصد سے آتا ہے۔ بادشاہ اولٹا دہلی چلا آیا
۔ اسپر حسام خان وزیر نے کہا کہ ایسی جھوٹی خبر پر مراجعت بادشاہون کو سزاوار نہین۔
اس بات سے بادشاہ اوسسے رنجیدہ ہوگیا۔ مگر اس حماقت کی حرکت سے لوگون پر
ظاہر ہوگیا کہ وہ باپ سے زیادہ سست اور احمق ہے۔ ۸۵۱ھ ۱۴۴۸ء مین بادشاہ علاء الدین
بداون مین گیا۔ اور مدت وہان توقف کیا۔ پھر دہلی مین آیا۔ اور کہنے لگا کہ مجھے
بداؤن کی آب وہوا خوش آتی ہے مین وہان رہون گا۔ حسام خان نائب وزیر نے
ہرچند نصیحت کی مگر اوسنے ایک نہ سنی۔ اسوقت ملک مین طوائف الملوکی ہوگئی۔ دکن
گجرات مالوہ جونپور بنگالہ مین حاکم خود بادشاہ صاحب سکہ اور خطبہ ہوگئے پنجاب دیپالپور
سرسند پانی پت تک ملک بہلول کے قبضہ مین تہا۔ مہرولی سے سرائے لاڈو تک کہ
شہر دہلی کے پاس ہے احمد خان میواتی متصرف تہا۔ غرض سلطنت دہلی کی اب یہہ
حدود رہ گئی تہی۔ کہ شہر پناہ کے ایک جانب کل ایک میل۔ اور باقی کسی طرف بارہ میل سے
زیادہ نہ تہی۔ یہہ مثل اسے وقت کی مشہور ہے کہ بادشاہی شاہ عالم تا حویلی عالم۔ مگر بداؤن
اوسکے قبضہ مین تہا جسپر بادشاہ جان دیتا تہا۔ بادشاہ جب بداؤن مین گیا تو خود مختار
حاکمون نے بادشاہ سے کہا کہ حمید خان کو مار ڈالو تو ہم بہت سا ملک بادشاہ کو حوالہ کرین۔

پادشاہ اسپر راضی ہوا۔ اور اوسکے قتل کا ارادہ کیا۔ یہہ سنکر حمید خان جسم پادشاہی مین گھبرا گیا
۔ اور پادشاہ کی عورتون اور لڑکیون اور لڑکون کو باہر نکال دیا۔ اور نہایت بیعزتی
کی۔ اور سب خزانہ پر مالک ہوگیا۔ اسپر بھی پادشاہ کو غیرت نہ آئی اور برسات کا بہانہ کیا
۔ اور دہلی نہ گیا۔ حمید خان کو فرصت ملی۔ اور اوسکو یہہ فکر ہوئی کہ کسی اور کو پادشاہ
بناؤن۔ سلطان شرقی حاکم جونپور کو تو اس سبب سے نہ لکھا کہ وہ علاء الدین سے رشتہ
رکھتا تھا۔ اور سلطان محمود خلجی مالوہ مین دور تھا۔ لودہیون کو قریب یکہہ ملک بہلول کو لکھہ بھیجا
کہ تم یہان چلے آؤ۔ اندہی کو کیا چاہئین دو نکمے ملک بہلول اس کا مدت سے منتظر تھا۔ اوسنے
پادشاہ کو لکھہ بھیجا کہ مین حمید خان کے دفع کرنے کے واسطے دہلی جاتا ہون۔ اور بہت جلد
کوچ پر کوچ کرکے دہلی مین آیا۔ اور تمام اپنا قبضہ و تصرف کیا۔ اب اوسکے پادشاہ ہونیکا
حال ہم آگے لکھینگے۔ سلطان علاء الدین اب بداؤن مین پڑا رہا۔ جب ملک بہلول نے
اوسکو لکھہ بھیجا کہ مین نے حمید خان کا قصہ تمام کیا۔ اسپر علاء الدین نے لکھا کہ تم کو میرے
باپ نے بیٹا بنایا تھا۔ اس رشتہ سے تم میرے بڑے بھائی ہو سلطنت تم کو مبارک ہو
مین یہان بداؤن مین قناعت کئے بیٹھا ہون۔ غرض وہ مدت تک بداؤن مین وظیفہ
خوارون کی طرح جیتا رہا۔ ۸۸۳ھ مین انتقال کیا۔ سات سال تک دہلی مین پادشاہ رہا
اور بداؤن مین اٹھائیس برس زندہ رہا۔

سیدون کی سلطنت

اب طالب علمون کو سوچنا چاہئے۔ کہ ان سیدون کی سلطنت فقط نام کی تھی خضر خان
نے تو اپنا نام ہی پادشاہ نہ رکھا۔ مبارک شاہ بیچارہ فسادون کے مٹانے مین خود مٹ گیا
۔ محمد شاہ اور علاء الدین نام کے پادشاہ رہے فقط اس خاندان کے تین پادشاہون نے

چھتیس برس تک سلطنت کی جسمین دہلی کی سلطنت کی کیفیت اوپر پڑھ چکے کہ کیا ہوئی
۔ اور آخر اس خاندان کا کیا انجام ہوا +

ذکر سلطنت سلطان بہلول لودی
تخت نشینی

لودہی ایک افغان نو کی جماعت تہی جو ہندوستان مین تجارت کے لئے آیا جایا کرتے ۔
اینمین سے سلطان فیروز شاہ کے عہد مین ملک بہرام کہ داد اسلطان بہلول کا تہا ۔ اپنے
بڑے بہائی سے خفا ہوکر ملتان مین چلا آیا ۔ اور حاکم ملتان کا نوکر ہوگیا ۔ اوسکے پانچ
بیٹے تہے ملک سلطان شہ اور ملک کالا اور ملک فیروز و ملک محمد اور ملک خواجہ ۔ یہہ
پانچون باپ کے مرنے پر ملتان مین آہے ۔ خضر خان جب حاکم ملتان فیروز شاہ کے
عہد مین ہوا تو ملک شہ اوسکا ملازم ہوا ۔ اور ایک جماعت افغان کا سردار بنا ۔
خضر خان اور ملو اقبال کی جو لڑائی ہوئی اوسمین ملک شہ نے ملو کو قتل کیا ۔ اسپر
خضر خان نے اوسکو سلام خان کا خطاب دیا ۔ اور حکومت سرہند کی سپرد کی ۔ اوسکے
بہائی بہان اوسکے ساتہہ تہے ۔ اوسمین سے ملک کالا نے اپنے چچا کی بیٹی سے شادی
کی تہی ۔ جب وضع حمل کے دن قریب ہوئے ۔ تو ایک مکان کی چہت اوسپر گر پڑی ۔ اور وہ
اس صدمہ سے مرگئی ۔ اوسیوقت اوسکا پیٹ چاک کرکے اس بہلول کو نکالا ۔ اوسمین جان
باقی تہی ۔ پرورش شروع ہوئی ۔ باپ بہی مرگیا ۔ اسلام خان چچا نے سرہند مین اوسکو
پالا پرورش کیا ۔ جب اسلام خان ایسا ذی اختیار اور صاحب مقدور ہوگیا کہ بارہ ہزار
افغانون کو اپنے گہر سے تنخواہ دیتا تہا ۔ اور یہہ افغان اسکے برادری کے آدمی تہے ۔ ایک
لڑائی مین ملک بہلول نے ایسی شجاعت دکہائی کہ اسلام خان نے اوسکو اپنی بیٹی بیاہ دی

اور جب اسلام خان کی رحلت کا وقت آیا۔ تو اونسنے اپنے بیٹے کو محروم کرکے اس داماد کو
اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ اب اوسکے مرنے پر وارثون مین تلوار چلی۔ اور تین فریق ہوگئے
مگر سب مین آخر کو ملک بہلول غالب ہا۔ عزیز اقارب اوسکے سید محمد شاہ بادشاہ پاس غازی
کے لئے چلے گئے۔ بادشاہ اسکا دشمن ہوگیا۔ اور اونکے رفع دفع کرنے کے واسطے فوج
روانہ کی۔ غرض یہہ بیچارے لودی پہاڑون مین سرگردان رہے۔ بہت سے اونمین سے
گرفتار ہوکر قتل ہوئے۔ مگر ملک بہلول اونکے ہاتھہ نہ لگا۔ وہ پہاڑون مین جا چھپا۔
اور دوست آشناؤن سے روپیہ قرض لے لیکر افغانون مین تقسیم کرتا۔ اور ایک جماعت
بہم پہونچاکر ادہر اودہر ملک کو تاخت وتاراج کرتا۔ جو کچھہ ہاتھہ آتا کانٹے کی تول سب کو
برابر تقسیم کردیتا۔ تھوڑے سے دنون مین بہت سے پٹھان اور تھوڑے مغل اوس پاس
جمع ہوگئے۔ اور جو رشتہ دار ملک فیروز اور قطب خان اوسکے پہلے بادشاہ پاس غازی کے
واسطے چلے گئے تھے۔ اپنے کئے سے پشیمان ہوکر پھر ملک بہلول سے جا ملے۔ اور ملک
بہلول نے پھر سرہند کو لے لیا۔ حسام خان وزیر کو بادشاہ نے اوسسے لڑنیکے لئے بھیجا
۔ اونہنے حسام خان کو شکست دی۔ اور اس سبب سے وہ بڑا صاحب قدرت ہوگیا۔ یکرو
کی نقل مشہور ہے کہ ملک بہلول اپنے چچا اسلام خان کی خدمت مین آتا تھا۔ سمانہ
کے اندر اپنے دو یارون کو ہمراہ لیکر ایک درویش ابن مجذوب کی خدمت مین حاضر ہوا
اور دو زانو ہو بیٹھا۔ ان مجذوب صاحب نے بڑ لگائی کہ کون شخص دہلی کی بادشاہی کو
دو ہزار ٹنکہ کو خریدتا ہے۔ ملک بہلول نے سولہ سو ٹنکہ اونکے سامنے رکھدیئے۔ اور
عرض کیا کہ اسسے زیادہ میرے پاس نہین ہین۔ مجذوب صاحب سے سودا سلطنت کا
اسیقدر روپیہ پر ہوگیا۔ اور اونہون نے کہدیا کہ بادشاہی تجھکو مبارک ہو

یاروں نے ملک بہلول کی اس سادہ لوحی پر ٹھٹھہ لگایا۔ اسپر ملک بہلول نے کہا کہ سنو دوحال سے خالی نہیں کہ مین بادشاہ ہونگا یا نہین۔ اگر ہوگیا تو کیا مفت سودا ہاتھ لگا اگر نہ ہوا تو فقرا کی خدمت کرنی خالی ثواب سے نہین ہوتی۔ غرض اس فقیر کے کہنے سے بہلول کو دہلی کی سلطنت ہاتھ لگنے کی دھن لگی تھی۔ اور یقین تھا کہ مجھے ایک دن یہہ تخت نصیب ہوگا۔ اب اوسنے تمام اقربا اور عزیزون کو جمع کرکے پانی پت تک قبضہ کرلیا اور سلطان محمد شاہ کو جو عریضہ لکھا اور سلام خان کو قتل کرایا اور حمید خان کو وزیر بنوایا اور بادشاہ کا بیٹا بنا اسکا حال وسوقت تک کہ وہ بادشاہ ہوا۔ سید محمد شاہ کی تاریخ مین پڑھ آئے ہو۔ جسوقت بادشاہ ہوا۔ اوسکے نو بیٹے تھے۔ اور چونتیس دس کے اور قریب کے عزیز و اقارب موجود تھے۔ اب دہلی مین دو حریف تھے ایک ملک بہلول دوسرا حمید خان وزیر۔ تھوڑے دنون ان دونون مین ظاہری تواضع اور تعظیم بہت رہی۔ حمید خان نے ملک بہلول سے کہا کہ میری خوشی ہے کہ تاج شاہی تو سر پر رکھہ ملک بہلول نے عرض کیا کہ مین کیا ہون مجھے سلطنت کے کامون سے کیا تعلق۔ آپ ہی تخت پر بیٹھئے مجھے فوجدار اور سپہ سالار بنائیے۔ غرض یہہ منافقانہ بنا دائمین رہا۔ ملک بہلول اکثر اوسکے گھر جاتا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ حمید خان کے ہان دعوت کہانے گیا۔ اور اپنے افغانون کو سکھایا کہ وہان جاکر ایسی حرکتین کرنا کہ جنسے حمید خان کو یقین ہوجائے کہ افغان پرلے درجہ کے احمق اور بیوقوف ہین۔ اور کچھہ خوف کے لائق نہین ہین۔ چنانچہ یہہ افغان دعوت مین گئے تو کسی نے جوتیان کمر سے باندہ لین۔ کسی نے کفشین حمید خان کے سر پر طاق کے اندر رکھہ دین۔ حمید خان نے کہا کہ یہہ کیا حرکت ہے تو اونہون نے کہا کہ چوٹون کا خوف ہے اسلئے جوتیون کو احتیاط سے رکھا ہے

پھر فرش کو دیکھہ کر کہنے لگے کہ اسمین کچھہ کتر کترے ہم کو عنایت ہون تو پیان بنائینگے اور بچون پاس تحفتاً بھیجینگے۔ اسپر حمید خان نے مسکرا کر کہا کہ مین تم کو ٹوپیون کے واسطے کم خواب اور زربفت دونگا۔ جب عطر و پان کے خوان آئے۔ تو عطر اور چونہ کو ملا کر ملنے لگے کوئی پان سے چونہ لگا کر چٹ کر گیا۔ منہ پھٹا تو ادہر اودہر دوڑنے لگا۔ غرض یہہ سب حرکات ایسی بے تمیزی کی کین کہ حمید خان نے ہنسکر کہا کہ یہہ عجیب لوگ ہین۔ اوسپر بہلول نے کہا کہ یہہ جانور ہین سوا کہانے اور سونیکے کچھہ اور نہین جانتے۔ پھر ایک روز حمید خان کے ہان مہمان وہ ہوا۔ ان افغانون کو سکھا پڑھا کر ساتھہ لے لیا۔ جب وہ دروازہ پر پہنچے تو سب کے سب اندر گھر مین گھسنے لگے۔ جب دربان نے حسب دستور روکا۔ تو پکار پکار کر کہنے لگے کہ کیا بہلول ہی حمید خان کا غلام ہے ہم نہین ہین۔ وہی سلام کرے ہم اپنے آقا کو سلام نکرین۔ اسپر حمید خان نے دربان کو آواز دی کہ روکو نہین آنے دو۔ غرض یہہ افغان سب کے سب گھس گئے۔ پھر قطب خان لودی نے زنجیر اپنی چھاتی سے نکالی حمید خان کے سامنے رکھہ دی۔ اور کہا کہ اسسے بہتر آپکے واسطے کوئی چیز نہین ہے۔ اب گوشہ عزلت مین بیٹھئے۔ اور خدا کی عبادت مین مصروف ہوجئے۔ فقط پاس نمک ہی اسلئے آپکی جان کا قصد نہین کیا۔ غرض حمید خان کو مقید کیا۔ اور سپاہیون کے حوالہ کیا۔ بہلول ۱۷۔ ربیع الاول ۸۵۵ھ مطابق ۱۹۔ اپریل ۱۴۵۱ء مین بے خوف و خطر تخت پر بیٹھا۔ اور اپنے نام کا سکہ چلایا۔ اور خطبہ پڑھوایا۔ اور سلطان بہلول اپنا لقب رکھا۔

بہلول کی لڑائیان محمود شاہ شرقی سے

اول سال جلوس مین سلطان بہلول دہلی کو اپنے بڑے بیٹے خواجہ بایزید اور اوراء امراء معتمد کو سپرد کرکے ملتان اور دیبال پور کے انتظام کے واسطے روانہ ہوا۔ مگر بعض امراء

سلطان علاء الدین کے ان لوڈیون کی بادشاہی سے راضی نہ تہے - اونہون نے سلطان محمود شرقی کو بلایا - وہ ایک لشکر عظیم لیکر دہلی پر چڑہ آیا - بایزید نے دہلی کی حفاظت کا اچہا انتظام کیا - جب سلطان بہلول کو یہہ خبر ہوئی تو وہ اولٹے پیرون لوٹ آیا غرض ۸۵۲ھ سے ۱۴۵۶ء سے شاہ جونپور سے لڑائی شروع ہوئی - اور چھبیس ۲۶ برس تک قائم رہی اور اس درمیان مین کبہی کبہی تہورے دنون کے لئے صلح بہی جو قابل اعتبار نہ تہی - ہوتی رہی - اور کبہی کوئی سردار ادہر کا اودہر چلا آتا - اور کبہی اودہر کا ادہر - غرض سارا عہد سلطنت اوسکا اس جنگ و جدل مین صرف ہوا - اس طول طویل لڑائی کا انجام یہہ ہوا کہ ۸۸۳ھ ۱۴۷۸ء مین جونپور فتح ہوگیا - اور ہمیشہ کے لئے دلی کی سلطنت مین شامل ہوگیا +

اودے پور کی رانا سی اور احمد خان بہٹی سے لڑائی

سلطان بہلول اودے پور کے رانا سے لڑنیکے لئے روانہ ہوا - اور اجمیر مین خیمے ڈیرے جمائے - چتر سال رانا کا بہانجا اودے پور مین دس ہزار سوار لئے پڑا تہا - قطب خان اوسکی طرف گیا - اور لڑائی لڑا - مگر شکست کہائی اور بہت سے افغان مارے گئے - مگر آخر کو قطب خان اور خان خانان فرملی نے ایسی جان لڑائی کہ اس لڑائی مین افغانون کی عزت رہ گئی - اور چتر سال مارا گیا - اور رانا نے صلح کرلی - اور اودے پور مین بہی اذان ہوئی - اور سکہ اور خطبہ بادشاہ کے نام کا جاری ہوا +

بادشاہ پہر سرہند مین ہوتا ہوا لاہور مین آیا - اور یہان عیش و عشرت مین مصروف ہوا - اس زمانہ مین سندہ کی اندر احمد خان بہٹی با اختیار ہوگیا تہا - اور بیس ہزار سوار اوس پاس تہے - اوسنے ملتان کے حاکم سے ستر تابی کی - اگر اس وقت اس حاکم کی

امداد کے واسطے خود بادشاہ نہ آگیا ہوتا۔ تو ملتان بالکل احمد خان کے ہاتھہ لگ گیا ہوتا۔
بادشاہ کو جب یہہ خبر پہونچی۔ تو اوسنے عمر خان اور شہزادہ بایزید کو بیس ہزار سپاہ کے
ساتھہ روانہ کیا۔ احمد خان بہٹی ان سے خوب لڑا۔ اور کئی لڑائیان ہوئین جنمین
کبھی اوسکے ہاتھہ اور کبھی بادشاہی فوج کے ہاتھہ کہیت رہا۔ مگر آخر کو شاہزادہ بایزید
کے ہاتھہ پر فتح ہوئی۔ احمد خان قید ہوا۔ اور پہر قید ہستی سے رہا کیا گیا۔ اور نام
اوسکا ملک سلطان بہلول کے قبضہ مین آیا۔

بادشاہ کی وفات اور ملک کی کیفیت

بادشاہ بعد جونپور کی فتح کے دس برس زندہ رہا۔ اور چھوٹی چھوٹی لڑائیون مین
فتحیاب ہوتا رہا۔ اور اٹاوہ کالپی دہول پور لکھنو بہرائچ پر قبضہ و تصرف کیا۔ اب
بادشاہ بہت بوڑہا ہوگیا تہا۔ ۸۹۴ھ مین اس دنیا سے سیر ہوکر عقبیٰ کی راہ کی۔ اوس
برس آٹھہ مہینہ سات روز سلطنت کی۔ اوسکی وفات کے وقت بہقدر ملک دلی کی
سلطنت مین تہا۔ جمنا سے کوہ ہمالہ تک اور جمنا کے مشرق مین بنارس تک اور اوسکے
مغرب مین بندیل کہنڈ تک پہیلا ہوا تہا۔ اس ملک کو اوسنے سہ طرح تقسیم کیا کہ جونپور
اپنے بیٹے باربک شاہ کو کڑہ مانک پور شہزادہ عالم خان کو بہرائچ شیخ محمد فرملی کو
یہہ بادشاہ کا بہانجا تہا۔ اوسکو کالا پہاڑ بہی کہتے تہے۔ لکھنو کالپی اعظم ہمایون
بایزید کے بیٹے یعنے اپنے پوتے کو بداؤن خانجہان داماد کو دہلی اور دوآبہ شہزادہ
نظام کو دیا۔ اور اوسکو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ جو اوسکے بعد بادشاہ سکندر لودی
کے لقب سے موسوم ہوا +

خصائل سلطان بہلول

نفس اسلام سے محبت تھی۔ جب وہ اپنے بھائی بابر بک سے لڑ رہا تھا۔ تو ایک فقیر نے اوسکا
ہاتھ پکڑ کر کہا کہ آج تیری فتح ہے۔ اسپر چین بجبین ہوا اور ہاتھ جھٹک کر چھڑا لیا جب
فقیر نے کہا کہ مین تجھے دعا دیتا ہون اور تو مجھسے یون ہاتھ چھڑاتا ہے۔ تو اوسنے یہہ کہا کہ
جب لڑائی مین دونو طرف اہل اسلام ہون تو اوسوقت ایک طرف فتح ہونیکی دعا کرنی نہ
چاہئے بلکہ یہہ دعا کرنی چاہئے کہ جو اسلام مین خیر ہو اوسکو فتح نصیب ہو۔ وہ
متعصب بہی تھا۔ اوسنے متھرا مین ہندؤن کا نہان اور مونڈن بند کر دیا۔ تہانیسر
مین جو کروچھتر کا نہان ہوتا ہے۔ اوسکی نسبت اوسنے ایک عالم سے پوچھا کہ اوسکے
ویران کرنیکے لئے شرع کیا حکم دیتی ہے۔ اسپر اس عالم نے کہا کہ وہ معبد قدیم ہندؤنکا
ہے۔ اوسکا ویران کرنا شرعًا جائز نہین۔ اور اب وہان کے نہانی کو بند نہین کر سکتے
اسپر اوسکو بہت غصہ آیا۔ اور اوس عالم سے کہنے لگا کہ تو ہندؤن کی حمایت کرتا ہے
اور خنجر سے سر اوسکے کاٹنے کا ارادہ کیا۔ مگر یہہ عالم بہی ایسے جگر گردہ کا تھا کہ ذرا بہی
نہ ڈرا۔ اور بادشاہ سے کہنے لگا کہ مین بت پرستی کا حامی نہین۔ مین شرع کا حکم بتلاتا ہون
غرض اسپر غصہ بادشاہ کا کم ہو گیا۔ اوسنے ہندؤنکے بہت بت خانہ ڈہا ڈالے۔ اور بتونکے
سر قصائیون کو بٹ بنانے کے واسطے دیدئے۔ اور بہت سے مندر ڈہا کر اوسکی جگہ مسجدین
اور مدرسے بنا دئے۔ جو مسلمان ہوتا اوسکو زمین معافی کی دیتا۔ عید اور بارہ وفات
کے دن قیدیونکی فہرست اوسکے سامنے پیش ہوتی جتنے قیدی مال گزاری کی جہت سے
ہوتے سب رہا ہوتے۔ اپنے علم کا بڑا قدر شناس تہا۔ سترہ فاضل ہمیشہ اوسکے دسترخوان
پر کہانا کہاتے۔ ہر کام کے واسطے ایک وقت معین تہا۔ اوسمین کبہی فرق نہ پڑتا تہا۔
جو خوراک اور وظیفہ تواضع کے لوازمات کسی شخص کے واسطے ایک دفعہ مقرر ہوئی پہر اوسمین

کبھی تفاوت نہوتا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ موسم گرما مین شیخ عبدالغنی جونپوری بادشاہ کی
ملاقات کے واسطے آئے۔ جب وہ لکے واسطے کہانا آیا۔ تو اوسکے ساتھہ چھہ شیشے شربت کے
تھے۔ دوبارہ ان شیخ صاحب کے آنیکا اتفاق جاڑے مین ہوا تو بھی کہانیکے ساتھہ چھہ شیشے
شربت کے آئے۔ اسپر اونہون نے کہا کہ یہہ جاڑا اور یہہ شربت تو نوکرون نے جواب دیدیا کہ جو
بادشاہ نے ایک دفعہ حکم دیدیا اوسمین تغیر نہین ہوتا خواہ جاڑا ہو خواہ گرمی۔ غرض وہ
پابند تمام باتون مین شرع کا تھا۔ مگر یہہ عیب اوسمین تھا کہ ڈاڑھی منڈاتا تھا۔ اور سبب اوسکا
یہہ تھا کہ وہ بہت خوبصورت تھا مگر ڈاڑھی چگی تھی۔ اور چہرہ پر کھلتی نہ تھی۔ جب ایک عالم نے
اوسکو نصیحت کی کہ یہہ آپ برخلاف شرع کام کرتے ہین۔ تو اوسنے کہا کہ اگر مین ڈاڑھی کہہ
گا تو لوگ اوسکو برا کہینگے۔ اب ڈاڑھی منڈانیسے مین گنہگار ہوتا ہون رکھنے سے اور گنہگار
ہونگے اسلئے ڈاڑھی منڈانا ہی اچھا ہے۔ اوسکو رعایا کے سب برے بھلے حال سے ایسی
اطلاع رہتی کہ عوام الناس کو یہہ یقین تھا کہ بادشاہ پاس کوئی جن ہے جو سب خبرین بتا دیتا ہے
اوسکے عہد سلطنت مین اناج کی بڑی ارزانی رہی اور اجناس کا بھاؤ روز روز لکھا ہوا اوس
پاس آتا۔ غرض سب جزو کل کی خبر رکھتا۔ گھوڑیکی ڈاک خوب اوسکے عہد مین چلتی تھی

سلطنت ابراہیم لودی

جب بادشاہ سکندر لودی فوت ہوا تو لیسر بزرگ اوسکا سلطان ابراہیم تخت پر بیٹھا۔ اب
اوسنے بادشاہ ہوتے ہی اپنے باپ دادا کا طریقہ جو مروت اور سلوک کا عزیز و اقارب کے ساتھہ
تھا چھوڑ دیا۔ اور کہنے لگا کہ بادشاہون کی نہ کوئی قوم ہوتی ہے۔ نہ کوئی اونکا خویش
و اقربا ہوتا ہے سب اوسکے خدمتگار ہوتے ہین۔ اونکو نوکرون کیطرح خدمت کرنا چاہیے
۔ اب وہ افغان امیر کہ بادشاہ کی بھائی بندی کا دم بھرتے تھے۔ سلطان بہلول اور

سکندر کی مجلس مین برابر بیٹھے تہے - اس پادشاہ کے آگے ظاہر مین دست بستہ کہڑے ہوتے تہے - مگر دل مین کچہہ اور سوچتے تہے - اور گالیان دیتے تہے - غرض اس خاندان مین نفاق نے اتفاق کی جگہہ چہین لی - اب ان امیرون نے یہہ ٹہہرائی کہ سلطان ابراہیم کو سرحد جونپور ملک فرمان روائی کرے - اور دوسرا بہائی اوسکا جلال خان جونپور کو دار الخلافت بناکر دوسری طرف سلطنت کرے - غرض اس بات پر دونون بہائیون مین ایک فساد عظیم برپا ہوا اور بارہ مہینہ تک قائم رہا امراء کا حال یہہ تہا کہ کبہی اسطرف کبہی اوسطرف - انجام اسکا یہہ ہوا کہ جلال خان پکڑا گیا - اور ابراہیم نے اوسکو مار ڈالا - اور اپنے بہائیون کو قید خانہ مین محبوس کیا پہر کڑہ مین سلام خان نے بغاوت اختیار کی - مگر عین لڑائی مین مارا گیا - غرض سب طرف ملک مین غدر مچ گیا - امراء سکندری سے جسقدر پادشاہ کا مزاج منحرف ہوتا گیا - اوسیقدر امیرون کی مخالفت ظاہری اور باطنی بڑہتی گئی - بہت سے امیر قید خانہ ہی مین مر گئے - اس سبب سے اور امیرون کو بہت خوف و ہراس ہوا - دریا خان لوحانی حاکم بہار نے سرکشی اختیار کی - اور جب وہ مر گیا تو اوسکے بیٹے بہادر خان نے سر پر تاج رکہا - اور اپنا لقب سلطان محمد رکہا - اور اپنا خطبہ اور سکہ جاری کیا - اور جسقدر امیر پادشاہ سے ناراض تہے اون سب کو اپنے پاس جمع کیا - اوس پاس ایک لاکہہ سوار جمع ہو گئے - اور سنبہل تک وہی مالک تہا - کئی دفعہ پادشاہ سے لڑا اور غالب آیا - اوسی وقت مین غازی خان بیٹا دولت خان لودی کا لاہور سے پادشاہ کی خدمت مین آیا - اور اوسے ایسا وہم پیدا ہوا کہ باپ پاس بہاگ کر لاہور چلا گیا - جب دولتخان نے دیکہا کہ غضب سلطانی سے کسیطرح نجات ممکن نہین - ناچار علم مخالفت بلند کیا - اور ظہیر الدین محمد بابر پادشاہ سے کہ کابل مین تہا امداد کی التجا کی - اور ہندوستان کے تسخیر کرنے کے واسطے

بہت کچھہ تحریص کی ترغیب دی - غرض اس بادشاہ کی سلطنت برباد ہونیکا اور اوسکے مارے جانیکا حال بابر بادشاہ کی سلطنت مین بیان کرینگے +

آٹھوین فصل

خاندان امیر تیمور کا بیان

بابر کی سلطنت

جب امیر تیمور کا انتقال ہوا تو اوسکی ساری سلطنت وارثون مین تقسیم ہوئی - اور اونمین وہ لڑائی جھگڑے فساد جو ہمیشہ ایشیا مین ورثا سلطنت کے درمیان ہوا کرتی ہین کھڑے ہوئے - اسلئے ایشیا مین سلطنت کا کچھہ اعتبار نہین ہوتا - جہان دو چار پشتین سلطنت چلی پھر وارثون مین تلوار چلی اور ایسی لڑائیان اور خرابیان پیدا ہوئین کہ اونکا علاج کچھہ نہین ہوسکتا - بادشاہ سلطنت عظیم اور دولت کثیر کو پاکر ایسے بدمست ہوجاتے ہین کہ اونکو پھر خبر نہین رہتی کہ کہان تاج گیا اور کدھر تخت رہا - یہی حال اس سلطنت کا ہوا جسکو امیر تیمور نے اپنی تلوار کے زور سے قائم کیا تہا - ابوسعید مرزا بن سلطان محمود مرزا بن میران شاہ بن امیر تیمور ترکستان اور ماوراء النہر اور بدخشان اور کابل اور غزنین اور قندہار اور حدود ہندوستان پر قابض ہوا - اور عراق کو بہی آخر سلطنت مین فتح کرلیا - اور یہین شہید ہوا - ہوسکے گیارہ بیٹے تہے اونمین سے چار بادشاہ ہوئے - الغ بیگ مرزا کابل مین اور سلطان احمد مرزا سمرقند مین اور سلطان محمود مرزا خضدار اور قندز اور بدخشان مین - عمر شیخ مرزا اندجان اور فرغانہ مین فرغانہ کا ملک سمرقند اور کاشغر کے درمیان پہاڑون کے اندر واقع ہے

اگرچہ چھوٹا ملک ہے مگر زرخیز اور عمدہ ہے - یہہ عمر شیخ مرزا پہلے کابل مین فرمان روا ہوا تہا
مگر بہر بات نے اوسکو یہان بلا لیا - الغ بیگ کے سوا باقی تینون بہائیون سے یونس خان
حاکم مغولستان کی بیٹیان بیاہی تہین - منجملہ اونکے تعلق لگا رخانم عمر شیخ مرزا سے
بیاہی تہی - ۸۸۸ھ مین انکے ہان بیٹا پیدا ہوا - اوسکا نام ظہیر الدین محمد رکہا گیا - مگر
الفاظ اس نام کے ایسے ٹیڑہے ہین کہ ترکون کے زبان سے ادا نہ ہوسکتے تہے اسلئے
اوسکا نام بابر مرزا رکہا گیا - اور ایک شاعر نے یہہ تاریخ ولادت کہی کہ

آمد شش محرم زاد آن شہ مکرم تاریخ مولدش آمد شش محرم

پس بابر کا نسب باپ کی طرف سے سطرح چھٹی پشت مین جاکر امیر تیمور تک اور ماں کی طرف سے
چنگیز خان تک پہنچتا ہے غرض اوسکی دو ننہیال ترک اور ننہیال مغل تہی - مگر باوجود اس
رشتہ مندی کے مغلون کے ساتہہ اسکی طبیعت کو کچہہ لگاؤ نہ تہا - اور انکا ذکر ہمیشہ اپنی
سرگزشتون مین حقارت کے ساتہہ کرتا ہے - مگر یہہ تعجب کی بات ہے کہ مغلون سے
اوسکو یہہ تنفر تہا - اور پہر اوسکا خاندان مغلیہ مشہور ہو - سبب اسکا یہہ ہے کہ ہندوستان
مین تمام شمال کے مسلمانون کو مغل کہتے ہین - چنانچہ اب اہل ایران کو بہی یہان مغل
ہی کہتے ہین +

بابر کی نوعمری کا بیان

جب بابر بارہ برس کا ہوا تو باپ نے اندجان کی حکومت اوسکے سپرد کی - اور وہ اس وقت
خود اپنے بہائی سلطان احمد مرزا اور سالے محمود خان سے لڑ رہا تہا - کہ اتفاقا
سنہ ۹۹۶ھ ۱۴۹۹ء مین کبوتر خانہ کی جہت سے گر کر مر گیا - اسوقت بابر اندجان کے باغ مین
عیش و طرب کر رہا تہا - دوسرے روز جب اس واقعہ ناگزیر کی خبر پہنچی - تو وہ قلعہ اندجان

کی طرف چلا۔ مگر جب دروازہ کے قریب پہنچا۔ تو امیر شیرم طغائی خان اوسکی باگ موڑکر کوہ اورکند کی طرف اس خیال سے لے گیا۔ کہ سلطان احمد مرزا بڑی شان اور شوکت سے اندجان پر پلا چلا آتا ہے۔ کہین ایسا نہو کہ امرا غدر مچائین۔ اور ملک اوسکے حوالہ کرین۔ ملک بلا سے جائے مگر بابر کی جان تو بچ جائے۔ لیکن اور امرا اس ارادہ کے مانع آئے۔ اور اوسکو موڑکر اندجان مین لے آئے۔ سب نے ملکر اوسکو بادشاہ بنایا۔ اور سب یکدل ہوکر قلعہ کی حصانت اور حفاظت مین مصروف ہوئے سلطان احمد مرزا اور سلطان محمود خان بن یونس خان نے عمر شیخ مرزا کے ہاتھہ سے بہت دفعہ ہزیمت اوٹھائی تھی۔ اب اونکے مرنے سے اونکی آرزوئین پوری ہوئین سلطان احمد مرزا فرغانہ کو فتح کرتا ہوا اندجان کے قریب آپہنچا۔ امرا اندجان نے پیغام صلح بھیجا اور کہا کہ اب اگر اس اندجان کو فتح کیجئے گا تو یہان نہین رہئے گا سمرقند مین رونق افروز ہوجئے گا۔ اب بابر کو اپنا بیٹا سمجھئے اور اوسکو ملک اپنی طرف سے عطا کیجئے۔ مگر اس چچا سنگ دل نے بھتیجے کے ساتھہ ذرا مروت کو کار نفرمایا۔ اور صلح کو نامنظور رکھا۔ مگر اسکے لشکر مین قدرت سے ایک دو باگھوڑون مین ایسی بیماری کہ طویلے کے طویلے خالی ہوگئے۔ اسلئے سلطان احمد مرزا نے مصلحت سمجھہ کر صلح کرلی اور سمرقند کو روانہ ہوا۔ مگر راہ ہی مین تھا کہ موت نے آلیا۔ اب چچا سے بابر کا بھتیجا چھوٹا تھا کہ ماموں سے سامنا پڑا۔ یہہ مامون محمد خان بن یونس خان دوسرے طرف سے اندجان پر حملہ آور ہوا جسی سے بابر کے بھائی کو بھگا دیا۔ وہ بھاگ کر اپنے چھوٹے بھائی پاس کاسان مین گیا محمود خان نے اوسکا تعاقب کیا۔ اور کاسان لے لیا۔ پھر یہان سے اخسے مین آیا مگر بیمار ہوگیا۔ اور اپنے ولایت کو چلا گیا۔

غرض جیساکہ بارہ برس کی عمر مین باپ کے مرنے سے بابر پر تخت وتاج کا بار سر پر پڑا تہا۔ ایساہی چچا مامون کی تلوار کے ہاتہہ سے بچنا دشوار ہوگیا - اسی سال مین اہراسیم سار اور حاکم قلعہ شیرہ باغی ہوے اور خطبہ سلطان بایسنغر خان بادشاہ سمرقند کے نام پہا پڑہا۔ بابر اس فساد کے مٹانے کے واسطے خود گیا۔ چالیس وزبعد باغی تلوار اور کفن گلے مین ڈال بابر پاس حاضر ہوئے۔ اونکا قصور معاف کرکے بایرخجند مین آیا۔ اور یہان کے حاکم نے بہی قلعہ سپرد کردیا۔ پہر بابر سلطان محمود خان اپنے ماموں سے اخسے مین جاکر ملا۔ مامون نے اوسپر نہایت شفقت کی اور گلے لگایا۔ اور سب طرحسے تشفی اور تسلی دی وہان سے بابر اندجان مین آیا +

سمرقند مین بابر کا بادشاہ ہونا اور وہان سے نکلنا

محمود مرزا کے مرنے سے اور بایسنغر خان کے جانشین ہونے سے سمرقند مین بڑے شور اور فساد برپا تہے بابر سلطان علی مرزا بایسنقر خان کے بہائی کے ساتہہ اتفاق کرکے سمرقند کی طرف روانہ ہوا۔ اور وہان کی لڑائیان لڑا۔ اور بایسنقر خان نے شیبانی خان حاکم مغولستان سے امداد طلب کی۔ اور وہ لشکر لیکر سمرقند گیا ہی مگر اوسکی بدسلوکی سے ناراض ہوکر پہر اولٹا چلاگیا۔ جب بایسنقر خان کو شیبانی خان کے امداد کی امید منقطع ہوئی۔ تو وہ دو تین سو آدمیون کو ہمراہ لیکر خسرو شاہ حاکم قندہار کہاگ گیا۔ بابر نے اس فرار ہونے کو غنیمت جانا۔ اور سمرقند مین آیا۔ اور یہان تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ اب سمرقند صلح سے ہاتہہ آیا تہا۔ اسلئے لشکر غنیمت سے بے بہرہ رہا۔ اور اوسکو کچہہ ہاتہہ نہ آیا۔ یہان کا حال برابر لڑائی جہگڑون سے ایسا خراب ہوگیا تہا۔ کہ نہ وہان خزانہ تہا۔ نہ اور آمدنی کی صورت تہی۔ جسے بابر لشکر کو

تنخواہ دیتا۔ غرض جب لشکر کو تنخواہ مین ہلوٹ نہ ہاتہہ آئی تو بہت سے لوگ خصوصًا
مغل اوسکی نوکری چہوڑ چہوڑکر چلے گئے۔ اور فرغانہ مین جاکر باقی فوج کو بہکانے لگے
۔جب بابر سمرقند کے تخت پر بیٹہا تہا تو احمد تنبل کو نہایت سرافراز کیا تہا۔ اور اندجان
کی حکومت اوسکے سپرد کی تہی۔ اوسنے بعض امیروں کے ساتہہ ملکر بغاوت اختیار کی۔
اور بابر پاس پیغام بہیجا کہ اب آپ کو سمرقند ہاتہہ لگ گیا۔ وہان آپ فرمانروائی کیجئے
یہان فرغانہ مین جہانگیر مرزا آپکا چہوٹا بہائی حکمرانی کریگا۔ اس گستاخی پر بادشاہ
نہایت غصہ ہوا۔ اور جواب تلخ دیا۔ اور التون خواجہ مغل کو نصیحت کے واسطے بہیجا
مگر اوسکو مخالفون نے قتل کر ڈالا۔ اتفاق سے اس وقت بابر ایسے مرض مین مبتلا ہو گیا
کہ بات منہ سے نہ نکلتی تہی۔ اور پہوؤن سے منہ مین پانی چوآیا جاتا تہا۔ لیکن آخر کو تندرست
ہو گیا۔ اور تین مہینہ دس دن کی حکومت کے بعد سمرقند سے دست کش ہونا پڑا۔ اور فرغانہ
مین جانا پڑا۔ یہہ گہر مین آگ بڈہب لگی۔ اوسکے بجہانے مین بڑے بڑے مصائب
اوٹہانے پڑے۔ بابر پہنچا نہ تہا کہ اندجان کا قلعہ مخالفون کے ہاتہہ آگیا۔ اور وہان
جو محافظ بابر کی طرف سے مقرر تہے وہ قتل ہوئے۔ اور جہانگیر مرزا کا خطبہ پڑہا گیا۔ اور جب
بابر فرغانہ کو روانہ ہوا تہا اوسوقت سمرقند والے بہی بابر سے یکقلم پہر گئے۔ غرض اسوقت
بابر کی مصیبت نہ پوچہو کہ کیا تہی۔ ادہر سمرقند ہاتہہ سے گیا۔ ادہر اندجان گہر کی
سلطنت قبضہ سے نکل گئی۔ ان پریشان حالی مین اوسنے اپنے مامون سلطان
محمود خان بن یونس خان سے امداد کی التجا کی۔ محمود خان بہت جلد روانہ ہوا کہ اوس
پاس جہانگیر مرزا کے ایلچی آن پہنچے۔ اور اوسکے مصاحبون کے ساتہہ کچہہ سازش ایسی
پیدا کی کہ محمود خان اولٹا تاشکند چلا گیا۔ اور ان بہانجون کے جہگڑون مین نہ بولا۔

اسوقت بابر پاس دو تین سو آدمیون سے زیادہ باقی نرہے۔ ناچار بابر مخند چلا گیا۔ اور وہانسے جاکر ایک گانو مین جاڑا کاٹا۔ اور جمعیت کو بہم پہنچاکر بعض قلعون کو شمشیر سے اور بعض کو تدبیر سے تسخیر کیا۔ لیکن اوسے کام نچلا۔ اور وہ نہایت متفکر اور حیران تہا۔ اسوقت بڑی خوشخبری اوس پاس یہہ آئی کہ علی دوست طغائی نے بابر کو خط لکہا کہ اب میرے قصور معاف فرمائے۔ قلعہ ورغستان میرے تصرف مین ہے اوسمین آپ تشریف لائے اور مجہے اپنا غلام سمجہئے۔ بابر اس امر کو اپنی بڑی فتوح سمجہا فوراً وہان گیا۔ اور قلعہ کو علی دوست نے اوسکو حوالہ کیا۔ یہان آنکر بادشاہ نے اپنے رفیق چارونطرف بہیجے کہ رعایا کو اطاعت مین لائین۔ اور اسوقت مامون سلطان محمود خان بن یونس خان نے بہی بہانجے کو امداد دی۔ غرض اکثر اوقات اپنی سعی اور کوشش اور ہمت سے اور کبہی کبہی اس مامون کی اعانت اور امداد سے وہ سمرقند اور فرغانہ پر مختلف مختلف حملے کرتا رہا۔ اور کامیاب بہی ہوا۔ مگر کبہی کبہی اوسکا یہہ حال ہوتا تہا کہ ع نہ رائے سفر کردن نے روی اقامت۔ اکبہی یہہ حال کہ ظفر ہم عنان نصرت از پے روان ۹۹۹ھ مین وہ اپنی موروثی سلطنت اندخان پر قابض ہوگیا۔ اور باغیون کے سزا دینے مین مصروف تہا۔ اور گہر کی سلطنت کے جہگڑے تمام نہوئے تہے کہ سمرقند سے تقاضا آیا کہ ادہر آؤ۔

سمرقند کا دوسری دفعہ فتح ہونا

وہ سمرقند کی طرف روانہ ہوا۔ مگر وہ ابہی وہان پہونچا نہ تہا کہ اوسکو یہہ پرچا لگا کہ سلطان علی مرزا نے اپنی ماں کے کہنے سے سمرقند شیبانی خان ازبک کے حوالہ کردیا ہے۔ یہہ خبر سنکر بابر کشش مین آیا۔ اور اوسے اور ہمراہی سب جمع ہوگئے

اور بابر پہاڑون مین پناہ گیر ہوا۔ اور اوس پاس فقط دوسو چالیس آدمیون کی جمعیت رہ گئی تہی۔ اوسنے یہہ صلاح اور مشورہ کیا کہ سمرقند ازبکون کے ہاتہہ ابہی آیا ہے۔ شہر والی اونسے مانوس نہون گے۔ اسلئے چپکے چپکے سمرقند مین چلین۔ وہ ہمارا موروثی ملک ہے جسوقت وہان کے لوگ ہمین دیکہینگے ضرور ساتہہ دینگے۔ غرض یہہ ہمت کرکے ہمت والا پادشاہ سمرقند پر چڑہ گیا۔ اسی آدمیون نے سیڈھیان لگائین اور فصیل پر چڑہ شہر کے اندر داخل ہوئے۔ اور جاتی ہی پہرہ والون کو مار دروازہ کہول دیا۔ اور اس دروازہ سے رات کو دوسو چالیس آدمیون کو ہمراہ لیکر بابر داخل ہوا۔ جسنے نیند سے آنکہہ کہول کر اوسکو دیکہا اوسکے قدمون پر گرا اور دعائین دینے لگا۔ چندروز مین تمام شہر کی خلقت اوسکا دم بہرنے لگی۔ اور ازبکون کو ڈہونڈہونڈہ کر مارنے لگی۔ اسوقت شیبانی خان خود کسی مہم پر گیا ہوا تہا اوسکی طرف سے خان وفا مرزا یہان حکومت کر رہا تہا۔ وہ یہہ حال دیکہکر بہاگا اور اپنے پادشاہ پاس پہنچا۔ اور سب حال کہا۔ شیبانی خان ڈیڑہ سو آدمیون کو ہمراہ لیکر دروازہ کے قریب آیا۔ مگر یہان کا ڈول بگڑا ہوا دیکہا۔ اسلئے اولٹا بخارا کو چلا گیا۔ اب بابر نے سلاطین اطراف کے پاس ایلچی بہیجے اور لکہا کہ ہم سب ازبکون کے ہاتہہ سے بہت تکلیفین پہونچی ہین۔ اور آئندہ پہونچینگی۔ ہم سب متفق اور یکدل ہوکر اونکو ماوراء النہر سے نکال دین۔ اور پہر چین اور آرام سے بیٹہین۔ مگر اس بات پر بڑے بڑے بادشاہون نے کان بہی نہ لگایا۔ اور جن چہوٹے بہیون نے اوسکا خیال کیا اونسے کام نہ چلا۔ اب شیبانی خان نے سمرقند کی فتح کا ارادہ کیا۔ اور بابر اپنی فوج لیکر اوس سے لڑنیکو سمرقند سے روانہ ہوا۔ اور دونون

لشکرون مین ایک جنگ عظیم واقع ہوئی - اور بابر کو اس سبب سے فتح نہوئی کہ کسنے اوسکی امداد کی اور جو امداد کو آئے وہ نالائق اولٹا اوسیکی فوج کا اسباب لوٹنے لگے - غرض سارا بوجھہ لڑائی کا بابر کے سر پر آپڑا - اسلئے اوسکو شکست ہوئی - اور بڑے بڑے سردار اوسکے مارے گئے - اور شیبانی خان سمرقند کی چاردیواری کے پاس آگیا اور محاصرہ کرلیا مگر پہر بھی یہہ ہمت والا تلوار سے چار مہینہ تک جواب دیتا رہا - مگر اب قحط نے سپاہ کا بڑا پتلا حال کردیا - سپاہی کتے بلی کہاتے تہے - گھوڑے سوکہی لکڑیان چباتے تہے - بابر خود سپاہیون کے ساتھہ پیدل کام کرتا تہا - اور سپاہیون کو فصیل سے باہر کودنے سے نہ روک سکتا تہا - بار بار بابر کمک کے لئے خراسان اور قندھار مغولستان ایلچی بہیجتا - مگر اسوقت کوئی کمبخت اوسکی نہ سنتا - آخر کار لاچار شہر سے آدہی رات کے وقت اپنے سو رفیقون کے ساتھہ باہر آیا - اور مامون پاس چلا گیا - غرض دو برس تک بڑے مصیبتون مین دن کاٹے کبہی پہاڑون مین سر ٹکراتا پہرتا - کبہی مامون پاس آکر رونا روتا - کوڑی پاس نہ تہی - اس افلاس کے سبب سے نوکر پاس نہ آتے تہے اور کوسون بہاگتے تہے - اب بابر کی مصیبتون کی کوئی حد باقی نہ رہی تہی - مگر مامون نے پہر ہاتھہ پکڑا - اور قدیمی دارالسلطنت پر قبضہ دلادیا - اور مرزا جہانگیر جو ابتک اوسکے پہرا ہوا تہا - پاس آگیا - مگر سلطان احمد تنبل نے اندجان پہر لے لیا - اور بابر بہاگ کر اخسے مین آیا یہان ازبکون نے آن دبایا - بابر مین کیا دم تہا جو اونکا مقابلہ کرتا - مغلوب ہوکر بہاگا - ازبکون نے اوسکا تعاقب کیا - اور اوسکے تمام رفیق بچہڑ گئے - اسوقت بابر کی مصیبت کا حال کچہہ نہ پوچہو کہ کیا گذری - جسوقت وہ میدان جنگ سے گہوڑے پر سوار بہاگا - تو اوسکے پیچہے دو سو سوار احمد تنبل کے پڑے - مگر یہہ شہسوار گہوڑے کو پہاڑون کی طرف بڑہائے جاتا تہا - اور

ان سواردن کی باتون کا جواب دیتا جاتا تہا۔ یہہ سوار اوسسے صلاح دینے لگے کہ اولٹے چلو اور احمد تنبل کی اطاعت کرلو۔ مگر یہہ بات بابر نے نہ مانی۔ آخران دو مکار سواردن نے ایسی باتین بنائین اور قسمین کہائین کہ بابر کو یقین ہوگیا کہ وہ اوسکے درد کے شریک ہوگئے۔ مگر اونہون نے اوسکو راہ بہکا کر ایسی جگہہ پہنسا دیا کہ دشمنون کے ہاتہہ سے بچنا دشوار تہا۔ مگر خدا نے وہان سے چہٹکارا دیا۔ اوسکو مامون محمود خان کا بڑا سہارا تہا۔ اب اوسکی فوج مغلیہ نے بہی ازبکون کے ہاتہہ سے شکست کہائی اور وہ خود بہائی سمیت گرفتار ہوا۔ ازبکون نے حقوق سابقہ کا خیال کرکے اوسکو رہا کردیا۔ مگر محمود خان اس گرفتاری کی عزت سے امراض مختلفہ مین گرفتار ہوا اور اس قید ہستی سے رہا۔ اب بابر کو یہہ آس بہی نہ رہی۔ اسلئے وہ ترمذ مین پہنچا وہان کا حاکم بہ تواضع پیش آیا۔ اوسکے سامنے بابر یہہ دکہڑا رویا کہ آج کل میرا حال گیند کا سا ہے کہ مصیبتون کا چوگان کبہی ادہر پہینکتا ہے کبہی اودہر۔ اور زمانہ کے ہاتہہ سے شطرنج کا بادشاہ بن رہا ہون کبہی اس خانہ مین کبہی اوس خانہ مین ہوا کی طرح سو سو بہیس بدلتا پہرتا ہون اور بجز سرگردانی اور حیرانی کے حاصل نہین ہے اب جو دوستانہ صلاح ہو وہ کہو مین وہی کرون۔ اسپر اس امیر صاحب تدبیر نے عرض کیا کہ شیبانی خان ماوراء النہر پر قابض ہے اور بلخ کا مالک ہے اور آپ کی سپاہ سب پریشان ہے بہتر یہہ ہے کہ کابل کی طرف جائین۔ اور ازبکون کی حکومت سے دور ہوجائین

نداری اگر یا عدو زور جنگ	طریق مدارا گزین بے درنگ
ز ملکش بجائے نما انتقال	کہ یکچند فارغ شوی از قتال

اب بابر کی سمجہہ مین یہہ بات آگئی۔ کہ وطن رہنا عزت اور غیرت کا مقتضا نہین ہے

اسلئے باپ دادا کے ملک کو سلام کیا۔ اور خدا حافظ کہہ چند رفیقوں کو ساتھ لے
سنہ ۹۱۰ھ مین بلخ اور کابل کو روانہ ہوا۔

بابر کا کابل پر قبضہ و تصرف پانا

اب بلخ کی یہہ کیفیت تہی کہ وہان خسرو شاہ بادشاہ بن گیا تہا۔ وہ بہی بابر کے چچا کا
بڑا رفیق تہا۔ اور اوسکے چچیرے بہائی بایسنقر مرزا کا وزیر تہا۔ پہلے تم پڑہ آئے ہو کہ بابر
نے بایسنقر مرزا کو سمرقند سے خارج کیا تہا۔ اس نمک حرام وزیر نے اپنے آقا کو مار ڈالا تہا۔ اور
اوسکے بہائی سلطان مسعود مرزا کو اندہا کیا تہا۔ اور خود بادشاہ بن بیٹہا تہا۔ ان بداعمالیون کے
سبب سے وہ اپنے تئین محفوظ نہ سمجہتا تہا۔ بابر کی بہت خوشامد کرتا تہا کہ اوسکا رفیق بچائے
جب بابر بلخ مین پہونچا۔ تو اوسکے آنیکی ایک دہوم مچی۔ اور مغل سپاہیون نے خود بخود بابر کی
کسی مخفی ترغیب اور حکمت سے خسرو شاہ کی نوکری کو سلام کیا۔ اور جب خسرو شاہ کا سگا بہائی
باقی خان بابر سے جا ملا۔ تو یہہ سب مغل سپاہی آٹہہ ہزار کے قریب اوسکے پاس چلے آئے
کیا خدا کی قدرت ہے کہ کیا یہہ بے سامانی کا سامان تہا کہ دو سو کے قریب سپاہی تہے اور وہ بہی
ایسے کہ کسی پاس تلوار کی جگہہ لاٹہی اور کسی پاس نیزہ کی جگہہ پونگا۔ کل دو خیمے جنمین سے
ایک بڑے خیمہ مین بابر کی والدہ اور ترتی تہین۔ یا اب سامان کا وہ سامان ہوا کہ لشکر
جرار آٹہہ ہزار مغلون کا قواعد دان اور مرتب موجود ہو گیا۔ ایک آناً فاناً مین خسرو شاہ
کا دربار لوٹ گیا۔ اور اب اوسکو جان کے لالے پڑے۔ بابر کی خدمت مین پیشکش ایکر
حاضر ہوا۔ اور وہ اپنی مروت اور جوانمردی کے سبب سے انتقام کے درپے نہوا۔ اور
اوسکو حکم دیدیا کہ جسقدر مال اسباب چاہو ساتہہ لیکر خراسان چلے جاؤ۔ اوس نے
پانچ چہہ خچر اور شتر سونے چاندی کے اسباب سے بہرے اور خراسان کا رستہ لیا

اور تاریخ فرشتہ مین لکہا ہے کہ حسرو شاہ نے اپنی جان کو سب سے زیادہ عزیز جانکر اور مال اسباب کو
کسی جگہہ۔ کہہ کر دو تین آدمیونکے ساتہہ بدیع الزمان مرزا کے پاس رستہ لیا۔ اور جو اوس کے
خانہ زاد متعل سپاہی تین چار ہزار تہے وہ بہی بابر پاس چلے آئے۔ غرض جب سب اسباب جمع ہو گئے
تو بابر نے بلخ کا انتظام کیا۔ اور وہان سے منزل بمنزل کابل کو روانہ ہوا۔ اب یہان کابل کا
یہہ حال تہا کہ ابو سعید مرزا نے کابل کی حکومت اپنے بیٹے الغ مرزا کو سپرد کی تہی جب
۹۰۷ھ ۱۵۰۱ء مین وہ مر گیا۔ تو اوسکا بیٹا عبد الرزاق مرزا باپ کا جانشین ہوا۔ اوسکی تخت نشینی
پر کابل مین بڑی پریشانی اور بدنظمی ہو گئی۔ محمد مقیم چہوٹا بیٹا امیر ذوالنون حاکم گرم سیر نے
کابل پر لشکر کشی کی۔ اور عبد الرزاق مرزا اوس سے نہ لڑ سکا۔ اور طغان کو بہاگ گیا۔ محمد
مقیم کابل کا مالک ہو گیا۔ اور مرزا الغ بیگ کی بیٹی سے شادی کر لی۔ جب محمد بابر شاہ
اوس لشکر غیبی یعنے حسرو شاہ کے لشکر کے ساتہہ پہنچے۔ تو محمد مقیم نے اوسکا بڑا مقابلہ
کیا۔ اور بابر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور قلعہ حوالہ کیا۔ بابر نے یہہ سلوک کیا کہ اوسکو
اجازت دیدی کہ مال اسباب سمیت اپنے بہائی شاہ بیگ پاس چلا جائے۔ غرض کابل پر بابر کا
قبضہ ہو گیا۔ اسی سال مین قبلق نگار خانم والدہ بابر نے بہی انتقال کیا۔ ایک مہینہ اس
سال کا گذرا تہا کہ ایک بڑا زلزلہ کابل مین آیا۔ اور مکان رعایا کے بہت سے گر گئے
اونکو بابر نے اپنے پاس سے روپیہ دیکر بنوا دیا۔ پہر لشکر لیجا کر قلعہ قلات کو کہ قندہار
کے توابع مین تہا۔ بڑے قہر اور صبر سے فتح کیا۔ اب آگے یہان جو تکالیف بابر کو
روزنامچہ مین اوسے معلوم ہوتا ہے کہ گو اس تاتاری خانہ خراب کو افغانستان مین
گہر مل گیا۔ مگر چین یہان بہی اوسکو نصیب نہ ہوا۔ گہر بر اور دشمن۔ تکلیف دینے والی تہے
۔ یہان اور اعدا جانستان پیدا ہوئے ٭

فقط اس سبب انقلاب مین نقل مکان ہوا - ورنہ جیسے وہان قوی دشمن ترک و مغل تھے
یہان افغان ویسی ہی دشمن تھے - وہ ان دشمنون کے ساتھہ مقابلہ کرنے مین
ابتک کامیاب نہ ہوا تھا - خاص ملک ایسی قوی پنجہ اور خود مختار قومون کے ہاتھہ تلے
دبا ہوا تھا اب اوسکے نکلنے کی کوئی امید باقی نہ رہی تھی - اوسکے ساتھہ کوئی جمعیت
بھی ایسی نہ تھی کہ جسپر بھروسا ہوسکے - جو فوج تھی وہ ایسی تھی کہ پہلے اپنے آقاؤن
کے ساتھہ دغا کر چکے تھے - اونکو اچھی طرح وہ خود جانتا بھی نہ تھا - کوئی وزیر با تدبیر
اوس پاس نہ تھا - بھائی جو قوت بازو کہلاتا ہے وہ وہ تھا کہ برسون غنیم کے ساتھہ رہکر
منہ پر تلوار چلا چکا تھا -

بابر کا خراسان جانا

سلطان حسین مائقرخان مرزا چچا بابر کا خراسان کا بادشاہ تھا - وہ شیبانی خان
ازبک کی قوی ہونے سے ہراسان ہوا - اور اوسوقت کو یاد کرتا تھا کہ بابر نے اوسکو
لکھا تھا کہ آؤ ہم تم سب ملکر ان ازبکون کا کام تمام کرین - اونسے جابجا اپنے عزیز افغان
کو مراسلے بھیجے اور بابر کو خط بھیجا - اور لکھا کہ تم آؤ - اور ازبکون کے ہاتھہ سے مجھے
بچاؤ - بابر اسکا منتظر بیٹھا ہی تھا - ازبکون کے ساتھہ لڑنے پر عاشق تھا - جہانگیر مرزا
اپنے بھائی کو ساتھہ لے خراسان روانہ ہوا - جب نیمروز مین پہنچے تو یہہ خبر سنی کہ
چچا مرگیا - اور اوسکے بارہ بیٹے وہان جمع ہین - مگر باوجود اس خبر سننے کے وہ
اپنے خاندان کے ننگ و ناموس رکھنے کیواسطے خراسان روانہ ہوا - اگرچہ اسمین کچھ مطلب اور
بہے اوسکے مدنظر تھے - اسی اثنا مین ان چچیرے بھائیون کے ایلچی برابر آنے شروع ہوئے
اور آنے کے واسطے تقاضے پر تقاضا ہونے لگا - وہ مرغاب مین جہان لشکر جمع ہوا تھا پہنچا

اوسنے چچا کا پرسہ دیا۔ بھائی بھی بڑی محبت سے پیش آئے۔ ایک ایک نے جدا جدا ضیافت کی۔ یہہ سب بھائی ازبکون کی لڑائی سے غافل ہوئے۔ اور اپنے عیش و عشرت مین مصروف ہوئے۔ ہرات کے جانیکا شوق بابر کو بہت تہا۔ اول اوسنے یہہ سنا تہا کہ چچا نے اوسکو خوب آراستہ کیا ہے دوم یہہ بھی مدنظر تہا کہ وہان جاکر سب اپنے خاندان کے شاہزادون سے صلاح اور مشورہ کرے کہ ازبکون سے کیونکر لڑئے غرض وہ ہرات کو روانہ ہوا۔ جب وہان پہنچا۔

جاڑیکا موسم آگیا تہا۔ زمین آسمان برف بن رہا تہا۔ مگر بابر کو جو گہر کا خیال آیا کابل کو روانہ ہوا۔ اس برف اور جاڑیکے ہاتہہ سے وہ مصیبتین اوٹہائین کہ کبھی میدان جنگ مین دشمنونکی آگ سے وہ آفتین نہ اوٹہائی ہونگی۔ بہزار خرابی ہزارہ مین پہنچا۔ وہان یہہ خبر آئی کہ ایک رشتہ کا بہائی کابل مین بادشاہ ہوگیا۔ اور مشہور کر دیا کہ اوسکو ہرات مین بہائیون نے قید کر لیا ہے۔ اگرچہ شہر کابل پر بہائی کا قبضہ ہوگیا تہا مگر قلعہ بالاحصار مین کچہہ بابر کی دوست اڑے پڑے ہوئے تہے۔ بابر نے اون پاس جاسوس کے ہاتہہ اپنی خیر و عافیت کے ساتہہ پہونچنے کی خبر بہیجی۔ دوستونکو اس خبر سے تقویت ہوئی۔ اور قلعہ سے باہر آکر بابر سے ملے۔ اور شہر پر لڑکر فتحیاب ہوئے۔ دونون بہائی مرزا جان اور محمد حسین گورکان قید ہوئے۔ مگر بابر نے مروت سے اونکو چہوڑ دیا۔ مرزا جان اولاد امیر ذوالنون پاس اور محمد حسین گورکان فرہ اور سیستان کی طرف چلے گئے۔ ناصر مرزا چہوٹا بہائی بابر کا بلخ مین حاکم تہا وہ امراء شیبانی سے شکست پاکر کابل مین آیا۔ جہانگیر مرزا ایک بہائی ابہی مرچکا تہا اوسکی جگہہ ناصر مرزا کو مقرر کیا۔

قندہار کی فتح

ازبکون کی غلبے سے امرا ارغون نے بابر کی اطاعت کا اظہار کیا اور لکھا کہ اگر اسطرف آئے تو قندہار آپکے حوالہ کرین - اس پیغام پر بابر اوسطرف روانہ ہوا - جب قلات سے آگے بڑہا تو جان مرزا اوسے آملا اور ساتھہ ہولیا - جب شاہ بیگ اور اور محمد مقیم ارغون کو بابر نے پیغام بہیجا کہ تمہاری درخواست کے مطابق مین یہان تک آیا ہون اب تم یہان میرے پاس آؤ - اس خبر کو سنکر دونو بہائی اوسکے بلانے سے پشیمان ہوئے - اور قلعہ سے باہر نکل کر جنگ پر لڑائی لڑے مگر شکست کہائی اور قلعہ مین بہی اولٹے جانیکی فرصت نہ پائی - شاہ رخ بیگ یساول کو اور محمد مقیم داور کو بہاگ گیا - قلعہ قندہار بابر کے قبضہ مین آیا - اور وہان بہت کچھہ مال اسباب ہاتھہ آیا - اس سب مال اسباب کو امیرون اور رفیقون مین برابر تقسیم کر دیا - اور قندہار اور داور کو ناصر مرزا کے سپرد کیا - اور خود کابل مین چلا آیا - اب ازبکون نے محمد مقیم کے بہکانے سے قندہار پر حملہ کیا - ناصر مرزا قلعہ مین پناہ گیر ہوا - اور بابر کو سارا حال لکھا - اوسکا جواب یہہ آیا حتے الامکان لڑائی لڑو - اور اگر کام چلتا نہ دیکھو تو صلح کرلو - ہمارے پاس چلے آؤ - ہم تم دونو ملکر ہندوستان کے ملک کو فتح کرینگے - اب اوسکو کوئی امید باقی نہین رہی تہی کہ مین شیبانی خان سے لڑکر کامیاب ہونگا اپنے دوستون سے مشورہ کیا کہ کہان اور چلکر امن تلاش کیجے - بلخ مین جاکر لڑیئے یا ہندوستان کو لیلیجے - اسپر کسی نے کہا کہ بلخ پر قبضہ کیجئے - کسی نے کہا کہ ہندوستان تسخیر کیجے - آخر کو یہہ صلاح ٹہہری کہ ہندوستان ہی پر حملہ کیجئے - غرض اس ارادہ سے کابل سے کوچ ہوا - مگر تو مان سنگہا تک آکر بہ سبب بے سامانی کے مراجعت کی

اور ہندوستان کے فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ اور پھر کابل مین آیا۔ اسی اثناء مین نا صر مرزا
بھی قندہار سے آگیا۔ شہر قندہار کو شیبانی خان نے لے لیا۔ اور قلعہ کی فتح کو اور انکے سپرد
کر کے خراسان مین بعض ضرورت کے سبب سے چلا آیا۔

بابر کے ہاتھ سے کابل کا نکلنا اور پھر تہہ آنا

سنہ ۹۱۴ مین سلطان بابر سمیند کے افغانون کی سرکوبی کے واسطے گیا تھا کہ فیروز شاہ
کے مغلون نے فرصت پاکر عبدالرزاق مرزا ابن مرزا الغ بیگ کو بادشاہ بنا لیا۔ تین
چار ہزار آدمی اوس پاس جمع ہوگئے۔ اور ایک فتنہ عظیم برپا ہوگیا۔ اور بابر پاس
پانچ سو آدمیون سے زیادہ آدمی ہمراہ نہ تھے۔ اور باقی سب کابل کو بھاگ گئے۔ مگر
اس ہمت والے بادشاہ نے باوجود ان قلیل آدمیون کے کابل پر حملہ کیا۔ اور پانچ
بڑے بڑے سردارون کو لڑائی مین اپنے ہاتھ سے مارا۔ اور کابل کو فتح کر لیا۔
اور مرزا عبدالرزاق گرفتار ہوا۔ اول دفعہ قصور معاف کر کے رہا کر دیا۔ مگر دوسری
دفعہ جو اوسنے فتنہ برپا کیا تو اوسکا قبضہ کیا

بابر کا تیسری دفعہ سمرقند اور بخارا پر قبضہ ہونا

جس وقت شاہ کا ملک جیحون کے پار ازبکون نے لے لیا تو ایرانیون کی سلطنت کے ساتھ اونکی
حکومت کا ڈانڈا مینڈا مل گیا۔ اور اب اوزبک قزلباشون کے ساتھ بھی متعرض
ہونے لگے۔ شاہ اسمٰعیل صفوی نے ایلچی شیبانی خان پاس بھیجا اور یہہ لکھا کہ عراق
سے کچھہ تعرض نکرو اور یہہ بیت بھی اوسمین لکھے کہ **بیت**

نہال دوستی بنشان کہ کام دل ببار آرد ✤ درخت دشمنی برکن کہ رنج بیشمار آرد

شیبانی خان نے جواب لکھا کہ بادشاہی اوسی شخص کو سزاوار ہے کہ جس کے

باپ دادا نے پادشاہی کی ہو۔ اور تو اوسوقت پادشاہی کرسکتا ہے کہ مجھ جیسا پادشاہ نہ ہو مصرع گدائے گوشہ نشینی تو حافظ مخروش ۔ اور ایک عصا اور کچکول بھیجدیا کہ یہی تیرے باپ کی میراث ہے ۔ بیت نصیحت گوش کن جانا کہ از جان دوست تر دارند جوانان سعادت مند پند پیر دانا را ۔ اگر اپنی حد سے قدم باہر رکھے گا تو سر کو دوش پر نہ دیکھے گا بیت عروس ملک کسی در کنار کرد حسیت ۔ کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند ۔ شاہ اسمعیل نے جواب لکھا کہ اگر سلطنت کسی کی میراث ہوتی تو تیرے ہاتھ کیون لگتی ۔ اور یہہ جو تو لکھتا ہے کہ عروس ملک الخ ۔ اسکا جواب مین یہہ لکھتا ہون کہ ع جانان سخن از زبان من میگوئی اب اور باتین ہماری تمہاری میدان جنگ مین ہونگی ۔ نہین یہہ چرخہ اور نکلا بھیجتا ہون اوسے شغل کرو اور لڑائی کا نام نہ لو ۔

فرد

بس تجربہ کردیم دریں دیر مکافات ۔ با آل نبی ہر کہ در افتاد بر افتاد

یہہ نامہ بھیجکر اسمعیل صفوی روانہ ہوا ۔ اور خراسان سے لیکر مرو تک بالکل ازبکون کو نکال دیا ۔ شیبانی خان نے لڑائی مین مصلحت نہ دیکھی اور قلعہ مرو مین متحصن ہوا مگر جب لوگون نے لعنت ملامت کی تو لڑائی کے میدان مین آیا ۔ اور شکست کھاکر بھاگا ۔ اوسکے ساتھہ پانچ سو امیر اور سردار بھی ہمراہ تھے اون سب کو قزلباشون نے قتل کیا ۔ یہہ سب خبر جان مرزا نے بابر کو لکھی اور خود قندہار مین چلا گیا ۔ اور بابر کو تاکید کی کہ اسوقت ہاتھہ پیر ہلاؤ خوب موقع مملکت موروثی کے لے لینے کا ہے ۔ بابر ۹۱۶ھ مین حضار کی طرف گیا اور مرزا جان کے ہمراہ دریا اموئیہ سے اوترا ۔ مگر یہان ازبک موجود تھے اونکے آگے کچھہ پیش نگئی ۔ اسلئے بابر قندہار مین چلا آیا ۔ اوسکی بہن حاجی بیگم اس لڑائی مین شاہ ایران کے ہاتھہ آئی تھی ۔ نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھہ بابر پاس بھیجدی گئی

بابر کو اتنے بات شاہ ایران کے ساتھہ راہ پیدا کرنے کے لئے کافی تھی - اسکے عوض بہت سے تحفہ اور نفائس مرزا جان کے ساتھہ بھیجکر شاہ ایران اسمعیل صفوی سے امداد چاہی - یہہ درخواست منظور ہوئی - اور ایران سے بہت سے سردار سپاہ لیکر اوسکے ہمراہ ہوئے اور ساتھہ ہزار لشکر کے بھیڑ بھاڑ بابر پاس جمع ہوگئی - اور اسی سال مین پھر سمرقند کو فتح کر لیا - اور ناصر مرزا کو کابل کی حکومت پر مقرر کیا - اور لشکر ایرانی کو نہایت اعزاز کے ساتھہ واپس کیا - اور خود اپنے آبائی تخت پر اجلاس کیا - اور آٹھہ مہینہ تک یہان سلطنت کی مگر ازبکون نے پھر جمع ہوکر بابر کو سمرقند سے نکال دیا - اور اس دفعہ ایرانیون کی امداد سے بھی کام نچلا - اور شکست ہوئی - اور ننگے پاؤن ننگے سر وہان سے بھاگا - کابل مین آیا - ناصر مرزا کو یہان کی حکومت سے غزنین کی حکومت پر منتقل کیا - خود بجور مین آیا - یہہ ملک قوم یوسف زئی نے دبا لیا تھا - ان افغانون نے اوسکی اطاعت نہ کی - اور تلوار سے پیش آئی - بابر نے ہزارا افغانون کا کاسرا وڑایا - اور اونکے بال بچون کو اسیر کیا - خواجہ کلان کو یہان حکومت سپرد کی اور خود ہندوستان کی غرمیت کی +

بابر کی پہلی مہم ہندوستان پر

بابر نے خود اپنی توزک بابری مین لکھا ہے کہ بجور کی فتح مین چار مہینہ فوج کام کرتی رہی اور غنیمت کی کوڑی اوسکے ہاتھہ نہ آئی - اسلئے ارادہ ہوا کہ بہرہ کو کہ ہندوستان کی سرحد پر واقع ہے فتح کیجے - اور اوسکے مال اسباب سے سپاہ کو مالا مال کیجے - ہندوستان کے تسخیر کا مدت سے میرا ارادہ تہا - مگر بعض موانعات کے سبب سے اوسکا آغاز نہوا تہا - غرض مین یہان سے ۱۴ صفر ۹۲۵ھ مطابق ۱۵ - فروری ۱۵۱۹ء کو ہندوستان کی طرف روانہ ہوا بعض ہوا خواہون نے سمجہایا یا ہی کہ آپکا ارادہ ہندوستان کا ہے تو تہانہ جاکر چلنے سے طرح

بے سروسامان بچائے - مگر مین نے اونکے کہنے کو نہ سنا - اور روانہ ہوا راستہ مین گیندڑون کا شکار کھیلتا دریاے سندہ سے پایاب ہوا - نیلاب کے باشندون نے نذرین دین - اور آگے کرڑے کرڑے سفر شروع کئے - بہرہ اور خوشاب اور چناب اور جہلم کے ملک تیمور کے زمانہ سے خاندان تیمور کے قبضہ مین تہے - اسلئے مین اس ملک کو کون کافر کہ اور اپنے باپ دادا کی میراث سمجھتا تہا - اور یہان رعایا بہی ترکون سے اجنبی نہ تہی وہ اونکو جانتی تہی - اب ارادہ مصمم ہوگیا کہ اس آبائی ملک کو نچہوڑے - خواہ وہ شمشیر سے ہاتہہ آئے یا تدبیر سے - اسلئے سپاہ کو حکم سنا دیا کہ خبردار کسی کو اوگلی نہ لگانا - اور ایک گہر سے جہاڑو کا تنکا تک نہ لینا - اب آگے منزلین سخت کرتا کرتا بہرہ کے پاس پہنچا - یہان علی خان پسر دولت خان یوسف خیل کے ملازم سردار ہندو قوم کی حکمرانی کرتی تہی وہ پیشکش لیکر میرے پاس حاضر ہوئے - اور مین مشرق کی جانب مین بہرہ کے دریا بہت کے کنارہ خیمہ زن ہوا - ایک دن گہوڑے پر سوار ہوکر بہرہ کے گرد پہرا - اور سب وہان کے چودہری اور رئیس جمع کئے - اور اس بات پر فیصلہ ہوگیا کہ اہل شہر کے باشندے اپنی جان اور مال کے محفوظ رہنے کے عوضانہ مین چالیس ہزار شاہرخی یعنے بیس ہزار روپیہ قریب ادا کرین - اور تحصیلدار اس روپیہ کے وصول کرنے کے لئے مقرر کردئے - جب مجہے اس بات کی خبر ہونچی کہ میری سپاہ کے بعض سپاہی بہرہ کی رعایا کو تنگ کرتے ہین اور ظلم اور ستم اونپر روا رکہتے ہین - تو مین نے بعض اپنے سپاہیون کی اس تقصیر مین گردن اوڑا دی - اور بعض کی ٹانگین کاٹ ڈالین - مین اس ملک کو اپنا ملک سمجہتا تہا، سپاہ کا ہاتہہ اوسپر کیونکر پڑنے دیتا - اب میرے آدمی پکار پکار کر یہہ کہہ رہے تہے کہ جن ملکون کو ترک پہلے فتح کر چکے ہین اونکی رعایا پیغام سلام دوستانہ بہیجے جاتی ہین تو اسمین کچہہ خرابی نہین - اسلئے مین نے مولانا مرشد کو سلطان ابراہیم شاہ دہلی پاس روانہ کیا - اور

اور خطوط اوسکے حوالہ کئے اور لکہا کہ جو ملک پہلے ترکون نے فتح کیا تہا اور جسپر وہ مدتون تک قابض رہے اب آپ عنایت کرکے اونکو واپس دیجے - اور دولت خان کے نام بہی خط لکہا اور زبانی بہی مین نے اس اپنے ایلچی کو بہت سکہا پڑہا دیا - ہندوستان کے آدمی علے العموم احمق ہوتے ہین مگر پٹہان حماقت اور سفاہت مین سب پر سبقت لیگئے ہین - اونکے قول فعل کا کچہہ اعتبار نہین - نہ وہ رزم مین مردانہ وار ثابت القدم رہتے ہین نہ بزم مین دوستی اور محبت مین قائم رہتے ہین - اس قاصد کو لاہور مین دولت خان نے روک لیا - اور ابراہیم شاہ دہلی پاس آگے نہ بڑہنے دیا - پانچ مہینہ بعد یہہ قاصد بے نیل مرام کابل مین واپس آیا +

خوشاب کی رعایا نے بہی اطاعت اختیار کرلی - قلعہ بہرہ مین جسکو جہان نما کہتے ہین ایک دن مین ٹہرا - اور آگے بڑہا - نیلاب اور بہرہ کے درمیان ملک کوہستانی ہے اوسمین جودا اور جنجوعہ قومین آباد ہین - اسلئے اس پہاڑ کا نام کوہ جود ہے - اور جو حصہ اوسکا کشمیر کے پاس ہے اوسمین جاٹ اور گوجر اور اسی قسم کی اور قومین آباد ہین - اونکے گانون گانون کے پہاڑون کی چٹالون پر اور درون مین بستے ہین - اونکا حاکم گکر قوم کا تہا - اونکی گورنمنٹ جودا اور جنجوعہ کی قومون کی سی تہی - اسوقت یہہ سب قومین جودا من کوہ مین پہیلی ہوئی تہین تاتار گکر اور ہاتی گکہ کے زیر فرمان تہین ان دونون حاکمون کا خاندان ایک تہا اور رشتہ کے بہائی بہائی تہے - پہاڑون کے غارون مین اور ڈہلاؤ پر جا بجا اونکے قلعے بنے ہوئے تہے - تاتار گکر کے قلعہ کا نام پرنالہ تہا - وہ ایسی بلندی پر نہ تہا جہان برف پڑتی ہو - باقی ملک پہاڑون کے قریب تہا - تاتار خان حاکم کالنجر کو یہی ہاتی نے یار بنا رکہا تہا - تاتار گکر دولت خان کا

ملازم اور نابعدار تہا۔ مگر ہاتی نے کبہی دولت خان کی بات نہ پوچہی۔ اور ہمیشہ ایک مفسد ملک مین حاکم و فرمانروا بنا رہا۔ تاتار نے ہندوستان کے امیرون کے اغوا سے ہاتی نے ملک پر کئی میل تک قبضہ کر لیا تہا۔ اور وہ ایک قلعہ مین متحصن تہا۔ مگر جب مین بہرہ مین پہونچا۔ تو ہاتی نے تاتار پر حملہ کر کے کسی فریب اور حکمت سے اوسکو مار ڈالا۔ اور اوسکا ملک چہین لیا۔ اور مال اور دولت پر قبضہ کیا۔ اور عورتون کو لے گیا۔ اس ملک بہرہ کا مین نے ایسا انتظام کر دیا۔ کہ پہر کوئی فتنہ اور فساد اوسمین نہ کھڑا ہو اور مین خود کابل کی طرف روانہ ہوا۔ مگر جو لوگ اس ملک کے حال سے خوب واقف تہے اونہون نے مجہسے کہا کہ ہاتی گکر نے بہت ظلم اور ستم برپا کر رکہا ہے۔ اور راستے لوٹتا ہے مسافرون کو رستہ نہین چلنے دیتا اب اوسکا علاج کرنا چاہئے۔ اسلئے مجہے ضرور ہوا کہ اوسکو یہان سے رفع دفع کرتا جاؤن اور ایسی سزا دون کہ اورون کو عبرت ہو۔ ہاتی اسوقت پرنالہ مین تاتار کو مار کر آگیا تہا۔ مین راتون رات سفر کر کے پرنالہ کے پاس ایک کوس پر پہونچا۔ تو ہاتی قلعہ سے باہر نکلا اور اور میرے سردار دوست بیگ سے خوب لڑا۔ اور شکست کہا کر کوہستان کی طرف بہاگا اور قلعہ مین بہی اولٹا نہ جانے پایا۔ قلعہ میرے ہاتہہ آیا۔ پہر ہاتی نے بہی اپنا ایلچی پربت پیشکش لیکر بہیجا مین نے پربت کو اعزاز کے ساتہہ رخصت کیا۔ اور ہاتی کی ہر طرح تسلی اور تشفی کر دی اور بہرہ اور سندہ کے درمیان کا ملک محمد علی جنگ جنگ کو سپرد کر کے کابل روانہ ہوا۔ اور وہان ۳۔ مارچ ۱۵۱۹ء مین پہونچ گیا +

بابر کی دوسری مہم ہندوستان پر

سنہ ۹۲۵ ہجری کو لاہور کی تسخیر کے ارادہ سے چلا۔ اور پشاور مین پہنچا۔ اور دریا سے

عبور کرنیکو تھا کہ سلطان احمد سعید کی خبر آئی کہ وہ کاشغر سے بدخشان فتح کرنیکے ارادہ سے آتا ہے۔ اسلئے بابر نے لاہور کی تسخیر کا ارادہ نہ کیا اور کابل واپس گیا۔ اور مرزا محمد سلطان کو چار ہزار سوار دیکر لاہور کی طرف روانہ کیا +

بابر کی تیسری مہم ہندوستان پر

سنہ ۹۲۶ مین ہندوستان کی طرف کابل سے روانہ ہوا۔ اور ہر منزل مین افغانون کو ڈھونڈ ڈھونڈکر سزا دیتا ہوا سیال کوٹ مین پہونچا۔ اور یہان کی رعایا نے اطاعت اختیار کی + اسلئے بابر نے یہان کسی کے ننگ و ناموس کو نہ بگاڑا۔ مگر جب پرگنہ سیدپور مین وہ پہونچا۔ تو یہان کے باشندون نے مخالفت اختیار کی اور افغانون کو ساتھ لیا۔ اور لڑائی کا ہنگامہ گرم کیا۔ پھر تیغ بابری نے بھی کام کیا۔ ہزارون سر اوڑائے اور بیس ہزار لونڈی غلام بنائے۔ آبادی کے ویرانے بنانے مین کچھ کسر باقی نہ رکھی۔ غرض ان مخالفون کا قرار واقعی علاج کرکے وہ کابل کو پھر چلا گیا۔ وہان قندہار کے فتح کرنیکی ضرورت تھی +

چوتھی مہم

ابراہیم شاہ دہلی نے جو اور سردارون کو قتل و قمع کیا تو دولت خان لودی کو خوف پیدا ہوا۔ اور اس خوف نے اوسکو بادشاہ سے باغی بنا دیا۔ اور اپنی امداد اور اعانت کے واسطے کابل آدمی بھیجکر بابر کو بلایا۔ سنہ ۹۳۲ مین بابر کوچ پر کوچ کرکے گکھڑون کے ملک مین ہوتا ہوا لاہور کے قریب پہنچا۔ مگر یہان بہار خان اور مبارک خان اور بیکن خان لوحانی نے ایک لشکر عظیم جمع کرکے بابر کی فوج سے مقابلہ کیا۔ اور بعد بہت سی کوشش اور کشمکش کے ان پٹھانون کو شکست ہوئی۔ اور بابر شہر لاہور مین داخل ہوا۔ اور موافق رسم چنگیز خان کے لاہور کے بازارون مین بطور نیک فالی کے آگ لگادی۔ اور بعد ازین دار

روز کے دیبال پور کے قلعہ کو فتح کرلیا۔ اور وہان قتل عام کا حکم دیا۔ اور دولت خان لودی کہ بادشاہ ابراہیم سے باغی ہوکر بلوچون مین چلا گیا تہا۔ وہ بابر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور علی خان اور غازی خان اور دلاور خان اپنے بیٹون کو بہی ساتہہ لایا۔ جالندر اور سلطان پور اور اوسکے مضافات بابر نے اوسکو تفویض کئے۔ اور اوسکو ایک بڑا امیر اپنا بنایا۔ دولت خان نے بابر سے کہا کہ نہارہ مین جلوانی پٹہان باغی جمع ہورہے ہین اگر وہان فوج شاہی روانہ ہوکر اونکا استیصال کرے تو مناسب اور عین مصلحت ہے۔ بابر نے تجویز کو قبول کرلیا۔ مگر دلاور خان نے آنکر عرض کیا کہ دولت خان فقط اس بہانہ سے آپکے لشکر کو آپ سے جدا کرنا چاہتا ہے۔ اس کہنے پر اصل بات کو بابر نے تحقیق کیا۔ اور جب اوسکو دولت خان کا یہہ فریب معلوم ہوگیا تو اوسکو اور غازی خان کو مقید کرلیا۔ مگر ستلج سے پار اوتر کر نوشہرہ مین ان دونو تقصیرواروں کا قصور معاف کردیا۔ اور قصبہ سلطان پور کہ دولت خان ہی نے اوسکو آباد کیا تہا۔ اور وہین اوسکا وطن تہا۔ اوسکو جاگیر مین دیدیا۔ اور دلاور خان کو خان خانان کا خطاب دیا۔ اور اون دونون باپ بیٹون کی جاگیرین فقط اس کیلئے کو دیدین۔ اور پہر بابر لاہور مین آیا۔ اور لاہور مین میر عبدالعزیز کو داروغہ مقرر کیا۔ سیال کوٹ خسرو گوکلتاش کو سپرد ہوا۔ دیبال پور باباقشقہ مغل اور سلطان علاءالدین کے تفویض ہوا۔ یہہ علاءالدین لودی سلطان ابراہیم بادشاہ دہلی کا چچا تہا۔ اور بابر پاس بہاگ کر گیا تہا کلانور مین محمد علی جنگ جنگ مہتمم مقرر ہوا۔ اور آپ کابل چلا آیا۔ اب اوسکے غیبت مین دولت خان نے کیا کام کیا کہ دلاور خان جسکو خان خانان کا خطاب ملا تہا مقید کرلیا اور دیبال پور لشکر چڑہا کر لے گیا۔ فیروزپور مین سلطان علاءالدین اور باباقشقہ سے لڑائی

شروع ہوئی اور انکو شکست دیکر دیسال پور پر قابض ہوگیا۔ بیچارا سلطان علاء الدین کابل بھاگ کر گیا۔ اور بابا قشقہ مغل لاہور مین چلا آیا۔ دولت خان پانچ ہزار سپاہ سیال کوٹ پر لے گیا جب مراد لاہور اور میر عبد العزیز میر آخور کو اسکی خبر ہوئی تو وہ سیال کوٹ کو خسرو گو کلتاش کی امداد کو آئے۔ اور افغانون کی لشکر کو شکست فاحش دی اور پھر لاہور چلے آئے۔ اسی اثنا مین سلطان ابراہیم کی طرف سے ایک لشکر سرہند مین دولت خان اور غازی خان سے لڑنیکے واسطے آیا تہا۔ اسلئے دولت خان کو ان مغلون سے لڑنے کے فرصت نہ ملی۔ اور اپنے بادشاہ سے لڑنیکے واسطے روانہ ہوا۔ اور وہان جاکر کسی حکمت سے بادشاہی سپہ سالار کو اپنے ساتھہ موافق کرلیا۔ اس موافقت کی خبر اور امیرون کو جب ہوئی تو اپنا اپنا لشکر اولٹا لیکر ابراہیم پاس چلے گئے۔ اسی عرصہ مین سلطان علاء الدین کہ کابل چلا گیا تہا بابر سے اجازت لیکر مین موسم گرما مین ایک منزل کی دو منزلین کرتا ہوا لاہور مین آپہنچا۔ بابر خود اسوقت بلخ کی لڑائی جہگڑون مین مصروف تہا ہندوستان آنے کی فرصت نہ رکہتا تہا۔ اب سلطان علاء الدین نے سب مغل سردارون کی جان کہانی شروع کی کہ بابر کا یہہ حکم ہے کہ تم سب میری اعانت پر کمر چست باندہو اور میرے ساتہہ چلو۔ اور یہہ کہا کہ غازی خان بہی میرے ہمراہ ہے۔ اوسپر مغل سردارون نے کہا کہ غازی خان وہی ہے جسنے آپکی کل لڑائی موری ہی اور دیسال پور سے آپ شکست پاکر کابل بہاگ گئے تہے۔ اوسپر اعتبار کرنا آپ کی عقل کا کام ہے۔ ہم تو اوسکا ذرا اعتبار جب تک نکر سکینگے کہ وہ اپنے چہوٹے بہائی حاجی اور اپنے بیٹے کو بطور اول لاہور مین ہمارے حوالہ نکرے۔ ہمارے نزدیک ہرگز قرین مصلحت نہین کہ غازی خان کے ساتہہ تم جاؤ۔ مگر اس فہمائش نے کچہہ اثر نکیا۔ اور جب اوسنے دیکہا کہ یہہ مغل یونہین حیلہ حوالہ کرتے ہین۔

تو اونسے اپنے بیٹے شیر خان کو دولت خان اور غازی خان پاس بہیجا۔ کہ اونسے جاکر موافقت پیدا کرے۔ غرض یہہ سب نامور پٹھان ایک جگہہ جمع ہوئے۔ اور صلاح اور مشورہ ہوکر وہ دہلی اور آگرہ کے فتح کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ راہ مین جنکے دل ابراہیم شاہ دہلی سے بگڑے ہوئے تہے وہ بہی سلطان علاء الدین کی سپاہ مین آملے۔ غرض اسطرح تیس چالیس ہزار سپاہ ہوگئی۔ اس سپاہ نے جاکر دہلی کا محاصرہ کیا۔ مگر سلطان ابراہیم نے اس لشکر کو ایسی شکست دی کہ تمام وہ تتر بتر ہوگیا۔ اور سلطان علاء الدین پریشان حال ہوکر پنجاب مین آیا۔ غازی خان نے اپنے عہد کو پورا نکیا۔ اور کالانور پر حملہ کیا۔ اور محمد علی جنگ جنگ نے شکست کہائی اور لاہور مین بہاگ کر آیا۔ اور غازی خان کالانور کو دابیٹہا۔ اور پہر سلطان ابراہیم پاس چلا گیا۔ اس عرصہ مین بابر کو بہی بلخ کے جہگڑون سے فرصت نصیب ہوئی ✤

آخر مہم اور فتحیابی بابر ہندوستان پر

اس مہم کا حال بابر نے اپنی واقعات بابری مین لکہا ہے کہ جمعہ کے دن پہلی صفر سنہ ۹۳۲ مطابق ۱۷ نومبر سنہ ۱۵۲۵ کو کابل سے روانہ ہوا۔ اور دریاء سندہ کے کنارہ پر پہنچا۔ اور دریاء بکہکوٹ کے کنارہ پر مقیم ہوا۔ اور یہان اپنے لشکر کو گنوایا تو معلوم ہوا کہ سب چہوٹے بڑے اچہے برے ملازم غیر ملازم کل بارہ ہزار آدمی ہین۔ اناج اور سامان کے بہم پہنچانے کے واسطے سیال کوٹ کے قریب دامن کوہ مین آیا۔ یہان پانچ چہہ منزل طے کرکے کوہ جود پر بالی ناتہہ جوگی کے نیچے پہنچا۔ اور یہان ایک دریاء کے کنارہ پر قیام کیا۔ اور پہر جہلم سے پایاب ہوا۔ اور یہان سے دو سوار تیز رفتار لاہور کو روانہ کئے کہ وہ جاکر لاہور کی سپاہ کو ہدایت کرین کہ وہ لڑائی کی لڑین بلکہ

سیال کوٹ مین میری شپا کے ساتھہ شریک ہوجائین - یہہ خبر اوڑ رہی تہی کہ غازی خان نے بیس چالیس ہزار آدمی جمع کر رکہے ہین - اور دولت خان نے بہی دو دہاری تلوار باندہ رکہی ہی مجہے یہہ ضرب المثل یاد تہی کہ نو دوستون بیچ دس دوست اچہے ہوتے ہین اسلئے لڑنے سے پہلے یہہ ارادہ کیا - کہ کسی طرح لاہور کی سپاہ سے جاملون - اس ارادہ کی اطلاع کے لئے ایلچی میرون پاس بہیجے - اور چناب کے کنارہ سے عبور کیا - سیال کوٹ مین پہنچا جاٹ گوجر جنکا پیشہ ہمیشہ سے لوٹ مار ہے - میری تہکی تہکائی ہوکی پیاسی فوج پہ حملہ مچاتی ہوئی آن پڑی اور سب لوٹ لیگئی - مین نے اونکو پکڑکر سزا دی - اب یہان ایک سوداگر کی زبانی علاء الدین اور سلطان ابراہیم شاہ لودی کی تمام لڑائی کا پورا حال معلوم ہوا - بعد ازین یہان سلطان علاء الدین اور محمد علی جنگ جنگ اور خواجہ حسین شرف دیوان اور دلاور خان میری خدمت مین حاضر ہوئے - دولتخان اور غازی خان سلطان ابراہیم شاہ کی ملازمت کا اظہار کرتے تہے - اونہون نے چالیس ہزار سوار دریاء راوی کے کنارہ پر لاہور کے مقابل جمع کئے - مگر جب میرے پاس قریب آنیکی خبر سنی - ہات پیر چہوٹ گئے - اور متفرق اور منتشر ہوگئے - دولت خان اپنے بڑے بیٹے علی خان کو لیکر قلعہ ملوٹ مین آیا - اور غازی خان کوہ پایہ مین بہاگ گیا - اب مین قلعہ ملوٹ پر آیا - اور اوسکا محاصرہ کیا - دولتخان کو اب کوئی چارہ بجز میری اطاعت اور پناہ مین آنیکے نہ رہا - وہ میرے پاس حاضر ہوا - اور قلعہ سپرد کر دیا - مین نے اوسکے تمام قصور معاف کر دئے - اس قلعہ پر جب میری طرف کے لوگون نے ہاتہہ ڈالا - اور امرا کے منع کرنے سے وہ باز نہ آئے - تو مین نے اونپر تیر چلائے - اس سبب سے سب لوٹ مار بند ہوگئی - اور افغانون کے اہل و عیال سلامت

نکل آئے - یہان مجھے بہت سے غنیمت ہاتھہ لگی - مگر غازی خان کے کتب خانہ کو مین دیکھکر بہت خوش ہوا - مگر جیسا کتابون کو اونکی صورت سے مین سمجھا تھا ویسی وہ نہ نکلین مینے بعض کتابین اپنے مطالعہ کے واسطے رکھین اور بعض مرزا ہمایون کو دین اور کچھہ مرزا کامران کو کابل بھجوائین - اب غازی خان یہان ہاتھہ نہ لگا - اس لئے اوسکے پیچھے فوج کو روانہ کیا - وہ ادہر اودہر مارا پھرا - اور آخر کو ابراہیم لودی پاس پہنچا - اور اس اثنا مین دولت خان لودی مرگیا - مین پہاڑون پہاڑون روپڑ مین داخل ہوا اور روپڑ سے سیدہا دلی کی طرف روانہ ہوا - پانی پت پر پہنچا - تو وہان ابراہیم شاہ بھی ایک لاکھہ سپاہ اور ہزارہا ہاتھی لیکر لڑنے کے لئے موجود تھا - اب میرے پاس تمام سپاہ اور میرے بنگاہ مین بارہ ہزار آدمی تھے - اوسکے ساتھہ توپخانہ بھی موجود تھا - شاہ علی خلیفہ توپچی نے اپنی رومی قواعد کے موافق توپون کا زنجیرہ چمڑے کے رسون سے باندہ کر بنایا - اور لوہرون کے مورچے باندہے - سلامت کوچی اور خندقین کھودین اور اوسکی مٹی سے چھاتی چھاتی برابر دمدمے باندہے - جنکے پیچھے بندوقچی کھڑے رہ کر بندوقین چلائین - ابراہیم نے بھی قریب پہنچکر اپنی لشکرگاہ کو مستحکم کیا - ابراہیم سامنے کی فوج سے لڑ رہا تھا - کہ مین نے اپنی میمنہ و میسرہ کی فوج کو حکم دیا کہ ابراہیم کی فوج کے پشت اور بغل پر حملہ کرے - چنانچہ اس حکم کے موافق سپاہ نے پیش قدمی کرکے دشمنون کی فوج پر تیرون کا مینہہ برسایا - ابراہیم کی فوج نے کئی دفعہ خفیف حملے میری فوج پر کے ہٹانے مین کئے مگر اس حرکت سے وہ خود ہی تتر بتر ہوگئے - مین گولون کی مار سے دشمنون کو مار رہا تھا - اب قلب کی فوج کو حکم حملہ کا دیا - اس حملہ سے دشمنون کے پیر بالکل اوکھڑ گئے اور شکست ہوگئی - اور خود ابراہیم اس لڑائی مین مارا گیا - اور اوسکی

فوج کو بڑا صدمہ پہنچا۔ مین نے لڑائی کا ہیت دیکھکر تخمینہ ان مردون کا پندرہ سولہ ہزار کیا مگر جب مین آگرہ پہنچا تو معتبر ہندوستانیون کی زبانی معلوم ہوا کہ وہان چالیس پچاس ہزار آدمیون سے کم نہین مارے گئے۔ غرض بعد شکست دینے کے ہندوستانی سپاہی ادہر ادہر پڑے پھرتے تہے۔ ترک اونکو مارتے اور قید کرتے پھرتے تہے۔ یہہ امیر بہت سے ہاتہیون کو فیلبانون سمیت میرے پیشکش کرتے تہے۔ مجکو یہہ خیال تہا کہ ابراہیم بچکر کہین بہاگ گیا۔ اوسکی تلاش مین کشمی مرزا کو آگرہ روانہ کیا۔ مین ابراہیم کی لشکرگاہ کی سیر کر رہا تہا کہ سلطان ابراہیم کا سر کٹا ہوا میرے سامنے آیا۔ مین نے امیرون کو دہلی مال و اسباب پر قبضہ و تصرف کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اور آگرہ کے خزانون پر قبضہ کرنیکے لئے شاہزادہ ہمایون کو بہیجا۔ اور خود دہلی مین آیا۔ قدیمی عمارتون کو مین نے دیکہا۔ درگاہون کو سلام کیا۔ باغون کی سیر کی۔ التمش کا مینار دیکہا۔ دہلی مین خلقت بڑہا گیا۔ پہر دریا کی راہ سے آگرہ روانہ ہوا۔ یہان تہوڑے دنون سے بادشاہ دہلی رہنے لگے تہے۔ ہمایون پہلے سے یہان آبہنچا تہا۔ مگر قلعہ والون نے اوسکے اندر نہ آنے دیا تہا۔ ہمایون نے بہی اپنی عقل سے اونکو خزانہ لوٹنے اور قلعہ سے باہر نکلنے نہ دیا تہا بکرماجیت گوالیار کا راجہ تہا۔ اوسکے خاندان مین یہان کا راج سو برس سے چلا آتا تہا۔ سکندر لودی اور ابراہیم لودی سے جو اوسکے معاملات ہوئے تہے وہ پہلے پڑہ چکے ہو غرض اس وفادار راجہ نے سلطان ابراہیم کے ساتہہ دلی کی لڑائی مین سر دیدیا۔ اوسکے سب اہل و عیال آگرہ مین تہے۔ جب شاہزادہ ہمایون پہنچا تو اونہون نے بہاگنے کا ارادہ کیا۔ مگر ہمایون نے اونکو گرفتار کر لیا۔ مگر ٹہاما نہین۔ ان قیدیون نے اپنی خوشی سے بہت سے جواہرات ہمایون کو پیشکش کئے۔ اونمین ایک سودورتی کا

جوسلطان علاء الدین سے اونکو ہاتھہ آیا تہا۔ بابر اس فتح کا حال بڑی خوشی سے لکھتا ہے کہ جب مین نے کابل کو ۹۱۰ھ مین فتح کیا آج تک میرا رات دن خیال ہندوستان کے فتح کرنے مین لگا ہوا تہا۔ بعض کئی امیرون کی بدسلوکی سے اور کئی بہائیون کی لڑائی جہگڑون کے سبب سے میرا یہہ ارادہ پورا نہ ہوا۔ آخر یہہ سب موانع دور ہوئے۔ اور کوئی چہوٹا بڑا ایسا باقی نرہا کہ میرے اس مقصود کا مخالف ہوتا۔ ۹۳۲ھ مین مین نے لشکر جمع کیا۔ اور قلعہ بجوڑ کو دو تین گہڑی مین فتح کر لیا۔ اور تمام محصورین کو قتل کیا۔ پہر بہرہ کو فتح کیا۔ اور وہان سے چالیس ہزار شاہرخی بطور جرمانہ کے وصول کین۔ اور جو کچہہ ہاتھہ لگا اوسکو سپاہ مین تقسیم کیا۔ پہر کابل کو چلا گیا۔ اوسوقت سے ۹۳۲ھ تک سات آٹھہ برس کے عرصہ مین پانچ دفعہ ہندوستان مین سپاہ کے ساتھہ داخل ہوا۔ اب پانچوین دفعہ مین خدا کے فضل و کرم سے یہہ دن نصیب ہوے کہ مین ہندوستان کا پادشاہ ہوا۔ حضرت رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد سے تین مسلمان پادشاہون نے ہندوستان پر استیلا پایا ہے۔ ایک سلطان محمود غزنوی جسکی اولاد نے مدتون پادشاہی ہندوستان مین کی۔ دوسرے سلطان شہاب الدین غوری اور اوسکے تابعین نے مدتون سلطنت اس ملک مین کی۔ اور تیسرا مین ہون۔ مگر میرے کامون کو اونکے کامون سے کچہہ مشابہت نہین ہے۔ اسلئے کہ سلطان محمود غزنوی ہندوستان کی تسخیر کے وقت پادشاہ ماوراالنہر اور خوارزم و خراسان کا تہا اور اوسکا لشکر ایک لاکہہ سے زیادہ تہا۔ اور تمام ہندوستان مین ایک پادشاہ نہ تہا۔ راے راجہ اس ملک مین جنگ کرتے تہے۔ سلطان شہاب الدین غوری اگرچہ پادشاہ خراسان کا نہ تہا مگر اوسکا بہائی غیاث الدین خراسان مین سلطان تہا۔ اور وہ ہندوستان کی تسخیر کیواسطے

ایک لاکھہ بیس ہزار لشکر لیکر آیا۔ اور اوسوقت آیا کہ ہندوستان مین طوائف الملوکی ہورہی تہی۔ مین اول دفعہ ہندوستان مین تو پندرہ سو آدمیون سے آیا۔ اور آخر مرتبہ مین بارہ ہزار سپاہ لایا۔ اور مین فقط کابل اور بدخشان اور قندہار کا حاکم تہا۔ اور یہہ ملک بہی بے کھٹکے نہ تہا۔ ہمسایہ مین زبردست قومین لگی ہوئی تہین۔ قوم ازبک میرے پیچہے پڑی ہوئی تہی۔ اور ملک ہندوستان بہی سے بہار تک افغانون کے قبضہ مین تہا۔ اس ملک کے فتح کرنے کے لئے پانچ لاکھہ سپاہ ایسے وقت مین ضرور تہی۔ لشکر سلطان ابراہیم کا میدان جنگ مین ایک لاکھہ سوارون اور ہزارہا ہاتہیون کا تہا۔ خدا پر توکل کرکے مینے اس ملک کو فتح کیا۔ یہہ کام میرے سعی اور ہمت سے نہین ہوا فقط خدا کی عین عنایت اور کرم سے سرانجام ہوا ہے۔ اگرچہ ان چند ابتر صوبون کو فتح کرنا جو سلطان ابراہیم کے قبضہ مین تہے محمود غزنوی اور سلطان شہاب الدین غوری کی فتوحات کی برابر سمجہنا درست اور صحیح نہین ہے مگر اگر سب خصوصیات اس فتح کی بہ نظر غور دیکہی جائین تو یہہ بہی ایک بڑا کام معلوم ہوتا ہے۔ اور اونکے نتائج محمود غزنوی اور محمود غوری کی فتوحات سے زیادہ عظمت اور وقعت رکہتی ہین۔ اگرچہ اس لڑائی مین توپون کے زنجیرہ بندی اور اونکے چلانے کا حال لکہا ہے مگر جو لوگ فن سپاہ گری کے ماہر ہین وہ بابر کی اس لڑائی مین کہتے ہین کہ کوئی بات فن اور ہنر کے نہین ظاہر ہوئی۔ بلکہ اس زنجیرہ بندی کو ایسا برا بتلاتے ہین کہ وہ خود بابر کی سپاہ کے حق مین غیر مفید تہے۔ ان زنجیرون سے گویا سپاہ کے پیرون مین زنجیر پڑگئی تہی اگر دشمن ہوشیار چابک دست ہوتا تو ان بندہی ہوئی شیر دلون کو آسانی سے مارتا۔

آگرہ مین بابر کے کام

سنہ ۹۳۳ھ ۱۵۲۶ء مین آگرہ مین جب بسطرح قبضہ و تصرف ہوگیا - تو بابر نے خزائن اور دفائن کی سیر مین مصروف ہوا - ابراہیم کو روپیہ جوڑنے کا بڑا شوق تہا - اسلئے خزانے معمور تہے یہہ سب روپیہ اور جو کچہہ اور غنیمت مین ہاتہہ لگا تہا - بابر نے اپنے رفیقون مین بانٹ دیا ہمایون کو جو ہیرا ہاتہہ آیا تہا - اوسنے باپ کی نذر مین دیا - باپ نے اوسے پہر دیدیا - سلطان ابراہیم کے ماہی نہین موجود تہے - اوسکی نہایت تعظیم و تکریم بابر نے کی - آگرہ سے ایک کوس پر نہایت عزت کے ساتہہ اوسکو ایک محل مین پہونچوا دیا - اور سات لاکہہ ٹنکہ کی جاگیر دی اور جو اور وابستگان ابراہیم کے تہے اونکو بہی علی قدر مراتب اقطاع عنایت کئے - اور ابراہیم کے وابستگان کو جو جاگیرین دین اونکا ذکر پہلے ہو چکا ہے - خراسان اور سمرقند اور عراق مین اپنے دوستونکے واسطے تحفے اور سوغاتین بہیجین - کابل کے سب چہوٹے بڑون کو ایک ایک شاہرخی بہیجے - غرض جو کچہہ بادشاہون نے برسون مین جمع کیا تہا وہ اوسنے ایک دن کی مجلس مین بانٹ چونٹ برابر کیا - اور سب کو معلوم ہوگیا کہ بابر کا لقب قلندر اسی سبب سے ہے کہ وہ کچہہ دولت خزانہ کی پروا نہین کرتا - جو تیغ سے لیتا ہے بیدریغ دیتا

ہندوستان کی سلطنتون کی کیفیت اور ملازمون کی حالت اور رئیسون کی بغاوت اور اطاعت

وہ لکہتا ہے کہ ہندوستان کی دارالسلطنت دہلی ہے سلطان شہاب الدین کے عہد سے فیروز شاہ کے زمانہ تک ہندوستان کا حصہ عظیم اس بادشاہ دہلی کے قبضہ مین رہا مگر جب مینے اس ملک کو فتح کیا تو ہندوستان مین پانچ مسلمان بادشاہ اور دو ہندو راجا برسر زبردست اور قوی مختلف اقطاع ہند پر فرمانروائی کرتے تہے - اگرچہ اور راے اور راجہ چہوٹے چہوٹے

بہت سے پہاڑون اور جنگلون مین راج کرتے تہے - مگر ہر آوردہ اوسمین وہی سات تہے
- اول ان سلطنتون مین سے افغانون کی بادشاہت تہی - اونکی حکومت بہرہ سے بہار تک
تہی - اور اوسمین دارالسلطنت دہلی بہی شامل تہا - جونپور کی پہلے ایک جدا سلطنت تہی
مگر سلطان بہلول لودی اور سکندر کے عہد مین یہہ سلطنت دہلی کی بادشاہت مین داخل ہوگئی
تہی - دوم گجرات مین سلطان محمد مظفر حکومت کرتا تہا - وہ سلطان ابراہیم کی شکست سے
پہلے کچہہ دنون اس دنیا سے رخصت ہوگیا - اوسکو علم کا بڑا شوق تہا - اور حدیث خوب جانتا تہا
- فیروز شاہ کی موت کے بعد یہہ سلطنت جدا قائم ہوئی تہی - سوم دکہن مین بہمنون کا
خاندان فرمانروائی کرتا تہا - مگر اسوقت ان بادشاہون کی سلطنت مین ضعف آگیا تہا
مختلف اضلاع کو امراء دبا بیٹہے اور خود مطلق العنان مالک بن گئے - اور بادشاہ ان
امیرون کا محتاج ہوگیا - چہارم مالوہ مین جسکو مانڈو بہی کہتے ہین سلطان محمود بادشاہ تہا
- اس خاندان کا نام خلجی تہا - یہہ سلطنت بہی سلطان فیروز شاہ کی وفات کے بعد قائم
ہوئی ہے - اسوقت اسمین بہی ضعف آگیا تہا - رانا سنگا نے اوسکا ملک بہت دبا لیا تہا
پنجم بنگالہ مین نصرت شاہ بادشاہ تہا - اوسکو وراثت مین یہہ سلطنت ہاتہہ لگی تہی -
نام اوسکا سید علاء الدین تہا - یہہ پانچون مسلمان بادشاہ بڑے بڑے تہے - اور اون
پاس لشکر اور سپاہ کی بہی کثرت تہی - ہندؤن مین بیجانگر کا راجہ بڑا زبردست تہا -
اور دوسرا راجہ رانا سنگا تہا - اونہے اپنی تلوار کے زور سے بہت سا ملک فتح کر لیا تہا
چتور گڈہ اوسکی دارالسلطنت تہا - اور راجپوتون کی بڑی بڑی ریاستین اوسکی
دست نگر تہین - مالوہ کی سلطنت مین سے اونہے بہت سے صوبے مانڈو کے بادشاہ سے چہین لئے
تہے - غرض یہہ بڑا خطرناک دشمن تہا - بہرہ سے بہار تک جو ملک سلطان دہلی کے

قبضہ تصرف مین تہا اوسکی آمدنی باون کروڑ ٹنکہ کی تہی ۔ اور اوسمین آٹہہ نو کروڑ ٹنکہ کی جاگیرین راجاؤن اور راناؤن کو پہلے بادشاہون نے مدت سے اونکی اطاعت اور فرمان برداری کے سبب سے دے رکہی تہین ۔ وہ لکہتا ہے کہ جب مین آگرہ مین آیا تو ہندوستانیون کو میرے آدمیون کے ساتہہ کچہہ مولنست نہتی ۔ کاشتکار اور سپاہی میرے آدمیون سے وحشیونکی طرح بہاگتے تہے ۔ فقط آگرہ اور دہلی میرے قبضہ مین تہا باقی سب جگہ باشندون نے قلعے اپنے مستحکم کر لئے ۔ اور میری اطاعت سے سرتابی کی ۔ اور مخالفت پر کمر باندہی ۔ قاسم خان نے حصار سنبہل سنبہالا ۔ نظام خان نے بیانہ مین لسکر جمایا ۔ راجہ حسن خان نے میوات مین علم مخاصمت بلند کیا ۔ سب فسادون کا بانی یہی بدذات میواتی تہا ۔ دہول پور مین محمد زیتون نے منازعت اختیار کی ۔ نثار خان سارنگ خانی نے گوالیار کو مستحکم کر لیا ۔ راجہ حسین خان لوحانی نے اور کالپی عالم خان نے لے لی ۔ اور اٹاوہ مین قطب خان نے سر جمایا ۔ قنوج اور تمام ملک دریاے گنگ کے اوسطرف افغانون کے ہاتہہ مین تہا ۔ اوسکا سردار نصر خان لوحانی معروف فرملی تہا ۔ اوسکا جہگڑا سلطان ابراہیم سے بہی دو برس سے ہو رہا تہا ۔ جب مین نے دلی کے بادشاہ کو شکست دی تو اونہون نے اور ملک بہی دبا لیا ۔ اور قنوج سے دو تین کوچ آگے بڑہ آئے ۔ بہار خان لہر دریا خان کو اپنا بادشاہ بنایا ۔ اور سلطان محمد کا خطاب دیا ۔ بیانے مین سلطان ابراہیم کا غلام مرغوب حکومت کرتا تہا ۔ اگرچہ وہ آگرہ سے بہت قریب تہا ۔ مگر میرے پاس کبہی نہ آیا ۔ گرمی کے موسم مین آگرہ کے اندر آیا تہا ۔ سب باشندے خوف کے مارے بہاگ گئے ۔ اب یہان نہ اجناس سپاہیون کو کہانے پینے کے لئے ملتی اور نہ گہوڑون کو دانہ گہاس ملتا ۔ دہاقین کو ہم سے ایسی نفرت اور دشمنی تہی

کہ اونہون نے بغاوت اختیار کی اور ہمارا مال اسباب چرانا شروع کیا۔ اہین اس لوٹ مار سے بند ہوگئین۔ خزانہ تقسیم کرنے کے بعد مجھے فرصت نہ ملی کہ مین پرگنات اور مقامات مین مناسب آدمی انتظام کے لئے بھیجتا۔ یہہ مصیبتین تو تہین اپر اور یہہ طرہ ہوا کہ گرمی بڑی شدت کی پڑی اور بہت سے آدمی لوؤن سے مرگئے۔ اب ان آفتون کو دیکھہ کر بہت سے سرداروں اور امیرون نے ارادہ کیا کہ ہندوستان کو چھوڑ چھاڑ کابل چلدیجے۔ اور بعض آتشین مزاج بے اجازت چل ہی دئے۔ جب مین نے یہہ غل سنا تو مجلس مشورہ کو منعقد کیا اور نصائح حزدپسند شروع کین۔ اور کہا کہ خدا کی عنایت سے مین نے ایسے خطرناک دشمن پر فتح پائی۔ برسون محنت کی مدتون مصیبت اوٹھائی۔ اپنی جان خطرون مین ڈالی۔ فتقیوں کا خون بہایا۔ جب نامور دشمنون کو زیر کیا۔ اور وہ ملک لیا کہ روئے زمین کے سلاطین اوسکی آرزو کرتے ہین۔ اب کونسی ایسی مصیبت اور آفت ہم پر آئی جسکے سبب سے ہم بایوس اور مجبور کہون فتوحات سے دست کش ہون اور کابل چلے جائین۔ شادی اور غم اور فراخی و تنگی باہم ہوتی ہین۔ جب ایسی محنت اور صعوبت کو ہم نے اوٹھایا ہے تو یقین ہے کہ اب راحت اور عشرت ہمکو حاصل ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ جو شخص میرا دوست ہوگا اب وہ ایسے کلمے وحشت انگیز اور واہمہ افزا زبان سے نہ نکالے گا۔ اور اگر کوئی تم مین سے اب ہی جانا چاہے تو اپنی نامردی اور نالائقی ظاہر کرکے چلا جائے میری طرف سے اجازت ہے بعد اس نصیحت کے بہت سے لوگ اپنے ارادون سے باز رہے مگر جنکو یہان رہنا پسند نتھا وہ چلتے بنے۔ خواجہ کلان کو یہان رہنا پسند نتھا۔ وہ ہی روانہ ہوا۔ چونکہ اوسکے ساتھہ بہت سے آدمی ساتھہ تھے اسلئے تحفہ تحائف مین نے اوسکے سپرد کئے اور وہ روانہ ہوا۔

اور ایک دیوار پر یہہ شعر لکھہ گیا۔

شعر

اگر بخیر و سلامت گذر زسند کنم + سیاہ رو شوم گر ہوائے ہند کنم

بابر کے اس مستقل ارادہ کا اثر جیسا کہ اوسکے دوستون پر ہوا - ایسا ہی اوسکے دشمنون پر بھی ہوا - یعنے وہ دشمن جو اس امید پر مخالف ہوتے تھے - کہ بابر اپنے دادا تیمور کی طرح ممالک مقبوضہ کو چھوڑ چھاڑ چلا جائیگا - اونہون نے اوسکا جماؤ دیکھا - تو وہ بابر پاس آنے شروع ہوئے - شیخ گہورن دو تین ہزار آدمیون کے ساتھہ دوآبہ سے آیا - اور ملازم ہوا - علی جان میوات سے آیا - فیروز خان اور شیخ بایزید اور محمود خان لوحانی اور قاضی جنیا کہ بڑے نامور سردار تھے بابر کی خدمت مین شرف یاب ہوئے اور سب کو بڑی بڑی جاگیرین عنایت ہوئین - غرض تھوڑے دنون مین بہت سے پرگنات اور قصبات تحت و تصرف مین اوسکے آگئے اور اولکا انتظام ہوگیا - اسی اثنا مین بیبن خان افغان نے قلعہ سنبھل کا محاصرہ کیا - قاسم خان نے بابر کو لکھا کہ مین اسطرح قلعہ مین گھرا ہوا ہون اب میری دستگیری کیجیے - بادشاہ نے مرزا گوکلتاش کو وہان روانہ کیا - گنگا پار اوتر کر بیبن خان سے لڑائی ہوئی اور وہ شکست کہاکر بہاگ گیا - قاسم سنبھلی نے قلعہ مرزا محمدی گوکلتاش کو عنایت کیا - اور آپ بابر کے دولت خواہون مین شامل ہوا - بادشاہ نے سنبھل محمد ہمایون مرزا کو دیا اور افغانان شرقی کا بندوبست سپرد کیا - اور جب یہہ شاہزادہ فتوح کے پاس پہنچا - چالیس ہزار سوار افغان شرقی کے بغیر لڑائی لڑے جونپور کی طرف بہاگ گئے - اونمین فتح خان شروانی شہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوا - اوسکو خواجہ مہدی کے ہمراہ بادشاہ پاس بہیجدیا - بادشاہ نے اوسپر نہایت مہربانی کی - اور اپنے جلسہ مین شریک کیا - غرض اوسپر ایسی عنایت کی کہ افغان بہی بادشاہ کے خیرخواہ بن گئے - ناظم خان حاکم بیانہ بہی رانا سنگا کے خوف سے بادشاہ

خدمت مین انجالایا۔ پادشاہ نے اوسے کہا کہ قلعہ حوالہ کردے۔ جب اوسنے انکار کیا تو
باباقلی بیگخان کو محاصرہ کے واسطے بھیجا۔ اور یہ قطعہ خاص اپنے ہاتھہ سے لکھا کہ قطعہ
باترک ستیزہ مکن ای میر بیانہ ✤ چالاکی و مردانگی ترک عیانست
گر زود نیائی و نصیحت نکنی گوش ✤ آنجا کہ عیانست چہ حاجت بیانست
نظام خان نے اطاعت نکی اور قلعہ سے نکل کر باقلی بیگ سے لڑا۔ اور شکست
کہا کر قلعہ مین بہاگا۔ رانا سنگا نے جب یہہ حال سنا تو اوسنے آنکر اوسکا گلا دبایا غرض
آخر لاچار اور ناچار نظام خان نے اپنی تئین ملازمان بابری کے حوالہ کیا۔ بابر نے
اوسکی تقصیر معاف کردی۔ اور جاگیر دیدی۔ گوالیار کے قدیم راجاؤن کے خاندان مین
راجہ منگت رائے تہا۔ اوسنے گوالیار کے قلعہ مین نثار خان حاکم گوالیار کو جاگیر
نثار خان نے بہی پادشاہ کو لکہا کہ اب اپنے آدمی اعانت کے واسطے بھیجدیجے۔ تب قلعہ
اونکے حوالہ کردونگا۔ مگر جب رحیم داد اور شیخ گبھورن پادشاہ نے بھیجے۔ اور اونہون نے
منگٹ رائے کو مٹا دیا۔ تو نثار خان نے اپنے عہد کو پورا نکیا۔ اور قلعہ مین پادشاہ کے
آدمیون کو نہ گھسنے دیا۔ غرض اسپر رحیم داد ایک ایسی چال چلا کہ قلعہ مین گھس گیا۔ اور
نثار خان کو کچہہ اور نہ بن پڑا۔ سوا اسکے کہ قلعہ رحیم داد کے حوالہ کیا۔ اور خود پادشاہ
کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور مورد عنایت شاہی ہوا۔ دہول پور سے زیتون خان
بہی خدمت مین پادشاہ کے حاضر ہوا۔ حمید خان اور سارنگ خان نے حصار فیروزہ مین
گردن کشی کر رکہی تہی۔ اونکی گوشمالی کے واسطے حسین تیمور سلطان اور ابوالفتح کو
کو اوسطرف دوڑایا۔ اور اونہون نے خوب اون کا علاج کیا۔ اور محمد ہمایون ممالک شرقی
مین جونپور کو بہی اپنے قبضہ مین لے آیا۔ عالم خان حاکم کالپی نے بہی اوسکی اطاعت

اختیار کی غرض جولائی ۱۵۲۶ء سے اکتوبر سنہ الیتک جو ملک ابراہیم شاہ کے مقبوضہ تھے وہ تمام اور علاوہ اسکے تمام صوبے جو ابراہیم کی حکومت سے نکل گئے تھے وہ اور جونپور کی پہلی سلطنت سمیت کل کے کل بابر کی قبضہ تصرف مین آگئے +

بابر کو زہر دینا

سنہ ۹۳۳ مین شاہ طہماسپ صفوی کا ایلچی آیا - اور تحائف مین دو لونڈیان نہایت خوبصورت وحسین بھی ساتھہ لایا - بادشاہ اونکی صورت دیکھتے ہی دل و جان سے فدا ہو گیا اسی اثنا مین ابراہیم بادشاہ کی مانے احمد چاشنی گیر اور بابو رچیون کے ساتھہ سازش کرکے بادشاہ کے کھانے مین زہر ملوادیا - مگر کھانا کھاتے کھاتے بادشاہ کا دل ایسا گھبرایا کہ قے آگئی - اور اس بلا سے نجات پائی ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + اور بعد تحقیقات کے اصل حال بادشاہ کو معلوم ہو گیا - اسپر چاشنی گیر کے زندہ کھال کھچوائی اور بابو رچیون کی گردن اوڑائی - اور ابراہیم کی ماں کا گھر لٹوایا - اور ابراہیم کے بیٹے کو کابل مین مرزا کامران پاس بھجوایا +

بابر کی فتح یا نامیواڑ کے راجہ پر

اب سب ملک نون نے تو بابر کی حکومت کو تسلیم کر لیا - مگر ہندون سے لڑنا باقی تھا + یہہ تعجب کی بات ہے کہ اس بادشاہ سے ہندون نے اپنے دستور اور رسم قدیم کے برخلاف خود چھیڑ چھاڑ شروع کی - اسوقت میواڑ کی بڑی سلطنت تھی - وہان کے راجہ کا نام سنگھہ رام تھا جو سنگا مشہور ہے اور فارسی کتابون مین سنگا لکھا ہے - اسے ہزار سوار سات راجہ اعلے درجہ کے نوراؤ اور ایک سو چار راول اور راوت اور پانچ سو پانچ ہاتھی لڑائی کے میدان مین اوسکے ساتھہ جاتے ہے - مارواڑ اور امبر یعنی جودھپور اور جیپور کے راجا

ادب اور تعظیم کرتے - گوالیار اجمیر رسائن اور سیکری اور کالپی - چندیری اور بوندی
اور گگراؤن اور رام پورا اور الور کے راجہ اوسکے باج گزار تہے - اس راج کے شمالی حد
پیلا کہلنے دیک بیانہ کے اور مشرقی حد دریاے سندہ اور جنوبی حد مالوہ اور مغربی میواڑ کی
پہاڑ - یہہ راجہ ضرور چکرورتی راجہ ہندوستان مین ہوتا - اور تمام مسلمانون سے سلطنت
چہین لیتا اگر اوسکی جان کا دشمن تاتار مین بابر نہ پیدا ہوتا - اس راجہ نے بہی بابر کی
طرح ایام طفلی مین فتح اور شکست کا سبق خوب سیکہا تہا - غرض ان دونون دشمنون مین
آپسمین مناسبت بہت تہی - ایک دریاے سیحون کا پانی پینے والا ترک قوم مین تہا - دوسرا
دریاے گنگا کا پانی پینے والا چیوت قوم کا تہا - کیا خدا کی قدرت ہے کہ دریاے سیحون کے
کنارہ پر ایک ترک پیدا ہوا اور وہ دریاے گنگ کے کنارون کی سلطنت کو خاک مین ملائے -
میواڑ کا راج اسوقت اپنی معراج پر پہنچا ہوا تہا - بابر اپنی واقعات مین لکہتا ہے کہ جب
مین کابل مین تہا تو رانا سنگا نے رفیقانہ خط و کتابت شروع کی - اور قاصد بہیجے - اور
یہہ لکہا کہ جسوقت آپ دہلی کی طرف کوچ کرینگے تو بندہ آگرہ کی طرف چلے گا - مگر جب مینے
ابراہیم کو شکست دی اور دہلی اور آگرہ کو لے لیا تو اس سانگا نے مین اونسے
میری ایک بات بہی نہ پوچہی - اور تہوڑے دنون کے بعد کندہار کا محاصرہ کیا - یہہ قلعہ
حسن بن مکن کا تہا - ان حسن مکن نے میرے پاس بہت دفعہ قاصد بہیجے - اگرچہ
خود مکن میری ملازمت مین نہین حاضر ہوا - اسوقت قلعہ اٹاوہ اور دہول پور اور گوالیار اور
بیانہ میرے قبضہ مین نہ تہے - افغانون نے پورب مین شور مچا رکہا تہا - قنوج سے دو تین
منزل درے آگئے تہے - اور اپنے مقامات کو مستحکم کرتے تہے - اسلئے ممکن نتہا کہ مین
حسن مکن کی اعانت اور کمک مین فوج کو روانہ کرسکتا - آخر کار لاچار ہوکر اونہون نے

قلعہ کا ندہار رانا سنگا کے حوالہ کیا۔ یہہ قلعہ رنتھنبور سے چند میل پر مشرق کی جانب مین واقع ہے اور نہایت مستحکم ہے۔ یہہ خط وکتابت جو رانا نے بابر کے ساتھہ کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکو دلی کے بادشاہون کے ساتھہ قاطبتہً دشمنی تہی۔ جب ابراہیم دلی کا بادشاہ تہا وہ اوسکا دشمن تہا۔ اب بابر دلی کا بادشاہ ہوا اوسکی جان کا عدو ہوا۔ پہلو نسے ہندو راجاؤن کو بابر کے خلاف آمادہ کیا۔ اور اوسکے ساتھہ مسلمان امرا سلطان ابراہیم جو تہے ساتھہ ہوگئے۔ وہ ابہی بابر کے مطیع نہ ہوئے تہے۔ ابہی واقعات مین بابر لکہتا ہے کہ خواجہ مہدی کے خط میرے پاس آگرہ مین آئے۔ کہ رانا سنگا آگے بڑہا چلا آتا ہے۔ اور حسن خان میواتی بہی اوسکے ساتھہ مل گیا ہے۔ مین نے کچہہ فوج دشمن کے سپاہ کے روکنے کے واسطے بیانہ روانہ کی (آگرہ سے بیانہ پچاس میل تہا) اب یہہ خبر میرے پاس آئی کہ رانا سنگا مع اپنی تمام سپاہ کے بیانہ پر پہنچ گیا۔ جو سپاہ مینے روانہ کی تہی وہ قلعہ بیانہ تک نہ پہنچ سکی۔ اور نہ اہل قلعہ کے ساتھہ آمد ورفت کرسکے۔ بیانہ کی محصورین قلعہ سے باہر نکلے اور دور جاکر لڑے۔ اوکو رانا نے بالکل شکست دیدی۔ اب مجھے یہہ خیال ہوا کہ کل مقامات سے جو میرے متصل ہین سیکری سب سے اچہا مقام لڑائی کے واسطے ہے۔ وہان ایک بڑا تالاب ہے اوس سے لشکر کی بڑا آرام ملے گا۔ مگر یہہ ہی اندیشہ تہا کہ دشمن اس بات کو سمجہہ کر مجھسے پہلے سیکری اور تالاب پر قبضہ نہ کرلے۔ اسلئے مین نے جلد اپنے لشکر کو کہ مرتب تہا روانہ کیا۔ مین نے حکم دیا تہا کہ ہراول کا اہتمام باری باری سے مختلف سردار کرین۔ عبدالعزیز کی باری کا دن تہا کہ وہ بے احتیاطی سے خانوہ مین کہ سیکری سے پانچ کوس ہے آگے بڑہ گیا۔ جب رانا سنگا کو خبر پہنچی کہ سطرح لشکر آگے بے سروسامان بڑہ آیا ہے اوسنے

پانچ چار ہزار سپاہ کا غول بھیجا۔ اونہون نے آتے ہی عبدالعزیز کے لشکر کو کہ ہزار پندرہ سو آدمی تھے گھیر لیا۔ عبدالعزیز نے کچھہ دشمنون کی تعداد کا خیال نکیا۔ اور لڑنا شروع کیا۔ اول ہی حملہ مین رانا کا لشکر بہت سے قیدی پکڑ کر لے گیا۔ جسدم میرے پاس یہہ خبر پہنچی تو مین نے کمک پر کمک بھیجی۔ مگر شکست فاحش پائی یہہ واقعہ ۱۹ - فروری ۱۵۲۷ء کا ہے۔ اس شکست کو دیکھہ کر بابر کی فوج مین ہل چل پڑی اور دل اونکے کچے ہوگئے۔ اس لڑائی کے آغاز ہی مین بابر کی فوج کو بڑا تردد تھا۔ چنانچہ جب بابر نے رفیقون کو بلاکر گفتگو شروع کی۔ تو پہلے یہہ تجویز ٹھہری کہ جو جو یہان کے لوگ فوج مین شامل ہین اونہین اضلاع مین بھیجدینا چاہیئے۔ اونکا کچھہ اعتبار نہین ہے۔ ایسا نہ ہو کہ عین وقت پر دغا کرین۔ بعد اسکے سردارون نے کہا کہ اپنی کمی اور غنیم کی زیادتی ظاہر ہے اسلئے مناسب ہے کہ آپ لاہور جائین اور عنایت الہی کے منتظر رہین۔ جانثار میدان گرم کرین۔ اگر فتح ہوئی تو حضور تشریف لائین۔ اگر ہم نے شہادت پائی تو پنجاب سے کابل تک ملک حضور کو مبارک رہے۔ یہہ بابر نے تامل کیا اور فرمایا کہ اگر مین یہ کام کرون تو بادشاہان اسلام مجھکو کیا کہینگے کہ جان بچانے کے واسطے اتنا بڑا ملک چھوڑ دیا۔ جوانمردی اور مردانگی یہہ اقتضا ہے کہ دل جان کو اس کام مین لگا دین اور یہہ اشعار پڑھے +

چو جان آخر از تن ضرورت رود ہمان بہ کہ باری بہ عزت رود

سرانجام گیتی ہمین ہست و بس کہ نامی پس از مرگ ماند ز کس

اب یہہ آنکھون کے سامنے معاملہ پیش آیا اسسے اور بھی لشکر بابری کا دم نکل گیا اور ایک اور ہی عالم نظر آنے لگا۔ وہ خود واقعات مین لکھتا ہے کہ سب چھوٹے بڑے لشکر کے کہبرا کر ایک عالم تحیر مین ڈوب گئے۔ ایک آدمی سارے لشکر مین نہ تھا جو

ہمت اور جوانمردی کی بات منہ سے نکالتا ہو۔ اور مردانہ رائے دیتا ہو۔ امیر اور وزیر جنہون نے اس ملک کی دولت اور حکومت کے مزے اوڑائے تہے۔ اور اونپر صلاح اور مشورہ دینا مجہے فرض تہا۔ اونکو بہی دیکہتا تہا کہ ایسے بودے ہوگئے تہے کہ استقلال اور ثابت قدمی مطلق باقی نرہی تہی۔ مگر اسوقت نظام علی خلیفہ اپنے کام مین نہایت پائمردی اور ثابت القدمی کے ساتہہ ہمہ تن مصروف تہا۔ محنت سے تہکتا نتہا۔ اور تکلیفون اور مصیبتون سے گہبراتا نتہا۔ غرض جب مینے دیکہا کہ فوج کا یون دل بجہا ہوا ہے۔ اور امیرون اور وزیرون کی بیدلی کا یہہ حال ہے۔ اوسوقت سب امیرون اور سردارون کو بلایا۔ اور یون اونکو خطاب کیا۔ کہ اے غریب الوطن بادشاہ کے سردارو اور سپاہیو سنو جو شخص دنیا مین پیدا ہوا ہے وہ آخر ایک دن مریگا۔ قبر مین عزت کے ساتہہ جانا بے عزت جینے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ لو اب یہہ قرآن شریف تمہارے سامنے ہے تم جانو اور یہہ جانے۔ تم سب کو قسم ہے جو اس لڑائی مین جب تک شہادت سے سرخ رو نہ ہو پیٹہ پہیرو۔ اور میدان جنگ سے تلوار کے زخمون سے منہ موڑو۔ اس بات کو سنکر چہوٹے بڑے سردار ادنے اور اعلے سب کے چہرے سرخ ہوگئے۔ اور خوشی مین آکر قرآن شریف پر ہاتہہ رکہہ رکہہ کر کہا کہ جب تک دم مین دم ہے جو بادشاہ سے پہر جدا ہے۔ اس میری تدبیر سے سب کے دل قوی ہوگئے اور میری اس تقریر کی تاثیر کا اثر دوست دشمن سب پر ہوا۔ جب لوگون نے زمانہ کا رنگ یہہ دیکہا تو سب جگہہ شورش برپا کی۔ بابر لکہتا ہے کہ سب جگہہ ایک آفت برپا کردی۔ حسین خان لوحانی سے آگے بڑہہ کر رابری کو لے لیا (یہہ ایک قلعہ دوآبہ مین چندوار سے نیچے ہے) قطب خان کے آدمیون نے

چندوار کو دبا لیا (آگرہ کے نیچے جمنا پر یہہ قلعہ واقع ہے) رستم خان نے دوآبہ کے تیر اندازوں کو
جمع کرکے کوئل پر قبضہ کر لیا۔ کجک علی کو قید کر لیا۔ زاہد خان بجبوری سنبھل کو چھوڑ کر
میرے پاس چلا آیا۔ سلطان محمد دلدی قنوج سے لشکر مین چلا آیا۔ گوالیار کے
قلعہ کو ہندوؤن نے اپنے قبضہ و تصرف مین کر لیا۔ عالم خان جو اس قلعہ کے بچانیکے
واسطے بھیجا گیا وہ اپنے ملک کو چلا گیا۔ غرض ہر روز ایک بری خبر میرے پاس آتی
تھی۔ ہندوستانی سپاہی لشکر سے بھاگنے لگے۔ ہیبت خان گرگ انداز سنبھل کو
بھاگ گیا۔ حسن خان دشمنون سے جا ملا۔ اب مین نے ہندوستانی سپاہ سے بالکل
قطع نظر کرکے فقط اپنی سپاہ کا بھروسہ کیا۔ یہہ سب آفتین تو برپا ہو رہی تھین کہ
محمد شریف منجم بھی کابل سے آیا تھا۔ اوسنے یہہ کہہ کر لشکر مین اور بھی چل ڈال دی کہ
مریخ مغرب مین ہے۔ جو اس طرف سے لڑنے جائیگا شکست پائیگا۔ بادشاہ کا لشکر اسطرف
سے جاتا ہے وہ ضرور مغلوب ہوگا۔ غرض یہہ شوشہ شیطان نے ایسا چھوڑا کہ سپاہی
بہت گھبرائے۔ اگرچہ بابر نے ظاہر مین اس نجومی کی بات کی کچھہ پرواہ نہ کی۔ مگر ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ دل مین ضرور اوسکے کہنے کا اثر تھا۔ کہ اوسنے بابر نے جسنے چند روز
پیشتر شراب انگوری خالص خاص کابل سے منگائی تھی۔ اور اپنے بیٹے ہمایون کو
بڑی منتون سے پلائی تھی۔ اب اوسنے خود منت مانکر توبہ کی اور تمام سونے چاندی
کے برتن توڑ ڈالے درویشون کے حوالہ کئے۔ اور اس شعر پر عمل کیا کہ **بیت**

چند باشی ز معاصی مزہ کش ✦ توبہ ہم بے مزہ نیست بچش ✦

غرض شراب پینے ڈاڑھی منڈانے سے اور تمام مناہی سے توبہ کی۔ اور مسلمانونکے
کل محصول معاف کرنے کے فرمان جاری کر دئے۔ بعد ان سب باتون کے اوسنے

لڑنیکا قصد کیا۔ اور لڑائی مین توقف کرنا ہرگز مصلحت نہ جانا۔ چنانچہ اوسنے
موچھون کے سامنے فوج کو مرتب کیا۔ اور اردا بہا آتشبازی برابر برابر لگائی
غرض جب سب ترتیب پوری ہوئی تو بادشاہ گھوڑے پر سوار ہوکر چاروں طرف کا چکر
لگا گیا۔ اور اپنے سپاہیون اور سرداروں کے سامنے باتین کرکے دل بڑہا گیا۔ اور یہہ
کرگیا کہ اسطرح لڑنا۔ بیس ہزار سپاہ کل بابر پاس تہی۔ اور دشمنون پاس دو لاکھ
ایک ہزار سوار تہے۔ سوا ہندؤن کے اوسکے ساتھہ حسن خان میواتی حاکم میوات بارہ ہزار
سوارون کے ساتھہ اور محمود خان ولد سلطان سکندر دس ہزار سوارون کے ساتھہ تہا۔
غرض اس لڑائی کا حال بہت طول طویل ہے۔ بابر خود واقعات مین لکہتا ہے کہ مین نے
اس جنگ کا حال خود نہین لکہا بلکہ جو شیخ زین نے تحریر کیا ہے وہی بے کم و کاست
اپنی واقعات مین درج کرتا ہون ؛

شیخ زین نے اس لڑائی کا حال نہایت فصاحت اور متانت سے لکہا ہے اور بڑی
اوسکی شان و شوکت دکہائی ہے۔ اوسکا خلاصہ یہہ ہے کہ ۱۲ جمادی الثانی ۹۳۳ھ
مطابق ۱۶ مارچ ۱۵۲۷ء کو بابر کو فتح کامل حاصل ہوئی حسن میواتی اور بہت سے ہندو
سردار قتل و زخمی اور اسیر ہوئے اور راجہ سنگا بڑی دشواری سے جان بچاکر
چلا گیا۔ دشمنون کو شکست دیکر بہاگتون کا دور تک پیچہا کیا۔ اور جو ہاتہہ لگا اوسکو
قتل کیا۔ مگر بابر لکہتا ہے کہ مجہسے یہہ غلطی ہوئی کہ مین خود تعاقب مین نہ گیا بلکہ افغونکو
اس کام کے واسطے روانہ کیا۔ اور یہہ لڑائی ایک پہاڑی کے پاس ہوئی تہی وہان
ایک مینار دشمنون کی کہوپریون کا یادگار بنوایا۔ جب بابر کو یہہ فتح عظیم حاصل ہوئی
تو سب ان امر مبارک باد دیتے تہے۔ محمد شریف بہی شرم کے مارے ہوئے مبارکباد دینے

بابر نے اونکو خوب گالیان دین - اور دل کی بڑاس نکالی - مگر قدیمی ملازم ہونے کے سبب
ایک لاکھ ٹنکہ انعام دیکر حکم دیدیا کہ میری قلمرو سے نکل جا - رانا سنگا تھوڑے دنون زندہ
رہا - اور پہر زہر دیکر اوسکے وزیرون نے مار ڈالا - اگر وہ زندہ رہتا تو ضرور بابر سے
پہر دو چار ہاتھ کرتا - بعد اس فتح کے بابر نے اپنے نام پر غازی کا خطاب اور پڑہایا - اور
سیکری کا نام ملک کا انتظام اور میوات کی فتح فتح پور رکہا

بابر لکہتا ہے کہ جب مجہی فتح ہوئی تو مین نے محمد علی جنگ جنگ اور افسرون کے ساتہہ
بڑا لشکر الیاس خان کے مفسدہ کے مٹانے کیواسطے دوآبہ کو روانہ کیا - اس الیاس خان
نے دوآبہ مین بڑا شور مچا رکہا تہا - کونل پر قبضہ کر لیا تہا - جب میرا لشکر پہنچا تو غنیم نے
یہہ سمجہہ کر کہ اس لشکر سے سامنا نہ ہو سکے گا چار و نطرف کی راہ لی - کوئی ادہر گیا
کوئی ادہر - تہوڑے دنون بعد جب مین آگرہ مین آیا تو الیاس خان پکڑا ہوا آیا -
مین نے اوسکی زندہ کہال کہچوائی - میوات کا ملک دہلی کے قریب ہے اور اوسکی آمدنی
تین چار کروڑ ٹنکہ کی تہی - حسن خان میواتی کو ریاست یہان کی وراثت مین ہاتہہ
لگی تہی - اسی خاندان مین حکومت دوسو برس سے چلی آتی تہی - وہ شاہ دہلی کے
مطیع برائے نام تہے - سلاطین ہند کو کبہی پوری حکومت ملک میوات میسر نہ ہوئی
اسکا سبب یہہ ہوا ہوگا کہ میوات کا ملک فراخ تہا - پہاڑ اور جنگل بہت تہے - ان پہاڑون مین
میواتیون کو پناہ لینے کا خوب موقع ملتا تہا - جب مین نے ملک ہند کو فتح کیا تو سلاطین
سابق کے موافق حسن خان پر مین نے بہی نہایت عنایت کی - مگر اس کافر نعمت ناہنجار
نے میری اس مروت و عنایت کا کچہہ خیال نکیا - اوسکا دل ہندون کی طرف راغب تہا
جتنے فساد برپا ہوئے سب کا بانی مبانی وہی تہا - اسلئے مینے ہندو ملک کو چہوڑ دیا

اور اس ملک کی نظم و نسق کا اراڈہ کیا۔ مین چار پانچ کوچ کر کے قلعہ الور کے پاس پہنچا
یہہ میواتیون کا دار القرار تہا حسن خان کے باپ دادا کا دار السلطنت تجارا تہا۔ ایک شخص
کرم چند جو حسن خان کے سرداروں مین تہا۔ اور وہ اوسوقت ہی آگرہ مین آیا تہا کہ
حسن خان کا بیٹا ناہر خان قید تہا۔ اب اسنے اس ناہر خان کی طرف سے مراحم شاہانہ
کی التجا کی۔ مین نے اوسکے ساتہہ عبد الرحیم کو بہیجا۔ اور خطوط لکہدئے جس سے ناہر خان
کے دل کو تسلی اور تسکین ہو۔ اور خوف جاتا رہے۔ اسپر وہ میرے پاس چلا آیا۔ اور
مینے اوسپر عنایت کی۔ اور اوسکو ایک پرگنہ لاکہہ ٹنکہ کا جاگیر مین دیا۔ اور شہر بخارا
چین تیمور سلطان کو دیدیا۔ پہر مین قلعہ الور مین گیا اور وہان ایک شب رہا۔ غرض میوات
کا انتظام پہلے سے اچہا ہو گیا۔ اور الور کے پاس سے ممالک کابل کے انتظام کے
واسطے شہزادہ ہمایون کو روانہ کیا۔ وہان خان مرزا کا انتقال ہو گیا تہا۔ اوسکے
ساتہہ وہ فریق بہی تہا جنہون نے کابل جانے کی رخصت اس لڑائی سے پہلے چاہی تہی
اور بہت سا خزانہ اور لشکر ساتہہ کر دیا۔ محمد علی جنگ جنگ اور سرداروں کو اس کام پر
متعین کیا کہ حسن خان دریا خان افغان نے جو چندوار اور رابری مین اور قطب خان
نے جو اٹاوہ مین بغاوت اختیار کی ہے۔ اوسکا انسداد کرین۔ حسن خان تو لڑائی کے
میدان سے بہاگا۔ دریا پار جاتا تہا کہ راہ ہی مین دریا رفنا مین ڈوب گیا۔ دریا خان
کہین آوارہ ہو کر چلا گیا۔ یون کا فساد دور کرنیکے واسطے محمد سلطان مرزا قنوج کو روانہ
ہوا۔ وہ خیر آباد کی طرف بہاگ گیا۔ ۲۹۔ ذیحجہ ۹۳۴ھ / ۱۵۲۸ء کو بادشاہ کول اور سنبہل
مین شکار کہیلنے گیا۔ پہر یہہ سیر و تماشا دیکہہ کر آگرہ مین آیا۔ غرض جن صوبون کا انتظام
لڑائی کے سبب بگڑ گیا تہا۔ چہہ مہینہ مین سب درست ہو گیا۔ برسون کے اندر اندر

گنگا پار کے ملکون مین صوبہ اودھ کے سوا سلطنت بابر کی قائم ہوگئی - فقط صوبہ اودھ مین ایک گروہ افغانون کا باقی تہا - اوسکی سرکوبی کے واسطے فوج روانہ کی گئی

چندیری کی فتح

۹۳۴ھ ۱۵۲۸ء مین بابر نے چندیری پر چڑہائی کی - وہ اپنی واقعات مین لکہتا ہے کہ ربیع الاول کی چودہوین تاریخ دوشنبہ کے دن چندیری فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا - اور جلیسر اور کہوہ مین ہوتا ہوا چندیری سے تین کوس پر خیمہ ڈالا - حصار چندیری پہاڑ پر واقع ہے - اور سارا شہر اور یہہ قلعہ پہاڑونکے ڈہلاؤ پر بنا ہوا ہے - پہر آگے بڑہ کر تمام لڑائی اور مورچون کی تیاری کی - اور قلعہ فتح کرنیکا سب سامان جمع کیا - چندیری پہلے مانڈو (مالوہ) سے علاقہ رکہتی تہی - سلطان ناصرالدین کی وفات کے بعد اوسکا ایک بیٹا سلطان محمود مانڈو کا مالک ہوا - اور اوسکا دوسرا بیٹا محمد شاہ چندیری پر قابض ہوا - اور سلطان سکندر لودی سے حمایت کا طالب ہوا - سلطان سکندر نے اپنے لشکر کو بہیجکر اوسکی حمایت کی - پہر سلطان ابراہیم کے وقت مین محمد شاہ مرگیا - اور ایک کم عمر بیٹا احمد شاہ چہوڑ گیا - سلطان ابراہیم نے اس احمد شاہ کا کام تمام کرکے ایک اپنا آدمی وہان حاکم بنایا - جب رانا سنگا ابراہیم سے لڑنے کے واسطے دہول پور تک آیا - تو اوس شاہزادہ کے امرا اوسکے خلاف ہوگئے - غرض رانا سنگا کے ہاتہہ چندیری آگئی - اوسنے میدنی رائے کو یہان کا راج دیدیا - اب اسوقت وہ یہان راجہ تہا اور پانچ چار ہزار سپاہ پاس رکہتا تہا - مین نے اوس پاس پیغام بہیجا کہ چندیری میرے حوالہ کردے - اور اوسکے عوض مین شمس آباد لے لے مگر اوسکے دو تین صلاح کارون نے اس صلح کو نہونے دیا - غرض مینے چندیری کا محاصرہ کیا

دوسرے دن محصورین مایوس ہوگئے - اور وہی کام جو مایوسی کی حالت مین رجپوت کیا کرتے ہین کیا کہ اپنے جورو بچون کو قتل کرا اور برہنہ ہوجان لڑانے کے واسطے دروازے جو مسلمان فصیل پر چڑھے ہوئے تھے اونکو اور جو اونکے سامنے آئے اونکو مار کر بھگا دیا اور فصیل سے کود کر خوب دل کھول کر لڑے - اور آخر کو مغلوب ہوکر سب پائمال ہوگئے دو تین سو راجپوت میدنی راؤ کے گھر مین گھس گئے - اور آپسمین اسطرح قتل ہوگئے کہ ایک آدمی تلوار ہاتھ مین لیکر کھڑا ہوا - اور اوسکے گرد سب راجپوت جمع ہوئے - اور خوشی خوشی اپنی گردن اوسکی تلوار کے آگے جھکاتے گئے اور سر اڑواتے گئے - میدنی راے بھی اسیطرح قتل ہوگیا - دو تین گھڑی مین یہہ مشہور قلعہ خدا کی عنایت سے ہاتھہ لگ گیا - یہان بھی ایک مینار ہندؤن کی کھوپریون کا پہاڑ پر قائم کیا - دوسرے دن قلعہ کی بابر نے سیر کی - اور ملوخان کو یہہ قلعہ سپرد کیا - اور یہہ ارادہ ہوا کہ پہلے اودے چتوڑ کو فتح کیجے مگر یہہ ارادہ اس سبب سے فسخ ہوا کہ

افغانون کے مفسدہ کا بیان

جب چندیری کا محاصرہ ہو رہا تھا تو خلیفہ نے ایک خط دئے - اونکا مضمون یہہ تھا کہ پورب کو جو سپاہ روانہ ہوئی تھی - وہ بے ترتیب کوچ کر رہی تھی اوسپر افغانون نے حملہ کیا اور شکست دیکر پریشان اور منتشر کر دیا - وہ لکھنؤ کو چھوڑ کر قنوج مین چلی آئی ہے - جب چندیری فتح ہوچکی تو بادشاہ نے اس باب مین صلاح اور مشورہ کیا - سب کی مرضی ہوئی کہ پہلے سرکشون کا سر کاٹنا چاہئے - اسلئے وہ سب مضبوط ممالک ہنود کے فتح کے چھوڑ دئے - اور چندیری احمد شاہ جو سلطان ناصر الدین کا پوتا تھا سپرد کی اور اوسے اقرار ٹہرالیا کہ پچاس لاکھہ تنکہ خزانہ شاہی مین سالانہ داخل کیا کرے - اور

اور جمادی الاول کی گیارہوین تاریخ اتوار کے دن اس مہم پر بابر شاہ روانہ ہوا - اور
وہان پہنچا جہان جمنا اور چنبل ملتے ہین - یہان اوس پاس خبر آئی کہ جو فوج قنوج مین
اوسکی تہی وہ رابری مین ہے - اور شمس آباد کا قلعہ حسین ابو محمد نیزہ باز کی فوج تہی شمنون نے
نے حملہ کرکے لے لیا ہے - اس خبر کو سنکر بابر شاہ جمنا پار دریا کو عبور کرکے قنوج کی طرف
روانہ ہوا - اور آگے فوج کو دشمنون کی خبر لانیکے لیے بہیجا - جب وہ دو تین منزل پر تہا
تو اوس پاس یہہ خبر آئی کہ مین اور شیخ بایزید اور معروف افغانون کے سردار اوسکی
آنے کی خبر سنکر قنوج سے گنگا پار اوتر گئے ہین - اور مشرقی کنارہ پر گنگا کے اونہون
نے پڑاؤ ڈالا ہے - غرض بابر بہی قنوج مین پہونچا - یہان بیس چالیس کشتیان
جا بجا سے جمع کرکے گنگا کا پل باندہنا شروع کیا - اور اوستاد علی قلی نے بہی اپنی
توپخانہ کو چلانا شروع کیا - اور ایک توپ بہی جسکا نام رنگ غازی تہا وہ بہی چلائی گئی
- غرض اس توپخانہ کی توپین پہلے دن آٹہہ دفعہ اور دوسرے دن سولہ دفعہ چلین اور
اسی طرح پانچ چہہ روز تک وہ چلتی رہین - اور پل بنتا رہا - جب پل تیار ہو گیا تو سپاہ نے
عبور کیا - یہان بابر نوروز اور ایام مسعود اور منحوس ہونے کے حساب مین رہا - نہین وہ
دشمنون کا جلد کام تمام کرتا - افغان بہی اپنی صفین باندہ کے اور ہاتہیون کو سامنے
کرکے لڑائی کے میدان مین آئے - اور لڑائی ہوئی - اور افغان میدان سے بہاگے
- اور چین تیمور سلطان اونکے تعاقب مین گیا - مگر جو سپاہ اس تعاقب مین گئی اوس نے
کچہہ کام نکیا - بابر خود بہی لکہنو مین پہونچا - اور گومتی کے پار اوترا - اور اجودہیا سے
دو تین کوس پر پہونچا - شیخ بایزید بہی کہین یہین تہا - بابر کی فوج اوسکے پیچہے روانہ
ہوئی تو وہ جنگل مین بہاگ گیا - بابر یہان چند روز مقیم رہا اور اودہ کا خاطر خواہ بندوبست کیا

غرض دشمنون کو گہاگرہ پار اوتار دیا۔ اس سال کا باقی حال و اقعات بابری مین نہین پایا جاتا۔ اب بابر بادشاہ کا ارادہ گوالیار کی سیر کا ہوا۔ جمنا پار ہوکر قلعہ آگرہ مین آیا۔ اور یہان سے گوالیار گیا۔ اور وہان کی عمارات اور باغات کی سیر کی۔ پھر آگرہ مین آیا۔ یہان اوسکو بخار آنا شروع ہوا۔ اور اس حالت مرض مین اوسنے خواجہ عبداللہ احرار کے رسالہ والدیہ کو نظم کیا۔ پھر غسل صحت ہوا۔ اور اوسکا ایک جشن عالیشان ہوا۔ اوسکی عادت تہی کہ مصیبت کے دنون کو ایسی ایسی دل لگیون اور شغلون مین کاٹتا +

قلعہ رنتھنبور کا ہاتھ آنا

بابر لکھتا ہے رانا سنگا کا ایک بیٹا رانی بہرو ناوتی سے بکرماجیت تہا۔ وہ رنتھنبور مین رہتا تہا۔ ایک بڑا معتبر رائے اوسکا اسوک نامی میرے پاس پیغام لایا کہ راجہ حضور کی فرمانبرداری کے واسطے اور ستر لاکھ ٹنکہ نذرانہ دینے کیواسطے موجود ہے۔ مینی اوسپر کہا کہ مجھکو یہہ امر منظور ہے وہ قلعہ رنتھنبور میرے حوالہ کردے مین اوسکو اوسیقدر جاگیر دیدونگا جسقدر وہ مانگتا ہے۔ یہہ پیغام لیکر ایلچی واپس گئے۔ اور جب گوالیار مین آیا۔ تو ایک دن ملاقات کا بکرماجیت کے آدمیون کے ساتھ مقرر کیا۔ مگر اوس روز معین پر کوئی آدمی حاضر نہ ہوا۔ بعد چند روز کے پھر اسوا آیا۔ اوسنے بکرماجیت اور اوسکی ماکو خود جاکر جو کچھہ حال گذرا تہا سنایا۔ یہہ بابر کے دونو بیٹے اطاعت پر راضی ہوگئے۔ جب رانا سنگا نے سلطان محمود کو شکست دی تہی اور قید کیا تہا۔ تو اوس پاس ایک تاج اور کمربند بڑا گران بہا لیا۔ رانا نے اس قیدی کو رہا کیا۔ تو یہہ دونو چیزین اوسسے لے لین۔ اب وہ بکرماجیت پاس تہین

یہہ دونو بیش بہا تحفے میری پیشکش مین آدمی کے ہاتھہ بھیجے - اور رنتھنبور کے عوض مین بیانہ مانگا - مگر ستمس نے دین سے اوسکو دیا -

بہار اور بنگال کی لڑائیون کا بیان

مین شکار کھیل رہا تہا کہ آگرہ سے خلیفہ نے خط بھیجے اونمین یہہ لکہا تہا کہ شاہ سکندر لودی کے بیٹے محمود نے بہار کو فتح کر لیا - (یہہ محمود وہی ہے جو رانا سنگا کے ساتہہ بابر سے لڑا تہا) اس خط کو پڑہتے ہی مین ایک دن مین آگرہ کے اندر آگیا - اور مشورہ سے یہہ امر قرار پایا کہ ممالک شرقیہ کی فتح کیواسطے مین خود جاؤن - غرض سپاہ کا سامان تیار کر کے سنہ ۹۳۵ / ۱۵۲۸ و ۲۹ مین مین روانہ ہوا - وکد کی مین پہنچا - یہہ ایک مقام پرگنہ کڑہ مین ہے یہان یہہ متواتر خبر آئی کہ سلطان محمود پاس ایک لاکہہ لشکر جمع ہوگیا ہے - اور اوسنے شیخ بایزید اور بن کو بہت سا لشکر دیکر سردار کی طرف روانہ کیا ہے - اور وہ خود اور فتح خان گنگا کے کنارہ پر پڑا ہے - اور چنار گڈہ پر حملہ کرنیکا ارادہ ہے - اور شیر خان کو جسنے بہت سے احسان کئے تہے اور بہت سے پرگنے جاگیر مین دئے تہے - اور اس اطراف مین اوسکو حاکم بنایا تہا وہ بہی افغانون کے ساتہہ شریک ہوگیا - غرض یہہ سب جم گھٹ کا جم گھٹ بنارس کی طرف آیا - سلطان جلال الدین کے آدمی بنارس کو ان دشمنون سے نہ بچا سکے - بنارس کو چہوڑ کر چلدئے - اور یہہ بہانہ بنایا کہ وہان قلعہ مین ہم آدمی اپنے چہوڑ آئے ہین کہ وہ اوسکی حفاظت کیواسطے کافی ہین - اور ہم آگے گنگا کے کنارہ پر لڑنے کے لئے چلے آئے ہین - تہوڑے دنون بعد محمد بختی کشتی مین سوار ہو کر دوسری طرف سے گنگا کے آیا - اور یہہ خبر لایا کہ محمود خان پسر سلطان سکندر لودی جسکو افغانون نے محمود شاہ بنایا تہا - اوسکا

یہہ ہوا کہ جب لشکر نے چنار گڈہ کا محاصرہ کیا - اور اونکو میرے پاس جانیکی خبر پہنچی -
تو اونکے ہوش اڑ گئے اور گھبرا کے ادہر اودہر تتر بتر ہو گئے - اور چنار کا محاصرہ
اوٹھا لیا - اور بنارس پر جو افغان بڑہ آئے تہے وہ بہی اولٹے ایسے بے سر و پا بہاگے
کہ دریا مین دو کشتیان اونکی ڈوب گئین - اور بہت سے آدمی اونکے دریا مین خاک کے
اندر مل گئے - پہر مین نے جمنا کے کنارہ سے کوچ کیا - اور چنار کے قلعہ کی سیر کی - یہان
باقی خان خبر لایا کہ محمود خان دریاے سون کے کنارہ پر پڑا ہوا ہے - اسپر مینے امیرون سے
صلاح مشورہ کیا تو یہہ امر قرار پایا کہ کوچ پر کوچ کر کے جلد غنیم کی خبر لینی چاہئے - اسمین
توقف نکرنا چاہئے - غرض مین غازی پور مین پہنچا - اور عمر سی (چوسر) مین مقام کیا اور
اور لشکر نے کرم ناسا پر خیمے ڈالے - پورب مین اسوقت لوحانی اور لودی افغانیون
مین آپسمین لڑائی جہگڑے ہو رہے تہے - بہت سے طرفدار جلال خان لوحانی پسر محمد شاہ
لوحانی کی ہو رہی تہی - اس جلال خان نے بابر پاس پیغام بہیجا کہ مین حاضر
ہوتا ہون - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ افغانون کے ہاتہہ سے اونسے صدمہ اوٹہایا تہا
اور وہان سے بہاگ کر بابر پاس آیا تہا - ان فسادون ہی نے افغانون کی قوم
کو میس ناس کر دیا - اب بہار گنگا کے جنوب مین بابر کے تصرف مین تہا - اور شمال مین
شاہ بنگال کے قبضہ مین - اس بادشاہ پاس بہت سی فوج اب بہی تہی - اس ... کا
ارادہ تہا کہ سلطنت دہلی مین سے جسقدر ملک بہار کا حصلہ وسکے قبضہ مین تہا اوسی پر
اکتفا کرے - اور باقی ملک پر جو لوگ قابض ہین اون سے لڑائی جہگڑا نہ کرے -
اس نیت سے اوسکا سفیر اسمعیل متا بابر کے پاس رہتا تہا - بابر نے اس سفیر کو
اور ایک اپنے آدمی کو شاہ بنگال پاس بہیجا اور یہہ لکہا کہ وہ اپنی تمام فوج کو

اوس ملک سی جسمین وہ کوچ کر رہا ہے اپنے پاس بلالے - اور یہہ بہی وعدہ کیا کہ
اس سپاہ کو خیر و عافیت سے ترک اوس پاس پہنچا دینگے - اور کچہہ اونکو راہ مین تکلیف
نہوگی - اگر اس امر سے شاہ بنگال انکار کریگا - تو خود اپنے پانوں مین کلہاڑی مارلیگا
- اور جو آفت اوسپر پڑیگی وہ اپنے ہاتہہ سے اوسپر آئیگی - غرض اس بات کا جواب
نہ آیا - اور بابر سے صبر نہ ہوسکا وہ گنگا سے اوتر کر بنگالیون سے لڑنے لگا - اگرچہ
بابر گنگا پار اوتر گیا تہا - مگر کچہا گرا اوترنا باقی رہا - غنیم وہان پڑا تہا جہان کہاگرا
اور گنگا یہہ دونو دریا ملتے ہین - مگر بابر پاس کشتیون کا سامان ایسا اچہا تہا -
کہ اوسنے بنگالیون کی کشتیون کو مار پیٹ کر بہگا دیا - اگر یہہ صورت پیش نہ آتی تو
وہی کشتیان بابر کے حق مین سنگ راہ ہوتین - بنگالیون نے بابر کو اوترنے سے
روکا - بنگالی توپ چلانے مین بڑے اوستاد مشہور تہے - اسطرف بہی اوستاد علی قلی
موجود تہے - غرض دونون طرف سے توپون کی مار شروع ہوئی - دریاؤن کے پار
جاکر لڑائیان شروع ہوئین - بابر کی فوج نے بنگالیون کی فوج کو مار کر بہگا دیا - اور
بہت سے سپاہیون کو قید کرلیا - پہر شاہ بنگال سے صلح ہوگئی - اور جب بابر کا
ارادہ آگرہ کا ہوا تو اوسکو یہہ خبر ملی کہ مین اور بایزید بنگال سے فوج لیکر گہاگرہ پار
اوتر گئے ہین - اور لکہنو پر قبضہ کرلیا ہے - یہان کے قلعہ مین گہاس ایک جگہ بہت سی
جمع تہی اوسمین آگ لگ گئی - اس آگ کی گرمی سے قلعہ تنور ہوگیا - اور اوسکی
فصیل پر کہڑے رہ کر لڑنا دشوار ہوگیا - اسلئے یہہ قلعہ دشمنون کے ہاتہہ آیا - مگر جب
بابر آیا تو غنیم یہان سے بہاگ گیا - اور اوسکے پیچہے جو لشکر روانہ ہوا اوسنے انکو
بندیل کہنڈ مین گنگا جمنا دوآبہ پر پراگندہ کردیا - اب برسات آگئی - پادشاہ آگرہ مین آگیا

اور باغ ہشت بہشت مین مزہ اوڑانے لگا - اور بنگالہ سلطان جلیل پر لاکر کے سپرد کر دیا - اب آگے اسے واقعات بابری مین کچھہ نہین لکھا - اسی بیان پر اوسکا خاتمہ ہوگیا -

بابر کی بیماری اور موت کا بیان اور اوسکی جانشینی کیواسطے سازشین

اب اس گل کی بہی فصل خزان آگئی - مرنے سے پندرہ مہینے پیشتر پیشتر مزاج کچھہ کچھہ مرض مین مبتلا رہتا تہا - اپنی واقعات مین بہی اس زمانہ کا حال کچھہ نہین لکھا ہے جسے معلوم ہوتا ہے کہ قلم کا زور بہی ہاتھہ سے جاتا رہا تہا - اور سستی اور کاہلی نے چستی و چالاکی کی جگہہ لے لی شان حکومت مین بہی بٹا لگ چلا تہا - ہمایون بغیر اوسکی اجازت کابل سے چلا آیا - اور یہہ بہانہ بنایا کہ باپ کی ملاقات کا اشتیاق کشان کشان مجہے یہان لے آیا جب خواجہ نظام الدین خلیفہ وزیر کو ہمایون کی جگہ جانے کے واسطے کہا تو اوسنے بہی عرض کیا کہ جب مین حضور کی ملازمت سے محروم ہوا - بقدر مجہے آزار اور گزند پہنچا - کہ مین نے حضور کے قدمون سے جدا ہونے کی قسم کہائی ہے - آگے حضور مالک ہین بندہ فرمانبردار ہے - خیر یہہ سب کچھہ ہو ہی رہا تہا کہ سنبہل مین ہمایون عیش و عشرت مین مصروف تہا کہ یکایک بخار چڑہا - اور رفتہ رفتہ اوسکی وہ شدت ہوئی کہ بادشاہ یہہ خبر سنکر بیقرار اور بیتاب ہوا - اور حکم دیا کہ ہمایون کو سنبہل سے دہلی لیجائین - اور وہان سے کشتی مین بٹہا کر یہان آگرہ مین لائین - تاکہ آنکہون کے سامنے علاج اچہی طرح ہو - ہر چند اطبا نے سر مارا اور تدبیرات صحیح صحیح کین مگر صحت اور افاقہ کی صورت نظر نہ آئی - غرض جب ساری طبابت خرچ ہو چکی تو میر ابو البقا کہ بڑا فاضل تہا اوسنے عرض کیا کہ بزرگون سے سنتے آئے ہین کہ جب علاج سے طبیب عاجز ہون تو خدا سے دعا مانگتے ہین اور اوس چیز کا صدقہ دیتے ہین

جو سب سے زیادہ بہتر و عزیز ہو۔ اوسوقت بابر نے فرمایا کہ ہمایون کے نزدیک سب سے بہتر شے مین ہون اور کوئی چیز مجھسے زیادہ اوسکو عزیز نہین ۔ مین اپنے لخت جگر پر تو جان نثار کرتا ہون۔ اسپر جان نثارون نے عرض کیا کہ حضور یہہ کیا فرماتے ہین۔ ابراہیم لودی والے ہیرے کو صدقہ کیجیے۔ اوسپر ارشاد کیا کہ یہہ ہیرا کیا مال ہے۔ اور وہ ہمایون کا عوض کیا ہوسکتا ہے۔ مین اپنی ہی جان کو اوسپر فدا کرون گا۔ اوسکی مصیبت اور تکلیف مجھسے نہین دیکھی جاتی۔ یہہ کہکر اوٹھا۔ اور تین بار ہمایون کے گرد پھرا اور کہا کہ الہی اسکی بلا مین نے اپنی جان پر لی۔ اور اوسکی مصیبت اوٹھالے۔ یہہ تین دفعہ کہنا تھا کہ ادہر بابر کو بخار چڑھنا۔ اور ادہر ہمایون کا بخار اوترنا شروع ہوا۔ غرض ایک کا مرض گھٹنے اور دوسرے کا بڑھنے لگا۔ جب بابر کا وقت قریب پہنچا تو اوس نے وزیرون اور رئیسون کو بلاکر نصایح اور وصایا شروع کین۔ اسمین اتفاق اور محبت کی سخت تاکید کی۔ اور ہمایون سے کہا کہ تخت تجھکو مبارک ہو۔ میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھو کہ بھائیون کو تکلیف دینے کا کبھی قصد نکیجو۔ مگر اسوقت خلیفہ نظام الدین کو دل مین ہمایون کی طرف سے کچھہ وہم اور خوف پیدا ہوا اور اندیشی اندیشی سے یہہ چاہا کہ مہدی خواجہ بادشاہ کا داماد بادشاہ ہو۔ یہہ بات لوگون کو معلوم ہوگئی تھی۔ اور دربار اوسکا لگنے لگا تھا۔ اور خواجہ مہدی کو بھی یقین اپنے بادشاہ ہونے کا ہوگیا تھا۔ یہہ شاہزادہ تو جوان مزاج کا لاابالی تھا۔ اسلئے میر خلیفہ جانتا تھا کہ وہ میرا ہمیشہ محکوم رہے گا۔ اور مین سلطنت کے مزے اوڑاؤن گا۔ مگر خواجہ مہدی سے ایک کام ایسا سرزد ہوا کہ وزیر اپنی امید سے ناامید ہوا۔ اور اسکا حال طبقات اکبری مین یون لکھا ہے کہ ایک روز خواجہ مہدی کے مکان پر خلیفہ

ملنے گیا اور محمد مقیم مصنف طبقات اکبری کا باپ اوسکے ہمراہ تہا - کہ اتنے مین اوسکے لئے آدمی دوڑے آئے کہ چلو بادشاہ کا دم ہونٹون پر ہے - خلیفہ جب اوٹہا تو مہدی خواجہ تعظیماً دروازہ تک پہونچانے گیا - اور محمد مقیم پیچہے رہ گیا - تعظیم کے سبب آگے تقدیم نہ کر سکا - خلیفہ جب دور نکل گیا تو مہدی خواجہ اپنے آپ بڑبڑانے لگا کہ خدا چاہے تو عنقریب اس پیر نابالغ کی کہال کہچواتا ہون - مگر جب اوسنے منہ موڑا محمد مقیم کو دیکہا کہ وہ دروازہ سے نکل رہا تہا - تو اوسکے اوسان خطا ہوئے - مگر اوسنے محمد مقیم کے کان پکڑ کر خوب اینٹہے اور بیساختہ یہہ مصرع پڑہا کہ **مصرع**

زبان سرخ سرسبز میدہد بر باد ٭ محمد مقیم نے یہہ داستان خلیفہ کو سنائی - اور سمجہایا کہ اے خلیفہ یہہ کیا تیری ناعاقبت اندیشی ہے کہ تو ہمایون جیسے دانشمند تجربہ کار اور اوسکے لائق بہائیون کو چہوڑ کر اس سفلہ مزاج کا حامی ہوتا ہے - اور سلطنت کو بابر کی نسل سے دوسرے خاندان مین منتقل کرتا ہے - اس فہمائش پر وہ پیچ خیال باز آیا - اور راہ راست پر آیا - اور ہمایون کا دوست بنا - اور خواجہ کے واسطے بادشاہ کے نام سے حکم دیدیا کہ وہ دربار مین آنے نہ پائے اور نہ کوئی اوس پاس جائے غرض ۲۶ دسمبر ۱۵۳۰ء مطابق ۵ جمادی الاول ۹۳۷ھ اوسی باغ مین جسکو جمنا کے کنارہ پر لگایا تہا بابر کی بہار عمر آخر ہوئی - اور وصیت کے موافق لاش کابل بہیجی گئی - اسپر ایک عالیشان مقبرہ جہانگیر نے بنوایا ہی کہ اب بہی سیاح دنیا کی بے نظیر عمارتون مین شمار کرتے ہین - بہشت روزی بادنا تاریخ وفات ٭ ہمایون بود وارث ملک ے ٭ ہمایون کے جلوس کی تاریخ ہے - عمر بابر کی پچاس برس کی تہی اور اٹہتیس برس اوسنے سلطنت کی - خدا کی قدرت سے

یہہ امر بعید نہین ہے کہ بابر کی دعا اور التجا جناب الٰہی مین مقبول ہوئی ہو۔ جو لوگ تاثیر دعا کے قائل ہین وہ بابر ہی کیطرح یہہ عقیدہ رکھتے ہین کہ اوسنے دعا کے لئے کیا ہاتھہ اوٹھایا ہاتھہ جان ہی سے ہاتھہ اوٹھایا تھا۔ مگر جو فقط عقل کے پابند ہین وہ اس رائے کو دنیے مین سنکدلی کرتے ہین کہ مے نوشی کی کثرت نے بابر کو جلد ضعیف کر دیا۔ آخر عمر مین اکثر مریض رہنے لگا۔ جب اس حالت ضعیف مین اپنے لخت جگر کا یہہ حال متغیر دیکھا تو دل پر ایسا صدمہ پہونچا کہ زندہ نہ رہ سکا۔

خلیفہ نظام الدین

یہہ خلیفہ بابر کے قدیمی رفیقون مین تھا۔ کیا تعجب کی بات ہے کہ بابر جیسے دانشمند بادشاہ کے روبرو اور ہمایون جیسے تجربہ کار وارث کے سامنے اوسکو یہہ قدرت اور جرأت پیدا ہوئی ہو کہ خواجہ مہدی کے بادشاہ بنانیکا ارادہ کیا۔ اب اس تعجب پر اور تعجب یہہ ہے کہ آگے چلکر کہین تاریخ مین خلیفہ کا نام بھی نہین آتا۔ نہ اکبرنامہ کچھہ اوسکے بارے مین بولتا ہے نہ فرشتہ کچھہ کہتا ہے معلوم نہین بیچ مین کون فرشتہ اوسکو کھا گیا

وسعت سلطنت بابر

بابر نے سلطنت کو اتنا بڑھا کر دنیا سے آگے قدم بڑھایا کہ ہندوکش سے پرے بدخشان اور قندز تک اور دریا سیحون کے تمام جنوبی اضلاع بلخ کی سرحد تک۔ اور ہندوکش کے جنوب کی طرف کابل غزنین قندہار۔ ہندوستانین پنجاب اور کوہ ہمالہ اور راجپوتانہ کے درمیان کا حصہ اور بہار کا بڑا حصہ۔ سوا اوسکے افغانستان کے بہت سے کوہستانی اضلاع ایسے تھے کہ جن کے اندر اوس کی سلطنت برائے نام تھی ✣

واقعات بابری

بابر کا جو کچھہ حال ہمنے لکھا ہے اوسی عادتین اور خصلتین اوسکی سمجھہ دار سمجھہ جائینگے۔ مگر جب تک واقعات بابری کا بیان زبان پر نہ آوے۔ بابر کے کمالات اور فضائل پردہ کے اندر ہی رہتے ہین۔ اس کتابمین اوسنے سوانح عمری اپنی ۱۵۲۹ء تک سچی سچی ٹہیٹہہ ترکی زبان مین لکہی ہین۔ کہین کہین غوطہ بہی لگ گیا ہے ۱۵۰۸ء سے ۱۵۱۹ء تک کچھہ حال نہین لکہا۔ اور اب سواء اسکے کہین اور بہی کسی کسے زمانہ کا حال چہوڑ گیا ہے۔ اکبر کے ۳۴ سنہ جلوس مطابق ۹۹۸ھ ۱۵۹۰ء مین مرزا خانخانان نے فارسی زبان مین اس کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ اوسمین نہ توزک تیموری کی سی بناوٹ نہ توزک جہانگیری کی سی طمطراق پائی جاتی ہے۔ واقعات کا ایک بے تکلف بیان سادہ اور سچا کرتا چلا جاتا ہے جسمین کیطرح ایسی باتین بنا بنا کر نہین لکہتا کہ چینوٹی کے پاؤن تلے آنے سے کلیجہ دہل گیا بہلا جس ترک خونخوار نے شہر کے شہر ملک کے ملک بے چراغ کئے ہون۔ وہ اگر بدہ کا ہی اوتار ہوکر دنیا مین آئے تو کبہی یہہ سمجھہ مین نہ آئے کہ اوسکا کلیجہ پانون تلے چینوٹی آنے سے ہل گیا ہو۔ اسمین کچھہ شک نہین کہ یہہ عجیب غریب کتاب بے نظیر ہے زبان کی فصاحت بیانکی بلاغت اوسکی اہل زبان کے نزدیک مسلم ہے۔ زبان اوسکی ٹہیٹہہ ترکی ہے۔ عربی فارسی الفاظ کا خرچ اوسمین زیادہ نہین۔ طرز ادا اور انداز بیان وہ غضب ہے کہ اگر اوسکو کہول کر پڑہنے لگے تو کہین افسانہ کا مزہ آتا ہے۔ کہین تاریخ کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ کہین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آج کل کے کسی بڑے محقق جغرافیہ دان کا جغرافیہ پڑہ رہے ہین جو کبہی کسی ایشیا والے کو لکہنا نصیب نہین ہوا۔ جن ملکون مین وہ رہا سہا لڑا بہڑا اونکا حال تو ایسا لکہا ہے کہ تصویر اوسکی

آئینہ کے اندر نظر آتی ہے۔ پہاڑونکا بیان۔ اونپر برف گرنے کا تذکرہ۔ اون پر سبزہ نکو رکھہ کر کہیلنا۔ سبزہ زارونکا لہلہانا۔ نہرون کا لہرانا۔ دریاؤنکا بہنا۔ جنگلون کا گہنا گہنا ہونا غرض کسی بات کو چھوڑا نہین۔ نباتات اور حیوانات کا حال جو لکھا ہے اور اوسمین ایک ملک کے میوون کی بود دوسرے ملک مین لگانیکی جو حکمتین اور ایسی ہی اجنبی ملکون مین جو جانور دکی پرورش کی ترکیبین لکھی ہین۔ اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکو ایک عجیب قدرت خداداد قدرتی اشیاء کے بیان کرنے کی حاصل تہی۔ خدا نے اوسکو طبیعت ایسی رنگین اور شگفتہ بنائی تہی کہ باوجود زمانہ نے اوسکو بہقدر نشیب و فراز دکہائے۔ کبہی تخت پر بٹہایا اور کبہی بوریا پر بیٹہنے کو نہ دیا۔ مگر اوسکا مزاج اس شاہی اور گدائی مین ایک ہی طرح کا رہا۔ جس حال مین رہا خوش رہا جسوقت کہ سمرقند کی سلطنت سے محروم ہوا اور چہ بہر زمین اوس پاس رہی تو وہ لکھتا ہے کہ آج مین نے پیٹ بہر کے کہانا کہایا اور اور نیند بہر کے سویا۔ اگر رزم کا بیان ہے تو دلچسپ ہے اور اگر بزم کا ذکر ہے تو دل کش ہے۔ وہ اپنے شراب کے جلسونکا ذکر جا بجا کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ پہلے پہل شراب ہرات مین چچازاد بہائیون نے بڑی منت سے پلائی۔ پہر اوسکا چسکا ایسا لگا کہ کوئی جگہہ ایسی نہ تہی جہان اوسکا لطف نہ اوٹہاتا۔ یارونکے جلسے جماتا۔ اور خوب شرابین اوڑاتا۔ ایک سنگ مرمر کا حوض بنوایا۔ اور اوسکو شراب سے لبالب بہروایا۔ اور اوسکے کنارہ پر یہہ شعر کندہ کروایا۔

نوروز نو بہار و مے و دل باخوش است ✦ بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

دوستونکو ساتہہ لیکر کبہی باغون کی سیر کرتا۔ کبہی سبز پہاڑون پر چڑہتا۔ کبہی

کبھی کشتیون مین بیٹھتا۔ اور عالم آب کی سیر کرتا کشتیونکو دوڑاتا۔ آپ گاتا اور اورون کو گواتا۔ رباب پر ترکی تانون کو اوڑاتا۔ شراب خود پیتا اور اوروں کو منتین کر کے پلاتا۔ کبھی کوئی نشہ مین لڑ کر آتا تو اور یارون کے ہاتھہ اوسے گھر بھیجوا دیتا۔ یارونکے ساتھہ دھول دھپا لڑتا۔ خود اونکو کچھہ کہتا اور آپ کچھہ سنتا۔ غرض کس کس بات کا بیان کیجے۔ وہ جن عیبون کو کرتا ایسے ہنر کے ساتھہ کرتا کہ وہ عیب عیب نہ معلوم ہوتے۔ برے کامون مین شہد کی مکھی نہ بنتا کہ جب نکلنے کا قصد کرے پر ٹوٹے کر وہین رہ جائے۔ بلکہ وہ مصری کی مکھی بنتا کہ مزہ اوڑاتا اور جب چاہتا اوڑ جاتا۔ ایک جگہہ وہ لکھتا ہے کہ نیت ہی چالیس برس کی عمر کے بعد شراب سے توبہ کرون اور پھر اوسے منہ نہ لگاؤن اسلئے اونتالیسوین برس مین بہت سی شراب پیتا ہون۔ مگر یہہ عہد اوسکا پورا نہ ہوا۔ ۱۵۲۵ھ مین اوسنے شراب سے توبہ کی ہے اگر اس عہد کے موافق شراب چھوڑ دیتا تو ایسا جلد ضعیف و ناتوان نہ ہوتا۔ وہ اس بادشاہی پر عمر گذشتہ کا تاسف کیا کرتا تہا۔ اپنے لڑکپن کے دوستونکی یاد مین پہرون رویا کرتا تہا۔ ماہنون اور عزیزاور اقارب کا تذکرہ اسطرح کرتا کہ گویا آہ اونکی بغل مین بیٹھا ہوا تہا۔ دوست آشنا دن کے سب برے بھلے کامون کو بے تکلف بیان کرتا خواجہ کلان اوسکا بڑا دوست تہا۔ کابل مین اوسکی نیابت کا کام کرتا تہا۔ اوسکے ایک خط مین اول کچھہ کاروبار سلطنت کا ذکر لکھا ہے۔ پھر یہہ لکھا ہے کہ اب مین نے شراب سے توبہ کی ہے۔ تم بھی توبہ کر لو۔ شراب پینے کا جب ہی تک لطف تہا کہ ہم سب پرانے یار ایک جگہہ بیٹھہ کر پیتے تہے۔ تنہا شراب پینے مین کیا خاک مزہ ہے صرف دو قدیمی یار حیدر قلی اور شیر احمد تمہاری پاس باقی رہ گئے ہین۔ ہاے

مجھے کیا رشک اسپر آتا ہے کہ تم کابل کے مزے اوڑاتے ہو۔ اتفاق سے ایک تربوز
میرے پاس آیا۔ اوسے جب تراشا تو مجھے اپنی تنہائی پر کیسا افسوس آیا قتلے تربوز
کے منہ مین رکھتا جاتا۔ اور آہ آہ آنسو روتا جاتا تھا۔ یہہ سب یارانے کی باتین
لکھکر اوسنے معذرت مین یہہ فقرہ لکھا کہ میری اس تحریر سے تم مجھے احمق نہ سمجھنا۔
جس عمر مین لڑکے نے کی گھوڑون پر سوار ہوتے ہین اوس عمر مین وہ شہسوار بن بن
کر میدان جنگ مین وہ جید سپاہیو نکے کام کرتا کہ عقل حیران ہوتی تھی۔ گورگین
ہی سے وہ بڑا سپاہی تھا۔ مگر عمدہ سپہ سالار جب ہی بنا کہ بہت سی شکستین کہائین
اور دین۔ ہندوستان کے میدانون مین جو لڑائیان لڑا اوسسے معلوم ہوتا ہے
کہ اوسکو سپہ سالاری کے کام مین بھی پرلے درجہ کا کمال حاصل ہو گیا تھا۔ وہ آزاد
منش اور رحم دل تھا۔ بعض مثالین اوسکی رحم دلی کی واقعات مین قابل یاد رکھنے کی
ہین۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اوسکا ایک دوست شراب کی مجلس مین گر کر مر گیا۔ اوسکے
غم مین دس روز تک آنکھ سے آنسو نہ تھما۔ جانون کی بڑی حفاظت کرتا۔ جن دشمنون نے
اوسکے ساتھہ دغا اور فریب بھی کیا۔ اونکا قصور اوس حالت مین معاف کر دیا کہ انتقام لینا
اوسکے ہاتھہ مین تھا۔ ابراہیم کی ماکا بیان پڑھ آئے ہو کہ اس زہر دینے والی عورت
کو اوسنے چھوڑ دیا۔ مگر کبھی کبھی تیموری اور چنگیز خانی رگ بھی چڑھ آتی تھی۔ افغانستان
اور ہندوستان کی لڑائیون مین اوسنے قیدیون کو بڑی بیرحمی سے قتل کیا۔
اور کھوپریون کے مینار کس خوشی اور مسرت سے اپنی آنکھون کے سامنے چنوائے۔ ایک دفعہ
اسقدر قیدی قتل کرائے کہ اونکا خون اتنا بہا کہ تین دفعہ خیمہ پادشاہی اس نداسے
اکھیڑا گیا کہ خون آلودہ نہو۔ اوسکا یہہ دستور تھا کہ وہ ایک جگہہ پڑاؤ نہ رہتا۔ مرنے سے

تھوڑے دنون پہلے لکھتا ہے کہ گیارہ برس کی عمر سے دو دو مضان ایک جگہہ نہین ہوئے کیون ہوتے جب لڑائی بھڑائی سے فرصت نصیب ہوتی تو سیر و شکار سے رخصت نہ ملتی - باوجود علالت مزاج فقط تفریح طبع کیواسطے دو دن مین کابلی سے آگرہ (۱۹۰ میل) کہوڑے پر اوڑ گیا - دو دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ کشتیان موجود نہین مگر وہ گنگا جیسے دریا کو کپڑے اوتارا ونگے تلوا رہا تہہ مین لے پیر کر پار اوتر گیا - وہ لکھتا ہے کہ جو دریا راہ مین آتا - اوسے تیر کر پار اوترتا +

الحاصل جیسی خدا نے اوسکو جہانبانی اور کشورستانی کی لیئے عقل مناسب اور ہمت بلند عطا کی تہی - ایسی ہی اور چند کامون کے واسطے فہم اور سمجھہ عنایت کی تہی - عمدہ عمدہ باغ لگوائے - نہرین تالاب بڑے فائدہ مند کہدائے - بیگانہ ملکون کے پہول پہلواری میوہ دار درخت لگوائے - یہہ اوسی کا کام تہا - کہ ایسے کام اوسوقت کرتا کہ زمانہ اوسکو نیچے گراتا اور مصیبتون اور آفتونکو اوسکے سر پر چڑہاتا - وہ ان گل بوٹون اور شعر غزل سے دل بہلاتا - سوا اسکے واقعات بابری کے اوسکی اور تصنیفات بہی ہین - ایک ترکی زبان مین دیوان ہے - متانت اور بلاغت اوسکی مشہور ہے مثنوی مبین اوسکی ایسی مثنوی ہے جسکو سب اوستاد مستند گنتے ہین - ترجمہ رسالہ والدیہ خواجہ احرار کا مطبوع خاص و عام ہے - اس تمام تصنیفات سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عربی فارسی ترکی ہندی زبانون سے ماہر تہا - اور شاعر شیرین کلام تہا - علم عروض و قوافی سے بہرہ کافی رکہتا تہا - اس بادشاہ کا حال مینے بہت لکہا ہے - اگر طالبعلم سب یاد نہ کرین تو اس خلاصہ کو دیکہہ لین +

خلاصہ حال بابر کی سلطنت کا

بابر ہی تہا کہ جسنے ہندوستان مین خاندان مغلیہ کی سلطنت کی بنیاد جمائی - تیمور
اوسکا دادا اور چنگیز خان نانا تہا - ۱۴۸۲ء مین پیدا ہوا - ۱۵۳۰ء مین مرگیا - گیارہ برس
کی عمر مین فرمانہ مین پادشاہ ہوا - بتیس برس پادشاہ رہا - اس چھوٹی سی ریاست کو
وراثت مین پاکر ایسا سلطنت کو وسیع کیا کہ ہندوستان کا مالک ہوا - دس برس
بہائی بندو نسے اور دشمنو نسے لڑتا بہڑتا رہا - اور اتنی تہوڑی مدت مین وہ آفتین اوٹہائی
اور مصیبتین جہیلین کہ شاید کسی پادشاہ نے کئی کئی پشتونمین اوٹہائی ہونگی - کبہی سر پر
تاج شاہی ہوتا - کبہی قدم رکہنے کو جگہہ نہ ملتی - جیسا دل کا سخت اور طبیعت کا مصیبت
پسند تہا - ایسا ہی مزاج کا رنگین تہا - رنج اور مصیبت مین عیش عشرت کرنا وسی کا
کام تہا - کوئی مصیبت اوسکے دل کو نہ ہرا سکی - ایک ملکہ خداداد اوسکو قدرتی اور
فطرتی تماشون کے سمجہنے کا تہا - عربی فارسی ترکی ہندی زبانون سی خوب ماہر تہا
شعر خوب کہتا تہا - دشمنونکے ساتہہ سلوک کرنے مین فیاض اور رحم دل تہا - اگرچہ
کبہی کبہی ایسی حرکتین کرتا تہا کہ جسے وہ تیمور کا پوتا معلوم ہوتا تہا - مگر ایسے کاموں کا
کرنا اس زمانہ مین پادشاہون کو سزاوار تہا - وطن مین مصیبتونکے ہاتہہ سے تنگ ہوکر
بے وطن ہوا - اور کابل کا پادشاہ بنا - اسوقت ہندوستان مین افغانون کی سلطنت
آپس کی نااتفاقی سے خراب خستہ ہورہی تہی - اوسکو آکر لے لیا - وہ تیمور کیطرح
حکمرانی ظلم اور ستم سے قائم کرنے نہین آیا تہا - بلکہ اہل ہند کے ساتہہ موانست اور الفت
محبت پیدا کرکے سلطنت قائم کرنے کے لئے آیا تہا - جب اوسنے بادشاہ اور حاکم ہوکر
محکومون کے ساتہہ محبت پیدا کی تو پہر اوسکا اوکھیڑنا اور ہندوستان سے نکالنا
دشمنون کی حد اختیار سے باہر ہوگیا - ایک بڑے زبردست راجہ سے بہی لڑا اور

فیحتاب ہوا۔ پھر اپنے عقیدہ کے موافق اپنے بیٹے ہمایون کی جان کے عوض جان دی
الحاصل الفنسٹن صاحب کی یہہ تعریف واقعی ہے کہ جو سب سے زیادہ تعریف کے لایق ایشیا
مین پادشاہ گذرا ہے وہ بابر ہے۔ واقعات بابری خود اوسنے ایسی لکھی ہے کہ پادشاہون
کا دستور العمل اور ایدشتہای درست اور فکرہای صحیح کی تعلیم کا قانون ہے یہی پادشاہ ہے
جسکی نسل مین پانچ متواتر پادشاہ ہمایون اکبر جہانگیر شاہجہان اورنگ زیب ایسے
ہوئے کبھی ایسے اچھے پادشاہ ایشیا کے کسی ملک مین متواتر نہین ہوئے۔ اکثر جگہ مین نے
اختصار کی نظر سے اس پادشاہ کا نام فقط بابر لکھا ہے۔ جنکا دل چاہے وہ بابر کی
جگہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر پادشاہ غازی پڑہا کرین +

جنت آشیانی حضرت نصیر الدین محمد ہمایون پادشاہ غازی

تخت نشینی اور بھائیونکو
ملک تقسیم کرنا

جو جھگڑا بابر کی جگہ پادشاہ ہونیکا اوٹھا تہا اوسکا ذکر ہم پہلے کر چکے۔ اب خلیفہ
نظام الدین کی معاونت سے ہمایون چوبیس برس کی عمر مین نہم جمادی الاول سنہ ۹۳۷
مطابق ۲۹ جنوری سنہ ۱۵۳۰ کو شہر آگرہ مین تخت خلافت پر جلوس فرما ہوا۔ اور
اس جلوس کی تاریخ خیر الملوک ہوئی۔ اس پادشاہ کے تین بہائی اور ہے۔ اونکا
نام مرزا کامران مرزا ہندال مرزا عسکری تہا۔ مرزا کامران کابل و قندہار
مین کامران تہا۔ اور باقی دو بہائی ہندوستان مین بیکار تہے۔ ہمایون سے چہوٹے بہائیون
کیواسطے کوئی حصہ سلطنت کا باپ نے نہین تجویز کیا تہا۔ جسسے معلوم ہوتا ہے کہ اسسے
اوسکا مقصود یہہ تہا کہ بعد مرگ اوسکی سلطنت کے ٹکڑے نہون۔ جب مرزا کامران کو

باپ کی مرنے کی اور بھائی کے پادشاہ ہونیکی خبر پہونچی تو پٹ مین چوہے دوڑے
۔تعزیت اور تہنیت کا بہانہ بنا کابل سے روانہ ہوا۔اور دغا کر کے لاہور پر قبضہ کر لیا
۔اور بھائی کو لکھا کہ یہہ ملک مجھکو عنایت کیجے۔ہمایون نے بھائی سمجھہ کر یہہ ملک دیدیا
اور پنجاب و پشاور اور لمغان کا حکمران اوسکو کر دیا۔اور دوسرے بھائی مرزا
عسکری کو میوات کا ملک حوالہ کیا۔اس ملک کا دارالخلافہ الور تجارا تھا۔تیسرے
بھائی مرزا ہندال کو سرکار سنبھل عطا کیا۔اور اکبرنامہ مین لکھا ہے کہ بدخشان مرزا
سلیمان کو دیدیا۔اسطرح سارا ملک بانٹ بونٹ اپنے واسطے فقط وہ تھوڑا سا ملک
جو ابھی فتح ہوا تھا رہنے دیا۔اور ملکون کے دیدینے سے تو بڑا حرج نہین ہوا۔مگر پنجاب
اور کابل کا ملک کیا تھا تھہ سے گیا بہادر اور جوانمرد سپاہیون کا کہیت قبضہ سے جاتا رہا
۔یہین کے سپاہی تھے جنسے سارا ملک فتح ہوا تھا۔اور اونہین کی امداد پر آئندہ فتوحات
کا سارا مدار تھا۔مگر اس سبب سے کہ ابھی بابر کی فوج جنگ جو اور تجربہ کار زندہ موجود تھی
اسلئے اول اول مین کچھہ برے آثار نہ ظاہر ہوئے۔مگر جب اونمین پرانے سپاہی
مرنے لگے اور نئے اونکی جگہ مستعد ہوئے تو اوسوقت حقیقت کھلی کہ اس تقسیم
ملک سے کیا کیا خرابیان پیدا ہوئین +

کالنجر اور چنار گڈھ جونپور کی فتح

ہمایون نے باپ کی اس وصیت پر کہ بھائیون سے کبھی نہ لڑنا خوب عمل کیا۔اور جو
بھائیون کے ساتھہ فیاضانہ سلوک تقسیم ملک مین کیا اوسکا ذکر اب ہو چکا۔سوا
بھائیون کے اور روسا اور امرا کو بھی کشتیان بھر بھر کے روپیہ انعام مین دیا۔
اس تقسیم انعام کی تاریخ اسلئے کشتی زر ہوئی۔بعد اس انعام اور انتظام کے

پانچ چھ مہینہ بعد ۹۳۸ھ ۱۵۳۱ء وہ قلعہ کالنجر کے محاصرہ مین مصروف ہوا۔ ایک مہینہ کے محاصرہ مین اہل قلعہ تنگ ہوگئے۔ راجہ نے بارہ من سونا اور بہت سا اسباب دیکر صلح کرلی۔ اور بادشاہ کا خیر خواہ رفیق بن گیا۔ اس قلعہ کا محاصرہ ہی ہو رہا تھا کہ سلطان محمود لودی نے بہن اور بایزید افغانون سے اتفاق کرکے جونپور پر قبضہ کرلیا۔ اور ایک فساد عظیم برپا کیا۔ ناچار ہمایون نے جھٹ پٹ راجہ کالنجر سے پیشکش لی اور صلح کرکے جونپور کیطرف متوجہ ہوا۔ اس لڑائی مین شیر خان جسکا ذکر آگے مفصل آئیگا سلطان محمود کے ساتھ شریک تھا۔ وہ اپنی عقل دور اندیش سے خوب سمجھتا تھا کہ افغانونمین آپسمین اتفاق نہین ہے اسلئے اونکو شکست یقینی ہوگی۔ یہہ سوچ سمجھہ ہندو بیگ کی سازشہسازش کرہمایون پاس پیغام بھجوایا۔ کہ نمک خوار قدیم چاہتا ہے کہ حق نمک ادا کرے۔ کہ افغانونکو شکست دلاوے۔ چنانچہ جسوقت کالنجر کے پاس افغانون سے ایک جنگ عظیم ہوئی۔ تو شیر خان اس خوبصورتی سے کنارہ کرگیا کہ سلطان محمود کو شکست ہوئی۔ اور وہ بھاگ کر پٹنہ چلا گیا۔ اور پھر سلطنت حاصل کرنیکا ارادہ نہ کیا اور ۹۴۹ھ مین ملک اڑیسہ مین مرگیا۔ شیخ بایزید بھی مے نوشی کے سبب مارا گیا۔ غرض اب جونپور ہمایون کے قبضہ مین آیا۔ اور جنید برلاس کے سپرد کیا۔ اور خود آگرہ چلا آیا۔ اور بڑا جشن کیا اور ہزارہا آدمیونکو خلعت اور انعام عطا کیا۔ بعد اس جشن کے ہمایون نے شیر خان پاس آدمی بھیجے کہ قلعہ چنارگڈھ حوالہ کرے۔ مگر شیر خان نے انکار کیا اسپر بادشاہ لشکر لیکر قلعہ پر چڑھ گیا۔ مگر اس شرط پر صلح ہوگئی کہ چنارگڈھ شیر خان پاس رہے اور اوس کا بیٹا قطب خان بادشاہ کی خدمت مین رہے۔ یہہ واقعہ

سنہ ۹۳۹ھ ۱۵۵۲ء مین واقع ہوا +

گجرات کی فتح کا بیان

سلطان حسین مرزا کا بیٹا محمد زمان مرزا تہا اس زمانہ مین اوسکے دل مین یہہ آیا کہ امرا چغتائی کے ساتہہ اتفاق کرکے ہمایون کو عدم سے پری پہونچائے - اور خود بادشاہ بنجائے - اسلئے بادشاہ خود گنگا کی کنارہ پر پہونچہور کی نواح مین آیا - اور یادگار ناصر مرزا کے ہمراہ بڑا لشکر بہجوایا - اوسنے دریا پار عبور کیا - باغیون کو شکست دیکر بہگا دیا - اور محمد زمان مرزا کو قید کر لیا - اور اوسکے دو رفیقون محمد سلطان اور ولی خوب مرزا کو پکڑ لیا - محمد زمان مرزا کی نسبت حکم ہوا کہ قلعہ بیانہ مین یادگار طغائی کی حراست مین نظر بند رہے - اوسکے اور اوسکے دونو مقید رفیقون کی آنکہون مین سلائی پہیری جائے - اونہون نے کچہہ آدمیون سے ایسی سازش کی کہ ولی خوب مرزا کے سوا باقی دونو نکی آنکہون کی پتلی بچ گئی - یادگار طغائی کے نوکرونکی سازش سے محمد مرزا قید سے بہاگ گیا اور گجرات پہنچا - اور محمد سلطان مرزا اپنے دونون بیٹون الغ مرزا اور شاہ مرزا کو ساتہہ لیکر قنوج کو روانہ ہوا - اور وہان جاکر افغانون اور مغلون اور رجپوتونکا ایک جم گہٹ جمع کیا - اور ایک غدر اس نواح مین مچا دیا - سلطان بہادر شاہ گجرات پاس ہمایون نے ایلچی بہیجا اور عہد و پیمان کے موافق محمد مرزا کو مانگا - اسکا جواب بہادر شاہ نے یہہ دیا کہ اگر کوئی بزرگ زادہ میری حمایت مین آئے تو اوسکے ساتہہ سلوک کرنا کسی عہد و پیمان کے خلاف نہین - غرض اسی بات پر ایسی رد و کد بڑہی کہ دونون بادشاہون مین لڑائی کی ٹہہری +

گجرات کی سلطنت کا حال پہلے پڑہ آئی ہو کہ وہ دہلی سے علیحدہ ہو کر ایک بڑی زبردست سلطنت بن گئی تہی - اب اوسمین بہادر شاہ بڑا اولوالعزم اور صاحب حوصلہ ہوا اوسنے اپنی زور بازو سے اصل سلطنت کو وسعت دی - خاندیس اور احمد نگر اور برار کے بادشاہون نے اوس سے یہہ اقرار کر لیا تہا کہ اگر وہ اوسکے ملک کے خواہان نہوا تو سب اوسکے ہوا خواہ رہین گے - سواہ اسکے مالوہ کی سلطنت کو بہی اوسنے اپنی قبضہ مین کر لیا تہا - غرض ہمایون اور وہ دونو برابر کی ٹکرین تہین - جو ادہر اودہر امیر بگڑے بگڑائے تہے وہ بہادر شاہ پاس جمع ہونے شروع ہوئی - ابراہیم شاہ دہلی کا چچا اور سکندر لودی کا بہائی علاء الدین جسکو بابر نے بدخشان دیا تہا - وہانسے افغانستان اور بدخشان مین ہو کر گجرات مین آموجود ہوا - اوسکا بیٹا تاتار خان غضب تہا - وہ بہادر شاہ کو بہت پٹیان پڑہاتا تہا - بہادر شاہ کو اس بات کا بڑا خیال تہا کہ ہمایون سے جو عہد و پیمان ہو چکے اونکے توڑنیکا الزام میرے سر پر نہ آئے - اسلئے وہ کام کو مضبوط اور تدبیر سے کرتا تہا اوسنے فتنہ انگیزون کی امداد روپیہ اور سپاہ سے مخفی بہت سی کی اور اکثر روپیہ نئی سپاہ بہرتی کرنیکے لئے دیا - اور اپنی سپاہ کو ادہر اودہر بہیجدیا - سلطان علاء الدین پاس بہت سا لشکر جمع کر دیا - اور اوسکو کالنجر کیطرف شورش برپا کرنیکے لئے بہیجا - برہان الملک کو حکم دیا کہ پنجاب پر جاکر حملہ کرے سلطان ابراہیم شاہ دہلی اوسکی معاونت کر چکا تہا - اوسکے عوض مین وہ لودیون کی اعانت فرض سمجہتا تہا اور اونکے دعوی سلطنت کو حق جانتا تہا - غرض وہ خود چیتور کی محاصرہ مین مصروف ہوا اور رانا سنگا سے لڑتا رہا - اور فتنہ انگیزون کو ادہر اودہر فتنہ برپا کرنیکے لئے روانہ کیا - تاتار خان نے چالیس ہزار سپاہ کی جمعیت بہم پہنچا کے بیانہ لے لیا - اور آگرہ کا قصد کیا - ہمایون ممالک شرقیہ کی مہم پر

مصروف تہا۔ جسوقت یہہ خبر پہنچی۔ مرزا ہندال کو لشکر کے ساتہہ اس بلا کے دفعہ کرنیکے لئے روانہ کیا۔ جو ہین اس مرزا کی خبر تاتارخان کے لشکر مین پہونچی۔ تو جیسا جہٹ پٹ وہ اکہٹا ہوا تہا ایسا ہی جلد پراگندہ ہوگیا۔ اب فقط تین سو آدمی تاتارخان پاس رہ گئے انہین آدمیون سے جہانتک ہوسکا تہا پیر پلائے۔ مگر آخر کار تہا پیر ہی نہ رہے۔ اور جان نے بہی بدن سے مفارقت اختیار کی۔ جب اس لشکر کی یہہ پراگندگی ہوئی۔ تو اوو لشکر جو فتنہ انگیزی کے لئے آمادہ تہے خود بخود تتر بتر ہوگئے۔ اور سارا بیانہ اور اوسکے مضافات پر ہمایون کا قبضہ ہوگیا۔ یہہ واقعہ ۱۵۳۴ سنہ ۹۴۱ مین واقع ہوا +

اس شکست سے بہادر شاہ کے دل کو بڑا صدمہ پہنچایا۔ اور ہمایون کے حوصلہ کو بڑہایا۔ اب ہمایون کا ارادہ مصمم ہوگیا کہ بہادر شاہ کو نقض عہد کی خوب سزا دے۔ اس ارادہ سے آگرہ سے گجرات کیطرف روانہ ہوا۔ اسوقت سلطان بہادر شاہ نے چیتور کا دوبارہ محاصرہ کر رکہا تہا۔ اسے کام مین بالکل دل و جان سے وہ مصروف تہا۔ جب ہمایون ملک سارنگپور کے اندر پہونچا تو اوسنے یہہ قطعہ لکہکر بہادر شاہ کے پاس بہیجا + **قطعہ**

اے کہ ہستی غنیم شہر چیتور	کافران را چہ طور میگیرے
پادشاہی رسید بر سر تو	تو نشستہ چیتور میگیرے

اس قطعہ کے جواب مین یہہ قطعہ اوس نے لکہا کہ **قطعہ**

منکہ ہستم غنیم شہر چیتور	کافران را بجور میگیرم
ہر کہ بکند حمایت چیتور	توبہ مین کش چہ طور میگیرم

اب بہادر شاہ نے اس جواب کے بعد مجلس مشورہ منعقد کی۔ اوسمین اکثر عمایدکی یہہ رائے ہوئی کہ محاصرہ کو اوٹہا لینا چاہئے اور ہمایون سے لڑنا چاہئے۔ مگر صدر خان صدر المہام نے

کہا کہ محاصرہ ایک مدت سے ہو رہا ہے۔ تھوڑے دنونمین یہہ کام ختم ہو جائیگا۔ اس کام کو ختم کرکے کسی اور کام مین مصروف ہونا مصلحت ہے۔ سوا اسکے ہمایون مسلمان دیندار بادشاہ ہے۔ جب تک ہم کفار سے لڑتے ہین وہ ہم سے لڑنے نہین آئیگا۔ اگر آئیگا تو اوسکا منہ کالا ہوگا۔ اور لعنت کا طوق اوسکی گردن مین قیامت تک رہیگا۔ ہم کو ترک جہاد کا عذر معقول حاصل ہوگا۔ یہہ رائے بہادر شاہ کو بہت پسند آئی اور اوسی پر عمل کیا۔ جب یہہ خبر ہمایون کے کان تک پہنچی۔ تو اوسنے لعنت ملامت کے خوف سے یا اپنی تساہل کی عادت سے سارنگ پور مین جب تک قیام کیا کہ ۱۵۳۱ھ ۱۹۴۱ء مین قلعہ چتور بہادر شاہ نے فتح کر لیا۔ یہانسے اوسکو بہت سی دولت ہاتھ آئی۔ وہ اوسنے اپنے سپاہیون مین تقسیم کی۔ اور پھر ہمایون کے لشکر کیطرف متوجہ ہوا۔ غرض دونو بادشاہون کے لشکر چلکر مندسور مین پہونچے۔ ہر اولون مین ایک لڑائی بھی ہوئی۔ بہادر شاہ کی سپاہ کو شکست ہوئی۔ اس سے بہادر شاہ کا دل بڑا شکستہ ہوا۔ فوج کہیہ پہلے سے بے دل تھی۔ تاج خان صدر خان نے تو یہہ مشورہ دیا کہ سپاہ نے ابھی قلعہ چتور فتح کیا ہے اور وہ مغلون کی دواو دوش اور حرب و ضرب کا خوب تجربہ کر چکی ہے۔ دل اوس کا بڑھا ہوا ہے بہتر ہے کہ فی الفور حملہ دشمن پر کیا جائے۔ مگر رومی خان قسطنطنیہ کے گولہ انداز نے یہہ کہا کہ ایک بہاری توپخانہ ساتھ ہے۔ پرتگیز قیدی گولہ انداز ہین۔ جب توپ کا سامان ایسا ہمارے پاس ہو تو پھر تلوار سے لڑنیکی کیا ضرورت ہے بہتر یون ہے کہ توپونکا قلعہ بنے اور اوسکے گرد خندق کھدی۔ جسوقت دشمن ہم سے لڑنے آئیگا ان توپونکی مار سے مارا جائیگا۔ غرض اس صلاح پر بہادر شاہ نے عمل کیا مگر یہہ تہہ بندی اوسکی کچھہ کام نہ آئی۔ ہمایون کو اوسکی خبر ہو گئی۔ اوسنے اپنی

سپاہ کو حکم سنا دیا کہ خبردار توپخانہ کی ہوا کے پاس بھی نہ جانا۔ اور پانچ چار ہزار تیرانداز مقرر کئے کہ چارون طرف دشمنون کی رسد کو لوٹا کرین۔ جب اسطرح لشکر ونکو پڑے ہوئے دو مہینہ کا عرصہ گذر گیا تو کبھی کبھی جوا مردون مین چہیر چہاڑ ہو جاتی مغل کبھی توپخانہ کی مار مین نہ آئے۔ اور چارون طرف سے رسد دشمنون کی بند کردی۔ تو توپخانہ کا قلعہ بندی خانہ بن گیا۔ توپ و تفنگ دنہین کی وبال جان ہوگئی۔ نہ سپاہ پاس کہانے کو نہ جانورون کو گہاس چرنے کو۔ تیراندازون نے سب طرف ایسا انتظام کر رکہا تہا کہ جو رسد کی تلاش مین باہر نکلتا طعمہ اجل بنتا۔ غرض جب یہہ بے سامانی کا سامان اور ہزارون جانور نکاریان ہوا۔ تو بہادر شاہ سوچا کہ اگر مین یہان مارا تو ضرور دشمنونکے ہاتہہ مین پہنسا۔ اسلئے وہ مانڈو کیطرف بہاگا یہان لشکر مین کچہہ اپنے رفقا کو اہتمام کے لئے چہوڑ گیا۔ مگر بادشاہ کے بہاگتے ہی سپاہ تتر بتر ہوگئی اور ایک بہگدڑ پڑگئی۔ یہہ واقعہ ۱۵۳۵ سنہ ۹۴۱ مین وقوع مین آیا۔ ظل بہادر اوسکی تاریخ ہے۔

ہمایون اس خبر کو سنکر تین ہزار سوار لے بہادر شاہ کے پیچہے ہوا۔ رستہ مین صدر خان سے لڑائی ہوئی کچہ انہونکو شکست ہوئی۔ غرض قلعہ مانڈو مین بہادر شاہ کو جلد جا گہیر کچہہ دنون محاصرہ رہا۔ پہر ہمایون فقط تین سو سپاہیونکو ساتہہ لے قلعہ پر چڑہ گیا۔ اسوقت دشمن ایسی سستی بہولے ہوئے تہے کہ اونہون نے کچہہ یہہ خیال نکیا کہ ایک مٹہی بہر آدمی اندر آئے ہین۔ وہ بے تحاشا بہاگنے شروع ہوئے جب بہادر شاہ کو کہ ہنوز بستر خواب پر آرام کر رہے تہے ہنگامہ کی خبر پہونچی تو وہ بہی پانچ چہہ ہزار سوار لے گجرات کی طرف فرار ہوا۔ صدر خان اور عالم خان لودی

اوسکے بڑے بڑے سپہ سالار اور مدار المہام زخمی ہوئے - اور پکڑے ہوئے ہمایون پاس
آئے - اب کوئی کہتا ہے کہ صدر خان کی بہادری کی اور شجاعت کی سبب سے
بادشاہ نے بڑی عزت کی کوئی کہتا ہی قیدخانہ مین بھجوادیا - عالم خان کا ایک پیر کٹوادیا
اب تین دن بعد یہان سے بھی ہمایون نے گجرات کی طرف کوچ کیا - بہادر شاہ نے
چنپانیر مین بہت کچھہ خزانہ جمع کیا تہا - ہمایون جب یہان آیا تو بہادر شاہ سب خزانہ
یہان سے نکال کر احمد آباد مین لے گیا - اور چنپانیر مین آگ لگادی - اس آگ کو
ہمایون نے بجھایا - اور پہر احمد آباد کی طرف چلا - غرض آگے آگے بہادر شاہ پیچھے
پیچھے ہمایون شاہ چلا جاتا تہا - آخر بہادر شاہ بندرگاہ دیو مین ٹہرا - اور ہمایون نے
کہنبات مین خیمہ ڈالا - اور ایک جماعت سپاہ کو بہادر شاہ کے تعاقب مین روانہ کیا
- بہادر شاہ کا ایک سردار ملک احمد لاد تہا - کولی واڑہ مین وہ رہتا تہا - اوسنے
جب دیکہا کہ ہمایون کے ساتہہ تہوڑے سے آدمی ہین تو کولیونکو جمع کرکے ہمایون کے
لشکر پر چہاپہ مارنے کا ارادہ کیا - مشہور ہی کہ ایک بڑہیا نے جسکا بیٹا ہمایون کے
لشکر مین قید تہا اس خون کی خبر بادشاہ کو پہونچائی - رات بہر بادشاہ ہوشیار رہا
صبح کو پانچ چہہ ہزار کولیون نے بادشاہی خیمہ پر چہاپہ مارا - اور سارا اسباب
لوٹ کر لیگئے - اوس اسباب مین ایک بے نظیر نسخہ تیمور نامہ کا بہی تہا - وہ ایسا عمدہ
اور خوشخط بالتصویر لکہا ہوا تہا کہ اوسکے جلن مین ہمایون نے تمام شہر جلانے کا حکم
دیدیا - اور ایک شہر آناً فاناً مین خاک سیاہ کردیا - غرض بہیلون اور کولیون اور جنگلیون
سے ہمایون کو بہت نقصان پہنچا - اب ہمایون نے دیکہا کہ بہادر شاہ تو ہاتہہ آتا
نہین - اسلئے اس کام سے ہاتہہ اوٹہایا - اور چنپانیر کی طرف قدم بڑہایا -

یہان کے قلعہ کا محافظ اختیار خان تہا۔ خوب قلعہ کی محافظت مین اوسنے کوشش کی
مگر ہمایون کو وہ طرف معلوم ہوگئی جہان جنگل تہا۔ اور وہان نہیں کشون اور اور سودا
بیچنے والون نے بٹیا بنا رکہے تہے۔ اور وہان سے محصورین کے ہاتہہ وہ اپنا سودا
بیچتے تہے۔ ان سودی والون کو پکڑ کر زبردستی اس رستہ کا سراغ لگایا۔ اور وہان
جاکر دیکہا تو قلعہ کی دیوار بہت بلند تہی اسمین لوہے کی سلاخین اور سیخین ایک ایک
گز کے فاصلہ پر دائین بائین طرف گاڑین۔ اور راتون رات اونتالیس آدمی ان
سیخون پر چڑہ گئے اور پہر بہرام خان بعد ازان خود ہمایون قلعہ کے اندر داخل ہوئے
اہل قلعہ کو جب یہہ خبر ہوئی کہ خود پادشاہ قلعہ کے اندر آگیا ہے تو اونہون نے بہاگنا اور
عورتون بچون نے فصیلون سے گرنا شروع کیا۔ بہت سے آدمی مارے گئے۔ قلعہ فتح ہوگیا
اختیار خان دوسرے روز پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ وہ بزنا وہ کا قاضی زادہ تہا
۔ اور علم و فضل کے سبب سے گجراتیون مین بڑا رتبہ رکہتا تہا۔ پادشاہ نے اوسکی قدر و منزلت
کی اور اپنا مصاحب بنایا۔ یہہ واقعہ صفر ۹۴۲ھ مطابق اگست ۱۵۳۵ء مین واقع ہوا
۔ اول ہفتہ صفر اوسکی تاریخ ہے ✦

جب یہہ قلعہ فتح ہوچکا تو معلوم ہوا کہ بہادر شاہ کے دفینون اور خزانون کا حال ایک
امیر کو معلوم ہے۔ ہمایون کے مصاحبون کی یہہ رائے ہوئی کہ اوسے پکڑ کر خوب مارین پیٹین
وہ خزانہ خود بتلا دیگا۔ مگر ہمایون نے حکم دیا کہ کوئی امیر اوسکو دعوت بڑی دھوم دھام
سے کہلائے۔ اور اوسمین شراب خوب پلائے۔ پہر اس راز سربستہ کو کہلوائے۔ غرض
یہی ہوا۔ اور شراب کے نشہ مین اوسنے بتلا دیا کہ فلان حوض کا پانی نکلوایا جائے۔ اوسکے
اندر سے ایک غار نکلے گا اوسی مین خزانہ ہے۔ غرض اس خزانہ کے ہاتہہ آنے سے

دولت حاصل ہوئی کہ سپاہیونکو روپیہ سپرد نمین بہر بہر کے تقسیم ہوا۔ اور ایسا تمول ہوگیا کہ پہر گجرات کے مال گزاری کی تحصیل کیطرف کسی کو توجہ نہ ہوئی۔ بعض آدمیون نے بہادر شاہ پاس عرضداشت اس درخواست سے بھیجے کہ اکثر اضلاع آپکی سلطنت کے مغلون کے عمل دخل سے بچے ہوئے ہین۔ اگر کسی عامل کو بھیجئے تو سب روپیہ اس ملک سے وصول کر کے حضور کی خدمت مین بھیجدین۔ بہادر شاہ نے اپنے غلام عماد الملک کو یہہ کام سپرد کیا۔ جسوقت وہ چلا دو سو آدمی ہمراہ تہے۔ مگر احمد آباد تک پہونچتے پہونچتے پچاس ہزار سوار اور پیدل اوسکے ہمرکاب ہوئے۔ کوئی کہتا ہے کہ بارہ ہزار۔ غرض دنسے احمد آباد کے سامنے خیمے ڈالے۔ اور خراج اور محصول خوب وصول کیا۔ اسوقت ہمایون شاہ دولت لٹا رہا تہا۔ جشن شاہانہ مین مصروف تہا۔ سوا شراب پینے کے کسی اور بات کا ہوش نہ تہا۔ جو مصاحب اور مقرب اوس پاس جمع تہے وہ بہی ناعاقبت اندیش تہے بادشاہ کو بادلابنا رکہا تہا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ نماز مین امام نے سورۂ الم ترکیف پڑہی بادشاہ نے اوسکو بدشگونی سمجہہ کر امام کو ہاتہی کے پیرون کے تلے کچلوانے کا حکم دیا۔ غرض بعد ان بدمستیون کے بادشاہ ہوش مین آیا۔ اور قلعہ چنپانیر تردی بیگ کے حوالہ ہوا۔ اور خود احمد آباد کی طرف چلا۔ راہ مین ہراول کے سپہ سالار مرزا عسکری کو عماد الملک نے شکست دی۔ مگر پہر اور امداد اور کمک آن پہونچی۔ جسسے گجراتیونکے پیر اکہڑ گئے اور دو ہزار کے قریب قتل ہوئے۔ احمد آباد مع مضافات مرزا عسکری کو جاگیر مین مرحمت ہوا۔ اور نہروالہ اور پٹن مرزا یادگار ناصر کو بڑے مرزا بندو بیگ کو اور چنپانیر مرزا تاردی بیگ کو اور سرکردہ قاسم حسین کو سپرد ہوا۔ اور مرزا ہندو بیگ کو ایک بڑا لشکر اس غرض سے سپرد ہوا کہ جس کسی حاکم کو سپاہ کی ضرورت ہو

تو وہ اوس پاس بھیجدے اور اوسکی امداد کرے - ادہر بادشاہ خود برہان پور ہوتا ہوا مانڈو کیطرف روانہ ہوا - ادہر گجراتیون نے چار و نظرف حملے شروع کردئے اور بادشاہ کے حاکمونکو بھگا دیا +

گجرات اور مالوہ کا حکومت سے نکل جانا

یہہ امیر بھاگ بھاگ کر مرزا عسکری پاس جمع ہونے شروع ہوے - اب اس مرزا کی نیت مین بھی فساد آیا - ایک دن شراب پیتے یاردن مین بیٹھا تہا - کہنے لگا کہ مین بھی ظل سبحانی ہون - اوسپر غضنفر اوسکے کوکانے کہا کہ ہستی ! باخویش نیستی - سہ پر یاردن نے قہقہہ لگایا - مرزا کو غصہ آیا - غضنفر کو پکڑ قید خانہ مین بھجوایا - وہ اس بند سے نکل کر بندرہ مین بہادر شاہ پاس پہونچا - اور احمد آباد پر حملہ کرنیکے لئے آمادہ کیا - مغلون کے سب منصوبون اور ارادون اور تدبیرون سے اوسکو مطلع کیا - اور کہا کہ وہ سب بھاگنے کے لئے پابرکاب بیٹھے ہین مگر کسی بہانہ کی منتظر ہین - اس امر پر سعد رامحرار کیا کہ آپ مجھے قید رکہیے اگر میری بات مین رائی برابر بھی جھوٹ ہو تو سزا دیجے - بہادر شاہ نے اس کہنے پر سپاہ ارسال کرکے احمد آباد پر حملہ کیا - یہان مرزا ہندو بیگ نے مرزا عسکری کو یہہ سمجھایا کہ آپ اپنی نام کا خطبہ پڑہوائے اور سکہ چلائے تاکہ سپاہ آپکو بادشاہ سمجھے - اور خوب جان لڑا کر لڑائی لڑئے - اگرچہ مرزا عسکری کو یہہ امر دل مین منظور نہا مگر اس مجلس مین اوسنے مرزا ہندو بیگ کو اس نکہنے پر لعنت ملامت کی - اب امیرون کی صلاح سے مرزا عسکری احمد آباد سے نکلا اور اساول کے پیچھے شہر گنج مین خیمہ لگایا بہادر شاہ بھی وہان پہونچا - اتفاق سے ایک گولہ اوسکے خیمہ پر مرزا عسکری کے لشکر سے آکر لگا - اور خیمہ گر پڑا - یہہ دیکہہ وہ بہت گہبرایا - اور غضنفر کو بلایا -

اور سزا کا حکم دیا۔ مگر اوسنے کہا کہ جب تک لشکرون کی میدانون مین صف ارائی نہ ہو
خدا کیواسطے میری سزا سے باز رہئے یقینی آج رانکو مرزا عسکری بہاگ جائیگا جب
رات ہوئی تو مرزا عسکری کا یہہ ارادہ ہوا کہ قلعہ چنیار مین چلئے وہان پادشاہ بنئے اور
خطبہ و سکہ جاری کیجئے۔ صبح کو سارا لشکر سطرح سوار ہوا کہ یہہ معلوم ہوتا تہا کہ
لڑائی ہو۔ مگر وہ سب بہاگنے کا سامان تہا۔ سید ہاوہ چنیار کو چلا۔ بہادر شاہ دو چار
روز اوسکی تعاقب مین رہا۔ مگر پہر اولٹا چلا آیا۔ اور ہمایونکو لکہہ بہیجا۔ کہ مرزا عسکری کا یہہ فیصلہ ارادہ
ہے کہ آگرہ کو جاکر لیلون اور پادشاہ بن بیٹہون۔ یہی خبر اور جاسوسونے بہی پادشاہ پاس آنکر
کی۔ مرزا عسکری چنیار مین پہنچا تو وہان تاردی بیگ نے اندر نہ آنے دیا۔ اور دور ہی دور رہا
مرزا یہانسے مایوس ہوکر آگرہ کیطرف چلا۔ تاردی بیگ نے چنیار بہادر شاہ کے حوالہ کیا۔ اور مانڈو مین
پادشاہ سے آملکر ملا۔ اب ہمایونکو ایک اندیشہ یہہ تہا کہ کہین مرزا عسکری آگرہ نہ دبا
بیٹہے دوم محمد سلطان مرزا اور اوسکا بیٹا دونون پادشاہ سے باغی ہوگئے تہے
اور پرگنہ بلگرام کو تاخت و تاراج کرکے قنوج کا ستیاناس مار رہے تہے۔ اس سبب سے
وہ کوچ پر کوچ کرتا ہوا مانڈو سے آگرہ کی طرف چلا۔ چتوڑ کے نواح مین مرزا عسکری
پادشاہ سے ملا۔ اور اپنے چلے آنیکا یہہ عذر پیش کیا کہ مجھسے گجرات کا کچھہ انتظام نہ ہوسکتا
تہا اسلئے مجبور ہوکر چلا آیا ہون۔ پادشاہ نے بہی اس عذر کو قبول کر لیا اور اغماض
کیا۔ مرزا ہندال کو محمد سلطان مرزا سے لڑنیکو بہیجا وہ اوسکو شکست دیکر آگرہ
مین ہمایون پاس چلا آیا۔ خلاصہ اس تمام بیان کا یہہ ہے کہ بہادر شاہ کو ۹۴۲ھ ۱۵۳۵ء
مین اپنا سارا ملک اور مالوہ دونو ہاتہہ لگ گئے۔ یہہ دونو ملک کس محنت اور مشقت سے ہمایون
ہاتہہ آئے اور کیا مفت ہاتہہ سے نکل گئے +

ہمایوں کا بنگالہ پر چڑھنا

ہمایون برس روز کے قریب آگرہ مین رہا۔ یہہ برس عجب طرح سے اوسنے کاٹا۔ محل مین مست پڑا رہتا۔ دربار مین کبھی نہ آتا۔ افیون کی پینکون سے کام تہا اور کسی کام سے کچھہ سروکار نہ تہا۔ اتفاق سے اسی ۱۵۳۶ سنہ ۹۴۳ مین سلطان جنید برلاس حاکم جونپور مرگیا۔ یہہ امیر افغانان شرقیہ کی سرکوبی اپنی حکمت اور تدبیر اور زور شمشیر سے کرتا رہتا۔ پادشاہ تو گجرات اور مالوہ کی مہمات مین مصروف رہا۔ اس عرصہ مین شیر خان افغان نے بہار اور جونپور اور قلعہ چنار پر تصرف کرلیا (شیر خان کا مفصل حال اوسکی تاریخ مین آگے بیان ہوگا) اور بہت کچھہ سامان جنگ اور لشکر مہیا کرلیا۔ اب اس شیر سے لڑنے کے واسطے ہمایون آگرہ سے ۱۵۳۷ سنہ ۹۴۴ مین چلا۔ اور قلعہ چنار کے سامنے بے مزاحمت پہنچ گیا۔ شیر خان بڑا عاقبت اندیش تہا۔ وہ اون سب خطرون سے جو اوسکو پیش آنے پہلے سے واقف ہوجاتا۔ اور اونکی روک تہام کیواسطے ایسی معقول تدبیرین سوچتا اور عمدہ تجویزین کرتا کہ اوسکی نظیر کوئی ہندوستان مین نہین ہی۔ جب اوسکو ہمایون کے آنیکی خبر پہونچی۔ تو اوسنے چنار گڈہ کے قلعہ کو مستحکم کیا اور اوسمین سپاہ لڑنیکے واسطے متعین کی اور اپنے بیٹے قطب خان کو اوسکا سپہ سالار بنایا۔ اور خود بنگالہ روانہ ہوا۔ اور اس ملک کو بالکل فتح کرلیا۔ اور بہت کچھہ غنیمت اور دولت اوس سے حاصل کی۔ اب ہمایون دریا پار گیا تہا۔ اسلئے ضرور تہا کہ چنار گڈہ کو تسخیر کرے۔ اسلئے اوسکی محاصرہ کا اہتمام سارا رومی خان کے سپرد ہوا۔ یہہ رومی خان وہی ہے جو مندسور کی لڑائی کے بعد بہادر شاہ سے جدا ہوکر پادشاہ ہمایون کی خدمت مین ملازم ہوا تہا۔ غرض چھہ مہینہ تک محاصرہ رہا۔ اور رومی خان نے اوسکو دریا سے

بڑی حکمت اور عقل سے فتح کیا۔ اور قطب خان بھاگ گیا۔ اور دو ہزار آدمیون کو روی خان کی سفارش سے بادشاہ نے امان دی۔ مگر موندگ نے بغیر حکم شاہی کے انکے ہاتھہ کاٹ ڈالے۔ بعض مورخ لکھتے ہین کہ فقط تین سو گولہ اندازون ہی کے ہاتھہ کاٹے کچھہ عجب نہین کہ یہی ہوا ہو۔ اسلئے کہ اسوقت توپخانہ کی کام خطرناک سمجھے جاتے تھے گولہ اندازون کے ہاتھہ اسلئے قلم ہوئے کہ آیندہ پھر وہ ایسا کام کرین اور جن ہاتھون سے اونہون نے بادشاہ کی لشکر کو گزند پہونچایا تھا آپ اوسکی پاداش مین وہ ہاتھہ ہی اپنے نہ دیکھین۔ روی خان کو یہہ قلعہ بادشاہ نے عنایت کیا۔ مگر تھوڑے دنون مین حاسدون نے اوسے زہر دیکر اس دنیا سے چھٹی دی +

جب یہہ مرحلہ طی ہوچکا تو بنگالہ پر چڑھائی کا ارادہ ہوا۔ اور گنگا کے کنارہ کنارہ آگے چلا۔ پٹنہ تک نہ پہونچا تھا کہ بنگالہ کا بادشاہ محمود شاہ جسکو ابوالفضل نے غلطی سے اکبرنامہ مین نصیب شاہ لکھا ہے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ وہ شیرخان کے مارے ادہر ادہر مارا مارا پھرتا تھا۔ آخر لڑائی مین ایک زخم شدید اوسنے کھایا تھا اور ابتک وہ اچھا نہوا تھا۔ جب بادشاہ پٹنہ مین پہونچا تو ہمایون کو دولت خواہون نے سمجھایا کہ برسات کا موسم ملک بنگال مین نہایت خراب ہوتا ہے۔ بہتر ہے کہ اس موسم کے ختم ہوتے تک آپ یہان تشریف رکھین۔ مگر بادشاہ بنگالہ کی خودغرضی نے ہمایون کو راضی نہونے دیا۔ اور اوسنے سمجھایا کہ شیرخان نے ابھی بنگالہ لیا ہے۔ قدم اوسکے ابھی نہین جمے فرصت دینی مصلحت نہین ہے۔ ہمایون نے بھی اس مشورہ کو پسند کیا۔ اور کوچ کرکے بھاگلپور پہونچا۔ وہان لشکر کو دو حصون مین تقسیم کیا۔ شیرخان نے یہہ حکمت کی کہ اپنے بیٹے جلال خان کو

سیکرا گلی یا گڈہی کی حفاظت کیواسطے روانہ کیا۔ یہہ گڈہی بہار اور بنگالہ کے وسط مین
بنگالہ کا دروازہ گنا جاتا تہا۔ جلال خان نے پندرہ ہزار سپاہ سے اس گڈہی کا
خوب بندوبست کیا۔ پادشاہ جب منگیر مین پہونچا تو اوسنے مرزا ہندال کو
اگرہ روانہ کیا۔ اسلئے کہ محمد سلطان مرزا اور الغ مرزا پادشاہ پاس سے بہاگ گئے
تہے۔ اور ملک مین انہون نے فتنہ و فساد برپا کر رکہا تہا۔ پادشاہ نے جہانگیر بیگ
کو اس گڈہی کے فتح کرنیکے واسطے بہیجا۔ اوسنے جلال خان سے شکست کہائی
۔ اور بہت نقصان اوٹہایا خود زخمی ہوا۔ اور پادشاہ پاس چلا آیا۔ پہر خود پادشاہ
گڈہی کے سامنے آیا۔ جلال خان بغیر لڑے بہڑے چلا گیا۔ پادشاہ کو بڑا تعجب
ہوا کہ یہہ سنگ راہ خود بخود کیون اوٹہہ گیا۔ جسسے بنگالہ کا راستہ صاف ہوگیا
کوئی روک ٹوک باقی نہ رہی۔ اب ۹۴۵ھ مین پادشاہ گور مین پہنچا۔ شیر خان کا
پہلے ہی سے یہہ منصوبہ تہا کہ پادشاہ کی اس فوج عظیم کے سامنے اس سال مین
نہ آئے۔ اور برسات مین اوسکو ستائے۔ اسلئے وہ مع اہل و عیال اور دولت
مال لیکر کوہستانی خطہ مین جنوب مغربی سمت مین رہتاس پاس چلا گیا۔ چنار گڈہ
کے امتداد محاصرہ سے شیر خان کو گور کے لے لینے کی فرصت اور محمود شاہ پادشاہ
بنگال کو شکست عظیم دیدینے کی مہلت مل گئی۔ مگر اسقدر اور وقت کی اوسکو
ضرورت تہی کہ بنگال کی غنیمت کو رہتاس مین پہنچائے۔ اور اپنے منصوبون کے
موافق کہلے ہوئے ملکون کا بندوبست کرے۔ اسلئے اوسنے اپنے بیٹے جلال خان
کو یہہ ہدایت کی کہ ہمایون کو گڈہی سے گذرنے نہ دے اور وہین روکے پڑا رہے
اور کوئی لڑائی نہ لڑے۔ اور وقت پاکر میرے پاس پہاڑ دنمین چلا آئے +

گور بغیر مقابلہ اور مقاتلہ کے ہمایون کے ہاتھہ آیا — اور اوسکا نام بدل کر جنت آباد رکھا۔ یہان تین مہینہ تک توقف کیا۔ برسات کا موسم تہا۔ پادشاہ کو عیش اور عشرت کے سوا کچھہ نہ سوجہا لڑائی کے کامون سے خبر ہوا اس موسم کے سبب سے چار و نطرف پانی پانی نظر آتا تہا۔ ندی نالون کا وہ زور شور رہتا کہ اوپر گذرنا دشوار رہتا۔ غرض اس برسات نے تمام لڑائی کے کامون کو ٹھنڈا کر رکہا تہا۔ سپاہیون کا دل گرمی کی شدت سے افسردہ اور پژمردہ ہوگیا تہا۔ برسات کے بعد جو جاڑا موسم آتا ہے اوسسے بہت سے سپاہی اور گھوڑے اونٹ مر گئے جب راستے کہلے تو سپاہی بہاگنے شروع ہوئے۔ غرض ہمایون کا لشکر ٹوٹ گیا اور تہوڑا سا رہ گیا۔ شیر خان کا جو منصوبہ اس سال مین نہ لڑنے کا اور ہمایون کی سپاہ کو برسات کا مزہ چکہانے کا تہا راس آیا +

مرزا ہندال آگرہ مین پہونچا۔ یہان جس کام کے لئے یعنے سلطان مرزا کی سرزنش کے لئے جو ہمایون نے بہیجا تہا اوسکا خیال چہوڑ کر اب اوسکو یہہ دہن لگی کہ پادشاہ سے مخالفت اختیار کیجئے۔ اور خود شہریار ہو جئے۔ یہہ خوب موقع ہاتہہ لگا ہے۔ اس بات کے لئے اول اوسنے یہہ چہیڑ نکالی کہ شیخ بہلول پادشاہ کے پیر و مرشد کو افغانون سے ملے ہونے کی تہمت لگا کر مار ڈالا۔ یہہ کام صلاح کارون نے مرزا سے اسلئے کرایا تہا کہ پادشاہ اور مرزا کے دلون کا بگاڑ آشکارا ہو جائے۔ ابو الفضل نے اس پیر کا نام شیخ بہول لکہا ہے اور اوسکا بیان اسطرح کیا ہے کہ جب ہمایون مرزا ہندال کے فاسد ارادون کی خبر پہونچی۔ تو اوسنے اس شیخ کو نصیحت و پند کے لئے بہیجا تہا۔ مگر یہان جب نمکحرامون نے دیکہا کہ اس شیخ کے سبب سے تمام گہر بنا بنایا

بگڑ جاتا ہے تو اول اوسید کا کام مرزا کے ہاتھ سی کرایا۔ اب اوسنی بیدیکھ کر خطبہ اپنے نام کا
پڑھوایا۔ ہر چند اوسکی مانے اس حرکت سی منع کیا اور لباس ماتمی پہنا مگر اوسنے کچھہ نہ سنا
۔ اور دہلی چلا آیا۔ اور اوسکا محاصرہ کیا۔ کالپی سی یادگار ناصر مرزا دہلی مین آگیا +

ہمایون کا تنزل اور شیر خانکی ترقی

اب ہمایون کو اپنے بھائیون کی طرف سی بہت اندیشہ ہوا۔ مرزا کامران نے جسوقت یہہ
سنا کہ مرزا ہندال ہمایون سے پھر گیا۔ اور دہلی کا محاصرہ کیا۔ اور شیر خان شیر بن گیا
اور بادشاہ طرح طرح کے مصائب اور تکالیف مین مبتلا ہوا۔ تو اوسنے اپنی بادشاہ ہونے کا ارادہ
کیا۔ اس فکر مین لاہور سے کوچ پر کوچ کرتا ہوا دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ اور بہانہ یہہ بنایا
کہ مین بھائی کی امداد کو راعانت کو جاتا ہون۔ جب دہلی مین پہونچا تو مرزا ہندال کو
دیکھا کہ محاصرہ مین مصروف ہے۔ وہ بھی اوسکے ساتھہ شریک ہوگیا۔ فخر الدین علی کوتوال
نے قلعہ سی نکل کر مرزا کامران سے کہا کہ یادگار ناصر سے نمک حرامی نہین ہوگی۔ بہتر ہے
کہ آپ آگرہ تشریف لیجائین اور اوسکو تصرف مین لائین۔ پھر دہلی خود ہاتھہ باندھی حضور
کے سامنے کھڑی ہو جائیگی۔ ان دونون بھائیون کو یہہ بات بھائی۔ اور آگرہ کیطرف
چلنے کی ٹھہرائی۔ مگر جب وہ آگرہ کی پاس پہونچے تو اسمین کچھہ شکر رنجی ہوگئی۔ مرزا ہندال
پانچ چار ہزار سوار ساتھہ لیا اور چلا گیا۔ اور کامران نے آگرہ مین بادشاہی کا ڈنکہ بجایا
جب یہہ متوحش خبرین ہمایون پاس پہنچین تو اوسنے سوا اسکے کوئی علاج نہ سوچا کہ ممالک
ہندوستان کے کام کو جہانگیر بیگ کو سپرد کیا اور خود آگرہ چلا۔ اور جون تون رستہ چیر پھاڑ
جوسار مین پہونچا۔ اور یہان سی بھائیون کے پاس خط پر خط بڑی منت اور سماجت سی لکھے
کہ اے برادران عزیز اسوقت شیر خان بڑا زبردست مخالف ہے۔ ہم سب پر واجب ہے

کہ متفق ہوکر اس شیر کے پنجے سے ملک چھڑائین - دیکھو باپ نے کیا جان کہپا کر یہہ ملک لیا ہے
اب ہماری نا اتفاقیون سے مفت ہاتھہ سے جاتا ہے - خاندان کا نام ونشان مٹا جاتا ہے
جب اس بلا سے ہم سب کو نجات ہوگی - اوسوقت جسطرح تمہاری مرضی ہوگی ملک آپسمین
بانٹ لین گے - مگر ان کم بخت بدانیش بہائیون نے ایک نہ سنی اور اولٹے یہہ سمجھے کہ
ہمایون کے سامنے ہمارا چراغ نہین روشن ہوگا - اگر اسکا چراغ گل ہوگیا تو پھر شیر خان
سے سمجھنا کیا بڑی بات ہے - ہماری فرمانروائی اور شاہی کا سدراہ یہہ ہمایون ہی
ہورہا ہے - یہہ حال تو ہمایون پر گذرا تھا - ادہر شیر خان شیر کی طرح میدان مین آیا
اور بہار اور بنارس چنار گڈہ کو دوبارہ لے لیا - جونپور کا محاصرہ کیا - گنگا سے آگے
قنوج تک جا بجا ناکہ بندی ہمایون کے روکنے کو واسطے کردی - جب ہمایون کا لشکر منگیر مین
پہونچا - تو شیر خان کی طرف سے خواص خان نے تہوڑی فوج سے بادشاہ کے لشکر پر
چھاپا مارا - اور شکست دیکر لشکر کو پریشان کردیا - غرض اس فتح سے شیر خان کا دل
اور شیر ہوا - اسلئے اوسکی سوچ سمجھہ کے کامون مین دلیری اور بیباکی اور زیادہ ہوگئی
اور اعتبار اور اعزاز بڑہانے کیواسطے اپنا لقب بہی بادشاہ رکہا - جب ہمایون منگیر مین
پہونچا تو اوسکو یہہ خبر لگی کہ شیر خان نے جونپور کا محاصرہ چہوڑ دیا - اور دو منزلہ منزل
کرتا ہوا بنارس سے چلا آتا ہے - اور آخر منزل ۳۵ میل کی ایک دن مین کرکے منگیر مین
آپہونچا - ہمایون کو لوگون نے سمجہایا کہ آج یہہ شیر تہکا تہکا یا آیا اوسکے مارنیکا خوب
موقع ہے - مگر ہمایون نے ایسا لاپرواہل کیا کہ یہہ کام بن نہ پڑا - راتون رات شیر شاہ نے
تمام لشکر کے گرد خندقین کہدوائین - اور مورچے تیار کرکے قلعہ بنالیا - پہر تو جیسے چہونکا
اوسپر حملہ کرنے سے دل چہوٹتا تہا - ہمایون نے اپنی لشکر کے گرد بہی خندق کہدوائی

اور کشتیان اکٹھی کین - اور لڑائی کو ٹالتا رہا - اور گنگا کا پل اس نظر سے بناتا رہا
کہ موقع پاکر اوسکے دوسری طرف کنارہ کنارہ چلا جائے - شیر خان توقف کو اپنے حق مین
کیمیا جانتا تہا - اسلئے اس پل کا کچہہ متعرض نہوا - اور اس مین دو مہینہ کا عرصہ
گذر گیا - جب پل بننے کی قریب پہونچا تو شیر خان یہہ چال چلا کہ اپنے خیمون کو وہی
صورت بنائی رکہی جو تہی اور چپکے سے ایک فوج جرار ہمراہ لے راتون رات چہپے چہپے
ہمایون کی فوج کے پیچہے آگیا - اور دشمنون مین سے کسیکو خبر نہ ہونے دی - اکثر مورخ
یہہ لکہتے ہین کہ شیر خان نے یہہ روباہ بازی کی کہ اپنے پیر و مرشد شیخ خلیل کے
ہاتہہ یہہ پیغام بادشاہ کو بہیجا کہ مجہے یہہ ملک بنگالہ عنایت ہو - اسسے زیادہ مین
کچہہ اور نہین چاہتا - اوسمین بہی حضور کا خطبہ اور سکہ جاری رکہون گا - بادشاہ
اسوقت یہہ بات غنیمت سمجہا - اور اسی عہد پیمان پر قران شریف پر قسمہا قسمی ہوئی
- مگر دوسرے دن شیر خان نے قران کو بالائے طاق رکہا - اور سپاہ کے تین حصے
کرکے تلوارین سونت بجلی کیطرح ہمایون کے لشکر پر آن پڑا - اتنی فرصت بہی
ندی کہ لشکر تیار ہوکر سامنے کہڑا ہوتا - اس پر بہی ہمایون نے لڑنیکا ارادہ کیا
اور نقارہ جنگ بجایا - کوی تین سو سوار اوسکے گرد آنکر کہڑے ہوئے - کہ شیر خان کے
ساتہیون نے آن گہیرا - بادشاہ نے ایک ہاتہی پر چڑہکے مستک مین تیر ایسا مارا کہ وہ وہین
گڑکر رہ گیا - مگر اوس ہاتہی پر سے ایک تیر انداز نے بہی وہ تیر مارا کہ بادشاہ کا
بازو زخمی ہوا - آگے دریا بادشاہ کا ارادہ لڑنے مرنیکا ہوا - مگر امراء اوسکے گہوڑے
کے باگ موڑکر دریا کی طرف کشان کشان لیگئے - پل ابتک بنا نہ تہا - توقف
مین جان کا اندیشہ تہا - اسلئے گہوڑا دریا مین ڈال دیا - مگر وہ راہ مین ہی کہا کہا گیا

بادشاہ یہی ڈینگیان کہانے لگا ایک بہشتی مشک پر تیرتا چلا جاتا تھا جب اوسنے
بادشاہ کا یہہ حال دیکھا تو اوسکو مشک پر بٹھا کر دریا پار اتار دیا۔ کنارہ پر اوترکر
بادشاہ نے اس سقہ کا نام پوچھا اوسنے اپنا نام نظام بتلایا۔ بادشاہ نے اوسسے
کہا کہ تیرا نام حضرت نظام الدین اولیا سے زیادہ مشہور معروف کردونگا۔ اور جب
تخت پر بیٹھونگا تو دوپہر کی بادشاہی دونگا۔ جب بادشاہ پر یہہ نوبت گذری
تو سپاہ کا کیا ذکر ہے۔ جسکی جدہر سینگ سمائی ادہر چلا گیا۔ بہت سے تو نہین
ماری گئے۔ کچھہ کیچڑ مین پھنس پھنس کر اس دنیا کی دل دل سے چھوٹے۔ کچھہ دریا
مین طعمہ نہنگ اجل ہوئے۔ آٹھہ ہزار آدمی اور بڑے بڑے رئیس خاک مین مل گئے
پاس ہاتھ مین ہمایون کی بی بی حاجی بیگم دشمنونکے نرغہ مین آگئی۔ بادشاہ نے بڑے
بڑے رفیق اوسکی خلاصی کے واسطے بھیجے۔ لیکن جو گیا جان سے گیا۔ شیرخان
نے بڑی انسانیت اور مردی کا کام کیا کہ جسوقت اوسکو اس ملکہ کا حال معلوم ہوا
تو اوسنے ساری لشکر مین ڈونڈی پٹوائی کہ کوئی مغلانی خیمہ مین رہنے نہ پائے۔
ایک مورخ لکھتا ہی کہ چار ہزار مغلانیان جمع ہوئین غرض ملکہ اور ان سب عورتون
کو بعزت و حرمت ہمایون پاس بھجوادیا۔ یہہ حادثہ عظیم ۶ صفر ۹۴۶ھ مطابق ۲۶ جون
۱۵۳۹ء وقوع مین آیا۔ اب ہمایون تھوڑی سی سوارون کے ساتھہ آگرہ مین آیا۔
یہان مرزا کامران موجود تھا۔ بھائی کے آنیکی خبر سنکر اوسکے پاس گیا اور روبرو
ہوا۔ مرزا ہندال بھی شرمندہ سر فگندہ مرزا کامران اور ملکے سمجھانے سے حاضر ہوئے
اور بڑے بڑے امیر ادہر اودہر سے بھی چلے آئے۔ اسی اثنا مین میان نظام سقے
بھی بادشاہ کی جان و مال کو دعا دیتے ہوئے تخت کی پایہ سے آلگے۔ بادشاہ نے

اوسے دور سے پہچان لیا اور دوپہر کے لئے اپنے وعدہ کے موافق تخت اوسکے حوالہ کیا
مشہور ہے کہ اس سفلے نے اپنی دوپہر کی سلطنت مین مشکین کتر دا کر چام کے دام چلائے
اور اپنے بھائی بندونکو نہال کر دیا غرض جب بھائیون اور امرا کا اجتماع ہوا۔
تو ہمایون ہر روز مجلس مشورہ منعقد کرتا۔ بھائیونکو بلاتا۔ اور نشیب و فراز
سمجھاتا۔ اور کہتا کہ اگر ہندوستہ شیر خان قوی پنجہ ہوگیا تو ہم سب کا کہین پتا نہ
لگے گا۔ مگر کامران کا دل صاف نہ تہا۔ اسلئے ان صلاحون اور مشورون کا کوئی نتیجہ
نہ ہوتا۔ چھ مہینہ کا عرصہ اس گفتگو مین گذر گیا اور کوئی بات پیدا نہین ہوئی۔ مرزا
کامران اس عرصہ مین علیل ہوگیا۔ اوسکو اس بیماری مین یہہ یقین ہوا کہ ہمایون نے
زہر اوسے دیا ہے۔ خواجہ کلان لشکر چغانی کا عمدہ سپہ سالار عہد بابری کا مرزا
کامران کے ساتھہ آیا تہا اوسکو اول روانہ کیا۔ اور پہر آپ چلا گیا۔ اور ہمایون کی ساری
سپاہ کا دل بجہا گیا۔ اور اوسکے ساتھہ بہت سے سپاہی بادشاہ کے چلے گئے غرض
ان بھائیون کی پھوٹ سے ایک دن بہانڈا پھوٹ ہی گیا۔ اب یہہ واقعات تو ہمایون
گذرے۔ اب شیر خان کی سنئے کہ اوسنے اول جہانگیر قلی کو جسکو ہمایون پانچ چھ ہزار
سوارون کے ساتھہ بنگالہ مین چھوڑ آیا تہا قتل کیا۔ اور اپنے منشیونکو حکم دیا کہ احباب کو
خطوط اس فتح کے مبارکبادی مین لکہے جائین۔ اوسپر امیرون نے عرض کیا کہ
اب حضور خط کیا لکہینگے فرمان جاری فرمائے۔ اور اپنے نام کا خطبہ پڑہوائے
اور سکہ لگائے۔ شیر خان نے اس بات کو قبول کیا۔ اور شیر شاہ خطاب کہا
اور پورا پادشاہ بن گیا۔ اور قنوج اور کالپی کے ملک کا وہ مالک ہوگیا۔ عیسی خان
کو گجرات اور مالوہ کی طرف روانہ کیا۔ اور وہان کے حاکمون اور سردارون کو لکہا کہ

اپنا بیٹا بھیجتا ہون - اب سب صاحب اوسکی امداد اور کمک کیجئے گا - اور جب ہمایون قنوج کی طرف شورش برپا کرے تو آپ میرے بیٹے کے ساتھ ہوکر آگرہ اور دہلی کے ملکون کو تاخت و تاراج کیجئے گا - اس بات کو سب نے سنکر بسر و چشم قبول کیا - یہان تہا سردارون کا سردار ملوخان تہا - وہ مانڈو اور سارنگ پور اور راجین کا مالک بن بیٹہا تہا قادرشاہ اپنا خطاب کہا تہا - اوسکا نام طرفدارون کی فہرست مین سب سے اول تہا شیرخان نے اس نام کو کترکر اپنی پگڑی مین رکہہ لیا تہا -

جب یہہ خبر آئی کہ ہمایون نے قنوج کیطرف رخ کیا - تو شیرشاہ نے اپنے بیٹے قطب خان کو مانڈو کی طرف روانہ کیا - اور وہان کے امیرون کو اونکا معدہ یاد دلایا جب ہمایون نے اس بات کو سنا تو اوسنے اپنے دونون بہائی مرزا ہندال اور عسکری کو چندیری روانہ کیا - یہان قطب خان آگیا تہا - پہر وہ یہان سے چاندہ مین چلا گیا - جب امراء مالوہ نے دیکہا کہ بادشاہ کے دو بہائی چلے آتے ہین تو وہ یہہ سمجہے کہ افغانون کی مدد کرکے کیون مغلون سے جہگڑا مول لین - اسلئے افغانون کی امداد سے پہلوتہی کی اور جب قطب خان کو مغلون سے شکست ہوئی تو اوسکا سر کاٹکر ہمایون پاس بہیجدیا - شیرشاہ کو اس بیٹے کے مرنے کا کمال رنج ہوا مگر زبان سے اُف نہ کی - اور امراء مالوہ سے ایک مدت کے بعد اپنے دل کا غبار نکالا +

ہمایون کی دوبارہ لشکرکشی اور شکست اور فرار

غرض کالپی یا چاندہ کی اس فتح سے اور مغلون کی کچہہ نئی سپاہ کے آجانے سے ہمایون کا بہر حوصلہ بڑہا اور لشکرکشی کا ارادہ ہوا - اور وہ خود قنوج کیطرف روانہ ہوا کہتے ہین ایک لاکہہ سوار اوس پاس تہے - وہ دریا کے کنارہ کنارہ چلکر قنوج کے پاس

دریا پار اوترا۔ وہان شیر شاہ بہی پچاس ہزار آدمیون کا لشکر لے شیر کیطرح گھات مین
بیٹھا ہوا تہا۔ یہہ دونو لشکر مہینہ بہر تک ایک دوسرے کے آمنے سامنے پڑے رہے۔ اب یہہ
لشکر ہمایون مین پہوٹ پڑی۔ محمد سلطان مرزا اور اوسکے بیٹے کہ بیوفائی کے پتلے
تہے ہمایون کو چہوڑ چہاڑ چلدئے۔ اور ایک بری راہ نکال گئے اور لشکر کے دل کو
بجہا گئے۔ مرزا کامران نے جو کچہہ سپاہ برائے نام کمک کیواسطے چہوڑی تہی وہ بہی
چلدی۔ غرض کچہہ ایسی بد دلی ہمایون کے لشکر پر چہا گئی کہ ادہر اودہر سپاہی چپکے
کہسکنے شروع ہوئی۔ اب اوپر سے برسات سر پر آئی لشکر نشیب کی زمین پڑا تہا۔
وہ پانی سے بہر گیا۔ ارادہ ہوا ہی تہا کہ یہان سے لشکر اوٹہا کر کہین اونچی زمین پر
لیجائین کہ اتنے مین شیر خان بجلی کیطرح لشکر پر آپڑا۔ یہہ دیکہکر ہمایون کا لشکر
سٹ پٹا گیا۔ ہاتہہ پیر پہول گئے۔ اوسان بہول گئے۔ تہوڑے ہی سے جانباز
سپاہی تہے جنکو مرنیکی سوجہی باقی کو بہاگنے کی پڑی۔ اسوقت ہمایون کو ایسی
غیرت آئی کہ وہ اس میدان مین مرنے کو بہاگنے سے بہتر سمجہتا تہا اور چاہتا تہا کہ
آج ہی جان دیدے۔ مگر خدا کو ابہی اوسے اور اوسکی اولاد سے بڑے بڑے کام
لینے تہے۔ جسوقت اتفاق سے اوسکا گہوڑا زخمی ہوا۔ اور اوسنے یہہ چاہا کہ گہوڑیکو
سنبہال کر افغانون پر حملہ کرے کہ اوسکے بعض دولت خواہ اور ہوا خواہ گہوڑیکی
باگ موڑ کر دریا کے کنارہ پر لے آئے۔ اب یہان متردد تہا کہ کیا کرون۔ اتنے مین
ایک بوڑہے مریل ہاتہی پر نظر جا پڑی۔ فیلبان کو حکم دیا کہ ہاتہی لا۔ وہ لایا اور بادشاہ
اوسپر بیٹہا۔ اوسمین ایک خواجہ سرا کا فور نامی بہی بیٹہا تہا۔ اب بادشاہ نے فیلبان سے
کہا کہ ہاتہی کو دریا مین ڈال۔ اوسنے کہا کہ ہاتہی ڈوب جائیگا۔ اسپر خواجہ سرا نے

پادشاہ کے کان مین کہا کہ کہین یہہ نمک حرام حضور کو دشمنون مین لیجا کر نہ پہنسادے
بہتر ہے کہ اس موذی کا سر اوڑا دیجے۔ مین ہاتھی ہانک لونگا مجھے ہکانا آتا ہے
پادشاہ نے تلوار سے فیلبان کا سر اوڑا کر نیچے پھینک دیا۔ خواجہ سرا فیلبان بن بیٹھا
اور پادشاہ کو دریا کے کنارہ کے پاس لے آیا۔ اتفاق سے یہان کا کگڑا بہت بلند تہا۔
وہان دو ایک بہاگے ہوئے سپاہی بیٹھے ہوئے یہہ تماشا دیکھہ رہے تہے اونہون نے
اپنی پگڑیون کے سرونکو ملا کر اور بٹ کر پادشاہ کے ہاتھہ مین ایک سرا دیکر
کھینچ لیا۔ پادشاہ نے ان آدمیون کے ساتھہ بڑا سلوک کیا۔ اگر یہہ ہاتھی ہاتھہ آیا
تو جان جا چکی تہی۔ جب شیر خان کو خبر ہوئی کہ ہمایون جان بچا نکل گیا تو اوسکو
بڑا افسوس ہوا۔ اور چلا کر کہنے لگا کہ مین نے جانا تہا کہ وہ مارا گیا۔ شیر شاہ کے
سپہ سالار خواص خان نے اس سنگامہ مین بڑے کارنمایان کئے۔ اور یہہ لڑائی
۱۰۔ محرم ۹۴۷ھ مطابق ۱۷۔ مئی ۱۵۴۰ء کو واقع ہوئی +

اب ہمایون آگرہ کیطرف بہاگا۔ راہ مین مرزا عسکری اور مرزا ہندال بہی مل گئے
اور رہی سہی فوج بہی اکہٹی ہوگئی۔ جب موضع بہگاپور پر پہونچے۔ تو اس قصبہ کے
آدمیون نے رسد بالکل بند ہی کردی۔ اونسے مار پیٹ کر بڑی مشکلون سے رسد
حاصل کی۔ غرض راہ مین بہی مصیبت لشکر پر آئی۔ غرض جون تون کر کے آگرہ مین
ہمایون پہنچا۔ شیر شاہ وہان بہی آموجود ہوا۔ اب ہمایون نہایت مضطرب ہوا۔
کچھہ امید اس شیر سے مقابل ہونیکی نہ رہی تہی۔ اسقدر فرصت بہی مشکل سے
ملی کہ دلی اور آگرہ کے خزانون سے بہاری بہاری قیمت کی ہلکی ہلکی چیزین خاندان
تیموریہ نے اپنی ساتھہ لین اور غرہ ربیع الاول ۹۴۷ھ مطابق ۵۔ جولائی ۱۵۴۰ء کو

لاہور مین سب خاندان چغتائیہ کے مرزا اور خوانین جمع ہوئے۔
اب بہائیون مین اتفاق کا ہونا دلون کا صاف ہونا ایک خواب و خیال تہا۔ ہر روز اونکی مجلسین جمتین اور صلاحین ہوتین۔ اور اتفاق اور صفائی پر قسمین کہائی جاتی اور عہد و پیمان جدید ہوتے۔ مگر ہمیشہ باطنی نفاق کو اس ظاہری اتفاق پر غلبہ رہتا ایک دوسرے کے ساتھہ گو ظاہر مین کیسی ہی باتین بناتا مگر دوسرا اوسکو دشمن جانتا ہمایون ہر چند سمجہاتا کہ دیکہو بہائیو کس محنت اور جان کاہی سے یہہ ملک ہاتہ لگا ہے مگر ہماری پہوٹ اوسے مفت گنوائے دیتی ہے۔ مرزا کامران کو کبہی یہہ اندیشہ ہوتا کہ کہین ہمایون کابل کو نہ لے لے کبہی یہہ خوف ہوتا کہ شیر شاہ کی بلا میری سر پر تو ہمایون کے بدلہ نہ آن پڑے۔ آپسمین ایسی ایسی باتین کرتے کہ مرزا کامران کہتا کہ سب مرزا جریدہ جریدہ پہاڑون مین چلے جائین۔ مین سب کے اہل عیال کو لیکر کابل چلا جاؤن۔ مرزا سندال اور ناصر مرزا یہہ کہتے کہ بالفعل فغانون سے تو ہم لڑ نہین سکتے بہتر ہے کہ بکر کے ملک مین چلے جائین اور وہان سے گجرات پر ہاتہہ دوڑائین مرزا حیدر یہہ کہتا کہ کوہ سرہند سے کوہ سارنگ پور تک جو ملک ہے اوسکو مستحکم کرین اور اس دامن کوہ مین اوقات بسر کرین اور دو مہینہ مین کشمیر فتح کر لون گا وہان سب اہل اور عیال کو رکہنا۔ ان پہاڑون مین شیر شاہ کا توپخانہ کچہہ کام نہ دیگا۔ مگر دل مین کچہہ اور تہا زبان پر کچہہ اور اسلئے اس ظاہری اتفاق کا کوئی نتیجہ نہ ظہور مین آیا۔ مرزا کامران کی دلی آرزو یہہ تہی کہ ان سب جہگڑون سے بچ کر کابل مین آرام سے مزے اوڑاؤن اسلئے اونسے بہائیون کے محبت کو بالاے طاق رکہہ کر عبداللہ قندز کو شیر شاہ پاس بہیجا۔ اور اس مضمون کا خط لکہا کہ اگر پنجاب میرے پاس رہنے دو تو مین

تمہارے بڑے بڑے کام کردون - اب شیر شاہ دہلی تک آپہونچا تہا - اور آگے بڑہا آتا تہا
اس نامہ و پیغام اور ایلچی کو فتوح عظیم سمجہا - اور لاہور مین جو امرا جغتائیہ کا اجتماع
آمد رہا تہا اور اوسے بڑا خوف یہہ لگ رہا تہا کہ کہین آگے بڑہ کر پیچہے نہ ہٹنا پڑے - مگر جب
اس نا اتفاقی کا حال معلوم ہوا تو اوسکا دل بڑا شاد ہوا - مرزا کامران کو جواب
اوسکے مدعا کے موافق دیا - شیر شاہ دریاے بیاس کو عبور کر کے سلطان پور مین آپہونچا -
اس بات کو سنکر ہمایون دریاے ستلج سے پار اوترا - مرزا کامران نے بہائیون کے ساتہہ
جو عہد و پیمان ہوا تہا اوسکا کچہہ خیال نہ کیا - اور شیر شاہ کو پنجاب حوالہ کر کابل چلا گیا
مرزا حیدر بیگ کشمیر کو روانہ ہوا - یہان اتفاق سے آپسمین نا اتفاقی ہو رہی تہی -
ایک سردار اونمین سے مرزا حیدر بیگ کو ساتہہ لے آملا - اس سبب سے ۲۲ - رجب سنہ ۹۴۷ھ
۱۵۴۰ء کو کشمیر اوسکے ہاتہہ آگیا اور کسی کی نکسیر بہی نہ بہوٹی - بہرہ مین سے مرزا کامران
مرزا عسکری سے جدا ہو کر خواجہ کلان کے ساتہہ کابل مین آگیا -

ملک سندہ مین ہمایون کی سرگردانی

جو جماعت لاہور مین جمع ہوئی تہی وہ سب پریشان ہو گئی - اب ہمایون حیران رہ گیا
ناچار سندہ کا رستہ لیا - مرزا ہندال اور مرزا یادگار ناصر بہی دو چار منزل ساتہہ
چلکر اوس سے علیحدہ ہو گئے - مگر بیس روز بعد پہر میر ابوالبقا کی فہمایش سے بہائی سے
آن ملے - جب دریاے سندہ کے کنارہ پر لشکر پہنچا تو وہان قحط کی صورت نمودار ہوئی -
مگر اتفاقاً کہین اناج کی کشتیان ہاتہہ لگ گئین - اوسسے یہہ مشکل آسان
ہوئی - اور لشکر کا عبور دریا سے ہوا - اور بکہر کی طرف روانہ ہوا - قصبہ بہری
(روہڑی) مین قیام کیا - مرزا عسکری نے سندہ پار قصبہ پٹہار کی طرف راہ لی -

یہہ قصبہ روڑی سے پچاس کوس پر ہے - مرزا طاہر حیدر اور سمندر بیگ کو ہمایون نے
شاہ حسین ارغون حاکم ٹہٹہ پاس بہیجا اور یہہ لکہا کہ مین مجبور ہوکر ٹہٹہ مین آیا ہون
اور ارادہ یہہ ہے کہ گجرات کو فتح کرون - اسلئے تم کو یہان آنے کی تکلیف دیتا
ہون کہ اس مہم مین جو کام کرون وہ تمہاری صلاح اور مشورہ سے کرون - یہہ شاہ حسین
ارغون وہی ہے جسکے خاندان کو بابر نے قندہار سے نکالا تہا - تو اوسنے اس ملک پر
قبضہ کرلیا تہا - اب اوسنے یونہین بادشاہ کو حیلے حوالہ بتلائی کبہی لکہہ بہیجا کہ چاکیان
کا ملک جو ٹہٹہ اور ان کے درمیان ہے اوسے فتح کرلیجے - وہان سے گجرات کا فتح
کرنا آسان ہوگا - کبہی کچہہ اور لکہہ بہیجا - غرض یون ہی دہوکہ بازی اور مکاری
کرتا رہا - جب بکہر مین اناج کا قحط ہوا تو بادشاہ پٹا مین گیا - جہان مرزا ہندال
ٹہرا ہوا تہا - اوسکا ارادہ قندہار جانیکا تہا - ہمایون نے اوسکو وہان جانے سے
منع کیا - مگر قراچہ خان حاکم قندہار نے اوسکو خط لکہکر بلالیا - جب ناصر مرزا کا بہی
ارادہ قندہار جانے کا ہوا تو بادشاہ نے میر ابوالبقا کو اوس پاس بہیجا کہ وہ
اوسکو قندہار کے ارادہ سے باز رکہے اور سمجہائے کہ اگر ہندوستان فتح
ہوجائیگا تو اوسکا ایک ثلث اوسکو دیدیا جائیگا - اور غزنین وغیرہ جو اوسکی ماں کی
وراثت مین تہا سپرد ہوجائیگا - مگر میر ابوالبقا کشتی مین راہ کے اندر ہی تہے کہ مفسدون
نے یہہ سمجہہ کر کہ میر صاحب سارے منصوبون کو برباد کرنے آتے ہین کام اون کا
تمام کیا - ہمایون کو اس فاضل یگانہ روزگار کے مرنے کا ایسا افسوس ہوا کہ ساری
سلطنت کو جانیکا ایسا رنج نہوا تہا - مرزا یادگار ناصر نے دریا سے عبور کیا اور ہمایون
کے خیمہ مین آیا اور یہہ صلاح اور مشورہ ٹہرا کہ وہ بہکہر مین رہے اور ہمایون ٹہٹہ فتح کرجائے

مگر اسپر مرزا نے کچھہ التفات نکیا - ہمایون غرہ جمادی الاول ۹۴۸ھ کو ٹھٹھہ کی طرف روانہ ہوا
یہان فوج نے دغا کی بہت سے بہکر ہی مین رہ گئے - مرزا یادگار نے بہت سی سپاہ
بہرتی کرلی - فضل خدا کے فضل سے اچھی ہوئی تہی اسلئے سپاہ کے بڑہانے سے
کچھہ اندیشہ نہ تہا - پادشاہ نے چلکر سہوان کا محاصرہ شروع کیا - کچھہ آدمی کشتیو سے
اوتر کر اہل قلعہ سے برسر مقابلہ آئے اور اونکو پست پاکیا - اور اس فتح کے گھمنڈ
مین پادشاہ سے آنکر کہدیا کہ قلعہ کا فتح کرنا ایک بات ہی - ہنوز ہمایون زیر قلعہ
نہ پہنچا تہا کہ حسین ارغون کے آدمیون نے قلعہ کو وہ مستحکم کرلیا کہ ہمایون کی سپا
سات مہینہ تک اوسپر جہولا کی اور ایک اینٹ بہی نہ ہلا سکے - اب قحط نے اور لشکر کا
دم نکالنا شروع کیا - فقط جانورون کے گوشت پر زیست کا مدار تہا - اسوقت پہر
یادگار مرزا یاد کیا گیا اور امداد طلب کی گئی - وہ خود اور افسر تو بہکر ہی مین رہے
اور کچھہ ہمایون اور اوسکے لشکر کی مصیبتونکا خیال نکیا مگر تہوڑا لشکر معاونت کے
لئے بہیجدیا - اوسسے بہی کچھہ خاک نہوا - اب شاہ حسین ارغون نے کیا کام کیا کہ یادگار
ناصر پاس ایلچی کے ہاتہہ یہہ پیغام بہیجا کہ مین اپنی لڑکی کی شادی آپ سے کردونگا
اور میرے گہر کا کوئی چراغ نہین ہے آپ ہی میرے گہر کے اور میری آنکہون کے
نور ہونگے - گجرات کی فتح مین مین آپکا مدد و معاون ہونگا - میرے بعد آپ ہی کا
ڈنکہ بجے گا - اور زندگی مین آپ ہی کا خطبہ پڑہا جائیگا اور سکہ چلے گا - ان عہد و پیمان
سے مرزا ہمایون کی جان کا دشمن ہوگیا - جب حسین شاہ سے اطمینان حاصل ہوا
تو اوسنے وہ کشتیان نوٹ لین جنمین اناج بہرا ہوا پادشاہ کے قحط زدہ لشکر
مین جاتا تہا - اب ہمایون فتح قلعہ سے مایوس ہوا - محاصرہ اوٹہا لیا - اور

بہکر کیطرف چلا۔ جب مرزا کے قریب پہنچا تو اوسنے کشتیونکے واسطے مرزا کو لکھا
مرزا تو حاکم ٹھٹھہ کے داماد ہونیکی امید مین بیٹھا تہا۔ اوسنے وہان کے حاکم کو لکھہ بہیجا
کہ رات کو کشتیان یہان سے لیجائین۔ دوسرے روز بادشاہ کو لکھہ بہیجا کہ دشمن
کشتیان اوڑا کر لیگئے۔ ان کشتیون کے نہونیسے کئی روز توقف کرنا پڑا۔ اتفاق
سے دو زمیدارون نے ڈوبی ہوئی کشتیان تبلادین۔ اونکو نکلوا کر بادشاہ
دریا پار ہوا۔ یادگار یہہ دیکہہ کر اپنے کئی ہوئے سی پشیمان ہوا۔ اور ہمایون سے
بغیر ملے شاہ حسین سے جا کر لڑا۔ اور شکست دیکر ہمایون کی خدمت مین شرمندہ
شرمندہ آیا۔ اور بہت سی دشمنونکے سر لایا۔ ہمایون نے اپنی عادت کے موافق
اوسکا قصور معاف کر دیا۔

اب پہر شاہ حسین نے مرزا یادگار کو ورغلانا اور اطمینان حاصل کرنیکے واسطے
یہہ اوسنے درخوست کی کہ اون دو زمیدارون کو جنہون نے کشتیان تبلائین
پہلے پکڑ کر بہیجدیجے۔ یہہ بیچارے زمیندر خبر سنکر بادشاہ پاس دوڑے آئے
اتنے مین مرزا نے رقعہ بادشاہ کو لکہا کہ ان زمیدارون سے ایک بات خراج کے باب
مین دریافت کرنی ہے انہین بہیجدیجے۔ بادشاہ نے اپنے بہت سی آدمیون کی
حفاظت مین اونکو مرزا پاس بہیجدیا۔ مرزا نے اونکو بادشاہ کے آدمیون سے
چہین کر شاہ حسین پاس بہجوادیا۔ اوسنے اونکو قتل کر ڈالا۔ اب مرزا نے
بادشاہ کی مخالفت پر کمر حسپت باندہی اور کبہی پہر مصالحت نہ چاہی۔

اب ہمایونکی سپاہ ایسی مصیبت مین تہی کہ بادشاہ کو چہوڑ کر مرزا پاس بہاگے
جاتے تہے۔ خزانہ بہی بادشاہ پاس نہ رہا۔ جو امداد ملک سندہ سے اوسکو پہنچی تہی

وہ بہی موقوف ہوگئی - معزز سردارون اور فرزندون نے بہی بادشاہ کا برا وقت دیکہہ ساتہہ چہوڑا - ان سب کے سوا حسین ارغون بہی پلا چلا آتا تہا - اب بادشاہ کو سوا اسکے کوئی چارہ نہ سوجہا کہ اوچہہ کی طرف اولٹے پانون بہاگا - اور وہان یہہ سوچا کہ اب جودہ پور کے راجہ مان دیو کا دامن پکڑے - اس راجہ کی کئی عزیزان اوس پاس آچکی تہین کہ وہ ہندوستان کے فتح کرنے مین امداد کریگا +

جودہ پور جانیکا بیان اور راہ کے مضافات اوٹہانیکا ذکر

اب بادشاہ جیسلمیر کے راہ سے مانڈیو کے ملک کیطرف چلا - یہان کے راجہ نے دیکہا کہ ایک ترک بے سروسامان ملک مین چلا آتا ہے - اوسکے پیچہے فوج دوڑائی - مگر اولٹی منہ کی کہائی اور شکست پائی - بادشاہ کے آدمی بہی زخمی ہوئے - ہمایون نے جہٹ پٹ راہ لپیٹ سمیٹ مالدیو کے ملک مین قدم رکہا - اور جودہ پور سے دس کوس پر ٹہر گیا - اور اتکا خان کو خفیہ خبر لینے کیواسطے بہیجا - جب راجہ کو بادشاہ کے آنیکی خبر پہونچی تو وہ چونک پڑا - کہ یہہ کہان کی بلا سر پر آئی - وہ بادشاہ کی شکستہ حالی کی کیفیت پوری جانتا تہا اور سمجہا تہا کہ اوسکے ساتہہ ہونا شیر شاہ سے جہگڑا مول لینا ہے - اور شیر شاہ کو وہ ایسا زبردست جانتا تہا کہ اپنی ہستی اوسکے سامنے کچہہ نہ گنتا تہا - سوا اسکے وکیل اسکے وہان موجود تہے - راجہ نے وعدہ کرلیا تہا کہ جب ہمایون میرے پاس آئیگا تو پکڑکر بادشاہ کے حوالہ کرونگا - شیر شاہ نے تمام ناگور پر اور اوسکے مضافات پر قبضہ کرلیا تہا - جب ہمایون یہان آیا تو راجہ کو اندیشہ تہا کہ کہین اوسکے پکڑنے کیواسطے وہ سارا لشکر میرے ملک پر نہ چڑہ آئے - غرض ایسے ایسی اندیشون سے اوسنے

آنکا خان کو انکے رکھا اور جانے ندیا۔ مگر یہہ ایلچی بے رخصت ہی چلدیا۔ اور سارا حال بادشاہ سے عرض کیا۔ ایک بادشاہ کا ملازم وفادار کتاب دار تہا وہ راجہ پاس کسی شکست مین بہاگ کر آگیا تہا۔ اوسنے بادشاہ کو لکہا کہ خدا کے واسطے آپ یہان سے جسقدر جلد ممکن ہے تشریف لیجائے۔ مال دیو کا ارادہ فاسد ہے پہلے بادشاہ کا رفیق راجہ تہا مگر اب وہ پہر گیا ہے اور اوسکا قطعی یہہ ارادہ ہے کہ حضور کو گرفتار کرکے شیر شاہ کے حوالہ کرے۔ یہہ خبر جسوقت آدہی رات کو آئی تو سب کے ہوش اڑ گئے۔ اور کہڑے ہوگئے اور امر کوٹ کی طرف چلدئے۔ اس سفر کی مصیبتون کی داستان بہی عجب داستان ہی۔ راہ مین دو جاسوس ملے اونکو پکڑکر ایک کی قتل کرنے کا حکم دیا تاکہ دوسرا دہشت مین آنکر اصل حال تبلائے۔ مگر یہہ دونون سفیر قید کے پہندے سے چہوٹ کر تلوارین اور ہتیار لیکر ایسے اپنے دشمنون پر گرے کہ سترہ آدمیون کو زخمی کیا اور ہمایون کے گہوڑے کو بہی شہید کیا۔ اسوقت پرمزا تاردی بیگ نے بڑی بے مروتی کی کہ جب ہمایون نے اوسسے گہوڑا مانگا تو صاف انکار کردیا۔ اب ہمایون کو وہ مصیبتین راہ مین درپیش ہوئین کہ کبہی عمر بہر اونکی صورت نہ دیکہی تہی۔ حاملہ بی بی ساتہہ تہی جسکی سواری مین ایک نوکر کا گہوڑا تہا۔ اب اس نمک حرام نے وہ گہوڑا بہی مانگ لیا تو بادشاہ نے بی بی کو اپنے گہوڑے پر سوار کیا۔ اور خود پیادہ پا چلا۔ پہر کہین سے ایک اونٹ ہاتہہ لگ گیا اوسپر سوار ہوا۔ نادم کوکا پیادہ پا جاتا تہا اوسکی ماگہوڑے پر سوار تہی اوس نے ماسے گہوڑا لیکر بادشاہ کو دیا۔ اور بادشاہ کا اونٹ ماکے حوالہ کیا۔ اب راہ ریگستان مین تہی۔ پانی کا کوسون تک کہین نام نہ تہا۔ ہر گہڑی یہہ کہٹکا لگا ہوا تہا کہ مال دیو کی فوج

اب آئی اب آئی - پادشاہ نے منعم بیگ کو حکم دیا تھا کہ وہ پیچھے رہے اور دشمن کو تکتا رہے
اتفاق سے وہ رات کو پیچھے راہ بھول گیا صبح کو دشمن سامنے آگیا - اب حضرت
سلامت کا لشکر بائیس آدمیوں کا رہ گیا تھا - خدا کی قدرت اونسے کچھ تیر ایسے
تاک تاک کر مارے کہ دو چار افسروں کے جا کے لگے - اسلئے لشکر پرے ہٹ گیا
اور بہت سے اونٹ پادشاہ کے لئے چھوڑ گیا - غرض یہہ دشمن کا کھٹکا لگ ہی رہا تھا
مگر سب سے زیادہ غضب پانی کا نہ ملنا تھا - آدمی مچھلی کیطرح ریت مین تڑپ تڑپ کر مر گئے
اور جو زندہ رہے وہ پانی کے ماری مردون سے بدتر تھے - کئی منزلون کے بعد کوئی کنوا
آتا تو گنوارون کو پانی دینا گوارا نہ ہوتا - پانی اونکے نزدیک بڑی بیش قیمت شے تھی
اگر کوئی ترس کھا کر پانی دیتا تو آپسمین اوسپر ایسی لڑائی ہوتی کہ ایک کی پیاس بجھتی
اور دو چار کی جان جاتی - ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک کنوئے پر لشکر کا گذر ہوا یہان
پانی اتنی دور ہوتا ہے کہ ایک آدمی ڈول ڈالتا ہے دوسرا رسی لیکر چلتا ہے اور اتنی
دور جاتا ہے کہ اوسکو ڈول پہنچنے کی خبر ڈھول بجانے سے ہوتی ہے - جب کنوئے
سے ڈول نکلا تو دس پانچ آدمی اوسپر پیاس کے ماری گر پڑے اور ڈول ٹوٹ کر
کنوئے مین گر پڑا - اسپر دو چار کنوئے مین گر پڑے اور پیاس کے عذاب سے قیامت
تک کے لئے چھوٹ گئے - غرض اس پانی نے بڑے بڑے جوانمردون کی آنکھون سے
پانی کا دریا روان کیا - اب دوسرے دن چلتے چلتے نہایت گرم وقت پر ایک دریا
پر پہونچے اونٹ گھوڑے کئی دن کے پیاسے پانی پر ٹوٹ پڑے - اور اتنا پانی
پی گئے کہ پیٹ تنا تنا کر پھٹ گیا - معاذ اللہ ان سب مصیبتون پر ایک اور آفت
یہہ آئی - کہ جب اس سیراب ملک سے آگے چلے - اور ایسے لق و دق میدان مین پہنچے کہ

کہ پیاس کے ماری زبانین منہ سے باہر نکل پڑین۔ اور زندگی سے عاجز ہوگئے۔ ایکدن صبح کو بستر و نہر سے آنکہہ کہول کر کیا دیکہتے ہین کہ سامنے غبار اوٹہہ رہا ہے۔ جسوقت اس غبار مین سوار نظر آئے تو ہر ایک کا چہرہ زرد اور رنگ فق تہا۔ بدن کا ٹوٹو خون کی بوند نہ تہی یہہ جودہ پور کے راجہ کا بیٹا تہا۔ آتے ہی وہ جنگل مین شیر کیطرح دہاڑا کہ ارے بے سر سامانو ترک مسلمانو تم کون تہے جو ہمارے بغیر حکم کے اس ملک مین چلے آئے۔ اس آواز سے اور مصیبت زدون کا دل ہل گیا۔ ایک دوسرے کا منہ دیکہتا تہا اور زبان سے کچہہ کہہ نہ سکتا تہا۔ سو رجپوت اونمین سے آگے بڑہے اور ان فلک زدون کو گہیر لیا۔ جسنے سامنا کیا وہ جان سے گیا۔ جو بہاگ گیا وہ بچ گیا۔ پہر اونہون نے ساری کنوؤن پر قبضہ کر لیا۔ اب پانی ملنے کی بہی آس نہ رہی اور جانون سے یاس ہوئی آخر جب یہہ مصیبتین انتہا کو پہونچ گئین تو راجہ کا بیٹا سفید جہنڈا ہاتہہ مین ہلاتا ہوا آیا۔ اور اونکو لعنت ملامت کرنے لگا کہ تم کیون میرے باپ کی راج مین چلے آئے اور دہرم راج مین گائے کو ذبح کیا۔ مگر ان آفت کی ماروں کی ایسی بیکسی کی حالت تہی کہ دشمنون کو بہی سوا رحم کے کچہہ اور نہ آیا۔ اونکے لئے پانی منگوایا۔ کچہہ اور زیادہ تکلیف ندی۔ اور اونکے جانیکے واسطے کچہہ مزاحم اور مانع نہوئے۔ خیر اس دشمن سے تو چہٹکارا ہوا مگر قدرتی دشمن سے کیونکر پیچہا چہوٹتا۔ وہ بلا کی راہین سامنے تہین۔ مترون کی سختی اور مصیبت بہی پڑی تہی۔ غرض مرتے مرگتے دکہہ رنج بہرتے بادشاہ بے ملک و سپاہ سات امیرون کے ساتہہ امرکوٹ مین داخل ہوا۔ وہ ٹہٹہ سے سو کوس کے فاصلہ پر تہا۔

سندہ پر دوبارہ حملہ اور اکبر کے پیدا ہونے کا بیان

اس امرکوٹ کا رانا ایسا بھلا آدمی تہا کہ وہ ہمایون کے ساتھہ اس عالم کسمپرسانی
مین بھی اسیطرح تعظیم و تکریم کے ساتھہ پیش آیا جیسا کوئی بڑے پادشاہ کے ساتھہ
پیش آتا ہے - اب ہمایون نے جو کچھہ جس کسی رفیق کے پاس تہا وہ سب چہین کر برابر
برابر سب مین تقسیم کر دیا - اور تاردی بیگ سے روپیہ لیکر رانا کو بہی دیا - اور خنجر اور
کمربند مرصع عنایت کیا - شاہ حسین ارغون نے اس رانا کے باپ کا خون کیا تہا -
اپنے باپ کے انتقام کے لئے بڑی سپاہ جمع کی تہی - اب پادشاہ اوسکو لیکر بہکر
کی طرف روانہ ہوا - اور پادشاہ کی بی بی مع مال و اسباب کے امرکوٹ مین مقیم رہے
اور اہتمام اوسکا مریم زمانی بیگم کے بہائی خواجہ معظم کے سپرد ہوا -

اب ہمایون ایک ہی منزل چلا تہا کہ اوسکے واسطے کیا ایک مبارک دن آیا - ۵ - رجب سنہ ۹۴۹
مطابق ۱۵ - اکتوبر سنہ ۱۵۴۲ کو اوسکے گہر مین اکبر پیدا ہوا - یہہ وہ اکبر ہے جو ہندوستان
کا شہنشاہ ہوا - اور اس ملک کو وہ رونق دی کہ کبہی پہلے اوسکو نصیب نہ ہوئی تہی -
جس زمانہ مین ہمایون افغانستان مین رہتا سہتا تہا - اتفاق سے ایک دن مرزا ہندال
کی مانے اوسکی دعوت زنانہ محل مین کی - وہان مریم زمانی پر اوسکی آنکہہ جا پڑی
اور اوسیوقت سے فریفتہ اور عاشق اوسپر ہوگیا - یہہ سیدانی مرزا ہندال کے اوستاد
کے خاندان کی بیٹی تہی - اور کہین شادی بہی اوسکی نہ ہوئی تہی - ہر چند مرزا ہندال
نے سمجہایا اور باتین بنائین - مگر ہمایون کا دل اوسپر ایسا اٹک گیا تہا کہ پہر نہ نکلا -
آخر نکاح کر لیا - اب تاردی بیگ نے جاکر ہمایون کو یہہ مژدہ سنایا - ترکون کے ہان
ایک قدیم سے رسم چلی آتی ہے کہ جب بیٹا پیدا ہوتا ہے تو سب کی ضیافت اور دعوت
کرتے ہین - اور دوست آشناؤن کو تحفہ تحائف بہجواتے ہین - لوکر دن چاکر دن کو

جوڑے اور انعام دیتے ہین - اب رسم ادا کرنے کیواسطے ہمایون پاس کیا سامان دھرا تہا - اتفاق سے ایک مشک نافہ اوس پاس تہا - اوسکو توڑا اور چٹکی چٹکی سب مغلون کو دیا - اسمین یہہ اشارہ غیبی تہا کہ اوسکی شمیم اقبال بیٹے مشک کی طرح تمام جہانمین پہیلے گی - جلال الدین محمد اکبر اوسکا نام رکہا - اب ہمایون بکہر کیطرف چلتے چلتے پرگنہ جون مین پہنچا (جون یا جیون ایک شاخ دریاے سندہ کی ہے) یہان تمام اپنے اہل و عیال کو بلایا - اور اکبر کو دیکہہ کر کلیجہ ٹہنڈا کیا - اسوقت ہمایون پاس اگرچہ پندرہ ہزار سپاہ اپنی اور پرائی اور راجہ امرکوٹ اور اور راجاؤن کی جمع ہوگئی تہی - مگر بدنظمی ایسی تہی کہ اس اجتماع سے کچہہ فائدہ نہ ہوا - ایک مغل نے راجہ امرکوٹ کی خدمت مین گستاخی کی - ہمایون نے اوسکا کچہہ تدارک نکیا - اسپر راجہ بگڑ بیٹہا - اور فوج سمیت اوس سے علیحدہ ہوگیا - اور اور سپاہی بہی چپکے چپکے چلنے شروع ہوئے - لڑائی دشمنون سے شروع ہوئی کہ اتنے مین بیرام خان گجرات سے لڑائی کے میدانمین آپہنچا اور اس مردانگی اور جوانمردی اور عقلمندی سے لڑا کہ لوگون کو یہہ خیال ہوا کہ وہ ایک تائید غیبی ہے - بیرام خان کا ذکر اکثر ہمایون اور اکبر کی سلطنت مین آئیگا اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا حال یہان کچہہ لکہہ دین ٭

بیرام خان

یہہ ترک تہا - بدخشان مین پیدا ہوا - بلخ مین تعلیم پائی - سولہ برس کی عمر مین ہمایون کی سپاہ مین داخل ہوا - اور قنوج کی لڑائی مین شریک ہوا - جب شکست ہوئی تو وہ سنبہل مین راجہ مرتضیٰ کے پاس لکہنور مین چلا گیا - راجہ نے اور سید علی عیسیٰ خان حاکم سنبہل نے اوسکی بڑی تواضع اور خاطرداری کی - جب یہہ خبر شیر شاہ کو ہوئی تو

اوسنے اوسکو بلا بھیجا - راجہ نے مجبور ہوکر اوسے بھیجدیا - اور مالوہ مین شیر شاہ کی خدمت
مین معرفت سید علی عیسی خان کے پیش ہوا - بادشاہ نے بھی اوسکی عزت کی اور دیر تک
باتین کرتا رہا - اور باتون باتون مین یہہ بھی فرمایا ہر کہ اخلاص دارد خطا نخواہد کرد
- بیرام خان نے بھی جواب مین یہی فقرہ پڑہا - اب یہہ وزرا بوالقاسم حاکم گوالیار دونو
برہان پور کے پاس شیر شاہ کی لشکر سے گجرات کیطرف بہاگے - راہ مین گجرات سے
ایلچی شیر شاہ کا آتا تہا - اوسکو جب یہہ خبر ہوئی - اوسنے ابوالقاسم کو موٹا تازہ دیکہکر
پکڑ لیا - اور بیرام خان اوسکو سمجہا - اب بیرام خان کی نیک ذاتی اور جوانمردی دیکہئے
کہ اوسنے خود جاکر کہا کہ مین بیرام خان ہون اور یہہ ابوالقاسم ہے - ابوالقاسم نے
کہا نہین کہ مین بیرام خان ہون - اور یہہ میرا ملازم ہے - غرض یہہ معاملہ پیش آیا +
مصرع مرا بگذار و دست یار من گیر - مگر صورت فی ابوالقاسم کو گرفتار کرایا اور
اور جان سے گنوایا اور بیرام خان کو بچایا جب شیر شاہ کو اصل حال معلوم ہوا تو اوسکو
بیرام خان کا یہہ مقولہ یاد آیا کہ ہر کہ اخلاص دارد خطا نخواہد کرد - اب گجرات مین ہی
سلطان محمود نے بیرام خان کی منت سماجت رہنے کیواسطے کی مگر اوسکو ہمایون کی
لو ایسی لگی ہوئی تہی کہ وہ اوسی پاس پہنچا - آگے تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ
اسی کی ذات سے ہندوستان کو رونق حاصل ہوئی - طرح طرح کے کمالات اوسمین تہے
انتظام اور معاملات ملکی مین اوسکی عقل بڑی رساتہی - علم بھی خوب تہا - شعر خوب کہتا تہا
مصیبت اور برے وقتون مین اوسکی تدابیر نہایت صواب کارگر ہوتی تہین - اسلیئے اس
برے وقت مین ہمایون اور سب اوس کے رفیق اس جلاوطنی مین بڑا غنیمت
اوسکو رکہتے تہے +

ہمایون کا ہندوستان سی چلا جانا

جب ہمایون کی سپاہ کا حال یون تباہ ہوگیا۔ اور اوسکے بڑے بڑے رفیق سردار اس دنیا سے سدھارے اور فقط دشمنون سے لڑنے کیواسطے آپ ہی تنہا رہ گیا۔ تو حسین ارغون آگے بڑھا۔ مگر ہمایون نے اپنی لشکر کے گرد خندقین اور مورچے بنا رکھے تھے اور سب بچاو کی تدبیرین کر رکھی تھین۔ اب اوسنے دیکھا کہ ہندوستان مین رہنا مناسب نہین۔ اسلئے قندہار کا ارادہ کیا۔ اور شاہ حسین ارغون کو لکھہ بھیجا کہ تم ہم کو کشتیون کا انتظام کردو ہم ہندوستان سی جاتی ہین۔ اس بات کی سنتے ہی حسین کے شادیانے بجنے لگے۔ اس پاپ کی کاٹنی کے واسطے اوسنے کشتیون کے انصرام مین بڑی سرعت کی۔ ۹۔ جولائی ۱۵۴۳ء مطابق ربیع الاول ۹۵۰ھ کو ہمایون قندہار کی طرف روانہ ہوا۔

سفر قندہار اور ایران کی عملداریمین جانا

جب ہمایون نے قندہار کا رستہ لیا۔ تو شاہ حسین نے مرزا عسکری پاس آدمی دوڑائے اور کہلا بھیجا کہ ہمایون قندہار مین آتا ہے۔ مرزا عسکری اسوقت قندہار مین مرزا کامران کی طرف سے حکمران تھا۔ اوسنے شاہ حسین کو لکھا کہ اس بلا کو ادہر نہ آنے دو وہین گرفتار کرلو۔ جب وہ سال مین کہ قندز سے ایک سو بیس میل ہے پہنچا۔ تو اوس نے اپنے آدمی جاسوسی کے لئے دوڑائے۔ دو وہین سے قید ہوئے مگر ایک چھوٹ کر چلا آیا۔ اور سارا حال سنا دیا۔ مرزا عسکری نے ایک جاسوس اپنے خاصے کا گھوڑا دیکر روانہ کیا تھا۔ وہ بیرام خان کے ڈیرے مین گھوڑا مارے چلا آیا اوسنے سارا حال بیرام خان کو معلوم ہوا کہ مرزا عسکری ایک لشکر فراوان ساتھہ لئے

چلا آتا ہے - اوسیوقت بیرام خان پادشاہ پاس دوڑا آیا - وہ یہہ خبر سنکر بہت گھبرایا
- مگر زبان سے یہہ کہنے لگا کہ ان بیوفا بھائیون سے کیا ملک قندہار پر لڑون - میرا
تو یہہ ارادہ ہے کہ اکبر کو قندہار مین پہنچا کر مکہ معظمہ حج کو چلا جاؤن - مگر غالبًا اوس کی
نیت یہہ تہی کہ مرزا عسکری کو دم دلاسا دیکر اپنا طرفدار کرکے بنے تو قندہار کو
دبالون - اسوقت اکبر کی عمر ایک برس کی تہی - موسم گرما ایسا سخت تہا کہ آدمی کا بہیجا
پگلا جاتا تہا - اسلئے اس معصوم بچے کو یہین چہوڑنا مناسب جانا - اور خود گہوڑے پر
سوار ہوا - اور بی بی کو ساتہہ لیا - اور چند رفیق ہمراہ لئے - جنکے پاس گہوڑی
بہی پوری نہ تہی - مرزا تاردی بیگ نے اسوقت بہی آنکہون پر ٹہیکری رکہی کہ گہوڑا
مانگے ندیا - اور نہ خود ساتہہ گیا - غرض پادشاہ عراق کی طرف روانہ ہوا ہی تہا کہ
مرزا عسکری پادشاہی خیمہ مین داخل ہوا - اور جب پادشاہی خیمہ خالی پایا تو یہہ کہا
کہ مین اوسے اپنا بہائی سمجہہ کر ملنے کیواسطے آیا تہا - وہ کچہہ اور سمجہا - تمام مال اسباب
اور لشکر سپاہی اور شاہزادہ اکبر کو ساتہہ لیکر ۱۴ - دسمبر ۱۵۴۳ء کو قندہار روانہ ہوا
اور اکبر کو اپنی بی بی سلطان بیگم کے حوالہ کیا کہ جنے اوسکو مالی طرح پالا پوسا
- کیا خدا کی قدرت ہی کہ اکبر کی پرورش کے واسطے جانی دشمن ماں باپ بن گئے -
اس برے وقت مین ہمایون کے ساتہہ صرف بائیس رفیق تہے - اونمین کوئی ایسا
نہتا جو راہ پہچانتا ہو - کچہہ تہوڑی ہی دور چلے ہونگے کہ اس ہولناک سفر مین خدا نے
یہہ تائید کی کہ ملک ہاجی بلوچ کو بہیجدیا - وہ رہزنون کا قافلہ سالار تہا - راہ خوب
جانتا تہا - اوسکی رہبری سے قلعہ باباجی مین پہنچنے کا اتفاق ہوا - یہہ قلعہ ملک
گرمسیر مین واقع ہے - یہان سب سے بڑا سردار میر عبد الحی تہا - اوسنے مہمانداری

خوب کی اگرچہ وہ خود حاضر نہین ہوا - انہین حدود مین خواجہ جلال الدین محمود مرزا عسکری کی طرف سے تحصیل خراج لینے آیا ہوا تہا - وہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور نقد وجنس جو اوس پاس تہا وہ بادشاہ کی نذر مین دیا - اس مقام مین بہی بہائیون نے چین نہ لینے دیا - خوف وخطر ہر وقت اونکا لگا رہتا تہا اسلئے وہ خراسان اور عراق کی طرف متوجہ ہوا - اب اس سفر کا بیان پیچہے لکہینگے خاندان سور کا بیان بالفعل کرتے ہین ٭

نوین فصل
خاندان سور کا بیان
شیر شاہ کے حسب نسب اور آغاز عمر کا بیان

شیر شاہ کے باپ کا نام حسن خان اور دادا کا نام ابراہیم خان تہا - وہ سلطان بہلول لودی کے زمانہ مین ملک روہ سے آئے تہے - اس بادشاہ کو یہان کے افغانون پر نظر الطاف تہی اور اونکے ساتہہ بڑے سلوک کرتا تہا - اور اس خاندان کے سور ہونیکی وجہ تسمیہ یہہ تہی کہ سلاطین غور مین سے ایک شہزادہ محمد سور اپنا دیس چہوڑکر ملک روہ مین چلا آیا تہا - اگرچہ پٹہانون مین عادت نہ تہی کہ وہ اپنی لڑکیون کو غیر کُف مین بیاہین - مگر جب اونکو اس شاہزادہ کا عالی نسب ہونا ثابت ہوا تو اونہون نے اپنی بیٹی سے شادی کردی - اوس سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ افغان سور کہلائے اور وہ اپنے تئین اس غوری ہونیکے سبب سے سب سے بہتر جانتے تہے - ابراہیم خان کو یہہ فخر تہا کہ وہ سلاطین غور کی اولاد مین سے ہی - غرض ابراہیم خان ہندوستان مین آیا

اور سلطان بہلول کے سردار مہابت خان حاکم ہریانہ کا ملازم ہوا - اور پرگنہ بجوارہ
مین مقیم ہوا - بعد اسکے حصار فیروزہ کے حاکم جمال خان سارنگ خانی کا ملازم ہوا
- اس حاکم نے اوسکو پرگنہ نارنول مین کئی گانون اور چالیس گھوڑون کا جاگیردار
بنایا - اور شیر خان کا باپ حسن خان خان اعظم وزیر سلطان بہلول کا ملازم ہوا
پھر عمر خان جاگیردار لاہور کا خادم ہوا - اوسنے کئی دہات جاگیر مین پرگنہ شاہ آباد
مین دیدئے - اب کوئی کہتا ہی کہ پرگنہ بجوارہ مین اور کوئی کہتا ہے کہ نارنول مین
شیر خان پیدا ہوا - اور اوسکا نام فرید خان رکھا گیا - ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات
فرید خان ہنوز لڑکا ہی تہا کہ اوسنے باپ سے تقاضا کرکے باپ کو اس بات پر آمادہ کرایا
کہ اوسکو عمر خان پاس کسی خدمت پر مامور کرنیکے لئی لیجائی - جب باپ بیٹے کو لایا تو
عمر خان اس کم عمر لڑکے کی لیاقت کو دیکھکر بڑا خوش ہوا - اور ایک گانون جاگیر کا
عطا کیا - اور کہا کہ جب بڑی ہوگی تو عمدہ خدمت ہی پاؤگے ابہی بچے ہو کسی خدمت
کے لائق نہین - ابراہیم خان نارنول مین مرگیا تو حسن خان جمال خان حاکم فیروزہ حصار
کی خدمت مین چلا آیا - اور خدمات شائستہ بجالایا - اور جب جمال خان کو سلطان
سکندر لودی نے بارہ ہزار سوار کا جاگیردار بنایا تو اوسنے حسن خان کو پرگنہ سہسرام
حاجی پور اور ٹانڈہ دیکر پانچ سو سوارونکا جاگیردار بنایا - اب اسکے آٹھ بیٹے ہے
- دو فرید خان اور نظام خان تو بی بی سے اور باقی چھ لونڈی کے جنے - حسن خان
ایک لونڈی پر ایسا فریفتہ تہا کہ نہ وہ فرید خان کی بات پوچہتا تہا نہ اوسکی ماں کے
حال پر توجہ کرتا تہا - بعض اوقات فرید خان کو نہایت سخت سست کہہ بیٹہتا تہا
آخر کار باپ کا یہہ حال دیکہہ کر فرید خان خفا ہوکر جونپور مین جمال خان پاس چلا گیا

حسن خان نے جلال خان کو لکھا کہ فرید مجھسے رنجیدہ خاطر ہوکر آپ پاس چلا آیا ہے اوسے سمجھا کر میرے پاس بھیجدیجے۔ اور اگر وہ میرے پاس آنیکے لئے راضی نہ ہو تو آپ ہی اوسکی تہذیب اخلاق و تحصیل علم کی طرف توجہ فرمائیے۔ جمال خان نے فرید خان کو سمجھایا کہ بیٹا باپ پاس چلے جاؤ۔ مگر اوسنے یہہ جواب دیا کہ تحصیل علوم اور اکتساب فنون کیواسطے جون پور سہسرام سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ یہان سیکڑون عالم اور ہنرون کے ماہر موجود ہین۔ غرض یہین رہا۔ اور تحصیل علم مین رات دن مصروف ہوا۔ سعدی کی تصنیفات زبان پر تہین سکندر نامہ سارا یاد تہا۔ علم انشا اور تاریخ مین خوب آگاہ تہا۔ تاریخ کا شوق اوسکو مرتے دم تک گیا +

تہوڑے دنون بعد یہہ اتفاق ہوا کہ حسن خان جمال خان پاس جونپور مین آیا۔ اوسکو بہائی بندون اور رشتہ دارون نے اس بات پر بڑی لعنت ملامت کی کہ لونڈی کے پیٹ مین پہنسکر فرید جیسے لایق بیٹے کو گہر نکالا دیا۔ غرض برادری نے باپ بیٹون مین صفائی کرادی۔ اور کئی مہینہ تک وہ دونون ایک جگہ رہے۔ اور باپ نے بیٹے کو جاگیر پر بہیجا۔ جاتی وقت اوسنے یہہ کہا کہ مین یہہ جانتا ہون کہ ساری عالم کا مدار عدالت پر منحصر ہے۔ اب مین جاتا ہون۔ عدالت ہی کام کرونگا خواہ کوئی اپنا ہو یا پرایا ہو مین عدالت کی نزدیک سکو برابر سمجھونگا۔ سرکشون اور متمردونکو بغیر سزا نہین چہوڑونگا۔ یہہ بات بیٹے سے باپ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ جو تیرا دل چاہے سو کر مین تیرے کئی ہوئی کام مین دخل نہ دونگا۔ وہ اپنی جاگیر مین آیا۔ دو پرگنون کا کام اوسکے سپرد ہوا تہا۔ اوسنے تمام مقدم اور کاشتکار اور پٹواری اور اپنے سپاہی بلائے۔ اور پہلے سپاہیون سے یون مخاطب ہوا کہ باپ نے مجھے تم پر حاکم مقرر کیا ہے۔ موقوفی بحالی تمہاری میرے ہاتہہ مین ہے

مین ہر طرح سے ان پرگنون کی ترقی اور بہبودی چاہتا ہون - اسمین میری نیکنامی
ہے اور تمہاری لئے بہلائی ہے - بعد اسکے مقدمون سے اونے کہا کہ جسطرح اپنا
فائدہ دیکھو زر مال گزاری ادا کرو - خواہ بٹائی کر دخواہ نقدی دو - اسپر بعض مقدمون
نے عرض کیا کہ کوئی دستاویز سرکار سے مرحمت ہوجکے موافق ہم جمع سرکاری ادا
کرین - کسی نے کہا کہ نقدی دینگے کسی نے بٹائی کے لئے کہا - غرض آخر یہہ امر قرار پایا کہ
پٹہ قبولیت لکھا جائے - اور زمین پر محصول زر دے پیمائش مقرر ہو - اور محصلین محصول کے
واسطے تحصیلانہ معین ہون - پھر اونسے مقدمون سے یہہ کہا کہ سارے ملک کی سرسبزی زراعت
پر موقوف ہے - اور زراعت کا سارا مدار کاشتکارونپر ہے - جسقدر وہ مرفہ الحال ہونگے
اوسیقدر زمین کو زرخیز کرینگے - جو جو ظلم اور ستم تم اونپر کرتے ہو مین خوب جانتا ہون
اسلئے مین نے زمین پر زر محصول اور محصلانہ از روی پیمائش مقرر کیا ہے - جو کچھہ مین نے
مقرر کیا ہے اگر اوسسے زیادہ ایک پھوٹی کوڑی لوگے تو تم جانوگے - پھر حساب کے
مواخذہ مین گرفتار ہوگے - محصلانہ کا حساب میرے روبرو ہوگا تاکہ تحصیلدار ظلم تم پر
نہ کرسکین - جو حقوق تمہارے کاشتکارون پر ہین وہ مین تم کو دلاؤنگا - فصل
خریف کا روپیہ خریف مین اور فصل ربیع کا روپیہ ربیع مین لونگا - اسطرح روپیہ لینے
مین زر باقیات کا جھگڑا زمیندار اور کاشتکار اور سرکار کے درمیان سے اوٹھہ جائیگا -
یہہ حاکم پر واجب ہے کہ پیمائش زمین کے وقت جسقدر رعایت کاشتکار کے ساتھہ ممکن
ہے کرے - مگر تحصیل محصول کے وقت رعایت کا نام نہ لے - کوڑی کوڑی پائی پائی وصول
کرے - اگر کاشتکار روپیہ ادا کرنمین شرارت کرینگے تو مین اونکو سزا قرار واقعی دونگا
- بعد اسکے پھر کاشتکارون ورعایا کی طرف متوجہ ہوا اور اونسے کہا کہ مین دل و جان سے

تمہارا خیر خواہ ہون جس بات کی تمکو ذرا بھی تکلیف ہو مجھسے عرض کرو۔ مین اوسکا علاج کردونگا۔ مین تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جانتا ہون۔ خیر یہہ پند و وعظ سناکر سب کو رخصت کیا۔ اور پھر اپنے باپ کے افسرونکو سمجھانے لگا کہ اگر غور سے دیکھو تو تمام ملک کی دولت مندی اور بہبودی اور سرسبزی و شادابی کاشتکاری پر منحصر ہے۔ اسلیے مینے کاشتکارون کی خوب دلجمعی کرکے رخصت کیا ہے۔ تمہارو نہ ظلم اور ستم کسیطرح کا نکرنا۔ اگر کاشتکارون پر سختی اور ظلم ہو تو پھر اونسے زمین کا محاصل لینا بڑی ناانصافی اور بے شرمی ہے جس رعایا اور کاشتکارون کی بدولت ہم اپنا پیٹ پالتے ہون اونکی حفاظت اور رعایت ہم پر فرض و واجب ہے۔ بعض مینداریہان ایسے متمرد ہین کہ نہ وہ حاکم کو کچھہ سمجھتے ہین نہ اوس پاس آتے ہین۔ نہ زر واجب الادا ادا کرتے ہین۔ کاشتکارون سے جسطرح چاہتے ہین دباکر روپیہ وصول کرتے ہین۔ اب مین ایسی سرکشون کا سر کاٹنا چاہتا ہون تو بتاؤ اب کیا کرون۔ اوسپر سب افسرون نے عرض کیا کہ حضور تھوڑے دنون صبر فرمائین۔ مدت سے سپاہ حسن خان کے ساتھہ گئی ہوئی ہے۔ اب وہ عنقریب آنیوالی ہے۔ اوسپر فرید خان نے کہا کہ مین ایک لمحہ بھی صبر نہین کرسکتا۔ خلق خدا پر جو ظلم ہو رہا ہے وہ ایک گھڑی بھی نہین دیکھہ سکتا۔ غرض یہہ کہکر سب امیرون کو حکم دیا کہ دو سو گھوڑے لسکر میری پاس بھیجدین۔ گھوڑے مع سپاہ جمع کیے اور پھر سارے اپنی بھائی بند جو پرگنون مین بے جاگیر پڑے تھے اونکو بلا بھیجا۔ اور خورا اور پوشاک کا وعدہ کیا۔ اور سرکشون سے جو کچھہ ہاتھہ لگے گا اوسکے دینے کا عہد و پیمان کیا پھر کاشتکارون کو لکھہ بھیجا کہ تھوڑے دنون کیواسطے گھوڑے ہتیار بھیجدو۔ اونھون نے ہر ایک گانون سے ایک دو گھوڑے کسے کسائے بہت خوشی سے بھیجدئے۔ غرض گھوڑے

اور سپاہی یون جمع کرکے سرکشون کو ٹھیک بنانا شروع کیا۔ اور اونکے زن و بچہ کو گرفتار کیا۔ اور کہدیا کہ کیا تو کوڑی کوڑی سرکاری مال گزاری کی ادا کردینمین بیچہ بال بچے بیچے جائینگے۔ جن زمینداروں نے عفو تقصیر کی درخواست کی اور روپیہ ادا کرنا اونسے فعل ضامنی لیکر اونکے بال بچونکو چھوڑ دیا۔ جو زمیندار قزاقی اور راہزنی کا پیشہ کرتے تہے۔ اور سرکارمین روپیہ کے نام خاک بہی نہ دیتے تہے اونکے دہات کو چارونطرف سے گہیر لیا۔ اور حکم دیدیا کہ جو مرد سامنے آئے مار ڈالو اور عورتون اور بچون کو گرفتار کرو۔ مویشی پکڑلو۔ کہڑی ہوئی زراعت کو برباد کرو۔ اور جنگلون کو کاٹ ڈالو کہ پہر اونکو چہپنے کے لئے کوئی جگہ باقی نرہے۔ ہرچند ان زمینداروں نے روپیہ کا لالچ دیکر معافی قصور کے لئے ہاتہہ پیر مارے مگر فریدخان نے ایک نہ سُنی اور کہا کہ تم بدمعاشون کا یہہ دستور ہے کہ جب اسطرح دب جاتے ہو تو روپیہ دیدی دلاکر بلاکو اپنے اوپر سے ٹالتے ہو اور پہر وہ کے وہی ہوجاتے ہو۔ غرض اسطرح ان دونون پرگنون کا وہ انتظام کیا کہ ساری رعایا مالامال ہوگئی۔ اور تمام مفسدون کے گہر بے چراغ ہوگئے۔ جسوقت کوئی کاشتکار فریاد لاتا اوسی وقت اوسکی داد رسی کے لئے ہمہ تن مصروف ہوجاتا۔ اس عدالت اور انتظام کے سبب سے فریدخان کا نام بڑا مشہور ہوگیا۔

حسن خان جب اپنے ان پرگنون مین آیا۔ اور اپنے بیٹون فرید اور نظام کا یہہ انتظام دیکہا کہ خزانہ معمور ہے رعیت شاد اور ملک آباد ہے تو خوشی کے مارے پھولا نہ سماتا تہا مگر عشق بری بلا ہوتا ہے۔ جسوقت پہر اپنی معشوقہ کی بغل مین گیا تو عقل کہان ہی بیٹون سے پہر بہش شروع کی۔ ہرچند اور عزیز و اقارب نے حسن خان کو سمجہایا کہ کہان تیری عقل گئی ہے ایک لونڈی کے کہنے سے تو اپنے لخت جگر سے جدا ہوتا ہے۔

مگر عشق عقل کی بات کب سننے دیتا ہی۔ فریدخان کو جب کوئی امید باپ سے نہ رہی تو وہ سیدھا آگرہ کو چلا۔ اسوقت سلطان ابراہیم کے ہان دولت خان کا بڑا طوطی بول رہا تھا فریدخان اوسیکے پاس پہنچا۔ اور ایسی خدمات بجالایا کہ دولت خان کے دل مین اوسکی جگہ ہوگئی۔ جب اوسنے دولتخان کو اپنے حال پر مہربان دیکھا تو اوسکو لکہا کہ میان حسن خان بوڑہا ہوگیا ہے۔ ایک بندوکے بس مین ایسا پھنس گیا ہے کہ جو وہ کہتی ہے وہی کرتا ہے۔ اور اس سبب سے تمام پرگنون مین ایک آفت برپا ہوتی ہے۔ اگر پادشاہ ہم دونون بہائیون کو جاگیر دیدے تو ہم باپ کی طرح اوسکی حضور پانچ سو سوار سے کیا کرینگے۔ جب دولتخان نے ابراہیم سے ان دونون بہائیون کی سفارش کی تو پادشاہ نے کہا کہ ایسے آدمی اچھے نہین ہوتے جو اپنے باپ کی شکایت کرین دولتخان نے پادشاہ کا جواب فریدخان کو سنادیا۔ مگر یہہ بہی اوسکے ساتہہ کہدیا کہ اگر میرا دم مین دم ہے تو ایک دن یہہ جاگیر پادشاہ سے دلادون گا۔

فریدخان کو اپنی ریاست کا ملنا اور وہانسی نکلنا اور باپ سے آملنا

تہوڑے دنون بعد حسن خان نے انتقال کیا۔ سوم کے روز باپ کی پگڑی سلیمان کے سر پر بندہی۔ مگر نظام نے اس پگڑی کو اوتار لیا۔ اور کہا کہ بڑے بہائی فرید کے ہوتے اس دستار کا حق تو نہین رکہتا۔ جو کچہہ ہوچکا ہوچکا۔ اب اپنے بڑے بہائی فرید کی اطاعت قبول کر۔ اور فقط اپنی جاگیر پر قانع ہو۔ سلیمان نے کہا کہ مین بڑے صاحب بہائی کا تابع ہون اگر وہ مجہے چہوٹا بہائی سمجہین اور اخلاص سے رہین۔ اب یہان دولت خان کی بدولت سلطان ابراہیم کا فرمان اس جاگیر کا فریدخان کو مل گیا اور وہ خوشی خوشی اپنی ریاست مین آیا۔ سب چہوٹے بڑے استقبال کو گئے۔

یہہ دیکھہ کر سلیمان خفا ہوگیا۔ محمد خان سور کے پاس چلا گیا۔ یہہ پندرہ سو سوار رکھتا
جاگیردار پرگنہ چاندہ مین تہا۔ اوسکی حسن خان سے ہمیشہ ان بن رہتی تہی وہ یہہ
چاہتا تہا کہ اوسکی اولاد مین تلوار چلے تو اچہا ہے۔ سلیمان نے اوسکی بڑی خوشامد
کی کہ آپ ہی اس خاندان مین سب کے بزرگ ہین مجہے آپ کی بزرگانہ عنایت سے
امید ہے کہ میری کاربراری ہوجائیگی۔ محمد خان سور نے کہا کہ بابر اور ابراہیم کی
لڑائی ہورہی ہے۔ اگر ابراہیم فتحیاب ہوا تو اوسکے حکم سے جاگیر تجہے دلادونگا۔
اور اگر بابر فتحیاب ہوا تو لڑکر جاگیر دلادون گا۔ سلیمان نے کہا کہ مجہے اس انتظار کا
صبر نہین۔ سب میرے آدمی اور بارا آوارہ اور سرگردان ہین محمد خان نے ایک ایلچی
فرید خان پاس بہیجا اور بہائیون مین باہم مصالحت کا پیغام دیا۔ فرید خان نے
جواب دیا کہ جسطرح تقسیم جاگیر کی باپ کے زمانہ مین ہوچکی مجہے منظور ہے۔ اپنی جاگیر
مین سے کچہہ دینا پسند نہین۔ جب یہہ جواب آیا تو محمد خان سور نے سلیمان سے کہا کہ
اب مین لڑکر تجہے جاگیر دلادیتا ہون۔ جب فرید خان کو اسکی خبر ہوئی تو اپنی فکر پڑی
اس بات کا انتظار رہتا کہ ابراہیم اور بابر کی لڑائی کا کیا انجام ہوتا ہے۔ اگر ابراہیم
کی فتح ہوئی تو اوسکے فرمان کے سامنے کسکی چلے گی۔ اور اگر خدانخواستہ مغلونکو
فتح ہوئی تو کسی ایسے زبردست کا دامن پکڑنا چاہئے کہ اوسکے سامنے محمد خان سور کی
کچہہ حقیقت نہ ہو۔ اسی اثنا مین خبر آئی کہ ابراہیم کو شکست ہوئی۔ پس وہ اپنے
متصولے کے موافق بہار خان ولد دریا خان لوہانی حاکم بہار پاس چلا گیا۔ اس حاکم
نے سلطان ابراہیم کے مرتے ہی اپنے تئین پادشاہ بنایا اور خطبہ پڑہوایا اور سلطان محمد
اپنا لقب رکہا۔ فرید خان اسکا نوکر ہوگیا۔ ایک دن سلطان محمد شکار کو گیا تہا۔

وہان فرید خان نے ایک شیر شمشیر سے مارا۔ اسپر بادشاہ نے اوسکو شیر خان کا
خطاب دیا۔ سوا اراس جوانمردی کے اور خدمات وہ اس بادشاہ کی ایسی بجالایا
کہ اوسنے اپنے چھوٹے بیٹے جلال خان کا اتالیق مقرر کیا۔ ایک مدت کے بعد وہ رخصت
لیکر اپنی جاگیر مین آیا۔ رخصت منقضی ہوگئی وہ اپنے گھر پڑا رہا۔ اسپر سلطان محمد کو
خیال ہوا کہ وہ کیون زیادہ مدت تک گھر رہا۔ محمد خان سور ایسے موقع کی گہات مین
بیٹھا ہوا تہا۔ اوسنے بادشاہ سے عرض کیا کہ شیر خان بڑا مکار دغاباز متفنّی ہے
وہ اپنے گھر مین اسلئے بیٹھا ہے کہ بادشاہ محمود بن سلطان سکندر کا انتظار دیکھتا ہے
۔غرض کچھہ ایسا لگایا بجہایا کہ سلطان محمد اوسسے بگڑ بیٹھا۔ اور اوسنے عرض کیا
کہ آپ سلیمان کو اوسکی جاگیر پر بہیجدیجے وہ ابہی پیٹ پکڑے چلا آئے گا۔ اوسکی
خدمات نمایان ایسی سلطان محمد کے دل سے نہین اوترگئی تہین کہ وہ یہہ حکم دیتا۔
مگر اوسنے محمد خان سور کو یہہ حکم دیا کہ وہان جاکر بہائیون مین جاگیر انصاف اور
عدالت کی موافق تقسیم کردے۔ یہہ حکم سنتے ہی وہ اپنی جاگیر چاندہ مین آیا۔ اور
شیر خان کو دھمکی سے یہہ کہلا بہیجا کہ تو مدت سے بہائیون کی حق تلفی کر رہا ہے
اب مناسب ہے کہ اونکا حق دیدے۔ اسکا جواب اوسنے یہہ لکہا کہ یہہ ہندوستان کا
ملک روہ کا ملک نہین ہے کہ وہان باپ دادا کی میراث شرع کے موافق تقسیم ہو
یہان حق اور ملک اوسکا ہے جسکے ہاتہہ مین تلوار ہے جسکی لاٹہی اوسکی بہینس۔

شعر ملک بمیراث نگیرد کسے ✣ تا نستاند بکف تیغ دو دستی بسی ✣

مین فرمان شاہی کے موافق خواص پور ماندہ سہسرام پر قابض ہون اوسمین
سے کسی کو چیہ بہر مین نہ دونگا۔ جب یہہ جواب وہ کہا پہیکا محمد خان سور نے سنا تو

اوسنے سلیمان کو بڑی جمعیت بہم پہنچا کر شیر خان سے لڑنیکے لئے بھیجا۔ خواص پور
پر شیر خان کے غلام سے لڑائی ہوئی۔ اور اس غلام کو شکست ہوئی۔
اب شیر خان نے دیکھا کہ اڑائی بھڑائی سے کام نہین نکلے گا۔ سلطان محمد پاس ہی
جانا مناسب نہین۔ وہان محمد خان سور کو معلوم نہین کیا موقع اوسکی سربراہی کا
ملے۔ اسلئے اوسنے یہہ مناسب جانا کہ وہ جنید برلاس پاس جو بابر کی طرف سے
جونپور کا حاکم تہا چلا جاے۔ چنانچہ اس معاملہ مین اوسنے بہت سی رسل رسائل
بہیجے اور عہد و پیمان کئے۔ بہت سے تحفہ تحائف ساتہہ لئے۔ اور وہان جا کر نذر
دی۔ اور اپنی تدبیرون اور حکمتون سے وہان حاکم سے تقرب حاصل کیا۔ اور اور
جنید برلاس کا دل ایسا خوش کیا کہ اوسنے جاگیر پر دوبارہ قبضہ پانیکے واسطے
بہت سی سپاہ اوسکو دیدی۔ اب محمد خان سور اور سلیمان نے دیکہا کہ اس شیر سے
مقابلہ کرنا ہمارے اختیار سے باہر ہے اسلئے اونہون نے رہتاس کے پہاڑون کا
راستہ لیا۔ اور شیر خان نے فقط اپنی ہی پرگنون پر قبضہ نہ پایا۔ بلکہ چاندہ اور
اور پرگنون پر جو پہلے شاہ دہلی سے تعلق رکہتے تہے تصرف کیا۔ جب یہہ اپنا
سکہ جما چکا تو اوسنے اپنی قوم کے آدمیون کو جو ادہر ادہر پہر گئے تہے بلایا۔
اور اونکو پہلے سے دوچند جاگیر دینے کا وعدہ کیا۔ اور کہا کہ مینے اپنا انتقام بہائیون
سے لیلیا۔ ہم اب ہم سب ایک ہین۔ محمد خان سور کو بہی لکہا کہ آپ میرے بزرگ
چچا ہین۔ مین آپکا خادم ہون۔ آپ تشریف لائیے۔ اور اپنے پرگنونکو سنبہالئے
میرے لئے اپنے ہی پرگنے کافی ہین۔ اسے محمد خان بڑا شرمندہ ہوا اور اپنی
جاگیر مین آیا۔ شیر خان کا نہایت ممنون منت ہوا۔ ایسی باتون سے شیر خان پاس

بہت سے سوار افغان جمع ہو گئے۔ اون سب کو اوسنے فہمائش کی اب تک پہلے بغض و حسد کو جانے دین۔ آپسمین محبت اور اخلاص پیدا کرین۔ پھوٹ اور بیر کا پہل برا ہوتا ہی۔ موانست اور محبت کا نتیجہ اچھا ہوتا ہے۔ غرض اب شیر خان سب طرح سے نخچت ہوا اور اپنے بڑے بھائی نظام خان کو جاگیر دی جنید برلاس پاس کڑہ مین پہونچا۔ وہ سوقت بابر کے پاس جاتا تہا وہ اسکو بہی ہمراہ لے گیا۔ اور بابر کی خدمت مین پیش کیا۔ وہان پادشاہی دولت خواہون مین یہہ بہی شمار ہوا۔ اور چندیری کے سفر مین پادشاہ کی ہمرکاب ہا۔ جب شیر خان نے سب رنگ ڈہنگ طرز طریقے مغلون کے دیکہے تو وہ اپنے یارون سے کہنے لگا کہ ان مغلونکا ہندوستان سے نکالدینا کچہہ بڑی بات نہین۔ یارون نے جانا کہ وہ خبطی ہوگیا ہے بڑہا ہنکتا ہے ہنسی سے پوچہا کہ کیونکر مغلونکا نکالنا سہل ہے۔ اوسنے جواب دیا کہ پادشاہ خود تو معاملات ملکی مین دخل دیتا نہین۔ وزیرون کے ہاتہہ مین ساری سلطنت کے کام رہتے ہین وہ ایسے خودغرض اور رشوت ستان ہین کہ حق نمک ادا نہین کرتے۔ افغانون مین صرف یہہ عیب ہے کہ اونمین اتفاق نہین۔ نفاق سے وہ اپنی اس حالت کو پہنچے ہین۔ اب انشاء اللہ تعالی اس نفاق کو مٹاتا ہون اور سب افغانون کو ایک دل بناتا ہون۔ اور ایک دن مغلون سے پادشاہی حاصل کرتا ہون۔ ایسی باتون پر یارلوگ قہقہے مارتے تہے اور اوسکو باولا جانتے تہے۔ ایک دن پادشاہ کے دسترخوان پر شیر خان کو کہانیکا اتفاق ہوا۔ وہان پہلے اوسکے آگے آئی۔ اوسنے اوسکے کانٹے جدا کرکے ایسی عقلمندی سے کہانا کہایا کہ پادشاہ کی نظر بہی اوسپر پڑی۔ اوسیوقت بابر نے خلیفہ سے سرگوشی کی کہ اس شیر خان کو نگاہ مین رکہہ۔ اوسکے چہرہ مہرہ پر آثار پادشاہی عیان ہین۔ مین نے ہزارون رئیس اور امیر افغان دیکہے ہین مگر یہہ سطوت اور حشمت و شوکت

کسی اور کی صورت مین نہین دیکھی۔ جب سے میری نظر اوسپر پڑی ہے میرا دل اوسکے قید کرنیکو چاہتا ہے۔ اسپر جنید برلاس نے خلیفہ سے شیر خان کی بڑی سفارش کی۔ اور وزیر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ نہ اوس پاس سپاہ نہ کچھہ اور سامان ہے۔ وہ حضور کو کیونکر تکلیف پہونچا سکتا ہے اگر حضور اس افغان کو قید مین ڈالین گے تو اور افغان حضور پر اعتبار نکرینگے

شیر خان کا دوبارہ سلطان محمد پاس جانا اور بہار کا بالکل مالک بننا

شیر خان سمجھہ گیا کہ بادشاہ کی بری نظر اوسپر ہے۔ اور اوسکو کچھہ ایسا وہم پیدا ہوا کہ بے رخصت اپنی ریاست کو چلا آیا۔ اور جنید برلاس کو لکھہ بہیجا کہ مین نے سنا ہے کہ محمد خان سور نے سلطان احمد کو لکھا ہے کہ فوج میری پر گنون مین بہیجدے۔ یہہ خبر سنکر مضطر بانہ بے اجازت چلا آیا ہون۔ اب اوسنے مغلون کیطرف سے دل اوٹہایا۔ اور پہر نظام کو لیکر سلطان محمد کی خدمت مین حاضر ہوا۔ یہان پہر اوسپر عنایت پر عنایت ہونے لگی۔ اور جلال خان کا اتالیق بنا۔ تہوڑے دنون بعد سلطان محمد کا انتقال ہوا۔ جلال خان اوسکا جانشین ہوا۔ اب بالکل سلطنت کے کامونکا اختیار بادشاہ کی ماڈودڑوا در شیر خان کو ہوا۔ کچھہ عرصہ بعد اس ماکا بہی انتقال ہوا اسلئے اب شیر خان اکیلا بالکل مختار رہوا +

گور اور بنگالہ کا بادشاہ سلطان محمود تہا۔ اوسکی طرف سے حاجی پور مین مخدوم عالم حاکم تہا شیر خان اور وہ دانت کاٹی روٹی کہاتے تہے۔ بادشاہ مخدوم عالم سے ناراض ہوا قطب خان حاکم منگیر کو بہار کی تسخیر کے واسطے اور ان دونون دوست یک مغز دو پوست کے لئے روانہ کیا۔ شیر خان نے ہر چند صلح کے لئے منت سماجت کی مگر قطب خان نے ایک کی نسنی اسوقت شیر خان نے افغانون سے کہا کہ ایک طرف مغل ہین دوسری طرف بنگالی ہین انکے بیچ مین سے بچنا ہماری دلاوری اور مردانگی پر موقوف ہے۔ اوسپر سب پٹہانون نے کہا

کہ جب تک ہماری جان مین جان ہے میدان کو ہاتھہ سے نہ دین گے۔ غرض ایک
جنگ عظیم واقع ہوئی اور قطب خان کی جان گئی اور شکست ہوئی۔ شاہ بنگالہ کی ہاتھی
خزانہ مال اسباب بہت سا شیر خان کے ہاتھہ آیا۔ اور اب وہ پہلے سے زیادہ با اقتدار ہوگیا
۔ اس اقتدار کو دیکھہ کر لوحانی افغانون کا کلیجہ کباب ہونے لگا۔ اور اوسکے خراب کرنیکے
لئے سازشین اور منصوبے باندہنے لگی۔ بعض لوحانیون نے اسکی خبر شیر خان کے کان
تک پہنچادی۔ یہہ سرتیلا شیر اس بات کو سنکر پی گیا۔ چپکے چپکے اپنی جان و مال کی
حفاظت مین مصروف ہوا۔ بہت نئے سپاہی نوکر رکھے اور جاگیرین اونکو دیدین۔ اور
لوحانیون کی بات بہی نہ پوچہی۔ اس سبب سے وہ اور بہی جلکر خاک ہوئے۔ جب اس
سپاہ جدید کا انتظام ہوگیا اور اوسکو یقین ہوگیا کہ لوحانی اوسکا بال بیکا نہین کر سکتے
تو اوسنے علانیہ لوحانیون کی دشمنی کا اظہار کیا۔ جلال خان شاہ بہار سے عرض کیا
کہ شاہ بنگال کا ارادہ ہے کہ آج کل مین بہار کو لے لے۔ لوحانی چار پشت سے جاگیردار
چلے آتے ہین۔ آرام طلبی اونکی عادت ہوگئی ہے۔ لڑائی بہڑائی کے کام کے نہین رہے
اسلئے مینے یہہ نئی سپاہ بہرتی کی ہے۔ کہ شاہ بنگال کا حوصلہ اس کثرت سپاہ کو دیکہکر
پست ہوجائے۔ اور وہ بہار کی طرف رخ نہ کرے۔ لوحانی مجہسے دلی بعض رکہتے ہین
۔ میری عزت و جان کے خواہان ہین۔ اگر حضور مجہکو اپنا عزیز جانتے ہین تو اونکو میری
دشمنی سے منع کیجے۔ اور جو کچہہ وہ میرے معاملہ مین کہیں اوسی نہ سنئے۔ اتنک لوحانیونکو
سوروں پر غلبہ ہے۔ اور یہہ افغانون کا قاعدہ ہے کہ اگر ایک متنفس کے بہی چار رشتہ دار
زیادہ ہوتے ہین تو وہ دوسرے کی قتل و بے عزتی کے درپے ہوتا ہے۔ یہہ وقت بڑا
نازک ہے۔ اب آئندہ حضور کی خدمت مین بے پہرہ چوکی نہین حاضر ہون گا جلال خان نے

شیر خان کو سمجھایا کہ لوحانی بڑے بیوقوف ہین۔ جو جی مین آتا ہے زبان سے بکا کرتے ہین۔ اور خاک کچھ نہین کرتے۔ تیری اون سے صفائی کرائے دیتا ہون۔ یہہ کہہ کر شیر خان کو رخصت کیا۔ اور وہان لوحانیون سے جاکر کہا کہ شیر خان ہماری سب سازشون کے منصوبون سے واقف ہوگیا ہے۔ اب کیا کرنا چاہئے۔ غرض یہہ زمانہ ہی عجب بے وفائی اور بے حیائی کا تھا۔ جو باتین اسوقت مجلسون اور مشورون مین قرار پاتی تھین وہ لڑکون کی باتون سے کم نہ تھین۔ اب شیر خان نے جلال خان سے عرض کیا کہ لوحانیون کے دو فریق کر دینے چاہئین۔ ایک فریق کو تحصیل محصول کے لئے روانہ کیجے۔ اور دوسرے کو شاہ بنگال سے لڑنیکے لئے رہنے دیجے۔ اسوقت جو جو امور طفلانہ وقوع مین آئے اون کے بیان کرنیسے ہم کڑکے نہین بنتے۔ خلاصہ اس تمام کا یہہ ہے کہ جلال خان لوحانی شیر خان کے ہاتھون سے ایسا تنگ ہوا کہ وہ اوسکے پنجے سے چھپا چھپا کر شاہ بنگال پاس چلا گیا۔ اب شاہ بنگال نے قطب خان پہلے سپہ سالار کے بیٹے ابراہیم کو سپہ سالار بنا کر بڑی دھوم دھام سے ایک سپاہ شیر خان پر حملہ کرنیکے واسطے بھیجی۔ یہہ شیر ہی ایسی جوانمردی اور دانشمندی سے لڑا کہ دشمنون کو شکست دی اور توپخانہ چھین لیا۔ اور ابراہیم مارا گیا۔ اور تمام سلطنت بہار کا وہ مالک بن گیا۔

قلعہ چنار پر شیر خان کا قبضہ

سلطان ابراہیم لودی نے چنار کا قلعہ تاج خان سارنگ خانی کو سپرد کیا تھا۔ خزانے پادشاہی یہین جمع ہوتے تھے۔ تاج خان اپنی بی بی لاڈو ملکہ کے ساتھہ بڑا لاڈ کرتا تھا۔ مگر اوسکے بطن سے کوئی اولاد نر نہ تھا۔ اور بی بیون سے اولاد تھی۔ اوسکے تین بھائی تھے وہی سارا کام ریاست کا کرتے تھے۔ اب سوتیلی اولاد کے

سازش کرکے لاڈو ملکہ کا کام تمام کرنا چاہا۔ اور مارنے مین کچھہ کسر باقی نہ رکھی کہ تاج خان ملکہ کی قسمت سے آگیا۔ اور اوسنے بیٹون کے مارنیکا قصد کیا۔ مگر اوسکا وار خالی گیا اور اولاد کا وار اوسپر چل گیا۔ بعد ازین پیغام سلام ہوکر اس ملکہ کی شادی شیر خان سے ہوگئی۔ اور اس سبب سے قلعہ چنار اور اوسکے ساتھہ بہت سی دولت دوہاتھہ آئی۔ اور اس دولت کی بدولت شوکت اور حشمت شیر خان کی بہت زیادہ ہوگئی۔ یہہ ملکہ بھی نہایت عاقل اور فرزانہ تھی +

بادشاہ محمود کا بہار مین آنا اور شیر خان کا دغا دینا

اسی عرصہ مین بادشاہ محمود سکندر لودی نے رانا سنگا کی رفاقت مین بابر سے شکست پائی۔ (اس لڑائی کا حال بابر کی تاریخ مین پڑھو) لودی افغانون کے امیر پٹنہ مین مجتمع تھے۔ اونہون نے محمود کو بلایا۔ وہ بہت سی سپاہ سے یہان آیا ہندون نے اوسکو بادشاہ بنایا۔ شیر خان نے دیکھا کہ محمود خان کی اعانت ضرور پٹھان کرینگے اسلئے وہ بھی محمود کی ملازمت کیواسطے حاضر ہوا۔ اس بادشاہ نے بہار کو امرا مین تقسیم کر دیا۔ اور شیر خان کو اس امر کا وثیقہ لکھہ دیا۔ کہ جب ہم جونپور فتح کرینگے تو ساری بہار اوسی کو دیدینگے۔ کیونکہ یہہ اوسی کا حق ہے۔ اوسنے تلوار سے اوسکو فتح کیا ہے یہہ وثیقہ حاصل کر شیر خان اپنی ریاست سہسرام کو چلا گیا۔ سلطان محمود مغلون سے لڑنے جونپور چلا۔ اور شیر خان کو حاضری کا حکم بھیجا۔ اسکا جواب اوسنے یہہ بھیجا کہ مین لشکر کا سامان جمع کر رہا ہون۔ جسوقت سامان ہولیگا حضور کی خدمت مین حاضر ہونگا۔ اس جواب پر امیرون نے بادشاہ سے کہا کہ یہہ شیر خان بڑا روباہ باز ہے ہمیشہ سے مکاری اور حیلہ جوئی اوسکا پیشہ ہے۔ ضرور مغلون سے سازش کرتا ہے

اور اسیلئے بہانے بناتا ہے - ایسی باتین ان امیرون نے بنائین کہ پادشاہ لشکر سمیت
سہسرام کی طرف متوجہ ہوا - شیر خان یہہ دیکھہ کر بڑا گھبرایا - اور اس بلا کے ٹالنے کی
لئیے پادشاہ کی خدمت مین دوڑا آیا - اور بہت سے تحفہ تحالف ہمراہ لایا - اور ایک دعوت
ایسی دھوم دھام سے کی کہ پادشاہ کے دل سے سب کدورت رفع ہوئی - اور سپاہ کو تیار کر
پادشاہ کے ہمراہ ہوا - اور جونپور کی طرف روانہ ہوا - مغل جونپور کو خالی کر کے بھاگ گئے
- پادشاہ محمود یہان چند روز مقیم رہا - اور سارا ملک کڑہ مانک پور تک قبضہ مین لایا
اب مغلون سے لڑائی کے وقت جو کام شیر خان نے کیا اوسکا حال تاریخ ہمایون مین
دیکھو - اب شیر خان کا ستارۂ اقبال چمکا کہ جو پٹھان اوسکے نام سے بیزار تھے اب
وہ آن آنکر خدمت گار بنتے تھے - بہادر شاہ گجراتی کی شکست کے بعد جتنے پٹھان دانے
تھے وہ سب اوسکی خدمت مین حاضر ہوئے - اب اوسکے نام کے ساتھہ حضرت عالی کا
لفظ اور زیادہ ہوا +

شیر خان کا حملہ بنگالہ پر

جب ناصب شاہ پادشاہ بنگالہ نے انتقال کیا تو سلطان محمود کو امرا نے پادشاہ بنایا
مگر اوسمین سلطنت کی قابلیت خاک نہ تھی - اسلئے ملک مین خلل پر خلل پیدا ہوا - اسلئے
شیر خان کا حوصلہ ملک بنگال کے فتح کرنے کا پیدا ہوا - اوسنے تین سو من سونا بی بی
فتح ملکہ سے لیا - اور لشکر کو آراستہ کیا - اس بی بی فتح ملکہ کا باپ میان محمد معروف
بہ کالا پہاڑ تھا - جسکو سلطان بہلول نے اودہ کی سلطنت دی تھی اس عورت پاس دولت کا
کچھہ ٹھکانا نہ تھا غرض اس دولت پر بھی شیر خان نے اپنی تدبیر سے قبضہ کر لیا تھا -
اور اوسکے سبب سے بنگالہ پر لشکر حملہ کرنیکے لئیے خوب آراستہ ہو گیا تھا - اب اوسنے

بنگالہ پر حملہ کیا۔ اور سیکری گڈھی تک بنگالیون کو شکست دیکر ملک پر قبضہ کر لیا۔ پادشاہ محمود بھاگ کر حصار گورمین متحصن ہوا۔ شیر خان نے اوسکا پیچھا کیا۔ اور اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اسی کام مین مصروف تہا کہ ہمایون نے اوسپر لشکر کشی کی۔ اس لشکر کشی اور شیر خان کی لڑائیون کا بیان ہمایون کی تاریخ مین پڑہ آئے ہو۔ اوسکا بیان کرنا ضرور نہین مگر صرف ایک جگہ ہم نے یہہ لکہا ہے کہ قلعہ رہتاس کو اوسنے فریب سے لیا اوسکا ذکر کرنا ضرور ہے +

قلعہ رہتاس پر شیر خان کا قبضہ

جب قلعہ چنار پر ہمایون لشکر کشی کر رہا تہا۔ تو شیر خان اپنے اہل و عیال کو لیکر جہارکنڈا کی طرف چلا۔ قلعہ رہتاس کا راجہ ہرکشن اور اوسکا نائب چورامن دونو اوسکے بڑے دوست تہے۔ چورامن ایک بڑا لایق عالم پنڈت تہا۔ وہ پہلے بہی شیر خان کے بہائی نظام خان کے اہل و عیال کو اس قلعہ مین پناہ دے چکا تہا غرض اس اتحاد اور وداد پر اوسنے راجہ کو لکہا کہ یہہ وقت بڑا نازک ہے۔ آپکی کمال عنایت ہوگی اگر تہوڑے دنون کے لئے آپ اپنا قلعہ مجہے مستعار دین۔ یہہ احسان آپکا عمر بہر نہ بہولون گا۔ پنڈت چورامن نے جواب لکہا کہ آپ یہان تشریف لائین۔ قلعہ آپ کے لئے موجود ہے۔ مگر جب چہارکنڈا سے شیر خان چلا۔ تو راجہ کی مت بدل گئی۔ اور وعدہ سے پہر گیا۔ اور کہنے لگا کہ پہلے جو نظام خان کو مین نے قلعہ مانگے دیدیا تہا تو وہ اور زمانہ تہا اور کچہہ اور بات تہی اب کچہہ اور حال ہے پہلے مین قوی اور وہ ضعیف تہا۔ اب معاملہ بالعکس ہے۔ اگر قلعہ لیکر وہ نہ دے تو اب مین خالی نہین کر سکتا۔ یہہ مضمون پنڈت نے شیر خان کو لکہا۔

وہ اس وعدہ خلافی سے بڑا حیران اور پریشان ہوا - پھر راجہ کو لکھا کہ آپ کے
وعدہ کے بھروسہ مین مین یہان سے چلا ہون - اگر ہمایون پادشاہ اس بات کو سنیگا
تو میرے ساری مال بچون کو گرفتار کرلے گا - اور یہہ عذاب قیامت تک آپ کی گردن
پر رہے گا - اور پنڈت کو یہہ بھی لکھا کہ کسی تدبیر سے راجہ کو سمجھا کر قلعہ دلوا دیجے
اگر قلعہ راجہ نہ دیگا تو مین ہمایون سے صلح کرلون گا - اور پھر مین اور وہ دونون
ملکر راجہ سے سمجھ لینگے - اب پنڈت جی نے راجہ کو اونچ نیچ دکھائی - اور کہا کہ اگر
راجہ قلعہ نہ دیگا تو مین زہر کھاکر آپ کی بڑی ڈیوڑی پر ہتیا دونگا - خیر راجہ نے
چورامن کی درخواست قبول کرلی - مگر شیر خان کو اس درخواست منظور کرنیکی تو
خبر نہ آئی مگر یہہ خبر آئی کہ خواص خان قلعہ گور کی خندق مین ڈوب کر مر گیا - اور قلعہ
چنار ہمایون کے حوالہ کیا گیا - شیر خان اسوقت نہایت مضطرب ہوا - اور خواص خان
کے چھوٹے بھائی مصاحب خان کو خواص خان کا خطاب دیکر قلعہ گور پر روانہ کیا - اور
یہہ قلعہ جلال خان اور اس خواص خان نے فتح کرلیا - جب یہہ فتح حاصل ہوئی تو پنڈت
چورامن بھی شیر خان پاس آئے - اور اوسکے تمام اہل و عیال کو قلعہ کے اندر لے گئے
اور شیر خان بھی قلعہ کے اندر گیا اور خدا کا شکر بجا لایا کہ اگر قلعہ چنار ہاتھ سے گیا تھا
تو خدا نے اوسکا نعم البدل قلعہ عطا کیا - مگر اس قلعہ کا لے لینا یون مشہور ہے کہ
شیر خان نے راجہ پاس بہت سے آدمی تحفہ تحائف دیکر بھیجے - اور یہہ لکھا کہ سوا عورتو
اور خزانے کے کوئی مرد قلعہ کے اندر نجائیگا - اگر بنگالہ فتح ہوگیا تو مین اس احسان کا
شکر ادا کرون گا اور اوسکا عوض دونگا - اور اگر خدانخواستہ معاملہ بالعکس ہوا
تو میرے اہل و عیال و خزانہ سب راجہ پاس ہے گا اور دشمنونکے ہاتھ سے بچیگا

راجہ نزانہ کی طمع مین آگیا۔ اور اس بات کو منظور کر لیا۔ اب شیر خان یہہ دانو کھیلا کہ ایک ہزار ڈولیان بنوائین۔ اور تہوڑے ڈولیون مین کچھہ عورتین سوار کرائین اور باقی مین دو دو سپاہی بٹہائی۔ عورتون کی ڈولیان آگے رکہین اور خواجہ سرا اونکے ساتہہ کئے اور سپاہیونکی ڈولیان پیچہے رہین۔ اور پانچ سو آدمیون کے سر پر تہیلیان ٹکون کی بہر کر رکہہ دین اور ایک چوبدستی اونکے ہاتہہ مین دیدی غرض اس دہوکہ اور فریب سے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اور بیچارا راجہ قلعہ چہوڑ کر بہاگ گیا۔ یہہ فریب شیر خان کا بڑا مشہور ہے۔ مگر مصنف تاریخ شیر شاہی کا بالکل بطلان کرتا ہے۔ اور لکہتا ہے کہ یہہ داستان بالکل بے اصل ہے ٭

شیر شاہ کا پنجاب پر قبضہ اور بنگال مین جانا

ہم پہلے لکہہ آئے ہین کہ شیر شاہ کی صلاح اور مشورہ اور سازش سے کامران پنجاب سے گیا تہا۔ جون ہی وہ یہان سے گیا کہ سارا صوبہ پنجاب شیر شاہ کا مطیع اور فرمانبردار ہوا اس سارے صوبے کا بندوبست کیا۔ اور اپنے بہائی بندون کو بڑی دریادلی سے جاگیرین عطا کین۔ گکڑون کی قوم یہان بڑی سرکش مشہور تہی۔ اوسکا سردار سارنگ گکہڑ بادشاہ کی خدمت مین بہی نہین حاضر ہوا تہا۔ اسلئے بادشاہ لشکر سمیت اون پہاڑون مین پہرا جو اس قوم کا ملاذ اور ملجا تہے۔ اور ایک مقام منتخب کر کے وہان بڑا مستحکم قلعہ تعمیر کرایا۔ اور اوسکا نام رہتاس گڈہ اوسی قلعہ کے نام پر جو صوبہ بہار مین تہا رکہا۔ اور تمام گکڑون کے ملک کو برباد کر دیا۔ اور سارنگ گکڑ کی بیٹی کو پکڑ کر خواص خان سے شادی کر دی۔ خیر یہہ یہان ہو ہی رہا تہا کہ بنگال سے خبر آئی کہ خضر خان حاکم بنگال نے سلطان محمود آخر بادشاہ بنگال کی بیٹی سے شادی کی۔ اور اس ملک کی

رسم کے موافق وہ ٹوکی پر بیٹھا۔ یعنے صدر نشین ہوا۔ اس خبر سے شیر شاہ کو دہشت ہوئی اور وہ خواص خان اور عیسی خان کو رہتاس مین چھوڑ بنگال مین آیا خضر خان اوسکے استقبال کے واسطے گیا۔ پادشاہ نے اوسے پوچھا کہ بغیر میری اجازت کی کیون تو نے سلطان محمود کی بیٹی سے شادی کی اور ٹوکی پر پادشاہان بنگال کی طرح بیٹھا کسی کام کا بغیر پادشاہ کی اجازت کے نہ ہونا چاہئے۔ یہہ کہکر اوسکے پیرون مین بیڑیان ڈال دین۔ اور ایسی سخت سزا دی کہ اوردن کو بھی عبرت ہوئی۔ پھر بنگالہ کو اضلاع مین منقسم کر دیا۔ اور ایسا خوب بندوبست کیا کہ آئندہ کے لئے فساد اور شورش کا اندیشہ باقی نہ رہا۔ اور اس بندوبست کے بعد پادشاہ آگرہ روانہ ہوا ✤

مالوہ کی فتح سنہ ۹۴۹ ۱۵۴۲

جب شیر شاہ آگرہ مین پہونچا تو شجاعت خان کا خط اس مضمون کا آیا کہ محمد قاسم حاکم گوالیار سے یہہ شرائط ٹھیری ہین کہ افغان قلعہ گوالیار کو لے لین۔ اور مغلون کو لشکر پادشاہی مین آنے جانے دین۔ روک ٹوک نکرین۔ اور پادشاہ جسوقت یہان آئے وہ پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہون۔ اور جسکو حکم ہو قلعہ حوالہ کرے۔ شیر شاہ نے جواب لکھا کہ اب مین گوالیار ہی کے رستہ سے مانڈو جاتا ہون۔ یہان جاننے سے مقصد یہہ ہے کہ امرار مانڈو سے اسکا عوض لون کہ انہون نے میرے لخت جگر قطب خان کو کٹوا دیا اور خود آپ بیٹھے رہے یہان مانڈو مین اسوقت کہ امیر مطلق العنان حکمران ہین رہے تھے۔ ایک ملو خان تھا جو پادشاہ بنا تھا۔ قادر شاہ خطاب اپنا رکھا تھا۔ شادم آباد یعنے قلعہ مانڈو اور اجین اور سارنگ پور اور قلعہ رنتھنبور مین اوسکا عمل دخل تھا۔ دوسرا سکندر خان نیا تھا وہ بیلوس اور اور ہنڈیا مین حکمرانی کرتا تھا۔ تیسرا راجہ پرتاب شاہ تھا۔ یہہ پادشاہ

صغیر سن تہا - بہیا پورن اوسکا نائب تہا اضلاع چندیری اور راے سین مین
اوسکی حکومت تہی - چوتہا بہوپال تہا وہ بیجاگڈہ اور مہیار مین ریاست کرتا تہا جب
پادشاہ گوالیار مین آیا - ابوالقاسم نے گوالیار حوالہ کیا - وہ آگے بڑہ گگرون مین پہنچا
تو شجاعت خان نے رام شاہ راجہ گوالیار کو بہیجکر بہیا پورن کو بلایا - اوسنے آنیمین
عذر کیا - اور لکہا کہ مین جب آؤنگا کہ شجاعت خان مجہے لینے کو واسطے آئے - اس
لکہنے پر شجاعت خان خود گیا اور پورن مل کو چہہ ہزار نوجوان سوارون کے ساتہہ
پادشاہ کی خدمت مین لایا - پادشاہ نے سو گہوڑے اور سو خلعت اوسکو عنایت کیے
وہان پورن مل کی بی بی نے قسم کہائی کہ جب تک اپنے خاوند کو نہ دیکہون گی کہانا
نہ کہاؤن گی اور قلعہ کی فصیل پر بیٹہی راہ تکا کرون گی - اسلئے وہ اپنے بہائی
چنبر بہوج کو چہوڑ کر واپس چلا گیا - اب پادشاہ سارنگ پور مین آیا - تولہ خان کی
حاضری کا پیغام آیا - پادشاہ کے دربار عام مین شجاعت خان اوسکو لایا - پادشاہ نے
اوسسے پوچہا کہ تیرا خیمہ کہان ہے - اوسنے عرض کیا کہ میرا خیمہ حضور کا دربار ہے مین
اپنی بڑی عزت سمجہون اگر حضور اپنے خیمہ کی خدمت جاروب کشی مرحمت فرمائین
- اس بات کو سنکر پادشاہ نے اوسکی بڑی عزت کی - اور اوسکو ساتہہ لیکر اپنے سارے
لشکر کی سیر کرائی - سپاہیون کی یہہ محنت دیکہہ کر کہ ہر روز لشکر گرد خندق کہودتے
ہین اوسکے ہوش اوڑ گئے - اوسنے سپاہیون سے کہا کہ اللہ اکبر کیسی محنت کرتے ہو
لحہ بہر آرام اپنے اوپر حرام جانتے ہو - اوسپر سپاہیون نے کہا کہ ہمارے پادشاہ
کا یہی محنت کرنیکا دستور ہے - آرام کرنا عورتون کا کام ہے - مردون کے واسطے
آرام شرم کا مقام ہے - غرض اس قادر شاہ اور پادشاہ کے درمیان مین عجب عجب باتین ہوئین

ایک دن اوسے شیر شاہ اپنی آغاز عمر کی یہہ داستان کہنے لگا کہ اپنی نوعمری مین بڑا جفاکش تہا۔ پندرہ پندرہ کوس روز پیادہ پا شکار کے لئے چلا جاتا تہا۔ ایک مرتبہ اتفاق سے قزاقون نے مجہے آگہیرلیا۔ اور اونکے ساتہہ اتفاق سے رہنے لگا۔ اور بہت دنون تک اونکے ساتہہ غارتگری اور راہ زنی کرتا رہا۔ کشتی مین بیٹہا ہوا ایک دن ان دوستون کے ساتہہ چلا جاتا تہا۔ کہ اوسکو آدمیون نے آنکر گہیرلیا۔ اور پکڑلیا۔ مین کشتی سے ہتیارون سمیت دریا مین کودا اور تین کوس تک تیرتا چلا گیا۔ پہر اس روز سے اس کام سے توبہ کی۔ یہہ ایک تعجب کی بات ہی کہ ایسی باتین وہ اوس شخص سے کرتا تہا کہ جسے اپنے بیٹے کا انتقام لینا چاہتا تہا۔ خاندان تیمور کے مورخون مثل ابوالفضل وغیرہ نے اسی بات پر حاشیے چڑہا کر یہہ لکہدیا ہے کہ شیر خان ابتداء عمر مین چوری ڈکیتی راہ زنی اور بہت سے برے کام کرتا تہا۔ آخر مین سکندر لودی کے پاس حاضر ہوا۔ بادشاہ نے شجاعت خان کو مانڈو مین اور ملوخان کو کالپی مین حاکم مقرر کیا۔ اب ملوخان اپنے اہل و عیال کو جون پور سے لشکر مین لایا۔ اوسنے دیکہا کہ قلعہ کالپی کے بڑے بڑے مغل امیر خندق کہود رہے ہین۔ اور بیلدارون کی طرح پہاوڑہ بجا رہے ہین۔ یہہ دیکہہ کر وہ سوچا کہ یہان بیلداری ضرور کرنی پڑے گی۔ اسلئے اوسکا ارادہ بہاگنے کا ہوا۔ جب بادشاہ کو اس ارادہ کی خبر ہوئی تو اوسنے شجاعت خان اور اورون سے کہدیا کہ اوسے رشوت لیکر جانے دو۔ بعض مورخ لکہتے ہین کہ یہہ خبر سنکر بادشاہ نے قید کا حکم دیا۔ مگر وہ ایسا ہوشیار تہا کہ بادشاہ سے عرض کیا کہ مین ساتہہ کیونکر چلون میرے بال بچون کے واسطے سامان بار برداری نہین ہے۔ اسپر بادشاہ نے سامان بار برداری دیدیا۔ اوسنے گاڑیبانون اور

سارہ بانون کو شراب پلاکر بیہوش کیا۔ اور آپ ہوشیاری سے چلدیا۔ شجاعت خان اوسکے تعاقب مین گیا مگر ہاتھہ نہ آیا۔ پھر پادشاہ شجاعت خان سے خفا ہوگیا۔ اور سارا ملک مالوہ کا دیا ہوا اوسسے لے لیا اور فقط سیواس اور ہنڈیا کا ملک دیدیا۔ اور باقی ملک اور امرا مین تقسیم کیا۔ اب قلعہ رنتھنبور مین پادشاہ آیا۔ وہان کا حاکم بھی مطیع ہوا۔ یہہ قلعہ اپنے بیٹے عادل خان کے حوالہ کیا۔ ملتان سے پادشاہ آگرہ کی طرف چلا۔ تو سکندر خان کا بھائی ناصر خان چھہ ہزار سوار اور دو سو ہاتھی لیکر شجاعت خان پر چڑھ گیا۔ اور یہہ ارادہ کیا کہ شجاعت خان کو زندہ گرفتار کرے۔ اور جب تک اوس کا بھائی سکندر پادشاہ کے لشکر سے نہ آئے اوسی نہ چھوڑے۔ مگر شجاعت خان اگرچہ زخمی ہوا مگر اپنی شجاعت سے بچ گیا۔ اور ناصر خان کو شکست دیکر نوک دم بھگایا۔ ابھی اسے پیچھا نہ چھوٹا تھا کہ ملوخان نے قلعہ مانڈو پر حملہ کیا۔ اور پادشاہ کی طرف سے حاجی خان جو یہان حاکم تھا اوسے پکڑ لیا۔ شجاعت خان کے ہرچند زخم ہری تھے مگر پھر بھی وہ لشکر کو لیکر ملوخان سے جا بھڑا اور اوسے شکست دی۔ یہہ شجاعت کا کام سنکر پادشاہ خوش ہوا۔ اور سارا مالوہ کا ملک اوسکو دیدیا +

راے سین کا قلعہ ۹۵۰ھ ۱۵۴۳ء اور بعض اور حالات

شیر شاہ آگرہ سے بہار اور بنگال کیطرف روانہ ہوا۔ راہ مین سخت بخار اور درد مین مبتلا ہوا۔ اس حالت مرض مین اوسنے کئی دفعہ کہا کہ مینے بڑی غلطی کی جو اسطرف آیا۔ خدا تعالی مجھے اپنی عنایت سے جلد شفا دے تو مین چندیری جاؤن۔ اور بہیا پورن سے سمجھون جنسے خاندانی مسلمانون کو غلام بنایا۔ اور اونکی بہو بیٹیون کو پاتر بنا بازار اور کوچون مین نچوایا۔ اور میرے بیٹے کا ساتھہ نہ دیا۔ اوسکو ایسی سزا دون

کہ وہ بھی یاد کرے۔ اور پھر کسی اور ہندو کا حوصلہ نہ پڑے کہ وہ ایسے کام کرے
بہ عنایت الٰہی اوسکو شفا حاصل ہوئی۔ اور وہ آگرہ مین آیا۔ ۱۵۴۳ھ مین مانڈو کیطرف
چلا۔ اور قلعہ رائے سین کا محاصرہ کیا۔ بہیا پورن مل نے چھ سو ہاتھی نذرانہ مین
بھیجے مگر خود حاضر ہونے کی جرات نہ ہوئی +

اُسی اثنا مین خبر آئی کہ خواص خان اور ہیبت خان مین نا اتفاقی ہوئی۔ بادشاہ نے
ہیبت خان کو پنجاب کا حاکم مقرر کیا۔ اور حکم دیا کہ فتح جنگ خان کے بڑا سر اوٹھا رکھا ہے
اور بلوچیون نے ملتان پر قبضہ کر لیا ہے۔ ان سب باغیون کو درست کرے۔ اور
ملتان پر قبضہ کر کے آباد کرے۔ وہ اس حکم پر پاک پٹن مین آیا۔ فتح جنگ خان
جانتا تھا کہ بال بچے ساتھ ہین ہیبت خان کے ہاتھ سے بچ کر نکلنا مشکل ہے اسلئے
ایک ہٹی کے قلعہ مین چلا گیا۔ ہیبت خان نے اوسکو محاصرہ کر کے لے لیا۔ فتح خان اور
بخشو لنگاہ کو قید کیا۔ اور بہت سی ہندو بلوچ اسیر کئے۔ اور شریف عورتون کو بھی
قتل کیا۔ شیر شاہ کو اس فتح کی بڑی خوشی ہوئی۔ اوسنے حکم دیا کہ لنگاہ کی رسم و
رواج کے موافق زمین کا خراج بٹائی سے وصول کرے۔ جریب کی موافق نہ لے۔ اور
بخشو لنگاہ کو اوسکا ملک دیدے۔ اور ہندو بلوچون اور فتح خان کو قتل کر ڈالے۔
اس معاملہ کو بادشاہ نے یون طے کیا۔ اور آپ بدستور قلعہ کے محاصرہ مین مصروف رہا
افغانون اور راجپوتون مین خوب لڑائیان ہوئین۔ غلبہ افغانون کی طرف رہا۔
پیتل اور تمام دھاتون کو گلوا کر شیر شاہ نے توپین ڈھلوائین۔ اور اونکی باڑ قلعہ پر چلائے
اسے قلعہ والون کا حال تنگ ہوا۔ چھ مہینہ کے بعد پورن مل خود بادشاہ کی خدمت
مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اوسسے کہا کہ جن مسلمان عورتون اور بچون کو غلام رکھا ہے اونکو

مین تجھکو بنارس کی حکومت دیدون گا۔ اوسنے جواب دیا کہ نہ میرے پاس کوئی مسلمان غلام ہے۔ نہ مین راجہ ہون۔ جو حضور نے فرمایا مین راجہ سے جاکر کہتا ہون۔ پادشاہ نے اوسکو راجہ پاس جانیکی اجازت دی۔ وہان سے اوسنے اپنے تمام جواہرات پادشاہ پاس بھیجے۔ اور عرض کیا کہ دو منزل پہلے قلعہ سے آپ چلے جائے مین قلعہ حضور کے سپاہیونکے حوالہ کردون گا۔ اور خود کہین چلا جاؤنگا۔ غرض اس بات پر خوب عہد و پیمان قسما قسمی کے ساتھہ ہوئے۔ اور راجہ مطیع ہوا۔ اور قلعہ حوالہ کر دیا۔ اور ایک مقام پر مع اہل و عیال خیمہ ڈیرا لگائے پڑا تھا۔ کہ سرداران چندیری کی عورتین شرم کا برقعہ پہاکر پادشاہ کے سامنے حاضر ہوئین اور کہنے لگین کہ شیر شاہ شیر شاہ تو نہین جانتا کہ ان کافرون نے ہمارے ساتھہ کیا سلوک کیا ہے۔ اونہون نے ہمارے خاوندون کا گلا کاٹا۔ ہمکو لونڈی غلام بنایا۔ ہماری کنواری لڑکیون کو باتر بنا کر گلی گلی کوچہ کوچہ نچوایا۔ تمام مال اسباب چھین لیا۔ اگر تو آج ہمارا انصاف نہین کرتا تو کل خدا کو کیا منہ دکھائیگا۔ قیامت کا دن ہوگا ہمارا ہاتھہ اور تیرا دامن ہوگا۔ غرض ان مصیبتون اور آفتون کو سنکر پادشاہ رونے لگا اور کہنے لگا کہ مین لاچار ہون اونسے پہلے عہد و پیمان کر چکا ہون اونکو توڑ نہین سکتا۔ اوسپر عورتون نے کہا کہ تو اپنے مذہب کے علما سے پوچھہ کر ایسے عہد و پیمان کا قائم رکھنا درست ہے یا اونکا توڑنا شرعاً واجب ہے۔ علما بلائے گئے اونسے فتویٰ لیا گیا۔ مرزا رفیع الدین صفوی نے پورن مل کے قتل کا فتویٰ دیدیا۔ شیر شاہ نے لشکر مرتب کیا۔ اور پورن مل کے لشکر پر بے خبر جا پڑا۔ اگرچہ وہ عہد و پیمان کے بہ دستور بے خبر تھے۔ مگر جب اونپر لشکر آ ٹوٹا۔ تو اونہون نے بھی پہلے بال بچون کو قتل کیا۔ اور پھر دل کھولکر خوب لڑے

اور سب کو سب مارے گئی۔ اتفاق سے ایک پورن مل کی بیٹی اور اوسکے بڑے بھائی کے تین بیٹے زندہ ہاتھہ آئے۔ لڑکی نٹون کو حوالہ کی گئی کہ بازارون مین اوسے نچائین۔ اور لڑکے خوجے بنائے گئے کہ آئندہ کو اونکی نسل نہ بڑہے۔ یہہ بے ایمانی کا کام سوا امیر تیمور کے کسی اور بادشاہ نے نہین کیا۔ مولویون کی بے ایمانی نے اوسپر اثر کیا ورنہ کوئی اور سبب نہین معلوم ہوتا۔ اگر اس کام کو شرعًا دیکہیے تو درست نتہا۔ نہ وہ کسی کی عبرت دینے کے لئے تہا۔ نہ انتقام کی نظر سے تہا۔ غرض ایک وحشیانہ کام تہا جو مولویون نے بادشاہ کے ہاتھہ سے کرایا+

ماڑواڑ کے راجہ مال دیو سے لڑائی

اب شیر شاہ نے اپنے امیرون سے کہا کہ سارا ملک ہندوستان ہمارے قبضہ مین ہے کہین کچھہ کہٹکا نہین۔ اسپر امیرون نے عرض کیا کہ اب وقت ہے کہ ملک دکہن کو فتح کیجے۔ وہان شیعون کا بڑا زور ہے۔ اور سیکڑون طرح کی خرابیان اور بدعتین اونہون نے پہیلا رکہی ہین۔ اوسپر شیر شاہ نے کہا سلطان ابراہیم کے عہد سے ہندؤن کا بڑا زور ہو گیا ہے۔ مسجدون کو ڈہا ڈہا کر اونہون نے مندر بنائے ہین۔ اور بہت سا تہتک اسلام کیا ہے۔ بہتر یہہ ہے کہ اول اونسے سمجہنا چاہئے۔ پہر شیعون کی خبر لینی چاہئے۔ بالفعل راجہ ماڑواڑ سے کارزار مناسب معلوم ہوتی ہے۔ وہ بڑا زبردست راجہ ہی۔ ناگور اور اجمیر کے راجہ اوسکے مطیع ہین۔ غرض یہہ کہہ کر وہ سنہ ۹۵۰ھ ۱۵۴۳ و ۱۵۴۴ء مین اسی ہزار سپاہ لیکر آگرہ سے ماڑواڑ کے ارادہ سے چلا۔ فتح پور سیکری ہی سے فوج کو باقواعد چلنے کا حکم دیا۔ لشکر گاہ کے گرد روز خندق کہدتی اور قلعہ بنتا۔ ریتلی زمین کے سبب سے جہان یہہ قلعہ نہ بن سکا

وہان شیر شاہ کے پوتے محمود خان نے بہہ ترکیب بتائی کہ تھیلون مین ریت بھر کر
فصیل قلعہ بنائی جائے۔ جب وہ اجمیر مین پہونچا تو راجہ مالدیو بھی پچاس ہزار سپاہ
سے لڑائی کے ارادہ سے بڑا تہا۔ شیر شاہ کو اس کوچ اور لڑائی مین ایسی دشواریان
پیش آئین کہ وہ اپنے آپنے پشیمان تہا +

راجہ مالدیو کو بہہ ملک وراثت مین نہ ملا تہا۔ بلکہ اور راجاؤن کو تہ و بالا اور مغلوب کرکے
اپنا راج اوسنے بنایا تہا۔ اب یہان شیر شاہ حکمت چلاکر سندی خط مین خطوط مالدیو
کے امراء کی طرف سے اس مضمون کے لکھوائے کہ ہم اس راجہ کی فرمانبرداری اوسکے قہر اور
ستم کے سبب سے ہین۔ اب خدا کا شکر ہیجئے ہین کہ تجہہ جیسے بادشاہ کو ہمارے سر پر
بہیجا۔ اب ہم راجہ سے سرتابی کرکے برسون کا بغض نکالینگے۔ پہر انکا جواب اپنی
طرف سے بہہ لکہایا کہ تمہاری حسن عقیدت سے میرا دل خوش ہوا۔ انشاء اللہ تعالی
جسوقت راجہ کو مغلوب کرون گا۔ جو یاتین تمہارے باپ دادا کی ہین اونہین بحال
کردون گا۔ یہہ کارستانی کران خطون کو اس ترکیب سے بہجوایا کہ وہ مالدیو کے
ہاتہہ پڑے۔ راجہ پہلے ہی سے زمینداروں اور امراء سے اندیشہ مند تہا۔ ان خطون
نے اس اندیشہ کو اور بڑہایا۔ اور واپس جانیکا ارادہ کیا۔ ہرچند راجپوتون نے
سمجہایا کہ آپ کیا کرتے ہین مگر اوسنے کچہہ نہ سنا۔ جب ان راجپوتون کو ان خطون کے
مضامین پر علم ہوا۔ تو اونکو اس بیوفائی کی تہمت بیجا کا بڑا رنج ہوا۔ اونہون نے
راجہ سے کہا کہ اب ہم اس تہمت کے مٹانے کے واسطے اپنی ہمت دکہاتی ہین۔ بڑے حیف کی بات
ہے کہ ہم راجپوتون پر بیوفائی کا نام آئے۔ غرض یہہ کہکر چند سردارون نے دس بارہ
ہزار سوار لیکر شیر شاہ کے لشکر پر حملہ کردیا۔ اور وہ ہنگامہ کارزار گرم کیا کہ قریب تہا

مسلمانون کو شکست ہوجائے - اور بادشاہ بھاگ جائے - مگر جلال خان جلوانی کی کمک ایسی وقت پر پہونچی کہ راجپوتون کو شکست ہوگئی - اور اونکے بڑے بڑے سردار مارے گئے - جسوقت یہہ فتح ہوئی تو شیر شاہ نے بڑا خدا کا شکر بھیجا اور یہہ لطیفہ کہا کہ ایک مٹھی باجرہ پر سلطنت دہلی ہی ہاتھہ سے چلی تہی - اسمین لطف یہہ تہا کہ مارواڑ کا ملک ریگستانی ہے اور اوسمین سوا باجرہ کے کوئی اور پیداوار اچھا نہین ہوتا - جسوقت راجہ کو یہہ معلوم ہوا کہ وہ خطوط جعلی تہے تو اوسکے دل کو بڑا صدمہ پہونچا اور وہ پہاڑون کی طرف بھاگ گیا - شیر شاہ نے چیتوڑ کا قلعہ صلح سے لے لیا - پھر قلعہ رنتھنبور مین گیا ـــــ وہ اوسکے بیٹے عادل خان کی جاگیر مین تہا +

قلعہ کالنجر اور بادشاہ کی وفات

بادشاہ قلعہ کالنجر کی فتح کو چلا تہا - کہ اثناء راہ مین یہہ سنا کہ عالم خان نے دوآبہ مین میرٹھہ کے ضلع مین ایک شور برپا کر رکھا ہے - اوسکے علاج کے واسطے وہ دو منزل پیچھے ہٹا - مگر پھر یہہ خبر آئی کہ خواص خان کے غلام بھوپت نے عالم خان کو عالم جاودانی مین پہونچا دیا - اور سارا فساد مٹا دیا +

کالنجر کے راجہ سے لڑنے کا یہہ سبب تہا کہ بیر سنگہ دیو بندیلہ کو شیر شاہ نے دربار مین بلایا تہا وہ دربار مین نہ آیا - اور کالنجر کے راجہ کیرت سنگہ پاس چلا گیا - بادشاہ نے راجہ کو لکھا کہ اس باغی کو ہمارے پاس بھیجدو - راجہ نے انکار کیا - اسلئے بادشاہ نے قلعہ کالنجر کو جا گھیرا - اس راجہ کی ہان ایک پاتر تہی جسکا حسن بمثال تہا - اور گانے مین اوسکو کمال تہا - شیر شاہ کو اسکا اسقدر خیال تہا کہ قلعہ کو توپ گولہ سے لینے مین اوسکو اندیشہ تہا کہ کہین اوس نازنین پر صدمہ نہ پہونچے - اسلئے عہد و پیمان پیش کئے

مگر راجہ نے اس سبب سے کہ پادشاہ ابھی لڑکے ہین کلعہ کے لینے مین دغا اور فریب کرچکا ہے اوسکے قول و قرار کو بے اعتبار سمجھا۔ غرض آخرکار شیر شاہ نے توپخانہ درست کرکے گولون کی بوچھار قلعہ پر مارنے شروع کئے۔ اتفاق سے دشمن کے لشکر سے ایک گولہ ایسا آن کر پڑا کہ پادشاہی میگزین اوڑگیا۔ اور اس سے پادشاہ کو صدمہ پہونچا۔ اور جل گیا۔ مگر آفرین ہے اس پادشاہ کے دل گردہ پر کہ گو اس صدمہ سے لبون پر دم تہا۔ مگر اہتمام جنگ مین وہی عزم تہا۔ اس مردہ حالت مین بہی مرانگی کو نہ چھوڑا یہی کہتا رہا کہ قلعہ فتح کرو فتح کرو۔ جب اس فتح کا مژدہ کان مین پہنچا تو الحمد للہ کا لفظ بول کر پھر کچھ نہ بولا۔ اور ۲۲ مئی ۱۵۴۵ء مطابق ربیع الاول ۹۵۲ھ کو اس آگ سے سرد ہوا۔ تاریخ وفات از آتش مرد ہے۔ پندرہ سال امارت کی اور پانچ سال پادشاہی۔ سہسرام مین وہ دفن کیا گیا۔ اور تالاب کے اندر اوسکا مقبرہ اچھا بنا ہوا ہے۔

شیر شاہ کے ملکی انتظامون اور عادتونکا بیان اور اور حالات

شیر شاہ کو ابتدا امارت سے اپنی طبیعت سے قانونون کے ایجاد کرنے کا شوق تہا۔ اوسنے پہلی کتابون سے بہت سے قانون منتخب کئے۔ اور اپنے ذہن رسا سے ایجاد کئے۔ اور ان قوانین سے رعایا کو انتفاع اور خلق کو آرام ملا۔ باوجودیکہ بہت سا وقت اوسکا لڑائیون مین صرف ہوا۔ مگر پہر بہی وہ انتظام ملکی سے غافل نہ تہا اور عمدہ عمدہ امور رفاہ عام کے رواج سے لڑائی مین کم سرگرم نہ رہتا تہا۔ ابو الفضل نے ناحق اوسکے ذمہ یہہ الزام لگایا ہے کہ اوسنے سلطان علاء الدین کے قوانین کو جو تاریخ فیروز شاہی مین بالتفصیل درج ہین اوڑائے اور چرائے۔ اور اونکو اپنا بنا کر

خلق کو دکھلایا۔ بلکہ اسکے بالعکس ابوالفضل نے بہت سی قوانین شیر شاہی کو بدلکر اکبر شاہی بنایا ہے۔ سچ یہہ ہے کہ شیر شاہ بہت سے قوانین کا خود موجد تہا خاندان تیموریہ کے خوشامدی مورخ شیر شاہ کو غاصب سلطنت بتلاتے ہین مگر یہہ اونکی بڑی غلطی ہے۔ وہ خاص ہندوستان مین پیدا ہوا۔ اوسنے اوس بیگانہ خاندان کو جو صرف چودہ برس سے قابض و متصرف ہندوستان پر تہا خارج کیا۔ اسلئے سلطنت کا استحقاق اوسکو بہ نسبت ہمایون کے زیادہ تہا +

شیر شاہ کا بڑا اصول یہہ تہا کہ وہ مذہب کے پابندی اور شریعت کی ہدایت کو سب کامون پر مقدم سمجہتا تہا۔ عدالت کو سب سے زیادہ پسند کرتا تہا۔ انتظام ملکی مین وہ بذات خود مصروف ہوتا تہا۔ اور کہا کرتا تہا کہ جو بادشاہ ان کامون کو اپنے وزیرون اور امیرون پر چہوڑتے ہین وہ سلطنت کو ایک دن کہو بیٹہے ہیز رج مین خود بادشاہ نہ ہوتا۔ اگر پہلے بادشاہون کا کام وزیرون کی صلاح اور مشورہ پر موقوف نہ ہوتا۔ یہہ وزرا اور امراء اپنی خود غرضی سے انصاف پر پردہ ڈال دیتے ہین۔ اور دکہاتے کچہہ ہین اور کرتے کچہہ ہین۔ شیر شاہ کو عدالت کا ایسا شوق تہا کہ جب کوئی مظلوم ستم رسیدہ آتا۔ تو سب کام چہوڑ کر اوسکی طرف متوجہ ہوتا اور ظالم کو خواہ وہ اوسکا عزیز کیون نہو سزا دئے بغیر نہ چہوڑتا۔

اوسنے تمام ملک کو پرگنون مین تقسیم کیا۔ واقعات شتاقی مین لکہا ہے کہ ایک لاکہہ سولہ ہزار پرگنے تہے۔ ہر ایک پرگنہ مین ایک امیر ایک شق دار اور ایک خزانچی اور ایک کارکن ہندی لکہنے والا اور دوسرا فارسی لکہنے والا مقرر کیا۔ ہر فصل مین زمین کی پیمائش ہوتی۔ اس پیمائش کے مطابق اور جنس پیداوار کے موافق

خراج لیا جاتا۔ ایک حصہ کاشتکار کو پیداوار کا ملتا۔ اور اوسسے آدھا مقدم کو۔ مقدمون اور چودہریون اور عالمون کا مقدور نہ تہا کہ کاشتکارون پر دست درازی کرسکین۔ اوسکی رائے یہہ تہی کہ ملک کی ساری سرسبزی اور شادابی کاشتکارون کی مرفہ الحالی پر موقوف ہی۔ پہلے نہ زمین کی پیمائش ہوتی تہی۔ نہ تنے ایلکار مقرر تہے۔ فقط ایک قانون گو رہتا تہا وہی اگلا پچھلا حال بتایا کرتا تہا۔ پہر اونسے سرکارین مقرر کین۔ ہر سرکار مین بہت سے پرگنے ہوتے تہے۔ اونمین ایک شق دار بزرگ اور ایک منصف رہتا تہا۔ اس منصف کا یہہ کام تہا کہ وہ عالمون اور رعایا کے درمیان معاملات کی نگرانی کرتا۔ ظلم اور سرکاری روپیہ کا غبن نہ ہونے دیتا پرگنون کی سرحدون کے جھگڑون کا فیصلہ کرتا۔ اور رعایا سرکشی کرتی تو وہ اون کو ایسی سزا دیتا کہ اورون کو حوصلہ پہر بغاوت کا نہ ہوتا۔ برس دو برس مین یہہ عامل بدلے جاتے۔ اس بدلی سے یہہ مطلب تہا کہ بادشاہ یہہ جانتا تہا کہ کوئی اور ملازمت اس سے زیادہ نفع کی نہین ہے۔ اسلئے باری باری سب ہی کو فائدہ پہنچے اگر دشمنون کے ملکون کو فتح کرتا۔ تو کاشتکارون کو نہ ستاتا۔ اور سرسبز زراعت کو خاک مین نہ ملاتا۔ ان رعایتون کے سبب سے ہر جگہہ رعایا اوسکے رسد کا سامان خوب کر دیتی تہی۔ مال کا یہہ انتظام تہا فوجداری کا یہہ حال تہا کہ اگر سڑکون پر چوری اور رہزنی یا کوئی اور واردات واقع ہوتی تو وہان عامل مجرم کو گرفتار کرتے۔ اور اگر مجرم گرفتار نہ ہوتا تو موقع واردات کے اردگرد کے دہات کے مقدمون کو گرفتار کرکے نقصان کا عوض دلاتا۔ اور اگر مقدم مجرم کا پتا بتلا دیتے۔ تو وہان کے دہات کے مقدمون کو جنہون نے مجرمون کو پناہ دی پہلے مقدمون کے نقصان کا عوض

دلاتا — اگر راہ مین کوئی قتل ہوتا۔ اور عامل کو مجرم نہ ہاتھ لگے۔ نہ مقدم اوسے پکڑ سکتے۔ تو سزا، قتل مقدمون کو دیجاتی۔ یہہ امر اوسکے نزدیک مسلم تہا کہ مقدمون کی سازش بغیر کوئی واردات نہین واقع ہوتی۔ غرض اس انتظام سے کہ مقدم مجرم کو پیدا کرین یا خود مجرمون کی طرح سزا پائین۔ راہون کا وہ انتظام تہا کہ سونا اوچھالتے چلے جاؤ۔ کوئی نہین پوچہتا تہا کہ منہ مین کے دانت ہین۔ اگر سوا گر راہ مین مرجائے تو مال اوسکا اوسکے وارثون کو تلاش کرکے دیا جاتا۔ اوسنے اپنی اوقات کا خوب انتظام کیا تہا اوسمین فرق نہ آتا۔ نماز اشراق کے بعد وہ سپاہ مین جاتا۔ اور پرانے سپاہیون کو جمع کرتا۔ اور اونکا سب برابہلا حال پوچہتا۔ افغانون سے اونکی زبان مین باتین کرتا جو کوئی اس زبان کو صحیح بولتا۔ اور کمان کو خوب کہینچتا تو اوسکو تنخواہ بڑہتی دیتا اور کہتا کہ مجہے افغانون کی زبان بڑی عزیز ہے۔ گہوڑون پر داغ لگانے کا قاعدہ اوسی نے نکالا تہا۔ پہلے امیر کیا کرتے کہ جب تنخواہ بٹتی۔ ٹوٹے پہوٹے چہوٹے موٹے سوار سانہہ لائے اور تنخواہ لیگئے۔ اور پہر موقوف کردئے۔ مگر اس داغنے نے اس دغا کو بند کردیا۔ بادشاہ کی عادت تہی کہ وہ ڈیڑہ لاکہہ سوار اور پچیس ہزار پیدل رکہتا تہا اور اونکو جابجا چہاؤنیون مین سارے ملک کے اندر تقسیم سے طرح کردیا تہا۔ کہ تمام ملک کی حفاظت ہو۔ جسوقت کہین دنگہ اور سرکشی ہوتی فوج اوسکی سر پر سرکوبی کے لئے موجود ہوتی۔ ان چہاؤنیون کی فوج کی کم و بیشی حسب ضرورت ہوتی رہتی جب فوج کا کوچ ہوتا بادشاہ زراعت کی حفاظت کے واسطے سوار متعین کرتا۔ اور خود بہی دیکہتا جاتا۔ اگر کوئی زراعت بادسے پائمال ہوتی تو اوسکا عوضانہ پیمائش ہوکر دیا جاتا۔ جابجا عدالت کی کچہریان مقرر کین۔ خیرات خانہ ہر جگہ موجود تہے

مسافرون اور کاروانون کے آرام کے واسطے سڑکین بنوائین - ایک سڑک بنگالہ سے لیکر مشرقی رہتاس گڈہ تک جو چار مہینہ کا راستہ ہے بنوائی - اور دویہ اوسکے میوہ دار درخت لگائے - اوسکے سایہ مین مسافر آرام سے جاتے تہے - ایک مورخ لکہتا ہے کہ مین نے بادن برس بعد ایسا ہی اس سڑک کو دیکہا اور کوس کے فاصلہ پر سرا بنوائی - اور ایک ایک کنوان کہدوایا - دوسری سڑک آگرہ سے برہانپور تک جو دکہن کی سرحد پر ہے - تیسری سڑک آگرہ سے جودہپور اور چتور تک چوتہی سڑک لاہور سے ملتان تک - اس سڑک پر سرائین تہین - غرض سترہ ہزار سرائین بنوائین - ہر سرائے مین ہندو مسلمان دونون کے آرام کا اسباب مہیا رہتا تہا ہندون کی رسوئی کے واسطے برہمن موجود تہے - غرض جو مسافر سرا مین اوترتا اپنی حسب حیثیت کہانے پینے کا سامان مفت پاتا - سراؤن کے گرد گانؤن آباد تہے - اور ہر سرا کے عین وسط مین پکی اینٹ کی مسجد اور ایک کنوا بنا تہا - کوتوال اور چوکیدار اونکی حفاظت کے واسطے مقرر تہے - ہر سرا مین دو ڈاک کے گہوڑے موجود رہتے - اور ڈاک خوب چلتی تہی - آگرہ مین بادشاہ پاس چاروں طرف سے جلد خبر آتی تہی ایسی ڈاک سکندر لودی کے زمانہ مین بہی نہ چلتی تہی +

اس بادشاہ نے خراسان کی سڑک پر قلعہ رہتاس اس نظر سے بنوایا کہ کشمیر اور گکروں کے ملکون مین فسادون کا انتظام رہے - اس قلعہ کی تعمیر کے وقت بادشاہ کو لکہا آیا کہ پتہر یہان نہین ملتا تو اوسکا جواب اوسنے یہہ لکہا کہ اگر پتہر تانبے کے مول ملے تو اوسے لیکر قلعہ کو جلد ختم کرو - اس قلعہ کا نام وہ رہتاس خود رکہتا تہا دہلی مین جمنا کے کنارہ پر ایک قلعہ شیرگڈہ بنوایا - اور اوسمین ایک جامع مسجد تیار کرائی -

اور فصیل بنوائی - قنوج مین ایک قلعہ بناکر اوسکا نام شیرپور رکھا - وہ کہا کرتا تہا کہ اگر زندگی نے وفا کی تو ہر چہاونی مین ایک قلعہ مستحکم بناؤنگا - یہہ المرمین بہی اس وضع کی بنائی تہین کہ قلعہ کا کام دیتی تہین +

دل کا فیاض تہا - دولت و مال کو بے دریغ سپاہ اور ملازمون مین تقسیم کرتا - باورچی خانہ کا بڑا خرچ تہا - وہ ایک خدائی دسترخوان تہا جسکا جی چاہے آنکر کہا جائے - افغانستان سے جو فقیر آتے اونکے ساتہہ بڑا سلوک کرتا - اور ملک روہ سے جو کس و ناکس آتا اوسکو نہال کرتا - جاگیرین اور معافیات سپاہیونکو دل کہول کر دیتا - اسمین شک نہین کہ شیرشاہ نہایت دانشمند اور فرزانہ جوانمرد بہادر فیاض جواد تہا بلند فطرتی عالی حوصلگی والوالعزمی اوسکے سب کامون سے ظاہر ہوتی ہے - بہت سے کام رفاہ عام کے اوسنے کئے مگر اوسکے مکار حیلہ باز ہونے مین بہی شبہ نہین - قلعہ رائسین کے معاملہ نے بڑا دہبا اوسکو لگایا ہے

سلیم شاہ کی سلطنت

تخت نشینی اور بہائی اور امیرون سے جہگڑا

شیرشاہ کا بڑا بیٹا عادل خان اوسکا ولیعہد تہا - اوسی کو بادشاہ نے اپنی جانشینی کے واسطے تجویز کیا تہا - مگر وہ نہایت عیش دوست اور فراغت جو اور دل کا ہارا اور لبوا تہا - دوسرا اوسکا بیٹا جلال خان تہا جسکو بعض مورخ عبدالجلیل بہی لکہتے ہین - وہ بڑا عاقل اور تجربہ کار تہا - باپ کے زمانہ مین بہت سی لڑائیان لڑا تہا - اور اونمین نام پیدا کیا تہا - اسلئے امیرون نے اوسیکو قلعہ رہتاس سے بلا کر

قلعہ کالنجر کے پاس ۱۵- ربیع الاول ۹۱۲ھ مطابق ۲۵- مئی ۱۵۴۵ء تخت شاہی پر بٹھایا
اور لقب اوسکا اسلام شاہ رکھا- مگر وہ عوام مین سلیم شاہ مشہور ہوا- اوسنے تخت پر
بیٹھکر اپنے بھائی عادل خان کو خط زنانہ سازی سے لکھا- اول کچھہ محبت کی باتین
بنائین- پھر ملاقات کا شوق بہت کچھہ ظاہر کیا- شیر شاہ کے چار بڑے رفیق سردار
عیسیٰ خان نائب و خواص خان اور جلال خان جلوانی اور قطب خان تھے- اوسنے
اس باب مین عادل خان نے مشورہ پوچھا- اور سلیم شاہ کو یہہ خط کا جواب لکھا کہ
اگر یہہ سردار میرا اطمینان کردین تو مین آتا ہون- سلیم شاہ نے ان سردارون کو اوس
پاس بھیجدیا- اور آخر کو یہہ بات ٹھیری کہ عادل خان کی ملاقات بادشاہ سے جو
اول ہی روز ہو اوسکے بعد وہ رخصت کردیا جاے- اور جہان وہ جاگیر مانگے وہان بھیجدیا جاے
ان امیرون کو ساتھہ لیکر عادل خان بادشاہ کی ملاقات کو چلا- بادشاہ بھی فتح پور
سیکری مین استقبال کو آیا- اور دونون بھائیون مین بڑی تپاک اور اخلاص
سے ملاقات ہوئی- آگرہ کی طرف دونو بھائی چلے- بادشاہ کے دل مین بھائی سے
دغا کرنے کا ارادہ تہا- اسلئے اوسنے حکم دیدیا کہ قلعہ کے اندر عادل خان کے ساتھہ
سوا دو تین ملازمون کے اور کوئی نہ آئی- مگر آدمیون نے اس حکم کو کچھہ نہ سنا- اور
بہت سے آدمی عادل خان کے ساتھہ چلے گئے- جب بادشاہ کی یہہ تدبیر پیش نہ گئی
تو اوسنے عادل خان کو تخت پر بٹھایا- اور یہہ عرض کیا کہ اب تک مین بے سر
افغانون کا منتظم تہا- اب آپ ہین- عادل خان اپنے بھائی کی اس مکاری کو خوب
سمجھتا تہا- اوسنے تخت سے اوتر پھر بھائی کو تخت پر بٹھادیا- اور سلام کیا اور مبارکباد
دی- اور ملک بیانہ مین خاطر خواہ اوسکو جاگیر ملی- وہ عیش کا بندہ تہا اس جاگیر کو لے

آگرہ سے روانہ ہوا۔ دو تین مہینہ کا عرصہ گذرا تہا کہ بادشاہ نے اپنے ملازم غازی محل کو سونے کی زنجیرین دیکر بہیجا کہ عادل خان کے پیرون مین ڈال کر لے آ۔ جب عادل خان کو اسکی خبر ہوئی تو وہ خواص خان حاکم میوات پاس بہاگ گیا۔ اور اوسے کہا کہ دیکہو سلیم شاہ نے مجہسے کیا وعدہ خلافی کی ہے۔ اسپر خواص خان کو رحم آیا۔ اور زنجیرین غازی محل سے لیکر اوسیکے پیرون مین ڈالین اور ایک سپاہ جرار لیکر آگرہ کی طرف اس ارادہ سے روانہ ہوا کہ بادشاہ کو سخت سی اوتار دے۔ اور امیرون کو بہی یہہ نقض عہد ناگوار خاطر تہا۔ وہ بہی بادشاہ سے برگشتہ خاطر ہو گئے۔ جب اسکی خبر سلیم شاہ کو ہوئی تو وہ بہت گہبرایا۔ اور کہنے لگا کہ اگر مجہسے نقض عہد سرزد ہوا تہا تو خواص خان اور عیسی خان نے مجہسے کیون نہ کہا۔ مجہسے اوسکی اصلاح کیون نہ کرائی۔ قطب خان نے بادشاہ کو یون مضطرب دیکہہ کر عرض کیا کہ اب کیا گیا ہے مین جاتا ہون صلح کرآتا ہون بادشاہ راضی ہوا۔ اور اسمین مصلحت یہہ سوچا کہ جو امیر شتبہ ہین اگر وہ سب عادل خان پاس چلے جائین اور مجہسے دور ہو جائین تو مین چنا چلا جاؤن۔ اور وہان سے سب اپنا سامان درست کر کے لڑائی شروع کرون۔ عیسی خان اس منصوبہ کا مانع ہوا اور اوسنے کہا کہ اگر حضور کو اور آدمیون کا اعتبار نہین تو آپکے ذات خاص کے دس بارہ ہزار سوار ہین جو ایام شاہزادگی سے حضور کے ساتہہ جانثاری کر رہے ہین۔ اونکو لیکر میدان مین جائیے اور جو امیر دل مین ناراض ہون اونکو بہی دشمنون پاس نہ بہیجنا چاہیئے۔ یہہ بات بادشاہ کو پسند آگئی۔ اور جو امیرون کو جانیکا حکم دی چکا تہا اوسسے یہہ کہا کہ تم نہ جاؤ میرا دل نہین چاہتا کہ مین تمکو غنیم کے حوالہ کرون۔ غرض دونون بہائیون مین آگرہ کے قریب لڑائی ہوئی۔ عادل خان کو شکست ہوئی۔ وہ پٹنہ مین بہاگ کر گیا۔ اور پہر اوسکا

کچھہ پتا نہ لگا کہ زمین کہا گئی یا آسمان لے گیا۔ خواص خان نے میواتیوں کی راہ لی۔ پادشاہ نے لشکر اوسکے تعاقب مین بھیجا۔ مگر اوسنے فیروزپور کے قریب شکست پائی۔ خواص خان کو گو یہہ فتح نصیب ہوئی مگر اوسکو یہہ یقین تہا کہ مین پادشاہ سے مقابلہ نہین کرسکتا اسلئے وہ کوہ کمایون کو چلا گیا۔ جلال خان اور اوسکے بہائی کو اس سبب سے کہ وہ عادل خان سے سازش رکہتے تہے قتل کیا۔ جو امیر پردہ اس سازش مین شریک تہے۔ اونکو یہہ یقین تہا کہ بغاوت مین علانیہ شریک نہونیسے ہم پادشاہ کی بدگمانی سے محفوظ رہینگے۔ مگر اونمین سے اکثر نے بغاوت کی سزا پائی۔ اب باقی امیرون نے نئی سازشون پر کمر باندہی۔ اور اس فکر مین ہوئے کہ کسی اور کو دعویدار تخت کا کہڑا کرین۔ اور اپنے جان و مال کی حفاظت کے واسطے ہتیار سنبہالین۔ اور بہت سے قصے فضا یا ملک پنجاب مین پیش آئے۔ مگر نمک حرامی کا انجام اچہا نہین ہوتا۔ ان سب باغیون کو پادشاہ نے شکست پر شکست دی۔ اور وہ سب دم دبا کر بہاگ گئے گکڑون اور پہاڑی پٹہانون کی امداد اور اعانت کی بہروسے پر دو برس یعنے ۱۵۴۷ء سے ۱۵۴۸ء تک شور و فساد کرتے رہے کہین ٹہکنے نہ بیٹہے۔ اگرچہ کئی دفعہ ایسا موقع آگیا کہ پادشاہ کا سر تن سے جدا ہوتا۔ مگر اوسکے چستی اور چالاکی نے اوس کا سر بچا دیا۔ اور اوسکے مخالف سرکشون کے سرون کا ڈہیر اوسکے سامنے لگا دیا۔ اسی اثنا مین مرزا کامران ہمایون سے ناراض سلیم شاہ پاس آیا۔ مگر وہ ایسے تکبر اور نخوت کے ساتہہ اوسسے پیش آیا کہ وہ بہاگ کر گکڑون کے پاس چلا گیا۔

امن کا زمانہ

اب سب طرف امن تہا۔ پادشاہ کے چین کا زمانہ تہا۔ صرف ایک دفعہ البتہ ہم

خبر آئی کہ ہمایون نے کابل فتح کرلیا اور دریا اٹک سے پار اوتر آیا۔ اسوقت وہ جونکین لگائے بیٹھا تہا۔ مگر جو نہین یہہ خبر کان مین پہونچی۔ وہین کہڑا ہوگیا اور شام سے پہلے دلی سے کوچ کرکے چہہ کوس پر خیمے ڈیرے ڈالدئے۔ تو پخانہ کے کھینچنے کیلیوسطے بیل نہ تہے تو اونسے آدمیون سے کھچوایا۔ اور بہت جلد لاہور مین آپہنچا ہمایون کسی ضرورت کی سبب سے اٹک سے پار اوترا تہا۔ اور جیسا آیا تہا ویسا ہی اولٹے پاؤن چلا گیا۔ اسلئے بادشاہ پہر لاہور سے مراجعت کرکے قلعہ گوالیار مین چلا آیا۔ جس امیر کو وہ دیکہتا کہ اب وہ سر اوٹہائیگا اوسیکی گردن اوڑا دیتا۔ خواص خان جو کوہ کمایون مین سرگردان پہرتا تہا۔ تاج خان حاکم سنبہل پاس آیا۔ اس حاکم نے بادشاہ کے اشارہ سے اوسے مار ڈالا۔ غرض امیرون کے سر بادشاہ اوڑاتا ہی تہا کہ اوسکو خود پیغام اجل آیا۔ اور ۱۵۵۳ء ۹۶۰ھ مین اپنی قضا سے مرگیا۔ اور نو برس سلطنت کرگیا

سلیم شاہ کی عادات اور انتظام ملکی

سلیم شاہ اپنے باپ کی طرح ملک بڑہانے اور قانون بنانے اور رعایا کے آرام پہنچانے اور شان و شوکت حشمت بڑہانیکا شوق رکہتا تہا۔ اوسنے باپکے قوانین از سر نو ترمیم کئے۔ اور بعض قوانین ایجاد کئے۔ مگر ترمیم مین اوسکی حماقت بہی پائی جاتی ہے کبہی یہہ قانون جاری کیا کہ جاگیرون کے عوض مین نقدی دیجائے اور کبہی بالعکس سب امیرون سے بارین اور ہاتہی چہین لئے۔ اور یہہ حکم دیدیا کہ سوا ایک دُبلی ہتنی کے کوئی اور ہاتہی نہ رکہے۔ اور اوسپر بہی بوجہہ لادے۔ سرخ خیمون کی اجازت کسی امیر کو نہ تہی۔ سپاہیون اور کاشتکارون اور تاجرون اور رعایا کے باب مین جو قوانین ہوتے وہ اسطرح مشتہر ہوتے کہ ہر جمعہ کے دن ایک خیمہ کہڑا ہوتا اوسکے گرد

سپاہ جمع ہوتی۔ ایک کرسی خیمہ مین بچھتی اور اوسپر ترکش و کمان اور جوتیان سلیم شاہ کی رکہی جاتین۔ اونکی تعظیم و تکریم ایسی ہی ہوتی جیسے کہ بادشاہ کی ہوتی۔ اور ہر کوئی منشی کہڑا ہو کر بادشاہ کے فرمانین کو پڑہتا اور لوگون کو سمجہا دیتا۔ وہ ان فرمانین کے اجرا مین کچہہ شرع کا پابند نہ تہا۔ اوسکی تعریف کسی اور کام کے سوا اسکی نہین ہے کہ اوسنے رفاہ عام کی عمارتین خوب تعمیر کرائین۔ تخت پر بیٹہتے ہی یہہ حکم دیدیا کہ شیر شاہ کی سرائین دو دو کوس کے فاصلہ پر ہین اونکے بیچ مین ایک ایک اور سرا بنجائے۔ وہان مسافرون کو کچا پکا کہانا ملا کرے۔ ہندو مسلمان دونون کے آرام کا سامان مہیا رہے۔ سرائین اور باغون کی حدود بدستور قائم رہین۔ اور جو لوگون کی مدد معاش اور ائمہ مقرر ہین وہ بدستور ہین قلعہ سلیم گڈہ جو ابتک دلی مین موجود ہے پانچ برس کی مدت مین چار لاکہہ روپیہ خرچ کر کے بنایا۔ لیکن صرف چار دیواری ہی بننے پائی تہی کہ اسلام شاہ مرگیا۔ ہمایون نے اسکا نام بدل کر نور گڈہ رکہا۔ مگر وہ فقط اوسکی سلطنت ہی مین اس نام سے موسوم ہوا۔ بعد ازان پہر سلیم گڈہ کا سلیم گڈہ نام رہا +

فرقہ مہدویہ

اوسکی عہد سلطنت کا عجیب و غریب واقعہ شیخ علائی کا ہے۔ مجملا اوسکی تفصیل یہہ ہے کہ اوسکے باپ کا نام حسن تہا۔ اور وہ شیخ سلیم کا سجادہ نشین تہا۔ اور بیانہ مین ارشاد اور ہدایت طالبین کی کیا کرتا تہا۔ جب اوسکا انتقال ہوا۔ تو ساری اولاد مین شیخ علائی زیادہ لائق تہا۔ وہی باپ کا سجادہ نشین ہوا۔ اتفاقا شیخ عبداللہ افغان نیازی کہ شیخ سلیم چشتی کا مرید کامل تہا۔ وہ مکہ معظمہ سے حج کر کے بیانہ مین وارد ہوا

اور یہین اقامت اختیار کی - طریقہ فرقہ مہدویہ اختیار کیا - یہہ فرقہ سید محمد جونپوری
کو امام مہدی موعود سمجھتا تہا - میر سید محمد میر سید خان کا بیٹا تہا - اور نوین صدی
کے وسط مین جونپور مین پیدا ہوا - وہ سلطنت جونپور کی بربادی کو آثار قیامت مین
سمجھتا تہا - اور اس زمانہ مین اور جو واقعات عجیب و غریب وقوع مین آتی اونسے لوگونکو
سمجھاتا کہ قیامت آگئی ہے - اور کہتا تہا کہ آسمان سے یہہ آواز آئی ہے کہ امام مہدی موعود
مین ہون - اوسکے بہت سے لوگ مرید ہوگئے - مگر دشمن بہی بہت سے پیدا ہوگئے - اور
اونکے ہاتہون سے تنگ ہوکر گجرات مین گیا - وہان کا پادشاہ سلطان محمود اوس کا
معتقد ہوا - پہر وہ حج کو گیا - یہان سے بہی وہ نکالا گیا - پہر ہندوستان کا ارادہ کیا - فرح
اور بلوچستان کی راہ سے گجرات مین آتا تہا کہ ۹۱۱ھ مین سفر آخرت پیش آیا - اور اوسکی قبر
باوجود ممانعت و مزاحمت شاہ ایران کے زیارت گاہ بنی - شیخ علائی کو بہی اس فرقہ کی
وضع پسند آئی - اور اپنے آبا و اجداد کا طریقہ چہوڑ چہاڑ اسی فرقہ کی مسلک پر چلنا
شروع کیا - اور شہر کے باہر شیخ عبد اللہ نیازی کے ہمسایہ مین رہنا شروع کیا - اور
اور بہت سے احباب بہی اوسکے اس مذہب مین شریک ہوگئے - ہر روز نماز کے بعد
قرآن شریف کا وعظ اس فصاحت اور بلاغت سے کہتا کہ سامعین کے دل پر جادو کا
اثر کرتا - اور یہہ سننے والے دو کام کرتے - کیا سب کام کاج چہوڑ اور دنیا سے منہ موڑ
فرقہ مہدویہ مین فقیر بن کر بیٹہہ جاتے - یا سب منہیات سے توبہ کرکے سید محمد کا کلمہ پڑہنے لگتے
اور جو کچہہ اونکی زراعت تجارت حرفہ سے پیدا ہوتا - اوسکا دسواں حصہ راہ خدا مین
صرف کرتے - اور ایسا بہی بہت ہوا کہ بیٹے نے باپ کو اور باپ نے بیٹے کو اور خاوند نے
جورو کو اور بی بی نے خاوند کو چہوڑ دیا - اور فقیری اختیار کی - اس فرقہ مین جو کچہہ

نذر و نیاز اور خیرات کا آجاتا۔ وہ سب برابر آپسمین تقسیم ہوجاتا۔ اور اگرچہ نہ آتا تو
دو دو تین تین فاقہ گذر جاتے مگر اوسکا اظہار کسی پر نہ ہوتا۔ تلوار اور سب ہتیار ہمیشہ
وہ باندہے رہتے اور بازاروں مین حساب کرتے ہوئے پھرتے۔ جس کسیکو کوئی کام
غیر مشروع کرتے دیکھتے۔ اوسکو اول بلطف و مہر سمجھاتے۔ اور اگر وہ نہ مانتا تو پھر جبر
و قہر سے سمجھاتے۔ حکام مین سے جو کوئی اونکا رفیق و موافق ہوا اوسکے ساتھہ سلوک
کرتے۔ اور جو مخالف ہوا اوسسے انتقام لینے کو درپے ہوتے۔ شیخ عبد اللہ نیازی نے
یہہ رنگ ڈہنگ دیکھہ جانا کہ ضرور فساد برپا ہوگا۔ اسلئے شیخ علائی کو ہدایت کی کہ
وہ خدا کے گہر مین حج کرنے کو جائے۔ مرشد کے کہنے سے شیخ علائی اپنی اسی وضع میز
تین سو آدمیون کو ہمراہ لے حج کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ جب وہ خواص پور مین بجودہ
کے اندر پہنچا۔ تو خواص خان بہی اوسکا معتقد ہوا۔ لیکن جب اوسکو اس فرقہ کی
حقیقت پر علم ہوا تو وہ اپنی عقیدت سے پہر گیا۔ جب شیخ علائی کو یہہ حال معلوم ہوا تو
اوسکا جانی دشمن ہوگیا۔ اور حج کا ارادہ فسخ کیا اور بیانہ مین اولٹا چلا آیا۔ سلیم شاہ
نے اس شیخ کو آگرہ مین بلایا۔ جب وہ آیا تو کوئی تعظیم و تکریم اوسنے بادشاہ کی نہ کی
صرف سلام علیک کرکے بیٹہہ گیا۔ بادشاہ نے والیکم السلام جواب دیا۔ عبد اللہ مخاطب
بہ مخدوم الملک اور اور علما سے اوسکا مباحثہ اس مذہب کے باب مین بادشاہ کے
روبرو ہوا۔ اوسمین اوسنے زک اوٹہائی۔ سلیم شاہ نے اوسکو سمجہایا کہ اس مذہب سے
توبہ کر مین تجہکو ساری اپنی قلمرو کا محتسب مقرر کردونگا۔ مگر اوسکو اس مذہب کا ایسا
ست چڑہا ہوا تہا کہ اوسنے ایک نہ سنی۔ علما نے اوسکے قتل کا فتوی دیدیا۔ مگر بادشاہ
نے پہر اوسکے ساتھہ رعایت کی کہ اوسکو دکن کی طرف جلاوطن کردیا۔ مگر وہ یہان آکر

اور کہل کہیلا۔ اور اپنے مسائل کی بڑی ٹیپ ٹاپ اور دھوم دھام سے بیان کرنا شروع کیا
اوسکی طلاقت لسانی کام کرگئی۔ امیر لشکر دن سمیت اوسکے ساتھہ ہوئے۔ پہر مخدوم الملک
نے بادشاہ کو سمجھایا کہ اے حضرت وہ خود مہدی آخر الزمان ہونے کا دعوی کرتا ہے
ان امام کا ساری دنیا کا بادشاہ ہونا مسلمات مذہبی سے ہی۔ پہر بتلائے کہ اس امام
کو چھوڑ کر حضور کے ساتھہ کون رہیگا۔ بہت سی امیر اب بہی اوسکے معتقد ہو گئے۔
اور جو باقی رہے ہین وہ اور ساتھہ ہو جائینگے۔ پہر آپ کی بادشاہی کہان رہیگی
۔ اس بات کو بہی یونہین بادشاہ نے اوڑ دیا۔ اور شیخ علائی کو بہار مین بہیجدیا۔ یہان
شیخ بڑہ نے اوسپر قتل کا فتوی دیا۔ اور بادشاہ پاس بہجوادیا۔ بادشاہ نے
پہر اوس شیخ کو طلب کیا۔ اسوقت وہ مرض مین مبتلا تہا۔ اوسکے حلق مین ایک زخم
تہا جسکے سبب سے وہ اچہی طرح بول نہ سکتا تہا۔ بادشاہ نے پہر اوسے کان مین کہا
کہ حضرت اس فرقہ مہدویہ سے انکار کر دیجے۔ لیکن اوسنے پہر نہ سنا۔ آخر کار بادشاہ نے
مولویون کے ہاتہہ سے لاچار ہو کر اوسپر تازیانہ مارنے کا حکم دیا۔ تیسری تازیانہ
پر جسم سے جان نکل بہاگی۔ بعد اس شیخ کے مرنیکے اس فرقہ کا اجتماع متفرق
ہو گیا۔ یہہ واقعہ ۹۵۵ھ مین وقوع مین آیا۔

ذکر سلطنت محمد شاہ سور مشہور بہ عدلی

جب فیروز شاہ مرا۔ تو امرا نے اوسکے بارہ برس کے بیٹے فیروز خان کو تخت سلطنت
پر بٹہایا۔ مبارز خان شیر شاہ کا بہتیجا تہا۔ اور سلیم شاہ کا چچیرا بہائی
اور سالہ تہا۔ اوسنے تیسرے روز اس کم عمر بادشاہ کی عمر تمام کی۔ جب سلیم شاہ
زندہ تہا۔ تو وہ اپنی بی بی سے کہا کرتا تہا کہ تجہکو بیٹا عزیز ہے تو اپنی بہائی کو

مار ڈالنے دے۔ اگر بہائی عزیز ہے تو بیٹے کی جان سے ہاتھہ دھو۔ اوسپر بی بی یہہ کہا کرتی کہ میرے بہائی کو سلطنت کا کب خیال ہے وہ ناچ گانے کا عاشق ہے۔ عیش و عشرت سے کب اوسے فرصت ہی۔ اسپر بادشاہ بی بی کو لعنت ملامت کرتا اور کہتا کہ کیون اپنے بیٹے کے حق مین کانٹے بوتی ہے۔ یہہ اسکا کہنا سچ ہوا۔ سوم کا دن تہا کہ یہہ جلاد مامون بیگناہ بہانجے پر تلوار سونت کر چڑہ گیا۔ بہن بہائی کے آگے ہاتھہ جوڑ کر کے پیرون مین گر پڑی اور روئی اور گڑگڑائی کہ خدا کیواسطے میرے اس ننے سے بچے کو نہ مار۔ مین اوسے کہین لیکر نکل جاتی ہون مگر اس سنگدل نے ایک نہ سنی اور اس بچے کو مار ہی ڈالا۔ اور ۹۶۳ھ ۱۵۵۵ء مین تخت شاہی خود بیٹھا اور اپنا نام محمد شاہ عادل رکہا۔ مگر عوام الناس نے الف کو اوڑا دیا۔ اور لے کو لگا دیا اور عدلی کہنا شروع کیا۔ اور یہہ بادشاہ کے جوالا دہند کام دیکہے تو اندہلی مشہور کر دیا

ہیمو کا حال

یہہ بادشاہ نہایت نابکار زنا کار احمق ستم شعار ناحق پرست اور پاجیون کا یار تہا۔ سوا ان عیبون کے دل کا بہی بودا تہا جب سے بادشاہ ہوا پاجیون ہی کو بڑے عہدے عطا کئے۔ خود حکم رانی کی لیاقت نہ تہی۔ ہیمو کو سارا اختیار سلطنت کا دیدیا۔ اس ہیمو کی حقیقت یہہ ہے کہ وہ قصبہ ریواڑی کا ایک ٹٹ پونجیا ڈھوسر بنیا تہا اور صورت کا بہی بہونڈا تہا۔ سر پر نمک دہر کے گلی گلی نمک لو نمک لو کہتا پہرتا تہا کچہہ اپنی حکمت و قسمت سے سرکار سلیم شاہ مین بقالون مین مقرر ہو گیا۔ اور بعد ازان غمازی اور جاسوسی کر کے بادشاہ کا ملازم ہو گیا۔ اور اس مین خوب مال کر کے مالدار ہو گیا۔ اور سلیم شاہ کے دل مین بہی اوسکی جگہہ ہو گئی۔ اور پہر اس عدلی بادشاہ کے عہد مین تو وہ بالکل مالک سلطنت ہو گیا کچہہ دنون راے کا خطاب رہا۔ اور پہر راجہ کا خطاب ملا۔ عرض نہ اوسکا حسب تہا نہ نسب تہا نہ وجاہت ظاہری تہی۔

مگر ضرور کوئی کمال معنوی اوسمین ایسا تہا کہ اوسنے ایسی احمق اور ظلمی پادشاہ کی پادشاہی کو اتنے دنون تک نباہ دیا۔

پادشاہ کے زور و ظلم اور ملک کی فسادون کا بیان

اس پادشاہ نے محمد شاہ تغلق کی فیاضیان سن رکہی تہین۔ جیسا نام اوسکا کہا تہا ویسی روپیہ لٹانیمین اوسی کا طریقہ اختیار کیا۔ تیرون مین سونیکی بہالین لگاکر پہینکتا۔ اور جو کوئی اوٹہاکر لاتا۔ دس روپیہ کو مول لیتا۔ وہ خزانہ جو باپنے برسون کی محنت مین جمع کیا تہا۔ وہ چند روزون مین اوڑا اوڑو بیٹہہ رہا۔ بنا بنایا گہر خاک مین ملادیا جب خزانہ یون لٹ چکا۔ اور پیسا باقی نہ رہا۔ تو یہہ ارادہ ہوا کہ امیرون کی جاگیرون کو ضبط کیجے اور اونسے گلچہرے اوڑائی۔ افغان پہلے ہی ہمیو بقال کے اختیارات سے جلے بیٹہے تہے۔ پہر اوسپر یہہ اور آفت آئی۔ اسلئے اونہون نے ہر طرف سی فساد اوٹہانے کا ارادہ کیا اور بادشاہ کی طرف سی بالکل دل پہیر لیا۔ اور بادشاہ اونکی نظرون مین ذلیل ہوگیا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ گوالیار مین بادشاہ دربار عام کر رہا تہا اور جاگیرین تقسیم ہو رہی تہین کہ اوسنے حکم دیا کہ محمد شاہ فرملی کی جاگیر فوج سرمست خان شروانی کو دیجاوے۔ یہہ شروانی بادشاہ کی بدولت ابہی نیا امیر کا یک ہوگیا تہا۔ محمد شاہ فرملی کا بیٹا سکندر جوانی کے زورون پر چڑہا ہوا تہا۔ وہ اس بات کو سنکر مارے غصہ کے نیلا پیلا ہوکر بیساختہ کہنے لگا کہ خدا کی قدرت اب ہماری نوبت یہانتک پہونچی کہ جاگیرین ہماری اوس آدمی کو ملنے لگین جو ابہی سگ فروشی سے اپنا گذارہ کرتا تہا۔ جب باپنے اوسکو روکا تو وہ باپ سے کہنے لگا کہ تجھے ایک دفعہ شیر شاہ نے پنجرہ مین بند کیا تہا۔ مگر سلیم شاہ نے بچالیا۔ اب تجھکو پہر یہہ سور قتل کرنا چاہتے ہین۔ مگر تو نہین سمجہتا۔ سرمست خان

بڑا قوی ہیکل جوان تہا۔ اوسنے اس نوجوان کے کندہے پر ہاتہہ کہا اور یہہ زبان پر لایا کہ بیٹا اتنا غصہ۔ اور دل مین یہہ تہانکا اوسکی گردن پکڑ لے۔ مگر یہہ ہر تیلا جوان بات کو سمجہہ گیا۔ اور ایک کہانڈے کا ہاتہہ ایسا صحیح کیا کہ سرمست خان مستون کی طرح لڑکہا کر زمین پر گرے۔ اور وہین ڈہیر رہے۔ اس گستاخی کو دیکہہ کر امرا، پادشاہی اوسکے پیچہے اور وہ پادشاہ کے پیچہے پڑا۔ پادشاہ شخت سی کو دکر محل سرا کی طرف بہاگا۔ اور یہہ بہی اوسکے پیچہے جا لگا۔ مگر پادشاہ کو یہہ اوسان آگئی کہ اوسنے دروازہ بند کر لیا اسلئے موت کا دروازہ اوسپر بند ہو گیا۔ پہر سکندر دو گہڑی تک دیوانہ وار ادہر اودہر پڑا پہرا اور جو سامنے آیا اوسے قتل کیا۔ سترہ آدمیون کا خون گردن پر لیا۔ آخر کار ابراہیم ایک جماعت ہمراہ لیکر اوسپر ٹوٹ پڑا۔ اور چوتیہ قیمہ اوسکا کیا۔ اور محمد شاہ فرملی کو دو لتخان لوحانی نے قتل کر ڈالا۔ جب امیرون نے یہہ حال دیکہا۔ تو وہ ادہر اودہر چلنے شروع ہوئے تاج خان سلیم شاہ کے بڑے معزز سردارون مین تہا۔ وہ بنگالہ کی طرف راہی ہوا۔ پادشاہ نے اوسکے پیچہے فوج روانہ کی۔ چہاپرامو مین لڑائی ہوئی۔ یہان تاج خان چنار کو بہاگ گیا۔ جو خالصہ شاہی کی عمال رستہ مین پڑے۔ اونکو پکڑ دکہڑا اونکا سب اسباب نقد وجنس چہینا۔ اور پادشاہی سوا تہہ کو ساتہہ لیتا ہوا اپنے بہائیون سے جا ملا۔ وہ خواص پور اور ٹانڈہ اور دریا گنگ کے کنارون کے پرگنون پر حاکم تہے۔ پادشاہ نے سیمو بقال کو بہت سے ہاتہی اور سپاہ دیکر اونکی سرکوبی کے واسطے بہیجا۔ وہ اوسسے لڑکر سب پر غالب آیا۔ اسپر پادشاہ اوس سے بڑا خوش ہوا۔ اور راجہ بکرماجیت کا خطاب دیا۔ اور اپنا اور اپنی سلطنت کا سارا اختیار اوسکو دیدیا۔

ابراہیم اور سکندر سور کا پادشاہ بننا

شیر شاہ کا چھوٹا بھائی نظام خان تہا۔ یہہ عجب اتفاق کی بات ہی کہ اوسکے ایک بیٹا اور تین بیٹیان تہین بیٹا یہی محمد شاہ عدلی بادشاہ ہوا۔ اور تینون داماد بہی بادشاہ ہوئے۔ ایک داماد سلیم شاہ تہا دوسرا ابراہیم سور تیسرا سکندر سور۔ سلیم شاہ کا پہلے ذکر ہوچکا اب ابراہیم سور اور سکندر سور کا بیان ہوتا ہے۔ بادشاہ کی کم عقلی سے سلطنت کی مدعی چارون طرف کہڑی ہوگئی تفصیل اسکی یہہ ہے۔ ابراہیم سور کہ سب سے زیادہ شان و شوکت رکہتا تہا بادشاہ نے اوسکی گرفتاری کا قصد کیا۔ کہ بادشاہ کی بہن نے خاوند کو لکہہ بہیجا کہ بہائی کا ارادہ تمہاری گرفتاری کا ہے۔ یہہ خبر پاکر چنار سے اپنے باپ غازی خان پاس کہ حاکم بیانہ تہا چلا گیا۔ بادشاہ کی طرف سی عیسے خان اوسے لڑنے گیا۔ کالپی کے قریب اوسنے ابراہیم سے شکست پائی۔ پہر ابراہیم نے لشکر جمع کرکے دہلی اور آگرہ پر قبضہ کرلیا اور خود بادشاہ بن گیا۔ اور خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا۔ اب بادشاہ عدلی نے چنار سے ابراہیم کی طرف کوچ کیا۔ ابراہیم سور نے یہہ پیغام بہیجا کہ اگر حسین خان اور بہادر خان شروانی اور اعظم ہمایون اور بڑے بڑے امیرون کو بہیجکر میری خاطر جمع کردیجے تو میں صلح کے لئی حاضر ہون۔ ابل احمق بادشاہ نے ان امیرون کو بہیجدیا۔ ابراہیم سور نے اونکو پٹی پڑہا کر اپنی طرف کرلیا۔ جب بادشاہ کو اس بات کی خبر ہوئی تو اوسنے جان لیا کہ اب میں ابراہیم سے نہین لڑسکتا ہون۔ اسلئے دلی اور آگرہ سے اوسنے ہاتہہ اوٹہایا۔ اور چنار کو اپنا دارالقرار ٹہہرایا۔ جسوقت بادشاہ عدلی کے سپاہ نی قلعہ آگرہ خالی کیا تو غازی خان ابراہیم کے باپ نے انتظام کے واسطے آدمی قلعہ مین بہیجے۔ وہان بارود خانہ اڑگیا۔ اور آناً فاناً مین کچہہ سی کچہہ ہوگیا۔ ایک شور محشر برپا تہا۔ آدمی پتون کی طرح اوڑ اوڑ کر بارہ بارہ کوس پر جاکر گرتے تہے۔ اسکی تاریخ آتش بادل گاہ ہوئی

سنہ ۹۶۲ اوسمین سے نکلتے ہین - اسمین لطف یہہ ہی کہ بابل گاہ حصار آگرہ کا نام تہا +
ابراہیم سور کا یہہ حال دیکہہ احمد خان سور حاکم پنجاب کو بہی بادشاہی کی ہوس دامنگیر ہوئی
اوسنے سلیم کے بڑے سرداروں یعنے ہیبت خان اور تاتار خان کو اپنا رفیق بنالیا - اور اپنا
لقب سکندر شاہ سور رکہا - اور دس ہزار سوار لیکر آگرہ کے قریب پہونچا - وہان دیکہا کہ ابراہیم
ستر ہزار سپاہ لڑنیکے واسطے آمادہ بیٹہا ہے - جب اوسنے یہہ بہیڑ بہاڑ دیکہی تو اپنے آنے سے
پشیمان ہوا - اور صلح کا خواہان ہوا - ابراہیم شاہ کو اپنی فوج کی کثرت پر یہہ نخوت تہی کہ
صلح سے انکار کیا - اول ہی حملہ مین سکندر کی سپاہ کو پریشان کردیا - مگر سپاہ پہر لوٹنے مین
ایسی پڑی کہ سکندر نے جو اوسپر حملہ کیا تو شکست دیدی - اور آگرہ اور دلی پر اوسکا قبضہ
ہوگیا - اور آگرہ مین وہ تخت سلطنت بیٹہا - اور اپنے افغان بہائی بندون کو بہت نصیحت
کی کہ باہمی نفاق کو چہوڑدو اور آپسمین اتفاق پیدا کرو - سب نے اوسکے آگے قران اوٹہایا - اور
قسم کہائی کہ ہم کبہی تیرے ساتہہ مخالفت نکرینگے - اس فتح سے اوس پاس ملک یا رگنگ
سے لیکر دریا ستلج تک قبضہ مین ہوگیا تہا اگر برسہی کا ارادہ تہا کہ اتنے مین - پنجاب مین ہمایون نے
آنکڑ ڈنکہ بجایا - سکندر اوسطرف مصروف ہوا - اسکا حال آگے بیان کرینگے - اب ابراہیم
سنبہل مین گیا اور جمعیت بہم پہنچاکر کالپی مین آیا - ہیمو بقال بہت سی سپاہ اور توپخانہ
اور ہاتہیون سمیت چناسی دہلی کے لینے کے ارادہ سے جاتا تہا - راہ مین کالپی مین ابراہیم
سے بہی مٹ بہیڑ ہوئی - اور اوسکو شکست دی - وہ بہاگ کر بیانہ مین باپ پاس گیا -
ہیمو بہی اوسکے پیچہے گیا - اور تین مہینہ تک قلعہ بیانہ کا محاصرہ کیا - اسوقت اضلاع
شرقی آگرہ اور بیانہ اور دہلی مین ایسا قحط پڑرہا تہا کہ سیکڑون گہر اکے گہر بہوک کی مارے
سوئے کے سوئے رہ گئے - نہ کفن نصیب ہوا نہ قبر - جنگل کی گہاس اور جانورونکے ہاڈ پنجر

غریبون کا گذارا تھا - یہہ غذا انسان کو کب جینے دیتی ہے - تھوڑے دنون مین ہاتھہ پیر پھیلا دیتی اور جان سے سیر کر دیتی - مگر جسوقت آدمیون کا یہہ حال سنا اوسوقت ہمیو بقال کے پانچ سو ہاتھیون کو پیٹ بھر کر پانچ سو من شکر گھی گوڑ ملتا تھا - ہمیو جیسے بھی انسان ہوتے ہین کہ جو آدمی کی جان کو گھاس کے پتے کی برابر بھی نہین سمجھتے - ہر روز وہ دربار مین دسترخوان بچھواتا - اور اپنے نوکر افغانون کو بلاتا اور کہلاتا - اگر کوئی اونمین نوالہ چھوٹا بنا کر کہاتا تو اونکو گالیان دیتا - کہ کم بخت تم مغلون سے کیا لڑوگے - عورتون کے سے نوالے کہاتے ہو - یہہ افغان خدا کی شان دیکھتے تھے اور کڑھتے تھے - اور اسپر عمل کرتے تھے کہ + کفش بر سر زن و نان بدہ + اسی اثناء مین محمد خان حاکم بنگالہ نے چنار اور جونپور وغیرہ کے لینے کا قصد کیا - یہہ حاکم بھی شیر شاہ کے عزیزون مین سے تھا - عدلی نے ہمیو کو بلایا - وہ محاصرہ چھوڑ کر چلا - ابراہیم نے اوسکا تعاقب کیا - مگر آگرہ کے قریب شکست فاحش پائی - اور اب اوسکو ایسی غیرت آئی کہ باپ پاس نہ گیا - اور پٹنہ مین چلا گیا - اور یہان کے راجہ رام چندر سے لڑکر گرفتار ہوا - مگر راجہ نے مصلحت وقت دیکھہ اوسیکو گدی پر بٹھایا - اور آپ نوکر بن گیا - پھر افغانان بیانہ کا جھگڑا یا زبہادر حاکم مالوہ سے شروع ہوا - اونہون نے بلاکر ابراہیم کو اپنا حاکم مقرر کیا - درگاوتی رانی گدیسہ کو اپنی مدد کے واسطے امادہ کیا - مگر یا زبہادر نے اوسمین کچھہ خلل ڈال دیا - جب ابراہیم نے دیکھا کہ اس رانی نے آنا کانی دی - تو وہ پشمان اور حیران ہو کر اڑیسہ چلا گیا جب سلیمان کرانی نے اڑیسہ پر تسلط پایا - تو اوسکو دغا دیکر ۹۷۵ھ مین مار ڈالا - غرض ہمیو بیانہ سے چلکر چنار مین بادشاہ عدلی سے ملا - کہ اسی عرصہ مین یہہ خبر آئی کہ ہمایون بادشاہ نے سکندر شاہ کو شکست دیکر دہلی و آگرہ پر

قبضہ کرلیا۔ باوجودیکہ یہہ حال افغانون کا ہوا۔ مگر وہ اپنی جہالت اور خودرائی سے
باز نہ آئے۔ اور آپس کی لڑائی کو ایک لحظہ موقوف نہ کیا۔ عدلی کو دہلی دوبارہ لینے
کی فرصت ندی۔ لاچار وہ چنار سے محمد خان کو ریہ سے لڑنے گیا۔ کالپی سے پندرہ کوس
لڑائی ہوئی۔ اور محمد خان کو شکست ہوئی۔ اور اوسکی جان بہی گئی۔ اسطرح بنگالہ
کی سرکشی کا کٹ گیا۔ بعد اس فتح کے پہر بادشاہ چنار مین آیا۔ اور دہلی کی چہٹلنے
کی فکر مین لگا۔ گو اسوقت چارون طرف بغاوت کا بازار گرم تہا۔ مگر سب سے زیادہ اندیشہ
امر یہہ تہا کہ ہمایون نے آگرہ لے لیا تہا۔ ہیمو اس کی فکر مین چنار کے اندر
سامان بہم پہنچا رہا تہا۔ کہ ہمایون کے مرنے کی خبر اور اکبر کی جانشینی کی خبر پہنچی۔ ہمایون
کی کیا جان گئی ہیمو کی جان مین جان آئی۔ اور پہر اوسکا دل بہت بڑہ گیا۔ بادشاہ
کو اس سبب سے کہ افغانون کی بغاوت کا اندیشہ تہا چنار مین چہور گیا۔ اور خود پچاس ہزار
سوار اور پانچ سو ہاتہی لیکر دہلی کی طرف یہہ نیت کرکے چلا کہ دہلی اور آگرہ کو مغلون
کے پنجے سے چہڑائیے۔ اور اونکو پنجاب سے پرے پہنچائیے۔ جب وہ آگرہ کے قریب آیا۔
تو وہان مغل اتنے نہ تہے کہ اس سپاہ سے لڑتے۔ اسلئے وہ دہلی کو چلتے بنے۔ ہیمو نے
آگرہ اپنے ملازمون کے حوالہ کیا۔ اور خود دہلی کی طرف چلا۔ وہان مرزا تاردی بیگ
لڑا۔ مگر شکست کہاکر پنجاب کو سیدہا بہاگا۔ ہیمو نے دلی پر قبضہ پایا۔ اب اوس کا
ارادہ ہوا کہ پنجاب کی طرف باگ اوٹہائیے۔ اور مغلون کی سپاہ کو صدمہ عظیم پہنچائیے
جب یہہ واقعہ پیش آیا۔ تو اکبر کے ساری سردارون نے کی یہہ رائے ہوئی کہ کابل کو
اولٹے چلئے۔ اور پہر وہان نئے سری سے بنئے۔ مگر اکبر اسوقت گویا برس کا لڑکا تہا
اور سارا اختیار بیرام کے ہاتہہ مین تہا۔ اوسکو خدا نے عجب لیاقت دی تہی۔

اسنے ان سرداروں کا کہنا نہ مانا - اور خان زمان مغل کو دہلی کیطرف روانہ کیا - اور خود بادشاہ سمیت روانہ ہوا - ہیمو بھی اونسے لڑنیکے لئے روانہ ہوا - اور پانی پت کی نواح مین جنگ عظیم ہوئی - ہیمو نے دائین بائین اور بیچ کی فوجون کو شکست دی مگر بعد اس فتح کے افغان ایسے لوٹ پر گرے - کہ چند مغلون نے ہیمو کے ہاتھی کو پہچان کر زغہ مین کر لیا - اور زندہ پکڑکر بادشاہ کے روبرو لیگئے - وہان بیرم خان نے اوسے مار ڈالا - ہیمو کیا مراعدلی شاہ بھی مرگیا - اوسکی ساری امیدین دوبارہ سلطنت کی حاصل کرنے کی مرگئین - افغان اوس سے سب برگشتہ ہوگئے - خضر خان کو یہ اپنے باپ کا انتقام لینے کیواسطے آمادہ ہوا - اور بہت سی جمعیت جمع کی اور بہادر شاہ اپنا خطاب کہا - اور تمام ممالک شرقیہ کا مالک ہوگیا - اور عدلی پر لشکر کشی کرکے ایک سخت لڑائی لڑا اور اس لڑائی مین عدلی مارا گیا +

ذکر بادشاہی سکندر شاہ سور

اس بادشاہ کی جو لڑائیان ہمایون سے ہوئین - اور اس خاندان کا جسطرح خاتمہ ہوا اوسکو آگے ہمایون کے دوبارہ ہندوستان کے لے لینے کے بیان مین ذکر کرینگے

دسوین فصل

ہندوستان مین ہمایون کی دوبارہ سلطنت

ہم وہان تک ہمایون کا ذکر کرچکے ہین کہ وہ ملک گرمسیر ہین ہندوستان سے خارج ہوکر ایران پہنچ گیا - غرہ شوال ۹۵۰ ہجری کو اوسنے شاہ طہماسپ صفوی شاہ ایران کو ایک نامہ لکھا - اور اوسمین اپنا سارا حال بالاجمال تحریر کیا - اور لکھا کہ اب عنقریب آپکی

اور میری ملاقات ہوگی - پادشاہ ایران نے اس نامہ کا جواب بہت سے تحفہ تحائف کے ساتھہ بھیجا اور اوسمین یہہ شعر بھی لکھا کہ ؎ ہمائے اوج سعادت بدام ما افتد + اگر ترا گذری بہ مقام ما افتد + ہمایون نے اگرچہ ملک گرم سیر مین کچھہ دنون توقف کرنا چاہا - مگر مرزا عسکری کا کھٹکا ایسا ہی لگا ہوا تھا کہ سیستان عملداری شاہ ایران مین چلا آیا یہان کے حاکم احمد شاملو نے اس بے سر و سامان پادشاہ کی بڑی مہمانداری اور خاطر داری کی - یہانتک کہ اپنی ماکو اور عورتون کے ساتھہ حضرت مریم زمانی بیگم کی خدمت گزاری کے لئے بھیجدیا - جسوقت سے ہمایون نے اس پادشاہ کی عملداری مین قدم رکھا - سارے ملک مین فرمان شاہی جاری ہوگئے کہ اسطرح اوسکی تواضع و تکریم کیجائے - چھوٹے چھوٹے نوکرون کی بڑے بڑے امیرون کی برابر اور امیرون کی بادشاہون کے برابر خاطر داری اور آؤ بھگت ہوئی - اور خود بادشاہ کی جو تعظیم اور تکریم ہوئی اوسنے تاریخ کے صفحے کے صفحے بھرے پڑے ہین - (اکبر نامہ جلد اول صفحہ ۲۴۷ پڑھو) یہہ شہریار بے شہر و دیار جس منزل پر پہونچتا وہان کا حاکم زرق برق فوج لئے سرحد پر استقبال کے لئے حاضر ہوتا - نذر دیکر لگام پر بوسہ دیتا رکاب پکڑکر ساتھہ ہولیتا - پیدل چلتا - جب بادشاہ اشارہ کرتا سوار ہوتا - اور لشکر سمیت پیچھے پیچھے چلتا - مکان اوترنے کے واسطے پہلے تجویز ہولیتا - اوسکی آرائش و زیبائش مین نہایت تکلف ہوتا - کوسون تک زربفت اور مخمل کا فرش پا انداز ہوتا - وہان بادشاہ کا شاہانہ جشن ہوتا - سب امرا اور ملازم شاہ ایران نذر دیتے - سواری کے وقت زر و گوہر نثار ہوتے لباس اور اسلحہ اور کہانے کی تکلفات کا بیان بے تکلف نہین ہوسکتا - ہرات مین شاہ ایران کا بیٹا فرمانروا تھا - ایک دعوت اوسنے بڑی دھوم دھام کی کی - باغ مین ہمایون نے

جشن شاہانہ کیا۔ صابر فاق نے کہ علم موسیقی مین یگانہ روزگار تھا یہہ ایک غزل گائی اور سبھون
جس وقت یہہ شعر پڑہا ؎

شعر

مبارک منزلے کان خانہ را ہی چنین باشد ؎ ہمایون کشوری کان عرصہ را شاہی چنین باشد

ساری مجلس اوچہل پڑی۔ مگر جب اوسنے یہہ غضب کا شعر پڑہا کہ ؎

شعر

زرنج وراحت گیتی مرنجان دل شو خرم ؎ کہ آئین جہان گاہے چنان گاہی چنین باشد

اس شعر کو سنکر ہمایون کے دل پر ایسی چوٹ لگی کہ آنکہون سے آنسو ٹپک پڑے
اب ہرات سے روانہ ہوا۔ اور راستے مین تمام بزرگون کی قبرون کی زیارت کرتا ہوا
رے مین پہونچا۔ تو خود بادشاہ ایران استقبال کے لئے اپنے پایہ تخت سے چلا۔ ہمایون
قزوین مین پہونچا۔ اور یہان چند روز مقیم رہا۔ بعض مورخ لکہتے ہین کہ گو شاہ ایران نے
ایسی تواضع اور تکریم کی مگر اپنی دارالسلطنت کے اندر آنیکی اجازت نہ دی۔ اسلئے ہمایون
نے بیرام کو بادشاہ پاس بہیجا۔ اور وہان کوئی معاملہ ایسا پیش آیا کہ بادشاہ کو معلوم
ہوا کہ مین شاہ ایران کے پہندے مین بری طرح پہنس گیا۔ ایران کا بادشاہ طہماسپ
صفوی سخت متعصب شیعہ تہا۔ ان دونون بادشاہون مین جو معاملات مذہب کے باب
مین پیش آئے وہ مورخون نے مختلف طور پر بیان کئے ہین۔ جو مورخ اہل سنت وجماعت
ہین وہ اس معاملہ کو کچہہ لکہتے نہین جیسا کہ ابوالفضل نے کیا ہے۔ اور اگر لکہتے ہین
تو گول مول۔ اور جو مورخ شیعہ ہین وہ اس معاملہ کو حاشیے لگا لگا کر بیان کرتے ہین۔
الحاصل ان دونون بادشاہون مین جمادی الاولے ۹۵۱ھ مین ملاقات ہوئی۔
اور ایسی تواضع وتکریم عمل مین آئی ؎

شاہ ایران کے باپ اسمٰعیل صفوی نے ایک سرخ ٹوپی خاص اپنے مریدون کے لئے بنائی تہی

اسی ٹوپی کے سبب سے اہل ایران قزلباش یعنے سرخ سر والے کہلاتے تھے۔ یہہ ٹوپی گویا شیعہ ہونیکا ایک بانا تھا۔ ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ بیرم خان شاہ ایران کے دربار مین حاضر تھا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اس ٹوپی کو سر پر رکھئے۔ بیرم خان نے یہہ عذر کیا کہ مین ایک دربادشاہ کا تابعدار ہون بغیر اوسکے ارشاد کے ٹوپی کیونکر پہن سکتا ہون اس عذر بے اختیاری کو سنکر بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ تجھکو اختیار ہے۔ پھر بادشاہ نے اپنی سطوت اور شوکت دکھانیکے واسطے مجرمون کو برسر دربار قتل کرایا +

ایک دن یہہ دونون بادشاہ آلیسپین بیٹھے ہوئے تھے کہ شاہ ایران نے اس ٹوپی کے واسطے ہمایون سے کہا۔ ہمایون نے اسوقت زمانہ سازی کی کہ ٹوپی کو سر پر رکھا۔ اور اظہار سرافرازی کے تسلیم کیواسطے ہاتھہ بھی سر پر رکھا۔ غرض اس ٹوپی سے تمام کیا سرافراز ہوا کہ سارے دربار مین ایک مبارکباد کی دھوم مچ گئی۔ دونون بادشاہ بیٹھے اور چار و نطرف سے مبارک آباد کا شور اور غل تھا۔ ایسا قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی گفتگو اسوقت ضرور ہوئی مگر ہمایون نے شیعہ ہونا قبول نکیا۔ اسلئے کہ دوسرے روز جب شاہ ایران ہمایون کی فرودگاہ سے نیچے گیا۔ اور ہمایون دروازہ پر سلام کے لئے کھڑا ہوا۔ تو شاہ ایران اوسکی طرف ملتفت نہ ہوا۔ اور ہمایون اپنا سا منہ لیکر رہ گیا۔ پھر ایک دن ہمایون کے باورچی خانہ مین ایندھن بھیجا۔ اور کہلا بھیجا کہ اگر تو نے شیعہ مذہب قبول کیا تو کسی روز تیری ڈیہان ان لکڑیون کی چتا مین جلائی جائین گی۔ ہمایون نے اسکا جواب استقلال اور انیکا سے یہہ دیا کہ مین یہان بیت اللہ کے ارادہ سے آیا تھا۔ اب اجازت فرمائین کہ مین اپنی منزل مقصود کو پہونچون۔ اسپر شاہ ایران نے اسسے ایسی سنگدلی برتی کہ اوسکو صاف کہلا بھیجا کہ جب تک شیعہ تو نہ ہوگا زندہ جانے نہ پائیگا

ایک دن کا ذکر موزخ بیان کرتے ہین کہ دونو پادشاہ ساتھہ بیٹھے تھے۔ مگر ہمایون کا زانو شرم سے نیچے تھا۔ یہہ دیکھکر بیرم خان کو تاب نہ رہے۔ اوسیوقت کمر سے چھری نکال اور اپنا زرین پٹکا کاٹ اپنی آقا کے زانو تلے بچھا دیا۔ پادشاہ ایران کو یہہ نمک کا جوش بہت بھایا۔ اور ہمایون سے فرمایا کہ جب آپکے ساتھہ ایسے ایسے جان نثار یار کاب تھے تو پھر کیون یہانتک نوبت پہنچی۔ ہمایون نے جواب دیا کہ جو کچھہ ہے سلطنت اور حکومت مین قصور اور قصور آیا وہ سارا بھائیون کی نا اتفاقی کے سبب سے ہوا۔ اوسپر شہنشاہ ایران نے ارشاد کیا کہ بھائیون کا اتفاق سلطنت کے لئے ایک ضروری امر ہے۔ اب مجھے اپنا چھوٹا بھائی جانئے۔ اور اوسکے اتفاق اور امداد سے اپنا مطلب حاصل کیجیے۔ تھوڑی دیر بعد دسترخوان بچھا۔ شاہ ایران کا بھائی بہرام مرزا سلاحی آفتابہ لیکر کھڑا ہوا۔ اور دونون پادشاہون کے ہاتھہ دھلائے۔ اسپر پادشاہ نے اشارہ کیا کہ بھائیون کو اسطرح رکھتے ہین۔ اس بات سے بہرام مرزا ہمایون کا جانی دشمن ہوگیا۔ اب ہمیشہ کلمات متوحش زبان سے نکالتا۔ اور کہتا کہ خاندان تیمور کو ہندوستان مین پادشاہ بنانا مصلحت نہین ہی۔ وہ ایران سے بہت قریب ہے غرض اس مرزا اور لوگون نے پادشاہ کا مزاج ہمایون سے بگاڑ دیا۔ اگرچہ ہمایون کو بھی کئی دفعہ غصہ آیا مگر بیرام نے اوسکو روک لیا اور سمجھایا کہ **مصرعہ**

مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل باید ش ✦ پھر سلطانہ بیگم اور قاضی جہان قزوینی ناظر دیوان اور حکیم نورالدین ان دونون پادشاہون کے بیچ مین وسطہ ہوئے کہ اونکے دلون سے کلفت دور کرین۔ سلطانہ بیگم نے خلوت مین پادشاہ کے سامنے ہمایون کی یہہ رباعی پڑہی ✦

رباعی

ہستم زجان بندۂ اولاد علے + ہستم ہمیشہ شاد بایاد علے
چون سرولایت از علی ظاہر شد + کردیم ہمیشہ ورد خود نام علے

اس رباعی کو سنکر بادشاہ خوش ہوا۔ اور کہنے لگا کہ اگر ہمایون اس امر کا عہد کرے کہ وہ اپنی ممالک محروسہ مین منبرون پر ذکر معصومین علیہم السلام کا کرائے تو مین اوسکو مورثی ملک دلا دیتا ہون۔ سلطانہ بیگم نے یہہ پیغام ہمایون سے کہلا بہیجا۔ ہمایون نے اوسکا یہہ جواب دیا کہ میرے تمام امرا، چغتائی اور اپنے بہائی مرزا عسکری سے اسی بات پر بگاڑ ہوا کہ آل نبی پر میری جان فدا ہے۔ اور مرتے دم تک مین اونہین کا کلمہ بہرون گا۔ بعض مورخ یہہ لکہتے ہین کہ بادشاہ نے ہمایون پاس تین کاغذ دستخط کرنیکے لئے بہیجے۔ مگر اونسے اونکو مسترد کیا۔ اسپر قاضی نے سمجہایا کہ مصرع زمانہ باتو نہ سازد تو با زمانہ بہ ساز۔ شاید ان کاغذون مین یہہ لکہا ہوگا کہ مذہب شیعہ وہ اختیار کرے۔ دوم ہندوستان مین اوسکی اشاعت کرے۔ سوم قندہار حوالہ کرے۔ پہلی شرط کے پورا کرنے کا وعدہ کیا۔ اور باقی دو شرطون کا پورا کرنا اوسکے حد اختیار سے باہر تہا۔ بعض کہتے ہین کہ وہ اردبیل مین شیخ صفوی کی زیارت کو گیا تہا۔ اسسے معلوم ہوتا ہے کہ اونسے مذہب شیعہ اختیار کر لیا تہا۔ بعض کہتے ہین کہ وہ نماز شیعون کی طرح پڑہتا تہا۔ غرض یہہ ایک مباحثہ مذہبی ایسا ہے کہ جسکا انفصال مشکل ہے +

اسی اثنا مین ہمایون کے بدخواہون نے شاہ ایران کے کانون تک یہہ بات پہنچائی کہ جب ہمایون بادشاہ تہا اور اوسکی بات بنی ہوئی تہی تو اونسے علم نجوم سے سارے بادشاہ ہونیکے طالعون کا حساب لگایا تہا۔ تو شاہ ایران سے اپنے طالع کو اچہا نہ پایا تہا

اس فقرہ کو بادشاہ سنکر نیلا پیلا ہوا۔ جب ہمایون نے اسکی وجہ بیان کی تو اوسنے یہہ طعنہ دیا کہ اس غرور اور نخوت کا یہہ ثمرہ ہے کہ سلطنت گنوا رون فی جہین لی اور جورو بچے دشمنون کے ہاتہہ مین چلی گئے۔ اگرچہ ایسی باتین خلوت مین پیش آئین۔ مگر ظاہر مین جو تعظیم و تکریم اول روز سے شروع ہوئی تہی وہی برابر چلی جاتی تفریح طبع کے واسطے شکار کہیلنے جاتے۔ دعوتین بڑی تکلفات سے ہوتین +

الحاصل جب ہمایون کے رخصت کا وقت قریب آیا۔ تو شاہ ایران نے اوسپر اپنی عنایات اور احسانات کی کوئی حد باقی نہ رکہی۔ اور ایک دن ہمایون سے ہاتہہ جوڑ کہا کہ اگر بہولے سے کوئی خطا مجہسے سرزد ہوئی ہو تو اوسے معاف کیجے۔ اور پہر اوسکو نہایت شان اور شوکت سے رخصت کیا۔ اور حکم دیا کہ بارہ ہزار قزلباشون کا لشکر سیستان مین اوسکے ساتہہ جانیکے لئے تیار رہے۔ اور نیک شگونی کے واسطے اپنے شیر خوار بیٹے مراد کے نام اس لشکر کی سپہ سالاری نامزد کی۔ مگر باوصف اس آؤ بہگت کے چلتے چلتے ایک وقفہ اور بدمزگی ہوئی۔ کہ ہمایون سیدہا سرحد کی طرف نہ گیا بلکہ تبریز اور مضافات ایران کی سیر کرتا ہوا جاتا تہا۔ اتفاق سے شاہ ایران بہی اپنے ملک کی سیر کرتا ہوا ہمایون کے خیمون کی طرف جا نکلا۔ ان خیمون کو دیکہہ کر بہت جہلایا۔ اور ایلچی کے ہاتہہ ہمایون کو پیغام بہیجا کہ ابہی چالیس میل آگے چلا جائے اور کوئی بہانہ نہ بنائے۔ جب ہمایون سیستان مین داخل ہوا تو بارہ ہزار قزلباشون کی جگہہ چودہ ہزار قزلباش اور شاہزادہ مراد اور بداغ خان نا جارا اوسکا استاد اور اور امراء قزلباش خدمت کے لئے حاضر تہے +

ہمایون کے عزیزون اور پہلی سلطنت کا حال

مرزا کامران کابل مین حکمران تہا۔ مرزا ہندال نے قندہار پر چہاپہ مار کے قبضہ کر لیا تہا
۔ مگر مرزا کامران نے قندہار اوسسے چہین لیا۔ اور اوس کا قصور معاف کر کے غزنین کی
حکومت دیدی اور مرزا عسکری کو قندہار کا حاکم بنایا۔ مرزا سلیمان نے اوس شرط دار
سے جسکو بابر نے مقرر کیا تہا بدخشان کی حکومت چہین لی۔ اسمین بلخ کا جنوبی
حصہ بہی شامل تہا۔ اور بدخشان کا شمالی حصہ بلخ سمیت اوزبکون کی تخت حکومت
تہا۔ اور ہندوستان مین شیر شاہ بادشاہ تہا۔ اسلئے ہمایون کو کچہہ امید ہندوستان
کے لینے کی نہ تہی +

قندہار کی فتح کا بیان

ہمایون کے ساتہہ ایران مین اپنی ذات کی صرف سات سو آدمی تہے۔ وہ گرم سیر مین آیا
دریا ہلمند کے کنارہ پر قلعہ بست تہا۔ وہ قندہار سے متعلق تہا۔ اوسپر حملہ آور ہوا۔
اور بہت سا کشت و خون ہوا۔ اور قلعہ والون نے مرزا عسکری سے امداد چاہی۔
مگر آخر کو یہہ قلعہ ۱۵۴۵ء مین ہاتہہ آگیا۔ اور قندہار کا راستہ کہل گیا۔ ابتک ذات خاص
کی سپاہ زیادہ نہ ہوتی۔ بعد اس فتح کے لشکر ایرانی حصار قندہار کے قریب پہونچا
ایک تو اس لشکر کا دل لڑائیون کے شوق سے بہرا ہوا تہا۔ دوسرا یہہ خیال تہا کہ کہین
مرزا عسکری خزانہ یہان سے نکال کر نہ لیجائے۔ ان خیالون سے ایک بڑے دہنگا حملہ
دشمنون پر کیا۔ اور ہزیمت اوٹہائی۔ پانچوین روز ہمایون بہی اس لشکر سے آملا۔
اور اوسنے محاصرہ قواعد کے موافق شروع کیا۔ تین مہینہ محاصرہ رہا۔ اور لڑائیان
ہوتی رہین۔ دونون طرف سے جانین تلف ہوئین۔ ہمایون نے بیرم خان کو کامران
پاس کابل روانہ کیا۔ اور خط مین بہت سی پند و نصایح لکہین۔ اور تحفہ تحائف بہیجے

راہ مین ہزارہ کے لوگ اوسکے سدراہ ہوئے - مگر بیرم خان نے اونکو مار کر راہ اپنے لئے صاف کرلی - اور سیدھا کابل مین پہنچا - اور بادشاہ کا منشور اور تحائف حوالہ کئے - ڈیڑھ مہینہ تک وہان پڑا رہا - اور کامران کے ساتھہ بہت سی صحبتین رہین - مگر مطلب کی کوئی بات نہوئی - آخر مرزا نے اپنی بڑی پھوپھی مہد علیہ خان زادہ بیگم کو جو بابر کی بڑی بہن تہین بیرام خان کے ساتھہ گیا - اور ظاہر یہہ کیا کہ مرزا عسکری میرا کہنا نہین مانتا - پھوپھی صاحب اوسکو جاکر سمجھا دینگی کہ وہ قندہار ہمایون کے حوالہ کردے - اور دل مین یہہ منصوبہ تہا کہ اگر قندہار کو ہمایون فتح کرلے تو پھوپھی صاحبہ بیچ مین واسطہ ہوکر مرزا عسکری کے قصورون کو معاف کرادین - اب اس امتداد محاصرہ سے ایرانی گھبرائے - وہ یہہ سمجھے بیٹھے تہے کہ ہمایون جسوقت قندہار مین قدم رکھیگا قوم چغتائی کا جہمگھٹ اوسکے گرد ہوگا - اب یہان دیکہا کہ کسی نے اوسکی بات نہ پوچہی - اور اب یہہ خبر سنکر اونکو اور اضطراب ہوا کہ مرزا کامران اپنے بہائی کی امداد کو قندہار مین آتا ہے - غرض اس پراگندگی مین اونکا ارادہ ہوا کہ کیون جہگڑے مین پڑین - اولٹے چلین - مگر ہمایون کے دن بہلے آگئے تہے - کہ مرزا کامران راہ مین سے اولٹا کابل کو چلا گیا - دوسرے کابل سے بہی بہت سے سپاہی اور امیر بہاگ بہاگ کر آنے لگے - محصورین کا بہی اب قافیہ تنگ ہوا - کہانے پینے کو بہی کچہہ پاس نہ رہا - سپاہ مین سے کچہہ اپنے گہر کو چلے گئے - کچہہ رسون پر لٹک لٹک کر فصیل سے کود گئے اور ہمایون سے جا ملے - جب مرزا عسکری نے یہہ رنگ ڈہنگ دیکہا تو اوسنے ہمایون سے یہہ درخواست کی کہ مین قندہار آپ کو حوالہ کرتا ہون - آپ مجہے کابل جانے دیجے ہمایون نے یہہ درخواست نامنظور کی - لاچار مہد علیہ خانزادہ بیگم صاحبہ ہمایون سے

تشریف لائین۔ اور بہلیجون کی باہم صفائی کرائی۔ مرزا عسکری کی تقصیرات کو
۹۵۳ بھوبھی صاحبہ کی سفارش سے ہمایون نے معاف کر دیا۔ جمعرات کے دن ۲۵ جمادی الاولی
مرزا عسکری مع اپنے رفقا کے ننگی تلوار گلے مین ڈالے ہوئے بر سر دربار قصورون کی معافی
کے واسطے حاضر ہوا۔ ہمایون نے بھائی کو اپنے برابر بٹھایا۔ اور بڑی دھوم دھام کا جلسہ
ناچ رنگ کا جمایا۔ گو یہہ ظاہرداری کی باتین ہو رہی تہین مگر دلون مین بغض اور غصہ
بھرا ہوا تہا۔ اس عیش و عشرت کی ہنگامے مین وہ عسکری کا حکم پیش کیا جو اوس نے
ہمایون کی گرفتاری کے لئے اوسوقت بلوچی حاکمون کو دیا تہا کہ وہ ایران کو بہاگا جاتا
اس حکم کو دیکھتے ہی عسکری کا یہہ حال ہو گیا کہ بدن مین کاٹو تو لہو کی بوند نہ تہی۔
سارا عیش بہول گیا۔ ہمایون نے حکم دیدیا کہ اوسکو نظر بند کرین شاید اس بند
سے کچھہ پند پذیر ہو۔ پہر تین روز تک قندہار مین خوب جلسے اوڑی۔ اور سارا مال
اسباب خزانہ اور قلعہ سب کچھہ قزلباشون کی حوالہ ہوا۔ اور مرزا امراد لسپر شاہ ایران
اور مداغ خان سپہ سالار اونکو سب کچھہ سمجہا دیا۔ اب ان قزلباشون نے مدت سے اپنا گہر
نہ دیکہا تہا۔ اسلئے بہت سے امیر سپاہ سمیت بی رخصت اپنی اپنی گہرون کو چلتے بنے بعض نے
رخصت وہین زبردستی سے لی۔ جو چلے گئے وہ چلے گئے اب جو باقی رہے اونہون نے یہہ
ظلم ڈہانا شروع کیا بے خوف و خطر غریب قندہاریون پر دست درازی شروع کی شہر کے
چہوٹے بڑے سب ہمایون پاس دوڑے آئے کہ ایرانی ہم کو پیسے ڈالتے ہین۔
ہمایون اب متردد تہا کہ کیا کرون۔ اگر ستمگارون کے ستم کا علاج کرتا ہون تو شاہ ایران
آزردہ خاطر ہوتا ہے۔ اگر عدالت نہین کرتا اور ستم رسیدون کی دادرسی نہین کرتا۔
تو قہر خدا نازل ہوتا ہے۔ اس تردد مین کچھہ دنون متردد رہا۔ اور یہی مصلحت سمجہا کہ

اسکا علاج کسی اور وقت پر موقوف رکھئے۔ اب کابل جانیکا ارادہ مصمم ہوا۔ ہمایون نے بداغ خان سے کہا کہ چند منزل مکان مستورات کی رہنے کیواسطے اور اسباب ضروری کے رکھنے کے لئے قلعہ کے اندر عنایت کیجے۔ اور یہہ بھی فرمایا کہ ہم نے اپنی عہد کے موافق قندہار تمہارے حوالہ کیا۔ مگر جب تک ہم اپنے کچھہ آدمی حفاظت کیواسطے نہ چھوڑینگے اطمینان خاطر نہوگا۔ اس درخواست کو بداغ خان نے قبول نکیا۔ پہر امرا اعظم نے پادشاہ سے عرض کیا کہ جب تک قندہار ہمارے پاس نہوگا۔ ہم سے فارغ البالی سے کام نہوگا۔ شاہ ایران کی خاطر سے ہمایون اپنے ارادون کو دباتا رہا۔ اور وہ یہہ خوب سمجھتا تھا کہ شاہ ایران سے بگاڑنے مین برے نتیجے پیدا ہونگے۔ اسی اثنا مین مرزا مراد شاہ ایران کا کم عمر لڑکا مرگیا۔ پہر مقربین پادشاہی نے عرض کیا کہ موسم سرما سر پر آیا۔ مال اسباب اور اہل و عیال کا اس کوہستان مین پہنچانا محال ہے۔ اب پادشاہ کا بیٹا مرگیا اسلئے قندہار کا ایرانیون کے ہاتھہ مین رہنا مناسب نہین۔ اونہون نے جو ظلم و ستم رعایا پر برپا کر رکھا ہے وہ حضور پر روشن ہے۔ اور وہ ایسے متمرد ہین کہ حضرت کی حکم کو بھی نہین سنتے۔ اگر اب غریبون اور مظلومون کی دادرسی کرینگے تو اوسے شاہ ایران بھی آزردہ خاطر نہوگا۔ حضور ملاحظہ فرمائین کہ کابل کس قدر دور دراز کا رستہ ہے ہزارہ اور افغانون کا لشکر مرزا کامران کا دم بھرتا ہے۔ وہ ہم کو بغیر روکے کیسے راہ دیگا اسلئے کسی نامی اور مستحکم مقام کا ہونا ضرور ہے۔ پر وہ سوا قندہار کے کوئی اور مقام نظر نہین آتا۔ بداغ خان کو لکھئے کہ قلعہ قندہار خالی کردے۔ اگر وہ خالی نکرے تو زبردستی چھین لیجے۔ شاہ ایران کو سب معاملات لکھکر بھیجدیجے۔ وہ عقلمند پادشاہ ہے کچھہ ناراض نہوگا۔ ہمایون نے کہا کہ جو کچھہ کہتے ہو سب صحیح مگر لڑنے سے کیا فائدہ ہے۔

عقل اور تدبیر سے کام لینا چاہئے۔ اب اوسنے بداغ کو لکھہ بہیجا کہ ہم کابل کو جاتی ہین مرزا عسکری کو قندہار مین قید رکہنا چاہتے ہین۔ آپ اس درخواست کو منظور کیجے اس قلعہ دار نے اوسکو مان لیا۔ مرزا عسکری کے ساتہہ جو محافظ گئے اونکے ساتہہ اور فوج بہی خفیہ خفیہ گہس گئی۔ دروازہ پر پہرہ والون سے جہگڑا پیش آیا۔ اور تلوار چلی۔ ایرانی مغلوب ہوئے کچہہ قتل ہوئے۔ کچہہ بہاگ گئے۔ بالکل قلعہ پر ہمایون کی سپاہ کا قبضہ ہوگیا۔ یہہ بیان ہم نے مختصر طور پر اکبرنامہ سے لکہا ہے۔ ابوالفضل نے اس قندہار کے لے لینے کو دیکہو کس مکاری سے بیان کیا ہے کہ جس سے کوئی ہمایون کی برائی ظاہر نہ ہو۔ قندہار شاہ طہماست کی امداد اور اعانت کا عوض تہا۔ اور اس ملک کے دیدینے کا وعدہ اوسوقت ہوا تہا کہ شاہ ایران کا زور اوسپر نہین چلتا تہا۔ اسلئے یہہ عہد شکنی اور خلاف وعدگی کا قرعہ تمہی نہ سہی تو دغابازی تو ضرور ہے۔ خیر سوا اس نقض عہد کے جو اور حرکات ایرانیون کے ساتہہ کین اوسے بڑا دہبہ ہمایون کی چال چلن پر لگتا ہے۔ بعض مورخ یہہ لکہتے ہین کہ ابوالفضل نے عبث صفحے کے صفحے عذرات مین سیاہ کئے ہین۔ سرے سے وعدہ ہی وعدہ نہ تہا وہ ایک مرجبرا و قہرا ہمایون سے اقرار کرالیا گیا تہا۔ ایسے وعدہ کا پورا کرنا اوسپر واجب نہ تہا۔ مگر یہہ کہنا اونکا بالکل غلط اور خبط ہے۔ شاہ ایران کی طرف سے جو جبر و قہر ہوا تہا۔ وہ مذہب سے علاقہ رکہتا تہا۔ قندہار دینے کا وعدہ تو بعوض امداد اور اعانت کے بغیر جبر و قہر کے ٹہہرا تہا۔

کابل کی فتح

جب ہمایون کا قندہار پر اچہی طرح قبضہ و تصرف ہوگیا۔ تو عین موسم سرما مین کابل کی طرف روانہ ہوا۔ جسقدر کابل کے قریب پہونچتا گیا اوسیقدر کابل مین کامران کا دربار

اور ہمایون کا بڑھتا گیا۔ اب دونون بہائیون کے لشکرون مین آدہ کوس کا فاصلہ تہا
۔ مرزا کامران کو اب یقین ہوگیا کہ میرا دبدبا اور ہمایون کا اقبال آگیا ہے۔ اسلئے خواجہ
خاوند اور محمود اور خواجہ عبد الخالق کو بہائی پاس عفو تقصیرات کے لئے بہیجا۔ مگر کچھہ
کام نہ چلا۔ رات کو غزنین کی طرف بہاگ گیا۔ اور وہان سے حسین ارغون والی سندہ
کا دامن پکڑا۔ اوسنے اپنی بیٹی کا نکاح اوسسے کیا۔ اور مدد گار اوسکا ہوا۔ اور لے لڑے
بڑھے کابل پر ہمایون کا قبضہ ہوگیا۔ چنانچہ نویدی شاعر اسکی یہہ تاریخ کہی ہے کہ
مصرع بے جنگ گرفت ملک کابل زوی۔ (اسمین ۹۵۳ھ نکلتے ہین) ہمایو
شادیانے بجاتا ہوا کابل مین داخل ہوا۔ اور ایک آدمی کو بہیجکر لشکر کو قندہار سے بلایا
۔ اور وہان سے یادگار ناصر اور مریم مکانی بیگم بہی کابل مین چلی آئین۔ شاہزادہ اکبر
اوسوقت دو برس دو مہینہ آٹھہ روز کا تہا جسوقت وہ ہمایون کے سامنے آیا۔
آنکہون کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوا۔ اور زر و گوہر اوسپر اوسنے نثار کئے۔
اور پہر ختنہ کی شادی بڑی دھوم دہام سے کی +

بدخشان کی مہم

بدخشان کا حاکم مرزا سلیمان تہا۔ اوسنے ہمایون کی اطاعت کا اقرار نہ کیا۔ اور جب
اوسکو بلایا تو آنے سے انکار کیا۔ اسلئے بدخشان لینے کے ارادہ سے کوچ کیا۔ مرزا عسکری
ہمراہ تہا۔ یادگار ناصر مرزا کی طرف سے ہمایون کو ہمیشہ اندیشہ لگا رہتا تہا کہ کہین وہ
فتنہ و فساد نہ کہڑا کرے۔ اسلئے محمد قلی طغائی حاکم کابل کو لکہا گیا کہ اس مرزا کو شکنجہ
ہستی سے نجات دے۔ مگر اوسنے صاف انکار لکہا بہیجا کہ مین نے کبہی چڑیا کو بہی نہین مارا
مجہسے یہہ قصائی کا کام نہین ہوگا۔ کیا تعجب کی بات ہے کہ ایسی سخت عدول حکمی سادہ لوحی

اور اوسکی کچھہ نہ سنرا ملی۔ پھر محمد قاسم کو حکم ہوا اوسنے تبر سے اوسے مار ڈالا۔ یہہ دغدغہ
تو ہمایون کا مٹ گیا۔ اب مرزا سلیمان سے اندراب کے ایک موضع مین خوب لڑائی ہوئی
اور اوسمین ہمایون کو فتح نصیب ہوئی۔ مرزا سلیمان شکست کہاکر دور دشت مین بہاگ
گیا۔ قندز اور بعض اور اقطاع مرزا ہندال کو مرحمت ہوے۔ اور باقی ملک بدخشان کا
اور امیرون کی جاگیر مین دیدیا گیا۔ اب بادشاہ کا ارادہ ہوا کہ قلعہ طغر مین آئندہ انتظام
کے واسطے چہاونی ڈالی۔ اس نیت سے وہ چلا تہا کہ راہ مین سخت بیمار ہوا۔ چار روز تک
بڑی غفلت رہی۔ اسی اثناء مین چارونطرف متوحش خبر اڑ گئین۔ سب طرف سے جاگیردار جاگیرین
چھوڑ چہاڑ ہمایون کے پلنگ کے گرد آموجود ہوے قراچہ خان نے مرزا عسکری پر اور
قید کو سخت کر دیا۔ دو مہینہ بعد آرام ہوا۔ پھر اوسکے شفا پانے کا اشتہار چارونطرف
ہوا۔ جاگیردار اپنی جاگیرون پر رخصت ہوے +

مرزا کامران کا تسلط کابل پر اور پھر ہمایون کی فتح کابل

ہم پہلے لکہہ آئے ہین کہ مرزا کامران بکہر کے ملک کو بہاگ کر گیا تہا۔ وہان جب اوسکو
یہہ تحقیق ہوگیا کہ ہمایون بدخشان کو روانہ ہوا۔ تو اوسنے کابل کی فتح کا ارادہ کیا
اور لشکر لیکر چلا۔ یہان اوسکے پاس اچہی جمعیت ہوگئی تہی۔ راہ مین گہوڑون کے سوداگر
مل گئے۔ اونسے گہوڑے چہین خاصا سامان اپنے فوج کا کر لیا۔ اور غزنین مین آپہنچا
یہان کے قلعہ دار زاہد بیگ مرزا ہندال کی طرف سے تہی۔ وہ خواب غفلت مین پہلے
ہی سوتا تہا۔ اب مرزا کامران نے اوسکو ایسا سولایا کہ حشر تک خبر نہ ہو۔ یہان سے
جہٹ پٹ کابل مین پہنچ گیا۔ یہان محمد قلی طغائی اور فاضل بیگ ہمایون کی طرف
سے محافظ اور عامل تہے۔ اور اپنے کام سے غافل تہے۔ لڑنیکے لئے تیار نہ تہے۔

اونکو خبر بہی نہ تہی کہ دشمن سر پر آموجود ہوا۔ محمد قلی کا غسل میت تو حمام مین ہی ہوا
فاصل بہگہ قلعہ مین پکڑا گیا۔ اوسکی آنکہون مین سلائی پہیری گئی۔ اور بیگمون
اور اکبر پر پہرہ متعین ہوا۔ اور امرا ہمایون کو سخت سزائین ہوئین۔ اب قلعہ ظفر
مین ہمایون کو خبر پہونچی۔ اوسنے قندز اور بدخشان کی حکومت پہر مرزا ہندال سے
لیکر مرزا سلیمان کو دیدی اور عین موسم سرما مین وہان سے چل کہڑا ہوا۔ برف و
باران سے راہ مین بڑی تکلیف پہونچی۔ اور کہین کہین اوسکو اس مصیبت کے
سبب سے لڑنا پڑا۔ کامران نے اس عرصہ مین بڑا لشکر جمع کرلیا۔ اور شیر علی اوردیر افگن
کو ہمایون کے روکنے کی واسطے روانہ کیا۔ شیر علی سے لڑائی ہوئی اوسنے شکست
ہوئی۔ ہمایون وہ افغانی مین کابل کے قریب آپہنچا۔ دوسرے روز ایک سخت لڑائی
ہوئی۔ اور غالب تہا کہ ہمایون شکست پاتا۔ مگر مرزا ہندال اور قراچہ بیگ سی وقت
پر کمک ایسی پہونچی کہ کامران کو شکست ہوئی۔ اور شیر افگن اسیر ہوا۔ اور امیرون
کے کہنے سی بادشاہ نے قتل کرایا۔ اور بعض قیدیون کو بہی سزا دی۔ اب مرزا کامران
کا سارا لشکر قلعہ مین محصور تہا۔ ایک گہوڑون کے کاروان کی خبر کامران کو پہونچی۔
تو اوسنے شیر علی کو بہیجا کہ اوس کاروان سے گہوڑے لائے۔ مگر ہمایون نے اس
خبر کو سنکر ایسی تدبیر کی کہ شیر علی کو گہوڑے لیکر پہر کامران سے ملنا نہ نصیب ہوا۔
اب کامران نے دیکہا کہ شیر علی یون رک گیا۔ اور قلعہ پر یہہ گولی چہرہ کی بوچہاڑ
ہو رہی تہی۔ تو اوسنے حکم دیا کہ اکبر کو وہان کہڑا کردین جہان گولی چہرہ کا مینہہ برس
رہا ہے۔ اس حکم پر ماسہم انکہ اکبر کو چہاتی سے لگاکر کہڑے ہوئے۔ مگر اکبر کا بال بیکا
نہ ہوا۔ مصرع دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است۔ اب کامران کا دربار ٹوٹنے

امیرون نے اوسسے کنارہ کیا۔ اور ہمایون کا دامن پکڑا۔ اور اور اطراف سے بہی ہمایون کی خدمت مین امرا حاضر ہونے لگے۔ اب لاچار ہوکر مرزا کامران نے صلح کا پیغام بہیجا۔ ہمایون راضی ہوگیا۔ اور خود حاضر ہونیکا حکم دیا۔ لیکن بعض رفیق منافق ہمایون کے ساتہہ ایسے تہے کہ اونہون نے کامران کو لکہہ بہیجا کہ تو کس امید پر یہان آتا ہے۔ اوس مقام سے بہاگ جا۔ اس سے کامران کو اندیشہ پیدا ہوا۔ بہاگنے کا ارادہ کیا۔ اور اپریل ۱۵۴۷ء مطابق ربیع الاول ۹۵۴ھ کی رات کے وقت تنگ پاون قلعہ سے بہاگا۔ اور بے سر و سامان اور پریشان کوہستان کابل کے نیچے پہونچا۔ وہان ہزارہ کی ایک جماعت نے اوسکا سب مال اسباب چہین لیا۔ مگر پہچان کر پہر دیدیا اور ضحاک اور بامیان کی طرف پہنچا دیا۔ وہان اوسکا رفیق دلی شیر علی ڈیڑہ سو سوارون کے ساتہہ موجود تہا۔ یہہ سب اوسے اراوس سے آکر ملے۔ اور ایک روز وہان وہ مقیم رہا۔ پہر وہ غوری کی طرف روانہ ہوا۔ یہان حاکم سے مقابلہ ہوا۔ اوسکو پست پا کیا۔ اور اوسکے سب مال اسباب پر قبضہ کیا۔ یہان جمعیت بہم پہنچا کر بلخ مین گیا۔ وہان حاکم پیر محمد خان سے ملا۔ وہ اوسکی امداد کے واسطے کہڑا ہوا۔ اور بدخشان پر چڑہا۔ غوری اور بکلان پر مرزا کامران کا قبضہ ہوا۔ اور بہت سی سپاہ کا اوس پاس اجتماع ہوا۔ پیر محمد خان اپنے ملک کو چلا گیا۔ اب سلیمان مرزا اور ابراہیم مرزا سے لڑنیکے واسطے مرزا کامران آگے بڑہا۔ یہہ دونو مرزا اوسکے مقابلہ مین نہ ٹہہر سکے۔ وہ طالقان سے کولاب کو بہاگ گئے۔ اور سارے بدخشان پر کامران کا قبضہ ہوگیا۔ اب یہان ایک معاملہ یہہ پیش ہوا کہ فراجہ خان اور بعض اور امیرون نے ہمایون سے کہا کہ اب خواجہ غازی وزیر کو قتل کر ڈالئے۔ اور خواجہ قاسم کو وزیر بنائیے۔ جب اوسنے انکار کیا۔ تو وہ بہاگ کر

مرزا کامران سے آن ملے۔ اب ہمایون نے سلمان مرزا اور ابراہیم مرزا کو بلاکر بدخشان
کی طرف کوچ کیا۔ مرزا کامران نے شیر علی کو مرزا ہندال سے لڑنیکے لئے بھیجا۔ اوسنے
شکست پائی اور وہ قید ہوگیا۔ ہمایون نے اوسکا قصور معاف کردیا۔ اور غوری
اوسکی جاگیر مین دیدی۔ اب مرزا کامران قراچہ بیگ اور امیرون کو کشم مین چھوڑ گیا
۔ اور خود طالقان کو چلا گیا۔ پادشاہ نے مرزا ہندال کو لڑنیکے لیے بھیجا۔ اور خود بھی
پیچھے چلا۔ مرزا کامران نے مرزا ہندال کو شکست دی۔ مگر ہمایون نے دریاے طالقان سے
عبور کرکے مرزا کامران کو ایسا دق کیا کہ وہ سب مال اسباب چھوڑکر وہ طالقان کو بھاگا
اور اور ملکون کی امداد سے بھی مایوس ہوا۔ اسلئے اوسنے اس مضمون کا خط لکھکر
اور تیر مین رکھکر بادشاہ کے لشکر مین پھینکا کہ جو کچھہ میرے سامنے آیا اوسے مین نہ جانتا تھا
جو کچھہ کیا اوسنے کیا۔ اب طواف کعبہ کی اجازت دیجے۔ تاکہ اس کافر نعمتی
کی کدورت سے پاک صاف ہون۔ اوسکا جواب ہمایون نے یہہ بھیجا کہ اہل قلعہ کی خلاصی
اخلاص پر اور سلامتی سلام پر موقوف ہی۔ اوسنے بڑی مروت کا کام کیا کہ بھائی کا
قصور معاف کردیا۔ اور اوسکے جو بڑے بڑے مجرم مثل قراچہ خان کے تھے اونکا بھی
قصور معاف کردیا۔ اور جب کامران قلعہ سے نکل کر خیمہ سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر تھا
تو اوسکے استقبال کے واسطے امراگئے۔ اور مرزا عسکری کی بھی آج بیڑیان کٹ گئین
ہمایون نے دربار عام کیا۔ اور وہان یہہ سب بھائی جمع ہوئے۔ اور آپسمین گلے مل مل کر
زار زار روئے۔ اور ایسی باتین آپسمین کین کہ سارے دربار کو رقت ہوئی۔ اس
ملاپ کا جشن بڑی دھوم دھام کا ہوا۔ اور چارون بھائیون نے ایک ہی دسترخوان پر
بیٹھکر کھانا کھایا۔ اور ہمایون نے بدخشان کا انتظام کیا۔ اور سب عزیزون اور اقارب کو جاگیرین عطا کین

اور خود کابل مین آیا ٭

ہمایون کا بلخ پر چڑہنا اور واپس آنا

موسم سرما کے سبب سے ہمایون نے کہین جانے کا قصد نکیا۔ جب بہار کا موسم آیا تو ۹۴۵ھ مین بلخ کی فتح کا ارادہ کیا۔ اور یالتوبیگ کو مرزا کامران پاس اس غرض سے روانہ کیا کہ وہ کولاب سی حسب وعدہ بلخ کے تسخیر کے واسطے بدخشان مین آنکر ملے۔ اور مرزا ہندال و مرزا عسکری اور مرزا سلیمان اور مرزا ابراہیم کے نام بھی احکام جاری ہوئے کہ وہ بھی سپاہ سمیت خدمت مین حاضر ہون۔ بلخ پر ازبکون کی عملداری تہی۔ اب ہمایون کا حوصلہ بیقدر بڑہ گیا تہا کہ وہ بڑی بڑی مہمون کا ارادہ کرتا تہا۔ اول دسنے قلعہ ایبک کو کہ بلخ سے متعلق تہا جا گہیرا۔ وہان حاکم بلخ کا اتالیق اور اور امرا مع سپاہ موجود تہے۔ بعد دو تین روز کے یہہ قلعہ خود بخود اہل قلعہ نے حوالہ کیا۔ اب پہر ماوراء النہر کا قصد کیا۔ اب ایک مجلس شوری مین اس امر پر مباحثہ ہوا کہ اگر ہمایون بلخ کی فتح مین مصروف ہوا تو مرزا کامران جسکے انتظار کے سبب سے حاکم بلخ کو سامان جنگ کی مہیا کرنے کی مہلت نصیب ہوئی۔ کابل تو ہمین لے لیگا۔ بعد مباحثہ بادشاہ نے فرمایا کہ اب ارادہ بلخ کی مہم کا مصمم ہو چکا ہے۔ اس کام کو پورا کرنا چاہیے۔ غرض لشکر آگے بڑہا۔ اور بلخ کے لگ بہگ جا پہنچا۔ شاہ محمد ازبک مقابلہ کو آیا۔ اور شکست پا گیا۔ پہر پیر محمد خان خود ہمایون کے ساتہہ میدان جنگ مین آیا۔ دوپہر سے شام تک لڑائی ہوئی۔ اور ازبکون کو شکست فاش ہوئی۔ میدان سے بہاگ کر قلعہ مین محصور ہوئے چغتائیون کی فوج واپس آئی۔ اب اوسکو یہہ فکر دامنگیر ہوا کہ تمام اہل و عیال اوسکے کابل مین ہین۔ کامران ابتک نہین آیا۔ کہین جاکر کابل کو نہ لے لے۔ اور ہمارے بال بچون سے بدلا لے۔ اس تردد کے سبب سے بادشاہ کو یہہ صلاح دی کہ قلعہ بلخ کی فتح کو موقوف رکہئے

اور ڈیرہ غازی کو چلئے وہان کسی مستحکم مکان مین مقیم ہوجئے۔ تھوڑے دنون بعد قلعہ بلخ محصورین خود حوالہ کردین گے۔ اسی صلاح پر عمل ہوا۔ جسوقت بادشاہ ڈیرہ غازی کی طرف چلا وہ کابل کی سڑک پر واقع تہا۔ تو ازبکون نے یہہ جانکہ وہ کابل کو بہاگتا ہے اسلئے اونکا تعاقب کیا۔ مرزا سلیمان اور حسین قلی کو جو عقب سپاہ مین تہے شکست دی۔ کابل کے اشتیاق مین جو امراء پیچہے تہے اونہون نے سیدہا رستہ کابل کا لیا۔ نہ کسی سے کچہہ پوچہا نہ گچہا۔ غرض ایسی ہڑبڑ مچی۔ کہ سپاہ کا انتظام جاتا رہا۔ ایک ہزار ازبک بادشاہ کے پیچہے ہاتہہ دہو کر پڑے۔ خدا خدا کرکے اونکے ہاتہہ سے بادشاہ اور امیرون کی جان بچی۔ اور ہمایون کابل مین پہنچ گیا۔ اور یہان کچہہ دنون قیام کیا۔

کامران کا کابل پر قبضہ پانا اور بہاگنا

مرزا کامران کولاب مین پہنچا۔ چقر علی بیگ کولابی نے اوسپر حملہ کیا۔ مرزا کامران نے مرزا عسکری کو لڑنیکے لیے بہیجا۔ مگر اوسی لڑائی مین دو دفعہ شکست ہوئی۔ اتنے مین مرزا سلیمان اور مرزا ابراہیم بہی کشم اور قندز سے اوسکی گردن دبانے کو آموجود ہوئے یہہ دیکہکر کامران بہاگا۔ راہ مین ازبکون نے اوسکا مذمہ لیا۔ سب اسباب چہین لیا۔ اس پریشانی اور سرگردانی مین ضحاک دربامیان مین سے ہوکر ہزارہ کیطرف بہاگنے کا ارادہ کیا۔ قراچہ خان اور قاسم حسین خان اور بعض اور نمک حرامون نے کامران کو لکہہ بہیجا کہ تم ضحاک کی طرف سے کابل کی طرف آؤ ہم لڑائی کے دن تم سے آن ملینگے۔ اور کابل آسانی سے اُنکو دلادینگے۔ جب کامران سامنے آیا تو یہہ نمک حرام سب اُسے آجاملے۔ اگرچہ ہمایون کا لشکر تہوڑا رہ گیا تہا۔ مگر غنجاق مین خوب لڑائی ہوئی۔ یہہ ایسا برا وقت ہمایون پر آیا تہا کہ برسون کے نمک حلال وفادار ملازم نمک حرام اور بیوفا ہوجاتے تہے۔ مرزا کامران کے

ایک سپاہی پیک ناہائی نے ہمایون کے سر پر ایک تلوار ماری۔ دوسرے وار کا قصد تہا کہ ہمایون آنکہین نکال کر للکارا کہ او بدذات تو ہاتہہ ہم پر چلاتا ہے۔ اس للکارنے سے سپاہی ایسا ڈرا کہ ہتیار ہاتہہ سے گرا۔ اور وہ بہاگ گیا۔ اور امرا نے بادشاہ کو لڑائی کے میدان سے جدا کیا مگر زخم سے خون اتنا بہا کہ سارا جبہ خون مین تر بتر ہو گیا۔ بادشاہ نے اوسے اوتار کر ایک حبشی غلام کو دیا وہ اوسے پہینک بہاگ گیا۔ پہر یہہ جبہ مرزا کامران کے آدمیون کے ہاتہہ لگا جنہون نے اوسے یقین ہو گیا کہ ہمایون ضرور مارا گیا۔ اس جبہ نے ایک اور غضب ڈہایا کہ ہمایون کابل سے چلتے وقت قاسم علی کو جو مرزا کامران کا ملازم تہا کابل سپرد کر آیا تہا۔ جب کامران یہان آیا تو اوسنے کابل کے دینے سے انکار کیا۔ مگر جب اوسکو جبہ دکہایا گیا تو اوسنے جانا کہ اب بادشاہ مارا گیا۔ مقابلہ سے کیا فائدہ ہوگا شہر حوالہ کیا۔ غرض ایک دفعہ پہر کابل مین مرزا کامران کا ڈنکا بج گیا۔ اسوقت ہمایون کے ساتہہ گیارہ آدمی تہے حسین ہمایون نامہ کا مصنف جو ہر بہی موجود تہا جسے ہم نے سارا بیان نقل کیا ہے۔ غرض اسوقت بہی ہمایون پر بڑی مصیبت پڑی۔ زخم سے بڑی تکلیف اوٹہائی۔ یہہ لڑائی ۱۵۵۰ھ ۱۹۴۸ء مین ہوئی۔ بادشاہ نے جب ملازمین کی نمک حرامی کا یہہ شور دیکہا تو اندراب مین مقیم ہوا۔ اور چالیس روز تک قیام کیا۔ مرزا سلیمان اور ابراہیم اور ہندال بہی لشکر لیکر اوسکے پاس آ گئے۔ پہر بہرہ کی طرف کوچ کیا۔ ہمایون نے صلح سے مرزا کامران سے کام نکال لیا ہوتا۔ مگر قراچہ خان نے اوسمین رخنہ ڈال دیا۔ وہ اسوقت مرزا کامران پر بالکل محیط تہا۔ پہاڑون مین پہر لڑائی ہوئی۔ مرزا کامران کو شکست ہوئی۔ قراچہ خان پکڑا گیا اور مارا گیا مرزا عسکری کو بہی بادشاہ کے آدمیون نے پکڑ لیا۔ اور مرزا کامران درہ باختر سے افغانون کے ملک کی طرف بہاگا۔ یہہ لڑائی ۱۵۵۱ھ ۱۹۴۹ء مین ہوئی۔

مرزا کامران کی آخر لڑائی اور اوسکی گرفتاری

ب ہمایون کابل آیا اور ایک برس رہا۔ اس عرصہ مین کامران پاس پھر پندرہ ہزار سوار جمع ہوگئے۔ حاکم غزنین حاجی محمد خان کی اجازت غزنین کو روانہ ہوا۔ کامران کے رعنے کیواسطے لمغان کی طرف چلا۔ مہمند کے افغانون اور خیل اوُدی اور لمغان کے سردارون کو ساتھہ لیکر مرزا کامران سندہ کی طرف روانہ ہوا۔ لمغان مین کچھہ دنون ہمایون نے شکار کھیلا اور پھر کابل مین چلا آیا۔ اب مرزا کامران کو افغانون کی معاونت سے تقویت ہوئی ہمایون اسے لڑنیکے لئے آیا۔ بیرام خان کو قندہار سے بلاکر حاجی محمد خان حاکم غزنین پاس بھیجا کہ اوسکو کسیطرح سے اپنی ساتھہ متفق کرے۔ اس حاجی نے کامران کو پہلی ہی لکھہ بھیجا تھا کہ آپ غزنین مین تشریف لائے۔ غلام خدمت کیواسطے حاضر ہے۔ اس ملک مین فرمانروائی کیجے۔ اس پیغام کے پہونچنے پر وہ پشاور سے بنگش اور کرونر غزنین کی طرف روانہ ہوا۔ یہہ غزنین تہ پہنچنے نہ پایا تھا کہ بیرام خان حاجی سے سازش کرکے اوسی کابل لے اوڑا۔ مگر جب اوسکو یہہ خبر ہوئی تو وہ اولٹا پشاور مین چلا آیا۔ مگر حاجی نے پھر رجعت قہقری غزنین کی طرف کی۔ اور ہمایون سے کچھہ اجازت نہ لی۔ پھر بیرام خان اوسکے پیچھے دوڑ آیا۔ اور بادشاہ پاس لے گیا۔

ان دنون مین مرزا عسکری بدخشان بھیجا گیا۔ وہان سے بلخ روانہ ہوا۔ مگر اس سفر مین اوسکو سفر آخرت درپیش آگیا۔ اب مرزا کامران افغانون کے بل پر ناچ رہا تھا۔ وہ ہمایون سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ رات کو افغانون نے ہمایون پر حملہ کیا۔ اور اس حملہ مین مرزا ہندال کا کام تمام کیا اور ہمایون پر خوف ایسی آن بنی کہ وہ قلعہ مسبود مین بھاگ آیا۔ یہہ قلعہ کابل اور پشاور کے راستہ مین پڑتا ہے۔ اسوقت پہاڑی افغانون نے اوسکا تعاقب کیا۔ کامران کی دعوتون اور جلسون مین مصروف ہوگئے۔ ہمایون نے پہاڑ پر حملہ کیا۔ اور مار کر بھگا دیا۔ اب کامران

مجبور ہوکر سلیم شاہ پادشاہ ہند پاس آیا۔ مگر اس پادشاہ نے یہہ نہ جانا کہ کون کتنا آیا۔ اسلئے وہ سیال کوٹ کی پہاڑون مین چلا گیا۔ یہان سلطان آدم گہکر کے ہان آیا۔ اب پہر کوشش کی کہ اس قوم کو شورش پر آمادہ کرے۔ مگر اس قوم کے سرگروہ نے ہمایون کو لکہہ بہیجا کہ حضور کسی آدمی کو اپنے بہیجدیجئے مین کامران کو اوسکے حوالہ کردون گا۔ پادشاہ نے منعم خان کو بہیجا۔ وہ ستمبر ۱۵۵۳ء مطابق رمضان ۹۶۱ھ مین کامران کو پکڑ کر لیگیا۔ اب ہمایون ۵ صفر ۹۶۲ھ مطابق ۲۹ دستمبر ۱۵۵۵ء دریاے سندہ سے پار اوترا تہا پرنالہ مین شاہ آدم گکر نے کامران کو ہمایون کے روبرو پیش کیا۔ اسوقت تک بہی ہمایون کے دل مین بہائی کی محبت ایسی پاتے تہی۔ کہ دائین طرف اوسکو اور بائین طرف اکبر کو بٹہایا۔ پادشاہ نے ایک تربوز منگایا۔ اور اوسکے ٹکڑے کئے۔ جو ٹکڑا اپنے حصہ مین آیا۔ اوسکا آدہا کامران کو دیا۔ شام کو راگ رنگ کا جلسہ ہوا۔ دونو بہائی ہنسی خوشی اسمین بیٹہے۔ چار روز تک تو یونہین گذرے۔ چوتہے روز یہہ حکم صادر ہوا کہ مرزا سے اوسکے ملازم جدا کئے جائین۔ صرف پانچ آدمی اوس پاس فلان فلان رہین۔ ہمایون کا یہہ فیصلہ امراے چغتائی کو ناپسند معلوم ہوا۔ اور سب نے بالاتفاق پادشاہ سے عرض کیا کہ اگر حضور ہماری سلامتی چاہتے ہین تو کامران کو سلامت نہ چہوڑیے۔ دوسرے روز ہندوستان کا سفر بہی درپیش تہا۔ لاچار ہمایون نے حکم دیا کہ مرزا کامران کی آنکہون مین سلائی پہیری جائے۔ ان آنکہین نکلنے کا حال جو ہر اپنی آنکہون کا دیکہا یون بیان کرتا ہے کہ اول اول کسی نے یہہ بیرحمی کا کام اختیار نہ کیا۔ آخر علی دوست نے پادشاہ سے ترکی زبان مین یہہ کہا کہ کوئی آنکہین نہین نکالتا۔ سب انکار کرتے ہین۔ اس ترکی کا جواب ترکی مین پادشاہ نے یہہ دیا کہ تو اوردون کی شکایت کیون کرتا ہے۔ خود ہی اس کام کو

تو کیون نہین کرتا ہے۔ غرض وہ واپس آیا۔ اور غلام علی نے نہایت شد و مد کے ساتھہ
پادشاہ کا حکم قطعی کامران کو سنایا۔ اوسنے کہا کہ مجھے مار ہی کیون نہین ڈالتے۔ غلام علی نے
جواب دیا کہ جو حکم شاہی ہے وہی عمل مین آئیگا۔ خیر یہہ کہکر ایک رومال کی گیند بنائی۔ اور
اوسکے منہ مین ٹھونسی۔ اور خیمہ سے باہر لاکر بٹھایا۔ آنکھون مین پچاس نشتر ڈبوئی۔ لیکن
اس جوانمرد نے اُف نہ کی۔ اور صبر سے بیٹھا رہا۔ مگر جب آنکھون مین نشتر کاٹکر جھر کالیا
تو اوسوقت صبر نکیا گیا۔ اور بے اختیار چلا اوٹھا کہ یا الہی یا الہی اس دنیا مین جو برے
کام کئے اونکا مزہ خوب چکھہ لیا۔ اب عاقبت مین مجھپر رحم کر۔ یہہ کام ہمایون نے اپنے
دل کی خوشی سے نہین کیا۔ اپنے بھائی کے اندھے ہونیکا اوسے نہایت افسوس تھا۔
ایسی رحم دلی بھی بیرحمی کے برابر ہے۔ اب کامران کو بیت اللہ جانے کی اجازت ہوئی
یہان آنکر دنیا کے کاروبار سے فراغت حاصل ہوئی۔ اور یاد الہی کی خوب فرصت ملی ✦

ہمایون کا ہندوستان مین آنا اور پھر چلا جانا

اب ہمایون قلعہ رہتاس پاس پہنچ گیا۔ اور کشمیر کی فتح کا ارادہ ہوا۔ مگر بہت سے امرا اس
ارادہ سے ناراض تھے کہ اتنے مین سلیم شاہ پنجاب مین آکودا۔ اسلئے امیر سب کابل کو
چلنے بنے۔ پھر ہمایون کو کوئی چارہ سوا اسکے نرہا کہ کابل کی طرف جائے۔ راہ قلعہ بکرم اشپاو
کو مستحکم کیا۔ اور سکندر خان وزبک کو قلعہ دار بنایا۔ کابل مین ایک سال تک سیر و شکار
مین مصروف رہا۔ پھر یہہ خبر ہندوستان سے آئی کہ سلیم شاہ کی اجل آئی۔ اور افغانون
مین آپسمین خوب تلوار چلی۔ سلطنت کے پانچ ٹکڑے ہوگئے۔ اور سارے ملک مین بدنظمی نے
عمل دخل کرلیا ✦

ہمایون کا قندہار جانا اور پھر مراجعت کرنا

بعض فتنہ پردازون نے بیرم خان حاکم قندہار کی طرف سے بادشاہ کو بہکایا اور اوسکی طرف سے غبر واقعی باتین لگائین۔ اس لگانے بجھانے سے بادشاہ قندہار گیا۔ وہان بیرام سے جو ملا تو معلوم ہوا کہ سب باتین لوگون کی افترا پردازیان ہی تہین۔ اسلئے وہ اولٹا کابل مین چلا آیا۔ اور بیرام بدستور قندہار مین رہا۔ اب ہندوستان کے تسخیر کا مصمم ارادہ ہوا۔

ہمایون کا دلی اور آگرہ پر قبضہ پانا

ہم پہلے لکھہ آئے ہین کہ سکندر شاہ والی پنجاب نے ابراہیم شاہ غاصب سلطنت کو دلی اور آگرہ سے خارج کر دیا تہا۔ اور شاہ عدلی ان دونو سی سلطنت کے لئے لڑ جہگڑ رہا تہا۔ جب ہندوستان مین یہہ پھوٹ پڑ رہی تہی۔ تو ہمایون کو اسسے زیادہ کیا موقع ہندوستان کی فتح کا ہاتہہ لگتا۔ مگر پہلی دفعہ ہندوستان کے ہاتہون سے وہ مصیبتین اور آفتین اوٹہا چکا تہا۔ کہ اس طرف کروٹ لیتے ہوئے ڈرتا تہا۔ جب تک اوسکا دل نیک فال اور خوش شگونی سے نہ بڑہا۔ اوسکا قدم ہندوستان کی فتح کے لئے نہ اوٹہا۔ ایک دن بادشاہ گہوڑے پر سوار جاتا تہا اوسکے دلمین آیا کہ آج ہندوستان کے فتح کرنیکے لئے شگون لون۔ چنانچہ اوسنے جو اول تین آدمی ملے اونسے نام پوچہا تو ایک نے دولت دوسرے نے مراد تیسرے نے سعادت بتلایا۔ اس نیک شگونی نے اوسکا دل ایسا بڑہایا کہ ۱۵۵۳ء ۹۶۱ھ کو وہ پندرہ ہزار سوار لیکر کابل سے چلا۔ اور پشاور مین پہونچا۔ بیرم خان قندہار سے کابل مین آیا۔ اور بادشاہ سے سندہ پار آملا۔ تاتار خان حاکم رہتاس نے قلعہ بادشاہ کے بغیر لڑائی نذر کیا۔ مگر سلطان آدم بادشاہ سے نہ ملا۔ اب بادشاہ لاہور کی طرف چلا۔ افغانون نے کچہہ مقابلہ کیا۔ مگر ہزیمت اوٹہائی۔ اور لاہور پر بادشاہ کا قبضہ ہوگیا۔ انتظام کے لئے

بادشاہ نے کچھہ قیام کیا۔ دیبال پور مین افغانون نے سرکشی کی۔ میرابوالمعالی اور علی قلی نے اونکو شکست دیکر مال اسباب چھین لیا۔ اور زن و بچہ قید کرلیا۔ اب مغلون کے لشکر نے ستلج سے عبور کیا۔ سہ پہر کو افغانون کو اوسکی خبر ہوئی۔ اونہون نے لڑائی شروع کی۔ اور اوسکے تیرون نے مغلون کی خوب جگر دوزی کی۔ مگر مغلون کی تشباری نے اونکو بھگا دیا۔ وہ بھاگ کر ایک گانون مین گئے۔ وہان پہوس کے جھوپڑے تھے اونمین آگ لگ گئی۔ اس آگ کی روشنی مین افغان اپنی تیر اندازی دکھا لاتے تھے۔ اور مغل اونپر تاک تاک نشانے مارتے تھے۔ غرض مغلون کو فتح عظیم ہوئی۔ بادشاہ کو یہ مژدہ فتح کا لاہور مین پہونچا۔ اور اس فتح سے پنجاب سرہند اور حصار فیروزہ اور بعض اور توابعات دہلی پر قبضہ ہوگیا۔ جب اس شکست کی خبر سلطان سکندر سور کو پہنچی تو وہ اسّی ہزار سوار اور بہت سے ہاتھی لیکر لڑنے کے لئے سرہند مین آیا۔ اور فوج کے گرد قلعہ بنوایا اور خندق کھدوائی۔ اس طرف کے سپہ سالار نے بھی سپاہ کا انتظام کیا اور ہمایون کو کمک کیواسطے لکھا۔ ہوقت وہ خود درد قولنج مین مبتلا تھا۔ اپنے بدلے شاہزادہ اکبر کو بھیجدیا۔ اب بیرام اور اکبر مغلون کی لشکر کے سپہ سالار تھے۔ اونکا لشکر تعداد مین افغانون کے سپاہ سے چوتھائی تھا۔ مگر اونہون نے افغانون پر حملہ کیا۔ اور سکندر شاہ میدان کارزار سے کوہ سوالک کی طرف بھاگا۔ اور افغانون کو بڑا صدمہ پہنچا۔ یہہ فتح اکبر کے نام پر لکھی گئی۔ سکندر اوزبک نے آنکر دہلی کو لے لیا۔ اور ابوالمعالی لاہور مین حاکم مقرر ہوا کہ سکندر شاہ کی خبر کوہ سوالک مین رکھی۔ اب ہمایون بھی اچھا ہوگیا تھا۔ رمضان کے مہینہ مین وہ دہلی مین آیا۔ اوسکے نام کا خطبہ پڑہا گیا اور سکہ جاری ہوا۔ ابوالمعالی کی اور امراء کے ساتھہ نا موافقت ہوئی۔ اسلئے اوسکو حصار فیروزہ مین لاہور سے بدلا

اور سکندر شاہ کو بالکل تباہ کر دینے کے لئے شاہزادہ اکبر کو برائے نام سپہ سالار بنا کر بھیجا
اور بیرام کو اتالیق مقرر کر کے اور کل اختیار دیکر اوسکے ساتھہ پنجاب کو بھیجدیا۔ اس
رد و بدل مین سکندر شاہ کو مقدر مہلت ہوئی کہ اوسنے اپنی جمعیت اچھی جمع کر لی
اسی زمانہ مین قنبر دیوانہ نے اوباشون کو جمع کیا۔ اور دوآبہ مین دنگہ شروع کیا۔ سنبھل پر
قبضہ کر لیا۔ اور بیانہ کو تاخت و تاراج کیا۔ علی قلی شیبانی اوسکے علاج کے واسطے متعین ہوا
۔ یہہ سنکر وہ قلعہ بداؤن مین بند ہو رہا۔ اسکو بھی بادشاہی کا خبط دماغ مین سمایا ہوا تھا
اور ایسا نشہ مین بدمست رہتا تھا۔ مگر کچھہ دیوانہ بھی تھا۔ چنانچہ روز مین علی قلی نے اپنی
سر کو جسمین غرور تاجوری بھرا ہوا تھا تن سے جدا کر کے بادشاہ پاس بھیجدیا۔

ہمایون کی وفات

کھوئی ہوئی سلطنت مین دہلی اور آگرہ پر ہمایون کا قبضہ ہو گیا۔ مگر موت نے فرصت نہ دی کہ اس
سلطنت کا مزہ چکھتا۔ ابن شیر شاہ اوسکا دشمن زندہ رہا۔ نہ بھائی اوسکے جان کھانے والے
اور سر پہ تلوار چلانیوالے موجود تھے۔ اس فرصت کے زمانہ مین معلوم نہین کیا کیا وہ انتظام سلطنت
کرتا۔ اور اس ملک خزان دیدہ کو اپنی تدابیر اور عقل سے کس کس طرح سرسبز و شاداب کرتا
مگر افسوس ہی کہ اس عاقل فرزانہ بادشاہ کی ساری منصوبے دل کے دل ہی مین رہے۔
چھہ مہینہ کا عرصہ اس بادشاہی پر گذرا تھا۔ کہ عجب طرح سے موت آئی۔ اوسکو علم نجوم کا بڑا
شوق تھا۔ زیچ سے معلوم ہوا کہ آج شام کو زہرہ طلوع ہوگا۔ اوسکے دیکھنے کیواسطے وہ
اپنے کتب خانہ کی چھت پر چڑھا۔ اور وہان ٹہلنے لگا۔ (اس کتب خانہ کو شیر منڈل کہتے ہین اوسکی
ٹوٹی پھوٹی ہوئی عمارت ابتک دہلی مین پرانے قلعہ کے اندر موجود ہے) پھر جب وہ اترنے لگا
اور دوسری سیڑھی پر پیر رکھا تھا کہ موذن نے اذان دی۔ اور اوسنے تعظیم اذان کے لئے بیٹھنا چاہا

جب اوسنے کا قصد کیا - تو پیر فرغل مین اولجھا اور عصا سیڑھی پر سے پھسلا - اور وہ سر کے بل زمین پر گرا - اور بیہوش ایسا ہوا کہ ہوش مین نہ آیا - سر مین چوٹ لگی - دائین طرف کے کان سے خون جاری ہوا - اوسیوقت محل کے اندر اوٹھا کر لیگئے - سب طبیب جمع ہوئے - مگر کسی طبیب کی ندطبابت چلی - نہ کسی دوا نے اثر کیا - چوتھے روز اجل نے اس درد کی دوا کی - تاریخ وفات اوسکی اچھی موزون ہوئی ہے کہ مصرع ہمایون پادشاہ از بام افتاد ۵ - ربیع الاول ۹۶۳ھ مطابق ۲۴ - جنوری ۱۵۵۶ء کو یہہ واقعہ پیش آیا - وہ ۹۱۳ھ مین پیدا ہوا - اوسکی عمر اونچاس برس کی تہی - پچیس برس سلطنت کی ۹۴۰ھ سے ۹۶۳ھ تک سولہ برس وہ بھی وہ خالل مین کہ جنمین وہ سرگردان اور پریشان ادہر اودہر مارا پھرا - ۹۶۳ھ مین اوسکا مقبرہ دہلی مین جمنا کے کنارہ پر تعمیر ہوا - اور اب تک وہ موجود ہے - اوسکے سڈول ہونے کی سیاح بڑی تعریف کرتے ہین -

ہمایون کا دین پناہ بنانا

اس بادشاہ نے کالنجر اور چنارگڈہ کی فتح کے بعد ۹۴۰ھ ۱۵۳۳ء مین پرانے قلعہ دہلی کو از سر نو درست کیا - اور نئے سر سے شہر بسایا اور دین پناہ اوسکا نام رکھا -

ہمایون کی خصلت عادت ولیاقت اور انتظام ملکی

یہہ بادشاہ دل کا رحیم اور ہاتھہ کا سخی تہا - تخت نشینی کی وقت کشتیان بہر کے انعام مین بہائیون نے جو ملک مانگا ہنسی خوشی دیدیا - مروت کا یہہ حال تہا کہ بہائی کیسی کیسی بہاری بہاری خطائین کرتے - مگر جب آنکھونکے سامنے آتے سب خطائین معاف کرادیتا - عزیز اور اقارب تو کیا دشمنون کی خطا بخشنے مین وہ فیاض تہا - بہادر اور شجاع قابلیت کا یہانتک تہا جو جو کام اوسنے ہندوستان سے خارج ہونے پر کئے - اور دشمنون سے لڑنے بھڑنے کی تدبیرین کام مین لایا - اور جو جو سختیان پیش آئین اور جو جو مصیبتین اور آفتین سر پر پڑین اونکو جس استقلال

اور مسرت سی جھلیا۔ ان سب کامون سی اوسکی جوانمردی اور عالی ہمتی اور بلند حوصلگی ظاہر ہوتی ہے۔ اس خوش مزاجی کو دیکھنا چاہئے کہ اوسنے اپنی مصیبت کے وقت مین کئی دفعہ اپنے نوکرون سے گھوڑا مانگا۔ اور اونہون نے انکار کیا۔ مگر اوسکے دل پر میل نہ آیا۔ اور اوسکا عوض نہ لیا۔ وہ جانتا تہا کہ مصیبت کا وقت ایسا ہی ہوتا ہے کہ چھوٹے بڑے سب اپنی جان کسیکی تعظیم و تکریم نہین ہوتی۔ مگر کبھی کبھی رفیقون کے ساتھ کچھ ادائی ہی کرتا۔ اور سنگدلی بھی برتتا۔ ایک دفعہ اوسنے دو سو من سے سب مال لیکر برابر برابر تقسیم کر دیا۔ جو وہ پور کی مہم مین جہان پیاس کے مارے لوگ مر رہے تہے۔ اور زندہ تہے وہ مردون سے بدتر تہے چار قدم چل سکتے تہے۔ تمام مویشی اور گھوڑون پر کھالین لاد کر پانی اونکے واسطے لایا کرتے تہے۔ ایک سوداگر بہی ان پیاس کے ماروں مین تہا۔ اور ہمایون اوسکا بڑا قرضدار تہا۔ اوسکے حلق مین ایک بوند پانی کی نہ پہنچائی جب تک کہ اوسنے چار گواہون کے سامنے اپنی مذہب کے چھوڑنے کا وعدہ نکیا۔ اور یہہ بہی معلوم نہین کہ اوسکا قرض دا کیا یا اس پانی کی قیمت مین لگایا۔ اس بادشاہ مین بہت سی خوبیان تہین۔ مگر مزاج مین استقلال ایسا تہا کہ اوسنے جو بڑے بڑے ارادہ کئے وہ پورے نہ ہوئے۔ جس بڑی مہم پر ہاتھہ ڈالتا۔ اوسکو ناتمام چھوڑتا اوسکا دشمن شیر شاہ یہی کہا کرتا تہا کہ ہمایون مین بڑا عیب یہی ہے کہ وہ اپنے کامونکو اورون کے سپرد کرتا ہے ٭

ہمایون کو علم ریاضی اور ہیات مین مہارت تامہ تہی۔ اس زمانہ مین علم نجوم کیواسطے علم ہیئت بڑے ذوق شوق سی پڑہتے تہے۔ اوسکو علما فضلا و حکما کی صحبت کا شوق تہا۔ اس علم نجوم کے شوق سنے رہا اوسکے واسطے موت بن گئی۔ اسی علم کی واقفیت کے سبب سے ہی وہ آسمان کا خاکہ زمین پر اوتارتا تہا۔ اور کرات معلقہ اور عناصر کا نقشہ کرہ زمین پر

بناتا تہا۔ ایک خیمہ اوسنے بنایا اوسکے بارہ برج بنائی اور اونکے بروج الافلاک نام رکہے
ایک بساط بنائی جسپر تمام دوائر عظیمہ کرہ فلکی اور منطقیہ البروج کی نقل بنائی ستارونکی
مناسبت سے املازمون کی نشست برخاست دوایر بساط پر مقرر کی۔ چار سرکارین مقرر کین
اور اونکے نام آتشی ہوائی آبی خاکی اربعہ عناصر پر رکہے۔ تمام ممالک محروسہ کے متوطنونکو
تین قسم مین منقسم کیا تہا عزیز اور اقارب اور سپاہ کا نام اہل دولت اور عقلا اور حکما و شعرا
کا نام اہل سعادت اور اہل نغمہ کا نام اہل ادر کہا۔ اور ہفتہ کے دن اسی رعایت کے
ساتہہ اہل دولت اور سعادت اور مراد کے ساتہہ منسوب تہی۔ کشتیان ایسی ایسی بنوائین جنمین بڑے
بڑے بازار لگتے تہے۔ فارسی شعر بہی خوب کہتا تہا۔ شعار ابتک اوسکے موجود ہین اوسکا انقا ایسا
مشہور رہی کہ وہ خدا کا نام بی وضو نہ لیتا تہا۔ ایک دن میر عبدالحی کا نام عبدل کہکر آگے چکا ہوا
اور ہی کا فقط اس سبب سے کہ خدا کا نام تہا بی وضو نہین لیا۔ مگر مذہب مین اوسکے بڑا شبہ ہے
کوئی اوسکو شیعہ بتاتا ہی کوئی حنفی کہتا ہی بعض حکایتین ایسی مشہور ہین کہ اوسکا شیعہ ہونا
ثابت ہوتا ہے۔ وہ ایک دن اپنے بہائی کے ساتہہ گہوڑی پر جاتا تہا۔ ایک کتا قبر پر پیشاب
کر رہا تہا۔ اسپر اوسکے بہائی نے کہا کہ بیشک یہہ کسی رافضی کی قبر ہے۔ ہمایون نے جواب دیا کہ
یہہ کتا یقینی سنی ہی۔ یہہ ایک لطیفہ سمجہی تہی کوئی دلیل قطعی اوسکے شیعہ ہونے پر نہین ہو سکتی
اوسکے جلیس اور امیر بہت سے شیعہ تہے۔ خود بیرام شیعہ تہا۔ مگر قول محقق یہہ ہی کہ حنفی سنی تہا۔
یہہ بادشاہ بڑے بڑے ایشیا کے بادشاہون مین شمار ہوتا ہے۔ ایسا خوش نصیب بادشاہ بہی
کوئی ہوا ہوگا کہ جسکا باپ بابر جیسا ہو اور بیٹا اکبر جیسا۔ مین نے احتصار کے واسطے اس
بادشاہ کا نام اکثر ہمایون لکہا ہے۔ جسکا دل چاہے وہ ہمایون کی جگہ نصیرالدین محمد ہمایون
بادشاہ جنت آسیانی پڑہ لین فقط

گیارہوین فصل

اکبر کی تخت نشینی کی وقت ہندوستان کی حالت

ابتک ہم نے دہلی کی سلطنت اور وہان کے سلاطین کا ذکر کیا۔ ہندوستان مین سوا اس کے اور سلطنتین بہی تہین۔ اونمین بعض ایسی تہین کہ مسلمانون کا ہاتہہ اونپر ابتک نہ پڑا تہا۔ اور بعض ایسی تہین کہ جب کوئی خاندان سلاطین دہلی کا تباہ ہوا۔ اور اونکی ریاست اور حکومت مین ضعف آیا۔ تو وہ دہلی کے مقابلہ مین قایم ہوگئین۔ مگر یہہ سلطنتین عہد اکبری مین ایک ہوگئین۔ اور جو جو تعلقات اونمین باہم تہے وہ کچہہ اور سے اور ہوگئے۔ اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک مختصر بیان ان سلطنتون کا بہی کر دیا جائے۔ کہ وہ کیونکر بنین کیونکر بگڑین کون اونمین بادشاہ اور راجہ تہے۔ کن خاندان کی حکومت اونمین رہی۔ کون کونسی اونمین مشہور لڑائیان واقع ہوئین۔

سلطنت دہلی کی حدود سلطان محمد تغلق کے عہد مین

شمال مشرق کوہ ہمالیہ شمال مغرب دریاء اٹک مشرق مغرب سمندر۔ جزیرہ نما دکن بہی اس سلطنت مین داخل تہا مگر وہ تنگ در از حصہ جنوب اور مغرب مین بمبئی اور سیتہہ بندر امیشور مین خط مستقیم ملانی سے جدا ہوتا ہے داخل نہا۔ ملک اڑیسہ بہی علیحدہ تہا۔ اس ملک مین بڑے بڑے جنگل تہے۔ طول اوسکا قریب پانچ سو میل کے گنگا کے دہانہ سے لیکر دریاء گوداوری تک پہیلا تہا۔ اور عرض کہین تین سو میل کہین چار سو میل۔ راجپوتون کا ملک بہی جو شمال اور مغرب مین ملک اڑیسہ سے بہی زیادہ چوڑا چکلا تہا۔ بخوبی اسلام کا مطیع نہ تہا۔ سلطان محمد تغلق کی تاریخ مین ہم بیان کر آئے ہین کہ جب اوسکی سلطنت کا ڈہیر بگڑنے لگا تو بیجاپور اور

ورنگل کی راجاؤن نے اپنی سلطنت قائم کی - بیجاپور مین بلال یو بنس نے مدت تک راج کیا -
۱۳۴۴ء مین تلنگانہ اور کرناٹک مین ہندؤن کی ریاست قائم ہوئی - اور اوسکو کچھہ تعلق
دہلی سے نہ رہا - ۱۳۴۷ء مین بنگالہ نے بھی بغاوت دل سی اختیار کی - اور ایک جدا سلطنت
قائم ہوگئی - مگر وہ کبھی دبے دبائے بر دہلی کے بادشاہ کی بزرگی مانتے تھے - ۱۳۴۷ء مین دکن
مین بغاوت ہوئی وہان جدا سلطنت قائم ہوئی - سلطان محمد تغلق کا انتقال ہوا تو
چودھوین صدی مین بادشاہ محمود کی کم سنی کے سبب سے مالوہ جونپور گجرات کی ریاستین جدا
جدا قائم ہوگئین - سوا دکن کے ہندوستان خاص مین چار ریاستین مسلمان بادشاہون
کی جونپور مالوہ گجرات بنگال مین تھین اور ہندؤن کی سلطنت مارواڑ مین تھی - دکن
کو کچھہ تعلق دہلی سے نہ رہا - وہان بڑی زبردست سلطنتین قائم ہوئین اسلئے ہم اپنے
بیان کا آغاز اس سلطنتون سے کرتے ہین ٭

دکن کی سلطنتون کا بیان

سلاطین بہمنیہ

کانگوئی بہمن ایک منجم شاہزادہ محمد تغلق کا ملازم تھا - اور اوسکی سرکار مین بڑا اختیار اور اقتدار
رکھتا تھا - دلی مین حسن نامی ایک غریب پٹھان اوسکا نوکر تھا - ایک دن وہ زمانہ کی تنگی سے
اس منجم کے سامنے رویا - اوسکو رحم آیا - دو بیل اور دو مزدور دیدئے - کچھہ زمین بتلادی کہ او
جوت بو کر روٹی کہا کیا کرے - قسمت نے جو یاوری کی تو زمین نے ایک دفینہ علائی اشرفیون کا
اوگل دیا - وہ اپنی خوش نیتی سے ان اشرفیون کو لیکر اپنے آقا پاس گیا - آقا اوسکی اس
دیانت داری سے ایسا خوش ہوا کہ اوسکو شاہزادہ محمد تغلق کے روبرو پیش کر دیا شاہزادے

خوش ہوکر اوسکو امیر صدہ مقرر کردیا - اور جب دکن کی مہم پر گیا تو ساتھ لیگیا - وہان وہ قتلغی حاکم دولت آباد پاس رہ گیا - اور امیران صدہ سے اوسکا یہان خوب اخلاص ہوگیا - اب یہہ سارا حال تم سلطان محمد تغلق کی تاریخ مین پڑھلیے ہوگا کہ امیران صدہ سے کیا کیا جھگڑے

پادشاہی ہوئے - اور ناصر الدین شاہ نے پادشاہی سے استعفا دیا - اور ۱۳۴۷ء مین یہہ حسن خان پادشاہ ہوا - کانگوی بہمنی اپنی کنیت اپنے محسن کی یادگار کیواسطے مقرر کی - تمام کاغذات شاہی مین وہ اپنے تئین کمترین بندہ حضرت سبحانی علاء الدین حسن کانگوئی بہمنی لکھا کرتا تھا - گلبرگہ کو اپنا دارالسلطنت مقرر کیا - اور اوسکا نام اپنے نام پر حسن آباد رکھا - اس خاندان کے اٹھارہ پادشاہون نے ڈیڑھ سو برس سے کچھہ زائد سلطنت کی - جب اس حسن کا انتقال ہوا تو اوسکی سلطنت مین سارا نہار اشٹر اور تلنگانہ کا کچھہ حصہ اور کرناٹک کا بھی حصہ شامل تھا - اوسکے بعد محمد شاہ تخت پر بیٹھا تو اوسنے اپنی ملک کو چار طرفون یعنی حصّون مین تقسیم کیا - اور انکے نام یہہ رکھے کہ گلبرگہ دولت آباد تلنگانہ برار - اس پادشاہ اور اوسکے تین جانشینون غیاث الدین اور شمس الدین اور فیروز شاہ کے عہد سلطنت مین ۱۳۰۳ء سے ۱۴۲۲ء تک اس سلطنت کا اقبال رہا - اور ملکون کی فتوحات سے ہمیشہ وہ بڑھتی رہی - محمد شاہ ثانی ۱۴۶۳ء مین پہلے حصّون کے بعد یہہ نئے حصّے کئے (۱) بیجاپور حسن آباد (۲) دولت آباد جونیر (۳) راج مندری اور ورنگل (۴) گوال مہور +

۱۵۲۶ء مین کلیم اللہ بادشاہ کے مرنے پر اس خاندان کا خاتمہ ہوا - اور جن اضلاع کا اوپر بیان ہوا اونمین جدا جدا بادشاہ خود سر ہوگئے +

بیجانگر اور ورنگل کے راجاؤن نے اس خاندان کے ساتھہ متفق ہوکر دلی کے بادشاہون کا مقابلہ کیا - مگر جب اس مقابلہ سے فرصت ملی تو اتحاد اونکا جو عارضی تھا جاتا رہا -

اور عناد جو طبعی تہا اوسنے عود کی - اور مدت تک آپسمین تلوار چلتی رہی - آخرکار مسلمان غالب آئی - دریا، کرشنا اور تنگ بہدرا کے درمیان جو دوآبہ بیجے نگر سے شروع ہوتا ہے - اوسپر اس خاندان کا تسلط ہوگیا - اور ورنگل کی ریاست کو خاک سیاہ کیا - کچھہ ملک اڑیسہ کا بہی لے لیا - اور مشرق مین ملی ٹیم تک اور مغرب مین گوا تک سلطنت کو وسعت دی

ہندو مسلمانون کا ملاپ

لڑائیونمین جو ایک عرصہ دراز تک قائم رہین جب کوئی دشمن سامنے آتا تو ہندو مسلمان دونو متفق ہوکر اوسکو دفع کرتے - اب مسلمانون کی نظرون مین ہندو ایسے بُرے قرنہ تہے جیسے ابتدا مین تہے - بلکہ وہ اونکو اپنی برابر سمجہنے لگے - اور ایک ضرب المثل ہوگئی - کہ ہندو مسلمانونکا ساتہہ دامن چولی کا ہے - کیا خدا کی قدرت ہے کہ مسلمان ہندوؤن کے نوکر ہوتے اور اونکی طرف سے مسلمانون پر تلوار چلاتے - اور ہندو مسلمانون کے ملازم ہوتے اور اونکی حمایت مین ہندوؤن کا گلا کاٹتے - جب مسلمان بادشاہ مالوہ نے بہمنی سلطنت کے ایک حصہ پر حملہ کیا تو اوسکے ساتہہ بارہ ہزار افغان اور راجپوت چنے چنے بہادر اور راجہے اچہے دلاور تہے - دیورایہ راجہ بیجے نگر نے مسلمانون کو اپنی فوج مین بہرتی کیا - اور اونکو جاگیرین دین - اور اپنی خاص دارالسلطنت مین ایک مسجد مسلمانون کی خاطر سے بنوائی ٭

شیعہ و سُنّی کے جہگڑے

اس خاندان کی تباہی کا بڑا سبب یہہ تہا کہ اوسکی فوج اور ارکان سلطنت مین بہ سبب اختلاف مذہب سُنّی اور شیعہ ہونے کے بڑے فساد برپا ہوئے - اور انہین فسادون نے سلطنت کا کام تمام کردیا - اس خاندان کے بادشاہونکے ہان دو طرح کی فوج تہی - ایک کا نام مغربی اور دوسری کا نام دکہنی تہا - مغربی سپاہ مین ایرانی ترکی جارجیا اور سرکیشیا کے

رہنے والے اور تاتاری بھی اکثر اونمین سے شیعہ تھے۔ دکھنی فوج مین بیشتر وہ آدمی تھے یا حبشی تھے
جو ملک حبش سے اجرت پر مغربی سواحل کے بندرگاہون مین کثرت سے وارد ہوتے تھے۔ ان سب کا
مذہب سنت جماعت تھا۔ اس اختلاف مذہب کے سبب سپاہ مین ہمیشہ جھگڑا فساد برپا رہتا
ارکان سلطنت بھی اس اختلاف کے بلا مین مبتلا تھے۔ اگر بادشاہ زبردست عقلمند صاحب ہوش
ہوا تو اوسنے ان جھگڑون کو دبا رکھا۔ نہین پھر اونمین اشتعال ہوا۔ اور سلطنت کو صدمہ
صدمہ پہونچنا شروع ہوا۔ ۱۴۳۶ء مین علاء الدین ثانی کی عہد مین اس عناد مذہبی کا بڑا
فساد برپا ہوا۔ پھر اوسکا مٹنا اس کمزور بادشاہ کی قدرت سے باہر ہوگیا۔ یوسف عادل خان
ترکی مغربی سپاہ کا سپہ سالار تھا۔ نظام الملک بحری دکھنی فوج کا سردار تھا۔ خوب آپسمین
لڑائیان ہوئین۔ انجام یہ ہوا کہ سلطنت بہمنہ کا خاتمہ ہوا۔ اور اوسکے ختم ہونیکے بعد
یہہ سلطنتین قائم ہوئین ؛

بیجاپور کی سلطنت

جب دکھنی سپاہ مغربیون پر غالب ہوئی تو یوسف عادل خان بیجاپور کو چلا گیا۔ اور وہان
ایک سلطنت کی بنیاد ۱۴۸۹ء مین جمائی۔ اور اوسکے خاندان کا نام عادل شاہیہ ہوا۔
یہہ سلطنت ۱۶۸۶ء تک قائم رہی۔ اورنگ زیب نے اوسی برباد کیا۔ مرہٹون سے اوسکے خوب
جھگڑے ہوئے۔ بیجاپور کی در و دیوار شکستہ اب تک اوسکی شان و شوکت کو یاد دلاتی ہین۔ حدود
اربعہ اوسکی یہہ تھین شمال مین ٹیری۔ جنوب مین تنگ بھدرا۔ مشرق مین بھیما اور کرشنا۔
جنوب مین ساحل سمندر گوا سے بمبئی تک ؛

احمد انگر کی ریاست

نظام الملک جب مارا گیا تو اوسکے بیٹے ملک احمد نے احمد انگر مین ایک سلطنت قائم کی۔ اس ریاست

پادشاہ نظام شاہیہ کہلائے۔ نظام الملک اول برہمن تہا۔ پہر مسلمان ہوا۔ ۱۴۸۷ء مین ایک آزاد پادشاہ ہوگیا۔ شاہجہان نے اس سلطنت کو ۱۶۳۶ء مین ملیامیٹ کیا۔ اس ریاست مین صوبہ اورنگ آباد و مغربی برار اور ایک حصہ کان کان کا وہان سنبھلپور تک داخل تہا +

گول کنڈہ کی ریاست

قطب الملک نے ۱۵۱۲ء مین اس سلطنت کی بنیاد رکہی۔ یہان کے پادشاہون کا لقب قطب شاہیہ ہوا۔ وہ بیجاپور اور احمد نگر سے لیکر مشرقی ساحل تک پہیلے تہے۔ ورنگل کی ریاست کو اسی خاندان نے تباہ کیا۔ اور تلنگانہ اور کرناٹک کی باقی حصون کو دریاے پنار تک فتح کرلیا۔ نگر پہر بہی اور سفدر ملک مسلمانون کے قبضہ مین نہ آیا۔ جسقدر محمد تغلق کے عہد مین تہا۔ اس ریاست کو اورنگ زیب نے تمام کیا +

برار کی ریاست

فتح اللہ خان نے اس ریاست کی ۱۴۸۴ء مین نیو جائی۔ مگر وہ ۱۵۷۴ء مین احمد نگر کی ریاست مین داخل ہوگئی۔ دارالسلطنت اوسکی ایلچپور تہی۔ یہان کے پادشاہون کا لقب عماد شاہیہ تہا +

بیدر کی سلطنت

اس مین برید شاہ کا خاندان سلطنت کرتا تہا۔ یہہ سلطنتین ایسی ہین کہ اونکے بیان کرنے کے واسطے ایک جدا کتاب بنانی چاہیے۔ ہم نے یہان صرف بالاجمال سلسلہ ذکر کردیا ہے کہ ہندوستان کی تاریخ اچہی طرح سمجہہ مین آئے +

بجے نگر کی ریاست

دکہن مین باوجود ایسے لڑائی جہگڑے کے مگر وہ اونمین یہہ ہندوؤن کی ایک ریاست بجے نگر میں

بنی رہی - وہ مسلمان بادشاہون کی عناد اور فساد اتحاد اور اتفاق مین شریک اور معاون رہی - اس ریاست کی حدود اسقدر تہی جیسی کہ آج کل انگریزی عملداری مین احاطہ مدراس کی ہین - مگر ہندؤن کی یہہ شاندار ریاست مسلمانون کی نظر مین کھٹکتی تہی - ۱۵۶۵ء ۹۷۲ھ مین بیجاپور اور احمدنگر اور گول کنڈہ اور بیدر کے مسلمان بادشاہون نے آپسمین اتفاق کرکے اس ریاست کو خاک مین ملانا چاہا - یہان کا راجہ رام راج تہا - وہ راجہ ترسنگا کی ساتوین پیڑہی مین تہا - یہانکا راجہ کرشن راے زبان تیلوگو ہین ایک ادیب مشہور تہا - اس راجہ کے اولاد نہ تہی اسلئے اس راجہ کو گود لیا تہا - وہ ایک جھگڑے کے بعد تخت نشین ہوا - اب اس راجہ سے دریاے کرشنا کی کنارہ پر تالی کوٹ پر ایک جنگ عظیم واقع ہوئی مسلمان فتح یاب ہوے - بوڑہے راجہ کو پکڑ لیا - اور بری گت سے مارا - سر کو کئی دن تک لٹکائے رکہا - مگر اس فتح عظیم سے مسلمانون کی کوئی نفع عظیم نہ اوٹہایا - آپسمین پہر اتفاق کو چہوڑ دیا - لڑائی جہگڑا شروع کیا - اور اس ریاست کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے - اونمین چہوٹے چہوٹے راجہ بن بیٹہے اونکا نام باغی زمیندار رکہا گیا - یہی راجہ جو مارا گیا - اوسکے بہائی نے چندرگری مین جو مدراس سے ستر میل پر شمال مغرب کو واقع ہی اقامت اختیار کی - ۱۶۴۰ء مین اوسکی اولاد نے انگریزون کو وہ جگہ عنایت کی تہی جسپر اب شہر مدراس بسا ہے +

اون ریاستون کا بیان جو ہندوستان خاص مین یا اوسکے آس پاس اکبر کی آغاز سلطنت مین تہین

محمد تغلق ہی کے عہد مین گجرات اور مالوہ کی ریاستین خودمختار ہوگئی تہین - مگر جب تیمور نے دلی کی سلطنت کو خاک مین ملایا - تو ان ریاستون کے حاکمون نے اپنے تئین بادشاہ بنایا - ان شمالی صوبون کو اپنے ہمسایہ مین دیکہکر خاندیس کے حاکمون نے بھی اپنے تئین

خود مختار بنایا۔ اگرچہ یہہ تینون صوبے ایک ہی وقت مین باغی ہوئے۔ مگر کوئی اون مین سازش نہ تہی۔ اور اونمین جو تعلقات پیدا ہوئے وہ اونکے باہمی اختلاط اور اتحاد سے نہین پیدا ہوئے۔ بلکہ وہ لڑائی جہگڑون سے پیدا ہوئے ✤

گجرات کی سلطنت کا بیان

سلطان فیروز شاہ ایام شاہزادگی مین تہانیسر کے قریب ایک گانون مین شکار کہیلتا کہیلتا جا نکلا تہا۔ وہان کی زمیندار نندانی بڑی آؤبہگت اوسکی کی۔ اور پادشاہ اوسپر مہربان ہوا اور وجیہ الملک کا خطاب دیا۔ اوسکے بیٹے ظفر خان کو اعظم ہمایون کا محمد شاہ بن فیروز شاہ کے عہد مین خطاب ملا۔ اور حاکم گجرات مقرر ہوا۔ جب امیر تیمور نے دہلی کی سلطنت کو پائمال کیا تو ۸۱۸ھ مین ظفر خان۔ خود مختار ہوگیا۔ اور اپنا لقب مظفر شاہ رکہا۔ اس پادشاہ کے پوتے احمد شاہ نے احمد آباد ۸۲۰ھ مین آباد کیا۔ مظفر شاہ ثانی ۹۱۱ھ مین تخت پر بیٹہا۔ اور میواڑ کے راجہ سنگا سے خوب لڑائیان لڑا۔ ۹۳۱ھ مین بہادر شاہ پادشاہ ہوا۔ دیو مین پرتگیزون کے ہاتہہ سے مارا گیا۔ اگرچہ گجرات کو ہمایون نے فتح کر لیا۔ مگر پہر اوسکی پریشان حالی مین وہ قبضہ سے نکل گیا۔ ۹۷۱ھ مین یہہ سلطنت اکبر کے عہد مین دلی کی سلطنت مین پہر شامل ہوئے وسعت کے اعتبار سے یہہ سلطنت چہوٹی تہی۔ مگر پیداوار اور زرخیزی کے لحاظ سے بہت بڑی تہی پہاڑون اور جنگلون سے گہرے ہوئے تہے۔ اونمین راہزن وحشی قومین آباد تہین۔ اسلئے پادشاہ اونکے نرغہ مین پہنس جاتا تہا۔ یہہ خاندان کے بعد چہوٹی سلطنتون مین اسی ریاست نے بڑا نام پیدا کیا۔ دو دفعہ مالوہ کو فتح کر کے اپنی ریاست مین داخل کیا۔ چند مرتبہ میواڑ کے راجپوتون کو شکستین دیکر اونکی دارالسلطنت چتور گڈہ پر قبضہ کر لیا۔ صوبہ خاندیس مین اپنا دباؤ ڈالا۔ احمد نگر اور برار کے پادشاہون کو مطیع کیا۔ دریاے سندہ تک فوج کشی کی

کئی دفعہ پرگنہ ونسے بجری لڑائیان لڑین۔ ✣ مالوہ کی ریاست ✣

مالوہ ایک بڑا نامور ملک ہے۔ راجہ بکرماجیت اور راجہ بھوج اسی ملک کے راجہ کیسے مشہور ہوئے ہین کہ اونکی حکایتین آجتک مشہور ہین۔ وہ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین بادشاہان دہلی کے تصرف مین آیا۔ دلاور خان غوری کو ۱۳۸۷ء مین محمد شاہ بن فیروز شاہ نے حاکم مقرر کیا۔ ۱۴۰۱ء مین اوسنے اپنے تئین خود مختار بادشاہ بنایا۔ قدیمی دارالسلطنت اصلی کو چھوڑکر دہار مین رہنا اختیار کیا۔ اور اسیکو اپنا دارالسلطنت بنایا۔ بعد اوسکے اوسکا بیٹا الپ خان جانشین ہوا۔ اور اپنا لقب ہوشنگ رکھا۔ اور قلعہ مانڈو نہایت مستحکم کیا۔ ۱۴۳۵ء مین غوری خاندان کا خاتمہ ہوا۔ اور خلجی خاندان اوسکی جگہ قائم ہوا۔ محمود خلجی کے عہد مین اس سلطنت کا بڑا عروج ہوا۔ اسوقت اوسکے اندر بڑے بڑے شہر یہہ تھے چندیری۔ اسلام آباد۔ ہوشنگ آباد۔ اور سلطنت کو مانڈوانہ کا دارالسلطنت کہتے تھے۔ اوسکی حدود اربعہ یہہ تھین جنوب مین ست پڑہ کے پہاڑونکا سلسلہ مغرب مین گجرات مشرق مین بندیل کھنڈ۔ شمال مین میواڑ اور اراولی۔ اس سلطنت کی لڑائیان ہندوستان اور قرب وجوار کی سلطنتون سے رہین۔ مگر تاریخ مالوہ مین جو بڑی قابل توجہ بات ہے وہ یہہ ہے کہ ہندو رجپوت میدنی رائے نے سلطان محمود خلجی کے عہد مین بڑا رتبہ حاصل کیا۔ اوسنے اپنی بڑی دلاوری اور مردانگی اور فرزانگی سے اس بادشاہ کو مصیبتون اور آفتون سے چھڑایا۔ مگر آخر کار سارا اختیار سلطنت کا خود لے لیا اور تمام اپنے بھائی راجپوتون کو بڑے بڑے عہدون پر بہر دیا۔ اسکے بعد اوسکا خود تنزل شروع ہوا۔ اور گجرات کا بادشاہ اپنی بے اختیار مسلمان بھائی بادشاہ کی امداد کے لئے آیا۔ اور اوسکے قبضہ سے سلطنت کو نکال لیا ✣

بنگال کی سلطنت

پہلے غوری خاندان کی تاریخ مین لکھہ آئے ہین کہ بختیار خلجی حاکم ملک اودہ نے ۱۲۰۳ء مین بنگال کو فتح کر لیا تہا۔ اگرچہ وہ خود مختار ہو گیا تہا۔ مگر سلاطین دہلی کی عظمت کو تسلیم کرتا تہا۔ کبہی کچہہ نذرانہ بہیجدیتا تہا۔ لکہنوتی ناگور کو اوسنے اپنا دارالسلطنت بنایا۔ ۱۳۵۳ء مین حاجی الیاس نے بنگال کو فیروز شاہ کے ہاتہہ سے بچایا۔ سو برس تک اسی خاندان کی بادشاہی رہی۔ کسی کسی زمانہ مین کچہہ اوسمین خلل بہی پیدا ہو گیا۔ کچہہ دنون کن بنس کے راجاون نے راج کیا۔ کچہہ مدت تک حبشی غلامون کا سکہ چلا۔ سید علاء الدین ۱۴۹۸ء مین بادشاہ ہوا۔ اس خاندان کے دو بادشاہ ہونے بادشاہی کی۔ آخر بادشاہ محمود شاہ تہا جسے شیر خان نے ملک لے لیا۔ پہر ہمایون نے اوسکو سلطنت دلادی۔ مگر وہ تہوڑے دنون بعد مر گیا۔ پہر شیر شاہ کے عزیزون کی سلطنت رہی۔ پہر اکبر نے اوسکو دہلی کی سلطنت مین شامل کیا۔ اس سلطنت کا عجب حال ہا کہ کبہی مطلق العنان ہو جاتی کبہی دہلی کی سلطنت کی وکالتنامہ کو تابع ہو جاتی یعنے جب دباؤ پڑا وکیل بہیجدیا۔ نذرانہ دیدیا۔

جونپور کی سلطنت

اس سلطنت کا بیان ضمناً اور بادشاہون کی سلطنت مین ہو چکا ہے۔ مگر چند سطرین یہان لکہنے بہی نفع سے خالی نہ ہونگی۔ ہم لکھہ آئے ہین کہ بادشاہ محمد تغلق نے یہہ ریاست اپنے وزیر خواجہ جہان کو عنایت کی۔ اور ملک الشرق اوسکا لقب کیا۔ ۱۳۵۳ء مین وہ خود مختار ہو گیا۔ اور ۱۴۷۴ء تک یہہ خود مختاری قائم رہی۔ ۱۴۰۱ء مین ابراہیم شاہ شرقی تخت پر بیٹہا تہا۔ اوسکے عہد مین اس سلطنت کا ستارہ اقبال عروج پر تہا۔ شہر جونپور بہی عجب رونق پر تہا۔ بادشاہان دہلی سے جو لڑائیان ہوئین اوسکا بیان ہو چکا ہے اعادہ اوسکا عبث ہے۔

مسلمانون کی چھوٹی چھوٹی ریاستین

جونپور بنگال مالوہ گجرات گول کنڈہ برار بیجاپور احمد نگر کی ریاستین جنمین مسلمان بادشاہ تھے بڑی بڑی سلطنتین تھین۔ سوا اسکے خاندیس اور سندہ اور ملتان مین بھی خود مختار ریاستین مسلمانون کی چھوٹی چھوٹی تھین +

راجپوتون کی خود مختار ریاستون کا بیان

اتبک ہم نے اون ریاستون کا بیان کیا جو محمد تغلق کی سلطنت کی ٹکڑی تھی مگر ہندوستان مین ایسی ریاستین بھی جنمین اصل راجہ راج کرتے تھے۔ اور اہل اسلام کی مطیع بھی نہوئی تھین۔ مسلمان اول اول اون ملکون پر قابض ہوئے جنکے اندر جانمین کوئی دشواری نہ تھی۔ جو ملک ایسی تھے کہ پہاڑون فراد نہین گھیر کہا تھا یا جنگلون نے احاطہ اونکا بنا رکھا تھا۔ یا ریگستان محیط تھا۔ جو ملک جیسا دشوار گزار تھا ایسا ہی دیر کر مسلمانون کا اونمین گذر ہوا۔ اسکے دو سبب معلوم ہوتے ہین یا تو مسلمان ایسے ملکون کو جنمین یہہ دشواریان تھین ذلیل جانتے تھے کہ اون پتھرون اور جنگلون اور ریت مین کیا دھرا ہے جسکے لینے کے لئے ہم تکلیف اوٹھائین۔ چنانچہ شیر شاہ نے جبوقت مالدیو راجا کو شکست دی۔ تو اونسے یہہ کہا کہ ایک مٹھی باجرہ پر سلطنت کی تھی یا اونکی صعب گذاری اور دشواری کے سبب سے حوصلہ نہ پڑتا تھا۔ اب ہم تم کو دکھا دینگے کہ جن ملکون مین ایسی دشواریان تھین اونمین مسلمانون کا عمل دخل ہوا تو کس مشکل سے ہوا۔ اور پیچھے کیا کیا صعوبتین اوٹھانی پڑین۔

رجپوتون کی حالت فتوحات اسلامیہ کے سبب

محمود غزنوی کے عہد مین ساری ملک مین رجپوتون کی فرمانروائی تھی۔ اونکے جن ریاستون پر اسلام کا تسلط ہوتا گیا وہان کے رجپوت پایہ ریاست سے گر کر مثل عوام الناس ہو گئے

چنانچہ جمنا گنگا پر اور تمام قطعات ہند مین جنمین مسلمانون کا تسلط ہوا وہان کا حال ایسا ہو گیا جیسا کہ آج کل ہم اونکو دیکھتے ہین گو اونکی صورت سپاہیانہ اور عزم مردانہ تہا مگر کام کسان کا تہا۔ حکومت کا اونکو خیال نہ تہا۔ جو راجپوتون کی ریاستین قائم رہین وہ وسط ہند کی زمین مرتفع پر اور اوس ریگستان مین تہین جو وسط ہند سے دریا رسندہ تک پہیلتا ہے۔ مسلمانون کی ہاتہون سے ان ریاستون کا محفوظ رہنے کا سبب یہی تہا جو اوپر بیان کر آئے ہین۔ میوات اور بندیل کہنڈ اور بگھیل کہنڈ وغیرہ اوس ڈہلوان زمین پر واقع ہین جو جمنا کے قریب ہے۔ ان قطعات کے باشندے اکثر مسلمانون سے بغاوت کرتے رہے۔ رنتہنبور کالنجر گوالیار وغیرہ کے قلعے انہین ملکون مین واقع تہے اکثر بادشاہون کے نام مونین انہین کی فتوحات کے ذکر سے کر لکہی گئی ہیں جو ریگستان اور پہاڑون اور جنگلون مین واقع تہے۔ وہ مسلمانون کی ہاتہون سے مدت تک بچے رہے۔ جیپور ہمیشہ مسلمانون کا مطیع رہا۔ اسلئے کہ اوسمین شمال کیطرف سے پہونچنا آسان تہا۔ اجمیر اور مالوہ زمین مرتفع کے کہلے میدان پر واقع تہے اسلئے وہ آسانی سے پہلے ہی فتح ہو گئے اور قبضہ مین رہے۔ رانا اودے پور کا ملک یعنی میوار مشرق کی طرف غیر محفوظ تہا۔ مگر اس رانا کے پاس اروللی پہاڑ ہین اور اوسکے آس پاس پہاڑیان اور جنگل ہین ایسی مقامات تہے کہ وہان گذرنا دشوار تہا۔ اور جو وہ پور یعنے مارواڑ اور بیکانیر اور اور باقی اور چہوٹی چہوٹی ریاستین اس سبب سے محفوظ رہین کہ اونکی زرخیز حصے ریگستان سے گہرے پڑے تہے۔ ہم پہلے حصہ مین بیان کر آئے ہین کہ راجپوتون کی حکومتون کا یہہ دستور تہا کہ ساری ملک کو بہائی بندون اور سرداروں کی جاگیر مین اس شرط کے ساتہہ تقسیم کر دیتے تہے کہ وہ جس ضرورت کے وقت پر راجہ کی اسقدر فوج سے اعانت کیا کرین۔ اور کہین اسطرح ملک تقسیم تہا جیسا کہ بہیا چارہ کا گانو ہوتا ہے۔ غرض اس تقسیم ریاست کے

سبب سے اونمین اتفاق تہا اور اسی وجہ سی اکبر کے عہد تک بات اونکی کچہہ بنی رہی اور ہوا بندی رہی ✣

اکبر کی تخت نشینی کے وقت جو راجپوتون کی ریاستون کا حال تہا

میواڑ کی ریاست

میواڑ مین گہلوت راجپوت سلطنت کرتے تہی۔ فیروز شاہ کے بعد جو بادشاہ کمزور ہوئے۔ اونکے عہد مین اس ریاست کا کچہہ دنون اقبال چمک گیا تہا۔ مگر مغلون نے پہر اوسکو آگے نہ بڑہنے دیا۔ ابتک اسی گہلوت کے راجہ راج کرتے ہین۔ اور مہاراناؤدے پور کہلاتے ہین۔ وہ سارے راجپوت راجاؤن سے افضل گنے جاتے ہین۔ اس رانا کے باپ دادا جو اپنے تئین راجہ رامچندر کی اولاد مین سے بتلاتے ہین پہلے بلبہی پور مین راج کرتے تہی وہان سے ایرانیون نے اونہین خارج کردیا۔ راجہ گوا نے نوشیروان کی بیٹی سے شادی کی اور یہہ بیٹی قسطنطنیہ کے عیسائی بادشاہ موریس کی نواسی تہی۔ راجہ گوا سے راجہ بالو پیدا ہوا جسنے محمد قاسم کا مقابلہ کیا۔ رانا کہنبو راجہ میواڑ راجہ بالو کی اولاد مین سے تہا جسنے مالوہ اور گجرات کی متفق فوجون کو شکست دی۔ اور محمد خلجی بادشاہ مالوہ کو گرفتار کرلیا چتوڑ مین ابتک جے ستنبہ ستون فتح) اس فتح عظیم کو یاد دلاتا ہے۔ راجہ کہنبو مشہور لوتا رانا سنگا تہا جسکو فتحپور سیکری مین بابر نے شکست دی۔ اکبر کے عہد مین یہہ ریاست بہی مسلمانون کے قبضہ مین آگئی اسکا حال اکبر کی تاریخ مین پڑہوگے۔

بیکانیر اور مارواڑ کی ریاستون کا بیان

بعد میواڑ کے یہہ مارواڑ کی سلطنت تہی۔ اونمین راٹہور جو چتوڑ حکومت کرتے تہی۔ اونکا دارالسلطنت جودہ پور تہا۔ پہلے راٹہورون کی سلطنت قنوج مین تہی۔ جب قنوج کی سلطنت کو

سنہ ۱۱۹۴ مین شہاب الدین غوری نے برباد کیا تو کچھ راٹھور گنگا کے کنارہ پر بس گئے اور مسلمانون سے بغاوت کرتے رہے۔ مگر آخر کو سب مطیع ہو گئے۔ مگر کچھ راٹھور راجہ کے دونو لڑکون کو ساتھ لیکر یہان سے اوس قطعہ ہند پر پہونچے جو وسط ہند کی زمین مرنفع اور سندھ کے درمیان واقع تہی۔ اونہون نے آزادی کو بیوطنی سے اچھا جانا۔ یہان کے اصلی متوطن جاٹ تہے اونکو مطیع کیا۔ اور ان راجپوتون کی چھوٹی چھوٹی قومونکو باہر نکالا جو ان سے پہلے جاکر بس گئی تہین۔ اور جلدی سے ایک بڑی ریاست اپنی جمالی۔ اسی خاندان کی ایک شاخ نے اسی صحرا مین ایک زرخیز حصہ دریافت کرکے بیکانیر کی ریاست قائم کی مسلمانون مین اول شیر شاہ سے یہان کے مال دیو راجہ سے لڑائی لڑا ہے۔ اور جب وہ چلا گیا تو پھر یہہ ریاست خود مختار ہو گئی۔ اور اکبر کے عہد مین مطیع ہوئی +

جیسلمر کی ریاست

اسی صحرا ریگستانی کے مغربی حصہ مین بہٹی آباد تہے۔ اور وہ یدوبنسی ہونیکا دعوے کرتے ہین۔ اور متہرا کو اصل اپنا وطن بتلاتے ہین۔ مگر یہہ اون لوگون مین سے ہین جنکو کرشن جی نے گجرات مین آباد کیا تہا۔ اور وہ جب گئے تو یہہ لوگ دریاے سندہ کیطرف چلے آئے۔ پہر اونکا ذکر اس سبب سے کہ راجپوتون کی تاریخ کی کہانیان اسقدر ہین کہ اونمین ہمیں چھوٹی گروہ کا کہان پتا چل سکتا ہے۔ مگر جیسلمر کے شمال من سندہ سی پچاس میل پر اونکا پتا ٹالنٹ مین لگا۔ اس زمانہ سے جسکو کرنیل ٹڈ سنہ ۷۳۰ھ لہراتے ہین اونکی تاریخ شروع ہوتی ہے مگر اونکی تاریخ مین واقعہ عظیم سواے اسکے نہین کہ اونہون نے اپنی دارالسلطنت بدل کر سنہ ۱۱۵۶ مین جیسلمر مین مقرر کرلی۔ اکبر کے زمانہ تک اونکی لڑائیان مسلمانون سے نہین ہوئین +

جی پور کی ریاست

امبر یعنے جی پور کے راجاؤن کی قوم کچھواہا ہے۔ اس زمانہ مین اونکی عزت رانا اودے پور اور راجہ جودہ پور کی برابر سمجھی جاتی ہے۔ اونکے اس عروج کا زمانہ اکبر کے عہد سے شروع ہوتا ہے۔ وہ پہلے راجہ اجمیر کے مطیع تہے۔ اور جب مسلمانون نے اجمیر کی ریاست کو فتح کر لیا۔ تو وہ مسلمانون کے مطیع رہے جس وجہ سے کہ اکبر سے یہان کے راجہ نے اپنی بیٹی بیاہی اوسکا ستارہ اقبال طلوع ہوا۔

ہاروٹی

مسلمانون سے پہلے جو اجمیر مین راجہ راج کرتے تہے اونکی اولاد مین ہونے کا دعوی کرتے ہین۔ اور اپنے تئین راجپوت بتلاتے ہین اسلئے اونکی ریاست کا نام ہاروٹی ہے۔ سنہ ۱۳۴۲ مین وہ یہان آباد ہوئے۔ بوندی اسوقت اس ریاست کا دارالریاست ہے وہ کچھہ اودے پور کے راجہ کے جاگیردار ہی تہے۔ جب تک اونہون نے رنتھنبور کا قلعہ افغان بادشاہون سے نہین چھینا اونکا ذکر تاریخ مین اکبر کے عہد تک نہین آیا۔

چھوٹی چھوٹی ریاستین صحرا ریگستانی

علاوہ ان بڑی ریاستون کے اس صحرا ریگستانی مین اور چھوٹی چھوٹی ریاستین تہین جو انون کے مارکر مین سوڈا کی امرکوٹ مین۔ یہہ اس صحرا کی غایت مغرب مین ہین اسلئے مسلمانون کے حملونسے محفوظ رہین۔ اور سروہی اور جہالاوغیرہ کی ریاستین جو زیر قطعات ہین اروالی پہاڑ کے نیچے اجمیر اور گجرات کے درمیانی شاہ راہ پر واقع ہین۔ ہمیشہ معرض آفات مین رہتی ہین۔ اور خراج اونسے زبردستی لیا جاتا +

چھوٹی چھوٹی ریاستین وسط ہند کی زمین مرتفع کے مشرق مین

وسط ہند کی زمین مرتفع کی مشرقی ڈھلان پر جو ریاستین ہیوات اور گوالیار اور نروار پنا اور اور چھپا اور چندیری وغیرہ کی بندیل کھنڈ مین موجود تہین - اونپر بابر اور شیر شاہ نے بار بار حملے کئے اور اکبر کی تخت نشینی کے وقت وہ سب باج گزار دہلی کے تخت کی تہین - اور اکثر اونمین رجپوتون کے خاندان راج کرتے تہے +

اور ریاستین غیر تابع اہل اسلام

علاوہ انکے کوہ ہمالہ کے اندر تمام ریاستین کشمیر سے لیکر بنگالہ تک اپنے اپنے راجاؤن کے ماتحت خود مختار تہین - تمام ہندوستان مین بہت سی وحشی اور جنگلی اور پہاڑی قومین اہل اسلام کی مطیع نہین ہوئین - اونکو آزاد کہنا اس معنی کو ہی کہ وہ تمدن انسانی کی قیود سے آزاد تہین - کبھی کبھی اونکی غارت گری اور رہزنی سے آدمیون کو تکلیف پہنچتی تہی -

بارہوین فصل

نظام سیاست اور معاشرت اسلامیہ کا بیان ہندوستان مین

اپنی تاریخ کے اول صفحہ پر جو ہم نے پانچ طبقے تاریخ کے لکہے تہے اے طالبعلمو سب تم نے پڑہ لئی - مجھے یقین ہے کہ تم نے اون اسباب پر خوب غور کی ہوگی جسسے ایک خاندان کی سلطنت غارت ہوئی - اور دوسرے خاندان کی ریاست اوسکی جگہ قائم ہوئی - تبتک یہہ سلسلہ جاری رہا کہ جب ایک خاندان اہل اسلام کا تباہ ہوا تو دوسرا خاندان مسلمانون ہی کا اوسکا جانشین ہوا - مگر اب آئندہ یہہ سلسلہ منقطع ہوا - اور اب خاندان تیموریہ کا ایسا تسلط ہوا کہ پہر اوسکے بعد کسی مسلمان خاندان کو ہندوستان کی سلطنت کرنی نصیب نہ ہوئی - پہلے سب خاندانون کا یہہ دستور رہا کہ اونہون نے اپنی وطن مالوفہ کے

الفت سے بالکل ہاتھہ نہ اوٹھایا۔ اور اپنی ماخذ سے بالکل انقطاع نہین اختیار کیا۔ ہمیشہ اہل اسلام کی زبردست قومون سے آمد و رفت جاری رکھی۔ مگر خاندان تیمور کی حالت بالکل ایسی جدا تھی۔ اونسے کچھہ اپنے وطن سے تعلق نہ رکھا نہ کسی اور زبردست مسلمان قوم سے اتحاد اور وداد پیدا کیا۔ اوسمین جب سب سے زیادہ عمدہ بادشاہ اکبر ہوا اوسکا یہہ اصول تھا کہ ہندوستان مین سلطنت اسلام کا استحکام اور قیام اسپر موقوف ہے کہ ہندو مسلمان ایک تن من ہوجائین جہانتک ہوسکے مسلمان ہندوؤن کے ساتھہ مشابہت اور مماثلت اور موانست و سنگت پیدا کرین۔ ہر ایک مسلمان ایسا ہوجائے کہ خواہ وہ اپنا نام عبدالله بتلائے یا رام داس کہے دونون اوسکے برابر ہین۔ غرض یہہ امر مباحثہ طلب ہے کہ ہندوؤن کے ساتھہ اس مماثلت اور موانست نے ہی اہل اسلام کا ستیاناس ملایا۔ اور آخر کو ہندوؤن کی طرح غیر قومون کا مطیع بنایا۔ یا اوسی خاندان تیمور کی سلطنت کا کام کے سو برس تک اس کروفر اور شان و شوکت کے ساتھہ چلایا کہ جسکی دنیا مین دھوم ہوئی۔ اور اوس کی سلطنت بھی دنیا کی بڑی بڑی سلطنتون مین شمار ہوئی۔ ہی خاندانکی حکومت سے ایک جدا ہی زمانہ اہل اسلام کا شروع ہوتا ہی۔ اب تک جن باتون نے اہل اسلام نے شائع کیا اور جن نئی باتون کا اونمین شیوع ہوا بیان کرتے ہین ٭

بادشاہ کے اختیارات

شریعت کے موافق اہل اسلام کا پہلا اصول یہہ تھا کہ امام اور خلیفہ کا مقرر ہونا تمام امت اور رعیت کی مرضی پر موقوف تھا۔ قرابت اور رشتہ دار ارث کو اوسمین کچھہ دخل نہ تھا۔ درحقیقت یہہ خلافت سلطنت جمہوری تھی۔ دوسرا اصول یہہ تھا کہ امام اور خلیفہ اجرا احکام اور انتظام امورات سلطنت مین آزاد اور خود مختار نہ تھا۔ اور اپنی خواہشا اور ارادون کو

بلا قید شریعت پورا کرنا کیسا ظاہر بھی نہ کرسکتا۔ اور کتاب اور سنت کا پابند تہا یہ قول جو آج تمام یورپ کی شائستہ قوموں کا ہی کہ اول خدا پہر قانون پہر بادشاہ تحقیقت اہل اسلام کا یہی دستور العمل تہا۔ دوسرا اصول حقیقت مین پہلی اصول کا نتیجہ تہا۔ بلکہ وہ دونون لازم ملزوم تہے۔ مگر افسوس ہے کہ ان اصولون کے خلاف ہندوستان مین خلیفہ یعنے بادشاہ اپنی مرضی کے مطابق بغیر پابندی قوانین شریعت کی اپنی خواہشات پورا کرنے لگا۔ بادشاہ بالکل مطلق العنان ہوگیا۔ رعایا کی جان مال پر آزادی کا مختار تہا۔ تمام ملک کی زمین کا وہ مالک تہا۔ محصول و خراج کے گہٹانے اور بڑہانے اور مقرر اور موقوف کرنے کا اوسکو اختیار تہا۔ سپاہ کو جسقدر چاہے بڑہالے جنگی اور ملکی کاموں کے ملازمون کو جسے چاہے موقوف کرے جسے چاہے نوکر رکہے۔ ایک ادنی سے ادنے آدمی کو وہ چاہے آسمان چڑہادی۔ اور اعلے سے اعلے درجہ کے آدمی کو خاک مین ملادے۔ جسکو چاہے رعایا مین سے سخت سے سخت سزا دیدے۔ قید کردے جرمانہ کردے۔ ہاتہہ پاؤن کاٹ ڈالے ناک کان اڑادے۔ دار پر چڑہادے۔ اپنے غصے مین یا کسی جرم کے شبہ مین جوجی مین آئی کر بیٹہے۔

اگرچہ بادشاہ کو یہہ اختیارات حاصل تہے۔ مگر ان اختیارات کے موافق عمل کرنے مین بہت سے موانع بہی تہے۔ اول یہہ کہ مسلمان تہوڑے اور ہندو بہت تہے۔ اور ہندؤن مین بعضی قومین بڑی شجاع اور لڑنے والی بہی تہین۔ جب کوئی کام اونکی مرضی کے خلاف ہوتا تو وہ تلوار لیکر سامنے کہڑی ہوتین۔ دوم مسلمان بادشاہون کے ہان کوئی قاعدہ جانشینی کے واسطے مقرر نہ تہا۔ اسلئے بادشاہ کے مرنے پر لڑائی جہگڑا ایسا رہتا تہا کہ بادشاہون کو اپنے اختیارات پر پورا عمل کرنے کا موقع نہ ملتا تہا

اور اگر وہ کسی کام مین اپنی مرضی کو کام مین لاتے تو بغاوتین برپا ہوجاتین - غرض بادشاہ کے ارادون کی روک تہام ان باتون سے ہوتی تہی - اگر بادشاہ اپنے ارادہ پر اصرار کرتا تہا تو یہہ موانع ایسے پیش آتے تہے کہ اوسکو بڑی مشکل مین ڈالتے تہے - کیا خدا کی قدرت ہے کہ وہ قوم جسکے ہان شریعت کے موافق رعایا ایسی آزاد ہو کہ سوا شریعت کے احکام کے اوسکو کسی قسم کی بادشاہ کی طرف سے پابندی نہ ہو اور بادشاہ کو کسی پر کچہہ اختیار سوائے اسکے جو قانون شریعت سے جائز تہا حاصل نہو - بلکہ ذاتی معاملات مین بادشاہ مدعی اور مدعا علیہ ہوسکتا تہا - اوس قوم مین بادشاہ ایسا شترِ بے مہار ہوجاے - کہ جو جی مین آئے وہ کرے - اور جو کام وہ نکر سکے تو اس سبب سے نہین کہ شریعت اوسکی مانع ہو بلکہ اوسکے موانع اور ہون +

مشیرون اور وزیرونکا بیان

مسلمانون پر مذہبًا واجب تہا کہ جو مہم پیش آئے اوسمین صلاح اور مشورہ کرین - اور پہر جب عزم مصمم ہوجائے تو خدا پر بہروسہ کرکے اوسکو شروع کرین - مہذب قومون مین جسکو آج کل کونسل کہتے ہین اوسکو مسلمانون کے ہان مجلس شوریٰ کہتے ہین ہندوستان کے بادشاہون کے ہان بہی مجلس شوریٰ کا رواج بالکل تو نہین اوٹہہ گیا - مگر اوسمین خلل یون پڑا کہ مجلس شوریٰ آزادی رعایا کا نتیجہ تہا - مگر اب یہہ آزادی کہان تہی - جو مجلس شوریٰ کا کوئی نتیجہ پیدا ہوتا - ایک نام کی مجلس کہلاتی تہی - اوس مین خاص وزیر اور امیر ہوتے تہے عوام الناس کی طرف سے وکیل غیر مقرر نہ ہوتے تہے - ایک وزیر اعظم ہوتا تہا - اوسکا کام کاج اوسکی حسن لیاقت پر موقوف ہوتا تہا - کبہی ان وزیرون کے اختیارات ایسے بڑہ جاتے تہے کہ حقیقت مین وہی بادشاہ تہا نہ

اختیارات عمل مین لاتے تہے اور بادشاہ یون ہی وبرار رہتا تہا۔ ان وزیرون کی کہیا جدا جدا ہوتی تہین۔ مگر اونکی خدمات ٹہیک ٹہیک مقرر نہ تہی۔ کبہی بادشاہ اونکا خود کام کرنے لگتا تہا۔ اونکے درباردن مین کثرت سی مستغیث آتے اور اونکی عرضیان خود بادشاہ پڑہتا اور تحقیقات حال کرتا تہا۔ اگرچہ اسمین بادشاہ کا وقت ضائع جاتا اور اوسکو محنت پڑتی۔ مگر بڑا فائدہ یہہ تہا کہ اوسکے انصاف اور عدالت کی دور دور شہرت ہوتی تہی۔ اور خود اوسکو بہی اپنی رعایا کا حال طرح طرح کا معلوم ہوتا رہتا تہا۔

صوبون کا بیان

تمام ملک صوبون مین منقسم تہا۔ اور ہر صوبہ مین ایک حاکم مقرر ہوتا تہا۔ اور وہ اپنے پورے اختیارات سی اپنے صوبہ پر حکمرانی کرتا۔ اگرچہ اوسکے ماتحت عامل بادشاہ کی طرف سی مقرر ہوتے۔ مگر وہ حکام صوبہ کے ماتحت رہتے۔ بعضون ان حکام مین سے محصول دیتے۔ بعض بادشاہ کی ضرورت کے وقت سپاہ سے امداد کرتے۔

فوج کا بیان

کچہہ فوج ایسی بہی بادشاہونکے ہان ہوتی تہی کہ اوسکو گہوڑے اور وردی اور ساز وسامان بادشاہ کے ہان سے ملتی۔ نہین ساری فوج ایسی تہی کہ وہ گہوڑے اور ہتیار اپنے گہر سے لاتے۔ دلی کے بادشاہون کے ہان قاعدہ راجپوتون کا سا جاگیر دینی کا نہ تہا۔ علاء الدین خلجی کی یہہ رائے تہی کہ جاگیرون کے دینی سے سردارون سے بغاوت کا اندیشہ ہے۔ فیروز شاہ تغلق نے پہلے پہل مسلمان بادشاہون مین سے جاگیرین مقرر کین۔ سپاہ جا بجا منقسم رہتی۔ ضرورت کے وقت کسی حاکم کے پاس جمع ہو جاتی۔ کبہی کبہی حاجت کے وقت فراہمی فوج کا حکم صوبہ کے حکام کے نام صادر ہوتا۔ صوبہ دار

اپنے علاقہ کے زمیندارون سے مدد لیتا۔ اور دولت مند صوبہ دار ایسے موقعون پر سپاہ کو اپنے روپئے سے بہرتی بھی کرلیا کرتے۔

قوانین اور عدالت

ابتدا حکومت مین مسلمانون کا یہہ حال تہا کہ حکومت قانون شریعت پر منحصر تہی۔ اور قانون حکومت کا تابع نہ تہا بلکہ خود حکومت شریعت کی تابع تہے۔ اور خلیفہ یا امام سارے معاملات کو قرآن شریف اور حدیث کے موافق فیصلہ کیا کرتے تہے۔ تہوڑے دنون بعد کامل عالمون اور فاضل مجتہدون نے علم فقہ اور اصول فقہہ تدوین کیا۔ اب اس علم کے حاصل کرنے کیواسطے اور اوسکو عمل مین لانیکے لئے مفتیون اور قاضیون کا گروہ پیدا ہوا۔ اور ایک عدالت اونکے مقرر ہوئی۔ صرف شریعت اوسکا قانون تہا۔ اوسکے موافق فیصال مقدمات کرتے تہے۔ جو کتابین اونکے فتوون سے مرتب ہوئی ہین۔ گویا وہی مسلمانون کی عدالت کے نظایر اور فیصلجات کی کتابین ہین۔ اوسے اونکی عدالت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ سوا اسکے بادشاہی کارکنون کی بہی ایک عدالت تہی نکاح اور وراثت اور حقیت اور ملکیت سے جو معاملات تعلق رکہتے تہے اون سب کے قاضی فیصلہ کیا کرتے سوا اسکے جو معاملات ایسے ہوتے تہے کہ اونسے کچہہ سلطنت اور رعایا کو مضرت نہ پہونچتی تہی اونمین بہی وہ مداخلت کرتے تہے۔ کارکنان بادشاہی کے اختیارات ایسے ضبط سے نہین بیان کئے گئے ہین جیسے کہ قاضیون کے اختیارات بالتفصیل بیان ہوے ہین۔ مگر وہ ایسے مقدمات دیوانی جنمین بادشاہی ملازم مدعی اور مدعا علیہ ہون فیصل کرتے تہے۔ اور اون مقدمون کے بہی جنمین فریقین مقدمہ قاضی کے قابو سے باہر ہوتے تہے۔ ہندؤن کے معاملات بہی جنکا فیصلہ شرع کے موافق ہوسکتا تہا و

فیصل کرتے ہونگے۔ فوجداری کے مقدمات مثل چوری راہزنی بغاوت خون اور سازش وغیرہ کے مقدمات کا فیصلہ بھی وہی کرتے تھے۔ مال کے مقدمات حکام مال کے ثالثی سے فیصل ہوتے تھے سوا اسکے اور کام بھی یہہ کارکن کرتے تھے۔ جو مقدمات شریعت سے متعلق ہوتے وہ قاضیون کے سپرد کردیتے تھے۔ نہین بسری طور پر وہ خود فیصل کرتے تھے۔ اور وہ مقدمات بھی قاضیون کے سپرد کرتے جنکے فیصل کرنے مین اونکو خود کوئی منفعت اور مسرت نہ تھی۔ ان قاضیون کے اختیارات کا حال مختلف سلطنتون مین مختلف رہا۔ کبھی وہ ایسے بااختیار ہوجاتے کہ بادشاہ کے فرمان پر بھی اونکی مہر اور مضا ہوتا۔ کبھی وہ ایسے بے اختیار ہوکر ذلیل ہوجاتے جیسے آجکل نظر آتے ہین کہ سوا اسکے نکاح پڑھا دین۔ اور بعض کاغذات پر مہر کردین اور کچھہ نہین +

مساجد و معابد مولوی فقیر

بادشاہون اور رعایا دونون کو مسجدین بنانے کا بڑا شوق رہا۔ اکثر ان مساجد کی شکست ریخت اور مرمت کے لئے اور موذن امام ملا واعظ کے واسطے وقف مقرر کردیتے تھے۔ بادشاہ کی طرف سے ایک عہدہ صدارت کا تھا جو اس منصب پر مقرر ہو کر نگرانی اس امر کی کرتا کہ وقف جن کامون کے واسطے مقرر کئے گئے ہین وہ اونسے پوری بھی ہوتے ہین یا نہین۔ اور ان عہدہ دارون پر ایک صدر الصدور ہوتا تھا۔ وہ سب صدر کے معاملات کو دیکھتا رہتا تھا۔ اہل اسلام کے ہان کوئی گروہ ایسا دین دارون کا مقرر نہ تھا کہ وہ دنیا دارون پر حکومت اور اختیار رکھتا۔ بلکہ جسکا دل چاہتا وہ حدیث تفسیر فقہ اصول فقہ منطق فلسفہ علم ادب سیکھکر مولوی ہوجاتا۔ اوسکے سر پر دستار فضیلت باندھی جاتی۔ اور اونہین مین سے کوئی موذن کوئی واعظ کوئی مفتی کوئی قاضی کوئی امام مسجد کوئی مدرس مدرسہ مقرر کیا جاتا

ابتدا مین اہل اسلام کے ہان وہی ولی اللہ گنے جاتے تہے جو خدا کی راہ مین اپنا خون بہاتے تہے سوا اونکے کسی کو اولیاء اللہ نہ کہتے تہے۔ مگر بعد ازان جو عبادت مین ریاضت شاقہ اوٹہاتے تہے اونکو بہی ولی اللہ جیتی جی کہنے لگے۔ اس گروہ مین بعض اولیاء کبار ایسے ہوتے تہے کہ اونکے نفوس قدسیہ سے فیض اہل اسلام کو بہت ہوتا تہا۔ اونمین کوئی بات مکر اور فریب کی نہ پائی جاتی تہی۔ مگر قاعدہ ہی کہ اچہی بات کی بگاڑنے والی بہی پیدا ہوجاتے ہین۔ سچے سکون کی جگہ جہوٹے سکے بنانیوالے بہی ضرور ہوتے ہین۔ پہر بہت سی فقیر ایسے پیدا ہوئے کہ اونہون نے دام تذویر مین مسلمانون کو پہنسانا شروع کیا۔ اور اپنے اپنے لباس اور بانی مقرر کئے۔ اور اپنے مریدون کا خاص ایک فرقہ بنایا۔ مگر ایسے فقیرون کی دوکان تہوڑے ہی دنون چلتی رہے۔ آخر کار اصل حقیقت کہل گئی۔ اور اونکے مریدون کا اعتقاد سست ہوگیا۔ اگر تاریخ کو دیکہئے تو سیکڑون فرقے فقیرون کے ہوئے ہین۔ مگر تہوڑے دنون مین اونکا نام ونشان مٹ گیا۔

بعض فقر اگدائی مین بادشاہی کرتے تہے۔ اونکے در دولت کا بادشاہ غلام ہوتا تہا۔ ظاہر مین وہ مفلس و نادار ہوتے تہے مگر باطن مین فارغ البال اور مالدار ہوتے تہے۔ بعض واقعات تاریخون مین ایسے لکہے ہین کہ جنسے ظاہر ہوتا ہے کہ ان فقیرونکی اختیارات پر بادشاہون اور امیرون اور وزیرون کو رشک اور حسد پیدا ہوا۔ اور اونسے پرخاش شروع ہوئی ساتوین آٹہوین صدی سے ان فقرا کی تعظیم وتکریم شروع ہوئی۔ بہت سے ولی اللہ ایسے گذرے ہین کہ اونکے اوس زمانہ مین بہی اعزاز اور اکرام بادشاہون سے کچہہ کم نہ تہا۔ اور آج کے دن تک اونکی عظمت دلون پر اثر کر رہی ہے۔ اونکے قبرون کی زیارت ہوتی ہے۔ اونکے نامون کی قسمین کہائی جاتی ہین۔ مگر ایسے ولی اللہ تہوڑے ہی ہین

مگر بہت سی ایسے گذرے ہین کہ اونکے زمانہ مین تو اونکی توقیر ہوئی مگر بعد مرگ اونکو کسی نے نہین پوچھا۔ بہت سی باتین مسلمان اپنے خلاف مذہب ماننے لگے تھے۔ اسکا سبب یہہ ہے کہ حکماء عقلاء اسلامیہ نے جب دیکھا کہ اور قومون مین بعض حکمتین اور باتین ایسی ہین کہ وہ ضرور جاہل مسلمانون کو اپنی طرف غیب لائینگی۔ اسلئے اونہون نے اون باتون کو اور سرایہ مین اپنے اہان مقرر کیا۔ مثلاً اونہون نے دیکھا کہ جوگیون کے بعض کمال اور ہندؤن کی پیشین گوئی اور ابلہ فریبان مسلمانون کو اونکا معتقد بنائینگی۔ اسلئے ایسی باتین اپنے ہان بہی اچھی صورت مین رواج دین۔ تعویذ گنڈے، نقش فال نامے تعبیر نامے مقرر کئے مگر انجام کا ہندؤنکی اعتقاد جو مسلمانونمین شائع ہوئی۔ اہل اسلام جوگیون کے معتقد ہوگئے اونکے کشف وکرامات کی ایسی ہی دل سے عقیدت رکھتے تہے جیسے کہ کسی ولی اللہ کے خرق عادات کی قائل ہوتے تہے۔ سحر اور نجوم کے خبط مین مبتلا ہوئے۔ مذہبًا ان دونون چیزون پر عقیدہ رکہنے کی سخت ممانعت تہی۔ مگر ان دونون باتون کے اعتقاد مین مسلمان ہندؤن سے بہی سبقت لیگئے۔ برے بہلے کے لئے پنڈتون سے مہورت دکہلانے لگے۔ جنم پتری اولاد کے بنوانے لگے۔ فالون پر کامون کا مدار ہونے لگا۔ فالنامون کا خطاب لسان الغیب ہونے لگا۔ خوابون کی تعبیرون کی تلاش ہوئی۔ اونکو اچہا برا جاننے لگے۔ شگونون کو ماننے لگے ہرچند مولوی ایسی فاسد عقیدون کے مانع ہوتے۔ مگر مسلمانون مین ایسی باتون کی بیریع الاعتقادی ایسی اثر کرگئی کہ وہ مولویون سے رفع نہ ہوسکی۔ جن قومون نے مذہب اسلام اختیار کیا تو اونکے اعتقادون کو اسلام نے بدل دیا۔ مگر جو اونکی رسم ورواج قدیمی دستور ات تہے اونمین تغیر نہ ہوسکا۔ جو ہندو یہان مسلمان ہوئے وہ بہت سی رسومات ہندون کی برتتے رہے۔ اور جب ولایتی مسلمانون کا ارتباط اونکے ساتھ ہوا۔ تو وہ بہی اونہین رسوم کے پابند ہوگئے۔

ہندوؤں کا مسلمان ہونا

یہ اصول جو خصوصیات ملت اسلام سے تھا کہ ایک ہی شخص اشاعت دین کرے اور وہی ملکوں کو بھی فتح کرے ہندوستان میں جاتا رہا۔ اہل اسلام کے ہاں کوئی جداگروہ اشاعت دین کے لئے نہ تھا۔ بلکہ وہی شخص جو دنیا کے حاصل کرنیکے لئے کوشش کرتا تھا وہی دین کو پھیلاتا تھا۔ دین و دنیا کا حاصل کرنا دونوں اوس ایک ہی شخص کی ذات میں مجتمع ہوتی تھی اہل اسلام نے یہہ طریقہ ہی اپنا یہاں نہ اختیار کیا کہ وہ ہندوؤں سے دعوت اسلام کرتے اگر وہ انکار کرتے تو جزیہ لیتے۔ اگر اسے بھی انکار کرتے تو جہاد کرتے۔ غرض اہل اسلام نے کوئی ہندو اپنی تلوار کے زور سے مسلمان نہ کیا۔ کسی بادشاہ کو یہہ شوق نہیں ہوا اسلئے ہندوستان میں اسلام ایسا شائع نہوا جیسا کہ اور مسلمانوں کے ممالک مفتوحہ میں ہوا اگر یہہ مان لیا جائے کہ جسقدر مسلمان ہندوستان میں ہیں وہ سب ہندوؤں سے ہی مسلمان ہوئے ہیں تو اس فرض محال پر بھی بیس ہندوؤں میں ایک مسلمان ہوا ہوگا اور ممالک مفتوحہ میں شاید بیس کافروں میں ایک کافر بھی نہ رہا ہوگا۔ غرض یہاں نسبت معکوس ہے۔ اسلئے یہہ کہنا کہ اسلام کی اشاعت اس ملک میں نہیں ہوئی بہت درست ہے۔ مسلمانوں میں نومسلموں کی تعداد بہت کم ہے۔ آٹھ سو برس سے مسلمان یہاں آتے جاتے ہیں اور یہیں رہتے ہیں اونکی آل اولاد کا حساب لگائیں۔ تو نومسلم مسلمانوں کی تعداد نہایت کم معلوم ہوتی ہے

محاصل کا بیان

زمین کے محصول لینے کا کوئی طریقہ جدید اہل اسلام نے نہیں نکالا۔ بلکہ جو عہد حکومت ہنود میں تھا اوسیکو بدستور قائم رکھا۔ اور وہی آجکل بھی ہے۔ شیر شاہ نے اوسمیں کچھ تغیر و تبدل کیا

اکبر نے اوسکو تکمیل کو پہونچایا - مگر اسسے یہہ مقصود نہ تہا کہ محاصل کے دستور اور آئین الٹ پلٹ ہوجائین - بلکہ مطلوب تہا کہ اونکی تکمیل ہوجائے - اس مین شک نہین کہ حکام کے نئے ہونے سے محصولون کے وصول مین تشدد ہوتا ہوگا - اور رعایا کو بہی محصول ہضم کرنے کا موقع ملتا ہوگا +

ملک اور رعایا کے حالات

اگرچہ اہل اسلام کے عہد کی تاریخین بہت ہین مگر بہت کم اونمین ایسے حالات لکہے ہین کہ جسسے ہم رعایا کی تہذیب اور اخلاق کی درستی اور مرفہ الحالی کا ٹہیک اندازہ کرسکین - کوئی کوئی مورخ کچہہ اشارہ رعایا کے حال پر کردیتا ہے - چنانچہ مولانا ضیاء الدین برنی نے اپنی تاریخ مین فیروز شاہ کا حال لکہا ہے کہ رعایا ایسی آسودہ حال تہی کہ مکانات اون پاس اچہے تہے اور اسباب نفیس اور پاکیزہ تہا - سونے چاندی کے زیورون سے عورتین لدی ہوئی تہین - ہر کسان پاس سونے کے لئے پلنگ تہا - اور باغچہ تہا - دوسری تاریخ فیروز شاہی مین بہی لکہا ہے کہ رعایا ایسی آسودہ حال تہی کہ لڑکیون کی شادیان چہوٹی عمر مین کردیتے تہے غرض کچہہ ایسے اشارے اور کنائے لکہے ہیں مگر رعایا کے اخلاق کی حالت کسی تاریخ سے نہین معلوم ہوتی ہے - اگر کوئی رجسٹر ایسا ہوتا کہ جسسے تعداد جرائم سالانہ کے معلوم ہوتی تو ضرور رعایا کے اخلاق کی ترقی اور تنزل کا حال معلوم ہوتا - جو سیاح یورپ افریقہ اور ایشیا کی آئی اونہون نے اس ملک کو سرسبز اور شاداب اور رعایا کو خوش حال بتلایا - شاید کہ یہہ سیاح رعایا کی خوش حالی کے معنی اوس زمانہ مین اچہی طرح نہین سمجہتے ہونگے اگر وہ آج کل کا زمانہ یورپ کا دیکہکر آتے تو یہان کی رعایا کو خوش حال نہ بتلاتے - قدیم زمانہ سے ایسی افتاد یہان کی رعایا کے لئے پڑی ہے کہ اونکا خوش حال ہونا مشکل ہے - عہد ہنود مین

ایک قوم شودر مقرر کی گئی۔ جسکا حال حصۂ اول مین لکھہ آئے ہین کہ وہ کس ذلت اور خواری کے درجہ پر تہی۔ وہی نصف ہنود سے زیادہ تہی وہ کس طرح خوش حال ہوسکتی تہی جب مسلمانون کی سلطنت ہوئی تو یقینی اپنی کم بخت حالت سے یہہ قوم نکلی۔ اور پہلے کی نسبت مرفہ الحال ہوئی۔ مگر پہر بہی یہان کی رعایا ہمیشہ یہہ کام رہا کہ حاکم کی تابعدار رہی اور صبح سے شام تک محنت کی جو کچھہ کہایا وہ حاکم کے حوالہ کیا۔ اگر اوسنے بہقدر دیدیا کہ سوکہی روکہی روٹی ایک وقت یا دو وقت پیٹ بہر گیا تو شکر خدا کا بہیجا۔ اب بہی یہی حال ہے۔ ایسی صورت مین مشکل ہے کہ وہ آسودہ حال ہو۔ سیاحون اور مورخون نے بندرگاہ ہوگلی بڑی تعریف لکھی ہے کہ وہان چار و نطرف سے بڑے بڑے سوداگرون کے جہاز آتے ہین۔ اور اور سباب لاتے ہین اور لیجاتے ہین تجارت کا بازار گرم رہتا ہے۔ ڈاک کا رواج محمد تغلق کے عہد سے شروع ہوا۔ گہوڑون اور پیادون کی ڈاک سبطرف چلتی تہی۔ رستون مین مسافرون کے آرام کے واسطے سٹرکین بنی ہوئی تہین۔ اونپر سرائین تہین۔ درخت لگے ہوئے تہے۔ اب اس مضمون کو بعد عہد سلطنت مغلیہ کے پہر بیان کرینگے۔ طالب علمون کو خود بہی اس مضمون پر غور کرنی چاہیے۔

ذکر بادشاہی ابوالمظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی

اکبر کی تخت نشینی اور بیرم خان کی وزارت

ہم ہمایون کی تاریخ مین لکھہ آئے ہین کہ جب سکندر سور شکست کہاکر کوہ سوالک کیطرف بہاگا۔ تو ایک سپاہ بادشاہ نے اوسکے پیچہے روانہ کی۔ بیرام خان کو اوسکا سپہ سالار بنایا اور اکبر کو اوسکا شاگرد بناکر دشمن شکاری کی مشق کے لئے ساتہہ کردیا۔ پنجاب کے

دامن کوہ مین یکایک ہمایون کے مرنے کی خبر آئی - اوسی وقت بیرام خان اکبر کو کلانور مین لے آیا - (یہہ ایک پرگنہ لاہور کے پرگنون مین سے تہا) اور جمعہ کے دن ۲ - ربیع الثانی ۹۶۳ھ ہجری مطابق ۱۵۵۶ء کو بڑی دھوم دہام سے تخت خلافت پر بٹہایا - اس وقت بادشاہ کی عمر تیرہ برس نو مہینہ کی تہی - اگرچہ اس عمر مین بہی عقل کی صفائی اور ذہن کی رسائی وہ کہتا تہا کہ کہان کسی کو اس سن مین نصیب ہوتی ہے - مگر پہر بہی بار سلطنت اوٹہانیکی تاب اوسکی نازک عقل مین نہ تہی - تمام مالی اور ملکی مہمات کا اختیار بیرام خان کے ہاتہہ رہا - اگر غور سے دیکہین تو بیرام جیسا اتالیق اور سپہ سالار اور وزیر مشیر عقیدت شعار خیر خواہ بادشاہ کو ملنا تو ہندوستان مین خاندان مغلیہ کا جمنا دشوار ہوتا - حال اس وزیر کا اوپر بیان کر آئے ہین کہ وہ کس کشاکش سے اپنے آقا ہمایون کے پاس پہنچا - اور کیا کیا کارہاے نمایان اوسکی جلاوطنی مین کئے اگر ہمایون بالکل اوسکی عقل کے تابع ہوکر چلتا - تو یہہ ہرے دن اپنے نہ دیکہتا - غرض وہ ہمایون کے زمانہ مین بہی با اقتدار تہا - اور اس بادشاہ کے عہد مین بہی وہ بادشاہ کا قبلہ گاہ تہا - خان بابا اوسکا خطاب تہا -

ہیمو بقال کے ساتہہ معاملات

ہم پہلے بیان کر آئے ہین کہ ہیمو نے ابراہیم کو شکست دی اور سلطان محمد حاکم بنگالہ پر فتح پائی اور اوسکی جان بہی لی - غرض بائیس لڑائیون مین یہہ یکتا جوانمرد بےنظیر سلطان عدلی شاہ کے مخالفون پر فتحیاب ہوا - اب آگرہ کو لیتا ہوا دلی مین آیا - مرزا تاردی بیگ نے اوسسے لڑنے کا سامان درست کیا - اور چارون طرف سے امداد بہی بہم پہنچائی - بیرم خان نے ہمراہ پیر محمد خان کو بہی اعانت کے لئے بہیجدیا تہا - مگر ہیمو نے ان سب کو ایک لڑائی مین شکست دیکر بہگا دیا - اور اپنا سکہ دلی مین جمایا - اور راجہ بکرماجیت لقب رکہا

اور ہندوستان سے مغلون کے بالکل استیصال کرنیکا ارادہ کیا جب بادشاہ کو اس ہزیمت کی
خبر جالندہر مین پہونچی - تو وہ خود دل مین غمگین ہوا - تمام امیرون کی آنکھون کے سامنے
ہمایون کا زمانہ آگیا - جب یہہ سنا کہ ہیمو کے ساتھ لاکھ فوج اور ہزار ہاتھی ہین - یہان ساری کرامات
بیس ہزار سپاہ کی ہے - تو اور جان نکل گئی - سب امیر یہہ کہنے لگے کہ ایسی حالت مین مقابلہ کرنا
اپنی جان سے ہاتھہ دھونے ہین - بہتر ہے کہ سب کابل کو پھرین - اور وہان سے دوسرے سال
مین سارا سامان درست کرکے آکر سمجھہ لین - جب اکبر نے یہہ حال دیکھا کہ سوا پنجاب کے سارا
ملک افغانون کے قبضہ مین چلا گیا - اب وہ بھی امیرون کے دل ہارنے سے ہاتھہ سے چلا - تو وہ
بڑا دلگیر ہوا - اور بیرم خان کو خان بابا کہہ کہنے لگا کہ مین نے اپنے کامون کا مدار آپ کی صلاح
اور مشورہ پر رکھا ہے - اب آپ فرمائیے کہ صلاح کیا ہے - خان بابا نے کہا کہ حضور کا سارا
دربار میری دشمنون سے بھرا پڑا ہے میری کون سنے گا - ورنہ اس معرکہ کو سنبھال لینا کیا
بڑی بات ہے - اوسپر اکبر نے ہمایون کے سر کی قسم دیکر کہا کہ تم کسی کی پرواہ نہ کرو - اور جو
دل مین آئے وہ کرو - کسی دشمن سے نہ ڈرو - ع دوست گرد دست بود ہر دو جہان دشمن باش
- یہہ سنکر بیرام نے انجمن آرا مین اس سلسلہ کی تحریک کی - سب امیرون نے بالاتفاق کہا کہ
اس اجنبی ملک مین اپنے تئین ہاتھیون کے پیرون تلے کچلوانا اور چیل کوون کو اپنا کو شت
کھلانا کیا عقل کی بات ہے - بہتر ہے کہ کابل چلو - سال آئندہ مین آکر دشمنون سے لڑ بھڑو
- اوسپر نیر ایم خان نے کہا کہ جس ملک کو دو دفعہ لاکھون جانین دیکر لیا ہو - اوسکو نامردی
سے چھوڑ کر چلا جانا ڈوب مرنیکی جگہ ہے - بادشاہ ہنوز بچہ ہے - اوسپر کون الزام رکھیگا
مگر ہم سفید بالون والون پر یہہ روسیاہی کا دھبہ کیسا لگیگا - اسوقت اکبر نے بھی زبان ہلائی -
کہ ہان ہان وہی کرنا چاہیئے جو خان بابا کہتا ہے - اب کہان جائین گے بغیر لڑے بھڑے

مرے ماری ہندوستان نہین چھوڑینگے۔ غرض اس کم عمر بادشاہ کی باتون نے عمر رسیدہ
امیرون کے دلون پر ایسی تاثیر کی کہ اونکی رگون مین خون شجاعت جوش مین آیا۔ اور
سب تلوارین بیمحابا کھڑے ہوگئے۔ اور بیرام نے کوچ کا حکم دیدیا۔ خواجہ خضر خان کو لاہور مین
حاکم مقرر کیا کہ وہ سکندر سور کے مالخ اور مزاحم رہے۔ سرہند مین ادھر کے بھاگے ہوئے
سردار بادشاہ سے ملے۔ تاردی بیگ کو بیرام خان نے مار ڈالا۔ اسکا حال مفصل پیچھے لکھینگے
غرض پانی پت کے میدان مین ہیمو سے لڑائی ہوئی جسکا حال سلطان عدلی کے تاریخ مین بڑے طمطراق سے
جسوقت ہیمو اکبر کے سامنے بندھا ہوا آیا تو بیرام نے عرض کیا کہ اس کافر کو تلوار سے قتل کیجے
تاکہ اسم مبارک کے ساتھ غازی کا لفظ مہر کے طغرا مین زیادہ کیا جائے۔ مگر اس رحم دل کم عمر
بادشاہ نے فرمایا کہ مین اس بندھے ہوئے مرد کافر کو مار کر غازی نہین بن سکتا۔ جہانگیر نے توزک
جہانگیری مین اور ابوالفضل نے اکبرنامہ مین ایک اور ہی لطیفہ لکھا ہے کہ اکبر نے اگرچہ ہیمو کی صورت
کبھی نہین دیکھی تھی۔ مگر ایک تصویر آدمی کی بنائی جسمین اوسکے بند بند جدا جدا بنائے۔
جب کسی شخص نے اوسسے پوچھا کہ یہہ کسکی تصویر ہے تو فرمایا کہ ہیمو کی۔ جب اسوقت بیرام نے
ہیمو کے قتل کرنیکے لئے کہا تو فرمایا کہ مین پہلے ہی اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کر چکا ہون۔ غرض
ہیمو کو بیرام نے یا کسی اور خدمت گار نے قتل کیا۔ سر اوسکا حصار کابل کے دروازہ اور دھڑ
دلی کے دروازہ پر لٹکایا۔ اس لڑائی مین پندرہ سو ہاتھی ہاتھ آئے اور دہلی اور آگرہ
پر قبضہ ہوگیا۔ یہہ لڑائی جمعہ کے دن ۲ محرم ۹۶۴ھ کو مطابق ۵ نومبر ۱۵۵۶ء کو واقع ہوئی
بادشاہ پانی پت سے دہلی مین آیا۔ اور ایک مہینہ رہا۔ اس فتح کی جلد ومین بہہ جاگیرین اور
خطاب امرا کو عطا ہوئے علیقلی خان سیستانی کو خان زمان خانی کا خطاب دیا اور سرکار
سنبھل کا ناظم اور حاکم مقرر کیا۔ عبداللہ خان اوزبک کو شجاعت خان کا خطاب دیا

اور سرکار کالپی کا حاکم مقرر کیا۔ سکندر خان کو خان عالم کا خطاب عطا ہوا۔ اور پیر محمد خان شروانی کو ناصر الملکی کا لقب مرحمت ہوا۔ قیا خان کو دار الخلافہ آگرہ کا انتظام سپرد ہوا۔

میواۃ پر قبضہ اور میو کی اہل و عیال کا پکڑا جانا

اسی اثنا مین خبر آئی کہ حاجی خان غلام شیر شاہ ذالور اور سارے میوات مین فساد برپا کر رکھا ہے۔ مولانا پیر محمد ناصر الملک فوج لیکر اونکی تادیب کے واسطے روانہ ہوا۔ حاجی خان اس لشکر کی ہیبت مین آکر فرار ہو گیا۔ اور سارا میوات پر بادشاہ کا قبضہ ہو گیا۔ یہان ایک قصبہ مین میو کا مال اسباب اندوختہ کیا ہوا موجود تہا۔ وہین اوسکے اہل و عیال تہے۔ باپ بہی اسی برس کا بوڑہا زندہ تہا۔ غرض اس بڈہے سے بہی لشکر بادشاہی سے ایک کارزار ہوئی۔ اوسمین وہ گرفتار ہوا۔ ناصر الملک نے اوسسے کہا کہ اب برائے میان مسلمان ہو جاؤ۔ اوسنے کہا کہ جس مذہب کی اطاعت مین میری اسی برس گذرے ہون مین اوسسے مخالفت اور نئے دین سے موافقت اس آخر وقت مین نہین کر سکتا۔ اس جواب کا جواب تلوار سے مولانا پیر محمد نے دیا۔ اوسکا سب مال اسباب و اہل و عیال بادشاہ پاس بہیجا گیا۔ حاجی خان اجمیر کو اپنا امن سمجہہ کر بہاگ گیا۔ یہان اوسنے رانا زمیندار کو شکست دیکر بڑا اقتدار حاصل کیا۔ اور اجمیر اور ناگور اوسکے مضافات پر قبضہ کیا۔ بادشاہ نے محمد قاسم خان کو اوسکی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ غرض دو آبہ تواب دشمنون سے خالی ہوا۔ میوات مطیع ہوا۔ زمینداروں کی تسلی اور تشفی کے واسطے بادشاہ نے میواتیون سے ناتہ رشتہ کرنا شروع کیا حسن خان میواتی کے چچازاد بہائی جمال خان کی دو لڑکیان تہین۔ ایک کے ساتہہ بادشاہ نے خود شادی کی اور دوسری کے ساتہہ بیرم خان کی شادی کرائی یہہ ناتہ رشتہ کرنا بہی اسوقت انتظام ملکی کے حق مین کارسیر سمجہا جاتا تہا۔

سکندر سور سے لڑائیان اور اوسکے انتظام

ہم لکھہ آئے ہین کہ سکندر سور بادشاہ سے شکست کہاکر کوہ سوالک کی طرف بہاگ گیا تہا۔ اب بادشاہ دہمری تک پہونچا تہا کہ ایک اور معرکہ مین سکندر سور کو کوہ سوالک کی طرف بہاگ کر شکر شاہی سے شکست ہوئی۔ سکندر جنگلون اور پہاڑون مین چلا گیا۔ لشکر شاہی اوسکی گرفتار اور شکار کرنے کی فکر مین چہہ مہینہ تک اوسکے پیچہے پیچہے پہرا۔ کثرت بارش سے بادشاہ جلندہر مین چلا آیا۔ اور سلطان سکندر کی گہات مین بیٹہا رہا۔ کہ سیمو کے دلی فتح کرنے کی خبر آئی۔ اب بادشاہ اوسطرف مصروف ہوا۔ ملا عبد اللہ سلطان پوری نے کہ افغانون نے اوسکو شیخ الاسلام کا خطاب دیا تہا۔ اور ہمایون نے اوسکو مخدوم الملک بنایا تہا۔ سلطان سکندر سور کو لکہہ بہیجا کہ پہاڑون سے نکلو۔ اور پنجاب کو لے لو۔ یہہ خوب موقع ہے سلطان سکندر نے پنجاب کی کوہستانی زمینداردن کو اپنے ساتہہ لے پنجاب سے روپیہ وصول کیا۔ خواجہ خضر خان نے لاہور کو محمد خان سیستانی کو سپرد کیا۔ وہ خود سکندر سے لڑنے گیا۔ دو ہزار منتخب سپاہی ساتہہ لیکر چمنارہ مین کہ لاہور سے دس کوس پر ہے سکندر کے لشکر کثیر سے جا بہڑا۔ مگر اوندہی منہ کی کہائی۔ اور بہاگ کر لاہور مین پناہ لی۔ محمد خان سیستانی کو جب عبد اللہ کی روباہ بازی معلوم ہوئی تو اوسنے اونکو شکنجہ مین دبرایا اور زمین مین آدہا گاڑکر ساری فوج کا جمع کیا کرایا۔ روپیہ وصول کیا۔ غرض بڑی تعذیب سے اوسکی جان کو جسم سے نکالا۔ جب اکبر کو یہہ خبر پہونچی تو سکندر خان خان عالم کو سیالکوٹ اور اوسکی نواح کا حاکم مقرر کرکے بہیجا۔ مگر بادشاہ پاس جتنے دار و مدار رائے سب نے یہی کہا کہ پنجاب مین ایسا معرکہ آپڑا ہے کہ جب تک ہندوستان کا لشکر جائے تو کارروائی ہو۔ اسلئے بادشاہ خود دہلی سے پنجاب کو روانہ ہوا۔ اور مہدی قاسم خان کو دہلی سپرد کی۔ یہہ واقعہ

سنہ ۱۵۵۶/۹۶۳ کا ہے۔ جب بادشاہ جلندہر مین پہونچا۔ سلطان سکندر پہاڑون کی طرف ہی
خیال سے چلا گیا کہ بادشاہی لشکر پہاڑون کو چکدون مین لاکر شکار کردن۔ مگر جب بادشاہ
کا لشکر اس دانون مین نہ آیا۔ تو قلعۂ مانکوٹ مین داخل ہوا۔ یہہ قلعہ بہت اونچے سے سلیم شاہ نے
اس نظر سے بنایا تہا کہ قوم گکر کا استیصال بالکل کرے۔ اس قلعہ کے اندر چار اور قلعے پہاڑیون
پر بنے ہوئے تہے۔ وہ دور سے ایک ہی نظر آتے تہے۔ اور دشمنون کو بڑی ہیبت ناک شکل
اپنی دکہاتی تہے۔ سکندر نے اس قلعہ کی حفاظت مین بڑی جانفشانی اور عرق ریزی کی
اکبر بہی آٹہہ مہینہ تک اوسپر حملہ کرتا رہا۔ مگر کچہہ نہ کرسکا۔ سکندر کو یہہ بڑا خیال تہا کہ سلطان
عدل ضرور مشرق سے ساز و سامان مہیا کرکے دہلی اور آگرہ پر چہاپا مارےگا۔ مگر جب اوسنے
سنا کہ سلطان عدلی حاکم بنگالہ کے ساتہہ اڑکر دنیا کے جہگڑون سے بالکل چہوٹ گیا۔
اور ہیمو بقال کا بہی یہہ حال ہوا۔ تو وہ مایوس ہوا۔ اور اس حالت یاس مین نہایت
عجز اور انکسار کے ساتہہ اکبر سے یہہ درخواست کی کہ میرا منہ نہین ہی کہ حضور کے روبرو حاضر
ہون اسلئے مجہی بنگالہ بہیجنے کی مہربانی فرمائی جاوے۔ اور میرے بیٹے کو اپنی خدمت کے لئے خادم بنائیے
۔ بادشاہ نے دونون باتین منظور کین۔ سکندر بنگالہ روانہ کیا گیا اور دو برس بعد مرگیا۔ اور
اوسکا بیٹا عبدالرحمن غازی خان سور کے ساتہہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ قلعہ
مانکوٹ کی خراب ابوالقاسم کے سپرد ہوئی۔ یہہ واقعہ ۴ سنہ جلوس سنہ ۱۵۵۷/۹۶۴ کا ہے۔
اسی عاصرہ کے زمانہ مین اکبر کی والدہ اور سب مخدرات ہمایون کابل سے بادشاہ پاس آئین
بادشاہ پنجاب چلا آیا۔ اور ساڑہے چار مہینہ لاہور مین رہا۔ سکندر سور کے ساتہہ جو زمیندار
ہمراہ ہوئے تہے اونکو سزائین دین۔ آدم خان گکہر جسنے مرزا کامران کو ہمایون کے حوالہ کیا تہا
حاضر خدمت ہوا۔ اس وحشی طبیعت نے یہہ درخواست کی کہ مین اپنے وطن ہی رہون۔

اوسکی یہہ درخواست منظور ہوئی +

بیرام خان کی ظلم و ستم

معلوم نہین کہ بیرام خان جیسے عاقل اور دانشمند فرزانہ کے دماغ مین ان اختیارات نے کیا فتور ڈالدیا کہ اوسکا مزاج ایسا ہوگیا کہ وہ اپنے سامنے کسی کو نہین دیکھہ سکتا تہا۔ جس کسیکو دیکہا کہ وہ میری ہمسری کا خیال کہتا ہے اوسیکے سر کو تن پر نہ کہا۔ اب ہم اون امیرون کا حال لکہتے ہین جنکو اوسنے مار ڈالا یا قید کیا یا کسی اور طرح ذلیل کیا +

ابو المعانی کا قید ہونا ۹۶۳ھ ۱۵۵۶ء

شاہ ابو المعانی ایک نوجوان حسین اور تیز فہم قوم کا سید ہر فن کا رہنے والا ہتامن کا بڑا لاڈلا امیر تہا ۱۵۵۱ء مین ہمایون کی خدمت مین ملازم ہوا۔ اپنی عقل اور دانش کی بہروسہ پر بیرام کی ہمسری کا خیال ہوا۔ پادشاہ بچہ سمجہا۔ گستاخیان کرنے لگا۔ پادشاہ نے بلایا تو نہ آیا۔ اور جب آیا تو سو حجتین ساتہہ لایا۔ اس گستاخی پر بیرام نے قید کرکے اوسکا کام تمام کرنا چاہا تہا کہ اکبر نے منع کیا اور کہا کہ یہہ میری سلطنت کا پہلا سال ہے اوسکو سید کی خلق سے آلودہ نہ کر۔ اسلئے اس گستاخ امیر کے پیرون مین بیڑیان ڈال کر قید خانہ مین بہیجدیا۔ پہلوان کل کوتوال کے سپرد کیا گیا۔ مگر کسی حکمت سے قید خانہ سے نکل بہاگا۔ اس بغیرت کے ماری کوتوال کو زہر کہاکر مرنا پڑا +

مرزا تاردی بیگ کا قتل ۹۶۳ھ ۱۵۵۶ء

مرزا تاردی بیگ دلی سے شکست کہاکر سرہند مین بادشاہ سے ملا۔ وہ اپنے نزدیک تو یہہ سمجہا تہا کہ بہاگنے سے جان بچ جائیگی۔ مگر اوسکو کیا معلوم تہا کہ خندق سے نکل کر کنوئے مین گرنا پڑیگا۔ وہان بیرام اوسکی جان کیواسطے عزرائیل بنے گا۔ تاردی بیگ کو بہی

بیرام کے ساتھہ دعوی ہمسری کا تہا۔ اسلئے ان دونون مین ہمیشہ سوء مزاجی رہتی تہی مگر اس شکست سے مرزا کی وقعت مین فرق آگیا تہا۔ رقیب کو موقع خوب ہاتہہ آیا۔ ساری دلی کی شکست کا الزام اوسیکی ذمہ لگایا۔ اپنے خیمہ مین اوسکو دوستانہ بلایا۔ خود کسی بہانہ سے باہر چلا گیا۔ یہان اندرا ورون نے اوسکا دم نکالا۔ اوسکے دوستون کو قید کیا۔ اب کوی لکھتا ہی کہ بیرم خان ہی اس شکست کا سبب یون ہوا تہا کہ اوسنے پیر محمد خان کو بہیجکر کام بگاڑ دیا۔ تاریخ بدایونی مین لکھا ہی کہ یہہ قتل بادشاہ کے اشارہ سے ہوا۔ فرشتہ اور اکبر نامہ مین لکھا ہے کہ اس قتل کے واسطے بیرام کو بادشاہ کی روبرو معذرت کرنی پڑی فرشتہ مین لکھا ہی کہ مغلون نے مرزا تاردی بیگ کا قتل اپنی آنکہون سے دیکہا تو وہ میدان جنگ مین ثابت قدم رہی نہین تو پہر شیر شاہ کا زمانہ مغلون کے لئے آگیا تہا۔ یہہ ایک سردار عہد بابری کا تہا۔ اور ہمایون کی ساتھہ ساری مصیبتون مین شریک تہا۔ دو چار دفعہ پہلے بادشاہ سے بے مروتی کر چکا تہا +

مصاحب بیگ کا قتل سنہ ۹۶۵ / ۱۵۵۸

مصاحب بیگ پسر خواجہ کلان بادشاہ کا عزیز مصاحب تہا۔ چند حرکات ناملائم اوسسے سرزد ہوئین اسپر بیرام خان نے پیرون مین بیڑیان ڈال کر بیت الدار سے بہیجنا چاہا۔ ناصر الملک اوسکے قتل پر مصر ہوا۔ آخر کار یہہ قرار پایا کہ کاغذ کے ٹکڑے پر ایک طرف قتل دوسری طرف نجات لکھا جائے۔ اور وہ اوچہال کر پہینکا جائے۔ جو رخ اوپر آئے وہ حکم غیب سمجہا جائے۔ اوسیکے موافق عمل کیا جائے۔ جب کاغذ پہینکا تو قتل اوپر آیا۔ اوسپر عمل ہوا۔ واہ کیا انصاف ہوا۔ ایک بے گناہ کی جان لینا لڑکون کا کہیل جیتکا چت پٹ کرنا ہوا +

خواجہ جلال الدین محمود بچوق کا قتل ۹۶۵ھ ۱۵۵۸ء

مصاحب بیگ کے بعد ان خواجہ کی موت آئی - یہہ بادشاہ قلی تہا - مزاج کا بیباک تہا - کسی کی خوشامد چاپلوسی نہین کرتا - ظرافت اور مسخرا پن عادت مین داخل تہا - اسوقت غزنین مین حاکم تہا - ہندوستان مین بیرم خان کابل مین منعم خان کسی پرانے وقت کا اوسسے انتقام لینا چاہتے تہے - غرض اس بیچارہ غریب کی اول آنکہون مین نشتر ڈبوئے پہر رگ جان پر نشتر مارا - بیرم خان نے بہی اوسکے قتل کا فتوے دیدیا +

ناصر الملک کا مقید ہونا ۹۶۶ھ ۱۵۵۹ء

بیرم خان کسی کو دیکہہ نہ سکتا تہا - مولانا پیر محمد خان ناصر الملک اسوقت مین مہمات ملکی اور مالی کا انصرام کرتا تہا - اس سبب سے مرجع خاص و عام بن رہا تہا - بیرام اسکو دیکہہ دیکہہ کر دل ہی دل مین جلتا تہا - اتفاق سے ناصر الملک بیمار ہوا - وہ اوسکی عیادت کو گیا - دربان نے دروازہ پر روک کر عرض کیا کہ حضور کی اطلاع کرا دون - یہہ امر نہایت ناگوار خاطر ہوا - ناصر الملک کو جب خبر ہوئی تو وہ باہر آیا - اور ہزار عذر کئے اور اندر لیگیا - مگر بیرم کے دل مین جو گلجہڑی پڑی وہ نہ سلجہی - اور اوس غریب کے درپے ہوا - ایکدن ناصر الملک پاس پیغام بہیجا کہ تم کو وہ اپنا وقت یاد ہوگا کہ قندہار مین فقیرانہ لباس مین طالب علمی کرنے آئے تہے - آج یہہ سب امارت میرے سبب سے حاصل ہوئی - مگر تم اپنی تنگ ظرفی کے سبب سے اوسکے متحمل نہ ہوئے - معلوم نہین اس نشہ کی بدمستی مین کیا کیا مفاسد تم پیدا کرو - اسلئے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ تم پہر اپنی اصلی حالت پر عود کرو - اور اپنی فقیری گدڑون مین بسر کرو - اور یہہ سب علم نقارہ وغیرہ میرے حوالہ کرو - اس آزاد مرد نے کچہہ پرواہ نہ کی - اور ہنسی خوشی تمام توزک امارت واپس بہیجدیا - پہر قلعہ بانہ مین قید

اوسکو بھیج دیا۔ یہان بھی اوسنے بیت اللہ جانی کی اجازت حاصل کی۔ اور وہ گجرات کیطرف چلا۔ کہ راہ مین مرزا حسین اشرف اور ادہم خان کا خط پہونچا کہ آگے نہ جاؤ۔ وہ جہاین مین ٹہر گیا۔ جب بیرم خان کو اسکی خبر ہوئی۔ تو اوسپر فوج دوڑائی ایک معرکہ ہوا۔ اسکو ناصر الملک کہین بہاگ گیا۔ بیرم خان نے یہہ خود اپنے پیر مین کلہاڑی ماری کہ ایسی محب بے ریا کو اپنے سے جدا کیا۔ اب اوس نے وکالت کا منصب حاجی محمد خان سیستانی کو عنایت کیا +

بیرم خان کی بدسلوکی شیخ محمد غوث کے ساتھہ ۱۵۵۹ء

یہہ شیخ بھی مشایخ ہند مین بہت مشہور تہے۔ اونکے بڑے بہائی شیخ بہول ساری عمر ہمایون کی رفاقت مین رہے۔ اب وہ شیر شاہ کی زمانہ مین افغانون کے خوف سے گجرات مین چلے گئے تہے۔ وہان بارہ برس تک بنس پتی کہاکر صحرا اور جنگل مین بسر کی اب اکبر کی سلطنت جب ہوئی تو وہ پہر گجرات سے آگرہ مین آئے۔ بادشاہ بہی اونکی زیارت کے واسطے گیا۔ شیخ نے اپنی سادہ لوحی سے بادشاہ سے پوچہا کہ تم نے بیعت کسی سے کی ہے یا نہین۔ اوسنے جواب دیا نہین۔ اسپر شیخ نے ہاتہہ پہیلا کر بادشاہ کے ہاتہون کو پکڑ کر یہہ کہا کہ بیا دست شما۔ اگر فتیم۔ اس دراز دستی پر اکبر نے اپنے یار دن کے جلسے مین بڑے قہقہے اڑائے۔ اس شیخ کی شیخ گدائی کنبوہ سے عداوت چلی آتی تہے۔ افسوس ہے کہ تاریخ کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مشایخ مین بہی بارہا دو کاندارون اور بہٹیارون کی طرح لڑائیان ہوئین۔ شیخ گدائی کنبوہ بیرم خان کا نفس ناطقہ بن رہا تہا۔ اوسنے اوسکو ایسا بہکا دیا کہ شیخ کی تعظیم و تکریم درکنار اونہین مسخرا بنانا شروع کیا۔ ان گستاخیون کا اونکو تحمل نہ ہوا۔

وہ گوالیار چلے گئے۔ وہان ایک کروڑ ٹنکہ اونکی تنخواہ مقرر ہوگئی۔ اور وہین پر انتقال فرمایا +

بادشاہ اور بیرام خان کے درمیان ہاتہیون کے سبب سے بے لطفی

اکبر ان امرا کے قتل ہونے کو اور مقید ہونے کو صبر سے دیکہتا تہا۔ اور بیرم خان کی طرف سے دل اوسکا ہٹتا جاتا تہا۔ سوا اسکے بادشاہ کو ہاتہیون سے بڑا شوق تہا۔ اور اونہین کا معاملہ تین دفعہ اسطرح واقع ہوا کہ اور بے لطفی اونمین زیادہ ہوئی۔ ایک دفعہ مانکوٹ کی محاصرہ کے دنون مین بیرم خان کا مزاج علیل تہا۔ کئی ایک پہوڑے بدن پر نکل رہے تہے۔ بادشاہ ہاتہیون کی کشتی سے دل بہلا رہا تہا۔ دو ہاتہی لڑتے لڑتے بیرم خان کے خیمہ کے پاس چلے گئے۔ ایک خلق کا ازدحام غل غپاڑہ کرتا ہوا اونکے پیچہے گیا۔ کئی ایک خیمہ اوسکی ہل چل مین اکہڑ پکہڑ گئے۔ بیرم خان کو اوسسے بڑا توحش ہوا۔ اور یہہ وہم پیدا ہوا کہ بادشاہ کے اشارہ سے یہہ کام اوسکی جانستانی کے لئے ہوا ہے۔ اوسکے مصاحبون نے بھی تائید کی۔ غرض وہ غصہ درہم برہم ہوا۔ فیلبان کو قتل کا حکم دیا۔ بادشاہ سخت چین بجبین رہا۔ اور ہاتہیون کو جو بادشاہ کے شوق کی چیز تہی جدا کرنا اور خواہ مخواہ امیرون مین تقسیم کرنا شروع کیا جسسے اوس کا دل آزردہ ہوا۔ ایک دفعہ ایک بادشاہ کا ہاتہی بدمست ہوکر فیلبان کے بس کا نہ رہا۔ بیرم خان کے ہاتہی کو جا مارا۔ اسپر بیرم خان نے خفا ہوکر اس فیلبان کو مار ڈالا۔ ایک اور دن کا ذکر ہے کہ بیرم خان کشتی مین بیٹہا ہوا چلا جاتا تہا کہ ایک ہاتہی بدمست ہوکر اوسکی طرف لپکا۔ فیلبان نے اپنی بڑی اوستادی سے اوسکو روکا اور اوتلا لے آیا۔

جب پادشاہ نے یہہ سنا تو فیلبان کو بلا بھیجا۔ مگر اوسنے کچھہ رحم نہ کیا۔ اوسکو بھی مار ڈالا۔ اسسے پادشاہ بڑا آزردہ خاطر ہوا +

پادشاہ اور بیرم خان کی باہم ناراضی کا علانیہ اظہار اور پادشاہ کی خود مختاری کا اشتہار

سنہ ۵ جلوس سنہ ۹۶۷ / ۱۵۶۰

بیرم خان کی مردانگی اور فرزانگی مین کسکو کلام ہے پادشاہ کے ساتھہ جو عقیدت اور اخلاص تہا اوسمین کون شبہ کر سکتا ہے۔ مگر اب زمانہ جو اوسکے ادبار کا آیا تو ایسی تہا حرکات اوس سے سرزد ہونے لگین کہ پادشاہ بہی اوسکی تند مزاجی سے اور خود مختاری سے عاجز ہو گیا۔ اور امرا بہی اوسکی کرمی حکومت کی متحمل نہ ہوئے۔ ادہر بیرم خان اور اوسکے مصاحب ولی بیگ اور شیخ گدائی کنبوہ پادشاہ کے مخالف ہو گئے۔ ادہر پادشاہ اور بعض اوسکے مصاحب بیرم خان کی گرفت کی تدبیرین سوچنے لگے۔ اب سب مین زیادہ پادشاہ کو سمجھانے والی ماہم انکہ تہی۔ یہہ عورت بہی عقل اور تدبیر اور پادشاہ کی ساتھہ محبت مین یکتا تہی۔ اوسکی سمجھہ کو دیکھنا چاہیے کہ وہ بیرم خان کی قائم مقام ہو کر امورات سلطنت کا انتظام کرنے لگی۔ غرض گہر مین وہ تہی۔ اور باہر اوسکا بیٹا ادہم خان اور اوسکا رشتہ دار شہاب الدین محمد تہا۔ ان سب نے ملکر اندر اور باہر پادشاہ کو وہ نشیب و فراز سمجھائی کہ جسسے پادشاہ کا دل بیرم خان سے بالکل پہر گیا۔ پادشاہ آگرہ سے شکار کے واسطے جمنا پار اوترا۔ کوئل تک آیا۔ پہر خورجہ ہو کر سکندرہ پہونچا۔ بیرام خان ساتھہ نہ تہا وہ آگرہ مین تہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس شکار مین پادشاہ کو بیرم خان سے

جدا کرنے کا پہلے ہی سے منصوبہ تہا کیونکہ مرزا ابو القاسم مرزا کامران کے بیٹے کو ہمراہ لیا تہا
اس شہزادہ پر مفسدون کی نظر ہمیشہ پادشاہ بنانے کے لئے پڑتی تہی - غرض یہہ کام بڑی
عقل کا تہا - اب ماہم انکہ نے ارادہ کیا کہ پادشاہ کو دہلی لے چلون - وہان پادشاہ کی
والدہ حضرت مریم مکانی بہی ہین - اور شہاب الدین احمد وہان کا حاکم اوسکا رشتہ دار ہے
- وہان جو صلاح اور مشورہ باہم ہوا وسپر عمل ہو - غرض یہہ سوچ سمجہہ اوسنے پادشاہ
سے عرض کیا کہ حضور کی والدہ کی طبیعت دہلی مین علیل ہے - اور آپ کی دیدار کے لئے
بیتاب ہین - یہہ سنکر پادشاہ کو تاب نہ رہی - وہ فورًا دہلی چلا گیا - اب ماہم انکہ اور
شہاب الدین احمد ایک سے دو ہوئے - دونون نے بیرم خان کی طرف سے پادشاہ کے
کان بہرنے شروع کئے - باہم انکہ پادشاہ کو سمجہاتی تہین کہ پادشاہ پادشاہ نہین ہے
- اختیار سارا بیرام خان کے ہاتہہ مین ہے - کوئی پادشاہ بغیر اختیار کے نہین ہوسکتا ہے
کیا غضب ہے کہ پادشاہ بہی اوسکے اختیار مین ہے - ایک دفعہ پادشاہ سے کہنے لگی کہ بیرم خان
ہم کو زندہ کیون چہوڑے گا - جسوقت اوسکو یہہ معلوم ہوگیا کہ ہم حضور کو دہلی مین
لے گئے - وہ مصاحب خان کی طرح پیسے پر رکہہ کر بوٹیان اوڑائیگا - پہر پادشاہ
بہی اوسکا کچہہ نہ کرسکے گا - اسلئے بہتر ہے کہ حضور مجھے حج کو جانے دین - یہان حضور کی
بہت خدمت کرچکی ہون - اب وہان خدا کے گہر مین حضور کو دعا دونگی - پادشاہ بہلا
اس اپنی پیاری انا کو جدائی کو کب گوارا کرسکتا تہا - مگر خان بابا کے حقوق کو بہی یک لخت
دل سے نہین مٹا سکتا تہا - اور اوسکو معزول نہین کرسکتا تہا - اسلئے اوسنے بیرم خان کو
اس مضمون کا خط لکہا کہ مین دہلی مین اپنے ارادہ سے جناب مریم مکانی کی عیادت کے
لئے آیا ہون اسمین شہاب الدین احمد اور ادہم خان اور ماہم انکہ کا کچہہ دخل نہین ہے

اونکو تمہاری طرف سی اندیشہ ہی ایک ستمالت کا خط اونکو لکہہ بہیجو کہ خاطر اونکی مطمئن ہو۔ اس خط کو بہیجا تہا کہ دشمنون کی بن آئی۔ سیکڑون جہوٹی سچی خبرین ادہر اودہر اوڑادین۔ جب بیرم خان پاس یہہ خط پہنچا تو وہ بڑا سٹ پٹایا۔ اور اپنے دو دوستونکے ہاتہہ یہہ عرضداشت بہیجی کہ بادشاہ کی دلی نیک خواہون کی طرف سی کبہی اس خیرخواہ کے دل مین بدی نہین گذرتی۔ مگر اوسکا کام ہاتہہ سی جاچکا تہا۔ بادشاہ نے اس عرضداشت پر کان نہ لگایا۔ اور لانے والون کو قیدخانہ مین بہجوایا۔ اور مارچ ۱۵۶۰ء مطابق ۲۸ جمادی الثانی سنہ ۹۶۷ ہجری کو یہہ اشتہار جاری کیا کہ اب عنان حکومت مین نے خود ہاتہہ مین لی ہے اور اب کوئی شخص اون حکمون کی تعمیل نہ کرے جو میرے حکم اور اجازت سی جاری ہون جسے ہماری اطاعت منظور ہو درگاہ والا مین حاضر ہو۔ غرض جسوقت یہہ فرمان جاری ہوئے تمام امیر اور منصبدار بیرام خان کو چہوڑ چہوڑ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونے لگے۔ اور بادشاہ کی بہلائی کو تو کیا برائی کو بہی بیرام خان کی بہلائی سے اچہا جاننے لگے۔ اوسکی سخت گیری اور اوسکی ناخداترسی کے آگے بادشاہ کی برائی کی کچہہ اصل نہ سمجہتے تہے۔ اب جب بادشاہ کی ناراضگی کے یہہ آثار ظاہر ہوئے تو کوئی پایہ کا آدمی بیرم خان کا طرفدار نہ رہا تو اوسکی آنکہین کہلین اور خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اب اس تدبیر مین لگا کہ گئی ہوئی عزت کو پہر حاصل کرے۔ سب سی زیادہ عمدہ تدبیر اوسکو یہہ سوجہی کہ بادشاہ پاس چلے۔ اور اوسکے قدمون مین گرے اور روئے پیٹے۔ اسلئے بادشاہ سی درخواست حاضر ہونے کی کی۔ مخالفون نے یہہ منصوبہ سوچا کہ اگر وہ دلی مین آئے تو بادشاہ کو لاہور لے چلئے۔ اور لاہور مین آئے تو کابل کو چلدیجے۔ اسکی کچہہ ضرورت نہ پڑی۔ بادشاہ نے خود ہی بیرم کو

لکھہ بھیجا کہ مین تمہاری صورت نہین دیکھنی چاہتا۔ جب یہہ تدبیر بھی نہ چلی تو کچھہ اور فکر ہوئی۔ گو بلند نہش صلاح کار اوسکو بُری صلاحین بتلاتے تہے۔ مگر اوسنے کبھی یہہ ارادہ نہین کیا کہ اپنے آقا کے فرزند پر تلوار اوٹھائے۔ کبھی یہہ سوچتا تہا کہ مالوہ ہنوز بہادر خان نے نہین فتح کیا ہے۔ وہان چلکر اوسکو تسخیر کیجئے اور آرام سے بسر کیجئے۔ مگر کہین سے اوسکو تائید ایسی نہ ملی کہ کوئی منصوبہ ٹہیک بیٹہتا۔ مدت سے ارادہ حج کا تہا۔ غرض اس نیت سے وہ ناگور کی طرف چلا۔ کہ وہان سے گجرات ہوتا ہوا مکہ معظمہ کو جائے۔ جب بیانہ مین پہونچا تو ابو المعانی اور محمد امین دیوانہ کو چھوڑ دیا اگرچہ ظاہر مین اونسے یہہ کہا کہ بادشاہ پاس جاؤ۔ مگر دل مین ضرور یہہ خیال ہوگا کہ ایسے فتنہ پرداز اور شورانگیزون کے چھوڑنے سے ملک مین فساد برپا ہوگا جب یہہ ناگور کی طرف روانگی کی خبر دلی مین پہونچی۔ تو باہم انکہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ بیرام پنجاب کو فتح کرنیکے لئے روانہ ہوا۔ اکبر نے اپنے اوستاد عبد اللطیف کے ہاتہہ یہہ پیغام کہلا بہیجا کہ اے میرے خان بابا تیرے حقوق خدمت اور حقائق عقیدت سب میرے دل پر نقش ہین۔ مین لڑکا تہا اس سبب سے سارے مہمات ملکی کا اہتمام اور انتظام تمہارے سپرد تہا۔ جو اب تک تم نے چاہا کیا۔ مین نے اوسمین کچھہ دخل نہ دیا۔ اپنی سیر و شکار مین مصروف رہا۔ اب میرا ارادہ ہے کہ خود جہانبانی اور معدلت گستری کرون۔ اب تم جیسے خیر خواہ خردمند کو چاہئے کہ دنیا سے دل اوٹہاکر سیدہے بیت اللہ کو چلے جائے۔ یہہ تمنا تمہاری مدت سے ہے۔ ہندوستان کے پرگنون مین جہان چاہئے اور جسقدر چاہئے جاگیر لیلیجے۔ اور اوسکے محاصل کو اگہوا کر فصل فصل سال سال اپنے پاس منگا لیجے۔ جب یہہ پیغام مغرولی میر عبد اللطیف نے بیرم خان سے کہا

تو بہت غور سے سُنا۔ اور ناگور پہنچکر تمام علم اور نقارہ اور ماہی مراتب غرض سب تو زک وزارت بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا۔ اور آپ تنہا رہ گیا چند رفیق ساتھ تھے کچھ سامان موجود نہ تھا وہ عوام الناس مین سے ایک شخص معلوم ہوتا تھا +

اب مولانا پیر محمد خان ناصر الملک جو بیرم خان کے ماری ہوئے گجرات مین بیٹھے ہوئے تھے ہوا کے موافق ہونے کی راہ مثل بیت اللہ دیکھہ رہے تھے۔ وہ ہوا تو نہ موافق آئی۔ مگر اور ہی ہوا اونکو بادشاہ پاس لے آئی یہان اونکا بڑا استقبال ہوا۔ بدستور ناصر الملک کا خطاب ملا۔ اور بہت سی سپاہ سپرد ہوئی کہ وہ بیرم خان کو ہندوستان سے باہر حج کے لئے روانہ کرائے۔ اب بادشاہ جو خود پنجاب کے ارادہ سے چلا تھا وہ جیجر مین پہونچکر واپس چلا آیا +

بیرم خان کی بغاوت و وفات

اب بیرم خان کو ناگور سے گجرات جانے مین مال دیو حاکم جودہ پور کا اندیشہ تھا۔ اسلئے وہ بیکانیر مین گیا۔ کلیان رائے اور اوسکے بیٹے رائے سنگھ نے اوسکی بڑی خاطر داری کی۔ یہان چند روز آرام کیا۔ جب اوسکو یہان یہہ خبر لگی کہ اوسکا قدیمی ملازم ناصر الملک فوج لے کر اوسکو ہندوستان سے نکالنے آتا ہے۔ تو سارے بدن مین پتنگے لگ اوٹھے اور پھر کھلے بندون بادشاہ سے باغی ہوگیا۔ اور پنجاب کی طرف روانہ ہوا۔ اور اپنی بغاوت کی تدبیرون پر کوئی پردہ نہ رکھا۔ اور امرا سرحد کو لکھا کہ مین حج کو جاتا تھا مجھے معلوم ہوا کہ بادشاہ سے بعض میرے دشمنون نے شکایت کی۔ اور مزاج اشرف کو متغیر کردیا ہے اب میرا یہہ ارادہ ہے کہ ان بدکردارون کو کیفر کردار کو پہنچا کر دوبارہ بادشاہ سے رخصت لون۔ پھر حج کو جاؤن۔ جب یہہ خبر بادشاہ کو پہنچی تو اوسنے بیرم کو لکھا کہ تم کو

میرے باپ نے پرورش کیا اور اس درجہ پر پہونچایا۔ تم نے بھی میری عمدہ خدمتین کین
میرے لائق تم مقرر ہوئے۔ مین نے بھی جو تعظیم اور تکریم تمہاری کی وہ کسی کی نہین کی۔
پانچ برس تک تم ہماری سلطنت کے مالک اور مختار بنے رہے جو نیک و بد تم چاہتے تھے کرتے
رہے۔ میرے اعلی درجہ کے ملازمون اور مصاحبون کے ساتھہ وہ سلوک نہ کرتے تھے جو تم اپنے
ادنے ادنے یارون اور نوکرون کے ساتھہ کرتے تھے۔ امرا برابری کو ذرا ذرا سے
قصورون پر تم نے مار ڈالا۔ مگر مین نے کسی بات مین دخل نہین دیا۔ تمہارے قول
اور فعل پر اعتبار کیا۔ تمہارے ہر کام کو مین اپنی خیر خواہی سمجھتا تھا۔ جب مجھے یہہ معلوم
ہوا کہ ایک گروہ ایسا بغاوت شعار تمہارے ساتھہ ہو گیا ہے کہ اوسکا ارادہ ہے کہ میرے
جو چند رفیق شفیق باقی ہین اونکو بھی ٹھکانے لگا کر مجھے تنہا بے پناہ کر دین تو مین
دلی چلا آیا۔ وہان سے بھی مین نے تم کو تسمیہ خط لکھہ بھیجا کہ گو کسی مصلحت کی سبب سے مین تمہاری
صورت نہین دیکھنی چاہتا لیکن تم کو خانخانان خان بابا سمجھتا ہون۔ اور کسی طرح سے
تمہاری جان اور عزت کا خواہان نہین ہون۔ اب تمہاری چالیس برس کی حسین خدمات
پر نظر کر کے لکھتا ہون کہ اس آخری وقت مین کیون نمک حرامی کا کلنک ماتھے پر لگاتے ہو
۔ مگر بیرم خان نے اسکو کچھہ نہ سنا۔ تھوڑی بہت جمعیت بہم پہنچا کر بغاوت کا ہنگامہ
برپا کر دیا۔ اور پنجاب پر چڑھہ گیا۔ بادشاہ نے اول میر شمس الدین خان اتکہ کے ہمراہ
سپاہ روانہ کی۔ اور پھر خود دہلی عبد المجید خان کو سپرد کر کے روانہ ہوا۔ جگہہ جگہہ
فوج بھیجکر ناکہ بندی بیرام خان کے واسطے کر دی۔ جب بادشاہ جلندہر مین پہنچا۔
تو منعم خان حاکم کابل بھی بادشاہ سے آکر ملا۔ بادشاہ کی فوج نے پرگنہ راہون کے
ایک گانون مین بیرام خان کو شکست فاحش دی۔ وہ بھاگ کر لودہ سوالک مین چلا گیا

اور بہت سے اوسکے دوست اور عزیز اس لڑائی مین کام آئے۔ اس بدبخت کو یہہ نہ
معلوم تہا کہ اوسے لڑنے کے واسطے خود بادشاہ ایسی توجہ کرے گا۔ کہ وہ سوا لاکھ مین
بہی اوسکا پہانہ چہوڑیگا۔ یہان کا راجہ گوبند چند تہا۔ اوسکے ہان بیرام نے چند روز آرام کیا
۔ بادشاہ کی فوج نے آگے بڑہ کر بیرام خان کے آدمیون کو مارا۔ بادشاہی فوج مین سے
سلطان حسین خان جلایر بہی مارا گیا۔ اوسکا سر بیرام کے پاس جب آیا۔ تو اوسکا دل بہر آیا
۔ اور اوسنے چلاّکر کہا کہ میری جان اس قابل نہین ہے کہ اوسکے بچانے کے واسطے
ایسے شخص کا یون سر کٹے۔ غرض اب ہوش مین آیا۔ سارے اپنے خیالات کو بہولا
۔ اور اپنے معتبر ملازم جمال خان بادشاہ پاس بہیجا۔ اور عفو تقصیر کا خواہان ہوا۔
بادشاہ نے بڑا لطف و کرم کیا کہ اوس کی سب تقصیرات معاف کردین۔ اور
اپنے امیرون کو اوس پاس اطمینان کے واسطے بہیجدیا۔ ماہ ستمبر سنہ ۹۶۰ھ مطابق
محرم سنہ ۹۶۱ کو خانخانان بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے بدرجہ
غایت انسانیت اور آدمیت یہہ کی کہ خیمہ کے پاس جب خانخانان آیا۔ سب امرا
کو اوسکے استقبال کے واسطے حکم دیا۔ جب وہ خیمہ مین آیا تو بادشاہ کے پیرون پر
سر کو رکہہ کر خوب رویا۔ بادشاہ نے اپنے ہاتہون سے اوسکا سر اوٹہایا۔ اور
اپنے رومال سے اوسکے آنسوؤن کو پوچہا۔ پہر خلعت مرحمت ہوا۔ اور یہہ
زبان سے فرمایا کہ اگر سپاہ گری کی طرف میل ہو تو مین کالپی اور چندیری کا
صوبہ عطا کرتا ہون۔ اگر مصاحبت کا شوق ہو تو اپنی مجلس مین مصاحب
مقرر کرتا ہون۔ اگر حج کی تمنا ہو تو مین وہان جانے کی اجازت دیتا ہون۔
مگر بیرم خان عاقل تہا۔ معاملہ دانی مین جواب نہین رکہتا تہا۔ اوسنے عرض کیا

کہ اب کوئی آرزو باقی نہین رہی۔ یہی تمنا ہے کہ حج کو جاؤن وہان حضور کے جاہ وجلال کے لئے دعا مانگون۔ پچاس ہزار روپئے بادشاہ نے دئے۔ اور معقول وظیفہ اوسنے مقرر کیا۔ اور حج کو روانہ کیا۔ گجرات کا راستہ لیا پٹن مین وہ پہونچا۔ یہان چند روز قیام کیا۔ جہان ٹھہرتا وہان کی سیر ضرور کرتا۔ یہان ایک تالاب کی سیر کو کشتی مین گیا۔ کشتی سے اوترا ہی تہا کہ ایک پٹھان مبارک خان لوحانی نے جسکے باپ کو بیرام خان نے اپنے ہاتھون سے مارا تہا اب اوسنے خانخانان کو مار ڈالا۔ شہید شد بیرام اس شہادت کی تاریخ ہے۔ جب بادشاہ نے یہہ سنا تو اپنے خان بابا کے تین برس کے بابا مرزا عبدالرحیم کو اپنے پاس بلا لیا۔ لڑکپن مین اوسکو مرزا خانی کا خطاب دیا۔ اور تعلیم اور تربیت کرکے بڑی عمر مین اوسکو دوسرا خانخانان بنایا۔ غرض جب بیرام دنیا سے اوٹھہ گیا۔ اکبر شاہ بذات خود جہانداری مین مصروف ہوا۔

نوجوان بادشاہ کی مشکلات

اٹھارہ برس کی عمر اور یہہ سلطنت کا بھاری بوجھہ اوٹھانا اوسی کا کام تہا۔ خدا نے عجب عقل وفہم دماغ مین اور خوبیان دل مین اور روز بروز قوت چستی وچالاکی جسم مین اوسکو عطا کی تہین۔ اگر اوسکے سوانح عمری اول سے آخر تک خیال کیجے تو ہر ایک بات انوکہی معلوم ہوتی ہے۔ پیدا ہوا تو اوسوقت کہ باپ کن بلاؤن اور آفتون مین مبتلا تہا۔ پلا تو چچا کی قید مین جو باپ کی جان کا دشمن تہا۔ لڑکپن مین کہیل کہیلا تو یہہ کہ بدست ہاتہیون کو سدا تا اور اونکو لڑاتا۔ اور اگر گرتا تو پھر چڑہنے سے نہ ڈرتا۔ شیرون کے شکار نلوا رہے کرتا۔ پھر دس بارہ برس کی

عمر مین باپ کے ساتھہ لڑائیو مین نام پیدا کیا - اب بیرم خان جیسے وزیر سے سب اختیار سلطنت کو چھین لیا - غرض خواہ اوسکے سپاہیانہ کام دیکھئے خواہ اوسکے انتظام ملکی کی تدابیر پر خیال کیجے ایک شان کبریائی نظر آتی ہے - اگر اکبر کی ذات مین یہہ سب صفات جمع نہ ہوتین تو خاندان تیمور کی سلطنت جمنی ہندوستان مین ناممکن ہوتی - اوسکو بعض مشکلات بہ نسبت اور مسلمان خاندانون کے زیادہ تر نہین - پہلے جن مسلمان خاندانون نے یہان حکومت کی اونہون نے اپنے وطن مالوفہ سے تعلق نہین چھوڑا - اونکی آمد و رفت اپنی زبردست قومون کے ساتھہ برابر رہی - غزنین وغور کے خاندانون کا ملک اور دارالسلطنت ہندوستان سے متصل تہا - غلامون کے خاندان کی سلطنت مین برابر اونکی قومون کی آمد و رفت جاری رہی - مگر خاندان تیمور اس اعتبار سے ضعیف اور کمزور رہا - اور اوسکی بنیاد کو استحکام نہ تہا - نہ تو وہ کوئی اپنا وطن رکھتا تہا - نہ کسی زبردست قوم کے ساتھہ رشتہ اتحاد رکھتا تہا - غرض کوئی امید اس بات کی نہ تہی کہ اگر ہندوستان مین برا وقت آئیگا تو ہم وطن اوسکی امداد کرینگے - یا کوئی اور زبردست قوم اوسکے ہمراہ ہوکر اوسکا قدم آگے بڑہوا دینگے - کوئی سرمایہ اوسکے پاس ایسا نہ تہا کہ مصیبت کے وقت کام آتا - اس خاندان کے سپاہ مین جو سپاہی تہے وہ مختلف ممالک متوسطہ ایشیا کے رہنے والے تہے - فقط غنیمت کی امید پر جمع ہوگئے تہے اور جو سپاہ کے سردار اور افسر تہے وہ کچھہ آپسمین ناتہ رشتہ نہ رکھتے تہے نہ ایک خاندان کے تہے - فقط ملکون کے فتح کرنے اور اپنی قسمت آزمانیکے لئے ساتھہ ہوگئے تہے - جب کوئی ملک فتح ہوتا تو وہ اوسکے ٹکڑے کرکے آپسمین تقسیم کرنا چاہتے تہے

اس خاندان کی سلطنت کے قیام اور استحکام مین کوشش نہین کرتے تہے - چنانچہ اسکا تجربہ ہمایون کے عہد مین ہوچکا تہا کہ اوسکے ساتہہ سے یہہ سردار کیسے جلد جدا ہوگئے - اور بات کی بات مین وہ ہندوستان سے نکالا گیا - اور پہر کوئی اپنے وطن سے اہل وطن کی جماعت ایسی نہ لاسکا کہ ہندوستان کو لے لیتا - یہہ تو بیرام خان ہی کے ہاتہہ کو خدا نے قدرت دی تہی کہ اوسنے ان سب مختلف سردارون کو ایسی بندش سے جکڑ رکہا تہا کہ اونکا نکلنا دشوار تہا - جسوقت وہ نہ رہا یہہ بندش ڈہیلی ہوئی اور اکبر کو وہ دقتین افسرون کے معاملات کی پیش آئین جو اوسکے باپ کو آئین تہین - مگر اپنی تدابیر صائب سے سب کا علاج کرلیا - اب ملکون کی فتح مین سردارون کی بغاوت کا بہی بیان کرینگے جسسے یہہ مضمون طالب علم سمجہہ جائینگے ـــــ مگر ہم سردارون کی بغاوت کا جدا مضمون نہین لکہینگے ٭

اکبر کا منصوبہ سلطنت کی دوبارہ حاصل کرنے اور اوسکی استحکام کا

اول اکبر اس اپنے خاندان کی ضعیفی کو سمجہتا تہا - دوم خدا نے اوسکا دل پاک صاف بنایا تہا - ان دونون باتون نے اوسکو ہمہ تن اس کام مین مصروف کیا کہ اس وسیع سلطنت کی سب قومون کو ایک گروہ بنا دون اور خود انکا سرگروہ بنجاؤن - اسلئے اوسنے صلح کل کا مذہب اختیار کیا - شیعہ سُنّی ہندو مسلمان یہود و نصارا سب اوسکے نزدیک برابر تہے - کوئی عمدہ عہدہ نہ تہا جسپر ہندو ممتاز نہ تہے - اور مسلمانون مین ہر فرقے کے آدمی بقدر لیاقت اپنے چہوٹے بڑے عہدے رکہتے تہے - مذہب اور نسل اور خاندان کا خیال اوسکو نہ تہا - غرض اس صلح کل کے مسلک نے سب ملازمون کو بادشاہ کی خیر خواہی مین متفق کردیا - اس منصوبہ کی تکمیل کی

ایک عرصہ دراز چاہئے تہا مگر سر دست جوان منصوبون کو اونسے استحکام سلطنت کے لئے سوچا وہ ضروری اور لابدی تہے +

اول - سب امراء اور ملازمین کے دل مین اپنا وقار پیدا کرے اور اون پر اقتدار حاصل کرے +

دوم - جو ملک پہلی سلطنت کی قبضہ و تصرف سے باہر نکل گئے ہین اون کو دوبارہ حاصل کرے +

سوم - انقلابات عظیم کے سبب جو ملک کی نظم و نسق مین خلل پڑ گئے ہین اونکو درست کرے +

جو ملک پہلی سلطنت کے نکل گئے تہے اون کا ہاتہہ آنا

قلعہ گوالیار سنہ ۹۶۵ھ ۱۵۵۹ء

قلعہ گوالیار مین سلطان محمد شاہ عدلی کی طرف سے اوسکا غلام حاکم تہا - جب آگرہ پر اکبر کا تسلط ہوا تو حبیب علی سلطان اور قیا خان نے اس قلعہ کو گہیر لیا - اور کچہہ دنون مین اوسکو فتح کر لیا -

مالوہ کی فتح سنہ ۶ جلوس ۹۶۸ھ ۱۵۶۱ء

شیر شاہ نے اپنے عہد سلطنت مین مالوہ کی حکومت شجاعت خان کو سپرد کی - یہہ سردار خاص اوسکے خیل کا تہا - جب وہ مر گیا تو بازبہادر اوسکا بیٹا جانشین ہوا وہ جوانی کے نشہ مین ایسا مست ہوا کہ کاروبار سلطنت سے غافل ہوا - رعایا کا حال تباہ ہونے لگا - بادشاہ نے یہہ سنکر آگرہ سے بہادر خان کو سنہ ۹۶۶ھ ۱۵۵۹ء مالوہ فتح کرنیکے لئے بہیجا - مگر بیچ مین بیرام خان کا جہگڑا کہڑا ہو گیا اسلئے خانخانان نے اوسکو

سپہ پی سے الٹا بلالیا۔ اب ۱۵۶۱ء ۹۶۸ھ مین پہلے سے بہت زیادہ لشکر بڑے زور شور
کے ساتھہ بادشاہ نے بھیجا۔ اور ادہم خان کو کا کو سپہ سالار بنایا۔ باز بہادر سارنگپور
مین تہا۔ جب دس کوس لشکر شاہی رہا۔ تو وہ خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور
اور شہر سے نکل کر دو کوس پر ایک مقام لڑنیکے واسطے مستحکم کیا۔ اور ادہم خان سے لڑا
اور شکست فاحش پائی۔ خاندیس اور برہان پور کی طرف بہاگ گیا۔ تمام مال اسباب
اور اہل و عیال بادشاہی سپاہیوں کے ہاتہہ آیا۔ باز بہادر کو گانے اور ہندی کبت
بنانے مین کمال تہا۔ وہ شب و روز ایسے کام مین بسر کرتا۔ بڑی گویا عورتین حسین
اوسنے جمع کی تہین۔ جب یہہ لڑائی ہوئی تو ہندوون کی طرح اوسنے اپنی ان بیبیون
اور حرمون اور گانیون پر سپاہی متعین کئے کہ اگر معاملہ دگرگون ہو تو ان سب کو
تلوار سے مار ڈالین تاکہ ننگ و ناموس مین فرق نہ آئے۔ روپ متی اوسکی ایک معشوقہ
تہی کہ اوسکے حسن کی دہوم تہی۔ ہندی زبان مین شعر خوب کہتی تہی۔ باز بہادر اوسپر
نہایت فریفتہ تہا۔ وہ ادہم خان کی قید مین آئی۔ جب اوسکو یقین ہوگیا کہ مت
سماجت سے عصمت نہین بچ سکتی۔ تو اوسنے ادہم خان کی ملاقات کا ایک وقت
مقرر کیا۔ اور اوسوقت وہ خوب بن سنور کر پلنگ پر لیٹی۔ اور زہر کہالیا۔ جب
ادہم خان پلنگ کے پاس آیا تو اس نازنین کو بستر مرگ پر آرام کرتے ہوئے دیکہا۔
ادہم خان نے اس فتح کا حال بادشاہ کو لکہا۔ مگر مال اسباب سب خود مضم کیا۔
حسین عورتون کو اپنے پاس رکہا۔ کچہہ ہاتہی بادشاہ پاس بہجوادئے۔ اس
حرکت سے بادشاہ ناراض ہوا۔ ۲۱ شعبان ۹۶۸ھ ۱۵۶۱ء کو خود بادشاہ مالوہ کی جانب
روانہ ہوا۔ اور قلعہ گاگرون کے پاس پہنچا۔ اوسنے اوسکو مار کر یکا حکم دیا۔

مگر حاکم قلعہ نے اطاعت اختیار کی۔ یہہ بادشاہ یہان سے سارنگ پور کی طرف چلا۔ وہان اتفاق سے ادہم خان سارنگ پور سے گاکرون کے تسخیر کے ارادہ سے آتا تہا۔ اسکو مطلق خبر نہ تہی کہ بادشاہ اوسکے سر پر آگیا ہے۔ باہم انکہ اوسکی والدہ نے بادشاہ کی روانگی کی اطلاع کے واسطے ایک قاصد تیز رو روانہ کیا تہا۔ مگر بادشاہ اس قاصد سے پہلے پہنچ گیا۔ غرض جسوقت ادہم خان نے بادشاہ کو دیکہا تو آنکہین کہلین اور سوا راسکے کوئی چارہ نہ تہا کہ رکاب پر بوسہ دی۔ اور خطا معاف کرائے۔ بادشاہ نے عفو تقصیر کیا۔ اور اوسیکے مکان مین اترا۔ اور رات کو سویا۔ ادہم خان کو اس سونے پر اپنی بدگمانی سے کچہہ اور گمان ہوا۔ آخر کار جو کچہہ مال اسباب اور حرم عورتین مالوہ کی لڑائی مین حاصل ہوئی تہین بادشاہ کے پیش کش کین۔ بادشاہ چند روز رہ کر آگرہ چلا آیا۔ ادہم خان کی جگہ مولانا پیر محمد خان ناصر الملک حاکم مالوہ مقرر ہوئے۔ یہہ مولانا اکبر شاہ کے اوستاد تہے۔ مگر معلوم نہین اونکو کس لیاقت کے سبب سے یہہ منصب نصیب ہوا تہا۔ پڑہنا لکہنا آتا ہوگا۔ فن سپہ گری سے تو بالکل بیگانہ تہے۔ غرض اونہون نے آسیر اور برہان پور کے ملکون کی فتح کرنیکا ارادہ کیا۔ اور بجے گڈہ کے قلعہ کو جو اس ملک مین مشہور تہا فتح کر کے لے لیا۔ اور سب اہل قلعہ کو قتل کیا۔ پہر خاندیس کے مشہور قلعہ آسیر پر دریاے نربدا سے عبور کر کے آئے۔ راہ مین دہات اور قصبات کو بیچراغ کرتے چلے آئے۔ اور برہان پور مین پہنچے۔ اور آسیر کو بہی لے لیا۔ قتل عام کا حکم دیدیا۔ سیکڑون سیدون اور مغلون اور مغلونیون اور شیخون کا اپنی آنکہون کے سامنے سر منڈوا دیا۔ باز بہادر بہی یہین کہین چہپا ہوا تہا۔ اوسنے اور آسیر اور برہان پور کے حاکمون نے باہم اتفاق کیا۔ اور مولانا پیر

ایک حملہ بڑی فوج سے کیا۔ مولانا سے یہہ حملہ سنبھل نہ سکا۔ ولٹے پاؤن مانڈو کی طرف بھاگے۔ راہ مین دریاے نربدا کے اندر ہمراہیون سمیت غریق فنا ہوئے۔ ظریفون نے یہہ لطیفہ کہا کہ پانی مین فی النار ہوئے۔ مالوہ پر بازبہادر کا قبضہ ہوگیا۔ مانڈو مین بھی دشمنون نے پیچھا آن دبایا۔ مغلون کے پیر یہان بھی نہ جمے۔ بادشاہ پاس دورے آئے۔ سنہ ۹۶۹ھ ۱۵۶۲ء مین بادشاہ نے عبداللہ خان اوزبک حاکم کالپی کو بازبہادر کے فتنہ دفع کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اس سال کے آخر مین مالوہ کے اندر داخل ہوا۔ بازبہادر نے اپنی سکست سامنے ہونے کی نہ دیکھی۔ کمبل میر کے پہاڑون مین چلا گیا۔ ایک سپاہ اوسکے تعاقب مین گئی۔ وہان سے بھاگ کر رانا اودے سنگہ کا دامن پکڑا یہہ راجا مارواڑ مین راج کرتا تہا۔ پہر یہان سے بھی وہ گجرات مین چلا گیا۔ اور بہت جگہہ حیران پہرا کیا + بہت سی پریشانی اور سرگردانی اوٹھا کر بادشاہ کی خدمت مین ۹۷۲ھ ۱۵۶۴ء مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے کچھہ دنون اوسے قید مین رکہہ کر چھوڑ دیا۔ تھوڑے دنون بعد اس رہائی کی روح نے اوسکی قید جسم سے رہائی پائی۔ اب عبداللہ خان اوزبک کے دل مین بھی بادشاہ سے بغاوت اختیار کرنیکی دل مین آئی۔ بادشاہ شکار کھیلتا کھیلتا مانڈو مین آیا۔ پہلے سے بعض سردارون کو بہیجا کہ عبداللہ خان کو مطمئن کردین۔ کہ وہ اپنے اعمال سے خائف ہوکر گمراہ نہ ہو۔ مگر اسپر کچھہ اثر نہ ہوا۔ جب بادشاہ مانڈو مین داخل ہوا تو وہ بھاگ گیا۔ بادشاہ نے اوسکے تعاقب مین لشکر بہیجا۔ وہ بادشاہی لشکر سے کئی دفعہ لڑا۔ اور ہزیمت اوٹھا کر بھاگا۔ اور راہ مین بڑی مصیبتین اوٹھائین بادشاہی لشکر نے اوس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ آخر کار وہ حاکم گجرات چنگیز خان پاس چلا گیا۔+

ممالک شرقیہ کی فتوحات اور امراء اکبری کی بغاوت و فادات

ان چند برسون مین علی قلی خان نے ممالک شرقیہ مین فتوحات عظیم افغانون پر حاصل کین - پہلے لکھہ چکے ہین کہ خان زمان حدود سنبہل مین منتظم مقرر ہوا تہا - اوسنے یہان کے سب متمردین کو شکست دیکر لکھنو تک تمام ملک کو مطیع کر لیا - حسن خان پیچگونی ایک مشہور زمیندار تہا - جسوقت اوسنے دیکہا کہ بادشاہ قلعہ مان کوٹ کی فتح مین لگا ہوا ہے - اوسنے سرکار سنبہل مین غدر مچانے کا ارادہ کیا - جب خان زمان کو یہہ ارادہ فاسد اوسکا معلوم ہوا - وہ لکھنو مین لڑنے کیواسطے چڑہ گیا - اس پاس بتیس ہزار لشکر تہا - اور اس پاس کل چار ہزار - مگر اوسکو فتح حاصل ہوئی - اور بے شمار غنیمت ہاتہہ لگی - ایک اور لڑائی جونپور مین غوریون سے لڑا - سلطان بہادر نے اپنا سکہ اور خطبہ بنگال مین جاری کیا تہا - وہ بتیس ہزار سوار لیکر جونپور پر چڑہا - اور خان زمان کو شکست دی - مگر پہر خان زمان نے تہوڑے آدمیون سے اوسپر حملہ کیا اور فتح پائی - اور اسقدر غنیمت حاصل کی کہ سپاہ مالا مال ہوگئی - محمد خان بنگالی کے بیٹون کے ساتہہ لڑکر جب عادل شاہ مارا گیا تو اوسکا جانشین قلعہ چنار مین شیر شاہ ثانی ہوا - اب وہ بہت سی سپاہ لیکر جونپور کی طرف اس امید پر چلا کہ جو ملک ہاتہہ سے نکل کر دشمنون کے اختیار مین چلا گیا ہے اوسکو دوبارہ حاصل کرے - یہان خان زمان نے سنکر قلعہ جونپور کو مستحکم کیا - اور آس پاس کے سب سردارون کو بلا لیا - اور شیر شاہ ثانی سے خوب لڑا - اور اوسکو بہگا دیا - قلعہ چنار پر فتو نامی ایک شخص قابض ہوگیا

اوسنے یہہ قلعہ خود بخود بادشاہی آدمیون کی نذر کیا۔ اور ارکان سلطنت
مین داخل ہوا۔ اس فتح سے خان زمان خان کا ایسا مغز چلا کہ بادشاہ کو ایک
لڑکا سمجھنے لگا۔ اور اوسکی قوت اور قدرت کو بے حقیقت جاننے لگا۔ اسلئے سارے
غنیمت کو خود ہی بچانا چاہا۔ اور بیباک ہوا کہ بادشاہ کو خود اوسکی
گوشمالی کے واسطے آنا پڑا۔ کچھہ ابہی پہلے دن باقی تہے کہ وہ اپنے بہائی ہمیت
بادشاہ کی خدمت مین کڑہ مانک پور مین حاضر ہوگیا۔ غنیمت کا سب مال اسباب
حوالہ کیا۔ یہہ واقعہ سنہ ۹۶۸ھ ۱۵۶۱ کا ہے۔

سنہ ۹۷۱ھ ۱۵۶۳ مین سلیم شاہ کے بیٹے آدل خان کو سردار بناکر پٹہانون نے پہر سر اوٹہایا۔
اور ملک بہار پر اور بعض اور پرگنون پر جو خان زمان کے تحت و تصرف مین تہے
قبضہ کیا۔ یہہ وقت بعض سردار اکبر کی طرف سے خان زمان پاس اس نظر سے
آگئے تہے کہ اوسکو سمجہا کر بغاوت سے باز رکہین۔ افغانون نے خان زمان کو
شکست دے ہی دی ہوتی اگر یہہ سردار اوسکی حمایت نہ کرتے غرض آخر کو خان
زمان فتحیاب ہوا۔ اور افغان بہاگ گئے۔ عبداللہ خان ازبک کی گرفتاری
کے واسطے بادشاہ نے سخت تدبیرین کین تو سارے ملک مین یہہ مشہور ہوگیا کہ
بادشاہ کو ازبکون سے عداوت ہوگئی ہے۔ اس سبب سے ازبک سردار سب جگہ
شورش اور فساد برپا کرنے لگے۔ سکندر خان ازبک اور ابراہیم خان اوزبک
نے جو جونپور کے سردارون مین جاگیردار تہے ایک آفت برپا کی۔ اور علی قلی
خان زمان اور بہادر خان یہہ دونو بہائی سیستانی تہے۔ مگر بغاوت برپا
کرنے مین اوزبکون کے بہائی بن گئے۔ آصف خان نے بہی بغاوت پر کمر باندہی

غرض ہزارون باغیون کا ہجوم ہوگیا۔ بادشاہ چپکا بیٹھا ہوا یہہ سیر دیکھا کیا۔ اول اونسے یہہ چاہا کہ اگر یہہ سب آشتی سے بر سر راہ آجائین تو اچھا ہے۔ مگر جب یہہ گمراہ یون راہ پر نہ آئے تو پھر تلوار سے کام چلانا بادشاہ نے شروع کیا۔ بعض سردارون کو اونکے رفع دفع کرنے کے لئے بھیجا۔ مگر اونسے کچھہ نہ ہوسکا بعض اونمین سے خود باغیون کے ہاتھہ مین قید ہوگئے۔ جب بادشاہ کو یہہ حال معلوم ہوا تو اول منعم خان خانخانان کو ایک فوج جرار کے ساتھہ روانہ کیا کہ قنوج پر دریا سے عبور کرکے باغیون کو روکے۔ اور وہ خود بھی چند روز کے بعد ۹۷۳ھ ۱۵۶۶ء مین روانہ ہوا۔ قنوج مین منعم خان سے ملا۔ یہان دس روز تک قیام رہا۔ سکندر خان کی یہہ خبر آئی کہ وہ لکھنؤ مین ہے۔ بادشاہ نے بڑی محنت اور مشقت سے رات کو دریا سے عبور کیا اور صبح کو سکندر کے لشکر کے سامنے جا پہونچا سکندر یہہ دیکھتے ہی لکھنؤ سے بھاگا۔ بادشاہ کے گھوڑے بہت تھکے ہوئے تھے اسلئے تعاقب نہ ہوسکا۔ وہ صاف نکل گیا اور خان زمان اور بہادر خان سے جاملا۔ بادشاہ کے حکم سے آصف خان پانچ ہزار سوار لیکر برہن پر خان زمان سے لڑنے کے لئے گیا۔ مگر یہہ کچھہ لڑا بھڑا نہین وہان سے اپنی جاگیر گڈھہ مین بھاگ گیا۔ اب بادشاہ نے منعم خان کو اوسکی جگہہ بھیجا۔ خان زمان نے بہادر خان اور سکندر خان کو دوآبہ مین روانہ کیا کہ وہان جاکر فساد برپا کرین۔ بادشاہ نے میر معز الملک مشہدی کو اونکے دفع کے واسطے روانہ کیا۔

منعم خان اور خان زمان کی کسی زمانہ کی بڑی دوستی تھی۔ اسلئے اونمین آپسمین لڑائی بھڑائی نہ ہوئی۔ بلکہ صلح کے نامہ اور پیغام ہوئے۔ آخر یہہ ٹھہرا کہ علی قلیخان

اپنی والدہ کو حاجی خان کے ساتھہ عفو تقصیر کے واسطے بھیجے - چنانچہ وہ حاجی خان
کے ساتھہ بادشاہ کی حرم سرا مین آئی - بادشاہ نے قصور معاف کردیا - اور جونپور
کی جاگیر بدستور اوسکو عطا فرمائی - میر معز الملک اور بہادر خان کی لڑائی ہو ہی تھی
- بہادر خان نے معز الملک سے درخواست کی کہ میرے بھائی نے والدہ صاحبہ کو بادشاہ
پاس عفو تقصیر کے لیے بھیجا ہے - وہان سے جواب کے آنے تک مجکو مہلت ملے - لیکن میر
معز الملک نے نہ سنی - اب بہادر خان نے حملہ کرکے بادشاہی لشکر کو شکست دی - اور
بہت سی غنیمت اوسکے ہاتھہ آئی - میر معز الملک بھاگ کر قنوج مین آئے - بادشاہ والدہ
علی قلی خان کو جونپور جاگیر مین دیکر چنار اور بنارس کی سیر کو روانہ ہوگیا تھا - اب خان زمان
نے سکندر اوزبک کے بہکانے سے دریا گنگ سے عبور کرکے غازی پور اور اوس کے
آس پاس کے بہت سے پرگنون پر قبضہ کرلیا - بادشاہ یہہ سنکر بہت خفا ہوا - اور اوسنے
حکم دیا کہ اشرف خان جونپور مین جاکر والدہ علی قلی خان کو قید کرلے - اور خود
ایلغار کرکے غازیپور پہنچا - وہان سے خان زمان جنگل کیطرف بھاگ گیا - مگر بہادر خان
اور سکندر خان اوزبک اور ابراہیم رات کو قلعہ جونپور پر آن چڑھے - اور علی قلی
خان کی ماں کو نکال کر لیگئے - بادشاہ جونپور مین آیا - پھر لشکر کو خان زمان کے استقبال
کے واسطے حکم دیا - مگر خان زمان نے عفو تقصیر کی درخواست کی بادشاہ نے پھر اسپر
عمل کیا کہ مصرعہ - در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست + بہادر خان کو بادشاہ
بھائی کہتا تھا - خان زمان کو بھی کسی زمانہ مین بڑا دوست سمجھتا تھا - علی قلی خان نے
عرض کیا کہ اسوقت خجالت اور ندامت کے سبب منہ نہین دکھا سکتا - حضور کی حد
مبارک مین آگرہ کے اندر بھائی سمیت حاضر ہونگا - بادشاہ آگرہ چلا آیا +

مگر علی قلی خان خود حاضر نہ ہوا۔ اور جب پادشاہ کو دیکھا کہ وہ رفع فساد کے واسطے
پنجاب گیا ہوا ہے تو پھر علی قلی خان اور بہادر خان اور سکندر خان اور ابراہیم خان
نے سازش کرکے فساد عظیم برپا کیا۔ اور آپسمین یہہ ٹھہری کہ سکندر اور ابراہیم تو ملک قمیج
کو تاخت وتاراج کرے۔ اور علی قلی اور بہادر خان کڑہ مانک پور شورش برپا کرے۔
جو امرا یہان ملک کی حفاظت کیواسطے پادشاہ کی طرف سے مقرر تھے ہرچند اونہون نے
حفاظت مین کوشش کی۔ مگر کارگر نہ ہوئی۔ قلعون مین محصور ہوکر گھر گئے۔ سید
یوسف مشہدی کو قلعہ شیرگڈہ مین مجنون خان قاقشال کو کڑہ مانک پور مین خان زمان نے
گھیر لیا۔ اب پادشاہ نے پورا ارادہ کیا کہ اس بغاوت کے خاردار درخت کو جڑ پیڑ سے اوکھیڑ
کر پھینک دے۔ پادشاہ اول پنجاب سے آگرہ مین آیا۔ یہان سے بہت سی سپاہ لیکر
اور ہاتھی لیکر جونپور طرف روانہ ہوا جب رائے بریلی مین آیا۔ تو سنا کہ علی قلی خان
کا ارادہ ہے کہ وہ دریا سے عبور کرکے مالوہ مین سلطان مرزا وغیرہ باغیون سے جا ملے
اسلئے پادشاہ راتون رات دریا سے عبور کرکے کڑہ مانک پور مین آیا۔ اور اپنے
سردارون سے جو یہان گھرے پڑے تھے ملا۔ علی قلی خان اور بہادر خان نے رات بھر
شرابین اوڑائین اور ناچ دیکھے۔ پادشاہ کے آنیکا گمان بھی نہ تھا۔ کہ اتنے مین کوس
شاہی کی صدا اونکے کان مین آئی۔ تو کان کھڑے ہوئے۔ اور میدان جنگ مین
لڑنے آئے۔ خوب لڑائی ہوئی۔ اور پادشاہ خود لڑنے گیا۔ علی قلی خان کے ایک
تیر لگا۔ اور پھر دوسرا۔ وہ ہاتھی سے گرا۔ اور ایک ہاتھی نے پیرون تلے کچل ڈالا۔
بہادر خان زندہ پکڑا آیا۔ اوسنے پادشاہ نے کہا کہ مین نے آپکا کیا کیا تھا کہ جو یہہ
تلوار مجھپر آپ نے کھینچی۔ کچھہ اور جواب اوسکو ندامت اور خجالت کے سبب سے نہ آیا۔

اور یہہ اوسنے کہا کہ الحمدللہ کہ اس آخری وقت مین اوس بادشاہ کا دیدار نصیب ہوا جسکی ذات گناہون کی مٹانی والی ہے - بادشاہ کی مدد نے اس حالت مین بھی قتل کی اجازت نہ دی - مگر علی قلی خان کا قتل ہونا ابھی تحقیق نہ ہوا تہا - اسلئے اور امیرون نے اوسے قتل کر ڈالا - اور پھر اور بڑے بڑے باغی پکڑے آئے - اور ہاتھیونکے پیرون تلے کچلوائے گئے - غرض یہہ ایک فتح عظیم ۹۷۴ھ ۱۵۶۷ء مین حاصل ہوئی - فتح اکبر اوسکی تاریخ ہوئی - جھوسی پریاگ اور بنارس کی سیر کرکے آگرہ مین بادشاہ چلا آیا +

آصف خان کا ملک گڈہہ کا فتح کرنا اور بادشاہ سے بغاوت

سنہ ۹ جلوس ۹۷۱ھ ۱۵۶۴ء

گڈہہ کیتنگہ کڑہ مانک پور اور لکھنو کے نضافات مین ایک وسیع قطعہ ہے جسمین قوم گونڈ آباد تہی - اور صحرائی اور وحشی باشندون سے آباد تہا - ستر ہزار گانون اونمین تہے جو گڈل وہان کی راجدہانی تہی - اسوقت تک یہہ ملک مسلمان بادشاہون کے ہاتھہ نہین آیا تہا - عبدالمجید خان آصف خان جب کڑہ مانک پور مین حاکم ہوا - تو اوسنے اس ملک کی فتح کرنیکا ارادہ کیا - اسوقت یہان کا راجہ دلیپ مرگیا تہا - اوسکا بیٹا پانچ برس کا جانشین ہوا - اور اوسکی مادر گاوتی سارے کاروبار سلطنت کی منتظم ہوئی - یہہ رانی بہی شجاعت اور دانائی مین عورتون مین اپنا جواب نہ رکہتی تہی - سارے کام جوانمردون کے سے کرتی تہی - گہوڑے پر چڑہتی شکار کہیلتی اور شیر و نکہ مارتی - جب آصف خان نے اس ملک کا خوب حال دریافت کرلیا - تو وہ بہت سا لشکر لیکر چڑہ گیا - رانی بہی بڑے ٹہاٹہہ سے اوسسے لڑنے آئی - دونون

لشکرون مین جنگ عظیم واقع ہوئی۔ رانی ہاتھی پر سوار میدان جنگ مین موجود تھی۔ اتفاق سے اوسکے ایک تیر لگا۔ اوسکو یہہ خوف پیدا ہوا کہ کہین مین زندہ گرفتار نہ ہوجاؤن۔ اسلئے اول فیلبان سے کہا کہ خنجر سے مجھے مار ڈال۔ فیلبان نے کہا کہ میرے ہاتھہ مین کہان قدرت ہی کہ حضور کی گردن پر تلوار چلاؤن تو اوسنے کہا کہ بے عزت جینے سے باعزت مرنا اچھا ہوتا ہے۔ اسلئے اوسنے خنجر لیکر اپنا کام تمام کیا۔ آصف خان جورا گڈہ مین گیا۔ وہان بہت دولت اور ہاتھی ہاتھہ آئے۔ مگر اوسمین سے بادشاہ پاس کچھہ تھوڑے سے بھجوائے اور باقی سب آپ اوڑائے۔ اور جب یہہ ملک ہاتھہ آیا اور یہہ دولت آئے تو بادشاہ سے بغاوت کی دماغ مین سمائی۔ مگر جب بادشاہ جونپور کی طرف علی قلی کی گوشمالی کے واسطے آیا۔ تو آصف خان بلانے سے چلا آیا۔ مگر پہر علی قلی خان کے مقابل بھیجا گیا تو وہ گڈہہ مین بھاگ گیا۔ مہدی قاسم خان اوسکی سرکوبی کے واسطے گڈہہ بھیجا گیا۔ ہنوز مہدی قاسم خان گڈہہ مین آیا نہ تھا کہ وہ بھاگ کر خان زمان کے پاس چلا گیا۔ مگر کچھہ اوسسے ایسی بے لطفی ہوئی کہ وہ اوسکے آنے سے نہایت پشیمان ہوا۔ اور رات کو بھاگ کر کڑہ مانک پور چلا گیا کہ بہادر خان نے اوسکو راہ مین لیا۔ اور ایک لڑائی ہوئی۔ اور آصف خان کی تین اونگلیان کٹین مگر وہ پہر بادشاہ کی درگاہ مین حاضر ہوا اور اوسکا قصور معاف کردیا۔ اور قلعہ چنارگڈہ کی فتح مین اوسنے کارہاے نمایان کئے۔

خان زمان کا حال تو پڑہہ چکے اب محمد قلی خان برلاس اور مظفر خان کو بادشاہ نے اودہ کو سکندر کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ سکندر نے یہہ سنکر قلعہ اودہ مین پناہ لی جسوقت خان زمان و بہادر خان کے ماری جانے کی خبر سکندر کے کان مین پہونچی

توسخت مضطرب ہوا۔ اور تمام اوزبکون کا دم نکل گیا۔ لڑائی کا حوصلہ نہ ہوا تو سکندر نے صلح کا پیغام بھیجا۔ اور عین دریا کے بیچ مین بادشاہ کے سردار دن سے ملا۔ اور عہد و پیمان ہوا۔ مگر وہ گورکھپور بہاک کر چلا گیا۔ اور بادشاہی عملداری سے باہر ہو گیا۔ پھر اکبر نے اوسکا تعرض نہ کیا۔ اور اوسکی تمام جاگیر محمد قلی خان برلاس کو عطا کی۔ ۱۵۷۲ء/۹۷۹ھ مین یہہ سکندر خان بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور قصور اوسکا معاف ہوا۔ اور لکھنو جاگیر مین اوسکو ملی۔ مگر اپنی جاگیر مین جا کر اسی سال مین مر گیا ✤

گھکرون کے ملک کی فتح

گھکرون کے قوم کا ملک دریا سندہ کی کنارہ پر ہے۔ کوہ سوالک سے لیکر کشمیر کی حدود تک اونہین کا ملک گنا جاتا ہے۔ ہمیشہ اونہین کا تسلط اس ملک پر رہا ہے۔ اس قوم کو ابتدا ہی سے خاندان تیموریہ سے موافقت رہی۔ اور افغانون سے ہمیشہ سرکشی رہی۔ شیر شاہ کو بہت حیران کیا۔ اونسے ہزارون مشکلون سے سلطان سارنگ خان کو مارا۔ اور اوسکے بیٹے کمال خان کو گوالیار مین قید کیا۔ جب سارنگ مارا گیا۔ تو اوسکا بھائی سلطان آدم جانشین ہوا۔ وہ بھی شیر شاہ کے جانشینون سے لڑتا رہا۔ سلیم شاہ نے گوالیار کے قیدیون کو بارہ برس کے بعد چھوڑا تھا۔ اونمین اتفاقاً کمال خان بچ رہا۔ سلیم شاہ نے اوسسے حلف لیکر پنجاب بھیجدیا۔ کہ وہان کے حاکمون کے ساتھہ متفق ہو کر اپنی قوم کا انتظام کرے۔ جب پھر خاندان مغلیہ کا تسلط ہوا۔ تو کمال خان نے اس خاندان کی خدمت پر کمر باندھی۔ بادشاہ نے حسن خدمات کے جلد و مین کڑہ مانک پور اور فتح پور سیوہ جاگیر مین دیا۔ یہان سے علی قلی خان خانخانان

کی سنگجو پور کی لڑائی مین ایسے کار ہاے نمایان کئے کہ بادشاہ نے اوسے فرمایا کہ جو تمہارے دل مین آئے سو مانگو۔ اوسنے اپنی آبائی ملک کی درخواست کی۔ بادشاہ نے درخواست منظور فرمائی۔ اور حکم دیا کہ سلطان ادم سے وہ آدھا ملک اوسکو دلا دیا جائے۔ اور اگر وہ ملک دینے پر راضی نہ ہو تو اوسے سارا ملک چھین کر لے لیا جائے۔ سلطان ادم نے بغیر ہاتھ پیر ہلائے ملک دینا قبول نکیا۔ بہت سا کشت وخون ہوا۔ آخر کار اوسنے ملک چھین کر کمال خان کو دلایا گیا۔ اور ادم خان اور اوسکا بیٹا دونون قید کر کے اوسکے حوالہ کئے گئے۔ بیٹا تو اسیوقت قید ہستی سے رہا کیا گیا۔ اور باپ جب تک نہ مرا قید سے نہ چھوٹا ✤

معاملات وجہات کابل

بادشاہ اپنے پہلے سال جلوس ۹۶۳ھ / ۱۵۵۶ء مین سلطان سکندر کی گہات مین جالندہر کے اندر مقیم تہا کہ کابل کے فساد کی خبر آئی۔ جب ہمایون ہندوستان مین آیا تہا تو کابل اور غزنین کی حکومت منعم خان کو سپرد کر آیا تہا۔ اپنے چھوٹے بیٹے مرزا محمد حکیم کا اتالیق اوسیکو مقرر کیا تہا۔ اور دہین سب اپنی بیگمات اور محرمات کو چھوڑ آیا تہا۔ اوسکے مرنے پر کابل کی حکومت مرزا محمد حکیم کے نام ہی رہی۔ ہمایون نے بدخشان کی حکومت مرزا سلمان کو عطا کی تہی۔ یہہ مرزا بہی خاندان تیمور کا شاہزادہ مرزا ابوسعید کی اولاد مین سے تہا۔ جب اس شہزادہ کو یہہ خبر لگی کہ ہمایون نے اس دنیا سے سفر کیا۔ تو اوسکی نیت مین فساد آیا۔ اور اپنے بڑے بیٹے مرزا ابراہیم کو ساتہہ لے کابل کے لے لینے کا ارادہ کیا۔ اور آنکر کابل کا محاصرہ کر لیا۔ منعم خان بہی سنبہل بیٹہا۔ قلعہ کو درست کر کر آگر لڑنا شروع کیا۔ اور سارا

حال اکبر کو لکھہ بھیجا۔ پہلے اسسے کہ یہہ منعم خان کا مراسلہ پہونچے۔ محمد قلی برلاس اور بعض اور امرا کو کابل تمام بیگمات کے لینے کو لئے بادشاہ روانہ کر چکا تہا۔ جب یہہ مراسلہ آیا تو اوسنے ان سردارون کے نام ایک اور حکم تاکیدی روانہ کیا کہ کابل مین جلد پہونچکر محصورین کی امداد اور کمک کرین۔ یہہ امر دریا نیلاب (سندہ) سے پار اوترے ہی تہے کہ مرزا سلیمان کے لشکر مین ایک دہوم مچ گئی کہ ہندوستان سے بادشاہ کا لشکر آپہونچا۔ اس دہوم نے مرزا سلیمان کے لشکر کا دل بجہا دیا۔ اور وہ پہلے سے بہی دل شکستہ تہا کابل کا کچہہ نہ کر سکتا تہا۔ اسلئے مرزا سلیمان نے ایک مرد بزرگ قاضی خان بدخشانی کو جنکے تقدس کو سب تسلیم کرتے تہے منعم خان پاس بہیجا۔ اور یہہ کہلا بہیجا کہ اگر میرے نام کا خطبہ کابل مین پڑہا جائے تو مین ابہی اس محاصرہ سے ہاتہہ اوٹہاتا ہون۔ منعم خان نے بہی دیکہا کہ اب قلعہ مین جان نہین ہے۔ اور محصورین بہی بےدم ہو رہے ہین۔ اس شرط کو منظور کر لیا۔ اور مسجدون مین اوسکا خطبہ پڑہوا دیا۔ مرزا سلیمان سیدہا بدخشان کو چلا گیا +

منعم خان بادشاہ پاس چلا آیا۔ اور اختہ بیگی کو وہان حاکم مقرر کیا۔ مگر اوسسے کابلی ناخوش رہے۔ اسلئے منعم خان نے اوسکو معزول کیا۔ اور اپنے بیٹے غنی خان کو وہان حاکم مقرر کیا۔ اور اپنے بہائی فضل بیگ کے بیٹے ابوالفتح بیگ کو بہی وہان بہیجدیا۔ کہ یہہ دونو بہائی ملکر وہان کام کرین۔ مگر غنی خان کو عقل سے بہرہ نہ تہا۔ تہوڑے دنون مین اوسسے سب ناراض ہو گئے۔ مرزا محمد حکیم کی والدہ ماہچوچک بیگم بڑی عاقلہ اور ہوشیار تہی۔ وہ اپنے بیٹے کی سلطنت کو نبہائے جاتی تہی۔ وہ بہی ناراض ہو گئی۔ غنی خان کی جو کم بختی آئی تو اوسنے بابر کے عہد کے ایک بڑے نامور دلاور

تولک خان فوجین کو قید کرلیا۔ مگر بعض عاقبت اندیشون نے اوسکو اس موذی کے
پنجہ سے چھڑایا۔ وہ بابا خاتون مین چلا گیا۔ اور غنی خان کی گہات مین بیٹھا رہا۔
۔ایک دن وہ شراب سی بدمست خواب مین پڑا ہوا نظر آگیا۔ اوسیوقت اوسنے گرفتار
کرلیا۔ اور بہت کچھہ برا بھلا کہکر اپنے دل کو ٹھنڈا کیا۔ اور یہہ سمجھہ کر کہ جب حاکم کو پکڑ لیا
ہے تو شہر لے لینا کیا بڑی بات ہے کابل پر فوج لیکر چڑھ گیا۔ مگر وہان صلح ہو گئی
غنی خان کو عہد و پیمان لیکر چھوڑ دیا۔ مگر قید سے چھوٹ کر عہد و پیمان کا خیال نکیا
اور تولک خان پر سپاہ لیکر چڑھ گیا۔ کوئی لکھتا ہے کہ تولک اکبر پاس بھاگ کر چلا آیا
۔کوئی کہتا ہے کہ وہ مارا گیا۔ اب غنی خان کا اور غرور بڑھا۔ مرزا محمد حکیم اور اوسکی
مالی کچھہ حقیقت نہ گنتا تھا۔ اور اونکو بالکل بے سر و سامان جانتا تھا۔ اسلئے اوس کا
کابل مین کوئی دوست نہ تھا۔ ایکدن وہ فالیز پر گیا۔ مرزا کی والدہ نے شہر کے
دروازہ بند کرادئے اور دروازہ پر مرزا محمد حکیم کو بٹھا کر شادیانے بجوادئے۔ اب
غنی خان جب شہر کے دروازہ پر آیا تو اوسکو کسی نے اندر نہ آنے دیا۔ لاچار اکبر پاس
چلا آیا۔ اب مرزا کی والدہ امورات ریاست کا انصرام کرنے لگی۔ اور مرزا فضائل بیگ
کو وکالت پر مقرر کیا۔ مگر یہہ مرزا بینائی سے محروم تھا اسلئے اوسکے بیٹے ابوالفتح
کو نیابت پر مقرر کیا۔ یہہ نائب عقل کا اندھا تھا جاگیرین جو تقسیم کین تو بری بری
تو مرزا کے متعلقین کو دین۔ اور بھلی بھلی اپنے اور یگانون کے واسطے تجویز کین
۔اسپر امرا ناراض ہوئے۔ ایک دن دعوت مین اوسکو بلا کر خوب شراب پلائی۔ اور
جب اس نشہ مین بدمست ہوا اور سو گیا تو یارون نے سر اوڑا دیا۔ اور نیزہ پر لٹکا دیا
اوسکے باپ کو بہانگنے کی فرصت ندی اور بیٹے پاس جلد پہونچا دیا۔

ولی بیگ اتکہ وکیل سلطنت بنی یہہ بھی عقل کے پورے تھے۔ عادل شاہ اپنا لقب رکھا
بادشاہ سے اپنے تئین کم نہ سمجھتا جیسان معاملات کی اکبر کو خبر ہوئی تو اوسنے
منعم خان کو حاکم اور اتالیق مقرر کرکے کابل کی طرف روانہ کیا۔ جب مرزا کی ماکو
خبر ہوئی تو وہ سارا سامان جنگ کا مہیا کرکے لڑنیکے واسطے جلال آباد مین چلی آئی
اور منعم خان کو شکست دی۔ اور پھر کابل چلی گئی +

ابوالمعانی کا کابل جانا اور شرف الدین حسین مرزا کی بغاوت

مرزا شرف الدین خواجہ احرار کی اولاد مین سے تھا۔ امیرالامرا کا خطاب رکھا تھا۔
ناگور کا حاکم تھا۔ بادشاہ کی پاس آیا تھا۔ معلوم نہین کہ کیا سودا ہوا کہ وہ بادشاہ
سے باغی ہوگیا۔ حسین قلی بیگ بہانجا بیرام کا اوسکی جگہ ناگور مین حاکم مقرر ہوا
۔ اور مرزا کی گرفتاری کا حکم ہوا۔ وہ بہاگ کر جانور مین چلا گیا۔ اجمیر کو احمد نرکہان
دیوانہ کے سپرد کرگیا جسے بادشاہ کی سپاہ نے تین روز کے اندر لڑکر احمر لیا۔ جسوقت
مرزا حسین اشرف جالور مین پہنچا ابوالمعانی حج کرکے بادشاہ کے دربار مین آیا تھا
۔ ان دونوکی یہہ صلاح ہوئی کہ ابوالمعانی کابل سے مرزا حکیم کو لاکر ہندوستان کا
بادشاہ بنائے۔ اور یہان جسقدر رہوسکے شرف الدین بغاوت پر لوگون کو آمادہ کرے
غرض ابوالمعانی شرف الدین حسین کے آدمیون کو ہمراہ لیکر حاجی پور مین پہنچا۔ یہان
بادشاہ کی سپاہ آمادہ جنگ بیٹھی تھی۔ اسلئے وہ نارنول چلا گیا۔ وہان کی شق دار کا
تمام مال و اسباب چھین لیا۔ جو سردار اوسکے تعاقب مین گئے اونکو شکست دی اور سبکو
مار ڈالا۔ جب یہہ سب معاملات گذرے تو بادشاہ متہرا مین شکار کھیل رہا تھا۔ اوسنے
ابوالمعانی کے تعاقب مین بدیع خان اور اور سردارون کو روانہ کیا۔ اور خود بادشاہ

دہلی مین آیا جب ابوالمعانی کو یہہ خبر ہوئی کہ فوج شاہی تعاقب مین آئی ہے تو وہ سنہ ۹ جلوس ۹۶۱ھ مین کابل کو بھاگ گیا۔ رستہ ہی مین سے ایک خط شاہ چوچک بیگم لکھا جسے بڑی محبت اور عقیدت بادشاہ ہمایون کی ساتھہ معلوم ہوتی تہی۔ اس بیگم نے اوسکو بلایا اور بڑی خاطرداری کی۔ اگرچہ یہہ بیگم بڑی لیاقت رکھتی تہی۔ اور اپنے خاص وزیرون اور اہلکارون سے جسقدر خائف رہتی تہی ایسی بیگانہ دشمنون اور اجنبی غنیمون سے نہین ڈرتی تہی۔ مگر معلوم نہین کہ کیا پردہ عقل پر پڑ گیا کہ ابوالمعانی جیسے خبیث باطن کو کاروبار سلطنت سپرد کر دیا۔ اول اول یہہ بدباطن ایسی چالین چلا کہ جسّی بیگم کو کچھہ شبہہ نہ رہا کہ یہہ وزیر بڑے کام کا ہاتھہ آیا۔ اوسنے اپنی بیٹی کی شادی اوس سے کر دی +

اب ابوالمعانی اور اور مفسدون کے دل مین کیا آیا کہ مرزا حکیم تو ابہی نابالغ ہے اوسی جس راہ پر چاہینگے لگا لینگے۔ کابل کو جسطرح چاہینگے آپسمین تقسیم کر لینگے۔ مگر اس بیگم کا بڑا عذاب ہی۔ اسکو کہین ٹہکانے لگانا چاہیے۔ غرض نمک حرامون نے سازش کر کے اس بیچاری بیگم کا کام تمام کیا۔ مگر چاہ کن را چاہ در پیش۔ اب اور امیرون کو یہہ خیال ہوا کہ ابوالمعانی کو جہنم واصل کرنا چاہیئے۔ امرا نے اس امر کے لئے سازش کی مگر اسکا حال ابوالمعانی کو کہل گیا۔ اوسنے سب کو تباہ کر ڈالا +

محمد قاسم نے قید خانہ سے رہائی پائی۔ وہ مرزا سلیمان حاکم بدخشان پاس گیا۔ اور کابل کا سارا حال بیان کیا۔ مرزا محمد حکیم نے بہی اپنا آدمی بہیجا۔ اور اعانت اور امداد کا خواستگار ہوا۔ اسلئے مرزا سلیمان سپاہ لیکر دوسری دفعہ کابل مین آیا۔ اور ابوالمعانی کو شکست فاحش دی۔ اور اوسکو قید کر کے مرزا حکیم کے حوالہ کیا۔

جسنے اوسکو گلا گھونٹ کر دم نکالا۔ اور مرزا سلیمان نے بدخشان سے اپنے لڑکی کو بلا کر
مرزا محمد حکیم سے شادی کردی۔ اور خود بدخشان کو چلا گیا۔ مگر یہہ حکمت کر گیا کہ مرزا
محمد حکیم مختار کل بظاہر معلوم ہو۔ مگر در پردہ اوسی کا متوسل سردار امید علی
سرپرست اور رہنما ہو۔ اور کابل کا تین چوتھائی حصّہ بدخشانیون کو جاگیر مین دیا۔
اور فقط ایک چوتھائی کابلیون کے لئے چھوڑا۔ تھوڑے دنون مین ان بدخشانیون کے
ہاتھون سے کابل تنگ ہوگئی۔ اور سب کو نکال باہر کیا۔ اب مرزا سلیمان ان بدخشانیون
کا انتقام لینے کیواسطے تیسری دفعہ کابل پر سپاہ لیکر چڑہا +

جب مرزا حکیم کو مرزا سلیمان کی آنیکی خبر ہوئی تو اوسنے کابل باقی قاقشال کے سپرد کیا
۔ اور خود جلال آباد اور پشاور مین چلا آیا۔ اور سندہ پار اوتر گیا۔ اور سارا حال اپنے
بہائی کو لکھہ بہیجا۔ جب اکبر پاس یہہ خط آیا تو اوسنے نہایت عمدہ سردار اور سپاہ چیدہ بیجا
کے بہائی کی امداد اور اعانت کے لئے روانہ کی۔ مرزا سلیمان جلال آباد تک مرزا حکیم کے
تعاقب مین آیا۔ جب اوسی معلوم ہوا کہ مرزا حکیم نے اکبر بادشاہ سی درخواست استعانت
کی کی ہے تو وہ جلال آباد مین قنبر کو حاکم مقرر کرکے اور تین سو سپاہی دیکر کابل کو
کوچ گیا جب اکبر کی فوج قلعہ جلال آباد پر پہنچی۔ اور قنبر سے کہا کہ قلعہ حوالہ کر تو اوسنے
عذر کیا۔ غرض حملہ کرکے یہہ قلعہ لے لیا۔ اور ساری آدمیون مین سے دو آدمی بچے
جنہون نے ساری یہہ بکٹ کہانی مرزا سلیمان سے کہی۔ جب مرزا نے یہہ حال یکہا تو سیدہا
بدخشان کا رستہ لیا۔ اور مرزا حکیم پھر کابل کی مسند پر بیٹھا۔ سپاہ اور افسر جو ہندوستان
سے آئے تہے وہ اولٹے اپنی اپنی جاگیرون کو واپس ہوئے۔ خان کلان صرف
وہان نگران رہا۔ یہہ مرزا محمد حکیم بے وقوف بڑا تہا۔ ہمیشہ واہیون کی صحبت مین رہتا

اور واہی باتین سنتا تہا۔ اب اوسنے بہت سے کام بغیر صلاح اور مشورہ کے کئے۔ خان کلان سے کچھہ پوچہا بہی نہین۔ جس بہن کی شادی ابوالمعانی سے ہوئی تہی اوسکی شادی بغیر اکبر کے پوچہے خواجہ حسین نقشبندی سے کردی۔ جب خواجہ صاحب کو یہہ نسبت عالی پیدا ہوئی تو وہ امورات سلطنت مین دخل دینے لگے۔ خواجہ کلان کا مزاج کاشند تہا وہ ایسی حرکات ناشائستہ کا متحمل نہوا۔ بادشاہ پاس چلا آیا۔ اور سارا حال کہہ دیا۔ جب مرزا سلیمان نے دیکہا کہ یہہ کابل کا میدان خالی ہے تو ۱۵۶۶ء ۹۷۳ھ مین اوس کا کا جو تہی دفعہ ارادہ ہوا کہ کابل کو تسخیر کیجے۔ اسلئے بہت سی سپاہ بدخشان سے لیکر چلا اور اپنی بیگم خرم بیگم کو بہی ہمراہ لایا۔ مرزا محمد حکیم نے کابل معصوم کابلی کو سپرد کیا۔ اور خود خواجہ حسن نقشبندی کو ساتہہ لیکر غور بند کو چلدیا۔ یہہ کو کابر افزانہ اور جوانمرد تہا مرزا سلیمان نے کابل کا محاصرہ کیا۔ اور بی بی کو غور بند بہیجا کہ مرزا محمد حکیم کو محبت و پیار سے دلاسا دیکر بس مین کرلے۔ اس بیگم نے اپنے آدمی مرزا محمد حکیم پاس بہیجے۔ اور کہلا بہیجا کہ اے میرے فرزند میرا تمہاری سواء کوئی نہین ہے۔ تمہین میرے لخت جگر اور نور نظر ہو مین فقط تم سے ملنے آئی ہون۔ غرض ایسے مکر و فریب کی باتون مین مرزا آگیا۔ اور قراباغ ملاقات کے لئے ٹہرا۔ مگر اس بیگم سے یہہ چوک ہوئی کہ اوسنے جہٹ خاوند کو لکہہ بہیجا کہ جلد چلے آؤ قراباغ مین ملاقات کی ٹہری ہے۔ یہہ مرزا سلیمان بی بی کے اس پیغام سے محمد قلی کو محاصرہ کا کام سپرد کرکے خود قراباغ کی طرف چلا۔ مگر مرزا حکیم کو بہی اسکے آنے اور منصوبے کی خبر ہوگئی اسلئے وہ اولٹا پہر آیا۔ مرزا سلیمان نے اوسکا تعاقب کیا۔ اوسکا اسباب لوٹ لیا کچہہ آدمیون کو قید کیا۔ غرض مرزا حکیم بہاگ جلال آباد مین آیا۔ اور یہہ سارا حال ایک عرضداشت مین لکہہ کر اکبر پاس بہیجا۔ بادشاہ نے خوشخبر خان کے ہاتہہ

بہت نقد و جنس بکر روانہ کیا۔ اور امراء پنجاب کے نام حکم روانہ کیا کہ حکیم کی سب طرح اعانت
کریں۔ فریدون مرزا تو اوس پاس تہا اوسنے اور بعض اور اوباش طبعوں نے حکیم کو
یہہ سمجہایا کہ جو کچہہ نقصان کابل مین ہوا ہے اوسکی مکافات بہت آسانی سے پنجاب
اور لاہور پر قبضہ کرنے سے ہو سکتی ہے۔ غرض اس ناعاقبت نکون مزاج مرزا کی
سمجہہ مین بہی یہہ بات آگئی۔ اور دس پانچ امیر بگڑے بگڑائے اوسکے ہمراہ ہوئے
پنجاب پر قبضہ کر لیا۔ اور حصار لاہور کو جا گہیرا۔ جب پادشاہ کو یہہ خبر ہوئی تو وہ خود
لشکر لیکر روانہ ہوا۔ اور انجام یہہ ہوا کہ مرزا حکیم نوامبر ۱۵۶۶ء مین یہہ سنکر کہ پادشاہ
آتا ہے۔ سر اسیمہ ہو کر کابل چلا گیا۔ یہان میدان خالی تہا۔ معصوم کوکانے کئی
دفعہ مرزا سلیمان کی سپاہ کو ہزیمت دی۔ اور جب مرزا سلیمان مرزا حکیم کے تعاقب
سے واپس گیا۔ اور دیکہا کہ قلعہ کا فتح ہونا دشوار ہے تو صلح کر کے بدخشان کو چلا گیا
۔ مرزا حکیم مدت تک ہن چین سے کابل مین حکومت کرتا رہا ✣

اب اس بیان سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اکبر کی حکومت کابل مین نہ تہی۔ مرزا کامران کے
عہد سے خاندان تیمور کے پادشاہ کا ہندوستان مین کابل سے عجب تعلق ہو گیا تہا
اگر ہندوستان مین کوئی مصیبت اوسپر پڑتی تو کچہہ امید اعانت اور استعانت کی اوسے
کابل سے نہ تہی۔ اور جو زبردست حاکم وہان ہو جائے تو اندیشہ تہا کہ ہندوستان
نہ چہین لے۔ اور اگر کم زور اور ضعیف ہوتا تو اوسکی امداد اس خیال سے
کرنی پڑتی کہ کوئی اور زبردست قوم اوسپر تسلط کر کے اپنا ڈانڈا ہندوستان سے نہ ملا دے۔ کہ اوسے ہمیشہ خطرہ رہے۔ پہر ایک دفعہ مرزا محمد حکیم نے
پادشاہ سے بغاوت اختیار کی اوسکا بہر حال لکہینگے فقط

واقعات متفرقہ

پادشاہ کا اجمیر جانا اور قلعہ مرتہا کا فتح ہونا

۸- جمادی الاول سنہ ۹۶۹ / ۱۵۶۲ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے روضہ کی زیارت کے واسطے اجمیر روانہ ہوا جب وہ قصبہ سانبھر میں پہنچا- تو راجہ بہاری مل جو اس نواح میں سے بڑا راجہ تہا پادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا- اور اپنے بیٹے بھگوان داس کو بھی ساتھ لایا- یہہ راجہ کچھواہہ راجپوتوں میں سے تہا- یہہ پہلا ہی راجپوت راجہ ہے جسنے پادشاہ کی اطاعت قبول کی- اوسکے چار بہائی تہے- اونکے نام یہہ ہیں پورن مل- روپسی- اسکرن- جگ مل- سوجا پسر پورنمل نے مرزا اشرف الدین حسین حاکم میوات کو بہکا کر اس راجہ سے لڑا دیا- اور مرزا کا ارادہ ہو گیا کہ سارے اس خاندان کا نام و نشان باقی نہ رکہے کہ پادشاہ پہنچ گیا- راجہ کے بیٹے بھگوانداس نے ایک دفعہ اکبر کی جان بچا دی- وہ اس سلطنت کا بڑے پایہ کا سردار تہا- جگن ناتہہ کے بیٹے مانسنگہ نے بہی اس سلطنت میں بڑا اعزاز اور افتخار حاصل کیا- مرزا اشرف الدین حسین جب پادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا- تو اوسکو حکم ہوا کہ قلعہ میرتہا فتح کرے- یہہ قلعہ رانا اودے پور سے متعلق تہا یہاں کا راجہ جے مل بڑے مردانگی اور شجاعت سے لڑا- آخر کار قلعہ ۷ جلوس سنہ ۹۶۹ / ۱۵۶۲ میں فتح ہو گیا- اس قلعہ کی فتح سے ایک چہیڑ پہاڑ رانا اودے پور سے ہو گئی +

شمس الدین محمد خان زمان آنکہ کا بادشاہ پاس آنا اور ادہم خان کا مارنا

یہہ خان زمان غزنین کا رہنے والا تہا- اول کامران کے ادنی سپاہیوں میں ملازم ہوا تہا

اوسنے ہمایون کو دریا مین سے گڑہ پر پگڑی باندہ کر کہینچا تہا۔ جلاوطنی مین ہمیشہ وسکی رفاقت مین رہا۔ اوسکی بی بی نے بہی اکبر کو دودہ پلایا تہا۔ اسلئے اوسکے نام پر اتکہ لکہا جاتا تہا۔ اوسکے خاندان کا نام اتکہ خیل تہا۔ اب وہ پنجاب مین حاکم تہا۔

۹۶۹ھ ۱۵۶۲ء مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اوسکی نہایت تعظیم و تکریم کی ماہم انکہ اور منعم خان کو سپہ رشک و حسد پیدا ہوا۔ بادشاہ نے اوسکو وکالت کا کام سپرد کیا۔ اوسنے نہایت خوبی سے انجام دیا۔ ادہم خان ماہم انکہ کا بیٹا یہہ دیکہہ کر جلا جاتا تہا۔ یہہ جانتا تہا کہ بیرام خان کیطرح اسکو بہی بادشاہ کی نظرون سے گرادے مگر جب مکر و فریب کی تدبیرون سے کام نہ چلا۔ تو ایک دن یہہ وزیر قرآن کی تلاوت بیٹہا کر رہا تہا کہ ادہم خان تلوار سونت کر اوسپر چڑہہ گیا۔ اور مار ڈالا۔ اور بہانہ یہہ بنایا کہ وہ اوسکی تعظیم کے واسطے نہین کہڑا ہوا۔ بادشاہ کی عنایت پر گہمنڈ تہا۔ اس گناہ پر بہاگنے کا ارادہ نہ کیا۔ اور بالاخانہ کی چہت پر چڑہہ گیا۔ جب یہہ واقعہ پیش آیا تو سارے محل مین غل مچ گیا۔ بادشاہ سونیکا لباس پہنے ہوئے پلنگ سے اوٹہہ کر محل سرا سے باہر آیا۔ اور اپنے عزیز وزیر کو خاک و خون مین غلطان دیکہا دل مین طیش آیا۔ اور اوسی لباس سے کوٹہے پر چڑہا۔ قریب تہا کہ ادہم خان کا سر تلوار سے اوڑا دے۔ مگر اوسنے دونو ہاتہہ بادشاہ کے پکڑ لئے۔ اور منت زاری کرنے لگا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ بالاخانہ سے نیچے اوسے پہینک دین۔ بارہ گز اونچا یہہ بالاخانہ تہا۔ ایک ہی دفعہ کے گرانے مین جان آدہی نکل گئی۔ دوسری دفعہ مین بالکل تمام ہوئی۔ جب ماہم انکہ کو معلوم ہوا کہ بیٹا یون مارا گیا تو زبان سے اُف نکی۔ مگر دل ہی دل مین گہلا کی۔ کچہہ دنون علیل رہی اور اپنے بیٹے کی چہلم مین جان بحق ہوئی۔ بادشاہ نے

اس مادر مہربان کے مرنے کا بڑا افسوس کیا۔ اور اوسکا جنازہ بڑی دھوم سے دہلی بھجوادیا۔ اور خود بھی کچھہ قدم جنازہ کے ساتھہ چلا +

اس قتل مین منعم خان کی بھی شرارت تھی۔ اوسکی سزا کو دیکھہ رات کو آگرہ سے بھاگا راہ مین دوآبہ کے اندر پکڑا گیا۔ مگر بادشاہ نے اوسکے قصور معاف کردیا +

بادشاہ کے تیر لگنا

۲۷۔ جمادی الاول ۹۷۳ھ ۱۵۶۵ء کو دلی مین حضرت نظام الدین اولیا کی درگاہ کی زیارت کرکے آتا تھا۔ وہان ایک کافر نعمت ماہم انکہ کے مدرسہ کے قریب کھڑا تھا۔ اوسنے بادشاہ کو نشانہ بناکر تیر مارا۔ اور وہ اوسکے دائین شانہ پر لگا۔ اور ایک لہشت اندر بیٹھہ گیا۔ تیر کے لگتے ہی اس خطاوار کو گرفتار کرلیا۔ اور بادشاہ سے عرض کی کہ اول سے تمام حال پوچھا جائے۔ پھر خاک فنا مین ملایا جائے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اسے فورًا نشانہ اجل بناؤ۔ توقف مین یہہ اندیشہ ہی کہ معلوم نہین کہ وہ کس کس سے ہی خلاصمند کو متہم کرے۔ غرض اوسیوقت اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا۔ بادشاہ نے اپنا تیر نہایت استقلال کے ساتھ نکلوایا۔ اور گھوڑے پر سوار ہوکر گھر آیا۔ تھوڑے دنون مین زخم اچھا ہوا۔ پیچھے معلوم ہوا کہ یہہ مجرم شرف الدین حسین کا غلام تھا۔ اور فولاد اوسکا نام تھا۔ ہمیشہ بادشاہ کی جان لینے کا ارادہ رکھتا تھا +

خواجہ معظم

خواجہ معظم مریم زمانی کا سوتیلا بھائی یعنے اکبر کا سوتیلا ماموں تھا۔ ہمایون کے عہد مین اس خواجہ سے بہت سی حرکات ناپسندیدہ سرزد ہوئی تھین۔ مگر مریم زمانی کے لحاظ سے اونسے درگذر ہوتی تھی۔ اوسکی عادت تھی کہ ہر ایک سے جھگڑا کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ

امیر عبداللہ مغل کے سر پر تلوار لیکر چڑہ گیا۔ کبھی بیرام خانکے سر پر خنجر مارنے کا قصد کیا
غرض ایسا بیباک اور خشمناک تہا کہ کسی کو خاطر مین نہ لاتا تہا۔ بی بی فاطمہ ہمایون
کی اردو بیگی تہی۔ اوسکی بیٹی زہرہ آغا خواجہ معظم کی بی بی تہی۔ وہ اس کم بخت
کے ہاتہہ سے ایک بلا مین گرفتار تہی۔ اکبر بہی بی بی فاطمہ کی خاطرداری کرتا تہا۔
ایک دن اوسنے بادشاہ سے عرض کیا کہ خواجہ کا ارادہ ہے کہ جب اپنی جاگیر پر جائے
تو میری بیٹی کو بہی ساتہہ لیجائے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہان اوسکو مار نہ ڈالے۔ اسلئے
حضور سفارش فرمائین کہ وہ میری لڑکی کو یہین چہوڑ جائے۔ بادشاہ نے وعدہ کیا
کہ اسوقت مین شکار کو جاتا ہون۔ واپسی کے وقت خواجہ معظم کے گہر جاکر سمجہا دونگا
۔ جب بادشاہ نے اپنے آنے کی خبر خواجہ کو بہجوائی تو وہ سمجہہ گیا کہ بادشاہ کا یہہ مطلب
آنے سے ہے۔ اسلئے بادشاہ کے آنیسے پہلے اس ظالم نے تلوار کو زہرہ آغا کے خون
سے لال کیا۔ اور خون بہری تلوار بادشاہ کے سامنے لے گیا اور پکار کر کہا کہ مین نے
اوسکا خون کیا خون کیا۔ بادشاہ یہہ دیکہہ غضب مین آیا۔ اور گہر کے اندر گیا۔ وہان
خواجہ دست بشمشیر مقابلہ کے لئے پیش آیا۔ بادشاہ نے للکارا کہ خبردار اگر تو نے تلوار
کو ذرا بہی ہلایا تو سر تیرا بدن پر نہ ہوگا۔ غرض اس دیوانہ خواجہ کو بادشاہی آدمیون نے
قید کیا۔ کہ ایک اور اوسکا غلام گجراتی تلوار باندہے ہوئے بادشاہ کے قتل کے درپے تہا
۔ بادشاہ نے اوسے دیکہہ کر قتلق قدم خان کو حکم دیا کہ بزن۔ یہہ حکم ہوتے ہی غلام کا
تن سے سر کہین گیا اور دہڑ کہین۔ خواجہ کے واسطے یہہ حکم شاہی صادر ہوا کہ اوسکے
ہاتہہ پیر اور گردن باندہ کر جمنا مین غوطے دو۔ یہہ یقین تہا کہ ان غوطون سے اوسکی
جان موج فنا مین ہلاک ہوگی۔ مگر یہہ سخت جان جب اسطرح نہ مرا تو حکم ہوا کہ قلعہ گوالیار مین

قید کیا جائے۔ یہان قید مین دیوانہ ہوکر مر گیا۔

تہانیسر کے یہان مین سنیاسیونکا جھگڑا

بادشاہ لاہور سے دہلی کی طرف ۱۵۶۷ء مین آتا تہا کہ تہانیسر مین اوسکا مقام ہوا۔ اتفاق سے وہان نہان کا میلہ تہا۔ گرہن کے دن یہان کرد چھتر کے تالاب پر بڑا اجتماع ہندؤن کا ہوتا ہے۔ پن خیرات مین لاکہون روپئے برہمنون کو ہندو دیجاتے ہین۔ یہان سنیاسیون اور جوگیون مین کسی بات پر جھگڑا اوٹہا۔ دونون گروہون کے سرگروہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور اونہون نے اپنی اپنے دعوے پیش کئے۔ اور یہہ درخواست کی کہ ہم کو اجازت ملے کہ تلوار سے آپسمین لڑکر فیصلہ کرلین۔ بادشاہ نے اول ہر فریق کو سمجہایا کہ بغیر لڑے مرنے کے فیصلہ کرلین۔ مگر جب دیکہا کہ وہ نہ مانینگے تو اونکو لڑنے کی اجازت دیدی۔ سنیاسی دو اور تین سو کے اندر تہے۔ جوگی پانچ سو تہے۔ اسلئے بادشاہ کے سپاہی بہی بدن پر بہبوت مل کر سنیاسیون کے ساتہہ ہوئے۔ دونومین خوب تلوار چلی۔ بادشاہ اپنی آنکہون کے سامنے تماشا دیکہتا تہا۔ آخر کو سنیاسیون کو فتح ہوئی۔ پہر بادشاہ نے اپنی سپاہ کو انتظام کردیا کہ یہہ فیروزمند کچہہ اور فساد برپا نہ کرین۔

باغیانہ ملکون پر بادشاہ کا متوجہ ہونا

اب تم نے دیکہا کہ کن کن سردارون نے بغاوت اختیار کی بادشاہ کو کیا کیا دشواریان ان سرکشون کے دور کرنے مین پیش آئین۔ بادشاہ ادہر اپنے سردارون سے لڑتا بہڑتا تہا اودہر شیر شاہ کے جانشینون سے یہی برسرپیکار رہتا تہا۔ جب اوسکا پچیسویں برس سن ہوا تو اوسنے اپنے بدخواہون کو خواہ اپنے زور اور قوت سے غارت غول کیا

خواہی عنایت اور مروت سے خیر خواہ اپنا بنایا۔ غرض ایک کام سے بخت ہوا اور ملکون پر فتح کرنے کی فرصت نصیب ہوئی۔ اب وہ اول اجپوتون کے ملکون پر متوجہ ہوا +

قلعہ چیتوڑ کی فتح

اگرچہ ہندوستان کے بڑے بڑے زمیندار اور راجہ اکبر کے مطیع اور فرمانبردار ہوگئے تھے مگر رانا اودے پور کو اپنی سپاہ اور قلعون پر ایسا گھمنڈ تھا کہ اونے بادشاہ کی بات نہ پوچھی +

ہم پہلے لکھہ آئے ہین کہ ۱۵۶۲ء مین مرزا شرف الدین حسین نے قلعہ میرٹھا کو جو اس رانا سے متعلق تھا فتح کیا تھا۔ اس سبب سے ایک چھیڑ چھاڑ رانا سے شروع ہوگئی تھی اور رانا کو بھی معلوم ہوگیا تھا کہ یہہ بادشاہ بھی کچھہ ہے۔ اکبر کو اور ضرورتین ایسی عائد ہوئین کہ وہ اس فتح سے فائدہ نہ اوٹھا سکا۔ اور خان زمان کے جھگڑون مین پھنس گیا۔ اب انفراغ ہوا رانا کے ملک کی فتح کا ارادہ ہوا۔ چنانچہ اونے آصف خان کو بیانہ مین جاگیردار مقرر کرکے حکم دیا کہ رانا سے لڑنے کیواسطے لشکر اور سامان لشکر تیار کرے۔ بادشاہ شکار کھیلتا کھیلتا باری مین پہنچا۔ اور یہان سے قلعہ کا گرون مین مرزا محمد سلطان کی اولاد کی بغاوت کے ڈہانے کے لئے گیا۔ باغی بادشاہ کی وہان خبر سنکر گجرات کو گئے۔ وہ اودے پور کے ملک کی طرف ۱۵۶۷ء مین مصروف ہوا۔ رانا اودے سنگھ یہان کا راجہ تھا۔ اور یہہ راجہ راجہ سنگا کا بیٹا تھا جسنے بابر سے معرکہ آرائی کی تھی۔ مگر وہ ایسا دون ہمت اور نامرد تھا کہ جب اونے سنا کہ بادشاہ چیتوڑ کے قریب پہنچا۔ تو وہ اس قلعہ کو چھوڑکر گجرات کے شمالی پہاڑون اور جھاڑیون

ملک مین چلاگیا۔ اور قلعہ چیتوڑ مین جے مل کو جو مرزا شرف الدین حسین سے قلعہ میرتہا پر خوب لڑا تہا پانچ چار ہزار رجپوتون کے ساتہہ چہوڑ گیا۔ اور ذخیرہ کہانے پینے کا جمع کر گیا۔ اور چارون طرف قلعہ کے ویرانہ بنا گیا۔ یہہ جے مل بڑا جوانمرد اور سورما اور دلاور لایق تہا۔ اگرچہ چیتوڑ پہلے بہی دو دفعہ مسلمانون نے فتح کر لیا تہا مگر میواڑ کے راجپوت اوسکو اپنی سلطنت کا بڑا مقدس مقام سمجہتے تہے۔ یہہ قلعہ ایک الگ پہاڑ پر واقع تہا۔ اونچائی اس پہاڑ کی ایک کوس اور لنبائی تین کوس اور چوڑائی آدہ کوس تہی۔ پانی وسمین بہتا تہا۔ اور کہانے پینے کا ذخیرہ بہی سب جمع تہا۔ اکبر اوسکے نیچے نہایت احتیاط سے پہنچا۔ اور اوسنے امیرون مین مورچے تقسیم کئے۔ اور ساباط بنانے کا حکم دیا۔ ساباط عبارت اسی سے کہ دو دیوارین مٹی کی بورون کی اوٹہاتے ہین اور اوپر تختے پلتے ہین۔ اور اوپر چمڑا منڈہتے ہین اور بیچ مین سلامت کوچہ مار پیچان کی صورت مین قلعہ کے نیچے بناتے چلے جاتے ہین۔ ایک گولی کے ٹپہ پر قلعہ سے یہہ ساباط بننے شروع ہوئے ہین اور قلعہ کے نیچے پہنچکر سرنگین کہودتے ہین اور اوسمین باروت بہر کر اوڑاتے ہین۔ غرض یہہ ساباط بنائی گئی۔ پانچ ہزار مزدور اس کام مین رات دن لگے رہتے تہے۔ اور سو دو سو اونمین سے بیچارے دشمنون کے گولے چہرہ سے اوڑ جاتے تہے۔ اور اونکی لاشین دیوارون مین اینٹون کی جگہ کام آتی تہین۔ یہہ ساباط ایسا فراخ تہا کہ دس سوار برابر قطار باندہ کر چل سکتے تہے۔ اور اونچا اتنا تہا کہ ہاتہی کا سوار اوسمین نظر نہ آتا تہا۔ غرض جب وہ قلعہ کے نیچے پہونچا۔ تو دو سرنگین کہودی گئین اور اونمین بارود بہری گئی۔ اور یہہ بات قرار پائی کہ جسوقت سرنگین اوڑین اوسی وقت قلعہ پر دہاوا کیا جائے۔ مگر اتفاق یہہ ہوا کہ ایک سرنگ اوڑی تہی کہ قلعہ کی ٹوٹی الانگ پر بہادر

سپاہی دشمنون سے جا بھڑے۔ کہ اتنے مین دوسری سرنگ اور ڑی اوسسے دوست دشمن دونو اور ے۔ اس صدمہ سے بادشاہ کی فوج فوراً اولٹے پاؤن چلی آئی۔ مگر بلند ہمت بادشاہ کے عزم مین کچھہ فرق نہ آیا۔ اور اس آفت سے قلعہ کی فتح کے اور زیادہ سامان کیئے۔ اور دوسرا سا باط تیار کرایا۔ ۲۵ شعبان ۹۷۵ھ تاریخ ۱۵۶۸ء کو سارا لشکر جمع ہوا۔ جے مل سیناپت رجپوتون کا اس تاریخ مین صبح کو قلعہ کے ٹوٹی النگ کی مرمت کرانے مین مصروف تہا۔ بادشاہ بندوق لئے ایک مورچہ پر بیٹہا تہا کہ اتفاق سے اوسکا چہرہ بادشاہ کو روشنی مین نظر آیا۔ گولی کا نشانہ تاک کر ایسا مارا کہ جے مل ہین نشانہ اجل بنا۔ جبوقت یہہ سپہ سالار مارا گیا۔ تو رجپوتون نے ہمت ہار دی۔ بعض رجپوتون نے عورتون کو جے مل کے ساتہہ جلا دیا۔ اور مال اسباب کو خاک مین ملا دیا۔ اور پھر لشکر شاہی سے جو قلعہ کے اندر آگیا تہا خوب دل کہول کر لڑے۔ غرض آٹھہ ہزار رجپوت مارے گئے اور مسلمان بہی بہت ہلاک ہوئے۔ دو ہزار راجپوت عجیب و غریب حکمت سے صاف بچکر نکل گئے۔ اونہون نے یہہ حیلہ کیا کہ اپنے جورو بچون کے مشکین باندہین اور اونکو بیچ مین رکہا آپ ادہر اودہر پہرہ دار بنے۔ گویا یہہ معلوم ہوتا تہا کہ بادشاہی سپاہی قیدیون کو لئے جاتے ہین۔ جبوقت یہہ محاصرہ ہو رہا تہا بادشاہ نے اپنے سردار چارون طرف رانا کی تلاش مین بہیجے تہے۔ اصف خان نے رام پور کو جو چتوڑ سے پچاس میل پر تہا لے لیا۔ اور قلعہ مانڈل بہی فتح ہو گیا تہا۔ حسین قلی خان نے اودے پور لے لیا تہا۔ اور اودے پور سے شمال مغرب کو کنبل میر ہے اوسسے بہی قبضہ مین کر لیا تہا۔ اگرچہ رانا اودے سنگہ کے قبضہ سے دار الحکومت چتوڑ گڈہ نکل گیا۔ مگر وہ اپنی جہاڑی اور جنگلون مین آزاد اور خود مختار پھرتا رہا۔ راجہ پرتاپ سکا بیٹا جب

جانشین ہوا تو ۱۵۷۸ء/۹۸۶ھ مین اوسے کتبہل میر اور گوکندہ لیا گیا۔ مگر یہہ راجہ باپ کی طرح بودا اور نامردنہ تہا۔ اوسنے استقلال کو ہاتہہ سے ندیا۔ اور اکبر کی زندگی ہی مین اپنی سلطنت کا ایک حصہ بادشاہی عمل دخل سے نکال لیا۔ اور اودے پور کو اپنا دارالسلطنت مقرر کیا۔ رجپوتون مین رانا اودے پور ہی کا خاندان ایسا ہے جسنے مسلمان بادشاہون کو بیٹی نہین بیاہی۔ یہان کے راجہ ایسی رشتہ مندی کو مذہبًا ناجائز جانتے تہے +

رنتہنبور اور کالنجر کے قلعون کی فتح

اس قلعہ مین شیر شاہ کی عملداری کے بعد حاجی خان اوسکا غلام حاکم تہا۔ اس خوف سے کہ قلعہ کہین اکبر کے ہاتہہ نہ لگ جاے اوسنے ۱۵۵۹ء/۹۶۶ھ مین راجہ سرجن سنگہ کے ہاتہہ بیچ ڈالا۔ اور ہی سنگہ اودے پور کے رانا کے عزیزون مین سے یہہ راجہ تہا اوسنے بہت سے مکانات اس قلعہ مین بنواے اور تمام مضافات کی پرگنون پر تسلط کر لیا۔ جب قلعہ چتور فتح ہو گیا۔ اور بادشاہ آگرہ مین آگیا۔ تو اوسنے اس قلعہ کی فتح کا ارادہ کیا۔ اور وہ فوج جمع ہوئی جو قلعہ چتوڑ کی فتح مین شریک نہ تہی۔ اشرف خان اور صادق خان اس فوج کو لیکر ۱۵۶۹ء/۹۷۶ھ مین روانہ ہوے۔ مگر سکہوارہی مین اس سبب سے کہ مالوہ مین محمد سلطان مرزا کی اولاد نے بغاوت اختیار کر رکہی تہی اولٹا بلانا پڑا۔ اور سال آئندہ مین بادشاہ خود فوج لیکر اس قلعہ پر چڑہ گیا۔ اور تہوڑے دنون مین سنا باط مورچے اور سلامت کوچی تیار ہو گئے۔ اور توپون کی مار سے قلعہ کی فصیل کو کئی جگہ سے توڑ دیا۔ جب راجہ سرجن سنگہ نے محاصرہ قلعہ کی یہہ کیفیت دیکہی تو اوسنے بادشاہ پاس اپنے دو بیٹے دودھ سنگہ اور بہوج سنگہ بہیجے۔ ان دونون نوجوان راجہ کے بیٹون کی بادشاہ نے بڑی خاطرداری کی۔ اور بعد ازان راے سرجن سنگہ ہی

خود حاضر ہوا۔ اور قلعہ بادشاہ کے بالکل قبضہ مین ہوگیا۔ اور مہتر خان کو یہہ قلعہ سپرد ہوا
۔ وہی قلعہ کالنجر جسنے شیر شاہ کی جان لی تہی راجہ رامچند راجہ پنا نے شیر شاہ کی داماد
بہار خان اعظم ہمایون کے بیٹے سے مول لیا تہا۔ یہہ راجہ ہوشیار تہا اوسنے خود کو بجاے
قلعہ کی بادشاہ پاس بہیجدیں ٭

فتح گجرات اور خاندان تیمور کے شاہزادون کی بغاوت

امراء اوزبکیہ کے جہگڑون کا ابہی فیصلہ ہوا نہا تہا کہ ایک اور بغاوت ہندوستان مین برپا ہوئی
۔ سلطان مرزا کا حال تم کو یاد ہوگا کہ وہ بابر کے ساتہہ ہندوستان مین آیا تہا۔ اوسکے
خاندان کا سلسلہ امیر تیمور تک پہونچتا ہے۔ ہمایون کے ساتہہ جو معاملات اوسکے ہوئے
وہ بیان ہو چکے۔ اب یہہ شہزادہ بہت بوڑہا ہوگیا تہا۔ سرکار سنبہل مین پرگنہ اعظم پور اوسکی
جاگیر مین تہا۔ اوسی سے اپنی بسر اوقات کرتا تہا۔ اب اوسکی اولاد اور اوسکے بہائی کی
اولاد ابراہیم حسین مرزا اور محمد حسین مرزا اور عاقل حسین مرزا کو بادشاہ نے اپنی کا
مین جاگیرین دیدی تہین۔ وہ اکثر بادشاہ کی خدمت مین حاضر رہتے تہے۔ جونپور کی
مہم سے بادشاہ آیا تہا کہ وہ اوسکی خدمت سے جدا ہوکر اپنی اپنی جاگیرون مین گئے۔ مگر
۹۷۳ھ ۱۵۶۶ء مین جب بادشاہ لاہور مین مرزا حکیم کا جہگڑا چکانے کیواسطے گیا تہا۔ بادشاہ کو
دور جان کر سرکار سنبہل مین غدر مچا دیا تہا۔ اور کئی جاگیردارون کو مار ڈالا۔
مگر جب جاگیرداران سنبہل سنبہل کر سامنے کہڑے ہوئے تو وہان سے بہاگ کر سکندر خان
اوزبک اور خان زمان سے جا ملے۔ مگر ان خود سرون کے ساتہہ ان کج منشون کی نہ نبہی
۔ اسلئے وہ دوآبہ مین برسر فساد ہوئے۔ یہانتک کہ جاگیردارون کو لوٹتے مارتے دہلی
تک جا پہنچے۔ یہان منعم خان آگرہ سے آگیا۔ اور تاتار خان نے دہلی کو مستحکم کیا شاہزادی

یہہ سنا مان دیکہہ کر گہبرائی - اور مانڈو کو چلتے بنے - وہان کا حاکم محمد قلی برلاس بادشاہ
کی خدمت مین حاضر تہا - اوسکا داماد خواجہ ہادی وہان تہا - اوسنے اوجین کو لڑنیکے واسطے تیار کیا - مگر اوسکی کچہہ پیش
نہ گئی اور زیان اٹہایا - کہ وہ اون مفسدون کو نکالدے - اونکو یہان ایسا میدان خالی ملا کہ وہ دو چار جاگیرداروں کو
مار مور ہندیا تک مالوہ مین قابض ہوگئے - جب لشکر شاہی اونکی سزا کے واسطے متعین ہوا
تو وہ گجرات کو چلے گئی - گجرات کا حال یہہ ہے کہ جب بہادر شاہ گجراتی مر گیا - تو گجرات کی حکومت
پر محمود شاہ ثانی اوسکا بہتیجا تخت پر بیٹہا - اور جب سلطان محمود مر گیا - تو اس صوبہ مین
امیرون نے شورش و ٹہائی - مبارک اور اعتماد خان اور عماد الملک نے اس غرض سے
کہ ہم بادشاہی کرین سلطان احمد کے فرزندون مین سے ایک کو بادشاہ بنایا - اور پہر
اوسکو مار ڈالا - اور ازل مین سے کسی کا چہوٹا سا لڑکا لے لیا - اور تتنوا اوسکا نام رکہا
اور یہہ شہور کیا کہ وہ سلطان محمود کا بیٹا ہے - اوسکو تخت پر بٹہا دیا - اور مظفر شاہ
اوسکا لقب کہدیا - اور سلطنت کو اسطرح آپسمین تقسیم کر لیا کہ احمد آباد دار الحکومت گجرات
اور کہنبات اور بعض اور قطاع تو اعتماد خان کے تصرف مین اور سرکار پٹن موسیٰ خان
اور شیر خان فولادی کے حصہ مین اور سورت اور بڑودج اور بڑودہ اور چنپانیر
عماد الملک کے بیٹے چنگیز خان کے حصہ مین - اور جونا گڈہ اور جتور سورتہا مین خان عورجی
کے اختیار مین دولوقہ اور دندوقہ سید مبارک کے نبیرہ کے حصہ مین آئی - اعتماد خان
پہلے ہندو تہا اب مسلمان ہوگیا تہا - وہ اس خورد سال بادشاہ کو اپنے پاس رکہتا تہا
- ان بے سر سرداروں مین آپسمین جہگڑا شروع ہوا - چنگیز خان نے اعتماد خان سے
لڑائی شروع کی - اور غصب سلطنت کا الزام اوسکے ذمہ لگایا - مرزا اون نے جب دیکہا
کہ مالوہ مین بادشاہی فوج کے سامنے پیر جمنے مشکل ہین تو وہ چنگیز خان پاس چلے گئے -

اوسنے اونکے آنے کو عجب جانا۔ بڑودج مین جاگیر دی۔ مگر یہہ جاگیران شاہزادون کی شاہ خرچی کو کافی نہ ہوئی۔ اسلئے اونہون نے اور جاگیر داونپر بے اجازت چنگیز خان کے تصرف کرنا شروع کیا۔ اور ناحق کے حق اپنے جتانے اور بیہودہ شیخیان مارنی شروع کین غرض اسپر ایک قصہ کھڑا ہوا۔ مرزا خفا ہوکر خاندیس مین چلے گئے۔ اور وہان سے پھر مالوہ مین آئے۔ چیتور گڈہ کی فتح سے تھوڑے دن پہلے بادشاہ نے فوج اونکے مقابلہ کے مالوہ مین روانہ کی تہی۔ کہ چنگیز خان کو جہجار خان حبشی نے مار ڈالا۔ شیر خان فولادی نے احمد آباد کا محاصرہ کیا۔ اور اعتماد خان کو اوسمین گھیر لیا۔ ان مرزاؤن کو بہی اپنے پاس بلالیا۔ یہان سے تنو بادشاہ بہی اوسکے بہکانے سے احمد آباد سے بہاگ کر پٹن مین چلا گیا۔ ان تمام جہگڑون اور فسادون کی جب اکبر کو خبر ہوئی۔ تو اونسے یہہ سمجہہ کر کہ ملک برباد ہوا جاتا ہے۔ ملک گجرات کی تسخیر کا ارادہ مصمم کیا۔ اور ۱۸ جلوس ۹۸۰ھ ۱۵۷۲ء مین فتحپور سے روانہ ہوا۔ سروہی کا راجہ راہ مین مطیع ہوا۔ پٹن نہرواله مین وہ پہنچا۔ اور احمد آباد کا قصد کیا کہ شیر خان فولادی نے یہہ سنتے ہی احمد آباد کے محاصرہ سے ہاتھہ اوٹہایا۔ اور پٹن سے دو منزل ہے بادشاہ چلا تہا کہ میان تنو مظفر شاہ نے بادشاہ کے پیرون پر اپنا تاج اور تخت رکہہ دیا۔ اور اعتماد خان بہی حاضر ہوا۔ قلعہ کی کنجیان بادشاہ کے سامنے رکہہ دین اور بادشاہ کی بڑی منت سماجت کی کہ وہ اس ملک پر اپنا قبضہ اور تصرف کرلے۔ غرض ۴ رجب کو بادشاہ کا خطبہ یہان پڑہا گیا۔ گجرات کے اندر سورت مین محمد حسین مرزا اور چنپانیر مین شاہ مرزا اور بہڑوچ مین ابراہیم حسین مرزا مالک ہوگئے تہے۔ اب بادشاہ احمد آباد سے کہنات مین آیا۔ امرا گجراتی کو احمد آباد مین چہوڑا وہان سے ایک امیر اختیار الملک بہاگ کر احمد انگر کو چلا گیا۔ اسلئے اور امیرون کا بہی اختبار جاتا رہا

وہ نظر بند کئے گئے۔ پادشاہ کہنبات سے بڑودہ مین آیا۔ اور مرزا عزیز کوکلتاش کو انتظام ملکی کے واسطے منتظم مقرر کیا۔ پھر سورت کی فتح کرنیکے لئے فوج روانہ کی۔ وہان حسین مرزا نہا - دوسرے دن بعد اس مردانگی کی یہہ خبر آئی کہ ابراہیم مرزا نے رستم خان رومی کو مار ڈالا۔ اور برہانپور مین پادشاہ کے لڑنیکی خبر سنکر اس شہر کو چھوڑ دیا۔ اور پادشاہ کے خیمہ سے آٹھہ کوس کے فاصلہ پر ہوتا ہوا کہین اور جاکر فساد برپا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے - پادشاہ یہہ سنکر آگ بگولا ہوگیا۔ اور ابراہیم مرزا کی سرزنش کے لئے فوج روانہ کی۔ اور پادشاہ نہایت چستی اور چالاکی سے بے تامل بڑھکر دشمنون کے مقابلہ پر بڑی کڑی منزل طے کرکے جا پہنچا۔ اسوقت پادشاہ کے ساتھہ تمام منتخب امیر اور سپاہی ایک سو چھہ کے قریب ہونگے۔ ابراہیم مرزا اسوقت سرنال مین تھا۔ اوس پاس ایک ہزار سوار مسلح تھے دریا مہندری کے کنارہ پر پادشاہ نے دشمنون پر حملہ کیا۔ اور دشمنون کو ایسا مجبور کیا کہ اونکو کوئی چارہ ہی سوا اسکے نہ رہا تھا کہ وہ ایسی تنگ راہون مین کھڑے ہون جہان تین سوارون سے زیادہ چوتھے سوار کا گذارہ نہ تھا۔ اس حکمت سے اپنی تھوڑی فوج کو دشمن کی بڑی فوج کے برابر کرلیا۔ جے پور کا راجہ اور اوسکا بھتیجا مانسنگہ بھی ساتھہ تھا جب پادشاہ دشمنون کو دباتا دباتا رفیقون سے علیحدہ ہوا تو اوسوقت اوسکے ساتھہ راجہ مانسنگہ ہی تھا۔ دشمنون کے تین سوارون نے قدم بڑھائے اور ایک نے راجہ پر حملہ کیا۔ مگر وہ کانٹون مین ایسا پھنسا ہوا تھا کہ راجہ نے نیزہ سے اوسکو ہلاک کیا۔ دونے پادشاہ پر حملہ کیا مگر پادشاہ نے اوس بہادری سے مقابلہ کیا کہ وہ پیچھے ہٹ گئے۔ اسوقت پادشاہ صحیح سلامت اس راجہ کے ہمراہ ہونے سے بچ گیا۔ اب ابراہیم مرزا کا دل لڑائی سے ہار گیا۔ اور بھاگ گیا۔ اوسکے تعاقب مین لشکر روانہ ہوا۔ پادشاہ سرنال مین گیا اور

اس فتح کا بڑا شکر ادا کیا۔ اب یہہ مرزا متفرق ہو گئے ٭

سورت کی فتح

اگرچہ سورت کا قلعہ چھوٹا سا تھا۔ مگر نہایت مستحکم بنا تھا۔ وہ پرتگیزوں سے لڑنیکے واسطے ۹۷۴ھ مین سلطان محمود گجراتی کے غلام صفر آکا ملقب بہ خداوند خان زادہ نے اس قلعہ کو تعمیر کیا تھا۔ ایک مہینہ سترہ روز تک اس قلعہ کا محاصرہ رہا۔ اب بہت کچھہ توپ گولہ بارود صرف ہوا۔ جب قلعہ فتح ہونیکے قریب ہوا تو مولانا نظام الدین لاری کی سفارش سے صلح ہو گئی۔ اور قلعہ بادشاہ کے قبضہ مین آگیا۔ اور فتح خان کو یہان کا حاکم مقرر ہوا ٭

مرزاؤن کا حال

جب مرزا لڑائی سے بہاگے تو ابراہیم حسین مرزا پٹن مین گیا۔ اور یہان محمد حسین مرزا اور شاہ مرزا سے ملا۔ اور آپسمین صلاح اور مشورہ ہو کر یہہ امر قرار پایا۔ کہ ابراہیم حسین مرزا تو ہندوستان مین فساد برپا کرنے چاہئے (مگر ابوالفضل لکھتا ہے کہ وہ ہندوستان خاص مین بہائیون سے خفا ہو کر چلا گیا) اور باقی دونو مرزا شیر خان فولادی کے ساتھہ پٹن کا محاصرہ کرین۔ پس شیر خان فولادی نے پٹن کا محاصرہ کیا۔ سید احمد خان بارہ قلعہ پٹن مین متحصن ہوا۔ اور بادشاہ کو سارا حال لکھہ بھیجا۔ بادشاہ نے بہت سے جاگیردار اور سردار اوسکی اعانت کیواسطے بھیجے۔ اور خان اعظم عزیز کوکلتاش کو سپہ سالار مقرر کیا۔ پٹن سے پانچ کوس پر شیر خان فولادی اور مرزاؤن نے اول بادشاہی لشکر کو شکست دی۔ مگر پھر خان اعظم ہمت کر کے جو لڑائی لڑا اوسمین فتحیاب ہوا۔ شیر خان بہاگ کر منعم خان پاس جونا گڈھہ مین چلا گیا۔ محمد حسین مرزا

دکن مین بہاگ گیا۔ گجرات کی حکومت خان اعظم کو سپرد ہوئی۔ اب ابراہیم مرزا گجرات سے بہاگ کر کے قلعہ مین آیا۔ اور ایک کاروان کو اس قلعہ سے گیارہ کوس پر لوٹا۔ اور ناگور کو لوٹتا ہوا نارنول مین گیا۔ راے رائسنگھ اور راے سنگھ ہزار سوار لیکر اوسکے پیچھے روانہ ہوئے۔ ناگور سے بیس کوس کے فاصلہ پر مرزا سے اونکی لڑائی ہوئی۔ اور مرزا بہاگ گیا۔ غرض وہ راستے مین لوٹتا مارتا سنبھل کی سرکار مین اعظم پور پہونچا۔ اور پھر پانی پت سنپت کرنال کو لوٹتا ہوا پنجاب مین داخل ہوا۔ یہان نگرکوٹ پر بادشاہ سے لڑائی ہو رہی تھی۔ اس امید پر آیا تھا کہ شاید کوئی موقع ملجائے۔ راہ مین اوسکے ساتھہ اور سیکڑون اوباش ہمراہ ہو گئے۔ ملتان سے چالیس کوس پر تلنبہ مین بادشاہ کے امیرون نے اوسے مقابلہ کیا۔ وہ بہاگ کر ملتان مین گیا۔ اور دریا گارا جو اوس دریا کا نام ہے جو بیاس اور ستلج ملنے سے بنتا ہے اوترنا چاہتا تھا مگر کشتیان نہ ملین اسلئے شب کو یہین آرام کیا۔ رات کو قوم جیل نے جو مچھلی بیچا کرتے تھے اوسپر حملہ کیا۔ اور زخمی کیا۔ کپڑے بدل کر بہاگنا چاہتا تھا کہ اوسکو آدمیون نے پہچان لیا اور سعید خان حاکم ملتان پاس قید کر کے بھیجا کہ اتنے مین وہ خود قید ہستی سے چھوٹ گیا +

بادشاہ کا دوبارہ گجرات مین جانا

بادشاہ مہم گجرات سے فارغ ہو کر ۴ جمادی الاول ۹۸۱ھ / ۱۵ اگست ۱۵۷۳ء کو اپنی دار الخلافہ مین چلا آیا تھا مگر یہہ ملک باغیون سے صاف نہ ہوا تھا۔ اختیار الملک ایدر کی حدود مین رائسنگھ زمیندار کی اعانت سے اور شیر خان فولادی کے بیٹون سے سازش سے فساد مچا رہا تھا۔ اور محمد حسین مرزا نے بھی دولت آباد سے سورت کے دوبارہ لینے کی

قصد سے کوچ کیا۔ قلیچ خان نے اس قلعہ کو لڑائی کے لئے تیار کیا۔ مرزا نے
اپنا یہہ منصوبہ چھوڑ دیا۔ اور کہنبات مین چلا گیا۔ اور یہان کے حاکم کو بھگا دیا۔
وہ احمد آباد چلا گیا۔ خان اعظم نے کچھ سپاہ اس مرزا سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجی
اور اب خود اختیار الملک سے لڑنے ایدر کی طرف آیا۔ مرزا کی سپاہ کو شکست ہوئی۔
اور وہ بھاگ کر اختیار الملک کے شریک ہوا۔ اب خان اعظم احمد آباد مین مقیم ہوا۔
ان دونون مین کئی لڑائیان ہوئین مگر کوئی نتیجہ اوسکا نہ پیدا ہوا۔ شیر خان
فولادی کے بیٹون کو جب اسکی خبر ہوئی تو وہ بھی دوڑ اختیار الملک سے آن ملے
۔ اب یہہ سب مل ملا کر بیس ہزار سپاہیون کا جمگھٹ ہوگیا۔ انمین سب قومون کے
سپاہی تھے مغل جتی گجراتی افغان رجپوت اونہون نے احمد آباد کو جا کر گھیر لیا۔ خان اعظم
بھی قطب الدین کی امداد لیکر اس شہر مین پہنچ گیا۔ ان دونون کو اپنے آدمیونکا
اعتبار نہ تھا۔ ناچار قلعہ مین پناہ لی۔ یہہ سب حال بادشاہ کو معلوم ہوا۔ اور اوسکا
خود ارادہ چلنے کا ہوا۔ ابھی لشکر شاہی ایک برس لڑکر گجرات سے آیا تھا۔ اوسنے اپنی
جاگیرون سے روپیہ بھی وصول نہ کیا تھا۔ بادشاہ نے خزانہ شاہی سے روپیہ دینے کا
کا حکم دیدیا تھا۔ اور بہت سا لشکر کا سامان تیار کیا۔ وہ یہہ جانتا تھا کہ سارا لشکر
بہیر بہنگاہ سمیت جلد نہین جا سکتا۔ اسلئے اوسنے دو ہزار کا راز مودہ من چلے
بہادر چنے چنے دلاور سپاہی ساتھہ لئے۔ اور ساتھہ ہی رستہ کے حاکمون کو حکم بھیجا
کہ جتنی کوتل سواریان ہون تیار کرکے اپنے انتخابی فوج سے سر راہ حاضر ہون۔
خود تین سو جان نثارون سے کہ تمام نامی سردار اور منصب دار تھے۔ سانڈنیون
پر بیٹھہ کوتل گھوڑے لگانہ دن دیکھا نہ رات۔ جنگل اور پہاڑ کاٹ ساڑھے چار سو میل کے

سفر کو نو دن مین ختم کیا۔ اور گجرات مین جا پہنچا۔ کل تین ہزار جوان علم شاہی کے نیچے
لڑنے بھڑنے مرنے گرنے کو تیار پائے۔ اسوقت کسی نے کہا کہ کچھ جان نثار آنا چاہتے ہین
اونکا انتظار کرنا چاہیئے۔ کسی نے کہا کہ شب خون مارنا چاہیئے۔ پادشاہ نے کہا کہ انتظار
دیکھنا بزدلی ہے۔ شب خون مارنا چوری ہے۔۔۔ اوسی وقت حملہ کے تیاری
کردی مرزا عبدالرحیم کو جو بیرم خان کا سولہ برس کا نوجوان لڑکا تہا ہراول بنایا۔ اور
فوج کی بین ولیسار کو درست کرکے خود سو سوار لیکر الگ ہوا۔ نقارہ کا حکم دیا۔ خان اعظم نے
آدمی بہیجا کہ ہم آپہونچے ہین تم اندر سے نکلو۔ اوسپر دشمن کا ڈر ایسا چہایا ہوا تہا کہ باہر
نکلنے سے جان نکلتی تہی۔ غرض جب احمد آباد تین کوس رہا۔ اور دشمنون کے کان مین
نقارہ اکبری کی آواز پڑی تو وہ گہوڑون پر سوار ہوئے۔ اور محمد حسین مرزا دو تین
سوار لیکر آگے دریا کے کنارہ پر آیا۔ اتفاق سے پادشاہ کے لشکر مین سے بہی سبحان قلی
ترکی دو تین آدمیون کے ساتہہ اسی دریا کے کنارہ پر کہڑا تہا۔ حسین مرزا نے سبحان خان کو
آواز دی کہ یہہ کسکا لشکر ہے۔ اوسنے جواب دیا کہ پادشاہی لشکر ہے اور شہنشاہ سر لشکر
ہے۔ مرزا نے کہا کہ چودہوان دن ہے کہ میرے جاسوسون نے آکر خبر دی ہے کہ پادشاہ
فتحپور مین ہے۔ اوسپر سبحان خان نے قہقہہ مارا۔ مرزا نے کہا کہ اگر یہہ شہنشاہ ہے تو
ہاتہی کہان ہین جو اوسکے ساتہہ رہتے ہین۔ اوسپر سبحان خان نے کہا کہ نو ان دن
آج پادشاہ کو چلے ہوئے ہوئے۔ ہاتہیون کو کیا ہاتہہ پر اوٹہا لاتا۔ جسوقت یہہ خبر مرزا
کے لشکر مین پہنچی تو تمام سپاہ کے دل افسردہ ہوگئے۔ اب مرزا نے اختیار الملک کو توپخانہ
پر اس نظر سے چہوڑا کہ خان اعظم قلعہ سے نکل کر شہر کو نہ لے لے اور خود سات ہزار
فوج لیکر سامنے آکر حملہ کیا۔ پادشاہ کی فوج سے خوب لڑائی ہوئی۔ اور کئی دفعہ ایسی صورت

معلوم ہوتی تہی کہ بادشاہی لشکر کو شکست ہو۔ جب بادشاہ نے دور سے دیکھا کہ ہراول کی فوج پر زور پڑا۔ اور اوسکے پیر اوکھڑے تو مان سنگھ کے باپ اجہ بھگوان سنگھ سے کہا کہ اپنی فوج تھوڑی ہے۔ اور غنیم ہزاروں ہین چلو ہم تم ملکر جا پڑین۔ غرض بادشاہ وہان چلا گیا۔ اکبر کے نام سنتے ہی فوج کے ہوش اڑ گئے۔ اور وہ پراگندہ ہو کر بکھر گئے۔ مرزا خود بے سروپا بہاگا۔ گال پر ایک زخم لگا۔ بہاگتا ہوا گہوڑے سے گرا۔ پکڑا ہوا بادشاہ کے روبرو آیا۔ اب دو مدعی کہڑے ہوئے۔ ہر ایک کو دعوی تہا کہ مین نے پکڑا ہے بادشاہ نے مرزا سے پوچہا کہ تم بتاؤ کسنے پکڑا ہے۔ اوسنے کہا کہ مجھے کسی نے نہین پکڑا۔ حضور کے نمک نے گرفتار کیا ہے۔ غرض یہہ ہنگامہ فرو ہوا ہی تہا کہ سامنے اختیار الملک محاصرہ چہوڑ کر لشکر لیکر آیا۔ اکبر جہان گیا وہان فتحیاب ہوا۔ اسلئے یہہ مشہور ہو گیا کہ کہ اوسکو تسخیر آفتاب کا عمل آتا ہے۔ اس شہرت نے اوسکے لشکر کے دل بڑہا دئے تہے۔ اور دشمنون کے دل بجہا دئے تہے۔ جو سپاہ قواعد دان نہ ہو۔ اور اوسکے دل ایسے توہمات باطلہ سے بہرے ہون۔ اونکو صرف ایک بادشاہ کا دم بہگا دینے کے لئے ہزار لشکر سے زیادہ ہے برخلاف اسکے جن سپاہیونکا دل ایسے خیالی خیالات سے خالی ہوتا ہے تو وہ اپنے سامنے بادشاہ اور ایکا دنے سپاہی کو برابر جانتے ہین۔ اجمن ہی اختیار الملک کی نظر علم شاہی پر پڑی وہین اولٹے پیرون بہاگا۔ اور سپاہی ایسے بے اوسان ہو کر بہاگے کہ بادشاہی فوج کے سپاہی اوسکے تیر جہین جہین کر اونکے کلیجون مین چبہتے تہے۔ سہراب بیگ نے اختیار الملک کو پکڑ لیا۔ اور سر کاٹ کر بادشاہ کے روبرو لے گیا۔ بعد فتح کے اعظم خان اور محصورین نکل کر بادشاہ سے ملے۔ اور بادشاہ نے ایک مینار دشمنون کی دو ہزار کہوپریون کا بنوایا۔ خان اعظم کو یہان کی حکومت سپرد کی۔

اور خود احمد آباد مین بادشاہ کچھہ دنون ٹہرا - اور انتظام کیا - اور جان نثارون کو لقب اور جاگیرین عنایت کین - قطب الدین اور اورنگ خان کو بڑودج اور چنپانیر مین بہیجا تاکہ وہ شاہ مرزا کا علاج قرار واقعی کرین - راجہ بہگوانداس اور بعض اور امرا ادہر مین روانہ کئے پٹن کی حکومت میر محمد خان کو عطا ہوئی - اور دولوقہ اور دندوقہ مین وزیر خان ناظم مقرر ہوا - راجہ ٹوڈرمل گجرات کی جمع تشخیص کرنے کے لئے اور روپیہ وصول کرنیکے لئے بہیجا گیا - اور بادشاہ اپنی دارالخلافہ مین آگیا - اس معرکہ کی یہہ کہانی مشہور ہے کہ لڑائی سے پہلے جسوقت زرہ بکتر اپنے خاص ملازمین کو بادشاہ تقسیم کر رہا تہا - کہ جمل پسر روپسی کو دیکہا کہ وہ باپ کا زرہ بکتر ایسا بہاری پہنے ہوئے کہڑا ہے کہ اوسکے اوپر سے دیا جاتا ہے - بادشاہ نے دیا کرکے اوسکو ہلکا پہلکا زرہ بکتر دیدیا - اور اوسکا بہاری زرہ بکتر لیکر مالدیو کے پوتے کو دیدیا - جب جمل روپسی پاس گیا تو اوسنے پوچہا کہ زرہ بکتر کیا ہوا اوسنے تمام حال کہا روپسی اور مالدیو کے خاندان مین قدیم سے عداوت چلی آتی تہی - اسپر وہ ایسا خفا ہوا کہ اوسنے بادشاہ پاس آدمی بہیجکر زرہ بکتر اپنا مانگا یا - بادشاہ نے نہایت اخلاق سے جواب دیا کہ زرہ بکتر کے عوض مین ہم نے اپنا خاص زرہ بکتر دیدیا ہے - یہہ جواب سنکر روپسی نے اپنا زرہ بکتر اوتار کر پہینک دیا - اور کہا کہ اب ہم بدون اوسکے لڑینگے - بادشاہ نے اس گستاخی پر التفات نہ کیا - اور خود اپنا زرہ بکتر اوتار کر پہینک دیا اور یہہ فرمایا کہ مجہکو یہہ بات گوارا نہین کہ میرے سردار مجہہ سے زیادہ جان جوکہون مین پڑین - اور مین مسلح ہون اور وہ بی سلاح ہون +

فتح بنگال

اب اکبر کا دوسرا کام یہہ تہا کہ بنگالہ اور بہار کو فتح کیا - سنہ ۱۵۶۰ مین بہار کا کسیقدر حصہ

شیر شاہ ثانی پر فتح پانے سے بادشاہ کے قبضہ مین آگیا تہا۔ مگر باقی بہار اوس ملک سمیت جو مشرق کو واقع ہے بادشاہ سے کچھہ علاقہ نہ رکہتا تہا۔ ہمایون کی مراجعت سے پہلے سلطان محمد شاہ عدلی کی حکومت سے بنگالہ نکل کر سلیمان کرانی کے قبضہ مین آگیا تہا۔ اور یہہ سلیمان سلیم شاہ کا غلام تہا۔ اور بہار اور بنگال کا مالک تہا بظاہر بادشاہ کی اطاعت کرتا تہا۔ مگر جب بادشاہ قلعہ سورت کے محاصرہ مین مصروف تہا۔ تو وہ ۹۸۱ھ مین مرگیا۔ اور اوسکا بیٹا بایزید تخت پر بیٹہا مگر امیرون نے اوسے مار ڈالا۔ اور چہوٹے بیٹے داؤد شاہ کو تخت پر بٹہایا۔ یہہ بادشاہ نہایت بودا اور عیاش تہا سری دہر بنگالے اور قتلو خان اوسکے صلاح کار تہے گوجر خان وزیر تہا۔ یہی امیر وزیر اوسپر ایسے غالب ہوگئے تہے کہ جو چاہتے تہے سو کرتے تہے۔ اونسے بادشاہ سے سرتابی کی۔ خان اعظم حاکم جونپور نے جو قلعہ زمانیان بنایا تہا اوسکو مسمار کردیا۔ اسلئے منعم خان خانخانان کے نام حکم گیا کہ وہ بہار کو فتح کرے۔ اسوقت داود شاہ حاجی پور مین تہا اور لودی اوسکا امیر الامرا باغی ہوگیا تہا۔ وہ قلعہ رہتاس مین تہا۔ اور خود مختار ہونیکا ارادہ کیتہا۔ منعم خان خانخانان لشکر لیکر حاجی پور اور پٹنہ پر چڑہ گیا۔ لودی کو یقین تہا کہ افغان اسے جا ملینگے۔ اسلئے باوجود داود شاہ کی دشمنی کے یون صلح کرادی کہ دو لاکہہ روپیہ نقد اور ایک لاکہہ روپیہ کی جنس بطور خراج کے داؤد شاہ دیدے۔ تو بادشاہی لشکر یہانسے چلا جائے۔ مگر داؤد شاہ ایسا نالائق اور کم عقل تہا کہ اوسنے قتلو خان اور سری دہر بنگالی کے کہنے سے لودی کو قید کرلیا۔ اور آخر کو مار ڈالا۔ اور اپنا عہد و پیمان بادشاہ سے توڑ ڈالا۔ اور اپنے تئین بادشاہ خود مختار بنایا۔ اور جہانسون اور گنگا ملتی ہین وہان دریا پر منعم خان خانخانان سے کشتیون مین لڑا۔

اور ہزیمت اوٹھائی اور دور بہاگ گیا۔ خانخانان نے دریا سوں سے اوتر کر قلعہ پٹنہ کو محاصرہ کر لیا۔ اور جب پادشاہ کو یہہ حال معلوم ہوا تو وہ عین برسات مین روانہ ہوا اور لڑائی کے سامانون اور رسد کے ذخیرون اور ہتوڑی بہت توپون کو گنگا جمنا مین کشتیون کے ذریعہ سے پہنچایا۔ اور کچھہ اسباب خشکی کی راہ روانہ کیا۔ اور حوالی پٹنہ مین آپہنچا۔ اور وہان ایک مجلس شوری کو جمع کر کے اوسنے یہہ کہا کہ اول قلعہ حاجی پور کو فتح کرنا چاہیئے۔ اوسکے فتح ہونیسے حصار پٹنہ آسانی سے فتح ہوگا۔ چنانچہ اوسنے خان عالم کو تین ہزار سوارون کے ساتھہ اس قلعہ کی فتح کے لیئے بھیجا۔ اوسنے فتح خان سے یہہ قلعہ چھین لیا۔ داؤد شاہ کو ایسا بڑا اندیشہ پیدا ہوا۔ کہ پادشاہ پاس اپنی عفو تقصیرات کے لیئے بھیجے۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ خدمت مین حاضر ہو اوسوقت تقصیرات معاف ہونگی۔ اور اگر نہ حاضر ہو تو اسطرح فیصلہ کر لو کہ تنہا آکر میدان مین مجھسے لڑلیے۔ جو فتحیاب ہو وہی قلعہ کا مالک ہو۔ یہہ پادشاہ کا جواب سنکر اور سراسیمہ ہوا۔ راتون رات کشتی مین سوار ہو بنگالہ کو بہاگ گیا۔ پادشاہ نے صبح کو یہہ خبر سن چلکر اوسکے چار سو ہاتھی چھین لیئے۔ پٹنہ کا انتظام کر کے اور منعم خان کو یہان کی حکومت سپرد کر کے خود آگرہ چلا آیا۔ اس فتح کی تاریخ ہوئی کہ +

ملک سلیمان زداؤد رفت + ۹۸۳ھ / ۱۵۷۵ء

پادشاہ نے مظفر علی ترمذی کو مظفر خان کا خطاب دیکر قلعہ رہتاس کی فتح کے لیئے روانہ کیا۔ داؤد شاہ جب پٹنہ سے بہاگا تہا تو گڈہی مین کہ بنگالہ کا دروازہ مشہور ہے گیا تہا۔ یہان اوسنے نہایت استحکام کیا۔ اور پھر خود مانڈہ اپنی دار الخلافہ مین چلا گیا۔ جب منعم خان خانخانان گڈہی پر پہنچا۔ تو اوسکی صورت سے افغان ایسے گھبرائے کہ

بے لڑے گڈھی کو چھوڑ کر بھاگ گئی۔ اب خانخانان آگے ٹانڈہ پر چڑھا۔ وہان سے بھی داؤد
ڈر کر ملک اڑیسہ مین بھاگ گیا۔ جیسا بنگال کا قبضہ مین آنا آسان معلوم ہوتا تھا ایسا وہ
آسان نہ نکلا۔ دیناج پور سے جنوب مشرق مین گھوڑا گھاٹ مین مجنون قتلو حاکم مقرر ہوا
اوسنے سلیمان بنگالی افغان یہان کا جاگیردار خوب لڑا۔ اور آخر کو شکست پاکر مارا گیا
قتلو نے اوسکے بیٹے سے اپنی بیٹی کی شادی کی۔ اورنگ خان داؤد شاہ کی تعاقب
مین روانہ ہوا تھا۔ جب وہ مدارن مین جو اڑیسہ اور بنگال کے درمیان ہے پہونچا۔
تو معلوم ہوا کہ داؤد شاہ ڈبن کساری مین فوج جمع کر رہا ہے۔ غرض جنید اوسکے
بیٹے نے دو دفعہ لشکر شاہی کے دانت کھٹے کردے اور شکست دیدی۔ اور بڑی بڑی
نامور پادشاہی سرداروں کو زخمی اور قتل کیا۔ خانخانان ٹانڈہ سے جب گیا اور
جنگ عظیم واقع ہوئی اوسمین داؤد شاہ کو شکست ہوئی۔ اور وہ کٹک بنارس کو بھاگ
گیا۔ ہنوز خانخانان کے زخم ہرے تھے اسلئے اوسنے قیام کیا۔ اور مجلس شوری کو منعقد
رکھا۔ اوسمین یہہ ٹھہرا کہ داؤد شاہ کا تعاقب کرنا چاہئے۔ راجہ ٹوڈرمل اور اور امیر
اس کام پر متعین ہوئے۔ جاسوسون کی زبانی معلوم ہوا کہ داؤد شاہ مع اہل و عیال قلعہ
کٹک مین موجود ہے۔ راجہ ٹوڈرمل نے سارا حال خانخانان کو لکھہ بھیجا۔ وہ بھی یہہ سنکر
کٹک بنارس کی طرف روانہ ہوا۔ اور مہاندی کے کنارہ پر قلعہ کی تسخیر کا سامان
جمع کرنا شروع کیا۔ داؤد شاہ کو متواتر شکستین ہو چکی تھین کوجر خان وزیر مارا گیا تھا
اسلئے اوسنے لاچار ہو کر یہہ پیغام بھیجا کہ مسلمانون کا تباہ کرنا اچھا کام نہین ہے
مین اطاعت کے لئے حاضر ہون مگر یہہ اڑیسہ بنگال کا کونا جو میرے گذارہ کے لئے کافی ہوگا
میری جاگیر مین رہے۔ اگر یہہ میری درخواست منظور ہو تو پھر مین بغاوت نہ کرون گا

خانخانان نے یہہ درخواست منظور کرلی داؤد شاہ مع اپنے افغان امرا کے بڑے طمطراق سے خانخانان کے خیمہ مین آیا۔ اور اُسکا استقبال ہوا۔ اور داؤد شاہ نے کمر تلوار کھول کر خانخانان کے آگے رکھہ دی اور کہا کہ جب سے میرا دل تلوار سے بیزار ہوگیا ہے کہ وہ آپ جیسے لائق آدمیون کو زخمی کرتی ہے۔ صلحنامہ مرتب ہوا۔ اوسپر حلف لیا گیا۔ خانخانان نے ایک تلوار مرصع اوسکو عنایت کی غرض داؤد شاہ ایسا گیا گذرا نہ تہا کہ صلح دیکر کرتا۔ ملک ٹرسیلہ وسی کے قبضہ مین موافق صلح کے رہا۔ پہلے بنگالہ کا پایۂ تخت گور تہا۔ مگر افغانونکو اوسکی آب و ہوا ناموافق تہی۔ اسلئے اوسکی جگہ خوص پور ٹانڈہ کو دارالسلطنت بنایا تہا اب خانخانان اس نظر سے کہ گور کے پاس یہی ہے اور عمدہ عمارتین بنی کہڑی ہین حکم دیدیا کہ خواص پور ٹانڈہ کے رہنیوالے گور مین جا بسین۔ مگر یہانکی آب و ہوا ایسی بگڑی ہوئی تہی کہ سکندر آبادیونسے گور آباد ہوئی۔ اور آباد کرنیوالا خود ہی پہلے اوسکی جگہ حسین قلیخان مخاطب بخطاب خان جہان یہان حاکم مقرر ہوا۔ اور ابہی وہ اپنے کام کو سنبہالنے نہ پایا تہا کہ داؤد شاہ نے پچاس ہزار سپاہ جمع کرکے خواص پور ٹانڈہ اور اوسکے نواح پر قبضہ اور تصرف کرلیا۔ پادشاہی فوج سب جمع ہوکر اوسکے سامنے ہوئی اور بہار سے بہی امداد آئی۔ اور آخر کو ایک سخت لڑائی ہوی جسمین بڑا کشت و خون ہوا۔ اور انجام اوسکا یہہ ہوا کہ داؤد شاہ کو شکست ہوئی اور وہ پکڑا گیا اور خواجہ جہان کے حکم سے مارا گیا۔ ۹۸۴ھ مین مظفر خان نے رہتاس کا محاصرہ کیا۔ اور بعد تہوڑے عرصہ کے یہہ قلعہ بہی فتح ہوگیا +

۱۵۷۶ء / ۹۸۴ھ مین بنگالہ اور بہار دوبارہ پادشاہ دہلی کے قبضہ مین آگیا۔ اور بہٹانون کی جو کچہہ حکومت باقی تہی وہ بہی معدوم ہوئی +

ملک بہار و بنگال کی کیفیت

اکبر کے عہد مین ان دونون ملکون کی ایسی حالت تہی کہ وہان امن امان کا ہمیشہ قائم رہنا دشوار تہا - اسلئے کہ اول تو اسباب بغاوت کی وہان کچھہ کمی نہ تہی - دوم جنوب مین پہاڑ جنگل اور شمال مین پہاڑ اور جنگل سمندر کے پاس کی دلدل اور جنگل باغی اور مفسدون کے ایسی ٹہکانے تہے کہ اونکو وہان سے رفع دفع کرنا نہایت مشکل تہا - بنگال کو پہلے تو مغلون نے مطیع نہین کیا - سارا افغانون سے بہرا پڑا تہا - سوا اسکے جب ہندوستان مین مغلون نے فتح کیا تو جن افغانون نے مغلون کی اطاعت اور ملازمت کو پسند نہین کیا وہ سب کے سب اس ملک مین چلے آئے - اسلئے یہہ ملک افغانون کے کان بن رہا تہا - جب یہہ ملک مغلون کے ہاتہہ لگا تو انہون نے افغانون کی جاگیرون پر قبضہ کر لیا - اور جو آمدنی ہوئی اوسکو اپنے تصرف مین لائے - اور سپاہ اور لڑائی کے خرچ کا بہانا بنایا -

بغاوت امراء بہار و بنگال

اس ملک پر فتح کامل و سوفت حاصل ہوئی کہ اکبر ملک کی آمدنی کا انتظام کر رہا تہا - اوسنے صوبہ دار بنگال سے بہی خراج کا روپیہ طلب کیا - اس کام کے لئے جب مظفر خان بنگال مین پہنچا - تو اوسنے اس ملک کا انتظام شروع کیا - اور نہایت سخت تدابیر اعمل مین لایا بہت سے امیرون کی جاگیرین ضبط کر لین - اور فوج کی تعداد کا حساب داغ کے موافق نہایت سختی سے لیا - بابا خان قاقشال نے نہایت منت اور سماجت اوسکی کی کہ میری جاگیر مین دست اندازی نہ ہو - مگر اوسنے اوسکو نہایت تنگ کیا - اور قید خانہ مین ڈال دیا - انہین دنون بادشاہ کا حکم آیا کہ مرزا محمد حکیم کا ایلچی کر روشن بیگ

قاقشال بنگال مین آیا ہے۔ اوسکی گردن اوڑائی جائے غرض یہہ سب سامان ایسے ہوگئے کہ سب قاقشال باغی ہوگئے۔ اور اونہون نے جمع ہوکر جا بجا مظفر خان کا اسباب لوٹ لیا۔ مظفر خان کی سپاہ اوسسے لڑ نیکے واسطے دریا کے کنارہ پر پہنچے۔ کہ اسمین لڑائے کے وقت بادشاہی حکم آگیا کہ قاقشالون سے لڑائی نہ لڑو اور اونکی جاگیرون مین خلل مت ڈالو اس حکم پر صلح کے واسطے آپسمین پیغام سلام ہوئے کچھہ امیر مظفر خان کی طرف سے قاقشال پاس گئے۔ اونسے اونکو پکڑلیا۔ بعد اسکے پھر ملوار چلنی شروع ہوئی۔ یہان یہہ حال ہوہی رہا تہا کہ بہار مین ملا طیب اور ترکہو تم بخشی۔ بہار کے خراج لینے مین سخت گیری کر رہے تہے محمد معصوم کابلی کی جاگیر اور امیرون کی جاگیرین اونہون نے ضبط کرلین۔ ان امیرون نے بہی آپسمین سازش کرکے بغاوت برپا کی۔ جب بابا قاقشال کو محمد معصوم کابلی کی بغاوت کا حال معلوم ہوا تو پہر انمین آپسمین اتفاق ہوا۔ اور مظفر خان بہاگ کر ٹانڈہ مین محصور ہوا۔ غرض بادشاہ کے تمام اہلکارون کا ناک مین دمان باغیون کے ہاتہہ سے ہوا۔ اور مظفر خان اونکے ہاتہہ سے مارا گیا۔ اور جب بادشاہ نے دیکہا کہ میری ان فتوحات کا کچھہ ثمرہ نہ ہوا۔ اور تیس ہزار آدمی اوسکے اپنی سپاہ کے اوسسے لڑنے کے واسطے موجود ہین تو اونسنے ۹۸۷ھ ۱۵۷۲ء مین راجہ ٹوڈرمل کو یہان انتظام کے لئے بہیجا۔ اور بہت سے اور جاگیرداروں کو بہی حکم ہوا کہ وہ راجہ کے ساتہہ اس فساد کے فرو کرنے مین کوشش کرین۔ معصوم خان جونپور کا جاگیردار بہی تین ہزار سوار لے کر ساتہہ ہوا۔ جب یہہ راجہ بادشاہی فوج لیکر منگیر مین پہنچا۔ تو وہان باغیون کا لشکر تیس ہزار سوارون اور پانچ سو ہاتہیون کا موجود تہا۔ راجہ قلعہ منگیر مین متحصن ہوا۔ اور لڑتا رہا۔ بادشاہ روپیہ بہیجکر مدد کرتا رہا۔

اب بعض امیر بادشاہ کی طرف سے بھاگ کر باغیون سے جا ملے۔ غرض چار مہینہ یہہ لڑائی ہوتی رہی۔ مگر چارون طرف سے خیر خواہ زمینداروں نے باغیون کی رسد بند کردی۔ اور وہ بھوکے مرنے لگے۔ بابا قاسم جو سرکشونکا باوا تھا مانڈہ مین بیمار ہوکر مرگیا۔ اب باغی تین تیرہ ہونے شروع ہوئے۔ کوئی ادہر بھاگا کوئی ادہر۔ کوئی لڑائی مین مارا گیا۔ ہندو زمیندار اور نیچ اس راجہ کا اثر ایسا تھا کہ اونہون نے باغیون کے اجتماع کو منتشر کردیا۔ اور راجہ نے اپنی حکمت سے باغیون کے بعض سرگروہون کو اپنی طرف توڑ لیا۔ اب برسات مین راجہ نے جاجی پور مین قیام کیا۔ اب اور جگہ بھی اس بغاوت نے اپنا اثر دکھایا۔ اوسکا بیان آگے ہوگا۔ غرض تین برس تک اس بغاوت کا جھگڑا رہا۔ راجہ ٹوڈرمل کی جگہ اعظم خان مقرر ہوا اوسنے باغی سردارون کو روپیہ پیسا دیکر راضی کرلیا۔ بہت سے مغلون و افغانون کو اونکی جاگیرین اور اونکی سپاہ کی معافی بحال کردین۔ معصوم خان حاکم جونپور نے اس سبب سے کہ اوسپر خزانہ شاہی مین روپیہ بھیجنے کی سخت تاکید ہوئی۔ بغاوت اختیار کی۔ اور مدت تک بڑا فساد برپا کیا۔ مگر آخر کو بادشاہ کی فوج سے شکست پائی۔ اور گرفتار ہوا

بنگال مین پٹھانون کی بغاوت

مغلون کی بغاوت کی زمانہ مین داؤد شاہ کے پرانے رفیق بھی نکمی نہ بیٹھے۔ اونہون نے جمع ہوکر قتو خان کو اپنا سردار بنایا۔ اور اول ملک اڑیسہ پر اور اوس تمام ملک پر جو دریاے دامودر تک قریب بردوان کے واقع ہے قبضہ کرلیا۔ بنگال اور بہار مین مغلون کی بغاوت کا زور گھٹ گیا۔ کابل سے راجہ مانسنگہ اکبر کا بلایا ہوا آیا۔ اور اس لڑائی کا اہتمام اوسکے سپرد ہوا۔ بنگال کو راجہ روانہ ہوا۔ اور برسات مین اوس مقام پر مقیم رہا کہ جہان اب کلکتہ آباد ہے۔ راجہ نے بہت سی فوج قتو خان سے لڑنیکے لیے بھیجی

مگر اوسکو شکست ہوئی۔ اور اوسکا سپہ سالار بڑا بیٹا راجہ کا گرفتار ہوا۔ اب راجہ کا حال اچھا نہ تہا۔ مگر اوسکی خوش نصیبی سے ۱۵۹۰ء مین قتو مرگیا۔ بعد اوسکے قتو کے بال بچونکا سرپرست عیسی خان مقرر ہوا۔ یہہ سردار بہی بڑا ہوشیار اور بردبار تہا۔ مانسنگہ کا اوسسے یہہ عہد و پیمان ہوگیا کہ قتو کی اولاد ملک اڑیسہ پر بادشاہ کی طرف سے قابض رہے۔ مگر دو برس بعد عیسی خان بہی مرگیا۔ اور اوسکا جانشین جو مقرر ہوا۔ اوسنے جگنناتھ کے مندر کی چڑہاوے کو ضبط کیا۔ اس سبب سے لوگ اوسسے سخت متنفر ہوگئے۔ اکبر کو یہہ موقع خوب ہاتہہ آیا۔ اس حالت مین راجہ مانسنگہ کو بادشاہ نے بہیجا۔ اوسنے بنگالہ کی سرحدون پر پٹہانون کو شکستین دین۔ اور کٹک تک بہگایا۔ اور آخر کو جاگیرین دیکر اور بعض سخت تدبیرین عمل مین لاکر اس ملک کو بالکل مطیع کیا۔

انجام ان سب لڑائیون کا

پندرہ برس تک جہگڑا ہوتا رہا۔ ۱۵۹۲ء مین آخر لڑائی پٹہانون کی تہی۔ راجہ مانسنگہ نے اونکو بڑی شکست دی اور تمام ملک اڑیسہ کو بادشاہی ملک مین داخل کرلیا۔ اور افغانون کا قبضہ و تصرف اس ملک سے بالکل اٹہہ گیا۔ اگرچہ ۱۶۰۰ء مین قتو کے بیٹون مین سے کسی نے بغاوت کا جہنڈا کہڑا کیا۔ مگر کچہہ فائدہ نہ ہوا۔ غرض ۱۵۹۲ء مین بیسیون لڑائیون کے بعد صوبہ بنگال اور اڑیسہ اور بہار سترہ برس کے عرصہ مین بالکل بادشاہ کے قبضہ مین ہوگیا۔

گجرات کی بغاوت

مظفر شاہ گجراتی جسنے اپنا تخت و تاج بادشاہ کے پیرون تلے رکہا تہا۔ اور لوگ اوسکو تتو کہتے تہے۔ اور اعتماد خان نے اوسکو محمود شاہ گجراتی کا بیٹا بنا رکہا تہا۔ وہ بادشاہی

خدمت مین رہتا تہا۔ پہر وہ یہان سے بہاگ گیا۔ اب گجرات مین ہنگامہ بغاوت برپا ہوا شیر خان فولادی جسکا پہلے ذکر پڑہ چکے ہو۔ اوسنے مظفر شاہ کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے ملک موروثی پر قبضہ کرے۔ سنہ ۹۸۹ھ / ۱۵۸۱ء مین ایک ہنگامہ عظیم برپا رہا۔ اور یہانتک اوسکی نوبت پہنچی کہ بادشاہ کا لشکر مجبور ہوا کہ وہ پٹن مین گجرات کے شمال مین چلا جائے اور مظفر شاہ احمد آباد اور بڑودج اور تمام گجرات کا مالک ہوگیا۔ بیرام خان خانخانان کا بیٹا مرزا جان کو اس مہم کا اہتمام سپرد ہوا۔ اور اوسنے جنوری / محرم سنہ ۹۹۲ھ / ۱۵۸۴ء مین مظفر شاہ کو شکست دیکر سوار کچہہ اور رن کے تمام صوبون پر قبضہ کیا۔ اور مظفر شاہ کچہ اور رن مین چلا گیا۔ اور وہان سے مرزا جان کے حلون کو روکتا رہا۔ اور اپنے ملک موروثی پر قبضہ کرنے کے لئے مختلف اوقات مین حملے کرتا رہا۔ اوسکی کوشش اپنے ملک موروثی کے حاصل کرنیمین ضایع ہوتی تہی۔ اور بادشاہ کی فوج کی سعی اور محنت کچہ اور رن کے فتح کرنے مین اکارت جاتی تہی۔ ایک مدت تک طرفین سے نقصان جان اور مال کے ہوتا رہا۔ کبہی کوئی سردار ادہر سے اودہر جا ملتا تہا۔ کبہی کوئی اودہر سے ادہر آجاتا تہا۔ اگر آج اونکو فتح ہوئی تو کل انکو ظفر نصیب ہوئی۔ کبہی کسی کا پلہ دب گیا۔ کبہی کسی کا اوٹہہ گیا۔

سنہ ۹۹۳ھ / ۱۵۸۵ء مین اعظم خان سمندر کے کنارہ پر پہونچا۔ اور بڑی سخت لڑائی لڑا۔ مگر شکست کہائی۔ بعد اسکے چار سال تک اور ابتدا سے بارہ برس تک یہہ ہنگامہ بغاوت برپا رہا۔ سنہ ۱۰۰۳ھ / ۱۵۹۳ء مین مظفر شاہ گجراتی پکڑا گیا۔ اور آگرہ کو روانہ ہوا۔ راہ مین غیرت ایسی آئی کہ اپنا گلا آپ ہی اوسترے سے کاٹ ڈالا۔ اسطرح سب جہگڑے تمام ہوئے

شاہزادہ محمد حکیم کی سرکشی

مدت سے چین اور آرام سے کابل مین مرزا محمد حکیم حکومت کرتا تہا۔ مگر جب امراء بنگال اور بہار کی بغاوت کا بازار گرم ہوا تو اوسکو منصور خان کابلی اور معصوم خان فرنخودی اور اوسکے مامون فریدون نے اغوا کیا۔ اور یہہ لکہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ ہندوستان مین آکے نام کا خطبہ پڑہین۔ اور سکہ چلائین۔ اس لہکا نمین مرزا آگیا۔ اور اوسنے اپنے ملازم شادمان خان کو دریاء سندہ پر ۹۸۹ھ مین روانہ کیا۔ مگر کنور مانسنگہ پسر راجہ بہگوانداس نے اوسپر حملہ کیا اور اوسے مار ڈالا۔ یہہ سنکر مرزا نے سندہ ہی عبور کیا۔ اور سیدپور مین مقیم ہوا۔ راجہ مانسنگہ اوسکو نہ روک سکا اور لاہور مین محصور ہوا اور مرزا بہی لاہور آپہونچا۔ اور بادشاہ نے فروری ۱۵۸۱ء / محرم ۹۸۹ھ مین خود آٹہ مہینہ کی تنخواہ سپاہ کو دیکر پنجاب کی طرف کوچ کیا۔ اور جب مرزا نے یہہ سنا کہ بہائی آتا ہے تو وہ اوٹے پاؤن کابل کو چلا گیا۔ اب بادشاہ نے یہہ سوچا کہ مرزا محمد حکیم کو اس گستاخی کی سزا ضرور دینی چاہیے بادشاہ سیر و شکار کرتا ہوا سندہ ساگر پر پہنچا۔ یہان ایک قلعہ کی تعمیر کرائی۔ اور اوسکا نام اٹک بنارس کہا۔ اور کنور مانسنگہ کو پشاور فتح کرنے بہیجا۔ اور اوسنے فتح کرلیا۔ اور شاہزادہ مراد اپنے بیٹے کو کابل روانہ کیا۔ شاہزادہ کی غفلت سے سپاہ پر فریدون نے شب خون مارا اور بہت سے آدمیون کی جانین تلف کین بہت اسباب لوٹ کرلے گیا۔ جب وہ سات کوس پر کابل سے تہا تو مرزا محمد حکیم نے اوسپر حملہ کیا۔ اور شکست پائی اور بہاگ گیا۔ شاہزادہ مراد بلمراد کابل مین داخل ہوا۔ اور بادشاہ بہی سندہ عبور کرکے قریب آن پہنچا۔ یہان اوسنے سنا کہ مرزا محمد حکیم کا ارادہ ہے کہ ازبکون سے امداد طلب کرے۔ بادشاہ کو اسمین اپنے خاندان کی سبکی معلوم ہوئی۔ اسلئے مرزا پاس آدمی سمجہانے کے لئے بہیجے۔ اور اوسکو بلاکر کابل مین حاکم مقرر کردیا۔ اور قصور معاف کردئے۔ جب تک وہ زندہ رہا مطیع رہا۔ بادشاہ نے ہندوستان کو مراجعت کی۔

اکبر کی مداخلت معاملات دکن مین

میر مرتضے خان خداوند خان برار کے حاکمون نے احمد نگر پر حملہ کیا۔ صلابت خان زیر بادشاہ احمد نگر نے اونکو شکست دی۔ وہ برار کو بہاگے۔ مگر صلابت خان نے یہان بہی تعاقب کیا۔ اسلئے وہ نہایت پریشان اور حیران اکبر کے پاس دوڑی آئے۔ ۱۵۸۸ء مین بادشاہ نے بڑے اہتمام سے دکہن کو سپاہ روانہ کی۔ عضد الدولہ مدار المہام اس مہم مین مقرر ہوا۔ مگر جب یہہ سارا لشکر ہنڈیا مین جمع ہوا تو اعظم خان اور شہاب الدین احمد خان حاکم اجین کے درمیان جہگڑا ہوا۔ گو عضد الدولہ نے اونمین صلح کرادی۔ مگر جب صلابت خان کو اس جہگڑے کی خبر ہوئی تو اوسنے بیس ہزار سوار مرزا محمد تقی نظیری کو سپہ سالار بنا کر بادشاہی فوج کے مقابلہ کے لئے بہیجے۔ مرزا محمد تقی راجہ علی خان حاکم اسیر اور برہان پور سے ملا۔ اور اوسکو مع سپاہ کے اپنے ساتہہ لیا۔ وہ ہنڈیا سرحد مالوہ تک عضد الدولہ پر حملہ کرنے کے لئے آئے۔ عضد الدولہ نے ہر چند چاہا کہ اونکو برسر صلح لائے۔ لیکن اوسکی کوشش کارگر نہ ہوئی۔ اسلئے وہ ایک اور راہ سے برار مین آیا اور ایلچپور کو غارت کیا۔ مگر جب راجہ علیخان اور مرزا تقی خان اوسکے تعاقب مین آئے تو وہ گجرات مین چلا گیا۔ وہ باوجود قدرت کے نہ لڑا۔ اور بندر بار مین پہونچا۔ اور خانخانان سے فوج کا طالب ہوا۔ اور جواب کے لئے صبر نہ کر سکا۔ احمد آباد مین خانخانان پاس جریدہ سپاہ کو چہوڑ کر چلا گیا۔ خانخانان اوسکا بہنوئی تہا۔ اب یہہ دونو خان ملکر دکہن پر چلے۔ مگر برسات کا موسم شروع ہو گیا تہا۔ اسلئے سپاہ اپنی اپنی جگہ تہمی رہی اور امیر اپنے اپنے مقامات پر چلے گئے +

اتنے مین بادشاہ کو مہم کابل کا سفر درپیش آگیا۔ اور مہمات درمیان مین پیش آگئین +

اسلئے دکہن کا معاملہ توقف مین پڑگیا۔ خانخانان کو بادشاہ نے اپنے پاس بلالیا۔ سوا اسکے دکہن کے بادشاہ بہی اسوقت سپاہ اور لشکر بہت رکہتے تہے

بادشاہ کے کابل جانیکا حال

بادشاہ پاس خط آچکے تہے کہ عبداللہ خان ازبک نے مرزا سلیمان کو شکست دیکر تمام خشان پر قبضہ کرلیا ہے کہ اتنے مین یہہ خبر آئی کہ مرزا محمد حکیم کا ۹۹۳ھ مین انتقال ہوگیا۔ وہ شراب بہت پیتا تہا۔ اس سبب سے اوسکو خمکدہ عدم مین جلد جانا پڑا۔ بادشاہ اس اپنے بہائی کو بہت چاہتا تہا۔ اور اوسکے مرنے کا بڑا افسوس کرتا تہا۔ اور کہا کرتا تہا کہ بیٹا اور پیدا ہوسکتا ہے مگر بہائی نہین پیدا ہوسکتا۔ اسلئے اوسکی خطائین کئی دفعہ معاف کردین۔ اوسکے ملک پر قبضہ و تصرف پانا چندان مشکل نہ تہا۔ مگر اب یہہ اندیشہ پیدا ہوگیا تہا کہ مبادا عبداللہ خان ازبک کابل پر قبضہ نہ کرلے۔ اسلئے وہ کابل خود روانہ ہوا۔ دریاے جہلم سے پار اوترا تہا کہ اوس پاس کنور مانسنگہ کی عرضداشت آئی اوسمین لکہا تہا کہ جب مرزا محمد حکیم کا انتقال ہوا۔ تمام اہل کابل کی یہہ مرضی ہوئی کہ ابہی مرزا کے لڑکے کیقباد اور اغرا سیاب کم عمر ہین۔ اور قابل سلطنت نہین ہے اسلئے بادشاہی عمل دخل ہوجائے۔ اور فریدون مرزا ان دونون لڑکون کو میرے پاس لے آیا ہے مین اونکو اچہی طرح رکہتا ہون۔ کنور صاحب کابل کی حکومت اپنی بیٹون کو سپرد کرکے کیقباد مرزا اور اغرا سیاب مرزا کو بادشاہ پاس راول پنڈی مین لائے۔ بادشاہ نے اونکی بڑی سرپرستی کی۔ اور جاگیرین عطا کین۔ اور دریاے اٹک پر قیام فرمایا۔ راجہ بہگوانداس اور شاہ قلی محرم کو پانچ ہزار سوار دیکر کشمیر کی فتح کے لئے بہیجا۔ اسمٰعیل خان اور راے سنگہ کو بلوچون سے لڑنیکے لئے متعین کیا۔ زین خان کوکا

سوات اور باجور کے افغانون سے لڑنیکے لئے بھیجا۔

فتح کاشمیر

کشمیر جنت نظیر مشہور ہے۔ جو خوبیان اوسمین ہین اوسکا حال ہمارے جغرافیہ مین دیکھو اوسکی ریاست کبھی ہندوؤن کے قبضہ مین مدت تک رہی۔ کبھی تاتاریون کا اوسمین عمل دخل رہا۔ مگر چودھوین صدی مین اوسمین محمد شاہ سلیمان فرمان روا ہوا۔ ۹۸۷ھ مین ۱۵۷۹ء مین اکبر بادشاہ حضرت فرید شکر گنج کی زیارت کو پٹن مین گیا۔ اور وہان سے پنجاب کی سیر کو گیا۔ یہان اوسنے ملا عشقی کو کشمیر مین بھیجا۔ یہان حاکم علی شاہ نے اس بادشاہ کے ایلچی کی بڑی خاطرداری کی۔ اور بہت سی تحفہ تحائف بادشاہ کی نذر کے لئے بھیجے چوگان بازی مین علی شاہ کی جان گئی۔ اور یوسف خان اوسکا جانشین ہوا۔ کشمیر کے ایک بڑے افسر سید مبارک نے اوسسے جھگڑا کیا۔ اور اوسے نکال باہر کیا۔ اور خود بادشاہ بن بیٹھا۔ پھر یوسف خان حکام پنجاب کی اعانت سے اپنے ملک موروثی پر قابض ہوا۔ اور اکبر شاہ کے پاس اپنے بیٹے یعقوب کو خدمت گذاری کے لئے بھیجدیا۔ مگر معلوم نہین اس لڑکے کو کیا وحشت ہوئی کہ بادشاہ کی بغیر اجازت اپنے ملک کو چلدیا۔ ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ ۹۹۴ھ مین ۱۵۸۶ء مین جب بادشاہ اٹک بنارس مین تھا تو اوسنے پانچ ہزار سوار مرزا یعقوب حاکم بدخشان کے بیٹے مرزا شاہرخ اور اپنے سالے بھگوانداس کی تحت حکومت کرکے روانہ کی۔ جب یہہ سپاہ کشمیر کی سرحد پر درہ پہولباس پر پہونچی۔ تو یوسف خان حاکم کشمیر نے اس درہ کا رستہ بند کیا۔ ادہر یہہ دشواری پیش آئی۔ ادہر سے برف وباران نے ستانا شروع کیا۔ اوران سب مصیبتون پر یہہ آفت اور آئی کہ کھانے پینے کا سامان اوسے پہاڑون مین ختم ہوگیا کہ جو بار آور سا درہ سہل گذار نہ تھے۔

اسپرزین خان کی شکست کی خبر آئی - ان دشواریون کے سبب سے امیرون نے یہہ چاہا کہ صلح ہوجائے - چنانچہ ان عہد و پیمان پر صلح ہوگئی کہ پادشاہ کو والی کشمیر ہمیشہ نذرانہ مین خراج اور زعفران اور شال اور عمدہ چیزین بہیجا کرین - اور پادشاہ کی طرف سے کسی امر مین دست اندازی نہ ہوا کرے - یوسف خان ان شرائط سے بڑا خوش ہوا - اور وہ امیرون کے ساتھہ پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا - مگر پادشاہ اس صلح سے ایسا ناراض ہوا کہ اوسنے حکم دیدیا کہ یوسف خان قید مین ڈالا جائے - اور امیر سامنہ نہ دکھلائین - مگر یہہ عتاب کچھہ دنون بعد جاتا رہا - ۱۵۸۷ء ۹۹۵ھ مین محمد قاسم خان میر بحر کابلی کو سپاہ کے ساتھہ اس مہم پر روانہ کیا - سات منزلین طے کرکے وہ درہ کرتال پر پہنچا - یوسف خان کا بیٹا یعقوب خان اب اپنے تئین حاکم کشمیر سمجھتا تہا - اور باپ کو جانتا تہا کہ مرگیا - اسلئے اوسنے اس درہ کو بند کیا - اور یہان آنکر قیام کیا - مگر اکبر کے اقبال نے ایسا زور کیا کہ وہان کشمیریون مین خود فساد عظیم برپا ہوگیا - امرا کشمیر یعقوب خان کی حکومت سے از حد ناراض تہے - وہ بہاگ کر قاسم خان سے جا ملے - اور ایک گروہ امیرون کا تہا - اونہون نے علم بغاوت بلند کرکے سری نگر پر قبضہ کرلیا - اب یعقوب نے اپنے ملک کے سرکشون کے سر کاٹنے کو مقدم سمجھا - اسلئے وہ اس درہ کو چہوڑ کر سری نگر کو گیا - پادشاہی فوج کو مقابلہ کا کشمیر مین داخل ہوئے - اور یعقوب مین اب سکت اوسکے سامنا کرنیکی نہ رہی اسلئے وہ پہاڑون مین بہاگ گیا - اور وہان لشکر اکہٹا کرکے ایک لڑائی قاسم خان سے لڑا - مگر شکست پائی - پادشاہی فوج اوسکے تعاقب مین پڑی - اور تمام پہاڑون اور درون مین سے اوسے نکالا - آخر کو وہ ایسا لاچار ہوا کہ اوسنے اپنے تئین قاسم خان کے حوالہ کیا - کوئی کہتا ہے کہ راجہ مانسنگ حاکم بہار کے پاس باپ کے ساتھہ بہیجا گیا - وہان قید خانہ مین تکلیفین اوٹہاکر دونون باپ بیٹے مرگئے

کوئی لکھتا ہے کہ وہ امراء مین داخل ہوئے اور بہار مین اوسکو جاگیر بادشاہ نے دیدی۔
اور کاشمیر کا ملک سارا بادشاہ کے قبضہ مین آگیا۔ اوجبسے مسلمانون کا شملہ بن گیا۔ اکبر خود
دو دفعہ اس ملک کی سیر کرنے آیا۔ اور ہمیشہ دلی کے بادشاہون کی سیرگاہ رہا ہے یہہ
کہ کاشمیر کا خطہ بہی دنیا کے مشہور مقامون مین سے ہے۔

شمال مشرق کے افغانونکی لڑائیان
ان قومون کا بیان اور اونکے ملک کا حال

ان پٹہانون سے لڑنا ایسا آسان اور بے سبب نہ تہا جیسا کہ کشمیریون سے لڑنا اور بے
سبب اونکا ملک لینا۔ اسمین اکبر کے لشکر نے بڑی بڑی مصیبتین اور ہزیمتین پائین۔ یہہ
لڑائیان اون ملکون مین واقع ہوئین جو پشاور کے آس پاس کے پہاڑون مین بستے ہین
یہہ ایک وسیع میدان زرخیز ہے۔ اوسمین زمین ہندوستان کی سی زرخیز اور بارآور ہے
اور بلاد مغرب کی معتدل آب و ہوا کے اوس پر اور زائد ہے۔ شمال
مین سلسلہ کوہ ہندوکش مغرب مین کوہ سلیمان کا بلند سلسلہ۔ اور جنوب مین اون پہاڑون
کا نیچا سلسلہ جو خیبر کے نام سے مشہور ہے۔ اور کوہ سلیمان سے دریا سندہ تک پہیلتا ہے۔
افغانون کا جو ملک ہے اوسکا دسواں حصہ یہہ ملک بہی ہے۔ اور یہان کے باشندون کو
پیروانی کہتے ہین۔ وہ اپنی بول چال اور چالڈہال مین اور افغانون سے جدا ہین۔
اس خطہ کے شمالی حصہ مین یوسفزئی رہتے ہین۔ یہی قوم سب سے زیادہ ان پٹہانون مین
ممتاز ہے۔ اور اونہین کی بول چال اور رنگ ڈہنگ ہے اور تمام پٹہانون پر قیاس کرنا
چاہیئے۔ اونکے ملک مین پشاور کا شمالی میدان ہے۔ وہ ہندوکش کے اون چوٹیون تک

پھیلتا ہے جہان برف جما رہتا ہے - اور اونمین تیس تیس چالیس چالیس میل لمبے چوڑے وادی ہین - اور ہر ایک وادی کے دونون طرف اور وادیون کے شعبے نکلتے ہین یہہ وادی آب وہوا اور حسن و لطافت اور خوبیون مین کشمیر کے متماثل ہین - اور سب کے سب یا تو درون پر ختم ہوتے ہین جنکے گرداونچے اونچے پہاڑ ہوتے ہین - یا گہنے گہنے جنگلون اور درختانون مین وہ غائب ہوجاتے ہین - ایسا ملک حملہ آورون کے لئے نہایت دشوار گذار ہوتا ہے - مگر وہان کے باشندون کے واسطے کچھہ مشکل نہین - وہ بے تکلف ایک وادی سے دوسری وادی کو راہ جاننے کی سبب سے چلے جاتے ہین - اور اگر راہ نہ بھی معلوم ہو تو بھی اونکو دشواری چلنے پھرنے مین نہین ہوتی - معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم مین یہان ہندو رہتے تھے - زمانہ حال مین بعض افغانون کی قوم نے اس ملک کو فتح کیا - اور اوسکو اپنی ریاستگاہ بنایا - اور وہان کے اصلی باشندون کو لونڈی غلام بناکر بونے جوتنے کا کام لیا - اور خود مالک و زمیندار بنے رہے - اور اکبر کے زمانہ سے سو برس پہلے یوسف زئی قندہار کے قرب وجوار مین اپنے ملک سے بے دخل ہوگئے تھے - اسلئے وہونے ان افغانون کا ملک لیلیا - اور اونکو نکال دیا - پہاڑی قومون مین آزادی کا ہونا بالطبع پایا جاتا ہے - اسلئے یہہ قوم آزاد تھی - اور سوا راسکے ایسے ملک پر قابض ہوجانے اور اپنے لونڈی غلامون کے رکھنے سے اوسکو دولت کا بھی غرور تھا - آزادی کی مستی اور دولت کا نشہ اور چڑھا ہوا تھا - اونکی سلطنت جمہوری تھی - ہر ایک خیل کا سردار مورو جداجدا ہوتا - اور امن کے دنون مین اوسکو کوئی اور اختیار سوا راسکے حاصل نہ تھا کہ وہ اونسے صلاح اور مشورہ کرے - اور اونکی آرزوئین اور خواہشین دریافت کرکے اور خیلون کے سرخیلون کو اطلاع دی - ہر گانون کے آدمی اپنا انتظام آپ رکھتے تھے -

پنچایتون مین جھگڑے فیصلہ ہوتے تہے۔ اور ضرورت کے وقت چوپایون کے کہلے مکانون مین پنچایت کا دربار ہوتا تہا۔ اس مکان مین گانون والے اکٹھے بیٹھکر جی بہلایا کرتے تہے۔ اور اپنے مہمانون کو اوتارا کرتے تہے۔ زمین اکٹھے برابر برابر بٹی ہوئی تہی۔ اور عدالت کے لئے ہمیشہ تقسیمین نئی ہوا کرتی تہین تاکہ بری بہلی زمینین ہر یک کے حصہ مین باری باری آتی رہین۔ اصلی باشندون یعنی ہندؤن کو امور ریاست مین مداخلت نہ تھی۔ وہ غلامی کی حالت مین رہتے تہے۔ ان غلامون کی نسبت یوسفزئی کا رنگ روپ چال ڈال بہت کچھ اس قوم کے سوا جو اور قومین میدانون اور پہاڑیون بستی تہین اونکی آمد و رفت ہندوستان کے مسلمانون سے زیادہ رہتی تہی۔ مگر بعضی قومین انمین کوہ سلیمان مین ایسی آباد تہین کہ اونکا ملک زیادہ نشیب و فراز رکہتا تہا۔ اور مزاج بہی اونکا زیادہ وحشی تہا۔ شمالی مشرقی قومون کے مطیع کرنے مین بابر نے بہت کوشش کی۔ اور تالیف قلوب بہی کی اور اونکے سہل گزار ملکون پر حملے بہی کئے اور کچھہ کامیاب بہی ہوا۔ مگر یوسف زئی قوم کو مطیع نکر سکا۔

افغان روشنائی

پہلے زمانہ مین ایک سپاہی ہندوستان سے آیا۔ اور اونسے مسئلہ وحدت الوجود یہانکے لوگونکو سمجہایا۔ اور ایک فرقہ قائم کیا۔ خیر البیان ایک کتاب تصنیف کی۔ جسمین سب اپنے مسائل بیان کئے۔ وہ سب قرآن اور حدیث کے خلاف تہے۔ اور اپنا نام پیر روشنائی رکہا۔ ایک جم غفیر اوسکے مریدون کا ہوگیا۔ اور اوسکا نام فرقہ روشنائی ہوگیا۔ غرض اگر کوئی لڑائی اسلام کی حرارت سے اکبر کے عہد مین ہوئی ہے تو وہ ان روشنائیون سے ہوئی۔ یہہ پیر روشنائی بادشاہی فوج سے لڑا۔ مگر شکست ہوئی۔ اور تہوڑے

دنون بعد مرگیا۔ جب بادشاہ کابل سے ۹۸۹ھ مین مراجعت ہندوستان کیطرف کرآیا تو اوسکا بیٹا جلالہ چودہ برس کا بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ بادشاہ نے اوسپر مہربانی کی ۔مگر پھروہ افغانستان کو بھاگ گیا۔ اور بہت سے افغانون کو اپنے پاس جمع کرلیا۔ اور کابل اور ہندوستان کا بالکل راستہ بند کردیا۔ بادشاہ نے راجہ بانسنگہ کو حاکم کابل مقرر کیا۔ اور اوسکی جاگیر مین کابل کو دیدیا تہا۔ سارا استحکام اور انتظام اس سلطنت کا اس راجہ کی حسن تدبیر اور افغانون کی سپاہ پر موقوف تہا۔ مگر جلالہ کے مقابلہ مین وہ اپنی تدابیر کو کام مین نہ لاسکا۔ اب اکبر کی بڑی غرض ان قومون کے ساتھہ لڑنے سے یہہ تہی کہ کابل کی حکومت مین کسی طرح خلل نہ پیدا ہو۔ اسلئے اوسنے اول لڑائی قوم یوسف زئی سے کہ سب سے زبردست تہی شروع کی +

قوم یوسف زئی سے لڑائی

پہلے ہم لکھہ آئے ہین کہ زین خان کوسوت اور باجور کے افغانون کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا تہا۔ اب وہ سوات کی ملک مین داخل ہوا۔ ۲ صفر ۹۹۴ھ کو ایک لڑائی اس قوم سے ہوئی۔ راجہ بیربل اور سید خان گہکر بہی کمک کو آن پہنچے تہے۔ یہی لڑائی تہی جسمین ابوالفضل اپنے اکبرنامہ مین لکھتا ہے کہ جب فوج یہان کے لئے روانہ ہوئی تہی تو سپہ سالاری کے لئے میرے اور راجہ بیربل کے نام کا قرعہ ڈالا گیا۔ اور جب راجہ کے نام کا قرعہ نکلا تو مجھے نہایت افسوس ہوا کہ یہہ اعزاز مجھکو نصیب ہوا۔ اور حکیم ابوالفتح بہی لشکر لیکر اس لڑائی مین شریک ہوا۔ جب سب فوجون کا اجتماع ہوا تو زین خان نے ملک کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔ اور بہت سی غنیمت اوسکے ہاتہہ لگی۔ جب وہ کراکہ کے درہ پر پہونچے۔ تو ایک شخص نے راجہ بیربل سے کہا کہ رات کو افغان شب خون آپ پر مارینگے۔

ایک درہ کوہ یہان سے تین چار کوس ہے - اگر آپ اوسکی محافظت کرلین تو پھر کچھہ اندیشہ نہین ہے - راجہ نے کچھہ زین خان سے صلاح اور مشورہ کیا - اور فوج لے درہ کیطرف روانہ ہوا - آفتاب غروب ہونیکو تھا کہ وہان پہنچا - تو کیا دیکھتا ہے کہ چارونطرف پہاڑون پر افغان چڑھے ہوئے ہین - اونہون نے اس تنگ درہ مین بادشاہی فوج پر تیر بارانی اور سنگ فشانی شروع کی - رات ہوگئی - بادشاہی فوج راہ بھی بھول گئی غرض آٹھہ ہزار آدمی بادشاہ کے مارے گئے - راجہ بیربل بھی مارا گیا - اور بڑے بڑے نامی سردار بادشاہی کہیت رہے - معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دھوکہ راجہ کو فریب سے دیا تھا - راجہ کو تو شکست ہوئی تھی - ربیع الاول کو زین خان کوکا اور حکیم ابوالفتح نے بھی بہاری شکست پائی - بہزار دقت وہ اٹک مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے بادشاہ کو بیربل کے مرنیکا نہایت رنج ہوا - لاش کی بڑی تلاش کرائی مگر وہ نہ پائی - تو پھر یہہ لوگون مدت تک جھوٹی خبر اڑائی کہ وہ زندہ دشمنون کے پاس قید ہے - یہہ راجہ بیربل وہ راجہ ہے جسکی باتین اور کہاوتین ابتک ہندوستان مین عوام الناس کی زبان پر ہین +

قوم یوسف زئی فتح پاکر چکی ہو بیٹھی آگے نہ بڑھی - اسلئے اپنی فتح کے ثمرات سے متمتع نہ ہوئی - غرض بادشاہ کو اس شکست کا بڑا ملال ہوا - جن افسرون نے شکست پائی تھی اونکو معزول کیا - راجہ ٹوڈرمل کو بہت سی سپاہ کے ساتھہ یوسف زئی سے لڑنیکے لئے بھیجا - یہہ راجہ بڑی ہوشیاری سے پہاڑون مین داخل ہوا - جابجا قلعے بناتا گیا - اور سب طرح سے ملک کو تاخت و تاراج کرتا گیا - اور دشمنون کو فرصت کہیتی اور زراعت کی نہ دی اسلئے افغان نہایت تنگ ہوئے (قوم روشنائی سے لڑائی)

راجہ بیربر کو ۱۵۸۶ء میں عین گرمی کے موسم میں کابل سے روشنائی قوم کے دبانیکے واسطے چلا۔ اور درہ خیبر پر ایک جنگ عظیم ہوئی۔ اونکو بڑی شکست دی۔ اور بہت سے آدمی اونکے مارے گئے اور قید ہوئے۔ اسمعیل قلی خان بھی سپاہ عظیم لیکر دریاء جہلم سے اس مہم مین شریک ہونیکے لئے روانہ ہوا۔ اور جلالہ کو بنگش کیطرف بھگا دیا۔ عبداللہ مطلب خان اوسکے تعاقب مین گیا۔ وہان جلالہ نے پھر سپاہ جمع کرکے بادشاہی فوج سے مقابلہ کیا۔ اور بڑا کشت وخون ہوا۔ مگر جلالہ کو شکست ہوئی۔ اور وہ بھاگ گیا۔ اور پہاڑون مین ادہر اودہر مارا اور عبداللہ خان اوزبک پاس بدخشان پہنچا۔ سنہ ۱۵۸۱ء سے سنہ ۱۶۰۱ء جلالا اور اکبر مین لڑائیان ہوتی رہین۔ اور اس عرصہ مین قوم روشنائی کو فوج بادشاہی نے کہین زراعت نہین کرنے دی۔ اس سبب سے کہانے پینے کے سامانون اور چیزون کی قلت ہوئی۔ اسلئے جلالا ان ملکون سے ادہر اودہر بھاگتا پھرا۔ اور سنہ ۱۶۰۱ء مین غزنین پر قابض ہوگیا۔ یہہ غزنین کا لینا جلالا کا آخری جلال تہا۔ وہ کچھہ دنون رہا۔ یہان سے نکالا گیا۔ اور بھاگا جاتا تہا کہ پکڑا گیا۔ اور مارا گیا۔ کچھہ دنون اس فقیر کا ادبار رہا۔ مگر پھر اس کا عروج جہانگیر اور شاہجہان کے عہد مین ہوگیا۔

واقعات متفرقہ

مرزا سلیمان حاکم بدخشان کا آنا

مرزا سلیمان بدخشان کا بادشاہ تہا۔ مرزا ابراہیم اوسکا بیٹا بلخ کی لڑائی مین مارا گیا تہا۔ اوسکا بیٹا شاہرخ تہا۔ مرزا نے اوسکو بڑی محبت سے پرورش کیا۔ مگر جب بڑا ہوا تو دادا سے پھر گیا۔ اور ساری بدخشان پر قبضہ کرلیا۔ دادا بیچارا مارا مارا اکبر کے دربار مین آیا۔ اور یہان

اوسکی نہایت تعظیم وتکریم ہوئی - یہان سے حج کو روانہ ہوا - اور وہان سے واپس آنکر بدخشان
۹۸۴ھ ۱۵۷۶ء مین قابض ہوا -

رانا کیکا کو شکست دینا کنور مانسنگہ کا

رانا کیکا بھی ہندوستان کے مشہور راجاؤن مین سے تہا - جب چتوڑ فتح ہوگیا تو اوسنے ایک قلعہ
گوگندہ کوہستان ہندوواڑہ مین بنایا - وہ سارے ملک کنبل میر پر فرمان روائی کرتا تہا -
یہہ ملک اروللی پہاڑون مین اودے پور سے چالیس میل پر شمال مین تہا - اکبر بادشاہ کا بہہ
راجہ مطیع نہ تہا - اسلئے ۹۸۴ھ ۱۵۷۷ء مین کنور مانسنگہ اوسکی فرمانبردار کرنیکے لئے مقرر ہوا -
اور وہ کہالئے بلدیو سے بڑی سپاہ لیکر کنور سے لڑنے نکلا - بڑی لڑائی ہوئی - بہت سے
آدمی مارے گئے - رانا کیکا خود زخمی ہوا - جان بچاکر میدان سے پہاڑون مین بہاگ گیا -
پہر بادشاہ نے شہباز خان بخشی کو اس راجہ کی گوشمالی کے لئے بہیجا - اور قلعہ کنبل میر لیا
اور راجہ کو بہگادیا -

ولایت ٹہٹہ یعنی ملک سندہ کی فتح

۹۹۶ھ ۱۵۸۸ء صادق خان حاکم بہکر کو حکم ہوا کہ ملک ٹہٹہ پر حملہ کرے - حسب الحکم اوسنے قلعہ
سہوان کا محاصرہ کیا - جانی بیگ جو محمد باقی خان کہنا کا پوتا تہا - اور اس وقت اس ملک
کا والی تہا - وہ عاجزانہ پیش آیا - تحفہ تحائف بادشاہ کی نذرانہ کے لئے لایا - بادشاہ نے اوسپر رحم
کرکے فرمان ملک ٹہٹہ کی حکومت کا اوسکو لکہدیا - مگر جب لاہور مین بادشاہ کے رہنے کا چند
سال اتفاق ہوا - تو جانی بیگ نذرانہ معمولی بہیجتا رہا - مگر خدمت مین حاضر نہ ہوا - اب
خانخانان ملتان اور گہکہر کا حاکم مقرر ہوا ہی تہا - اوسکے نام ۹۹۹ھ ۱۵۹۱ء مین حکم شاہی صادر ہوا
کہ وہ ملک سندہ کو فتح کرے - اور بلوچون کو مطیع کرے - غرض وہ بڑے سازوسامان سے

اس ملک کے فتح کرنیکے لئے روانہ ہوا۔ اس قصد کی تاریخ فیضی نے قصد ٹھٹہ لکھی ہے
اب خانخانان نے قلعہ سہوان کا محاصرہ کیا۔ یہہ قلعہ سندہ کی بائین جانب کے کنجی اور ساری
صوبہ کی سپر تہا۔ جانی بیگ نے تمام ملک کے زمیندارون کو جمع کیا۔ اور غرابون اور کشتیون
مین سپاہیون کو بٹہایا اور بندوق اور توپون سے اوسکو خوب سجا لڑنیکے لئے موجود ہوا
خانخانان نے غرابون کی تیاری کی۔ اور لڑائی شروع کی۔ اور رات دن بحری لڑائی
رہی۔ مگر جانی بیگ کو شکست ہوئی۔ پہر اوسنے نصرۃ پور مین جو پانی اور دلدل سے
گہرا ہوا تہا۔ ایک قلعہ گلی بناکر پناہ لی۔ خانخانان نے اوسکا محاصرہ کیا۔ اور ہر روز لڑائی
ہوتی رہی۔ اور طرفین سے آدمی ہلاک ہوتے رہے۔ پادشاہ کی طرف سے بہی روپیہ اور
ساز و سامان کی امداد ہوتی رہی۔ اب ان سندہیون نے تمام راہون پر قبضہ کرلیا۔
اور بادشاہی رسد کا رستہ روک دیا۔ اب لشکر شاہی مین غلہ کی نہایت گرانی ہوگئی۔
لاچار کچہہ اور چارہ خانخانان کو سوا اسکے نہ تہا کہ محاصرہ چہوڑ دیا۔ اور پرگنہ جون مین
قریب ٹھٹہ کے چلا آیا۔ اکبر کی دانائی نے کام کیا کہ اوسنے ایک اور فوج راے سنگہ کی سپہ سالاری
مین امرکوٹ کی طرف سے سندہ مین بہیجی۔ اور ایک دستہ فوج کا سہوان کو روانہ کردیا جانی بیگ
یہہ سمجہہ کر کہ سہوان کی فوج ضعیف ہے اوسکی تقویت کے لئے روانہ ہوا۔ خانخانان نے
یہہ سنکر سہوان کو جو فوج روانہ کی تہی اوسکی کمک کے لئے بڑی بڑے سردار اور فوج
روانہ کی۔ وہ دو دن مین چالیس کوس چلکر سیاہ سے جا ملے۔ دولت خان اس سپاہ کا
سپہ سالار تہا۔ جانی بیگ پانچہزار فوج آراستہ کرکے میدان مین آیا۔ دولت خان بہی
دو ہزار فوج لیکر مقابلہ کو گیا۔ اس لڑائی مین راجہ ٹوڈرمل کا لڑکا مسمے دہارو بڑی
مردانگی سے لڑکر کام آیا۔ جانی بیگ بہاگ گیا اور نارلپور مین قلعہ بناکر لڑنے لگا۔

خانخانان نے یہان بہی اوسکا محاصرہ کیا۔ رسد کی قلت سے محصورین کی یہہ نوبت آئی کہ گہوڑے اور اونٹ کہاکر گذران کرنے لگے۔ اور ہر روز دشمنوں کی جان توپ گولہ سے فنا ہوتی۔ کچھہ بہوک کے ماری جان سے سیر ہوتے۔ غرض جب یہہ نوبت پہنچی تو جانی بیگ نے صلح کی درخواست کی۔ اور تین مہینہ کی اجازت مانگی کہ مین سفر کی تیاری کرکے بادشاہ کی خدمت مین چلون گا۔ یہہ درخواست خانخانان نے منظور کرلی۔ اس عرصہ مین خانخانان کے بیٹے کی شادی جانی بیگ کی بیٹی سے ہوگئی۔ قلعہ سہوان اوسنے دیدیا۔ اور پیشکش عراب دئے ——— اور جانی بیگ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا تو ریاست پر اوسکو بحال کردیا۔ اکبرنامہ مین مذکور ہے کہ جانی بیگ فی پرتگالی سپاہیونکو اس لڑائی مین لڑایا۔ اور دو سو ہندوستانیون کو پرتگالی وردی پہنائی۔ اور ایک قلعہ کی محافظت اہل عرب کو سپرد کی۔ غرض یہہ پہلی دفعہ تہی کہ اہل عرب اسطرح ہندوستان مین لوکر ہوئے اور ہندوستانی یورپ کی وردی پہنکر پہلے ہی میدان جنگ مین آئے۔

قندہار پر دوبارہ قبضہ

یاد ہوگا کہ قندہار کو کس فریب اور دغابازی سے ہمایون نے ایرانیون سے لیا تہا۔ شاہ ایران نے کئی دفعہ اوسپر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر اکبر کی آغاز سلطنت تک اوسکی مراد پوری نہ ہوئی۔ جب ہندوستان کی سلطنت مستحکم ہوگئی تو شاہ ایران کا مطلب پورا ہوا۔ اور قندہار پر قبضہ ہوگیا۔ مگر جو آفت تقسیم سلطنت کی ہندوستان مین آئی تہی وہ اب ایران پر شاہ عباس کے عہد مین آئے۔ جسسے اکبر کا قبضہ دوبارہ قندہار پر ہوگیا۔ اسوقت مظفر حسین مرزا اور رستم مرزا شاہ ایران کے عزیز رشتہ دار قندہار مین حکمران تہے۔ اونمین اپسمین لڑائی جہگڑے ایسی ہوئے کہ رستم مرزا نے مظفر حسین سے شکست پائی

اور وہ شکست کھاکر سندھ و ستا مین اکبر پاس آیا۔ یہان اوسکی نہایت تعظیم اور تکریم ہوئی
۔ پنج ہزاری کا منصب ملا۔ اور ملتان اور ملک سندہ اور پٹن جاگیر مین مقرر ہوا۔ اور تمام
ایرانی امرا نے بادشاہ کی طرف رجوع کی۔ اور مظفر حسین مرزا اور اور مرزا بھی آموجود ہوئے
سنہ ۱۵۹۴ مین یہہ صوبہ بغیر لڑے بھڑے بادشاہ کی قبضہ مین آگیا۔ اگرچہ خانخانان کی ساتھہ
قندہار کی فتح کرنیکے لیے ایک لشکر روانہ ہوا تہا مگر وہ ملتان تک پہنچا تہا کہ یہان یہہ سب کام
ہوگئے۔ قندہار پر قبضہ پانے سے اکبر کا جہگڑا احمد عباس شاہ ایران سے نہ ہوا۔ اسوقت
اوسکو اپنی آپ پڑی ہوئی تہی۔ اوزبکون کے خوف کے مارے اونسے رسل و رسائل کا
سلسلہ اکبر سے شروع کیا۔ اور امداد اور اعانت کا طالب ہوا۔ مگر صبر اور تحمل کے ساتھہ
ایسے موقع کی تاک مین بیٹہا رہا کہ قندہار پر دوبارہ قبضہ ہوجائے۔ یہہ مراد اوسکی
اکبر کی وفات کے بعد پوری ہوئی ✣

اکبر کا کامل تسلط ہندوستان پر

اب قندہار پر قبضہ پانے سے دریاے سندہ پار جو ملک موروثی تہا اوسپر اکبر کا قبضہ ہوگیا
فقط شمالی اور مشرقی افغانون سے لڑنا جہگڑنا باقی رہا تہا۔ ہندوستان خاص تمام
فتح ہوگیا۔ سنہ ۱۵۹۲ مین ملک سندہ پر قبضہ ہوگیا۔ اسی سنہ مین کشمیر کے حاکم نے جو بغاوت کا
ارادہ کیا تہا اوسکے دبانے سے کشمیر پر بہی پورا تسلط ہوگیا۔ اڑیسہ اور بنگال بہی اب باغیون
سے پاک صاف تہا۔ اونکی فتح بہی تکمیل کو پہونچ گئی تہی۔ سنہ ۱۵۹۳ مین مظفر شاہ
گجراتی کے مرنیسے گجرات مین بہی بالکل شور و فساد خاتمہ کو پہنچ گیا تہا۔ غرض ہندوستان
خاص مین دریاے نربدا تک بالکل تسلط تہا صرف اودیپور کا ملک مطیع نہ تہا۔ باقی سب
راجہ اوسکے دوست اور رفیق تہے۔ اب دکہن کی مہمات کا حال سننا چاہیے۔

دکہن کی مہمات

ہم پہلے لکہہ آئے ہین کہ اکبر کا ارادہ ملک دکہن کی فتح کرنیکا تہا اور وہ اوسکے معاملات مین دخل نہ دیتا تہا برہان نظام شاہ کو مرتضی نظام شاہ احمد نگر قید کر رکہا تہا اور کچہہ جاگیر مقرر کردی تہی اوسسے وہ اپنا گذارہ کرتا تہا - اب سپاہ اور رعایا نظام شاہ سی اوسکی بے اعتدالیون کے سبب سے ناراض ہوئی - وہ بیدر گیا ہوا تہا - اسلئے بعض امراء نے اس بتدبیر لکہہ بہیجا کہ بہائی تیرا نظام شاہ دیوانہ ہوگیا ہے - اگر تو قید خانہ سی ہمارے پاس آئی تو ہم تیرے سر پر تاج رکہین - غرض حاکم قلعہ سی سازش کرکے برہان شاہ قید سی باہر آیا - اور پانچ چہہ ہزار سوار بہے اوس پاس جونیر مین جمع ہوگئے - نظام شاہ کو بہی اسکے خبر بندر مین پہونچی - غرض وہ بہی احمد نگر مین آیا - یہان دونون بہائیون مین سخت لڑائی ہوئی - صلابت خان نظام شاہ کی سپاہ لارہا تہا برہان شاہ کو شکست فاحش دی - وہ شکست کہاکر بیجاپور مین بہاگ گیا - پہر ایک سازش ہوئی کہ برہان الملک کو فقیرانہ لباس مین احمد نگر مین لائے اور ارادہ ہوا کہ نظام شاہ دیوانہ کو مار ڈالین غرض یہہ بہی کہل گیا - اور سازش کرنیوالونکو صلابت خان نے سخت سزا دی - برہان شاہ بہاگ کر گجرات مین گیا - اور وہان سے اکبر شاہ کی خدمت مین پہونچا - بادشاہ نے اوسی کابل اور سندہ کی درمیان افغانون سے لڑنیکے لئے بہیجدیا - اور بنگش مین اوسی جاگیر دیدی - جب مرتضی نظام شاہ مرگیا تو برہان شاہ بیٹا اسمعیل اوسکا جانشین ہوا - اکبر کو جب اسکی خبر ہوئی تو اوسنے برہان شاہ کو بنگش سے بلایا - اور فرمایا کہ ہم نے تجہکو تیری موروثی سلطنت احمد نگر کی عطا کی - جسقدر لشکر کی ضرورت ہو اوس قدر لیجائے - برہان شاہ نے عرض کیا کہ اگر حضور کی سپاہ ہمراہ لیجاؤن گا تو دکہنی متوحش ہونگے - اسلئے مین جریدہ جاتا ہون - اور ملائمیت اور نرمی سی کام چلاتا ہون -

پادشاہ نے ہنڈیا اوسکی جاگیر مین عنایت کیا - راجہ علیجان حاکم اسیر کو اوسکی اعانت اور امداد کے لئے حکم بھیجدیا - اب برہان الملک گنڈوانہ کی راہ سے برار مین آیا - سب کہنیون نے اوسکے حال پر التفات کیا - اور اوسکو بلایا - مگر جمال خان نے دس ہزار آدمی فرقہ مہدویہ کے لڑنیکے لئے سامنے کردئے - برہان الملک کو شکست ہوئی - اور وہ پریشان ہوکر ہنڈیا مین گیا - ادہر جمال خان عادل شاہ والی بیجاپور سے لڑنے گیا - اور ادہر راجہ علیجان کی امداد اور اعانت سے برہان شاہ احمد نگر مین مالک ہوگیا - جمال خان پریشان حال ہوکر تباہ ہوگیا - اور اسمعیل شاہ قید ہوگیا - اب ۱۵۹۱ء / ۹۹۹ھ مین اکبر شاہ نے اپنے چار ملازم دکہن کے حال دریافت کرنیکے واسطے بادشاہان دکہن کی خدمت مین روانہ کئے - ملک الشعرا شیخ فیضی کو راجہ علیجان حاکم اسیر اور برہان پاس اور خواجہ امین الدین کو برہان شاہ حاکم احمد نگر پاس اور مرزا محمد امین کو عادل شاہ حاکم بیجاپور پاس اور مرزا قطب الملک کو حاکم گولکنڈہ پاس روانہ کیا - اور شیخ فیضی کو یہہ بھی حکم تہا کہ راجہ علیجان کے پاس ہوکر برہان شاہ پاس بھی جائے - اب یہہ چارون ملازم شاہی دکہن مین پہر پہر اکر ۱۵۹۳ء / ۱۰۰۱ھ مین واپس آئے - اونسے بادشاہ کو معلوم ہوگیا کہ دکہن مین کوئی اوس کی شہنشاہی کو تسلیم نہین کرتا +

اب برہان شاہ نے دلاور خان حبشی کو پناہ دیکر عادل شاہ حاکم بیجاپور سے ایک جہگڑا مول لیا - اور سخت لڑائی برپا ہوئی - اور اوسکو شکست ہوئی - اس سبب سے اوسکی ہوا بگڑ گئی - اور دکہنی اوسکو بری نظرون سے دیکہنے لگے - اور پہر ارادہ ہوا کہ اسمعیل شاہ کو بادشاہ بنائین - اور برہان کو قتل کرین - غرض بیچ مین آکر امیرون نے عادل شاہ اور برہان شاہ مین صلح کرادی - مگر پہر اور لڑائی جہگڑے برپا رہے - جب وہ بیمار ہوا تو خبر اوڑ گئی کہ

وہ مارا گیا اس سبب سے چار و نطرف غدر مچ گیا۔ مگر اونسے حالت بیماری مین اس فساد کو رفع دفع کیا۔ اور پھر تھوڑے دنونکے بعد مر گیا۔ بعد اوسکے ابراہیم نظام شاہ پادشاہ ہوا مگر چار مہینہ بعد وہ بھی مارا گیا۔ یہان منجھو نے احمد شاہ بن شاہ طاہر کو پادشاہ بنایا۔ اور اسمعیل کے بیٹے شیر خوار بہادر شاہ کو قید کیا۔ چونکہ احمد شاہ خاندان نظام سے نہ تھا اسلئے یہ منجھو کے امراء حبشی دشمن ہو گئے۔ اور اونہون نے بازار مین سے ایک لڑکا مجہول النسب لے کر پادشاہ اپنا بنایا۔ اور اوسکا خاندان نظام شاہی ٹھہرایا۔ غرض تین گروہ ہو گئے۔ اونمین سے ہر ایک کا جدا پادشاہ تھا۔ اور ایک چوتھا گروہ اور ضعیف سا تھا جو شاہ علی نظام شاہ اول کے بیٹے کو پادشاہ مانتا تھا۔ اب ان فریقون مین سے کبھی کوئی مغلوب ہو جاتا تھا کبھی کوئی غالب ان سب مین میان منجھو کا فریق بڑا با اختیار تھا۔ اکبر پادشاہ نے یہہ ارادہ کر کے کہ دکہن کو فتح کیجے۔ لاہور سے بڑی بہاری فوج روانہ کی۔ اور اپنے بیٹے شہزادہ دانیال کو اوسکا سپہ سالار بنایا۔ مگر برہانپور تک پہنچتے پہنچتے اس شہزادہ نے اپنی ایسی کوتاہی دکہائی کہ مرزا مراد اس لشکر کا سپہ سالار بنا۔ اور اس لشکر کو لیکر گجرات مین آیا۔ اب میان منجھو نے اس شہزادہ مراد سے درخواست اعانت کی۔ وہ باپ کی طرف سے دکہن کی فتح کے لئے نامور ہوا تھا۔ وہ لشکر کو جمع کر کے احمد انگر کیطرف متوجہ ہوا۔ مگر اسی اثنا مین امراء حبشی مین تلوار چلی۔ اور طفل مجہول النسب جنکو حبشیون نے پادشاہ بنایا تھا گرفتار ہوا۔ اور میان منجھو پاس بہت سے امراء اور سپاہ آئی۔ اب اوسکو افسوس تہا کہ مینے کیون شاہزادہ مراد کو بلایا۔ اس سوچ بچار ہی مین تہا کہ مرزا عبد الرحیم خانخانان اور راجہ علیجان حاکم خاندیس و شاہزادہ مراد بیس ہزار سوار مغل اور راجپوت اور افغان لیکر احمد انگر کے پاس آ گئے۔ اب اس قلعہ کو میان منجھو نے مستحکم کر کے بی بی چاند کو جسنے

منجھو خان کو عداوت تھی اس قلعہ مین بند کیا۔ اور خود اپنے بادشاہ احمد شاہ کو لیکر سپاہ
کی امداد اور نواح کے بادشاہون سے لینے گیا۔ اور بضاعر خان کو تمام اہتمام اس قلعہ کا
سپرد کر گیا۔ یہہ بی بی چاند بی ہندوستان کے بڑی عالی حوصلہ عورتون مین
شمار ہوتی ہے۔ اب اوسکو یہہ اندیشہ تہا کہ کہین بضاعر خان قلعہ مغلون کے حوالہ
نہ کردے۔ اسلئے اول اوسنے کام اوسکا تمام کرایا۔ اب یہہ بی بی آمادہ جنگ و پیکار
ہوئی۔ اور قلعہ سے توپین مغلون کی فوج پر مارنی شروع کین۔ شہزادہ مراد ایک باغ
مین فروکش ہوا۔ اور اوسنے تمام شہر والون کا اطمینان خاطر کیا۔ ایک اذن عام
ادنے اعلے کو امان کا دیدیا۔ مگر شہباز خان کنبوہ جنیث بذات خود کیا کیا کہ نہ شاہزادہ
سے پوچہا نہ گچہا۔ سارے شہر کو لوٹ لیا۔ اور سیکڑون شیعون کو مار ڈالا۔ غرض
تعصب مذہبی کا اوسکو ایسا جوش ہوا۔ کہ جو کام نہ کرنے کے تہے وہ کئے۔ اسسے
دکہنیون کا دل مغلون سے پہر گیا۔ مگر اسوقت امرا نظام کے تین فریق تہے۔
اور ایک دشمن جون کے پیاسی تہی وہ مغلونکا کیا کر سکتے تہے میان منجھو احمد شاہ کو لیکر عادل شاہ پاس گئے تہے اخلاص خان
حبشی تہا شاہ مجہول النسب کو بادشاہ بنائی دولت آباد مین پڑا تہا۔ ایک خان حبشی
شاہ علی بن برہان شاہ اول کو بادشاہ بنائے سرحد ملک عادل شاہ مین بیجاپور مین
ٹہرا ہوا تہا۔ اب اخلاص خان دس ہزار سوار لیکر دولت آباد سے احمد انگر کی طرف خانخانان
سے لڑنیکے لئے چلا۔ خانخانان نے دولت خان لودی کو پانچ چہہ ہزار سوار دیکر اوسکے
مقابلہ کے لئے بہیجا۔ دونون مین لڑائی ہوئی۔ دکہنیون کو شکست ہوئی مغلون نے
تعاقب کرکے پٹن کے شہر کو ایسا لوٹا کہ کسی پاس پانی پینے کا برتن نہ چہوڑا۔ بی بی
چاند کو منجھو خان کا اعتماد تہا۔ اسلئے اوسنے ایک پروانہ آہنگ خان کے نام لکہا کہ وہ

سپاہ معتبر ہمراہ لیکر قلعہ احمد انگر مین حاضر ہو۔ وہ سات ہزار سوار اور پیادہ لیکر قلعہ کے پاس پہنچا۔ اور جانب مشرق سے قلعہ کے اندر جانے کا ارادہ کیا۔ یہی طرف مغلون کی حصار سے خالی تہی۔ یہہ اتفاق کی بات ہی کہ جسوقت وہ اس طرف سے رات کو قلعہ کے اندر جانا چاہتا تہا کہ مرزا مراد گشت کرتا ہوا جب ادسنے یہہ طرف خالی دیکہی تو خانخانان کو اوس طرف کی حفاظت کیواسطے مامور کیا۔ غرض یہہ ادہر سے گیا اور آہنگ خان ادہر سے آیا۔ دونون مین سخت لڑائی ہوئی۔ آہنگ خان تہوڑی آدمیون کے ساتہہ قلعہ کے اندر چلا گیا۔ غرض اب بی بی چاند کی لیاقت کو دیکہنا چاہیئے کہ جب اونسے یہہ پریشان حال دیکہی تو اونسے عادل خان والی بیجاپور کو برابر خط لکہے اور ایسے مضمون لکہے کہ اونسے سہیلخان حبشی کو لشکر دیکر اعانت کیلئے روانہ کیا۔ اور رعایا کو بہی اونسے پرچایا۔ اور چارونطرف اپنی امداد کیلئے لوگون کو آمادہ کرایا۔ غرض یہہ سارا لشکر شاہ درک مین مجتمع ہوا جب اسکی خبر شاہزادہ مراد کو ہوئی۔ مراد اور خانخانان کے دلونمین نفاق تہا۔ اسلئے مراد نے اور امراء کے ساتہہ مشورہ کرکے یہہ صلاح ٹہہرائی کہ جب تک لشکر دکہن سے یہان پہونچے۔ سرنگین لگاکر قلعہ فتح کرلین۔ غرض امیرون نے اسکا اہتمام کیا۔ اور پانچ سرنگین تیار بہی ہوگئین۔ اور بارود بہی بہری گئی کہ خواجہ محمد خان شیرازی نے شہزادہ کے لشکر سے جاکر بی بی چاند کو اسکی خبر کردی۔ اور سرنگون کے ساری پتے بتادئے۔ بی بی چاند کے آدمیون نے دو سرنگون سے بارود نکالی اور اونکو بند کردیا۔ اور سرنگون کی تلاش مین آدمی پہرتے تہے کہ بادشاہزادہ کے آدمیون نے تیسری سرنگ جو سب سے بڑی تہی اوڑائی۔ پس قلعہ کے اندر ایک قیامت برپا ہوگئی۔ ایک دیوار اوسکی اڑا ڈاکر کے گری۔ اور اوسمین بہت سے آدمی ہلاک ہوگئے۔ جوانمرد جو سرنگون کی تلاش مین زمین کہودتے تہے

سرگرم تھے۔ وہ وہین زمین کے پیوند ہوئے۔ محصورین بہاگنے کا ارادہ پر آمادہ ہوئے اور محاصرین نے اندر داخل ہونیکا عزم مصمم کیا۔ بی بی چاند نے جب یہہ واقعہ ہوکنا کا دیکھا تو چہرہ پر نقاب ڈالی اور ننگی تلوار ہاتھہ مین لی اور تمام ہتیارون مین اوپچی بن ننگے پاؤن اپنے محل سے نکلی۔ اور گہوڑے پر سوار ہوئی۔ اور جہان سے دیوار قلعہ گری تہی وہان پہنچی۔ اور توپ بندوق تیر غرض وہ آتش سوز چیزین جمع کین کہ اس مقام کو دہلیز دوزخ بنا دیا۔ اب شہزادہ کے دیوتون نے اور سنگین اوڑائین تو وہ نہ اوڑرین۔ جب اسی مالوسی ہوئی۔ تو جہان سے قلعہ کی دیوار گری تہی وہین حملہ آور ہوئے۔ اور اندر اور باہر کی فوجون مین سخت لڑائی واقع ہوئی۔ بہادران اکبری بہت کام آئے۔ کشتون کے پشتے لگ گئے خندق مردون سے بہر گئی۔ مگر جب آفتاب غروب ہوا۔ تو شاہزادہ مراد اور صادق محمد خان دلگیر نامراد ہوکر اپنے خیمون مین چلے آئے۔ سارے لشکر مین چاند کی شیر مردی کا شہرہ تہا۔ اور آج سے اوسکا لقب بی بی چاند سے چاند سلطانہ کہا گیا۔ غرض جب پردہ شب دونو لشکرون مین حائل ہوا۔ تو چاند نے رات کو بہی آرام نہ کیا۔ اور دیوار قلعہ کو خوب مستحکم کیا۔ صبح ہوتی ہی بادشاہی فوج نے دیکہا کہ دیوار شکستہ رات ہی رات مین سد سکندری ہوگئی۔ اب جب تک نئی سنگین نہ کہدین اور کہین سے دیوار نہ اوڑائی جائے۔ قلعہ کے اندر جانا ممکن نہین۔

صلح شاہزادہ مراد اور چاند سلطانہ

اب چاند سلطانہ نے سہیلیخان کو جو لشکر لیکر قریب آگیا تہا ایک خط لکہا کہ دشمنون کا غلبہ ہے اور سامان رسد اور کہانے پینے کا توڑا ہے۔ جو قاصد اس خط کو لئے جاتا تہا وہ مغلون کے ہاتہہ آگیا۔ خط کو خانخانان اور صادق خان نے پڑہ لیا۔ ایک خط

اونہون نے بہی سہیل خان کو لکہا کہ آپ آئے تاکہ یہہ منازعت ختم ہوجائے۔ جب یہہ دونو خط پہنچے تو سہیل خان جلد روانہ ہوا۔ اب مغلون کے لشکر مین ایک قحط عظیم برپا ہوا۔ گہوڑون مین جان نہ رہی۔ گو اس وقت مین شاہی فوج دکہن کے چارون فریقون کی بہ سپاہ سے قوت اور تعداد مین زیادہ تہی۔ مگر جنگ دوسرون کا خیال کرکے جان و مال کو لڑائی کے مخاطرہ مین ڈالنا پسند نہ کیا۔ اور انہین صلاح اور مشورہ یہی ٹہہرا کہ چاند سلطانہ سے صلح کرلیجائے۔ چاند سلطانہ بہی یہہ سمجہی بیٹہی تہی کہ میری جمعیت چند روزہ ہے۔ اس مانگے تانگے کی بہیڑ سے کیا کام آخر کو چلے گا۔ آخر ۱۵۹۶ء مین صلح اس بات پر ہوگئی کہ ملک برار جو ابہی شاہ احمد نگر کے قبضہ و تصرف مین آیا تہا۔ ملازمان اکبری کے تعویض کیا جائے۔ اس عورت کی جوانمردی اور بہادری کی داستانین بہت مشہور ہین۔ ایک داستان اوسکی یہہ بہی مشہور ہے کہ جب اوس پاس گولیان ہوچکین تو اوسنے چاندی سونے تانبے اور جواہرات کی گولیان بناکر دشمنون مین پہینکین۔

از سر نو لڑائیون کا ہونا

شہزادہ مراد تو لشکر کو لیکر برار مین روانہ ہوا۔ کہ اب یہان احمد نگر مین لڑائی جہگڑے شروع ہوئے۔ میان منجہو احمد شاہ کو لیکر احمد نگر مین آگئے تہے۔ آہنک خان نے دروازہ بند کرلیا۔ اور اوسکو گہسنے نہ دیا۔ اور بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ مقتول کو قید خانہ سے نکال کر بادشاہ بنایا۔ اور اوسکے نام کا سکہ اور خطبہ پڑہا گیا۔ اور سب امرار نظام شاہی نے اوسکی شاہی تسلیم کی۔ مگر میان منجہو کنہو رولائے عادل شاہ نے بیجاپور سے مرتضی خان دکہنی کو چار ہزار سوارون کے ساتہہ احمد نگر مین بہیجا۔ اور میان منجہو پاس یہہ پیغام بہیجا کہ اسوقت احمد شاہ کے بادشاہ بنانے کی آرزو کرنی

نامناسب ہے۔ تم میرے پاس چلے آؤ۔ جو کچھ مناسب ہوگا وہ کیا جائیگا۔ یہان بیجاپور مین ابراہیم عادل شاہ کے پاس چلے گئے۔ اب چاند سلطانہ کے ہان محمد خان وزیر یا پیشوا ہوا (پیشوا دکھن مین وزیر کا خطاب ہے) اب تھوڑے دنون اوسنے تمام اپنے اور دیہر کے پرانے خیرخواہ مثلاً ہنگ خان و شمشیر خان کو قید خانہ مین ڈالا۔ اور چاند سلطانہ کی سلطنت بگاڑنے مین سازشین کرنے لگا۔ پہر اس پاک دامن عورت نے عادل شاہ سے اعانت کی التجا کی۔ اوسنے سہیلی خان کو ۱۰۰۵ھ ۱۵۹۶ء مین بیجا۔ اب محمد خان قلعہ مین محصن ہوا۔ اور چار مہینہ تک سہیلی خان سے لڑتا رہا۔ اور آخر کو خط خانخانان کو کمک کے لیے بھیجا جب اہل قلعہ کو اسکی خبر ہوئی تو سب اوس سے پہر گئے اور اوسکو پکڑکر چاند سلطانہ کے حوالہ کیا۔ چاند سلطانہ نے اب آہنگ خان حبشی کو پیشوا بنایا۔ سہیل خان کو بیجاپور رخصت کیا۔ اب شاہزادہ مراد کی سنئے کہ اوسنے قصبہ پاتری اور اور قصبات برکہ برار کی سرحد سے باہر تہی قبضہ و تصرف کر لیا۔ اب سہیل خان کو بیجاپور جاتے ہوئے یہہ حال معلوم ہوا تو اوسنے عادل شاہ سے عرض کیا کہ شاہزادہ نے نقض عہد کیا۔ اور جب چاند سلطانہ کو بہی اسکی خبر ہوئی تو اوسنے بہی عادل شاہ پاس پیغام بہیجا کہ جسطرح ہو سکے ان مغلون کی سپاہ کا دکھن سے منہ کالا کرنا چاہیئے۔ عادل شاہ نے سہیل خان کو سپہ سالار بنایا۔ اور مغلون سے لڑنے کا حکم دیا۔ اوسکی اعانت کے لئے قطب شاہ حاکم گول کنڈہ نے سپاہ تلنگ بہیجی و راحمد انگر سے ساٹھ ہزار سوار اوس پاس آگئے۔ خانخانان بہی لشکر عظیم لیکر اوسکے سامنے آیا۔ راجہ علیجان حاکم خاندیس اوسکے ساتھ تہا۔ دسمبر ۱۵۹۶ء سنہ جنوری ۱۵۹۷ء مین دریا گودا وری پر ان دونون مین ایک سنگامہ کارزار گرم ہوا۔

دو روز تک وہ قائم رہا۔ کبھی مغلون نے شکست پائی کبھی دکھنیون نے ہزیمت پائی
مگر آخرکار انجام یہہ ہوا کہ مغلون کے ہاتھہ میدان رہا۔ اور تمام امرا دکن حیدرآباد
اور بیجاپور مین بھاگ گئے۔ اب خانخانان قلعہ برار کے قلعون کی فتح مین مصروف
تہا کہ شاہزادہ مراد نے اوسسے یہہ کہا کہ یہہ وقت موقع ہے کہ احمدنگر کو فتح کرلین۔
خانخان نے جواب مین لکہا کہ مصلحت وقت یہی ہے کہ برار ہی مین اس سال کے
اندر تمکام سلطنت کرین۔ غرض ان دونون مین پہلے ہی سی دلون مین ان بن
رہتی تہی۔ اب اس بات پر اور رنجش کو افزائش ہوئی۔ بادشاہ پاس شاہزادہ نے
شکایت کی عرضیان خانخانان کے باب مین لکہین۔ اسپر بادشاہ نے خانخانان کو
۱۰۰۶ھ ۱۵۹۸ء مین بلالیا۔ اور شیخ ابوالفضل کو سپہ سالار دکن کا بناکر بہیجا۔ مرزا یوسف خان
کو بہی اوسکا شریک کردیا۔ اب آہنگ خان چاند سلطانہ کا جانی دشمن ہوگیا۔ اور
اوسکا ارادہ ہوا کہ اوسکو اور بہادر شاہ دونون کو کسی قلعہ مین قید کرے۔ اور خود
بادشاہ بن جائے۔ غرض ان دونون مین آپسمین جہگڑا شروع ہوا۔ اور لڑائیان
ہوئین۔ قلعہ کے اندر چاند سلطانہ تہی۔ اور باہر اوسکا پیشوا تہا۔ اب اوسکا یہہ حوصلہ
ہوگیا کہ اوسنے قصبہ بیرلا زمین اکبری کے قبضہ سی نکال لیا۔ اور وہان کے حاکم کو
شکست دیکر باہر کردیا۔ یہان کے حاکمون نے شیخ ابوالفضل کی شکایتین لکہین۔
اسپر بادشاہ نے خیال کیا کہ سوار خانخان کے کوئی دکن کی سپہ سالاری کی لیاقت
نہین رکہتا۔ ان دنون مین اتفاق سے شاہزادہ مراد کا پیمانہ عمر مے نوشی کی کثرت
سے لبریز ہوا۔ اوسکی جگہ شاہزادہ دانیال مقرر ہوا۔ اب شیخ ابوالفضل نے ایسے
حالات یہان کے لکہنے شروع کئے ۱۰۰۸ھ ۱۵۹۹ء کے آخر مین بادشاہ کو جو دہ برس کے بعد

پنجاب کو چھوڑنا اور دکن کو روانہ ہونا پڑا۔ اور ۱۵۹۹ء کے وسط مین دریاے نربدا پہنچا
مگر اوسکے پہنچنے سے پہلے ہی دولت آباد کا قلعہ اور بہت سے بڑے بڑے قلعے فتح ہوچکے تھے
۔اب وہ خود تو قلعہ اسیر کی فتح مین مشغول ہوا۔ اور دانیال اور خانخانان کو
احمدنگر کی فتح کے لئے روانہ کیا۔ اب آہنگ خان سر اسیمہ ہوکر اور تمام اپنے مال
اسباب مین آگ لگاکر خیبر مین بھاگ گیا۔ اور امراے مغل بے مزاحم قلعہ احمدنگر کے نیچے
آپہنچے۔ اور سرنگین اور لقب کھودنی شروع کین۔ اور سرکوب لگائے۔ اب چاند سلطانہ
نے حبیثہ خان سے کہا کہ دیکھو آہنگ خان نے ایسا نقض عہد کیا کہ بادشاہ خود دکن پر
متوجہ ہوا۔ اب یہہ قلعہ بھی چند روز مین فتح ہوجائیگا۔ حبیثہ خان نے کہا کہ جو کچھہ
ہونا تھا سو ہوچکا اب آئندہ بنلاؤ کہ کیا کیا جائے۔ چاند سلطانہ نے کہا کہ مناسب
ہے قلعہ شاہزادہ دانیال کو سپرد کردین اور اپنے ننگ و ناموس کو بچائین۔ اب
اس خان نے یہہ سنکر ساری اہل قلعہ کو جمع کرکے یہہ فریاد اور واویلا مچائی کہ اکبر شاہ
کے سردارون سے چاند سلطانہ مل گئی ہے۔ قلعہ حوالہ کردینے کے لئے صلاح دیتی
ہے۔ اس بات پر دکھنی ایسے افروختہ ہوئے کہ اس صناعصمت کو شہید کیا۔ جسوقت
یہہ ہنگامہ قلعہ کے اندر برپا ہوا امراے اکبری نے سرنگین اوڑاکر قلعہ کے اندر قدم رکھا
اور حبیثہ خان اور تمام سپاہیون کو قتل کیا۔ اور مال اسباب لوٹ لیا۔ مگر صغیر سن
بہادر شاہ کو زندہ رہنے دیا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا۔ اوسنے قلعہ گوالیار
مین مقید کردیا۔ مگر اس دار السلطنت کے فتح ہونے سے سارا ملک مطیع نہ ہوا۔ بلکہ امراے
نظام شاہی مرتضیٰ نظام شاہ پسر شاہ علی کو ۱۰۰۹ھ ۱۶۰۰ء مین بادشاہ بنایا۔ اور قلعہ
پربندہ کو دار الملک بنایا۔

خاندیس کی فتح

راجہ علیخان فاروقی حاکم خاندیس ہمیشہ بادشاہ کی اطاعت کرتا رہا۔ مگر اوسکا بیٹا بہادرخان اپنے باپ کے طریقہ کا پیرو نہ ہوا۔ اور قلعہ اسیر کو نہایت مستحکم کیا۔ اب جب بادشاہ مانڈو مین پہونچا۔ تو اوسنے بہادرخان کو نصیحت اور فہمائش اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے کی۔ مگر جب اسکا اثر نہ ہوا۔ تو امراء بادشاہی اوسکی تسخیر کیواسطے متعین ہوئے۔ اونہون نے قلعہ اسیر کا محاصرہ کیا۔ اور ایک عرصہ ایک سال کا اوسمین لگ گیا۔ آدمیون کے اجتماع سے وبا شروع ہوئی۔ جب بہادرخان نے سنا کہ احمدانگر فتح ہوگیا تو بہت سراسیمہ اور پریشان ہوا۔ اور قلعہ ملازمان اکبری کے سپرد کردیا۔ بادشاہ نے اس صوبہ کو اپنی قلمرو مین داخل کیا۔ اور شاہزادہ دانیال کو برار اور خاندیس کی حکومت عنایت کی۔ اور خانخانان کو اوسکا وزیر مقرر کیا۔ اور فوج دکن کی سپہ سالاری اور احمدانگر کی حکمرانی شیخ ابوالفضل کو مرحمت ہوئی۔ وہ خود ۱۰۱۰ھ مین آگرہ واپس آیا۔ اور پہلے اسکے کہ بادشاہ آگرہ کو روانہ ہو۔ گول کنڈہ اور بیجاپور کے بادشاہون کی ایلچی اور نذرین پہونچین۔

اکبر بادشاہ کی اولاد کا حال اور ہندؤن کے ساتھہ ناتے رشتے کا بیان

اکبر کی دلی آرزو یہہ تہی کہ وہ یہان کے راجاؤن سے ناتہ رشتہ کرے۔ چنانچہ اوسنے خود جودہ پور اور جیسلمیر کے راجاؤن کی لڑکیون سے شادی کی۔ اور اپنے بیٹے جہانگیر کی شادی جیسلمیر کی رانی سے کی۔ یہہ سلسلہ اوسکے خاندان مین بہی آئندہ جاری رہا۔ بیگمات اور ان رانیون کی اولاد مین کچھہ تمیز نہ تہی۔ سلطنت کا دعوے

دونون کو برابر پہنچتا تہا۔ انتظام ملکی مین اس رشتہ مندی کا بڑا اثر تہا۔ بادشاہ کے ساتہہ دامادی کا رشتہ رجپوتون کے دل مین اوسکی عظمت اور محبت کو بٹہاتا تہا۔ سوا اسکے مسلمانون کو اس قسم کی رشتہ داری سے یہہ بہی فائدہ ہوا کہ وہ خرابیان اور بیماریان جو ایک خاندان مین شادیان کرنیسے پیدا ہوتی ہین۔ اوسسے اولاد محفوظ ہوئی۔ اور اس نئے خون کے اختلاط سے اولاد نہایت زبردست اور عالی دماغ پیدا ہوئی۔ مگر یہہ ایک نقصان عظیم بہی ہوا کہ ہندون کو اس رشتہ مندی کے سبب سے مسلمانون کے ساتہہ برابری اور برادری کا دعوی ہوگیا۔ پہلے بادشاہون کو وہ حاکم سمجہتے تہے اب بہائی بند جاننے لگے۔ اسلئے تقسیم سلطنت کے لئے دعوی کرنے لگے

سلطان سلیم کی پیدایش

ابتدا مین اکبر کی اولاد زندہ نہ رہتی تہی۔ بادشاہ کو بیٹے کی نہایت تمنا تہی۔ حضرت سلیم چشتی سے جنکا روضہ مبارک فتح پور سیکری مین ہے یہہ آرزو انہی ظاہر کی۔ اونہون نے دعا دی۔ ۱۴ سنہ جلوس ۹۷۸ھ مین راجہ بہارے مل کی لڑکی سے لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت کی نام پر سلیم نام رکہا گیا۔ مگر اکبر نے اوسے ہمیشہ شیخو بابا کہا۔ سلطان سلیم سے چہوٹا بیٹا سلطان مراد تہا اوسکو بادشاہ پہاڑی کہتا تہا۔ جسکا حال پڑہنے سے معلوم ہوگا کہ ۴۴ سنہ جلوس مین شراب کی کثرت سے ۲۹ برس کی عمر مین دکن مین مرگیا۔ اور اوسسے ایک اور چہوٹا بیٹا سلطان دانیال تہا۔ ۴۱۳ سنہ مطابق ۹۷۶ھ جلوس مین مے خواری سے دکن مین مرا۔ اس کی شراب خواری کی نسبت لکہا ہے کہ جب بادشاہ کے حکم سے شراب لیجانیکے لئے کوئی راہ نہ رہی۔ تو دانیال نے اپنے ایک نوکر سے رو کر یہہ کہا کہ تفنگ جسکو وہ بہت عزیز سمجہتا تہا۔ اور اوسکا نام جنازہ رکہا تہا اوسکی نال مین آب

اس احمق کو کسے شراب دو آتشہ نال مین پی - نال بدن سے صاف نہ تہا - زنگ آلودہ ہو رہا تہا - اس عرق دو آتشہ کے پڑتے ہی زنگ تحلیل ہوکر لوہے مین مخلوط ہوا - پس سکے پیتے ہی لوٹ پوٹ ہوگیا - یہی تین بیٹے اوسکے تہے اور تین بیٹیان تہین - اکبر کو اپنی پیرانہ سالی مین اس اولاد کے ہاتہ سے بڑے صدمے اوٹہانے پڑے - سلطان مراد اور سلطان دانیال عین جوانی مین اوسکے سامنے مرگئے - اب سلطان سلیم بہی گو شراب پینے مین اپنے بہائیون سے کم نہ تہا مگر زندہ رہا - اوسنے باپ کو اور طرح سے تکالیف پہونچائین - جنکا بیان آگے ہوتا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت مسلمانون مین شراب کا پینا برا نہ گنا جاتا تہا - اور یہہ برائی خوب پہیل گئی تہی - بابر ہمایون بڑے شراب خوار تہے - ایران کے بادشاہ جو صفوی کہلاتے ہین تہے - وہ بہی شراب علانیہ پیتے تہے - اور شراب کی مجلسین بڑی دہوم دہام کے جماتے تہے - ساغر اور مینا اور جام بڑے تکلفات کے ہوتے تہے - پہر ساقی کا تو کیا کہنا ہے +

شاہزادہ سلیم کی نافرمانی

جب سنہ مین بادشاہ دلی کو روانہ ہوا - اس سبب سے کہ سفر دور دراز کا تہا جہانگیر کو ولیعہد مقرر کیا - اور اس نظر سے کہ رانا اودے پور کی سرکشی کا علاج خاطر خواہ ہو اجمیر کو بتوں جہانگیری مین مقرر کیا - اور راجہ مانسنگہ اور شاہ قلی خان محرم کو اوسکے پاس چہوڑا کہ اپنی رائے صائب اور سپاہ سے اوسکی امداد کرتے رہین - جس ساعت مین بادشاہ دکن روانہ ہوا - اوسی ساعت مین جہانگیر کو رانا کی خبر لینے کے لئے رخصت دی - غرض سیر و شکار کرتا ہوا جب یہہ شاہزادہ اودے پور مین پہونچا - تو رانا پہاڑون سے نکل جہانگیر سے لڑا - مگر شکست کہاکر ادہر ادہر بہاگتا پہرا - لشکر شاہی

تمام ملک کو کہوندمارا۔ ہزارون کو ہلاک کیا۔ اور جو رعیت کو قید کیا۔ اب راجہ مانسنگھ
جہانگیر کے ساتھہ تہا۔ مگر بنگالہ اوسکے تیول مین داخل تہا وہان اوسکا بیٹا کنور جگت سنگھہ
حکومت کرتا تہا۔ اوسکو سفر ناگزیر پیش آیا۔ اب دوسرا بیٹا کو وہان سنگھہ اوسکی جگہ مقرر کیا
۔ اب یہہ خبر آئی کہ عثمان بن قتو کی سرتابی سے بغاوت کا ہنگامہ گرم ہوا۔ اور کنور مہاسنگھہ
کو ایک شکست بہی دیدی۔ اب خوشامدی لوگون نے بہکانا شروع کیا کہ بادشاہ دکن کو
گیا ہوا ہے۔ اور بغیر فتح کئے ہوئے بہی وہان سے واپس نہین آئیگا۔ اسلئے بہتر ہے کہ سندھ
خاص کے زرخیز صوبون پر قبضہ کر لیجئے۔ اور اس سبب سے بنگالہ کا ہنگامہ بہی فرو ہو جائیگا
۔ اب راجہ مانسنگھہ نے اپنا فائدہ جہانگیر کی مرجعت مین دیکہا۔ اسلئے رانا کی مہم کو ناتمام چہوڑ
اکبرآباد کی طرف روانہ ہوا۔ مریم مکانی کو جب اسکی خبر ہوئی تو وہ پوتے کو سمجہانیکے لئے
روانہ ہوئین۔ پوتا یہہ سن کشتی مین بیٹہہ اکبرآباد آگیا۔ دادی خفا ہو کر پہر اکبرآباد چلی گئین
اب الہ آباد کے آس پاس کے صوبون اودہ اور بہار پر اپنا قبضہ کیا۔ اکبرآباد کے آس پاس
جاگیرین اپنے ملازمین کو دیدین۔ خانی اور سلطانی کے خطاب عطا کئے۔ اور بہت سے صوبے
بغیر باپ کی اجازت کے امیرون مین تقسیم کر دئے۔ اور قلعہ الہ آباد مین جو آمدنی صوبون
کی بیس لاکہہ روپیہ کیشو داس دیوان نے جمع کئے تہے وہ بہی اٹہوا منگائے۔ غرض ۱۶۰۰ء
مین جہانگیر نے بادشاہی کام کرنے شروع کئے۔ اب اکبر کو بیٹے کی ان کوتاہیون کی خبر
متواتر پہونچی۔ اور دل ہی دل مین ناراض اور ناخوش ہوا۔ مگر وسعت حوصلہ اور محبت
کے سبب سے کوئی بات ایسی نہین اختیار کی کہ جسسے بیٹا بالکل باغی ہو جاتا۔ بلکہ ایک فرمان
عطوفت نشان بیٹے کو لکہا۔ اور اوسمین بہت سی نصایح لکہین۔ اور اوسکو بلایا۔ اب اس
فتنہ خانہ خیز کے فرو کرنے کے لئے دکن کو چہوڑا اور آگرہ مین آیا۔ سلطان سلیم بہی باپ کی

خدمت مین حاضر ہونے کے لیے الہ آباد سے روانہ ہوا۔ تیس ہزار سوار اور بہت سی پاتھی ساتھ لئے۔ گو ظاہر مین اٹاوہ تک وہ یہی کہتا تھا کہ باپ کی خدمت مین جاتا ہون۔ مگر دل مین باپ سے مخالفانہ ارادہ ضرور تھا۔ بعض کہتے ہین اس سبب سے لشکر کو ساتھ لیا تھا کہ اوسکو اپنی سلامتی پر اطمینان نہ تھا غرض جب اس طرح آنے کی خبر بادشاہ کے کانون پہونچی تو بادشاہ کو بیٹے کے دیکھنے کی خوشی جاتی رہی بلکہ وحشت زیادہ ہوئی۔ اوس نے بیٹے پاس حکم بھیجا کہ باپ پاس بیٹے کا اسقدر ہجوم کے ساتھ آنا خلاف دستور ہے۔ تمہارا یہان آنا اندیشہ سے خالی نہین ہے۔ باپ کے گھر مین بیٹے یون نہین آیا کرتے۔ اب یا تو تھوڑے آدمیون کے ساتھ آگرہ مین چلے آؤ۔ اور اگر تم کو یہان آنے مین اطمینان خاطر نہین ہے تو الہ آباد واپس چلے جاؤ۔ اور جب دل صاف ہو چلے آؤ۔ جو وقت یہہ بادشاہ کا فرمان سلیم پاس آیا۔ تو وہ بہت گھبرایا۔ اور اپنے ہاتھ سے ایک عرضداشت اس مضمون کی لکھی۔ مین کس آرزو اور تمنا سے قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا تھا۔ اب مجھے یہہ حکم ہوتا ہے کہ الہ آباد چلا جا۔ مجھے کیسا افسوس ہے کہ میرے اخلاص اور محبت کی تاثیر حضور کے دل پر نہ ہوئی۔ اور فتنہ سرشتون کی یاوہ گوئی نے حضور کو میری طرف سے بدگمان کر دیا۔ اور مجھے کچھ نہ قصور کے لئے سعادت ملازمت سے محروم رکھا۔ مجھے امید ہے کہ میرا صدق باطن حضور کی خاطر عنقریب ناظر پر جلوہ گر ہوگا۔ یہہ عرضداشت بھیجکر وہ اٹاوہ مین چند روز مقیم رہا۔ اور الہ آباد چلا آیا بعد ازان بادشاہ کا فرمان سلیم پاس آیا کہ ملک بنگالہ اور اڑیسہ تمہاری جاگیر مین مقرر ہوا مگر اوسنے اس حکم کی تعمیل نہ کی اور یون ہی آلے بالے بتا دئے +

ابو الفضل کا قتل

سلیم کا مزاج شراب پینے سے بگڑ گیا تھا۔ وہ نہایت تند خو اور غضبناک ہو گیا تھا۔ یہہ بھی اوسکی

حماقت اور نالائقی تہی کہ وہ ابوالفضل کو اپنا دشمن سمجھتا تہا۔ اور یہہ جانتا تہا کہ وہ باپ کے
اوسکی طرف سے لگایا بجہایا کرتا ہے۔ چنانچہ حسبوقت ابوالفضل کو بادشاہ نے دکن سے بلایا
تو سلیم کے دل مین یہہ وسوسہ پیدا ہوا کہ ان دنون جو بادشاہ کا دل اوسسے ناراض ہو رہا ہے
اگر ابوالفضل اوسکے پاس زندہ پہنچ گیا۔ تو معلوم نہین کیا مجہہ آفت اوٹہائیگا۔ اور بادشاہ کا
دل مجہسے بالکل پہیر دیگا۔ اور پہر مجہے عمر بہر باپ کے قدمون کی زیارت نصیب نہ ہوگی۔ اس
وہمی خیال پر اوسنے راجہ نرسنگہ دیو بندیلہ کو جسے کچہہ لڑائی جہگڑا جہانگیر کا ہو رہا تہا۔ یہہ
لکہہ بہیجا کہ اگر اپنے تئین خیرخواہ سرکار رکہنا چاہتے ہو تو ابوالفضل کو راہ ہی مین آخر نمٹا
پہنچا دو۔ غرض ابوالفضل تہوڑے آدمیون کی ساتہہ جب گوالیار کے قریب پہونچا۔ تو
راجہ نرسنگہ دیو نے اوسکو گہیر لیا۔ ابوالفضل نے بہاگنا ہی مناسب نہ جانا۔ بڑی دلیری اور
دلاوری سے اپنا بچاؤ کیا۔ مگر اپنے ہمراہیون سمیت مارا گیا۔ راجہ نے اوسکا سر کاٹکر الہ آباد
مین سلیم پاس بہیجدیا۔ یہہ واقعہ ۱۰۱۱ھ ۱۶۰۲ء مین واقع ہوا جب ابوالفضل کی شہادت کی خبر
اکبر کو پہونچی تو اوسنے نہایت غم اور الم کیا۔ یہہ شعر اوسکے حسب حال کہا گیا ہے کہ
شہنشاہ جہان را راز و فاتش دیدہ پرنم شد + سکندر اشک حسرت ریخت کہ افلاطون زعالم شد
غرض اس نے اپنے خیرخواہ ملازم کے لئے وہ بہت رویا۔ اور دو دن تک نہ کہانا کہایا۔ پہر
جب اوسکو ہوش آیا۔ اوسنے حکم دیا کہ نرسنگہ دیو اور اوسکے اہل و عیال گرفتار کئے جائین
اور طرح طرح کی تکلیفین اونکو دیجائین۔ ایسے سختی کے حکم اکبر نے کبہی ساری عمر مین بہول کر
بہی نہ دئے تہے +

باپ بیٹون کا ملاپ

جب ابوالفضل کا یہہ واقعہ گذر چکا تو سلیم نے بے دغدغہ اور بغیر وسوسہ باپ پاس جانیکا ارادہ کیا

ملا ابوالفضل کے قتل سے نہایت محجوب تہا۔ اسلئے بادشاہ نے سلیمہ سلطان بیگم کو اوس پاس
روانہ کیا کہ اوسکا یہہ حجاب دور کرکے یہان لے آئین۔ بیہہ بیگم الہ آباد گئین۔ اور اوس کو
ساتہہ لیکر چلین۔ جب آگرہ دو منزل رہا۔ تو سلیم نے
عرضی باپ کو لکہی کہ داوی صاحبہ یعنی حضرت مریم مکانی مجھے مشرف کرین۔ تاکہ میرے دلمین
کوئی خدشہ باقی نہ رہے۔ داوی پوتے کو لینے آئین اور اپنے گہر مین لیگئین۔ اور باپ بیٹون
مین بالکل صفائی کرادی۔ بادشاہ کا حکم رانا کی مہم پر جانیکا پہلے لکہہ آئے ہین سلیم نے رانا کی
مہم کو یون ہی چہوڑا تہا۔ اسلئے اب بادشاہ نے ۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء مین پہر اوسیکو جانیکا حکم دیا۔ اور
بہت سامان اوسکے ساتہہ گئے۔ اب یہہ لشکر فتحپور مین پہنچکر کچہہ دنون ساز و سامان مین
پہر روپیہ کے جمع کرنے مین ایک عرصہ دراز لگایا۔ اور آخر کو یہہ عریضہ لکہہ بہیجا کہ اس
مہم رانا کی یہہ کیفیت ہے کہ بندہ حضور کے حکم سے روانہ ہوا۔ مگر کفایت
اندیشون نے سامان مہم مین التوا کر رکہا ہے۔ اور یون ہی اوقات ضائع ہوتی ہے
چونکہ رانا پہاڑون مین چلا گیا ہے اور وہان سے نکلتا نہین۔ اسلئے فوج چارونطرف سے
روانہ کرنی چاہیئے تاکہ اوسکو گہیر گہار کر میدان مین لائین۔ اور یہہ فوج بہی اسقدر ہو کہ
جہان کہین اوسے مقابلہ آن پڑے تو عہدہ برآ بہی ہو سکے۔ اسلئے امیدوار ہون کہ مجھے
اجازت قدمبوسی کی ملے۔ اور مین وہان سے اپنی جاگیر کو جاؤن۔ اور وہان سے یہہ سارا
سامان کرکے پہر رانا کی خبر لون۔ غرض اکبر نے یہہ درخواست منظور کر لی۔ اصل بات یہہ تہی
کہ باپ کو سب نقصان اوٹہانے منظور تہے مگر بیٹے سے بگاڑنا مد نظر نہ تہا۔ اب سلیم الہ آباد
مین آیا۔ اور اپنے عیش و نشاط مین ہوا۔ جہانگیر کا جو سب سے بڑا بیٹا خسرو تہا۔ وہ ہمیشہ
باپ کی شکایت دادا کے سامنے کیا کرتا تہا۔ اسلئے اوسکے مانے جو کچہہ دنون سے دیوانی ہو گئی تہی

افیون کہاکر انتقال کیا۔ اسکا بہی بادشاہ کو بڑا افسوس ہوا۔

سلیم کی بدچلنیان

جب سی جہانگیر فتح پور سے الہ آباد مین آیا تو می نوشی نے اوسکو وحشی بنایا۔ اب بادشاہ پاس اوسکی بری بری حرکتون کی خبر پہنچنی شروع ہوئین۔ وہ ایک عورت پر عاشق ہوا۔ عورت ایک ملازم پر فریفتہ ہوئی۔ اور اوسکے ساتہہ بہاگ گئی۔ سلیم نے پکڑوا بلوایا۔ اور زندہ کی کہال کو اودہڑوایا۔ اوسپر اکبر نے نہایت تاسف اور غصہ سی یہہ لکہا کہ سقدر ملکون کو مین نے تلوار سے تسخیر کیا۔ مگر زندہ آدمی کی کیا زندہ گوسفند کی بہی کہال انہین کہچوائی۔ کیا تعجب کی بات ہی کہ میری اولاد ایسی قسی القلب ہوئی کہ وہ زندہ آدمی کی کہال اپنی آنکہون کے سامنے کہچواتی ہے۔ شراب مین افیون ملاتا۔ اور اسقدر پیتا کہ تمام نوکر چاکر خوف کی مارے کونون مین چہپ جاتے۔ اور پاس جاتے ہوئے ڈرتے۔ اور جنکا پاس رہنا ضرور تہا وہ نقش دیوار بنے کہڑے رہتے۔ غرض وہ ایسی بے رحمی اور ناخدا ترسی کی حرکتین کرتا تہا کہ جسکے سننے سی بدن پر رونگٹے کہڑے ہوتے ہین۔ جب اکبر نے بیٹے کا یہہ حال سنا تو اوسکو نہایت رنج اور نہایت غم ہوا۔ اور اوسنے یہہ مصلحت جانی کہ الہ آباد جاؤن اور اپنے جگر گوشہ کو ساتہہ لاؤن۔ یہہ ارادہ کرکے چلا۔ اور کشتی مین سوار ہوا مگر کشتی ریت مین ایسی پہنسی کہ آگے نہ چلی۔ پہر بارش شروع ہوگئی۔

اکبر کی ماکامرنا

غرض دو تین منزل گیا تہا کہ مریم زمانی بیگم کی سخت بیماری کی خبر سنی۔ چنانچہ وہ سنتے ہی آگرہ کو اولٹا آیا۔ اور ایسے تنگ وقت پر ماں کی زیارت سی مشرف ہوا کہ جان اوسکی ہونٹون پر تہی۔ کچہہ دیر مین دم نکل گیا۔ اکبر نے داڑہی موچہہ منڈا بہدرا کیا۔ اور ماتمی لباس پہنا

اور بہت سے امرانے بھی یہی کیا۔ اور بادشاہ نے کچھہ دور تک کے تابوت کو اپنے سر پر اوٹھایا
۔ اور امیرون نے بھی کندہ دیا۔ اور اوسکو دہلی روانہ کیا۔ اور بہت روتا ہوا گہر آیا۔ اور
سوگ بہت دنون تک رکھا۔

جہانگیر کا باپ پاس آنا اور قید مین رہنا

جسوقت جہانگیر کو باپ کے آنے اور دادی کے مرنے کی خبر پہنچی تو بے تحاشی اور بے تامل
باپ کی خدمت مین آگرہ دوڑا آیا۔ معلوم نہین یہہ جوش محبت تہا یا باپ کے ساتہہ اس
رنج اور غم مین شریک ہونیکو فرض جانتا تہا۔ یا یہہ سمجہتا تہا کہ بغیر جانیکے سب کام بامراد نہونگے
غرض کوئی سبب ہوگا۔ جب وہ باپ کی خدمت مین آیا۔ تو اوسنے گلے لگایا۔ اور بہت کچہہ
سمجہایا۔ اور یہہ فرمایا کہ بابا کثرت بادہ پیمائی سے تیرے دماغ مین فتور آگیا ہے۔ مناسب ہے
کہ تہوڑے دنون دولت خانہ مین رہہ۔ اور کہین نہ جاؤ۔ تاکہ تمہارا علاج خاطر خواہ ہو
غرض سلیم کو عبادت خانہ مین بٹہادیا۔ اور آدمی متعلق کردئے۔ اور حکیم علاج کیواسطے
مقرر کردئے۔ مگر جو حال جہانگیر کی آشفتہ مزاجی کا سنا تہا وہ نہ دیکہا۔ اسلئے دس روز بعد قید
اوٹہادیا۔ اور پہر باپ بیٹون مین خوب شفقت اور پیار کی باتین ہوائین۔

حکایت خسرو اور سلیم کے ہاتہیون کے لڑنے کی

سلیم کے تند مزاجی ابتک نہ گئی تہی۔ ایک خسرو کا ہاتہی تہا۔ دوسرا سلیم کا ان دونون کو
بادشاہ نے لڑایا۔ اور ایک ہاتہی اپنا مقرر کیا کہ جو ہاتہی مغلوب ہو اوسکی وہ کمک کرے
اسطرح ہاتہیون کا لڑانا اسی بادشاہ کا ایجاد تہا۔ غرض جب سلیم کا ہاتہی غالب ہوا تو خسرو
کے ہاتہی کی کمک کیواسطے بادشاہ کا ہاتہی سامنے آیا۔ تو سلیم کے آدمیون نے فیلبان کو
منع کیا۔ اور اوسپر تہاروڈ سیلے مارے۔ جس سے اوسکی کنپٹی مین چوٹ لگی اور خون بہا

مگر اوس فیلبان نے ہاتھی کو سامنے کر دیا۔ اب یہہ دیکھکر خسرو بادشاہ کے پاس گیا۔ اور بہت کچھہ دادا کو اوس گستاخی پر بہڑکایا۔ بادشاہ کو بھی یہہ گستاخی ناپسند ہوئی۔ شاہزادہ خرم کو بادشاہ نے بلاکر کہا کہ تم شاہ بھائی سے جاکر کہو کہ شاہ بابا نے فرمایا ہے کہ یہہ ہاتھی بھی تمہارا ہے۔ یہہ عتاب اور غضب بیچارے فیلبان کی جان پر کیون کیا۔ اوسکے جواب مین سلیم نے کہا کہ مجھے خبر نہین۔ یہی شاہزادۂ خورم نے جاکر کہدیا کہ شاہ بابا شاہ بھائی فرماتے ہین کہ مجھے خبر نہین۔

بادشاہ کی بیماری

روز دوشنبہ ۲۰۔ جمادی الاول ۱۰۱۴ھ کو اکبر کا مزاج دائرہ اعتدال سے منحرف ہوا۔ اور بخار بہت شدت سے چڑہا۔ اور اسہال بھی شروع ہوا۔ شفایابی کی امید منقطع ہوئی۔ اگرچہ ہوش حواس مرتے دم تک قائم رہے مگر مرنے سے پہلے دس روز تک صاحب فراش رہا۔ اور کاروبار سلطنت نہ کر سکا

سازش جانشین کے واسطے

اب لوگون کی ساری توجہ اسطرف تہی کہ بادشاہ کسکو بنائیے۔ اسوقت نظام سلطنت کا کام خسرو سلیم کے بڑے بیٹے کے ہاتھہ مین تہا۔ اور وہ خان اعظم کا داماد تہا۔ اور راجہ مانسنگہ کا بھانجا تہا۔ ایک دفعہ بادشاہ نے یہہ بھی کہا تہا کہ سلیم ایسا عیش مین مبتلا ہے کہ جہانداری کی لیاقت نہین رکہتا۔ لڑکا اوسکا سلطان خسرو تاجداری کے لائق ہے ان دونو کے یہہ صلاح تہی کہ خسرو کو بادشاہ بنائیے۔ اونہون نے اسکی تخت نشینی کے واسطے اس خیال سے تدبیرین سوچین۔ کہ اس نوجوان رشتہ دار کی بادشاہی مین ہماری قوت قوی ہو جائے گی۔ غرض جب محل شاہی مین یہہ طوفان حوادث برپا ہوئے

توجہانگیر نے اپنی جان کے خوف سے بادشاہ کی خدمت مین جانا چھوڑ دیا۔ اور بیماری کا بہانہ بنایا۔ مگر شاہزادہ خورم اپنے دادا کے پلنگ سے لگا رہا۔ مابابون نے ہر چند اوسکو سمجھایا کہ اس آشوب گاہ بے تمیز مین آنا جانا اندیشہ سے خالی نہین۔ مگر اوسنے یہہ جواب دیا کہ جب تک دادا کے دم مین دم ہے مین اوسکے قدمون سے جدا نہ ہون گا +

سازش کا موقوف ہونا

سلیم ایسا وارث تہا کہ سب اوسکو تسلیم کرتے تہے۔ اور فقط ایک بیٹا بادشاہ کا زندہ تہا بادشاہ کو اس حالت مین بیٹے کا بڑا خیال تہا۔ اوجب اوسکو آتا جاتا نہ دیکہا تو اوسے نہایت قلق ہوا۔ اور اپنی فراست سے سمجھ گیا کہ کیون وہ نہین آیا اسلئے کئی دفعہ یہہ بیان کیا کہ میرے بعد سلیم تخت نشین ہو۔ اور خسرو کو بنگالہ کی حکومت ملے۔ جب بادشاہ کی یہہ باتین ناحق شناسون نے دیکہین۔ اور جانا کہ سلیم کا پلہ بہاری ہے تو وہ برسر راہ آئے اور سلیم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ خان اعظم عزیز خان کو بھی یہہ سوجھی کہ اگر مین اپنی بات پر جما رہون گا تو کوئی میرے ساتھ اتفاق نہ کریگا۔ اسلئے چپکے چپکے سلیم کے ساتھ خط و کتابت شروع کی۔ راجہ مانسنگہ کو کوئی خطرہ نہین پیدا ہوا اسلئے اوسکی اپنی قوت اور شان و شوکت ذاتی خیر خواہون پر موقوف تہی۔ مگر سلیم نے اوسسے چاپلوسی اور خوشامد کی باتین شروع کین۔ راجہ نے بہی اوس کی امداد اور اعانت کا وعدہ کیا +

اکبر کی وفات

اب جہانگیر باپ کی خدمت مین گیا۔ اور جو اسوقت حال گذرا اوسکا یہہ بیان وہ لکہتا ہے۔ کہ باپ نے مجھے بہت پیار کیا۔ اور یہہ فرمایا کہ امرا اور ورزا اس کمرہ مین جہان

مین پڑا ہون بلوائے جائین - اور مجھسے یہہ ارشاد کیا کہ میری مرضی نہین ہے کہ تیری اور میری اون دولت خواہون کے درمیان ناچاقی ہو جنہون نے برسون میرے ساتھہ مختیان اوٹھائین اور سختیان جھیلی ہین - اور میری شان اور شوکت کے کامون مین ہمیشہ وہ مدد و معاون رہے ہین - جب سب امیر جمع ہوئے تو اونکی طرف مخاطب ہوکر یہہ فرمایا کہ اگر مین نے بھولے سے بھی کوئی خطا تمہاری کی ہو تو تم اوسکو معاف کرو - جب مین نے یہہ حال دیکھا تو مین باپکے قدمون پر گرا - اور زار زار رویا - پھر میری طرف اشارہ کیا کہ اوس تلوار کو باندھو اور میرے سامنے بادشاہ بنو - اب کچھہ بادشاہی سنبھالا لیا کہ پھر جہانگیر سے یہہ کہا کہ تمام خاندان کے عورات کی خبر لینا - اور میرے پرانے رفیقون اور دوستون کو نہ بھولنا - پھر روز چہارشنبہ وقت شب ۱۳ - جمادی الاخری ۱۰۱۴ھ کو ایک بڑے مولوی کو بلاکر کلمہ شہادت کئی دفعہ پڑھا - اور جنتی مسلمانونکی طرح اس دنیا سے سدھارا - اور سکندرہ مین جو قریب آگرہ کے ہی مدفون ہوا - عمر ترسٹھہ سال اور مدت سلطنت پچاس سال آٹھہ ماہ

اکبر کا حلیہ

اکبر نہایت خوبصورت تھا - قد متوسط - رنگ گندم گون - چشم دابرو سیاہ - ملاحت کے صباحت پر زیادتی - شیر اندام کشادہ سینہ - دست و بازو دراز - پرہ بینی کے بائین طرف ایک خال جو نہایت مبارک گنا جاتا تھا - آواز بلند - تکلم مین نمکینی - اور اوضاع اور اطوار سے اوسکے ایک فرایزدی ظاہر ہوتا تھا -

علم

اکبر اگرچہ خالص ترک بچہ تھا - اور امی تھا - مگر جب علمی مجلسون مین بیٹھتا تو ایسی باتین بناتا کہ کوئی اوسکو علم سے بے بہرہ نہ جانتا - ارباب علم کے ساتھہ گفتگو کرنے کا شوق تھا -

نظم و نثر کے دقائق کو خوب سمجھتا تھا +

خصلت و عادت

آغاز عمر مین شراب پی اور عیش و ڈرائے - مگر پھر نہایت متقی اور پرہیزگار ہوگیا سال مین تین مہینہ گوشت نہین کہاتا - وہ کہا کرتا تھا کہ پیٹ کو جانورون کا مدفن بنانا بہیمیت پن ہے اور ہزارون نعمتین خدا کی کہانے پینے کیواسطے موجود ہین - ایک وقت کہانا کہاتا تھا - وہ سونا بہت کم تھا - بعض اوقات کو جاگتا ہی رہتا - مباحث علمیہ اور حکمیہ کو سنتا تھا - ایسے مباحثون کا اوسکو بڑا شوق تھا - اوسنے اپنی اوقات کا انضباط اس خوبی سے کیا تھا کہ باوجودیکہ لڑائی بھڑائی اور انتظام ملکی مین زیادہ اوقات صرف ہوتی تھی - مگر پھر بھی اوسکو پڑھنے اور علمی مباحثون کے سننے کی فرصت اور پرسش و شکار کی مہلت ملتی تھی - شام کو تھوڑی دیر آرام کرکے کام مین مصروف ہوتا پہلے اوسکی خلوت مین مجلس حکما کا جلسہ ہوتا کچھ رات گئی عرضیان حکام اور عمال کی سنتا - اور اوسپر حکم مناسب لکھتا - قبل طلوع آفتاب کے حوالی موالی جمع ہوتے - اور دن نکلتے ہی وہ جلوہ گر ہوتا - جانورون کی کشتان لڑانے کا بڑا شوق تھا - ہاتھیون کی لڑائی مین بادشاہ کو کمال تھا - شیر اور ہاتھی کے شکار پر عاشق تھا شیر کو شمشیر سے مارتا تھا - فقط تفریح طبع کے لئے کبھی تیس چالیس کوس پیدل چلا کرتا - اجمیر مین ۲۲۰ میل گھوڑون کی ڈاک پر دو دن مین پہنچ گیا - گجرات کا سفر سانڈنیون پر جسطرح کیا اوسکا حال پڑھ آئے ہو - غرض اس بادشاہ کا جو حال ہے عجیب و غریب ہے - ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دو راجپوت بادشاہ پاس نوکری کو آئے اونسے پوچھا کہ کیا جوہر رکھا سکتے ہو - ان جان نثار جیوتون نے ایک نیزہ لیکر اوسکی ایک انی اپنے سینہ پر اور دوسرے رفیق کی چھاتی پر رکھی - ساتھ ہی تلوارین ہاتھ مین لے گھوڑے دوڑائے - دونون جہد کرکے بیچ مین نیزہ کو اڑا گئے

اور ایک ایک تلوار چلاکر ڈھیر ہو گئے۔ اس بے جگری کو دیکھکر بادشاہ کو بھی جوش آیا
۔ دلوار مین تلوار کا قبضہ اڑایا۔ اور پہل ہاتھ سے کیا۔ اور پیلہ پر سینہ رکھکر چاہتا تہا کہ آگے
ہلے۔ کہ راجہ بانسنگھ نے تلوار پر ایک ہاتھ ایسا مارا کہ وہ دو ٹکڑے ہو گئی۔ اسپر اکبر بڑا
خفا ہوا۔ اور راجہ کو پکڑکر دے مارا۔ غرض اسطرح جا و بیجا اپنی بے جگری دکھاتا۔ اوسکے
شجاعت اور دلاوری کے عجیب افسانے ہین۔ ہاتھیون پر بہی بادشاہ عجب کرتب دکھاتا تہا
خود سوار ہوکر اونکو لڑاتا تہا۔ وہ مست ہاتھی جنکے پاس فیلبان کی جان جاتے ہوی نکلتی
نہی۔ بہی اونکے دانت پر ہاتھ لگاکر گردن پر سوار ہو جاتا تہا۔ اگر مست ہاتھی لڑتے
ہوتے تو بہی ایک کی پیٹھ پر سے دوسرے کی پیٹھ پر اچھل جاتا۔ ایک دفعہ مست ہاتھی
شہر مین گہس آیا۔ اور لوگون کو مارنا اور مال کو ضائع کرنا شروع کیا۔ وہ ایک کوٹھے کی
چھت پر سے اس ہاتھی کی پیٹھ پر کودا۔ اور اوسکو باہر لے گیا۔ غرض مصیبت اوٹھانے
اور جان جوکہون مین پڑنے کی کچھ حقیقت نہین جانتا تہا۔ بلکہ اوسکو راحت سمجھتا تہا
کبہی اضطراب ظاہر نہ ہوتا تہا۔ ہمیشہ شادمان نظر آتا تہا۔ غصہ نام کو نہ تہا۔ مگر باوجود
اس جرأت اور جوانمردی کے اوسکو ناحق لڑنے کا شوق نہ تہا۔ میدان جنگ مین
جب جاتا کام فہم و فراست سے لیتا۔ اور دل جان اوسمین کہپا دیتا۔ جب لڑائی ختم ہوتی
تو اوٹہا اپنی دار السلطنت کو واپس آتا۔ اور شغلون مین مصروف ہوتا۔ بنیاد سلطنت
کی اس بات پر رکہی تہی کہ کسی کی خوشحالی اور فارغ البالی مین فرق نہ آئے۔ اسیے
اور بیگانے سب آسودہ حال ہین +

اکبر کی شان و شوکت و جاہ و جلال و سخاوت و تواضع

آئین اکبری مین جو آئین بادشاہانہ شان و شوکت و جاہ و جلال کے لکہے ہین اوسے مفصل حال

اوسکا معلوم ہوتا ہے۔ مگر یورپ والے جو اوسوقت مین آئے اون کے بیان سے بھی اونکی تصدیق ہوتی ہے۔ مختصر حال اوسکا بیان کرتے ہین۔

لڑائی اور شکار مین آئین منزل

جب بادشاہ لڑنے یا شکار کھیلنے جاتا تو اسطرح لاؤلشکر کے خیمون ڈیرون کا انتظام ہوتا کہ اول گلال بار قائم کیا جاتا۔ یہہ ایک حصار ہوتا۔ اوسمین دروازہ اور قفل لگا ہوا ہوتا۔ پھر برابر اوسکے بارگاہ لگتا اور پھر چوبین راوٹی۔ پھر اوسکے گرداور سرا پردے اور پھر دوشیانہ منزل مہتابی اور سراچہ و قلندری۔ اور خلوت خانہ جسکو بچل خانہ کہتے تھے۔ اور نقارخانہ اور سب کے بیچ مین اکاش دہ ہوتا تھا۔

بارگاہ اوسکا ایسا وسیع ہوتا تھا کہ دس ہزار آدمی اوسمین سما سکتے تھے۔ چوبی راوٹی دس ستونون پر قائم ہوتی تھی۔ دوشیانہ منزل ٹہارہ ستونون پر قائم ہوتا۔ چھ گز سے ستون اوسکے ہوتے۔ اور اوپر تختون کا پٹاؤ ہوتا۔ اور اوسپر بالاخانہ بنایا جاتا۔ بادشاہ لڑائین مین اسے بالاخانہ پر سوتا۔ زمین دوز طرح طرح کے بنائے جاتے۔ اور باہر پردے لٹکائے جاتے۔ عجائبی ایک شامیانہ چار ستونون پر قائم ہوتا۔ جب پانچ شامیانہ برابر ملے ہوئے ہوتے تو اوسے منڈل کہتے۔ اور جب سترہ شامیانے جدا جدا پاس پاس ہوتے تو اٹھہ کہلاتے۔ چار دیوار خیمون کی پندرہ سو بیس مربع گز ہوتی۔ باہر کی جانب خیمونکا رخ سرخ رنگ ہوتا۔ اور اندر زربفت اور کمخواب سے طرح طرح کی آرائش اور زیبائش ہوتی۔ موجامہ اور ترپال اور ٹاٹ اور لوہے کی چادرین اور تختے وغیرہ ان سب چیزون کو کام مین لاتے۔ ایک ہزار فراش ایک ہفتہ مین آلات جر ثقیل سے ان خیمون کو منزل بہ منزل کھڑا کرتے ہوئے چلے جاتے۔ جہان بادشاہ اوترتا وہ ایک شہر معلوم ہوتا تھا۔ پانچ پانچ

چار چار میل لمبے بازار دور دور یہ لگ جاتے تھے۔ اور ایک میلہ کی دھوم دھام معلوم ہوتی تھی جہان لشکر اور تماشہ اس شہر کا قلعہ معلوم ہوتا تھا +

شکوہ سلطنت

یہہ اوس وقت معلوم ہوتی تھی کہ بادشاہ کا جشن سالگرہ اور تخت نشینی ہوتا تھا تخت مرصع زرین سیمین بچھی ہوئی چتر جواہر سے آراستہ سر پر رکھا ہوا۔ شامیان یضوی زربفت کا لگا ہوا۔ دیوزون پر غلاف سقلاط کے منڈھے ہوئے۔ باجی سیکڑون طرح کے بج رہے۔ ایک میلا لگا ہوا جنمین آدمیون کی ریل پیل اور سواریون کی چہل پہل ہو رہی۔ بادشاہ ایک زردوزی خیمہ مین تخت پر بیٹھا ہوا۔ زردوزی قالینون کا فرش بچھا ہوا۔ آس پاس ایسے ہی خیمے پر تکلف امیرون کے لگے ہوئے۔ غرض عجب گہما گہمی یہہ چند روز رہتے۔ بادشاہ کا سال بھر مین دو دفعہ وزن ہوتا۔ آغاز موسم بہار مین وہ ان بارہ چیزون سے سونیکی ترازو مین تلتا تھا۔ سونا چاندی ابریشم خوشبو تانبا روغن زرد لوہا شیر برنج غلہ اور دوسری دفعہ رجب کے مہینہ مین چاندی قلعی کپڑا بارہ میوہ شیرینی ملتون کا تیل اور سبزی۔ ان دونون وقت مین جشن سالگرہ ہوتا۔ اور عیش و عیاشی کے لئے صلای عام ہوتی عزیز و اقارب اور امرا کو حسب مراتب انعام و خلعت ہوتے۔ سونے چاندی کے بادام نچھاور ہوتے ہاتھیون کی قطارین بادشاہ کے سامنے گذرتین۔ اون پر رنگارنگ جھولین زردوزی کام کی اور اون پر جواہرات ٹکے ہوئے پڑی ہوئی ہوتین۔ سونے چاندی کے زیورون مین لدے ہوئے ہوتے۔ سونے کی ہیکلین ان قوی ہیکلون کی چھاتیون پر لٹکی ہوئی ہوتین۔ بعد انکے گھوڑون کی آراستہ و پیراستہ قطارین سامنے سے گذرتین

پھر گینڈے اور شیر۔ اور پلنگ اور چیتے اور شکاری کتے اور باز شکرے بالترتیب
اسی طرح بادشاہ کے آگے نظر سے گذرتے۔ غرض بعد اوسکے خاصے کی ہتنی آتے جنکی
چمک دمک سے آنکھوں میں چکا چوندی لگتی تھی۔ مگر باوجود اس جاہ و جلال کے بادشاہ
سادہ سودہ تھا۔ اپنے تئین کمترین مخلوق مخلوقات مین سے شمار کرتا تھا۔ ہر بات مین
توکل خدا پر کرتا تھا۔ فرخ حسابی ملکہ ایلیزبتھ ملکہ انگلستان کا خط لیکر بادشاہ کے دربار مین آئے تھے
وہ لکھتے ہین کہ مین نے ایسے کبھی دولت نہین دیکھی۔ سر طامس رو صاحب بھی اس بادشاہ
کے دربار مین آئے تھے وہ لکھتے ہین کہ یہہ بادشاہ ایشیائی بادشاہون
کی طرح نمود اور نمائش کا چندان خواہان نہین۔ وہ تخت کے سامنے فرش پر ہو بیٹھتا۔ اور
اپنی رعایا کی فریادرسی اور دادرسی کرتا۔ وہ لکھتے ہین کہ یہہ بادشاہ نہایت خلیق خدا ترس
تھا۔ سخت اور قوی اور بندوق اور توپ وغیرہ آلات حرب کی صناعت اور اور فنون کی
صنعت سے بخوبی واقف تھا۔ کم خوراک اور بڑا محنت کش تھا۔ اوسکی محنت اور مشقت سے تعجب
ہوتا تھا۔ رات دن مین تین گھنٹہ سوتا تھا۔ عوام الناس سے نہایت اخلاق سے پیش آتا تھا
۔ امیرون کی نسبت غریبون کی زیادہ تر خاطر داری کرتا تھا۔ غریبون کے حال پر بہت
توجہ کرتا تھا۔ اور جہانتک ہو سکتا تھا اونکو شکستہ دل نہ ہونے دیتا تھا۔ اونکے پیشکشون
کو امیرون کی نذرون کی نسبت زیادہ مہربانی سے قبول کرتا تھا۔ رعایا اوسے محبت
رکھتے تھے۔ اور اوسکی ہیبت سے دہشت کرتے تھے۔ دشمنون کے دلونمین اوسکا بڑا خوف تھا۔

اکبر کے شوق

اس بادشاہ کو عجب عجب شوق تھے۔ جشن کے دنون مین مینا بازار بڑے شوق سے
لگواتا۔ تمام امرا و کاندار بنتے۔ جو عجائب چیز ہم پہنچاتے وہ لاکر سجاتے۔ اہل صنعت کے

جوہر کہلتے۔ جز تقیل اور طبیعیات کے عمل ہوتے۔ علم ہیئت کی آلات کہی جاتے۔ علم کیمیا اور اکسیر نجات کی شعبدی دکہائے جاتے۔ جب یہہ مردانہ بازار ختم ہوتا۔ تو پہر وہ زنانہ بازار بنتا۔ عورتین اپنا کمال دکہاتین۔

طبعی زبان کی تحقیقات

بادشاہ کو یہہ خیال ہوا کہ انسان کی طبعی زبان دریافت کیجائے۔ اسلئے اونسنے شہر سے باہر بہت دور تک مکان عالیشان کو سب ضروریات سے آراستہ کیا۔ اور گنگ محل اوسکا نام رکہا۔ بہت سے لڑکے اور لڑکیان پیدا ہوتی ہی ماباپون سے لیلین۔ اور اس مکان مین بہیجدین دائیون کو حکم دیا کہ اونکو دودہ پلاکر فوراً چلی آئین۔ غرض اونکے کان مین انسان کی آواز نہ پہونچنے دی۔ جب یہہ لڑکے پانچ پانچ سات سات برس کے ہوئے تو اونکو اپنے سامنے بلوایا تو وہ سوائے غائین بائین کے کچہہ نہ کرتے تہے۔ اور ایک بات اون کی سمجہہ مین نہ آتی تہی +

بعض امراء اکبری کا حال

اکبر کمال اور ہنر کا طالب تہا اسلئے اہل ہنر چاردن طرف سے اوسکے دربار مین جمع ہوگئے تہے۔ اوسکے زمانہ مین ہر فن کا ایسا ایک کامل موجود تہا کہ آج تک اوس کا نام مشہور ہے۔ اگر سب کا حال لکہین تو ایک کتاب چاہئے اسلئے سم اون صاحب کمالونکے فقط نام لکہتے ہین جو اس جواب اوسوقت نہ کہتے تہے۔ اور شیخ ابوالفضل اور شیخ فیضی اور راجہ ٹوڈرمل اور راجہ بیربل کا حال کچہہ زیادہ بیان کرتے ہین۔ مشایخ مین شیخ مبارک ناگوری اور نظام نارنولی اور شیخ رکن الدین محمودی نگر اور شیخ امان اللہ مشہور تہے۔ عالمون مین فتح اللہ شیرازی میر مرتضی مولانا پیر محمد مولانا عبدالباقی مشہور تہے۔ حکیمون مین حکیم مصری اور حکیم الملک اور حکیم ابوالفتح گیلانی

اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔ شعرا مین شیخ ابوالفضل فیضی ثنائے مشہدی اور حزنی اصفہانی وعراقی شیرازی نظیری نیشاپوری مشہور اور معروف تھے۔ گویّون مین تانسین اور بابا رام داس وہ ہوئے ہین کہ آجتک کوئی اون جیسا گویا نہین پیدا ہوا۔

شیخ ابوالفضل اور شیخ فیضی

یہہ دونون حقیقی بھائی تھے۔ اور شیخ مبارک اونکے باپ کا نام تھا۔ ناگور مین اون کا مقام تھا۔ شیخ فیضی ۹۵۴ھ مین اور شیخ ابوالفضل ۹۵۸ھ مین پیدا ہوئے تھے۔ شیخ ابوالفیض فیضی سنہ ۱۲ جلوس مین دربار اکبری مین داخل ہوا۔ چاندی کے کٹہرے سے جسکو نقرہ پنجرا کہتے تھے باہر کھڑا ہوا تھا کہ اوسوقت اوسنے یہہ قطعہ پڑھا + قطعہ پادشاہا درون پنجرہ ام +

از سر لطف خود مرا جادہ + زانکہ من طوطی شکر خائم + جائے طوطی درون پنجرہ بہ +

اس قطعہ کو پادشاہ نے بہت پسند کیا۔ اور اوسی روز سے تقرب حاصل ہوا۔ سنہ ۳۹ جلوس مین ملک الشعرا کا خطاب پایا۔ پہر چہہ سال بعد یعنی سنہ ۱۸ جلوس ابوالفضل بادشاہ کی خدمت مین پیش ہوا۔ یہہ دونون بھائی بادشاہ کے ہر وقت ہمدم تھے۔ بادشاہ کو ایک لحظہ اونسے جدا ہونا گوارا و خاطر نہ تھا۔ امورات سلطنت مین اونکو بالکل دخل تھا۔ بڑے بڑے کام اونکے سپرد ہوتے تھے۔ تم پڑھ آئے ہو کہ شیخ فیضی اول شاہان دکن پاس ایلچی بناکر بھیجا گیا۔ اور شیخ ابوالفضل سپہ سالار بناکر دکن کو روانہ ہوا۔ مگر شیخ فیضی کی عمر نے وفا نہ کی۔ جسوقت اوسکی جان بلب ہونیکی خبر بادشاہ کو پہونچی تو وہ اوسیوقت اوس پاس آیا۔ اور اوسکا سر اپنے زانو سے اوٹھایا۔ اور کئی دفعہ کہا کہ شیخ جی مین حکیم علی گیلانی کو لایا ہون۔ تم کیون نہین بولتے۔ مگر اوسوقت شیخ مین کہان زبان تھی کہ کچھہ زبان سے کہتا۔ اوسوقت بادشاہ نے اپنی پگڑی کو زمین پر پٹکا اور رونے پیٹنے لگا۔

جب ہوش مین آیا تو گھبرا نہ گیا۔ بلکہ ابو الفضل پاس جو ایک جدا مکان مین تہا آیا اوسکو
تشفی دی۔ مرنے کی تاریخ ایک شخص نے اوسکی اس باغی سے نکالی۔ رباعی

دیدی کہ فلک چہ مایہ نیرنگی کرد ✣ ✣ ✣ مرغ دلم از قفس آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمے در و مے گنجید ✣ ✣ تا نیم دمے بر آورد تنگے کرد

شیخ عبد القادر بداونی جوان دونون بہائیون کا دشمن تہا۔ جلے پھپولے پھوڑتا ہے
کہ فیضی امراض متضادہ مین مبتلا تہا۔ چھ مہینہ تک بیمار رہا۔ اور مرتے دم تک کفر
کی باتین بکتا رہا۔ اور مولویون سے لایعنی سخن کرتا رہا۔ نزع مین کتے کی طرح ہوکتا تہا
مگر افسوس ہے کہ اوسکو یہہ خبر نہ تہی کہ اوسکی ایسی بیہودہ باتون کے لکہنے سے اوسکو
لوگ برا جانینگے۔ احسان فراموش کہینگے۔ اسلئے کہ ایک دفعہ شیخ فیضی نے اس کی
سفارش مین بادشاہ کو ایک خط لکہدیا تہا۔ جسکا مضمون یہہ تہا کہ شیخ عبد القادر میرا
سینتیس برس کا دوست ہے۔ اور عمدہ عمدہ کمالات اوسکی ذات مین مجتمع ہین۔ آج ہم
فیضی کی اس فیاضی اور ہنرپروری پر تحسین کرتے ہین اور اوسکی بداونی کی خباثت
پر لعنت بہیجتے ہین۔ جب شیخ فیضی مرگیا تو شیخ عبد القادر ہی کو بادشاہ نے حکم دیا کہ
اوسکے کتب خانہ کی فہرست مرتب کرے تو کہتے ہین کہ چار ہزار ساٹہہ کتابین نظم و نثر
اور طبعیات اور الہیات اور ریاضیات اور اخلاق اور حکمت کی اوسکے کتب خانہ مین
موجود تہین۔ خود فیضی کی تصنیفات یہہ ہین۔ سکہ جلوس مین۔ قرآن شریف کی
تفسیر بے نقط۔ عربی زبان مین سواطع الالہام لکہی۔ سورہ کا خلاصہ اوسکی تاریخ ہے
مثنوی نلدمن مثنوی مرکز ادوار مخزن الاسرار کے وزن پر مشہور ہین۔ سلیمان بلقیس
شیرین خسرو کے طرز پر۔ اور ہفت کشور ہفت پیکر کی انداز پر اور اکبر نامہ سکندر نامہ کے مقابلہ مین

غرض خمسہ نظامی کے موافق خمسہ تصنیف کرنا شروع کیا تھا کہ اجل ہی نے حواس خمسہ کو جسم مین نہ چھوڑا۔ اس خمسے کے اجزا ابتک موجود ہین۔ ابوالفضل کے قتل کا حال ہم پہلے لکھ آئے ہین۔ اس دبیر بے نظیر نے کتابین بہت لکھی ہین مگر اکبرنامہ اور آئین اکبری دو عجیب و غریب کتابین ہین۔ جو لوگ فارسی زبان کی انشا سے آشنا ہین وہ اوسکی خوش بیانی کی بڑی تعریف کرتے ہین۔ جو اس زبان کے رموز کو جانتے ہین اور اسکی نمک کو پہچانتے ہین۔ وہ اصل مطلب کو اوسکے سب داؤن سے سمجھ جاتے ہین۔ اور اونکے مطالعہ سے محظوظ اور خوش ہوتے ہین۔ مگر جو ناآشنا ہین وہ یہہ کہتے ہین کہ شیخ ابوالفضل نے اکبرنامہ لکھنے مین قدیمی لیاقت اپنی ظاہر کی۔ اور اپنے عیبون کو خوب اوسمین ظاہر کیا اور اوسنے اون باتون کو نہین بیان کیا۔ جنسے اکبر کی دانائی اور نیکی اور خوبی اور زوراوری کو بٹا لگتا ہی۔ اور اگر بیان بھی کیا تو غلط بیان کیا۔ ہر بات مین اکبر کی ایسی تعریف اور بڑائی لکھی۔ کہ پڑھنے والے کا جی ممدوح اور مداح دونون سے نفرت کرنے لگتا ہی۔ اور ایسی زیادہ سرائی اور خوشامد سے اکبر کی اصلی خوبیان نہین ظاہر ہوتین۔ اور موقعون کے ذریعہ سے اکبر کے کامون کے اسباب اور تدبیرین معلوم ہوتی ہین جنکے سبب سے وہ اپنی مشکلات سے نکلا۔ مگر ابوالفضل کی خوشامد آمیز باتون سے اور اس بات سے کہ اکبر نے خود اکبرنامہ کو منظور اور پسند کیا۔ ممدوح اور مداح دونون کی ذات پر عیب لگتا ہے۔ اور اکبر پر خود بینی اور خود پسندی کا داغ لگتا ہے۔ ابوالفضل بڑا علامہ اور عاقل و مدبر تہا۔ دنیا کے کامون کے واسطے جس قسم کی عقل کی ضرورت تہی وہ اوسمین ضرور تہی۔

راجہ ٹوڈرمل اور راجہ بیربل

راجہ ٹوڈرمل ایک غریب کہتری کا لڑکا تہا۔ لڑکپن ہی مین باپ مرگیا۔ اوسکی بیچاری بیوہ نے افلاس اور تہیدستی کی حالت مین اوسکی پرورش کی۔ پہر بادشاہی نویسندون مین

وہ ملازم ہوا۔ اور اپنی دانشمندی اور کارگزاری اور لیاقت سے بڑھتے بڑھتے بادشاہ کا
وزیر اعظم اور سپہ سالار ہوگیا۔ فن حساب مین بے مثل تہا۔ اونہی نے تمام ممالک محروسہ کی
پیمائش کرکے جمع مقرر کی۔ صوبون کی حد بندی کرانا اوسی کا کام تہا۔ روپیہ کے حالیس دام
مقرر کئے۔ کروڑیون کا اوسی نے انتظام کیا۔ داغ اسپ شاہی حدیون اور منصبدارونکے جو بڑھایا
اور اونکے تصحیح کا طریقہ مقرر کیا۔ جیسا کاغذ پر قلم چلانا آتا تہا۔ ایسا ہی میدان
مین تلوار چلانا جانتا تہا۔ اکثر معرکون مین جوانمردی دکہائی۔ بنگال اور بہار اور گجرات
کی لڑائیون مین اوسکا حال پڑہ آئے ہو۔ اس اجہ مین زیادہ تعجب کی بات یہہ ہے کہ
باوجود اکبر کے مصاحبت کے وہ اپنے مذہب مین بڑا پکا تہا۔ برت پوجا پاٹ بہت
کرتا تہا۔ اور مراسم ہنود کا ایسا پابند تہا کہ اکبر نے کئی دفعہ اوسکو برا بہلا بہی کہا تو بہی
اوسنے نہ چہوڑا۔ سیر چشم بیدار دل صاحب ہمت بادشاہ کا مزاج شناس۔ دوستی کا
سچا بات کا پورا تہا۔ مگر کینہ اور انتقام دوست تہا۔ بندوبست وہ سالہ اسی راجہ کے نام سے
مشہور ہے۔ اپنی بیماری سے یہہ اجہ لاہور مین مرگیا۔ بادشاہ کو اوسکے مرنیکا نہایت رنج ہوا
راجہ بیربر ہندی کی شاعری اور تیز فہمی اور جولانی طبیعت اور مزاج دانی اور خوش بیانی
اور سخن سنجی اور لطیفہ گوئی مین مشہور تہا۔ آج تک اوسکے سیکڑون لطیفے خاص و عام مین
مشہور ہین۔ فیاض بڑا ہزار دن روپیے کو نہین بانٹ دیتا تہا۔ وہ بادشاہ کا بڑا مصاحب تہا
جسطرح وہ مارا گیا اور اوسے جو بادشاہ کو دل پر صدمہ ہوا وہ ہم پہلے لکہہ چکے ہین۔ اس
لطیفہ سنج کے مرنے سے بادشاہ کے مجلس عیش بے لطف ہوگئے۔ ایک بڑی خوبی جسے
اکبر کے عہد کو یہہ دن نصیب ہوئے یہہ تہی کہ بہت سے امیر ایسے تہے کہ وہ عالم بہی تہے۔ اور
میدان جنگ مین لڑنا بہی جانتے تہے۔ عزیز خان اعظم کوکہ بڑا عالم بہی تہا۔ اور

سپہ سالار بھی تہا۔ عبد الرحیم مرزا خانخانان ولد بیرام خان سپہ سالاری کا بھی کام جانتا تہا۔ اور زبان دان بھی ایسا تہا کہ توزک بابری کا ترجمہ ترکی زبان سے فارسی زبان مین اوسنے کیا۔ زین خان جنگی افسر بھی تہا۔ اور علم موسیقی بھی ایسا جانتا تہا کہ جواب نہ رکہتا تہا۔ سیکڑون طرح کے باجے بجانے آتے تہے۔ غرض جو امیر تہا وہ اہل علم و اہل سیف تہا۔ یہی سبب اس سلطنت کی بڑی ترقی کا تہا۔

اکبر کا مذہب

شباب مین کچہہ دنون شراب کے مزے اوڑائے۔ پہر کچہہ نون و میدای اور خوش اعتقادی کا دریا جوش مین آیا۔ لاکہون روپئے درگاہون مین چڑہا دئے۔ فقرا کی خدمت بہت کچہہ کی۔ قبرون کی زیارت سے شرف حاصل کیا۔ اجمیر شریف کئی دفعہ پیادہ پا گیا۔ خاندان چشتیہ مین مرید تہا۔ اور بڑا اعتقاد اوسے رکہتا تہا جب لڑائیون مین جاتا تو ہاتہی پر خود نعرہ مارتا۔ اور اپنے لشکر سے بہی کہلاتا۔ اسمین یہہ صنعت ایہام تہی کہ خواجہ معین الدین چشتی کے نام مین بہی لفظ معین تہا +

عبادت خانہ

فتحپور سیکری مین ایوان شاہی کے پاس سب سے الگ ایک مکان ۹۸۳ھ مین تعمیر کرایا۔ اور اوسکے چارون طرف بڑے بڑے دالان بنائے بیچ مین ایک تالاب بنوایا۔ مکان کا نام عبادت خانہ اور تالاب کا نام انوپ تال رکہا۔ سبب اس تعمیر کا یہہ تہا کہ چند سال برابر فتوحات عظیمہ بادشاہ کو حاصل ہوئی تہین۔ اونکا شکریہ ادا کرنا اپنے اوپر واجب جانتا تہا۔ اس عبادت خانہ مین سل کی جو کہ ایک گوشہ مین پڑی تہی۔ اوسی پر بیٹہہ کر شب بیداری کرتا۔ اور یا ہو اور یا ہادی کا وظیفہ پڑہتا۔ اور صبح تک یہی ورد رکہتا۔ اور نور بخش سے دار شکن کرتا

اور خدا کی قدرت کے مزے لیتا۔ تمام مشایخ اور علماء کو عبادت خانہ مین جمع ہوکے
اور علم منقول اور معقول دونو کے چرچے اور مباحثے ہوتے۔ سات عالم امام مقرر تھے۔
ہر روز ایک عالم نماز پڑہاتا۔ جب ان عالمون نے اپنی نشست کے مقام اور تقدیم و تاخیر اور
عزت اور احترام مین جھگڑے کھڑے کئے تو بادشاہ نے حکم دیدیا کہ امرا مشرق مین اور سادات
مغرب مین اور علما جنوب مین اور شیخ شمال مین بیٹھین۔ غرض ہر جمعہ کو اس گلزار علم مین
بادشاہ آتا۔ اور ہر گل اور غنچہ کی بو سے دماغ معطر کرتا۔ آج کے دن یہہ عبادت خانہ
خوشبو دون سے بہی معطر ہوتا۔ اور ہر ایک شخص اپنی لیاقت کی موافق دولت و مال سے
نہال ہوتا۔ اعتماد خان گجراتی کے کتب خانہ کی جو عمدہ عمدہ کتابین تہین وہ سب بادشاہ نے
یہین کے اہل علم کو تقسیم کردی تہین۔ ایک دن مولوی گلے کی رگین پہلا پہلا کر اور دانت
نکال نکال جوباتین کرنے لگے تو بادشاہ کو یہہ امر ناگوار گذرا۔ اور اونسے عبدالقادر بداونی
سے کہا کہ جو سطرح سے اپنی گردن کی رگین پہلائے اوسکو مجلس سے اوٹہادو۔ بداونی نے
چپکے سے صف خان کے کان مین کہا کہ اگر مین ایسا کرون گا تو اس مجلس سے بہت سے
مولویون کو اوٹہانا پڑیگا۔ بادشاہ نے اس سرگوشی کو دیکہہ کر پوچہا کہ کیا ہے۔ مین نے
جو کہا تہا تو عرض کیا۔ اسپر بادشاہ بہت ہنسا +

حاجیون کی تعظیم

بادشاہ ہر سال حج کو قافلہ بہجواتا۔ ایک امیر اوسپر میر حاج جاتا حاجیون کو سفرخرچ دیتا
۔ لاکہون روپیہ نقد جنس بہیجتا۔ ایک دفعہ بہلا کہ روپیہ محتاجون مین تقسیم کرنیکے لئے
وہان بہیجا۔ اور ایک عمارت عالیشان وہان بنوائی۔ جب قافلہ کو رخصت کرتا تو خود بہی
اوسمین حاجیون کی صورت بناکر شریک ہوا۔ وہی احرام کا لباس وہ چادر و لنگا پہنتا

ننگے سر ننگے پانون تھوڑی دور قافلہ کے ساتھ چلتا اور آواز بلند یہہ کہتا کہ لبیک لبیک لاشریک لک لبیک۔ مگر یہہ حال بادشاہ کا ۲۳ جلوس تک رہا۔

مگر پہر عالمون کے آپس کے حسد نے اکبر کے دل کو اس مذہب کے باب مین مذبذب کردیا۔ اہل علم نے مناظرون کو مجادلہ بنایا۔ ایک عالم نے جو مسئلہ ثابت کیا۔ دوسرے نے اوسکو رد کیا۔ اور کفر کا فتوے دوسرے کے لئے تیار کیا۔ ایک عالم نے دوسرے عالم کا نام ملعون رکھا۔ غرض ان مکار عالمون نے جو حقیقت اسلام سے جاہل تھے اکبر جیسے سچے مسلمان کو اسلام سے بہیر دیا۔ اب مین حیران ہون انکو کیا کہون۔ معلم الملکوت کہون یا پڑھا ہوا جن کہون یا مولوی کہون۔ جب اوسکے دل مین ہر قسم کے مذہبون کی طرف دل مائل ہوا۔ ابتداء ہی سے طبیعت مین اوسکے قوت تفکر کا زور تہا۔ اب اوسکے رفیق بہی ابوالفتح گیلانی اور حکیم ہمایون یا ہمام اور نورالدین قراری شاعر ایسے باکمال ساتھ ہوئے کہ اونکو کچھہ مذہب سے علاقہ نہ تہا۔ ملا یزدی نے بادشاہ کو خلفاء کبار کا مخالف بنایا۔ ابوالفتح گیلانی اور شیخ ابوالفضل نے اور آگے قدم بڑہایا کہ بادشاہ کو وحی اور نبوت اور اعجاز اور کرامت کا منکر بنایا۔ اوسکے سامنے علی العموم سب مذاہب کی مباحثے ہونے لگے۔ چنانچہ ایک مباحثہ دبستان المذاہب مین برہمن اور مسلمان اور یہودی اور عیسائی اور مجوسی اور فیلسوف کا لکہا ہے۔ اور ہر مذہب والے نے دلائل کو اپنے مذہب کی تائید مین اور اور مذہب کی تردید مین پیش کیا۔ فیلسوف نے آخر گفتگو کو یون طے کیا کہ بعض بانی مذہب مکار تہے۔ بعض کے مسائل بیہودہ تہے معجزون کا ثبوت نہین۔ ایک اور مباحثہ ابوالفضل نے اکبرنامہ مین لکہا ہے کہ صوفی حکیم متکلم فقیہ سنی شیعہ برہمن جتی سیوڑہ چارباک نصاری

یہود صیابی زردشتی وغیرہ ایسمین مباحثہ کرتے تہے۔ اور بادشاہ بیٹھا ہوا سب کی
سنتا تہا۔ اس سبب سے بادشاہ کے دربار مین مختلف شہر و دیار کے دانشمند اور ارباب
مذہب جمع ہوئے تہے۔ بادشاہ کو اونسے باتین کرنے کا شوق تہا۔ مطلق حق کا وہ طالب
تہا۔ مذہب کی ہر ایک سے گفتگو کرتا۔ اور جو بات جس مذہب کی اوسے سچی اپنی عقل کے
نزدیک حق معلوم ہوتی اوسکو وہ اپنے ذہن مین رکہتا۔ غرض اسطرح سے اوسکا دل رنگا
رنگ مذہبون کی رنگارنگی کا ایک عجائب خانہ بن گیا تہا۔ وہ یہہ کہتا تہا کہ سارے
مذہبون مین عاقل اور ایماندار ارباب ریاضت اور کرامت سچی باتین موجود ہین۔ ہمیز
اسلام کی کیا تخصیص ہے۔ وہ ایک نیا مذہب ہزار برس سے ایجاد ہوا ہے۔ اوسکو حق اور
سب کو باطل سمجہنا ترجیح بلا مرجح ہے۔ اکبر کو مذہب کا شوق لڑکپن سے جوانی تک اور
جوانی سے بڑہاپے تک رہا۔ اوسکی عقل مذہب مین ٹہیک نہین معلوم ہوتی۔ وہ
اون آدمیون مین سے معلوم ہوتا ہے کہ جو سب باتون مین عقلمند ہو۔ مگر ایک بات
مین دیوانہ۔ اکبر یقینی مذہب کے باب مین دیوانہ تہا۔ گو وہ یہہ کہتا تہا کہ سوا
عقل کے کوئی پیغمبر اور راہ نما اوسکا نہین۔ جن بات پر عقل حکم دیدے سچی اور صحیح ہے
۔ مگر وہ مذہب کے باب مین بہت سی حماقت کی حرکتین کرتا تہا۔ جیسا اور باتون مین عقل مزاج
تہا۔ ایسا ہی مذہب مین تلون مزاج تہا۔ ایک دفعہ اوسے بارش کی دعا کے لئے کہا گیا
تو اوسنے یہہ جواب دیا کہ خدا تعالے ہماری سب حاجتون کو جانتا ہے۔ اور جو ہمارے
حق مین بہلا ہوتا ہے وہی کرتا ہے۔ اوس سے دعا مانگنے کی ضرورت نہین۔
اسوقت یہہ کہدیا۔ پہر اپنے ذرا ذرا سے کاموں کے لئے سورج کے آگے ہاتہہ جوڑے
کہڑا ہوتا۔ اور گڑگڑاتا۔ یہہ سب سچ ہے لیکن تمام حالات اوسکی پڑہ کر یہہ ضرور معلوم ہوتا ہے

کہ وہ بڑا عابد زاہد تہا۔

عیسائی پادریون کا آنا

ملک فرنگ کے بہی پادری اور پوپ آئے اونہون نے انجیل اور توریت پیش کرکے اونکے مطالب سکہائے۔ اور تثلیث کا اثبات شروع کیا۔ اور بزرگون کی تصویرین پیس کین۔ جسوقت حضرت عیسٰی اور جناب مریم کی تصویرین سامنے آئین تو بادشاہ تعظیم کے لئے دوزانو کہڑا ہوگیا۔ اوسکو مضامین انجیل کے ایسے دلچسپ معلوم ہوئے کہ اوسنے شاہزادہ مراد کو حکم دیا کہ وہ تیمنًا چند صفحے اسکے پڑہے۔ اور شیخ ابوالفضل اوسکا ترجمہ کرے۔ پہلے فقرہ جو بطور بسم اللہ کے تہا اوسکا ترجمہ یہہ ہوا کہ مصرع

اے نامی وے ژرژو کرسٹو (ژرژ جیسس اور کرسٹو کرائسٹ یعنے عیسٰی مسیح) یعنے اے کہ تیرا نام رحیم و کریم ہے۔ دوسرا مصرع سوچتا تہا کہ فیضی برابر سے بولا۔ کہ۔ سبحانک لاسواک یاہو۔

آفتاب پرستی

راجہ بیربل نے بادشاہ کو یہہ سمجہایا کہ آفتاب خدا کا مظہر ہے۔ سب کو روشنی اور گرمی پہونچاتا ہے۔ تمام زراعت اور زمین کا پیداوار وہی پیدا کرتا ہے۔ وہی ان داتا ہے۔ اسی پر مدار زندگی کا ہے۔ اور فیقون نے بہی اسکی تائید کی کہ آفتاب کو بادشاہ پروری سے ایک خصوصیت ہے۔ اور اوسے زیادہ کوئی شے انسان کو نفع رسان نہیں ہے غرض یہہ سنکر پنڈتون سے آفتاب کے منتر سیکہے اور اوسکے ایک ہزار نام یاد کئے۔ نور کے تڑکے اور آدہی رات کو اسکا وظیفہ پڑہا۔ اور آفتاب کی تعظیم کے لئے مشرق کیطرف منہ کرکے سوتا تہا۔ نوروز جلالی کو آفتاب کی پرستش کرتا۔ بادشاہ کا لباس ہر روز

اوس رنگ کا ہوتا جو اوس دن کے ستارہ کا اہل نجوم نے مقرر کیا تہا۔

آتش پرست

آتش پرست بہی گجرات سے بادشاہ کے دربار مین آئے۔ اور اونہون نے دین زردشت کا نور دکہایا۔ اور بادشاہ کو ظلمت مین پہنسایا۔ اونسے بہی بہت سی رسومات کیانی سیکہین اور حکم دیدیا کہ شاہان فارس کے قدیم رسم کے موافق آتشکدے بنین اور اون مین رات دن آگ جلتی رہے۔ اور کبہی بجہنے نہ پائے۔ نار بہی نور الہی ہے شیخ ابو الفضل اس کام کے مہتمم مقرر ہوئے +

ہندو

بادشاہ کے گہر مین ترکین سے ہندو رانیان تہین۔ وہ اسپر ایسی مستلط ہوگئین کہ اونہون نے ہندو بنانے مین کوئی کسر باقی نہین رکہی۔ محل مین ہوم ہونے لگے جلوس ۲۵ سنہ کا جو نوروز ہوا۔ اوسمین علے الاعلان بادشاہ نے سورج اور اگن کو سجدہ کیا۔ اور تمام درباریون نے بہی بادشاہ کی تقلید کی۔ جب شام کو چراغ اور شمعین روشن ہوتین تو تمام دربار تعظیم کو کہڑا ہوتا۔ عیدون سے زیادہ ہندوؤنکے تہوارون کی دہوم دہام ہونے لگی جب سورج کنیا مین جاتا تو اشٹمی کو پوجا کے بعد برہمن پیشانی پر ملک لگاتا۔ بادشاہ دربار مین بیٹہتا۔ اور جواہر نگار کنگہنا ہاتہہ مین باندہتا۔ اور امرا و درباریون کا بہی یہی حال تہا۔ وہ بہی آہ کے دن زیور اور جواہر ہندوؤن کی طرح پہنتے۔ راکہی ہاتہہ مین بادشاہ باندہتا۔ گائے کا ذبح ہونا موقوف کردیا۔ اوسکے گوشت بیچنے کی ممانعت کی۔ اسلئے کہ ہندو اوسکی پرستش کرتے ہین۔ اور اوسکے گوبر تک کو پوتر جانتے ہین۔ ایسے مسخرا پن کی باتین بہی ہوتی تہین کہ راجہ منجہولہ نے کہا کہ اگر گائے مقدس و معظم نہ ہوتی تو سورۂ بقر کلام اللہ مین کیون اول ہوتی

غرض بادشاہ کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر جاننے لگا۔ سب پیغمبرون کی پیغمبری کو باطل جانتا۔ عقل کی رسائی کا کامل مانتا۔ اور مذہبی امور مین مداخلت کرنا بادشاہ کا کام جانتا +

فتوی اختیارات بادشاہ

اس عقل کی رہنمونی سے ایک کام اور سنے یہہ کیا کہ ۹۸۷ھ مین یہہ استفتا لیا کہ عادل بادشاہ کا درجہ اور رتبہ مجتہد سے کہین زیادہ ہے۔ اور اکبر بادشاہ کے عادل ہونے مین کسی کو کلام نہین۔ اسلئے اگر مجتہدون مین اختلاف ارائے ہو تو اوسکا فیصلہ بادشاہ کی رائے پر ہو سکتا ہے۔ اس فتوی پر بڑے بڑے عالمون نے مہر کر دین۔ غرض بادشاہ نے یہہ اختیار علماء اہل اسلام کے فتوے سے حاصل کر کے مذہب مین مداخلت شروع کی۔ اور اب کسی مجتہد کو حوصلہ ہی نہ رہا کہ وہ اوسکا مقابلہ کر سکتا۔ پہلے ہی اپنے ہاتھہ قلم کر چکا تھا +

دین الٰہی اکبر شاہی

عالمون نے کتابون اور تاریخی تجربہ سے بادشاہ کے ذہن نشین کر دیا کہ ہزار برس کے بعد ایک پیغمبر صاحب مذہب پیدا ہوتا ہے۔ اسلئے ۹۹۰ھ ہجری مین اسلام کا زمانہ ایک ہزار برس کا ختم ہوا نیا کوئی پیغمبر صاحب مذہب ہونا چاہیئے۔ اکبر کے دماغ مین یہہ خبط ایسا سمایا کہ وہ اپنے تئین پیغمبر جاننے لگا۔ اور اسلام کے مسائل کا کچھہ اور اوسکے دل مین نہ رہا۔ اور اپنے مسائل رسنے گھڑنے شروع کئے۔ اول حکم یہہ دیا کہ سکون مین سنہ ہجری ہزار لکھے جائین اور ایک تاریخ الفی جسمین حال ہزار برس کا رحلت آنحضرت سے ہو لکھا جائے۔ اور آئندہ ہی یہہ کلمہ پڑھا جائے لا الٰہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ

سلام علیک مین یہہ ایجاد ہوا کہ اللہ اکبر ایک شخص کہے دوسرا جواب جل جلالہ کہے۔
جیکوئی بادشاہ کے سامنے آئے تو سجدہ زمین بوس کرے۔ اسکے مصنف ایک بڑے
فاضل قاضی خان نظام بدخشی تہے۔ ملا عالم کابلی کو افسوس تہا کہ ہائے یہہ نکتہ
مجھے پہلے کیون نہ سوجہا۔ شراب کے اتنی پینے کی اجازت ہوئی کہ جیسے مست والانہ
بن جائے جسم کے قوی کرنیکے لئے اور مرض کو رفع کرنیکے لئے شراب پینی منع نہ تہی۔ ایک
شراب کی دوکان محل سرا کے قریب تہی۔ اور اوسکا اہتمام خاص بادشاہی ملازمون
کے سپرد تہا۔ کہتے ہین کہ اس شراب مین خنزیر کا مارالحم بہی ملایا جاتا تہا۔ مگر یہہ جہوٹ
معلوم ہوتا ہے۔ پانچ سو روپیہ سے جوا کہیلنا جائز تہا۔ بڑا مسئلہ اس مذہب کا
آفتاب کی تعظیم انتہی صبح بادشاہ کی صورت دیکہنی عبادت مین داخل تہی دریا
شرق رویہ جہروکہ درشن مین بیٹہتا۔ اور سورج کی طرف ٹکٹکی باندہتا۔ اور لوگ ان
مہاراج دہراج کا منہ دیکہتے۔ اگرچہ راجہ بیربل دین الہی کے ایک رکن عظم تہے۔ مگر
ابوالفضل خلیفہ تہے۔ وہی چیلون کو بادشاہ کے روبرو پیش کرتے۔ اس مذہب کی
کچہہ اشاعت اکبر کو منظور نہ تہی۔ وہ فقط اونہون نے اپنی ذات کے لئے اختیار کیا تہا۔
خوشامدیون نے مرید بننا شروع کر دیا۔ چنانچہ مرزا جانی اور مردون نے اس مضمون
کے اقرار نامے لکہکر بہیجے۔ مین فلان ابن فلان بعقیدت و مسرت دلی سے اقرار کرتا ہون
کہ مین اسلام مجازی جو میرا آبائی مذہب تہا چہوڑتا ہون۔ اور دین الہی شیخ اکبر مین
داخل ہوتا ہون۔ اور چار اصول مذہب الہی کے یہہ دل سے قبول کرتا ہون۔ مال
جان عزت مذہب یہہ چارون چیزین خلیفۃ الرسول پر قربان کیجائین۔ یہہ
اقرار نامے مجتہد العصر ابوالفضل بادشاہ کے روبرو پیش کرتے تہے۔ ڈاڑہی منڈانیکی

اجازت تہی - بادشاہ سر بہی تالو پر سے منڈاتا تہا کہ بزرگون کی روح تالو مین سے نکلا کرتی تہی - جو مرید مرجاتا اوسکے گلے مین کچہہ اناج اور کچی اینٹین باندہکر پانی مین ڈبوتے - پانی نہ ہوتا تو جلاتے - ایک مرید خاص مرگیا - تو اوسکی قبر پر جالی لگائی گئی کہ روشنی پہنچتی رہے - عبادت کرینکا یہہ ڈہنگ تہا کہ آفتاب کے سامنے دونون ہاتہہ کانون پر کہہ کر کہڑے ہوتے - کبہہ اوچلتے - کبہہ چکر کہاکر کانون پر مکے مارتے جاتے - عبادت کا وقت صبح اور آدہی رات تہی - ان دونون وقتون مین اذان کی جگہ نوبت اور باجے بڑے زور شور سے بجتے تہے - جانورکا ذبح ہونا اتوار کو منع تہا - اسلئے کہ وہ اکبر کے جنم کا دن تہا - گیانی پنڈتون نے اکبر کے سہسر نام رکہہ دئے - چلیون نے اونکا وظیفہ پڑہنا شروع کیا - الہ آباد سے جو برہمن آئے اونہون نے بادشاہ کو مکند برہم چاری کا اوتار بنایا - اونہون نے بیان کیا کہ اس برہم چاری نے اپنا سارا بدن کاٹ کر ہوم کردیا تہا - اور ایک اشلوک یہہ کہا تہا جسکا ارتہہ یہہ تہا کہ مین ایک بادشاہ بڑے کروفر کا ہوکر عنقریب آتا ہون - تم بہی حاضر ہونا - اسی گیان پر ہم حضور کی خدمت مین حاضر ہوئے ہین - اوسکے مرنے مین اور آپکے پیدا ہونے مین تین چار مہینہ کا انتر ہے - ان برہمنون نے بہی اوسکو اوتار ٹہہرادیا - اکبر نے اپنے مسائل کے قبول کرنے مین کسی پر زبردستی نہین کی - نہ اونکی اشاعت پر کمر چست کی - مگر اسمین شک نہین کہ اونسے مسائل اسلام کو بڑا سست کردیا - نماز روزہ حج زکوۃ - لوگون کی مرضی پر موقوف تہی - خطبہ مین یہہ جانتا تہا کہ اول خدا کی تعریف ہو پہر بادشاہ کا نام ہو - پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اوسمین نہ ہو - چنانچہ ایک دفعہ اوسکو جمعہ کی نماز مین منبر پر خطبہ پڑہنے کے لئے بٹہایا - تو اوسنے یہہ شعر فیضی کے پڑہے ؎

خداوندا کہ ما را خسروی داد + دل دانا و بازوی قوی داد + بعدل و داد ما را رہنمون کرد
بجز عدل ز خیال ما برون کرد + بود وصفش ز حد فہم برتر + تعالی سایۂ اللہ اکبر

مگر اس بدعت پر ایک ہنگامہ برپا ہوتا اسسے وہ اپنے ارادے سے باز رہا۔ بارہ برس کی عمر سے پہلے ختنے کرنے کی ممانعت کردی۔ اسلئے کہ جب آدمی بارہ برس کا ہوتا ہے تو اوسکو برے بھلے کی پہچان آتی ہے۔ اب اگر اچھا سمجھے تو ختنہ کرائے۔ اگر برا سمجھے تو نکرائے۔ ہجری سال و عربی مہینون کو اوڑا کر شمسی سال و ایرانی مہینون کو مقرر کیا۔

ہندؤن کے مذہب مین مداخلت

ہندؤن کا پرانا دستور تہا کہ وہ آگ مین زندہ جلتے اور پانی مین گر کر مرتے۔ گواہی اور شہادت اور راستی اور دروغ کے امتحان کے لئے جلتے لوہے کے گولے کو ہاتھ پر رکہتے۔ اوسنے ایسے جان جوکہون کے کامون سے سخت ممانعت کی۔ بچپن مین شادی کرنی منع کردی اور بالغ ہونے پر شادی کی اجازت دی۔ رانڈؤن کے دوبارہ شادی کرنے کا حکم دیا۔ یہہ ہندؤن کے دستور کے خلاف تہا۔ رانڈ عورتون کا زور اور ظلم سے ستی ہونا موقوف کیا۔ جب کوئی عورت ستی ہونا چاہتی تہی تو اوسکی بڑی تحقیقات ہوتی تہی۔ کہ وہ آپ سے چلنا چاہتی ہے یا کسی کے کہنے اور بہکانیسے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ جودہ پور کا راجہ مردہ بیٹے کے ساتہہ اپنی بہو کو زبردستی جلانا چاہتا ہے۔ یہہ سنتے ہی فوراً بادشاہ گہوڑے پر سوار ہو جودہ پور مین جا پہنچا۔ اور وہان اس بیچاری رانڈ کو آگ کے تلے سے نکالا

ہندؤن کے ساتہہ سلوک اکبر کے

اکبر کو یہہ مذہب کا خبط بچپنے ہوا ہے پہلے اوسنے بھی وہ ہندوؤن کے ساتھہ بڑے برتاؤ سلوک کر چکا تہا۔ ہندوؤن کو مسلمانون کی برابر حکومت کے عہدون پر ممتاز کرتا تہا ۔ سنہ جلوسی مین اوسنے تمام ہندوؤن پر سے جزیہ اوٹہا دیا۔ یہہ محصول ہندوؤن کو ایسا ناگوار تہا کہ اگر وہ موقوف نہ ہوتا تو کبھی ہندو مسلمانون مین اتحاد نہ ہوتا۔ اوسی زمانہ مین وہ محصول جو ہندوؤن سے تیرتہون مین لیا جاتا تہا موقوف کر دیا۔ سنہ ۱۵۶۱ مین اوسنے یہہ حکم جاری کر دیا کہ لڑائی کے قیدی لونڈی غلام نہ بنائے جائین ۔ اسے بہی ہندوؤن کو بہت فائدہ ہوا۔ کیونکہ وہی لونڈی غلام بنائے جاتے تہے اور اور ملکون مین بہیجے جاتے تہے۔

مسلمانون کا ناراض ہونا اکبر سے

ہم پہلے لکہہ آئے ہین کہ اکبر کی مذہب خفط اوسکے دس پانچ خوشامدی درباریون اور لالچی ملازمون نے اختیار کر لیا تہا۔ اور کچہہ اوسکی اشاعت نہین ہوئی۔ مگر جب اوسنے اون جاگیردن کا انتظام کیا جو مواقف اور مذہبی کامون کے واسطے مقرر تہین ۔ تو مسلمانون کی شکایتون کی دھوم مچ گئی۔ اور اب بعض پکے مسلمان اکبر کے ساتھہ گستاخی سے پیش آنے لگے۔ اور اوسکے منہ پر جہنمی اور دوزخی کہنے لگے۔ مگر اکبر نے سوا اوسکے کہ ان گستاخ اور بے ادب آدمیون کو نکلوا دیا۔ کچہہ اور نہین کیا۔ عزیز خان اعظم گجرات کا حاکم اکبر کا لوکہ مذہب مین بادشاہ کا بڑا مخالف تہا۔ اس سردار کی ماں نے جو اکبر کی اناتہی۔ اپنے بیٹے کی ملانے کے واسطے بہت دفعہ کہا۔ اور بادشاہ نے اوسکے آنیکے لیے متواتر حکم بہیجے۔ مگر وہ سجدہ قدمبوس اور مونڈہی کے منڈانے کے اندیشہ سے نہ آیا۔ اوسکی ڈاڑہی بہت بڑی تہی۔ بادشاہ نے اوسے لکہا کہ شاید ڈاڑہی کا

تمکو یہان نہین آنے دینگا۔ مگر اس پکے مسلمان نے اکبر کو دلیری سے جواب لکھا۔
کہ کیا کوئی کتاب آسمانی آپ پر نازل ہوئی ہے یا رسول خدا کی مانند آپ معجزے آپ
دکھاتی ہین۔ کہ نئے مذہب کی بنیاد قائم کرنے پر جرات کرتے ہین۔ آخر مین اوسنے
یہہ دعا و خیر دی کہ خدا بادشاہ کو ہدایت اور نجات کے رستہ پر لائے۔ اور جہنم کی راہ پر
جو چل رہا ہے اوسسے بچائے۔ غرض حرارت اسلامی مین انکار اوسنے حکومت پر لعنت
کی اور سیدہا ملکہ کا رستہ لیا۔ مگر جب یہان اپنی حالت اچھی نہ دیکھی۔ اور وہان پر
دل نہ لگا تو پھر اکبر کی خدمت مین آیا۔ اور حرارت اسلامی کو سلام کیا۔ اور سجدہ زمین بوس
کو تسلیم کیا۔ ڈاڑھی کو بھی صفائی کا حکم دیا۔ غرض جو نکرنا تھا وہ کیا +

اکبر کے مذہب کی اشاعت

ملانون اور درباریون نے جو مذہب کا مقابلہ کیا اوسمین اکبر ہی غالب رہا۔ مگر اوسکا
مذہب عوام الناس مین نہ پھیلا۔ چند حکیما نہ طبیعت والون اور لالچی ملانون اور
خوشامدی درباریون کے سوا یہہ مذہب کسی نے نہین اختیار کیا۔ ع
چراغ کذب را نبود فروغے + تھوڑے دنون اس مذہب کا نام ونشان بھی نرہا
نہ کوئی اوسکا مسئلہ باقی رہا۔ جہانگیر کے زمانہ مین پھر اسلام نے فروغ پایا۔ یہہ الہی مذہب
اتنا بھی نہ چلا جیسا کہ کبیر پنتھیون کا پنتھ پھیلا۔ اوسمین کوئی نئی بات نہ تھی۔ خوبی
فقط اوسمین یہہ تھی کہ صلح کل کا مذہب تھا۔ اور وہ بقول عرفی وہ یہہ چاہتا تھا کہ
جہان بانیک و بد عرفی بسر کن کز پس مون + مسلمانت بزمزم شوید و ہندو بسوزاند

اکبر کے عہد مین کتابون کا ترجمہ

جب بادشاہ کو پنڈتون اور برہمنون سے صحبت کا اتفاق ہوا اور اونکی زبان اور

علوم کا بیان ہوا۔ معلوم ہوا کہ اس پرانے ویرانے مین بڑے خزانے دبے ہوئے ہین اسلئے اوسکی تلاش کے درپے ہوا۔ ایک کتب خانہ اوسنے بنایا۔ اور اوسمین چند فاضل عربی فارسی کے زبان دان اور پنڈت بڑے گیانی بدہ دان مقرر کئے۔ اور ایک دفتر اوسمین ترجمہ کا قائم کیا۔ جسکا سررفتر شیخ فیضی مقرر کیا۔ اگرچہ پہلے بھی بعض مسلمان سنسکرت دان گذرے ہین مگر سنسکرت مین جو حضرت فیضی کے پنڈت ہونے مین شہرت ہوئی وہ کسی کو نصیب ہوئی۔ بہاسکراچارج کی کتابون کا جو علم ریاضی مین ہین ترجمہ کیا اونمین لیلاوتی مشہور ہے۔ مہابہارت مین اسے نہایت دلچسپ قصہ نل اور دمینتی کا نظم مین ترجمہ کیا +

مہابہارت کا ترجمہ

سنہ ۹۹۰ مین بادشاہ نے پنڈتون کو حکم دیا کہ مہابہارت کی شرح مفصل لکھین۔ مہابہارت سننے کا بادشاہ کو ایسا شوق تہا اور وہ اوسکے معنی ایسے جانتا تہا کہ کئی رات تک اوسکے معنی نصیب خان کو بتلاتا رہا۔ نصیب خان اور عبدالقادر بداونی نے پنڈتون کی مدد سے فارسی زبان مین اوسکا ترجمہ کیا۔ اور ملا عبدالقادر جب چلا گیا تو اور ایک ملا اوسکے ترجمہ مین شریک ہوا۔ اس ترجمہ کا نام رزم نامہ ہوا۔ شیخ فیضی نے اوسکو اصلاح دیکر درست کیا +

ترجمہ راماین

راماین کے ترجمہ کا حکم اسی سال مین ہوا۔ چار سال مین شیخ عبدالقادر بداونی نے اس ترجمہ کو سنہ ۹۹۴ مین ختم کیا۔ شیخ فیضی نے اوسکو درست کیا +

سنگھاسن بتیسی

اسکا ترجمہ بہی شیخ عبد القادر بدایونی نے کیا ہے۔ اصل کتاب کا مطلب پنڈت تبلاتے جاتے تہے۔ اسکا ترجمہ نظم و نثر دونون مین ہوا ہے۔ حرف الف اسکا نام ہے اور یہی تاریخ اسکے ترجمہ کی ہے۔ راجہ بکرماجیت کی عہد مین یہہ اصل کتاب تصنیف ہوئی تہی بتیس کہانیان اسمین ہین۔ راجہ کے سنگھاسن کو بتیس پتلیان گڑہی ہین۔ اور ہر ایک پتلی نے ایک کہانی کہی ہے۔ سوا ان کتابون کے اتہرین بید اور تاریخ کشمیر سنسکرت فارسی مین ترجمہ ہوئین۔ ان سب ترجمون کو فیضی نے درست کیا ہے۔ اکبر نے صرف سنسکرت کی ترجمہ کرانے مین فائدہ نہین اوٹہایا۔ بلکہ اوسنے گواسی پادری فراماتون کو اس غرض سے بلایا کہ یونانی زبان چندآدمیونکو وہ سکہائے۔ تاکہ یونانی زبان سے کتابین فارسی زبان مین ترجمہ ہون۔ اور اس پادری کا شاہزادون کو شاگرد یونانی زبان سیکہنے کے لئے بنوایا۔

تعمیر عمارت

اجمیر کی سڑک پر نہایت عمدہ عمارتین ۹۸۱ھ مین تعمیر ہوئین۔ بادشاہ ہر سال اجمیر کو جاتا۔ اسلئے اوسنے آگرہ اور اجمیر کے درمیان ہر منزل پر ایک قصر بنوایا۔ ہر ایک کوس پر ایک مینار اور کنوا بنوایا۔ اور ان مینارون پر بارہ سنگون کے سینگ رکہی۔ فتحپور سیکری مین ایک مینار اوسمین سے اب تک موجود ہے۔ اور ہرن مینار اوسکا نام ہے۔ ۹۸۰ھ مین ایک قلعہ سورت مین پرتگالیون کے خوف کے سبب سے تعمیر کیا۔ اٹک پر جو قلعہ بنوایا اوسکا حال پڑہ چکے ہو۔ سوا ان عمارتون کے اور بہت سی عمارتین اکبر نے بنوائین۔ مگر آگرہ اور الہ آباد کے قلعے اوسکے زمانہ کی عمدہ عمارتین

آج تک موجود ہین - فتح پور سیکری کو جن عمارتون سے آراستہ کیا آج تک اونکی عمدگی اس شہر کے دیکھنے سے ظاہر ہوتی ہے - حکیم علی گیلانی نے ایک حوض ان طلسمات کا بادشاہ کے حکم سے بنایا کہ پانی سے لبریز تہا - اور اندر ایک پہلو وسیع حجرہ کا کہلا تہا - مگر پانی اوسمین نہ جا سکتا تہا +

انتظام ملکی

یہہ بادشاہ انتظام ملکی اور تدابیر مدنی کے اعتبار سے ایسے بڑے پایہ کا ہے کہ اوسکو بنی آدم کے حق مین نعمت عظمی سمجہنا چاہئے - باوجودیکہ وہ لڑائی جہگڑون اور فسادون مین مصروف رہا - مگر انتظام ملکی سے غافل نہین رہا - نئے آئین ایجاد کرتا رہا - پہلون کی غلطیان درست کرتا رہا - پچہلون کی وسطی ضوابط صحیح اور درست بناتا رہا -

محاصل کے انتظام

جو عمدہ انتظام محاصل کا شیر شاہ نے اپنی چہوٹی سی ریاست سہسرام مین جاری کیا تہا - اور اگر زندگی اوسکی وفا کرتی تو وہ سارے ہندوستان مین بادشاہ ہونیکے بعد جاری کرتا - اوسیکو اکبر نے جلا دیکر سارے ہندوستان مین جاری کیا - کوئی نئی بات اوسمین ایجاد نہین کی - لیکن تعمیل و تکمیل اوسکی اسطرح کی کہ جسے اکبر کی بڑی شہرت ہوئی تین بڑے اصول اس بندوبست و مالگزاری کے تہے - اول زمین کی پیمائش صحیح صحیح کیجائے - دوم پیداوار ہر بیگہ کا تحقیق کیا جائے - اور یہہ ٹہرایا جائے کہ پیداوار کا کونسا حصہ بادشاہ کو دیا جائے - سوم - پیداوار کے بدلہ مین کسقدر روپیہ لیا جائے - اور کیونکر لیا جائے - اول کام کے واسطے ایک پیمانہ اپنا اوسنے مقرر کیا - اور پہلے بادشاہون کے عہد مین جو مختلف پیمانے اہلکاران شاہی کام مین لاتے تہے

سب موقوف کئے۔ اونسے پیمانون کا نہایت عمدہ انتظام کیا۔ الہی گز و جریب و بیگہ و بسوہ
بسوانسی انسوانسی تلوانسی اسوانسی وغیرہ اونسے ٹھیک ٹھیک ٹھہرائی۔ اور آدمی مقرر کئے
کہ وہ ساری زمین مزروعہ کی پیمائش کرلین۔ غرض زمینون کی پیمائش کا بندوبست
خوب کردیا۔ دوسرا کام جمعبندی کا پیمائش زمین سے دشوار تہا۔ جب پیمانے مقرر ہوچکے
تو زمین کی یہہ اقسام مقرر ہوئین۔

اول۔ پولج وہ زمین جسمین سال بسال و فصل بفصل زراعت ہو+

دوم۔ پڑوتی کچہہ دنون بوئین اور دنون چہوڑ دین تاکہ قوت پیداوار کی پہر آجائے

سوم چچر۔ تین تین چار چار سال جسمین زراعت نہ ہو+

چہارم۔ بنجر جسمین پانچ سال سے زیادہ گذر گئے ہون کہ زراعت نہ ہوئی ہو

پولج پڑوتی زمین کی آئین

اب پیداوار کے لحاظ سے زمین کی تین قسمین ہوئین گزیدہ میانہ زبون
ان تینون قسمون کی پیداوار کو جمع کرکے تین پر تقسیم کرتی اور اس اوسط کو محصول کہتی
اور اس محصول کے تہائی کو حق شاہی یعنے یہہ تہائی خزانہ شاہی مین داخل ہو مثلاً اسادہی
زمین مین اٹہارہ من فی بیگہ اور میانہ مین بارہ من اور زبون مین آٹہہ من گیہون پیدا
ہوئے تو ان سب کو ملایا تو اٹہتیس من بتیس سیر ہوئی۔ اسکی تہائی تو بارہ من اٹہتیس
سیر ایک پاؤ تو محصول ہوا۔ اور اسکی ایک تہائی چار من بارہ سیر سرکار شاہی کا حق ہوا
علے ہذا القیاس ساونی مین ماش قسم اول مین ساڑہے دس من اور دوسری قسم مین
ساڑہے سات من اور تیسری قسم مین سوا پانچ من تو سرکاری حق اوسمین دو من
ساڑہے تینتیس سیر ہوگا۔ مگر پولج زمین سے روپیہ نقد لینے کا بہی قاعدہ تہا+

چچر زمین کی آئین

بارش کی کثرت اور شور سیلاب سے جو زمین بیکار ہوجاتی۔ اور کسانون کو بونا جوتنا اوسکا مشکل ہوتا اوسکے لئے یہہ دستور مقرر ہوا کہ سال اول مین دو پانچوین حصے حق سرکاری کے اور دوسرے مین تین پانچوین اور چوتھے مین چار پانچوین اور پانچوین سال مین پورا حق سرکاری لیا جاتا تہا+

بنجر زمین کے آئین

اس زمین کا حال مختلف رہتا ہے اسلیے یہہ حق شاہی مقرر کیا گیا۔ کہ اول سال مین بیگہ سے آدہ من اور دوم مین ایک من سوم مین دو من اور چہارم مین تین من اور پنجم مین بدستور غرض پانچ برس مین حق شاہی پورا لیا جاتا تہا اور ہر سال بتدریج بڑہتا تہا اور اس سبب کسانون کو بہت کم محصول دینا پڑتا تہا۔

آئین اکبری مین آئین ایسے نہین لکہے جسے یہہ معلوم ہو کہ اقسام زمین کی تشخیص کس دستور سے مقرر ہوتی تہی۔ غالبا یہہ ہے کہ اونہون نے اس بات کو بدیہی جانکر چہوڑ دیا۔ کانونگو والے خود اقسام زمین کے مقرر کرتے ہونگے۔ اور مدت سے ہر زمین کی نسبت اوسکی قسم بہی مشہور ہوگی۔ غرض مطلب یہہ تہا غلہ کے عوض روپیہ لیا جائے۔ اب اسکے لئے غلہ کے بہاؤ مقرر کرنا ضرور پڑا تو اوسکے واسطے یہہ آئین نو زدہ سالہ مقرر ہوا کہ سال ششم الہی مطابق ۹۶۸ھ سے ۲۴ سنہ الہی تک تمام قصبات سی بڑی کاوش اور تلاش سے نرخ نامے منگائے گئے اور وہ دفتر شاہی مین مرتب ہوئی۔ اونکا اوسط نکالا گیا۔ اوسکے مطابق حق شاہی لیا گیا۔ مگر اسمین یہانتک نرمی کو دخل تہا کہ اگر کاشتکار نقد روپیہ اس اوسط کے حساب پر

خوشی سے نہ دیتا تو اوسسے غلہ لے لیا جاتا اور بازار کے بہاؤ بیچ ڈالا جاتا۔ غرض بازار کے بہاؤ اور نرخ پر کبھی کبھی نظر ہوتی تھی۔

اول اول یہہ دستور مقرر ہوا کہ جمعبندی ہر سال جدید ہوتی۔ مگر اسمین تکلیف بہت تھی اسلئے بندوبست دہ سالہ ہوگیا۔ اور اس دہ سالہ انتظام سے یہہ بڑا فائدہ ہوا کہ کاشتکارون کو یہہ اندیشہ جاتا رہا کہ اگر ہم اپنے زمین کی قدر بڑہائینگے تو اگلے سال مین جمعبندی مین افزائش ہوگی۔ اب دس برس کا عرصہ سمجھکر عمدہ پیداوار کی پیدا کرنے مین کوشش کرنے لگے +

حساب کتاب پیمائش کا نہایت درستی کے ساتھہ دفتر شاہی مین رہتا تھا۔ موازنہ دہ سالہ نقدی اور جنسی مواضع کا قانون گو سے لیا جاتا۔ زمین کی تقسیم کاشتکار اور محاصل کی کمی بیشی دہات کی کتابون نکاسی اور کہتونی مین ہر سال درج ہوتی گانو کے حدود بہت صحت کے ساتھہ لکھے جاتے تھے۔ یہہ کتابین اب تک دہات مین پٹواریون پاس رہتی ہین اور یہی سارے مال کے کامون کی اصل ہین۔

سوا ان زمینون کے تقسیم کے کل قلمرو کے مالی تقسیم ایسے حصون پر تھی کہ اوسکی آمدنی ایک کروڑ دام یعنے ڈہائی لاکھہ روپیہ کی وصول ہوتی تھی۔ جو شخص اس روپیہ کو وصول کرتا تھا اوسکا نام کروڑی ہوتا تھا۔ کروڑیون کے ہاتھون سے لاکھون ظلم ہونے لگے تو یہہ تقسیم موقوف ہوئی۔ اور دہ ہی تقسیم ہندؤن کے عہد کی جاری ہوئی۔ جب اس انتظام سے ملک کی سرسبزی اور شادابی زیادہ ہوئی۔ اور محاصل کی آمدنی مین بیشی ہوئی۔ تو اور محصول جزیہ اور جو معابد مین جانے والون سے لیا جاتا۔ اور گاؤشماری اور سردرختی اور پیشکش اور اقسام پیشہ ور اور دارو گہ

وتحصیلداری وفوطہ داری وسلامی وجہ کرایہ خریطہ اور صرافی اور حاصل بازار
نخاس اور رسن اور کنبل درروغن اور اد ہوڑی اور کہالی اور اثرانی اور
قصابی اور دباغی اور قمار بازی سب کے سب موقوف کردئے اور نذرانہ جو افسرون کے
ہوتے تہے اونمین بہی کمی کردی۔

ان سب محاصل کا مجموعہ مال گزاری ہندوستان سے کم نہ تہا۔ مگر اون سب کے
موقوف کرنے پر بہی بادشاہی مطالبہ مین فرق نہ پڑا۔ اور رعایا پر سے بہت بوجہہ
کم ہوگیا۔ ابوالفضل لکہتا ہے کہ شیرشاہ نے کل پیداوار کی چوتہائی لی۔ اور اکبر
نے تہائی وصول کی۔ مگر باوجود اسکے اکبر کے جمع شیرشاہ کی جمع سے رعایا کو ہلکی معلوم ہوتی
اکبر نے جو ہدایتین اپنے افسرون کی کین اور اوسکا بیان آگے آویگا اوسسے معلوم ہوتا ہے
کہ اوسکو اس بات کا بڑا خیال تہا کہ انتظام کے قاعدے بخوبی انصرام پاتے رہین۔
اور رعایا کی بہی امن چین مین بسر ہو۔ اور اوسکے انصرام کے طور اور طریقون کا حال
بہی معلوم ہوتا رہے۔ چنانچہ بادشاہی محاصل کے لئے کسی قسم کا ٹیکا نہین دیا جاتا تہا
اور تمام عمال کو یہہ تاکید تہی کہ اقرارنامون اور تحصیل کے کامون مین کاشتکارون
سے آپ اپنا واسطہ اور علاقہ رکہین۔ اور خود وہان آیا جایا کرین۔ اور چودہریون
اور مقدمون کے بہروسہ پر نہ بیٹہے رہین۔

اگرچہ یہہ سچ ہے کہ اس انتظام سے رعایا کو بہت آسودہ حالی ہوئی۔ مگر اکبر کی اور
تدبیرین ایسی نہین معلوم ہوتین کہ جنسے کاشتکارون مین تہذیب اور شائستگی
اور حوصلہ اور لیاقت کے کامون کے کرنے کی قابلیت پیدا ہوتی۔

جیسا کہ صاف صاف حال مال کے انتظامون کا آئین اکبری مین لکہا ہے ایسا پولس

اور فوجداری اور دیوانی کے نظم ونسق کو نہین لکھا۔ جو کچھہ حال معلوم ہوتا ہے وہ اسطرح دریافت ہوتا ہے کہ ہم عہدہ دارون کے کامون کی تفصیل کو دیکھتے ہین اور اون ہدایتون کو پڑھتے ہین جو ان عہدہ دارون کو کی گئین۔ اگرچہ وہ یاوہ گوئی سے خالی نہین۔ اول ہم تقسیم ملک کا بیان کرتے ہین۔ پھر عہدہ دارون کے کام لکھتے ہین اور نہین سے پولس فوجداری دیوانی کی عدالتون کا قیاس کرتے ہین +

تقسیم ملک

سکے جاوس مین اکبر کی قلمرو مین دو ہزار ستائیس قصبے اور ایک سو پانچ سرکارین تہین۔ ان کو بارہ حصونمین تقسیم کیا تہا۔ اور ایک حصہ کا نام صوبہ رکہا تہا۔ اور کسی شہر یا ملک کے نام سے ان صوبون کو موسوم کیا تہا۔ نام اونکے یہہ تہے۔ الہ آباد آگرہ۔ اودہ۔ اجمیر۔ احمد آباد۔ بہار۔ بنگالہ۔ دہلی۔ کابل۔ لاہور ملتان۔ مالوہ۔ جب برار اور خاندیس اور احمد نگر فتح ہوئے تو یہہ تین صوبے مقرر ہوے اسطرح کل پندرہ صوبے تہے۔ بعد ازان تین صوبے اور دکن مین بڑہ گئے تہے۔ اب ان صوبون کا انتظام ان عہدہ دارون کے سپرد تہا +

سپہ سالار

ہر ایک صوبہ مین ایک سپہ سالار رہتا تہا۔ وہ گویا بادشاہ کا قائم مقام ہوتا تہا سارے صوبہ کی سپاہ اور رعیت اوسکی فرمان بر ہوتی تہی۔ اوسکو ہدایتین یہہ تہین کہ زراعت اور آبادی زمین مین سعی کرے۔ کسانون کی اعانت کو عبادت کی برابر سمجہے۔ کسی کے مذہب مین مداخلت نکرے۔ حوض وچاہ وبانع وسرا اور منازل خیر کی تعمیر مین سعی کرے۔ نہ خلوت مین بیٹہے۔ نہ ہر شخص سے ملے شعر

تو با ہمہ نشین و مبر از ہمگان نیز در راہ خود رو نہ مگس باش نہ عنقا

غرض ملک کی آسودگی اور لشکر کی آراستگی مین اوسکو اختیارات کامل حاصل تہے

فوجدار انتظام سپاہ

ہر ایک صوبہ مین ایک فوجدار ہی ہوتا تہا۔ اوسکا کام یہہ تہا کہ اگر کوئی عمل گذار خاصہ یا جاگیردار سرکشی کرے تو اول اوسکو اپنی دلاویز گفتار سے فہمائش کرے۔ اور اگر نہ مانے تو پہر لڑ بہڑ کر اوسکے فرمانبردار بنائے۔ اور جو کچہہ سرکشون کا مال غنیمت مین آئے اوسکا پانچوان حصہ بادشاہ پاس بہیجے۔ سپاہ کی حاضر و غائب کی اطلاع بادشاہ کو دیتا رہے۔ فوج کے قواعد اور آئین دستور کو درست کرتا رہے۔ اور بادشاہ کو سپاہ کا برا بہلا حال بتلاتا رہے +

میر عدل و قاضی عدالت دیوانی

ان دو عہدہ دارون کی معرفت داد رسی اور فریاد رسی رعایا کی ہوتی تہی۔ قاضی گواہون کے اظہار لیتا رہا۔ اور اصل حقیقت کو بڑی کاوش و تفتیش اور دانائی سے دریافت کرتا۔ اور میر عدل اوسکا انفصال کرتا۔ **پولس کا انتظام اور کوتوال کا کام**

یہہ کوتوال شہرون اور آباد مقامون مین مقرر ہوتے۔ یہہ اونکے کام تہے کہ رات کو گشت کرتے۔ خانہ شماری کرتے۔ اور کئی ایک گہرون کا ایک محلہ مقرر کرتے۔ اور ہر اوسپر کسی معزز باشندہ کو میر محلہ بناتے۔ جو آنے جانے والے ہوتے اونکو روزنامچہ مین لکہتے۔ اور جاسوس مقرر کرتے۔ اور جو ناآشنا اور بیگانہ لوگ آتے اون کو الگ سرا مین اوتارتے۔ اور آدمیون کی آمد اور خرچ پر نظر رکہتے۔ اور ہر شہر و قصبہ مین ایک شخص کو سرگروہ اور دوسرے کو دلال بناتے۔ اور انہین کی معرفت خرید و فروخت

کوچون کی فراخی مین کوشش کرتے۔ جب کچھ بات جاتی تو آدمیون کی آمد و شد کو
بند کرتے۔ بیکارون کو کچھ کام سکھلاتے۔ مال و مجرم گرفتار کرتے۔ نہین اپنے
عہدہ سے معزول سمجھتے۔ جو پرانے سکے ہوتے اونکو گلواتے یا قیمت دیکر خزانہ شاہی
مین بھجواتے۔ بادشاہی سکون کے بہاؤ مین فرق نہ آنے دیتے۔ بازار مین اشیا کے
نرخ ارزان رکھنے مین عقل سے کام لیتے۔ اور کسی کو شہر سے باہر جاکر خریدنے نہ دیتے
ترازو مین دغا نہ ہونے دیتے۔ اور ان ٹھیک ٹھیک کاٹنے کی تول کہتے گز مین فرق نہ ہوتی دیتے
۔ شراب کو نہ بنانے نہ بیچنے نہ خرید کرنے دیتے۔ مگر اس کام کے لئے لوگون کے
گھر کی تلاشی بھی لیتے۔ دریا لور ندیون پر گھاٹ، عورتون اور مردون کے
واسطے جدا جدا بنواتے۔ عورتون کو گھوڑے پر چڑھنے نہ دیتے۔ گائے بیل گھوڑا
اونٹ کو ذبح نہ ہونے دیتے۔ بردہ فروشی نہ ہونے دیتے۔ کسی شخص کو دوسرے
آدمی کو قید نہ کرنے دیتے۔ کسی عورت کو ستی نہ ہونے دیتے۔ قلندر اور لقندرے
فقیرون اور بیکار و کاندارون کو باہر نکالدیتے۔ قصاب اور صیاد اور غساول کو
کو اور آدمیون سے جدا رکھتے۔ اگر کوئی جلاد کے ساتھ ہم پیالہ و نوالہ ہوتا تو اوسکے
ہاتھ کو آسیب پہنچاتے۔ گورستان کو مقررہ باہر سے ہوائی جشن کو دنون مین کوئی جانور نہ ذبح کرنے دیتے
اور تاریخ اور ماہ الہی سب جگہ کام مین لانے کی تاکید کرتے۔ سولی باہر شہر ہی دیتے

عمل گزار جیسی حال یا لگزاری کا معلوم ہوتا ہی

تمام کسانون کا پاسبان ہوتا۔ اور ایسی جگہ بیٹھتا کہ ہر شخص آسانی سے اوس پاس
پہنچ سکتا۔ سرکشی اور تمرد کرنے والون کو اول وہ زبان سے سمجھاتا۔ پھر
گوشمالی کرتا۔ راہ زن اور بدکارون کو سزا دیتا۔ زمین کے خالی پڑے رہنے کی کچھ پروا نہ کرتا

اگر کاشتکار مفلس ہوتا تو اوسکو تقاوی دیتا اور بتدریج وصول کرتا۔ جو رئیس رعیت کی کوشش سے جمع کامل ہوجاتی تو دہ بسبوہ اوسکو دیدیتا۔ اور نہین تو اوسکی خدمت کے موافق کچھہ کم تجویز کرکے دیدیتا۔ کہیت کہیت کے حال سے بخوبی واقف ہوتا۔ جو کہ کہیتون مین مختلف حال ہوتا ہے اسلئے وہ کسانون کو کہیت باری باری سے تقسیم کرتا۔ اور جمع تشخیص کرتا زمین کو زراعت سے خالی نہ رہنے دیدیتا۔ عمدہ جنس کے پیدا کرنے مین کوشش کرتا۔ اگر کوئی کسان اپنے اوپر سے زمین کم بوتا تو اوسکا عذر قبول نہ کرتا۔ اگر کسی گانون مین بنجر زمین باقی نہ رہتی اور دہقان کو استطاعت اور زمین کے زراعت کی ہوتی تو اوسکو دوسرے موضع سے زمین دلادیتا۔ زمین کی پیمائش کو نہایت احتیاط سے کرتا جو کسان سے اقرار ٹھہرا اوسسے بیوٹی کوڑی زیادہ نہ لیتا۔ کنکوٹ اور بٹائی اور کہیت بٹائے اور لانگ بٹائی سے جنس لے لیتا۔ یا بازار کے بہاؤ سے قیمت جنس کی بشرط منظوری کسان لے لیتا۔ اور یہہ نقد و جنس سال مین دو فصلون پر لیا جاتا۔ تحصیل بیج کی ہولی سے اور تحصیل خریف کی دسہرہ سے شروع ہوتی۔ اور اس عمل گزار کے ماتحت اور عہدہ دار خزانچی و تنکچی اور قانون گو اور پٹواری وغیرہ مقرر ہوتی اونکے کامون کے مفصل لکھنے کی اس مختصر مین گنجائش نہین +

فوج کے انتظام کا بیان

اکبر کی توجہ سب کامون کی طرف برابر تہی۔ جیسے فوجداری دیوانی مالے کامون کی انتظام کی طرف راغب تہا۔ ایسا ہی آبادی اور انتظام سپاہ کی طرف متوجہ تہا فوج کا انتظام بہی نہایت کفایت شعاری سے اہتمام کو پہنچایا۔ پہلے سے ایک دستور چلا آتا تہا کہ جاگیرداروں کو فوج کی تنخواہ کے لئے جاگیرین دیدیجاتی تہین

محاصل جاگیر کو وہ وصول کرتے ہیں اور خود کہا جاتے ہیں۔ سپاہ وہ نہ رکھتے ہیں۔
جب موجودات کا وقت آتا۔ سپاہیون کی جگہ کمپنے پاجی۔ اور گھوڑون جگہ گدھے
اور ٹٹوے مری ہوئے گھوڑے بھرتی کیے۔ اور گنتی گنائی۔ اور پہر بدستور جاگیر
اپنے نام کرالی۔ غرض اسمین ایسی دغائین ہوتی ہین کہ سپاہ کا انتظام خاک
نہ تہا۔ علاء الدین خلجی اور شیر شاہ کی عہد مین گھوڑون پر داغ سرکاری لگنا
قاعدہ ایجاد ہوا تہا۔ اس داغ نے دغا کو کم کیا تہا مگر اکبر نے سپاہیون اور گھوڑون
کے حلیہ لکہنے کا دستور اوس داغ پر اور زیادہ کیا۔ اس سبب سے دغا بازی کا خوب
علاج ہوگیا۔ اور تنخواہ جاگیرون کی محاصل سے موقوف کرکے خزانہ شاہی سے
مقرر کی۔ سب سے زیادہ عمدہ سپاہی احدی کہلاتے ہیں۔ وہ خاص بادشاہ کی خدمت
مین رہتے ہیں۔ اور وہ کسی منصب دار کی ماتحت نہوتے ہیں۔ اور عمدہ عمدہ سپاہی
منتخب ہوکر بادشاہ کی سامنے پیش ہوتے۔ وہ اونکو پسند کرتا تو نام اونکا مع حلیہ کے
احدیون مین لکہا جاتا۔ اونکی تنخواہ اور سپاہیون کی نسبت زیادہ ہوتی ہی۔ سپاہ کے
افسر منصب دار ہوتے ہیں۔ مراتب منصب کے چہیاسٹہ موافق اعداد اسم اللہ کے مقرر کیے ہیں
منصب دار دہ باشی سے وہ ہزاری تک ہوتے ہیں۔ مگر پنج ہزاری سے زیادہ منصب
سوا ر شہزادون اور رجپوت راجون کے کسی اور کو نہ عنایت ہوتا تہا۔ ان منصبداردن
کے درجے اور تنخواہین مقرر تہین۔ پنجہزاری سے زیادہ منصب والے بیس شاہزادے
اور راجے تہے۔ اور چار سو کے قریب دو منصب دار تہے۔ ہر منصب دار پر واجب تہا
کہ وہ آدہے سوار اور آدہے پیادے رکہے۔ ان پیادون مین چوتہائی بندوقچی
توڑہ دار ہون اور باقی تیر انداز۔ ایرانی تورانی سوارون کی تنخواہ پچیس روپیہ

ہندوستانی سوارون کی بیس روپیہ اور تورے دار بندوق والون کی پچیس روپیہ
تیر انداز ون کی ڈیڑھ روپیہ تھی۔ منصب داروں کی تنخواہین معقول ہوتی تہین
مگر یہہ منصب اونکا موروثی نہوتا تہا۔ جب کوئی منصب دار مرجاتا تو اوس کا بیٹا اول اونے
منصب دار ہوتا۔ پہر بتدریج ترقی پاتا

اکبر کے سپاہ کی تعداد کا حال مفصل نہین معلوم ہوتا مگر ابو الفضل آئین اکبری مین
لکھا ہے کہ سپاہ زمیندار چوالیس لاکھہ تہی۔ اب یہہ لفظ سپاہ زمیندار کا ایسا مجمل ہے
کہ اوسکا مفہوم اچھی طرح ذہن نشین نہین ہوتا۔ اکبر کی سپاہ کا یہہ انتظام غنیمت تہا
مگر آجکل انتظام سپاہ کو دیکھین تو معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی سپاہ کا کچھہ بہی انتظام نہ تہا فقط
اس بادشاہ کا حال ایسا دلچسپ ہے کہ اوسکے چھوڑنے کو دل نہین چاہتا مگر طوالت کلام کا
بہی اندیشہ ہے۔ اسلئے ہم اس بادشاہ کے حال کو ختم کرتے ہین جسکی ہزارون داستانین
آج تک خلق اللہ کی زبان پر ہین معلوم نہین کب تک جاری رہینگی۔ اب بہی جو کوئی
عمدہ انتظام کی بات مقرر ہوتی ہے تو عوام الناس اوسکو اکبری انتظام بتلادیتے ہین
خواہ اوس انتظام کا نام بہی اوس عہد مین نہ ہو۔ ہر سال اب بہی کتابون اور اخبارون
مین بہی اوسکی سلطنت کا ذکر کچھہ نہ کچھہ ہوجاتا ہے۔ آئین اکبری اور اکبر نامہ اور طبقات اکبری
اور منتخب التواریخ عبد القادر بدایونی مین اس بادشاہ کی سلطنت کا مفصل ذکر ہے
اکبر نامہ اور منتخب التواریخ مین بیس بیس جلدین ہین۔ ایک نے خوبیون پر حاشیے بڑہائے ہین
دوسرے نے برائیون مین برگ و بار لگائے ہین۔ اسلئے سب سے اچھی تاریخ طبقات اکبری
ہے۔ نظام الدین احمد نے اوسمین اٹھتیس برس کی سلطنت کا حال صحیح صحیح لکہا ہے
مین نے زیادہ تر حال اسی کتاب سے لکہا ہے۔

حضرت نورالدین جہانگیر کی سلطنت کا بیان

جب اکبر کا انتقال ہوا تو ۱۷ تاریخ جمادی الآخر ۱۰۱۴ھ ہجری مطابق اکتوبر ۱۶۰۵ء اڑتیس برس کی عمر مین تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ اور اپنا لقب نورالدین جہانگیر رکھا +

ہندوستان کا حال بوقت تخت نشینی

جسوقت جہانگیر تخت پر بیٹھا ہے۔ اوسوقت خاص ہندوستان مین سب جگہ امن تہا۔ صرف عثمان بن قتو نے ملک اڑیسہ مین کچھہ فساد مچا رکھا تہا۔ اور رانا اودے پور کے ساتھہ بہی بالکل جھگڑا نہ مٹا تہا۔ دکن مین البتہ زیادہ شورش برپا تہی۔ احمد انگر جو بادشاہی قبضہ مین آگیا تہا۔ اوسکے نظام شاہی پھر دوبارہ حاصل کرنے کی تدبیرین کر رہے تہے۔ غرض اسوقت سلطنت مین ایسا امن امان تہا جیسا کہ ایسی وسیع سلطنت مین امید ہوسکتی ہے +

اون حکمون کا بیان جو تخت پر بیٹھکر تمام ملک مین جاری کئے

جہانگیر نے جو کام تخت سلطنت پر بیٹھنے کے پیچھے کئے وہ لوگون کی توقع کے خلاف تہے۔ اول ہی اوسنے حکم دیا کہ ایک زنجیر عدالت مین لٹکائی جائے۔ جو کسی مظلوم پر کسی ظلم و ستم ہو تو وہ اس زنجیر کو ہلائے۔ تاکہ بادشاہ اوسکی آواز سنکر باہر آئے۔ اور اوسکا انصاف چکائے۔ یہہ زنجیر سونے کی تین گز لمبی تہی۔ ساٹھہ گھنٹے اوسمین لگے تہے۔ ایک سرا اوسکا قلعہ کے شاہ برج کے کنگورہ سے۔ دوسرا جمنا کے کنارہ پتھر کے ستون سے بندہا ہوا تہا۔ فریادی مظلوم اوسکو باہر سے ہلاتا۔ بادشاہ گھنٹون کی آواز سے باہر آتا۔ غرض اس حکمت سے عرض بیگیون کا تو سل ستم زدون کو نہ ڈہونڈتا پڑتا۔ بغیر اونکی خوشامد درآمد کے کام اس زنجیر سے نکلتا۔ اہلکارون کی شرارت سے جو مظلوم لوگ کی

رسائی بادشاہ تک نہیوتی تہی - اور وہ اونکے حال سے غافل رہتا تہا - اوسکا انتظام ہوا
سوا اوسکے یہہ بارہ حکم اور ملک مین جاری کئے - اول راہون اور دریاؤن پر کسیقسم کی
محصول نہ لیا جائے - چنگی بہیٹ محصول جو جاگیرداروں نے اپنی نفع رسانی کے
لئے ہر صوبہ اور سرکار مین مقرر کئے ہین موقوف کئے جائین - دوسرا حکم جو نئی
آبادی سے دور ہین اور وہان چوری ہوتی ہے ڈاکہ پڑتا ہے - وہان جاگیردار اپنی
جاگیرون مین اور عامل خالصہ شاہی مین سرائے اور مسجد اور کنوا بنوادین - اور لوگون کو
لوگ آباد کرین - سوداگرون کے مالون کی گٹھریان اونکی بے رضامندی نہ کھولی جائین
متیسرا حکم - سارے ملک مین خواہ ہندو خواہ مسلمان اوسکا مال اور اسباب اوسکے
وارثون کو دیدیا جائے - اوسمین کوئی سرکاری ملازم مداخلت نکرے - اور کوئی
لاوارث مرے تو اوسکے مال اسباب کی حفاظت کے لئے ایک معتمد تحویل ار مقرر کیا جائے
وہ مال کسی کار خیر مین صرف کیا جائے - کنوا تالاب مسجد اور تعمیرات خیر اوسے بنوائی جائین
سرکاری مصرف مین نہ آئے - چوتہا حکم - مسکرات شراب بنگ لوزہ کوئی شخص
نہ بنانے پائے نہ بیچنے پائے - اگرچہ وہ خود اٹہارہ برس کی عمر سے ابتک شراب پیتا تہا
اور بیس طل تک نوبت اوسکی پہونچی تہی - مگر جب شراب کی بدمستی کی تاثیر اپنی حد
پہنچی - اوسکو کم کرنا شروع کیا - سات برس کے عرصہ مین پانچ چہہ طل پر نوبت پہنچے
- پہر اوسکے لئے بہی کوئی وقت معین نہ تہا - کبہی کسیوقت کبہی کسیوقت - پہر قطرات
ہی کو شراب پیتا - پہر اسقدر وہ کم ہوگی کہ فقط ہضم طعام کے لئے رہ گئی -
پانچوان حکم - کسی رعایا کے مکان کو سرکاری آدمی نزول نہ بنائین بے گہرے در
کسی کا کرنا رجہا نہین ہوتا - چہٹا حکم ناک کان کسی سزا مین نہ کاٹے جائین

ساتوان حکم۔ کوئی عامل خالصہ کا کسی کی زمین زبردستی جہین کے خود نہ بوئے جوتے۔
آٹھوان حکم۔ عامل اور جاگیردار آپسمین رشتہ بغیر حکم شاہی کے نہ کرین۔ نوان حکم۔ بڑے
بڑے شہرون مین شفاخانے بنائے جائین اور اونمین طبیب علاج کیا کرین۔ مریضون
کو دوا اور غذا ملا کرے۔ یہہ سارے خرچ خزانہ شاہی سے ہوا کرین۔ دسوان حکم۔ اوسکی
ولادت کی تاریخ مین اور تخت نشینی کے دن اور اکبر کی پیدائش کے دن کوئی جانور
نہ ذبح ہو۔ گیارہوان حکم۔ باپ کے وقت کی سب جاگیردار وا ور عہدہ دار بدستور
اپنے عہدون اور جاگیرون پر قائم رہین۔ بعض خاص عہدہ دار فلان فلان اضافہ
منصب اور تنخواہ پائین۔ بارہوان حکم۔ جو قیدی جیلخانون مین بہت لون سے
قید مین ہین وہ رہا کئے جائین۔ غرض اونسے بہت سے محصول جنمین دقت اور تکلیف
رعایا کو پہونچی تہی اور اکبر کے عہد مین اونپر خیال نہ ہوا تہا۔ اون سب کی اصلاح کی
اس بادشاہ نے اپنے سکے بہت طرح کے چلائے۔ اوسکے وقت کی اشرفیان بہت
سی ہین۔ مختلف زمانون مختلف سکے اوسکے چلے۔ ایک سکہ مین یہہ اونسے کندہ کرایا
لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ضرب نور الدین محمد جہانگیر شاہ۔ اور اسلام کے شریعت کو
بہی رونق دی۔ مگر اس بادشاہ کو مذہب اسلام کا تعصب نہ تہا۔ نہ وہ اکبر کی طرح زہد
اور ریاضت کا پابند تہا۔ نہ اسلام کا بدخواہ تہا۔ اوسکے تمام تحریر سے یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ وہ عابد اپنے تئین جانتا تہا۔ مگر وہ توہمات باطلہ مین باپ سے زیادہ گرفتار تہا۔

خسرو کا بہاگنا

خسرو سب سے بڑا بیٹا جہانگیر کا تہا۔ اور اکبر کا بڑا لاڈلا پوتا تہا۔ تخت نشینی کیوقت
جو جھگڑا ہوا اوسکا حال پہلے ہم لکہ چکے ہین۔ غرض ان باپ بیٹون کی مدت سے

ان بن رہتی تہی۔ جب باپ تخت پر بیٹہا۔ تو بیٹا افسردہ اور آزردہ رہتا تہا۔ اگرچہ جہانگیر اوسپر شفقت اور عنایت کرتا۔ مگر وہ باپ سے ہمیشہ متوحش رہتا۔ اب ذی الحجہ ۱۰۱۴ھ کو ساڑہے تین سو سوارون کو ہمراہ لے دادا کی قبر کی زیارت کا بہانا بنا اگرہ کے قلعہ سے بہاگ گیا۔ ایک مشعلچی نے وزیر الممالک سی کہا کہ خسرو بہاگ گیا اوسنے بادشاہ سے جاکر کہا۔ بادشاہ نے سوارون کی فوج اوسکے پیچہے روانہ کی اور رات کو یہہ خبر تحقیق ہوگئی کہ خسرو پنجاب کو جاتا ہے اسلئے بادشاہ صبح جسقدر فوج جمع کرسکا ہمراہ لیکر اوسکے پیچہے روانہ ہوا۔

بغاوت خسرو

خسرو متہرا سے آگے بڑہا ہی تہا کہ اوسکو حسین بیگ بدخشانی ملا۔ اس سردار پر اکبر نہایت عنایت کرتا تہا۔ اور وہ کابل سے بادشاہ سے ملنے آیا تہا۔ جب راہ مین خسرو سے دوچار ہوا تو اوسکا سپہ سالار بنا۔ اور سوداگرون اور راہیون کو لوٹتا مارتا دیتا لیتا دلی کی طرف آگے بڑہا۔ راہ مین اوسکے ساتہہ آدمیون کے بہیڑ بہاڑ ہوتی گئی۔ پنجاب مین پہونچتے پہونچتے دس ہزار سپاہ اوسکے ہمراہ تہی۔ جب لاہور مین پہنچا تو حکم دیا کہ سارے شہر کو قتل کرڈالو۔ اور ایک دروازہ مین آگ لگادو قلعہ کو فتح کرکے اور سات روز تک شہر کو اور غارت کرو۔ چنانچہ سپاہی ایک دروازہ کو جلاکر شہر مین داخل ہوئے۔ مگر بادشاہی امیرون نے اس دروازہ کے سامنے دیوار اوٹہائی۔ اب خسرو کے آدمی قلعہ کے نیچے رہے۔ بادشاہ بہی خسرو کے پیچہے پیچہے آرہا تہا۔ مین ہزار روپیہ یومیہ تنخواہ پاتا تہا۔ اور امیرون اور سپاہیون مین روپئے لٹاتا ہوا لاہور کے قریب جا پہنچا۔ خسرو نے دیکہا کہ قلعہ لاہور کا خوب استحکام ہوگیا وہ فتح نہین ہوگا

اسلئے وہ حوالی شہر سے علیحدہ ہوگیا۔ پادشاہی مقدمۃ الجیش پر شب خون مارنیکا ارادہ تہا۔ شیخ فرید پادشاہ کے لشکر ہراول کا سپہ سالار تہا۔ گوندوال کی نواح مین خسرو نے اوسپر حملہ کیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ مگر خسرو کو شکست ہوئی۔ اب جو اوسکے ساتہہ ہندوستانی تہے اونہون نے ہندوستان مین جانیکی صلاح دی۔ مگر حسین بیگ بدخشانی نے اپنے وطن کی طرف کہینچا۔ اوسنے کہا کہ میری جاگیر اثنائے راہ مین واقع ہے بہتر ہے کہ وہان سامان فراہم کرکے اول کابل جائین۔ بعدہ وہان سے فوج کو جمع کرکے ہندوستان مین آئین۔ بابر ہمایون نے کابل ہی کے تقویت سے ہندوستان فتح کیا تہا۔ شاہزادہ اوسکے دم مین آگیا۔ کابل کو روانہ ہوا۔

بغاوت کا دنبا

اب خسرو دریا چناب کی پار شاہ پور کی گہاٹ سے اوترنا چاہتا تہا۔ وہان پادشاہ کی طرف سے گذرا اور گہاٹ بند تہے۔ یہان اوسکو کشتی نہ ملی۔ وہان سے سودہرہ کی گہاٹ پر گیا۔ اتنے مین رات ہوگئی۔ نوکر جاکر بہت ڈانواڈول پہر پہر اکر ایک کشتی گہاٹ سے پہری ہوئی لائے۔ اس اثنا مین سودہرہ کے چودہری کا داماد کیل پہنچا اوسنے تکرار کی کشتی چلانے کی بلی جہین لی۔ پہر ابوالقاسم کو گجرات مین خبر ہوئی کہ کچہہ آدمی دریا پار جانا چاہتے ہین وہ بہی اپنے آدمیونکو ساتہہ لے دریا پار پہنچا اب حسین بیگ نے ملاحون برادر کیلی نے کشتی پر تیر چلانے شروع کئے۔ کشتی چار کوس اپنے آپ چلی۔ پہر ریت مین بیٹہہ گئی۔ اور کسی کی کوشش سے آگے نہ کہسکی۔ پادشاہی آدمیون نے شاہزادہ اور اوسکے ہمراہیون کو قید کرلیا۔ اور گجرات لیگئے پادشاہ کو اسکی خبر پہونچی۔ امیرالامرا کو پادشاہ نے گجرات کو بہیجا کہ خسرو کو لے آئے

سزا دینا خسرو کے ہمراہیون کو

خسرو اور حسین بیگ بدخشی اور عبدالرحیم پابزنجیر دست بستہ چنگیز خانی دستور کے موافق بادشاہ کے روبرو کھڑے کیے گئے۔ خسرو ان دونون مفتریون کے درمیان کھڑا رو تا تھا۔ حسین بیگ کچھہ باتین بناتا تھا۔ غرض بادشاہ نے حکم دیا کہ ان دونو مفتریون کو گائے اور گدھے کی کھال مین کھینچین۔ اور دراز گوش پر اولٹا بٹھائین۔ اور سارے شہر مین پھرائین۔ حسین بیگ کا چار پہر مین کام تمام ہوگیا۔ مگر عبدالرحیم جیتا رہا۔ پھر بادشاہ کو سلطنت کا انتظام اسمین سوجھا کہ اونسے مرزا کامران کے باغ سے لاہور کے دروازہ تک دورویہ لکڑیان گڑوائین۔ اور اور خسرو کے سات سو ہمراہیون کو ان لکڑیون اور سولیون پر بڑی تکلیفین دیدے کر ہلاک کیا۔ یہہ تو زنگ جہانگیری مین تو نہین لکھا مگر اور مورخون نے لکھا ہے کہ خسرو کو ہاتھی پر بٹھایا۔ اور ان مفتریون کے سامنے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھروایا۔ اور اوسکو لیون چڑایا۔ کہ ایک چوبدار سے یہہ کہلوایا۔ کہ شاہزادہ اپنے خاص ملازمون کا آداب اور تسلیمات قبول فرمائے۔ خسرو اس حال کو دیکھہ تین دن تک آٹھہ آٹھہ آنسو روتا رہا اور نہ کچھہ کہا یا نہ پیا۔ اور بہت دنون تک غم والم مین مبتلا رہا۔ پیرون سے زنجیرین بھی الگ نہوئین۔ قیدخانہ مین مدتون بسر ہوئی۔ اور شیخ فرید کو اس مہم کی جلد دین مرتضیٰ خان کا خطاب ملا۔ پھر مال مین جاگیر مرحمت ہوئی۔ اور بہت سے زمینداروں کو خلعت اور انعام مرحمت ہوئے۔

بادشاہ کا کابل جانا اور آگرہ کو واپس آنا۔

بادشاہ ۱۰۱۵ھ ۱۶۰۶ء مین موسم بہار مین لاہور سے کابل گیا۔ اور وہان اپنے باپ دادا کے

باغون کی خوب سیر کی اور عجیب عجیب چیزین دیکھین - خسرو پر اتنی مہربانی ہوئی
کہ زنجیر اوسکے پیرون کی کٹوائی گئی - اور باغ شہر آرا کی سیر کی اجازت ہوئی -
گو باپ نے یہہ عنایت کی - مگر وہ اپنی شرارت سے باز نہ آیا - پھر رفیق اور صلاح کار
پانچ سو کے قریب ایسے پیدا کئے جنہون نے ارادہ کیا کہ بادشاہ شکار کیواسطے
جب جائے تو اوسکو شکار کرین - اسکی خبر مرزا رحیم نے بادشاہ کو کردی - غرض بہت سے
مفسدی اور مفسد گرفتار ہوکر قتل کئے گئے - اب ۱۰۱۶ھ مین بادشاہ سیر کرکے
آگرہ مین واپس آگیا - **قطب کا اپنے تئین خسرو بنانا**

بہار کا حاکم افضل خان خود گورکھپور گیا تہا - قلعہ اور شہر شیخ بنارسی اور
عیاث زین خانی کے سپرد کرگیا تہا - کہ ایک شخص قطب نامی نے کہ ملک اوجہہ کا
رہنے والا تہا - اپنے تئین فقیر بنایا - اور اوجہہ مین آیا - اور وہان مفسدون سے
ملکر اوسنے یہہ بیان کیا کہ مین شاہزادہ خسرو ہون قید خانہ سے بہاگ کر یہان
آیا ہون - اگر تم سب میری امداد کرو اور میرا کام بنادو - تو ساری بادشاہی
تمہارے ہی دم کے لئے ہے - غرض ایسی ابلہ فریبی کی باتین کین کہ سوار اور پیادون
کا ایک جم غفیر اوس پاس جمع ہوگیا - اور یہہ سنکر کہ افضل خان پٹنہ مین نہین ہے
اوسپر حملہ کردیا - اور شہر لیلیا - اور شیخ بنارسی اور عیاث کو بہی قلعہ مین نہ رہنے دیا
غرض تمام شہر اور قلعہ پر قبضہ کرلیا - اور مال اسباب خزانہ شاہی پر تصرف
کرلیا - جب افضل خان کو خبر ہوئی تو وہ پانچ روز کے عرصہ مین پٹنہ مین آیا - اور
قطب سے لڑائی لڑا - اوسکو پکڑا اور اوسکے ہمراہیون کی گردنین اڑائین - غرض
تین مہینہ مین اس کام کا تہل پٹرا لگا - جو سردار قلعہ چہوڑ کر بہاگ گئے تہے بادشاہ

اونکو گدہے پر سوار کراکر شہر مین پھرایا۔

نورجہان کے نکاح کا بیان

نورجہان کی پیدائش اور اوسکے ماباپون کا حال

تم کو یاد ہوگا کہ جب ہمایون ایران کو گیا ہے تو شاہ ایران کے بادشاہ کی تواضع اور تکریم اور ضیافت کے نام جو حکم جارے کئے تہے۔ وہ خواجہ محمد شریف کے نام تہی وہ محمد خان شاہ خراسان کا وزیر تہا۔ اوسکے مرنیکے بعد پھر شاہ طہماسپ کا وزیر ہوا۔ مگر جب اوسکا انتقال ہوگیا تو اوسکا بیٹا مرزا غیاث زمانہ کے ہاتھہ سے ایسا تنگ اور بے بس ہوا کہ گھر سے معاش کی تلاش مین مع اہل وعیال اس حال سے باہر نکلا کہ صرف ایک گائے تہی جسپر بی بی حاملہ سوار تہی۔ ہندوستان کی طرف ایک قافلہ کے پیچھے ہولیا۔ جب قافلہ قندہار کے قریب آیا۔ تو اسوقت مرزا کا حال نہایت سقیم تہا دو تین دن کا فاقہ تہا۔ اس مصیبت اور آفت مین لڑکی پیدا ہوئی۔ اس بے سامانی مین جنگل مین بچہ کا پیدا ہونا اون ماباپون کے ہان جو ہمیشہ محل مین پیر پسارکر سوتے ہون کیسی سخت مصیبت اور آفت تہی۔ بچہ لے چلنا کیسا پہاڑ تہا اور سامان تو درکنار زچہ کے لئے کہانے پینے کا سامان ہونا بہی دشوار تہا۔ غرض رات بہر ماباپ روتے رہے۔ باپ اپنی حالت کو سوچا اور بولا کہ خدا پر توکل کرو اور اسکو یہین چہوڑدو۔ ہرچند ماکی مامتا کب بچے کو چہاتی سے جدا ہونے دیتی تہی مگر جب کچہہ بن نہ آئی تو مانے بہی کلیجہ پر پتہر رکہہ اپنے کلیجہ کے ٹکڑے کو زمین پر رکہدیا اور روتی ہوئی روانہ ہوئی۔ اب یہہ ایک رات کی جان جنگل مین پڑی روتی تہی کبہی اونگلیان چوستی تہی۔ مگر قسمت مین تو خدا نے اوسکو بلکہ ہندوستان کا لکہا تہا۔

پیچھے جو قافلہ آیا۔ اس نور کے ٹکڑے کو دیکھکر سب حیران ہو گئے۔ ایک سوداگر کے
دل مین رحم آیا۔ گود مین اوسے لئے منزل پر آیا۔ اب حیران تہا کہ اس جنگل مین
دودہ اوسکے لئے کہان سے پیدا کرون کہ اوسکو مرزا غیاث کا خیال آیا۔ اور سوچا
کہ اوسکے اہل عیال ساتھہ ہین۔ اگر یہہ بچہ اوسکے سپرد کرون گا تو اچھی طرح پل جائیگا
۔ غرض کچھہ مہینہ ٹہراکر لڑکی اوسکے حوالہ کی۔ خدا نے اس مصیبت مین یہہ دستگیری
کی کہ لڑکی کی لڑکی ہاتھہ آئی اور روٹی کا بہی آسرا ہوا۔ ایک سواری بہی مل گئی
جب سوداگر نے مرزا غیاث کی لیاقت اور حسب نسب کا حال دریافت کیا تو بہت افسوس
کیا۔ اپنے کارخانہ مین بہی اوسکو دخل دیا۔ اور ہندوستان مین اکبر کے دربار مین
پہنچا دیا۔ مرزا نے اپنے دادا جان کی خدمات کا جو ہمایون کے ہرات
مین کے تہین استحقاق بادشاہ کے آگے بیان کیا۔ اور خود بہی صاحب
لیاقت تہا خوشنویس شاعر خوش بیان اور منشی تہا۔ دیوان بیوتات مقرر ہوا۔
امرا کی بی بیان بادشاہی محل مین جایا کرتی تہین مرزا غیاث کی بی بی بہی محل
مین جاتی تہی۔ وہان ایک شاہزادی سے اوسکا بہنا پا ہو گیا۔ نور جہان بہی
سیانی ہو گئی تہی۔ لڑکپن مین اوسکا نام مہرالنسا تہا۔ وہ بہی اپنی ماں کے ساتھہ
بادشاہی محلون کی سیر کیا کرتی تہی۔ ادہر حسن خداداد قیامت کا اودہر آن دادا
وانداز غضب کا۔ سب محل کی عورتین دیکھہ کر کہتی تہین کہ معلوم نہین یہہ آفت روزگار
کسکی جان پر آفت ڈہائیگی۔ ایک دن شاہزادہ سلیم کی بہی نظر اوسپر جا پڑی۔
دیکھتے ہی لوٹ پوٹ ہو گیا۔ چہیڑ چہاڑ کرنی شروع کی۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ جہانگیر
نشہ کے عالم مین ادہر سے مینا بازار مین جاتا تہا۔ ادہر سے نور جہان اپنی لیلی چال سے

چلی آتی تہی۔ جہانگیر کے ہاتہہ مین دو کبوتر تہے۔ اوسنے نورجہان سے کہا کہ بی لڑکی ذرا ہمارے کبوتر لے لو۔ اوسنے کبوتر ہاتہہ سے لے لئے۔ اور وہ خود پہول توڑنے لگا اتفاقاً ایک کبوتر پہڑک کر ہاتہہ سے اوڑ گیا جب شاہزادہ نے کبوتر مانگے تو ایک کبوتر ندارد تہا۔ پوچہا کہ میرا کبوتر کیا ہوا۔ اوسنے کہا کہ صاحب عالم وہ تو اوڑ گیا شاہزادہ نے کہا کیسے۔ اوسنے دوسرا کبوتر اوڑا کر دکہا دیا کہ اسطرح۔ غرض اس بہولے پن کی ادا نے اور زخم عشق پر نمک چہڑکا + اب ان چہیڑ چہاڑ دنکی جب خبر اوسکی ماں کو ہوئی تو اوسنے لڑکی کا لیجانا محل مین چہوڑ دیا۔ اور اوس بیگم سے کہ بہنلپا ہوگیا تہا شکایت کی۔ اس بیگم نے بادشاہ کے روبرو اسکی حکایت کی۔ بادشاہ نے خلوت مین بیٹے کو بلا کر بہت سمجہایا کہ بادشاہون کو پہلے مالسون کی بہو بیٹیون سے چہیڑ چہاڑ کرنی نہایت نامناسب ہے۔ اور مرزا غیاث کی بی بی سے کہلا بہیجا کہ اپنی لڑکی کی شادی کسی پہلے مالس سے کردے۔ اور شاہزادہ کی نظر سے اوسکو الگ تہلگ رکہے علی قلی بیگ استجلو شاہ ایران اسمعیل ثانی کا تربیت کردہ تہا۔ اور نعمت خانہ شاہی کا ایران مین داروغہ تہا۔ وہ بادشاہ کے مرنیکے بعد انقلاب سلطنت سے ملتان مین آیا۔ عبدالرحیم خان خانان اندلون ٹہٹہ پر لڑ رہا تہا۔ اوسنے نوکر رکہہ لیا۔ اوسنے اس لڑائی مین ایسے کارہاے نمایان کئے کہ اوسکو بادشاہ کے روبرو کر دیا۔ بادشاہ نے اوسکی وجاہت اور صورت کو دیکہہ ایک عمدہ عہدہ دیدیا۔ اور اب خود نورجہان سے شادی کردی۔ اور بنگال مین بردوان اوسکی جاگیر مین دیدیا اگرچہ اکبر نے اس حکمت سے اس عشق کے چنگاری پر خاک ڈالی۔ مگر وہ اندر ہی اندر سلگا کی۔ اور جب جہانگیر بادشاہ ہوا تو پہر عشق کا زخم ہرا ہوا۔ علی قلی بیگ کو

کسی بہانہ سے بلا بھجوایا۔ اور اوسکی جان لینے کا ارادہ کیا۔ کہ کوئی الزام سر آئے
۔ ایک دن مست ہاتھی سے لڑا دیا۔ اوسکو اس شیر نے ہٹا دیا۔ پھر ایک شیر سے نہتا
لڑوا دیا۔ اوسکو بھی اوسنے مار ڈالا۔ اور شیر افگن کا خطاب پایا۔ جب یہہ وار
نہ چلے تو ایک رازدار کی زبانی یہہ پیغام دیا۔ مگر اس غیرت مند کی غیرت نے گوارا
نہ کیا۔ نوکری حضور بادشاہی کو طلاق دی۔ اپنی جاگیر بردوان مین جا بیٹھا۔
بادشاہ نے اپنے کوکہ قطب الدین کو جسکو وہ بھائی سے زیادہ عزیز جانتا تھا۔
بنگالہ کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اور یہہ اشارہ کر دیا کہ جسطرح ہو سکے شیر افگن کو
سمجھائے کہ وہ نور جہان کو طلاق دے۔ اور اگر وہ نہ مانے تو اوسکا کام تمام
کرے۔ قطب الدین بنگالہ مین پہنچا۔ شیر افگن سے کنایتاً یہہ پیغام سلام رہے
۔ اوسکو یہہ امید تھی کہ رعب داب اور طمع لالچ سے شیر افگن دم مین آجائے گا۔
اور دم بھی نہین مارےگا مہر النسا کو طلاق دیدیگا۔ مگر اس ننگ و ناموس والے نے
اس بات پر کان بھی نہ دھرا۔ جب قطب الدین نے یہہ دیکھا تو وہ بردوان
کی طرف چلا۔ یہان شیر افگن جاگیردار تھا۔ فوراً استقبال کے لئے آیا۔ بعد ملاقات
کے کوکہ صاحب نے مطلب کو کنایتاً پھر ادا کیا۔ جب شیر افگن کی سمجھ مین نہ آیا۔
تو بالتصریح کہا۔ اسوقت وہ سمجھا کہ معاملہ بگڑ گیا۔ وقت ہاتھ سے جاتا رہا۔ غیرت
نے جوش کیا۔ ایک تلوار کھینچکر ایسی کوکہ صاحب کے ماری کہ مردہ کر دیا۔ بادشاہی
سپاہی یہہ دیکھتے ہی اوسپر ٹوٹ پڑے اور اس تن تنہا کو بوٹی بوٹی کر ڈالا
سب سے بڑا قصور تو شیر افگن کا یہی تھا کہ وہ بادشاہ کا رقیب تھا۔ اب بادشاہ کے
اوس کوکہ کا قاتل بنا جسکو وہ سب سے زیادہ عزیز سمجھتا تھا۔ اسلئے وہ بادشاہی مجرم ٹھہرا

سارا گھر بار ضبط ہوا۔ مہرالنسا بھی قید ہو کر دلی بھیجی گئی۔ اب تو حجاب بھی درمیان نہ رہا۔ اور کھلم کھلا بادشاہ نے جسوقت یہہ پیغام دیا۔ تو اوسکی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ بڑی جوانمردی و استقلال سے یہہ جواب دیا کہ شیر افگن خان جیسے خاوند کو گنوا کر دوسرے کا منہ دیکھنا وفاداری سے دور ہے۔ اوس بدنصیب کی جو تقدیر مین لکھا تھا سو ہو گذرا۔ مگر اس بیوہ بیکس پر رحم فرمائے۔ اور اوس مردہ کی روح کو تکلیف نہ پہنچائے۔ غرض اس جواب کو سنکر بادشاہ کا دل بھی اوچاٹ ہو گیا۔ اپنے ماکے مصاحبون مین اوسے مقرر کر دیا۔ کچھہ مدت یون بھی گذری۔ پھر عشق کی آگ سلگی۔ مہرالنسا بھی آخر پسیج گئی۔ اور سمجھہ گئی کہ سند شاہی پر کیون خاک ڈالون۔ غرض ان دونون کی بڑی دھوم دھام سے شادی ہوئی۔ اور نورالدین جہانگیر کی بغل مین بیٹھنے سے مہرالنسا سے نورمحل اور نورمحل سے نورجہان بن گئی۔ اس بیگم کو جو اختیارات امورات سلطنت مین ہوئے وہ پہلے کسی بادشاہ کی بیگم کو نصیب نہ ہوئے۔ نورجہان عجب سلیقہ کی عورت تھی۔ عقل کی پتلی زیور حسن سے آراستہ تھی۔ اوسنے چند روز مین بادشاہ کو ایسا غلام بنا لیا کہ وہ کہنے لگا کہ مین سلطنت کو نورجہان کے ہاتھہ دو شراب کے پیالون اور ایک سیخ کباب پر بیچ چکا ہون۔ اب اوسکے کہنے سے باپ اوسکا مرزا غیاث اعتماد الدولہ وزیر اعظم بنا۔ اور بڑا بھائی اوسکا آصف خان ہو کر دربار کا مالک ہوا۔ بادشاہ اون کی صلاح اور مشورت کے بدون کوئی کام نہ کرتا تھا۔ جو کام وہ چاہتے تھے سو کرتے تھے۔ اگرچہ اس عورت کے بس مین ہونے سے آخر کو نتیجے اچھے نہ پیدا ہوئے مگر اس مین شک نہین کہ جہانگیر کے مزاج کی اصلاح اس بی بی نے بہت کر دی

اوسنے اپنی فہم و فراست سے ساری اوسکی خود پسندی اور ستم شعاری اور خود پرستی خدا ناترسی دور کردی۔ شراب کا نام رام رنگی رکھہ کر بادشاہ جو رات دن رنگ رلیان کیا کرتا تہا وہ سب موقوف کرادین۔ حفظ رات کو بادشاہ شراب پیتا۔ اور دن کو اپنا کام ہوشیاری سے کرتا۔ اور کوئی بہکی ہوئی بات نہین کہتا غرض نورجہان بہی عجب علامہ روزگار عورت گذری ہے۔ جیسا اوسکو خدا نے دن دیا تہا ویسا ہی عاقل اور ہوشیار بنایا تہا۔ اوسنے تمام سلطنت کو سنبہال لیا۔ تدابیر سلطنت مین یہہ حال تہا۔ امورات خانگی مین یہہ کیفیت تہی کہ زیور پوشاک بناؤ سنگہار گہر کی آرائشون مین نئی نئی ایجاد کرتی۔ لباس کو اوسنے ایک نیا لباس پہنایا۔ زیور کو اپنے پیرایہ مین پیرستہ کیا۔ توزک جہانگیری مین گلاب کا عطر اوسکی ماکا ایجاد لکہا ہے۔ مگر معلوم نہین کہ مورخون کو کیون شبہہ نورجہان کی ایجاد کا ہوا ہے۔ گہوڑے پر خوب سوار ہوتی تہی۔ شکار ایسا کہیلتی تہی کہ ایکدفعہ شیر کو مارا تو کسی ظریف نے یہہ شعر کہا کہ۔

+ بیت

نورجہان گرچہ بظاہر زن است + در صف مردان زن شیر افگن است

لطائف و ظرائف مین بلبل ہزار داستان تہی۔ حاضر جوابی مین کوئی اوسکا جواب نہ تہا۔ شرفا کی مجلسون مین اوسکی حاضر جوابی کی آجتک نقلین ہوا کرتی ہین کہ ایک دن بادشاہ نے چاند دیکہا اور نورجہان کی طرف مخاطب ہوا اور یہہ مصرع پڑہا

ہلال عید بر اوج فلک ہویدا شد + اوس نے دوسرا مصرع یہہ پڑہا +

کلید میکدہ گم گشتہ بود پیدا شد + خود شعر کہتی تہی شاعرون کی قدر کرتی ایک دن طالب آملی سے جو جہانگیر کے زمانہ مین ملک الشعرا تہا یہہ کہا کچہہ ہمارے

تعریف نہین لکہی - اوسنے کہا کہ جس کسیکو دیکہا نہ ہو اوسکی کوئی کیا تعریف لکہے تو اوسکے جواب مین یہہ شعر پڑہے کہ ؎ بلبل از گل بگذرد و گرد در چمن بیند مرا - بت پرستی کے کند گر برہمن بیند مرا + در سخن پنہان شدم چون بوی گل در برگ گل میل دیدن ہر کہ دارد در سخن بیند مرا + روپیہ اشرفی پر اس بیگم کا یہہ سکہ تہا کہ بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور + بنام نورجہان پادشاہ بیگم زر + مہر کا یہہ سجع تہا کہ + نورجہان گشت بفضل الہ + ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ + جسوقت دربار مین پادشاہ بیٹہتا - تو پیچہے پردہ پڑجاتا - پادشاہ کی پیٹہہ پر بیگم ہاتہہ رکہے رہتی - غرض اب خلوت اور جلوت مین اوسیکا جلوہ تہا - اگرچہ پادشاہ کی بی بیان بڑے بڑے راجاؤن کی بیٹیان تہین - مگر نورجہان کی آگے شب کا چراغ ٹہنڈا تہا - اب اس نیک و خوش خوجستہ منظر فرخ خبر کا پہر ذکر کرینگے

مہمات دکن

ہم پہلے لکہہ آئے ہین کہ احمد نگر کا شہر اکبر کے عہد مین بعد وفات چاند سلطانہ کے فتح ہوگیا تہا - اور وہان کا پادشاہ گوالیار کے قلعہ مین قید تہا - مگر ملک عنبر حبشی نے پادشاہ کے ایک رشتہ دار کو پادشاہ بنایا - نظام الملک کا خطاب دیا - اور خود پیشوا بنا - اور مغلون کے لشکرون کو کئی دفعہ شکست دی اور کوہ دولت آباد کے نیچے کہرکی کو دارالسلطنت بنایا - اور اوسکو بہت آراستہ کیا - خانخانان ملک دکن اور خاندیس سے ۱۶۰۶ء مین پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا - اور اوسنے پادشاہ سے عرض کیا کہ اگر سوا دس فوج کے جو دکن مین ہے بارہ ہزار سوار اور دس لاکہہ روپیہ مرحمت ہو تو تمام دکن کا فساد دو سال کے عرصہ مین نہ مٹادون تو پادشاہ کا مجرم ہون - پادشاہ

یہہ درخواست منظور کی اور فوج دیکر جانخان کو روانہ کیا۔ اور بادشاہ نے یہہ سمجھہ کر کہ مہمات دکن مین کسی شاہزادہ کا جانا ضرور ہے۔ ۱۰۱۷ھ ۱۶۰۸ء مین پرویز کو بہت سا لشکر دیکر دکن کی مہم پر روانہ کیا۔ اور بعد ازان متواتر فوجین اور روپیہ بادشاہ اوسکی کمک و اعانت کے لئے بھیجتا رہا۔ ابہی پرویز برہان پور مین پہنچا تہا کہ خانخانان کی عرائض آئین اور اونمین لکہا تہا کہ دکہنیون کا بڑا اجتماع ہے کمک بہیجنی چاہیئے۔ اسپر بادشاہ کا خود جانے کا ارادہ ہوا مگر امرا مانع ہوئے۔ خانجہان لودی نے عرض کیا کہ مجہے بہیجدیجے۔ ملک عنبر ایسا با تدبیر پیشوا تہا کہ اوسنے نظام شاہی بادشاہون کی مردہ سلطنت کو ایسا سنبہال لیا کہ وہ مدت تک زندہ رہی فقط جنگی کامون مین ہی لیاقت نہین دکہائی۔ بلکہ مال کے کامون مین وہ بندوبست کیا کہ دکن مین دوسرا ٹوڈرمل مشہور ہوگیا۔ غرض سارا انتظام اوسکا وہی دکہن مین تہا جو راجہ ٹوڈرمل کا یہان تہا۔ خود جہانگیر اپنی تورک مین لکہتا ہے کہ کبہی کسی حبشی نے ایسی لیاقت نہین دکہائی جیسی ملک عنبر نے۔ خانخانان اور سرداران شاہی بادشاہی کے دلون مین صفائی نہ تہی۔ اسسے ملک عنبر کو بہت فائدہ ہوا۔ اور بادشاہی فوجون کو کئی دفعہ اوسنے شکست دی۔ جب جہانگیر کو ان معاملات کی خبر ہوئی تو خانخانان کو بلا بہیجا۔ اور خان جہان لودی کو وہان بہیجا۔ جب خانجہان دکن مین پہنچا تو اوسنے عرضی بہیجی کہ تمام خرابیان اس سبب سے واقع ہوئین کہ خانخانان اور سرداران شاہی مین اتفاق نہ تہا۔ خانخانان نے اپنے وعدہ کے موافق دکن کی مہم کا انصرام نہ کیا تہا۔ بلکہ جو لشکر شاہزادہ پرویز کا گیا اوسکی رسد کا بہی نظم نہ ہوا۔ ایک من غلہ نہایت گران بدشواری ملتا تہا۔ سیکڑون اونٹ و گہوڑے مرگئے

اب خانجہان نے عرض کیا کہ کیا خانخان کو بلا بھیجیے یا اوسیکو بالکل مختار اور مالک بنا دیجے
اگر اوسکے تئین آپ بلائین تو مجھے تیس ہزار سوار اور عنایت ہون کہ مین تمام ملک دکن کو
فتح کرکے پھر قندہار وغیرہ سب صوبون پر قبضہ کرلون - غرض یہہ درخواست منظور ہوئی
- خانخانان بادشاہ پاس آیا - وہ اوسسے نہایت خفا ہوا - اور خان جہان لودی کے
پاس چار و نطرف سے فوجین عمدہ عمدہ بھیجنی شروع کین - اب سنہ ۱۶۱۲ / ۱۰۲۱ مین جہانگیر نے
یہہ چاہا کہ ان تمام بادشاہی صوبون سے وہ ملک دکن کے ہمسایہ مین ہین اونپر چڑھائی
کیجائی - تاکہ پہلے جو نقصان اس مہم مین ہوئے ہین اوسکی تلافی ہو - اسلئے اوسنے
عبداللہ خان حاکم گجرات کو لکھا کہ وہ فوج سمیت ناسک ترینگ کی طرف سے روانہ ہو -
اور اوسوقت عنبر کے ملک پر دھاوا کرے کہ شہزادہ پرویز اور خان جہان لودی
کی فوجین راجہ مانسنگھ کی امداد اور اعانت سے خاندیس اور برار سے آنکر حملہ کرین - اسیمین
یہہ دونون فوجین ایکدوسریکے مقام اور کوچ کی خبر رکھین - اور دونون حملے ایکہی
وقت ہون - بادشاہ کی اس معقول تدبیر پر عمل نہوا - بلکہ عبداللہ خان جسوقت دشمن
کے ملک مین آیا تو اوسنے دوسرے لشکر کی خبر تاصدون کو بھیجکر نہ منگائی - اور شاید
دل مین یہی آئی کہ یہہ فتح میرے نام پر ہو - اسلئے اوسنے حملہ کردیا - اور اس غلطی سے
ملک عنبر کو بڑا فائدہ حاصل ہوا - اوسکی لڑائی مرہٹون کے طور کی تھی - اوسکا توپخانہ
جہانگیر کے توپخانہ سے اچھا تھا - بندرگاہون مین اہل فرنگ کے صحبت رہنے سے اوسکے
توپخانہ کی خوب اصلاح ترقی ہوگئی تھی - غرض وہ لڑائی ایسے رنگ ڈھنگ سے لڑتا تھا
کہ بادشاہی فوج کی جان بڑی ضیق مین آئی - رسد کی راہین اوسنے بند کردین - یہی
یہان چھاپا مارا - ابھی وہان لشکر کو پراگندہ کردیا - غرض عبداللہ خان حاکم گجرات

پریشان ہوکر گجرات مین آیا۔ اور جب برار کے لشکر کو یہہ خبر پہنچی۔ تو وہ لشکر برہان پور کو چلا آیا۔ جب بادشاہ کو یہہ خبر ہوئی تو نہایت متفکر ہوا۔ اور سب اوسکے صلاح کاردن نے یہہ صلاح دی کہ دکن کے معاملات کو جیسا خانخانان سمجھے ہوئے ہی ایسا کوئی نہین۔ بہتر ہے کہ اوسے بھیجدیجے۔ غرض بادشاہ نے ۱۰۲۱ھ ۱۶۱۲ء مین پہر خانخانان کو دکن کی مہم پر روانہ کیا+

ملک عنبر پر شاہنواز خان کا فتح پانا

۱۰۲۳ھ ۱۶۱۴ء مین برکی ایک فرقہ تہا وہ ملک عنبر سے ناراض ہوکر بادشاہ کے ایک افسر شاہنواز خان کے پاس چلا آیا۔ شاہنواز خان نے اونپر بڑی نوازش کی۔ اور بالاپور سے کوچ کرکے ملک عنبر سے لڑنے کا ارادہ کیا۔ راہ ہی مین دکہنیون کی سپاہ سے مٹبھیڑ ہوئی۔ بڑی لڑائی ہوئی۔ ملک عنبر شکست کہاکر بہاگا۔ بادشاہی لشکر اوسکے پیچھے دو تین کوس گیا مگر اب اوسمین زیادہ تعاقب کرنے کی سکت نہ رہی۔ اسلئے وہ آگے نہ بڑہا+ اور بہت سے ہاتہی اور اسباب غنیمت کا ہاتہ آیا+

دکن کی دوبارہ لڑائیان

بادشاہ کشمیر مین تہا کہ ۱۰۳۱ھ ۱۶۲۱ء مین برابر عرایض ملازمان بادشاہی کی آئین کہ ملک عنبر کو بڑی قوت حاصل ہوگئی ہے۔ ساٹھہزار سوار اوس پاس ہین۔ اکثر ملک بادشاہی پر تصرف کرلیا۔ بادشاہی تہانون کو اوٹہادیا۔ قصبہ مہنگر پر بڑی لڑائیان ہوئین دشمن نے چارون طرف سے سامان رسد کو بند کردیا تہا۔ اسلئے لاچار ہوکر بالاگہاٹ سے لشکر بالاپور مین چلا آیا۔ یہان بہی اونسے تعاقب کیا۔ اور بڑی لڑائیان ہوئین اور سامان رسد کی تنگی کے سبب سے بہت سے سپاہی بادشاہی اوسسے جا ملے۔ غرض

ملک عنبر نے تمام وہ ملک جو کہلے میدانون مین واقع تہا فتح کرلیا۔ بادشاہی فوج کو برہان پور تک بہگا دیا۔ خاندیس اور برار کے ملکون پر قبضہ کرلیا۔ اب بادشاہ مرزا خرم کو جسکو اب لقب شاہجہان کا حاصل ہوگیا سپہ سالار بنا کر بہیجا۔ جب یہہ لشکر احمد نگر مین پہنچا تو مانڈو کے قلعہ والون کی عرضیان آئین کہ دشمنون کا لشکر دریاے نربدا سے اوتر آیا ہے اور اونہنے قلعہ کے سامنے بہت سی دہات تباہ کردئے ہین۔ شاہجہان نے خواجہ ابوالحسن کے ساتہہ پانچ ہزار سوار بہیجے۔ اوسے دشمن شکست کہاکر بہاگے۔ اور بہاگے بہی ایسے کہ برہان پور مین جاکر دم لیا۔ اب شاہجہان نربدا پار اوترا۔ اور حملہ آورون کے قاعدہ کے موافق لڑائی کا انصرام کیا۔ ملک عنبر نے بہی اپنے معمولی قاعدہ پر عمل کیا کہ رسد کے رستے بند کئے۔ اور متفرق نوکرون کو مارنا شروع کیا۔ اور بادشاہی فوج کے دائین بائین مار دہاڑ کی واسطے لوگ اپنے معین کئے۔ اور دور دراز رستون پر اکر چہاپے مارنیکا ارادہ کیا۔ مگر شاہجہان کو کبہی غافل نہ پایا۔ اسلئے ایسا دانو گہاتون سے کام نہ چلا۔ اور میدان مین لڑنا پڑا۔ ملک عنبر کو بڑی شکست ہوئی اور بہت نقصان اوٹہایا۔ اور شاہجہان اوسکو مار دہاڑتا دارالسلطنت کہرکی تک لے گیا۔ نظام الملک ایک دن یہانسے پہلے مع اہل و عیال و اسباب دولت آباد مین چلا گیا تہا۔ اور بادشاہی لشکر نے کہرکی کو لوٹ کر تباہ کردیا۔ ملک عنبر نے جو بیس ہرس مین اوس کو رونق دی تہی وہ سب گہنٹون مین بے رونق ہوگئے۔ اب دشمنون نے احمد نگر کو گہیر لیا تہا وہان امداد کے لئے آدمی بہیجے۔ اونہون نے خوف کے مارے محاصرہ چہوڑ دیا۔ بادشاہی لشکر کو ملک کی ویرانی کے سبب سد وغیرہ کی بڑی تکلیف تہی۔ اسلئے جب ملک عنبر نے درخواست صلح کی تو ان شرائط پر صلح ہوگئی کہ جو ملک بادشاہ کے پہلے قبضہ مین تہا

وہ حوالہ کرے اور اوسکے نواح مین چودہ کوس اور ملک دے۔ اور پچاس لاکھ روپیہ خزانہ شاہی مین داخل کرے۔

مہمات رانا ے اودیپور

ہم پہلے لکھہ آئے ہین کہ اکبر کے عہد مین اودے پور کے رانا کے ساتھہ معاملات ناتمام رہے تھے۔ اسلئے جہانگیر نے تخت نشینی کے تھوڑے دنون کی بعد پرویز کو جو خسرو سے چھوٹا بیٹا بادشاہ کا تھا بڑے ساز اور سامان کے ساتھہ اوسکو روانہ کیا۔ اور آصف خان کو اوسکا اتالیق مقرر کیا۔ مگر جب بادشاہ خسرو کے پیچھے چلا۔ تو اوسنے پرویز کو لکھہ بھیجا کہ رانا سے بمقتضاے وقت اور مصلحت دولت صلح کرلو۔ اور آگرہ چلے آؤ۔ وہان کی دولت اور سلطنت تم کو سپرد کرتا ہون اور تمھین خدا کے حوالہ کرتا ہون۔ اس خط کے پہنچنے سی پہلے رانا نے عاجز ہوکر پیغام صلح بھیجا تھا۔ اور اوس سے اس بات پر صلح ہوگئی تھی کہ اوسکا بیٹا ماکھہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر باش رہے۔ غرض پرویز باپ کے حکم کے پہنچتے ہی آگرہ مین آیا۔ اور پھر وہان سے باپ کی خدمت مین گیا۔ مگر اے سنگھہ رانا اودے پور اور اوسکے بیٹے دلیپ سنگھہ نے اودے پور مین پھر شورش برپا کی۔ اسلئے بادشاہ نے پھر لشکر معز الملک کو بخشی سپاہ بناکر روانہ کیا۔ اور ربیع جگن ناتھہ کو لکھا کہ فساد رانا کے مٹائین۔ سرداران بادشاہی نے رای سنگھہ اور اوسکے بیٹے کو ناگور کی نواح مین گھیر لیا۔ بھاگنے کی کوئی جگہ باقی نہین رہی اسلئے وہ بادشاہی فوج سے لڑا اور شکست کھاکر بھاگ گیا۔

۱۰۱۶ھ مین پھر رانا اودے پور کی سرزنش کے لئے بادشاہ نے مہابت خان کو بھیجا۔ اوسکے ساتھہ پانچ ہزار سوار اور پانچ سو ہاتھی اور دو ہزار برق انداز پیادے

اور توپخانہ روانہ کیا۔ کشن سنگھ کو مہابت خان کے ساتھہ کیا۔ اور اوسنے بڑی مردانہ کام کئے۔ اور پیر پر برچھے کا زخم کھایا۔ رانا کے بیس آدمیون کو مار ڈالا۔ اور تین ہزار آدمیون کو قید کیا۔ ۱۰۱۷ھ ۱۶۰۸ء مین مہابت خان کو بادشاہ نے بلالیا۔ اور اسکی جگہ عبداللہ خان کو بھیجدیا۔ عبداللہ خان اور مہابت خان دونون نے اگرچہ رانا اور اودے پور کو شکستین دین اور اودے پور پر فتحین حاصل کین۔ مگر اس ملک مین پہاڑ اور جنگل ایسے بیحد ہین کہ وہان راجہ اونمین بھاگ جاتا۔ پھر بادشاہی سپاہ کے ہاتھہ نہ آتا۔ اسلئے لڑائی کا کچھہ فیصلہ نہوتا۔ اب بادشاہ نے عبداللہ خان کو دکن کی مہم پر روانہ کیا۔ اور راجہ باسو کو اوسکی جگہ مقرر کیا۔ وہ بھی مرگیا۔ غرض جب بادشاہ نے دیکھا کہ یہہ رانا کا ملک ایسا ہے کہ نہ بابر سے فتح ہوا نہ اکبر نے اوسے تسخیر کیا۔ مین خود دو دفعہ گیا نہ میرے قبضہ مین بالکل آیا۔ نہ پرویز کچھہ کرسکا۔ نہ اور سردارون سے کچھہ ہوا۔ اسلئے جبتک مین خود نہ جاؤنگا اس مہم کا فیصلہ نہوگا۔ غرض اس ارادہ سے وہ منزل بمنزل اجمیر تک آیا مگر یہان آکر ارادہ بدل گیا۔ اور اپنے بابا خرم کو ۱۰۳۲ھ ۱۶۲۲ء مین اس مہم پر بھیجا۔ بارہ ہزار سوار اوسکے ساتھہ گئے۔ اور خان اعظم کو اوسکے ہمراہ کیا۔ اسکے ساتھہ بھی اسیقدر سپاہ تھی۔ دلیپ سنگھ ولد رائے سنگھ نے اپنے چھوٹے بھائی راؤ سورج سنگھ سے شکست پائی۔ اور اوسکو ہاشم خراسانی نے گرفتار کرکے بادشاہ پاس بھیجدیا۔ بادشاہ نے اوسکی گردن اوڑوائی۔ پھر شاہزادہ خرم کی عرضی آئی کہ رانا کے ہاتھی بہت سے چھین لئے ہین اور وہ عنقریب گرفتار ہونیکو ہے۔ اب اس شہزادہ نے کیا کام کیا کہ اون جنگلون اور پہاڑون مین جہان آب و ہوا کے ڈر کے مارے لوگ قدم نہین رکھتے تھے نہانے جائے۔ اور کچھہ موسم اور آب و ہوا کی مضرت کی پرواہ کی

اور رانا کو چار و لطرف سے ایسا گھیرا کہ اب اوسکو یقین ہو گیا کہ اب مجھکو یہہ کوہستان اور جنگل نہین بچا سکتے ہین - اسلئے اوسنے اپنے ماموں سروپ کرن اور ہردا س کو مرزا خورم پاس بھیجا - اور صلح کا خواستگار ہوا - و درخواست اوسکی منظور ہوئی - اور وہ رانا خود اس شاہزادہ کی خدمت مین آیا - اور نذرین پیش کین - اور اپنے ولیعہد راجہ کرن کو بادشاہ کی خدمت مین روانہ کرنے کا عہد کیا - اس شاہزادہ نے بھی اوسی تدبیر پر عمل کیا جسپر اکبر کا عمل تہا - کہ قدیمی خاندانون کو خراب نہ کرے - جسوقت راجہ دربار مین حاضر ہوا - اور اوسنے پیر پکڑ کر تقصیرات کا عذر کیا - تو اوسنے رانا کو اپنے ہاتھہ سے بغل مین بٹہایا - اور بہت مدارات کی - اور جو ملک آج تک اوسکا فتح ہوا تہا - وہ سب اوسکو دیدیا - اور جب راجہ کا ولیعہد کرن بادشاہ پاس آیا تو اوسنے بڑی خاطرداری کی - اور نور جہان نے بھی بلا کر خلعت اوسکو عطا کیا - غرض یہہ کام اس شاہزادہ نے ۱۰۲۳ھ ۱۶۱۴ء مین وہ کیا جو اوسکے باپ دادا سے نہ ہو سکا تہا - اگرچہ خان اعظم اس مہم مین شاہزادہ خورم کو خود دست دعا کر کے ساتھہ لے گیا - مگر اس گستاخی اور نخوت سے وہ شہزادہ کے ساتھہ پیش آیا - کہ بادشاہ نے ابراہیم مرزا کو اوسکے سمجھانے کے لئے بھیجا - اور آخر کو اوسکو بلا کر گوالیار کے قلعہ مین قید کیا - اس مہم کا تمام کام شاہزادہ ہی کے اہتمام اور انتظام سے سرانجام ہوا - اس مہم کی بدولت شاہزادہ خورم کی بڑی قدر و منزلت بڑہ گئی - نور جہان اوسکی خیر خواہ اس سبب سے تہی کہ اوسکی سگی بھتیجی آصف خان کی بیٹی ان دنون مین اس شاہزادہ کے عقد نکاح مین آئی تہی - اوسنے بھی شاہزادہ کو خلعت دیا ۔

انگلستان کی سفیر سر طامس رو کا بیان

بادشاہ کے سنہ جلوس مین انگلستان کے بادشاہ جیمس کا ایلچی سر طامس رو آیا۔ مطلب اوسکا یہہ تہا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی جو حال مین قائم ہوئی تہی۔ اوسکے واسطے فرمان شاہی تجارت کے اجازت کا حاصل کرے۔ وہ سورت مین اول اوترا۔ یہان سے بہت آہستہ آہستہ چلا۔ اور بادشاہ کے دربار مین اجمیر مین ۲۳۔ دسمبر سنہ ۱۶۱۵ کو پہنچا۔ اور بادشاہ کے ہمرکاب مانڈو اور گجرات تک گیا۔ اور سنہ ۱۶۱۸ کے آخر مین بادشاہ سے رخصت ہوا۔ یہان اسکی ایسی تعظیم و تکریم ہوئی کہ اور بادشاہون کے سفیرون کی کمتر ہوئی ہے۔ وہ اپنے بادشاہ کا سادہ اور بے تکلف دربار دیکہہ کر آیا تہا۔ یہان کے دربار شاہانہ کی شان و شوکت دیکہہ کر اوسکی آنکہین کہل گئین۔ اوسنے بہت مبالغہ سے ان درباروں کا حال اور بادشاہ اور اہلکارون کے اخلاق کا ذکر کیا ہے۔ کہ وہ دنکو بذات خاص عدالت کرتا ہے۔ مگر رات کو شراب پیتا ہے۔ اوسکے اہلکار عیش کے بندہ ہین۔ رعایا کا حال برا ہے۔ عاملان شاہی جسطرح چاہتے ہین اوسطرح کرتے ہین سے زبردستی جو چاہتے ہین لے لیتے ہین۔ اکبر کے زمانہ کی سی رونق ملک مین نہین۔ غرض انگریزی کتابون مین اس سفر کے سفرنامے بڑی طمطراق سے لکہے ہوئے ہین۔ مگر توزک جہانگیری مین اوسکا کہین بیان نہین۔ اگر بادشاہ اس سفیر کے آنے کی نتیجے کو ذرا بہی سوچتا یا جانتا تو اوسکے اپنے سنہ جلوس کا ایک واقعہ عظیم سمجہتا۔ اور اوسکو لکہکر اس سنہ کو اپنے یادگار روزگار رہنا تا۔ ہم اس سفیر کا حال انگریزی سلطنت کی تاریخ مین لکہینگے +

عثمان افغان کی شکست

عثمان خان نے عہد اکبری مین بہی کئی دفعہ سر اوٹہایا تہا۔ اور یہہ چاہتا تہا کہ ملک بنگالہ پر قبضہ کرے۔ اب ۱۰۲۱ھ ۱۶۱۲ء مین اونسے پہر سرکشی اختیار کی۔ اسلام خان بنگالہ مین بادشاہی صوبہ تہا۔ اونسنے لشکر شجاعت خان کے اہتمام مین اس سرکش کے واسطے بہیجا۔ ایک جنگ عظیم اوسسے کئی روز تک ہوئی۔ اور وہ زخمی ہوکر مارا گیا اوسکے بیٹے ولی اور عزیز اقارب نے پیغام دیکر صلح کرلی +

فرقہ روشنائی کی سردار احداد کا فساد

۱۰۲۰ھ ۱۶۱۱ء مین راجہ باسنگہ نے جسکی جاگیر مین کابل تہا دکن مین انتقال کیا۔ اور خاندوران خان اور افسران شاہی کابل سے باہر تہے۔ اسلئے احداد فرقہ روشنائی کے سردار نے بے خبر سپاہ لیکر کابل پر حملہ کیا۔ کابلیون اور قزلباشون نے کوچون کو بند کیا۔ اور افغانون نے توپین لیکر کوچہ اور بازار مین روشنائیون کو مارنا شروع کیا۔ غرض دشمنون نے یہہ سمجہکر کہ جب شہر کے اندر جانیکے راہین بند کردی ہین ایسی باہر جانے کے راستے نہ مسدود کردین اولٹے چلے گئی۔ اور بہاگ گئی کچہہ تعاقب پادشاہی آدمیون نے کیا مگر وہ بہاگ کر دور رنکل گئے۔ غرض احداد افغانون کے لئے مدتتک فساد برپا کرتا رہا۔ ۱۰۲۴ھ ۱۶۱۵ء مین خاندوران خان نے اوسکو شکست دی۔ اور سب طرف سے اوسکی رسد بند کردی۔ غرض جرخی جو اوسکا امن تہا۔ پادشاہ کی سپاہ نے جلاکر خاک کیا۔ اور احداد قندہار کو بہاگ گیا۔ احداد کے مرنے پر پہر اس بغاوت کا اندیشہ نہ رہا +

فتح قلعہ کانگڑہ

یہہ قلعہ بہی ہندوستان مین ستواری اور مضبوطی مین مشہور تہا۔ پہلے اکبر کے عہد مین بہی

اوسپر حملہ ہوا تہا۔ مگر بالکل وہ فتح نہ ہوا۔ سنہ ۱۱ جلوس مین مرتضی خان اس کام کیواسطے
مامور ہوا۔ راجہ سورجمل اس نواح کوہستان مین بڑا جاگیردار تہا۔ اوسکو بہی حکم ہوا
کہ مرتضی خان کی اعانت کرے۔ جبمرتضی خان نے محاصرہ سے قلعہ والون کو تنگ کیا
اور سورجمل نے جانا کہ اب قلعہ فتح ہوگا تو وہ مرتضی خان کے آدمیون سے لڑنے لگا۔ امداد
اور اعانت کی جگہہ مخالفت اور مخاصمت شروع کی۔ مرتضی خان نے اوسکی شکایت
مین پادشاہ کو عرضیان لکہین۔ راجہ نے اوسکی فریاد شاہجہان سے شروع کی۔
شاہجہان نے پادشاہ سے اوسکی سفارش کی۔ اسلئے مرتضی خان بلالیا گیا۔ اسی
اثنا مین وہ مرہی گیا۔ راجہ سورجمل دکن کو بہیجدیا گیا۔ جب وہان سے اولٹا آیا تو
پہر اس مہم پر شاہجہان نے بہیجدیا۔ اور باقی بخشی کو اوسکے ہمراہ کیا۔ مگر پہر اس راجہ
باقی کی بہی شکایتین لکہین۔ اوسکو بہی واپس بلالیا۔ اور راجہ بکرماجیت کو ایک
عمدہ لشکر کے ساتہہ روانہ کیا۔ راجہ سورجمل نے فرصت پاکر سید صفی بارہہ اور اوسکے
آدمیون کو مار ڈالا۔ اور باغی ہوگیا۔ اور دامن کوہ مین پرگنون کو غارت اور تباہ
کرنا شروع کیا۔ پٹیالہ اور کلانور کے پرگنون کو خوب لوٹا۔ جب راجہ بکرماجیت
قریب آیا۔ تو راجہ کا دم نکلا۔ اور شکست کہاکر پہاڑون مین جا چہپا۔ پادشاہ نے
اوسکی جاگیر پر اوسکے چہوٹے بہائی جگت سنگہ کو بہیجدیا۔ اور اب وہ راجہ بکرماجیت کا
معاون مقرر ہوا۔ کانگڑہ ایک پرانا قلعہ لاہور کے شمال مین ہے۔ کوہستان
کے اندر واقع ہے تینین میل اور سات دروازہ ہین اور اوسکے اندر میدان ایک کوس سے
کچہہ زائد ہے۔ اور دو بڑے تالاب اوسکے اندر ہین۔ غرض راجہ بکرماجیت نے چارون
طرف رسد بند کرکے چار مہینہ کی عرصہ مین سنہ ۱۳ جلوس مین اس قلعہ کو لے لیا۔ اور اوسکی میر کو بادشاہ

پادشاہ کی بیماری

۱۶۲۱ سنہ ۱۰۳۰ھ مین پادشاہ کشمیر مین بیمار ہوا ضیق کے مرض کا آغاز ہوا۔ طبا نے علاج کیا کچھہ آرام نہ ہوا۔ پادشاہ کی لئے نور جہان نے یہہ نسخہ تجویز کرکے مسیحائی کی کہ اوسکی شراب کم کرائی اوسکو آرام ہوگیا۔ اور جسن صحت بڑی دھوم دہام کا ہوا۔ جب باپ کی بیماری کی خبر شاہزادہ پرویز کو ہوئی تو وہ بغیر اجازت بے تاب ہوکر باپ کے سرہانے پہونچا۔ اور تین دفعہ باپ کے صدقہ پھرا۔ پادشاہ نے بہی بہت اوسکے حال پر التفات کیا۔ اور پھر صوبہ بہار کو رخصت فرمایا۔ اگرچہ اسوقت پادشاہ کا مرض جاتا رہا مگر پھر ساری عمر اس ضیق کی جرک دہانس مین پہنسا ہی رہا +

خسرو کی وفات

جب شاہجہان دکن کی مہم پر روانہ ہوا تو سرحد پر پہونچکر آگے جب تک قدم نہ بڑہایا کہ قیدی شاہزادہ خسرو اوس پاس نہ آگیا۔ معلوم نہین کہ دل مین اوسکے کیا وسوسہ اپنے اس بہائی کی طرف سے تہا پھر ایک عرضی شاہجہان کی پادشاہ پاس آئی کہ ستمبر ۱۶۲۱ سنہ ۱۰۳۱ھ کو خسرو نے درد قولنج سے وفات پائی۔ بعض کج اندیش یہہ خیال کرتے ہین کہ شاہجہان نے بہائی کو قید مین تکلیف دیدیکر مارڈالا۔ مگر یہہ بالکل اتہام ہے۔ اس بہائی کے مرجانیسے اب شاہجہان کی تخت نشینی مین کسی طرح کا شبہ نہین رہا۔ مگر اوسکی مصیبتون کی داستان قابل سننے کی ہین +

نور جہان اور شاہجہان کی آپس مین بے لطفی

پادشاہ کے پانچ بیٹے اور دو بیٹیان تہین۔ خسرو کا حال پڑہ چکے ہو وہ سب سے بڑا بیٹا تہا اوسسے چہوٹا پرویز تہا۔ اور ان دونون سے چہوٹا بیٹا مرزا خورم تہا۔ جو داد اکا بہی لاڈلا

اور باپ کا بھی پیارا تھا ایک بیٹا جہاندار۔ اور سب سے چھوٹا بیٹا
شہریار تھا۔ مرزا خورم ان سب بھائیون مین ہوشیار نظر آتا تھا۔
آصف خان نورجہان کے بھائی نے دور اندیشی سے اپنی بیٹی کی شادی اوسے
کردی تھی۔ غرض اس رشتہ مندی کے سبب سے یہہ دونو بہن بھائی اوسکے بڑے
حامی اور مددگار تھے۔ اور انہین کی تقویت سے یہہ شاہزادہ منصبون پر بڑھتا
چلا گیا۔ بادشاہ نے اوسکو شاہجہان کا خطاب دیا۔ اور زرین صندلے پر اپنے سامنے بٹھایا
نورجہان کی ایک بیٹی شیر افگن خان سے بھی تھی۔ اوسکی شادی بادشاہ کے
چھوٹے بیٹے شہریار سے اوسوقت ہوگئی کہ شاہجہان دکن کی مہم پر گیا ہوا تھا۔
اب بھائی کی داماد کی اپنے داماد کے آگے نورجہان کی آنکھون مین کچھہ قدر نہ رہی
یہہ فکر پڑی کہ جہانگیر کے بعد تاج شہریاری کسیطرح شہریار کے سر پر رکھا جائے
بیگم صاحب ہی کی آجکل سلطنت تھی۔ سارا دربار چکلی مین اور تمام انتظام سلطنت
مٹھی مین تھا۔ سوا اس دامادی کے رشتہ کے وہ یہہ بھی جانتی تھی کہ میرا اختیار
اور رعب داب شاہجہان جیسے چالاک شاہزادہ کے سامنے بنا نہ رہے گا۔ عتماد الدولہ
باپ نورجہان کا بڑا عاقل اور دانشمند تھا۔ وہ ہمیشہ ایسی فساد کی باتون سے اوسکو
روکتا رہتا تھا۔ مگر جب وہ مرگیا۔ تو سارا اختیار اور منصب باپ کا بھی بادشاہ نے
بیٹے کو دیدیا۔ اب نورجہان نے پیر نکالے۔ اور بادشاہ پر بڑی حکومت کرنے لگی۔
کوئی قید اوسکے واسطے نہ رہے۔ اپنے بھائی آصف خان سے بھی کھٹک گئی۔ وہ
بادشاہ کی بیماری سے خوب واقف تھی۔ اور اوسکو چند روز کا مہمان سمجھتی تھی اسلئے اپنے
اختیار کو جسکی کچھہ انتہا نہ تھی بادشاہ اور شاہجہان کی محبت مین فرق ڈالنے کیواسطے

ہر موقع پر کام مین لائی +

شاہ ایران کا قندہار لینا اور شاہجہان کو روانگی کا حکم ہونا اور اوس کا انکار کرنا

اسوقت ایک بڑا عمدہ موقع نورجہان کو یہہ ہاتہہ آیا۔ کہ شاہ عباس شاہ ایران نے آنکر قندہار لے لیا۔ اب اوسنے بادشاہ کو یہہ فقرہ سمجہایا کہ ایسی مہم عظیم کے واسطے شاہجہان سے زیادہ جسنے ملک دکن فتح کیا ہو کون زیادہ لائق اور مناسب سپہسالار ملے گا۔ اسلئے بادشاہ نے اوس پاس حکم بہیجا کہ وہ قندہار کو جاکر دوبارہ تسخیر کرے اول شاہجہان نے باپ کے حکم کی تعمیل کی اور مانڈو تک آیا۔ مگر بات کو پہر سمجہہ گیا کہ نورجہان مجہکو اس ملک سے دور پہینکنا۔ اور ایسی سخت مہم دور دراز مین پہنسانا چاہتی ہے تو وہ مانڈو سے آگے نہ بڑہا۔ اور ایک عرضداشت ۱۰۳۶ھ ۱۶۲۱ء مین بادشاہ پاس بہیجی کہ مین برسات بہر مانڈو مین رہونگا۔ اور بعد ازان حضور کی خدمت مین حاضر ہونگا۔ یہہ عرضداشت سنکر جہانگیر سمجہہ گیا کہ خیر نہین۔ اس عرضی پر بادشاہ نے حکم دیا کہ اگر تم نہین آتے تو تمام عمدہ عمدہ احدی اور سپاہ رجپوت اور افغان اور بڑے بڑے سردارون کو بہیجدو۔ تاکہ وہ سپاہ قندہار کو شہریار کے زیر حکم روانہ کیجائے اور بڑے بڑے سردارون کے نام پروانے جاری کردئے کہ شاہجہان کو چہوڑ شہریار کے لشکر مین حاضر ہو۔ غرض شہریار نے اس مہم مین جانا قبول کیا۔ اور روانہ ہوا۔ فقط

شاہجہان کا تصرف کرنا شہریار اور نورجہان کی جاگیرون مین

اور پھر اوسکی جاگیر کا ندینا

دھول پور شہریار کی جاگیر مین بعوض تنخواہ مقرر ہوا تہا۔ شریف الملک اوسکا ملازم منتظم تہا۔ وہان شاہجہان کا نوکر دریا خان پہنچا۔ ان دونون کی راستون مین آپسمین لڑائی ہوئی اور کشت وخون ہوا۔ شریف الملک کی ایک آنکہ اس لڑائی مین گئی۔ جب بادشاہ کو یہہ خبر ہوئی تو اوسنے شاہجہان کو لکہا کہ خبردار جو آئندہ ایسی باتون کی جرأت کی۔ اپنی جاگیر کے سوا اوروں کی جاگیر سے کچہہ علاقہ نہ رکہے۔ اور جو قندہار کے واسطے فوج طلب ہوئی اوسکو روانہ کرے۔ جب شاہجہان پاس یہہ حکم پہنچا تو اوسنے ایک عرضی معذرت کی افضل خان کے ہاتہہ بہیجی۔ مگر بادشاہ نے اوسپر کچہہ التفات نہ کیا۔ اور حکم دیدیا کہ سرکار حصار اور دوآبہ مین جو جاگیر مین شاہجہان کی ہین وہ قندہار کی فوج کی تنخواہ مین مقرر ہون۔ اور شاہجہان کو لکہا جائے کہ وہ اوسکے عوض مین دکن گجرات مالوہ کے صوبون مین جو جاگیر چاہے لے لے۔ اور یہان نہ آوے۔ افضل خان کو رخصت کیا اور صوبہ دکن وگجرات ومالوہ وخاندیس شاہجہان کو جاگیر مین بادشاہ نے دیدیا۔ اور اس تغیر وتبدل مین اسنے پوچہا نہ گچہا۔

مہابت خان کو نورجہان کا بلانا

نورجہان اپنے بہائی سے کہٹکی ہوئی تہی۔ اور وہ اوسکی جنگی دلاوری نہ تدبیرون اور ملکی وجنگی لیاقتون سے خوب واقف تہی۔ اسلئے اوسنے یہہ سوچا کہ صف خان کا جواب مہابت خان ہے اوسکو کابل سے بلاکر بہائی اور شاہجہان کو ذلیل کرنا چاہئے۔ مہابت خان کے نام حکم حاضری جاری ہوا۔ اوس نے معذرت کی اور یہہ لکہا کہ جب تک صف خان دربار مین ہے مین نہین حاضر ہوسکتا۔ اگر میرا بلانا منظور ہے تو

آصف خان کو لہین روانہ کیے۔ چنانچہ وہ آگرہ کے خزانہ لینے کے لیے بھیجا گیا۔ اور پرہنگالہ کا صوبہ مقرر ہوا اور مہابت خان کابل مین حاکم مقرر ہوا۔ اور خود کابل سے ۱۰۳۱ھ / ۱۶۲۲ء کو بادشاہ کے دربار مین آیا۔ اور اوسپر شاہانہ عنایتین ہوئین۔ اس حیص بیص کی شروع مین بادشاہ کشمیر سے واپس آیا۔ اور اکتوبر ۱۰۳۱ھ / ۱۶۲۲ء مین اپنا دربار خاص لاہور مین جمایا۔

شاہجہان کی بغاوت

اب باپ بیٹون مین پیغام سلام ہوتے رہے۔ موسی خان کو بادشاہ نے سمجھانیکے لیے بھیجا۔ مگر اونکا انجام یہہ ہوا کہ مخالفت کی آگ اور بھڑک گئی۔ بہت سے آدمیون کے گلون پر چھری۔ فقط اس شبہ مین پھر گئی کہ وہ شاہزادے سے سازش کہتے ہین۔ باپ بیٹون کو یقین ہوگیا کہ اب ہم مین صلح نہ ہوگی۔ اسلیے ۱۰۳۲ھ / ۱۶۲۳ء مین لاہور سے باپ دہلی کی طرف ہر منزل پر انعام اکرام جاگیرین دیتا ہوا پہنچا۔ ادہر سے شاہجہان اپنے لشکر کو آہستہ کرکے مانڈو سے چلا۔ جہان بادشاہی مال اہ مین بیحفوظ ملا۔ اوسکو باوا کا مال سمجھہ کر تصرف کیا۔ فتحپور پر قبضہ تو نہ حاصل ہوا۔ مگر نو لاکھہ روپیہ وہان سے ہاتھہ لگ گیا۔ اب اوسکے ساتھہ بڑے پرانے نمک خوار ہمراہ تھے۔ خانخانان جو پہلے خانخانان کا بیٹا تہا وہ بہی اوسیکا رفیق تہا۔ اونسے بہی اپنے باپ کی طرح اپنے بڑہاپے مین نمک حرامی کا کلنک لگایا۔ اور بادشاہ سے یہہ اپنی شان مین کہوایا کہ ع عاقبت گرگ زادہ گرگ شود۔ اب بادشاہ دہلی سے آگے بیس میل بڑہا۔ اور مہابت خان کے مہم کا مہابت خان کے سپرد کیا۔ اور عبداللہ خان کو ہراول کا لشکر سپرد ہوا۔ شاہجہان بہی موج پور مین دہلی سے جنوب مین چالیس میل پر آپہنچا۔ پانچ حصے فوج کے مقرر کیے

اور خود میوات کے پہاڑون مین گیا۔ اور افواج کو ایسے مقامات مین متعین کیا۔ کہ پادشاہی فوج کو وہ روکے رہی۔ اب عبداللہ خان جو اس مہم پادشاہ کے دس ہزار سوارون کا سپہ سالار تہا شاہجہان ہی بہت سے آدمیون کو ہمراہ لیکر جا ملا۔ اور یہہ لعنت کا طوق گلے مین ڈال کر اپنا نام پادشاہ سے لعنت اللہ رکہوایا۔ غرض اسوقت پادشاہ کو ایسے معاملات کی پیش آنے سے بہت سی فکر دامنگیر ہوئے۔ ایک ہلکی سی لڑائی ہی دونو باپ بیٹون کے لشکرون مین ہوگئی۔ سندر نامی سردار شاہجہان کا اس لڑائی مین مارا گیا۔ وہ صوبہ گجرات کا شاہجہان کی طرف سے صوبہ دار تہا + اب اوسکے مرنے پر شاہجہان نے صوبہ داری گجرات کی عبداللہ خان کو عنایت کی۔ اوسنے اپنا ملازم وفادار نام خواجہ سرا وہان بہیجدیا۔ جب یہہ ہزیمت دلی کے قرب مین شاہجہان کو ہوئی۔ تو اوسنے مانڈو کی طرف مراجعت کی۔ آجتک یہہ عقدہ نہین کہلا کہ اوسنے کیا اپنی مصلحت اس اولٹے جانے مین سوچی تہی۔ کیونکہ ایسے موقعون مین اولٹے پاؤن جانا آفتون اور مصیبتون مین اپنے تئین پہنسانا ہوتا ہے۔ اب پادشاہ خود اجمیر کی طرف روانہ ہوا۔ اور شاہزادہ پرویز بہی اوسکی خدمت مین آن پہنچا۔ اوسکو شاہجہان کی سرکوبی کا اہتمام سپرد ہوا۔ مہابت خان اوسکا اتالیق اور اس مہم کا مدارالمہام بنا۔

اب گجرات مین سے جو شاہجہان کی جاگیر کا صوبہ تہا۔ وفادار خواجہ سرا کو پادشاہی آدمیون نے نکال دیا۔ شاہجہان نے عبداللہ خان اور سردارون کو پانچ چہہ ہزار سوارون کے ساتہہ احمد آباد مین پہنچا۔ مگر اوسکو پادشاہ کی لشکر نے مالوہ مین شکست دیدی۔ وہ یہان سے بہاگکر سورت مین گیا۔ غرض جہان گیا وہان ہزیمت اوٹہائی۔ انجام اس لڑائی کا یہہ ہوا کہ گجرات پر پادشاہ کا قبضہ ہوگیا +

اب مالوہ مین شاہجہان ایک لشکر جرار مانڈو سے لیکر پرویز اور مہابت خان کے سامنے بھیجا
رستم خان اوسکا بڑا سردار تہا۔ مگر اوسنے اپنی رستمی کو ڈبویا۔ اور مہابت خان سے آن ملا
اور اور سردارون نے بھی یہی کام کیا۔ اسلئے شاہجہان کو اپنے نوکرون کا اعتماد اور سردارون
پر اعتقاد نہ رہا۔ سر سیمہ اور پریشان ہوکر دریاے نربدا سے عبور کیا۔ اور تمام کشتیون
کو اپنے قبضہ مین کر لیا۔ اور سب گھاٹون پر توپین لگائین اور سپاہی بٹہا دیے۔
غرض اپنے نزدیک ایسا انتظام کر دیا کہ کوئی نربدا پار نہ اوتر سکے۔ اس سارے کام کا
اہتمام بہرام بیگ کے سپرد تہا۔ یہہ سب انتظام کرکے خود برہان پور اور قلعہ اسیر کیطرف
چلا گیا۔ قلعہ اسیر نہایت مستحکم قلعہ تہا۔ وہان کوئی عزیز نور جہان کا قلعہ دار تہا۔
ہرچند اوسکو نور جہان نے لکہا تہا کہ شاہجہان کے ساتہہ رفاقت نکرنا۔ مگر اوسنے نہ سنا
اور وہ شاہجہان کے ساتہہ مل گیا۔ اور قلعہ اوسکے حوالہ کیا۔ ایک خط مہابت خان
نے خانخان کو لکہا تہا وہ پکڑا گیا۔ اسلئے شاہجہان کو خانخانان پر بہی اعتبار نہ رہا
اوسکو مع اہل و عیال کے نظر بند کرکے قلعہ اسیر مین لے گیا۔ یہان ارادہ تہا
کہ اوسکو مقید رکہے۔ مگر اب اوسکو برہان پور لیگیا۔ یہان عبداللہ خان بہی اوس
پاس آن پہنچا۔ شاہجہان نے صلح کا ارادہ کیا۔ اور مہابت خان سے پیغام بہیجا۔ مہابت خان
نے کہا کہ جب تک خانخانان نہ آئی صلح کے شرائط کا انفصال نہین ہوسکتا۔ ناچار شاہجہان
نے خانخانان سے قول قسم لیکر روانہ کیا۔ اور یہہ ٹہہرا کہ دریا سے ادہر بیٹہہ کر صلح کا
فیصلہ کرے۔ اتفاق سے خانخانان ادہر روانہ ہوا۔ ادہر بعض جوانمردون نے دریا سے
اوس مقام سے عبور کیا۔ جہان شاہجہان کے آدمی ہوشیار نہ تہے۔ بہرام بیگ اوسکا سردار
اس لشکر کو نہ روک سکا۔ اور سب لشکر عبور کر گیا۔ اب خانخان حیران تہا کہ کیا کرون

نہ روئے رفتن نہ رائے ماندن۔ اوسنے دیکھا کہ شاہجہان کا اقبال پیچھے ہٹا۔
ادبار آگے بڑھا۔ اسلئے مہابت خان کی توسل سے شاہزادہ پرویز کے پاس چلا گیا جب
شاہجہان کو یہہ حال معلوم ہوا کہ بیرام بیگ لشکر کو نہ روک سکا۔ خانخانان یون ہی تہہ
سے گیا۔ تو وہ موسم باران مین دکن مین گیا۔ اور اس مصیبت کے سفر مین بہت سے رفیق
اوسسے جدا ہو کر شاہزادہ پرویز سے جا ملے۔ اور جو ساتھہ گئے وہ بھی بہت سا اسباب چھوڑ گئے
برسات مین راہین خراب ہو رہی تہین۔ کیچڑ اور پانی مین اسباب رہ رہ جاتا تہا۔ اور
لشکر شاہی پیچھے تہا وہ اس اسباب کو لے لیتا۔ غرض جب وہ گول کنڈہ مین قطب الملک
پاس پہنچ گیا۔ تو شاہزادہ پرویز بھی اولٹا برہان پور مین چلا آیا۔ اور بادشاہ کو
لکھہ بہیجا کہ اب کوئی خطر شاہجہان کا نہین رہا۔ اسلئے بادشاہ پھر کشمیر کو روانہ ہوا
۔ اور آصف خان صوبہ بنگالہ کو بھی بلا لیا۔ بغیر اسکے بادشاہ کو چین نہ آتا تہا جب
شاہجہان دہلی سے نہایت اوٹھا کر مانڈو گیا تہا۔ تو اوسنے فضل خان کو عادل شاہ
حاکم بیجاپور پاس اعانت اور کمک کی امید پر بہیجا تہا پہلے وہ ملک عنبر پاس آیا
۔ اوسنے کہا کہ ہم سب مین عادل شاہ بڑا ہے۔ اگر وہ رفاقت شاہجہان کی قبول کریگا
تو مین بھی حاضر ہون۔ بغیر اوسکے مرضی کے کوئی کام نہین کر سکتا۔ عادل شاہ کے
پاس جب وہ آیا تو اوسنے کچھہ التفات نہین کیا۔ بلکہ جب مہابت خان نے اوسسے تحریک
کی تو پانچ ہزار سوار اوسنے میر محمد لاری جسکو وہ میرا بابا کہتا تہا دیکر بادشاہ کی خدمت
گزاری کے واسطے متعین کئے ۔

اب شاہجہان راہ کی خرابیان اوٹھاتا ہوا مچھلی پٹن مین پہنچا۔ یہان قطب الملک نے
اوسکی خاطر ہوا اعانت کی سامان رسد اور ضروریات کا بہم پہونچا دیا۔ اور

اور کچھہ روپیہ بھی دیا۔ یون انہوں نے شاہجہان ملک اڑیسہ مین آیا۔ تو یہان کوئی
اوسکا مقابلہ کرنے والا موجود نہ تہا۔ وہ اس ملک پر قابض ہوکر بنگال مین پہونچا۔
بردوان کو صالح نے مستحکم کیا۔ ابراہیم نے اکبرنگر کے قلعہ کو استوار کیا۔ صالح نے کچھہ
مقابلہ کیا۔ مگر عبداللہ خان نے قلعہ لے لیا۔ اب ابراہیم سے کئی جگہ لڑائیان ہوئین
شاہجہان کے لشکر کو ہر جگہ فتح نصیب ہوئی۔ اور ابراہیم مارا گیا۔ اور پہڑہ کہ لے لیا
۔غرض سارے بنگالہ پر اوسکا تصرف ہوگیا۔ داراب خان پسر خانخانان کو قید سے
چھوڑکر اوسکو یہہ ملک عطا کیا۔ راجہ بہیم کو کہ وہ اوسکا بڑا رفیق تہا۔ پٹنہ روانہ کیا
اس شہر کو بہی بادشاہی آدمی نہ بچا سکے۔ اسطرح بہار کا ملک بہی قبضہ مین آگیا۔ رہتاس کا
قلعہ بہی قلعہ دار نے دیدیا۔ غرض یک لشکر عظیم شاہجہان کے پاس جمع ہوگیا۔ راجہ
بہیم الہ آباد پر آگے بڑہا۔ اور دریا خان کو کڑہ مانک پور کی طرف روانہ کیا۔ عبداللہ خان
نے بڑی شان و شوکت سے دریا سے عبور کر قلعہ الہ آباد کا محاصرہ کیا۔ یہان وہی قلعہ دار
رستم خان قلعہ دار تہی۔ دونون مین خوب لڑائیان ہوئین۔ شاہجہان جونپور پہنچا
۔ اب دکن کا بندوبست کرکے مہابت خان اور شاہزادہ پرویز الہ آباد کی طرف چلے
جب وہ الہ آباد کے قریب آئے۔ تو عبداللہ خان نے محاصرہ سے ہاتہہ اوٹہایا۔ جونپور مین
چلا آیا۔ دریا خان نے گہاٹون کو بند کیا۔ اسلئے بادشاہی لشکر کے عبور کرنے مین
توقف ہوا۔ جب لشکر اوترا۔ تو عبداللہ خان اور راجہ بہیم اور دریا خان شاہجہان
پاس جون پور چلے گئے۔ پہر شاہجہان بنارس مین آیا۔ اور مقابلہ کے لئے گنگا پار
اوترا۔ بادشاہی لشکر بہت تہا۔ شاہجہان پاس نئی سپاہ بنگالہ کی نوکر رکہی ہوئی
تہی۔ عبداللہ خان کی مرضی نہ تہی کہ لڑائی ہو۔ بلکہ اوسنے دکن کی بہاگنی کی صلاح بتائی

مگر شاہجہان کی سمجھہ مین نہ آئی - سخت لڑائی ہوئی - ہر جگہ شاہجہان کی سپاہ کو
ہزیمت ہوئی - راجہ بہیم مارا گیا - اور رفیق اور دوست بہی کام آئے - تمام سپاہ
پراگندہ اور پریشان ہوگئی - شاہجہان نے اپنے اہل و عیال کو قلعہ رہتاس مین چہوڑکر
بہارا اور پٹنہ مین آیا - اب دکن مین پناہ ڈہونڈہنیکا ارادہ کیا - جس راہ سے آیا تہا - اسی
راہ پہر جانیکا ارادہ کیا - پادشاہ کا ملک بنگالہ اور بہار پر قبضہ ہوگیا - دکن کا
حال سننا چاہیئے +

دکن کا حال

پہلے ہم لکہہ چکے ہین کہ ملک عنبر اور عادل خان دونو جہانگیر کے ساتہہ عہد و پیمان کر چکے
تہے - اسلئے شاہجہان کی اعانت سے دونون نے انکار کر دیا - اب ان دونون مین آپس مین
لڑائی شروع ہوئی - ملک عنبر نے علی شیر کو مہابت خان پاس بہیجکر یہہ التجا کی کہ مہمات
دکن کا اہتمام اسکو سپرد ہو تاکہ پادشاہی آدمیون کی استعانت سے عادل شاہ پر اسکو
تسلط حاصل ہو - عادل شاہ کو یہہ خیال تہا کہ پادشاہ کو اپنا رفیق بناکر ملک عنبر کو
مغلوب کرے - مہابت خان نے عادل شاہ کی حمایت اختیار کی - اور اورنگ آباد سے بالاگہاٹ
مین ایک لشکر متعین کیا - کہ ملا محمد لاری کو برہان پور پہنچا دے - غرض مہابت خان
اور پرویز نے برہان پور مین چہاونی ڈالی - اور عادل شاہ کی سپاہ سے دکن کا انتظام کرکے
خود بہار و بنگالہ کیطرف روانہ ہوئے - جب ملک عنبر کو یہہ حال معلوم ہوا تو وہ متردد ہوا
نظام الملک کو ساتہہ لیکر قندہار کی طرف روانہ ہوا - اہل اور عیال کو قلعہ دولت آباد مین
چہوڑا - اور یہہ بہانہ کیا کہ مین قطب الملک سے اپنا زر مقررہ واپس لیجاؤن - جب ملک عنبر
قطب الملک کی ملک مین پہنچا - لو خرچ سپاہ کا بورو پیہ متعین تہا وہ اسنے وصول کرکے

بندر مین آیا۔ یہان عادل شاہ کے آدمی غافل پائے۔ اونکو مار بھگا بندر کو لوٹ لیا۔
عادل شاہ کا منتخب لشکر محمد لاری کے ساتھہ برہان پور گیا ہوا تہا۔ اوسنے اوس لشکر کو
بلایا۔ اور تمام بادشاہی ملازمون کو لکھا کہ وہ اوسکی حمایت اور اعانت کرین۔ ملک عنبر نے
اوسکے ساتھہ بڑی گستاخی کی ہے۔ جب مہابت خان اور پرویز برہانپور سے چلے تہے
تو وہ سب اپنے نوکرون کو حکم دیگئے تہے کہ جو کچھہ محمد لاری کہے اوسکے موافق عمل کرنا۔
غرض اوسکے کہنے سے اور مہابت خان کے حکم آجانے سے تمام دکن کی بادشاہی علاقہ دار
اوسکے طرفدار ہوئے۔ سب فسے اوسکی مدد کے واسطے آن موجود ہوئے۔ جب ملک عنبر کو
اسکا حال معلوم ہوا تو اوسنے بادشاہ کی خدمت مین ایک عرضداشت بہیجی کہ مین حضور کا
غلام ہون میری عادل شاہ سے دشمنی چلی آتی ہی حضور کو اس معاملہ مین مداخلت دینی
نہین چاہیئے۔ بادشاہ نے کچھہ نہین سنا۔ غرض جب عنبر نے دیکہا کہ یون کام نہ چلا تو بادشاہ
سے بگڑ بیٹہا۔ اور بادشاہی صوبون پر حملہ کرنے اور آس پاس کے ملک لینے پر آمادہ ہوا
۔ بالاکوٹ پر قبضہ کر لیا۔ بیجاپور پر حملہ کیا۔ شولاپور لے لیا۔ غرض ایک آفت برپا کر دی
۔ اب شاہجہان بہی دکن مین آیا۔ ملک عنبر اوسکا ہوا خواہ بنا۔ برہان پور کے محاصرہ کے لئے
اوسکو لکہا۔ شاہجہان نے برہانپور کا محاصرہ کیا۔ مگر محصورین نے اپنا بچاؤ کیا۔
اور مقابلہ کرتے رہے۔ یہانتک پرویز اور مہابت خان دریاے نربدا پر آن پہنچے۔
شاہجہان نے محاصرہ چہوڑا۔ اپنی جان بچانیکے فکر مین ہوا۔ اب سب اوسکے ہمراہی
جدا ہو گئے۔ خود اوسکے مزاج مین ضعف نہایت قوی ہو گیا۔ اور جان کچھہ باقی نرہی
اسلئے اوسنے باپ کو عرضی لکہی اوسمین اپنے افعال سے ندامت اور پشیمانی کا اظہار کیا۔ عفو
تقصیرات کے لئے التجا کی۔ بادشاہ نے اپنے ہاتھہ سے یہہ جواب لکہا کہ اگر دارا شکوہ اور

اور سب اپنے بیٹوں کو ملازمت مین بھیجدو نے قلعہ اسپرد رہتاس کو حوالہ کرو۔ تو تقصیرات معاف ہوتی ہین۔ ملک بالاگھاٹ اوسکو مرحمت ہوتا ہے۔ شاہجہان نے ان سب شرائط کو منظور کیا۔ دونو بیٹون کو بادشاہ پاس بھیجدیا۔ دونون قلعون کے قلعہ دارونکو لکھہ بھیجا کہ بادشاہ جسے حکم دین قلعے حوالہ کردو۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۰۳۴ھ ۱۶۲۵ء کا ہے +

ذکر عذر و بے ادبی مہابت خان

ہم پہلے لکھہ آئے ہین کہ جب شاہجہان کو مہابت خان اور پرویز نے شکست دی تو اونہون نے جہانگیر کو لکھہ بھیجا تہا کہ اب کوئی خطرہ سلطنت مین نہین ہے آپ کشمیر کو تشریف لیجائے۔ چنانچہ بادشاہ کشمیر کو اوس سال ہین گیا۔ اور پھر دوسرے سال بہی گیا۔ جب تیسرے برس روشنائی فرقہ والون نے سر اوٹھایا۔ تو بادشاہ نے یہہ ارادہ کیا کہ ایکے دفعہ کشمیر کی جگہ کابل کی سیر کیجے۔ اگرچہ سر احداد سرگروہ روشنائی کا اوس پاس آگیا تہا مگر پھر بہی اونسے کابل ہی کا ارادہ کیا۔ مگر اس مبارک سفر مین وہ معاملات پیش آئے کہ جسے ساری سلطنت کا ڈہچر بگڑنے لگا +

نورجہان کی اس دن سے کہ شہریار کے پانو تلے تخت شہریاری ہو۔ بڑی دشمنی اوٹھائے ابہی شاہجہان کا کہٹکا گیا تہا کہ مہابت خان اور پرویز کا دہڑکا پیدا ہوا۔ اس تریاہٹ نے سلطنت کے لئے نئے دشمن پیدا کئے۔ شاہجہان کے ساتھہ مہابت خان نے خوب خوب جوہر وفاداری دکہائے تہے۔ بادشاہ کی ایام خوردسالی سے وہ وفاداری مین ہمیشہ ثابت قدم رہا۔ پہلے اوسکا نام زمانہ بیگ تہا۔ وہ غوربیگ کابلی کا بیٹا تہا۔ بادشاہ کی ایام شاہزادگی مین احدی کے مرتبہ سے پانصدی کے درجہ پر پہنچا۔ اب خانخانان سپہ سالار تہا۔ ہفت ہزاری کا منصب ہوگیا تہا۔

یہی مہابت خان تہا کہ جسکی نسبت طامس رو اپنے سفر نامہ مین لکہا ہی کہ وہ عالی ہمت اور جوانمرد اور فیاض تہا۔ اور سب لوگ اوسکو عزیز بہی رکہتے تہے۔ اور بادشاہ بہت چاہتا تہا۔ اور وہ شاہجہان کی کچہہ پرواہ نہین کرتا تہا۔ اب نورجہان اس عروج کو دیکہہ کر جلنے لگی۔ اوسکے بہائی آصف خان سے لاگ ڈانٹ اوسکی مدت سے چلی آتی تہی۔ پرویز کا وہ نہایت دوست تہا غرض اب جبان دونون بہن بہائیون نے دیکہا کہ وہ ہاتہون سے نکل جائیگا۔ تو رشک اور حسد نے زور کیا۔ بادشاہ سے کہہ کہلا اولٹے سیدہے حکم بہیجنے شروع کئے۔ فدائے خان کو شاہزادہ پرویز پاس بہیجا۔ کہ وہ مہابت خان کو اپنے سے جدا کرکے بنگالہ روانہ کرے۔ خانجہان گجرات سے آنکر شاہزادہ کی اتالیقی اور وکالت اختیار کرے۔ فدائے خان نے سارنگ پور مین پہنچکر یہہ حکم شاہزادہ پرویز کو سنایا۔ تو وہ اس حکم سے راضی نہ ہوا۔ مہابت خان کی جدائی اور خانجہان کی رفاقت اوسکو پسند نہ تہی۔ جب یہہ حال فدائے خان نے بادشاہ کو لکہا۔ تو وہان سے یہہ حکم تاکیدی شاہزادہ کے نام آیا۔ غرض مہابت خان بنگالہ روانہ ہوا۔ اور خانجہان پرویز پاس آگیا۔ اب مہابت خان کے نام ایک اور حکم جاری ہوا کہ ملک بنگالہ کی لڑائی مین جو ہاتہی تمہارے ہاتہہ آئے ہین وہ تم نے ابتک نہین بہیجے۔ اور بہت سا روپیہ ظلم سے وصول کیا ہے۔ تمہارے بہت سے مالشی دربار مین موجود ہین غرض تم یہان اپنے علاقہ سے آؤ۔ اور بادشاہی دیوانون کو جواب سمجہاؤ +

انہین دنون مین مہابت خان نے اپنی لڑکی کی شادی برخوردار خواجہ عمر ولد تقشبندی سے کی تہی۔ اور بادشاہ سے اجازت جسکا لینا ضرور تہا نہ لی تہی۔ اسپر بادشاہ ایسا افروختہ ہوا کہ سارا جہیز مہابت خان کا دیا ہوا گہر باسمیت ضبط کرلیا۔ اور برخوردار کو برہنہ کرکے دریے پٹوائے۔ داماد کا یہہ حال ہوا محمد حسن جو اوسکی بی بی کا بہائی تہا۔ اور پرگنہ ٹیالہ مین

کروڑی تہا۔ روپیہ کے مطالبہ مین اوسکو بہی نہایت ذلیل و خوار کیا۔ مہابت خان خوب سمجہتا تہا کہ یہہ سارے سامان اوسکی بے غرضی کرنیکے آصف خان اور نور جہان بیگمی ہین اسلئے وہ پادشاہ کی حکم سے دریاے جہلم پر چلا آیا۔ جہان پادشاہ کابل جانے کے ارادہ سے پڑا تہا مگر اپنی رفاقت مین پانچ ہزار رجپوت لایا۔ ان رجپوتون کو اوسنے اپنی حکمت اور تدبیر سے ایسا خیر خواہ بنالیا تہا کہ اوسکے نام پر سر کٹانے اور جان پر کہیل جانے کو اپنی سرخروئی اور سرفرازی سمجہتے تہے +

جب مہابت خان اس کروہ خونخوار کے ساتہہ دریاے جہلم پر پہنچا۔ تو لوگون مین چرچا ہوا کہ معلوم نہین مہابت خان کا کیا ارادہ ہے۔ مگر آصف خان باوجود عاقل ہونیکے ایسا غافل ہوا کہ اوسنے پادشاہ سے حکم مہابت خان پاس بہجوادیا کہ جب تک مطالبہ حساب کا دلوان اعلے کو نہ سمجہاؤ۔ اور اپنے مدعیون کی بمقتضاے عدالت تسلی نکرو مجرا موقوف۔ اب مہابت خان نے یہہ سوچ سمجہہ کر کہ دشمنون نے اوسکی بربادی مین کوئی کسر باقی نہین رکہی یہہ ارادہ کیا۔ کہ کوئی تدبیر ایسی سوچنی چاہیے کہ جسمین پوری کامیابی ہو۔ اس زمانہ مین یعنی جمادی الثانی ۱۰۳۵ سنہ ۱۶۲۶ مارچ مین پادشاہی فوج دریاے جہلم پر پڑی تہی اور کشتیون کے ذریعہ سے پار اوترنے اور کابل جانے کی تیاریان کر رہی تہی۔ نواب آصف خان پر وہ پردہ غفلت کا پڑا کہ باوجودیکہ ایسا قوی بازو دشمن ہمسایہ مین تہا۔ مگر وہ خود تمام لشکر کو لیکر پار اوتر گیا۔ اور پادشاہ پاس حرم سرا مین سوا رچند خواصون اور خواجہ سراؤن کے کوئی باقی نہ رہا۔ جب مہابت خان کو علی الصباح یہہ کیفیت معلوم ہوئی تو چار پانچ ہزار رجپوتون کو لیکر اپنے خیمہ سے نکلا اور پل کو روک لیا۔ دو ہزار راجپوت یہان متعین کئے۔ اور حکم دیا کہ پل کو جلادین۔ اگر کوئی اودہر سے قصد اوترنے کا کرے تو مقابلہ سے پیش آئین۔

باقی رجپوتون کو خیمون کے گرد پھیلا دیا۔ اور خود دولت خانہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور حرم سے گذر کر معتمد خان کو پیشخانہ کے سامنے گیا۔ بادشاہ کا حال پوچھا۔ اور آگے بڑھ کر سواری پر قناتون کے اندر بارگاہ کی دروازہ پر آن کھڑا ہوا۔ اور غسلخانہ کے کواڑ توڑ کر اندر گھس گیا۔ ہر چند بادشاہون کے ملازمون نے کہا کہ ہم آپ کی اطلاع بادشاہ سے کرین۔ مگر اونسے ایک نہ سنی۔ سوارون کی طرح کھڑا رہا۔ اور حرم سرا مین غل مچا تو بادشاہ بھی کہ رات کا خمار شراب کا نہ اوترا تہا۔ اور ابھی طرح ہوش مین نہ آیا تہا۔ تلوار ہاتھ مین لئے گھبرا کر باہر نکل آیا۔ اور پالکی مین ہو بیٹھا۔ اور کہا کہ مہابت خان کیا کہتا ہی مہابت خان اوسیوقت کورنش بجا لایا۔ اور پالکی کے گرد تین دفعہ تصدق ہوا۔ اور ہاتھ باندہ کر یہہ عرض کیا کہ مجھے یقین تہا کہ آصف خان کے ہاتھ سے تو میری خلاصی ممکن نہین۔ اور نہایت ذلت اور خواری سے مارا جاؤنگا۔ اسلئے مضطرب ہوکر یہہ جرأت اور دلیری کی ہے کہ حضور کی پناہ مین آیا ہون۔ اگر مین مستوجب قتل و سیاست ہون تو حضور دست مبارک سے سیاست فرمائین۔ اگرچہ جہانگیر اول اول اپنے غیظ و غضب کو نہ روک سکا۔ اور دو ایک دفعہ ارادہ ہوا کہ تلوار سے سر اوسکا اوڑا دے۔ مگر میر منصور بدخشی نے ترکی زبان مین بادشاہ کو سمجھایا کہ وقت اسکا مقتضی نہین ہے۔ غرض بادشاہ نے بھی اپنے تئین ضبط کیا۔ اس عرصہ مین راجپوت دولتخانہ کے اندر اور باہر سب جگہہ پھیل گئے۔ اب مہابت خان نے عرض کیا کہ حضور کی سواری کا وقت ہی حضور سوار ہوین۔ اور بندہ پار کاب چلے تاکہ لوگون کو جو میری طرف سے گمان اس گستاخی اور جرات کا ہے رفع ہو جاوے۔ اور یہہ لوگ جان جائینگے کہ جو کچھہ مین نے کیا ہے وہ حضور کے حکم کے موافق کیا ہے۔ اپنا گھوڑا سامنے کیا کہ اسپر سوار ہون۔ مگر بادشاہ نے اپنے خاصی کا گھوڑا

جب لباس پہننے کے ارادہ سے بادشاہ نے محل مین جانیکا ارادہ کیا۔ تو وہ مانع آیا۔ یہان
بادشاہ کو امید تہی کہ نور جہان سے صلاح اور مشورہ کا موقع ملے گا۔ اتنے مین بادشاہ کا
خاصہ کا گھوڑا آگیا۔ اور دو تیر کے فاصلہ پر بادشاہ چلا ہوگا کہ مہابت خان نے اپنا ہاتھی
پیش کیا اور عرض کیا کہ ازدحام خلائق بہت ہی۔ صلاح وقت ہے کہ حضور ہاتھی پر سوار
ہون اور شکار کے لئے تشریف لیچلین۔ بادشاہ ہاتھی پر بیٹہا۔ ایک مسلح رجپوت آگے
اور دو پیچھے بادشاہ کی بیٹہے۔ غرض اس ہاتھی پر بٹہانیسے یہہ تہی کہ بادشاہ قابو مین
رہے گا۔ مقرب خان بادشاہ کی پاس حوضہ مین جا بیٹہا۔ مگر ایک زخم کہایا۔ خدمت پرست خان
جو بادشاہ کی لئے شراب وصراحی وجام پاس رکہتا تہا بڑی دقت سے حوضہ کے کنارہ کو پکڑ کہڑا ہوا
اور پہر حوضہ کے اندر جا بیٹہا۔ آدہ کوس بادشاہ گیا ہوگا کہ گجپت خان دارو غہ فیلخانہ
مادہ فیل خاصہ شاہی کی لایا۔ اور اس ارادہ سے کہ بادشاہ کو اوسپر بٹہاہے اچیتون
کے حلقہ کو چیر چار کر پہنچا۔ اوسکو مہابت خان کے اشارہ سے رجپوتون نے مار ڈالا۔ غرض
اسیطرح سیر وشکار کے بہانہ سے بادشاہ کو ہمراہ لیکر مہابت خان اپنی خیمہ گاہ پر لیگیا
وہان نذرین دلوائین۔ بیٹون کو تصدق کیا۔ یہہ اوسے بڑی چوک ہوئی کہ وہ نور جہان سے
غافل رہا۔ اب اوسکو خیال آیا کہ چال رہ گئی اسلئے وہ بادشاہ کو پہر دولت خانہ مین لایا
۔ مگر بیگم کو اتنی فرصت مل گئی اور اوسان اوسکے ٹہکانے رہے کہ جب اوسنے دیکہا کہ بادشاہ
تک پہنچنا ممکن نہین۔ تو فی الفور اوسنے بہیس بدل اور ٹوٹی پہوٹی ڈولی مین بیٹہکر ایک
خواجہ سرا کے ساتہہ دریا پار اپنے بہائی آصف خان پاس چلی گئی۔ اور پل پر رجپوتون
کی روک ٹوک ہی بچ گئی۔ جب مہابت خان کو بیگم نہ ہاتہہ لگی تو اوسکو شہریار کی فکر
ہوئی۔ وہ بادشاہ کو شہریار کی خیمے مین لے گیا۔ یہین رات کو بادشاہ نے آرام کیا۔

اب بیگم نے پارا وتر کر بھائی کے سامنے تمام سرداروں کو لعنت ملامت کی۔ اور علانیہ
پکار کر کہا کہ تم کیسے نامرد اور غافل ہو کہ اپنی آنکھوں کے سامنے پادشاہ کو گرفتار
کرا دیا۔ اب اسکا تدارک کرنا چاہیئے۔ سب نے عرض کیا کہ کل حضور کے ہمرکاب فوج مرتب
کر کے چلینگے۔ اور دشمنوں سے سمجھینگے۔ جب اس صلاح کی خبر پادشاہ کو ہوئی تو اونے
اپنے معتمد ملازم نورجہان پاس بھیجے کہ خبردار ہرگز ہرگز لڑائی کا ارادہ نہ کرنا۔ اور
اپنی خاص انگوٹھی بھی بھیجدی تاکہ وہان اس پیغام پر اعتبار ہو۔ اور یہہ بھی کہلا بھیجا
جسوقت کہ مین ادہر ہون تمکو ادہر سے آنکر لڑنیسے بجز ندامت اور پریشانی کے کچھہ حاصل
نہ ہوگا۔ مگر یہان یہہ سمجھا گیا کہ جہانگیر خان کے کہنے سننے سے پادشاہ کی یہہ پیغام اور مہر
بھیجی ہے۔ اسلئے لڑائی کا ارادہ مصمم ہوا۔ مگر اتنے عرصہ کے لئے ملتوی کیا کہ پادشاہ
کی اقامت ٹھیک ٹھیک معلوم ہوجائے۔ فدائی خان پادشاہ کا ایک جانثار ملازم تھا۔ اونے
پادشاہ سے ملنے کا ارادہ کیا۔ اسلئے سوار ہوکر دریا کے کنارہ پر آیا۔ مگر یہان پل ٹوٹا
پڑا ہوا تھا۔ اوسپر عبور نہو سکتا تھا۔ اسلئے اونے دولتخانہ کے مقابل دریا مین تیر کر
پار جانے کا ارادہ کیا۔ اور اپنے چند نوکرون کے ساتھہ گھوڑا دریا مین ڈالا۔ مگر حسب
اتفاق اوسکا ارادہ معلوم ہوگیا۔ بہت سے ہمراہی اوسکے مارے گئے۔ بعضے دریا مین ڈوب کر
رہ گئے۔ غرض خود فدائی خان نہزار دشواری جان اپنی بچا لے گیا+

دوسرے دن صبح کو یعنے ۲۹ جمادی الثانی کو آصف خان اور خواجہ ابوالحسن اور
افسر سپاہ لیکر امادہ پیکار ہوئے۔ نورجہان خود ہاتھی پر سوار ہوکر موج مین بیٹھی
۔ اور دو ترکش اور ایک کمان آگے رکھی۔ شہریار کے چھوٹے بیٹے کو گود مین لیا۔ دو
خواجہ سراؤن کو آگے پیچھے بٹھایا۔ سب سے پہلے ہاتھی اپنا دریا مین ڈالا۔ مگر اس

اوترنے مین انتظام فوج کا بگڑ گیا۔ نورجہان کا ہاتھی رجیوتون کی فوج کے سامنے پڑا۔ آصف خان کا لشکر کسی طرف چلا گیا۔ فدائی خان کسی طرف گیا۔ ابوالحسن کہین اور ہی چلا گیا۔ بہت سے لوگون کو تیرنا پڑا۔ وہ خود بھیگے۔ اور زرہ بکتر تر بتر ہو گئی۔ اونکے بوجھ کے مارے سپاہیون کے ہوش بگڑنے لگے — باروت سیل گئی۔ مگر اس بھیگی ہوئی سپاہ نے بھی پار اوتر کر میدان گرم کیا۔ ہزارون آدمی ضائع ہوئے۔ نورجہان نے بھی اپنے ترکش خالی کئے۔ اوسکی گود مین شہریار کے بیٹے کے بازو مین تیر لگا۔ اوسکو خود نکالا۔ اور تمام لباس اوسکا خون سے رنگین ہو گیا۔ کئی خواجہ سرا سامنے ہاتھی کے جان نثار ہوئے۔ ہاتھی کے بھی سونڈ مین دو تلوار کے زخم لگے۔ اور اوسکا منہ پھرا تو دو چار برچھے پٹھون پر بھی لگ گئے۔ فیلبان نے ہاتھی بھگایا۔ گہرے پانی مین وہ چلا گیا۔ غرض بہرار خرابی دریا پار اوتر کر نورجہان دولت خانہ شاہی مین جا پہونچی۔ آصف خان نے یہہ برا وقت دیکھکر اٹک رہتاس کا رستہ لیا۔ وہان ابوالحسن بھی بھاگ گیا۔ یہان قلعہ کو مستحکم کیا۔ البتہ فدای خان دشمنون سے لڑتا بھڑتا شہریار کے خیمہ کے سامنے جہان بادشاہ تھا جا پہنچا۔ سرابردہ آدمیون سے بھرا ہوا تھا۔ بادشاہ پاس نہ پہنچ سکا۔ یہین سے تیراندازی شروع کی۔ اوسکے اکثر تیر دولتخانہ مین بادشاہ کے روبرو پڑے۔ مگر جب سارا لشکر پیچھے کو بھاگا تو وہ بھی زخمی ہو کر پیچھے ہٹا اور بڑے بڑے شجاع دلیر رفیق اوسکے مارے گئے۔ وہ خود رہتاس کو بھاگ گیا جب کہ نورجہان نے دیکھا کہ لڑائی بھڑائی سے خاوند قید سے نہ چھوٹا تو شوہر کے ساتھہ قید مین چلی گئی۔ اور وہان اندر ہی اندر بندوبست بادشاہ کی رہائی کی کرنے لگی مہابت خان دریا جہلم پر پہنچ فتح حاصل کر کے دریا اٹک کی جانب آصف خان کی

فکر مین چلا۔ جب دریا اٹک پر پہنچا۔ تو بادشاہ سے اجازت لیکر قلعہ اٹک مین گیا۔
اور آصف خان اور سرداروں کو جو اوسکے ساتھ تھے قید کر لیا۔ دو تین اپنے قدیمی
دشمن کے رفیقون کو تلوار سے مار ڈالا۔ غرض اب اوسکی ہیبت لوگون کے دلون مین
بیٹھی جاتی تھی۔ مگر اوسکی قوت جیسی ظاہر مین شان و شوکت کی معلوم ہوتی تھی
ایسی درحقیقت نہ تھی۔ اسلئے کہ اوسکا کوئی رفیق سوار رجپوتون کے نہ تھا۔ اور رجپوتون
کی فوقیت سے ساری فوج بادشاہ کی ناراض تھی۔ اور وہ جہانگیر کی وفاداری کا دم
بھرتی تھی۔ دونون بیٹے پرویز و شہریار بھی بادشاہ کے مطیع اور فرمانبردار تھے۔
اور اعیان دولت اور امیران سلطنت اسکی بدسلوکی سے ناراض تھے۔ غرض
مہابت خان کی مخالف بہت تھے۔ اور رفیق تھوڑے۔ اسلئے اوسنے گو بادشاہ کو
قید کر رکھا تھا۔ مگر اس قید مین بھی وہ اوسکی تعظیم اور تکریم منت سماجت کرتا تھا۔
کسیطرح کی گستاخی اور بے ادبی نہ کرتا۔ اسیطرح بادشاہ کو کابل مین لے گیا۔ اب جہانگیر
نے نور جہان کے سکھلانے پڑھانے سے یہہ طریقہ اختیار کیا کہ جو مہابت خان کہتا وہ کرتا
۔ اور اوسمین کچھہ چون وچرا نہ کرتا۔ نور جہان خلوت مین جو اوسے عرض کرتین وہ
مہابت خان سے بادشاہ فرما دیتا۔ بارہا اوسنے کہا کہ نور جہان کو ہرگز ہرگز اپنے سے
ایسا صاف نہ سمجھنا جیسا کہ مین تجھسے صاف ہون۔ وہ ہر وقت تیرے مارنیکی فکر مین
ہے۔ اور آصف خان کی بہو کا ارادہ ہے کہ تجھے گولی سے مارے۔ غرض بادشاہ کی
اس مشفقانہ باتون نے مہابت خان کو اندھا بنا دیا۔ اور بادشاہ پر بالکل اطمینان ہو گیا

مہابت خان کی خرابی

اب مہابت خان کے مہابت مین یون فرق آیا۔ کہ راجپوتون نے جب دیکھا کہ اور بادشاہ کے فوج کے ہی

افسر تو شرمندگی کے مارے بادشاہ کے روبرو سر نہین اوٹھا سکتے۔ تو وہ ایسے زورون پر چڑھے کہ کسی کو اپنے سامنے نہ سمجھتے تہے۔ اور لوگون پر ظلم کرتے تہے۔ آخر یہہ ظلم ایک خرابی اوپر لایا۔ تفصیل اوسکی یہہ ہے کہ شکار کے واسطے ایک جگہ پر احدی متعین تہے کہ وہان کسی جانور کو نہ چرنے دین۔ ان رجپوتون کی ایک جماعت نے وہان اپنی گہوڑے چرنے کے لئے چہوڑ دئے۔ جب ایک احدی نے منع کیا تو رجپوتون نے تلوارون سے اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے۔ سپہ احدیون نے بادشاہ سے استغاثہ کیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ تم اوس قاتل رجپوت کا نشان اور پتہ بتلاؤ۔ تحقیقات سے اگر خون اوسپر ثابت ہوگا تو سزا دیجائیگی۔ اس حکم شاہی پر احدی راضی نہ ہوئے۔ دوسرے زورون سب نے مکدل ہوکر رجپوتون پر حملہ کیا۔ کچہہ ملک غیر تہا۔ کچہہ ہوا بدلی ہوئی تہی۔ غرض رجپوتون کی بڑی کہنڈت ہوئی۔ نو سو مارے گئے۔ بہت سے پہاڑون مین بہاگ گئے کچہہ فقیر ہوئے وہ ہندوکش کے پار ترکون کے ہاتہہ فروخت ہوئے۔ مہابت خان یہہ خبر سنکر اپنے رفیقون کی حمایت کے لئے سوار ہوا۔ مگر راہ مین دشمنون کا غلبہ دیکہا۔ اور اپنی جان کا خوف پیدا ہوا۔ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ یہان کوتوال کو انتظام کا حکم ہوا۔ بادشاہ سے یہہ عرض کیا کہ بانی مبانی اس فساد کے بدیع الزمان اور خواجہ قاسم ہین۔ بادشاہ نے اونہین گرفتار کرکے مہابت خان کے حوالہ کیا۔ اوس نے اون کو قید اور نہایت ذلیل کیا+

ہم پہلے لکہہ آئے ہین کہ اب مہابت خان کو بادشاہ کی طرف سے بالکل اطمینان تہا اسلئے اوسنے یہہ طریقہ چہوڑ دیا کہ وہ راجپوتون کو لاکر چارون طرف دولتخانہ کے گرد کہڑا کرتا تہا۔ سوا اسکے عمدہ عمدہ رجپوت کابل مین احدیون کے ہاتہہ سے ماری گئی تہی۔

نورجہان بیٹھے بیٹھے یہہ حکمت کرتی تہی کہ کارآزمودہ سپاہیون پر عنایت کرتی - اور اونکو آمادہ جنگ کہتی - ہوشیار خان خواجہ سرا کو لاہور بہیجا - وہ وہان سے دو ہزار سوار نوکر رکہہ کر لایا - اب بادشاہ پاس بہی اوسنے اپنے سپاہی بہت سے جمع کر دئے تہے - غرض جب نورجہان نے ان سپاہیونکا خوب انتظام کر لیا - اور جہانگیر کابل سے مراجعت کر کے ہتاسک کے قریب ایک منزل پر پہنچا - تو اوسنے بادشاہ سے عرض کیا کہ جاگیرداروں کی فوج کی موجودات لیوے جب بادشاہ نے نورجہان سے اوسکی فوج کی حاضری کے لئے حکم دیا - تو وہ بظاہر خفا ہوئی اور کہنے لگی کہ واہ مین اور جاگیرداروں کی برابر ہوئی - مین اپنی سپاہ کو اپنا جاہ اور منصب کے موافق دکہاونگی - اوسنے اپنی قدیم سپاہ کی کمی کا اظہار کر کے جدید سپاہ بہرتی کرنے کا بہانہ بنایا - غرض جب ان سپاہ کی موجودات کا آیا - تو بادشاہ نے خواص کے ہاتہہ کہلا بہیجا کہ آج نورجہان کی فوج کی موجودات ہی - تم دربار مین نہ آنا - مبادا کوئی فساد کہڑا ہو جائے - غرض یہہ سپاہ بادشاہ کی بارگاہ مین جمع ہوئی - اوسنے بادشاہ کو بیچ مین لیا - اور جن رجیوتون کے نرغہ مین بادشاہ رہتا تہا اونکو علیحدہ کیا - مہابت خان ہاتہہ ملتا رہ گیا - پہر بادشاہ نے حکم بہیجدیا کہ تم ایک منزل آگے چلا کرو - اگرچہ وہ مطلب سمجہہ گیا مگر احدیون کی لڑائی سے ایسا دب گیا تہا کہ کچہہ نہ کہہ سکا - لاچار آگے کو روانہ ہوا - بعد اوسکے بادشاہ ایسی تیز سواری پر سوار ہوا کہ مہابت خان اپنی منزل پر نہ ٹہہر سکا - دریا جہلم کے پار اترا - اب جہانگیر نے فضل خان کو بہیجکر چار حکم اوس پاس بہیجے - اول یہہ کہ شاہجہان ٹہٹہہ مین موجود ہے وہان تم جاکر اس مہم کا انجام دو - دوم صف خان کو قید سے چہوڑ کر حضور کے پاس بہیجدو - سوم ملہورش اور ہوشنگ پسران دانیال کو بارگاہ معلے مین پہنچادو - چہارم لشکر خان پسر مخلص خان جسکے تم ضامن تہے - درگاہ والا مین بہیجدو - اگر صف خان کے

بھیجنے مین توقف کیا تو ایک فوج جرار تم پر متعین کیجائیگی۔ سلطان دانیال کے بیٹون کو
فورًا مہابت خان نے بھیجدیا۔ مگر آصف خان کے بھیجنے مین یہہ عذر کیا کہ مین نور جہان کیطرف
سے مطمئن نہین ہون۔ اسلئے خوف ہے کہ مبادا آصف خان کو چھوڑدون۔ اور بیگم مجھپر فوج
چڑھادین۔ اسلئے لاہور جاکر اوسی چھوڑدونگا۔ اسپر بیگم بڑی آشفتہ ہوئی۔ فضل خان کو پہراوس
پاس بھیجا غرض وہ مہابت خان کو سمجھاکر اور قول قسم دیکر آصف خان کو لے گیا۔ اور اوسکے
بیٹے ابو طالب کو چھوڑ گیا۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ جس جگہ آصف خان قید ہوا تہا اوسی جگہہ
رہا ہوا۔ اب مہابت خان نے ٹھٹہہ کی طرف شاہجہان پاس جانیکا قصد کیا۔ نور جہان بہی
کیا عاقل تہی اوسنے مہابت خان کو کیا حکم بھیجا یا کہ شاہجہان کی مہم کا بہانہ کرکے اوسکو
دفع کرے۔ اور ایک لاٹہی سے دو سانپون کو ماری۔ ایک دشمن کو دوسرے دشمن سے تباہ
کرائے۔ شاہجہان کی یہہ کیفیت تہی کہ جب اوسکو یہہ خبر پہونچی کہ بادشاہ کو مہابت خان
نے قید کرلیا ہے۔ تو وہ مہابت خان سے عوض لینے کا ارادہ سے ایک ہزار سپاہ ہمراہ لیکر چلا
اوسکو امید تہی کہ جتنا آگے بڑہتا جاونگا فوج بہی بڑہتی جائیگی۔ مگر اوسکا دلی رفیق
راجہ لشن سنگہ اجمیر مین آنکر مرگیا تہا۔ اوسکے ساتہہ جو پانسو سوار رہتے وہ بہی متفرق
اور منتشر ہوگئی۔ اسلئے شاہجہان کی سپاہ آدہی رہ گئی۔ اسلئے وہ سندہ کی جنگلون کی
راہ سندہ کو بہاگا۔ اور نہایت افسردہ اور پژمردہ خاطر تہا۔ اگر وہ بیمار نہ ہوتا تو یقینی ایران
کو چلا جاتا۔ یہان کے بادشاہ شاہ عباس سے اوسکی مدت سے بڑی محبت تہی۔ مگر جب ٹھٹہہ
مین آیا۔ یہان اوسے مقابلہ ہوا۔ غرض وہ بیماری سے ایسا لاچار تہا کہ پالکی مین پڑکر گجرات
کی راہ سے دکن کو روانہ ہوا۔ غرض سوقت اوسکے ستارۂ اقبال نے طلوع کیا کہ ادہر

پرویز کی بیماری کی خبرین اوس پاس پہنچتی تہین - وہ جانتا تہا کہ یہہ بہائی جانبر نہ ہوگا شراب کثرت سے پیتا تہا - صرع کا مرض تہا - کیونکر بچتا - آخر مر گیا اودہر مہابت خان کی یہہ خبر پہونچی کہ بجائے اسکے وہ شاہجہاں کا پیچہا کرے بادشاہی فوج نے اوسکا پیچہا کیا - اب مہابت خان نے دیکہا کہ کوئی راہ نجات کی سوا اسکے نہین ہے کہ شاہجہان پاس چلے - اسلئے اوسنے عرضی بہیجکر عفو تقصیر کی درخواست کی شاہجہان نے فورًا اوسکو اپنے پاس بلا لیا - اب بادشاہ آزاد ہوکر لاہور مین آیا - یہان سلطنت کی کامون کا انصرام کیا - آصف خان کو لاہور کا صوبہ دار مقرر کیا - جب سب کامون سے فارغ ہوا تو حسب دستور کشمیر کی سیر کو روانہ ہوا +

جہانگیر کے مرنیکا بیان

بادشاہ کشمیر مین پہنچا - وہان دمہ کے مرض نے جو مدت سے اوسکے دم کے ساتہہ تہا زور کیا - اور برے آثار ظاہر ہوئے - کچہہ دنون بعد اس مرض مین تخفیف ہوئی - مگر بہوک جاتی رہی - اور افیون سے بہی کہ چالیس برس سے منہ سے لگی ہوئی تہی نفرت ہوگئی - فقط شراب انگوری کے دو چار پیالون پر زیست کا مدار تہا - ایسے وقت مین شہزادہ شہریار بہی داء الثعلب کے مرض مین مبتلا ہوا - تمام بال گر گئے - اوسکو لاہور علاج کے واسطے بہیجا غرض اب بادشاہ نے کشمیر کے سرد ملک کو چہوڑکر خود بہی لاہور کے گرم ملک کی طرف راہ لی - جب بیرم گلہ مین پہنچا - تو یہان شکار کہیلنے بیٹہا - زمیندار ہرنون کو گہیر گہیرکر تیغہ کوہ پر لاتے بادشاہ اوپر بندوق مارتا - وہ لوٹتے پوٹتے پہاڑ سے نیچے گرتے - ایک اجل رسیدہ پیادہ اسطرح ہرن کو گہیرکر لاتا تہا کہ اوسکا پیر پہسل گیا - اور وہ خود شکار کی طرح پہاڑ سے قلابازیان کہاتا ہوا نیچے آیا - سارا بدن چور چور ہوگیا - یہہ دیکہہ بادشاہ گہبرا کر کہڑا ہوا

اور اوسوقت سے اوسکا دل ایسا بیقرار ہوا کہ پھر اوسکو قرار نہ ہوا - یہہ پیادہ ہی اوسکے واسطے عزرائیل تہا - اب بادشاہ لاہور کی طرف آگے بڑہا - پہاڑ کے اوتار چڑہاؤ نے بہی اور مرض کو زیادہ کیا - شراب سے بہی اب نفرت ہوگئی - غرض لاہور تک نہ پہنچنے پایا تہا کہ اتوار کے دن ۲۸ - شہر صفر ۱۰۳۷ھ مین مطابق ۲۸ - اکتوبر ۱۶۲۷ء مین جہان فانی سے گذر گیا - ساٹہہ برس کی عمر تہی - ۲۲ برس سلطنت کی - اوس باغ مین کہ لاہور کے قریب نور جہان نے لگایا تہا دفن ہوا - ایک عمدہ مقبرہ اوسکا ابتک موجود ہے -

امرا جہانگیری کے بیان مین

اکبر کے عہد کے جو امرا جہانگیر کی خدمت مین تہے وہ پادشاہ ہی کے روبرو مر گئے تہے خان اعظم عزیز کا انتقال مہابت خان کی گستاخی سے پہلے ہو چکا تہا - سب سے زیادہ لائق امیر عہد اکبری کا اس عہد مین خانخانان پسر بیرم خان تہا - اوسنے جو گجرات اور دکن مین کارہا نمایان کئے اونکا حال پڑہہ ہی چکے ہو - وہ عربی سنسکرت فارسی ترکی زبانون مین کمال رکہتا - واقعات بابری کا ترجمہ اوسی نے فارسی مین کیا ہے - سنسکرت و ہندی کے اشلوک سیکڑون اوسکے ابتک پنڈتون کو یاد ہین - بعض قصائد اور اشعار عمدہ عمدہ اوسکے موجود ہین - بہتر برس کی عمر مین ۱۰۳۶ھ ۱۶۲۶ء مین انتقال کیا - ملک عنبر ہی جو دکن مین تہا اسی سنہ مین مر گیا - نور جہان کا باپ عماد الملک بہی عقلمند اور فرزانہ اور نیک مزاج وزیر تہا - آصف خان اوسکا بیٹا بہی لائق اور قابل سردار تہا *

جہانگیر کے بعض کام رفاہ عام کے

سلہٹ جو صوبہ بنگالہ سے متعلق تہا - وہان ایک رسم قدیم سے چلی آتی تہی کہ زمیندار

اپنے لڑکون کو خواجہ سرا بنا کر زنانہ گاری مین دیدیا کرتے تہے۔ رفتہ رفتہ اس رسم نے
اور جگہ بہی پیر پہیلانے شروع کیے۔ ہر سال بہت سے اطفال ضائع اور مقطوع النسل ہونے
شروع ہوئے۔ سنہ ۴ جلوس مین جہانگیر نے اس کام کیواسطے سخت ممانعت کی۔ اور تمام
عمال بنگال پر تاکید کی کہ جو شخص اس جرم کا مرتکب ہو اوسکو سزا دیجائے۔ اور جسقدر
چھوٹی عمر کے لڑکے خواجہ سرا ہین اونکو لیلیا جائے۔ اور خواجہ سرا لون کی خرید فروخت
آئندہ بند کیجائے۔ تاکہ یہہ رسم مردود تہوڑے دنون مین بالکل موقوف ہوجائے
سنہ ۱۲ جلوس مین اس بادشاہ نے ایک فرمان جاری کیا کہ کوئی شخص تنباکو نہ پیے تنباکو
امریکا کا لفظ ہے وہین سے اہل فرنگ ہندوستان مین لائے تہے۔ اجہانے پہلے اوسکے
فوائد بیان کیے کہ اوسکا بڑا رواج ہوگیا۔ ہندوستان مین اوسکی کاشت ہونے لگی
مگر جہانگیر کو اوسمین کچہہ ایسے نقصان معلوم ہوئے کہ اوسکی ممانعت کا حکم صادر فرمایا۔
کیا تعجب کی بات ہے کہ ایران مین شاہ عباس نے اور ہندوستان مین جہانگیر نے اور
انگلستان مین جیمس اول نے ایک ہی زمانہ مین اپنے اپنے ملکون مین تنباکو پینے
کی ممانعت کی۔ سنہ ۱۴ جلوس مطابق سنہ ۱۰۲۸ ہجری مین جہانگیر نے حکم دیا کہ اکبرآباد سے
لاہور تک ہر کوس پر مینارہ اور دو دو کوس پر کنوان بنایا جائے۔ اور سڑک کے
دورویہ درخت سایہ دار اور بار آور لگائے جائین۔ چنانچہ یہہ مینارے بعض اب تک
موجود ہین۔ دہلی کے باہر تہوڑی دور پر یہہ مینارہ قائم ہے۔

توزک جہانگیری

اس کتاب مین جہانگیر نے اپنے فرمان روائی کا حال وسط سال سنہ ۱۰ تک کا خود
لکہا ہے۔ اور بعد ازان بادشاہ نے معتمد خان کو کہ اوسکا معتمد سردار تہا حکم دیدیا کہ وہ

اور اوسوقت سے اوسکا دل ایسا بیقرار ہوا کہ پہر اوسکو قرار نہ ہوا - یہہ پیادہ ہی اوسکے واسطے عزرائیل تہا - اب بادشاہ لاہور کی طرف آگے بڑہا - پہاڑ کے اوتار چڑہاؤ نے بہی اور مرض کو زیادہ کیا - شراب سے بہی اب نفرت ہوگئی - غرض لاہور تک نہ پہنچنے پایا تہا کہ اتوار کے دن ۲۸ - شہر صفر ۱۰۳۷ھ مین مطابق ۲۸ - اکتوبر ۱۶۲۷ء مین جہان فانی سے گذر گیا - ساٹہہ برس کی عمر تہی - ۲۲ برس سلطنت کی - اوس باغ مین کہ لاہور کے قریب نور جہان نے لگایا تہا دفن ہوا - ایک عمدہ مقبرہ اوسکا ابتک موجود ہے -

امرا جہانگیری کے بیان مین

اکبر کے عہد کے جو امرا جہانگیر کی خدمت مین تہے وہ پادشاہ ہی کے روبرو مر گئے تہے خان اعظم عزیز کا انتقال مہابت خان کی گستاخی سے پہلے ہو چکا تہا - سب سے زیادہ لائق امیر عہد اکبری کا اس عہد مین خانخانان پسر بیرم خان تہا - اوسنے جو گجرات اور دکن مین کارہائے نمایان کئے اونکا حال پڑہہ ہی چکے ہو - وہ عربی سنسکرت فارسی ترکی زبانون مین کمال رکہتا - واقعات بابری کا ترجمہ اوسی نے فارسی مین کیا ہے - سنسکرت و ہندی کے اشلوک سیکڑون اوسکے ابتک پنڈتون کو یاد ہین - بعض قصائد اور اشعار عمدہ عمدہ اوسکے موجود ہین - بہتر برس کی عمر مین ۱۰۳۶ھ ۱۶۲۶ء مین انتقال کیا - ملک عنبر بہی جو دکن مین تہا اسی سنہ مین مر گیا - نور جہان کا باپ عماد الملک بہی عقلمند اور فرزانہ اور نیک مزاج وزیر تہا - آصف خان اوسکا بیٹا بہی لائق اور قابل سردار تہا *

جہانگیر کے بعض کام رفاہ عام کے

سلہٹ جو صوبہ بنگالہ سے متعلق تہا - وہان ایک رسم قدیم سے چلی آتی ہی کہ زمیندار

اپنے لڑکون کو خواجہ سرا بنا کر زر مالگزاری مین دیدیا کرتے تہے - رفتہ رفتہ اس رسم نے اور جگہ بہی پیر پہیلانے شروع کئے - بہر سال یہ بہت سے اطفال ضائع اور مقطوع النسل ہونے شروع ہوئے - سنہ ۱۴ جلوس مین جہانگیر نے اس کام کیواسطے سخت ممانعت کی - اور تمام عمال بنگال پر تاکید کی کہ جو شخص اس جرم کا مرتکب ہو اوسکو سزا دیجائے - اور حسب قدر چہوٹی عمر کے لڑکے خواجہ سرا ہین اونکو لے لیا جائے - اور خواجہ سرا لون کی خرید فروخت آئندہ بند کیجائے - تاکہ یہہ رسم مردود تہوڑے دنون مین بالکل موقوف ہوجائے

سنہ ۱۲ جلوس مین اس بادشاہ نے ایک فرمان جاری کیا کہ کوئی شخص تنباکو نہ پیئے تنباکو امریکا کا لفظ ہے وہین سے اہل فرنگ ہندوستان مین لائے تہے - اطبا نے پہلے اوسکے فوائد بیان کئے کہ اوسکا بڑا رواج ہوگیا - ہندوستان مین اوسکی کاشت ہونے لگی مگر جہانگیر کو اوسکے کچہہ ایسے نقصان معلوم ہوئے کہ اوسکی ممانعت کا حکم صادر فرمایا - کیا تعجب کی بات ہے کہ ایران مین شاہ عباس نے اور ہندوستان مین جہانگیر نے اور انگلستان مین جیمس اول نے ایک ہی زمانہ مین اپنے اپنے ملکون مین تنباکو پینے کی ممانعت کی - سنہ ۱۴ جلوس مطابق ۱۰۲۸ ہجری مین جہانگیر نے حکم دیا کہ اکبرآباد سے لاہور تک ہر کوس پر مینارہ اور دو دو کوس پر کنوان بنایا جائے - اور سڑک دورویہ درخت سایہ دار اور بار آور لگائے جائین - چنانچہ یہہ مینار بعض جگہ تک موجود ہین - دہلی کے باہر تہوڑی دور پر یہہ مینارہ قائم ہے *

توزک جہانگیری

اس کتاب مین جہانگیر نے اپنے فرمان روائی کا حال وسط سال سنہ ۴۰ تک کا خود لکہا ہے - اور بعد ازان بادشاہ نے معتمد خان کو کہ اوسکا معتمد سردار تہا حکم دیدیا کہ وہ

مسودہ لکھا کرے۔ اور بادشاہ سے اصلاح لیکر اس کتاب مین شامل کرے۔ اول سال نوزدہم تک اوسنے لکھا۔ پھر بعد اوسکے مرزا ہادی نے تکملہ جہانگیر کے آخر ایام حیات تک لکھا ہے ✤ فقط

خلاصہ سلطنت جہانگیر

بالتفصیل کسی بادشاہ کا حال یاد رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ اسلئے طالب علمون کو چاہئے کہ وہ بالاجمال خلاصہ ہر ایک بادشاہ کی حال کا یاد رکھا کرین۔ تاکہ اون کو لطف تاریخ حاصل ہو۔ ہم اس بادشاہ کی سلطنت کا خلاصہ خود لکھہ دیتے ہین۔ اوسی پر وہ قیاس کرکے اور بڑے بڑے بادشاہون کی سلطنت کا خلاصہ بنا لین۔ اس بادشاہ کی سلطنت کا آغاز بڑے بیٹے کی بغاوت پر۔ اور خاتمہ منجھلے بیٹے کی سرکشی پر ہوا۔ بڑا بیٹا تادم زیست باپ کی قید مین رہا۔ مگر منجھلا بیٹا باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ ہوا۔ قندہار ہاتھہ سے نکل گیا۔ دکن مین شاہجہان نے گو فتوحات عظیمہ حاصل کین مگر پھر بھی تسلط کامل نہ ہوا۔ اور جھگڑا فساد باقی رہا۔ اور جو فساد اور خلل سلطنت مین پیدا ہوئے وہ تھوڑے دنون مین مٹ گئے۔ جوانی کی مستی اور مے پرستی نے بادشاہ سے اول اول بعض حرکات نامناسب سرزد کرائین۔ مگر پھر جسقدر عمر بڑھتی گئی مزاج اصلاح پر آتا گیا۔ کچھہ سے کچھہ ہوگیا۔ ایام جوانی مین زندہ آدمی کی کھال کھچوانے پر آہ نہ کی۔ بڑھاپے مین شکار کے اندر جو ایک پیادہ اتفاق سے مرگیا تو ایسا افسوس کیا کہ مرض بڑھ گیا اور اوسی مین خاتمہ ہوگیا۔ سب سے زیادہ الزام جو اوسکے ذمہ تھوپا گیا ہے وہ خسرو کے سات سو ہمراہیون کا قتل ہے۔ مگر ایسے موقعون پر تو قتل کرنا بادشاہ اور گورنمنٹ کے واجبات سے ہوتا ہے۔ بغیر ایسی سیاست کے تو بادشاہ کی سلطنت کا جمنا اور اوسکی خود

جان کا بچنا دشوار ہوتا ہے۔ اکثر اوسنے اپنے دشمنون اور بے وفا ملازمون ہی کو قتل کرایا یہ قتل آئین جہانداری مین گناہ نہین سمجھے جاتے ہین۔ یہہ جہالت کا کام ہے کہ اوسکے ایسے کامون کو وحشیانہ لوگ جانین۔ سب سے زیادہ خوبی اس پادشاہ کی یہہ تہی کہ جیسے وہ اپنے ذاتی حقوق اور منفعتون کی حفاظت چاہتا تہا ایسیطرح وہ رعایا کے سنگہ چین آرام آسودگی کا خواہان تہا۔ زنجیر عدالت کی آواز نے اوسکی عدالت کا آوازہ سارے ملک مین پہیلا دیا۔ اوس کے اس مقولہ نے سب کو اوسکے عادل ہونے کا یقین کرا دیا کہ بادشاہ پر فرض ہے کہ وہ جنگل کے درندون اور چرندون اور ہوا کے پرندون تک کی حفاظت کرے۔ اور اپنے تخت کے نیچے ان چرندا ور پرندون کی بہی حق رسی کرے۔ اوسکی دلی تمنا اور آرزو یہی تہی کہ مین رعایا پر حکومت عدالت کے ساتہہ کرون۔ توزک جہانگیری مین جو اپنے حالات اوسنے لکہے ہین۔ اوسکی طرز تحریر ایسی عابدانہ اور زاہدانہ ہے کہ جسسے دل مین کچہہ شبہہ نہین رہتا کہ وہ خداترس اور رحم دل تہا۔ گو یہہ طرز تحریر مبالغہ سے خالی نہین مگر اس مبالغہ کے لباس سے بہی معرا کرکے اگر اس تحریر کو دیکہین تو بہی اوسمین اوسکی معدلت گستری اور خداپرستی اور بے تعصبی نظر آتی ہے۔ جو رائے اوسنے اپنے باپ کے خصائل اور عادات اور تدابیر ملکی پر لکہی ہے وہ ایسی عمدہ ہے کہ

جسسے اوسکی فراست اور کیاست معلوم ہوتی ہے۔ البتہ اوسکا عشق نورجہان کے ساتہہ غضب تہا جسطرح اوسنے نورجہان کے خاوند کو قتل کرایا وہ بڑی بے رحمی اور سفاکی کا کام تہا۔ جب سے یہہ بیگم اوسکی ہم پہلو ہوئی بادشاہ کے دل جان اور دین وایمان اور دولت وعزت کی آخردم تک مالک رہی

اس دانشمند اور فرزانہ بیگم کے سبب سے بادشاہ کا مزاج بھی اصلاح پر آیا۔ اور رعایا کو بھی بڑا فلاح ہوا۔ اوسیکے سبب سے اوسکا باپ کیسا دیانت دار وفادار عاقل دانشمند وزیر۔ اور اوسی کا بھائی جان نثار خیر خواہ قابل لائق امیر ہاتھہ آیا۔ یہہ اوسی کا سلیقہ اور حسن انتظام اور کفایت شعاری کا نتیجہ تہا کہ دربار جہانگیری کی شان و شوکت کی دھوم سارے یورپ مین مچ گئی۔ شراب بینی بادشاہ کی اوسنے کیسی کم کردی۔ غرض اوسنے جہانگیر کو دانشمند احمق یعنے اپنے لئے احمق اور اوروں کے لئے دانشمند بنایا۔ البتہ یہہ خرابی اس عشق سے ضرور پیدا ہوئی کہ نور جہان کے رشک اور حسد کے سبب سے بادشاہ اپنے لائق بیٹے شاہجہان سے اور ایک اپنے پرانے رفیق جان نثار دانشمند امیر مہابت خان سے بگڑ گیا۔ اور اوس سے فساد اور جھگڑے کھڑے ہوئے۔ ان سب جھگڑون کے پڑہنے مین افسانہ کا مزہ آتا ہے۔ شعرا کے اشعار اور قصہ طرازون کے قصے مدت تک نور جہان اور جہانگیر کے عشق کو یاد دلائینگے۔ الحاصل اگر جہانگیر کو مغربی یعنے اہل یورپ کی آنکہون سے دیکہو تو وہ بڑا بادشاہ نہین معلوم ہوتا۔ اگر اوس کو مشرقی یعنے اہل ایشیا کی آنکہون سے نظر ڈالو تو وہ یہان کے عمدہ بادشاہون مین نظر آتا ہے۔ اس بادشاہ کو اپنے مذہب کا ایسا تعصب نہ تہا جیسا کہ اسوقت یورپ کے بادشاہون کو عیسائی مذہب کا تعصب تہا۔ مگر تو تہا طلہ کی بلا مین ضرور مبتلا تہا۔ جو کام انسان اپنے ہنر اور کرتب سے دکہا سکتے ہین اونکو وہ یہہ جانتا تہا کہ سحر و جادو کے زور سے وہ دکہائے جاتے ہین۔ اور اونکا کرنا انسان کی قدرت سے باہر ہے +

حضرت ابو المظفر محمد شہاب الدین شاہجہان کی سلطنت کا بیان

آصف خان کا شاہجہان کا بلانا ۱۶۲۷ء ۱۰۳۶ھ

جب جہانگیر اس جہان کے دار و گیر سے فارغ ہوئے تو آصف خان نے بنارسی سے ہرکارہ کو تیز روی مین مشہور تہا بلا کر کہا کہ یہہ ہمارے ہاتہہ کی انگوٹہی لو اور ابہی شاہجہان پاس ہو جاؤ۔ اور زبانی پیغام دو کہ جہانگیر کا انتقال ہوا عرضداشت لکہنا مقتضا وقت نہا +

نورجہان کا نظربند ہونا۔ شہریار کا شکست پانا۔ مرزا داور کا بادشاہ ہونا

اب نورجہان کے سہاگ کی چوڑی ٹہنڈی ہوئی ساتہہ بہاگ اوسکے خاوند کے ساتہہ خاک مین مل گئے۔ سارا بناؤ سنگہار کر نارنگین کپڑے پہننے چہوڑ دئے۔ راتون رونا پیٹنا اختیار کیا۔ تادم واپسین اپنے دم کے ساتہہ یہہ سوگ رکہا۔ مگر اس حال مین بہی اپنے داماد شہریار کے شہریار بنانے کا خیال نہ چہوڑا۔ بہائی کو کئی دفعہ بلایا کہ شہریار کے لئے کوئی تدبیر کرے۔ مگر بہائی کو اپنے گہر مین سلطنت لینی تہی۔ وہ اپنے داماد کو چہوڑ کر بہانجے داماد کے لئے کیون تدبیر کرتا۔ اوسنے بہن کو گہر مین بلا کر نظربند کر دیا۔ اور سب کی آمدورفت بند کر دی۔ یہان بہی وہ اپنے منصوبون سے نہین چوکی۔ مگر کوئی چال اوسکی نہ چل سکی اب آگے کہین اس پاکدامن بیگم کا ذکر تاریخ مین سوا اسکے نہین آیا۔ کہ شاہجہان نے بادشاہ ہو کر پچیس لاکہہ روپیہ کے جاگیر مقرر کر دی۔ بارہ برس زندہ رہ کر آخر ۱۶۴۶ء مین لاہور کے پاس خاوند کے مقبرہ کے پہلو مین آرام کیا۔ اسوقت شہریار اوس پانچ تہا وہ لاہور مین علاج کے لئے گیا ہوا تہا۔ وہان اوسنے اپنی بی بی کی صلاح سے تمام خزانون اور کارخانون پر قبضہ کر لیا۔ اور ایک ہفتہ مین ستر لاکہہ روپیہ محض بیجا بڑے بڑے آدمیون مین تقسیم کر دیا۔ اور پندرہ ہزار سپاہ کا اجتماع کر لیا۔ اب آصف خان نے سوچا کہ جب تک کوئی بادشاہ نہ ہوگا میرے حکمون کی کوئی تعمیل کریگا۔ اور معلوم نہین

اور کیا فساد کھڑے ہون۔ اپنے اختیارات کی استحکام کے واسطے اوسنے مرزا اورنجش
پسر خسرو کو قید خانہ سے نکال کر برائے نام بادشاہ بنا کر تخت پر بٹھایا۔ مگر حقیقت مین
اوسکو شاہجہان کی سلطنت کے لئے گوسفند قربانی بنایا۔ مگر یہہ تخت چند روز کے لئے
بعد اوسکا تختہ تابوت بنا۔ اب اس بادشاہ کو وہ لیکر لاہور کی طرف چلا۔ شہریار نے
مرزا دانیال کے بیٹے بالیسنقر کو اپنا سپہ سالار بنا کر آصف خان سے لڑنیکے لئے بھیجا۔
اور خود دو تین ہزار سوارون کے ساتھہ لاہور مین بیٹھا رہا دیکھتا رہا کہ پردۂ غیب سے
کیا ظہور مین آتا ہے۔ لاہور سے تین کوس جب یہہ لشکر آمنے سامنے ہوئے تو نہ
تیر چھوٹا نہ کوئی توپ چلی۔ ساری سپاہ شہریار کی ادہر اودہر بھاگ گئی۔ جب یہہ خبر
اوسکے کان مین پہنچی تو ہاتھہ کی طوطی اوڑ گئی۔ قلعہ مین بھاگ کر گیا۔ وہان اوسی
کے دوستون نے پکڑ کر آصف خان کے حوالہ کیا۔ جنہون اندہا کر کے قید کیا۔ اور اوسکے
ساتھہ ظہورث اور ہوشنگ مرزا دانیال کے اور بیٹون کو بھی قید کیا۔ اس فتح
کی نوید شاہجہان کو لکھی +

شاہجہان کا دکن سے آکر بادشاہ ہونا ۱۰۳۷ھ ۱۶۲۸ء

یہان یہہ گذرا وہان ہرکارہ جنگل اور پہاڑ کو ہوا اور بجلی کی طرح طے کرتا ہوا جنیر
مین شاہجہان پاس پہنچا۔ آصف خان کی انگوٹھی حوالہ کی۔ شاہجہان اوسکو
دیکھتے ہی مطلب سمجھہ گیا۔ شاید پہلے سے داماد اور خسر مین کوئی اشارہ اس انگوٹھی
پر مقرر ہو چکا ہوگا۔ اگرچہ شاہجہان کو باپ کے مرنے کا تاسف ہوا۔ مگر سلطنت کی تمنا
مین ایسا مسرور ہوا کہ اوسیوقت بے توقف مہابت خان کو ساتھہ لے آگرہ کی طرف
روانہ ہوا۔ راہی مین سے فرامین اپنے نام اور انتظام سلطنت کے کام کرتا چلا۔

آصف خان کو اپنے آنیکی اطلاع دی - اور لکہا کہ صلاح وقت یہی ہے کہ مرزا داور بخش
اور کرشاسپ اور شہریار اور طہمورث اور ہوشنگ سب کے سب اس دنیا سے دار الفنا
مین بہیجے جائین - چنانچہ اس حکم کے پہنچتے ہی آصف خان نے لاہور مین شاہجہان
کے نام کا سکہ اور خطبہ جاری کیا - اور ان سب کو دار الفنا مین بہیجا - اب خاندان
بابری مین سوا شاہجہان اور اوسکی اولاد کے کوئی باقی نہین رہا - یہہ ایک بڑا
سبق بادشاہ نے اپنی اولاد کو سکہایا - جسکا ثمرہ نہایت برا اوسکی اولاد کے آگے
پیش آیا - اب وہ منزل بمنزل طے کرکے ۲۶ جنوری ۱۶۲۸ء سنہ ۱۰۳۷ھ جمادی الاخری مین دار الخلافہ مین پہنچا
- اور اس شان و شوکت سے تخت پر بیٹہا کہ پہلے کوئی بادشاہ نہین بیٹہا تہا - ابو المظفر
شہاب الدین محمد صاحب قران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی مہر مین کندہ ہوا -
اوسی فرامین شاہی زیب پاکر چار دانگ طرف روانہ ہوئے - اور خطبہ پڑہا گیا - سکہ جاری ہوا
- ایک طرف سکہ کے کلمہ چار یار اور اوسکے گرد خلفاء اربعہ کا نام - دوسری طرف بادشاہ کا نام تہا
- شاہجہان مدت سے مصیبتین اوٹہا رہا تہا - اب تخت پر بیٹہہ کر اوسنے اپنے دل کے ارمان
نکالے اور طرح طرح کے عیش کے سامان جمع کرلئے - ایک ایک جشن کا سامان اگر بیان
کیا جائے تو ایک کتاب بنجائے - جشن کے دن دیوان عام مین وہ شامیانہ کہڑا ہوتا
جسکا نام اول بادل تہا - دیوان خاص کے میدان مین سہامنڈل خیمہ استادہ ہوتا - جسکا
کلس آسمان سے باتین کرتا تہا - یہہ سات برس کے عرصہ مین تیار ہوا تہا - اور اوسکے
کہڑا کرنے مین دو مہینہ صرف ہوتے - کشمیری پشمینون اور گجراتی کمخوابون سے وہ
بنا تہا - سونے چاندی کے ستونون پر کہڑا ہوتا تہا - پہر اوسکے آگے ایسی رنگین
شامیانے کہڑے ہوتے کہ ایک چمن بنجاتا پہر اوسمین رامشگران جادو فن نغمے گاتے تو

جان مین جان اور قالب مین روح آتی - پہر خوشبوئین جو اوسمین روشن ہوتی تھین دماغ معطر ہوتا - غرض جمیعہ معلوم ہوتا تہا کہ وضع بہشت زمین پر اوتر آیا ہے - پہر نثاری اور گوہر باری کا حساب نہ تہا - ہر سالگرہ کی جشن مین ایک کروڑ ساٹھ لاکھ کا خرچ پڑتا تہا - سونے روپے جواہرات کی پہولون کا چہم چہم مینہ برستا تہا کشتیان بہر بہر کر جواہرات کی نچہاور ہوتی تہین - امرا کو خلعتین اور جاگیرین عنایت ہوتی تہین زیادہ تر تکلف یہہ تہا کہ یہہ سامان جشن کا باہر دربار مین ہوتا تہا - شاہی محل مین ممتاز الزمانے مجلس پادشاہانہ اور محفل ملکانہ کو آراستہ کرتین - اور اور پادشاہ کے سر سے پا وسیقدر زر و گوہر اور جواہر نثار ہوتے جسقدر کہ باہر ہوتے پہلے جو تلادان سال مین دو دفعہ ہوتے تہے اب اونمین بہی زیادہ تکلف ہونے لگا اور سونا چاندی زیادہ اونمین کام مین آنے لگا - پہلی جشن کے دن جتنے بادشاہ کے ہوا خواہ اور خیر خواہ رفیق تہے اونکو بڑی دریا دلی سے جاگیرین اور منصب عنایت کئے - صف خان کو عضد الخلافہ تمین الدولہ کا خطاب اور شش ہزاری ہشت ہزار سوار اور پچاس لاکھ روپیہ کی جاگیر اور مہابت خان کو خان خانان سپہ سالار کا خطاب اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا مرحمت ہوا - اور اجمیر کی صوبہ داری اور اوسپر مزید ہوئی - اول ہی روز بادشاہ نے سجدۂ زمین بوس موقوف کیا - اور فرمایا کہ سجدہ خدا ہی کی ذات کے شایان ہے - آئندہ کے لئے تجویز ہوا کہ دونون ہاتہہ زمین پر ٹیک کر پشت دست پر بوسہ دین - مگر سادات والا درجات و فضلا اصلاح کار اور درویشان پرہیزگار اور گوشہ نشینان عبادت گزار مستثنے تہے اونکے واسطے بہی مقرر تہا کہ آئین تو سلام کرین اور جائین تو فاتحہ پڑہین

مگر اس طرح سلام مین بھی سجدہ کی صورت معلوم ہوتی تھی۔ اسلئے وہ بھی چند سال بعد موقوف کیا۔ اور تسلیم چہارم کا قاعدہ جاری کیا۔ اور پہلے خود دفاتر مین تاریخ اور ماہ ایرانی لکھی جاتی تھی۔ اونکو موقوف کیا۔ اور سنہ ہجری اور تاریخ و ماہ قمری کا تمام دفاتر مین رواج دیا غرض ایسی ایسی خفیف تغیر و تبدل سے مسلمانون کا دل خوش کیا +

نذر محمد خان والی بلخ و بدخشان کا حملہ کابل پر

جب نذر محمد خان والی بلخ و بدخشان کو جہانگیر کے انتقال کی خبر پہونچی اور اوسکو یہہ معلوم ہوا کہ شاہجہان بجانب دکن جنیر کے اندر ہے تو اوس نے اوزبکون کا لشکر لیکر کابل کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اور سارے ملک کو لوٹتا مارتا کابل پر آن پہونچا۔ یہان پادشاہ کے ایسے وفادار اور اخلاص کار جان سپار تھے کہ وہ اوزبکون سے لڑتے رہے جب پادشاہ کو یہہ خبر پہونچی تو اوس نے مہابت خان کو بیس ہزار سپاہ کے ساتھہ روانہ کیا۔ لشکر خان کو جب یہہ خبر نذر محمد خان کی معلوم ہوئی تو وہ لشکر لیکر پشاور مین پہنچا۔ اور وہان سے اپنے بیٹے سرافراز خان کو لشکر کے ساتھہ کابل روانہ کیا۔ جلال آباد سے بھی پادشاہی سپاہ وہان جا پہونچی۔ جب نذر محمد خان کو لشکر خان کے آنیکی خبر پہونچی تو اوسنے محاصرہ سے ہاتھہ اوٹھایا۔ اور گھر چلتا بنا۔ مہابت خان اس عرصہ مین سرہند تک پہنچا تھا کہ یہہ خبر آئی کہ اوزبک بھاگ گئے۔ اسلئے پادشاہ نے اوسے واپس بلا کر دکن کی مہم پر بھیجا۔ اور اہل کابل کی لٹی کھٹی عایا کو پادشاہ نے ایک لاکھہ روپیہ بھیجوایا

ججہار سنگھہ بندیلہ کی سرکشی

ہم پہلے لکھہ آئے ہین کہ نرسنگھہ دیو بندیلہ نے ابوالفضل کو قتل کیا تھا۔ اب اوسنے جب دیکھا کہ جہانگیر بیمار ہے۔ انتظام سلطنت وزیر کے ہاتھہ مین ہے۔ تو اوسنے تمام اپنے

ارد گرد کے زمینداروں کے پرگنے اپنے قبضہ مین کر لئے۔ اور بہت سامان دولت اور سپاہ کا مجمع کر لیا۔ مگر تین چار مہینہ پہلے جہانگیر سے مرگیا۔ جھجہار سنگھ اوسکا بیٹا گدی پر بیٹھا۔ اوسکو یہہ دولت اور ثروت بی محنت جو ہاتھہ لگی تو مست ہوگیا اور بادشاہ کو کچھ خیال مین نہ لایا۔ بادشاہ بطریق دورہ کے گوالیار کی طرف روانہ ہوا۔ اور بندیلہ کے ملک کیطرف تین طرف سے تیس ہزار کے قریب سپاہ اور توپخانہ اور بہت سا سامان روانہ کیا۔ آخر کو جھجہار سنگھ کو شکست پر شکست نصیب ہوئی۔ اور بادشاہی فوج نے کئی قلعے فتح کر لئے اور سنہ ۲ جلوس مین نتیجہ اسکا یہہ ہوا کہ مہابت خان کی سفارش سے اوسکا قصور معاف ہوا۔ اور بہت سا روپیہ جرمانہ لیا گیا۔ اور اوسکی جاگیر کا ایک حصہ ضبط ہو کر اون جوانمردون مین تقسیم ہوا جنہون نے اس لڑائی مین کارہائے نمایان کئے تھے۔

خان جہان لودی کی بغاوت کا بیان

خانجہان نسل مین بد اصل تھا۔ پیرا اوسکا نام تھا۔ خانخانان کا پہلے خدمت گار تھا مگر ایک شان اور نمود اور سینہ زوری اور مردانگی اوسمین وہ تھی جو لودیون کے امیرون مین ہوا کرتی ہے۔ عہد جہانگیری مین اوسنے وہ کام کئے کہ جنسے خانجہان بن گیا۔ اور ارکان سلطنت مین شمار ہوا۔ بارہا تم نے اوسکا حال پڑھا ہوگا کہ وہ دکن مین شاہزادہ پرویز کے ماتحت ہو کر گیا تھا۔ غرض دس برس ایک سپاہ عظیم بادشاہی رہتی تھی جب شاہزادہ پرویز کا انتقال ہوا تو وہی بالکل سپاہ اور ملک کا مالک ہوا۔ جہانگیر کے انتقال کے وقت وہ دکن مین صوبہ دار تھا۔ شاہجہان کو جب باپ کی مرنیکی خبر پہونچی تو اوسکو خانجہان کا کھٹکا تھا۔ اسلئے وہ بادشاہ اور نورجہان کی طرف سے اوسکے برباد کرنیکے لئے مستعین ہوا تھا۔ غرض اوسنے جان نثار خان کے ہاتھہ ایک عنایت نامہ اوس پاس بھیجا۔ اور لکھا کہ میرے سر پر چلو

مگر خانجہان نے نثار خان کو یون ہی ٹال دیا۔ اور شاہجہان کا کہنا نہ سنا۔ اور کیا کیا کہ نظام الملک سے مل گیا۔ کیا نمک حرامی کی ہے کہ کس سے ملا اور کس سے بگڑا۔ اور تمام بالاگہاٹ دکن کو سوا قلعہ احمد انگر کے اوسکو حوالہ کیا۔ یہہ قلعہ بہی اس سبب سے بچ گیا کہ قلعہ دار سپہ دار خان نے اوسکو نہین دیا۔ اور تمام سپاہ بادشاہی جو جا بجا متعین تہی اپنے پاس بلا لیا۔ اور سکندر دوبالی کیا اپنے ایک رشتہ دار کو برہان پور چہوڑ کر بہت سی جمعیت کے ساتہہ مالوہ کی تسخیر کے قصد سے چلا۔ اور اکثر گنات پر متصرف ہوا۔ مگر جب شاہجہان آگرہ مین پہنچکر بادشاہ ہوا۔ اور بعض رفقا اوسکے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوے تو اونسے بہی لاچار ہوکر ایک عرضی اپنی عفو تقصیرات کے واسطے بادشاہ کی خدمت مین بہیجی۔ بادشاہ نے اوسکا قصور معاف کر دیا۔ اور حکم دیدیا کہ وہ بدستور دکن مین صوبہ داری کرے۔ موافق حکم کے وہ برہان پور مین چلا گیا۔ مگر محال بالاگہاٹ کو نظام الملک سے واپس نہین لیا۔ اسلئے مہابت خان کو صوبہ داری دکن کی سپرد کی اور خان جہان کو مالوہ مین صوبہ دار مقرر کیا۔ جہار سنگہ بندیلہ کی لڑائی مین اونسے کارہاے نمایان کیے۔ اسلئے وہ دربار مین بلایا گیا۔ اور بادشاہ اوسپر بہت عنایت کرنے لگا آٹہہ مہینہ کا عرصہ اسمین گذر گیا +

خانجہان لودی کا آگرہ سے بہاگنا

مگر خانجہان کو بادشاہ کی طرف سے ہمیشہ خلجان رہتا تہا اطمینان نہ ہوتا تہا۔ بے جا فکر اور نا مراندیشی ہمیشہ اوسکو گہیرے رہتی تہی۔ ایک دن لشکری خان پسر مخلص خان نے اوسکے بیٹون سے کہا کہ کل نکلو اور تمہارے باپ کو بادشاہ قید کریگا۔ ان لڑکون نے باپ سے کہا۔ اس بات کو سنکر وہ ایسا وسوسہ مین پڑا کہ دو ہزار افغانون کو ساتہہ لیکر

اپنے گھر مین ہو بیٹھا اور دربار مین آنا چھوڑ دیا۔ بادشاہ نے اس گوشہ گزینی کا سبب پوچھا تو اوسنے اپنا اندیشہ بیان کیا۔ اسپر بادشاہ نے اسلام خان کو بھیجکر بڑی تشفی اور تسلی کی۔ اور امان نامہ دستخط خاص سے لکھکر بھیجدیا۔ وہ پھر دربار مین بادشاہ کے آنے لگا۔ مگر معلوم نہین کہ اصل مین کیا بات تہی کہ باوجود ان تمام باتون کے اوسکے دل سے یہہ اندیشہ نہ گیا۔ کہ بادشاہ اوسکی جان کے درپے ہے۔ غرض اوسنے یہہ سوچ سمجھکر کہ جو کچھ ہونا ہو ایک دفعہ ہوجائے۔ ایک اندھیری رات مین اپنے عزیز اور اقارب کو بلایا۔ اور دو ہزار اپنی قوم کے افغانون کو جمع کیا اور بیچ مین بال بچون کو ہاتھیون پر سوار کرکے نقارہ بجاتا ہوا بھاگ گیا۔ اوسیوقت بادشاہ کو خبر ہوئی۔ خواجہ ابوالحسن اور بڑے بڑے ارکان سلطنت فوج لیکر اوسکے پیچھے روانہ ہوئے۔ دھول پور کے قریب دریاے جہلم پر اوسکو راجہ پرتہی سنگھ راٹھور نے اور اور سردارون نے جالیا۔ افغانون اور راجپوتون مین سخت لڑائی ہوئی۔ پرتہی راج اور خان جہان مین اسمین معرکہ آن پڑا اور دونون برچھون سے اسمین زخمی ہوئے۔ بالآخر کار خانجہان کو شکست ہوئی۔ اور وہ اور ہمراہیون سمیت بھاگ کر تلوار کی آنچ سے بچکر دریاے چنبل مین کود پڑا۔ اور بہت سراسیمہ اور پریشان ہوکر دریا پار کیا۔ لڑائی کی آگ اور دریا کے پانی سے کچھ تھوڑے ہی رفیق اوسکے بچکر سرگردان اور پریشان دریا سے پار اوتر گئے۔ بادشاہی فوج نے اول تعاقب کا ارادہ نہین کیا۔ مگر جب تازی کمک آئی تو ارادہ کیا۔ مگر دریا سے عبور بغیر کشتیون کے نہین ہوسکتا تہا۔ اسلئے کشتیان جمع کرنے مین سات پہر کا عرصہ لگا۔ اسمین خان جہان کو فرصت مل گئی۔ اور وہ جنگلون مین راجہ وجیہار سنگھ کی عملداری مین چلا گیا۔ اس راجہ کے بیٹے بکرماجیت نے اوسکو راہ مین بتلا کر اپنے ملک سے

پادشاہی فوج جو اوسکے تعاقب مین پہونچی تو اوسکو اور راستہ بتلا دیا جسکے سبب سے وہ خانجہان کو گرفتار نہ کرسکے۔ اگر یکبارگی اسکو پکڑ لیتا تو جھگڑا تمام ہوجاتا۔ اور وہان سے احمدنگر کے بادشاہ اپنے پرانے دوست کے ملک مین چلا گیا۔ کوندانہ سے بالاگہاٹ کو جاتا تہا کہ اثنائے راہ مین بہلول مہانہ جاگیردار پالاپور۔ اور سکندر دوانی اوسکا رشتہ دار بہاگ کر چلے۔ اب ایک سے تین ہوگئے۔ اسسے بڑی تقویت اوسکو حاصل ہوئی

شاہجہان کا دکن مین جانا سنہ ۱۰۳۹ ۱۶۲۹

اب جب بادشاہ کو یہہ معلوم ہوا کہ یہہ تینون سرکش برہان نظام الملک کے ملک مین جمع ہین اور دریا خان رہیلہ بہی اونکے ساتہہ شریک ہوگیا ہے۔ اور نظام الملک اونکی دستیاری دل و جان سے کریگا۔ اسواسطے بادشاہ نے خود دکن کے جانے کا عزم کیا۔ اکتوبر ربیع الاول سنہ ۱۰۳۹ ۱۶۲۹ مین برہان پور مین رونق افروز ہوا۔ ایک لشکر بیس ہزار سوار کا تیار کیا۔ اوسکا سپہ سالار اراد تخان کو بنایا۔ اور اعظم خان کا اوسکو خطاب دیا۔

دوسرا لشکر پندرہ ہزار سوار کا مرتب ہوا۔ وہ راجہ گج سنگہ کے سپرد ہوا۔

تیسرا لشکر بہی پندرہ ہزار سوار کا تہا وہ آصف خان کے بیٹے شائستہ خان کے حوالہ ہوا۔ یہہ لشکر خانجہان اور نظام الملک کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے۔ ایک لشکر دس ہزار سپاہ کا راؤ رتن سنگہ کی سرداری مین تلنگانہ کے فتح کرنیکے لئے متعین کیا۔ ایک لشکر آٹہہ ہزار آدمیون کا خواجہ ابوالحسن کے سپرد ہوا کہ ناسک و ترنگ کو فتح کرے۔ اور موسم برسات تک کہین مقیم رہے +

دکن کی ریاستونکا بیان

شاہجہان کی اول آٹہہ برس سلطنت کی دکن کے جہگڑون مین بسر ہوئے۔ بیس برس کا

عرصہ گذرا تہا کہ اکبر نے دریا پر نربدا پار اوتر کر احمد انگر کی ریاست کو تہ و بالا کیا تہا۔ مگر ملک عنبر کی لیاقت نے اس بگڑی ہوئی سلطنت کو پھر بنا لیا تہا۔ غرض تین ریاستین گول کنڈہ اور بیجاپور اور احمد انگر کی دکن مین تہین اونہون نے اپنی اپنی پرانی سلطنتون پر دوبارہ قبضہ کر لیا تہا۔ فقط نصف مشرقی خاندیس اور اوسکے آس پاس کا حصہ ملک برار کا اور قلعہ احمد انگر ملازمان پادشاہی کے تصرف مین باقی رہ گیا تہا۔ دکن کی سلطنتون مین احمد انگر کی بڑی سلطنت تہی۔ اور وہ پادشاہی ملک کی متصل واقعہ تہی۔ ملک عنبر بے مرتضےٰ شاہ کو پادشاہ برائے نام بنایا خود پادشاہی کرتا تہا جب وہ مر گیا تو خود پادشاہ انتظام سلطنت مین مصروف ہوا۔ اگر ملک عنبر کے بیٹے لائق اور منتظم ہوتے تو یہہ اون کے ہاتہون مین بہی گڈہا بنا رہتا۔ مگر وہ محض نالائق تہے۔ بڑا بیٹا اوسکا فتح خان مقید ہوا۔ اس پادشاہ سے ایسی سوء تدبیری ہوئی کہ اوسکی سلطنت تمام دکن کے فسادون کی مرکز بن گئی۔ ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور کا اوسی زمانہ مین انتقال ہوا تہا کہ ملک عنبر مرا تہا۔ اسوقت اوسکی سلطنت کو بڑی رونق حاصل تہی۔ محمد عادل شاہ اوسکا بیٹا تخت پر بیٹہا تہا۔ گول کنڈہ کا پادشاہ عبداللہ قطب شاہ تلنگانہ مین توسیع ملک کی لئے ہندوؤن سے لڑ رہا تہا۔ غرض یہہ دونون پادشاہ مسلمان پادشاہون کی لڑائی بہڑائی مین شریک نہین ہوئے۔

ناسک و ترنبک و سنگمنیر پر لشکر کشی

ہم پہلے لکہہ آئے ہین کہ خواجہ ابوالحسن اس مہم کے واسطے منصرم مقرر ہوئے تہے۔ برسات تک وہ قلعہ للنگ مین مقیم رہے۔ پہر بکلانہ کی راہ سے ناسک و ترنبک کی طرف متوجہ ہوئے۔ راہ مین اور فوجین بہی اون کی کمک کے لئے آگئین۔ ملک کی

ویرانی کے سبب سے کہانے پینے کے اسباب کی قلت ہوتی تھی اسلئے خواجہ نے ایک سپاہ کا حصہ اس کام کے واسطے متعین کیا کہ وہ سامان رسد بہم پہنچایا کرے۔ یہہ فوج بہت سی دشمنون کو قتل کرکے خوب سامان بہم پہنچاتے۔ نظام الملک نے اس سپاہ کے مقابلہ کے واسطے محلدار خان اور داداپنڈت کو بھیجا۔ اونکے ساتھہ سواروں کا بڑا لشکر تھا۔ اس سپاہ سے مقابلہ کرنے کے لئے خواجہ نے شاہ نواز خان کو بھیجا۔ اونسے دشمنون کو مار کر بھگا دیا۔ اور تمام مال اسباب و سکا چھین لیا۔ محلدار خان سراسیمہ ہوکر قلعہ چاندور مین بھاگ گیا

اعظم خان کی تاخت خانجہان پر

برسات کی ختم ہوتے تک لشکر بادشاہی دیول گانون مین مقیم رہا۔ اب اونسے دشمنون پر حملہ کرنیکے واسطے کوچ کیا۔ جب بہلول اور سرکشون کو خبر پہنچی تو اونہون نے بھی جالنا پور سے پاتہری کی طرف کوچ کیا۔ اعظم خان نہایت چست و چالاک افسر بادشاہی تھا کوچ پر کوچ کرکے رام ہوری پر کہ بان گنگ کے کنارہ پر واقع ہے پہنچا۔ یہان معلوم ہوا کہ لشکر نظامیہ دہارور کے گھاٹ پر ہے۔ اور خانجہان ابھی بیری مین ہے وہان سے چلا نہین۔ اور اس انتظار مین بیٹھا ہے کہ لشکر جو تحصیل محصول کے واسطے اوس نے بھیجا تھا وہ جمع ہوجائے۔ اور بہلول دہارور سے اور دریا خان تلونسہ سے اوس پاس آجائین۔ تو بادشاہی لشکر سے مقابلہ کرجائے۔ اعظم خان نے اس خبر پر یہہ سوچ کر کوچ کیا کہ اسسے پہلے کہ ان سب سرکشون کا اجتماع خان جہان پاس ہو اونسے لڑنا مناسب ہے۔ جب وہ مہگاؤن مین پہنچا تو اوسے معلوم ہوا کہ خانجہان راجوری مین کہ مچھلی گانون سے چوبیس کوس پر ہے چلا گیا۔ اور وہان اسباب غنیمت لشکر مین تقسیم کررہا ہے۔ اور یہہ اوسکا ارادہ ہے کہ جسوقت لشکر بیری کے پاس پہنچے تو کوچ کردے

اعظم خان نے مچھلی گانون مین کچھہ لشکر اور سردار چھوڑے۔ اور خود سپاہ کو لیکر خانجہان کے پیچھے گیا۔ وہ ہوقت ایک پہاڑ کے نیچے پیری سے چار کوس پر تہا۔ صف شکن خان کو اوسکے مقابلہ کے لئے بہیجا۔ خانجہان نے اپنے بیٹے عزیز کو اوسکے مقابلہ کے لئے روانہ کیا عزیز کا پیر میدان جنگ مین نہ جما۔ باپ پاس بہاگ کر چلا گیا۔ اب خانجہان خود بہتون کا لشکر لیکر میدان جنگ مین آیا۔ اور شکست پائی۔ افواج شاہی نے بہت سا اوسکا مال اسباب چہین لیا۔ وہ بہاگ کر پہاڑون مین چلا گیا۔ جب یہان لشکر شاہی نے پیچہا اوسکا نہ چہوڑا تو اوسنے اپنی جورو بچون کو ایک ہتنی پر سوار کر کے بہوگانون روانہ کیا۔ اور خود پہر لڑائی پر آمادہ ہوا۔ راجپوتون نے پادشاہ کی طرف خوب داد مردانگی دی۔ اور ایسی پادشاہی فوج کو کمک پر کمک پہنچی کہ افغانون کی لڑائی سے دانت کہٹے ہوگئے۔ اور وہ پہاڑ سے اوتر کر بہاگے۔ پادشاہی فوج نے تین کوس تعاقب کیا۔ مگر کئی پہر سے لڑ رہے تہے اسلئے تہک گئے تہے آگے اور تعاقب نہ کر سکے مگر ولیش دکہنی کی سپاہ تازہ دم آئی اوسکو تعاقب مین روانہ کیا۔ خانجہان ایسا تنگ ہوا کہ اوسنے اپنے جورو بچون کو گہوڑون پر سوار کیا۔ اور وہ ہتنی بہی جسپر وہ سوار تہے چہوڑی۔ اوسکو پادشاہی آدمیون نے پکڑ لیا۔ غرض ایسا اوسکو تنگ کیا کہ وہ کوہستان مین بہاگ گیا۔ اب اعظم خان بیری مین آگیا۔ یہان کچھہ آرام کیا۔ اب خانجہان سے دریا خان کا لشکر جا ملا۔ ان دونون نے بہوگانون سے بیضاپور مین جانیکا ارادہ کیا۔ ساہوجی بہونسلہ نے نظام کے ملک سے دولت آباد مین آنے کا قصد کیا۔ جب اعظم خان کو اسکی خبر ہوئی تو بیس ہزار سوار لیکر بہوگانون کی طرف کوچ کیا۔ نظام کی سپاہ کا سپہ سالار ساہوجی بہونسلہ تہا۔ وہ جادو راے کا داماد تہا۔ اس

اس جادو راے کو نظام الملک نے مار ڈالا تہا۔ اسلئے ساہوجی بہونسلہ نظام سے جدا
ہوکر پرگنہ پونہ اور ماگہہ مین مقیم تہا۔ اونسے اعظم خان کو لکہا کہ اگر بادشاہ مجہکو اپنا ملازم
بنائے تو مین حاضر ہون۔ اعظم خان نے بادشاہ کو لکہا۔ اونسے اس درخواست کو منظور
کیا۔ ساہوجی بہونسلہ دو ہزار سوارون کے ساتہہ بادشاہ پاس چلا گیا۔ اور اوسکے اور
بہائی بند سب کے سب بادشاہی لشکر سے جا ملے۔ اس سبب سے نظام الملک کی کمر ٹوٹ گئی
۔ مگر وہ اپنی اس ہٹ سے نہین ہٹا کہ جو کچہہ فیصلہ ہو لڑائی سے ہو۔ جب خانجہان
اور دریا خان کو بادشاہی لشکر کی خبر ہو گانون کی طرف آنے کی پہنچی تو وہ بیضاپور
سے چلکر دولت آباد سے آدہ کوس پر جا پڑے۔ اور نظام الملک بہی نظام آباد سے
دولت آباد مین آگیا۔ دریا خان ایک ہزار سوار لیکر چاندور اور گہاٹ چالیس گانون
کی طرف اس ارادہ سے روانہ ہوا کہ رندول اور ڈبرن گانون پر قبضہ کرے۔ بادشاہ
نے اسکے سرکوبی کے واسطے عبد اللہ خان بہادر کو مقرر کیا۔ یہہ خبر سنکر دریا خان اون
دہات اور قصبات کو لوٹتا ہوا بالا گہاٹ پر گیا۔ چونکہ سوہت دولت آباد کے گرد بارش
کے ہونے سے سخت قحط پڑ رہا تہا۔ اسلئے اعظم خان نے دولت آباد کی طرف لشکر
لیجانے کا ارادہ نہ کیا۔ بلکہ اونسے یہہ ارادہ کیا کہ دہارور مین جو بہلول اور حضرت خان
سرکش مجتمع ہین اونکی خبر لے۔ غرض اس ارادہ سے مانک دودہ سے گہاٹ کی طرف
کوچ کیا۔ دشمنون سے ایک سخت لڑائی ہوئی۔ بادشاہی فوج کو فتحیابی حاصل
ہوئی۔ سب دشمن بہاگ کر دولت آباد مین چلے گئے۔ اب خان اعظم کو معلوم ہوا دولت آباد
مین دشمنون کو غلہ اور گہاس اور سامان ضروری قحط کے سبب سے بہم نہین پہونچتا
اسلئے وہ بالا گہاٹ ہوکر دہارور کی طرف چلے ہین۔ اوسکا ارادہ ہوا کہ راہ ہی مین اوسکو روکے

پھر یہہ خبر ملی کہ دشمنون نے ہاتھی اور اسباب قلعہ دہارور مین بھیجدیا ہے۔ اور خود وہ پائین گہاٹ کی طرف جانیکا ارادہ رکھتے ہین۔ اسلئے وہ دہارور سے تین کوس پر آکر مقیم ہوا۔ یہہ قلعہ نہایت مستحکم مقام پر واقع تہا۔ مگر بادشاہ کی سپاہ اس کثرت سے تہی کہ اوسکے سامنے اس استحکام نے کام نہ دیا۔ قلعہ کو توپ گولہ کے زور سے توڑ پھوڑ فتح کرلیا۔ اب نظام الملک کو سوا اسکے کوئی چارہ نہ تہا کہ ادہر ادہر ہر قلعہ مین چہپتا پھرے اور بے ترتیب لڑائیان لڑے۔ اسی اثناء مین عادل شاہ والی بیجاپور نے بہی دو سردارون کے ماتحت دس ہزار سپاہ اعظم خان پاس بہیجے اور بادشاہ کے ساتھہ اخلاصمندی ظاہر کی۔ اونہون نے یہہ درخواست کی کہ قلعہ دہارور عادل شاہ کو عنایت ہوتا کہ اوسکا اعزاز سارے دکن مین ہوجائے۔ مگر یہہ درخواست نامنظور کی اور یہہ کہا کہ اس قلعہ کے فتح کرنیکے لئے پہلے عادل شاہ کو لکہا گیا تہا۔ مگر اونسے کچھہ نہ سنا۔ اب وہ بڑی محنت اور جانکاہی سے ہم نے فتح کیا ہے اوسکو نہین دے سکتے۔ مگر گہاٹون کی نشیب مین جو دشمن گہسے ہوئے ہین اونکے روکنے کیواسطے اس لشکر کو متعین کیا۔ اور آپ دشمنون کے پیچہے قلعہ بقلعہ پڑا پہرا۔ اور اوسکا پیچہا نہ چہوڑا +

خانجہان اور دریاخان کا دکن سے بہاگنا

خانجہان کو نظام الملک کا بڑا بہروسہ تہا۔ جب اونسے دیکہا کہ خود اوسکا ملک اس طرح بادشاہی لشکر پامال کررہا ہے تو اوسکو امید نظام کی رفاقت سی اب کچھہ نہ رہی۔ اور یہہ اونسے ارادہ کیا کہ پنجاب کی نواح مین بہاگ جائے۔ اور وہان اپنی قوم کے افغانون کو بادشاہ سے لڑنیکے لئے تیار کرے۔ وہان بادشاہ سے اسوقت شمال کی قومین لڑہی رہی تہین۔ مگر یہہ ارادہ وہ پورا نہ کرسکا جسوقت وہ دکن سے نکلکر مالوہ کی طرف چلا۔

عبداللہ خان بہادر جو اوسکے تعاقب کے لئے پہلے ہی سے بادشاہ نے متعین کر رکھا تھا۔
اوسکے پیچھے پڑا۔ اور بادشاہ کو اس امر کی اطلاع دی۔ بادشاہ نے سید مظفر خان کو اور اوسکے
پیچھے مالوہ روانہ کیا۔ غرض یہہ اور بادشاہی امیر اوسکے چاروں طرف سے پیچھے پڑے
اور وہ ملک کو غارت اور تباہ کرتا اجین مین پہنچا۔ اور یہان سے وہ مندسور ہوتا ہوا
تال گانون مین چلا گیا عبداللہ خان بہی اوسکی قریب پہنچ گیا تو وہ سرونج مین چلا گیا
یہان سے پچاس ہاتہی بادشاہی جہین کر لے گیا۔ غرض تمام مالوہ کو لپیٹ سپیٹ
وہ بندیل کہنڈ مین پہونچا۔ جب وہ آگرہ سے بہاگا تہا تو بکرماجیت نے اوسکو راستے مین
تہے اسلئے وہ بادشاہی عتاب مین معتوب تہا۔ اب اپنے پہلی تقصیر کی مکافات کے لئے
اور شرمندگی مٹانیکے واسطے وہ بہی خانجہان اور دریاخان کے پیچھے پڑا۔ اور دریاخان
جو چنداول یعنے پچہلی فوج کا سردار تہا اوسنے معرکہ آرا ہوا۔ اس لڑائی مین چار سو افغان
مارے گئے۔ اور دریاخان بہی مارا گیا۔ اور دو سو بندیلی بہی کام آئے۔ دریاخان کا سر
بادشاہ کی خدمت مین تحفۂ پیش کش کیا گیا۔ اس جلد مین بادشاہ نے بکرماجیت کو
راجہ جگراج کا خطاب دیا۔ اب خانجہان کی دریاخان کے مارے جانے سے اور کمر ٹوٹ گئی۔
اور سراسیمہ اور پریشان ہوکر اوسنے یہہ چاہا کہ مین کسیطرح گمناموں کی طرح فرار
ہوجاؤن۔ غرض وہ موضع نمی مین پہنچا۔ وہان مظفر خان نے اوسکو جا دبایا۔ اوسنے
نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا۔ اور بڑی دیر تک لڑتا رہا مگر کچہہ فائدہ نہ ہوا۔ اوسکا بیٹا
محمود مارا گیا۔ اور بہت سی ہمراہی اوسکے کام آئے۔ بہت سے آوارہ اور سرگردان ہوگئے
وہ کچہہ ہمراہیون سمیت قلعہ کالنجر مین پہونچا۔ قلعہ دار کالنجر بہی اوسکے روکنے کیواسطے
مستعد ہوا۔ رستہ مین ایک اور بیٹا اوسکا ہاتہیون سمیت گرفتار ہوگیا۔ غرض اب وہ

بہت خستہ حال ہوا۔ اور وہ کنارہ نہ پہونچا۔ یہی مقام اوسکا مقطع زندگی تہا۔ اوسکو بادشاہی سپاہ نے گہیر لیا۔ اس دم تک جو ہم دم اوسکے دم کے ساتہہ تہے اونسے کہا کہ اے میرے یارو اور ہم دمو اب آگے بڑہنے کی سکت نہین۔ اب میری قضا آن پہنچی ہے اب تمہاری امداد سے کچہہ فائدہ بہی نہین سو حق آپکی تئین تکلیف نہ دو۔ راہ فرار بازے اپنی اپنی راہ لو۔ یہہ بات اوسکی رفقا باد فاسکر رو دئے۔ اور جان دینے پر امادہ ہوئے سید مظفر نے اوسکو گہیر لیا۔ وہ رستمانہ لڑا جب تک ہاتہہ پیر چلے ہتیار چلاتا رہا۔ آخر کو مادہو سنگہ کے برچہے سے ہلاک ہوا۔ اوسکا سر اور اوسکے عزیز بیٹے کا سر اور اونسنگہ کرکٹ کر عبد اللہ خان بہادر نے بادشاہ کی خدمت مین بہیجا جسکے جلد و مین اوسکو منصب اور جاگیر عطا ہوئی۔ خان جہان کے سب بیٹے مارے گئے یا گرفتار ہوئے۔ یہہ واقعہ ۱۰۴۰ھ ۱۶۳۰ء کا ہے۔ بادشاہ پاس جب یہہ سر پہنچے تو اونسنے شادیانے بجوائے۔ طالب کلیم نے خان جہان کے مرنے کی یہہ رباعی کہی۔ اور بادشاہ کو سنا کر اپنا دامن روپیون اشرفیون سے بہرا۔

رباعے

این مژدہ فتح از پے ہم زیبا بود + + این کیف دوبالا چہ نشاط افزا بود

از رفتن دریا سر پیرا ہم رفت + + گوہر او حباب این دریا بود

احمد انگر کی نظام الملک سے لڑائیون کا ہونا ۱۰۴۰ھ ۱۶۳۰ء

خان جہان تو ناکام مارا گیا مگر دکن اوسکے آفت مین گرفتار ہوا۔ اعظم خان نے لشکر نظام کا پیچہا نہ چہوڑا۔ لشکر نظام جب دولت آباد کی طرف آنے لگا تو نظام نے اس لشکر سے یہہ کہا کہ اگر ادہر آؤگے تو لشکر شاہی بہی ادہر آئیگا اسلئے بہتر ہے کہ بیجاپوریون کے لشکر کی طرف جاؤ۔ اور شولاپور اونکے حوالہ کرو اور اونسے متفق ہو کر بادشاہی لشکر سے

چنانچہ لشکر نظام رام دودہ سے بالاگہاٹ کی طرف متوجہ ہوا۔ اعظم خان جالنا پور سے
بالاگہاٹ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور شاہ گڈہ مین آکر مقیم ہوا۔ اور انبہ چوکائی کے قلعہ کا سامان
درست کیا۔ اور سپہ سالار لشکر عادل شاہ کو اوسنے یہہ لکہا کہ تم کو اسواسطے متعین کیا
تہا کہ اگر لشکر نظام بالاگہاٹ پر آنیکا قصد کرے تو اوسے جب تک روکے رہو کہ بادشاہی
لشکر پہنچے۔ اب یہہ لشکر بانک دودہ سے آتا ہے اونکو مت آنے دو۔ سردار لشکر نے اوسکا
یہہ جواب دیا کہ میری سپاہ مین سے بہت سے آدمی چلے گئے ہین مین اوسکا مقابلہ نہین کرسکتا
اب مین نے عادل شاہ کو عرضی لکہی ہے جو کچہہ حکم ہوگا عمل کرون گا۔ عادل شاہ اول تو
اپنے موروثی دشمن والی احمد انگر کی دولت سے خوش ہوا۔ مگر وہ اوس خطرہ سے بہی
واقف ہوگیا کہ جب دشمن نے نظام کو نہین چہوڑا مجہے بہی نہین چہوڑیگا جب اسسے فارغ ہوگا تو
میری خبر لیگا۔ اس سبب سے بہت مضطراب اوسکو ہوا۔ اور نظام شاہ کی امداد پر مستعد ہوا
مگر اب وقت ہاتہہ سے نکل گیا تہا۔ اور نظام الملک اپنی حماقت کی ثمرون سے محفوظ
نہین رہ سکتا تہا۔ اب اعظم خان کو بہی معلوم ہوگیا کہ نظام الملک اور عادل شاہ
کی باہم مصالحت اس بات پر ہوگئی ہے کہ قلعہ شولاپور نظام الملک عادل شاہ کو دلائے
اسیوقت شیخ معین الدین بیجاپور سے عادل خان کے پیشکش اور شیخ محی الدین کلکندہ سے
قطب الملک کی نذر لیکر شاہجہان پاس جاتے تہے اعظم خان کو یہہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہین
مخالفین محی الدین کو راہ مین لوٹ نہ لین اسلئے اوسنے قلعہ پرینڈہ کو حسین دشمنون کے
بہت سے ہاتہی اور اسباب موجود تہا تسخیر کرنیکا ارادہ کیا۔ قصبہ پرینڈہ پر تو جاتے ہی قبضہ
کرلیا۔ مگر قلعہ پرینڈہ ہس سبب سے ہاتہہ نہ لگا دانہ گہاس کے جانورون کے واسطے اور ہر سپاہی
ضروری کے سپاہیون کے لئے ایسی قلت ہوئی کہ قلعہ کے محاصرہ بے نیل مرام اوٹہانا پڑا

اور عظم خان نے قلعہ دہارور کا ارادہ کیا راہ مین دشمنون سے لڑتا بھڑتا وہ اس قلعہ مین داخل ہوا
۔اب ہم قحط سالی کا حال لکھتے ہین جسکے سبب سے ان لڑائیون مین لشکرون کو بڑی تکلیفین
اور ہلاکتین پڑین +

دکن اور گجرات مین قحط

جسوقت یہہ لڑائیون کی آفت ملک دکن مین برپا ہو رہی تہی وہان ایک اور مصیبت
آئی کہ ۱۰۳۹ھ ۱۶۲۹ء مین بالاگہاٹ اور دولت آباد مین بارش کی قلت ہوئی۔ اور قحط کی
صورت رونما ہوئی ۱۰۴۰ھ ۱۶۳۰ء مین سارے دکن اور ملک گجرات مین بالکل مہینہ نہ برسا تو یہہ زلزلہ جیسا
کہ لوگون پر کیا گذر گیا۔ آدمی آدمی کو کہاتا تہا مائین بچون کو چباتی پر نہ کہلاتی تہی۔
ہنڈیون مین پکا پکا کر کہاتی تہین۔ کتے تک کا گوشت لوگ کہاتے تہے۔ مردون کی ہڈیون کو
پیس پیس کر آٹے مین ملا کر بیچتے تہے۔ ہر چند بادشاہ کی طرف سے سزائین اس حرکت پر پاتی تہی
مگر پہر باز نہ آتے تہے۔ اشرافون کی بہو بیٹیان روٹی کے سوکہے ٹکڑون پر بکتی تہین
مگر کوئی سوال نہ لیتا تہا۔ روٹی کی قیمت انسان کی جان سے زیادہ گران تہی۔ ہزارون نے
بے خان و مان ہو کر شاہ و اب ملکون کی طرف چلے۔ مگر منزل مقصود پر پہنچتے پہنچتے راہ ہی
مین آخر منزل پر پہنچ گئے۔ راہو مین اونکے ایسے ڈہیر لگ گئے کہ راہین بند ہو گئین۔ الامان
الامان کیا آفت برپا ہوئی۔ جو ملک اس مصیبت سے برباد ہوے وہ مدتون مین آباد ہوے
ضلع کے ضلع سوے کے سوے رہ گئے۔ شاہجہان نے حتی الامکان اس بلا کے گھٹانے مین
کوشش کی۔ احمد نگر اور برہان پور مین جابجا لنگر خانے جاری کئے۔ اور ہزارون
بہوکون کا پیٹ آش اور نان سے بہرا۔ برہان پور مین جہان وہ تہا۔ پانچ ہزار روپیہ
روز غربا اور مساکین مین تقسیم ہوتا۔ اور پیر کے دن کہ روز جلوس وسکا تہا ایک لاکھ روپیہ

غرض ستر لاکھ روپیہ اوسنے خرچ کیا اور گیارہوان حصہ محصول کا اس قحط زدہ ملک معاف کردیا۔

احمد انگر کے بادشاہ کا نا راجانا

نظام الملک نے اپنے وزیر فتح خان کو جو ملک عنبر کا بڑا بیٹا تہا عہدہ سے معزول کیا۔ اور اوسکی جگہہ مقرب خان کو جو تر کی غلام تہا مقرر کیا۔ مگر جب اوسنے دیکہا کہ اوسے اس عہدہ کا اہتمام اور انتظام اچہی طرح نہو سکا تو اوسکو معزول کرکے پہر فتح خان کو قید سے رہائی دیکر وزیر مقرر کیا۔ مقرب خان کو نظام کا یہہ سلوک بہت برا معلوم ہوا۔ اور وہ شاہجہان پاس آ نکر مل گیا۔ اوسکو بادشاہ نے پنجہزاری ذات کا منصب عطا کیا۔ اب فتح خان یہہ سوچا کہ نظام نے اسوقت اضطرار کی حالت مین مجہے رہا کردیا ہے۔ مگر جب اوس کو اطمینان خاطر ہوگا۔ تو وہ پہر اوسکو قید خانہ مین بند کریگا۔ اسلئے اوسنے نظام کو قید کردیا۔ اور صف خان یمین الدولہ کی معرفت ایک عرضی بادشاہ پاس بہجوائی کہ مین نے حضور کے دولت خواہی اور ہوا خواہی کے سبب سے نظام کو قید کیا ہے۔ امیدوار تر احم شاہی کا ہون۔ بادشاہ نے اوسپر حکم دیا کہ اگر سچا ہوا خواہ ہے تو نظام کا کام تمام کرے۔ غرض اس حکم پر اوسنے برہان نظام الملک کو خفیہ ٹہکانے لگایا۔ اور مشہور کردیا کہ وہ اپنی موت مرگیا۔ اور اوسکے دس برس کے لڑکے حسین نظام الملک کو تخت پر بٹہایا۔ اور یہہ سارا حال بادشاہ کو لکہہ بہیجا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ حصار دولت آباد مین ہاتہی بہت ہین اور وہان اونکے کہانے کی لئے قلت ہے۔ اونکو اور تمام جواہرات نظام کو اپنے بڑے بیٹے کے ہاتہہ حضور مین فوراً روانہ کرو۔ جب عرائض منظور اور مقبول ہونگی جو قت اس نذر کے بہیجنے مین توقف ہوا تو بادشاہ نے وزیر خان کے ہمراہ سپاہ روانہ کی

مگر فتح خان نے اپنے بڑے بیٹے عبدالرسول کے ہاتھہ ہاتھی اور تمام جواہرات نظام کے بادشاہ پاس بھیجدیئے۔

قلعات قندہار اور تلتم اور سیوندہ

ہم پہلے لکھہ آئے ہین کہ راؤرتن کے ہمراہ دس ہزار سپاہ ملک تلنگانہ کی فتح کے لئے متعین ہوئی تہی۔ اب راورتن مرگیا اوسکی جگہ نصیری خان مقرر ہوا تہا۔ اس ملک مین قلعہ قندہار متانت اور استحکام مین مشہور تہا۔ صادق خان اس قلعہ مین قلعہ دار تہا اوسوقت نصری خان نے اوسکی فتح کا ارادہ کیا۔ جب سپاہ بادشاہ کی اسکے قریب آئی تو ایک لڑائی ہوئی اوسمین بادشاہ کی فوج کامیاب ہوئی۔ اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ توپ گولہ مدت سے حصار نشینون کا جب دم ناک مین آیا تو صلح کے پیغام بھیجے۔ نصیری خان نے منظور کیا۔ صادق خان نے قلعہ کی کنجیان اوسکے حوالہ کین۔ اعظم خان بہی اس قلعہ کی سیر کو آیا تو وہ دیکھہ کر نہایت متعجب ہوا۔ ایک بڑا توپخانہ اس فتح سے بادشاہی فوج کے ہاتھہ لگا۔ سپہدار خان نے کچھہ لڑائی کے بعد پہلے قلعہ تلتم کو فتح کیا اور پہر قلعہ سیوندہ کو۔

بادشاہی فوج پر نظام کی فوج سے صدمہ پہنچنا

اب اعظم خان کا کام اس قلعہ مین کچھہ نہ رہا۔ اوسکو نظام کی فوج کا دغدغہ لگ رہا تہا کہ کہین وہ خزانہ جو بادشاہ نے بہیجا ہے لوٹ نہ لین۔ غرض وہ دورول کی طرف روانہ ہوا۔ موسم برسات کا آگیا تہا اسلئے اعظم خان کی یہہ صلاح ہوئی کہ اس موسم کو برگنہ بہالکی حیتگوپہ مین کہ تواب سبز ہے رہا بسر کرین۔ عادل شاہ نے اپنی سردار رندولہ کی معرفت کئی دفعہ پیغام صلح کا بہیجا تہا۔ اور محی الدین نند کا سالا بہی بیدر مین موجود ہی تہا۔ اس قرائن سے اصل حال یہی معلوم ہوجاتا ہے کہ عادل شاہ کا کیا ارادہ ہے۔ اگر رندولہ سچا ہوگا تو عادل شاہ کی تقصیرات معاف کردیجائینگی۔ اور نہین تو موقع اوسکی ملک کو تاخت و تاراج کرنے کا

ہاتھ لگے گا۔ یہہ منصوبہ سوچ کر وہ چلا۔ مگر ایک سپاہ جو سامان رسد بہم پہنچانے کے لئے روانہ ہوئی تہی اوسکو عادل شاہ اور نظام الملک کی سپاہ نے گھیر لیا۔ اور صدمہ عظیم پہونچایا۔ کئی نامی سردار مارے گئے۔ بہادر خان اور محمد یوسف خان زندہ دشمنوں کے ہاتھہ قید ہوئے۔ اور دشمن اسی کو فوز عظیم سمجھہ کر چلدئے۔ اعظم خان پیچھے آیا۔ مگر راہ مین اس سبب سے کہ مدت سی لڑائیان ہورہی تہین ملک ایسا ویران پڑا تہا کہ سپاہ کو بہت تکلیف ہوئی۔ راہ مین دشمنون سے کئی جگہ لڑائیان ہوئین۔ غرض بہزار دقت اور دشواری پہر قلعہ قندہار مین سپاہ گئی۔ اعظم خان سے دونو دفعہ یہہ غلطی ہوئی کہ اوسنے اس بات کو خیال نہین کیا کہ ملک قحط سالی اور لڑائیون سے ویران ہورہا ہے سامان رسد کا کہان سے بہم پہنچے گا۔ قلعہ پرینڈہ کا محاصرہ بہی اسی سبب سے اوٹہانا پڑا تہا۔ اب یہہ ہزیمت بہی اسی سبب سے اوٹہانی پڑی +

آصف خان یمین الدولہ کا بالا گہاٹ روانہ ہونا اور بیجاپور کا محاصرہ سنہ ۱۰۴۱ھ ۱۶۳۵ء

عادل شاہ ہوقت کم عمر تہا۔ اوسکا وزیر اخلاص خان اوسکا مالک تہا وہی سارے کام کرتا تہا پادشاہ نے بڑے ساز و سامان سے آصف خان کو ۱۰۴۱ھ کی آخر مین روانہ کیا کہ عادل شاہ کو خواب غفلت سی بیدار کرے۔ اگر وہ اپنے باپ کی طرح اطاعت اختیار کرے تو اوس سے پیشکش روانہ کرائے۔ اگر کشمکش کرے تو اوسکے ملک کو ضبط کرے۔ اب یہہ لشکر روانہ ہوا۔ ندیر مین سباجی اندہیوڑا۔ یمین الدولہ خود قلعہ قندہار کا ملاحظہ کرنے گیا۔ وہان سے واپس آکر لشکر کے ساتہہ ہوا۔ قلعہ بہالکی کو فتح کیا۔ اور وہان لشکر کو بڑی غنیمت ہاتہہ لگی۔ اور قلعہ والکی کا سامان ہاتہہ لگا۔ قلعہ کے اندر ایک مسجد مین بارہ

اوڑنے سے بادشاہی آدمیون کا نقصان ہوا - بادشاہ نے یمین الدولہ کو حکم دیدیا تھا کہ
اگر فتح خان اپنے وعدہ کے موافق اطاعت اختیار کرے تو جو ملک نظام کا بادشاہی قبضہ
مین آگیا ہو وہ اوسی کو دیدیا جائے - اسلئے یہہ قلعہ بہالکی فتح خان کے سپرد کیا گیا -
پہر یمین الدولہ گلبرگہ مین آیا - شہر کو سرسواری فتح کرلیا - قلعہ کا فتح کرنا تضیع اوقات
سمجھا - اور سیدہا بیجاپور چلا گیا - اور وہان نورسپور اور شاہ پور کے درمیان بیجاپور کے
پاس ایک تالاب پر خیمہ زن ہوا - اب عادل شاہ کی آدمیون سے روز ہنگامہ کارزار گرم ہونے لگا
- اگر عادل شاہ ہوقت بہی عقل اور ہوشیاری سے کام نہ لیتا تو اوسکا حال بہی نظام شاہ
کا سا زبون ہوتا - اوسنے شہر کی حفظ و حراست مین بدرجۂ غایت جد و جہد کی - اور بادشاہی
فوج جو گہاس اور لکڑی اور سامان رسد کے لئے جاتی اوسے لڑنیکے واسطے ہمیشہ فوج متعین کی
- اور ایک یہہ حکمت و چال کی کہ اول اپنے ایک معتمد شیخ دبیر کو صلح کا پیغام لیکر یمین الدولہ
پاس بہیجا - جب اوسکی بات کو اوسنے نہ سنا تو محمد امین کو بہیجا اور یہہ آلیسمین قرار داد ٹہرا کہ
عادل خان مبلغ چالیس لاکہ روپیہ اور ہاتہی برسم پیشکش بادشاہ پاس بہیجے - اور اطاعت
کا اقرار کرے تو بیجاپور کا محاصرہ اوٹہالیا جائے - بہادر خان اور یوسف خان بادشاہی
سردار جو اونکے ہان قید تہے وہ بہی اوسنے چہوڑ دئے - اب یمین الدولہ اس انتظار
مین بیٹہا رہا کہ یہہ عہدنامہ دستخط ہوکر اوسکے پاس آئے - مگر وہ نہ آیا - اور یہہ ایک اور گل کہلا
کہ ایک نوشتہ یمین الدولہ کے ہاتہہ لگا جسمین لکہا ہوا تہا کہ بادشاہی لشکر بیشمار ہے - اوسکے
لئے سامان رسد دشوار ہے چند روز مین اس بے سامانی رسد سے خود پریشان اور پراگندہ ہوجا
- اسلئے عادل خان عہدنامہ کے بہیجنے مین صبح شام کرتا ہی اب محاصرہ پر بیس روز کا عرصہ
گذر چکا تہا - بیجاپور کے آس پاس کا ملک عادل شاہ نے پہلے ہی برباد کرکہا تہا اسلئے لشکر شاہی مین

آذوقہ کے بہم پہنچانے مین بڑی تکلیف ہوئی۔ اور بمجبوری محاصرہ اوٹھانا پڑا۔ اور یہہ پہنچکر بیجاپور کے اون اضلاع مین چلئے جو ویران نہین ہین۔ تاکہ سپاہ کو آسائش اور آرام ملے اور دشمن کا آباد ملک ویران ہو چنانچہ اونہون نے یہی کہا۔ اور بیجاپور کے اون اضلاع کو لوٹا کھسوٹا اور برباد کیا جو ابتک معمور اور آباد تہے +

فتح قلعہ کالنہ ۱۰۴۲ھ ۱۶۳۳ء

جب فتح خان پسر ملک عنبر نے نظام الملک کو مار ڈالا تو محمود خان قلعہ دار کالنہ نے اوس سے سرتابی کی اور قلعہ کو آراستہ کیا۔ اور یہہ ارادہ کیا کہ اوسکو سا ہو بہونسلہ کے حوالہ کرے۔ اب ساہو بہونسلہ نے پادشاہ سے بغاوت اختیار کی تہی۔ اور ملک ماسک اور تربنگ و سنگمیر و جنیر پر کان کان تک قابض ہو گیا تہا۔ مگر خان زمان نے جو برار اور خاندیس مین باپ کی جگہ صوبہ داری کا کام کر رہا تہا۔ محمود خان کو اس حرکت سے روکا۔ اور اوسکو بہت سا روپیہ دیدلا کر یہہ قلعہ لے لیا۔

فتح قلعہ دولت آباد ۱۰۴۲ھ ۱۶۳۳ء

ہم پہلے لکہہ آئے ہین کہ بعض محال جو نظام الملک کے پادشاہ کے ہاتہہ آئے تہے وہ ساہو بہونسلہ کو اس سبب سے کہ وہ نظام سے بگڑ کر پادشاہ پاس چلا آیا تہا پادشاہ نے عنایت کئے تہے۔ اب فتح خان پسر ملک عنبر نے پادشاہ کی حلقہ بگوشی اختیار کی اور شکش شائستہ ارسال کی اسلئے پادشاہ نے ساہو بہونسلہ سے وہ محال واپس لیکر پہر فتح خانکو عنایت کین۔ اسپر ساہو بہونسلہ نے پادشاہ سے بغاوت اختیار کی۔ اور بیجاپوریون سے جا ملا۔ اور عادل شاہ نے اوسکو اپنا لشکر دیدیا کہ دولت آباد کو فتح کرلے۔ فتح خان کی بدخوئی اور خونریزی کے سبب سے سارے نظامیہ ناراض تہے۔ اسلئے اونسے خانخانان مہابت خان کو جو

اعظم خان کی جگہ بادشاہ نے مقرر کیا تہا لکہا کہ دولت آباد مین سامان اذوقہ کا نہین ہے
اوسپر سا ہو بہونسلہ کا ارادہ حملہ کرنے کا ہے۔ یقینی وہ اوسے لے لے گا۔ اسلئے آپ جلدی سے
یہان آنکر اس زحمت سے چھٹائے۔ اور قلعہ دولت آباد کے مالک بنئے۔ خانخانان نے خان زمان
کو روانہ کیا۔ اور وہ ایک منزل چلکر کہرکی مین پہونچا۔ اور سپاہ کو مرتب کیا۔ غرض
اثناء راہ ہی مین خوب لڑائیان ہوئین اور طرفین سے سردارون نے اپنے اپنے ہنر دکہائے
جب بیجاپوریون کو شکست ہوئی۔ تو انہون نے فتح خان سے پیغام صلح کیا۔ اور اوسے
کہا کہ قلعہ دولت آباد کو وہ اپنے پاس رہنے دے۔ اور تین لاکہ ہون نقد اونہین
بہجوائے۔ غرض فتح خان اونسے مل گیا۔ جب خانخانان کو ظفرنگر مین یہہ خبر ہوئی تو
اوسنے خان زمان کو لکہا کہ اول رندولہ سے لاریجاپور اور ساہو کی خبر اسطرح لینی چاہیے
کہ وہ دولت آباد مین سامان اذوقہ اور لوازم قلعہ داری کو جمع نہ کرسکین۔ اور
اگر فتح خان اپنے عہد سابق پر عمل کرے تو خیر نہین پہر قلعہ دولت آباد کے فتح کرنے کی
تدبیرین ہونی چاہئین۔ خان زمان نظام پور مین آیا۔ اور مخالف بہی دولت آباد کے
حوالی مین سے نکلے۔ فتح خان نے خیریت خان بیجاپوری کو قلعہ کے اندر سوارون
سمیت بلالیا۔ اور قلعہ کے استحکام مین مصروف ہوا۔ غرض اب سپاہیون کو دونون
طرف سے جنبش ہوئی۔ اور شب و روز لڑائیان رہین۔ بہادرون کے خون سے زمین
لال ہوئی۔ دمدمی اور ملچار اور توپخانی سب تیار ہوئے۔ بادشاہی لشکر نے دشمنون
کی رسد لوٹنے مین اور اپنی رسد پہنچانیمین نہایت کوشش کی۔ اکثر بادشاہی
لشکر پر فتح حاصل ہوئی مگر کبہی کبہی بری بہی آن بنی اور میدان سے پیر اوکہڑ گئے۔
اگرچہ اذوقہ کی کمی نے دونون لشکرون کو تکلیف پہنچائی۔ مگر دولت آباد کے لشکریون

یہانتک نوبت پہنچی کہ جانورون کی کہالین کہانے لگے۔غرض جب عادل شاہیون کا یہہ حال ہوا کہ کہانے پینے کو کچھہ نہ رہا تو خیرت خان اوسکے سردار نے خانخانان سے امان چاہی۔اوسنے امن نامہ لکہدیا۔خیرت خان غریب اپنے سپاہیون کو لے قلعہ سے چپ کر خانخان پاس چلا آیا۔خانخانان نے اوسکی بڑی مہمانداری کی۔اور اوسکی نے بابی عادل شاہ کو پیغام کہلا بہیجا کہ وہ بادشاہ کی اطاعت اختیار کرے نہین اوسکا انجام برا ہوگا۔غرض خیرت خان عادل شاہ پاس روانہ ہوا۔اور خانخانان نے اور زیادہ تر اہتمام قلعہ کی فتح کا شروع کیا۔ ہمیر راؤ ایک اور سردار بادشاہی فوج سے آملا۔اور بادشاہی فوج کی اور امداد اور کمک بادشاہ نے بہیجدی۔وہان عادل شاہ نے کو سپہ سالار بناکر مخالفان بادشاہی کی امداد کے لئے بہیجا۔اب ان لشکرون مین خوب لڑائیان اور خون ریزیان ہوئین ــــ محل دار خان نظام شاہیون کا سردار خانخانان سے آملا۔اور اوسنے ساہو کے جورو بچے اور دولت اور اسباب سب گرفتار کرکے بادشاہ پاس بہیجدیا۔غرض جب یہہ حال ہوا تو فتح خان خواب غفلت سے بیدار ہوا۔اور خانخانان سے پیغام صلح بہیجا۔اور کنجیان قلعہ کی اوسکے حوالہ کین۔اور دولت آباد کے نوون قلعے جنمین سے پانچ قلعہ زمین پر اور چار پہاڑ پر تہے بادشاہی قبضہ و تصرف مین آئے۔اور بہت سا اسباب حرب و ضرب کا حوالہ کیا۔فتح خان اور حسین نظام جسکو بادشاہ بنایا تہا دونو بادشاہ کے روبرو آئے۔فتح خان ملازمان شاہی مین داخل ہوکر معزز اور ممتاز ہوا۔دو لاکہہ روپیہ سال وظیفہ مقرر ہوا۔اور حسین خان نظام شاہ قلعہ گوالیار مین پہلے نظام کے ساتہہ قید ہوا۔

محمد شجاع کا دکن کیطرف جانا

خانخانان کی متواتر عرضیان بادشاہ پاس آئین کہ دولت آباد کے قلعہ فتح ہونے سے تمام دکھنیون کے دل مین خوف بیٹھہ گیا ہے۔ اس ملک مین جو بادشاہی فوج ہے وہ تردوات شاقہ اور قلت اذوقہ سے تنگ ہوگئی ہے۔ اور کسی مہم مین نہین مشغول ہوسکتی ہے۔ اسلئے اگر کوئی شاہزادہ تازہ فوج ہمراہ لیکر یہان آجائے تو ولایت ملک بیجاپور بھی قبضہ و تصرف مین آئے۔ اسلئے بادشاہ نے اپنی بیٹے محمد شجاع کو بہت سا ساز و سامان دیکر دکن کی طرف روانہ کیا۔

قلعہ پرینڈہ کی فتح کی لئے شاہزادہ کا جانا ۱۰۴۳ھ ۱۶۳۴ء

قلعہ پرینڈہ کا حال تم پہلے پڑھ آئے ہو کہ اعظم خان نے اوسکا محاصرہ کیا تہا۔ مگر اوسکو بعض مواقع ایسے پیش آئے کہ محاصرہ سے ہاتھہ اوٹھانا پڑا۔ وہ نظام الملک کے قبضہ مین تہا۔ اور آقا رضوان اوسکی حراست کرتا تہا۔ اب عادل شاہ نے اوسسے کہا کہ بادشاہی فوج اوسکو لیگی اور تیری جان نہین چہوڑیگی اسلئے تو مجھسے تین لاکھہ روپیہ لے لے اور قلعہ دیدے۔ قلعہ دار نے روپیہ لیکر قلعہ اوسکے حوالہ کیا۔ اس قلعہ کے فتح کرنے کا ارادہ خانخانان مدت سے کر رہا تہا۔ جب شاہزادہ محمد برہان پور مین بہت سا لشکر و سامان لیکر پہنچا تو اوسنے عرض کیا کہ اب اس قلعہ کے فتح کرنیکا موقع ہے۔ غرض پہلے خان زمان خان لشکر کے ساتھہ اس قلعہ کی طرف گیا۔ اور شاہزادہ مع اور امرا کے اوسکے پیچھے روانہ ہوا۔ بڑا کام لشکر کو کشتیون مین اذوقہ بہم پہنچانیکا تہا۔ چنانچہ اوسکا انتظام ہرچند کیا گیا اور تہانے بٹہائے اور لشکر متعین ہوئے۔ مگر وہ اچھی طرح دشمنون نے نہ ہونے دیا۔ نظام الملک کی سلطنت مین اب کچھہ دم نہ رہا تہا مگر ساہو بہونسلہ نے نظام الملک کے کسی عزیز کو قیدخانہ سے نکال کر بادشاہ بنایا۔ اور ایک فساد عظیم حوالی احمدنگر مین کہڑا کر دیا۔

اور اس سلطنت کی تمام پرگنون پر جو دارالسلطنت اور سمندر کے درمیان تہا قابض ہوگیا
غرض ایک بردست دشمن یہہ اور دکن مین پیدا ہوگیا۔ دولت آباد کے لڑائیون مین وہ
شریک تہا۔ اب اوسنے بادشاہی فوج کو سامان اذوقہ اور رسد کا نہ پہونچنے دیا۔ بعد بہت
کشت وخون اور بہت سی لڑائیون کے بادشاہی فوج کو قلت اذوقہ کے سبب سے قلعہ پرندہ
کے محاصرہ سے پہر ہاتہہ اوٹہانا پڑا۔ جب بادشاہ کو یہہ خبر ہوئی تو اوسنے شاہزادہ محمد شجاع
اور خانخانان اور خاندوران خان کو جو مالوہ سے شاہزادہ کی استعانت کے لئے بہیجا گیا
تہا واپس بلالیا۔ اور بہت سا اس نا کامیابی پر ناراض ہوا +

شاہجہان دکن جاتا ہی ۱۰۴۵ھ ۱۶۳۵ء

جب دکن مین دولت آباد فتح ہوا تو اوسکے سیر کے واسطے اور باقی ملک کی فتح کرنیکے
واسطے شاہجہان نے خود قصد دکن کا کیا۔ اور آگرہ سے نوامبر ۱۶۳۵ء جمادی الاولی ۱۰۴۵ھ کو روانہ
ہوا۔ اور سیر وشکار کہیلتا اور شاہانہ سفر کرتا دولت آباد مین پہنچا۔ اول بادشاہ نے
یہہ چاہا کہ عادل شاہ والی بیجاپور اور قطب الملک والی گولکنڈہ جنہون نے مدت سے
بادشاہ سے بغاوت اختیار کر رکہی تہی تقریر اور تحریر سے فہمائش کرے۔ اسلئے اوسنے
ایک فرمان عادل شاہ کے نام اس مضمون کا لکہا کہ تمہارا باپ عادل خان مرحوم ہمارے ساتہہ
بڑا اخلاص رکہتا تہا۔ مگر تم نے بدکارون کی صلاح سے اس خلاص کو چہوڑ دیا۔ اب
ہم سب تمہاری حرکات اور تقصیرات کو معاف کرتے ہین اگر تم اپنے باپ کی قدمون پر
چلو اور اوس سے اچہی مذہب بہیجو۔ پہر ہم تمکو تمہاری سلطنت پر قائم رکہینگے۔ اور ملک شولاپور
اور اوسپر اضافہ کرینگے۔ نظام الملک کے ملک مین احمدنگر اور دولت آباد دو برس شہر تہے
اب وہ بادشاہی قبضہ مین آگئے ہین۔ وہ خود قید ہوگیا ہے اب کیا رہا ہی جو تم اوس کا ہاتہہ پکڑے ہو

ساہو بدمعاش اور چند اوباش جو باقی ہین اونکا علاج اب ہوا جاتا ہے۔ تم کیون اونکے ساتھہ اپنے تئین برباد اور خراب کرتے ہو۔ اگر ہمارے حکم مانوگے۔ تو تمہارے حق مین اچھا ہوگا نہین اپنی سزا کو پہونچوگے۔ یہہ فرمان ہم اپنے لائق ملازم مکرمت خان دیوان بیوتات کے ہاتھہ بھیجتے ہین۔ وہ تم کو زبانی بھی ہمارا مافی الضمیر سمجھا دیگا۔ اور اوسکا ساختہ اور پرداختہ ہم کو منظور ہوگا۔ اور ایک فرمان قطب الملک کو اس مضمون کا لکھا کہ تمہارے ملک مین تبرا ہوتا ہے اور خطبہ مین شاہ ایران کا نام پڑہوایا جاتا ہے۔ یہہ دونون حرکتین ہم کو ناپسند ہین انکو موقوف کرو نہین تمہارا ملک ضبط کیا جائیگا۔ اور نذر معمولی جو تمہارا باپ بھیجا کرتا تھا اوسے بھیجدو۔ یہہ فرمان ہم اپنے نوکر عبداللطیف گجراتی کے ہاتھہ بھیجتے ہین کہ وہ تم کو زبانی بھی فہمائش کردے +

لشکرون کا کوچ ساہو سے لڑنے کیواسطے اور اور قلعات کے فتح کرنیکے لئے

اب بادشاہ نے دولت آباد مین پہونچکر پہلا طریقہ اختیار کیا کہ فوجون کے ٹکڑے ٹکڑے مختلف قطعات دکن کی طرف روانہ کئے۔ خانذوران خان کو بیس ہزار سوار دیکر اور بڑے بڑے منتخب امرا اوسکے ساتھہ کئے۔ اور حکم دیا کہ وہ قندہار اور ماندیر مین کہ گلکنڈہ اور بیجاپور سے متصل ہے قیام کرے۔ اور خان زمان کو بھی بیس ہزار سوار اور عمدہ عمدہ افسر دئے۔ اور حکم دیا کہ وہ احمدانگر مین پہنچکر اول وطن ساہو بہونسلہ پر کہ چاکنڈہ مین احمدانگر کے پاس ہے تسخیر کرے۔ اور ملک کان کان کو اوسکے تصرف سے نکالے۔ اور جسوقت حکم جاوے تو عادل خان کے ملک کو بھی جو اس نواح مین ہے فتح کرے۔ اور شائستہ خان کو آٹھہ ہزار سوار دیکر حکم ہوا کہ قلعہ جنیر اور سنگمنیر اور ناسک اور ترنبک

کو تسخیر کرے۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ نظام الملک کے قلعے جو چاندا اور دہرپ کی سمت مین واقع ہین اونمین جہہ تو ساہو کے قبضہ مین اور دو بہوج مل کے تصرف مین ہین۔ اور وہ زیر دستون پر بڑی زبردستی کرتے ہین اسلئے بادشاہ نے الہ وردی خان کو جو سپہ سالار خان کے ساتھہ گیا تہا حکم دیا کہ دو ہزار سوار لیکر ان قلعون کو فتح کرے

سفیران شاہی بیجاپور اور گول کنڈہ کا حال

عادل شاہ نے بادشاہ کی سفیر مکرمت خان کی ظاہر مین بڑی خاطرداری مگر باطن مین صاف نہ ہوا۔ اور ساہو بہونسلہ کی اعانت روپیہ اور سپاہ سے کی۔ مکرمت خان نے عادل شاہ کا اصل حال لکھہ بہیجا۔ سپہر بادشاہ خفا ہوا۔ سید خانجہان اور عمدہ افسرون کو دس ہزار سوارون کے ساتھہ عادل شاہ کی سرزنش کیواسطے روانہ کیا۔ اور حکم ہوا کہ خاندوران خان اور خان زمان خان اور سید خان جہان تینون ملک بیجاپور پر حملہ کرین۔ اگر عادل شاہ صلح کرے تو کرلین نہین بالکل اوسکا استیصال کرین۔ قطب الملک حاکم گولکنڈہ نے عبداللطیف کی بدرجہ غایت مہمانداری کی۔ اور تمام ملک مین تبرا کرنیکی ممانعت کردی۔ اور بادشاہ کا خطبہ اپنی دارالسلطنت مین پڑہوایا۔ اور زر و گوہر نثار کیا۔ اور ایک نہایت عمدہ پیش کش بادشاہ کے پاس روانہ کی +

قلعون کا مفتوح ہونا

الہ وردی خان بادشاہ کا حکم پہنچتے ہی اول قلعہ دہرپ کی طرف روانہ ہوا پہلے ہی حصار چاندور کو فتح کیا۔ قلعہ دار کنہیرا ڈو کو پچاس ہزار روپیہ دیکر قلعہ بخوشی لے لیا۔ اور پہر حصار گانجہ اور مانجہہ کہ قلعہ دار دہرپ سے متعلق تہے فتح کرنیکے لئے روانہ ہوا۔ جب ان قلعون کا محاصرہ ہوا۔ اور کچہہ توڑ پہوڑ قلعہ مین کی گئی تو کنہیرا ڈو

اپنے بھائی کو قلعون مین بھیجکر انسے بھی صلح کرادی اور بہت سے قلعے جو پہاڑون پر واقع تھے وہ سب کے سب لالہ وروی خان کے قبضہ مین آگئے۔ اور ایک قلعہ مین نظام الملک کے بہت سی رشتہ دار تھے اسیر ہوئے۔ یہہ سب کام کرتا ہوا وہ قلعہ دہر کے پاس پہنچا۔ یہہ قلعہ متانت اور استحکام مین سب سے زیادہ مشہور تھا۔ یہان کے قلعہ دار بھوجپل نے بھی بادشاہی فتوحات کو دیکھکر پیغام صلح کا بھیجا۔ وہ منظور ہوا۔ اور ایک کہہ روپیہ دیکر اس قلعہ کو بھی لے لیا۔ شائستہ خان سنگمیر مین پہنچا۔ اور وہان کے پرگنون کو ساہو بھونسلہ کے بیٹے کے تصرف سے نکالا۔ اور ناسک سے بھی سرکشون کو کان کان مین بھگایا۔ اور اس ملک کو آباد کیا۔ اور کھیتی اور زراعت کے واسطے کسانونکو حکم دیا اور تھانے بٹھائے۔ جنیر کے فتح کرنے مین بادشاہی لشکر کا بھی نقصان ہوا۔ مگر ساہو بھونسلہ کے بیٹے کو مار کر بھگا دیا۔ غرض تھوڑے دنون مین سنگمنیر اور جنیر کے سترہ کے سترہ پرگنے بادشاہی تصرف مین آگئے۔ اور شائستہ خان کو بادشاہ نے اپنی پاس بلالیا۔ خانہ دوران خان قندہار مین پہنچا۔ اور قلعہ اوسہ اور اودگیر کی تسخیر کیواسطے چلا۔ کہ بادشاہ کا حکم اوس پاس پہنچا۔ کہ عادل شاہ اطاعت نہین کرتا اسلئے حکم دیا ہے کہ سید خانجہان شولاپور کی طرف سے اور خان زمان ایندالپور کی طرف سے حملے کرین اور تم کو حکم ہوتا ہے کہ بیدر کی طرف اوسپر حملہ کرو۔ خانہ دوران خان نے قصبہ کلیان پر قبضہ کرلیا۔ اور پھر نرائن پور اور بھالکی پر تصرف کیا۔ اور بہت سا غلہ اور سیماب بار برداری کا جمع کیا۔ غرض تمام سیراب قصبون اور شہرون کو ویران کرتا قلعہ بیدر پر پہنچا تمام ملک بیجاپور کا چارون طرف سے برباد ہونے لگا۔ عادل شاہ نے بھی اپنے پہلے ہی سے تدبیر کی جسکے سبب سے پہلے اوسنے محاصرہ سے نجات پائی تھی۔

یعنے اوسنے بیجاپور کے اس پاس کے شہر و دیار کو بیس بیس میل تک چار و نطرف سے برباد کردیا اور کھانے پینے اور نیار چارے کی سامانون کو یک قلم ضائع کردیا۔ اور کنوؤن کو مٹی سے بھر دیا۔ اور چشمون اور تالابون کو پانی سے خالی کردیا۔ غرض اپنے نزدیک اسکو ناممکن کردیا کہ کوئی فوج اوسکو محاصرہ کرے اور کھانے پینے کا سامان بہم پہونچا سکے اب پادشاہی فوج جو عادل شاہ کی قلمرو کو برباد کرتی چلی آتی تہی۔ اوسکے سامنے عادل شاہ کی فوج بہی آئے دونون طرف کی لشکرون مین نقصان پہنچنے لگے۔ اور لڑتے لڑتے دونون تنگ ہوگئے۔ آخر کو عادل شاہ نے لاچار ہوکر پیغام صلح دیا۔ اور بادشاہ نے منظور کرلیا۔ کچھہ بیہ سمجھے کچھہ وہ سمجھے

۱۶۳۶ء / ۱۰۴۶ھ مین ان شرائط پر صلح ہوگئی اول نظام الملک کی ملک مین اوسقدر ملک کہ جسکا محاصل بیس لاکھہ روپیہ ہون ہے بادشاہ عادل شاہ کو عنایت کرے۔

دوم عادل شاہ بیس لاکھہ روپیہ کی پیشکش حکومت خان کے ہاتھہ بہت جلد بہجوادے۔

سوم قطب الملک والی گول کنڈہ نے جو طریقہ اہل سنت و جماعت کا اختیار کیا ہے۔ اور خطبہ و سکہ بادشاہ کے نام کا جاری کیا ہے۔ اور نیز اپنی مملکت مین موقوف کرایا ہے اوسکو گزند نہ پہنچائے +

چہارم ساہو بہونسلہ کو اجازت ہے کہ وہ عادل شاہ کی ملازمت مین رہے۔ مگر جتنے قلعے اوس پاس بالفعل ہین وہ بادشاہی ملازمین کے حوالہ کیجائین۔ اوسکے اہل و عیال اور مال اسباب سے بادشاہی ملازمین کو کچھہ تعرض نہ ہوگا۔ اور اگر وہ اس ملازمت کو نہ اختیار کرے تو اوسے گرفتار کرکے بادشاہ پاس بہجوائے یا اوسے قتل کرڈالے۔ خانجہان نے بعد اس معاملے ہونے کے قلعہ اودگر اور اڈگیر کو بہی

فتح کرلیا۔ یہی فقط قلعے نظام الملک کے باقی تھے۔ اب دکن مین فقط ساہو بھونسلہ کا خرخشہ باقی رہا تھا وہ یون ختم ہوا کہ موافق عہدنامہ کے عادل شاہ کیا تو اوسے نوکر رکھتا یا اوسکے تمام قلعے لیکر بادشاہی ملازمون کے حوالہ کرتا۔ لیکن اب خان زمان کو معلوم ہوا کہ عادل شاہ کی ملازمت پر وہ راضی نہ ہوا۔ اور قلعہ جنیر اور قلعے اوسنے حوالہ نہ کئے۔ اسلئے عادل شاہ نے اپنے سپہ سالار رندولہ کو سپاہ کے ساتھ روانہ کیا کہ وہ قلعہ جنیر اور قلعون کو اوسے لے لے۔ غرض اہون مین دریاؤن کے حائل ہونے سے اور موسم برسات کی آجانے سے ان قلعون کے لینے مین تاخیر ہوئی۔ مگر آخر کو عادل شاہ اور بادشاہ کی فوج نے سب قلعے فتح کرلئے۔ اور ساہو بھونسلہ کان کان مین بھاگ گیا۔ یہان بھی اوسکو چین لینے نہ دیا۔ آخر کو وہ قلعہ ماہولی مین گھر گیا۔ اور یون صلح ہوگئی کہ وہ سب قلعے بادشاہ کے حوالہ کرے۔ اور وہ خود عادل شاہ کی ملازمت کرے۔ اور جس شخص کو نظام نے بنایا تھا اوسکو بادشاہ کے حوالہ کرے۔ پہلے اسے قطب الملک والی گولکنڈہ بادشاہ کا مطیع ہوچکا تھا۔ اوسنے نذر اور پیشکش جالیس لاکھ روپیہ کی بھیجدی اور اطاعت و انقیاد کا وعدہ کیا۔ اب احمدنگر کی سلطنت کا نام بھی نہ رہا۔ گولکنڈہ اور بیجاپور کے بادشاہون نے اطاعت اختیار کی۔ اسلئے سارا دکن بادشاہ کا مطیع ہوگیا۔ اکتیس ۳۱ قلعے اور کل ایک کروڑ روپیہ کا ملک اس مہم مین ہاتھ لگا۔

اب بادشاہ دارالسلطنت مین ۱۰۴۶ھ ۱۶۳۷ء مین چلا آیا۔ چارون صوبون دولت آباد و برار اور تلنگانہ و خاندیس کی حکومت بادشاہ نے شاہزادہ اورنگ زیب کو مرحمت کی۔

واقعات متفرقہ

ہم نے بادشاہ کی نو سال کی سلطنت کا بیان لکھا اسمین تسلسل حال دکن کی مہمات کا بیان کیا اور واقعات

متفرق جو اس عرصہ مین آئے اونکو چھوڑ دیا اسلئے اب اونکو بیان کرتے ہین۔

تسخیر بندر ہگلی پرتگیزونکا استیصال ۱۰۳۱ھ ۱۶۲۱ء

اگرچہ یہ تحقیق نہین ہوا کہ پرتگیز یعنے پرتگال کے رہنے والون کا بنگال مین کیسا آنا جانا شروع ہوا مگر یہہ خوب معلوم ہے کہ بنگال کا پادشاہ محمود جب شیر شاہ کے ہاتھون سے نہایت تنگ ہوا تو اوسنے ساحل بالا بار پر پرتگیزون کے گورنر سے استعانت کی درخواست کی۔ اور سیمپیر امیر البحر اونکا نو جہاز لیکر گنگا مین داخل ہوا۔ اگرچہ وہ نا وقت پہنچا اور محمود کی امداد کچھہ نہ کر سکا۔ مگر وہ بندرست گانو پر گولن یا گولا کے مقام پر مقیم ہوا۔ اور یہہ گولن یا گولا بدلتے بدلتے ہگلی ہوگیا۔ اور بندرہوین صدی کے آخر مین اونہون نے چٹگانون مین اقامت اختیار کی۔ اور ایک کوٹھی اس بہانہ سے کہ کاروبار تجارت کے لئے ضرورت ہے تیار کی۔ اور اوسکے گرد کے موضعات کو ٹھیکہ مین لیکر ایک صورت حکومت کی پیدا کی۔ اور پھر اس کوٹھی کو بڑھاتے بڑھاتے ایک قلعہ کی صورت بنالی۔ اور خوب توپ و تفنگ سے اوسکو مستحکم کیا۔ جب شاہجہان باپ سے بغاوت کرکے یہان آیا تو اوسنے پرتگیزون سے امداد طلب کی اونہون نے انکار کیا۔ یہہ خار شاہجہان کو نہین کھٹکتا تہا۔ جب وہ بادشاہ ہوا تو اوسنے قاسم خان کو صوبہ دار بنگالہ مقرر کرکے حکم دیا کہ ان پرتگیزون سے ملک کو پاک صاف کرے۔ اسوقت وہان ایک ہزار پرتگیز اور دو ہزار ہندوستانی سپاہ اون پاس تہی۔ قاسم خان نے اپنے بیٹے عنایت اللہ اور افسران شاہی کو بھیجکر ان پرتگیزونکی کوٹھی کو سرنگون سے اڑاکر فتح کر لیا۔ اور بیگڑو نکو قتل کیا۔ اور چار سو کو قید کرکے بادشاہ پاس بھیجدیا۔ اسطرح پرتگیزون کا بنگال مین بالکل استیصال کر دیا +

سری نگر کی مہم ۱۶۳۴ء ۱۰۴۴ھ

ملک پنجاب کی دامن کوہ مین نجابت خان صوبہ دار تہا۔ اوسنے پادشاہ کو لکہا کہ اگر دو ہزار سوارون کی کمک مجہے عنایت ہو اور سری نگر کی مہم کا اہتمام حوالہ ہو تو مین اوسکا بخوبی سرانجام کرونگا۔ یہہ درخواست اوسکی منظور ہوئی۔ اول اوسنے اس فوج سے شیرگڈہ کا محاصرہ کیا اور فتح کر لیا۔ یہہ قلعہ جہنا کے کنارہ پر سرمور پر زمیندار سرمور نے بنایا تہا۔ اور زمیندار سرمور کو جو بادشاہی فوج کے ہمراہ تہا اور اوسکو سری نگر کے زمیندار نے اس قلعہ سے نکال دیا تہا اوسکو حوالہ کیا۔ اور اوسنے نجابت خان سے کمک لیکر قلعہ بہات کو بہی لے لیا۔ یہہ قلعہ اوس پاس پہلے بہی تہا اور اب زمیندار سری نگر کے قبضہ مین تہا۔ پہر قلعہ سنتور کو نجابت خان نے فتح کیا۔ راہون مین چہوٹے چہوٹے قلعے فتح کرتا ہوا ہردوار سے گنگا سے پار اوترا۔ سری نگر سے تین کوس پر پہنچا۔ زمیندار سری نگر نے صلح کا پیغام بہیجا۔ اور یہہ ٹہہرا کہ نجابت خان وہین قیام کرے جہان اوسکا مقام ہے۔ اور دس لاکہہ روپیہ بادشاہ کے لئے اور ایک لاکہہ روپیہ وہ اپنے واسطے لے۔ غرض اس روپیہ کے دینے مین ایسے حیلہ حوالہ کئے کہ ڈیڑہ مہینہ کا عرصہ لگ گیا۔ اور قلت اذوقہ سے بادشاہی فوج کو فاقہ پر فاقہ ہونے لگا۔ اودہر برسات سر پر آئی جب نجابت خان نے واپسی کا ارادہ کیا تو دشمنون نے اوسپر حملہ کیا۔ اور فوج شاہی کو بڑا نقصان پہنچایا۔ غرض اس ناتجربہ کار افسر کے سبب سے سپاہ نے بڑا نقصان اوٹہایا۔ اور کچہہ تہوڑے آدمی زندہ بچ کر اپنے گہر آئے باقی دین کہیت رہی۔ بادشاہ نے نجابت خان کو یہان کی صوبہ داری سے بدل دیا۔ اور شاہ نواز خان بن عبدالرحیم خانخانان کو دامن کوہ کانگڑہ کی صوبہ داری عنایت کی۔

جھجھار سنگھ بندیلہ اور اوسکے بیٹے بکرماجیت کی سرکشی سنہ ۱۰۴۴ھ سنہ ۱۶۳۴ء

جھجھار سنگھ بندیلہ اور بکرماجیت مخاطب براجہ جگراج کا حال پہلے پڑھ آئے ہو۔ ان باپ بیٹوں نے دکن کی مہم مین بڑے کارہائے نمایان کئے۔ جھجھار سنگھ مہابت خان سے رخصت لیکر اپنے ملک مین آیا۔ معلوم نہین کیا دل مین آیا کہ بیم نرائن زمیندار کے ملک گڈھہ پر لشکرکشی کی۔ اور اوسکو دارالسلطنت چوراگڈھہ سے اول عہد و پیمان کرکے بلایا۔ پھر اوسکو عزیز و اقارب کی طرح کھانے لگایا۔ اتفاق سے بیم نرائن کا بیٹا خاندوران خان کے ساتھہ بادشاہ کی خدمت مین باپ کی نذر لیکر آیا تہا۔ اوسنے اپنا استغاثہ بادشاہ کے روبرو پیش کیا۔ بادشاہ نے سندر کب رائے کی ہاتھہ جھجھار سنگھ کے پاس حکم بھیجا کہ وہ فوراً ملک گڈھہ کو ملازمان شاہی کے حوالہ کرے۔ اور جسقدر روپیہ اوسکو ہاتھہ لگا ہے اوسمین سے دس لاکھہ خزانہ شاہی مین بھیجدے۔ اس فرمان کے پہنچنے سے پہلے ہی اوسکو یہہ حال معلوم ہوگیا۔ اوسنے اپنے بیٹے بکرماجیت کو جو دلی مین بالاگہاٹ پر خان دوران خان پاس تہا لکھہ بھیجا کہ فوراً چلا آئے۔ وہ اپنی فوج لیکر یہان سے فرار ہوا۔ بادشاہی لشکر کو جب یہہ معلوم ہوا تو وہ اوسکی سدراہ ہوا۔ مگر وہ اپنے باپ پاس پرگنہ دہامونی مین پہنچ گیا۔ جب بادشاہ کو یہہ خبر معلوم ہوئی تو اوسنے عبداللہ خان بہادر اور سید خانجہان اور خاندوران خان کو تین طرف سے بڑے بڑے لشکر کے سامان دیکر حکم حملہ کرنے کا دیا جب جھجھار سنگھ کو یہہ معلوم ہوا کہ بادشاہی فوج یون اوسپر چاروطرف سے پل چلی آتی ہی تو بادشاہ پاس صلح کا پیغام بھیجا۔ بادشاہ نے سندر کب رائے کو بھیجا اور لکھا کہ اوسکے قصور جب معاف ہوتے ہین کہ وہ خود دکن جائے اور بکرماجیت کو یہان بھیجے۔ اور تیس لاکھہ روپیہ پیشکش کرے۔ جب سندر کب رائے اوس پاس پہنچا

تو اوسنے دیکھا کہ وہ بڑے ٹھاٹھ سے قلعون کو درست کر رہا ہے اور لڑائی کا سامان ہو رہا ہے
غرض یہہ دیکھکر اور سب حال سنکر بادشاہ سے عرض کیا۔ بادشاہ نے اپنی تینون
بڑے سردارون کے نام حکم جاری کیے کہ وہ لڑائی کو شروع کرین۔ اور اس خیال سے
کہ ان تینون سردارون کی نفسانیت سے کوئی خلل پیدا ہو۔ شاہزادہ اورنگ زیب کو
اس مہم مین سرلشکر بنایا۔ غرض اس شاہزادہ نے اس لڑائی مین جانفشانی کی۔
اور لڑائیون مین فقط تیر و تفنگ چلتے ہین مگر اسمین تیشہ کو بھی چلانا پڑا۔ اور ہزارون
درختون کو کاٹ کر لشکر کے لئے رستہ نکالنا پڑا۔ پانچ قلعے ایسے راہ مین آئے کہ نہایت
استوار اور مستحکم تھے۔ فوج شاہی نے سرسواری فتح کر لئے۔ اب ججہار سنگھ اس
لشکر کی بڑی چوٹون کو نہ اوٹھا سکا۔ اسلئے فرار پر فرار کیا گوندوانہ مین گیا۔ پہر کن
مین چلا۔ کہ وہان کے لوگ کچھہ ساتھہ ہونگے۔ لیکن فوج شاہی نے کہین اوسکا پیچھا نہ چھوڑا
قطب الملک کی ملک مین گھس گیا۔ اور آخرکار انجام یہہ ہوا کہ بکرماجیت اور ججہار سنگھ
کا سر کاٹ کر بادشاہ کی خدمت مین بمقام سہور بھیجا گیا۔ اور ایک کروڑ روپیہ نقد
اور پچاس لاکھہ روپیہ کا ملک ضبط ہوا۔ ججہار سنگھ اور اوسکے باپ جنگلون مین
کئی کہوڑ کر روپیہ چھپایا تھا۔ وہ سب جاسوسون اور مخبرون کی زبانی بادشاہی ملازمون
کو معلوم ہو گیا۔ اور وہ اونہون نے نکال لیا۔ غرض اس مہم مین ایک کروڑ روپیہ خزانہ
شاہی مین داخل ہوا۔ اور تینون کی مسجدین بنائی گئین۔ جہان ناقوس پھنکتا تھا
وہان اذان کی آواز آنے لگی +

پرتاب زمیندار اجمینہ کا مارا جانا

پرتاب کو بادشاہ نے اوسکا ملک اجمینہ کا دیا تھا۔ مگر اب اوسنے بادشاہ سے سرکشی کی

جب عبداللہ خان بہادر صوبہ دار بہار کو اوسکی گوشمالی کے واسطے بادشاہی ارشاد ہوا۔ وہ مختار خان تبولدار منگیر کے ساتھہ روانہ ہوا۔ ادہر سے گورکھپور کا جاگیردار فدائی خان آن پہنچا۔ غرض اوسکی دار السلطنت بھوجپور کا پہنچنا سنکر محاصرہ رہا۔ یہہ قلعہ مثلث کی شکل کا تہا۔ اور تین بھاگ اوسکا نام تہا۔ اگر چہ کودہ ایسا تنگ ہوا کہ بی بی کا خود ہاتہہ ایک خواجہ سرا کے ہاتہہ مین دیکر عبداللہ خان پاس بہجوایا۔ اور خود ایک دہوتی باندہے ننگے سر باہر نکلون اوس پاس آیا۔ وہ تو مارا گیا اور اوسکی بی بی مسلمان ہوئی۔ اور عبداللہ خان کے پوتے سے بیاہی گئی +

سرکشی مرزبان کوچ ہاجو

بنگالہ کی شمال سمت مین دو چہوٹی سی ریاستین کوچ ہاجو اور کوچ بہار ہین۔ آغاز عہد جہانگیری مین کوچ ہاجو پر بچیت سے اور کوچ بہار لچھمی نرائن سے متعلق تہا۔ اسلام خان جب بنگال مین صوبہ دار ہوا تو رگہنا تہہ زمیندار پرگنہ سوسنگ نے پر بچیت کی یہہ فریاد کی کہ میرے بال بچے اوسنے قید کر لئے ہین۔ غرض اسلام خان نے لشکر بہیجکر اس ریاست کوچ ہاجو کو قبضہ مین کر لیا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین پر بچیت کو بہیجدیا۔ اوسکا بہائی بلدیو شاہ اسلام پاس چلا گیا۔ اور مکرم خان کوچ ہاجو مین حاکم مقرر ہوا۔ مگر وہ سید قاسم حاکم بنگالہ سے ناراض ہوکر بادشاہ پاس چلا آیا۔ حاکم بنگالہ نے دس پندرہ ہزار آدمیون کا لشکر بہیجکر یہہ حکم دیا کہ کوچ ہاجو پر قبضہ کرکے ملک آسام پر حملہ کرین۔ غرض کوچ ہاجو مین پہنچکر اور مقیم رہے۔ اور جب ملک آسام کی طرف چلے تو وہان کے لشکر نے اس سپاہ پر شبخون مارکر بڑے بڑے اوڑائے۔ اسوقت ملک آسام مین سہرگ دیو راجہ تہا۔ اگرچہ آسامی میدان مین

لڑنا اچھا نہ جانتے تھے مگر کشتیون مین پانی پر لڑائی کی آگ سلگانی خوب جانتے تھے
اب بلدیو نے شاہ آسام کو چ ہاجو کے فتح کرنے کی ترغیب دی۔ غرض وہ ایک لشکر کثیر
لیکر کوچ ہاجو پر آیا اور اس نواح کے بہت سے زمینداروں کو اپنے ساتھ متفق کرلیا
۔ اور بہت سی پرگنون پر تصرف کرلیا۔ اور بارہ ہزار بنگالی اور آسامی اوس پاس
جمع ہوگئے۔ اور پرگنہ پرپرگنہ وہ اپنے تصرف مین کرتا آگے بڑھا چلا آیا۔ اسوقت
ہاشم خان صوبہ دار بنگالہ نے کیا کام کیا کہ سردار اور رئیس جنکو جاگیر مین یہہ ملک
بادشاہ نے دے رکھا تھا۔ اور وہ کہتے بھی کرتے تھے اور کھیڈہ مین ہاتھی پکڑکر بادشاہ
کی خدمت مین بھیجا کرتے تھے۔ اس سال مین کھیڈہ کا کام اونسے اچھی طرح نہ ہوا تھا۔ اسلئے
اون سب کو قید کرکے تیس ہزار روپیہ جرمانہ کیا۔ اونمین سے جو دو بڑے سردار
منتوس اور جے رام تھے وہ سرک دیو راجہ آسام پاس بھاگ کر چلے گئے۔ اور جب
بنگال مین نیا حاکم اسلام خان آیا۔ تو بلدیو نے کہا کہ حاکم نیا ہے خوب موقع ہے کہ
اسوقت ہاتھ پیر ہلائے جائین۔ اونسے شیخ عبدالاسلام حارس کوچ ہاجو پر حملہ کیا۔
اونسے سنہ جلوس شاہجہان مین مدد طلب کی۔ اوسکی امداد کے واسطے سرداران
لشکر مع سپاہ روانہ ہوئے۔ اور کھوڑے گھاٹ پر کشتیون کو بہم پہونچایا۔ غرض
خوب لڑائیان خشکی اور پانی مین ہوئین۔ بادشاہی لشکر کو فتح نصیب ہوئی۔
اور دریا برہم پتر کے پار تک دشمنون کو مارتے اور اونکے قلعے فتح کرتے چلے گئے
۔ بدہ نگر مین بڑا لشکر دشمنون کا جمع ہوا اوسے بھی پراگندہ کیا۔ غرض سنہ جلوس
یعنے ۱۰۴۲ھ ۱۶۳۲ء مین بادشاہی لشکر آسامیون کے لشکر کو قلعہ بہ قلعہ بھگاتے پھرے
۔ اور آخر کو وہ شکست کھاکر بھاگ گئے۔ پانسو دس کشتیان بادشاہی فوج کے ہاتھ آئین

غرض اس ملک پر باوجودیکہ قبضہ وتصرف ہوگیا لیکن آب وہوا کے ناموافقت سے اوسے چھوڑدیا۔

ملک بکلانہ کی فتح ۱۰۴۸ھ ۱۶۳۸ء

دکن مین ملک بکلانہ مین نو قلعے اور چوبیس پرگنے اور ایک ہزار گانوں تہے۔ وہ دولت آباد سے متصل تہا۔ اور سیکڑون برسون سے بھوجی کے خاندان مین اوسکی حکومت چلی آتی تہی۔ شاہزادہ اورنگ زیب سپاہ کو بھیجکر اس ملک اور تمام قلعون کو لڑکر فتح کرلیا۔ اور آخر کو بھوجی نے لاچار ہوکر بادشاہ کی اطاعت اختیار کی۔ اوسکو منصب ملا۔ اور اسی کے پاس رام نگر ایک چھوٹی سی ریاست تہی اوسکے حاکم نے بہی اطاعت بادشاہ کی اختیار کی۔ بادشاہ نے یہہ ریاست وہان کے رئیس رام دیو داماد بھوجی کو دیدی۔

ظفرخان صوبہ دار کشمیر کا تسخیر تبت خرد کی لئی جانا ۱۰۴۶ھ ۱۶۳۶ء

جہانگیر کبہی ملک تبت کی فتح کی بڑی تمنا رہی۔ ایک دفعہ بہت سا لشکر بہیجا مگر اوسکو اس ملک مین داخل ہونا نصیب نہوا۔ اب شاہجہان نے ظفرخان صوبہ دار کشمیر کے نام حکم اس ملک کی تسخیر کا بہیجا۔ وہ آٹہہ ہزار سوار پیادے لیکر راہ کرچہ سے پہاڑونکو طے کرتا ہوا پرگنہ شاد وجہا نسے ملک تبت سندہ پار شروع ہوتا ہے پہنچا۔ اور حصار علی رائے کے نزدیک خیمہ زن ہوا۔ علی رائے نے بہار پر دو قلعے بنائے تہے۔ اونمین جو بلند تہا اوسکا نام مکہر بہوچہ تہا اور جو پست تہا اوسکا نام کہچنہ تہا۔ اب ان قلعون مین علی رائے کا بیٹا ابدال حاکم تہا۔ وہ قلعہ کہور بہوچہ مین محفوظ ہوا۔ قلعہ کہچنہ کی حفاظت اپنے وزیر محمد مراد کے سپرد کی۔ اور اہل عیال قلعہ شکر مین جو دریاے سندہ کے متصل کنارہ پر تہا بہیجدئے۔ اب ظفرخان نے ان قلعون کا جہان کہچنہ

لڑنا مصلحت نہ جانا۔ اور یہہ تدبیر سوچا کہ یہان کی رعایا کو جو ابدال سے ناراض ہے پھر جاکر قلعہ سکھر اور ابدال کے اہل و عیال کو دستگیر کرنا چاہئے۔ یہہ توقف دو مہینے سے زیادہ نہین ہوسکتا۔ اسلئے کہ پھر موسم سرما سر پر آجائیگا۔ برف سے ساری راہین پٹ جائینگی۔ اسلئے اوسنے میر فخر الدین کو چار ہزار سوارون کے ساتھہ قلعہ پر بھیجا۔ اور خود ابدال کی طرف متوجہ ہوا۔ حسن بہا نجا ابدال کا لشکر شاہی مین تہا۔ اوسنے اور بعض زمینداران کشمیر کو کہ وہ اس ملک کے زمینداروں سے رسم و راہ رکہتے تہے ظفر خان نے حکم دیا کہ وہ یہان کے لوگون کو دلاسا دیکر یا خوف دلاکر مطیع کرین۔ غرض تینون قلعے سکھر کہیرہ اور اکہچہ سینہ زوری سے اور کچہہ وہان کے لوگون کی سازش سے فتح کئے۔ اور اہل و عیال کو ابدال کے گرفتار کرلیا۔ اب لاچار ہوکر اوسنے بادشاہ کی اطاعت اختیار کی اور اوسکے نام کا خطبہ اور سکہ اپنے ملک مین جاری کیا۔ ظفر خان نے یہہ بڑی غلطی کی کہ اس ملک کا انتظام اچھی طرح نہ کیا۔ اور اس اندیشہ سے کہ کہین برف سے راہین بند نہ ہوجائین بہت جلد ابدال کو اوسکا ملک دیکر چلا آیا۔ اس کام کے ناتمام چہوڑنے پر بادشاہ اوسے بہت خفا ہوا۔ اب ہم شاہجہان کی اون مہمات کا بیان کرتے ہین جو کابل و قندہار و بلخ و بدخشان مین اوسکے زمانہ مین ہوئین ✣

امام قلی خان و نذر محمد خان کا حال

سنہ جلوس مین ہم پہلے لکہہ آئے ہین کہ نذر محمد خان نے کابل پر حملہ کیا تہا۔ اور اوسکو بادشاہی لشکر نے رفع دفع کردیا تہا ــــ وہ امام قلی خان والی توران کا چہوٹا بہائی تہا۔ باپ اوسکا دین محمد خان مشہور بہ تیم خان والی اورگنج تہا۔ انقلاب زمانہ سے بلخ و بدخشان نذر محمد خان کے ہاتہہ آیا۔ اور بخارا اور سمرقند اوسکے بہائی امام قلی خان

قبضہ مین آیا۔ ان دونون بھائیون نے اوسوقت کہ شاہ ایران قندہار پر چڑہا تہا جہانگیر سے امداد چاہی تہی۔ اور یہہ لکہا تہا کہ شاہجہان کو آپ یہان بہیجدیجے۔ اسی اثنا مین جہانگیر کا انتقال ہوگیا۔ شاہجہان بادشاہ ہوگیا تو اوسنے ایک خط امام قلی خان کے نام لکہا اور اوسمین نذر محمد خان کی شکایت لکہی کہ اوسنے کابل پر حملہ کیا نادانی کی۔ اب آئندہ اتحاد اور وداد کی بنیاد مستحکم کیجائے۔ غرض مدت تک اونمین اور بادشاہ مین دوستانہ خط و کتابت رہی +

شیر خان ترین زمیندار توشیخ کا بادشاہ امان چاہنا سے

قندہار مین شاہ بیگ کابلی صوبہ دار اکبر کے عہد مین تہا۔ شیر خان کا باپ اوسسے ناراض ہوکر شاہ عباس والی ایران پاس چلا گیا۔ وہین اس شیر خان نے تربیت پائی۔ اور توشیخ مین شاہ ایران سے جاگیر پائی۔ مگر علی مردان خان اور بگ والی قندہار سے اوسکی نہ بنی۔ اوسسے لڑکر بہاگتا پہرا۔ آخر کو شاہ جہان کے سایہ عاطفت مین پناہ لی +

سعید خان کا پشاور پر فتح پانا سنہ ۱۰۳۶ ۱۶۲۹

کمال الدین ولد شیخ رکن الدین سابق عہد جہانگیری مین منصب چار ہزاری کا رکہتا تہا اوسنے خان جہان کے بہکانیسے فساد عظیم برپا کیا۔ دریاے اٹک سے لیکر کابل تک بہت سے افغانون نے اوسکے ساتہہ اتفاق کرکے یہہ ارادہ کیا کہ اول پشاور پر شورش برپا کرین۔ جسوقت اسکی خبر سعید خان صوبہ دار کوہاٹ کو پہونچی تو وہ اوسیوقت اور لشکر سمیت پشاور مین آگیا۔ اول نصیحت اور فہائش سے کام نکالنا چاہا مگر یون کام نہ بنا۔ کمال الدین نے افغانون کے قبائل قریبہ اور بعیدہ کو

اغوا کر کے فساد برپا کرنے پر آمادہ کیا۔ عبد القادر پسر احداد کو یہاں آنے کا پیغام بھیجا
۔ وہ خود اور کور کریمداد خان پسر جلالہ اور محمد زمان پسر میر داد عم زادہ احداد کو اور دو
بھائیوں کو ساتھ لیکر چلا آیا۔ اور پشاور سے سات کوس پر کمال الدین سے مل گیا
۔ اور محمد زئی یوسف زئی داؤد زئی وغیرہ کو اپنے ساتھ کر لیا۔ اب پادشاہی فوج
مین یہہ قدرت نہ تہی کہ وہ دشمنون پر میدان مین حملہ کرتے۔ اسلئے وہ حصار پشاور
مین محصور ہوئے۔ اور پرانے قلعہ کو درست کیا بہت لڑائیان ہوئین آخر کو باغی
فرار ہو گئے۔ مگر قلت کی سبب سے بادشاہی فوج ان باغیون کے پیچھے اس اندیشہ سے
دور تک نہ جا سکی کہ کہین وہ شہر کو پلٹ کر نہ لے لین +

کور کریمداد پسر جلالہ کا ماراجانا ۱۰۴۷ھ ۱۶۳۷ء

کور کریمداد نے اون لوگون کو جو بادشاہی فوج کے صدمہ سے آوارہ ہو کر نوحانی
مین جمع ہوئے تہے اپنے پاس بلا لیا۔ اور یہہ ارادہ کیا کہ تیرہ کے آدمیون کو اپنے
ساتھ متفق کر کے بادشاہی خیر خواہون ملک تورا وزک اور شاہ بیگ افریدی کو
ستائین۔ سعید خان حاکم کابل نے راجہ جگت سنگھ کو پندرہ ہزار افغانون کا لشکر
دیکر ان مفسدون کی سرکوبی کیواسطے بھیجا۔ جب بادشاہی لشکر نغز مین آیا تو اور
آدمی اوسکے ساتھ ہو گئے۔ اور مفسد بھاگ کر پہاڑون مین چلے گئے۔ غرض اوپر سے
اونپر برف پڑنی شروع ہوئی۔ اور نیچے سے بہادرون نے پہنچکر تلوار چلانی شروع
کی وہ ایسے دق ہوئے کہ اونہون نے کور کریمداد خان کو گرفتار کر کے حوالہ
کیا۔ اور وہ بادشاہ کے حکم سے مارا گیا +

فتح قلعہ قندہار اور واقعات متعلقہ قندہار ۱۰۴۷ و ۱۰۴۸ھ ۱۶۳۷ و ۱۶۳۸ء

تم کو یاد ہوگا کہ ہم لکھہ آئے ہین کہ جہانگیر کی سلطنت مین قندہار خاندان تیموریہ کے
ہاتھہ سے جاتا رہا۔ شاہ ایران اوسپر قابض تہا۔ شاہجہان کا اب پہر ارادہ ہوا
کہ اس ملک کو تسخیر کرے۔ سعید خان حاکم کابل کے نام بادشاہ نے حکم بہیجا کہ ہم نے
قندہار کی فتح کے واسطے لشکر تیار کیا ہے۔ تم بہی کابل کا انتظام کرکے تیار رہو
اور اس لشکر کے ساتہہ جاؤ۔ اور کسی دانشمند کاروان کو قندہار مین بہیجکر اوسکا
حال دریافت کرو۔ سعید خان نے افاغنہ کا انتظام کرکے علی مردان خان پاس
جو شاہ ایران کی طرف سی قندہار مین حاکم تہا ذوالفقار خان کو مخفی بہیجا۔ اوس نے
وہان جاکر حاکم قندہار کو اپنے بادشاہ کی شان و شوکت اور لشکر اور ملک کا حال
سنایا۔ اور دوستانہ صلاح دی کہ تم بادشاہ کے مطیع ہوجاؤ۔ علی مردانخان نے
اوس سے کہا کہ مین اسکا جواب متعاقب بہیجون گا۔ اور اوسنے اپنے بادشاہ
ایران کو لکہا کہ ہندوستان سے لشکر قندہار فتح کرنے کے واسطے آتا ہے۔
ہرچند مین نے قلعہ اور سپاہ کو درست کر رکہا ہے مگر اوسسے کام نہین نکلے گا۔
اور کمک اور امداد کے واسطے سپاہ بہیجی جائے۔ شاہ ایران شراب کے نشہ
مین ایسا سوتا تہا کہ وہ اس عرضداشت کو یون سمجہا کہ علی مردان خان کا یہہ
ارادہ ہے کہ اپنا سامان اور اسباب بہم پہونچا اوسی سے سرکشی اختیار کرے
۔ اسلئے اوسکو مع اہل و عیال کے قتل کرنا چاہئے۔ یہہ خبر خیرخواہون نے علی مردانخان کے
کانون تک بہی پہونچادی۔ اب وہ سوچا کہ میرا بادشاہ یون دشمن ہے۔ اور
بادشاہ ہندوستان کی طرف یہہ سامان اور مجہہ سے یہہ پیغام ہے۔ اسلئے اوسنے
رسل و رسائل حاکم کابل سے شروع کی اس اثنا مین بادشاہ ایران نے اوسکے

بیٹے محمد علی بیگ کو اپنے پاس بلالیا۔ اور یہہ چاہا کہ کسی طرح علی مردانخان بھی بس میں آئے۔ اسلئے سیاوش کو جسے مشہد بھیجا تہا حکم دیا کہ وہ قندہار جائے۔ اور یہہ کہے کہ ہندوستان کا لشکر قندہار پر چڑہنے آیا ہے اسلئے مین علی مردان خان کی اعانت کو جاتا ہون۔ اور وہان اس بہانہ سے پہونچکر قلعہ قندہار پر قبضہ کرلے اور علی مردانخان کو پکڑکے میرے پاس بھیجدے۔ اور علی مردان خان کو لکھہ بھیجا کہ سیاوش تمہاری کمک کے لئے آتا ہے۔ اس بیدار مغز نے سیاوش کو لکھا کہ تمہارا یہان آنا مصلحت نہین ہے۔ اسلئے کہ اگر تم قلعہ مین آؤگے تو آدمیون کی کثرت سے عسرت ہوگی۔ اور اگر باہر رہوگے تو لشکر ہند کے ہاتہہ سے مارے جاؤگے۔ مگر سیاوش نے کچھہ نہ سنا وہ قلعہ بست مین پہنچا۔ اب اوسکو ثابت ہوگیا کہ علی مردان خان اپنے بادشاہ سے منحرف ہوگیا اور شاہجہان کا دم بھرنے لگا۔ علی مردان خان نے کیا کام کیا کہ حاکم کابل کو لکھا کہ تم سب سامان سپاہ تیار رکھو جسوقت تم کو اشارہ کردون فورًا یہان چلے آؤ۔ غرض یہان ایک لشکر کثیر بادشاہ کا تیار رہا۔ جسوقت علی مردانخان نے اپنا آدمی بھیجا یہہ سارا لشکر قندہار مین چلا گیا۔ اور سیاوش بیہوش پڑا رہا۔ بعد ازان قلعات بست و زمین داور سرمنذب و گرشک قزلباشون سے بڑے بڑے معرکے کرکے بادشاہی فوج نے تسخیر کئے۔ شاہجہان نے شاہزادہ شجاع کو بھی نہایت توزک و احتشام سے قندہار مین بھیجدیا۔ اور قلیچ خان کو یہان کا حاکم مقرر کیا۔ ان لڑائیون مین راجپوتون نے وہ جوانمردی اور دلاوری دکہائی کہ قزلباشون کے دانت کہٹے ہوگئے۔ اگرچہ قندہار بے لڑے بڑے ہاتہہ آگیا۔ مگر اوسکے قلعون کے فتح کرنے مین ہزارون خون ہوئے۔ اور ساٹہہ قلعے لشکر شاہی نے فتح کئے

غرض سارے قندہار مین تسلط ہوگیا۔ اور علی مردان خان دلی مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور بڑا منصب اور جاہ پایا۔ اور پھر کابل کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ فقط +

بادشاہ اور داراشکوہ کا کابل و قندہار مین آنا ۱۰۳۸ھ ۱۶۲۸ء

شاہ جہان ابتک کابل نہین گیا تہا۔ اسلئے اب اوسنے ارادہ کیا کہ وہان چلے اور ملک موروثی کے فتح کرنے کی تدبیرین کیجئے۔ اور یہہ بہی اوسنے سنا کہ والی ایران کا ارادہ قندہار فتح کرنے کا ہے۔ اسلئے اوسنے شاہزادہ داراشکوہ کو قندہار پچاس ہزار لشکر دیکر روانہ کیا۔ اور خود وہ بہی پیچہے روانہ ہوا۔ اور جب یہہ دونو لشکر کابل اور قندہار مین پہنچ گئے تو سارے ماوراالنہر اور آس پاس کے ملکون مین کہلبلی پڑگئی۔ بادشاہ نے سعید خان ظفر جنگ کو ہزارجات مین بہیجا کہ وہان جاکر جن باشندون نے بلنگ توس کے اطاعت مین انکر سر اوٹہا رکہا ہے خوب گوشمالی کرے۔ اوسنے وہان جاکر سترہ سردار گرفتار کرکے بادشاہ کی خدمت مین حاضر کئے۔ سارے کابل کی سیر کرکے اب بادشاہ دارالسلطنت لاہور مین چلا آیا فقط

سیاہ سیستان کا سرزمین قندہار مین آنا ۱۰۴۹ھ ۱۶۳۹ء

قلعہ خشی مین کہ سیستان کی حد فاصل ہے عبدل بادشاہ کی طرف سے قلعہ دار تہا اور عزت خان تولدار سیت کو اوسکی خدمت گزاری اور فرمانبرداری پر اعتبار تہا۔ مگر وہ ایسا نفاق مگال تہا کہ ہمیشہ حمزہ خانکو جو سیستان مین شاہ ایران کی طرف سے حاکم تہا لکہہ بہیجتا کہ سپاہ بہیجکر اس قلعہ کو لے لو۔ اول حمزہ نے انکار کیا۔

شاہ ایران نے اس حرکت پر حمزہ پر عتاب ظاہر کیا۔ اور نئے سپاہ بھیجکر اس قلعہ کو لے لیا۔ اور غزت خان کے سب آدمیون کو مار ڈالا۔ جب غزت خان کو اسکی خبر ہوئی تو اوسنے لشکر بھیجکر پھر اس قلعہ کو لے لیا۔ اور سیستانیون کا تعاقب کیا اور ایک بند ایسا اونچا توڑ ڈالا کہ جسسے ملک سیستان بے آب ہوگیا۔ اور سارا پانی نشیب مین چلا گیا۔ غرض اسی ملک خراب ہوگیا۔

مہمات بلخ و بدخشان

ہم پہلے بیان کر آئے ہین کہ امام قلی خان اور نذر محمد خان دو نو حقیقی بھائی تھے۔ اب امام قلی خان کی آنکھون کی بصارت جاتی رہی مگر دل کی بصیرت باقی تھی کہ وہ سلطنت چھوڑ چھار مکہ معظمہ کو چلا گیا۔ اب نذر محمد خان اوسکے ملک کا مالک بن بیٹھا۔ مگر سنبھال نہ سکا۔ بیٹا اوسکا عبدالعزیز خان باغی ہوگیا اور خود بادشاہ بن کر بیٹھ گیا۔ ملک مین طوائف الملوکی ہوگئی اور بہت سے سردار اور دربار قائم ہوگئے۔ قوم اوزبک اور الاتان نے وہ دنگہ اور فساد برپا کیا کہ غریب و مسکین رعایا پر وہ ظلم و ستم روا رکھا کہ الامان الامان۔ جب شاہجہان کو ان ملکون کا یہہ مفصل حال معلوم ہوا تو باسی کڑھی مین اوبال آیا۔ اور اپنے باپ دادا کے ملک لینے کا خیال ہوا۔ مدت کے سوئے ہوئے موروثی استحقاقون کو جگایا۔ اور مردہ حقوق کو جنکی ہڈیان بھی گھل گئی تھین زندہ کرنا چاہا +

اول ۱۰۴۲ھ ۱۶۳۲ء مین علی مردان خان حاکم کابل پاس اصالت خان بخشی کو بلخ اور بدخشان کی فتح کے ارادہ سے بھیجا۔ پھر ۱۰۴۵ھ ۱۶۳۵ء مین راجہ جگت سنگھ کو چودہ ہزار توپخانے کے ساتھہ رخصت کیا۔ اور بعد ازان شاہزادہ مراد کو بڑی عمدہ سپاہ کے ساتھہ روانہ کیا

غرض ساری عمدہ سپاہ اور دلاور افسر نکازور اسی طرف ڈالا۔ اسوقت ہندوستان مین ایسا امن امان تہا کہ کبہی کسی اور سلطنت مین اسکا عشر عشیر نہین ہوا۔ اب ہر لشکر کے کامون اور امیر الامرا مردان علیخان کی مردانگی کا بیان جو ان مہمات مین وقوع مین آئے لکہتے ہین +

علی مردانخان کا کابل سے سپاہ کا بہیجنا اور علی قطغان کا مغلوب ہونا

کہمرد اور اوسکی مضافات مین پلنگ توش تبول دار تہا۔ اوسے بدل کر یہہ ملک علی قطغان کو نذر محمد خان نے دیدیا۔ اوسنے ہزارجات اور توابعات قندہار پر دست اندازی شروع کی۔ اول مین داور پر تاخت کی۔ پہر گرشک کو لوٹا اور بامیان کا قصد کیا۔ علی مردانخان نے فوج بہیجکر علی قطغان کو شکست دی اور اوسکے جورو بچے سب گرفتار کر لئے پہلی سنہ اثنا ۱۰۵۵ھ کو خلیل بیگ تہانہ دار غور بندی خبر بہیجی کہ قلعہ کہمرد خالی ہے۔ تردی علی نذر محمد خان پاس اوسکے بیٹے سے لڑنے گیا ہے۔ یہہ خبر آئی ہے علی مردانخان نے تین ہزار سپاہ روانہ کی۔ تلوار نیام سے نکلی نہ تیر کمان سے چہوٹا۔ اور کہمرد پر قبضہ شاہی ہو گیا۔ مگر افسران شاہی نے اپنی ناتجربہ کاری سے اس قلعہ کو ایسا غیر محفوظ رکہا کہ اوزبکون نے آنکر اوس کو پہر لے لیا اب علی مردانخان خود بدخشان و بلخ کی تسخیر کے ارادہ سے چلا۔ اور صالت خان بخشی سے غوری بند مین ملا۔ اور کہمرد کے لینے کو تضیع اوقات سمجہا۔ اور پنجشیر کی راہ سے بدخشان پر پہنچنے کا ارادہ کیا۔ مگر راہین ایسی دشوار گذار سخت تہین کہ سوار سبک بار اونہون نے اور کسی جانور کا بوجہہ لیکر چلنا دشوار تہا۔ اس لئے یہہ مصلحت ٹہہری کہ تمام سپاہ نہ روانہ ہو۔ فوج کا ایک حصہ روانہ ہو۔ وہ بدخشان کے قریب پہنچ کر تمام سامان رسد اور اذوقہ تیار رکہے۔ اوسوقت وہان سارا لشکر پہنچے غرض الصاحان بخشی

دس ہزار سپاہ کو ساتھہ لیکر ہندوکش مین منزلین طے کرتا ہوا گل بہار مین پہنچا
۔ بادشاہ کو جسوقت یہہ خبر ہوئی کہ کہر دیون ہاتھہ آیا اور سطرح قبضہ سے نکل گیا
۔ اور سپاہ بدخشان کو سطرح ٹکڑے ٹکڑے ہوکر روانہ ہوئی تو اونہنے علی مردانخان
کو فرمان بہیجا کہ تم نے بڑی غلطی کی کہ سارا لشکر بدخشان کی طرف نہین روانہ کیا۔
اسوقت نذر محمد خان پر ایسی بن رہی ہے کہ بدخشان پر تصرف بے تکلف ہوجاتا۔
اب تم کو حکم ہوتا ہے کہ بیلدارون اور سنگ تراشون سے فوراً ایک راہ طول
بدخشان تک بنواؤ اور اوسپر سپاہ کو روانہ کرو ٭

راجہ جگت سنگھ کی فوج کا حدود اندراب و سراب مین جانا اور اوزبکون سے لڑنا

رمضان ۱۰۵۵ھ مین اس راہ طول پر راجہ جگت سنگھ مع چودہ ہزار رجپوتون کے
روانہ ہوئے۔ لشکر کے دو حصے کئے۔ ایک حصہ اپنے بیٹے بہاؤ سنگھ کو دیا۔ اور آگے
اوسکو روانہ کیا۔ اور دوسرے حصہ کو لیکر خود خوست کی فتح کے لئے روانہ ہوا۔
خوست مین آدمیون نے اطاعت بغیر جنگ و زدم کے اختیار کی۔ اور اندراب و
سراب مین بہی یہی حال ہوا۔ ان دونون کے درمیان ایک قلعہ چوبین راجہ نے
بنایا۔ اور اوسکے برج پتہر کے تیار کرائے۔ غرض ایسے قلعہ بنانے سے یہہ تہی
کہ ملک منضبط ہوجائے۔ اور اوسکی توسل سے ملک بس مین رہے۔ اب یہانتک
توخیر گذری مگر اب آگے نذر محمد خان کی فوج بہی مقابلہ کے لئے آموجود ہوئی۔
تین حصے اوسکی فوج کے تہے۔ دو سوارون کے اور ایک پیادہ کا۔ مگر ان تینون
حصون نے رجپوتون پر بہت دفعہ وار کئے مگر سامنے نہ ٹہر سکے اور فرار ہوئے۔

غرض رجپوتون نے ان معرکون مین وہ کام کیے جو پہلے کبھی اونسے ظاہر نہ ہوسکتے
اول ایک مسلمان بادشاہ کے حکم سے دریا پر سندہ کی پار اوترنا۔ دوم ایسی بے راہ
راہون پر چلنا جنکا کاٹنا پہاڑ کاٹنے سے مشکل تہا۔ سوم ان راستون مین مشقت شاقہ
ایسی کرنے کہ خود راجہ ہاتہہ مین کودال اور کند ہے پر پہاوڑہ رکہہ کر کام کرتا۔
چہارم برف اور باران کی شدت کی برداشت کرنا جسکے عادی یہہ لوگ نہ تہے۔
پنجم جنگ جو اور وحشی اوزبکون کا مقابلہ۔ ششم اپنے بچاؤ اور جماؤ کے
واسطے قلعون کا تیار رکہنا۔ غرض جو کام تہا وہ مشکل تہا۔ ان سب مشکلون کو
مشکل نہ سمجہتہا۔ نہین دلاور اور بہادر رجپوتون کا کام تہا۔ اب یون لڑتا بہڑتا
راجہ بخشیر مین پہونچ گیا +

شاہزادہ مراد کے لشکر کے کام ۱۰۵۶ھ

جب لشکر بادشاہزادہ کا جاریکاران مین پہنچا۔ تو اوسنے قلیچ خان و خلیل خان
کو فوج کا سردار بناکر کہمرد اور غوزی کی طرف روانہ کیا۔ اور خود راہ طول
کی راہ پر بدخشان کی طرف چلا۔ کل بہار مین اصالت خان کا لشکر بہی مل گیا
اب یہہ دونون لشکر راہون کو برف سے صاف کرتے جاتے تہے۔ اور آگے بڑہتے
جاتے تہے۔ جمادی الاولے کو کتل سے عبور کر گئے۔ نذر محمد خان کا بیٹا خسرو اوزبکو
اور الامان کے ہاتہہ سے تنگ تہا۔ قندز مین حاکم تہا۔ اوسکو باپ سے بہی دستگیری
کی امید نہین رہی تہی۔ وہ شاہزادہ سے معرفت راجہ راجروپ کے سراب مین آملا۔
شاہزادہ نے اوسکی نہایت تعظیم اور توقیر کی اور بادشاہ کی خدمت مین روانہ کردیا
اور قلیچ خان اور خلیل خان نے بڑی مشکل سے راہون کو طے کرکے کہمرد اور غوزی کو

کئی لڑائیان لڑکر لے لیا۔ جمادی الاولی کو قندز مین شاہزادہ پہنچا۔ یہان پہلے
کئی روز قندز کے رعایا کو اوزبکون اور الامان نے خوب لوٹا مارا تہا۔ اور تمام
اسباب چہین کر لے گئے تہے۔ اور اوسکے چارون طرف لوٹ مار کر رہے تہے۔
اس لشکر کی خبر سنکر وہ کافور ہو گئے۔ جو جنگلون اور پہاڑون مین ادہر ادہر جتنے
رہ گئے تہے وہ سب اس لشکر کے ہاتہہ سے فرح ہوئے۔ اس ستم رسیدہ شہر پر شاہزادہ
نے رحم کرکے پچیس ہزار روپئے رعایا مین تقسیم کرنیکے لئے دئے۔ اور سارے شہر کی
ضیافت کی۔ ان ہی دنون مین ایک نامہ بادشاہ کا نذر محمد خان کے نام شاہزادہ کے
پاس پہنچا۔ نذر محمد خان کے ساتہہ بادشاہ کا معاملہ یون رہا کہ۔ اول سنہ ۱۲۵۱ھ
مین نذر محمد خان نے کابل پر حملہ کیا تہا۔ مگر بعد ازان ہمیشہ خط و کتابت دوستانہ
آپسمین رہے۔ اور تحفہ تحائف طرفین سے آتے جاتے رہے۔ یہہ بات ۱۲۵۸ھ تک
تک قائم رہی۔ مگر اس بات پر کچہہ بے لطفی ہو گئی کہ وقائع نگار حاجی نے اہل عیال کو
بادشاہ نے اوسی لکہا کہ بہیجدے۔ مگر اوسنے اونکو نہ بہیجا۔ اور ایسا تنگ کیا کہ حاجی
کی بی بی اور بیٹی دونو زہر کہا کر مر گئین۔ اور اسی صدمہ سے حاجی جی کی بہی جان
نکل گئی۔ اب بادشاہ نے مصلحت سمجہہ کر اوسکو اس مضمون کا نامہ لکہا جسکا خلاصہ
یہہ تہا کہ سارا ملک بلخ و بدخشان کا اوزبکون اور الامان نے تباہ و ویران برباد
کر دیا ہے۔ اور یہانتک وہ بے ادب اور گستاخ ہو گئے ہین کہ سوا قلعہ بلخ کے تمہارے
پاس ہی کچہہ اور نہین چہوڑا ہے۔ اور سادات تک کو قتل کیا ہے۔ اسلئے مسلمانون
کے حال پر رحم کرکے ہم خود کابل تک آئے ہین۔ اور شاہزادہ مراد کو بہت لشکر
اور سامان دیکر بلخ و بدخشان کی طرف اس غرض سے بہیجا ہے کہ وہ تم کو ان

موذیون کے ہاتھہ سی نجات دلائے۔ اور جسطرح تمہارا ارشاد ہوا ویسہ ہی عمل کرے
۔ اور یہہ نامہ شاہزادہ نے بلخ سے تین منزل پر خلم سے نذر محمد خان پاس اسحق بیگ
کے ہاتھہ روانہ کیا۔ اوسنے اس نامہ اور نامہ بر دونون کا احترام کیا۔ اور یہہ کہا
کہ بادشاہ نے مجھہ پر بڑا رحم کیا کہ ان جور پیشگان اور ناسپاس اور حق ناشناس موذیون
کے پنجے سے نکالا۔ بمجرد شاہزادہ یہان آئیگا۔ مین تمام بلخ و بدخشان اوسکے
حوالہ کرکے بادشاہ پاس کابل جاؤنگا۔ اور بعد قدمبوسی بیت اللہ جانیکی رخصت لونگا
۔ اسحق بیگ نے نذر محمد خان کی یہہ پریشانی اور حیرانی اور اوزبکون کی شورش
و شوخی دیکھہ کر شاہزادہ کو لکھا کہ بہت جلد یہان آؤ ایسا نہ ہو کہ لوگ یہانکا نذر محمد خان
کا کام تمام کر ڈالین۔ اسحق بیگ کی آنے سی پیشتر نذر محمد خان نے جو چک بیگ اوزبک کو
شاہزادہ پاس اس مضمون کا خط دیکر بھیجا تہا کہ تمام ملک و دولت مین آپ کے تفویض
کرتا ہون۔ مجھے دو تین روز کی مہلت دیجے کہ مین سامان سفر حجاز درست کرکے
بیت اللہ روانہ ہو جاؤن۔ شاہزادہ اسکو فریب سمجھا لیکن جب اسحق بیگ کا نوشتہ
بہی اسی مضمون کا آیا۔ تو وہ گیارہ کوس کی منزل طے کرکے بلخ سے دو کوس پر
پہونچا اور یہان آکر اسحق بیگ کی جو کچھہ دیکھا اور سنا تہا وہ سب عرض کیا۔ بعد
نماز مغرب نذر محمد خان کے دو بیٹے بہرام اور سبحان قلی مع اور عمائد اور امرا کے
شاہزادہ سے ملنے گئے۔ وہان ملاقات نہایت تعظیم و تکریم سے باہم ہوئی۔
۲۸۔ جمادی الاولی سنہ ۱۰۵۶ ۱۶۴۶ شاہزادہ اور علی مردان خان لشکر کو لیکر کمال شوکت
و عظمت سے بلخ مین داخل ہوا۔ اور رستم خان نے تمام قلعہ کے مخارج اور مداخل کا
انتظام کیا۔ اور اسحق بیگ کی زبانی نذر محمد خان پاس شاہزادہ نے کہلا بہیجا کہ

مین آپ کی ملاقات کا شائق ہون۔ اس پیغام کو سنکر نذر محمد خان منغض ہوا۔ اوسکو یہہ امید نتہی کہ شاہزادہ مجھکو بڑا سمجھہ کر میرے ہان بے تکلف مہمان ہوگا۔ غرض اصل حال معلوم نہین کہ نذر محمد خان کے دل مین کیا آیا۔ کہ وہ دونو بیٹونکو ساتھہ لے بہاگ گیا۔ اور اہل وعیال وردو چہوٹے بیٹون کو یہین چہوڑ گیا۔ جب شاہزادہ کو یہہ خبر ہوئی تو اونہنے راجہ بیتہل داس اور اصالت خان اور بہادر خان کو لشکر کے ساتھہ اوسکے تعاقب مین روانہ کیا۔

جولائی ۱۶۴۶ء مین مسجد مین خطبہ شاہجہان کے نام کا پڑہا گیا۔ اور بادشاہ
۲۸ جمادی الثانی ۱۰۵۶ھ کا یا سکہ جاری ہوا۔ ترمذ کے حاکم کا بیٹا بہی حاضر ہوا۔ اونہنے بہی اطاعت قبول کی۔ غرض سارا بلخ وبدخشان بادشاہ کی حکومت مین آگیا۔

نذر محمد خان کا شکست پانا بہادر خان اور اصالت خان سے

نذر محمد خان کے پیچہے بہادر خان اور اصالت خان منزل بمنزل چلے جاتے تہے۔ اور ہر منزل پر اوسکے ہمراہیون کو گرفتار کرتے تہے۔ تیسرا روز تہا کہ نذر محمد خان سے نردی علی قطغان اور بہت سی اوسکے سوار لشکرون کو لیکر آن ملے۔ اور اور بادشاہی لشکر سے ایک ہنگامہ کارزار برپا ہوا۔ راجپوتون نے اس لڑائی مین بہی بڑی دلاوری اور شجاعت اپنی دکہلائی۔ اور اوزبکون کو مار کر بہگا دیا۔ سبحان قلی کے ساتھہ کچہہ اوزبک بخارا کی طرف بہاگ گئے۔ لشکر شاہی شبرغان مین مقیم ہوا۔ اور شاہزادہ نے یہین اونکو چہاونی ڈالنے کا حکم دیا۔ اور نذر محمد خان خراسان کی طرف بہاگ گیا۔ اگرچہ بلخ اور بدخشان پر بادشاہ کا تسلط ہوگیا مگر یہہ فتح بے کھٹکے نہ رہی۔ اوزبکون اور الامان نچلے نہ بیٹہے۔ ہر جگہ شورش

اور فساد کرنے پر آمادہ رہے۔ کہین بادشاہی فوج کو چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ شاہزادہ مراد کو کیا سوجھی کہ اوسنے بادشاہ کو لکھا کہ مجھے اجازت دیجے کہ بلخ کو کسی لائق اہلکار کو سپرد کرکے حضور کی ملازمت مین حاضر ہون۔ شاید شاہزادہ یہان کی خدمات سے تنگ ہوگیا تہا۔ اور علی مردان خان کی حکومت اور رعب داب کی برداشت نہ کرسکتا تہا۔ بادشاہ اسپر بہت خفا ہوا۔ اور اوسنے لکھا کہ جب تک نذر محمد خان نہ ہاتہہ آئے۔ اور تمام ملک کا انتظام نہ ہوجائے اور سب جگہ تہانہ نہ بیٹہہ جائے اور سب قلعے نہ ہاتہہ لگ جائین تمہارا آنا مصلحت نہین ہے۔ مگر بادشاہ زادہ نے پہر دوبارہ یہی عرض کیا کہ مین حضور کی ملازمت حاصل کرنا چاہتا ہون۔ اور اصالت خان اور بہادر خان کو اپنے پاس بلالیا کہ بلخ اونکو سپرد کرکے آپ بادشاہ پاس روانہ ہو۔ جب بادشاہ پاس پہر دوسری عرضی درخواست پہونچی تو بادشاہ نے اوس کا منصب بدل دیا۔ اور ملتان اوسکی جاگیر مین دیدیا۔ اور بلخ کی نظم ونسق کے واسطے سعد اللہ خان اپنے وزیر کو بہیجدیا۔ اور اوس کو سمجہا دیا کہ تمام ملک بلخ کا انتظام اسطرح کرے کہ بہادر خان کو تمام سپاہ اور جنگ کا اہتمام سپرد کرے۔ اور اصالت خان کو انتظام ملکی حوالہ کرے۔ اور تمام قلعون کی حفاظت کا اول اہتمام کرے۔ اور جن غریب رعایا کی کہیتی فالیز یا کسی اور طرح کا نقصان ان لڑائیون مین ہوا ہو۔ اوسکے عوضانہ مین زر نقد خزانہ شاہی سے دلادے۔ اور جو منصبدار نقد تنخواہ پاتے ہین اون کو تین مہینہ کی تنخواہ پیشگی دیدے۔ اور جو منصبدار جاگیردار ہین اون کے مناسب حال خزانہ شاہی سے روپیہ دیدے۔ اور اہل وعیال نذر محمد خان

ہمراہ کے ساتھ ہمارے پاس روانہ کردے۔ اور وہان کے سکہ مین جو تانبا ملا ہوا ہے اوسکو موقوف کرکے خالص چاندی کا سکہ ہمارے نام کا جاری کرے۔ اور علی مردان خان کے نام حکم جاری ہوا کہ وہ قندہار کو روانہ ہو۔ اور وہان جو مفسد اور سرکش باقی ہین اون کا علاج کرے۔ یہان بادشاہ نے یہہ انتظام کیا

اب بدخشان کی سنئے کہ وہان راجہ راجروپ نے بادشاہ کو لکھا کہ دریاے جیحون کی خلیج خواجہ پاک سے ایک گروہ المان کا اوترا۔ اور اوس سے ایک سخت لڑائی ہوئی اور بادشاہی لشکر کو فتح نصیب ہوئی۔ پھر وہ ایک اور جماعت کو سامنہ لاکر حملہ آور ہوئے۔ اور اس دفعہ بھی اون کو شکست نصیب ہوئی۔ اندخود پر بھی جسوقت اصالت خان اور بہادر خان بلخ کو روانہ ہوئے المان نے حملہ کیا۔ اور خواجہ کمال وہان کے قلعہ دار کو مار ڈالا۔ رستم خان اونکے دفعہ کرنیکے لئے روانہ ہوا۔ اور اون کو بھگا دیا۔ کابل سے لاہور مین بادشاہ چلا آیا۔

حال صوبہ بلخ کا بعد معاوت سعد اللہ خان کے

سعد اللہ خان نے بلخ مین پہنچکر حسب الارشاد بادشاہ کے انتظام کردیا۔ اور وہان سے چلا آیا۔ اب یہان اوسکی معاوت کے بعد پھر سانحات واقع ہوئے کہ پانچ چھہ ہزار سوار الامان دریاے جیحون کے اس طرف مومن آباد کے حوالی مین بلخ سے سولہ کوس پر جمع ہوئے۔ بہادر خان نے یہہ خبر سنکر بادشاہی لشکر مقابلہ کے لئے بھیجا۔ اور لڑائی ہوئی۔ اور الامان بھاگ گئے۔ اور جو اسباب اونہون نے لوٹا تہا وہ سب بادشاہی لشکر کے ہاتھ آیا۔ وہ دوسرے روز پھر اونکے مالکون پاس پہنچا دیا گیا۔ یہہ جنگ تمام ہوا ہی تہا کہ خبر آئی کہ دس ہزار سوار

الامان نے ظلم پر تاخت کی ہے۔ مگر جب لشکر شاہنشاہی آیا تو پھر وہ بھاگ گئے۔ پھر المانوں کے ایک انبوہ کثیر نے موضع آقتپے اور قرمچے کو جو بلخ سے پانچ کوس پرے تھے لوٹ لیا۔ غرض تا سنگ بست اونہوں نے یہ کام شروع کیا۔ یہاں لوٹا وہاں مارا۔ کوئی جگہ اس فساد سے خالی نہ تھی۔ نذر محمد خان کے بیٹے سبحان قلی نے پانچ چھ ہزار سوار اوزبکوں کے لیکر ترمذ پر حملہ کر دیا۔ ابھی الامان کی فتنہ پردازی سے فرصت نہ ملی تھی کہ اوزبکوں نے شورش برپا کی۔ یہہ تو سب کچھ ہو ہی رہا تھا کہ اصالت خان اور بہادر خان کی عرائض آئیں کہ عبدالعزیز خان والی تورسان ایک لشکر کثیر لیکے بلخ پر چڑھا آتا ہے۔ اسلئے بادشاہ خود لاہور سے تیسری مرتبہ کابل میں آیا۔ اور شاہزادہ اورنگ زیب کو بڑے لشکر اور سامان سے بلخ روانہ کیا۔ اس عرصہ میں کہ شاہزادہ بلخ میں پہنچے۔ اوزبک اور الامان جیحون سے پار اوتر کر سب اطراف میں شورش برپا کرتے رہے +

نذر محمد خان کا حال

ہم پہلے لکھہ آئے ہیں کہ نذر محمد خان شہر خان بہادر خان اور اصالت خان سے شکست کھا کر بھاگا تھا۔ اب اوس کے ساتھہ قتلق محمد اوس کا بیٹا اور کچھہ غلام اور بعض اور خیر خواہ ملازم تھے۔ اب وہ بھاگ کر مرو میں گیا۔ اور پھر مشہد مقدس میں۔ یہاں سے صفاہان کو روانہ ہوا۔ اور شاہ ایران سے ملاقی ہوا۔ اگرچہ بادشاہ نے اوسکی بڑی خاطر داری اور آؤ بھگت کی۔ اور اپنے برابر مسند پر بٹھایا اور دعوت کی مگر سپاہ اعانت نہ کی اور صاف انکار کر دیا۔ وہ یہاں سے چلکر ادھر اودھر پھرتا ہوا اسوقت سے چار برس بعد کنار بندھان پر بیٹھا

اس اثنا مین گفش قلماش چیچکتو میمنہ کے حوالی سے آیا۔ اور اوسنے نذر محمد خان سے کہا کہ اوزبکون کا ارادہ ہے کہ آپ سے دفاق اور اتفاق ظاہر کرکے آپ کو ہلاک کرین۔ اسلئے آپ بخارا تشریف لیجائین۔ اوسنے کہا کہ مجھے بہی یہہ اندیشہ ہے۔ کچھہ اپنی مصلحت سمجھہ کر حصار میمنہ اور چیچکتو کا اوسنے محاصرہ کیا۔ اور دیوار قلعہ کو باروت سے اوڑا ہی دیا۔ مگر بادشاہی لشکر کے دلاورون نے اونکو اندر نہ آنے دیا۔ اور ایسی جوانمردی سے اوسکا مقابلہ کیا کہ اونکے دانت کھٹے ہوگئے۔ جب یہہ حال دشمنون نے دیکہا اور شاہزادہ اورنگ زیب کی آنے کا شہرہ سنا تو اونہون نے محاصرہ چہوڑ دیا۔ اور اذنون بلخ کو خالی دیکہہ کر نذر محمد خان کو اوسپر چڑہائی کی صلاح اوسکے دوستون نے دی۔ مگر نذر محمد خان نے کہا کہ بلخ کا فتح ہونا مشکل ہے اور اگر فتح بہی ہوگیا تو اوسکا سنبہالنا مشکل تر ہے۔ اگر تم سب کی مصلحت ہو تو اپنے بیٹے قتلق محمد خان کو وہان بہیجدون۔ غرض کچھہ سپاہ لیکر وہ بلخ کی طرف روانہ ہوا۔ اور اوسکے ساتھہ پانچ سو سوار جو عبدالعزیز خان سے بگڑ کر بخارا سے آئے تہے ساتھہ کئے۔ اونہون نے قتلق محمد خان کو راہ مین ایسا سبق پڑہایا کہ وہ اپنے بہائی عبدالعزیز خان کے پاس چلا گیا۔ اور اپنے تیس چالیس ہزار سوار اوسکو دیکر شاہزادہ اورنگ زیب کی راہ روکنے کیواسطے درہ گز کی طرف روانہ کیا۔ فقط۔

شاہزادہ اورنگ زیب کا بلخ مین پہونچنا ۱۰۵۷ھ ۱۶۴۷ء

پندرہوین محرم ۱۰۵۷ھ کو شاہزادہ اورنگ زیب لاہور سے روانہ ہوا۔ اور ۱۹ صفر کو پشاور مین پہونچا۔ یہان تین مہینہ کی تنخواہ ساری سپاہ اور منصب دارونکو شکیگی

خزانہ شاہی سے عطا ہوئی۔ ۲۳ کو کابل مین داخل ہوا۔ اور یہان سے چھوٹی چھوٹی منزلین راہ طول پر طے کرتا ہوا کہمرد پہونچا۔ اور یہان سے روانہ ہوکر درہ گزر جب پہنچا تو وہان جاسوسون نے خبر دی کہ اس درہ پر قتلق محمد خان اوزبکون کا لشکر لڑنیکے واسطے موجود ہے۔ خلیل خان کو پانچ سو سوارون کے ساتھ تحقیق خبر لینے کے لیے روانہ کیا۔ یہہ بے خبر اسقدر اس خبر کی تلاش مین آگے بڑہ آیا کہ دشمنون سے مقابلہ ہوگیا۔ اور کام اوسکا تمام ہوگیا ہوتا مگر شاہزادہ کے ہراول کا لشکر یہان وقت پر آن پہونچا۔ لڑتے لڑتے شام ہوگئی اوزبک اپنے خیمون مین چلے آئے۔ پہر دوسرے روز سخت لڑائی ہوئی اور اوزبکون کو شکست ہوئی۔ اور بہت کشت وخون ہوا۔ اور قتلق محمد خان بہاگ گیا۔ اس لڑائی مین علی مردان خان نے بہت کارہائے نمایان ظاہر کیے۔

شاہزادہ اورنگ زیب کا بلخ پہونچنا اور عبد العزیز خان سے لڑائیون کا ہونا

عبد العزیز خان قرشی دریا جیحون کے کنارہ پر آیا۔ اور بیگ اوغلی کو توران کا لشکر گران دیکر حکم دیا کہ دریا جیحون کو اب کلیف پر عبور کرے۔ جب بہادر خان کو اسکی خبر ہوئی تو وہ قلعہ اور شہر کی اچھی طرح حفاظت کرکے گذر کلیف کی راہ مین ایک کوس آگے بلخ سے گیا۔ اور وہان سب سامان کارزار درست کرکے لڑائی کے لئے آمادہ رہا۔ اسی اثنار مین شاہزادہ محمد اورنگ زیب آن پہونچا۔ اوسنے بہی شہر بلخ کی سیر کرکے اور قلعہ اور سپاہ کا انتظام کرکے اسی کام کو مقدم جانا کہ عبد العزیز خان کا کام تمام کیجے۔ ان دونون مین بڑی بڑی

لڑائیان ہوئین - کبھی اورنگ بہادر کتے کبھی اورنگ زیب کو ایسا دق کرتے
کہ وہ بلخ کے اردگرد قلعون مین پناہ ڈھونڈھتا - اوزبکون کا ملک تہا اون کا زور
روز بروز زیادہ ہوتا گیا تہا - بادشاہ کے لشکر کی یہہ صورت تہی کہ شاہزادہ مرادبخش
کے ساتھہ پچاس ہزار لشکر آیا تہا - جب سارا بلخ اور بدخشان ممالک محروسہ
مین داخل ہوا تو سپاہ اسطرح سب منتظمون کے ساتھہ حفاظت اور حراست
کے لئے تقسیم ہو گئی کہ کچھہ سپاہ فتح خان پاس طالقان مین اور رستم خان کے
پاس اندخود مین سعادت خان پاس ترمذ مین شاد خان کے پاس سمنگان مین اور
راجہ راجروپ پاس قندز مین خنجر خان پاس اسباق مین کچھہ سپاہ بلخ اور اوسکے
نواح مین تہی - شاہزادہ نے ان مقامات سے فوج کو نہ بلایا - اور اپنی قلیل فوج سے
کام چلالیا - ملک کو فتح کرنا اور پھر اوسکا انتظام کرنا اور دشمنون سے لڑنا
تہوڑی فوج کا کام نہین ہے - اسقدر سپاہ سی بلخ کے آس پاس ہے لڑائی ہو سکتی
تہی - اسلئے جسوقت اورنگ زیب نے فاصلہ تک اوزبکون کا تعاقب کیا تو اوسکے
لشکر پر ایک آفت آئی - ابتداہی سے ان مہمات مین بدتدبیریان وقوع مین آتی
رہین - اول شاہزادہ مراد کا واپس جانا - اور انتظام کا ناتمام چہوڑ جانا -
دوم اصالت خان اور بہادر خان کا شیر خان سے نذر محمد خان کا آگے نہ تعاقب
کرنا - سوم اس ملک کے روساء اور عمائد کی تالیف قلوب کرکے اپنے ساتھہ نہ
شامل کرنا - چہارم شاہزادہ اورنگ زیب کا بلخ سے بہت آگے غنیم کے پیچھے
چلا جانا - فقط +

نذر محمد خان کو بلخ اور بدخشان کا بادشاہ کی طرف سے عنایت ہونا

معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہان کی نیت مین یہہ ضرور تہا کہ اس ملک کو پہر نذر محمد خان کو دیدیجے - چنانچہ اوسنے ایک خط نذر محمد خان کو ۱۰۵۶ھ مین اس مضمون کا لکہا تہا کہ اگر شاہزادہ محمد مراد سے بہ سبب جوانی کے کوئی حرکت نامناسب آپکی نسبت سرزد ہوئی ہو تو آپ کو لازم تہا کہ بلخ سے میرے پاس آتے نہ یہہ کہ ادہر اودہر مارے پہرتے - بلخ اور بدخشان پر لشکر بہیجنے سے کوئی اور ہمارا مطلب سوا اسکے نہ تہا کہ اوزبکون اور لامانون کے ظلم اور ستم سے مسلمانون اور آپ کو نجات دلائین - اب نذر محمد خان جب ایران سے مایوس پہرا اور قلعات چہوچک اور میمنہ پر ہر بمبت اوٹہائی - سب جگہ سے ناامید ہوا اور کسی نے اوس کا ہاتہہ نہ پکڑا - تو لاچار ہوکر اورنگ زیب کے توسل سے شاہجہان کے رحم کا امیدوار اور عفو تقصیر کا خواستگار ہوا - اور اسی مضمون کا خط شاہزادہ اورنگ زیب کو لکہا - اورنگ زیب نے اس خط کو اپنی عرضداشت کے ساتہہ بادشاہ پاس بہیجدیا - بادشاہ نے اوس کو لکہا کہ اول نذر محمد خان سے ملاقات کرے - اور سارا ملک مقبوضہ اوسکے حوالہ کرے اور تمام اپنے لشکرون کو اطراف بلخ اور بدخشان سے بلالے - اور سارے لشکر کو لے کر ہمارے پاس چلا آوے -

یہہ کام شاہجہان کا نہایت عقلمندی اور فرزانگی کا تہا - اب تک دو کروڑ روپیہ سپاہ کی تنخواہ مین اور دو کروڑ روپیہ اور ضروریات کے بہم رسانی مین صرف ہوچکا تہا - پانچہزار بادشاہی سپاہ ایک ہفتہ کی لڑائی مین کام آچکی تہی دشمنون کے بیشمار سپاہ مین سے صرف چہہ ہزار سپاہی کہیت رہے تہے - باوجود اس

خونریزی اور زر افشانی کے ملک پر پورا پورا تسلط نہ ہوا تھا ضرور ایک دن وہ آتا کہ اس لڑائی سے ہاتھ اوٹھانا پڑتا۔ اب جو نذر محمد خان کی نذر آپنے سارے حقوق کر دئے اسمین بہرم رہ گیا۔ اور لڑائی سے بھی کنارہ کشی کی خفت نہ اوٹھانی پڑی اب نہ اورنگ زیب نذر محمد خان سے ملنے گیا نہ وہ اس پاس آیا۔ اورنگ زیب نے تمام قلعے نذر محمد خان کے آدمیون کے سپرد کر دئے اور اپنے لشکر اور امیرون کو بلخ مین بلا لیا۔ اور جب ان سب کا اجتماع ہو گیا تو شاہانہ طرز پر ۱۴ رمضان ۱۰۵۷ھ ۱۶۴۷ء کو کابل کی طرف روانہ ہوا۔ فوج کے کئی حصے کئے اور وہ آگے پیچھے روانہ ہوئے۔ جب یہہ لشکر ہندوکش کی منزلون مین اوترے تو بڑی دشواریان پیش آئین۔ لکڑی گھاس کی فراہمی کے واسطے شمشیر خان کچھہ لشکر لے گیا تھا۔ اوسکو اوزبکون نے گھیر لیا۔ علی مردان خان اوسکی اعانت پر پہونچ گیا۔ اور اوزبکون کو بھگا دیا۔ غرض ان منزلون مین اوزبکون نے اور اوس سے زیادہ ہزارجات کی قومون نے لشکر شاہی کو حیران و پریشان کیا۔ شاہزادہ تو اپنی ذات سے ہلکی سوارون سمیت کابل مین جلد چلا گیا۔ مگر راجہ جگت سنگھ کی سپاہ پر بڑی آفت برف و باران کی آئی۔ اور ہزارون جاندار اس جاڑے کی شدت سے بے جان ہو گئے۔ ادہر یہہ آسمانی مصیبت اور پھر اوسپہ یہہ ارضی مصیبت کہ قدم قدم پر ہزارہ کی قومین تاخت اور تاراج کے لئے موجود۔ بڑی دشواریون اور مشکلون سے پادشاہی لشکر دشمنون سے لڑ بھڑ کر اور حصے ہو ہو کر اور بہاری نقصان اوٹھا اوٹھا کر اور راہون مین اسباب چھوڑ چھوڑ کر کابل مین پہونچا +

ایرانیون کا قندہار پر دوبارہ قبضہ پانا ۱۰۵۸ھ ۱۶۴۸ء

اب بادشاہ بلخ سے فارغ ہو کر اپنے آباد کئے ہوئے شہر شاہجہان آباد مین جشن اوڑا رہا تہا۔ عیش و عشرت و سیر و تماشے مین مصروف تہا۔ کہ خواص خان قلعہ دار قندہار کی عرضی آئی کہ ۴ ربیع الاول ۱۰۵۸ھ کو صفاہان سے قلعہ قندہار سکے لئے شاہ عباس ثانی والی ایران نے کوچ کیا ہے۔ علی مردان خان نے جو قندہار دیدیا تہا اور ایران والے اوسپر چڑہے بیٹھے رہے اور کچہہ نہ بولے تو اسکا سبب یہہ تہا کہ شاہ صفوی کی سلطنت کمزور اور جفا خیز تہی۔ اوسکے مرنیکے بعد جو شاہ عباس ثانی بادشاہ ہوا صغیر سن تہا۔ جب وہ بالغ ہوا تو اوسکے وزیرون نے سمجہایا کہ سب سے مقدم کام یہہ ہے کہ قندہار کو فتح کیجے۔ اور اپنے آبائی ملک پر تسلط پائیے۔ اس مین سلطنت کا مرتبہ بڑہتا ہے۔ چنانچہ اوسنے ۱۰۵۸ھ ۱۶۴۸ء مین بڑی فوج اکٹہی کر کے قندہار پر چڑہائی کی۔ اور جاڑے کے موسم مین قندہار کا محاصرہ کیا اس موسم مین محاصرہ کرنے کے اندر اوسکی یہہ دانشمندی تہی کہ برف کے پڑنے سے ہندوستان اور کابل کے درمیان راہ آمد و رفت کی مسدود ہوتی ہے تو کوئی تازہ سپاہ قندہار کے بچانیکے واسطے نہ آسکتی تہی۔ اور اوسکے خود کا روبار قندہار کی نرم آب و ہوا مین خوب جاری ہے۔ اب یہان شاہجہان اس خبر کو سنکر شاہجہان آباد سے لاہور روانہ ہوا۔ اور اوسکا ارادہ ہوا کہ یہان سے سیدہا کابل کو جائے۔ مگر وزیرون نے بادشاہ کو سمجہایا کہ موسم زمستان مین شاہ ایران کا قندہار پر حملہ بسبب قلت کاہ و غلہ کے ناممکن ہے۔ اور حضور کا کابل جانا اس برف و باران مین مشکل ہے۔ اسلئے بہتر ہے کہ حضور اوائل بہار مین کابل

تشریف لیجائین۔ یہان یہہ ٹہرا وہان سے ۱۲ محرم ۱۰۵۹ھ کی عرضی قلعہ دار قندہار کی لکہی ہوئی آئی کہ شاہ ایران نے قلعہ قندہار کو چارون طرف سے محاصرہ کر لیا ہے۔ یہہ خبر سنکر بادشاہ نے اورنگ زیب اور اپنے وزیر سعد اللہ خان کو حکم دیا کہ پنجاب سے روانہ ہوکر بہت جلد قندہار مین پہونچین۔ مگر یہہ بادشاہی لشکر نہ پہونچنے پایا تہا کہ بادشاہ پاس خبر آئی کہ ممالی ایران نے ڈہائی مہینہ تک قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور محصورین نے نمک حرامی کی یا اونکو ایسی دشواریان پیش آئین کہ ایسا مستحکم قلعہ اونہون نے شاہ ایران کے حوالہ کر دیا۔ سعد اللہ خان اور اورنگ زیب نے پہاڑون کی کڑی کڑی منزلین طے کین۔ راہ مین غلہ کی ایسی دقت پیش آئی کہ بہت جگہ اوسکے بہم پہونچانے مین توقف کرنا پڑا۔ اور فوج موسم سرما کے سبب سے عاجز اور درماندہ ہوگئی اسلئے کابل مین بہت ٹہرنا پڑا۔ اور شاہ ایران اپنی ایک قوی فوج قندہار مین چہوڑکر ہرات چلا گیا۔

اورنگ زیب کا قندہار پہنچنا اور ناکامیاب پہرنا

مئی ۱۶۴۹ء جمادی الثانی ۱۰۵۹ھ مین اورنگ زیب قلعہ قندہار سے آدہ کوس پر پہنچ گیا۔ اور مورچے لگاکر شہر پر گولے برسانے لگا۔ غرض کہ جانبین مین لڑائی بڑی سرگرمی سے شروع ہوئی۔ اور دونون طرفون سے سرنگین اوڑائی گئین۔ اور محاصرین نے شہر پر حملے کئے۔ اور محصورین نے باہر نکل کر بادشاہی لشکر پر چہاپے مارے۔ شاہ ایران نے نظیر علی خان کے ساتہہ چہہ ہزار سوار روانہ کئے کہ وہ قندہار سے محاصرین کو ہٹا دے۔ یہہ لشکر جب گرشک پر پہنچا تو گیارہ ہزار سوار اور مرتضی علی خان لیکر آن ملا۔ اس لشکر کی خبر جاسوسون نے

شاہزادہ کے کان تک پہنچائی۔ اوسنے فوراً رستم خان کو سات ہزار سوار دیکے ساتھہ اوسنے لڑنیکے لئے بھیجا۔ اور خود محاصرہ مین مصروف رہا۔ جو فوج اوسنے ایرانی فوج کے مقابلہ کے لئے بھیجی تہی اگرچہ اونکے رفع دفع کرنے اور شکست دیدینے کے لئے کافی ہوئی۔ مگر اور دستے اور سپاہ جو شاہ ایران کے درغبون کے کاٹنے اور نیار چاریکے برباد کرنے اور محاصرین کے ذخیرون کی لوٹ مار کرنے مین مصروف تہی اوسکا علاج کچھہ نہ ہوسکا۔ اب اورنگ زیب نے دیکہا کہ اس محاصرہ مین چار مہینہ کا عرصہ لگ چکا ہے۔ اور سپاہیون نے بہی کوئی اپنی جانفشانی مین کسر باقی نہین رکہی۔ مگر دشمن ایسا ہنرمند اور سینہ زور ہے کہ اوسکے قبضہ سے شہر کو بہی ہم نہ نکال سکے۔ اذوقہ اور سامان رسد کی تنگی ہے اسباب قلعہ شکنی کا خوب نہین ہے۔ کل پچیس توپین ہلکی ہین بڑی توپین قلعہ شکن نہین ہین۔ اور موسم سرما سر پر آتا ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ محاصرہ سے ہاتہہ اوٹہائے۔ اور بعد زمستان پہر یہان سامان درست کرکے آئے۔ اسلئے ستمبر رمضان ۱۶۴۹ء ۱۰۵۹ھ مین محاصرہ چہوڑ دیا۔ اور کابل مین چلا آیا۔ بادشاہ بہی اورنگ زیب کے پیچہے پیچہے کابل مین آیا تہا۔ مگر اب وہ اولٹا لاہور کو چلا گیا۔ اورنگ زیب دسمبر سے لاہور مین ملا۔

اورنگ زیب کا دوبارہ قندہار پر حملہ کرنا اور ناکامیاب پہرنا

۱۶۵۱ء کا سارا سال کابل کی سیر اور عیش اور جشن مین بادشاہ نے کاٹا۔ اوسکی عادت تہی کہ جب کوئی ملکی کام نہ ہوتا تہا تو وہ سارا وقت ابنا دعوتون اور جلسون اور سیر و شکار اور باغون کی آراستگی اور ناچ اور راگ رنگ مین کاٹتا تہا

۱۶۵۱ء/۱۰۶۰ھ مین شاہزادہ اورنگ زیب اور سعد اللہ خان وزیر کو قندہار پر پھر روانہ کیا۔ سعد اللہ خان پاس اس سپاہ مین پچاس ہزار دہ سوار تھے جنہون نے میدان کارزار مین اپنی عمر بسر کی۔ دو ہزار تفنگچی توپ اندازان اور دس فیل خاصہ اور آٹھہ توپ کلان قلعہ افگن اور آٹھہ توپ خرد اور بیس توپین ہاتھیون کی اور اسیقدر توپین اونٹون کی۔ اور خزانہ بہت۔ اور اور سامان جو اس فوج کے شایان تہا تین ہزار اونٹون پر لدا ہوا تہا۔ اور تین سو ساٹھہ میر ساتھہ۔ سوار انکے بیس ہزار سوار اورنگ زیب کے ہمراہ جدا تھے۔ غرض یہہ سب سامان اسلئے کیا گیا تہا کہ اوقات گذشتہ کی تلافی مافات ہو۔ اس ٹھاٹھہ سے یہہ لشکر حصار قندہار کے میدان مین پہونچا۔ اور وہی سب کام کئے جو پہلے حملہ مین کئے تھے مگر شاہ ایران کی طرف سے محراب خان قلعہ دار بہی ایسا ہنرمند تہا کہ اورنگ زیب جیسے دانشمند اور سعد اللہ خان جیسے عقلمند کی کسی حکمت اور تدبیر کو اپنی سامنے نہین چلنے دیتا۔ ان دونون کی دلاوری اور دانائی کی تدبیرین خاک اور رجپوتون کی بہادری اور جان نثاری سب اکارت گئین۔ توپین جو بڑی بڑی تہین اونمین بارود اتنی ٹھونسی کہ وہ نکمی ہوگئین۔ کچھہ سرداران فوج مین بہی باہم نفاق تہا آخر کار لاچار ہوکر شاہزادہ مع سارے لشکر کے کابل مین چلا آیا۔ اور دکن کا صوبہ دار مقرر ہوا+

داراشکوہ کا قندہار پر جانا

اگرچہ شاہجہان کو یہہ دو دفعہ ناکامیابی ہوئی۔ مگر وہ خاطر شکستہ نہ ہوا۔ بلکہ اوسنے دوسرے سال پہلے سامانون سے بہی زیادہ سامان کیا۔ اور اپنی بڑی بیٹے

داراشکوہ کو بھیجا۔ یہہ بیٹا اور سب بیٹون مین زیادہ ممتاز اور معزز تہا۔ اور دربار مین
پادشاہ پاس رہتا تہا۔ اس دفعہ توپخانہ کا بہت کچھہ سامان تہا۔ نامی نامی توپین
پادشاہی اس لشکر کے ساتھہ کین۔ غرض یہہ سپاہ عظیم الشان ایام سرما ۱۶۵۲ء مین
لاہور مین جمع ہوئی۔ ۳ ربیع الاول ۱۰۶۳ھ ۱۶۵۳ء کو موسم بہار مین قندہار کو روانہ ہوئی
اور پادشاہ بہی پیچہے پیچہے کابل کی طرف روانہ ہوا۔ اور اب کی دفعہ تاریخ حملہ قندہار
کی نجومیون سے پادشاہ نے پوچہہ کر رجمادی الثانی مقرر کی تہی۔ اسلئے داراشکوہ نے
سپاہ کچھہ آگے روانہ کی کہ وہ تاریخ نہ ٹل جائے۔ اس فوج نے محاصرہ کا کام
تاریخ معین پر شروع کیا۔ پہر خود پہنچ گیا۔ اور بڑی دھوم دہام سے مورچے جمائے۔ اور
اپنے ساز و سامان کے شان کے موافق محاصرہ شروع کیا۔ اور ایک بڑا عالیشان
چوڑا چکلا ٹہوس دمدمہ ایسا بنایا کہ سارے شہر پر اوسکا داؤ پڑے۔ اور اس پر دس
توپون کا توپخانہ چڑہایا۔ اور اس لڑائی کے کامون کو اپنی ذاتی عزت اور شجاعت سے
بڑی تیزی اور تندی سے شروع کیا۔ اس عزت فطری کی ترقی اورنگ زیب کے
رشک اور حسد سے اور زیادہ ہوگئی تہی۔ اور سنے اپنے سب منصبداروں اور سرداروں
سے کہدیا تہا کہ میری عزت تمہارے ہاتہہ ہے۔ میرا ارادہ یہہ ہے کہ جب تک قندہار
کو اپنے قبض و تصرف مین نہ لے لون ہرگز یہان سے نہ ٹلون۔ بعد اسکے سرنگین
تیار کین اور زینے اور بہت سے سامان قلعہ ستانی کے تیار ہوئے۔ اور فوج کو
محاصرہ کے لئے شہر کے بہت قریب لیجانے کا حکم دیا۔ مگر جسقدر یہان سامان ہوتا جاتا تہا
۔ ایسا ہی محصورین بہی اپنا سامان بچاؤ اور جماؤ کا کرتے جاتے تہے۔ اگر یہان
ایک اونچا دمدمہ بنا تہا۔ تو اونہون نے بہی ایک برج پر توپ ایسی لگائی جسکا گولہ

شاہزادہ کے خیمہ میں پڑتا تھا۔ مگر شاہزادہ یہاں استقلال سے ٹھہرا رہا۔ اور اس توپ کے مہرہ کو اپنی توپوں سے اوڑا دیا۔ اور دشمنوں کی توپوں کو خاموش کر دیا۔ اور رستم خان شاہزادہ سے علیحدہ ہو کر قلعہ بست پر قبضہ کر لیا۔ کئی دفعہ نہایت کوشش سے شہر پر حملہ کیا مگر مقصد حاصل نہ آیا غرض باوجود اس جانفشانی کے کوئی کامیابی کی صورت نہ پیش آئی تو شکست اور ذلت کی خفت کا اندیشہ اوسکی طبیعت پر غالب ہوا۔ اور افسروں کی منت سماجت کرنے لگا۔ یہانتک اب صاف صاف کہنے لگا کہ ہائے اب میں اس لڑائی کے ہارنے سے اورنگ زیب کی برابر ہوا جاتا ہوں۔ پھر ساحروں کی طرف رجوع کی۔ جنہوں نے وعدہ کیا کہ ہم اپنے جادو کے زور سے قلعہ قندہار حضور کو دلا دیتے ہیں۔ غرض یہہ لکشن اچھا نہ تھا۔ آخر کو یہہ ہوا کہ ایک دن سورج نکلنے سے پیشتر ایک سخت حملہ شہر پر کیا گیا۔ اور یہانتک نوبت پہنچی کہ بعض جان نثار فصیل کی رونی پر چڑھ گئے لیکن اون کی جان گئی اور مراد ہاتھ نہ آئی۔ اب چاروں طرف سے لشکر ایران پلا چلا آتا تھا۔ شاہزادہ کے لشکر پر جو سامان رسد کے لئے جاتا تاخت کرتا۔ اور تمام راہیں رسد کی اوسنے مسدود کر دیں۔ اب داراشکوہ کے پاس سامان حرب بھی نہ رہا۔ بارود گولہ سب ختم ہوا۔ ایک لڑائی محاصرہ کی تھی دوسری لڑائی ہر روز سامان رسد کے لئے ہونے لگی۔ جو سپہ سالار دلاور اور جو امرا فسر تھے وہ بھی لڑائی میں کام آئے جو باقی رہے اونمیں اتفاق نہ تھا۔ موسم سرما کی آفت سامنے چلے آتے تھے اسلئے ۱۵۔ ذیقعدہ کو محاصرہ کو چھوڑ کر ہندوستان کی طرف مراجعت کی۔ راہ میں علی قلی خان نے تعاقب کیا اور کچھ اسباب اور ہاتھی لے گیا غرض کابل تک پہنچتے پہنچتے راہ میں ایرانیوں اور افغانوں کے ہاتھ سے بڑے نقصان اوٹھائے۔ نوامبر ۱۶۵۳ء / محرم ۱۰۶۴ھ میں

لاہور مین پہونچ گیا۔ بابر کے زمانہ سے قندہار کی یہی کیفیت رہی کہ کبھی وہ ان مغلون کے قبضہ و تصرف مین آگیا کبھی ایرانیون کے تصرف مین چلا گیا۔ مغلون کا آخر حملہ اسطرح ختم ہوا۔ بعد اسکے بادشاہ کی دوربس امن اور چین چان سے گذرے +

دکن مین اورنگ زیب کے ساتھ ازسر نو لڑائیون کا ہونا

۱۶۵۶ء سنہ ۱۰۶۶ھ مین ایک اور ہی سلسلہ لڑائیون کا جسکا سان گمان بھی نہ تھا شروع ہوا۔ یعنے دکن مین پھر آتش جنگ مشتعل ہوئی۔ اور پچاس برس تک وہ نہ بجھے اور آخر کو اونسے دلی کی سلطنت کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ ۱۶۳۶ء سنہ ۱۰۴۶ھ کے عہد نامون سے دکن کی سلطنتون کا زور گھٹ گیا تھا۔ اور عبداللہ قطب شاہ والی گول کنڈہ نذرانہ معمولی اور خراج سالانہ بادشاہ کی خدمت مین روانہ کرتا۔ نہ بادشاہ کو اوسسے کچھ پرخاش تھی نہ اوس کے دل مین بادشاہ سے سرتابی کا خیال تھا۔ مگر ایک قصبہ اتفاقیہ ایسا بیچ مین آگیا کہ جسکے سبب سے ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ سنہ ۱۶۵۳ء مین اورنگ زیب قندہار سے نامراد پھر دکن کا صوبہ مقرر ہوا تھا۔ وہ اپنی قندہار کی خفت مٹانیکے واسطے بیجاپور اور گولکنڈہ کی ریاستون پر دانت رکھتا تھا۔ مگر کچھ کر نہ سکتا تھا۔ اب ایک بہانہ ایسا ہاتھ آیا کہ اوسکو موقع ان ریاستون مین دست اندازی کا مل گیا۔ اب اس اجمال کی کیفیت یہ ہے کہ سعید خان اصفہان کا ایک مفلس سیدزادہ تھا۔ ایک اکمان فروش تاجر فی ملازم رکھا اور اوس کو یہان گولکنڈہ مین لے آیا۔ اور مرنیکے بعد اوسکو اپنا مال اسباب دے گیا۔ اب اس نوجوان نے اپنی حسن لیاقت سے بحری تجارت مین بڑی دولت کمائی۔ اور ایشیا کے تمام بادشاہی درباروں مین جانے لگا۔ اس لیاقت اور دولت کے سبب سے وہ والی گول کنڈہ کا وزیر ہوا۔ اور میر جملہ کا خطاب پایا۔ یہہ لقب اس ریاست مین وزیر کا ہوتا ہے

پانچہزار سوار اوس پاس والی گول کنڈہ کے رہتے تہے۔ اوسنے بہت سی چہوٹی ریاستون کو مطیع کرکے سلطنت گول کنڈہ کو زیادہ وسعت اور ملک کو رونق دی تہی۔ وہ والی گولکنڈہ کی طرف سے کچہہ فوج لیکر مشرق کی جانب چہوٹی چہوٹی غیر مطیع ریاستون کو مطیع کر رہا تہا کہ اوسکے بیٹے محمد امین نے کچہہ گستاخی قطب شاہ کی خدمت مین کی جسکے سبب اوسنے قید کرکے قلعہ گول گنڈہ مین بہیجدیا۔ اور تمام مال اسباب اوسکا ضبط کرلیا۔ یہہ بیٹا اوسکا بدوضع اور مغرور اور سینہ زور تہا اول میر جملہ نے قطب شاہ ہی سے عرض کیا کہ آپ میری حسن خدمات پر نظر کرکے قصور اس بندہ زادہ کا معاف فرمائین۔ مگر جب اوسنے نہ سنا تو اورنگ زیب سے رسل و رسائل جاری کی۔ وہ مدت سے اس تاک مین بیٹہا تہا کہ کب وقت آئے کہ گولکنڈہ کی ریاست کا شکار کرے۔ اوسنے بادشاہ کی خدمت مین میر جملہ کی بہت کچہہ سفارش کی۔ بادشاہ نے خلعت اور خطاب پنج ہزاری پنجصد سوار کا عنایت کیا۔ اور قاضی عارف کے ہاتہہ یہہ خلعت بہیجا۔ اور ایک عتاب نامہ بادشاہ کی طرف سے قطب الملک کی نام اس مضمون کا صادر ہوا کہ تم نے میر جملہ کے بیٹے کو قید کیا اور اوسکی جاگیر اور مال اور اسباب ضبط کیا یہہ امر معاملہ دانی اور قانون ادب سے بعید تہا۔ فوراً اس حکم کے پہنچتے ہی اوسکو مع مال اور اسباب کے اورنگ زیب کی خدمت مین روانہ کرو۔ اگر اسمین توقف کروگے تو بہت سے مفسدی اور قباحتین پیدا ہونگی۔ اور پہر تم پچتاؤگے۔ اور بہت خراب اور برباد ہوگے۔ پہر ندامت اور پشیمانی سے بہی کچہہ حاصل نہوگا۔ مگر قطب الملک نے اس فرمان پر کچہہ خیال نکیا اور محمد امین کو نہ رہا کیا۔ بلکہ اس دخل بیجا پر اور برہم ہوا۔ بادشاہ نے شاہ زادہ

اورنگ زیب کے نام حکم بھیجدیا۔ کہ وہ اپنے بیٹے سلطان محمد کو لشکر کے ساتھ روانہ کرکے اس گستاخی اور بے ادبی کا علاج تلوار سے کرے۔ اور شائستہ خان ناظم مالوہ اور اس طرف کے صوبہ داروں کے نام حکم صادر ہوا۔ کہ وہ سپاہ لیکر اورنگ زیب پاس حاضر ہوں۔ غرض اورنگ زیب نے اپنے چھٹے چھٹے سوار دس ہزار جنوری ۱۶۵۶ء ربیع الاول ۱۰۶۶ھ کو روانہ کئے اور سلطان محمد اپنے بیٹے کو سپہ سالار بنایا۔ اور ۳ ربیع الثانی کو وہ خود بھی روانہ ہوا۔ جب قطب الملک نے دیکھا کہ سلطان محمد لشکر کثیر لیکر اوسکے ملک مین داخل ہوا۔ اور ملک کو تاخت وتاراج کرنا شروع کیا۔ تو اوسنے اورنگ زیب سے رسل ورسائل جاری کی۔ اور محمد امین اور اوسکی مالکو حیدرآباد سے دس کوس پرے سلطان محمد پاس بھیجدیا۔ مگر مال اسباب اوسکا کچھ نہین واپس کیا اسلئے سلطان محمد نے حیدرآباد کا قصد کیا۔ قطب الملک نے اپنے بیٹون اور مال اور اسباب اور زر نقد کو ہمراہ لے حیدرآباد سے گول کنڈہ کی پہاڑی پر قلعہ مین جو چھ سات میل اوسسے تھا چلا گیا۔ اور پانچ چھ ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادہ اور تفنگچی یہان چھوڑ گیا۔ اور موسی محراب کو اوسکا سپہ سالار بنایا۔ اور حکم دے گیا کہ شاہزادہ سے خوب لڑو۔ جب شاہزادہ محمد حیدرآباد کے بہت قریب آیا تو محمد ناصر نے قطب الملک کی طرف سے ایک صندوقچہ جواہرات کا بطور پیشکش کے پیش کیا۔ مگر اسی اثنا مین قطب الملک کے سپاہ نے شوخی شروع کی۔ جب شاہزادہ محمد کو یہہ خبر ہوئی تو اوسنے فوراً حیدرآباد پر حملہ کردیا۔ اور قطب الملک کی سپاہ کو مار کر بھگا دیا۔ اور شہر کو خوب لوٹا کسوٹا۔ اور آگے بڑھ کر قلعہ گول کنڈہ کا حصار کرلیا۔ مگر اس واقعہ کو الفنسٹن صاحب نے کسی تاریخ سے یون لکھا ہے کہ اورنگ زیب نے

یہہ بہانہ بنایا کہ اوسکے بیٹے سلطان محمد کی شادی اوسکے بہائی شجاع صوبہ دار
بنگال کی بیٹی سے ٹہری تہی۔ سو یہہ فوج اوسکی جلو مین جاتی ہے۔ راہ کی صورت
یہہ تہی کہ اورنگ آباد سے ایک سڑک بنگال کو سلی پٹیم پر چکر کہا کر اسطرح جاتی تہی
کہ کوندوانہ کے جنگل بیچ مین نہ پڑین۔ اور اس سبب سے حیدرآباد اس راہ سے بہت
قریب رہ جاتا تہا۔ قطب شاہ یہہ خبر سنکر اورنگ زیب کی دعوت کرنیکے ساز و سامان
مین مصروف ہوا۔ کہ اس بیخبری مین اورنگ زیب کا لشکر دفعتہً اوپر ٹوٹ پڑا۔
اور صرف اوسنے قطب شاہ کو اتنی فرصت دی کہ وہ بہاگ کر گول کنڈہ کی پہاری
قلعہ مین چلا گیا فقط

چونکہ مکاتیب عالمگیری مین دو تین خط قطب الملک کے نام اس مضمون کی لکہی ہوئی
ہین کہ نذرانہ معمولی بہیجدو اور محمد امین کو چہوڑ دو نہین ملک ضبط ہوگا اور تلوار
سے عدول حکمی کی سزا دیجاوے گی اسلئے ہم کو یقین نہین کہ اورنگ زیب نے
یہہ بہانہ بنایا۔ اوسکے عہد کی معتبر تاریخون مین اس واقعہ کو اسی طرح لکہا جسطرح ہم نے لکہا ہے
جب گولکنڈہ محصور ہوگیا تو قطب الملک نے عادل خان سے کمک طلب کی جب
اورنگ زیب کو یہہ خبر ہوئی تو وہ خود لشکر سمیت گول کنڈہ کے قریب آپہنچا۔ اور مالوہ
کا لشکر بہی آگیا۔ غرض پادشاہی سپاہ کا بہی خوب اجتماع ہوگیا۔ اور باہر سے اندر
کی طرف اور اندر سے باہر کی طرف تفنگ اور زبان اور گولہ برسنا شروع ہوگیا۔
میر جملہ بہی حوالی گول کنڈہ مین آپہنچا۔ قطب الملک کو والی بیجاپور کی کمک کی
بڑی امید تہی مگر اوسنے کسی قسم کی اعانت اور امداد نہ کی۔ اور اورنگ زیب کی
سپاہ کا زور روز بروز بڑہ گیا۔ محاصرہ کے اوٹہانے مین جہانتک بن سکا لوٹ مار کی

کر جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو اپنے داماد میر محمد کو اورنگ زیب پاس بھیجا۔ اور رحم کا خواستگار اور صلح کا امیدوار ہو گیا۔ اور ان شرطون پر صلح ہوئی کہ وہ اپنے ماکو اورنگ زیب پاس بھیجے۔ بیٹی کی شادی شاہزادہ محمد سے کرے۔ اور ایک کروڑ روپیہ نذرانہ مین دے۔ یہہ ایسی کڑی شرطین اورنگ زیب ہی نے کین۔ اگر شاہجہان ہوتا تو وہ ایسی سخت شرطین نہ لگاتا۔ چنانچہ اوسنے بہت سا روپیہ جو اس صلح نامہ کے موافق ٹہرا تہا قطب الملک کو معاف کر دیا۔ مگر باقی شرطون کی تعمیل ہوئی۔ اورنگ زیب اورنگ آباد مین شعبان مئی ۱۰۶۶ھ ۱۶۵۶ء مین واپس آ گیا۔ اب میر جملہ بادشاہی امرا مین داخل ہوا اور اوسکو خطاب معظم خان کا عنایت ہوا۔ اور وہ اورنگ زیب کی سلطنت کا ایک رکن اعظم ہوا۔ اور اوسکے بلند ارادون کے پورا کرنے کا ایک عمدہ معاون ہوا۔ اب آگے نام میر جملہ کا اعظم خان ہی لکھینگے۔

بیجاپور و الونسی اور اورنگ زیب کی لڑائیان

گول کنڈہ کی ریاست کی فتح پانیسے اورنگ زیب کو فائدہ حاصل ہو ہی چکا تہا کہ اب بیجاپور کی ریاست سے کامیابی کا ایک اور موقع ہاتہہ آیا۔ یعنے عادل شاہی بادشاہ کے عہد و پیمان جو ہو چکے تہے وہ ہم لکہہ چکے ہین۔ یہہ عادل شاہ شاہجہان کے ساتہہ موانست اور موافقت کو ہر روز ترقی دیتا رہا۔ اور جب سے صلح ہوئی کوئی بے لطفی اور بدعہدی کی بات سرزد نہ ہوئی۔ مگر اوسنے نواہبر محرم ۱۰۶۷ھ ۱۶۵۶ء مین اس دنیا سے کوچ کیا۔ اور اوسکا بیٹا اوسکے علے نو برس کی عمر مین جانشین ہوا۔ عمل صالح اور زینۃ العالم آثار عالمگیری اور بعض اور کتب معتبرہ مین یہہ لکہا ہے کہ یہہ علی ایک مجہول النسب کو عادل شاہ نے متبنی کر لیا تہا۔ اوسکو نوکرون نے بادشاہ بنا دیا۔ اس لئے

شاہجہان کو خیال ہوا کہ اس مجہول النسب کی بادشاہی سے بہت سے اس ریاست مین
فساد اور عناد کھڑے ہونگے۔ اونکے انسداد کے واسطے اورنگ زیب کو اور امرا کو لکھا کہ اس
ریاست کو اپنے قبضہ مین کرلین۔ مگر الفنسٹن صاحب نے بعض تاریخون سے یون نقل کیا ہے
کہ عادل شاہ اول دارا شکوہ کا دوست تہا اسواسطے اورنگ زیب اوسے جلتا تہا جب
وہ مرگیا تو بادشاہ کو سکہا پڑہا کر اس بات کا یقین کرایا کہ عادل شاہ کا بیٹا وہ تسلیم
کیا جائے اور سلطنت کا استحقاق اوسکے لاوارث ہونیکے سبب سے بادشاہ اپنا حیتا ہے
پہلی بات کی صداقت کے لئے زیادہ شہادت موجود ہے۔ اور عقل بہی یہی چاہتی ہے
کہ جب عادل شاہ مرگیا تو عداوت اورنگ زیب کے جو اوسکے ساتہہ تہی وہ بہی مرگئی ہو گی
بیجاپور کی ریاست برباد کرنے کا سبب نہین ہوسکتی۔ اب بیجاپور والون پاس کچہہ سپاہ کی
کمی نہ تہی۔ مگر اسوقت وہ لڑائی کے واسطے تیار نہ تہے۔ اونکی بہت سی سپاہ کرناٹک کے
چہوٹی چہوٹی ریاستون کے فتح کرنے کے لئے بہت فاصلہ پر گئی ہوئی تہی۔ اسی لئے
اورنگ زیب کو بہت دشواری اور دقت اس لڑائی مین نہ پیش آئی۔ معظم خان شاہجہان
سے رخصت ہوکر ربیع الثانی ۱۰۶۷ھ مین اورنگ زیب کی خدمت مین آموجود ہوا
۔ اسی تاریخ اورنگ زیب چل کہڑا ہوا۔ چودہ روز مین چاندور مین پہونچا۔ اور یہان
محابدار خان کو سپاہ کے ساتہہ رسد کی بہم رسانی کے لئے چہوڑا۔ اور دوسرے روز
قلعہ بیدر کے قریب پہنچا۔ یہان شیدی مرجان ایک غلام قدیم الخدمت عادل شاہ
کا بتیس برس سے قلعہ دار تہا۔ اونسے نمک حلالی کی کہ قلعہ کو اپنے حتے الوسع نہایت
مستحکم کیا۔ اور خوب جان توڑ کر لڑا۔ بادشاہ کی سپاہ نے بہی خوب جوہر دکہائے۔
اتفاق سے ایک جگہ مرجان نے بارود دبا کر رکہی تہی۔ اوسمین آگ لگ گئی اور وہ خود

اور اوسکے دو بیٹے بارود سے جل گئے - اور اس سبب سے بادشاہی فوج کو خوب وصت
ملی کہ وہ قلعہ کے اندر داخل ہوگئے - اب قلعہ دار مرجان سوختہ کی کیا جان تہی کہ وہ بادشاہی
فوج سے لڑتا اسلئے اوسنے کنجیان اور اپنے بیٹون کو اورنگ زیب پاس بھیجدیا - دوسرے
روز وہ خود کشتۂ اجل ہوا - قلعہ مین بادشاہ کا خطبہ پڑہا گیا - یہہ اورنگ زیب کی بڑی
خوش نصیبی تہی کہ یہہ بیدر کا مضبوط اور مستحکم قلعہ جو بیجاپور کی عین سرحد پر واقع تہا
ستائیس روز مین ہاتہہ آگیا - اوسکا نام ظفرآباد رکہا گیا - اور اوسکے سبب سے بلاد
اور دشواری بیجاپور کی دارالحکومت تک پہنچ گیا - اب یہہ خبر معلوم ہوئی کہ گلبرگہ پر
عادل شاہ کی سپاہ کا ہجوم ہے تو اوسنے مہابت خان کو پندرہ ہزار سوار دیکر وہان
روانہ کیا - مالوجی اور سیواجی بہونسلا فی حیار کونڈہ وغیرہ پرگنات مین شورش برپا
کررکہی تہی اسلئے اورنگ زیب نصیر خان کو تین ہزارون سوارون کے ساتہہ اونکی
سرکوبی کے لئے بہیجا - اب ان بادشاہی جوانون نے دشمنون سے خوب لڑکر قلعہ
کلیانی اور گلبرگہ اور دیگر مقامات فتح کرلئے - اور دشمنون کو اتنی فرصت بہی نہ دی کہ وہ
اپنا پرانا طریقہ برتتے جو پہلے لڑائیون مین عمل مین لائے تہے یعنے محاصرین کے
تنگ کرنیکے واسطے درختون کو کاٹتے اور کنوئون کو بہرتے اور تالابون کو خالی کرتے
غرض آباد ملک کو ایسا برباد کرتے کہ دشمنون کو پانی تک نہ ملتا - اب عادل شاہ کے
نوجوان جانشین کو کچہہ نہ بن پڑی - سوا اسکے کہ اوسنے ابراہیم خان کو بادشاہ
کی خدمت مین بہیجا اور عاجزی کرکے صلح کی درخواست کی - اور یہہ اقرار کیا کہ
ڈیڑہ کروڑ روپیہ پیشکش مین پیش کرے اور قلعہ پرینده اور ملک کانکن اور محال دکنو
بادشاہ کے حوالہ کرے - اورنگ زیب اس درخواست کو بادشاہ پاس بہیجا

پادشاہ نے پچاس لاکھ روپیہ کی تخفیف مذرانہ مین کردی۔ اور حکم دیدیا کہ اورنگ زیب اپنی تمام سپاہ سمیت مراجعت کرکے اورنگ آباد مین چلا جائے۔ اور معظم خان کو نام حکم ہوا کہ وہ قلعہ پرینڈہ اور ملک کانکن اور محال ڈنکو مین تہانہ بٹھائے۔ اور بیجاپور والہ کی پیشکش کو لے کر ہماری خدمت مین آئے۔ شاید اورنگ زیب عادل خان سے زیادہ اوجھتا اگر شاہجہان کے سخت بیمار ہونیکی ضرورت سے اوسکو پادشاہ پاس نہ جانا پڑتا + فقط +

شاہجہان کا بیمار ہونا اور امورات سلطنت مین فتور پڑنا

تیس برس کی سلطنت کے بعد شاہجہان کے بھی بڑے دن آئے اور بھلے دن گئے۔ عیش و عشرت کی جگہ مصیبت اور آفت نے اور سلطنت کی جگہ عزلت نے اوسی جہان لے شاہجہان آباد مین ۱۰۶۷ھ ذوالحجہ کو پادشاہ کا پیشاب بند ہوگیا۔ اور اعضاء اسفل مین ورم شروع ہوا۔ اور ایک ہفتہ مین ان امراض نے ایسا زور پکڑا کہ اوسکو مردہ کی شکل بنادیا۔ سات روز تک ایک دانہ کہیل کا منہ مین اوڑکر نہ گیا۔ شاہجہان کی ستہتر برس کی عمر تھی۔ اپنی آخر ایام سلطنت مین اس پیرانہ سالی اور آرام طلبی کے سبب سے سلطنت کے کاروبار مین وہ خوب توجہ نہین کرتا تھا۔ اور سب بیٹون مین دارا اوسکو پیارا تھا۔ اسلئے اوسکو وارث اپنے تاج و تخت کا بنانا چاہتا۔ اور جو کام سلطنت کا خود نہ کرتا تھا۔ وہ دارا کے حوالہ کردیتا تھا۔ اب بیماری کے سبب سے جب وہ بالکل کام کے لائق نہ رہا تو دارا ہی بالکل سلطنت کے کام کرنے لگا۔ وہ باپ کو اس حالت مرض مین شاہجہان آباد سے آگرہ اپنے مطلب کے لئے لے گیا۔ اور باپ کو چند روز کا مہمان سمجھکر اور تاج شاہی کو سر پر پاکر اوسنے ایسے احکام جاری کئے کہ سارے ملک مین فتور برپا ہوگیا۔ دربار کی خبرون کے

بند کرنیکے لئے راہون کو بند کر دیا۔ سوداگرون اور بنجارون تک کو روک لیا۔ اور لوگون خطوط اور نوشتون کو پکڑنا شروع کیا۔ اور وکلاء دربار کو حکم دیدیا کہ وہ کوئی خبر نہ لکھین۔ اگر کسی پر خبر لکھنے کا احتمال بھی ہوا تو اوسکو سزا دیجائے گی۔ اور وکیلون کو نظر بند کر دیا۔ غرض ان لوگون کو یہہ یقین ہی جاتا رہا کہ بادشاہ زندہ ہے اس سبب سے رعایا جو ہمیشہ واقعہ طلب رہتی ہے بر سر شورش آمادہ ہوئی۔ دارا شکوہ کی یہہ تجویزین کارت اور تدبیرین غارت گئین اسلئے کہ یہہ ساری خبرین روشن آرا بیگم نے اورنگ زیب کو پہنچادین۔ اگرچہ شاہجہان کے بیٹون کا حال مختلف واقعات مین بیان کیا گیا ہے مگر اب ہم اون سب کی لیاقت اور خصلت کو جدا جدا بیان کرتے ہین تاکہ ان سب بھائیون کے جھگڑے اور فساد اچھی طرح سمجھہ مین آئین۔

شاہجہان کی بیٹیون اور بیٹیون کا بیان

پہلے پڑھ آئے ہو کہ آصف خان کی بیٹی ممتاز الزمانی کی شادی شاہجہان سے ہوئی تھی۔ اوسکے بطن سے بادشاہ کے چار بیٹے سلطان دارا شکوہ مرزا شجاع مرزا اورنگ زیب مرزا مراد سوقت زندہ تھے اور دو بیٹیان بادشاہ بیگم اور روشن آرا بیگم حیات تھین۔ ان چارون بیٹون کی تربیت اور تعلیم نہایت عمدہ ہوئی تھی۔ وہ امورات سلطنت مین کوئی نہ کوئی لیاقت رکھتے تھے۔ اور کوئی اونمین پست ہمت نہ تھا۔ آپسمین اونمین ایسا رشک و حسد تھا کہ ایک کی برتری اور عظمت کو دوسرا نہ دیکھہ سکتا۔ سلطان دارا شکوہ سب مین بڑا تھا۔ سوقت بیالیس برس کا تھا۔ وہ دربار مین باپ کا ہر وقت انیس و جلیس رہتا تھا اور بادشاہ نے اوسیکو ولیعہد بنایا تھا۔ یہہ شاہزادہ دل کا شجاع اور ہاتھہ کا سخی اور طبیعت کا آزاد تھا۔

بادشاہت کی شان و شوکت اور فوج کی حکومت کی لیاقت رکھتا تھا۔ مگر کسی شخص کو جو فخر و عزت کا خواہاں ہو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اور اوسکو مغلوب کرنا چاہتا تھا۔ اسلئے شاہجہان اوسے کہا کرتا تھا کہ وہ برون کے لئے بھلا اور بھلون کے لئے برا ہے۔ دشمنون سے انتقام لینے مین بے صبر و شکیب تھا۔ احتیاط اور حزم کے معمولی قواعد کو مکر اور نامردی جانتا تھا۔ اس مزاج اور شہزادہ پن کے ساتھ تصوف اور ویدانت مین ڈوبا ہوا تھا۔ وہ اکبر کی طرح ہندو مسلمانون کا ایک مذہب کرنا چاہتا تھا۔ فقیرون اور پنڈتون کی صحبت کا شوق تھا۔ اونکی کتابین پڑہتا اور پڑہواتا اور باتین سنتا بنارس سے دلی مین پنڈت بلوائے۔ اور پچاس ویدکی اپنشید کا ترجمہ فارسی مین کرایا۔ یہہ ترجمہ رمضان ۱۰۶۷ھ مین ہی ختم ہوا تھا۔ ایک کتاب اور ہندو مسلمانون کی مذاہب کی تطبیق مین لکہی۔ غرض اس قسم کی تصنیفات وہ عربی اور فارسی مین مقرر کرتا اور عالمون سے کراتا۔ اس سبب سے مسلمان اوسکو اپنے اسلام کا دشمن اور ہندو اوسکو اپنے مذہب کا معاون جانتے تہے۔ بحیثیت مجموعی اوسکا مزاج ایسا تھا کہ دشمن اوسکے بہت اور دوست تہوڑے تہے۔ گھمنڈ اور غرور ایک قسم کا ایسا اوسمین تھا کہ اوسے لوگون کے دل مانوس بہت کم ہوتے تہے +

مرزا شجاع اوسسے چہوٹا بہائی اسوقت چالیس برس کا بنگال مین صوبہ دار تھا۔ اگرچہ فطری عالی دماغ تھا۔ مگر شراب پینے کی بلا مین ایسا مبتلا تھا کہ کوڑ مغز ہوگیا تھا۔ شیعون سے بہت ارتباط رکھتا تھا۔ اسلئے اہل سنت و جماعت کی نظر اوسپر بری پڑتی تھی۔ عیش و عشرت مین ڈوبا رہتا تھا۔

اوسسے چہوٹا بہائی اورنگ زیب اڑتیس برس کا تھا دکن مین صوبہ دار تھا۔ وہ اپنے

بھائیون کی کیا ضد تہا بلکہ وہ اپنے سارے خاندان مین نرالا اور انوکہا پیدا ہوا تہا۔
اوسکا مزاج کچھہ اور تہا۔ اوسنے سلطنت ہی ایک نئی رنگ ڈہنگ سے آئندہ کی۔ دلکا
شجاع مزاج کا متحمل طبیعت کا متین تہا۔ ملاقات مین متواضع اور متکسر اور آداب کا
پابند۔ گفتگو مین شیرین کلام جوبات کہتا نہایت سوچ سمجھہ کر کہتا۔ دور اندیش ایسا تہا
کہ ہر بات کی پیش بندی اور منصوبہ برسون پہلے سے کیا کرتا تہا۔ ہوشیار ایسا کہ چارون
طرف کان لگائے رکہتا۔ ملکی کامون کے جوڑ توڑ خوب جانتا تہا۔ دل ایسا سرد رکہتا تہا
کہ کسی کی بات کا اوسپر اثر ہی نہ ہوتا تہا۔ نہ کسی کے بہڑکانیسے بہڑکے نہ کسی کے ٹہنڈا
کرنے سے ٹہنڈا ہو۔ دشمنون کو دوست بنالینا اور اونکو آپسمین دشمن بنا دینا اور
اونکو دق اور حیران کرنا خوب جانتا تہا۔ یون نہایت سادہ اور بے تکلف رہتا مگر
وقت پر شاہانہ شان دکہاتا۔ لڑکپن مین ایسے علماء پرہیزگار اور زہد شعار سے
اوسنے تعلیم پائی تہی کہ وہ آغاز عمر مین زہد اور تقوے اور صوم وصلوٰۃ اور تلاوت
قرآن شریف کا پابند تہا۔ نشست برخاست رفتار گفتار قول فعل بات چیت غرض
تمام حرکات اور سکنات مین ایک نرالی دینداری کی شان لئے ہوئے تہا۔ حرارت
اسلامی اوسمین ایسی بہری ہوئی تہی کہ وہ اپنے مذہب کے لئے بڑے بڑے خطرے
اوٹہانے کو اپنا فخر اور عزت سمجہتا تہا۔ اوسکو اہل سنت وجماعت کے مذہب پر اعتقاد
کامل تہا۔ بعض اوقات اوسکو دینداری کا ایسا جوش اٹہتا تہا کہ وہ اس دنیا کی
دولت کو ناچیز سمجہتا تہا۔ چنانچہ ۱۰۵۴ھ مین اوسنے ارادہ ہی گوشہ نشینی اور زاویہ
گزینی کا کر لیا تہا۔ مگر باپ نے کہہ سنکر اس ارادہ سے باز رکہا۔ اوسنے اپنی ساری
عمر مذہب کی پابندی مین بسر کی۔ اور کبہی اوسمین سرمو فرق آیا۔ باوجودیکہ بعض اوقات

اس پابندی مذہب نے اوسکو خوفناک خطرون مین ڈالا مگر اوسنے کبھی اس رستہ سے انحراف نہ قبول کیا۔ وہ برے کامون سے کوسون بھاگتا تہا۔ اوسکو اپنی دولت اور لشکر پر کچھہ بھروسہ نہ تہا وہ صرف خدا ہی کی ذات پر بھروسا رکہتا تہا۔ یہہ اوسکا تقوے تہا کہ بادشاہ ہوکر وہ اپنے ہاتھہ کی محنت سے روٹی کہاتا تہا۔ سلطنت کو اپنے مذہب پر قربان کرتا تہا۔ وہ اسلام کے بڑہانے اور کفر کے گھٹانے کو سب فرضون سے زیادہ فرض سمجہتا تہا۔ عموماً میدان جنگ مین دلاور اور جانباز تہا۔ مگر خصوصاً لڑائیون مین جنمین ترقی اسلام کا کام ہوتا۔ سیانا بڑا تہا۔ وہ کسی آدمی پر اعتماد اور اعتبار نہین کرتا۔ ہر شخص کی طرف سے مشتبہ رہتا تہا۔ اپنی خود کامی اور بلند نظری کے ارادون مین اور دغا اور فریب کرنے مین شرعی حجتین نکالا کرتا تہا۔ اسلئے بعض نے اوسکے اسلام مین بہی شبہ کیا ہے۔ افسوس ہے کہ ایسے عالم قابل لائق منتظم خبردار حامی الاسلام بادشاہ کے نام کے ساتہہ اہل اسلام کی سلطنت کا تنزل زبان زد خلائق ہے۔ اپنے باپ دادا کے انتظام سلطنت کی خلاف جو اورنگ زیب نے ملکی امورات مین شریعت اسلامیہ کو زیادہ دخل دیا۔ اور اوسی پر اپنے سارے کاروبار کا انحصار رکہا۔ ایسا عقلمندی اور فرزانگی کا کام کیا کہ جسسے اوسکے سب کام بن آئے اور اوسکو سلطنت مل گئی۔ اور اپنے سب بہائیون سے سبقت لے گیا۔ اوسکے حق مین جیسی یہہ بات پر تاثیر اور مفید ہوئی کوئی اور بات نہین ہوئی کہ مسلمانون کے نزدیک شکوہ دارا کا سدا العقیدہ اور دشمن اسلام اور شجاع شیعہ سمجہا جائے اور وہ پکا سنی حامی اسلام جانا جائے۔ قضاء وقت یہی تہا کہ اورنگ زیب اسلام ہی کو تحصیل سلطنت کے لئے اپنا توسل ٹہراتا۔ کیونکہ اہل اسلام کا دل اس خاندان کی

حکومت سے بڑا بجھ رہا تھا۔ اکبر نے اسلام مین کیا کیا بدعتین پیدا کین۔ جہانگیر نے گو کوئی خود بدعتون پر بدعت نہین زیادہ کی۔ مگر اونکے استیصال مین بھی کوشش نہین کی۔ شاہجہان کو باپ دادا سے زیادہ اسلام کا خیال رکھتا تھا مگر یہ بھی کوئی بڑا کام حمایت اسلام کا اونسے نہین سرانجام دیا۔ اب اگر دارا جو اسلام کے بگاڑنے مین اپنے پردادا کا بھی دادا تھا بادشاہ ہوتا تو معلوم نہین کیا آفت برپا ہوتی۔ اسلئے خوب ہوا کہ سازشون کے گھٹاؤن سے خون کے دریا برساکر آسمان سلطنت پر آفتاب عالمگیر نمایان ہوا۔ باقی حال پھر لکھا جائے گا۔

مرزا مراد سب سے چھوٹا بھائی تھا گجرات مین صوبہ تھا۔ ہاتھ کا سخی اور دل کا دلاور تھا مہمات عظیم مین بڑی بڑی فوجون کی سپہ سالاری کر چکا تھا۔ مگر نرا شہزادہ تھا عقل اوسکی ایسی تھی جیسے کہ ہاتھی کی ہوتی ہے۔ پھر اس عقل پر یہہ کم بختی تھی کہ عیش دوست تھا۔

بادشاہ بیگم سب سے بڑی بادشاہ کی صاحبزادی تھین۔ وہ ایک عقل کی پتلی زیور حسن سے آراستہ بادشاہ کی آنکھہ کی پتلی تھی۔ وہ اپنے بھائی سلطان داراشکوہ سے بہت مانوس تھین۔ اونسے چھوٹی صاحبزادی روشن آرا بیگم تھین عقل و صورت بڑی بہن کی سی نہ رکھتی تھین نہ بادشاہ کی بڑی لاڈلی اور پیاری نہین۔ مگر اپنے بھائی اورنگ زیب کو دل و جان سے چاہتی تھین۔ محل سرا سے شاہی مین بھی اورنگ زیب کی جاسوس تھین جو باتین امور سلطنت سے متعلق ہوتی تھین بھائی کو لکھہ بھیجتی تھین۔ بادشاہ کی علالت اور دارا کے سلطان ہونے کا حال اورنگ زیب کو اس بہن ہی نے لکھہ بھیجا تھا۔ فقط

دارا شکوہ کا انتظام سلطنت اور بھائیون کی بغاوت

جب بھائیون کو یہہ خبر پہونچی کہ دارا شکوہ یون سلطنت پر مستلط ہوا۔ اور باپ چراغ سحری ہو رہا ہے تو گجرات مین مرزا مراد نے تاج شاہی سر پر رکھا۔ اور بنگال مین مرزا شجاع نے تخت شاہی قدمون تلے بچھایا۔ دکن مین اورنگ زیب نے متانت خرچ کی یعنی بظاہر اورنگ فرمانروہی پر قدم نہ رکھا۔ مگر در پردہ سب کچھہ سامان تیار کیا۔ اور اپنی سعادت منشی جتلانیکے لئے باپ کی عیادت کا بہانہ کرکے اورنگ آباد سے چل کھڑا ہوا۔ اب شاہجہان کو شفا رکلی آگرہ مین حاصل ہوگئی تہی۔ اور وہ کاروبار سلطنت کی لائق ہوگیا تہا۔ مگر اپنے اور بیٹون سے ان حرکات ناشائستہ پر سخت ناراض ہوا۔ اور اوسکو دارا شکوہ کے سوا کسی دوسرے بیٹے کا اعتبار نہ رہا۔ اسلئے اوسے اپنے دوبارہ اختیارات حاصل کرنیکی پروا نہ کی۔ اب بادشاہ کی عقل سلامت نہ رہی تہی۔ اول پیری دوم عشق و محبت کی زندگی سوم یہہ علالت کی آفت اوٹہائی۔ ان سب نے ملکر دماغ سے عقل کو جہین بتا دیا اور قواء مین فتور ڈال دیا تہا۔ مرزا شجاع نے یہہ پہل کی کہ محالات خالصہ شاہی پر دست درازی کی۔ اور اپنی ساری سپاہ جمع کی۔ اور آگرہ کے قصد سے راہ لی۔ اور پٹنہ مین آنکر ڈنکہ بجایا۔ دارا شکوہ کو اس سبب سے کہ وہ اوسکے بھائیون مین سب سے بڑا تہا اوسکی زیادہ فکر تہی۔ اسلئے اوسنے بادشاہ سے کہہ سنکر اوسکے لڑنیکے واسطے اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کو روانہ کیا۔ اور راجہ جیسنگہ والی جے پور کو اوسکا اتالیق مقرر کیا۔ اس لشکر مین آٹہہ ہزار سوار اور دو ہزار تفنگچی اور بہت سے جنگی ہاتہی تہے۔ اور خزانہ ساتہہ تہا۔ یہہ لشکر آگے چلکر بنارس کے نواح مین پہنچا۔ شجاع بہی آگے بڑہا چلا آتا تہا۔ غرض دونون لشکرون مین لڑائی ہوئی۔ اور مرزا شجاع کو شکست فاش ہوئی۔ اور وہ پٹنہ بہاگ گیا

یہان بہی لشکر اوسکے پیچھے آیا۔ تو وہ منگیر مین گیا یہان سے بہی نکالا گیا۔ راج محل مین پہونچا۔ اس
شرمندگی اور فرار کی ننگ و عار سے اوسکی غفلت پر ایک کاری تازیانہ لگا کہ اوسنے ایک عرضداشت
باپ کی خدمت مین بہیجی کہ میرے پر رحم فرمائے اور میری تقصیرات معاف کیجئے۔ مین گنہگار
امیدوار عنایت اعلی حضرت کا ہون۔ پادشاہ نے یہہ درخواست منظور کرلی۔ اور ملک بنگال
بدستور سابق اوسکو عطا فرمایا۔ اور سلیمان شکوہ کو لشکر سمیت واپس بلالیا۔ یہہ معاملہ تو مرزا
شجاع کے ساتھہ دارا شکوہ کا ہوا۔ اب پادشاہ پہر اکبر آباد سے شاہجہان آباد مین چلا آیا۔
اور اوسنے اپنی اولاد کا فساد مٹانا چاہا۔ مدت سے مرزا مراد نے احمد آباد مین دندمچا رکہا تہا۔ خطبہ
اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا۔ اور مروج الدین اپنا لقب کہا۔ بندر سورت پر کہ وہ بیگم صاحبہ
کی جاگیر مین تہا، چڑہ گیا۔ اور وہان کے خزانہ کو قبضہ مین کرلیا۔ اور پادشاہی اہلکارون
مین سے کسی کو خانخانہ بہیجا اور کسی کو مار ڈالا۔ دارا شکوہ نے پادشاہ سے عرض کیا کہ حضور
اوسکو گجرات کی صوبہ داری سے برار کی صوبہ داری پر بدلدین۔ اگر وہ حضور کی حکم کی تعمیل
کرے تو اوسکی تقصیرات سہی درگذر کرنی چاہئے۔ اور اگر وہ سرتابی کرے تو اوسکو مقید کرکے
بلانا چاہئے۔ اورنگ زیب کی طرف سے پادشاہ کو یہہ سمجہایا کہ وہ بہی مرزا شجاع کی سرزنش
خورده کی انتقام کشی کے لئے اور مرزا مراد مفسد کی کمک کے واسطے ایک لشکر شائستہ کے
ساتھہ عیادت شاہی کا بہانہ کرکے چلا آتا ہے۔ اور اوسنے بہت سے امیرون کو پوشیدہ پوشیدہ
پیغام بہیجکر اپنا طرفدار بنالیا ہے۔ قطب الملک سے پیشکش کا روپیہ وصول کرکے بغیر حضور
کی اجازت کی فوراہی سپاہ مین صرف کردیا ہے۔ اگر وہ لشکر اعظم کہ والی بیجاپور سے لڑنے گیا
تہا اوسنے اپنا مددگار بنالیا تو پہر حضور کی سلطنت کا کیا ٹہکانا ہے۔ اس لئے مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ دکن سے تمام امرا طلب کئے جائین۔ پہر خزانہ کے لانے کا تقاضا ہو۔

نالہ اس سبب سے اورنگ زیب کی حشمت و شوکت کی آب کم ہوجائین۔ اگر چہ بادشاہ کی مرضی
ایسے احکام جاری کرنیکی نہ تہی۔ مگر دارا شکوہ ایسا مزاج پر مسلط ہوگیا تہا کہ خواہ نہ خواہ یہہ احکام
اوسوقت جاری ہوئے کیا اورنگ زیب بیجاپور کی لڑائی مین مصروف تہا۔ اس سبب سے اس
لڑائی مین کہنڈت مچ گئی۔ اور صلح پر جلد اورنگ زیب راضی ہوگیا۔ اور اورنگ آباد چلا آیا
سپاہ کی طلبی کی یہہ وجہ اورنگ زیب کو لکہی کہ مرزا شجاع اور مرزا مراد کی سرکشی کے لئے
اوسکی ضرورت ہی۔ دارا شکوہ نے یہہ بات دو کے سوچی تہی کہ مرزا مراد اور مرزا شجاع سے تو بادشاہ
کی زندگی مین اس لشکر کی بدولت فیصلہ ہوجائے۔ پہر اورنگ زیب سے دکن مین سمجہہ لیا جائے۔
اب سب امرا بادشاہ پاس جانیکے لئے روانہ ہوگئے۔ شاہنواز خان اور معظم خان میر جملہ اور
نجابت خان کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ اب سب سے زیادہ مصیبت معظم خان کی جان پر تہی۔ اسلئے
کہ وہ یہان اورنگ زیب پاس تہا۔ اور سارا کنبہ اوسکا اور بیٹا آگرہ مین بادشاہ پاس تہا
۔ اب اگر بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے تو اپنی کم بختی اورنگ زیب کے ہاتہہ سے آتی ہے۔ اور
اگر نافرمانی کرتا ہے تو سارا خاندان عذاب مین پہنستا ہی۔ مگر اورنگ زیب نے اوسکو ایسی
ایک بات سمجہائی کہ ساری اوسکی پریشانی اور حیرانی دور ہوگئی یعنے اپنین صلاح مشورہ
سے یہہ بات نکالی کہ اورنگ زیب نے معظم خان کو اپنے دربار مین (۱) ب فرمایا۔
اوس سنے اپنی پریشانی کا عذر کیا۔ اور تعمیل حکم مین توقف کیا۔ اورنگ زیب نے
اپنے بیٹے سلطان محمد کو حکم دیا کہ فورًا اوسکو پکڑکر اس مجلس مین لائے۔ پس وہ پکڑا آیا۔
اورنگ زیب نے اوسے دولت آباد کے قلعہ مین قید کرایا۔ اور سب مال اسباب ضبط کرلیا۔ غرض
اس ملی بہگت سے کام چل گیا۔ اور کوئی آفت اوس کے خاندان پر آگرہ مین نہ آئی۔ بلکہ
بادشاہ نے اورنگ زیب کو فرمان لکہا جسمین یہہ شکایت کی کہ جو امرا ہماری اطاعت کو خروا یان

جانتے ہین تم اونکو قید کرتے ہو۔ اور جنکو دولت و اسباب انعام مین دینا چاہئے اونکا مال اسباب ضبط کرتے ہو۔ مین اس تمہاری کودک خردی اور بے ادبی سے ازحد ناراض ہون غرض اورنگ زیب کی یہہ حکمت بھی خوب چلی۔ اور اعظم خان کے سب افسران ماتحت اپنے افسر کے اجازت سے اورنگ زیب کی خدمت مین کمربستہ حاضر رہے۔ اورنگ زیب کے اس گنبھیرتا کو دیکھنا چاہئے کہ اونسے اپنی سب کام پردہ ہی مین کئے۔ اور شجاع اور داراشکوہ کو آپسمین لڑنے بھڑنے دیا کہ اون دونون کے ضعیف ہونیسے اپنے تئین فائدہ پہنچائے +

اورنگ زیب کا دکن سے روانہ ہونا

غرض خوب سوچ سمجھہ کر وہ جمادی الاول ۱۰۶۸ھ کو برہانپور کی طرف اورنگ آباد سے روانہ ہوا اب اوسکو یہہ خیال تہا کہ اگر داراشکوہ نے مراد کو بھی شجاع کی طرح مغلوب کر لیا تو اوسکو بہت تقویت حاصل ہوجاویگی۔ اسلئے کسی طرح مراد کو اپنا طرفدار بنانا چاہئے۔ چنانچہ اوسنے مراد بخش کو جو احمد آباد سے اکبر آباد جانیکے لئے روانہ ہوچکا تہا یہہ خط لکہا کہ اے برادر بجان برابر مین تمہارا خیر خواہ اور مخلص بہائی ہون مجھے سلطنت کی ہوس نہین۔ میرا ارادہ ہے کہ مکہ معظمہ چلا جاؤن۔ اور کنج عزلت مین بیٹہکر خدا کی یاد مین اپنا خاتمہ بخیر کرون۔ اور دنیا پر لعنت بہیجون۔ مگر مین اپنے ذمہ حمایت دین متین اور اعانت شرع حضرت سید المرسلین کی واجب اور فرض جانتا ہون۔ اور ان دنون مین داراشکوہ ملحد اور بد مذہب اور بد عقیدہ فی بدکیشی کو رواج دے رکہا ہے۔ اور باپ کو قید مین ڈالے رکہا ہے۔ اور تم جیسے چہوٹے بہائی پر کہ مستحق سلطنت ہو ناحق جبر کرتا ہے اسلئے میری یہہ آرزو ہے کہ اوسکے مقابلہ مین تمہارا ساتہی ہون۔ والد ماجد جو ابتک بقید حیات ہین اون کی خدمت گذاری کو واجب جانون۔ اگر وہ ہم سے بہ عنایت پیش آئین تو اونکو داراشکوہ کی

قید سے رہائی دین۔ اور دارا شکوہ کی غلط فہمی اور تقصیرات کی معافی چاہین۔ اب بالفعل
یہہ مناسب ہے کہ ہم تم اپنی فوجین اکٹھی کرکے راجہ جسونت سنگھ سے جو ہم سے لڑنیکے لئے روانہ
کیا ہے بمقابلہ پیش آئین۔ اس خط کا پتا اون پانچ سات تاریخون مین جو اس عہد کی لکھی گئی
ہین کہین نہین ملتا۔ الفنسٹن صاحب نے خافی خان کی تاریخ سے یہہ نقل کیا ہے۔
اوسکی تاریخ دکن مین معتبر سمجھی جاتی ہوگی۔ یہان اوسکا کوئی نام بھی نہین جانتا۔
سب تاریخون مین یہہ لکھا ہے کہ جب ۲۱۔ رجب کو دیبال پور سے اورنگ زیب نے کوچ کیا
تو مرزا مراد خود اثنا راہ مین اوسسے آملا۔ یہی امر صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اسسے پہلے دارا شکوہ نے
یہہ تدبیر ہرگز کبھی نہین کہ راجہ جسونت سنگھ والی جودہ پور کو مالوہ کہ دکن کے سر راہ تھا روانہ
کیا کہ اورنگ زیب کی دیکھہ بھال کرے۔ اور رستم خان کو راجہ کے ساتھہ اوجین روانہ کیا
کہ وہ مرزا مراد کی خبر رکھے۔ اور یہہ اوسکو سمجھا دیا تھا کہ جیسا مقتضا مصلحت اور تقاضا
وقت ہو اوسطرح کام کرین۔ خواہ کل فوج سے ایک دفعہ لڑین خواہ فوج کے ٹکڑے ٹکڑے
کرکے مقابلہ کرین۔ اب آخر مارچ ۱۶۵۸ء / ۲۵ جمادی الثانی کو ۱۰۶۸ھ اورنگ زیب برہان پور سے روانہ ہو
اور مراد کو راہ مین ساتھہ لیا اور دونون کی فوجین متفق ہوکر جسونت راے پر روانہ
ہوئین۔ اسوقت راجہ اجین مین چھاونی ڈالے پڑا تھا۔ راجہ نے اپنی فوج کو دریا سپرا
کے کنارے پر آراستہ کیا۔ ۲۲۔ رجب کو موضع دھرمات پور مین کہ اوجین سے سات کوس پر
پڑتا ہے یہہ لڑائی واقع ہوئی۔ راجہ اپنی رجپوت سپاہ سے بڑی دلیری اور دلاوری اور
مردانگی سے لڑی۔ مگر اور باقی سپاہ شاہی نے اوسکی تائید مین کوتاہی کی۔ اور قاسم خان
نے نمک حرامی کی اسلئے راجہ لڑائی ہار گیا۔ اور مرزا مراد کے ہاتھہ میدان رہا۔ راجہ
اپنی فوج لیکر اپنے ملک کو چلا آیا۔ اور بادشاہی فوج تتر بتر ہوگئی۔ ان لڑائیون مین

اورنگ زیب اپنے چھوٹے بھائی کو بڑا بھائی بنا تا رہا۔ ہر امر مین اسکی بہت مراعات کرتا تہا۔ اور ایسی باتین کرتا تہا کہ جسسے اوسکا اعزاز روز بروز بڑہتا جاتا تہا۔ اور آپسمین وفاق اور اتفاق پر پہلے قول و قسم ہو چکے تہے۔ اور یہہ عہد ہو چکا تہا کہ دوست یا دوست دشمن یا دشمن شما بعد تمام جہگڑون کے انفصال کے مزرا مراد کو صوبہ لاہور کشمیر کابل و ملتان و بہکر و ٹہٹہ اور تمام اضلاع خلیج عمان تک اوسکو دیدئے جائینگے۔ اور کسی طرحکا تخالف اس عہد مین نہین ہوگا۔ (یہہ عہد نامہ مکتوبات عالمگیری مین مفصل موجود ہے) بعد اس فتح کے یہہ دونون بہائی ہلکی ہلکی منزلین طے کرتے ہوئے آگے کو بڑہے۔ مئی ۱۶۵۸ء شعبان ۱۰۶۸ھ دریا چنبل پر پہونچے۔ یہہ دریا گوالیار کے قریب اور دہول پور کے نیچے بہتا ہے۔ اور جو جو انتظام اس دریا کی حفظ و حراست کی واسطے داراشکوہ نے کئے تہے وہ سب اورنگ زیب کی عمدہ تدبیرون کے آگے اکارت گئے۔ اور وہ غرہ رمضان کو بے تکلف دریا پار اوتر آیا۔

بادشاہ جیونت راے کی لڑائی سے پہلے آگرہ کی گرمی سے گہبرا کر شاہجہان آباد چلا گیا تہا۔ جب اس شکست کی خبر وحشت اثر سنی تو ناچار اپنی مرضی کے خلاف آگرہ مین وہ آیا۔ اور یہان آنکر دیکہا تو معظم خان کے بیٹے محمد امین کو داراشکوہ نے قید کر رکہا ہے۔ شاہجہان نے اس حرکت کو پسند نہ کیا۔ اور داراشکوہ سے اوسکا خود ہی حکم منسوخ کرایا۔ اگرچہ اسوقت بادشاہ پر ضعف کا استیلا اور قوی کا ضعف تہا۔ مگر باوصف اسکے خیمون کے ہمسایگی کا حکم صادر فرمایا۔ اوسے امید تہی کہ میرے موجود ہونے سے لڑائی کی جگہہ بہائیون مین صلح ہو جائیگی۔ مگر یہہ اوسکی خام خیالی تہی۔ اسلئے کہ اوسکے بیٹے اپنے ارادون سے باپ کی حیات چند روزہ پر پہر نہین سکتے تہے۔ داراشکوہ

چھوٹے بھائیون سے صفائی اور صلح کرنے سے راضی نہ تہا اسلئے کہ اس آشتی کے کرنے مین
وہ ساقط الاختیار ہوتا۔ اور بدستور سابق بادشاہ کاروبار سلطنت کا مختار ہوتا۔ ہرچند بوڑہے
باپ تجربہ کار نے اوسکو سمجہایا کہ بہائیون سے نہ لڑے مگر وہ اپنے شکوہ و کثرت لشکر پر نازان تہا
کہ اوسنے اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کو جو نہایت عمدہ سپاہ کا حصہ ہمراہ لئے بنارس سے چلا آتا تہا۔
انتظار نہ کیا اور آگرہ سے ستر ہزار سوار اور بہت سے ہاتہی اور توپین بے شمار لیکر روانہ ہوا۔
اگرچہ ظاہر مین یہہ معلوم ہوتا تہا کہ یہہ سپاہ ایسی شان و شوکت کی باعتبار شمار اور
ساز اور سامان کی ہے کہ کوئی فوج اوسکی ٹکر نہین اوٹہا سکیگی مگر دارا شکوہ کے گھمنڈ
اور سردارون کی نمک حرامی اور سپاہ کی ناتجربہ کاری نے اوسے بہت کم زور اور
ضعیف کر دیا +

غرض جون ۱۶۵۸ء رمضان ۱۰۶۸ھ کو دونو فوجین آگرہ سے ایک منزل پر سام گڈہ مین آمنے سامنے
پڑین۔ مگر لڑائی اوس روز نہ ہوئی۔ دوسرے روز دارا شکوہ کی طرف سے لڑائی کی پہل ہوئی
رستم خان نے ایک دستہ سوارون کا لیکر حملہ کیا۔ اورنگ زیب کے توپخانہ کے روبرو آیا مگر
توپون کی قطار کو چیر پہاڑ کر اندر نہ گہس سکا بلکہ توپون کی مار سے پیچہے ہٹا۔ اور آخر کو
مارا گیا۔ اسی طرح دارا شکوہ نے جو بہت زیادہ آدمیون سے حملہ کیا وہ بہی ناکام رہا۔ مگر یہہ حملہ
قلب سپاہ پر جہان اورنگ زیب ٹہہرا ہوا تہا برابر جاری رہا۔ اوسمین کبہی توقف نہ ہوا
۔ پہر مرزا امراد بہ تین ہزار اوزبکون نے بڑی سرعت کے ساتہہ حملہ کیا۔ اور تیرون کا مینہ
اوسپر برسادیا۔ کہ اوسکو سامنے ٹہہرنا مشکل ہوگیا۔ ہاتہی اوسکا تیرون کی مار مار سے
بوکہلا کر بہاگنا چاہتا تہا کہ مرزا امراد نے حکم دیا کہ زنجیر اوسکے پیر مین ڈال دیجائے۔ یہہ زنجیر
اوسکے دو پیر کی بہی بیڑی بن گئی کہ بہاگنے نہ دیتی تہی۔ اوزبکون کے حملہ کے بعد راجپوتون نے

بڑے زور شور اور تندی اور تیزی سے مرزا مراد پر حملہ کیا۔ کوئی کہتا ہے کہ
کہ راجہ رام سنگھ اور کوئی لکھتا ہے کہ چترسال راجہ بوندی گھوڑا دوڑایا اور بھالا تول کر
مرزا مراد پر چلایا۔ اور مہاوت کو للکارا کہ ہاتھی کو بٹھا۔ مرزا مراد نے بھالے کو سپر پر روکا
اور راجہ کے ایک تیر ایسا مارا کہ وہ وہین مرکر رہ گیا۔ یہہ راجہ زعفرانی لباس اور
سر پر رکھے ہوئے تھا۔ اس راجہ کے مارے جانے سے راجپوت طیش مین آئے
اور مرزا مراد کے ہاتھی کے گرداونکے کشتون کے پشتے بندھ گئے۔ ایسے نازک وقت مین
اورنگ زیب مرزا مراد کے اعانت کے لئے آنیکو تھا کہ دارا شکوہ نے توپخانہ کے لوگون کی قطار
کو توڑ کر عین قلب سپاہ پر جہان اورنگ زیب تھا حملہ کیا۔ اور اس زور اور تیز رفتاری کے
ساتھہ آیا کہ اوسکے صدمہ کے سامنے کوئی چیز نہ ٹہہر سکے۔ اگرچہ اس حملہ کے صدمہ سے ساری فوج مین ہل چل
پڑ گئی۔ مگر اورنگ زیب اپنی ذات سے مستقل رہا۔ اپنے ہاتھی کو وہین لیجا جہان زیادہ خطرہ
ہوتا۔ اور اپنی سپاہ کو پکار پکار کر یہی کہتا کہ خدا تمہارے ساتھہ ہے اور تمہاری بازگشت
اوسیکی طرف ہے۔ اور کوئی پشت پناہ اوسکے سوا نہین ہے۔ اس ہنگامہ مین راجہ روپ سنگھ
راٹھور اپنے گھوڑے سے کود کر اورنگ زیب کے ہاتھی کے پاس پہنچ گیا۔ اور اوسکے تنگ کو
کاٹنے لگا۔ اورنگ زیب اوسکی یہہ جرأت دیکھہ کر اپنے آدمیون سے پکار کر کہنے لگا کہ اس
جوانمرد کو ضائع نہ کرنا۔ مگر یہہ آواز اور سپاہیون کے کان تک پہونچی نہ تھی کہ اونہون نے
اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اب مرزا مراد نے چیتون کو پرے ہٹا دیا۔ اور اوسکو اپنی فرصت
ملی کہ وہ دارا شکوہ کی قلب لشکر پر حملہ آور ہوا۔ دارا شکوہ نے قلب لشکر کے قوی کرنیکے لئے اپنی حملہ کو
ضعیف کیا۔ دارا شکوہ پاس لشکر اس کثرت سے تھا کہ آخر کو یہہ معلوم ہوتا تھا کہ میدان اوسیکے
ہاتھہ رہیگا۔ مگر وہ اپنے ہاتھی کو بڑہاتا ہوا چلا جاتا تھا۔ اور اپنی سپاہ کا دل بڑہانیکے لئے

پکار پکار کر کہتا جاتا تھا اور ہاتھ سے اشارہ کرتا جاتا تھا کہ آگے بڑھو آگے بڑھو کہ ناگاہ دشمن کے لشکر سے ایک بان ایسا آنکر لگا کہ ہاتھی بے قابو ہو گیا۔ اور دارا شکوہ کو سوار اسکے کچھ اور نہ بن آیا کہ اوسپر سے کود ا۔ اور گھوڑے پر سوار ہوا۔ اوسکا ہاتھی پر سے اترنا ہی غضب ہوا۔ دونوں کی فوج تو یون پریشان خاطر ہوئی کہ دارا شکوہ نظرون سے غائب ہوا اور اوسکے گرد فوج مین یون پراگندگی ہوئی کہ جب وہ گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور اوسکے ترکش کو ایک شخص باندہ رہا تھا کہ وہ دشمنون کے ایک گولے سے اوڑ گیا۔ غرض اس حرکت بے ہنگام سے لشکر پریشان ہو گیا۔ اور سب کو اپنی جان بچانی پڑی۔ اور راہ فرار اختیار کی۔ اورنگ زیب کو فتح نصیب ہوئی۔ اس لڑائی مین یہہ امر قابل غور ہے کہ اکبر کی اس تدبیر سے کہ راجپوتون کے ساتھہ ناتہ رشتہ ہو مسلمانون کے ساتھہ راجپوتون کو ایسی محبت ہو گئی تہی کہ گویا وہی اونکی سلطنت کا فیصلہ کرنے والے ہو گئی تہے۔ اسوقت بہت رجپوت ہی راجہ بادشاہ کی تخت نشینی کا فیصلہ کرنے گئے تہے۔ جب دشمنون کو ہزیمت اور اورنگ زیب کو فتح کی مسرت حاصل ہوئی۔ تو اول اوسنے خدا کی درگاہ مین سجدہ شکر کیا۔ اگرچہ دشمنون کے لشکرون مین صفائی تہی مگر دارا شکوہ کا خیمہ کہڑا ہوا تہا۔ اوسی مین اورنگ زیب آنکر اوترا۔ اور اپنے چہوٹے بہائی مرزا مراد کو سلام کیا۔ اور سلطنت کی مبارکباد دی۔ اور جب اوسکے ہاتھی کے حوضہ کو دیکہا کہ وہ تیرون کے لگنے سے چھلنی بن رہا ہے۔ اور اوسکا چہرہ زخمون سے گلرنگ ہو رہا ہے۔ تو اوسنے ان جراحتون پر اول جراحی و نرم باتون سے مرہم لگایا۔ اور پہر جراحون کو بلوا کر خوب علاج کرایا۔ اور اپنے سرداران اور امیرون کو بلا کر انعام اکرام جاگیر و خلعت عنایت کئی۔ یہان پہ سکندر رضا اورنگ زیب فتح و ظفر کی مسرت حاصل کر رہا تہا۔ وہان وہ دارا شکوہ بے شکوہ آگرہ کو دو ہزار سوار کے ساتھہ

بہاگا جاتا تہا۔ خیر شام کو بہرہ ارخرابی مرتا گرتا ان زخمی ہمراہیون سمیت وہ آگرہ مین پہنچ گیا۔ مگر شرم کے مارے باپ کی سامنے نہ گیا۔ اوسکو کیا منہ دکہاتا وہ پہلے ہی اس نا زیبرو کی حقیقت جانتا تہا اور اورنگ زیب کو خوب پہچانتا تہا۔ اسلئے مقابلہ کو منع کرتا تہا اگر باپ کی کہنے پر چلتا تو کیون یہہ ذلت اوٹہاتا۔ غرض پچہلے پہرے کو کچہہ گرانبہا اشیا ہمراہ لے اور بال بچون کو ساتہہ لیکر دلی کو چلتا بنا۔ آگرہ سے تین منزل پر وہ پانچ ہزار سوار جو بادشاہ نے اوسکی کمک کے لئے بہیجے تہے اوسے مل گئے۔

اورنگ زیب کا آگرہ مین داخل ہونا

اورنگ زیب دکہن سے کوچ کرکے جون ۱۶۵۸ء ۱۰ رمضان ۱۰۶۸ھ کو شہر آگرہ مین داخل ہوا۔ اور باغ نور منزل مین مقیم ہوا۔ سب ارکان دولت اوس پاس حاضر ہوئے۔ اور حضرت شاہجہان نے بہی افضل خان کے ہاتہہ یہہ فرمان بہیجا جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ اے میرے فرزند مین تیری صورت دیکہنے کا نہایت آرزومند ہون۔ مدت کے بعد اب تو یہان آیا ہے۔ ازبسکہ فراق کی اشتیاق بہت زیادہ ہوگیا ہے۔ اب منجہ خدا کی عنایت سے دوبارہ زندگی پائی ہے۔ تو یہان سعادت قدمبوسی حاصل کر۔ اورنگ زیب نے اوسکا جواب یہہ لکہا کہ میری بڑی خوش نصیبی اور یاوری اقبال ہے کہ حضور نے مجہے یاد فرمایا۔ اب حضور سے امیدوار اسکا ہون کہ میری ملازمت کیواسطے کوئی ساعت مسعود قرار دیجائے۔ بادشاہ اس عرضداشت کو سنکر بڑا خوش ہوا۔ اور اشتیاق ملنے کا اور زیادہ بڑہ گیا۔ بہت سے جواہرات اور ایک تلوار عالمگیر نامی اورنگ زیب پاس بہیجی۔ اور بہت سی باتین فاضل خان کی زبانی کہلا بہیجین۔ مگر اس دفعہ اورنگ زیب کچہہ ملتفت نہ ہوا۔ فاضل خان نے بادشاہ سے اس کم التفاتی کا حال بیان کردیا۔ بادشاہ نے پہر فرمان خلیل خان اور فاضل خان کے ہاتہہ بہیجا جسکا مضمون فقط اشتیاق ملاقات تہا

اور شکایت اس امر کی تھی کہ یہہ بڑی سوء ادبی اور بدی تیری ہے کہ میرے پاس اب تک نہین حاضر ہوا۔ خلیل خان بادشاہ سے ناراض تہا۔ اونسے کچہہ بادشاہ کا مطلب اس پیرایہ مین ادا کیا کہ وفا اور وفاق کی جگہہ عناد و نفاق کی صورت پیدا ہوئی۔ اب اورنگ زیب کو یہہ خیال ہوا کہ قلعہ اور خزانون پر کسی طرح تصرف ہو۔ اسلئے اونسے خلیل خان کو نظر بند کیا۔ اور فاضل خان کی زبانی کہلا بہیجوایا کہ بعض معاملات ایسے پیش آ گئے کہ میری طبیعت کو بادشاہ کی طرف سے اطمینان نہین ہے۔ شاید مین حضور کی خدمت مین حاضر ہون اور مجہسے انتقام لیا جائے۔ اور میرے لئے کچہہ اور تجویز ہو۔ فاضل خان نے جب بادشاہ سے یہہ کہا کہ اب نامہ اور پیغام کی کارسازی سے کام نہین چلتا۔ بلکہ کچہہ اور احتمال ہے بادشاہ کو اب یہہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اورنگ زیب کہین قلعہ کے اندر بے اجازت نہ چلا آئے اور مجہے مار نہ ڈالے۔ اسلئے قلعون کے دروازون کو بند کر دیا۔ اور اونکی حفظ و حراست اپنے دولت خواہون کے سپرد کی۔ اب ملازمان اورنگ زیب نے قلعہ کے نیچے پہنچکر محاصرہ شروع کیا۔ مگر یہہ قلعہ ایسا مستحکم تہا کہ جب تک توپ گولہ اور سرنگ اور دمدمہ سب سے کام نہ لیا جاتا وہ کب فتح ہو سکتا تہا۔ مگر بادشاہ کی دولت خواہون نے یہہ نمک حرامی کی کہ یہہ محاصرہ ایک رات دن رہا تہا کہ سب نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اب اورنگ زیب سے پناہ مانگنی چاہئے اور قلعہ اوسکے حوالہ کرنا چاہئے جب بادشاہ نے یہہ دیکہا تو پہر فرمان اورنگ زیب پاس بہیجا جسکے آغاز اور خاتمہ پر ایسے اشعار تہے کہ جسسے دنیا کی بے ثباتی اور رباط عالم کی ناپائیداری ظاہر ہوتی تہی۔ اور پہر یہہ ذکر تہا کہ اے فرزند ارجمند میرا آجکل رنج و محن سے اس دار المحن مین برا حال ہے۔ اب مین نے سلطنت صوری سے ہاتہہ اوٹہایا۔ اور بادشاہی معنوی اختیار کی۔

خدا کی عنایت سے زمانہ کی کیفیت سے مین مطلع ہوا اور زاویہ عزلت مین خدا تعالے
کی عبادت کے لئے بیٹھہ گیا۔ اور بعض اور نصایح لکھہ کر یہہ لکھا کہ تو اپنا دل مجھسے
صاف رکھہ۔ اور وہ کام کر جو عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہو۔ اور اس دنیا کی
دولت پر مغرور نہ ہو وہ ایک قرار پر نہین رہتی۔ اسکے جواب مین اورنگ زیب نے عرضیہ
لکھا کہ اوسمین اول شکر باپ کی نصایح اور پند کا ادا کیا۔ اور اپنی بے ادبیون اور
گستاخیون کا عذر کیا۔ آخر کو یہہ لکھا کہ بعض حرکات مجھسے ایسی سرزد ہوئی ہین
کہ جنسے ایک حجاب حضور سے ہو گیا ہے۔ اور گرانی طبع سے اندیشہ دامنگیر ہے۔ اسلئے
اگر قلعہ کے ابواب اور مداخل و مخارج اس خاکسار کے آدمیون کو سپرد ہو جائین تو مین مطمئن
ہو کر ملازمت اور اپنی تقصیرات کی تلافی کرون جسوقت یہہ عرضداشت بادشاہ
پاس پہونچی اوسنے تمام قلعہ خالی کر دیا۔ اور اورنگ زیب کی آدمیون کے سپرد کر دیا۔ اور
نے بادشاہی آدمیون کی آمد و رفت بالکل مسدود کر دی۔ اور تمام خزانہ پر قبضہ کر لیا
اور سب کارخانون پر مہرین لگا دین۔ ایسا انتظام کر دیا کہ سوا چند خدمتگارون کے
بادشاہ پاس کوئی نہ جا سکتا تہا۔ غرض اب وہی قلعہ جسمین فرمانروائی کی تہی زندان
بنا۔ اور آخر عمر اسی زندان مین بسر ہوئی۔ اسمین شک نہین معلوم ہوتا کہ اول اورنگ زیب
اپنے دل سے یہہ چاہتا تہا کہ باپ کو خوش رکہون۔ اور اوسی کے نام سے سلطنت کرون
مگر جب اوسکو یہہ تحقیق ہو گیا کہ مین بادشاہ کے دل سے دارا شکوہ کی محبت اور الفت
کو نہین دہو سکتا۔ اور اپنا اعتبار اور اعتماد اوسکے خاطر مین نہین بٹہا سکتا۔ تو اوسنے
اسطرح بادشاہ کو گوشہ عزلت مین بٹہایا۔ اورنگ زیب ہمیشہ باپ کی جیتک وہ زندہ
رہا نہایت تعظیم اور تکریم کرتا رہا۔ مگر سلطنت شاہجہان کی اوسیوقت ختم ہو گئی کہ وہ

اسطرح گوشہ نشین عزلت ہوا۔

ابتک اس امر کی وجوہات نہین معلوم ہوئین کہ شاہجہان جیسا پادشاہ عظیم الشان سات برس تک اسطرح زندان مین رہے۔ اور اوسکی قدیمی نمک خوارون مین ایک کو بھی اوسکے حال پر رحم نہ آئے عجب نہین کہ اسکا سبب یہہ ہوا ہو کہ شاہجہان مدت سے عیش و عشرت مین اوقات بسر کرتا تہا۔ سپاہ کی کام سے ہاتہہ اوٹھا لیا۔ بیٹھے ہی ساری سپاہ سے کام لیتے تہے۔ اسلئے سپاہ ان شہزادون ہی کو اپنا پادشاہ سمجھتی تہی۔ سب سے بڑا سبب تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اورنگ زیب ایسا عاقل اور منتظم اور ہوشیار اور قابل تہا کہ سازشون کو روک تہام اور مفسدون کا انتظام اور اہتمام خوب جانتا تہا۔ کہ کسی سازش کو نہونے دیا۔ اور کوئی فساد اس بنا پر نہ اوٹہنے دیا۔

اورنگ زیب کا مراد کو قید رکہنا

جب اورنگ زیب کو مرزا مراد کی اعانت سے یہہ دو فتحین متواتر حاصل ہوئین۔ تو اوسکو اپنی سلطنت کی صورت بنتی نظر آئی۔ اب اوسنے جان لیا کہ مرزا مراد سے کوئی مراد نہین حاصل ہوگی۔ اسلئے اب اوسکی یہہ نیت ہوئی کہ اس برابر کے دعویدار سلطنت کو علیحدہ کرنا چاہئے۔ اور اسکا بندوبست کرنا شروع کیا۔ روز عیادت کو جاتا۔ اور جن افسرون اور سپاہیون کو انعام اکرام دیتا اونسے نذرین شکریہ کی اوسی کو دلواتا۔ اس اپنے سیدہے سادہے بہائی کو عجز و انکسار کے برتاؤ سے بہلاوے مین رکہا۔ اور جب یہہ دونون بہائی والد کے تعاقب مین متہرا مین پہنچے تو اورنگ زیب نے مرزا مراد کو شام کے وقت اپنے دسترخوان پر بلایا۔ اور اسوقت پابندی آداب سلام کیا۔ اوسکو اسقدر شرابی بنا دی کہ وہ از خود رفتہ ہوگیا۔ وہان سے کام کے لئے متعین ہو چکے تہے اونہون نے اوسکے ہاتہہ پیر زنجیرون مین جکڑ دئے اور اوسکو

اورنگ زیب پاس لیگئے۔ اوسنے ہاتھی کیطرح ٹہلکر شاہجہان آباد مین سلیم گڈہ کے قلعہ مین بھیجدیا
اکثر مورخون نے اس واقعہ کو یون لکہا ہے کہ مزامراد تورنگ شاہی رکہتا تہا اور روپیہ
جاؤ بیجا اوٹہاتا تہا۔ اور مناصب نامناسب اوباشون کو دیتا تہا۔ اور توفیر لشکر مین کوشش
کرتا۔ اور یہہ سمجہتا کہ مین ہی بادشاہ ہونگا۔ اورنگ زیب سے سوال کیا کہ موافق عہدنامہ
کے ملک و دولت کی تقسیم ہو۔ اورنگ زیب نے جواب دیا کہ ہنوز جنگ باقی اور بادشاہ زندہ ہے
یہہ وقت ایسی باتون کا نہین ہے۔ غرض اورنگ زیب نے یہہ سمجہکر کہ ضرور وہ فساد برپا
کریگا۔ اسلئے اوسکو اپنے پاس بلاکر قید کرلیا۔ اول شاہجہان آباد مین بہیجدیا۔ پہر گوالیار کے
قلعہ مین جہان سنگین مجرم قید ہاکرتے تہے بہیجدیا۔ دوسرے روز اورنگ زیب خود شاہجہان آباد مین
آیا۔ اور غرہ ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ کو تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ مگر ساری مراسم تخت نشینی کے
۲۰ اگست ۱۶۵۸ء
نہ ادا کئے۔ اور سکہ نہ جاری کیا۔ اور تکمیل تخت نشینی کو کسی اور وقت پر موقوف رکہا
۔ اسلئے سنہ و سال تخت نشینی مین مورخون کا اختلاف ہوگیا ہے +

امراء شاہجہانی

عہد جہانگیری کے دو بڑے پایہ کے امیر مہابت خان اور آصف خان یمین الملک تہے۔
اونہون نے جو کارہاے نمایان اس عہد شاہجہانی مین کئے۔ وہ بیان کئے گئے۔ آصف خان
مرض استسقا مین مبتلا ہوا۔ اور ۱۰۵۱ھ مین انتقال کیا۔ فضل خان علامی بہی بڑا علامہ
وزیر اس عہد مین گذرا ہے۔ سعد اللہ خان اور علی مردان خان ارکین سلطنت کے سرتاج
تہے۔ علی مردانخان نے جو مہمات بدخشان اور بلخ مین اپنی ذاتی جوہر دکہائے وہ ہم بیان
کر آئے ہین۔ ایک بڑا کام اوسکا رفاہ عام کا نہر کا نکالنا تہا جسکا مفصل حال ہم نیچے لکہتے
ہین۔ اوسکا ۱۰۶۱ھ مین بہال کے مرض سے انتقال ہوا۔ سعد اللہ خان کا حال ہم نے بہت جگہ

وطن اونکا لاہور تہا۔ فضائل کمالات عقلی اور نقلی اور حسن تحریر اور لطف تقریر مین مشہور تہے۔ موسوی خان کی معرفت بادشاہ نے اونکو بلایا۔ ۷ رمضان ۱۰۵۰ھ مین وہ ملازمت سے مشرف ہوئے۔ اور ایک ہی سال مین اپنی حسن لیاقت سے منصب ہزاری و دولت ذات کا حاصل کیا۔ اور ۱۰۵۲ھ مین میر سامانی کے عہدہ پر جو بعد وزارت کے ممتاز ہوئے۔ اور ۱۰۵۵ھ مین وزیر ہوئے۔ یہہ شاہجہان کی بڑی خوش نصیبی تہی کہ اوسکو ایسا وزیر ہاتہہ لگ گیا۔ لفٹنٹ حن صاحب اس وزیر کی نسبت لکہتے ہین کہ وہ نہایت لائق فائق عاقل ہوشیار اور چال چلن کا نیک تہا۔ یہانتک کہ ایسا وزیر ہندوستان کے وزیرون مین سے کوئی نہین ہوا۔ شاہجہان کے کاروبار دنیا مین ذکر اس وزیر باتدبیر کا بڑی شان و عزت سے بیان ہوا ہے یعنے تمام کام اوسکے اس وزیر کی صلاح اور مشورت سے انجام پاتے تہے۔ جو فرامین اور خطوط طول و طویل سلطنتہا کے غیر کے نام لکہی جاتی تہی وہ اسے دبیر کی فکر دقیق کے نتائج ہوتے تہے۔ درد قولنج سے ۱۰۶۶ھ مین سینتالیس برس کی عمر مین انتقال کیا۔

شاہ نہر لاہور

علی مردان خان نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ایک شخص میرے ہمراہ ہے۔ اوسکو نہرون کے نکالنے اور کہودنے مین کمال مہارت ہی۔ وہ اس امر پر متعہد ہوتا ہے کہ دریاے راوی پہاڑ سے نکل کر جہان میدانمین پہنچتا ہے۔ وہان سے ایک نہر دارالسلطنت لاہور تک وہ لاسکتا ہے۔ بادشاہ نے برآورد کا حکم دیا۔ ایک لاکہہ روپیہ کی برآورد تیار ہوئی۔ بادشاہ نے روپیہ عنایت کیا۔ اور موضع راجپور سے کہ لوریور کے پاس واقع ہے نہر کا کہدنا شروع ہوا۔ اور لاہور تک کہ ساٹہ کوس ہے اٹہتالیس کروہ وہان سے تہانہر لانے کا ارادہ ہوا۔ بیچ مین کچہہ خرچ واقع ہوئی۔ ڈیڑہ لاکہہ روپیہ اور صرف ہوا۔ اور ملاء

علاء الملک نے اس کام کو تمام کیا۔ اور بادشاہ کے باغ فیض بخش اور فرحت بخش مین اس نہر کو لے آیا۔ جس سے ان باغون کی شادابی اور سرسبزی زیادہ ہوگئی۔ اب ہم شاہجہان کی عیش و عشرت کی سامان اور رفاہ عام کے کام اور حسن انتظام کا حال لکھتے ہین +

شاہجہانی عمارتین

اس بادشاہ کو جیسا عمارتون کا شوق تہا پہلے کسی بادشاہ کو نہین ہوا۔ اوس کا ذہن اس فن عمارت سے ایک خاص مناسبت رکہتا تہا۔ جو عمارتین بنا گیا ہے وہ گویا سارے دنیا کے لئے عمدہ عمارات کا ایک نمونہ ہے۔ ایک احسان وہ دنیا پر کر گیا ہے۔ پہلے سب اوسکی عمدہ بنائی ہوئی عمارتین یہہ گمان ہوا تہا کہ ملک طالیہ کا صناع آسٹن ڈی بورڈو ہندوستانی استاد عیسی نادر العصر کہتے ہین شریک تہا۔ مگر اس فن عمارت مین جو صاحب کمال تہے اونہون نے اس خیال کو باطل کر دیا۔ اور ثابت کر دیا کہ جو وضع اور اسلوب ملک طالیہ کے عمارات کا ہے وہ شاہجہان کی عمارتون سے مختلف ہے۔ غرض یہہ تمام صناعیان استاد احمد و حامد کی ہین۔

قلعہ و شہر شاہجہان آباد

لاہور اور اکبر آباد دو دارالسلطنت کہلاتے تہے۔ ان دونون شہرون کے کوچہ و بازار تنگ و تاریک تہے اونکے نشیب و فراز سے اوج حضیض کے معنی سمجہہ مین آتے تہے۔ جب کسی تقریب جشن سے ہجوم سپاہ اور لشکر اور آدمیون کا ہوتا تو اس ضیق بازارون سے غریبون کو بہت تکلیف ہوتی۔ دو چار بیچارے ضرور پس کر دب جاتے۔ قلعے جو اونکے اندر تہے اون مین کارخانجات شاہی و بیوتات کیواسطے شاندار مکانات نہ تہے۔ جلو خانے بے رخ اور بے موقع بنے ہوئے تہے۔ غرض ان علتون سے یہہ دونون شہر اور قلعے بادشاہ کو پسند و مرغوب نہ تہے

اوسنے ایک نیا شہر اور قلعہ بنانا چاہا کہ جسمین ساری سامان جاہ وحشم شاہی کے لائق ہون +

قلعہ شاہجہان آباد

دارالملک دہلی مین سلیم گڈھ کے متصل دریا جمن پر اس قلعہ کے واسطے جگہ تجویز ہوئی - جمعہ کے دن ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۸ھ کو بنیاد کھدنی شروع ہوئی - استاد احمد وحامد معمار اپنے فن مین یگانہ روزگار ہنانیوالے مقرر ہوئے - عزت خان صوبہ دار دہلی کو اہتمام اوسکا سپرد ہوا - سارے ہندوستان کے منتخب سنگ تراش ونجار منبت کار معمار سلیقہ شعار بلائے گئے - ان مین ہر ایک شخص اپنے ہنر کے دکھلانے مین کوشش کرتا تہا - پانچ مہینہ دو دن مین اوسکی بنیادین کھدین - اور مصالح جمع ہوا - عزت خان ٹہٹہ بدل گیا - اوسکی جگہ الہ وردہ بخاں مقرر ہوا - دو برس ایک مہینہ گیارہ دن مین اوسکے اہتمام سے قلعہ کے چار و نطرف کی دیوار بارہ بارہ گز اونچی بنی - پہر اہتمام اوسکا مکرمت خان کے سپرد ہوا - نو برس کے قریب ایک کروڑ روپیہ مین یہہ قلعہ عالیشان تیار ہوا - اور مژدہ اختتام بادشاہ کو کابل مین سنایا گیا - نجومیون نے تاریخ نزول شرف ان عمارات مین ۲۴ - ربیع الاول سنہ ۱۰۵۸ھ مقرر کی - اس قلعہ کے چار دروازہ اور دو کھڑکیان تہین - اونمین دروازہ جنوبی اور غربی بڑے شاندار ہین - اونکو دلی دروازہ اور لاہوری دروازہ کہتے ہین - سارے قلعہ مین اکیس برج جنمین سات مدور اور چودہ مثمن - چار دیواری اوسکی ہشت پہل ہے - سر سے پانو تک سنگ سرخ سے گلرنگ بن رہا ہے - کنگوری اور مرغولین بہت خوبصورت بنی ہوئی ہین - طول اوسکا ایک ہزار گز - اور عرض چہہ سو گز ہے - اوسمین زمین چہہ لاکھہ گز ہے - اس حساب سے وہ قلعہ اکبرآباد سے دوچند اور قلعہ لاہور سے بہی بہت بڑا ہوا - فصیل خاکریز سے

کنگورون تک پچیس گز اونچی ہے۔ اور اوسکا سارا دور تین ہزار تین سو گز کا ہے۔ گیارہ گز گہری بنیاد ہے۔ دیور کا اثار بنیاد سے پندرہ گز اور اوپر سے دس گز گہری کھود کر پختہ بنایا ہے۔ باقی تینون طرف خندق پچیس گز چوڑی اور دس گز گہری کھود کر پختہ بنائی ہے۔ اور وہ نہر کے پانی سے ملیب رہتی ہے یہہ نہر سطلج سے آئی ہے کہ تم کو یاد ہوگا کہ ہم لکھہ آئے ہین کہ فیروز شاہ خضر آباد سے ایک نہر سفیدون یعنے شکارگاہ تک لایا تہا۔ مگر وہ بے مرمت ہوکر اٹ گئی۔ اکبر نے اوسے صاف کرایا۔ مگر وہ بہر بند ہوگئی۔ اب بہر کوڑی کے دن پہرے کہ از سر نو منبع سے اوسکی بلندی اور پستی ہموار اور کنارے استوار ہوئے۔ اور شکارگاہ سے آگے نئی نہر کھود کر اوسکو قلعہ کے اندر لائے۔ فیض نہر اوسکا نام ہے۔ اور اوسکا وہ ٹکڑا جو سنگ مرمر کا بنا ہوا دیوان خاص اور بڑی بیٹھک اور رنگ محل مین جاتا ہے اوسکا نام نہر بہشت ہی۔ اب کوئی کہتا ہے کہ پچاس لاکھہ بنیاد کے کام مین اور پچاس لاکھہ روپیہ اوپر کے عمارات مین صرف ہوا۔ کوئی کہتا ہے کہ کل پچاس لاکھہ روپیہ خرچ ہوا۔ اب ہم اس قلعہ کے اندر کی عمارتون کا ذکر کرتے ہین۔ ایک چہتہ لاہوری دروازہ کا لداؤ کا خوب بنا ہوا ہے۔ اوسمین منبت کاری خوب کی ہوئی ہے۔ دیوان عام مین خلق ایک دروازہ ہے اوسے نقارخانہ کہتے ہین۔ یہہ دروازہ بہی نرا سنگ سرخ کا بہت خوبصورت بنا ہوا ہے۔ دیوان عام مین تین درجے کی مکان ہین۔ ایک کا نام نشیمن ظل الٰہی یا سنگین تخت دوسرا دربار کا دالان ہے۔ تیسرا گلال باڑی جو ایک چبوترہ ہے۔ خاص محل یا چہوٹا رنگ محل یہہ محل بیگمات خاص کے رہنے کا ہے چودہ گہا دالان ہے۔ تین تیس گز لنبا اور اوسکے پیچہے ایک دوسرا درجہ ہی سولہ گز کا لنبا اور آٹہہ گز کا چوڑا یہہ عمارت اجارہ تک بالکل سنگ مرمر کی ہے۔ اور اوسے اوپر بہت پختہ سفیدی کر کی بہت اچہی نقاشی کی ہے۔ ایک نہر اوسمین

سنگ مرمر کی تین گز چوڑی ہے اور سنگ مرمری کا ایک حوض ہے - اس حوض مین سے نہر ہو کر
چادر کی طرح صحن مین گرتی ہے - اور صحن مین سرسٹھ گز مربع باغیچہ ہے - اور اوس کے
بیچ مین بیچ گز کے قطر کا ہشت پہل حوض ہے - اور اوسمین پچیس فوارہ چھوٹتے ہے - ابتدا
محل یا بڑا رنگ محل یہہ رنگ محل دیوان عام کی پشت پر واقع ہے - اور اسسے کوئی بڑا
محل نہین - اوسکے صحن مین بھی نہر جاری ہی اور فوارہ چھوٹتے ہین - وسط صحن مین ایک
حوض پچاس گز سے اڑتالیس گز ہے اور پانچ فوارہ چھوٹتے ہین - اور باغیچہ ایک سو سات
گز کا لنبا اور ایک سو پندرہ گز کا چوڑا ہے اور اوسکے گرد سنگ سرخ کا منجر لگا ہوا ہے - اور
اوسپر دو ہزار سترہری کالیان بنی ہوئی ہین - اور تین طرف اس صحن کے سترہ گز کے
عرض سے مکان دلکشا اور الوان در بنے ہوئے ہین جانب غرب مین دریا اور پائین باغ ہے
- ایک حوض سنگ مرمر کا بہت بڑا ایک پہر کا ہے - اوسمین نہر کی چادر پڑتی ہی - اور
اوسمین پانی اوبل کر باغیچہ کی ہر روش پر بہر جاتا ہے - روکار اسکی تمام سنگ مرمری ہے
اور تحفہ تحفہ محرابین اور مرغولین بنی ہوئی ہین - منبت کاری کا کام کیا ہے - اور اوسکی
پہت کی چارون کونون پر چو کہنڈیان بنائی ہین کہ اوسے رفعت اور شان اس
عمارت کی دوگنی ہوگئی ہے - چارون کونون پر چار بنگلے سنگین بنے ہوئے ہین - اس
عمارت مین ایک حوض گل شگفتہ معلوم ہوتا ہے - پہر اوسمین رنگ برنگ کی پتھرون سے
پچیکاری کی ہے - اور گل بوٹے اور بیل بتے بنائے ہین - ساڑھے سات مربع گز یہہ حوض ہے
- مگر عمق اوسکا کم ہے - جب پانی اوسمین بہرتا ہے تو اوسکے اندر تمام بیل بوٹے لہراتے ہوئے
دکھائی دیتے ہین - اس حوض مین ایک کاسہ سنگ مرمر کا کمر کی بنا ہوا ہے - وہ بھی ایک
پھول معلوم ہوتا ہے - اور اوس پیالہ مین ایک سوراخ ہے - اور اوسکے نیچے نہر تلے آتی ہے

اوپر ہر اس پیالہ سے اوملتی ہے۔ غرض اس محل کو دیکھ کر عالم طلسمات نظر آتا ہے۔ چھوٹی
بیٹھک اور خوابگاہ یا بڑی بیٹھک کی بہت نفیس اور لطیف عمارتین ہین اور اوسمین اشعار
سونے سے لکھی ہوئی ہین۔ برج طلا یا مثمن برج ہر برج بالکل سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔
اور سونے کا کام اور پرچین کاری اور منبت کاری خوب اوسمین کی ہوئی ہے
۔شاہ محل یا دیوان خاص یہہ وہ عمارت قلعہ کی ہے کہ جسمین یہہ شعر لکھا ہوا ہے کہ جواوسکے صادق
اگر فردوس بر روے زمین است + ہمین است و ہمین است و ہمین است
اس عمارت کو اسطرح بنایا ہے کہ ایک بڑا چوک بنایا ہے ضلع شرقی مین دیڑہ گز اونچا اور
اسی گز لمبا۔ اور چھتیس ۳۶ گز کا چوڑا چبوترہ بنایا ہے۔ اسکے بیچون بیچ مین دیوان خاص
کی عمارت ہے تینتیس ۳۳ گز لمبی اور چھبیس گز چوڑی۔ سر سے پانون تک سنگ مرمر کی۔
سرتاسر اوسکے بیچمین چار گز عرض کی نہر بہشت جاری۔ اس چبوترہ کی بیچون بیچ مین
چوکور ستونون کو بناکر اٹہارہ گز کے طول اور دس گز کے عرض سے مکان بنایا ہے
۔عین وسط مین ایک تخت سنگ مرمر کا بچھا ہوا ہے۔ جسپر تخت طاؤس رکہا جاتا تہا۔
اوسمین اجارہ تک عقیق اور مرجان اور بیش قیمت پتھرون سے پچی کاری کی ہے۔ اور
بیل بوٹے بنائے ہین۔ اور اجارہ سے اوپر چھت تک سونے کے کام سے لیپ دیا ہے۔
دیوان خاص کے شمال اور جنوب مین الگ الگ دالان ہم قرینہ سنگ مرمر کی بنی ہوئے ہین
چھوٹے دالان کا نام تسبیح خانہ ہے۔ اور اوسی مین سے رستہ خوابگاہ کو جاتا ہے۔ اور شمالی
دالان کا نام عقب حمام ہے۔ یہہ حمام بہی لاثانی ہے۔ عجب عجب کام اوسمین صنعت کے
کئے ہوئے ہین۔ بہت تحفہ منبت کاری اور پچے کاری کی ہوئی ہے۔ غرض تمام
مکانات کی لکہنے کی اس مختصر مین گنجائش نہین۔ موتی محل و باغ حیات بخش و مساکن بہادر بلند

اور شاہ برج اور مہتاب باغ اور عمدہ عمارتین ہین۔

شہر شاہجہان آباد

جب قلعہ تیار ہوچکا اور ایک جشن ۱۰۵۸ھ ۱۶۴۸ء مین ہوچکا۔ پہر تو یہہ شہر آباد ہونا شروع ہوا تاریخ اوسکی آبادی کی یہہ ہے کہ مصرع شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد۔ ۱۰۶۰ھ ۱۶۵۰ء مین اس شہر کی فصیل مٹی اور پتھر کے چار مہینہ کے عرصہ مین ڈیڑھ لاکھہ روپیہ مین تیار ہوئی۔ لیکن وہ برسات مین نہ ٹہر سکی۔ اسلئے چونہ اور پتھر کی سات برس کے عرصہ مین چار لاکھہ روپیہ مین تیار ہوئی۔ طول اوسکا چھہ ہزار چھہ سو چوسٹھہ گز کا ہے اور چار گز چوڑی اور نو گز اونچی ہے۔ اور اوسمین ستائیس برج دس گنبد کے قطر کے ہین۔ جب بادشاہ کو اوسکی آبادی کی طرف نظر ہوی تو سب نے عمدہ عمدہ عمارتین اور مکانات اور مساجد بنانی شروع کین۔ چنانچہ جہان آرا بیگم بادشاہ کی بیٹی نے ۱۰۶۰ھ ۱۶۵۰ء مین قلعہ کے لاہوری دروازہ کے آگے چالیس گز چوڑا اور ایک ہزار پانسو بیس گز لمبا بازار بنوایا۔ لاہوری دروازہ سے چار سو اسی گز پر ایک چوک اسی گز مربع کا ہے۔ اور بیچین اوسکے ایک حوض ہے۔ پہر چار سو اسی گز پر ایک چوک ہشت پہلو ہے۔ اور اوسکے بیچ مین ایک حوض ہے۔ اس بازار کے وسط مین نہر جاری ہے۔ اور اوسکے دو رویہ درخت لگے ہین۔ بادشاہ کی بی بی اکبر آبادی محل نے اسی سنہ مین قلعہ کے دلی دروازہ کے سامنے ایک بازار ایک ہزار پچاس گز کا لمبا اور بیس گز چوڑا اور اوسکے دونون طرف پختہ دوکانین بنائین۔ اور بیچین خوبصورت نہر جاری کی۔ اس دونون بازارون مین سے ایک کا نام لاہوری بازار اور دوسرے کا نام اکبر آبادی بازار رہا۔ اور سوارانکے اور بہت سے مکانات عمدہ عمدہ تعمیر ہوئے اور باغ لگائے گئے جسکو مفصل حال دیکھنا ہو آثار الصنادید کو پڑھے۔

جامع مسجد شاہجہان آباد

شہر کے وسط مین اس مسجد کی بنیاد شوال سنہ ۱۰۵۸ھ کو رکھی گئی۔ سعد اللہ خان دیوان اعلے اور فاضل خان خانسامان مہتمم مقرر ہوئے۔ یہہ مسجد قلعہ دہلی سے ہزار گز کے فاصلہ پر مغربی سمت مین ایک پہاڑی پر بنائی گئی۔ یہہ پہاڑی ساری اوسمین چھپ گئی ہے۔ پانچہزار بیلدار اور سنگتراش اور نسبت کار اور حکاک وغیرہما اور عمدہ عمدہ کاریگر آخر ختم ہونے تک اوسپر لگے رہے۔ اسپر بھی وہ چھہ سال مین ختم ہوئی۔ اور دس لاکھہ روپیہ اوسمین لاگت لگی۔ اس مسجد کی لطافت اور نزاکت اور خوبی اور خوشنمائی بیان سے باہر ہے۔ اگر روے زمین پر کوئی خوش قطع اور خوشنما مسجد ہوگی تو اسے بہتر نہ ہوگی۔ تین برج اوسکے سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہین۔ اور اوسمین سنگ موسے کی پچی کاری کی ہوئی ہے تین طرف تیرسیان اور چارون طرف کے والان یک رنگ سنگ سرخ سے بنے ہوئے ہین۔ اور اونکے چارون کونون پر چار برج ہین۔ تین بڑے عالیشان دروازہ ہین۔ اور دو مینار زینہ دار بہت اونچے بنے ہوئے ہین۔ اوپر بارہ دری کے برجیان سنگ مرمر کے نہایت دلکشا بنے ہوئے ہین۔ صحن مین ایک حوض سنگ مرمر کا ہے۔ مسجد ایسی بنی ہوئی ہے کہ کوئی در و دیوار طاق محراب مرغولہ کنگرہ برج مینار صحن تناسب سے خالی نہین +

روضۂ ممتاز محل

یہہ عمارت ہندوستان کی مشہور اور عمدہ عمارتون مین سے نہین ہے۔ بلکہ تمام روے زمین کی نفیس اور پاکیزہ عمارتون کی سرتاج ہے۔ شاہجہانی بی بی ارجمند بانو بیگم ممتاز الزمانی آصف خان کی بیٹی تہی۔ یہہ بیگم نہایت نیک نیت پاک طینت خوبصورت خوش سیرت تہی

بادشاہ کو جیسی اوسے محبت تہی ایسی کسی سے نہ تہی۔ اوسکے ہان چودہ بچے ہوئے۔
آٹھ بیٹے اور چھ بیٹیان۔ آخر کار اس جینے کے ہاتہون وہ مرگئی۔ ۱۷ ذیقعد سنہ ۱۰۴۱ مین
اوسکے ہان لڑکی پیدا ہوئی۔ اوسے طبیعت بے اعتدال ہوئی۔ اور اوسکو یقین ہوگیا کہ اب
وقت آن پہنچا۔ بادشاہ کو ادمی بہیجکر بلایا۔ بادشاہ اس ہم خواب کے سرہانے گئے اور اوس
بیٹہا۔ اوسنے یہہ آخر وصیتین کین کہ کوئی اور شادی نکرنا۔ کہین ایسا نہو کہ سوتیلی اولاد سے
میرے بچون کا خون ہو۔ اور میری قبر پر وہ عمارت بنانا کہ یادگار روزگار رہو۔ اور میری
ماں کی خبرگیری کرنا۔ تہوڑی دیر کے بعد اجل کا فرشتہ آیا۔ اور ۳۸ برس ۲ مہینے کی عمر مین
لے گیا۔ اونیس برس ایک مہینہ ۱۰ دن وہ بادشاہ کی بی بی رہی + اکبرآباد مین
اس عمارت عالیشان کا آغاز سنہ ۱۰ جلوس سے ہوا۔ دریا جمن کے بائین کنارہ پر بڑی گہری
بنیاد کہودی گئی۔ اور پتہر اور صاروج سے بہری گئی۔ اور زمین کی برابر کی گئی۔ اور پہر ایک
چبوترہ پختہ تین سو چوہتر گز لمبا اور ایک سو اٹہائیس گز چوڑا اور ۱۶ گز اونچا بنایا گیا۔
اور روے کار اوسکی سنگ سرخ سے بنائی گئی اور اوسمین منبت کاری اور پرچین کاری کا
کام کیا گیا۔ اور ان پتہرون کو ایسا باہم پیوند دیا کہ نظر کو کہین اونمین درز نظر نہین آتی
اور فرش بہی اس چبوترہ کا سنگ سرخ کا لگایا گیا۔ اور اس چبوترہ کے وسط پر کرسی دیگر
ایک اور مربع چبوترہ بنایا۔ جسکا طول عرض ایک سو بیس گز کا تہا اور ارتفاع سات گز
اب اس چبوترہ کے وسط پر روضہ کی عمارت ایک گز کرسی دیگر بنائی گئی ہے۔ مثمن کی شکل اوسکی
ہے۔ اور قطر اوسکا ستر گز ہے۔ ایک بڑا گنبد سنگ مرمر کا اس مثمن کی زیر ہے۔
اور قطر اوسکا ۲۲ گز ہے۔ اور سطح عمارت سے ۳۲ گز اونچا ہی اور زیر مقرنس ہے۔ اور پہر اس برج
پر ایک اور برج امرودی شکل کا بنایا ہے۔ اور اوسکا دور ایک سو دس گز کا ہے۔

اس گنبد کے فرق پر ایک سونیکا کلس گیارہ گز کا لگایا ہے۔ وہ دور سے ہلال سا چمکتا ہوا
نظر آتا ہے۔ زمین سے سر کلس تک ایک سو سات گز کی بلندی ہے۔ اور گنبد کے اندر
اضلاع ہشتگانہ مین اٹھہ مثمن دو طبقے ہین۔ ہر ایک کا طول ساڑھے پانچ گز اور عرض تین
گز ہے۔ اور جہات اربعہ مین چار خانہ مربع ہین۔ ہر ایک کا طول و عرض چھہ گز ہے۔ اور
اونمین چار نشیمن ہین۔ کہ ہر ایک ساڑھے چار گز لمبا اور تین گز چوڑا ہے۔ ہر خانہ کے آگے
پیش طاق ہے۔ طول سولہ گز عرض نو اور ارتفاع پچیس۔ چارون کونون مین چار خانہ
مثمن ہین۔ تین درجہ اونکے ہین ہر خانہ کا قطر دس گز ہے۔ اور اٹھہ نشیمن ہین۔ اوران
خانون کے درجہ سوم مین ایک ایوان مثمن ہے اور اوسپر ایک گنبد ہے۔ ان بیوت
مثمن کے تین جانب مین تین پیش طاق ہین۔ ہر ایک کا طول سات اور عرض چار اور
اور ارتفاع دس گز ہے۔ میانہ گنبد مین حضرت ممتاز محل کا مضجع ہے۔ تربت پر ایک
چبوترہ سنگ مرمر کا ہے۔ اور اوسپر قبر کی صورت نمایان ہے۔ اور اوسکے گرد ایک
محجر مثمن مشبک ہی۔ دروازہ محجر کا سنگ ایشم کا ہے۔ بندروی کی وضع پر ہے۔ یعنے
اوسکے جوڑ لوہے سے لگائے گئے ہین۔ اور اوپر سونیکا ملمع کر دیا گیا ہے۔ دس ہزار روپیہ
مین وہ تیار ہوا ہے۔ سنگ مرمر کی کرسی پر جو زمین سے تیئیس گز اونچی ہے ہر ایک کونہ
مین ایک مینار نیمدار سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ قطر اوسکا سات گز اور ارتفاع باون گز
ہے۔ فرش روضہ کا سنگ مرمر اور سنگ موسی کے پچی کاری کرکے بنایا ہے۔ اس تمام
عمارت مین عقیق اور مرجان اور احجار ثمین بہا سے پچی کاری اور پرچین کاری کا
کام ہے۔ بیل بوٹے پھول پتے بنائے ہین۔ اور پتھرونکے پھول بوٹے وہ بنائی ہین
کہ سچ مچ کے پھول معلوم ہوتے ہین۔ پتھرون کو پتھرون کے ساتھہ وہ وصل دیا ہے کہ عقل مین

پہلے مجرچالیس ہزار خالص سونے کا دس لاکھ روپیہ مین بنوایا گیا تہا مگر پہر عاقبت اندیشی سے
بادشاہ نے اوسکا لگانا موقوف رکہا۔ اور پہر ایک مجرد دس برس مین پچاس ہزار روپیہ مین تیار
کرا کر لگایا گیا۔ روضہ کے اندر اور باہر سورہ قرآنی اور آیات رحمانی اور اسماء حسنہ اور ادعیہ ماثورہ
اس طرح پر پرچین کاری ہین کہ سمجہ مین نہین آتا کہ کیا کام کیا ہے۔ روضہ کے غربی جانب مین
سنگ سرخ کی کرسی سے ایک مسجد سنگ سرخ کی بنائی ہے۔ طول اوسکا ستر گز اور عرض تیس گز
ہے۔ تین گنبد اوسکے ہین۔ اندر کی طرف سنگ سرخ کی اور باہر کی طرف سنگ مرمر کی۔ بیچ کے
گنبد کا قطر چودہ گز ہے اور باقی گنبدون مین سے ہر ایک کا گیارہ گز کا قطر ہے اور بیچ کے گنبد کا
پیش طاق بہی ہے چودہ گز طول اور دس گز عرض ہے اکیس گز ارتفاع ہے۔ باقی
گنبدون مین سے ہر ایک کے سامنے ایک خانہ ہے گیارہ گز طول مین اور نو گز عرض مین۔
حاشیہ ازارہ مسجد کا اندر اور باہر سنگ مرمر اور سنگ زرد اور سنگ سیاہ کی پرچین کاری کا
بنا ہوا ہے۔ فرش مسجد کا سنگ سرخ کا ہے۔ سنگ سیاہ اور سنگ زرد سے جائے نمازون کی
صورت رسم کی گئی ہے۔ اوسکے چبوترہ کے آگے ایک حوض ہے اوسکا چودہ گز طول اور
دس گز عرض ہے۔ اس روضہ کے مشرقی جانب مین ہم قرینہ اس مسجد کے مہمان خانہ بنایا گیا ہے
وہ بالکل ہم شکل مسجد کا ہے۔ مگر اتنا فرق ہے کہ اوسمین مصلے فرش پر نہین بنائے گئے
ہین۔ اور اوسکی دیوارون مین محرابین نہین ہین۔ سنگ سرخ کی کرسی کے چارون طرف
کونون پر چار برج مثمن سہ طبقی بنے ہوئے ہین۔ اور تیسرے طبقہ پر گنبد ہے۔ اندر کی طرف
اوسکے سنگ سرخ اور باہر کی طرف سنگ مرمر۔ اور ہر برج کے پہلو مین ایک ایوان ہے
۔ طول بارہ گز اور عرض چھ گز۔ اور دو جانبون مین دو حجرے۔ کرسی سنگ سرخ کے نیچے
باغ ہے۔ طول و عرض تین سو اسّی ۳۸۰ گز۔ وسط باغ مین چار خیابان۔ اور ان مین نہر چھ گز عرض

اوسمین پانی دریا جمن سے آتا ہے۔ اور فوارے چاندی کے چھوٹتے ہین۔ اس نہر کے قریب ایک
چبوترہ طول عریض مین اٹھائیس گز۔ نہر اوسکے گرد چکر کہاتی ہے۔ اور وسط چبوترہ مین
ایک حوض جسکا طول عرض سولہ گز۔ اور اوسمین پانچ فوارہ۔ خیابان کا فرش سنگ سرخ کا۔ اب
اس باغ کے شرقی غربی اطراف ایک ایوان گیارہ گز لمبا اور عرض سات گز اور دو حجرہ
اور عقب ایوان مین ایک خانہ نو گز طویل اور پنج گز عریض۔ اور آگے ایوان کے ایک چبوترہ
طول چھیالیس اور عرض دس گز۔ باغ کے چھوٹے ضلع مین ایوان در ایوان شمال رویہ
بارہ بارہ گز کے۔ اور پہر اس ضلع کے دو کونون پر دو برج ہین۔ وہ کرسی سنگ سرخ
کی جواب مین۔ اس ضلع کے وسط مین دروازہ روضہ کا ہے۔ نہایت بلند۔ اوسکا گنبد
مثمن بغدادی سولہ گز اوسکا قطر۔ اور گنبد کے شرقی اور غربی جانب مین دو نشیمن
بشکل نیم مثمن۔ ہر ایک کا سات گز طول اور چار گز عرض ہے۔ اور سقف اوسکی بشکل
نیم کاسہ کے ہے۔ دروازہ کی عمارت کی چارون کونون مین چار خانہ مربع دو طبقہ واقع
ہین۔ ہر ایک کا طول و عرض چھ گز۔ اوسمین چار نشیمن نیم مثمن۔ شمالی اور جنوبی جانب
مین اس عمارت کے دو پیش طاق ہین۔ طول سولہ گز عرض نو گز ارتفاع پچیس گز سمت
شرقی و غربی مین دو پیش طاق ہین۔ ہر ایک کا طول بارہ گز اور عرض سات گز اور
ارتفاع اونیس گز۔ اور دروازہ کے رویہ کا پیرامذر اور باہر سات چوکھنڈی ہین اور
اوراون کی کلاہ سنگ مرمر کی ہین۔ اور اس عمارت کے چارون کونون پر چار مینار
بڑے پر تکلف۔ باغ اور عمارات کی چار دیواری اندر اور باہر سے اور فرش عمارات
اور کنگورے احاطہ باغ کے سنگ سرخ سے بنی ہوئے ہین۔ اور سنگ مرمر اور سنگ سیاہ
سے پرچین کاری اوسمین کی گئی ہے۔ آگے دروازہ کے ایک چبوترہ ہے طول اوس کا

انسی گز اور عرض چونتیس گز۔ اور جلوخانہ ہے چار سو چار گز لمبا اور ایک سو پچاس گز چوڑا
۔ اس جلوخانہ کے چارون اضلاع ایک سو اٹھائیس حجرہ ہین۔ دیوار باغ کی متصل و خواص پورہ
ہین ایک جلوخانہ کی شرقی طرف دوسرا غربی طرف۔ ہر ایک کا طول چھیتر گز اور عرض
چوسٹھہ گز اونمین بتیس بتیس حجرے ہین۔ ہر حجرہ کے آگے ایک ایوان ہے۔ شرقی اور غربی
جلوخانہ مین بازار ہین۔ ایوان اونکے سنگ سرخ کے بنے ہوئے ہین۔ اور حجرے چونے اور
اینٹ سے بنے ہوئے ہین۔ ان بازارون کا عرض بیس گز ہے۔ جلوخانہ کی چھوٹے ضلع مین
چوپڑ کا بازار شرقی اور غربی بازارون کا عرض نوے گز اور شمالی اور جنوبی بازارون
کا عرض بتیس گز۔ اب اس چوپڑ کے بازار کی چارون حدون پر چار سرائین ہین
اونمین سے دو خشت پختہ اور چونے سے بنے ہین ہر ایک ایک سو ساٹھہ گز ہے اور
صحن اوسکا مثمن بغدادی ہے۔ اور ایک سو چھبیس حجرے ہین۔ تین طرف ہر حجرہ کے
ایک ایوان ہے۔ اور تین چوک ہر ایک سرا مین ہین۔ ہر ایک چوک کا صحن چودہ گز چوڑا
گز ہے۔ اور چوتھی کونہ مین دروازہ سرا کا ہے جسمین آدمیون کی آمد و رفت ہوتی ہے
چوپڑ کے بازار مین ایک چوک مثمن ہے۔ ڈیڑھ سو گز لمبا اور سو گز چوڑا۔ سرا کے دروازون
کا رخ اسی طرف ہے۔ اور باقی دو سرائین ان سرایون کا جواب ہین۔ ان سرایون مین
طرح طرح کا اسباب فروخت ہوتا تھا غرض اس تمام بازار اور عمارات کا نام ممتاز آباد تھا
جاہلون نے ممتاز کا ممتاج بنایا۔ اور رفتہ رفتہ اب نام فقط تاج رہ گیا۔ اور اس آبادی
کا نام تاج گنج ہو گیا۔ بارہ برس مین یہہ عمارت مکرمت خان اور میر عبدالکریم کے اہتمام
سے تمام ہوئی۔ اور پچاس لاکھہ روپیہ کے صرف مین بنی۔ غرض اس روضہ کی مصارف
کے واسطے اس تمام بازار اور سرایون کی آمدنی اور بہت سے دیہات وقف کیے گئے

یہہ تعجب کی بات ہی کہ شاہجہان نے بی بی کی قبر مین پچاس لاکھہ روپیہ اور اپنے گہر کے بنا نیمین ایک کروڑ روپیہ صرف کیا۔ مگر جامع مسجد مین جو خدا کا گہر تہا صرف دس لاکھہ روپیہ۔ اگر اس بادشاہ کی عمارات کا بالتفصیل حال لکہین تو ایک دفتر آراستہ ہو مجمل کیفیت یہہ ہے کہ ڈہائی کروڑ روپیہ اوسنے عمارات بلند اور مساجد اور دولت خانے اور قلاع اور باغات دلکشا کی تعمیر و ترتیب مین صرف کیئے جسسے اس ہندوستان مین بڑی رونق اور زیبائش ملک ہوگئی۔ قلعہ اکبرآباد مین ایک کروڑ دس لاکھہ روپیہ لگایا۔ تین لاکھہ روپیہ کی ایک مسجد سنگ مرمر کی بنائی۔ اور روپیہ اور مکانات کی تعمیر مین صرف ہوا۔ شاہجہان آباد اور قلعہ شاہجہان آباد اور روضہ ممتاز محل اور جامع مسجد کی تعمیر کے صرف کی بیان پڑہ ہی آئے ہو۔ دارالسلطنت لاہور کے باغات اور عمارات کی تعمیر مین پچاس لاکھہ روپیہ۔ اور کابل کی عمارات مین بارہ ۱۲ لاکھہ روپیہ۔ اور آٹہہ لاکھہ روپیہ قندہار اور بست کی قلعہ جات مین صرف کیا۔

اگرچہ شاہجہان کی عمارتون کی آب و تاب اور باغون کی سرسبزی اور شادابی اوسکے زمانہ کی سی ہم نہین دیکہہ سکتے۔ مگر اوجڑے دیار اور گرے پڑے محلون کے کہنڈرون اور ڈہے ہوئے تالابون اور حوضون اور باغون کے جہنڈ اور سرایون اور اندہے کنوے اور شاہی سڑکون پر خاک اوڑتی ہوئی دیکہہ ہم شاہجہان کے زمانہ کی رونق کا خیال کر سکتے ہین اور سمجہہ سکتے ہین۔ اور وہ زمانہ ہی کیا زمانہ ہوگا۔ اللہ اکبر سوا اوان عجیب و غریب عمارات کے ایک تخت طاؤس اوسنے بنایا تہا کہ وہ بہی عجائبات عالم کا نمونہ تہا۔ اوس کا حال لکہتے ہین +

تخت طاؤس.

برسون سے جواہر خانے مین جواہرات جمع ہوتے جاتے تہے۔ پادشاہ نے یہہ سمجھکر
کہ ان نفائس عجیبہ سے کوئی اور حاصل سوا نمود و آرائش اور زینت اور زیبائش کے
نہین ہے۔ اسلئے اونکو ایسے تصرف مین لانا چاہیئے کہ جسسے کارگاہ سلطنت کی بہی
فروغ ہو اور تماشائی تماشا بہی دیکہین اسلئے تمام جواہرات مین لعل و یاقوت اور الماس
اور مروارید منتخب ہوئے جنکا وزن پچاس ہزار مثقال کا تہا۔ اور قیمت اونکی چہیاسی
لاکہہ روپیہ کی تہی۔ اور بے بدل خان داروغہ زرگر خانہ کو مرحمت ہوئے۔ خالص سونا
چودہ لاکہہ روپیہ کا ایک لاکہہ تولہ لیا گیا۔ اور ایک تخت سوا تین گز لمبا اور ڈہائی گز چوڑا
اور پانچ گز اونچا بنایا گیا۔ اور جواہرات سے مرصع ہوا۔ اور اوسپر سقف اندر کی طرف زیادہ
تر مینا کار اور کچہہ مرصع تہی۔ اور اوپر کی طرف لعل اور یاقوت سے مرصع اور مغرق۔
بارہ زمرد کے ستونون پر دہری گئی۔ اور اس چہت پر دو طاؤس نگارنگ جواہرات سے
مرصع بنائے گئے۔ اور اونکے بیچ مین ایک درخت لعل اور الماس اور زمرد اور مروارید سے
مرصع نصب کیا گیا۔ تخت پر چڑہنے کی ایک سیڑہی تین پایہ کی تہی۔ وہ آبدار جواہرات سے
مرصع تہی۔ گیارہ تختے مرصع تہے کہ اس تخت کی دور پر تکئے لگانیکے لئے لگے ہوئے تہے۔ اونمین سے
جس تختہ پر پادشاہ تکیہ لگاکر بیٹہتا تہا وہ دس لاکہہ روپیہ کا تہا۔ اس تختہ کے اندر
ایک لعل بیش بہا لگا ہوا تہا اور اوسمین پادشاہ کا نام کندہ تہا۔ غرض سات برس کے
عرصہ مین یہہ تخت ایک کروڑ روپیہ کی لاگت مین تیار ہوا تہا۔ سر پر ہمایون صاحبقرانی
اوسکی تاریخ ہے۔

شاہجہان کا شاہجہان آباد مین آنا اور جشن کرنا

اگرچہ ہم نے پادشاہ کے معمولی جشنون کی کیفیت اول ہی اس پادشاہ کی تاریخ مین لکہدی ہے

مگر وہ جشن جو اوسنے ۲۴- ربیع الاول ۱۰۵۸ھ مین شاہجہان آباد مین کیا اوسکی شان و شوکت ایسی تہی کہ قابل یاد رکہنے کے ہے- اول اہلکاران سلطنت نے خاص محل و غسلخانہ مین بساط رنگین اور قالین پشمین بچہائے- کشمیر مین ہر پشمین اور دالان کا فرش جو اوسمین ٹہیک آئی تیار ہوا تہا- پہر دیوان خاص اور عام مین پردے جواہر نگار رومی و فرنگی اور چینی و ختائی لٹکائے گئے- اور ایک خیمہ دلبادل جو احمد آباد مین ایک لاکہہ روپیہ مین تیار ہوا تہا چاندی کے ستونون پر کہڑا ہوا- اور اوسکے گرد شامیانے مخمل اور زربفت کے چاندی سونے کے ستونون پر استادہ ہوئے- اور اوسکے گرد اور خیمے جو زربفت اور مخمل سے منڈہے ہوئے تہے- اور گجراتی اور ایرانی کلابتونی ڈوریون سے آراستہ کئے گئے- اور جابجا اونمین اشیاء جواہرات سے مرصع رکہے گئے اور موتیون کی جہالرین لٹکائی گئین- ایک شامیانہ کہ جواہرات اور موتیون کی آبداری سے دریاے نور کی طرح لہراتا تہا- اور اوسکو صف الدولہ یمین الملک نے ایک لاکہہ روپیہ مین تیار کیا تہا کہڑا کیا- غرض کہانتک اس انجمن حسن کی کیفیت بیان ہو- اور بخورات اور نفحات کی خوشبو سے سارا لشکر معطر تہا- غرض اس انجمن مین اجلاس فرماکر بادشاہ نے ساری عمارتون کا ملاحظہ کیا+

وسعت اور انتظام سلطنت و دولت

شاہجہان کی سلطنت جس ملک پر تہی اوسکا طول دو ہزار کروہ اور عرض پندرہ سو کروہ تہا- گروہ پانچ ہزار ذراع کا اور ایک ذراع بیالیس انگشت کا ہوتا ہے- بائیس صوبے تہے اور وہ سرکارون مین منقسم تہی اور چار ہزار تین سو پچاس پرگنے تہے- جسوقت یہہ بادشاہ تخت پر بیٹہا ہے سات سو کرور دام ملک کی آمدنی تہی اور اوسکے عہد مین

آٹھہ سو کرور دام کی آمدنی ہوگئی۔ اسی کرور دام کی آمدنی کا ملک نیا فتح ہو کر اس سلطنت مین داخل ہوا۔ اور بیس کرور دام پہلے ملکون کی آمدنی مین اضافہ ہوا جب یہہ بادشاہ آرام و آسائش کا شیفتہ اور عیش و نشاط کا فریفتہ تہا۔ اور کشمیر جنت نظیر کی سیر اور عمدہ عمدہ عمارتون کی تعمیر مین سرگرم رہتا تہا۔ ایسا ہی وہ ملکی کے انتظام اور اہتمام اور کاروبار سلطنت کی اصلاح اور انصرام مین مستعد تہا۔ اونسے عمدہ عمدہ وزیر منتخب کئے۔ اور اپنی عقل اور اونکی تدبیرون سے سلطنت کی نظم و نسق مین اور حکومت کے بندوبست مین کسی قسم کے خلل کو دخل نہ دینے دیا۔ بلکہ بہت عمدہ عمدہ باتین انتظام ملکی مین اونسے ایجاد کین۔ ملک دکن کی پیمائش جمعبندی زرلگان کے واسطے کرائی اور بعد اوسکے بندوبست دہ سالہ اوسمین جاری کیا۔ الفنسٹن صاحب خافی خان سے نقل کرتے ہین کہ اگرچہ اکبر بادشاہ از روئے فیروزمندی اور قانون بنانے کے شہرہ آفاق تہا۔ مگر ملک و محاصل کے تشخیص سب نظم و نسق اور سلطنت کے ہر محکمہ کے انتظام اور اہتمام کی حیثیت سے کوئی بادشاہ ایسا نہین گذرا جیسا کہ شاہجہان تہا۔ شاہجہان کی عادات ایام جوانی اور شاہزادگی مین عام پسند اور دلپذیر نہ تہین۔ مگر جب سے وہ تخت پر بیٹہا تو اوسکا چال چلن نہایت نیک ہوگیا۔ رعایا کے ساتہہ اوسکا سلوک ایسا تہا جیسا کہ باپ کا اولاد کے ساتہہ ہوتا ہے۔ جو رات دن اوسکی خدمت مین حاضر باش رہتے اونسے شاہانہ سلوک کرتا۔ اور اونپر بالکل اعتبار کرتا۔ اونسے اپنی اولاد کی تربیت مین بڑی کوشش کی۔ اور اونکو مہمات عظیم سپرد کرتا رہا۔ کبہی اونکی طرف سے بغاوت کا دل مین شبہہ نہ لاتا۔ اب ہم نے شاہجہان کا بہت حال لکہا۔ اوس کا خلاصہ جسکا ذہن مین رکہنا طالب علمون پر فرض ہے نیچے لکہتے ہین۔

خلاصہ حال شاہجہان

شاہجہان کے عہد مین اہل اسلام کی سلطنت ہندوستان مین اپنی معراج پر پہنچ گئی اور اون صوبون مین جو اوسکے پہلے سے زیر حکومت تہی جو زمانہ امن امان اور آسائش اور آرام کا اوسکے عہد مین ہوا وہ کسی اور پادشاہ کے عہد مین نہین ہوا۔ راجپوتانہ مین کسی راجہ نے سرکشی نہ کی۔ بلکہ راجپوتون نے وہ وفاداری اور جانثاری کے کام کئے کہ ہونے مشکل ہین۔ دربار کی وہ شان و شوکت تہی کہ پہلے کبہی کسیکو نصیب نہین ہوئی۔ شاہجہان کی جو تعظیم و تکریم سارے ہندوستان مین ہوئی وہ پہلے کسی پادشاہ کی نہین ہوئی۔ کچہہ دنون اوسنے اپنے آبائی ملک کے فتح کرنیکا ارادہ کیا۔ مگر اوسکو بیہودہ سمجھکر چہوڑ دیا کہ اوسمین روپیہ کا خرچ کثیر ہے اور حاصل کم ہے۔ اور خونریزی بہت ہے دکن مین فتوحات نمایان حاصل کین۔ احمدنگر کی سلطنت کا نام ہی مٹا دیا۔ گولکنڈہ اور بیجاپور کی جو دو ریاستین باقی رہین وہ بہی باج گزار اور تابعدار بنالین۔ گولکنڈہ کی ریاست میر جملہ کی حسن خدمات سے مطیع ہوئی۔ اور بیجاپور کی ریاست مین پادشاہ نے ایک نئی بنا پر دعوے کیا کہ تخت پر کسی جانشین کو بٹہانے کا اختیار پادشاہ کو ہے۔ اضلاع دکن کی پیمائش ہوئی اور بندوبست دہ سالہ جاری ہوا۔ ایک مدت پادشاہ کاروبار سلطنت مین ہمہ تن مصروف رہا۔ آخر کار عیش و عشرت نے اس محنت و جانکاہی سے فرصت دلائی۔ اور دماغ مین کچہہ ایسا فتور ہوگیا کہ کاروبار سلطنت کے لائق نہ رہا بیٹون نے اوس کو معزول کردیا۔ اوسکے سب وزیر با تدبیر بہی مرگئے تہے۔ سعد اللہ خان اور علی مردان خان اور افضل خان جنمین سے ہر ایک لائق تہا زندہ نہ رہا +

شاہجہان کو اسلام کا خیال تہا۔ اول اول حرارت اسلامی سے دو چار کام ایسے کئے

کہ جسے مسلمانون کا دل خوش ہوا۔ مگر آگے قدم بڑہانیسے ڈر گیا۔ مسلمانون پر مہربانی اور شفقت کرتا۔ مگر ہندون سے عداوت نہ رکہتا۔ اس حسن انتظام کو دیکہنا چاہیئے کہ کوئی بیجا خراج اور محصول رعایا پر نہ لگایا۔ اور ملک کی آمدنی کو بڑہا لیا۔ اوس کے اخراجات اور خزانہ کو دیکہہ کر نہایت تعجب ہوتا ہے۔ ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ کا خرچ تو سالانہ اوسکے حشمتون کا تہا۔ دو لاکھ آٹھ ہزار منصب دار۔ سات ہزار احدی و برق انداز سوار اور چالیس ہزار پیادے تفنگچی و توپ انداز و گولہ انداز۔ دبان انداز اس سپاہ کثیر کی تنخواہ کا دیتا۔ اور وزرا اور امرا کے لاکہون روپیہ کی تنخواہ۔ سوار اس خرچ سپاہ کے ساڑہے نو کروڑ روپیہ تو اوسنے خیرات اور انعام اکرام مین تقسیم کر دیا۔ اور ڈہائی کروڑ روپیہ عمارات مین خرچ کیا۔ اور دو سو کروڑ روپیہ خزانون مین چہوڑ گیا۔ اس دولت کا ٹہکانا ہے۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیسا منتظم اور عاقل بادشاہ تہا۔ بیس برس سلطنت کی۔ سرسٹہ برس کے عمر مین تخت سے اوتر کر سات برس عزلت نشینی کی۔ چوہتر برس کی عمر مین بہگت راولی اب تخت سلطنت پر پانچ مغل بادشاہ اسطرح پے در پے ہوئے کہ ہر ایک اونمین سے اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ ان پانچون مین سے ہر ایک بادشاہ مین علاوہ اون خوبیون کے جو اس خاندان سے مخصوص تہین ایک صفت خاص بہی تہی۔ یہہ سب بادشاہ لائق اولی العزم صاحب حوصلہ مستقل مزاج تہے۔ حکومت اور سلطنت کے لئے جو یقین چاہئین وہ اون سب مین موجود تہین۔ (ان سب مین ہمایون کو کمتر درجہ کا سمجہنا چاہیئے) وہ اپنی اوضاع اور اطوار مین سیدہے سادہے۔ معاملات مین سچے ایماندار۔ ظلم اور ستم سے کوسون بہاگنے والے۔ انصاف اور عدالت کے جاننے والے۔ اور پہر ان سب

خوبیون سے بڑھکر اونمین یہہ خوبی تہی کہ تعصب مذہبی نہ تہا۔ وہ کسی مذہب والے کو ستاتے نہ تہے۔ ہندوستان کی سلطنت کی واسطے بادشاہ کا مذہب بے تعصب ہونا ضروریات سے ہے کیونکہ یہان کی رعایا مذہب مختلفہ رکہتی ہے اور اپنے مذہب کی پاسداری بہی بدرجہ غایت ہی کرتی ہے۔ مذہب کے لیے جان دیدینی کچھہ بات نہ گنتے تہے۔ اپنے پرانے رسم و راج کے سخت پابند تہے۔ مگر اب وہ وقت آگیا تہا کہ وہ شاہزادہ یہان کی فرمانروائی کرے جسکی ہر ایک بات اپنے خاندان سے نرالی اور انوکہی تہی +

ابو المظفر محی الدین عالمگیر بادشاہ غازی

سلیمان شکوہ کا حال

ہم پہلے لکہہ آئے ہین کہ دارا شکوہ جسوقت اورنگ زیب سے آگرہ پر لڑ رہا تہا اوسوقت اوسکا بیٹا سلیمان شکوہ ایک منتخب سپاہ کے ساتہہ پٹنہ سے چلا آتا تہا۔ جب وہ الہ آباد تین منزل پر کڑہ مین پہنچا تو شاہجہان اور دارا شکوہ کے خط اوس پاس پہونچے کہ اس طرح شکست اور ہزیمت ہوئی تم لشکر سمیت دہلی چلے آؤ۔ اور اوسکے ساتہہ جو اور امرا اور اعیان لشکر تہے اونکے نام بہی اسی مضمون کے خطوط آئے۔ اس خبر سے اوسکے لشکر کی جمعیت مین پریشانی ہونے لگی۔ اول اونسے راجہ جے سنگہ کو بلا کر مشورہ کیا۔ راجہ نے کہا کہ تم کیا تو سپاہ کو ہمراہ لیکر فورًا دہلی چلے جاؤ۔ اور یا الہ آباد اوسے لٹتے چلے جاؤ۔ اور وہان وقت کی منتظر رہو۔ یہہ راجہ مثل اور راجپوت راجاؤن کے دارا شکوہ کا طرفدار تہا۔ اسلئے کہ خیالات مذہبی اوسکے وسیع تہے۔ اور ہندؤن کے

حق مین اچھے تھے سوا اسکے استحقاق سلطنت بھی اوسی کا تھا۔ اسی سبب سے وہ مرزا شجاع سے لڑنے کو بے تامل چلا گیا۔ مگر اب اورنگ زیب کے ساتھہ لڑتے ہوئے اوسے اس سبب سے شرم آتی تھی کہ وہ مدتون تک بلخ مین اوسکے ساتھہ لڑائیون مین شریک تھا۔ وہ اوسکی ذاتی لیاقتون اور حکمتون سے خوب ماہر تھا۔ سوا اسکے اب سلطنت کا تخت اوسکے پیرون تلے تھا۔ اب راجہ کا اوسے لڑنیکے لئے کیسے قدم اوٹھتا۔ غرض اوسنے اپنی صلاح اور فلاح اسی مین دیکھی کہ اس پچیس برس کے نوجوان شاہزادہ کی رفاقت سے ہاتھہ اوٹھایا۔ اور عالمگیر کی خدمت مین روانہ ہوا۔ اب بعد راجہ کے دوسرا لائق سپہ سالار دلیر خان تھا۔ اوس سے مرزا نے صلاح اور مشورہ لیا۔ اوسنے یہہ کہا کہ اب الہ آباد اولٹے چلئے۔ اور وہان سے شاہجہان پور آئے۔ اور یہان پٹھانون کا لشکر جمع کیجئے۔ وہ آپ کے اتالیق بہادر خان کا آباد کیا ہوا ہے۔ اگر آپ میری تدبیر پر عمل کیجئے گا مین آپ کے ساتھہ ہون نہین مین بھی اپنا رستہ لیتا ہون۔ شاہزادہ اسپر بھی راضی ہوگیا۔ مگر راجے سنگھ نے دلیر خان کو سمجھایا کہ کیون احمق بنا ہے اور اپنے خانمان کو برباد کرتا ہے۔ میرے ساتھہ بادشاہ پاس چل کس جاہل کے ساتھہ بے حاصل ہمراہ ہوتا ہے۔ غرض دلیر خان بھی راجہ کے ساتھہ چلدئے۔ اب شاہزادہ کی سپاہ مین اکثر پوربکے آدمی تھے۔ اونہون نے بھی اب گھر پاس دیکھہ کر کھسکنا شروع کیا۔ اب فقط اوسکا اتالیق باقی بیگ جسکو بہادر خان بھی کہتے تھے پایہ کے افسرون مین باقی رہ گیا۔ اوسے صلاح اور مشورہ ہوا۔ اوسنے بھی یہی صلاح دی کہ الہ آباد الٹے چلئے۔ غرض شاہزادہ اور وہ اور صلابت خان بارہ اور چھہ ہزار سوار ساتھہ لے کر الہ آباد مین آئے۔ اور سات روز یہان مقیم رہے۔ اور صلاحین پریشان اور پراگندہ ہوتی رہین۔ آخر کو یہہ ٹھہرا کہ چاندپور اور بندنیہ (بنگینہ) ہوکر بہار نپور کے پاس سے دریا جمن کو

مجبور کرکے پنجاب مین شاہزادہ باپ پاس چلا جائے۔ قاسم خان بارہ کو یہان الہ آباد مین منتظم کر جائے اور اہل و عیال کو چھوڑ جائے غرض اس صلاح پر عمل ہوا اور کوچ ہوا۔ ہر روز اوسکی سپاہ مین سے آدمی کم ہونے شروع ہوئے۔ لکھنؤ سے گذر کی پرگنہ ندینہ مین پہونچے۔ وہان کے کروڑی سی روپیہ زبردستی لے لیا۔ اور اوسکو قید کرکے ساتھہ لے لیا۔ وہ بیچارہ سادات بارہ کا سید تہا۔ اب صلابت خان بہی مرزا سے جدا ہوگیا۔ اورنگ زیب کو جیسا دارا شکوہ کا فکر تہا ایسا سلیمان شکوہ کا خیال تہا۔ اونے جب اوسکا یہہ ارادہ سنا تو شائستہ خان اور سردار دلف کے ساتھہ سپاہ کو دہلی سے بہیجدیا کہ وہ ہردوار پر اوسکی سدراہ ہون۔ اب اس لشکر نے تمام گہاٹون پر تصرف کرلیا۔ اور سب کشتیان اسطرف سے اوسطرف لیگئے۔ اب جہان سے اس شاہزادہ نے عبور کا قصد کیا وہان نہ عبور کرسکا۔ ناچار آگے مراد آباد کے پاس سے ہوکر چاندی مین پہونچا۔ اور زمیندار سری نگر سے پیغام سلام شروع کیا۔ اسی اثنار مین لشکر شاہی بہی برابر چاندے کے آگیا۔ اسمین اوسسے لڑنیکی کہان تاب و توان تہی۔ ناچار پہاڑون مین ٹکراتا ہوا کانہ تال مین کہ سرحد عملداری سری نگر کی ہی پہونچا۔ جب وہ سری نگر چار منزل ہا تو راجہ وہان کا خود آیا۔ اور اونے کہا کہ میرے ملک مین بیقدر لشکر کی گنجائش کہان۔ اگر اس سپاہ کو رخصت فرمائے تو چند آدمیون کے ہمراہ میرے سری نگر مین آئے۔ اب شاہزادہ متردد ہوا کہ کیا کرون۔ اور ایک حرکت بیجا یہہ کر بیٹہا کہ مدینہ کا کروڑی جو ہمراہ قید تہا اوسے مار ڈالا۔ اب اوسکے آدمیون نے دیکہا کہ یہان پہاڑون کے چکرون مین کہان پہنسے ہین بہتر ہے کہ شاہزادہ کو یہان سے ہندوستان کے میدانون مین لے چلیے جہان کوئی روک ٹوک نہ کرسکے۔ اسلئے شاہزادہ کو صلاح دی

کہ راجہ سری نگر کا کہنا ماننا مصلحت اور دور اندیشی سے بعید ہے۔ بہتر ہے کہ جس راہ آئے ہین اوسی راہ الہ آباد چلے جائین۔ کوئی راہ مین مزاحم نہین ہے۔ اور مرزا شجاع لشکر عظیم لیکر بنگالہ سے اورنگ زیب سے لڑنے آتا ہے اوسکی شریک ہو جائین غرض یہہ وہانسا دیکر شاہزادہ کو پھر بدینہ مین لائے۔ اور یہان سے خود چلتے بنے۔ غرض سات سو سوار اور پانچ ہاتھی باقی رہ گئے تھے۔ اور وہ بھی بھاگنے کی فکر مین تھے۔ شاہزادہ نے دیکھا کہ اس قلیل سپاہ کے ساتھہ الہ آباد تک پہنچنا دشوار کیا بلکہ ناممکن ہے۔ اسلئے پھر اوسنے سری نگر کا قصد کیا۔ چند اوسکے رفیق اور دو سو سوار اوسکے ساتھہ تھے۔ مراد آباد مین قاسم خان تیول دار ہو کر بادشاہ کی طرف سے آیا۔ وہ پنجہ جھاڑ کر اوسکے گرفتار کرنے کے درپے ہوا۔ اور چارون طرف سے اوسکے پکڑنیکے لئے لشکر شاہی آن پہنچا۔ غرض اب دو سو سوار ہی ساتھہ نہ رہے۔ لاچار سری نگر کے راجہ کی پاس پانچ چھہ آدمیون سمیت چلا گیا۔ جسنے آؤ بھگت ظاہر مین بہت کی۔ مگر حقیقت مین اوسکو نظر بند کر لیا۔

داراشکوہ کا حال اور اورنگ زیب کا تعاقب

اول اورنگ زیب نے داراشکوہ کے تعاقب مین بہادر خان کو روانہ کیا۔ اور بعد اوسکے خلیل اللہ خان کو بھیجا۔ اور پھر دہلی مین اپنا بندوبست کر کے خود ۲۳- جولائی ۲- ذیقعد سنہ ۱۰۶۸ھ ۱۶۵۸ء مین روانہ ہوا۔ اب داراشکوہ کا یہہ حال ہے کہ وہ اکبر آباد سے دہلی مین آیا۔ اور یہان کے خزانہ پر متصرف ہوا۔ اور کچھہ سپاہ یہان سے لیکر لاہور مین ۷ شوال سنہ ۱۰۶۸ھ کو پہونچا۔ اور تمام قلعے اور عمارات شاہی پر قبضہ کیا۔ اور عزت خان یہان کے صوبہ دار کو پہلے سی لکھہ بھیجا تھا کہ توپخانہ کا سرانجام اور لشکر کا انصرام کر رکھے۔ اب لاہور مین ایک خزانہ عظیم ہاتھہ آیا۔ فیاضی سے اوسکو لٹانا شروع کیا۔ ہر قوم و قبیلہ کے آدمیونکو

اپنی سپاہ مین بھرتی کرنا شروع کیا۔ مہابت خان صوبدار کابل کو خود اوسنے اور شاہجہان نے لکھا کہ اعانت کے لئے لشکر روانہ کرو۔ غرض چارون طرف خطوط روانہ کئے اور زمیدارون کو روپیہ کے لالچ سے اپنا طرفدار کیا۔ اس فیاضی سے اوسکے راجہ راجروپ زمیندار کوہستان جمون بھی جو عالمگیر سے ملنے کے لئے آتا تہا راہ مین داراشکوہ کے طرفدارون مین ہوگیا۔ اس ملک کے تمام اطراف مین شاہجہان کے نامے اور فرمان پہنچ گئے کہ داراشکوہ کا ساتھہ دو۔ مگر اورنگ زیب نے ان تمام تدبیرون کو پختہ نہونے دیا۔ اگر ذرا بھی مہلت داراشکوہ کو ملجاتی تو وہ لاہور مین پادشاہ بن کر بیٹھہ جاتا۔ اب تک اوس پاس بیس ہزار سپاہ جمع ہوئی تہی۔ اوسنے تمام راجپوتانہ مین راجاؤن کی خدمت مین استمالت نامے بھیجے۔ اور داؤد خان کو چار پانچ ہزار سوارون کے ساتھہ دریاے ستلج کے گذرتلون پر بھیجا۔ اور جب عالمگیر کے آنیکی خبر سنی تو عزت خان کے ساتھہ کچھہ فوج کو گذر روکنے کے لئے روانہ کیا۔ اور سب سے زیادہ یہہ حکمت کی کہ اوسنے مرزا شجاع کو اپنی طرف کرنے کی خط ملاطفت آمیز بھیجے۔ اور اوس سے قول اور قسم اس بات پر لی کہ جب ملک فتح ہوجائے گا تو آدہا آدہا ملک آپس مین تقسیم کرلینگے۔ غرض اوسکو اس بات پر راضی کیا کہ وہ بنگال سے الہ آباد پر حملہ کرے۔ اور مین یہان پنجاب مین لڑائی کے لئے آمادہ ہوتا ہون۔ اگرچہ وہ سب فطرتین اور حکمتین کرتا تہا۔ مگر اورنگ زیب سی شکست کہا کر اوسے لڑتا ہوا نہایت ڈرتا تہا۔ جب لوگون نے دیکہا کہ وہ اورنگ زیب کا مرد میدان نہین ہے تو اونہون نے آنا کانی دینی شروع کی۔ راجہ راجروپ نے جب سنا کہ عالمگیر خود آتا ہے تو وہ بھی علیحدہ ہوگیا۔ عالمگیر کی سپاہ ستلج کے پار آسانی سے اتر گئی تو داراشکوہ نے اوسکو دریاے بیاس پر روکنا چاہا۔ اور اس کام کے واسطے

داؤد خان کو سپاہ کی ساتھہ روانہ کیا۔ اونسے گذر گوبندوال پر آن کر بادشاہ کے لشکر کا حال دریافت کرکے داراشکوہ کو لکھا۔ اونسے وہان سے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو بہت سے لشکر اور توپخانہ کے ساتھہ گذر گوبندوال پر روانہ کیا۔ جب خلیل اللہ خان نے عالمگیر کو لکھا کہ یہان اعدا کی سپاہ کا اسقدر ہجوم ہورہا ہے۔ تو اونسے راجہ جیسنگہ اور دلیر خان کو سپاہ کے ساتھہ روانہ کردیا۔ اور صف شکن خان میر آتش کو بھی اس لشکر مین بھیجدیا۔ اور بہادر خان اور خلیل اللہ خان کو یہہ حکم بھیجدیا کہ جب تک مین نہ آؤن اپنے مقام سے آگے نہ بڑہنا۔ اب داراشکوہ اور نگ زیب کی ان تیاریون کو دیکھکر سمجھا کہ مجھسے اوسکی ٹکر نہین اٹھائی جائے گی۔ اس لئے اونسے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو بلالیا۔ اور ۲۹۔ ذیقعد کو لاہور سے ملتان کی طرف روانہ ہوا۔ اور داؤد خان کو حکم دیا کہ تمام کشتیون کو جلاکر اور غرق کرمیرے پاس چلا آئے۔ جب یہہ مژدہ اورنگ زیب کو پہنچا۔ تو اونسے حکم دیا کہ دریا بیاس کا پل باندہین۔ اور لاہور پر قبضہ اور تصرف کرین۔ غرض ۶۔ ذی الحجہ کو دارالسلطنت لاہور پر قبضہ ہوگیا۔ داراشکوہ یہان سے ایک کروڑ روپیہ اور بہت سا مال اسباب لے گیا۔ اور یہہ اوس کا ارادہ ہوا کہ ملتان ہوکر قندہار چلا جائے۔ مگر اونسے یہہ غلطی کی کہ وہ ملتان کی طرف چلا۔ اگر کابل جاتا تو ضرور افغانون اور اوزبکون کے ذریعے سے اوسے قندہار مین راہ ملجاتی۔ اب اوسکے حکم سے اوسکے تعاقب مین لاہور سے خلیل اللہ خان اور بہادر خان اور دلیر خان روانہ ہوئے۔ اب بہت سے رفیق داراشکوہ کے جدا ہوکر بادشاہی لشکر سے ملتے جاتے ہین۔

اب بادشاہ نے خیال کیا کہ داراشکوہ کے تعاقب مین اوسکے

آدمیون سے غفلت ہوئی۔ اسلئے اوسنے خود تعاقب کرنا چاہا۔ اور لاہور کی راہ چھوڑدی اور ملتان کی جانب روانہ ہوا۔ اور شاہزادہ محمد اعظم کو لاہور روانہ کردیا۔ ۲۹۔ تاریخ بادشاہ مومن پور مین پہونچا تہا کہ وہان خبر آئی کہ دارا شکوہ ملتان مین نہین ٹہرا۔ بلکہ وہ بہکر کی طرف چلا گیا۔ اور جو نوکر اوسکے ساتہہ تہے اونمین سے بہت سے جدا ہوگئے۔ اور آگے بہی روز بروز اوسکی جمعیت کم ہوتی جاتی ہے۔ بادشاہ نے صف شکن خان کو اوسکے تعاقب مین دوڑایا کہ اوسکو ملک سے باہر کردے۔ دارا شکوہ ملتان مین ۲۵۔ ذی الحجہ کو پہنچا۔ اور یہان بائیس لاکہہ روپیہ اوسکو ہاتہہ لگا۔ اوسنے سب اسباب اپنا کشتیون پر لاد کر بہکر روانہ کیا۔ راہ مین اس اسباب کو بہت سے لٹیرے لوٹنے آئے۔ مگر توپخانہ سے سب بہاگ گئے ۔ ۳ محرم کو ملتان مین بادشاہی لشکر پہونچا۔ وہان بادشاہ کا حکم آیا کہ تعاقب مین فوراً روانہ ہو۔ چنانچہ اول صف شکن خان روانہ ہوا۔ اور پہر شیخ میر روانہ ہوا

بادشاہ کا ملتان سے لاہور آنا اور لاہور سے دہلی جانا

جب بادشاہ ملتان مین پہنچا تو ممالک شرقی سے برابر عرائض آنی شروع ہوئین کہ مرزا شجاع بنگال سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا ہے۔ اس خبر کو سنکر بادشاہ ملتان مین پانچ روز رہ کر یا ہوین محرم الحرام کو روانہ ہوا۔ اور ۲۴۔ کو لاہور مین پہونچا۔ اور یہان کا نظم و نسق کرکے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ اور ۲۳۔ صفر کو یہان آگیا۔ راجہ جسونت سنگہ والی جودہ پور جو اورنگ زیب سے شکست کہاکر جودہ پور چلا گیا تہا یہان حاضر تہا۔ اوسکی عفو تقصیر بادشاہ نے کردی تہی۔ اوسنے ملازمت حاصل کی۔ اب بادشاہ پاس خبر آئی کہ شجاع نے

پٹنہ سے الہ آباد کی طرف کوچ کیا ہے۔ جب سنی کہ داراشکوہ سے اُسنے شکست کہائی
تہے شجاع کا حال چہانہ تہا۔ اورنگ زیب ہمیشہ اوسکو خط عنایت اور مہربانی کے
لکہا کرتا تہا۔ جسوقت اکبرآباد مین داراشکوہ کو شکست دیکر وہ آیا۔ اوسیوقت شاہجہان
سے ان مضمون کا فرمان جاری کرایا کہ منگیر مع صوبہ بہار و پٹنہ مرزا شجاع کی جاگیر
مین مقرر ہو کر ملک بنگالہ سے متعلق کئے جائین۔ مرزا کو ان صوبون کی ایک عمر سے
تمنا تہی۔ محمد میرک گرزبردار کو یہہ فرمان دیکر مرزا شجاع پاس بہیجا اور یہہ بہی
بہائی کو لکہا کہ مین اتنے داراشکوہ کے معاملات سے فارغ البال ہون۔ تم
ان ملکون کے نظم و نسق مین مشغول ہو کر اپنے حال پر اقبال کے نقصانات کا جبر کرو
اور پہر میرے پاس آؤ جو کچہہ تمہارے مطالب و مدعا ہونگے اونکے حصول مین بہی
کوشش کرون گا۔ جب محمد میرک بنگالہ مین پہونچا۔ اور شجاع کو یہہ فرمان دیا۔
تو وہ بہائی کا نہایت منت پذیر ہوا۔ اور داراشکوہ کی فرار اور ہزیمت سی کمال
شادمان۔ اور ایک تہنیت نامہ بہائی کو لکہا۔ اور اوسمین اوسکے احسان کی
نہایت شکرگزاری ادا کی۔ اور اب اکبرنگر سے کہ حاکم نشین بنگالہ کا تہا پٹنہ مین چلا آیا
اب جب یہان آیا اور اوسنے دیکہا کہ بہائی داراشکوہ کے پیچہے بہت دور نکل گیا
ہے۔ میدان خالی ہے اوسنے یہہ ارادہ کیا کہ فوج جمع کر کے اول الہ آباد مین چلئے
اور پہر بنے تو اکبرآباد پر قبضہ کیجئے۔ شاید اس تیزدستی مین سلطنت نصیب ہو جائے
غرض وہ پچیس ہزار سوار اور بڑا توپخانہ لیکر پٹنہ سے چلا اور قلعہ رہتاس مین آیا۔
یہان کا قلعہ دار رام سنگہ داراشکوہ کا نوکر تہا۔ اوسنے یہہ قلعہ مرزا شجاع کی سپرد
کر دیا۔ اور یہہ عرض کیا کہ جتنے آگے قلعہ ہین اون سب کے نام حکم داراشکوہ کا آگیا ہے کہ

حضور کے حوالہ کرین۔ چنار کے قلعہ دار نے بھی قلعہ حوالہ کیا۔ قاسم خان الہ آباد کے قلعہ دار نے بھی درخواست بھیجی۔ یہان کے قلعہ پر بھی وہ قابض ہو گیا۔ یہہ خبرین سنکر اورنگ زیب نے خط لکھے اور سمجھایا کہ اپنے ارادہ فاسدسے باز آ۔ مگر اوسنے نہ سنا۔ تو شاہزادہ محمد سلطان کو لشکر کے ساتھہ اس سمت مین روانہ کیا۔ اور پادشاہ اپنے جشن شاہانہ مین شاہجہان آباد مین مصروف ہوا۔

مرزا شجاع سے لڑنے کے لئے بادشاہ کا جانا

اب پادشاہ نے دیکھا کہ اگرچہ مین دہلی مین آگیا ہون۔ مگر شجاع اپنے ارادہ سے باز نہین آیا۔ اسلئے اوسنے خود ارادہ کیا۔ اور شکار کھیلتا کھیلتا سورون پہونچا۔ پادشاہ نے چاہا کہ یہہ مہم مذاکرہ اور مصالحہ سے ختم ہو جائے اور ستیز اور اویز سے کام نہ پڑے۔ اسلئے پہر خط بھائی کو لکھا کہ۔ اس عرصہ مین خبر آئی کہ وہ آگے بڑہتا چلا آتا ہے۔ ناگزیر پادشاہ نے ۲۲ دسمبر ۱۶۵۹ء ۵ ربیع الثانی ۱۰۶۹ھ کو سورون سے آگے قدم بڑہایا۔ اور ۲ جنوری ۱۶۵۹ء ۱۵ ربیع الثانی ۱۰۶۹ھ کو محمد سلطان کے لشکر سے قصبہ کورہ مین جا ملا۔ اور شجاع اور اوسکے لشکر مین فقط چار کروہ کا فاصلہ رہ گیا تھا معظم خان میر حملہ بھی خاندیس سے بحکم شاہی اس لشکر کے ساتھہ آن ملا۔

اورنگ زیب اور مرزا شجاع کی لڑائیان

کورہ مین تین روز پادشاہ کی اقامت پر گذرے تھے۔ کہ ۱۹ کو مرزا شجاع نے اپنا توپخانہ لڑائی کے ارادہ سے روانہ کیا۔ اوسکے جواب مین پادشاہی توپخانہ بھی روانہ ہوا۔ اور پادشاہ نے سارے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ یہہ لشکر نوی ہزار آدمیون کا تھا۔ مرزا شجاع نے بھی اپنے لشکر کو لڑائی کے لئے آراستہ کیا۔ پادشاہ کا دولت خانہ تو

کورہ مین آیا۔ مگر وہ چار گھڑی دن چڑھے سوار ہوا۔ اور کچھوہ مین سہ پہر کو جاکر لشکر اعدا سے آدہ کوس کے فاصلہ پر اترا۔ اور سب سپاہ کا انتظام کیا۔ اول اول تو پخانون مین لڑائی شام تک رہی۔ رات کو مرزا شجاع نے اپنا توپخانہ واپس بلالیا۔ یہہ توپخانہ بلند مقام پر تہا۔ اسلئے اوسکی زد پادشاہی لشکر پر بہت پڑتی تہی۔ اسلئے معظم خان نے اس مقام پر اپنا توپخانہ لیجاکر نصب کیا۔ پادشاہ تمام اپنے لشکر کا انتظام کرکے وہ توپخانہ کو واپس آیا اور سو رہا۔ رات بہر سپاہ کی کمربندی رہی۔ مگر اس رات کی رات مین ایک عجیب غریب ہنگامہ شورش برپا ہوا۔ جسنے ایک صدمہ عظیم پادشاہی لشکر کو پہونچایا تفصیل اسکی یہہ ہی کہ ہم راجہ جسونت کا حال پہلے لکھ آئے کہ پادشاہ نے اوسکی عفو تقصیر کردی تہی۔ مگر جن مدارات اور تواضع کا متوقع تہا۔ وہ عالمگیر سے وقوع مین نہ آئین۔ اسلئے گو ظاہر مین وہ اس لشکر کے ایک حصہ کا سپہ سالار تہا۔ مگر باطن مین وہ ناراض تہا۔ اب اوسنے مرزا شجاع سے خط و کتابت شروع کی۔ اور ایک وقت متعین کیا کہ مین اوسی پادشاہی لشکر کو شبخون کرتا ہون۔ آپ اودہر سے آئے اور لشکر پر حملہ کیجیے۔ اسطرح دونون ملکر اس لشکر کو یک قلم غارت کردین۔ اگر یہہ تدبیر بن پڑتین اور دونون کا اتفاق وقت متعین پر ہوجاتا تو مرزا شجاع فیحتاب ہوجاتا۔ مگر اتفاق سے یہہ اتفاق نہ ہوا۔ اور پہلے راجہ بڑے بڑے رجپوت سردارون کو اور اپنی سپاہ کو لیکر فرار ہوا۔ سر راہ لشکر شاہزادہ محمد سلطان کا پڑا۔ اوسکو غارت کرنا شروع کیا۔ اور اسباب اور اثاثہ اوسکا لوٹنا شروع کیا۔ یہ وقت پادشاہی لشکر کی پریشانی کا حال پوچھو کہ کوئی تو اپنی اسباب کی فکر حفاظت مین چلا جاتا ہے۔ اور کوئی بے تحاشا بہاگا جاتا ہے۔ اور کوئی دشمن سے جا ملتا ہے۔ شاذ و نادر کوئی ایسا ہی کہ جو دشمن سے مقابلہ کرنیکے لئے آمادہ ہورہا ہے۔

اسوقت بادشاہ اپنی گھوڑیسے اوترکر ہاتھی پر سوار ہوا۔ اور نہایت استقلال اور متانت سے
ہنس ہنس کر اپنی فوج کو سمجھانا شروع کیا۔ اور بیان کیا کہ مین اس ہنگامہ سی بڑا خوش
ہون کہ جسکے سبب سے تمام منافقون کی جس وخاشاک سی میرا لشکر پاک صاف ہوگیا۔ اور
ایک حصہ سپاہ کا تیار کرکے راجہ سی لڑنیکے لئی بھیجا۔ اب راجہ نی دیکھا کہ اوسکی حمایت اور
اعانت کیواسطے مرزا کی طرف صدائے برنخاست۔ کہین ایسا نہو کہ تمام لشکر مجھی پر
پل پڑے اور کچل ڈالے۔ اسلئے اوسنے اپنا راستہ لیا۔ اور کہین گوشہ عافیت مین
بیٹھہ کر اس جنگ کی بہار دیکھتا رہا۔

باوجودیکہ اس صدمہ سے نصف لشکر پریشان اور پراگندہ ہوگیا۔ مگر اورنگ زیب ہمیشہ
خدا پر توکل کرنے مین بڑا مستقل تہا۔ وہ ان آیات رحمانی پر کہ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ
وَکَمْ مِّنْ فِئَۃٍ قَلِیْلَۃٍ غَلَبَتْ فِئَۃً کَثِیْرَۃً بِاِذْنِ اللّٰہِ
صدق دل سی یقین کرتا تہا جسوقت صبح ہوئی۔ اور شجاع اپنا لشکر لیکر لڑنے آیا۔
وہ ہاتہی پر سوار ہوکر لڑنے گیا۔ اول توپخانہ سی لڑائی شروع ہوئی۔ اور پہر دونون لشکر
آپسمین لپٹ گئی۔ اور خوب ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ مرزا شجاع کے لشکر نی بادشاہ کی
فوج کے دائین بازو کو شکست دیکر ہٹا دیا۔ اسسے بڑی پریشانی لشکر مین ہوئی۔ اور بہت سے
سپاہی دشمنون سی جا بلے بعد ازان دشمنون نے فوج کی قلب کو جہان بادشاہ خود موجود تہا
بہت دبایا۔ کئی دفعہ بادشاہ جان جوکہون مین پڑا۔ ایک بڑا ہاتہی اوسکے ہاتہی سے
آن لپٹا۔ اگر اورنگ زیب کی ہاتہی کی حوضے کا سپاہی گولی مار کر اپنی چالاکی اور
تیزدستی سے فیلبان کو گولی سے نہ اوڑاتا تو بادشاہ سلامت کو ہاتہی سے نیچے اوترنا پڑتا
اور پہر ہاتہی سے اوترنا تخت سلطنت سی اوترنا ہوجاتا۔ غرض وہ اپنے استقلال سے

ہر خطرناک محل مین غالب آیا - اور دشمنون کی قلب سپاہ کو ایسا دبایا کہ دشمنون کی پیر اوکھڑ گئے - ایک سو چودہ توپین اور بہت سے ہاتھی بادشاہ کے ہاتھ لگے - سجدۂ شکر ادا کیا - اور تالاب کچھوہ پر جہان لشکر مرزا شجاع کا مقیم تہا وہ گیا - اور ادہی رہ اپنے بیٹے سلطان محمد کو شجاع کی تعاقب مین روانہ کیا - اور ۲۷ - کو وہان سے کوچ کیا اور معظم خان میر جملہ کو جو صنوعی قید سی رہا ہو کر ابتک کسی منصب پر نامزد نہوا تہا ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب دیکر سپاہ کثیر کے ساتھہ شاہزادہ محمد سلطان کی اعانت کیلئے روانہ کیا + ۱۶۵۹ء کو آگرہ مین داخل ہوا +

راجہ جسونت سنگہ کا آگرہ مین آنا اور مارواڑ جانا

بادشاہ کی ممالک مقبوضہ مین آگرہ ایسا شہر تہا جسکا معرض خطر مین آجانا زیادہ تر سہل تہا چنانچہ اسوقت اوسپر یہہ آفت آئی کہ راجہ جسونت سنگہ بادشاہ کی لشکر کو لوٹ مار کر جب بہاگا اور اوسنے دیکہا کہ فتح وظفر کا التفات بادشاہ کی حال پر ہے - تو اوس نے مارواڑ کا راستہ لیا - اور ہنوز لڑائی کا انجام بہی اچہی طرح نہین معلوم ہوا تہا - کہ وہ آگرہ پر جہک پڑا - یہہ امر اوسکے اختیار مین تہا کہ وہ شاہجہان کو قید سی آزاد کر کے تخت سلطنت پر بٹہاتا - غالبًا اسوقت اس کام مین خاص و عام بہی اوسکے ساتھہ ہوتے - سب کا خیال بادشاہ کی بحالی کی نیکی طرف بہقدر ہو گیا تہا کہ شائستہ خان جو بادشاہ کا محافظ تہا بہقدر تنگ آیا تہا کہ زہر کہا یکا ارادہ رکہتا تہا - مگر راجہ جسونت سنگہ شجاع کو عالمگیر سے مخالفت کا طول دینا اور سرکشی کو حد غایت تک پہنچانا اپنے تئین محل خطر مین ڈالنا ہے - اسلئے وہ اپنے ریگستانی اور کوہستانی ملک جودہ پور کو چلا گیا - جب کہین شائستہ خان کی ہوش ٹہکانے آئی - بعد اسکے جب اورنگ زیب آگرہ مین آیا

تو ۲۰ فروری ۱۶۵۹ء سنہ ۱۰۶۹ ۱۷ جمادی الاول کو دس ہزار سپاہ جسونت سنگھ کے پیچھے بھیجی۔ اس واقعہ کا ذکر عالمگیر نامہ مین سوا اسکے نہین لکھا کہ جسونت سنگھ کا جب ارادہ ہوا کہ دارا شکوہ سے ملے تو بادشاہ نے منزل گہاٹم پور سی محمد امین خان میر بخشی کے ساتھہ نو ہزار سوار اوسکی استیصال کے واسطے روانہ کی۔

قلعہ الہ آباد کا قبضہ مین آنا

جب مرزا شجاع بادشاہ سے لڑنے آیا تہا تو تم کو یاد ہوگا کہ قاسم خان نے یہہ قلعہ اوسکو دیدیا تہا۔ پہر مرزا نے یہہ قلعہ بدستور قاسم خان کو عنایت کیا۔ اور اوسنے سید عبد الجلیل کو اپنا نائب مقرر کیا۔ اور خود لشکر لیکر مرزا کے ساتھہ بادشاہ سے لڑنے چلا آیا۔ جب یہان یہہ ہزیمت اور شکست مرزا کو نصیب ہوئی تو وہ اپنی صوبہ اندیشی سے بہت جلد قلعہ مین چلا گیا۔ جب مرزا شجاع بہاگ کر یہان آیا۔ تو زمانہ سازی کر کے اوس سے ملنے کو گیا۔ مگر قلعہ مین قدم نہ رکہنے دیا۔ اور جب شاہزادہ محمد سلطان اور معظم خان وہان مرزا شجاع کے تعاقب مین پہنچے۔ تو اونکو یہہ قلعہ حوالہ کر دیا۔ اور خود بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور خانہ دوران خان یہان کا قلعہ دار مقرر ہوا۔ ابکہ مرزا شجاع بہاگ کر بنگال مین چلا گیا۔

دارا شکوہ کا گجرات مین آنا اور وہان اوسکو لوگون کا بادشاہ ماننا

اب دارا شکوہ کا حال سنو۔ کہ جب پنجاب مین کوئی تدبیر اوسکی اورنگ زیب کے آگے نہ چل سکی۔ نہ پنجاب کی سردار اوسکے ساتھہ ہوئی۔ نہ اون خطون کا کچھہ اثر ظاہر ہوا جو اوسنے راجاؤن کو ہندوستان مین بغاوت برپا کرنیکے لئے خود لکہے۔ اور

باپ کو بہت منت اور زاری کی عرضیان بھیجکر لکھا ہے۔ تو وہ لاہور سے ملتان گیا
اور یہان سے ہی گھبراکر بھکر کیطرف روانہ ہوا۔ پادشاہی لشکر صف شکن اور
شیخ میر اور دلاور خان لیکر اوسکے پیچھے پیچھے چلے گئے۔ اب دارا شکوہ نے بھکر مین
بھی قیام نہ کیا۔ دریا سے پار ہوکر سکھر مین چلا گیا۔ اب پادشاہی لشکر کی بھی دو
حصے ہوگئے۔ شیخ میر دریا سے پار ہوکر سکھر کی طرف گیا۔ اور صف شکن خان دریا کے
وار بکھر کی جانب چلا۔ تاکہ دونون طرف سے دارا کو شکار کرین۔ شیخ میر سکھر سے
بارہ کوس پر پانچوین صفر کو پہونچ گیا۔ اور چھٹی کو وہان لشکر کا نزول ہوا۔
صف شکن خان تین روز پیشتر سکھر مین پہونچا۔ اور یہان اوسکو معلوم ہوا کہ
دارا شکوہ نے اپنا مال اسباب و اہل و عیال کو قلعہ بھکر مین چھوڑا ہے۔ اور داؤد خان
اور سرداروں نے جو اوسکے عمدہ نوکر تھے اوسے مفارقت اختیار کی ہے۔ اب
دارا شکوہ کا ارادہ تھا کہ سکھر سے قندہار کو جائے۔ مگر اس سفر مین نہ رفیق رفاقت
کے لئے ساتھ تھے۔ نہ خدمت گارون کی جمعیت باقی تھی۔ نہ بار برداری کے لئے
اونٹ وغیرہ موجود تھے۔ سوار اوسکے اوسکی پیاری بی بی ہی اسطرف جانے سے
ناراضامند تھی۔ اسلئے وہ ٹھٹھہ کی سمت مین چلا۔ صف شکن خان نے نظیر خان کو بھکر
مین چھوڑا۔ اور خود سیوستان کی طرف چلا۔ اور یہان کے قلعہ دار محمد صالح ترخان
نے لکھا کہ دارا شکوہ قلعہ سے پانچ کوس پر آگیا ہے۔ اوسکا سارا مال اسباب خزانہ کشتیو
مین لدا جاتا ہے۔ اب تم جلد آؤ تاکہ اوسکی سدراہ ہو۔ خان مذکور نے محمد معصوم کو
بہت سا لشکر دیکر روانہ کیا۔ کہ دارا شکوہ کی کشتیون سے آگے بڑھ کر دریا کے کنارہ پر
مورچے لگائے۔ اور آپ راتون رات کوچ کرکے اوسکے لشکر سے آگے تین کوس بڑھ گیا

اور کشتیون کے انتظار مین بیٹھا۔ اور یہہ چاہتا تہا کہ دریا سے عبور کرکے دشمنون سے مقابلہ کرے۔ مگر اوسکی کشتیان داراشکوہ کی کشتیون سے پیچھے تہین اسلئے وہ عبور نہ کرسکا سوار اسکے محمد صالح نے یہہ کہا کہ دوسری طرف دریا مین کمر تک پانی ہے کشتیان اوس کنارہ کی طرف سے عبور نہین کرسکینگی۔ ضرور اسی طرف سے جائینگی۔ اسلئے صف شکن خان نے دریا سے عبور نہ کیا۔ اب دوسرے روز سامنے داراشکوہ کے لشکر کا غبار اڑتہا نظر آیا۔ صف شکن خان اوسکو بیٹھا دیکہا کیا۔ وہ آنکہون کے سامنے سے نکل گیا۔ اور اپنی کشتیونکو دوسرے کنارہ کی طرف سے سلامت لے گیا۔ غرض محمد صالح کی صلاح بدنے بچا دیا۔ اب اوسنے گریوہ سیوستان سے عبور کیا۔ صف شکن خان بہی اسی طرف دریا کے دو منزل اوسکے پیچھے گیا۔ کہ دوسری طرف شیخ میران پہونچا۔ اوسنے بہی دریا پار اپنے پاس بلالیا۔ اب یہہ خبر آئی کہ داراشکوہ ٹہٹہ سے گجرات کی طرف چلا گیا۔ صف شکن خان نے آگے بڑہنے کا ارادہ کیا۔ کہ اتنے مین بادشاہ کا حکم آپہونچا کہ اب داراشکوہ کے پیچھے نہ جاؤ حضور مین آؤ۔ غرض جب اس لشکر نے ٹہٹہ سے اوسکا پیچھا چہوڑا تو جان مین جان آئی۔ اور اوسنے یہہ سوچا کہ اسوقت گجرات خالی ہے۔ وہان جاکر قسمت آزمائی کیجے۔ اسلئے اوسنے جنگلون اور جہل کے راہون کو طے کیا۔ اور دریاشور کے کنارہ کنارہ نہایت صعب گذار غیر مسلوک راہون سے وہان کے زمینداروں سے رستہ پوچہتا پوچہتا ملک کچہہ مین پہونچا۔ یہان کے مرزبان نے اوسکی بڑی خاطرداری کی۔ اور اپنی بیٹی شاہزادہ سپہر شکوہ سے نامزد کی غرض اس ملک مین اوسکو راہ مل گئی۔ اب اوسکے کل رفیق تین ہزار رہ گئے۔ اونکو ساتہہ لے گجرات کی راہ لی۔ اب یہان کے حاکم شاہ نواز خان نے جسکی ایک بیٹی

اورنگ زیب کو بیاہی گئی تہی - اور ایک مرزا مراد کو - اوسکی بڑی خاطرداری کی -
تمام صوبہ گجرات اور بندر سورت اور بڑودج پر قابض کرادیا - یہان ہی ایک خزانہ
دس لاکھہ روپیہ کا اوسکو ہاتھہ لگ گیا - جسکے لٹانیسے بہت سے لوگ رفیق اوسکے بن گئے
غرض وہ گجرات مین ایک مہینہ سات روز رہا - اور بائیس ہزار آدمیون کا لشکر
اوس پاس ہوگیا - اور ایک بڑا توپخانہ تیار ہوگیا - کبھی یہہ ارادہ کرتا تہا کہ قطب الملک
والی گولکنڈہ اور عادل شاہ والی بیجاپور سے استعانت لیکر تو فیر لشکر مین کوشش
کیجے - اور کبھی یہہ قصد کرتا تہا کہ اجمیر کی طرف چلکر اورنگ زیب سے معرکہ آرا ہوجیے
انہین دنون مین جھوٹی جھوٹی خبرین مراد شجاع کی فتحیابی کی اوس پاس
پہنچین - جو لوگ اوسوقت بہاگے تہے کہ اورنگ زیب کے لشکر پر مصیبت پڑی تہی -
اونہون نے وہی خبر دارا شکوہ کو سنائی - اس سبب سے اوسنے احمد آباد سے ۱۴ فروری
جمادی الاول سنہ ۱۰۶۹ ۱۶۵۹ کو اجمیر کی طرف راہ لی - تین منزل پر پہونچا کہ اوسکو اصل حال اس لڑائی
کا معلوم ہوگیا - اب وہ متردد تہا کہ مین کیا کرون کہ راجہ جسونت سنگہ کا نوشتہ
اوس پاس پہونچا کہ تم ادہر ہی آؤ - ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے - اوسکا
یہہ بلانا غنیمت ہوا - اور وہ اہی طرف روانہ ہوا - ہر منزل پر ایک نوشتہ راجہ کا اس
مضمون کا آتا تہا کہا کہ ادہر جلد آؤ - یہانتک کہ وہ میرتہہ جو تین منزل یعنی پچاس
میل کے قریب جودہپور سے تہا آن پہونچا - اور راجہ نے بھی اپنی قوم کا ایک لشکر
جمع کیا - اور دارا شکوہ سے ملنے کے ارادہ سے چلا - یہہ راجہ اپنی نجات عالمگیر کے
ہاتھہ سے اسی مین سمجھتا تہا کہ دارا شکوہ کا رفیق بنے - اسلیئے اوسکے بلانے
مین زیادہ اصرار کیا +

راجہ جسونت سنگھ کا بادشاہ سے ملنا اور داراشکوہ سے لڑنا

جب اورنگ زیب کو یہہ حال معلوم ہوا تو وہ سب اپنی کامیابیون کو بھول گیا۔ اور اوسکو بڑا فکر پیدا ہوا۔ وہ یہہ سوچا کہ اگر جسونت سنگھ جسکی قلمرو گجرات سے اجمیر تک پھیلی ہوئی ہے داراشکوہ کا رفیق ہوگیا۔ تو بڑا غضب ہوگا۔ سارے راٹھور راجہ اوسکا دم بھرینگے۔ پھر معلوم نہین کہ کیا ہو۔ اسلئے اوسنے یہہ چاہا کہ کسی طرح راجہ کو گانٹھ لون۔ وہ عقل اور تدبیر کا پابند تھا غیظ و غضب کا مغلوب نہ تھا۔ اسوقت وہ راجہ کی اوس دغا اور بے ادبی کو بھول گیا جو اوسسے ابھی سرزد ہوئی تھی۔ بلکہ وہ اپنی حکمت کو اس کشمکش کے بھلانے مین کام مین لایا۔ بعض مورخون نے لکھا ہے کہ اوسنے اپنی ہاتھہ سے ایک اعزازنامہ مین وہ خطاب اور منصب تحریر کیا جسسے پہلے انکار کیا تھا۔ اور اسی سبب سے راجہ بگڑ گیا تھا۔ اور اسپر اور یہہ مزید کیا کہ راجہ جے سنگھ اوسکے رجپوت بھائی سے یہہ اعانت چاہی کہ وہ بھی راجہ جسونت سنگھ کو اوسکی جانب سے مطمئن کردے۔ اور بادشاہ کی نیک نیتی جتا کر یہہ اوسکو سمجھائی کہ جو کوئی شخص بادشاہ کا مخالف ہوکر داراشکوہ کی ایک بیجان مقدمہ مین جان لڑائیگا۔ وہ جان اور مال کو اپنے خطرہ مین ڈالے گا۔ غرض اس بھلاوون اور پھسلاوون نے راجہ جسونت سنگھ کے دل پر بڑا اثر کیا۔ اور داراشکوہ کی اعانت سے دست کش ہوا مگر بعض مورخ یون لکھتے ہین کہ راجہ جے سنگھ نے راجہ جسونت سنگھ پر جو ایک بڑے رتبہ کا راجہ تھا اور راجہ جسونت کا رشتہ مند تھا۔ اپنے بھائی پر رحم کرکے بادشاہ کی نہایت منت اور سماجت کی کہ اس گناہ گار کا قصور معاف ہوجائے۔ بادشاہ نے اوسکی خاطر سے درخواست منظور کرلی۔ اور اپنی طرف سے ایک مکتوب لکھا۔ اور ایک معتمد آدمی کے ہاتھہ بھیجا۔ اور اوسمین وعدہ تمام تقصیرات

معاف کرینگا کیا۔ جب اجہ کو یہہ مژدہ پہنچا تو وہ جودہ پور سے بیس کوس اجمیر کے ارادہ سے
آگے ایک لشکر جرار لیکر گیا تہا۔ اولٹا چلا آیا۔ بعض نے یہہ لکہا ہے کہ راجہ جی سنگہ نے
بادشاہ کی رائے جسونت سنگہ سے دیکہکر اوسی سمجہا اور بادشاہ کا طرفدار بنا لیا۔ غرض کچہہ
ہی ہوا۔ داراشکوہ جب میرتہہ مین پہونچا۔ اور راجہ کے آنیکی کچہہ آثار نہ نظر آئے تو متردد ہو
اپنے معتمد ملازم دو بین چند کو راجہ پاس بہیجا۔ اور جلد آنیکا تقاضا کیا۔ اور ایفاء وعدہ
چاہا۔ وہ جودہ پور سے پانچ کوس پر راجہ سے ملا۔ اور پیغام دارا کا پہونچایا۔ اوسنے
یہہ جواب دیا کہ ابہی خاطر خواہ جمعیت سپاہ کی نہین ہوئی۔ داراشکوہ اجمیر مین آجائے
تاکہ سب رجپوتون کو حال معلوم ہوجائے۔ اور چارون طرف سے اقوام رجپوت اوس پاس
جمع ہوجائین۔ اور مین بہی چند روز مین لشکر جمع کرکے حاضر ہوتا ہون۔ اب
داراشکوہ اجمیر مین آیا۔ یہان کا صوبہ دار تربیت خان اوسکا مقابلہ نہین کرسکتا تہا
وہ بہاگ کر بادشاہ پاس چلا گیا۔ داراشکوہ نے اجمیر مین پہنچکر دو بین چند کو راجہ پاس پہر بہیجا
وہ راجہ سے جودہ پور سے بیس کوس ورے ملا۔ تو اوسنے دیکہا کہ اب راجہ داراشکوہ کے ساتہہ
اتفاق کرنے مین پست ہوگیا ہے۔ اور وہ اولٹا جودہ پور کو جاتا ہے اسلئے اوس نے
وہان سے آکر داراشکوہ سے یہہ حال کہدیا۔ مگر اوسنے بہرحال طمع سے راجہ پاس سپہر شکوہ
اپنے بیٹے کو پانچ سو سوارون کے ساتہہ بہیجا۔ راجہ یونہین لیت ولعل اور لطائف الحیل
مین اوسے ٹالتا رہا۔ اور آخر کو یہہ جواب دیا کہ مین تن تنہا اورنگ زیب کی قوت کا
مقابلہ نہین کرسکتا۔ اور جب تک مین اوسکا شریک نہین ہوسکتا کہ کسی اور بڑے راجہ کو
سمجہا بجہا کر اپنا شریک کرین۔ غرض اب داراشکوہ کو جسونت سنگہ کی رفاقت سے
بالکل مایوسی ہوگئی۔ اسوقت اوس پاس چالیس ہزار سپاہ تہی۔ میدان مین لڑائی ہوئے

اورنگ زیب سے ڈرتا تہا۔ اسلئے پہاڑون کو مورچون اور توپون کو توڑ ڈالنے سد سکندری بنا لیا۔ مگر نصیب سکندر کا سا نہ بنا سکا +

دارا کی شکست اور بادشاہ کی فتح

بادشاہ نے جسوقت سنی گجرات کی حال سنتے ہی تو وہ آگرہ کے اندر ہی نہ داخل ہوا۔ بلکہ اوسکے پاس سے اجمیر کی طرف روانہ ہوا۔ اور آپ چور سین آپہنچا۔ اور بہت جلد وہان جا پہنچا جہان دارا شکوہ مورچے جمائے اور توپین لگائے پڑا تہا۔ تین دن تک خوب لڑائی جاری رہی۔ اور بادشاہ کی فوج کا نقصان توپون کی مار سے ہوتا رہا۔ دارا شکوہ کی مورچال نہایت مستحکم اور استوار تہی۔ اور بہت سے آڑین تہین۔ اسلئے بادشاہی افسرون نے یہہ سوچا کہ دشمنون کے مورچون پر حملہ کرنیسے فتح دشوار نما حاصل ہونی مشکل ہے۔ غرض اس سوچ بچار مین وہ تہے کہ راجہ راجروپ کو ہستان جمون کا راجہ مع لشکر آن پہنچا۔ اوسکی سپاہ پہاڑی آدمیون کی تہی۔ وہ کوہ گردی اور گریوہ نوردی مین چست وچالاک تہی۔ اوسکو حکم بادشاہ نے دیا کہ کوکلہ پہاڑی کے عقب پر حملہ کرے۔ غرض سب جگہ مورچون پر حملہ ہوئے۔ اور تین گہنٹہ تک خوب گہمسان لڑائی کا رہا۔ مگر راجہ راجروپ کے آدمیون نے کوکلہ پہاڑی کے مورچون کو تہ و بالا کر دیا۔ اور دلیر خان اور شیخ میر نے شاہ نواز خان کے مورچون کو تباہ کیا۔ اور دارا شکوہ ایک پہاڑی پر سے شام تک لڑائی کا ڈہنگ دیکہا کیا۔ کہ جانثار کیسے مرے جاتے تہے۔ مورچے مورچے پر دشمن چہائے جاتے تہے۔ جسوقت شاہ نواز خان مارا گیا تو دارا شکوہ بقدر شکستہ خاطر ہوا کہ باوجودیکہ کئی مورچون پر چہہ سات ہزار آدمی اوسکے لڑ رہے تہے۔ مگر رات ہونے ہی مایوس ہو کر بہاگا۔ جب تک بعض سردارون کو اوسکے بہاگنے کا حال نہ معلوم ہوا

وہ لڑتے رہے مگر بہر صف شکنخان سے امان چاہکر اوسکے پاس چلے گئی۔ اب داراشکوہ کے فوج جگہ جگہ منتشر اور پراگندہ ہوگئی۔ قلعہ اجمیر مین سارے اوسکے عمدہ نوکرون کے اہل و عیال اور مال اور اسباب تہے۔ اور بہت سا خزانہ وہان تہا۔ وہ اون راجپوتون نے جو اوسکے پاس جمع ہوگئے تہے خوب لوٹا۔ صرف تہوڑی جواہرات اور اشرفیان جو عماریون مین اوسکے اہل و عیال کے ساتہہ تہین بچ رہین۔ بہاگنے کیواسطے یہہ عاریان ہاتہیون پر لڑائی سے پہلے ہی تیار تہین۔ اور اونٹون پر کارخانے اور اشرفیان لدی ہوئی جدا کہڑی تہین اسمین مضبوط یہہ تہا کہ اگر لڑائی کا رنگ بگڑے۔ تو دولت اور اہل و عیال تو بچ جائین۔ مگر داراشکوہ رات کو بہاگا تہا۔ اسلئے اندہیرے مین اہل و عیال بہی بچہڑ کر کہین کے کہین جا پڑے آٹہہ پہر بعد بہٹکے ہوئے ملے۔ جو اسباب اور خزانہ اونٹون پر لدا ہوا ساتہہ تہا۔ وہ اون نہین محافظون نے جو ان عاریون کے ساتہہ تہے لوٹ لیا۔ غرض نہ خزانہ نہ کوئی اور کارخانہ اوس تک پہونچا۔ سب لٹ لٹا برابر ہوا۔

داراشکوہ کی مصیبتین گجرات بہاگنے مین

داراشکوہ آٹہہ نو روز مین رات دن برابر چلکر گجرات کی قرب و جوار مین مرتا گرتا پہونچا۔ پہاڑون اور جنگلون کی راہ۔ موسم گرمی کا۔ خود بے سامان۔ دشمن کے تعاقب کا خطر ان سب مصیبتون پر یہہ ایک اور آفت کہ پہاڑون کے کولی اور بہیل بائے چلے آتے تہے جب موقع پاتے تہے لوٹ کہسوٹ لیتے تہے۔ جب کوئی اوسکا رفیق جان نثار پیچہے رہا۔ اوسے ہی لوٹ کہسوٹ بدن پر کپڑا نہ چہوڑا۔ اور جی مین آئے تو جان سے ہی مار ڈالا۔

ڈاکٹر برنیر سے ملاقات

اگرچہ اس ملاقات کا حال کسی فارسی کتاب مین مین نے نہین دیکہا مگر الفنسٹن صاحب

اوسکو اپنی تاریخ مین لکھا ہے - اسلئے مین بہی لکھتا ہون - اگرچہ اوسکو پایہ اعتبار سے ساقط جانتا ہون
کہ دارا شکوہ اس مصیبت کے عالم مین چلا جاتا تہا - کہ راہ مین اوسکو ایک قافلہ دلی کو جاتا ہوا ملا
اوسمین ڈاکٹر برنیر صاحب بہی تہے - دارا شکوہ کی بی بی زخمی ہوگئی تہی - کوئی جراح اور طبیب
ساتہہ نہ تہا - اوسنے ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کی - اور اپنی بی بی کی تکلیف اور مصیبت
کا حال سنایا - اس بامروت ڈاکٹر نے قافلہ کا ساتہہ چہوڑ دیا اور تین دن تک دارا شکوہ
کے ساتہہ اس مصیبت کے سفر مین شریک ہوا - اب چوتہی روز احمد آباد ایک منزل رہا تہا - یہان
یہہ خیال تہا کہ وہان پہنچکر اس کے گنبد مین چین سے بیٹہینگے - اور بہت دنون کی مصیبتون
اور تکلیفون کے بعد راحت اور آرام پائینگے - آج ایک کاروان سرا مین اونہون نے آرام کیا
اگرچہ اس سرا مین کولیون اور رہزنون کی آفت سے خاطر جمع ہوئی مگر مکانکی قلت
اور آدمیون کی کثرت سے بہت پریشانی ہوئی - کہ ڈاکٹر صاحب اور دارا شکوہ کی مستورات مین
صرف ایک ٹاٹ کا پردہ حائل تہا چوتہے روز ڈاکٹر صاحب دہلی کو چلتے بنے

احمد آباد کے دروازون کا بند ہونا اور دارا شکوہ کا پکڑا جانا

سمجہی یہہ تہی کہ آفت گئی مصیبت کے ایام بسر ہوگئی - مسرت کی گہڑی آئیگی - مگر وہان پردۂ
غیب سے کچہہ اور ہی ظہور مین آیا - گجرات سے جو امرا اور کمکی دارا شکوہ کی ساتہہ گئے تہے
جب اونہون نے اوسکی شکست اور ہزیمت کو دیکہا تو اونہون نے اوسے بالکل قطع تعلق
کیا - اور وہ اپنی رائے منقلب کرکے بادشاہ کی یار ہوگئے - اور یہہ ارادہ کرلیا کہ اگر دارا شکوہ
اب گجرات مین آوے تو دروازے شہر کے بند کرلین اور اوسکو قدم اندر نہ رکہنے
دین - سردار خان بادشاہ کے ایک قدیمی ملازم نے سید جلال بخاری کو کہ دارا شکوہ
نے اوسکو حاکم گجرات اپنی طرف سے مقرر کیا تہا - پکڑکے مقید کردیا - اور قلعہ کو خوب

مستحکم کیا- اور شہر کا سارا بندوبست کر لیا- جب داراشکوہ کو یہہ حال معلوم ہوا کہ
دروازے بند ہین- اور وہ شہر کے اندر نہین جا سکتا تو وہ پرگنہ کری مین جو احمدآباد
سے آٹھہ کوس ہے گیا- کانجی کولی سے درخواست استعانت کی- اوسنے یہہ مروت کی کہ
اوسکو ملک کچھہ مین پہنچا دیا- اور راہ مین گل محمد فوجدار بندر سورت کا ڈہائی سو بندوقچی
ہمراہ لیکر اوسے آن ملا جب کچھہ مین داراشکوہ پہلی دفعہ آیا تہا تو وہان کے حاکم نے
اپنی بیٹی اوسکے بیٹے کی ساتہہ نامزد کی تہی- اور بڑی مہمانداری اور آؤبھگت کی تہی
مگر اب کی دفعہ اوسنے بیگانگی سے اور مروت کو بے مروتی سے بدلا- داراشکوہ صرف
دو روز وہان بسر کر بہکر کی طرف چلا- دریاے سندہ کے کنارہ پر جیسلمیر پہنچا- تو میواتی زمیندار
جو اوسکا مدت کا رفیق تہا وہ اپنے دوست آشناؤن کو لیکر اوسے جدا ہو گیا- اور بادشاہ کے
پاس چلا آیا- پہر داراشکوہ دریاے سندہ کو عبور کر کے چاندخان کی جاگیر مین پہنچا- وہ اوسنے
لڑنیکے لئے آمادہ ہوا- اور گرفتار کرنیکا ارادہ کیا- داراشکوہ نے لڑکر اوسپر فتح پائی-
نگسیان کی ملک مین گیا- اس قوم کے سرخیل مرزا نگسی اوس سے بڑے خلوص اور
خاطرداری سے پیش آیا- قندہار یہان سے دس بارہ منزل تہا- سو اوس نے وعدہ کیا کہ
مین خود جاکر اور اپنے آدمیون کو ہمراہ لیکر وہان پہنچا آؤنگا- ملک جیون زمیندار
داور یا وہانڈہر کا تہا- شاہجہان نے ایک دفعہ اوسکو ہاتہی کے پاؤن تلے کچلوانے کا
حکم دیا تہا- داراشکوہ نے باپ سے سفارش کر کے اوسے بچا دیا تہا- اور جان بخشی کا ممنون
اور مرہون کیا تہا- سو وقت اوسکے خط بلاوے کے پہنچے- اسلئے مرزا نگسی کی بات کو نہ مانا
سچ ہے مصرعہ جید راچون اجل آید سوے صیاد رود + وہ بے تکلف داور مین
چلا آیا- اور ملک جیون کو اپنے آنیکا خط لکہا- اوسنے ایوب خان کو اوسکی استقبال کے لئے

اور ایک منزل آگے خود استقبال کو آیا۔ اور بڑی تعظیم و تواضع سے پیش آیا۔ یہہ بدنصیب اوسکے دل کی دغا سے بیخبر تہا۔ اور یہہ نہین سمجہتا تہا کہ وہ ملعون اپنی محسن کے قید کرنے سے بادشاہ کا تقرب حاصل کیا چاہتا ہے جب وطن اوسکا نہایت قریب ہوا تو اوسکی پیاری بی بی مرگئی۔ اس مصیبت کے وقت وہ بڑی غمخوار اور رفیق اوسکی تہی۔ اور وہ اوسکے چچا پرویز کی بیٹی تہی۔ مدت سے سل کی بلا مین مبتلا تہی۔ اور پہر اس مرض پر یہہ مصیبتین پڑین آخر کو وہ جان دیکر اس دنیا سے عذاب سے چھوٹ گئی۔ اوسکی نعش کو لیکر وہ ملک جیون کے گہر آیا۔ اس رنج کے ماری وہ اپنے جینے سے بیزار ہوگیا۔ اور رہے سہے ہوش حواس بہی گم ہوگئے۔ اس بدحواسی کو دیکہئے کہ گل محمد جو اوسکا بڑا جان نثار رفیق تہا۔ اور سپاہی تہا۔ اوسکو ساتہہ ستر سوارون کی ساتہہ جو رہے سہے رفیق شفیق تہے بی بی کی نعش کے ساتہہ لاہور روانہ کیا۔ تاکہ وہ اپنی وصیت کی موافق اوسکے پیر شاہ میان میر کی خانقاہ مین دفن ہو۔ چند خواجہ سرا اوسکے ساتہہ رہ گئے۔ اب اوسکا یہہ ارادہ ہوا کہ یہان چند روز رہ کر قندہار کو روانہ ہون۔ ملک جیون نے یہہ خیال کیا کہ اگر مین اوسکو قندہار جانے دون گا تو معلوم نہین بادشاہ اوسکا کیا حال کرے۔ اسلئے وہ اپنی کارروائی اور مصلحت اوسکے گرفتار کرنے مین سمجہا۔ ۲۹۔ رمضان کو جب وہ قندہار کی سمت کو روانہ ہو تو ملک جیون خود ایک منزل ساتہہ آیا۔ اور اپنے بہائی اور سپاہ کو ساتہہ لایا۔ اور پہر اوسکو چہوڑ کر واپس چلا گیا۔ اور یہہ کہہ گیا کہ یہہ سپاہ اور میرا بہائی حضور کو قندہار کی سرحد مین پہنچا دینگے۔ مگر ادہر وہ واپس گیا۔ ادہر اوسکے بہائی نے دارا شکوہ اور سپہر شکوہ کو گرفتار کر لیا۔ اور راجہ جی سنگہ اور بہادر خان کو جو اوسکے تعاقب مین قریب آپہونچے تہے۔ اطلاع دی۔ اور باقر خان حاکم بہکر کو اوسکی گرفتاری کا حال لکہا

باقرخان نے ملک جیون کا خط بادشاہ کی خدمت مین بہیجا- بادشاہ کے پاس اکیسوین شوال کو یہہ عرضداشت پہنچی- اسوقت بادشاہ اپنے جلوس کا جشن کر رہا تہا- اوسنے اس خبر کو اپنے ارکین سلطنت کو سنادیا- مگر کوئی خوشی ظاہری اوسکی ظاہر نہ کی +

داراشکوہ کا دہلی مین آنا اور اوسکا مارا جانا

مگر جب داراشکوہ کی گرفتاری کی خبر تحقیق ہوگئی تو چہوٹے بہائی نے بڑی بہائی کے گرفتاری کے شادیانے بجوائے- اور اپنے جشن سالگرہ کے ایام بڑہائے- ۲۶- جولائی سنہ ۱۶۵۹ء ۱۵- ذیقعد ۱۰۶۹ھ کو دونون باپ بیٹی قیدی پابزنجیر دہلی مین آئے- ۲۰- ذیقعد کو حکم صادر ہوا کہ ان دونون قیدیون کو ایک ہتنی پر سرکشادہ حوضہ مین بٹہائین- اور نظیر بیگ چیلہ کو حوضہ کی پیچہے بٹہائین- اور بہادر خان فوج کے ساتہہ اوسکے ہمراہ ہو- اور اس طور سے لاہوری دروازہ سی شہر مین داخل ہون- اور چوکون مین پہرا کر دلی کے بازارون مین لیجائین اور وہان سے خضرآباد مین پہنچائین- اور خواص پورہ کی کسی مستحکم عمارت مین تصید کرین- جسوقت اس حیثیت سی داراشکوہ شہر مین تشہیر ہوا تو لوگ بازارون مین کہڑے زار زار روتے تہے- اور غیظ و غضب سے دل اونکے پیچ و تاب کہاتے تہے- جوش و خروش کی یہانتک نوبت پہنچی تہی کہ بربنیر صاحب ہتیار باندہ کر بازار مین آئے- مگر لوگون نے صرف ہمدردی آنسوون کے بہانے اور شور و غل مچانے مین ظاہر کی- اور کچہہ نہ کیا- دوسرے روز ملک جیون کو خطاب بختیار خان کا مرحمت ہوا- اوسنے دربار مین جانیکے لئی شہر مین قدم رکہا کہ ہزارون آدمی دوکانون اور کوٹہون پر کہڑے ہوگئے- اور چارون طرف سے لعنت پٹکار گالی گلوچ کا غل شور ہوا- جو تیان اینٹ پتہر خاک مٹی جو کچہہ جسکے ہاتہہ مین آیا برسانے لگا- غرض یہانتک نوبت پہنچی کہ دس بیس افغان جو اوسکے ساتہہ تہے زخمی ہوکر مارے گئے-

اگر کوتوال آنکر انتظام نہ کرتا تو بختیار خان کی پوری کم بختی آتی - اور اوسکی بوٹیان اڑجاتین
غرض یہہ ہمدردی ہی لوگون کی اوسکے حق مین اچھی نہ ہوئی - جب بادشاہ نے یہہ
فساد کی صورت دیکھی تو علماء کو بلاکر اون لوگون کیواسطے جنہون نے بختیار خان کے افغانونکو
پائمال کیا تہا فتوی لیا - اونہون نی فتوی دیا کہ شر قلیل خیر کثیر کے لیے جائز ہے - اسلئے
جن لوگون نے خلیفۃ اللہ کے برخلاف یہہ کام کیا ہے اونکا قتل کرنا مضائقہ نہین ہے
اس فتوی سے وہ شہید ہوئے - اب داراشکوہ نے اس عالم مین بادشاہ بہائی کو خط
لکہا جسکا ترجمہ یہہ ہے کہ - برادر من بادشاہ من سلامت - سلطنت تمہین اور تمہاری اولاد کو
مبارک ہو - مجہے اوسکی کچہہ ہوس نہین رہی - فقط ایک گوشہ عافیت اور ایک لونڈی
خدمتگار چاہتا ہون کہ کچہہ کہا لی لون - اور تمہارے لئے دعا کرون - اس عجز نامہ کا کیا
خوب صورت جواب بہائی نے دیا ہے کہ علماء کو بلایا - اوسکی چند رسالی اور کتابین جو
مقالات صوفیہ اور تحقیق کلمات محققین ہنود کی باب مین تصنیف و تالیف کئی تہے پیش
کئے - اور پوچہا کہ جس مسلمان کا یہہ اعتقاد ہو اوسکے لئی شرع کیا حکم دیتی ہے - اونہون
نے کہا کہ ان کے مضامین شرع کے خلاف ہین جس مسلمان کا یہہ اعتقاد ہو وہ ملحد ہے اور اوسکا
قتل واجب ہے - یہہ حجت شرعی قائم کرکے مصنف اگرچہ بفتوائے بریزی روست + بظاہر
نہایت افسردگی سے فتوی قتل کا جاری کیا - مگر معلوم ہوا کہ کوئی شخص اس مظلوم کا
قتل قبول نکریگا - اسلئے ایک سنگدل جو ذاتی دشمنی اوسسے رکہتا تہا انتخاب کیا گیا -
اوسے چند اور ظالمون کے ساتہہ قید خانہ مین بہیجا - دونون باپ بیٹے اس قید خانہ مین
مسور کی دال پکا رہے تہے - اکثر اسی دال کو زہر کے اندیشہ سے کہایا کرتے تہے - جسوقت
یہہ قاتل سامنے آئی - تو دارا جان گیا کہ فرشتے اجل کے آن پہنچے - اسوقت بہی خون تہمو نے

اپنا رنگ دکھایا کہ ایک چھوٹی سی چھری لیکر وہ دشمنون کے سامنے کھڑا ہوا۔ اور جبتک بہت سی ظالم اوسپر آنکر نہ ٹوٹ پڑے وہ بہی نہ گرا۔ آخر زخمون سے چور ہوکر مارا گیا۔ اور پھر یہہ مردہ بہی زندہ کی طرح کوچہ و بازار مین مشتہر ہوا۔ سر بادشاہ کے سامنے لایا گیا۔ اور خون سے پاک صاف ہوکر طشت مین اوسکے روبرو رکہا گیا۔ جب بادشاہ نے خوب پہچان لیا کہ وہ بڑے بہائی ہی کا سر ہے تو زار زار رونے لگا۔ اور بہت رنج آمیز کلمے کہہ کر فرمایا کہ ہمایون کے مقبرہ مین اوسے دفن کردو۔ اور سپہر شکوہ کو گوالیار کے قلعہ مین پہنچاؤ دارا شکوہ کی رفاقت جرم مین حضرت سرمد بہی علماء رجاہ طلب اور تقرب خواہ کی رائے سے ملحد قرار دئے گئے۔ اور شہید ہوئے۔ شاہجہان آباد مین جامع مسجد کے نیچے ابتک اپنی خوابگاہ مین سوتے ہین۔ جاہل ہندو مسلمان کے اب بہی قبلہ و کعبہ بنے ہوئے ہین +

مرزا شجاع کی لڑائیان شاہزادہ محمد سلطان اور معظم خان سے

ہم پہلے لکہہ آئے ہین کہ شاہزادہ محمد سلطان اور معظم خان الہ آباد سے مرزا شجاع کے تعاقب مین سنہ جلوس کے ربیع الثانی مین روانہ ہوئے تہے۔ اب ہم اس مہینہ سے آگے سولہ مہینہ تک کا حال جو مرزا شجاع سے متعلق ہے لکہتے ہین۔ الہ آباد سے وہ بہاگکر قلعہ چنار گڈہ مین گیا۔ وہان سے توپ مین آکر بہاد رپور مین لڑنے کا ارادہ کیا۔ مگر بادشاہ کے لشکر کی خبر سنکر پٹنہ مین بہاگ گیا۔ یہان اپنے بیٹے زین الدین کی شادی ذوالفقار خان کی بیٹی سے بڑی دہوم سے کی۔ ۶ جمادی الآخر کو وہ منگیر مین داخل ہوا۔ اس شہر کے ایک طرف گنگا اور دوسری طرف پہاڑ ہے۔ اور پٹہانون نے اپنی عملداری مین اوسکے آگے ایک فصیل کہینچی۔ کہ وہ ایک طرف دریا سے دوسری طرف پہاڑ سے ملتی تہی

اور گرداوسکے خندق کھدی ہوئی تہی۔ اب مرزا شجاع نے اس خندق کو گہرا پانی تک کیا اور فصیل کی مرمت کی۔ اور تیس تیس گز کے فاصلہ پر برج بنائے۔ اور مورچے جمائے۔ اور اوپر توپخانے لگائے۔ راجہ بہروز زمیندار کہرکپور اوسکے ساتھ متفق تہا اور دامن کوہ کے حفاظت اوسکے سپرد تہی۔ اکبرنگر یعنے راج محل کو اسی میدان مین سے راہ جاتی تہی۔ بنگال کی دارالحکومت مرزا شجاع نے اکبرنگر ہی کو مقرر کیا تہا۔ منگیر مین مرزا کا ارادہ اقامت کا تہا۔ مگر جب لشکر شاہی آیا۔ تو راجہ بہروز شاہزادہ محمد سلطان سے جاملا۔ اور اوسکی ہدایت کی موافق لشکر شاہی نے منگیر کو چھوڑ دیا۔ اور وہ پہاڑ سے دائین طرف دامن کوہ کہرکپور مین کہ جنگل سے گہرا ہوا تہا گیا۔ اور یہہ ارادہ کیا کہ مرزا شجاع کے عقب پر حملہ کرین۔ جب اوسکو یہہ خبر ہوئی تو وہ ۱۴ کوس منگیر سے آگے چلا گیا۔ اور لشکر شاہی پٹالہ پور مین منگیر سے بیس کوس پر گیا۔ یہان سے معظم خان منگیر کے بندوبست کی لئے روانہ ہوا۔ اور شاہزادہ یہان مقیم رہا۔ مرزا شجاع رنگاہی مین پہونچا۔ وہ مثل منگیر کے پہلے سی مستحکم تہا۔ اور اب مرزا نے اوسے زیادہ تر استوار کیا۔ اور اوسکی حفاظت خواجہ کمال زمیندار بیربہوم کو سپرد کی۔ اور بیربہوم مین اپنے نوکر سفندیار کو بہیجدیا کہ وہ لشکر شاہی کا سدراہ ہو۔ مگر خواجہ کمال بہی شاہزادہ محمد سلطان سے مل گیا۔ اور یہان بہی لشکر شاہی نے دائین طرف پہاڑ سے دامن کوہ مین کوچ کیا۔ سفندیار نے جب خواجہ کمال کا یہہ حال دیکہا تو وہ بہی اولٹا چلا گیا +

اب لشکر شاہی مین یہہ فساد برپا ہوا کہ اجمیر سے جہوٹی جہوٹی خبرین راجپوتون کے پاس آنی شروع ہوئین۔ اونہون نے شاہزادہ کی اطاعت سے قدم باہر اوٹہایا

اور ۱۶ رجب کو بیربہوم سے دو تین منزل ورے وہ سب علیحدہ ہوگئی۔ جب لشکر شاہی نے بیربہوم سے گذر کیا۔ تو شجاع وہانہ ٹہرا۔ اور سیدہا اکبرنگر مین پندرہ کوس تہا جا پہنچا۔ اوائل ماہ رجب مین وہ یہان آیا۔ اور اوسط ماہ مذکور مین دریا گنگ سے عبور کرنے کا ارادہ کیا۔ اور وہ گذرد وگاچہی پر کہ بارہ کوس اکبرنگر سے ہے مخصوص آباد کی طرف جسکو جعفر خان کے زمانہ سے مرشد آباد کہتے ہین آیا۔ الہ وردی خان اور اوسکے بیٹے سیف اللہ خان فی جنکے پاس کچہہ آدمی مرزا سے ناراض ہوکر آگئے تہے کچہہ پادشاہی آدمی تہے۔ مرزا کے روکنے کا ارادہ کیا۔ وہ یہہ خبر سنکر اولٹا اکبرنگر کو گیا۔ اور الہ وردی خان اور اوسکے بیٹی کو فریب اور دغا سے بلاکر مار ڈالا۔ اور پہر ۲۱۔ رجب کو دو گاچی سے عبور کرکے باقرپور مین آیا۔ اور سان سے سوتی تک جابجا مورچے لگائے۔ اور نوارہ اور توپخانے مقرر کئے۔ شاہزادہ محمد سلطان اور معظم خان لشکرون کے ساتہہ اکبرنگر مین سلخ رجب کو داخل ہوئے۔ اور دوگاچی سے عبور کیا۔ موضع مذکور اور باقرپور کے درمیان ایک زمین مرتفع تہی۔ مرزا شجاع نے اسپر مورچے لگائے اور لشکر شاہی پر توپین چلائین۔ معظم خان نے ابن زمین کے چہین لینے کا قصد کیا۔ اور اس ارادہ سے دریا کے پار لشکر لے گیا۔ جسوقت دشمنون نے اس لشکر کی شکل دیکہی تو وہ زمین چہوڑکر بہاگ گئے۔ اور لشکر شاہی نے اس زمین پر قبضہ کرلیا۔ اور مورچے جمادئے۔ دوسرے روز مرزا شجاع کا لشکر نواڑہ مین کشتیون کے اندر بیٹہہ کر آیا۔ اور اس زمین پر گولے برسانے شروع کئے۔ غرض پانی پر آتش کارزار گرم کی۔ لشکر شاہی نے بہی زمین مرتفع پر سے گولے اونپر مارے غرض دو روز تک لڑائی رہی۔ بعد ازان مرزا شجاع کی سپاہ نے اس زمین کے لینے کا ارادہ

اور اپنے مورچون کے استحکام مین مصروف ہوا۔ اور روز نواڑہ مین بیٹھہ کر یہہ لشکر اکبرنگر کی طرف جاتا۔ اور وہان محمد مرزا دیا دشاہ کا لشکر لیئے پڑا تہا۔ اوسی روز کچھہ لڑائی توپ تفنگ سے ہوجاتی۔ دو کاچی اور اکبرنگر کے پاس ایک دریا عریض واقع تہا۔ اور شجاع بادشاہی توپخانون کے مقابل توپخانہ لئی بیٹھا تہا۔ اور سقدر نوارہ کہ اوسپر بادشاہی لشکر عبور کرے معظم خان کے ہاتھہ نہین لگتا تہا۔ اسلیئے وہ آٹھہ سات ہزار لشکر کو لیکر سوتی مین کہ اکبرنگر سے چودہ کوس پر جہانگیرنگر کی سڑک پر تہا چلا گیا۔ اور یہان وہ کشتیون کے جمع کرنے مین مصروف ہوا۔ اور دو کاچی سے سوتی تک اوسنے جابجا موچے لگا دیئے۔ اور علی قلیخان کو دونا پور مین کہ باقر پور سے چھہ کوس تہا مقرر کیا۔ اور شاہزادہ محمد سلطان دو کاچی مین مقیم رہا۔ مرزا شجاع نے نورحسن کو سوتی پر اور سہندیار کو دونا پور پر مقابلہ کرنیکے واسطے مقرر کیا۔ اور خود بادشاہزادہ کے مقابلہ مین کہڑا ہوا۔ اور زین الدین بڑے بیٹے کے ساتھہ اہل و عیال و مستورات کو ٹانڈہ مین بہیجدیا۔ اور دولت اور مال بہی اوسکے ساتھہ کر دیا۔ اب معظم خان نے سوتی مین سو کشتیان جمع کرلین۔ مخالفون نے دوسرے طرف دمدمے لگا لیئے۔ اور اوسپر آٹھہ توپین چڑہالین۔ اور اوسنے لشکر شاہی کا نقصان کرنا شروع کیا۔ معظم خان نے ایک دن کشتیون مین لشکر شکست پائی۔ مگر دوسرے روز پہر کشتیونمین بیٹھہ کر گیا۔ اور چھہ توپین چھین کر لے آیا۔ اور دو توپون مین میخین ٹھوک کر بیکار کر آیا۔ جب یہہ دستبرد معظم خان کو ہاتھہ لگی۔ تو اوسنے ۱۹۔ شعبان سنہ جلوس کو تہر کشتیونمین لشکر اور آلات جنگ لڑنے کے لئے روانہ کئے۔ مگر دشمنون نے اس لشکر کو بڑی ہزیمت دی اور دو روز تک لڑائی رہی۔ اور لشکر شاہی نے بڑی تباہی اوٹہائی۔ اور بڑے بڑے سردار کام آئے

شاہزادہ محمد سلطان کا مرزا شجاع سے ملنا۔ اور اور واقعات

مرزا شجاع اور شاہزادہ محمد سلطان مین خط و کتابت شروع ہوئی۔ معلوم نہین کہ چچا کی تحریر نے کیا سحر شاہزادہ پر کیا کہ وہ باپ سے مخالف اور چچا سے موافق ہوگیا۔ باوجودیکہ وہ خود جانتا تہا کہ باپ کی تخت و تاج کا مین ہی وارث ہون۔ چچا کی بیٹی سے پہلے اوسکی نسبت ہوچکی تہی۔ ادہر اس نسبت کی کشش تہی۔ اودہر معظم خان سے اوسے رنجش تہی۔ پادشاہ نے سپاہ کا کامل اختیار معظم خان کو دیا تہا۔ شاہزادہ اوسکی حکومت سہتے سہتے بہت تنگ ہوگیا تہا۔ سوا اسکے کچھہ فتنہ پردازون نے اوسکے دلون کے درمیان کدورت کا غبار اوٹہایا تہا۔ غرض ۲۷ رمضان ۱۰۶۹ھ / جون ۱۶۵۹ء کو اپنے چند عمدہ رفیقون کو ہمراہ لے کشتی مین بیٹہا اور چچا پاس چلا گیا۔ مرزا نے نہایت اوسکی تعظیم اور توقیر کی۔ اپنے چہوٹے بیٹے بلند اختر کو استقبال کے لئے بہیجا۔ اور دو کاچی کو ایک نواڑہ روانہ کیا کہ سارا مال اسباب شاہزادہ کا لے آئے۔ جسوقت یہہ واقعہ پیش آیا۔ تو شاہزادہ کے لشکر مین کمال اختلال آگیا۔ اسوقت معظم خان نے کام کیا کہ فوراً شاہزادہ کی لشکر مین آیا۔ اور اسقدر اوسکی دلداری اور خاطرداری کی کہ اوسکا انتظام ہوگیا۔ اور مرزا شجاع کا لشکر جو دو کاچی پر شاہزادہ محمد سلطان کا اسباب لینے جاتا تہا اوسکو بہی دفع کردیا۔ اور اب وہ اس فتنہ نا ملائم کی تدبیر تدارک مین ہمہ تن مصروف ہوگیا۔ موسم برسات کا آگیا تہا۔ اسلئے موضع معصوم بازار مین کہ زمین مرتفع تہی اور اکبرنگر سے تیس کوس تہا برسات کے دن کاٹنے کے لئے چلا گیا۔ اور اکبرنگر مین بہت سی امیر چہوڑ گیا۔

پادشاہ کا حکم داؤد خان صوبہ دار بہار کے نام صادر ہوا کہ وہ لشکر لیکر منڈہ جائے۔ غرہ رمضان کو وہ روانہ ہوا۔ اور پٹنہ پر گنگا سے عبور کیا۔ موسم برسات کا تہا۔ دریا بہت چڑہا اور گندک نہایت طغیانی پر تہے۔ اور بعض شعبے دریا گنگ کے ایسے حائل تہے کہ اونپر

بغیر کشتی اور پل کے عبور ہونا دشوار تہا۔ سواے اسکے ہر جگہ دشمن رستہ روکے بیٹھے ہوئی تہے غرض بہاگل پور تک پہونچتے پہونچتے ایک عرصہ لگ گیا۔ جا بجا لڑنا پڑا۔ اب آگے کوسی و کالہ پانی و مہاندی سد راہ ہوئے۔ اسلئے لشکر شاہی قاضی کوہ مین بہاگل پور کے محاذی مقیم رہا۔ اور برسات کے ختم ہونیکا منتظر رہا۔ اب مرزا شجاع کا تصرف اکبر نگر پر ہوگیا تہا۔ اسلئے داؤد خان نے بہی دریا سے عبور کرکے اقامت کی۔ ربیع الاول کے آخر مین موسم برسات کا ختم ہوا۔ اور معظم خان اور مرزا شجاع مین لڑائیان شروع ہوئین۔ مرزا نے برسات کاٹنے کی لئے ٹانڈہ مین اقامت اختیار کی تہی۔ اور وہین لشکر جمع کیا تہا۔ رحمان خان مخاطب بہ رشید خان جو مرزا کی طرف سی جہانگیر نگر مین حاکم تہا۔ اوسنے معظم خان سے ملنے کا ارادہ کیا۔ اسلئے مرزا نے زین الدین کو بہیجا کہ اوسکا کام تمام کرے۔ غرض مرزا زین الدین نے اوسے فیقد کر دغا سے کام تمام کیا+

اکبر نگر پر تصرف مرزا شجاع کا

اس شہر کے ایک طرف ایک پہاڑ تہا۔ اور برسات مین وہ تین طرف پانی سے ایسا گہر گیا کہ آدمی اور گہوڑے کی چلنے کی لئے راہ خشکی کی کوئی باقی نہ رہی۔ کشتی اور نواڑہ سے وہان کام چل سکتا تہا۔ مگر کل نواڑہ پر مرزا شجاع قابض تہا۔ اس سبب سے یہان لشکر شاہی اذوقہ اور رسد کے ہاتہہ سی نہایت تنگ تہا۔ بہت سی دواب اور مرکب تلف ہوگئی۔ غرض یہہ حال دیکہہ مرزا شجاع نے اکبر نگر پر حملہ کیا۔ لشکر شاہی نے سخت مقابلہ کیا۔ آخر کار مغلوب ہوا۔ اور ذوالفقار خان لشکر لیکر دامن کوہ کی راہ سے معصوم بازار مین معظم خان سی جا ملا۔ بعضے سپاہی لشکر شاہی کے مرزا شجاع سے جا کر مل گئے اور بہت سی خدمتگار شاہزادہ محمد سلطان کے اوس پاس چلے گئے۔ اور ہاتہی اور کارخانے

اوسکے ساتھہ لیگئے۔ مرزا کے لشکر نے ایام برسات اکبر نگر مین بسر کئے۔ بعد برسات کے بادشاہزادہ محمد سلطان ٹانڈہ مین اپنے چچا کی بیٹی سے شادی کر کے لشکر کے ساتھہ اکبر نگر مین آیا۔ اب مرزا شجاع نے لشکر آراستہ کیا۔ اور معصوم بازار مین معظم خان سے لڑنے کیواسطے آٹھہ ہزار سوار لیکر چلا۔ وہ بھی معصوم بازار سے اوسکے مقابلہ کرنیکے لئی چلا۔ اور جب موضع بلکھنہ کے قریب پہونچے۔ یہان وہ ایک نالہ کے نیچے جو بہاگیرتی سی ملتا تہا مقیم ہوا۔ اور اس نالہ کا پل باندہ کر مورچے جمائے۔ اور توپخانی لگائے۔ مرزا شجاع یہہ چاہتا تہا کہ نواڑہ سے جدا نہ ہو اسلئے وہ براہ راست جو اکبر نگر سی لشکر شاہی تک چوبیس کوس تہی نہ آیا۔ بلکہ چکر کہا کر دو مہینہ مین آیا۔ غرہ ربیع الثانی ۲ سنہ جلوس کو وہ بلکھنہ مین لشکر شاہی کی قریب وارد ہوا۔ بیچ مین نالہ حائل تہا۔ اسلئے توپ و تفنگ سی لڑائیان شروع ہوئین۔ اور آٹھہ روز تک یہی ہنگامہ گرم رہا۔ نہ پل کی پار وہ اوتر سکے نہ یہہ اوتر سکے۔ لڑائی مین کبہی ادہر کا پلہ بہاری ہوجاتا کبہی اودہر کا۔ آخر کار معظم خان فی نالہ سے عبور کر کے دشمنون پر حملہ کیا۔ ایک سخت لڑائی ہوئی۔ اور دشمن کے بڑے بڑے نامی سردار ماری گئے۔ بعد ازان مرزا خود لشکر لیکر معظم خان سی تیسرے پہر لڑنے آیا۔ اور توپ و تفنگ سی لڑائی شروع ہوئی۔ معظم خان نے دشمنون پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر اسوقت سردارون مین آپسمین خودسری اور ناموفقت ہو رہی تہی اوسکی فرمانبری نہ کی۔ اس سبب سے لشکر کا انتظام بگڑ گیا۔ شام تک لڑائی رہی۔ پہر رات ہوگئی دونو لشکر اپنی اپنی جگہ پر چلے گئی معظم خان نے یہہ اپنی لشکر کے افسرون کی خودسری دیکہہ کر لڑائی کو التوا مین ڈالا۔ اور اس امر کا منتظر رہا کہ داؤد خان ٹانڈہ مین پہونچ جائے شجاع یہان سے خود بخود ٹل جائے۔ اور دلیر خان لشکر لیکر اوسکی کمک کیلئے آجائے نیا لشکر بادشاہ نے اوسکی کمک کے واسطے بہیجا تہا۔ اسلئے وہ بہاگیرتی سے عبور کر کے

مخصوص آباد یعنی مرشد آباد کی طرف چلا۔ جب مرزا شجاع نے یہہ ضعف لشکر شاہی اور معظم خان مین دیکہا۔ تو وہ اوسکے تعاقب مین چلا۔ اور دشمن کی چال سمجہا۔ گذر نصیر پور کہ مخصوص آباد سے چہہ کوس تہا آن پہونچا۔ طرفین سی ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ دس بارہ روز تک یہان بہی لڑائی رہی۔ ۲۱۔ ربیع الثانی کو دریا سے اوتر نیکا قصد مرزا نے مصمم کیا تہا کہ یہہ خبر اوردیاس آئی کہ داؤد خان ٹانڈہ پر جا پہنچا۔ اب اوسکو وہان کا فکر ہوا۔ یہان سی وہ اوس طرف روانہ ہوا۔ معظم خان اوسکے پیچہے پڑا۔ اور راہ مین کئی لڑائیان ہوئین۔ مرزا دونا پور گیا۔ وہان سی ہزیمت اوٹہا کر دوکاچی مین پہونچا۔ وہ آگے آگے پادشاہی لشکر پیچہے پیچہے چلا جاتا تہا۔ ساری ملک پر پادشاہی آدمیون کا قبضہ ہوتا جاتا تہا+

شاہزادہ محمد سلطان کا معظم خان کی لشکر مین آنا اور مرزا شجاع کا خاتمہ

برسات کی بعد جتنی لڑائیان ہوئین اونمین یہہ شاہزادہ حجا کے ساتہہ تہا۔ اب وہ ٹانڈہ مین اپنی بی بی کی عیادت کو آیا تہا۔ معلوم نہین کہ وہ اپنی کسے کی پشیمان ہوا۔ جیسا وہ معظم خان کے ساتہہ رہنی سے ناخوش تہا۔ ایسا ہی وہ اب مرزا شجاع کی معیت سی تنگ تہا۔ کیا اوسنی یہہ دیکہا کہ چچا جان کی شجاعت کچہہ کام نہین کرتی۔ اوسکے ساتہہ رہنی مین سوا ندامت کے کچہہ اور نہین حاصل ہوگا۔ یا وہ خود ہی تلون مزاج تہا۔ غرض اوسنے خفیہ خط وکتابت اکبر نگر کے حاکم اسلام خان سے شروع کی۔ اور ۲۷۔ جنوری ۱۶۶۰ء ۶۔ جمادی الآخر ۱۰۷۰ھ کو شکار کا بہانہ کر سوار ہو دریا کے کنارہ پر پہنچا۔ یہان کشتی مین خود اور گیارہ رفیقون اور ملازمون اور اسباب کو چار کشتیون مین سوار کر کے گذر ٹانڈہ سے عبور کر کے دوکاچی مین پہنچا۔ یہان اسلام خان استقبال کے لئی لشکر کے ساتہہ کہڑا ہوا تہا۔ مرزا شجاع کے آدمی بہی اوسکی تعاقب مین آئے۔

مگر جب یہان یہہ لشکر شاہی دیکہا تو وہ اولٹے پہر گئے +

مرزا شجاع نی جب یہہ دیکہا تو اوسنے اپنے بیٹی بلند اختر کو حکم دیا کہ جہان جہان دریا پایاب ہو گئے ہون وہان مورچے باندہ کر لشکر شاہی کو نہ اوترنے دی۔ اور وہ خود فوج لیکر داؤد خان کے لشکر کے برابر آیا۔ اب ٹانڈہ مین مرزا شجاع کے لشکر کا ہجوم تہا۔ وہان معظم خان نی لشکر بہیجا۔ اور بگلہ گہاٹ کی قریب سخت لڑائی ہوئی مرزا کو ہزیمت ہوئی۔ وہ ٹانڈہ بہاگ کر آیا۔ یہان سے اہل وعیال اور مال اسباب لیکر جہانگیر نگر گیا۔ وہان بہی معظم خان نی اوسکا پیچہا نہ چہوڑا۔ اب شجاع مین کچہہ دم نہ رہا۔ بڑے بڑے سردار اوسکی معظم خان سے جا ملے۔

۶ ر شہر رمضان سنہ جلوس کو وہ زین الدین اور بلند اختر اور زین العابدین اپنے بیٹون اور چند ہمراہیون کو ساتہہ لیکر راجہ اراکان کی حمایت مین چلا گیا۔ آگے کچہہ حال نہین معلوم ہوتا کہ کیا اوسپر گذرا۔ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ راجہ اراکان نے شجاع کو اپنے ملک سی دغا و فریب سے نہ نکلنے دیا۔ اور مرزا نے وہان کے مسلمانون سی سازش کر کے راجہ کی اوکہاڑ نے کسی طرح ڈالی تہی۔ اب بڑی حیرانی مین سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا شجاع اور اوسکی اولاد کو وہ گمگشتگی نصیب ہوئی کہ جسکی بازیافت نہ ہوئی۔ بنگالہ کی سپاہ کی پریشانی سنکر بادشاہ نی ارادہ بنگالہ کا کیا۔ راہ ہی مین تہا کہ فتح اور ظفر اور شاہزادہ کی چلی آنے کی خبر سن کر اسلئے فسخ عزیمت کیا۔ شاہزادہ محمد سلطان مقید ہو کر باپ پاس آیا۔ اور سلیم گڈہ مین مقید کیا گیا۔

سلیمان شکوہ کا مقید ہونا

بہت دنون تک بادشاہ کو بہائی شجاع کے معاملات مین تردد رہا مگر اب وہ رفع دفع ہو گیا۔ اب سلیمان شکوہ کی طرف توجہ ہوئی۔ تم کو یاد ہوگا کہ ہم پہلے لکہہ آئے ہین کہ وہ راجہ سری نگر کی حمایت مین تہا۔ اول بادشاہ نی اوسے دمکایا اور ڈرایا۔ اوسنے اپنی عزت کی

خیال سے یا کسی اور سبب سے یون ہی اوسنے نہ مانا تو لشکر کو اوسپر چڑہایا۔ غرض جب راجہ نے دیکھا
کہ سلیمان شکوہ کی حمایت سی کچھہ حاصل نہین ہے۔ تو اوسنے راجہ جی سنگہ کی معرفت اپنی
عفو تقصیر کی درخواست بادشاہ سی کی۔ اس راجہ کی سفارش کا بادشاہ کو بڑا خیال تہا۔
اور وہ ہندؤن کے ساتہہ عہد و پیمان ہونے کا بڑا وسیلہ تہا۔ غرض بادشاہ نے اس راجہ کے کہنے سی
اوسکا قصور معاف کر دیا۔ راجہ جی سنگہ کا بیٹا کنور رام سنگہ ۱۹ ربیع الثانی کو سری نگر
روانہ ہوا۔ اب وہان کے راجہ پرتہی سنگہ نے اپنے آدمیون کو روانہ کیا۔ کہ سلیمان شکوہ جہان ہو
اوسے لے آؤ۔ جب راجہ کے آدمی اوس پاس پہونچے تو وہ مقابلہ سے پیش آیا۔ اور محمد شاہ کو کہ
اوسکا اور کئی ہمراہی اوسکے کام آئے۔ غرض ۵ پانچوین جمادی الاولی کو گرفتار ہو کر
کنور رام سنگہ کے حوالہ کیا گیا۔ ساتوین کو یہہ خبر بادشاہ پاس پہونچی جسنے بہتیجے کی گرفتاری
پر شادیانے بجوائے۔ اور ۱۱ کو وہ دار الخلافہ شاہجہان آباد مین آیا۔ بادشاہ نے اوسے
جان کی امان دیکر شاہزادہ محمد سلطان کے ساتہہ سلیم گڈہ مین قید کر دیا۔ بعد ازان دونون کو
گوالیار کے قلعہ مین روانہ کر دیا۔ تاکہ سب سے عیان سلطنت ایک جگہ مقید رہین۔ یہہ ایک
عجیب بات ہی کہ الفنسٹن صاحب نے جہان جہان یہہ لکہا ہے کہ بادشاہ نے کسی ہندو راجہ
سے راجہ جے سنگہ کی معرفت صلح چاہی یا کوئی اور کام نکالنا چاہا۔ وہان اوسکے برخلاف
فارسی تاریخون مین یہہ لکہا ہے کہ اوس ہندو راجہ نے اپنی تقصیرات کی معافی راجہ
جے سنگہ کی معرفت چاہی۔

مراد کا قید مین مارا جانا

بڑے دو بہائیون اور بعض بہتیجون کا حال ہم سے سن چکے۔ اب چہوٹے بہائی مراد کا
حال سنو۔ کہ وہ گوالیار کے قلعہ مین قید تہا۔ فصیل پر سے رسی لٹکا کر قلعہ سی بہاگنا چاہتا تہا

مگر وہ اپنی ایک معشوقہ ہندی نژاد سے جب رخصت ہونے لگا۔ تو اوسنے ایسا پکار پچکار کر رونا شروع کیا کہ پہرہ والے اوسکے ارادہ سے واقف ہو گئے۔ اور وہ اپنی مراد سے نامراد رہا اورنگ زیب اب یہہ سوچا کہ جب تک یہہ بھائی زندہ ہے تب تک اپنی خیریت وسلامتی نخیر ہے۔ اوسنے قتل کے لئے یہہ سامان تیار کیا۔ کہ جب مراد بخش گجرات مین حاکم تہا اور ایک ملازم پر سازش کا شبہ ہوا۔ اظہار دن کے وقت اوسنے بہت گستاخی کی تو اوسنے اوسے قتل کروا ڈالا تہا۔ آسکے بیٹی کو سمجھا بجھا کر مدعی بنایا۔ اور بادشاہی عدالت نے قاتل پر قتل کا فتوی دیا۔ بادشاہ نے اپنے ناشاد نامراد بھائی کو قصاص کا حکم سنایا۔ اوسنے جواب دیا کہ مین مرنیسے نہین ڈرتا۔ مگر مین نے جسوقت قتل کا حکم دیا تہا تو مین ایسا حاکم تہا کہ ایسے حکم کا مجاز تہا۔ اور تم نے بہی مجکو بادشاہ مان رکہا تہا۔ ایسی صورت مین حاکم پر کسی شرع اور قانون مین قصاص کرنا نہین آیا۔ مگر بادشاہ کی عدالت مین یہہ عذر نامسموع ہوا۔ اور وہ نامراد نوجوان مارا گیا +

راجہ کرن بہورتیہ کی سرکوبی کیواسطے لشکر کا بہیجا جانا

شاہجہان کی بیماری کی حالت مین بادشاہ کے حکم سے بہت سا لشکر بیجاپور کی مہم سے اپنے ساتہہ داراشکوہ کی حمایت کیلئے یہہ راجہ عالمگیر کے ساتہہ ہی لے گیا تہا۔ اور بے رخصت اپنی وطن بیکانیر چلا گیا تہا۔ اب اورنگ زیب کے بادشاہ ہونے پر بہی اوسکا خوف اوسپر ایسا غالب تہا کہ وہ بادشاہ کی خدمت مین نہین حاضر ہوتا تہا۔ جب فرمان حاضر ہونیکے واسطے گئے تو یہ نہین حیلے اور عذر کی عرضیان بہیجدین۔ اب بادشاہ نے امیر خان کے ساتہہ ایک لشکر نو ہزار آدمیون کا اوسکی تادیب کے واسطے ۱۲ ذی الحجہ ۱۰۶۱ھ کو روانہ کیا۔ کیسنگہ راجہ کرن کا بیٹا اس مہم مین بادشاہ کے ساتہہ تہا ۱۶۷۱

اوسکو باپ سی تعلق نہ تہا۔ غرض جب امیر خان لشکر لیکر بیکانیر کے نزدیک پہونچا۔ تو راؤ کرن سنگہ خواب غفلت سی بیدار ہوا۔ اور وہ امیر خان کے پاس چلا آیا۔ اور اوسکو اپنا شفیع عفو جرائم کے لئے بادشاہ کے ہان بنایا۔ اوسکو وہ لیکر بادشاہ کے روبرو لایا۔ ۸ ربیع الثانی ۱۰۷۲ھ کو وہ بادشاہ کی خدمت مین مع اپنے دو بیٹون انوپ سنگہ اور پدم سنگہ کے حاضر ہوا۔ بادشاہ نی اوسکا قصور معاف کر دیا +

فتح کوچ بہار و ملک آسام

آخر سال ۱۰۶۷ھ مین شاہجہان کی بیماری کے سبب سے تمام ملک مین فتور برپا ہو گیا۔ چنانچہ بیم نرائن زمیندار کوچ بہار نے تمرد اختیار کیا۔ اور بادشاہی ملک کام روپ پر متصرف ہوا۔ اسوقت ملک آسام مین کہ دریا برہم پتر کے کنارہ پر واقع ہے۔ اور ایسی پہاڑون سے گہرا ہوا ہے جیسے جنگل کے جنگل کہڑے ہین۔ راجہ دیہنگر راجہ تہا۔ اوسنے بہی ملک کام روپ کی فتح کا قصد کیا۔ اور خشکی کی راہ سے ایک لشکر کثیر بہیجدیا۔ شجاع کی بے انتظامیون سے اسامیون کا تسلط جہانگیر نگر یعنے ڈہاکہ کے قریب تک ملک پر ہو گیا۔ اب معظم خان کی اہتمام سے ملک بنگال مین انتظام ہوا۔ تو بادشاہ نی اپنے قوی بازو اور دانشمند وزیر معظم خان کو ان دونون مہمون کا انصرام سپرد کیا۔ وہ ۱۸ ربیع الاول سنہ ۴ جلوس فقیر لوپ سے روانہ ہوا۔ ۲۷ کو کوچ بہار کو فتح کیا۔ اور عالمگیر نگر اوسکا نام رکہا۔ اور ۲۶ کو وہ ملک آسام کی تسخیر کے ارادہ سی چلا۔ اور گہوڑہ گہاٹ کی راہ سے اوس ملک مین پہونچا۔ اور پانچ مہینہ تک لڑ بہڑ کر ۱۲ ماہ ربیع الثانی ۱۰۷۲ھ سنہ ۱۶۶۲ء مین کہرگانوہ دار السلطنت ملک آسام کو نہایت مردانگی اور دلاوری سے فتح کیا۔ اور بہت اسباب لوٹا۔ بادشاہ کو ایک عرضداشت بہیجی جسمین اوسنے بڑی افتخار سے اس فتح کا حال لکہا۔ اور یہہ بیان کیا

کہ حضور کے اقبال سے اب آگے چین تک رستہ کشادہ کیا جاویگا۔ بعد ازان برسات کا موسم آیا۔ اور بارش سے چارون طرف ایک عالم آب ہوگیا۔ سپاہ کو سوار ہونیکی مجال نہ تہی نہ چرکٹے چارہ لاسکتے تہے۔ سوار اسکے چارون طرف سے اس ملک کی باشندی جمع ہوگئے۔ اور رسدون کو لوٹنے لگے۔ اور متفرق سپاہیون کو جان سے مارنے لگی۔ غرض طرح طرح کی تکلیفین پہونچانے لگے۔ اب ساری ملک مین سوار گہر گانوہ اور متہرا لوٹ رکے کہین تسلط شاہی نہ تہا۔ پیم نرائن پہر ملک کام روپ پر تسلط ہوگیا۔ اور بادشاہی تہانے اوسنے اوٹہادئے۔ لشکر مین وبا پہیلی۔ اگرچہ تازی کمک اور امداد آگئی۔ مگر معظم خان نے اپنی تدبیرین اور منصوبے جو بڑے بڑے آگی بڑہنے کی تہے وہ چہوڑ دئے۔ اور اپنی ساری عقل و ذہن کو اس کام مین لگایا کہ سپاہ کے ہٹانیکی حفت نہ اوٹہانی پڑے اور راجہ سے خراج اور نذرانہ طہہرا جائے۔ چنانچہ پانچوین جمادی الآخر کو راجہ کی وکیلون نے بیس ہزار تولہ سونا اور ایک لاکہ بیس ہزار تولہ چاندی اور بہت سے ہاتہی اور پانچ چار لڑکے اور لڑکیان باجاؤنکی نذر مین دینی قبول کرلین۔ اور ۶۔ جمادی الثانی ۱۰۷۳ھ کو آسام سے لشکر بادشاہی واپس چلا۔ معظم خان نے اس بڑہاپے مین وہ مصیبتین اور آفتین اوٹہائین جو ادنی سپاہی اوٹہاتے ہین۔ ہنوز ڈہاکہ مین نہین داخل ہوا تہا کہ ۳۱۔ ماہ ۱۶۶۳ء کو سفر آخرت پیش آیا۔ ۲۔ رمضان ۱۰۷۳ھ لاہور مین بادشاہ کو اسکی خبر پہونچی۔ تو اوسنے اوسکے بیٹے محمد امین خان کو باپ کا منصب عنایت کیا۔ اور اوسکی نہایت تشفی کی۔ اور لکہا کہ تیرا باپ اور میرا خوفناک دوست مرگیا۔

بادشاہ کی علالت اور صحت

معظم خان ایسا زبردست اور قوی رکن سلطنت تہا کہ بادشاہ کو بہی اوسپر رشک و حسد تہا

اور اوسے خوف اور اندیشہ دامنگیر تہا۔ اوسکے مرنیسے ان فکروں سے تو نجات ہوئی
مگر ایک آفت اوسپر ایسی آئی جس سے حیات مستعار اور سلطنت ناپائدار کی حقیقت
اوسپر کہل گئی۔ تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ رمضان کی مہینہ مین لوُمین خوب
چلتی تہین اور دن بڑی بڑے تہے۔ ان ایام مین بادشاہ نی روزے رکہی۔ سحر اور زیادہ
اور عبادات اور ریاضات کی تکلیف شاقہ اوٹہائی۔ اسلئے عید کی دن سے ہی
طبیعت بیمزہ ہونی شروع ہوئی۔ تین دن تک تو بادشاہ جشن کے جلسونمین مصروف رہا
۔ تیسری دن تپ کی شدت ہوئی۔ جشن کا سارا سامان اوٹہا دیا گیا۔ اطبا نے بادشاہ
کی فصد کہلوائی۔ غرض اس خون نکلنے اور تپ کی شدت سے زندگی کے لالے پڑ گئے۔
چہرہ کا رنگ اوڑ گیا۔ ہاتہہ پاؤن سے طاقت طاق ہوئی۔ بادشاہ کی اس حالت سے
سلطنت جدید اوسکے لرزنے لگے اور مملکت فتنہ سے ڈرنے لگے۔ یہان بادشاہ کی چہرہ پر
بیماری سے ہوائیان اوڑ رہی تہین اور ان دربارون نے یہہ ہوائیان اوڑا رکہی تہین کہ
راجہ جسونت سنگہ شاہجہان کو تخت سلطنت پر بٹہانے آتا ہے اور مہابت خان حاکم
کابل بہی اس غرض سے چلا آتا ہے۔ چنانچہ دارالسلطنت مین سازشین ہونی لگین
۔ کسی کو خیال ہوا کہ شاہجہان کو بادشاہ بنائے۔ کوئی سوچا کہ شاہزادہ معظم شاہ کو
تخت سلطنت پر بٹہائے۔ کسینی یہہ فکر کی کہ شاہزادہ اکبر شاہ کی سر پر تاج شاہی کہئے
مگر بادشاہ کے استقلال اور صبر اور متانت اور ہیبت نے کسی فتنہ کو نہ اوٹہنے دیا۔ باوجود
کمال تغیر حال اور اشتداد مرض کے فقط امن امان کے واسطے وہ روز باہر آتا۔ اور سلام مجرا
اپنے ملازمون کا لیتا۔ نماز جمعہ مین بہی شریک ہوتا۔ اس حال مین ہشتم شوال کو
شاہزادہ محمد معظم کے ولیعہد ہونیکی سب رسم ادا کی گئین۔ کچہہ تخفیف مزاج مقدس مین

ہوئی تہی کہ پھر مرض نے عود کیا۔ اور ایسی نوبت پہنچی کہ زبان سے بات کرنی مشکل تہی
۔ کئی جمعون کی نمازین وہ شریک نہ ہوسکا۔ خوابگاہ سے بہی باہر نہ آیا۔ مگر باوجود اس
ضعف اور نقاہت کی عرائض پر اپنے ہاتھ سے حکم لکہتا۔ اور روشن آرا بیگم اپنے بہن کے
پاس سے
مہر شاہی کو منگا کر اپنے پاس رکہہ لیا۔ کہ کوئی کچہہ فریب اور جعل نہ کرسکے۔ اور کوئی حکم
بغیر اوسکی مرضی کے نہ جاری ہوسکے۔ غرض اس مرض کی حالت مین بادشاہ نے وہ
اپنا ثبات اور سکون دکہایا کہ ہوشمند تعجب کرتے تہے۔ اور ذیقعدہ کو اوسکو صحت ہوئی
اوسکی بڑی خوشیان ہوئین۔ روشن آرا بیگم نے بہائی کی صحت کا جشن محل مین کیا۔
بادشاہ نے پچاس عورتون کو خلعت عنایت کیا۔ آٹھہ سات مہینہ بعد بادشاہ پنجاب
کی سیر کو گیا۔

دکن کے فسادون کا بیان

یہان بادشاہ شمال مین سیر و تماشے مین مصروف تہا۔ وہان دکن مین کچہہ اور ہی نیا
تماشا مرہٹے دکہا رہے تہے۔ اس قوم کا عروج عہد عالمگیری کے خصوصیات سے ہے اسلئے
ہم اول حال اس قوم کا لکہتے ہین۔

مرہٹون کی ملک کا بیان

دکن کے جغرافیہ مین ہم نے مہاراشٹر بیان کیا ہے۔ وہی مرہٹون کا گہر ہے۔ اوسکی
گنگا
حدود اربعہ یہہ ہین مغرب مین بحر ہند۔ شمال مین ست پڑی کے پہاڑ۔ نوم دود سے دان
تک۔ یہی دریا اوسکے مشرقی حد وہان تک بناتا ہے جہان سے دریا وارد ہ اوسکے
مشرقی حد سے شروع ہوتا ہے۔ اور مانک دروک مہور پر ختم ہوتی ہے۔ اور بنجہار اوسکو
تلنگانہ سے جدا کرتی ہے۔ کشنا اور مال پربہا اوسکی جنوبی حدین ہین مہاراشٹر کا قریب

ایک لاکھ میل تخمینہ ہوا ہے۔ اس ملک کی عظیم الشان کوہی نشانی مغربی گھاٹ ہین جنکو کوہ سہیادری بھی کہتے ہین۔ اور وہ اوسکی جنوبی حدون سے پڑے تک پھیلتی ہین۔ اور اونکی سبب سے ملک کی تین حصے ہو گئے ہین۔ ایک کانکن جو پہاڑون اور سمندر کے درمیان واقع ہے دوسرا گھاٹ یعنے خود پہاڑی پر کے اضلاع جنمین سے اکثر بہت عریض ہین تیسرا دیس یعنے زمین مرتفع جو سلسلہ کوہستان سہیادری کی مشرق کی طرف ہی کل مہاراشٹر کا ملک کوہستانی ہے۔ کہین زیادہ پہاڑ ہین کہین کم۔ اور چار سلسلے پہاڑون کے متقاطع اس زمین مرتفع مین واقع ہین یعنے ایک چاندور ہی جسکو اب شمالی گھاٹ کہتے ہین۔ دوسرا سلسلہ احمدانگر جو پونا کے نیچے واقع ہے۔ تیسرا جنوب مین مہادیو کے پہاڑ متصل ستارا کے جسکو زیادہ مفصل حال اس ملک کا دیکھنا منظور ہو وہ ہمارے جغرافیہ مین دیکھے۔ غرض اس بیان سے یہہ ہی کہ یہہ ملک پہاڑون اور جنگلون اور جھاڑیون اور ندی نالون کے سبب سے نہایت دشوار گذار ہی۔

مرہٹون کی قومیت کا بیان

مہاراشٹر مین زیادہ تر ہندو رہتے تہے۔ گو وہان مسلمانون نے بہت سی مسلمان اور اور قومین بسائی تہین۔ کل پہاڑون مین عموماً اور شمالی پہاڑون علی الخصوص بھیل اور کولی اور اوسی قومین جو یہان کی اصلی قدیمی باشندے ہین آباد تہین اس ملک مین ہر قسم کے لوگ رہتے تہے۔ مرہٹون نے برہمنون کو چھوڑکر اور قومون کے بزرگون کو بھی پیر و مرشد بنانا اختیار کیا تہا۔ بعض اوقات کوئی مسلمان پیر بھی اونکا دینی معاملون مین ہادی اور پیشوا ہوتا تہا۔ کوئی قوم ایسی نہی جسکا کوئی نہ کوئی آدمی مرہٹون کا پیر مرشد نہ ہو۔ چونکہ ہندؤن کی ہان چہتریون کو یہہ دعوے ہی کہ ہم ما کے پیٹ سی ہی

سپاہی پیدا ہوتے ہین - اور خدا نے یہہ کام ہماری ہی نسل سے مخصوص کیا ہے -
اسلئے مرہٹون مین جو فرقہ سپاہیون کا ہوا - اونہنے رجپوت ہونیکا دعوے کیا اور
اسیلئے اونہون نے اپنی عورتون کو مسلمانون اور رجپوتون کی طرح پردہ مین بٹہایا -
اب ہم یہان یہہ نہین بیان کرتے کہ اونکا یہہ دعوے صحیح ہے یا نہین - مگر ہم یہہ جانتے ہین
کہ وہ رجپوتون کی طرح کا دل نہین رکہتے - رجپوتون کی عادت ہے کہ جب تک اونکی بیعزتی پر
نوبت نہین پہونچتی وہ ہاتہہ پیر نہین ہلاتے - برخلاف مرہٹون کے کہ وہ اپنے مطلب اور
غرض حاصل کرنیکے لئے جان جوکہون مین پڑجاتے ہین - فقط عزت ہی کے لئے نہین لڑتے
بلکہ اپنے مطلب اور غرض کے لئے بہی ہاتہہ پیر ہلاتے ہین - جو رجپوت سٹریل سے سٹریل ہوگا
اوسمین کوئی نہ کوئی بات اشرافت اور رحیل منسانت کی پائی جائیگی - مگر مرہٹہ جو بہوت
سے بہیل ہوگا اوسمین ضرور کوئی نہ کوئی پاجی پنے اور ناشائستگی کی بات دکہائی دیگی
- اور اونمین اسقدر فرق ہے کہ اگر یہہ دونو کسی کے دشمن ہوجائین تو راجپوت دانا اور
مرہٹہ ہیبت ناک اور ناخدا ترس دشمن سمجہا جائیگا - اول اول مسلمان نے مرہٹون کو
پاہل اور ورویس لکہہ اور دیس پانڈی وغیرہ عہدون پر مقرر کیا یعنے ضلع کی کارکنون
مین اونہین مقرر کیا - پہر احمد انگر اور بیجاپور کی ریاستون مین رسالہ دار اور جماعتہ دار
ہونے لگے - سترہوین صدی مین جب بیجاپور والون نے دکن والون کو فوج مین بہرتی
کرنا شروع کیا ہے تو بہت سے مرہٹون کو نوکر رکہا - اور اول اول اونے اونکے کام یعنی قلعہ
کے چوکی پہرہ وغیرہ کے اونکو دئے - اور جب یہہ معلوم ہوا کہ اونکو عمدہ سوار ہونیکی بہی لیاقت
ہے تو وہ بیجاپور اور احمد انگر کی ریاستون مین جنکی سوار نہین داخل ہونے لگے - اور پہر بہی
کچہہ اونمین گولکنڈہ کی ریاست مین بہی نوکر ہونے لگے - سولہوین صدی کے آغاز تک بہت تہوڑا

ذکر اہل اسلام کی تاریخ مین آیا ہے۔ مگر ملک عنبر کی عہد حکومت مین اونکا ذکر عزت اور آبرو کے ساتھہ ہوا۔ اور بعد ازان اونکا ذکر اور بیان تاریخ دکن کا ایک جزو اعظم بن گیا۔

خاندان بھوسلا کا بیان

احمد انگر کی ریاست مین ملک عنبر کے افسرون مین مالوجی نام ایک سردار تہا۔ اور خاندان اوسکا معزز اور ممتاز گنا جاتا تہا۔ اور وہ بھوسلہ کے نام سے مشہور و معروف تہا۔ اور وہ چند خود اسپہ سوارون سے ملک عنبر کا ملازم تہا۔ لکھوجی جادو راؤ بہی ملک عنبر کا ملازم تہا۔ مگر وہ بڑا نامی گرامی سردار احمد انگر کی ریاست کا تہا۔ اور اس سلطنت مین وہ ہزاری کا منصب کہتا تہا۔ اور وہ مالوجی کی نسبت ذات مین اونچا گنا جاتا تہا۔ شاہجہان سے اوسکے ملنے کا حال تم پڑہ آئے ہو کہ جسکے سبب سے ملک عنبر کو شکست ہو گئی تہی۔

ایک دن جادو راؤ کے گہر مین کسی تہوار کی تقریب سے بڑا جلسہ ہوا۔ مالوجی بہی اس جلسہ مین آیا۔ اور اپنے پانچ برس کے بیٹے سا ہو بھوسلا کو بہی ساتہہ لایا۔ اتفاق سے لڑکا اور یادوڑی کی لڑکی تین برس کی کہیلتی کہیلتی اوسکے پاس چلی آئی۔ اونہے پیار سے دونون کو اپنی رانون پر بٹہا لیا۔ اور ہنسی سے کہنے لگا کہ یہہ کیا اچہے دولہ دولہن ہین۔ مالوجی یہہ سنتے ہی بول اوٹہا کہ سارے سبہا گواہ رہے کہ میری بیٹی کی سگائی جادو راؤ جی کے بیٹے سے ہو چکی۔ جادو راے یہہ بڑا بول سنکر بہت بدمزہ ہوا۔ مالوجی ذات کا ہیٹا تہا۔ اسلئے اوسکے ہان بیٹی بیاہنے بیغرتی تہی۔ مگر آج کل مالوجی کا اقبال ایسا چمک رہا تہا کہ بہت سا روپیہ اوسکے ہاتہہ آگیا تہا۔ اپنے قوم کے آدمی ہزارون اوس پاس جمع تہے، اور احمد انگر کے دربار سے پنجہزاری کا منصب ملا تہا۔ اور ایک بڑی جاگیر اوسکو ملی تہی جسکے راج دہانی اوسنے پونہ مقرر کی تہی۔ غرض ذات کا عیب اس دولت و اقبال نے مٹا دیا

اور اب جو اوسنے اپنے بیٹی کی شادی کا دعوی کیا تو وہ جادو راؤ کو ناگوار نہ گذرا۔ اور وہ راضی ہوگیا۔ اور بعد تھوڑے دنون کے دونو کی سنجوگ نے ایسا زور کیا کہ شادی ہوگئی

سیواجی کی ولادت اور تعلیم

مرہٹون کے واسطے کیا اچھی مہورت سی یہہ بیاہ رچا کہ ایک سپوت ایسا پیدا ہوا کہ اوسنے اپنی قوم کی سلطنت کی نیو جمائی۔ اور یہہ پوت ۱۶۲۷ء مین پہاڑی قلعہ شیوندی مین پیدا ہوا۔ شیواجی اوسکا نام رکہا گیا۔ اسکا حال بہی عجیب و غریب ہی۔ اوسی سنہ مین پیدا ہوا کہ جس مسلمان لائق دانشمند فرمان روا اس دنیا سے ناپید ہوگئے ہین۔ اور اوسکے جنم سمہوم کے گرد چارون طرف سلطنتون کے تخت ڈگمگا رہے تہے۔ باپ اوسکا وہ شخص تہا جو تین سلطنتون کے معاملات صلح و جنگ مین شریک تہا اور اونسے مغلوب ہوچکا تہا۔ اور جو تہی سلطنت کی ساتہہ اسی قسم کے معاملات مین مصروف۔ ماں اوسکی وہ عورت تہی کہ اپنے تئین اون رجپوت راجاؤن کی نسل سے بتلاتے تہے جو مہاراشٹر مین راج کر چکے تہے۔ اور پہلے مسلمانون کے ہاتہہ سے نیست و نابود ہوچکے تہے۔ جسوقت وہ گہٹنیون کے بل چلتا تو اسوقت وہ اپنی ماں کی گود مین تہا جو ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ مین مغلون کے ہاتہہ سے بہاگتے پہرتے تہی۔ اور آخر کو جب وہ گرفتار ہوگئے تو اوسنے اپنے بچے کو تعلیم و تربیت کے لئے ایک دانشمند بہگت برہمن دادا جی گندیو کو سپرد کر دیا۔ یہہ نامی گرامی گروپونہ کی جاگیر کا ناظم ساہوجی کی طرف سے تہا۔ اس اوستادی شاہسوری شمشیرزنی نیزہ بازی تیراندازی پہاڑون کی نشیب و فراز پر چڑہنا اور تر ناندیون پر پہلانگنا سیکہا۔ اپنے پہاڑی دلاور دوستون کے ساتہہ وہ نیستان مین جاتا اور شیرون کو وہان سے نکالتا اور شکار کرتا۔ غرض تمام وہ ہنر سپاہیانہ جو اس ہونہار اولوالعزم کے

شان کے شایان تھا سیکھے۔ پڑھنے لکھنے کی طرف اونسے کچھ خیال نکیا۔ مگر اوستاد نے کرم دھرم گیان کے باتون اور پوجا پاٹ کا نہایت پابند کیا۔ اور اس سبب سے ایک متعصب ہندو ہوگیا۔ اوسے دیوتاؤن کی لڑائیان اور سورماؤن کی کہانیان سنوائین کہ جسے اوسکی طبیعت مین شجاعت اور مردانگی کے کامون کا عشق پیدا ہوگیا۔

شیواجی کا لٹیرا پن

چونکہ پونا ایک ایسی جگہ واقع ہے کہ جہان پہاڑی اور میدانی ملک آپسمین ملتے ہین۔ اسلئے شیواجی کا اتفاق صحبت دونو قسم کے آدمیون سے ہوا۔ اول پہاڑی لوگون سے اتفاق صحبت سیر و شکار مین ہوا۔ وہ اکثر اوسکے باپ کی سوارون مین بھرتی ہوتے تھے یا گہاٹون کے پاس پڑوس کے ڈاکو اور لٹیرے تھے۔ غرض یہہ اوسکے ہمراہی بڑی جماعت اور مضبوط تھے۔ اونکی صحبت سے بڑے بڑے کامون کا عشق اوسکی طبیعت مین پیدا ہوگیا۔ ادہر اس صحبت کا اثر اودہر دیوتاؤن اور سورماؤن کی نظم و ستانون کے خوش کلامی کی تاثیر ان دونون نے ملکر ایک جوش خروش بڑے بڑے کامون کا اوسکے دل مین پیدا کردیا۔ یہہ آفت روزگار جب سولہ برس کا ہوا تو دادا جی نے اوسکو جاگیر کے نظم و نسق مین شریک کرلیا۔ مگر اب وہ اوسکے حد اختیار سے باہر ہوگیا۔ ان لٹیرون کے ساتھہ شریک ہوا تو لوگون کو یہہ شبہہ پیدا ہوا کہ وہ بھی ملک کا ملک کے لٹیرون مین سے ہے۔ غرض اس لوٹ مار اور سیر و شکار کے سبب سے گہاٹون مین گہاٹون کی ساری گہاتیون سے وہ واقف ہوگیا۔ اور یہہ وہ سمجھہ گیا کہ کونسے ایسے مقامات ہین جہان حملہ کرنا چاہئے اور کونسے ایسی جگہ ہین جہان بیٹھہ کر اپنی حفاظت کرنی چاہئے۔ وہان جنگل کے باشندون سے پہلے ہی سے آشنا تھا۔ پونہ کی شمال مین جو گہاٹون کے

حصے مین اونمین پہیل اور کولی بستے تہے - اور جنوب مین جو حصے ہین اونمین قوم رامو سی آباد ہے - مگر پونہ کے مین مغرب مین مرہٹے بستی ہے - وہ مدت سے اس اجاڑ ملک کی سختیان اوٹہاتے ہے - جن وادی کوہ مین وہ آباد ہے اونکا نام مادل تہا - اسلئے اون کے باشندون کی مادلی کہتے ہے -

سیواجی کے یار و مددگار

سیواجی نے مادلیون کو اپنا یار بنایا - اونہین کی یاری اوسکی یاوری کا سبب ہوئے - تیز فہمی اور ہوشیاری اور دور اندیشی سیواجی پر ختم تہی - اونسے ان لوگون کے منتخب کرنیمین اپنی عقل کو خرچ کیا - اور اب چہوٹے چہوٹے منصوبون سے بڑی بڑی کامون کو سوچنے لگا - اور ایسی راہ نکالی کہ اوسکے یہہ سب دوست ان کامونمین بڑے کام آئے

پہاڑی قلعونپر سیواجی کا قبضہ

بیجاپور کی سلطنت مین جو پہاڑی قلعے تہے اونکی خبرگیری اچہی طرح نہ کی جاتی تہی - اکثر اونمین سے دار السلطنت سے دور تہے - اور بیاری کی گہر سمجہی جاتے تہے - کبہی اونمین ایک مسلمان افسر ہوتا - کچہہ ٹوٹی پہوٹی فوج کم تنخواہ کی اوس پاس ہوتے - کبہی یہہ بہی نہوتا - بلکہ جو اس پاس اونکے مال کے اہلکار ہوتے اونکی سپرد کر دیا جاتا - قطع نظر اسکے اسوقت بادشاہ بیجاپور ملک کرناٹک کی فتح مین سرتاپا مصروف تہا - اسلئے ان قلعون مین فوج شاہی بہ نسبت سابق کے بہت کم تہی - اب ان قلعونپر قبضہ پانیکے لئے سیواجی نے اپنی تدابیر کا آغاز اسطرح کیا - کہ پونہ سے جنوب مین بیس میل پر ایک پہاڑی قلعہ نہایت مضبوط تورنا تہا - ۱۶۴۶ء مین اونہی اپنے دوستونکی معرفت حاکم قلعہ سے گفتگو کی کہ وہ قلعہ اوسکے حوالہ کردی جب قلعہ دار اس بات پر راضی نہ ہوا تو پہر اونسے اپنا وکیل دربار

شاہی مین بھیجکر یہہ درخوست کی کہ یہہ قلعہ اوسکو عنایت ہو۔ وہ محصول پہلے حاکم سے
زیادہ ادا کریگا۔ اور بادشاہ کی جانثاری اور خدمت گزاری مین دل و جان سے مصروف
ہوگا۔ غرض یہہ اپنی درخوست بادشاہ کے ہان اہلکارون کو خوب رشوتین دیکر منظور
کرالی۔ اب قلعہ تورنا کو اوسنے مستحکم کیا۔ وہان اوسکو ایک خزانہ ہاتھہ لگ گیا۔ اس خزانہ
خداداد کے ملنے سے اوسنے اپنی عقلمندی سے اپنی بہگتائی کا یقین لوگون کو کرادیا۔ اور
بتلایا کہ یہہ بھوانی نے دیا کر کے خزانہ بھیجدیا ہے۔ اس خزانہ کو اوسنے کیا سپاہ مین
تقسیم کردیا۔ یا ایک اور نئے قلعہ کے برج و خندق کے مستحکم کرنے مین لگایا۔ اور
اور اوسکا نام راج گڈھ رکھا۔ یہہ اوسکی بڑی دانائی تہی کہ وہ اپنی سب مہمات مین مذہب
کی حمایت اور قوم کی رعایت کو ظاہر کرتا تہا۔ ٹھاکر دوارون اور مندرون کے جو موقوف
و مصارف مسلمانون نے ضبط کر لئے تہے اونکو بحال کرتا۔ اور اپنے ساری کامون مین بہگتا
اور جتی ستی ہونے کو ظاہر کرتا۔ اپنے حال پر دیوتاؤن کی خاص عنایت بتاتا۔ اپنے
سپنون کو مکاشفات بتاتا تہا۔ جب شاہ بیجاپور کو یہہ حال معلوم ہوا
تو وہ آئندہ چپ نہ بیٹہہ سکا۔ اور اوسکے باپ ساہوجی سے (بعض ساہجی بعض شاہجی
بعض ساہوجی اس نام کو لکہتے ہین) جواب طلب کیا۔ اور حکم دیا کہ اپنے بیٹے کو ایسی
حرکات سے باز رکہے۔ ساہوجی نے اپنی عذرات پیش کئے۔ اور دادا جی اور سیوا جی کو لکہا
کہ آئندہ وہ ملک بیجاپور پر ایسی دست اندازیان نہ کرین۔ دادا جی گرو نے اول تو اپنے
چیلے کو سمجہایا کہ دادا جی کے کہنے پر عمل کرے۔ مگر بعد اوسکے وہ خود چیلے کی ارادون کا
چیلہ بن گیا۔ اور ایسی تدبیرین بتانے لگا کہ اوسکے ساری کامون سے اوسکے ہم مذہبون اور
ہم وطنون اور ہم قومون کی ترقی ہو۔ جب وقت مرگ اوسکا آیا تو اوسنے سیوا جی کو بہانا

اور اس ہونہار نوجوان کو یہہ سمجھایا کہ اپنے دھرم اور کرم پر قائم رہنا گائے اور برہمن اور کاشتکارون کی رکھشا کرنا۔ ٹہاکر دواردن اور سندھون مین کوئی کہنڈت نہین رہنے دینا اور جو کچھہ بُرا بھلا آگے لائے سو صبر اور شاکر رہنا۔ داداجی نے تو یہہ کہکر پران چھوڑے اس نوجوان کے دل پر گرو کے ان آخر حکمون کا وہ اثر ہوا۔ کیا شہنشاہون کا افسر اور بڑا غارت گر تہا یا اپنی قوم کا آزاد کرنے والا اپنے مذہب کی حمایت کرنے والا ہوگیا۔ اب اپنے آپ وہ قدر و منزلت کرنے لگا۔ اور اور اوسکی عزت و تعظیم کرنے لگے +

باپ کی جاگیر پر قبضہ

اپنے داداجی کے مرنیکے بعد اونسے اپنی باپ کی جاگیر پر قبضہ کیا۔ اور بے روک ٹوک کام کرنے لگا۔ جو کچھہ محصول اور خراج جاگیر سے وصول ہوتا باپ پاس نہ بہیجا۔ اور اوسکے خرچ کے معقول وجوہات بتلا دین۔ پونہ کی شمال مین چاکنہ ایک بہت عمدہ قلعہ تہا۔ اوسپر چپ چاپ قبضہ کرلیا۔ اور وہان کے حاکم کو باپ کی نام سے لوکر کہہ لیا۔ اور اس ضلع کی رعایا کے ساتھہ نہایت رعایت سی پیش آیا۔ اور اس سے زیادہ ایک اور قلعہ گندنہ کا لینا تہا۔ اوسکے حاکم کو رشوت دیکر لے لیا۔ اور سنگ گڈھ اوسکا نام رکہا۔ پرگنہ سوپہ مین اوسکا میسُر اجی ہستی اوسکے باپ کی طرف سے حاکم تہا۔ اوسکو سیواجی کی پکہنڈ نہین بہاتی تہی۔ اوسپر ایک رات کو چہاپہ مارا۔ اور اوسکو اور اوسکے ساتہیون کو قید کرلیا۔ ان قیدیون مین سے بعض نے سیواجی کی سیوا اختیار کی۔ اور باقی قیدیون اور مہتی کو کرناٹک مین ساہوجی پاس بہیجدیا۔ پورندہر کا قلعہ بہی وہان کے حاکم کے لڑنے سے اوسکے قبضہ مین آگیا۔ ایک مقام پر تین بیٹے باپ کی جاگیر پر جہگڑ رہے تہے سیواجی اونکے نالشی بیٹے اور اپنے ہمراہیون کو وہان لے گئے۔ اور تینون بہائیون کو قید کرلیا

پھر اپنی شیرین کلامی سے اونکو اپنا دوست بنالیا۔ اور وہ اوسکے بڑے بڑے کامون مین کام آئے۔ اور ایمانداری سے خدمات اوسکی بجالائے۔ سیواجی نے ان مہمات کو اپنی تدبیر و تدویر سے انجام دیا۔ اور کسی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی۔ اسی انتظامات کو مرہٹے ستم اور جور پر ترجیح دیتے ہین۔ سیواجی نے اپنی باپ کی جاگیر کا خوب انتظام کیا۔ محصول خوب وصول کیا اور چاکنہ سے نیرا تک وہ ملک پر قابض ہوگیا۔ اوسمین جنگی قلعے آراستہ تھے۔ اور وہ استوار اور مستحکم مقام دشمنون سے لڑنے کے لئے تھے۔ اور غنیمت کی مال کے لئے نہایت محفوظ جگہے تھین۔ پہاڑون مین یہہ انتظام کرکے اونسے اب میدان مین گھوڑے دوڑانے شروع کئے۔ اور بیجاپور کی سلطنت سے بغاوت اختیار کرنے مین کوئی پردہ نہ رکھا۔ اونسے ملک کا شکار اسطرح کیا جسطرح شیر چھپ کر پہاڑون کی کھوہ مین شکار کی تاک جہانک مین بیٹھتا ہے۔ اور جونہین وہ نظر پڑتا ہے اوسپر جھپٹا مارتا ہے اور پھر اپنی کھوہ مین جا بیٹھتا ہے۔

والی بیجاپور سے پہلی بغاوت

اب اونسے باولیون کو پیادون مین بھرتی کیا۔ سو یہ کی مہم مین تین سو گھوڑی اوسکے ہاتھ لگے تھے۔ اونپر پیادون کو سوار کرکے سوار بنائے۔ اور ان سوارون کے ساتھہ پہلے ہی یہہ شکار مارا۔ کہ والی بیجاپور کا تین لاکھہ اشرفیون کا خزانہ کانکن کو جاتا تھا۔ اوسے ۱۶۴۸ء مین لوٹ کر راج گڈھ مین لے گیا۔ اور پونہ کے شمال مغرب مین چھہ پہاڑی قلعون پر قبضہ کرلیا۔ تالا۔ گوس سلا۔ اور رہری کو بھی لوگون نے اسکے حوالہ کیا۔ اب کانکن پر اونسے حملہ کیا۔ اور جن مقامات مین دولت تھی اونکو لوٹا۔ کانکن کے شمالی جانب ایک مسلمان حاکم تھا۔ اور کلیان اوسکی دارالریاست تھی۔

اوپر سیواجی کے ایک برہمن افسر نے حملہ کیا۔ اور کلیان کو فتح کر لیا۔ اور جواد سے متعلق قلعے تھے اونپر بھی قبضہ کر لیا۔ اور حاکم کو قید کر لیا۔ اب سیواجی نے دریا دل سے جس نے یہہ ملک فتح کیا اوسیکو دیدیا۔ اور عام پسند قانون جاری کئے۔ اور متعدد حاکم کو چھوڑ دیا۔ اور اوسکو اجازت دی کہ یہہ ساری خبر جاکر بادشاہ بیجاپور کو سنادے جنوبی ساحل سمندر پر سیدے امیر البحر بادشاہ کی طرف سے تھا۔ اوسکے مقابلہ کرنے کی واسطے دو قلعے از سر نو تعمیر کئے +

ساہوجی کا قید ہونا اور چھوٹنا

جب بادشاہ بیجاپور نے یہہ بہت گھبندی سیواجی کے دیکھے۔ اور اوسکی تدبیر اور تدویر اور زور شور سے آگاہ ہوا تو آگ بگولہ ہو گیا۔ سیواجی کا باپ ساہوجی کرناٹک میں بادشاہ کی طرف سے صوبہ تھا۔ اوسکو دغا سے اوسکے ایک ہم قوم باجی گھورپوری نے گرفتار کر کے بیجاپور میں بادشاہ پاس بھیجدیا۔ بادشاہ نے ۱۶۴۹ء میں اوسے قید کر دیا اور کہا کہ اگر تمہارا بیٹا اپنے افعال ناشائستہ سے باز نہ آئیگا۔ اور تابعداری نہیں اختیار کریگا تو قید خانہ کا دروازہ تیغہ کر دیا جائیگا۔ یہہ خبر سنکر سیواجی باپ کی چھٹائی کی تدبیر میں لگا۔ اور سوچا کہ اسے بہتر کوئی تدبیر نہیں کہ بادشاہ دہلی کا توسل ڈھونڈنا چاہیئے۔ وہ ایسا سرتیلا تھا کہ ابتک شاہ دہلی کی خدمت کبھی کوئی گستاخی نہیں کی تھی چنانچہ یہہ منصوبہ اوسکا ٹھیک پڑا۔ اور شاہجہان کے ہاں سے اوسی پنجہزاری کا خطاب ملا اور غالب ہی کہ اس بادشاہ کی سعی سفارش سے ساہوجی کو رہائی ہوئی۔ ساہوجی چار برس تک قید خانہ کی سیر کیا کئے۔ اور چپ چاپ بیٹھے رہے۔ ملک میں بھی امن رہا۔ سیواجی ملک میں دست درازی کرتے ہوئے یوں ڈرتا تھا کہ کہیں باپ کا کام قید خانہ میں

تمام نہ ہو جائے۔ اور شاہ بیجاپور اس اندیشہ سے چپ چاپ تہا کہ کہین سیواجی مغلون کو نہ چڑہا لائے۔ مگر اسوقت ملک کرناٹک مین ایک آفت بی انتظامی کی برپا ہوئی۔ اوسوقت دربار بیجاپور اپنی صلاح اور فلاح اسی مین سمجہا کہ ساہوجی کو قید سے چہوڑ کر کرناٹک بہیجے۔ وہان مفسدون نے اوسکی جاگیر پر قبضہ کر لیا تہا۔ اور اوسکا بڑا بیٹا مارا گیا تہا۔ اور سب طرف ہتیار بندی ہو گئی تہی۔ اور تمام بیجاپور کے افسرون کو نکلنے کی لئے مفسد دہمکیان دے رہے تہے۔ ساہوجی سے قول و قسم اس بات پر ہو گیا تہا کہ وہ اوسکے قید کرنے والون کے ساتہہ ہمیشہ صلح کے ساتہہ رہے۔ اگرچہ اوسنے خود اپنا عوض نہ لیا۔ مگر یہہ عوض بطور قرض کے والی بیجاپور کے گردن پر رہا۔ اور اوسکے بیٹے نے مع سود وصول کیا۔ سیواجی کے قید کرنیکے لئے دشمنون نے کوشش کی مگر وہ چارون طرف کان لگائے رکہتا تہا۔ اوسکو خبر ہو گئی۔ اور اوسنے اوئی جوتی دشمنون ہی کی منہ پر لگائے۔ اب باپ کی چہوٹنے سے سیواجی کا زور دوبالا ہو گیا۔ اور پہر اپنے جاہ جلال کے بڑہانے مین اعلے درجہ کی تدابیر کرنے لگا۔ راجہ جولی جو دریاوا رنا اور کرشنا کے دوآبہ کے بڑی حصے پر فرمان روائی کرتا تہا۔ وہ بہی سیواجی کا ہم قوم تہا۔ اور اوس سے ہمیشہ صلح رکہنے چاہتا تہا۔ مگر نہ اوسکا یہہ ارادہ تہا کہ اس سرکش کا مطیع ہو۔ اور نہ یہہ نیت تہی کہ والی بیجاپور کے مقابل مین کہڑا ہو۔ وہ نہایت زبردست راجہ تہا۔ اوسکا خاندان بڑا سپاہی مشہور تہا۔ اور ایک عمدہ سپاہ رکہتا تہا۔ سیواجی کو اوسے یہہ رنج پیدا ہوا کہ جو لوگ اوسکے تعاقب مین آتے تہے اونکو اس راجہ نے رستہ دیدیا تہا۔ اب اس رنج کا عوض پردہ ہی پردہ مین لینا چاہا۔ دو وکیل چند براہمن راجہ جولی کے دربار

مین بھیجے۔ اور اوسکے بیٹے سی شادی کی درخواست کی۔ جب یہہ شگائی ٹہیر گئی تو ان
دو باجی اِلچیون نے راجہ کے مارنیکا قصد کیا۔ سیواجی چپکے چپکے چوٹون کی طرح
فوج کو ایسے مقام پر لیکر آپہونچا کہ جسوقت راجہ مارا جائے تو وہ جھٹ پٹ ملک پر قابض
ہو جائے۔ غرض ان ظالمون نے راجہ اور اوسکے بھائی کو مارا۔ خود بھاگ گئے۔ اور اونکی
دار الحکومت بعد ایک سخت مقابلہ کے سیواجی کے ہاتھہ لگ گئی۔ اور تمام اوسکی متعلقات
پر قبضہ ہو گیا۔ مگر یہہ کام باجی پن اور مکاری کا ہندون کو پسند نہ آیا۔ نبرا اور کشنا کی
کے درمیان ایک بڑا مستحکم مقام روسیرا تہا۔ اوسکو رات کو سیڑھیون پر چڑہ کر لے لیا
۔ اور قلعہ دار کو مار ڈالا۔ سیواجی ملک گیری کے نردبان کی اول سیڑھی پر پہلے چڑہ چکا۔ اب
یہہ دوسری سیڑھی پر قدم رکھا۔ اور اس فتح نمایان کے یادگار مین اوسنے قلعہ
پرتاپ گڈہ تعمیر کرایا۔ اور اپنا پیشوا شامجی پنتہہ پہلے پیل مقرر کیا۔

سیواجی کے نئی حملے اور اورنگ زیب سی معاملات

اب تک سیواجی مغلون کی سلطنت کا بڑا ادب کرتا تہا۔ اونکی سرحد پر قدم نہ رکھتا تہا بلکہ
وہ بادشاہ کی ملازمت کو اپنی عزت سمجھتا تہا۔ اسوقت اورنگ زیب ملک دکن مین
ملک گیری کر رہا تہا۔ اوسکے تمنا تہی کہ سیواجی کو اپنا دوست بنا کر بیجاپور اور گول کنڈہ
کے فتح کرنے مین اونکو اپنا معاون بنائے۔ سیواجی نے اول اس شاہزادہ کی باتون پر
خیال کیا۔ اور اوسکی ملازمت حاصل کی۔ اور اپنے ملک مقبوضہ کے لئی اوسکے توسل سے
بادشاہی سند حاصل کی۔ مگر جب اوسنے دیکہا کہ شاہزادہ اپنی ساری فوج سے
بیجاپور والون سے لڑ رہا ہے تو اوسنے یہہ خیال کیا کہ بادشاہی ملک پر قبضہ کرنیمین
بہت کچھہ فائدہ ہے۔ اسلئے اوسنے اول قلعہ جنیر پر جو مغلون کی عملداری مین تہا اونکو

حاکیا۔ اور خوب اوسکو لوٹا۔ بہت نقد و جنس ملا۔ دو سو گھوڑے بہی ہاتہہ آئے۔
اب اسے بڑہ کر احمد انگر پر ۱۶۵۷ء مین ہاتہہ مارا۔ وہان سے سات سو گھوڑے اور چار
ہاتہی اوڑا لایا۔ ان فتوحات سی لڑائی کا سامان اوس پاس نئی طرح کا ہوگیا۔ اگرچہ
مادلی اور مرہٹے اوسکی سپاہ کی سپاہ تہی۔ اور وہ بڑے چالاک و چست تہی۔ اور بدستور
اپنے کامون مین مشہور تہی۔ مگر اب اوسنے سوارون کا دستہ تیار کیا۔ اور تہوڑے
دنون بعد نہایت غور و تامل کر کے پٹہانون کو پیادون مین بہرتی کیا۔ اگرچہ ان
مسلمانون کو سپاہ مین داخل کرنا ابتدائی حالت مین مناسب نہ تہا۔ مگر بالفعل جو
حال اوسکا ہوگیا اور آئندہ ہونیوالا تہا اوسکے لئے یہہ امر ضرور تہا۔ غرض اب اوس پاس
ایسا سامان ہوگیا تہا کہ وہ میدان جنگ مین باقواعد فوج کے سامنے لڑ سکتا تہا
اور ٹہہر سکتا تہا۔ سیواجی نے اورنگ زیب کی معاملہ مین بڑی غلطی کہائی۔ اور اوسکے
زور و قوت اور سپاہ و عمل کا ٹہیک ٹہیک تخمینہ نہ کیا۔ اوسنے بیجاپور کا بہت جلد محاصرہ
کر لیا۔ اور قریب تہا کہ اوسکو بالکل فتح کر لے۔ اس سبب سے سیواجی کی امیدین دل کی
دل ہی مین رہین۔ اور بہت جلد اوسکو خوف و ہراس اس شاہزادہ کی طرف سے
پیدا ہوا۔ اسلئے یہہ اوسکی خوش نصیبی تہی کہ اپنے بیجا حملون کا عذر پیش کیا۔ اور
بہت منت اور سماجت سی پیش آیا۔ اسے اوسکی طبیعت کا کمینہ پن ظاہر ہوا۔ یہہ
اوسکی اقبال مندی تہی کہ چند روز بعد شاہجہان کی بیماری کے سبب شاہزادہ کو
ہندوستان کی طرف جانا پڑا۔ اور ایک لمحہ مین کچہہ سے کچہہ ہوگیا۔ اور معاملات
ملکی مین ایک انقلاب عظیم واقع ہوا۔ اس عرصہ مین کہ اورنگ زیب بہائیون سے
لڑہ جہگڑا اور باپ کو معزول کر کے بادشاہ ہوا۔ سیواجی اوسکا مطیع اور فرمانبردار رہا

-اور اوسکی خدمات بجالانے کا بہانہ کرکے فوج کو بڑہاتا رہا- اور زبانی جان نثاری اور خدمت گزاری کا اظہار کرتا رہا- اور اوسکے عوض مین اوسنے یہہ درخواست کی- کہ بادشاہی ملک مین جو جو استحقاق اوسکے ثابت ہین اوسپر توجہ فرمائی جائے- اور اس طرف بہی اشارہ کیا کہ ملک کا نکن مین وہ حکومت بدستیت اون اہلکارون کے جواب مقرر ہین - اچہی طرح کرسکتا ہے- یہہ وقت خود اورنگ زیب کے لئی نازک تہا- اسلئے شاہزادہ نے وہ فرمان ۱۶۵۸ء مین جاری کیا کہ قصور معاف - ملک برقرار- ملک کا نکن مین لڑائی کی اجازت اور ساری دعوے اوسکی منظور- مگر پانچسو سوار اپنے بادشاہ کی خدمت مین بہیجدے- سیواجی بہی ایسے معاملات مین اورنگ زیب کا بہائی تہا- اوسنے سوار نہ بہیجے- مگر زبانی اقرار ہمیشہ کرتا رہا- دغا کی شطرنج دونو کو برابر کہیلنی آتی تہی بازی قائم رہی- سیواجی نے پیشوا شامجی کو بہت سی سپاہ دیکر کا نکن مین بہیجا وہان اوسنے بعد ایک سخت لڑائی کے سیدی جوہر سے ہزیمت اوٹہائی- اسلئے سیواجی نے پیشوا کو بلایا- اور اپنے عہدہ سے معزول کردیا- اب یہہ وقت بڑا نازک آگیا تہا +

افضل خان کا سیواجی سے لڑنیکے لئی بہیجا جانا

اسوقت مین عادل شاہ کے بیمار ہونیسے مملکت بیجاپور مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہوا- جب مرگیا تو علی عادل شاہ ایک نوجوان اوسکی جگہ تخت نشین ہوا- اوسکی حکومت کو استقلال نہ ہوا تہا- ابہی اوسنے اورنگ زیب سے ہزیمت اوٹہائی تہی- ارکین سلطنت مین باہم جہگڑا تہا- بادشاہ کم عمر تہا- باوجود ان سب باتون کے بیجاپور کے دربار نے سب سے اول یہہ کام مقدم جانا کہ سیواجی کی سرکشی کو دبائین اور اوسکو اتنی فرصت نہ دین کہ وہ مغلونکے ساتہہ سازش کرے- اس کام کے واسطے چیدہ چیدہ بارہ ہزار سپاہ جمع ہوئی- اور افضل خان

جو بڑا نامی گرامی امیر تہا اوسکا سپہ سالار مقرر ہوا۔ وہ اپنی شیخی مین آکر کہنے لگا کہ سیواجی
کی کیا حقیقت ہی ابہی اوسے زنجیرون مین جکڑ کر بادشاہ کے تخت کے روبرو لا کر کہڑا کرتا
ہون۔ اس نوجوان کو جب یہہ خبر ہوئی تو وہ اپنی کمزور حالت کو سمجہا کہ ایسے جوانمرد سے
پہلے میدان مین مقابلہ نہین ہو سکے گا۔ بہتر ہے کہ وہی اپنی قدیمی تدبیر و تدابیر حکمت
مین مصروف ہوا۔ اوسنے اپنی تئین خوف زدہ ظاہر کرکے قلعہ پرتاب گڈہ مین پہونچا۔ اور
اور عذر اور معذرت کی خطوط خانصاحب کو پہنچنے شروع کردئے۔ اور لکہا کہ
آپ بزرگ ہین آپ کو میرے حال پر مرحمت کرنی چاہئے۔ اگر آپ کی بدولت میرا قصور
بادشاہ کے ہان سے معاف ہوجائے۔ تو مین اپنا سارا ملک چہوڑتا ہون۔ اور جان نثاری
اور اطاعت مین کچہہ عذر نہین کرتا ہون۔ خان صاحب کچہہ تو پہلے ہی ہوا کے
گہوڑے پر سوار تہے۔ اب اور پہولے۔ اونہون نے ایک برہمن پنتوجی گوبی ناتہہ کو سیواجی
پاس بہیجدیا کہ جاکر عہد و پیمان کرائے۔ سیواجی نے اس پنڈت سے ملاقات رسم و رواج
کے موافق دربار مین کی۔ پہر آدہی رات کو اکیلا اس برہمن کی خدمت مین گیا۔ اور
وہان یہہ ظاہر کیا کہ بہوانی نے مجہے دنیا مین بہیجا ہے۔ اور ان پنتوجی سے ایسی
باتین بنائین کہ وہ اوسے بالکل مل گیا۔ اور اوسنے یہان سے جاکر خان صاحب کو بالکل
منقوش خاطر کردیا۔ کہ اس لڑکے مین اصلا تاب مقابلہ کی نہین۔ ایک قلعہ مین ہراساں
اور لرزان بیٹہا ہوا ہے۔ اور سخت حیران ہے کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ افضل خان
یہہ سنکر اور شیر ہوئے۔ اور بن اور جنگلون کو کاٹتے ہوئے قلعہ کے نیچے جا پہونچے
سیواجی کا بڑا منصوبہ اس کام مین یہہ تہا کہ کسی طرح افضل خان کو مار لیجے تو
بیڑا پار ہے۔ اب پنتوجی کی اعانت سے یہہ بات ٹہہری کہ ان دونون مین ایسمین تنہا

ملاقات ہو۔ غرض خان صاحب اپنی خانی کے گھمنڈ مین آگئے۔ ایک خدمت گار کو ساتھ لے
گلے مین بارنیک ململ کا جامہ پہنے۔ ہاتھ مین ایک سیدھی سیف لی۔ سیواجی کی طرف چلے۔
اس اثنا مین سیواجی نے کیا کام کیا کہ اول تہایا۔ اور پھر دل سے پوجا پاٹ کی در
ما کے پیرون مین سر رکھا اور اوسے عرض کی کہ میرے لئی سوقت ایشور سے پرارتہنا
کرو کہ میرا کاج ہوجائے۔ اور ایک زرد دگلہ روئی کا پہنا۔ اور اوسکے نیچے فولادی زرہ
اور آستین مین بگھ نکھ (یہہ ایک حربہ ہے جو شیر کے پنجہ کی صورت ہوتا ہے) چھپایا
اور بغل مین خنجر دبایا۔ اب وہ خان صاحب کے روبرو سہما سہما سا آیا جیسا کہ گیدڑ شیر کے
سامنے آتا ہے۔ اور بہت سہج سہج جاکر خان صاحب سے معانقہ کیا۔ اور اول بگھ نکھ
اوسکے جسم مین چبھویا۔ اور پھر خنجر کا وار کیا۔ خان صاحب نے بہی اپنی نازک سیف اوسپر
چلائی۔ مگر فولادی زرہ نے اوسکو جسم تک نہین پہنچنے دیا۔ اب اوسکا سر کاٹ کر پرتاپ گڈہ
مین لے آیا۔ سیواجی نے پہلے سے یہہ حکمت کر رکہی تہی کہ جنگل مین چارو طرف
مرہٹے لگا رکہے تہے۔ جب افضل خان کے مرنے سے فوج مین ہل چل مچی تو یہہ مرہٹے
اونپر بے خبر جا پڑے۔ ساری فوج کو تتر بتر کر دیا۔ یہہ واقعہ اکتوبر ۱۶۵۹ء کا ہے۔
افضل خان کا بیٹا اور اوسکا خاندان ایک مرہٹے کو رشوت دیکر بچ گیا۔ مگر سیواجی نے
اس مرہٹے کا سر اوڑا دیا۔ اگرچہ اور قیدیون کے ساتہہ اونہے نیک سلوک کیا۔ اور
سب مرہٹون کو نوکر رکہہ لیا۔ مگر جب ایک مرہٹے نے اپنے ولی نعمت والی بیجاپور کی
نمک حرامی سے انکار کیا تو اوسکو انعام دیکر رخصت کیا۔ اس مہم مین سیواجی نے
خفیہ خزانون کے بتلانے کی واسطے لوگون کو تکلیف دی مگر کوئی کام بیفائدہ نہین کیا۔
اور بے سبب کسی کو اذیت نہ پہونچائے۔

اس دغابازی اور فریب کی مرہٹون مین بڑی تعریف ہوئی - اور اسکی بدولت اوسکو چار ہزار گھوڑے اور ہاتھی اور اونٹ اور خزانہ اور توپین اور اور اسباب ہاتھہ لگا - اور قلعۂ پنالہ اور لون گڈہ بھی قلعہ دارون نے اوسے حوالہ کر دیا - اور اوسنی سنت گڈہ کو بھی لے لیا - اور بہت سی قلعے اوسکے ہاتھہ لگ گئے +

علی عادل شاہ کی ایک اور فوج کشی

بعد اس قضیہ کے علی عادل خان نے ایک اور فوج رستم خان کے ماتحت روانہ کی - مگر اوسکو بھی پنالہ کے قریب شکست ہوئی - ان فتوحات سی سیواجی کا دل بڑہا اور ایسا بیباک ہوگیا کہ وہ ملک کو تاخت و تاراج کرتا ہوا بیجاپور کے دروازہ تک پہونچا - اور اوسکے پاس سے ہوکر کہاٹون مین چلا گیا - لوگون کو یہہ یقین تہا کہ وہ زمین مرتفع پر چپ چاپ بیٹہا رہے گا - مگر اوسنے دابل اور اور مقامات پر قبضہ کر لیا - راج پور سے بڑا بہاری خزانہ لیا - اور راج گڈہ کو اپنے سارے لوٹ کے اسباب اور دولت سنی نیت دی - اور اوسیکو دارالریاست بنایا -

دوبارہ علی عادل شاہ کا فوج کا بھیجنا

جب ان باقاعدہ لڑائیون مین شکست پر شکست ہوئی تو پھر عادل شاہ سیواجی سے خوف کہانے لگا - اور دل ہی دل مین جلنے لگا - اور سوچ بچار مین پڑ گیا - پھر سنہ ۱۶۶۰ مین اوسنے نئی فوج جتنی افضل خان کے ساتھہ بھیجی گئی تہی جمع کی - اور نامور افسر صلابت خان کی سپرد کی گئی - اور سیدی جوہر اور واری کے ساونت اوسکے مددگار مقرر ہوئے - غرض یہہ سب ملکر ملک کانکن پر حملہ کرنیکے لئے روانہ ہوئے - سیواجی نے ہر مقام پر اس لشکر سے مقابلہ کرنے کی تیاریان کین

اور قلعہ پنالہ کی حفاظت مین وہ خود مصروف ہوا۔ مگر اوسکو یہہ بات دیر کر معلوم ہوئی کہ اس قلعہ کی حفاظت مین ناحق تضیع اوقات اوسنے کی۔ وہ یہان چار مہینہ تک گہرا رہا۔ اور اس سبب سے اپنی فوج سے کچھہ کام نہ لے سکا۔ اب قلعہ کا تہامنا اور خود نکل جانا ہی ناممکن معلوم ہوتا تہا۔ اسلئے یہہ چال چلا کہ صلابت خان سی پیغام بہیجا کہ مین خود حاضر ہوکر اس قلعہ کو سپرد کرتا ہون۔ کل دروازے کہول دون گا۔ یہہ مژدہ سنکر محاصرین بڑے خوش ہوئے۔ اور سمجہے خدا نے ہماری محنت کا اجر دیا۔ اور رات کو بے خبر سو رہے۔ صبح کیا دیکہتے ہین کہ سیواجی اپنے منتخب سپاہیون کے ساتہہ اونکے درمیان ہوکر قلعہ سے نکل گیا۔ اور رنگنا مین پہنچا۔ پادشاہی فوج نے بڑی سرگرمی سے اوسکا تعاقب کیا۔ اور جس منزل پر سیواجی نے اوترنا چاہا تہا اوسے چہہ میل ورے جالیا۔ مگر وہ ایک درۂ تنگ کی حفاظت باجی پرہو کو سپرد کرکے آگے بڑہ گیا۔ یہہ باجی پہلے سیواجی کا جانی دشمن تہا مگر اب اوسکے لئی جان دینے کو حاضر تہا۔ اس درہ پر تہوڑے آدمیون سے ایسا لڑا کہ تین دفعہ دشمنون کا منہ پہیر دیا اور اولٹا ہٹا دیا۔ چوتہی مرتبہ افضل خان کے بیٹے فاضل خان نے جو سیواجی کے خون کا پیاسا تہا بڑے زور شور سے اس درہ پر حملہ کیا۔ ایک سخت لڑائی کے بعد اوس جگہ کو لے لیا۔ درہ مین جو سپاہی چہپے چہپائے باقی تہے ماری گئے۔ اور سیواجی کے بہادر ناٹ بہی نیچے گرے۔ جسوقت اس بہادر کی آنکہون پر موت کی تاریکی چہا رہی تہی۔ اوسوقت پنالہ سے ایک توپ چہوٹی۔ جسنے سیواجی کے زندہ سلامت رہنے کی بشارت اس مردہ کو سنائی۔ اس آواز سے جو زندہ باقی رہے تہے وہ اس بہادر کی لاش کو دشمنون کے حلق مین سے نکال کر لیگئے۔ اب ۱۶۶۱ء مین علی عادل شاہ خود فوج لیکر سیواجی سے

لڑنے آیا۔ اور پنالا اور لون گڈھ اور بہت سا ملک جو سیواجی نے حال مین فتح کیا تہا اوسے چہین لیا۔ غرض سیواجی اوسکے مقابل نہو سکا۔ مگر راج پور پر حملہ کیا اور اوسکو لوٹا اور سرنگار پور جو ایک مرہٹے راجہ کی راجدہانی تہی اوسے تباہ کیا۔ یہہ راجہ بہی اس جہگڑے مین مارا گیا۔ اس ناشائستہ حرکت سی ہندو سیواجی سے ناراض ہوئے۔ غرض اس سال کی اندر کوئی کام اوسنے معقول نہین کیا۔ اب وہ پوجا پاٹ اور دہرم کرم مین زیادہ مصروف رہنے لگا۔ اور اپنے تئین جتی ستی جتانے لگا۔ اور پرتاپ گڈہ مین بہوانی کا مندر تعمیر کرایا۔ تاکہ ساری باتون کا کفارہ ہوجائے۔ اور اس اثنا مین شیدی جوہر سے بہی کئی معرکون مین میدان جیتا۔ تم کو یاد ہوگا کہ گہوڑپوری نے ساہوجی کو گرفتار کرکے والی بیجاپور کے حوالہ کیا تہا۔ اور اسوقت وہ سیواجی سے لڑنیکے لئے سامان کئے ہوئے آیا تہا۔ سیواجی کو اوسی باپ کا عوض لینا تہا اسلئے وہ بے خبر اوسکے گہر مین چلا گیا۔ اور اوسکو مار ڈالا۔ اوسکے گہر والون نے مکان مین آگ لگادی اور خود بغیر مقابلہ و مقاتلہ کے بہاگ گئے +

اب کرناٹک مین فساد برپا ہوا۔ اسلئے بادشاہ بیجاپور کو ضرورت ہوئی کہ سیواجی سے جو فوج لڑنے گئی تہی اوسے بلاکر کرناٹک کی مہم مین مصروف کرے۔ اسلئے سیواجی کو فرصت ملی کہ اوسنے واری کے ساونتون کو مغلوب کرلیا۔ اور گہاٹون پر جو اوسکے نقصان ہوگئے تہے اونکو پورا کیا۔

والی بیجاپور سے صلح سیواجی کی

اب بہت سے بندرگاہون پر اوسکا قبضہ تہا۔ اوسنے جہازون کا بیڑا بنایا۔ اور گوا تک سے نوبت خانہ منگایا۔ آخر کار ساہوجی نے بیٹی کی صلح والی بیجاپور سے ۱۶۶۲ء مین کرادی۔

ساہوجی اپنے اس نونہال کے پھولنے پھلنے سے پھولا نہ سماتا تہا۔ بیٹے کی اس جرأت
کہ اوسنے کھورولپوری کو مارا۔ فریفتہ اور عاشق تہا۔ اور بیٹے سے ملاقات کرنے آیا
۔ بیٹا بہی اوسسے نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ مرہٹون کے مورخ کہتے ہین کہ اسوقت
جزیرہ نما کونکن اوس پاس کلیان سے گوا تک تہا۔ عرض بلد کے چار درجون کے
برابر اوسکے پاس ساحل مالابار تہا۔ اور کونکن گہاٹ مہتا بہاسے وارنا تک جنمین
فاصلہ ۱۶ میل کی قریب تہا۔ اوسکے قبضہ مین تہا۔ اور سپاہ اوس پاس پچاس ہزار
پیادے اور سات ہزار سوار تہے۔ اب اپنی دار الحکومت مستقل کے رہبری مین لیگیا
۔ اور اوسکا نام راے گڈہ رکہا۔ اور اوسکو سامان اور سپاہ سے خوب مستحکم اور درست
کیا۔ ایک اوسکے سردار نے شمال مین دور دور بہت سے قلعے تسخیر کئے۔ دوسرے
افسر نے اورنگ آباد کی قریب تک تاخت و تاراج کی۔ اور تمام ملک مین تہلکہ ڈال دیا۔

سیواجی اور بادشاہ کی لڑائیان

جب عالمگیر کو یہہ حال معلوم ہوا کہ سیواجی چارون طرف یون لوٹ مار اور مار دہاڑ
کرتا پہرتا ہے تو اوسنے اپنی مامون امیر الامرا شائستہ خان صوبہ دار دکن کو لکہا کہ
اس مفسد کا علاج کرے۔ پچیسوین جمادی الاول ۱۰۷۳ھ جلوس کو شائستہ خان لشکر
لیکر اورنگ آباد سے چلا۔ اور پرگنات سوپہ اور پونہ مین ہوتا ہوا۔ اور قلعون
کو بناتا اور بگاڑتا ہوا اور دشمنون کو مارتا پیٹتا آگے بڑہا۔ ۲۲ شوال کو قلعہ چاکنہ کو
جاکر محاصرہ کیا۔ چھبیس ۲۶ دن تک محاصرہ رہا۔ مرہٹے اوسمین ایسے اڑی کہ مر کر ہٹے۔
آخر کو اس قلعہ کے برج نیچے نقب لگائی۔ اور اوسکو بارود بہر کر اوڑایا۔ اور
حملہ کر کے برج کے نیچے گئے۔ مگر آگے اوسکے ایک پشتہ گلے نکلا۔ اس سبب سے لشکر شاہی

آگے نہ بڑہ سکا۔ مگر آخر بعد کشت وخون کے یہہ قلعہ محصورین نے امیرالامرا کو سپرد کردیا
۔ مگر سیواجی کے جان نثار ملازمون نے بادشاہ کی نوکری سے انکار کیا۔ اور اپنے آقا کی
ملازمت کو نہ چہوڑا۔ اب شائستہ خان نے پونہ مین مقام کیا۔ اور اتفاق سے اوس
محل مین سکونت اختیار کی جہان سیواجی اور اوسکے ماں رہتی تہی اوسنی سارے شہر
مین ادہر اودہر پہرے بٹہادئی۔ اور ایسا بندوبست کردیا کہ اکیلا دوکیلا آدمی بہی بے خبر
نہ جاسکتا تہا۔ مگر سیواجی شائستہ خان کی ساری تدبیرین جانتا تہا۔ وہ اس سارے
شہر گلی کوچون اور گہرون سے واقف تہا۔ سنگ گڈہ جہان وہ تہا اوسے بلند برج
سے یہہ بے فصیل شہر سارا نظر آتا تہا۔ اب اوسنے سوچ بچار کر وہ ایک چستی وچالاکی
سے کام کیا کہ جسپر اوسکی سب ہم قومون نے واہ واہ کی اور شاباش دی۔ اور آئندہ
اوسکے بڑے بڑے کام اوسسے نکلے۔ تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ وہ سنگ گڈہ سے
بہت سی فوج کی ٹولیان لیکر اندہیری رات مین اوترا۔ اور پونہ کی سڑک پر کچہہ کچہہ
فاصلے سی اون ٹولیون کو بٹہاتا گیا۔ تاکہ وہ وقت پر کام آئین۔ شائستہ خان کی
فوج مین سے ایک سپاہی کو گانٹہ لیا۔ اور اوسکی صلاح سے ایک برات بناکر شہر کو
لے چلا۔ اور بادشاہی لشکر کے پہرون سے بچ کر شہر مین داخل ہوا۔ اور محل کے نیچے کچہہ
جانبازون کے ساتہہ جا پہنچا۔ اور پچہواڑے کے دروازے سی محل کے اندر داخل ہوا
۔ اور بہت سی اپنے دوستونکو ساتہہ لیا۔ شائستہ خان اوسے یکایک دیکہہ کر حیران
رہ گیا۔ اور اس گہبراہٹ سی بہاگا کہ ایک کہڑکی سے کود کر بہاگتا تہا کہ اوسکی دو انگلیان
تلوار کے صدمہ سے اوڑ گئین۔ اگرچہ شائستہ خان کی اس نالائقی کے ساتہہ جان بچ گئی
۔ مگر اوسکا جوان بیٹا اور اوسکے ساتہہ بہت سے رفیق مارے گئے۔ اب اس سیواجی کی

چالاکی کو تو دیکھئے کہ جس تیزی سے آیا تہا اوسی تندی سے اپنی سپاہ کی ٹولیون کو لیتا ہوا پہاڑ پر چڑہ گیا۔ اور اس فتح کی خوشی مین ایسی روشنی کی کہ بارہ کوس تک دشمنون کی آنکہین اوسکی چکاچوندی سے بند ہوتی تہین۔ حقیقت مین یہہ معرکہ کل قوم کے لئے فخر اور عزت کا باعث ہوا۔ ابتک مرہٹے اس کارنامہ کو بڑے فخر کے بیان کرتے ہین۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۶۶۳ء سنہ ۱۰۷۳ھ کا ہے۔

دوسرے روز صبح کو بادشاہ کے سوارون کا دستہ پہاڑ کے نیچے آیا۔ مرہٹون کے سوارون نے اونکو مار بہگایا۔ یہہ پہلی دفعہ تہی کہ بادشاہی سوارون نے مرہٹون کے سوارون سے ہزیمت اوٹہائی۔

سورت کا لوٹنا

اب شائستہ خان نے بالکل ہمت ہار دی۔ اوسکو بادشاہ نے بنگال کو بدل دیا۔ پہلے اسسے کہ کوئی شخص اوسکا جانشین مقرر ہو کر آئے۔ اور کوئی کام اپنا دکہائی سیواجی نے چار ہزار سوار لیجا کر سورت کو جا مارا۔ اور چھہ روز تک خاطر خواہ لوٹا۔ یہان بہت دولت اوسکے ہاتہہ آئی۔ انگریزون نے اور ہالنڈ والون نے بہی اس غارتگری کی مزاحمت کی مگر کچہہ نہ ہو سکا۔ یہہ واقعہ ۲۵ جنوری سنہ ۱۶۶۴ء ۱۵ جمادی الاول سنہ ۱۰۷۴ھ کا ہے۔

ساہوجی کا مرنا

اس مہم پر تہوڑے دن گذرے تہے کہ ساہوجی کی سناونی آئی۔ وہ شکار کہیلنے گیا تہا۔ گہوڑے سے گر کر مر گیا۔ اوسنے اپنی زندگی مین اپنی جاگیر واقع ضلع مندراس کا انتظام خوب کیا تہا۔ اور بادشاہ بیجاپور کی سلطنت کو خوب مین بڑی وسعت دی تہی۔ اور تانجور کی ریاست کو فتح کر کے اوسمین دخل کر لیا تہا۔ باپ کی مرنے پر سیواجی اور بہی کہیل

اپنے نام پر راجگی کا طرہ لگایا۔ اور روپیہ اشرفی پر اپنا سکہ جمایا +

سمندری مہمات

سیواجی اسوقت مغلون کی ساتھہ مقابلہ مین مصروف تہا۔ بیجاپور والون کو یہہ موقع ہاتھہ آیا کہ ملک کانکن کو فتح کرین اونکے دو سپہ سالارون نے حملہ کیا۔ مگر سیواجی نے اونکو شکست دی۔ اور اونکی سپاہ کا خوب کچومر بنایا۔ اور پہر مغلون سے مقابلہ کرنیکے لئے آگیا۔ اور یہہ یقین تہا کہ وہ مغلون کی لشکر گاہ پر خشکی مین حملہ کریگا۔ مگر اوسنے ایک جہازون کا بیڑا تیار کر سمندر مین دوڑا دیا۔ اور مغلون کی جہازون کو چہین لیا۔ اور ستاسی جہازون مین چار ہزار آدمیون کو بٹہا کر مار سیلور کو کہ گوا سے جنوب مین ایک سو بیس میل پر بیجاپور والون کا بڑا دولت مند شہر تہا اور اور مقامات کو لوٹ لیا۔ پہر فوج کو اوتار کر خشکی مین اولٹا بہیجدیا اور جب دوبارہ جہاز مین سوار ہوا تو سمندر کے بیماریون اور طوفان سے بڑا نقصان اوٹہایا۔ اور اپنی دار الخلافہ راے گڈہ مین مشکل سے آیا۔ اسپر اسکو یہہ وہم پیدا ہوا کہ سمندر مین ہندؤن کو سوار ہونا مذہبًا منع ہے۔ یہہ آفت اوسپر ہوائی کے کرہ سے آئی ہے۔ اسلئے پہر وہ جہاز پر نہ چڑہا۔ غرض جب بخوبی لوٹ مار سے فرصت ہوئی تو فروری ۱۶۶۵ء مین بری تاخت وتاراج بیجاپور کے ضلاع پر شروع کی۔ عالمگیر نامہ مین تو فقط یہہ لکہا ہے کہ ایک جہاز مین طوائف تجار بہت مال واسباب لئے چلی آتی تہی اوسکو اوسنے پکڑ لیا۔ اور تمام مال واسباب چہین لیا۔ اور اونمین سے دولت مند مسلمانون کو قید کر کے یہانتک تنگ کیا کہ بیچارون نے گہر سے اپنا سارا مال واسباب منگا کر اوسکے حوالہ کیا۔ جب جان بچی۔ مگر الفنسٹن صاحب نے لکہا ہے کہ اگرچہ اورنگ زیب کا نقصان اوسکی لوٹ مار سے بہت سا ہوا تہا۔ مگر وہ اوسپر ایسا غیظ وغضب مین نہین آیا جسقدر کہ حاجی لوگون کی کشتیون کے

لوٹنے اور بندر سورت کی تباہ کرنے سی جو حاجیون کی منزل گاہ تہا وہ آپے سے باہر ہوا۔ شائستہ خان کی جگہ شاہزادہ محمد معظم اور راجہ جسونت سنگہ کو بہیجا تہا۔ مگر اونہون نے گو چند قلعون کو محصور کیا۔ مگر کچہہ کامیابی اور فتحیابی کی صورت نظر نہ آئی +

سیواجی اور پادشاہ کی صلح

اورنگ زیب کی عادت نہ تہی کہ اپنے ملازمون کا اعتبار کرے۔ اور سیواجی کو وہ تہا رتا موش کوہی کہا کرتا تہا جب اس چوہی کے پکڑنے مین یہہ امتداد ہوا تو اوسکو اپنی افسر نیسر شبہہ پیدا ہوا۔ اور خود اوسنے دکن مین جانا چاہا۔ مگر اوتر کی مہمات نے اوسکو روک لیا اسلئے اوسنے ایکی دفعہ ایک سپاہ کثیر اپنی دو سپہ سالارون کی سپرد کی۔ ان دونون کو وہ پسند نہین کرتا تہا۔ اور اونمین آپسمین رقابت بہی تہی۔ اسلئے وہ جانتا تہا کہ وہ آپسمین ایک دوسرے کے اور دونون ملکر سیواجی کے مزاحم اور مانع رہینگے۔ ان سپہ سالارونمین سے ایک راجپوت راجہ جی سنگہ تہا۔ دوسرا افغان دلیر خان تہا۔

۱۹۔ ربیع الاول ۱۰۷۴ھ کو یہہ لشکر چلا۔ اور ۴ شعبان کو اورنگ آباد مین پہونچکر شاہزادہ محمد معظم سے ملا۔ وہان سے رخصت ہوکر ۲۰۔ کو قصبہ پونہ مین پہنچا۔ یہان مہاراجہ جسونت سنگہ مقیم تہے۔ وہ فرمان شاہی کے موافق پادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوئے۔ اب راجہ جے سنگہ نے فوج شاہی کو چارون طرف پہیلا دیا۔ اور جابجا قلعون پر محاصرہ ڈال دیا۔ قلعہ پورندہر اور رودمال بڑی قلعے تہے اونکو اول فتح کرنا چاہا۔ ۷ رمضان کو شاہپور مین لشکر شاہی آیا۔ یہان سے یہہ دونو قلعے پہاڑ پر قریب واقع تہے۔ اس قلعہ پر مرہٹے راجہ سے خوب لڑے۔ مگر پادشاہی لشکر نے بہی جوانمردی کی۔ پہاڑون پر چڑہ گیا اور بہت سی وہات جلادئے۔ غرض سیواجی ہار و نطرف سی تنگ ہوا۔ اور سوچا کہ مین اس

عالی خاندان رجپوت راجہ سے نہین لڑسکتا۔ اوسکے خاندان کی ہیبت اوسکے لشکر شوکت
اور اوسکے ہمراہیون کی جرات نے اوسکا دل ٹہادیا۔ گو قلعہ پورندہر پر مرہٹے کٹ کٹ مرے
مگر آخر کار اونمین ٹرنیکی جان باقی نرہی۔ اور قریب تہا کہ پادشاہی فوج اوسے فتح کرلے
۔ ایک برج اوڑاکر اوسکے اندر داخل ہوگئے تہے۔ اسلئے سیواجی نے راجہ جی سنگہ سے پیغام
سلام شروع کیا۔ اور اپنے معتبر پنڈت کو راجہ پاس بہیجا۔ راجہ نے وعدہ کیا کہ اگر وہ
اطاعت اختیار کریگا تو اوسکو جان اور مال سے امان دیجائیگی۔ پنڈت نے یہہ پیغام سیواجی
سے کہا۔ وہ بے تکلف چند ہمراہیون کے ساتہہ راجہ پاس چلا آیا۔ راجہ نے دلیر خان کو
کہلا بہیجا کہ سطح سیواجی آگیا ہے۔ کل محصورون کو امان دی گئی ہے۔ اونکو بے
مزاحمت قلعہ سے نکل آنے دے۔ اور سیواجی نے بہی اونکو خبر بہیجدی کہ اسطرح صلح ہوگئی
۔ رات کی انہون نے اجازت مانگی۔ صبح کو سات ہزار مرد وزن جنمین چار ہزار سپاہی
تہے قلعہ سے باہر نکل گئے۔ اور پادشاہی فوج نے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ سیواجی نے ملاقات
کا پیغام دلیر خان پاس بہیجا۔ اور پہر خود جاکر اوسکو قلعہ کی کنجیان حوالہ کین۔ غرض ان
دونون پادشاہی سپہ سالارون نے اوسکی کمال عزت اور توقیر کی۔ اور ان شرائط پر صلح
ہوگئی کہ اس ملک مین جو بینتیس قلعے نظام الملکیہ زمانہ سے تہے اور اونپر اب سیواجی
قابض تہا۔ اونمین سے تیئیس قلعے جنمین پورندہر اور رد رمال تہے داخل ہون اور اونکے
مضافات کا ملک جس لاکہہ ہون کا پادشاہی ملازمون کے سپرد کیا جائے۔ اور بارہ قلعے
اور ایک لاکہہ ہون کا ملک جو سیواجی پاس پہلے سے تہا وہ اوسپر قابض رہے۔ اور اپنے
مسکن مین جا جائے۔ اور اپنے بیٹے سنبہاجی کو کہ جسکی عمر آٹہہ برس کی تہی راجہ پاس
بہیجدے۔ تا دربار گاہ کے ملک مین منتظم ہوگا۔ اور جسوقت کوئی لڑائی ان حدود مین ہو

تو سیواجی بھی اوسمین کمربستہ ہوکر خدمت گزاری کیواسطے شریک ہو۔ اور ملک بیجاپور کی ممالک مقبوضہ سے جو تہہ اور سردیس مکھی پایا کرے یہہ آخر شرط تو پادشاہ نے منظور نہین کی لیکن باقی شرائط کی منظوری کا فرمان سیواجی پاس بھیجدیا۔ یہہ آخر شرط جو تہہ کی وہ ہی کہ جسکے سبب سے مرہٹون نے کل ملک ہی اوسکے لیئے کا دعوے کیا اور اوسیکو ملک کی لوٹ مار کے لیئے بہانہ بنایا۔ اس مہم مین جو قلعے بادشاہ کی ہاتہہ آئے اونکی تفصیل یہہ ہے۔ پورندہر۔ رورطا گندانہ۔ کہندانہ۔ لوہ گڈہ۔ ایسا گڈہ۔ تنکی۔ نکونہ۔ روہیرہ۔ مارورک۔ ماہولی۔ بہدارورک۔ مکس کہول۔ روپ گڈہ۔ مکب گڈہ۔ موربخش۔ مانک گڈہ۔ سروپ گڈہ۔ ساگر گڈہ۔ مرک گڈہ۔ انکولہ۔ سون گڈہ۔ مان گڈہ۔ غرض اب سیواجی راجہ جے سنگہ کے رفیق اور بادشاہ کی جاگیردار ہوئے۔ اور بیجاپور کے تخریب مین بادشاہی فوج کے ساتہہ شریک ہوئے۔

بیجاپور والون سی بادشاہ کی لڑائیان

اورنگ زیب اور علی عادل شاہ کی درمیان جو معاملہ شاہجہان کی علالت کو وقت ہوا وہ یاد ہوگا جب سیواجی نے ملک بیجاپور کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔ تو اوسنے بادشاہ ہی استعانت چاہی۔ اور اوسکی اعانت کیواسطے لشکر جرار سیواجی کے تباہ اور غارت کرنیکے لیئے بہیجا۔ مگر بہروالی بیجاپور نے کچہہ اعانت اس لشکر کی سیواجی کے مقابلہ مین نہ کی۔ بلکہ برخلاف اسکے اوسنے اور والی گول کنڈہ نے طرفداری سیواجی کی کی۔ باوجودیکہ بادشاہ کے برابر احکام اوسکے نام صادر ہوئی کہ جب لشکر شاہی ایکطرف سے اوسکے بیچ گئی مین کوشش کرتا ہے دوسری طرف لشکر بیجاپور اسکے استیصال مین ساعی ہو۔ مگر والی بیجاپور نے ایسے کان بند کیئے کہ کچہہ نہ سنا۔ اسلیئے اوسنے

جب سیواجی کے مہم سے فارغ ہوا تو اوسکے نام فرمان شاہی صادر ہوا کہ سیواجی سے
جو ملک ہاتھہ لگا ہے اوسکا بندوبست کرکے بیجاپور کے ملک پر حملہ کرے اور دارالسلطنت کو
محاصرہ کرے۔ وہ اس حکم کے موافق ۲۲ جمادی الاول ۱۰۷۵ھ کو قلعۂ پورندر سے ہردیر خان
اور داؤد خان اور سیواجی کو ساتھہ لیکر بیجاپور کے قصد سے روانہ ہوا۔ سیواجی کے ساتھہ
پندرہ سو سوار اور سات ہزار پیادے تھے۔ راجہ جی سنگھ کے ساتھہ بارہ ہزار سوار۔ اور
دلیر خان کے ساتھہ سات ہزار سوار اور پانچ سو برق انداز اور داؤد خان کے ساتھہ
چھہ ہزار سوار۔ غرض یہہ لشکر راستہ مین قلعون کو فتح کرتا اور لڑتا بھڑتا مارتا پیٹتا ۱۲ رجب کو
بیجاپور سے پانچ کوس پر جاکر مقیم ہوا۔ اور سات روز تک یہان مقیم رہا۔ عادل شاہ نے
قلعہ بیجاپور کو آلات اور ادوات قلعہ داری سے مستحکام دیا۔ اور تیس ہزار پیادے کرناٹکی اس
قلعہ کے اندر جمع کئے۔ اور وہی پرانا طریق اپنے بچاؤ کا برتا کہ کنوئن اور بادلیون کو مٹی سے
بھر دیا۔ اور پورے پورے اور شاہ پور کی تالابون کو خالی کر دیا۔ اور تمام مکانات کو قلعہ کے
گرد گرا کر زمین کے برابر کر دیا۔ غرض دشمن کیا ملک کو برباد کرتے جو خود اونسے ویران کر دیا
۔ اور خود حصن حصین مین ہو بیٹھا۔ اور لڑیری فوجون کو دشمنون کی رسد لوٹ مارنے کے لئے
چارون طرف پھیلا دیا۔ اسوقت والی گول کنڈہ نے بھی اوسکی امداد کی۔ کئی ایک لڑائیان
ہوئین مگر حاملہ یکسو نہ ہوا جب راجہ جی سنگھ نے دیکھا کہ کوئی صورت کامیابی کی نہ ہوئی۔ اور
نہ آئندہ فتحیابی کی جلد امید ہے۔ اور رسد اور اذوقہ کی تنگی ہے۔ اور رسد دشمنون کی ہاتھہ
سے بچکر بہم پہنچنی مشکل ہے۔ اسلئے نوین رجب کو حوالی بیجاپور سے لشکر لیکر اورنگ آباد کی
طرف راہی ہوا۔ سیواجی کو قلعہ پرنالہ کی فتح کو بھیجا تھا۔ وہ وہان خوب لڑکر ناکامیاب
پھرا۔ اوسکا سپہ سالار تینون دشمنون سے جا ملا۔ قلعہ پرندہ کا قلعہ دار بیجاپور کی فوج کی ہاتھہ سے

اور قلعہ اونکے ہاتھہ آگیا غرض اورنگ زیب کی اقبال مندی کے خلاف یہہ امر تہا کہ اس مہم مین فتحیابی نحاصل ہوئی - اور بیجاپور والون نے بہت سی قلعے بادشاہی ملک مین سے فتح کر لئے اور چہوٹے چہوٹے قلعون پر بادشاہی فوجون سے بہت سی لڑائیان واقع ہوئین غرض ان مید انون مین سیواجی کی فوج نے ایسی ایسی جان نثاریان دکہائین کہ بادشاہ نے دو دفعہ فرمان خوشنودی کی اوس پاس بہیجے - ایک نامہ مین اوسکی بڑی تعریف لکہی دوسرے مین بہت سے وعدے کئے اور لکہا کہ دلی مین آؤ - ملاقات کی بعد دکن کی اجازت دیجائیگی - سیواجی کو راجہ جیسنگہ کی رفاقت اور بادشاہ کے ان وعدون نے بڑا دہوکہ دیا - وہ اپنی ریاست کو اپنے تین معتبر سردارونکو سپرد کر کے - اور اپنے بیٹے سمبہاجی اور پانچ سو چنے ہوئے سوار اور ایک ہزار پیدلون کو ہمراہ لیکر دلی کو روانہ ہوا - اب اوسنے اپنی قسمت ازمائی کے لئے اوس دیس مین قدم رکہا جو اوسکے دیس سے بالکل مختلف تہا +

سیواجی کا دلی مین آنا اور بہاگنا

جب وہ دلی کے قریب آیا تو بادشاہ نے راجہ جی سنگہ کے بیٹے رام کنور رام سنگہ اور مخلص خان ایک بے حقیقت سردار کو اوسکے استقبال کے لئے بہیجا - یہہ امر سیواجی کو ناگوار تو گذرا - مگر نہر ہی دربار مین اوسنے اپنے تئین بہت روکا - اور بادشاہ کو نذرانہ گران بہا نہایت ادب سے پیش کیا - مگر جب بادشاہ کی آدمیون نے پنج ہزاری درجہ کے امیرون مین بٹہا دیا یہی منصب اوسکو شاہجہان نے اور بادشاہ نے اوسکے بیٹے کو دیا تہا - اس بیٹہنے پر بعض لکہتے ہین کہ اوسکو ایسا طیش آیا کہ بیہوش ہو گیا - اور جب ہوش آیا تو راجہ جیسنگہ کو برا بہلا اوسکے بیٹے کے سامنے کہنے لگا - بعض لکہتے ہین کہ وہ شاہانہ دربار کی شان و شوکت اور درباریون کی زیب و زینت دیکہہ کر حواس باختہ ہو گیا - اوسے افسوس تہا کہ صورت دیکہہ کر

بادشاہ نے میری قدر و منزلت نہ کی۔ اسلئے اوسنے ایک عرضی بادشاہ کی خدمت مین پیش کی اور اوسمین وہ سارا حال لکھا جسکے سبب سے وہ دہلی مین آیا تہا۔ مگر اورنگ زیب تو سب اگلی پچھلی باتین اوسکی دل مین سینتے بیٹھا تہا۔ وہ اوسکی کم ذاتی اور بدذاتی کو خوب جانتا تہا۔ اس عرضی پر بہی ملتفت نہوا۔ اور اوسکے نارواگلون اور بیجا خواہشون سے افروختہ خاطر ہوا۔ اور حکم دیدیا کہ وہ دربار مین حاضر ہو۔ اور اپنی منزل گاہ مین چلا جائے۔ اور فولاد خان شحنہ شہر کو اشارہ کردیا کہ اوسکی فرودگاہ کے گرد اپنے سپاہی اور توپخانہ لگادے۔ اور راجہ جے سنگہ کو جو بیجاپور کی لڑائی مین مصروف تہا لکہا جائے کہ وہ سیواجی کی سارے معاملات کی کیفیت پیش کرے۔ اور جو کچہہ اوسنے قول و عہد کئے ہون اوسکے موافق جو صلاح مناسب ہو اوسے عرض کرے۔ اب سیواجی سمجہے کہ قید ہوگئے۔ کچہہ اس پہندیسے نکلنے کی تدبیر سوچنی چاہیئے۔ اسلئے اوسنے بادشاہ کے امیرون اور اہلکارون کی خوشامد شروع کی۔ اونسے کام نکالنا چاہا۔ اتنے مین راجہ جی سنگہ کی عرضداشت فرمان مذکور کے جواب مین آئی کہ مین نے اوسسے جو اقرار اور عہد کئے ہین۔ اونکے موافق حضور اوسکے جرم کو معاف کردین۔ غرض بادشاہ نے فولاد خان کے نام حکم جاری کیا کہ پہرہ اور توپخانہ اوسکی فرودگاہ سے اوٹہالیا جائے۔ سیواجی بدستور بادشاہ کی ملازمت مین روز آتا تہا۔ شاید سیواجی کو یہی بادشاہ اجازت دیتا۔ مگر ۲۷ صفر ۱۰۷۶ھ مین وہ بہیس بدل اور بیٹے کو ہمراہ لیکر بہاگ گیا۔ اسپر بادشاہ نے خفا ہوکر راجہ سنگہ کو منصب سے معزول کیا۔ اور راجہ جی سنگہ کو لکہا کہ سیواجی کے سپہ سالار نیتو کو جسکو پنجہزاری کا خطاب ملا تہا قید کرکے بہیجدے۔ الفنسٹن صاحب نے اس بہاگنے کا ایک افسانہ لکہا ہے۔ اگرچہ وہ تاریخی واقعہ نہین معلوم ہوتا ہے مگر کہانی اچہی ہے اسلئے اوسکو ہم بہی تحریر کرتے ہین۔

کہ جسوقت سیواجی تیسرے درجہ کے امیرون مین بیٹہایا گیا تو اوسکو ایسا رنج ہوا کہ چہرہ کا
رنگ بدل گیا اور صف امرا سے پیچہے ہٹا اور غش کہاکر گر پڑا۔ جب ہوش مین آیا تو رام سنگہ
کو سرہانے کہڑا دیکہکر۔ اوسکے روبرو کہنے لگا کہ تیرے باپ جی سنگہ کی بدولت یہہ خوار
اور ذلت نصیب ہوئی۔ خیر جب بادشاہ نے میری آبرو کو خاک مین ملایا ہے تو میری جان
کو بہی خاک مین بلائے۔ غرض ایسی جلی کٹی باتین کرکے دربار سے جل بہن کر بے اجازت
اور بغیر خلعت اور رخصت اپنی فرودگاہ مین چلا آیا۔ اوسکی ان حرکات گستاخانہ کی تدارک
کے دپے بادشاہ نہ ہوا۔ فقط اوسنے یہہ حکم دیدیا کہ اوسکی حرکات کی نگرانی کیجائے
۔ اور اوسے یہہ کہدیا کہ ہم اون وعدون کی رپورٹ کی منتظر ہین جو راجہ جے سنگہ نے
ہم سے کئے ہین۔ اسوقت سیواجی نے اپنی ساری ہمت اور ذہانت اس بات مین
مصروف کی کہ کسی طرح دشمنون کے پہندے سے نکل جاؤن۔ اب یہہ کام اس سبب سے
اور بہی مشکل ہوگیا تہا کہ بادشاہی پہرے اوسکی منزل گاہ کے گرد بیٹہے تہے۔ وہ کیونکر
نکلنے دیتے۔ اسکی یہہ راہ نکالی۔ کہ اپنے ساتہیونکو بیمار بنایا۔ اور دلی کی آب وہوا کی
ناموافقت کا بہانہ کہڑا۔ اور بادشاہ سے عرض کیا کہ ان مریضون کو وطن جانے کی
اجازت ہو۔ بادشاہ نے اس درخواست کو خوشی خوشی منظور کرلیا۔ کیونکہ اس جمعیت کے
گہٹنے سے اوسکا بادشاہ کے بس مین رہنا اور زیادہ آسان ہوتا تہا۔ بعد اسکے سیواجی خود
بیمار بن کر صاحب فراش بنا۔ کچہہ بیدا وسکے علاج کے لئے بادشاہ نے مقرر کئے۔ سیواجی
اون سے گٹہہ گیا۔ اور اونکی معرفت اپنے دوستون سے جو باہر تہے بات چیت کرنی شروع کی
اور اوسکے اوسنے روز لوگرون مین مٹہائیان منگاکر ہندو مسلمان فقیرون مین تقسیم کرنی
۔ اور مجدون اور مندرون مین ہجوانی شروع کین۔ اول اول پہرہ والون نے ان

نوکرون کی تلاشی لی جب دیکھا کہ سوا مٹھائی کے کچھ اور نہین ہوتا تو اونہون نے
بھی روک ٹوک موقوف کردی۔ ایک رات اوسنے اپنی بھاگنے کی ٹھہرائی۔ اور اپنی باہر کے
راز داارون کو اطلاع دی۔ سرشام منہ لپیٹ کر پلنگ پر لیٹ رہا۔ کچھ رات گئے اپنے
بستر پر ایک نوکر کو لٹا دیا۔ اور ایک ٹوکری مین بیٹھا اور دوسرے مین بیٹے کو بٹھایا
نمک حلال نوکرون نے سرون پر ان ٹوکرون کو دھرا۔ اور پہرہ والون کی آنکھون کے سامنے
سے لئے چلے گئے۔ کسیکو خبر نہ ہوئی۔ وہ ایک مخفی جگہ مین پہونچا۔ یہان گھوڑا کسا کسایا
موجود تھا۔ اسپر سوار ہو وہ جادہ جا کہین متھرا مین جا کر دم لیا۔ یہان اوسکے بعض جان نثار
دوست بھیس بدلے ہوئے موجود تھے۔ اب اوسنے داڑھی سر چھین منڈوائین
۔ اور سادھون کی صورت بنائی۔ اور دھونی رمائی اور سارے بدن پر بھبوت لگائی۔
اور الہ آباد بنارس گیا۔ کتک حیدر آباد ہوتا ہوا وکن مین پہونچا۔ اور بیٹے کو متھرا مین
ایک برہمن کے سپرد کر گیا اور کہہ گیا کہ دس پاس دکن مین پہنچا دے +
جسوقت سیواجی بھاگا تھا اوسے کچھ دیر کو پہرہ والون کو معلوم ہوا۔ پادشاہ کو خبر ہوئی
حکم احکام اوسکے تعاقب کرنیکے لئے جاری ہوئے۔ مگر سیواجی اپنی حکمتون سے صاف
نکل گیا۔ اور راے گڈھ مین وہ دسمبر ۱۶۶۶ء مین نو مہینہ بعد پہنچ گیا۔ اور اس نو مہینہ
مین وہ پادشاہ کے دربار کا خوب مشاہدہ کر آیا۔ انگریزی مورخین کی یہہ راے ہے کہ
اورنگ زیب نے یہہ کام عقلمندی کا نہین کیا کہ سیواجی سے ایسا برتاؤ نہ برتا کہ وہ دل
وجان سے بندۂ احسان ہو جاتا۔ اگر اوسکے باپ دادا مین سے کوئی تخت سلطنت پر ہوتا تو
وہ ایسا نہین کرتا۔ مگر مین اونکے کہنے کا اوسوقت قائل ہون کہ وہ اورنگ زیب کی جگہہ
اورنگ زیب اور رنگ ہون۔ اور اونکے سامنے سیواجی جیسا نوجوان لٹیرا اپنے سب لوٹ کے

کامنین کامیاب سامنے ہو اوسوقت وہ اخلاق برتین جو وہ کہتے ہین - اوس کے باپ دادا ؤن کے سامنے کوئی شخص اس قماش کا نہین پیش ہوا جسنے اونہون نے اخلاق برتا ہو فقط

شاہجہان کی وفات

دسمبر ۱۶۶۶ء کو شاہجہان حبس بول کے مرض مین مبتلا ہوا - اور روز بروز ۱۲ رجب ۱۰۷۶ھ عوارض متضادہ مین مبتلا ہوتا گیا - ایک مرض کا علاج دوسرے مرض کے ازدیاد کا سبب ہوتا - غرض ۲۶ - رجب کو انتقال کیا - تاریخ وفات اوسکی شاہ جہان کردوفات ہے - اکیس برس کی سلطنت کے بعد وہ اس گوشۂ عزلت مین بیٹھا تھا - مگر تعظیم اور توقیر ہم اوسکی ہمیشہ عالمگیر کرتا رہا - اور بہت سے خدمتگار اوسکے پاس تھے - قلعہ مین اوسیکی حکومت تھی - عالمگیر نے دارا شکوہ کی بیٹی سے اپنے بیٹے کی شادی کرنی چاہی تھی - مگر شاہجہان نے اوسکو قلعہ سے باہر نہ جانے دیا - اور بعض جواہرات بیش بہا شاہجہان پاس ایسے تھے کہ عالمگیر نے کئی دفعہ مانگے - مگر اوسنے نہین دیے غرض ان باپ بیٹون کی خط وکتابت مکتوبات عالمگیری کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ کس تعظیم وتکریم اور عقل وفطرت کے ساتھ معاملات باپ بیٹون مین ہوئے - شاہجہان کی عمر چہتر سال تین ماہ کی تھی - اکیس برس دو ماہ سلطنت کی - اور سات برس عزلت نشینی کی - روضۂ ممتاز محل مین دفن ہوا -

واقعات متفرقہ

چونکہ ہم نے ہر مہم کو تمام اور کمال ایک ہی جگہ لکھا ہے اسلیے بیچ مین واقعات چھوٹے گئے ہین اب ہم اونکو لکھتے ہین +

قلعۂ پالامئو (پلاون) متعلقہ صوبۂ بہار

یہان کے مرزبان نے بادشاہی سرکشی اختیار کی۔ اور نذرانہ معمولی نہ بھیجا۔ اسلئے
سنہ ۱۷ امین جب داؤد خان مہم بنگالہ سے واپس آتا تھا بادشاہ کا حکم ہوا کہ راہ مین
اس مرزبان سرکش کا بھی علاج کرتا آئے۔ یہہ ملک جنگل اور پہاڑ مین واقع تھا۔ اور
تین بڑے مستحکم قلعے تھے۔ دو قلعے تو بادشاہی فوج کے پہونچتے ہی خالی ہوگئے۔ مگر تیسرے
قلعہ پر معرکہ آرائی ہوئی اور مرزبان نے صلح کا پیغام بھیجا۔ مگر بادشاہ نے اوسے لکھا کہ
اگر مسلمان ہو تو قصور معاف ہوتا ہے۔ اور ملک اوسکا برقرار رہتا ہے۔ مگر اوسنے اس
بات کو منظور نہین کیا۔ اسلئے یہہ قلعہ بھی کئی لڑائیون کے بعد فتح ہوگیا۔

زمین دار جام سی لڑائی

اس ملک کا زمیندار رنمل ہمیشہ بادشاہ کا تابعدار رہا۔ مگر اب وہ مرگیا تھا۔ اوسکی زمینداری
بادشاہ کی طرف سے ستر سال کو مرحمت ہوئی۔ مگر رنمل کا بھائی رائے سنگہ تھا۔ اوس نے
بھتیجے کو قید کرلیا۔ اور خود زمیندار بن بیٹھا۔ کسی حکمت سے ستر سال قید سے نکل کر
قطب الدین خان حاکم جونا گڈھ پاس آیا اور اپنا حال سنایا۔ بادشاہ کو جب اوسکی خبر ہوئی
تو اوسنے گجرات کی تمام اہلکارون اور قطب الدین خان کے نام احکام جاری کئے کہ ستر سال
کو زمینداری وہان کی رائے سنگہ سے چھین کر دلادین۔ اس رائے سنگہ کے ساتھہ مناجی
زمیندار کچھہ بھی ہوگیا۔ غرض ایک معرکہ ان زمیندارون سے جام سے چار کوس دور ہوا جسمین
رائے سنگہ مع عزیزون اور اقربا اور سولہ سو آدمیونکے مارا گیا۔ اور بادشاہی سپاہی ایک سو ستر
مارے گئے۔ اور چار سو زخمی ہوئے۔ یہہ واقعہ رجب سنہ ۱۰۰۰ کا ہے +

تبت بزرگ کی زمیندار کی تابعداری اور وہان آثار اسلام کا فروغ

تبت بزرگ مین بت پرستی بہت ہوتی ہی۔ خدا پرستی بہت تھوڑی ہی۔ اسلئے پادشاہ سیف خان حاکم کشمیر کے نام ۱۰۷۵ھ مین فرمان جاری کیا کہ وہ زمیندار مذکور پاس کسی معتبر ملازم کے ہاتھہ بھیجے۔ اگر زمیندار تابعدار ہوجاوے تو اوسے کچھہ تعرض نکرے۔ اور اگر اطاعت نہ اختیار کرے تو لشکر لیکر اوسپر چڑھہ جائے۔ سیف خان نے اس فرمان کو محمد شفیع کے ہاتھہ زمیندار دلدان نجیل کے پاس بھیجا۔ اوسنے بیچ کوس سے اوسکا استقبال کیا۔ اور نذرانہ معقول بھجوایا۔ اور جمعہ کو پادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور خطیب پر زر و گوہر نثار کئے۔ اور ایک مسجد دارالسلطنت مین تعمیر کرائی۔ پادشاہ کا سکہ جاری کیا۔ اور پادشاہ کی اطاعت اختیار کی +

چاٹگام کی فتح

یہہ ملک ملک خنگ سے متعلق تہا۔ وہان کے باشندون کو مگہہ کہتے تہی۔ وہ ہمیشہ جنگی کشتیون مین بیٹہہ پادشاہی ملک اور رعیتون کو لوٹتے رہتے۔ اور ہندو مسلمانون کو اسیر کرکے لے جاتے۔ ہوا سطے امیر الامرا صوبہ دار بنگالہ کے نام حکم صادر ہوا کہ ایسی جگہہ تھانے بٹہانے کہ پھر اوسکا حوصلہ نہ ہو کہ وہ ملک شاہی کو لوٹ سکے۔ اور ایسے تھانون پر توپ انداز اور سپاہ زیادہ متعین کرے۔ چنانچہ امیر الامرا نے یہہ تھانے بٹہائے۔ اور چونکہ یہہ خیال تہا کہ قلعہ چاٹگام کو فتح کیجے۔ اسلئے بنگالہ کے بندرگاہون مین جو فرنگی رہتے تہے انکو بہی امداد کے لئے لکہا گیا۔ اور اونمین سے پچاس فرنگی پادشاہی ملازم ہوگئے غرض تری اور خشکی مین کئی لڑائیان ہوکر چاٹگام سلخ جب ۱۰۷۸ھ مین فتح ہوگیا۔ اور سلیمان کا مع عزیز اور اقارب کے گرفتار ہوگیا۔ اور ایک سو دو جنگی کشتیان اور ایک ہزار چہبیس توپ مین برنجی اور آہنی اور تفنگ اور زنبورک اور بہت سا مصالح مار دستکا بہی بہت سی خلقت بنگال کی جو اونکے خوف سے اور اطراف مین بہاگ گئی تہی اب آکر اپنے

گھرون مین آباد ہوئے۔ امیرالامرا نے اس ملک مین تھانے بٹھاکر خوب انتظام کردیا۔ اور ملک اراکان کی فتح کا ارادہ ہوا۔ برسات کے سبب سے اوسمین توقف ہوگیا۔

عالمگیر کی سلطنت کا عروج

عالمگیر کے زمانون مین یہہ زمانہ بڑا عروج سلطنت کا تہا۔ ستارۂ اقبال اوسکا چمک رہا تہا۔ اوسکی قلمرو مین بہت جگہ امن تہا۔ رعایا چین چان اور ارام سے زندگی بسر کرتی تہی۔ کشمیر کے حاکم نے تبت کی حاکم کو مطیع کرلیا۔ بنگال کے حاکم نے چاٹگام کو جو خلیج بنگال کے مشرق کنارہ پر تہا قبضہ کرلیا۔ اور قطب الدین خان فوجدار جونا گڈہ نے جام کو فتح کرلیا۔ یہہ سب فتوحات کیسی انتہا پر سلطنت کی تہین۔ عبدالعزیز خان والی بخارا کا ایلچی خواجہ احمد اور سبحان قلی خان والی توران کا سفیر ابراہیم بیگ اور شاہ عباس والی ایران کا ایلچی بوذق بیگ دوستانہ خطوط لئے ہوئے بادشاہ کے آستانہ پر موجود تھے۔

شاہ ایران سے بی لطفی

تربیت خان نامہ والی ایران کا جواب لیکر ایران گیا۔ اور شاہ ایران سے فرح آباد مین ملا مگر وہ اوس سے ملتفت نہوا۔ بلکہ یہہ ارادہ اوسکا معلوم ہوا کہ خراسان مین سپہ کشی اور رزم آرائی کے ارادہ سے آتا ہے جب بادشاہ کو یہہ حال معلوم ہوا تو بادشاہزادہ محمد معظم کو راجہ جسونت سنگہ کے ساتہہ ۱۴ ربیع الاول سنہ ۱۰۷۶ھ مین کابل مین صوبہ دار مقرر کیا۔ اور اور بیس ہزار لشکر ساتہہ بہیجا۔ اور خود بہی پنجاب کا ارادہ کیا۔ مگر شاہ عباس خناق کے مرض مین مرگیا۔ اس موت نے مہم کو سرد کردیا۔ اور شاہزادہ کے نام حکم گیا کہ وہ لاہور سے آگے نہ جائے اور اولٹا چلا آئے۔

بادشاہ کی والی بیجاپور کے ساتہہ معاملات

تم پہلے پڑھ آئے ہو کہ عالمگیر کی اقبال مندی کے ہی امر خلاف تھا کہ راجہ جے سنگھ بیجاپور کے مقابل مین فتحیابی نہ حاصل ہوئی۔ اور اورنگ آباد مین ناکامیابی کے ساتھ آنا پڑا۔ بادشاہ نے اوسے بلالیا۔ اور اوسکی جگہ شاہزادہ معظم مقرر کیا۔ راجہ جسونت سنگھ اوسکے ہمراہ بھیجا گیا اور دلیر خان جسکو یہہ دونو ناہسند کرتے فوج کا سردار اسلئے مقرر کیا گیا کہ وہ دونو کی نگرانی کرتا رہے۔ راجہ جے سنگھ بادشاہ پاس آتا ہی تھا کہ راہ ہی مین موت آگئی۔

سیواجی کی ترقی

جے سنگھ کی ناکامی سیواجی کے حق مین مفید ہوگئی۔ ۱۶۶۷ء کی درمیان راجہ جی سنگھ نے اپنی جنگ اور بازگشت کی درمیان مین گھاٹون اور قرب وجوار کے ملکون سے تمام فوج اپنے پاس بلالی۔ اور سب قلعون کو خالی چھوڑ دیا۔ انمین سے بہت سے قلعون پر سیواجی کے دکن مین آنے سے پہلے مرہٹے قابض ہوگئے۔ اور جب وہ خود دکن مین آیا تو بہت سی اضلاع زیروزبر کرکے قبضہ مین کرلے +

سیواجی اور بادشاہ کی صلح

جو کام سازشون کے پردونمین ہوتے ہین اونکی اصل حقیقت نہین کہلتی کیونکہ جو اوسکے کرنے والے ہین وہ صحیح نہین بیان کرتے اور سچ بھی کہتے ہین تو اونکی دغابازی اور مکاری کے سبب سے اوسکا اعتبار نہین ہوتا۔ محققین جو اپنی عقل دوڑا کر رائے لگاتی ہین اونمین اختلاف ہوتا ہے۔ کوئی کچھہ لکھتا ہے کوئی کچھہ کہتا ہے۔ اسقلیل کا معاملہ اورنگ زیب اور سیواجی کی صلح کا ہے۔ یہہ دونو شخص ملکی چھوڑ توڑ مین ایک دوسرے کے اوستاد تھے۔ اس صلح کا حال بعض مورخون نے یون بیان کیا ہے کہ بادشاہ نے راجہ جسونت سنگھ اور شاہزادہ

محمد معظم کو بہت تاکید سے لکھا کہ سیواجی سے ملا رہنا عین مصلحت ہے۔ مگر جسوقت قابو چلے اوسوقت گرفتار یا قتل کرنا واجب ہے۔ بلکہ یہانتک ہدایت کی کہ میری حکومت سے بغاوت اور نفرت جتانا اور خفیہ خفیہ مرہٹون سے ملنا چلنا۔ غرض یہہ صلح اوسکی پہنسائی کا جال تہا۔ مگر سیواجی سیانا کوا اوسمین کب پہنستا تہا۔ بعضون نے یہہ بیان کرتے ہین کہ سیواجی دہلی مین راجہ جسونت سے ملا تہا۔ اوسکے مزاج سے خوب واقف تہا اور وہ اسوقت شاہزادہ محمد معظم پر بالکل حاوی تہا۔ ہندوؤن کو بہ نسبت بادشاہی گورنمنٹ کی زیادہ عزیز رکہتا اوسکو رشوت دیکر یہہ صلح ہوئی۔ سبب کچھہ ہی ہوا ہو ۱۶۶۷ء مین ان شرائط پر صلح ہوگئی کہ بادشاہ نے اوسے راجگی کا خطاب دیا۔ اور اوسکے بیٹے سنبہاجی کو پنج ہزاری منصب کا خطاب دیا۔ پونہ۔ چاکنہ۔ سوپہ اوسکی جاگیر کے ضلع واپس دیئے گئے۔ مگر سنگ گڈہ اور پورندہر کے قلعون مین بادشاہی فوج رہی گویا یہہ ایک روک اوسپر رکہی گئی۔ اور ملک برار مین ایک نئی جاگیر عنایت کی غرض ۱۶۶۸ء سے دو برس تک یہہ صلح قایم رہی۔ اور سیواجی ملکی اور مالی اور جنگی انتظامون مین مصروف ہوا۔ جسکا حال ہم آگے لکہینگے +

صلح کا ٹوٹنا اور سیواجی کا قلعون اور ملک کا فتح کرنا

عالمگیر ایسا نادان نہ تہا کہ وہ اپنی تدابیر کی ناکامیابی کو وقت پر نہ سمجہتا۔ چنانچہ جسوقت اوسکو یہہ معلوم ہوا کہ اس صلح سے سیواجی پہندین نہ پہنسا تو اوسنے کہلم کہلا اوسکی گرفتاری کا حکم دیا۔ اس سبب سے صلح کا عہد ٹوٹ گیا۔ اور سیواجی نے پہر اپنے پرانے طریقہ کو اختیار کیا۔ سنگڈہ کا قلعہ پونہ کے پاس تہا۔ اوسکی عظمت کا خیال ورنگ زیب اور سیواجی دونو کو تہا۔ بادشاہ کی رجپوتون کی فوج نہایت عمدہ ایک تجربہ کار افسر کے ماتحت اس قلعہ کی حراست کر رہی تہی۔ رات کو وقت اس قلعہ پر تناجی مالوسری باولیون کو لیکر چڑہ گیا۔ اور پہاڑون کی بلندیون کو رسون پر چڑہ چڑہ کر گہیر لیا۔ راجپوتون کی سپاہ

نے بڑا دل کیا۔ اور تناجی کو مار کر نیچے گرا دیا۔ اور دشمنون کی تہائی فوج کو ٹہکانے لگایا۔ مگر مرہٹے مر کر بہی نہ ہٹے۔ اور آخر کو اس قلعہ کو بڑی بہادری اور شجاعت سے لیکر اوٹہی۔ سیواجی نے اس فتح نمایان کی خوشی مین سپاہیون کو چاندی کے کڑے عنایت کیے۔ ۱۶۷۰ء مین قلعہ پورندر کو بہی لے لیا۔ اب ان قلعون کے فتح ہونیسے اوسکے شمالی اور جنوبی ملکون مین گہاٹون پر رستہ جاری ہوگیا۔ اور چارون طرف اوسکو فتح ہی فتح حاصل ہوئی۔ مگر وہ جنجیری کو جسکو اوسنے بادشاہ کو دیدیا تہا نہ لے سکا۔ پندرہ ہزار سپاہیون کو لیکر سورت کو پہر لوٹا۔ اور یہان یہان والون سے کہا کہ اگر ۲۵ لاکہ روپیہ سالانہ نذر دیا کرینگے۔ تو اس لوٹ مار سے بچینگے۔ ورنہ ہر سال اسی آفت مین پہنسینگے۔ جب یہان سے وہ مراجعت کرتا تہا تو درہ ناسک کے پاس دو مغلون کی فوجون نے اوسی روکا۔ مگر اوسنے اپنی فوج کے دو حصے کیے۔ ایک کو غنیمت دیکر چلتا کیا۔ اور دوسرے سے لڑتا رہا۔ اور مغلون کو شکست دی۔ ایک مرہٹن مرہٹون کی ساتھ بادشاہ کی طرف سے ان معرکون مین لڑتی تہی۔ اور حق نمک ادا کرتے تہے۔ وہ گرفتار ہوگئے مگر سیواجی نے اوسکے ساتہہ یہہ آدمیت برتی کہ اوسے چہوڑ کر گہر اوسکو بہجوایا۔ عورت کے خون سے ہاتہون کو مہدی نہین لگائی۔

اور دسمبر ۱۶۷۰ء مین اوسنے بادشاہی ملک خاندیس سے چوتہہ وصول کیا۔ اس چوتہہ کی حقیقت یہہ ہے کہ وہ کل محاصل کی چوتہائی ہوتی تہی۔ جن ملکون نے یہہ چوتہہ مرہٹون کو ادا کردی۔ وہ اونکی لوٹ مار سے محفوظ ہوگئے۔ اور جنہون نے نہ ادا کی کچہہ دینے مین تامل کیا تو پہر اونکو مرہٹون نے لوٹ مار کر برابر کیا۔

بادشاہی فوج کی شکست

سیواجی کو جو یہہ فتوحات حاصل ہوئین اونکے اسباب بہی مہیا ہوگئے تہے۔ اول یہہ کہ بادشاہ خود

شمال و مشرقی فوجون کے ساتھہ لڑنے مین مصروف تہا۔ دکن کی طرف کئی برس تک وہ اچھی طرح متوجہ نہین ہوا۔ دوم شاہزادہ معظم کی سپاہ مرہٹون سے مقابلہ کرنے کے لیئے کافی نہ تہی اور باپ بیٹے کا بڑا اعتبار نتہا اسلیئے بیٹے کی کمک کے بہیجنے سے بادشاہ مدت تک انکار کرتا رہا جب اوسکو اس امر کا یقین ہوگیا کہ دکن مین فوج کثیر کی ضرورت شدید ہی تو اوسنے ۱۰۸۱ھ ۱۶۷۰ء مین چالیس ہزار سپاہ مہابت خان کے ماتحت روانہ کی۔ اس فوج کو کچھہ تعلق شاہزادہ معظم سے نہ تہا۔ مگر جب یہہ سپہ سالار بہی دلی سے روانہ ہوا تو کسی حرکت ناشائستہ کا مرتکب ہوا بادشاہ اوسسے خفا ہوگیا اور ایک امیر کی معرفت اوسکو خفیہ فہائش کرائی۔ غرض یہہ فوج دکن پہنچی۔ مگر کوئی کارنمایان اوسسے ظہور مین نہ آیا۔ اورنگ آباد مین شاہزادہ معظم پڑا رہا۔ اور ۱۰۸۲ھ ۱۶۷۱ء مین مرہٹون نے ایسی فتح اس فوج پر پائی کہ سیواجی کو کبہی عمر بہر نہین حاصل ہوئی تہی۔ اسپر بادشاہ نے مہابت خان اور شاہزادہ کو بلا لیا۔ اور خان جہان خان حاکم گجرات کو اوسکی جگہ بہیجا۔

شمالی اور مشرقی پٹہانون سے لڑائیان

ان قومون کا حال جو ہم پہلے لکہہ چکے ہین اوسکو اب پہر دیکہہ لو۔ ابا فاغنہ یوسف زئی نے ایک فقیر محمد شاہ کو اپنا سردار۔ اور بہاکو رئیس اور ملا چالاک کو ملا بنا کر سارے ملک مین فساد مچایا۔ اور دریا راگ سے وے اٹک بادشاہی ملک کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔ بادشاہ نے یہہ خبر سنکر کامل خان فوجدار اٹک اور امیر خان حاکم کانگڑا اور اوس نواح کے زمینداروں اور فوجداروں اور صوبہ داروں کے نام حکم جاری کیئے کہ فوجین جمع کرکے ان قومون کی سرزنش کرین۔ اب یہہ لشکر اٹک سے پار اوتر کر ان قومون کے ملک مین گیا۔ اور وہ بہی لڑائی کے واسطے آمادہ ہوئے۔ اور محمد امین خان بہی ۱۸ ذیقعدہ ۱۰۸۷ھ ۱۶۷۶ء کو

نو ہزار آدمیون کے ساتھہ روانہ ہوا۔ اوسکے پہونچنے سی پہلے کئی لڑائیان شمشیر خان سے ہوئین۔ اور تین سو رئیس ان قومون کے بادشاہی لشکر نے اسیر کئے۔ محمد امین خان ۳ محرم کو تول حیز سے عبور کیا تہا کہ قوم یوسف زئی نے اوسکے لشکر کو شکست دیکر تباہ کیا۔ اور اوسکے جورو بچون کو گرفتار کر لیا۔ غرض اس بخشی نے اپنی اہل عیال کو روپیہ دیکر اوسکے ہاتہہ سی چہڑایا۔ بادشاہ خود اس مہم کے انصرام کے لئے حسن ابدال تک گیا اور اپنے بیٹے محمد سلطان کو جو ابہی قید سے رہا ہوا تہا بہیجا۔ جنوری ۱۶۷۲ء سنہ ۱۰۸۴ھ سی اکتوبر ۱۶۷۵ء سنہ ۱۰۸۶ھ تک وہ ان لڑائیون مین مصروف رہا۔ اور پندرہوین شوال سنہ ۱۰۸۶ھ کو بادشاہ حسن ابدال سی مراجعت کر کے دہلی مین آیا۔ ان لڑائیون کا بیان کچہہ بسبب نہین ہے اسلئے کاغذ سیاہ نہین کیا۔

ست نارامی فرقہ کا بیان

بادشاہ اس مہم سے ناکام واپس ہو کر آیا ہے کہ سنہ ۱۶۷۶ء سنہ ۱۰۸۷ھ مین ایک عجیب ہنگامہ دارالسلطنت کے قرب و جوار مین برپا ہوا۔ ست نارامی ایک فرقہ ہنود میوات مین رہتا تہا۔ اس ملک کی تجارت اور زراعت سی گزارہ کرتا تہا۔ مگر ضرورت کیوقت اپنی حفاظت کیواسطے ہتیار باندہتا تہا۔ اتفاقاً ایک شخص نے ایک بہگت جی کی جو خدمت کی۔ وہ شخص پولس کے سپاہیون کا دوست تہا۔ بہگت جی کے کہنے پہیلائے۔ بہائی بندون کو جمع کر کے فریاد کی۔ اور اونکو لیکر پولس والون پر چڑہہ گئے۔ طرفین سے جانین تلف ہوئین۔ اور رفتہ رفتہ فساد کو وہ ترقی ہو گئی کہ پانچہزار آدمی اس فرقے کی نارنول مین جمع ہو گئے۔ طاہر خان فوجدار نارنول کو اونہون نے شکست دیدی۔ جب اسکی خبر بادشاہ کو ہوئی تو ۲۶ ذیقعدہ کو تین فوجین بادشاہی روانہ کین۔ اور شاہزادہ محمد اکبر کو بہی سپہ سالار بنا کر بہیجا۔ غرض اس فرقے نے باوجودیکہ فن سپہ گری سے ناآشنا تہا مگر داد شجاعت دی۔ بادشاہی فوجون سے

خوب مقابلہ کیا۔ اور کئی دفعہ شکست دی۔ یہہ لوگ اپنی مت مین جیتی ہوئی گنے جاتے تہے
ان فتوحات سی اونکے عوام الناس کو یہہ یقین ہوا کہ اونکو منتر ایسے آتی ہین۔ کہ اون کے
بدن پر بندوق اور تلوار کچھہ اثر نہین کر سکتے۔ اور وہ اپنی بندوق اور تلوار سے جو
دشمنونکا چاہین کر سکتے ہین۔ یہہ یقین وبا کی طرح پہیل گیا — اب بادشاہی سپاہ اونکے
سامنے آنیسے جھجکتی تہی۔ اور یہان چارونطرف سے اس اعتقاد پر زمینداروں کا ہجوم ہوگیا
۔ وہ لوٹتے مارتے اور جے پکارتے دہلی کے قریب آپہونچے۔ مگر اورنگ زیب کے سامنے یہہ منتر کب
چلتے تہے۔ اوسنے شہر سے باہر خیمے کہڑے کردئے۔ خود لڑنے گیا اور اپنے ہاتھہ سے قرآن شریف
کی وہ آیتین علمون پر لکہین جنکی تاثیر جادو کو بے تاثیر کرتی ہین۔ اس حکمت ہی بادشاہی
فوج کو تقویت ہوئی۔ اور دشمنون کے سارے منتر دہرے رہے۔ شکست کہاکر ادہر اودہر
تتر بتر ہوگئے۔ مگر اس سبب سے ایک گونہ بدنظمی آگرہ اور اجمیر کے صوبون مین
ہوگئی جسکے انتظام کے واسطے عالمگیر کو خود جانا پڑا۔ ابتک ہم نے عالمگیر کی مہمات جنگ
کا بیان لکہا ہے۔ اب ہم اوسکے اور انتظام اور قوانین آئین بیان کرتے ہین جنکا اثر
رعایا اور سلطنت پہلا میسر ہوا۔

جزیہ

بادشاہ کچھہ پہلے ہی رفاعتہ یوسف زئی کی لڑائی سے خفا خفا بیٹہا تہا اب یہہ ستارا میون
نے فساد برپا کیا تو اور آشفتہ خاطر ہوا۔ اور اپنا غصہ یون نکالا کہ ہندؤن پر جزیہ لگایا
۔ یاد ہوگا کہ وہ اکبر کے عہد سے موقوف ہوگیا تہا۔ اور اسی سبب سے ہندو مسلمانون کے
دلی خیر خواہ ہوگئے تہے۔ مگر اب وہ اس بادشاہ نے پہر جاری کیا۔ اور اس سبب سے پہر ہندؤن
کے دلون کو دکہا کر اپنا دشمن بنایا۔

احتساب

بادشاہ نے ۱۰۶۹ھ مین اشاعت شرع اسلام کے واسطے یہہ تجویز ٹہرائی کہ کوئی فاضل محتسب مقرر ہو۔ کہ وہ تمام منہیات اور مجرمات خصوصًا مے نوشی اور بنگ گانجہ کے کہانے پینے سی اور تمام مسکرات سی اور خواہشون انیلت کی معاشرت سی منع کرتا رہے۔ اول اس عہدہ پر بلاعوض مقرر ہوئے۔ اور پندرہ ہزار روپیہ سال تنخواہ اور ہزاری صد سوار کا منصب اونکے واسطے تجویز ہوا۔ اور تمام ممالک محروسہ مین صوبہ دارون کے نام احکام جاری ہوے کہ وہ بہی ایک محتسب ایسا ہی اپنے اپنی علاقہ مین مقرر کرین۔ اور اونکے ساتہہ احدی اور سوار ساتہہ رہین کہ اگر کوئی احکام شرع کا پابند نہ ہو تو اوسکی تنبیہ و تاکید کے لئے وہ کام آئین۔ بعض مورخون نے اس احتساب مین یہہ بہی داخل کیا ہے کہ بتون کی پرستش نمود اور نمائش سے نہ ہونے دین۔

ایام اور وضع جشن کا بدلنا

آئین کیانی کے موافق مسلمان بادشاہون کے ہان بہی غرہ فروردین کو جشن نوروز ہوتا۔ اور اس سبب سے مسلمان اس دن کو بہی مثل عیدین مقدس اور متبرک گننے لگے۔ اس بادشاہ نے یہہ مجوسیون کا طریقہ موقوف کیا۔ اور یہہ مقرر کیا کہ جشن نوروزی ہر سال عید فطر کے بعد ہوا کرے۔ اور سال نوروزی رمضان سے جو جلوس ثانی کی تاریخ ہتی شمار کیا جائے۔ اگرچہ بہرا ملکارون نے اعتراض کیا کہ فروردی مین موسم بہار کا ہوتا ہے۔ اور اور رمضان مین موسم ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔ اسلئے جشن کی بہار بہار ہی مین اچہی ہے۔ مگر بادشاہ نے اونکے کہنے پر کان نہ دہرا۔

داروغہ اریکے محصولونکا معاف کرنا

تمام ممالک محروسہ مین پادشاہ فی راہ داری کا محصول جو رسد غلہ اور اشیا ۔ براہنا سے لگتا تہا موقوف کردیا ۔ اور بڑے بڑے شہرونمین جو چنگی کا محصول غلہ پر لیا جاتا تہا وہ بہی موقوف کردیا پچیس لاکہ روپیہ سالیانہ اس صیغہ سے خزانہ شاہی مین داخل ہوتا تہا ۔ اوسکی کچہہ پرواہ نہ کی ۔ امیر محمد ہاشم خانی خان جو پہلے مرزا مراد کا نوکر تہا اور بعد اوسکے پادشاہ کا ملازم ہوا ۔ وہ دکن کی اکثر مہمات مین شریک تہا ۔ اوسنے جو تاریخ منتخبی اس پادشاہ کی لکہی تہی اور اوسکو ظاہر نہ کیا تہا ۔ وہ لکہتا ہی کہ اون اشیا و نکا محصول بہی چہوڑ دیا جو ہندوؤن کے بڑے بڑے میلونمین جاکر بکتی تہین ۔ اسلئے کہ وہ اس مال کو نہایت حرام جانتا تہا +

پادشاہ کا تشرع

پادشاہ نے لباس زردوزی اور رنگین اور جواہر نگار خود بہی چہوڑ دیا ۔ اور امیرون کو بہی منع کردیا ۔ کہ یہہ زنانہ لباس چہوڑ دین ۔ مطربان خوش آواز اور سازندگان دلنواز بہی دربار سے نکالی گئے ۔ اور ناچ رنگ کی مجلسونکی ممانعت کا حکم جاری ہوا ۔ دوم ڈہاریون گولیون بہانڈون کی سخت ممانعت کی ۔ ایک دن ارباب نغمہ نے آپسمین اتفاق کرکے ایک جنازہ بنایا ۔ اور اوسپر بہت سی پہولون کی چادرین ڈالین ۔ اور ایک از وحام ساتہہ لیا ۔ اور پادشاہ کے روبرو سے لیچلے جب پادشاہ نے پوچہا کہ کیا ہے تو عرض کیا کہ حضور نغمہ اور سرود مرگیا ہے ۔ یہہ اوسکا جنازہ کلاوت دفن کرنے لیجاتے ہین ۔ اوسکے جواب مین پادشاہ نے فرمایا کہ اوسکو ایسا دفن کرین کہ خلاف عادت الہی اوس مردہ مین سے پہر آواز نہ نکلے ۔ پہر سارے میلے ٹہیلے بند کردئے ۔ بڑے بڑے شہرون مین لنگر خانے جاری ہوئے کہ وہان مسافر اور مساکین آنکر کہانا کہایا کرین ۔ جہروکہ درشن کے لئے

جہروکہ مین بیٹھنا بھی موقوف کیا۔ جب بادشاہ یہان بیٹھتا تہا تو ہزارون ہندو مسلمان
حاضر ہوتے اور بادشاہ کی دیدار سے بہرہ ور ہوتے۔ اور ایک فرقہ ہندوؤنکا درشنی پیدا ہوگیا تہا
وہ جب تک بادشاہ کا درشن نہ کرتے تہے زبان پر کسی چیز کو نہ رکہتے تہے۔ بادشاہ ایسی طاعت
کو بیہودہ سمجہا۔ اور اس بدعت کو بہی الفط کیا۔ یہہ باتین پہلے بادشاہون نے رعایا کے دل
خوش کرنیکے لئے بڑی سوچ بچار کر نکالی تہین۔ جنکو اس بادشاہ نے اسطرح موقوف کیا
کہ لوگون کا دل اوسسے پہر گیا۔ بہلا کوئی پوچہے کہ اگر ہندوؤنکا یہہ اعتقاد تہا تو اوسکا کیا علاج
جو اونہنے موقوف کیا۔ نجومیون کی بہی بڑی ساعت آئی۔ رمالون کے لئے بہی برا پالا پڑا
۔ سب نجومی رمال دربار سے نکالے گئے۔ ملک الشعرا کا عہدہ بہی تخفیف مین آگیا۔ غرض شاعرونکا
بہی قافیہ تنگ ہوا۔ مگر دربار موزون طبع اور عالی دماغ شاعرون سے خالی نہ تہا۔ بعضے فعہ
ایسی قصیدے اور شعر کہکر لاتے کہ بادشاہ سلامت بہی سنکر سر دہنتے۔ مگر جب وہ پڑہ چکتے تو زبانی
بہی ارشاد فرماتے کہ آئندہ ایسی بے سود کام مین اوقات ضائع نکرنا۔ جن مورخون نے یہہ لکہا ہے کہ
اونہنے شعر کہنے اور پڑہنے کی ممانعت کی وہ مبالغہ ہے۔ رقعات عالمگیری مین خود اونہنے
اوستادون کے شعر لکہے ہین۔ اور وہ بعضے اوقات خود شعر کہتا تہا چنانچہ اوسکا یہہ شعر مشہور ہے
کہ شعر غم عالم و افسون ہست مین یک غنچہ دل دارم۔ چسان در شیشہ ساعت کنم خاک بیابان را
دفترون سے تقاویم کو بہکوادیا۔ پہلے دستور یہہ تہا کہ مورخ بادشاہون کی تاریخین اور روزنامچے
لکہا کرتے تہے۔ چنانچہ عالمگیرنامہ منشی محمد کاظم بن محمد امین نے لکہا ہے۔ اوسمین دس سال کا
حال سلطنت کا بیان کیا ہے۔ مگر بادشاہ نے اب اس تاریخ لکہنے کی بابتی ممانعت کردی کہ کوئی
نہ لکہی جاوے۔ مورخ اوسکا سبب یہہ بیان کرتے ہین کہ عالمگیر ایک معجون مرکب شجاعت اور فطنت
اور عناد اور عصبیت کی تہی۔ شجاعت اور فطنت کی سبب سے تو وہ کام اوسسے صادر ہوتے تہے جو

اور اپنی بیٹون کی ریاضی مین شعر لکہنا

جو پادشاہان عالی مقدار کو شایان ہین - مگر عناد و عصبیت سے وہ افعال ظہور مین آتی ہے
جو عظیم الشان پادشاہون پر زیبا نہین ہین - اسلئے اوسنے اپنی عقلمندی سے تاریخ لکھنے
کا حکم بند کر دیا کہ اوسکے بُرے کام زمانہ مین یادگار نہ رہین - مگر باوجود اس ممانعت کے پندرہ تاریخین
اوسکے حال مین لکھی گئین جنمین سے ایک خافی خان کی تاریخ ہے جو مہمات دکن مین
خود شریک تہا - جناب الفنسٹن صاحب نے اسی تاریخ کو زیادہ تر معتبر گنا ہے - مگر مصنف
اوسکا شیعہ ہی اسلئے وہ تعصب سے بہت جگہ ایسی باتین لکھ جاتا ہے جسے طعن اور تشنیع
ایک سنّی پادشاہ پر ہو چنانچہ وہ ایک جگہ لکھتا ہی کہ ایران کے وہ صفوی خاندان کے پادشاہ
جو دائم الخمر رہتے تہے اونہون نے بہی دشمنون سے وہ سلوک نہین کیا جو اس پادشاہ
دین دار نے اپنے بہائیون اور بیٹون سے سلوک کیا +

زمین کے محصول مین کچہہ تغیر و تبدل نہین ہوا - صرف وہ محصولات جو خلاف شرع تہے
اور جنکا اوپر بیان ہوا موقوف کر دئے - قاضیون کو بڑا ذی اختیار اوسنے کر دیا
صوبہ دار اور عمال و حکام اور فوجداروں کے اختیارات مین اس سبب فرق آگیا -
اور سارا عملہ فعلا اونکا آزردہ خاطر ہو گیا - قاعدہ ہی کہ جب کوئی نیا دستور اور قانون
جاری ہوتا ہے - تو پرانے اہلکار اوسپر غل و ریواویلا مچایا کرتے ہین - اور اپنے پہلے
دستورون کی مدح سرائی کیا کرتے ہین - اوسنے یہہ حکم منصفانہ جاری کیا کہ ساری
عدالتون مین پادشاہ پر نالش کیجائی - اور شریعت کے موافق اوسکی تحقیقات کیجائی - اسی
زمانہ مین اوسنے ایک حکم گشتی تمام حکام پاس بہیجا کہ ہندو اہل قلم ایک قلم آئندہ نوکر
نہ رکہے جائین - اونکے تحت حکم عہدے خالی ہون تو اوپر مسلمان بہرتی کئے جائین - مگر اس
حکم پر عمل نہ ہو سکا - اور وہ فقط ہندون کے دل راضی کرنیکے لئے کام آیا +

غرض جو تغیر و تبدل قدیمی بندوبست مین کئی اوس سبب سے ہندو مسلمانون مین تمیز پیدا ہوئی۔ اور اس سبب سے اونمین آپسمین تنفر پیدا ہوا۔ اور حسد کا باب کہل گیا۔ جسکو پہلے پادشاہون نے بڑی عمدہ تدبیرون سی مسدود کیا تہا۔ اور وہ اس امتیاز کے مٹانی ہی کو اپنی حکومت کا جز اعظم سمجہتے تہے۔ اورنگ زیب کو خود ہی ہندو نسی تنفر نہ تہا۔ بلکہ وہ ہر مسلمان کو چاہتا تہا کہ جو چیز اسلام کی نہ ہو اوسسے دلی نفرت اوسکو ہو۔

ایسے حکم کی تعمیل مین وہ سختی نہ ہوئی جو جزیہ کے لینے مین کم بختی ہوئی۔ جن ہندون نے اسلام کی اطاعت اختیار کی اونہون نے یہہ بنا جزیہ دینا اول اول مسلمانون کو اختیار کیا۔ گویا یہہ جزیہ اسلام کے تسلط کی نشانی تہی۔ اور جو ہندو جزیہ نہین دیتے تہے وہ اسلام کے مطیع نہ تہے۔ مگر اکبر نے مصلحت سمجہکر اس جزیہ کو موقوف کر دیا تہا۔ اب وہ اوسکا دینا ہندون کو سخت ناگوار تہا۔ چنانچہ لاکہون ہندو اوسکی معافی کیواسطے دلی کے قلعہ کے گرد جمع ہوے۔ اور اس محصول کی معافی کے واسطے پادشاہ کی بڑی منت سماجت کی۔ مگر پادشاہ نے کچہہ نہ سنا۔ جب جمعہ آیا اور پادشاہ سوار ہوکر جامع مسجد کو چلا لگا تو راستہ مین اوسکے گرد کہڑے ہوے۔ اور اس محصول کے لئے واویلا کی۔ مگر اونسے اونکی فریاد سننے کے لئے اپنی کان بہرے کر لئے۔ اور ہٹیکے سبب سے جب راہ نہ ملی تو بسطرح پہاڑ چیر رستہ نکالا کہ بہت سی غریب گہوڑون اور ہاتہیون کے پیرونکے تلے کچل کر پس گئے۔ اب الجا ہو ہندو اپنے اپنے گہرونکو چلے گئے۔ پہر اوسکے واسطے دم نہ مارا۔

پادشاہ سے ہندؤن کی مخالفت

ہندؤن کے ساتہہ جو منازعت کا تخم بویا گیا — اوس کا یہہ ثمرہ ہوا کہ مسلمانون سے ہندؤن کا دل پہر گیا۔ اس پادشاہ کی ابتدا سلطنت مین ہندو

اوسکی ملازمت مین جان بازاور ننگ حلال مسلمانون سے کم تہے۔ اور یہہ حال اونکا تہا کہ اگر وہ ہندؤن کی مقابلہ مین بادشاہ کی طرف سے کہڑے ہوتی تو بادشاہ کی وفاداری ظہور مین آتی۔ اور اپنے ہم قوہون اور ہم مذہبون کا خیال نہ کرتے مگر جب یہہ نظام حیدر ہندو اور مسلمانون کی باہم تمیز کا دخل ہونا۔ تو ہندؤنکا دل بہی مسلمانون کے ساتہہ اوسسے جدا ہوا۔ اول اول ہندوستان خاص مین رجپوتون نے اپنی ناراضی ظاہر کی۔ اور دکن مین ہر ایک ہندو مرہٹون کا دم بہرنے لگا۔ غرض ۱۶۸۸ء مین ہندؤن سے بالکل بگاڑ ہوگیا۔

راجپوتون سے بگاڑ

جزیہ نے مذہبی عداوتون کی آگ کو پہلے ہی سے بہڑکا رکہا تہا۔ اب چہہ مہینہ بعد اس واقعہ نے اور اشتعال دی۔ کہ راجہ جسونت جسکا حال بہت جگہ پڑہ چکے ہو وہ کابل میز صوبہ دار تہا۔ یہان وہ اس دار نا پائدار سے کنارہ کش ہوا۔ اوسکے بہائی بند رجپوت اوسکی رانی اور ننہے ننہے دو بیٹون کو ساتہہ لے اذن اور دستک اہ داری صوبہ دار کابل کے وطن جانیکے لئے چل کہڑے ہوئے۔ بعد لاک پرمیز بحرا و نکا مزاحم ہوا۔ رجپوتون نے خانہ جنگی کی۔ اور غالب ہوکر دریا سے کسی پایاب راہ سے اوتر آئے۔ شاہجہان آباد برسر راہ تہا۔ ناچار یہان وارد ہوئے۔ عالمگیر نے یہہ اونکی حرکات سنکر اور اپنی کنہیہ تیز کو کار فرما کر کوتوال کے نام حکم صادر کیا کہ اونکی فرودگاہ پر پہرے بٹہادئے جائین۔ بعد چند روز کے راجپوتون نے اپنی ذاتی شجاعت کے سوا یہان فند و فریب کی قدرت اپنی دکہائی کہ درگاداس اور چند سردارون نے بادشاہ سے جانیکی رخصت مانگی۔ بادشاہ نے اس سبب سے کہ آدمیون کے کم ہوجانے سے رانی اور لڑکون کو بس مین رکہنا زیادہ آسان ہوجائیگا

اونکی رخصت منظور کرلی - اونہون نے راجہ کے لڑکون کو غلامون کی صورت بنایا - اور رانی صاحبہ کو مردانہ لباس پہنایا - اور بڑے بہادر سورما راجپوتون کو خیمہ کے اندر بٹہایا - اور لونڈیون کو رانیون کا زیور اور لباس پہنایا - اور غلامون کو راجہ کا لڑکا بنایا - یہان عورتون کی پردہ نشینی کام کر گئی - نہین اس کام کا ہونا مشکل ہوتا - غرض اب اونہون نے راجپوتون سے کہا کہ ہم رانی اور کنورون کو لیکر چلتے ہین - اگر یہہ راز کہل جائے تو تم ان جعلی لڑکون اور رانی کی حراست مین اسقدر کوشش کرنا کہ پانچ چھہ گھنٹے اوسمین لگ جائین - شاید وہ کچھہ تھوڑی دور گئے ہونگے کہ بادشاہ کو یہہ خبر پہونچی - غرض جب تک استفسار اور کشف اسرار ہوئی گھنٹے گذر گئے - بادشاہ نے جانیوالون کے پیچھے آدمی دوڑائے - اور ان رانی اور لڑکون کو اپنے پاس طلب کیا - اسپر راجپوتون نے کہا کہ ہم رانی نہین دینگے - جان دینگے - اسپر بادشاہ نے فوج بھیجی - راجپوت اونسے بمقابلہ پیش آئے - اور ایک فوج شاہی کو مغلوب بھی کر دیا - مگر جب اونمین سے بہت قتل ہو گئے - تو جعلی رانی اور لڑکے گرفتار ہوئے - بادشاہ نے اونکو حرم سرا مین بھیجدیا - لڑکون کو مسلمان کرلیا - اور لونڈیان اوسکی خدمت کے واسطے مقرر کردین - اور رانیون کو حرم سرا کی بیگمون کا پرستار بنایا - اب بادشاہ اور ارکین سلطنت کو یہہ یقین ہو گیا کہ اصلی لڑکے اور رانی یہی ہین - مہاراجہ کا داس اور راجپوت جو اس معرکے سے زندہ بچے وہ منتشر ہو گئے - مگر پھر ایک جگہ جمع ہو کر وطن کو چلے - اس لڑائی سے رانی کو اتنی فرصت مل گئی کہ وہ جودھپور مین صحیح سلامت داخل ہوئی - اور اوسکے بڑے بیٹے اجیت سنگھ نے مارواڑ پر مدت تک سلطنت کی - بادشاہ کو مدت تک یہہ یقین رہا کہ وہ راجہ کا اصلی بیٹا نہین ہے - فقط رانی نے مہاراجہ کے نام باقی رہنے کیواسطے اوسکو بیٹا بنایا - اور اصلی اولاد اوسکی میری قید مین ہے - غرض ان جعلی اولاد کی توقیر مین کوشش کرتا رہا - اور آخر کو اوسکے استحقاق کے حیلے سے

جودہ پور پر چڑھ گیا۔ جب راجپوت راجاؤن نے ایک اپنی ہم قوم راجہ کا یہہ ڈھنگ دیکھا۔ اور جزیہ نے پہلی ہی دفعہ بگاڑ رکھا تھا۔ اسلئے سارے راجپوت راجہ اسمین متفق ہو گئے۔ مگر راجہ رام سنگھ مہاراجہ جے پور جسکے نانے رشتے بادشاہ ہی بہت تھے اس معاملہ مین شریک نہوا۔ راج سنگھ رانا اودے پور نے مہاراجہ جسونت سنگھ کی رانی اور لڑکون کی اعانت مین کمر چست کی۔ اور جزیہ دینے سے انکار کیا۔ غرض اب سارا مغربی راجپوتانہ بادشاہ کا مخالف ہو گیا۔ جزیہ ذی الحجہ ۱۰۸۹ھ ۱۶۷۹ء کو فوج کو جمع کر کے بادشاہ اجمیر گیا۔ وہانسے اودے پور کو فرمان لکھا کہ راجہ جسونت سنگھ کی رانی اور لڑکون کو اپنی حدود سے باہر نکال دو۔ اور ملک کا جزیہ ادا کرو۔ رانا اس حکم کو سنکر ڈر گیا۔ اور فرمان کو قبول کیا۔ اور وکیلون کو بھیجکر بادشاہ کو خوش کیا۔ بادشاہ نے خان جہان کو اودے پور روانہ کیا کہ زر معہود وصول کر کے چلا آئے۔ اور خود دلی چلا آیا یہان آتے ہی چند روز بعد یہہ خبر آئی کہ رانا نے پھر تمرد اختیار کیا۔ غرض پھر بادشاہ جولائی ۱۶۷۹ء رجب ۱۰۹۰ھ مین دوبارہ اجمیر کو روانہ ہوا۔ اور اس دفعہ اپنی ساری ذہانت اور فراست کو راجپوتون کے مغلوب کرنیمین کام مین لایا۔ شاہزادہ معظم بہادر شاہ کو دکن سے اور اعظم شاہ کو بنگالہ سے بہت جلد بلایا۔ شاہزادہ محمد اکبر کو کہ ساتھ تھا رانا کی تنبیہ اور تاکید کے لئے روانہ کیا۔ شاہ قلی خان کو تہور خان کا لقب دیا۔ اور شاہزادہ کا اتالیق مقرر کیا۔ اس شاہزادہ نے رانا اودے پور کو شکست دی۔ اور وہ خوف کہا کر اراولی کے پہاڑون مین فرار ہوا۔ اور شاہزادہ اکبر نے اوسکا تعاقب کیا۔ اور ایک فوج کے حصہ کو اوسکے کشائی ملک کے تاخت و تاراج کے لئے چھوڑا۔ شاہزادہ محمد معظم دکن سے اجمین مین آگیا۔ اور رانا سمد کے تالاب پر اسی کوس پر بادشاہ کے لشکر سے فروکش ہوا۔ اوسکو حکم ہوا کہ وہ سیدھا چلا آئے۔ اور شاہزادہ اعظم شاہ کی نام حکم ہوا کہ وہ خاص جودہ پور کے علاقہ کو جائے

اور اودے پور کا جو علاقہ اوس پاس ہے۔ وہ ویران کرتا جائے۔ اور سب کو یہہ حکم تہا کہ اپنی اپنی فوجون کا ایک ایک ٹکڑا اون رسدون کے لوٹنے کیواسطے متعین کرین۔ جنکو بہکوڑے راجپوت پہاڑون مین لیجاتے ہین۔ اور باقی فوجون کو شہر اور قصبات اور دہات کی جلانے اور پہل دار درختون کے کاٹنے اور جورو بچون کے غلام بنانیمین مصروف کرین۔ غرض دشمنون کا سب طرح سے قافیہ تنگ کرین۔ اور کوئی مصیبت باقی نہ رہی جو دشمن پر نہ پڑے۔ سخت احکام سے راجپوتون اور مسلمانون مین جو علاقہ بہائی بندی اور محبت اور مروت کا تہا وہ منقطع ہوگیا۔ پہر اونہون نے مسلمانون کی خدمت گزاری دل و جان سے نہین کی۔ اگر کبہی وہ خدمت گزاری پر آمادہ بہی ہوئے تو بیدلی سے +

شاہزادہ اکبر کا راجپوتون سے ملنا

جب تک یہہ ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ راجپوتون پاس پچیس ہزار سوار میدان جنگ مین قائم رہے اکثر اونمین راٹہور راجپوت جودہ پور کے تہے۔ اور پیادون مین اکثر پہاڑی آدمی تہے۔ وہ خوب کام ان پہاڑون مین دیتے تہے۔ اونکی حمایت سے سوار پادشاہی فوجون پر خوب ضرب لگاتے تہے۔ اور اپنے دشمنون کو بڑا نقصان پہنچاتے تہے۔ اونکی رسدون کی اکثر بردارین کاٹ لیجاتے تہے۔ اور جن مقامات کو اپنی حفاظت اور حمایت کے لئے مستحکم جانتے تہے اونکی حراست کیا کرتے تہے۔ درگاداس جو راجپوتون کی سوقت بڑی سرپرہی کر رہا تہا۔ اوسنے اپنے ملک اور قوم کی نجات کی ایک اور راہ نکالی کہ تہور خان اور شاہزادہ محمد اکبر سے خط و کتابت جاری کی۔ اور اوسکو لکہا کہ اگر تو ہمارا طرفدار ہوگا تو ہم تیری تخت نشینی مین اعانت کرینگے۔ یہہ نوجوان سب سے چہوٹا بیٹا بادشاہ کا بیس برس کا دم مین آگیا۔ اوسنے باپ سے بغاوت اختیار کی۔ یہہ سبق باپ سے بغاوت کرنیکا تو باپ ہی سے پڑہا تہا

ایک ہزار سوار راٹھوڑ اوسکے لشکر مین شریک ہوئے۔ بہادر شاہ نے بہائی کو نصیحت کے
دو کلمے لکھے۔ اور باپ کو بھی لکھا کہ آپ اکبر کی طرف سے غافل نہ ہوجئے۔ اسنا تجربہ کار نوعمر کو
رجپوت پٹیان پڑھا رہے ہین۔ مگر باپ کو بیٹے کی صغر سنی کے سبب ایسا بھروسا نہ تھا۔ کہ اوسنے
شاہزادہ بہادر شاہ کو لکھا کہ ہذا ابتہان عظیم خدا تم کو ہمیشہ صراط مستقیم پر رہبری کرے۔
اور بدخواہون کی سخن شنوی سے محفوظ رکھے۔ مگر جب اوسکو یہہ خبر ملی کہ محمد اکبر نے تخت
سلطنت پر جلوس کیا۔ اور اپنا خطبہ و سکہ جاری کیا۔ اور تہور خان کو ہفت ہزاری کا
خطاب دیا۔ اور وزیر بنایا۔ اور دوسرا دار مجاہد خان بڑے عہدے پر ممتاز ہوا۔ تو بادشاہ
نہایت مضطر ہوا۔ اسوقت ساری فوج اوسکی ادہر اودہر چلی گئی تہی۔ اور آٹھ سو سوار دو نسے
زیادہ نہ تہے۔ بہادر شاہ کو بتاکید تمام لکھا کہ وہ اوس پاس بطریق الغار پہنچے۔ جب یہہ
بیچارہ کمال استعجال کے ساتھہ دس ہزار سوارون سے پہونچا تو بادشاہ دین پناہ نے اپنے اوپر
قیاس کرکے کہ باپ کی ساتھہ کیا سلوک کیا تہا۔ اپنی توپون کا رخ اوسکے لشکر کی طرف
کردیا اور حکم دیا کہ فوج کو چہوڑ کر تنہا دونون بیٹون کو لیکر حاضر ہو۔ جب وہ اسطرح تنہا
بے پناہ آیا تو حضرت کو اعتبار آیا۔ مگر اب بہی دونو باپ بیٹون کی فوجین ملکر شاہزادہ
محمد اکبر کے لشکر سے کہ ستر ہزار آدمیون کا تہا مقابلہ نہین کرسکتے تہے۔ یہہ وقت بڑا
نازک عالمگیر کیواسطے تہا۔ مگر اوسکی عقل سلیم باقی تہی وہ یہہ سوچا کہ شاہزادہ محمد اکبر کا
لشکر جو باغی ہوا ہے وہ فقط رجپوتون کے بہکانے اور سکہلانیسے بہک گیا ہے۔ کوئی
اوسکو میرے ساتھہ عناد دلی اور بغض قلبی نہین ہے۔ اوسکا راہ پر آنا مشکل نہین ہے۔
اسلئے اوسنے مجاہد خان کی بہائی کو کچہہ لشکر دیکر بہیجا۔ کہ وہ جاکر اکبر کے رفقا اور اپنے
بہائی سے خط و کتابت کرے۔ مجاہد خان اکبر کے ساتھہ اس کام مین دل سے شریک نہیں تہا

اسلئے وہ اپنے بھائی سے آن ملا۔ اور پہر اور وعدہ وعید پر سردار اوسکے آنکر بادشاہ سے مل گئے۔ اسطرح شاہزادہ محمد اکبر کی جمعیت پریشان ہوگئی۔ اور دربار لوٹ گیا۔ اور راجپوت بہی یہہ دیکہہ کر کہ سارا مقابلہ ہماری سر پر ہی آن پڑیگا۔ بادشاہ سے جا ملے اور اپنے اپنے گہرون کو چلتے بنے۔ اب اکبر کی خدمت مین فقط درگا داس تہا یا اوسکے ہزار سوار باقی خیر سلا۔ اب اوسنے سوچا کہ کوئی مسلمان سردار باقی نہین رہا۔ رجپوت جو پاس ہین غایت اونکی انسانیت اور مروت یہہ ہے کہ میرے ساتہہ شریک درد ہو تکالیف اور مصیبتین اوٹہائین مگر اسے کوئی کام نہین چل سکتا اسلئے وہ دشمنون کے ساتہہ سے بہاگتا گجرات کی پہاڑون سے گذرتا ہوا ۱۶۸۱ء مین ملک کانکن مین سیواجی کے بیٹے سنبہاجی کے پاس پہنچا۔ درگا داس اب بہی پانچ سو آدمیون کے ساتہہ اوسکے ہمراہ تہا۔

امتداد جنگ راجپوتان

بادشاہ کی لڑائی راجپوتون سے بدستور رہی رہی۔ جو حال اوسکا شاہزادہ اکبر کی بغاوت سے پہلے تہا وہی اب رہا۔ بادشاہی فوج راجپوتانہ کو لوٹتی رہی۔ راجپوت مالوہ کے ملک کو خراب اور ویران کرتے رہے۔ بادشاہ مندرون کو توڑ توڑ کر مسجدین بناتا تہا۔ راجپوت مسجدونکو ڈہا ڈہا کر مندر بناتے تہے۔ اور قرآنون کو جلاتے تہے۔ اور ملاؤن کی خوب گت بناتے تہے۔ اس لڑائی مین رانا اودی پور کا زیادہ نقصان تہا۔ اسلئے اوسکے ملک کا زرخیز حصہ مغلون کے زیر سایہ تہا۔ اور وہی اونکے تاخت و تاراج سے پامال و ویران ہوتا تہا۔ ادہر یہہ حال رانا کا تہا۔ ادہر بادشاہ کے بہی بڑے بڑے کاموں کا ہرج اس لڑائی نے کر رکہا تہا۔ وہ بہی خدا سے چاہتا تہا کہ کہین وہ ختم ہو۔ اسلئے وہ کوئی چال ایسی چلا کہ رانا اودے پور نے درخواست صلح کی۔ اور بادشاہ نے ان شرائط پر صلح کرلی کہ رانا جزیہ کے

عوض مین کچھہ ملک دیدیے۔ اور راجہ اجیت سنگھ بالغ ہونے پر گدی پر بیٹھے۔ بادشاہ کو اسوقت خود لشکر سمیت دکن جانیکی ضرورت تہی۔ اسلئے ان شرائط پر صلح کرلینا غنیمت جانا۔ مگر اس آشتی سی فساد و عناد کی جڑ نہ کٹی۔ ہمیشہ راجپوتون سے کٹا پٹی رہی اور شرقی جانب کی چھوٹی چھوٹی ریاستین تو بادشاہ کی مطیع رہین۔ اور باقی تمام ریاستین بادشاہ سے منحرف رہین۔ گو اونکی دارالسلطنتین بادشاہ کی قبضہ مین رہین۔ مگر اونکے ادہر اودہر آفت ہی برپا رہی۔ راجپوت اپنے باہمی نزاع کے سبب سے بڑے بڑے فتوحات سی بائد مندا اوٹہا سکے مگر پہر بہی بادشاہی فوج والون کو نہایت تنگ کیا۔ اور گجرات اور مالوہ کی صوبون کو لوٹا کہسوٹا۔ اب ہم دکن کے معاملات کی طرف پہر رجوع کرتے ہین +

معاملات دکن

اس عرصہ مین کہ بادشاہ خود سرحد کی قومون کے دبانیکے لئی گیا۔ اور راجپوتون کی لڑائی مین مصروف رہا۔ وہ دکن کی مہمات سی بہی غافل نہ رہا۔ بلکہ جو وسائل اوسکے اختیار مین تہے اونکو دکن کی مہمات مین ہی مصروف کرتا رہا۔ چنانچہ ہم پہلے لکہہ آئے ہین کہ جسوقت بادشاہ کی فوج ۱۶۷۲ء مین پنجاب کو افغانون کے معاملہ کے لئی روانہ ہوئے۔ تو خانجہان حاکم گجرات مہمات دکن مین سپہ سالار مہابت خان کی جگہ مقرر ہوا۔ اوسنے مرہٹون پر دو بڑی فتحین اورنگ آباد کے متصل حاصل کین۔ اور ہزارون مرہٹون کی گردنین اوڑائین مگر آخر کو وہ ایسا کمزور ہوگیا کہ خود حملہ کرنا بالائے طاق غنیم کے حملہ کو روک بہی نہ سکتا تہا۔ اس زمانہ مین دکن کی اندر انقلاب عظیم واقع ہوئے +

سیواجی کا راجہ بننا

۱۶۷۲ء مین علی عادل شاہ والی بیجاپور کا انتقال ہوا۔ اور سکندر عادل شاہ پانچ برس کا لڑکا

اوسکا جانشین ہوا۔ اب سیواجی نے سوچا کہ مغلون سے لڑنے مین وہ فائدہ نہین ہے جو اس ملک کی تاخت وتاراج مین نفع ہے۔ اسلئے وہ بالکل اس ریاست پر جھک پڑا۔ اور ۱۶۷۳ء و ۱۶۷۴ء مین یعنے دو برس کے اندر اوسنے بعد بہت سی لڑائیون اور محاصرون کے اس ریاست کا وہ ملک جو سمندر کے جانب گھاٹون سے متصل تہا۔ فتح کرلیا۔ اور کونکن کا جنوبی حصہ سارا فتح کرلیا۔ ستارہ اور اور مقامات مشہور اوسکے قبضہ مین آگئے۔ اگرچہ سیواجی راجہ مدت سے بنا ہوا تہا۔ مگر اب اور ہوا مین اڑنے لگا۔ اور دل مین یہہ ہوا آئی کہ مسلمان بادشاہون کی طرح اپنی شاہانہ شان دکہائی۔ چنانچہ اوسنے ۶ جون ۱۶۷۴ء کو اپنی راجدہانی رائے گڈہ مین راج گدی پر بیٹہہ کر اپنے راج تلک کا جشن کیا۔ اور تمام شاہانہ رسمین جو بادشاہون مین ہوتی ہین برتین۔ اور وہ زرق برق سے دربار کیا کہ کبہی پہلے مرہٹون نے خواب مین بہی نہ دیکہا تہا۔ ترازو مین بیٹہہ کر تلا اور سونے کا تلادان دیا۔ سونا روپا جواہرات نچہاور ہوئے سرداروں کو خلعت اور منصب بڑے بڑے انعام اور جاگیرین عطا کین۔ افسرون کے خطاب فارسی سے سنسکرت مین بدلے۔ اگرچہ ان شاہانہ رسمون کے برتاؤ مین مسلمانون کا طریقہ اختیار کیا۔ مگر دہرم کرم مین وہ پہلے سے بہی زیادہ کٹا ہندو ہوگیا۔ کہانے پینے کی پابندی تو ہندؤن کے موافق تہی۔ اب اوسکے سوا اور مذہبی جوش اور قومی دلولے اوسنے ہندؤن مین اور زیادہ کردئے۔ اور اپنی ذاتی سادگی کو جو ابتدا سے اوسمین تہی اوسکو نہ چہوڑا۔

سیواجی کا حملہ مغلونکی ملک پر

ان فتوحات مین جب سیواجی کو زیادہ عرصہ لگا۔ تو اوسکے جشن شاہانہ سے تہوڑی دنون بعد اوسکے ملک پر حملہ کرنیکا حوصلہ بادشاہی سپاہ کو پیدا ہوا۔ مگر اس حرکت سے اون کو

ندامت حاصل ہوئی - سیواجی آپ لڑنے تو نہ آیا مگر اپنے سرداروں کے ماتحت فوجین روانہ
کین - اونہون نے دو قلعے مار لئے - اور خاندیس اور برار کے ملکونکے وسط تک خوب
لوٹ مار کی - اور گجرات مین بڑودہ تک پہونچین - اور یہان آنکر نربدا سے پہلی دفعہ
اتر کر آگے گئین - یہہ سب لوٹ مار ۱۶۷۰ء مین ہوئی - اب سیواجی کو یہہ امید قوی ہوئی
کہ بادشاہی فوج کی دانت اونسے ایسے کھٹی کیے ہین کہ وہ مدت تک اوسکے پیچھے نہ پڑین
مدت سے اوسکو یہہ لولگی ہوئی تہی کہ باپ کی جاگیر جو کرناٹک اور میسور مین ہے اوسپر
قبضہ کسیطرح کیجے - پہلی جاگیر پراوسکا سوتیلا بھائی وینکاجی قابض تہا - اور حقیقت مین
وہی اوسکا مالک تہا - مگر بڑے نام والی بیجاپور کی ماتحت تہا - اب سیواجی کو یہہ اختیار تہا
کہ اس جاگیر کا دعوی وارثتا کرے - یا بطور غنیم کے فتح کرلے - اوسکے باپ کی وقت مین اس
جاگیر کا انتظام پنڈت راگھونا تہہ نارائن کرتا تہا - اور اب وہ اوسکی بھائی وینکاجی کا منتظم تہا
- مگر کسی بات پر اوسے خفا ہوکر سیواجی کے پاس چلا آیا - اسلئے اوسکو اور بہی زیادہ اس
تمنا برآنی کا خیال ہوا - یہہ پنڈت جاگیر کا تمام کچا پکا حال جانتا تہا اسلئے اوسکا آجانا سیواجی
کے حق مین نعمت غیر مترقبہ تہا - سیواجی دور اندیش بڑا تہا - بات برسون پہلے سوچا کرتا تہا
- اب اسوقت والی گول کنڈہ کو مغلون کا بہی خوف لگ رہا تہا - اور والی بیجاپور سے بہی
چٹھ رہی تہی - اسلئے سیواجی نے سوچا کہ والی گول کنڈہ سے رفاقت پیدا ہونی آسان ہے
چنانچہ پیغام سلام ہوکر اونمین اتفاق ہوگیا - ۱۶۷۶ء مین بیس ہزار سوار اور چالیس ہزار
پیادے لیکر گول کنڈہ کی جانب روانہ ہوا - اور وہان کچہہ دنون ٹہرا - اور والی گولکنڈہ
کو الو بنایا - اور آپسمین یہہ قرار ٹہرا یا کہ اگر مین اپنے باپ کی فتوحات سے آگے فتح حاصل
کرون تو اوسمین سے بادشاہ کو حصہ دون - اور اس فتح کرنیکے لئے بادشاہ کیطرف سے

اور توپخانہ عنایت کرے۔ باقی فوج اپنی بیجاپور اور مغلونکی روک ٹوک کیواسطے اپنی پاس رہنے دی۔ پھر سیواجی کی عقلمندی اور دانشمندی تھی کہ جب وہ ایسی دور دراز مہم پر گیا اپنے پیچھے وہ ملک چھوڑا جنمین اوسکا کوئی بدخواہ نہ تہا۔ مارچ ۱۶۷۷ء کو مقام کرنول سے کشنا پار اوترا۔ اور گدا پاسی گذر کر ماہ مئی سنہ مذکور کو مدراس کے پاس پہونچا۔ اور جنجی کے سامنے موجود ہوا۔ جو اوسکے ملک سی جہہ سو میل کے فاصلہ پر واقع تہا۔ بیجاپور کی ریاست مین یہہ پہاڑی قلعہ نہایت استوار تہا۔ وہان کے حاکم سے کچھہ پہلے ایسا معاملہ ہوگیا تہا کہ وہ بغیر لڑی بڑے اوسکے ہاتہہ آگیا۔ اور اوسنے جو فوج کا بڑا حصہ تہا بھیجدیا چھوڑا تہا اوسنے ویلور کا محاصرہ کرکے فتح کرلیا۔ اور اب سیواجی بہائی سے ملا۔ اور اوسے کہا کہ باپ کی جاگیر مین سے کچھہ ہمکو بہی دلواؤ۔ جب بہائی نے سو کہا جواب دیا تو اوسنے ارنی کے قلعہ کو اور بعض اور قلعون کو زبردستی چہین لیا۔ اور میسور مین باپ کی ساری جاگیر پر قابض ہوگیا۔ یہان یہہ کام کر ہی رہا تہا کہ اوسکے کان مین آواز آئی کہ مغلون نے والی گولکنڈہ کو دبا رکہا ہے۔ یہہ سنکر وہ شمال کیجانب چلا۔ اور نیا ملک مقبوضہ اوسنے اپنی سوتیلے بہائی سنتاجی جو اوسکے پاس پہلے سی آگیا تہا سپرد کردیا۔ جب سیواجی ورنجل گیا تو وینکاجی نے اپنی باپ کی جاگیر پر قبضہ کرنا چاہا۔ آخر کو یہہ مقدمہ یون فیصل ہوگیا کہ وینکا باپ کی جاگیر کا مالک رہے۔ مگر محاصل کا نصف سیواجی کو دیا کرے۔ اور جو ملک بیجاپور کے سیواجی نے فتح کئے ہین وہ اوسی پاس ہین اس اثنا مین والی گولکنڈہ کی مغلون سی صلح ہوگئی۔ اور سیواجی بلاری اور ادولی کو فتح کرکے راجگڈہ اپنی دارالسلطنت مین اٹہارہ مہینہ کے بعد ۱۶۷۸ء کے وسط مین داخل ہوا۔

گول کنڈہ پر دلیر خان کا حملہ

اورنگ زیب کے سرداروں مین دلیر خان سب سے زیادہ دلیر اور شجاع و چست و چالاک تہا۔ فن سپاہ گری سے خوب ماہر تہا۔ اوس پاس اگرچہ فوج زیادہ نہ تہی۔ مگر جتنے تہے وہ سب اوسکے ہم قوم افغان مین چلی۔ اور بڑے دل گردے کے جوانمرد تہے۔ کہ ایسی فوج ایسے افسر کے ماتحت بڑی فوجون سے بہی بڑہ کر کام دیتے تہے۔ وہ اسوقت خانجہان خان کی جگہ مہات دکن مین سپہ سالار مقرر ہوا تہا۔ کسی مآل اندیشی کے سبب سے بادشاہ نے والی گول کنڈہ سے لڑائی شروع کی۔ اور دلیر خان کو اوسپر چڑہنے کا حکم دیا۔ اسوقت بیجاپور کا بادشاہ کم عمر تہا۔ وزرا کے ہاتہہ مین سارا اختیار تہا۔ دلیر خان نے ایک وزیر بیجاپور سے اتحاد پیدا کر کے اوسے ایک کام مین شریک کر لیا۔ اور دونون نے ملکر گول کنڈہ پر چڑہائی کی۔ مگر اتفاق سے چند روز بعد یہہ وزیر مر گیا۔ دلیر خان نے مسعود نامی حبشی کے استحقاق وزارت کے لئے تائید کی۔ اور اس سبب سے وہ بیجاپور کی سلطنت کا مشیر اعظم بن گیا۔ مگر اورنگ زیب ان فائدون سے راضی نہ ہوا۔ اور ولیعہد محمد معظم کو دکن بہیجا کہ بیجاپور کی مسند نشین سے زیادہ اس ملک و مال کا مطالبہ کرے۔ اور دلیر خان اس مہم مین سپہ سالاری کا کام کرے۔ اس سبب سے اب بیجاپور والون سے دوبارہ لڑائی شروع ہوئی۔ پادشاہی فوج نے خود دارالسلطنت کو گہیر لیا۔ جب بیجاپور والے مایوس ہوئے تو وہان کے وزیر نے گہبرا کر سیواجی سے مدد مانگی۔ مگر اس سیانے گہاگ نے دیکہا کہ اوسکے بازوؤن مین عالمگیری لشکر کے صدمہ اوٹہانیکی سکت نہین ہے۔ اسلئے محاصرہ کی فوج سے بچکر پادشاہی علاقون پر آن گرا۔ اور جہان گرا تمام ملک کو ستیاناس ملا دیا۔ عالمگیری فوج نے بہی اوسے ہر پہر کر ایک جگہ نزغہ کر لیا۔ اور قریب تہا کہ اوسکو مار لیا ہوتا۔ مگر

بقول عالم گیر وہ پہاڑی چوہا تھا۔ ایسا دبکا کر کسی بل مین جا بیٹھتا کہ کسی کو خبر نہ ہوئی۔ اور پھر جو نکلا تو اچھے اچھے شیرون کے کان کترے۔ اور اورنگ زیب بھی دیکھتا ہی رہ گیا کہ اس چوہے نے کیا کیا کام کئے۔ بادشاہی فوج سے قلعے کی قلعے خالی کرالئے۔

دلیر خان بیجاپور کے محاصرہ مین مصروف تھا جب بیجاپور والون کا قافیہ نہایت تنگ ہوا تو اونہون نے پھر اوسکی منت سماجت کی۔ اور لکھا کہ اب ہمارا وقت قریب آگیا ہے اسوقت آؤ تو کام آؤ نہین پھر پچھتاے کیا کام بنتی نکلے گا سیواجی نے درخواست اونکی منظور کی۔ اور بڑے ٹھاٹھہ سے فوج لیکر چلا۔ ہزارون برچیت مرہٹے بھالے برچھی اوسکے ساتھہ لئے ایسے چلتے ہوئے معلوم ہوتے تھے کہ کوئی نیستان اڑا جاتا ہے۔ مگر ابھی یہہ لشکر بیجاپور تک پہنچا نہ تھا کہ یکایک یہہ خبر اوس پاس آئی کہ سنبھاجی اوسکا بیٹا عالم گیر سے جا ملا +

سنبھاجی کا بادشاہ سے ملنا اور پھر باپ پاس آنا

اس نوجوان مین باپ کی خصائل اور اطوار مین سے دلیری اور شجاعت کی سوا رکچھہ اور نہ تھا۔ خوش اطوار ایسے تھے کہ کسی ہندو مین بھی نہین۔ ایک برہمن کی جورو سے زنا کرنا چاہا سیواجی اس حرکت ناشائستہ پر ایسا خفا ہوا کہ اوسکو ایک پہاڑی قلعہ مین قید کردیا یہہ قید ایسی گران نہ تھی کہ اوسکو روک سکتی۔ وہ نکل سیدھا دلیر خان سپہ سالار کے پاس چلا آیا۔ یہان تو بڑی آؤ بھگت سے اوسکا استقبال ہوا۔ خیمہ گاہ مین پہونچا تو سپہ سالار سر و قد تعظیم کو اوٹھا۔ نہایت تپاک سے ہاتھہ کھول کر بغل گیر ہوا۔ نہایت اعزاز و احترام سے خیمون مین اوتارا۔ دلیر خان کا یہہ منصوبہ تھا کہ اس بیٹے کے ہاتھہ سے باپ کی گت بنوائے۔ گوشت خر دندان سگ پر عمل کرے۔ بیٹا باپ کے ہت کہنڈون سے جو واقف تھا

مرہٹون کو جوڑ توڑ کرکے اپنی طرف ملالیگا۔ اور باپ کی جمعیت کو پریشان کردیا۔ مگر سیواجی کا اقبال یاور تھا یہہ منصوبہ کب چل سکتا تھا۔ خیال کرنے کی بات ہی کہ ایسے وقت مین باپ سے بیٹے کا جدا ہونا کیسا خطر اور تردد کا مقام ہے۔ مگر یہان کچھہ اور ہی گل کھلا۔ کہ سپہ سالار نے جب بادشاہ سے یہہ عرض حال کیا۔ تو اوس نے اس تجویز کو نا پسند کیا۔ اور حکم صادر فرمایا کہ سنبھاجی کو پابزنجیر ہمارے پاس بھیجدو مگر اس وفادار جوانمرد سپہ سالار نے عہد شکنی کرکے اپنی عزت کو بٹہ نہ لگایا۔ سنبھاجی کو بادشاہ پاس نہ بھجوایا۔ اور اوسکو چھوڑ دیا۔ وہ چھوٹتے ہی سیدہا باپ پاس آیا۔ جب سیواجی کی جان مین جان آئی۔

بیجاپور کا محاصرہ

بیجاپور والون نے بادشاہی لشکر کا ایسا مقابلہ کیا کہ ایک عرصہ طول طویل اوسمین لگ گیا کسی کو یہہ امید نہ تہی کہ وہ ایسا سامنا کرینگے۔ اب سیواجی کو بہی اپنی پریشانی سے نجات ہوئی۔ وہ بہی دل و جان سے رات دن بیجاپور والون کی اعانت پر کمر باندہ کر مستعد ہوا۔ دلیر خان کی رسدون پر جا بجا چہاپے مارے۔ اور ایسا اوسکا ناک مین دم کیا کہ آخر کو لاچار ہوکر اوسے سوار محاصرہ اوٹہا لینے کی کچہہ اور نہ بن پڑا۔ بیجاپور والون نے سیواجی کو اس رفاقت کی بدلہ مین کشنا اور تنگ بہدرہ کے درمیان کا ملک دیدیا۔ اور اوسکے باپ کی جاگیر پر جو اونکو استحقاق حاصل تہے وہ بہی سیواجی کی نذر کئے۔ اس سبب سے اوسکو اپنے بہائی ونکاجی کے عزل و نصب کا زیادہ اختیار حاصل ہوا۔ اور پہلے سے بہی اوسکو کچہہ اختیار حاصل تہا۔ اسلئے ونکاجی نے تارک الدنیا ہونیکا ارادہ کیا

سیواجی کی موت اور اوسکی خصلت اور انتظام سپاہ و ملک

معلوم نہین کہ سیواجی کے دل مین کیا کیا ارمان ہونگے وہ سب کے سب اسطرح خاک مین مل گئے کہ اوسکو بخار چڑہا۔ اور یکایک ایسی طبیعت بگڑی کہ ترپن ۵۳ برس کی عمر مین ۱۶۸۰ء مین اس دنیا سے انتقال کیا۔ مشکل ہے کہ ہم بتلائین کہ سیواجی کیسا آدمی تہا۔ مگر جو اوسنے کام کئے وہ ہم لکھہ چکے ہین جو جو اوسکے انتظام اور قانون تہے وہ لکھتے ہین۔ اوسے سمجھہ جاؤ کہ اوسکے مزاج مین کیا برائیان اور کیا نیکیان نہین۔ کس سبب سے وہ اپنے سب کامون مین کامیاب ہوا۔ اور کیونکر اور کس واسطے ادنی درجہ سے بتدریج اعلے درجہ پر پہنچ گیا۔ کن باتون نے اوسکو مرہٹون کا دیوتا بنایا۔ کیون آج تک اوسکے نام کا وظیفہ مرہٹون مین پڑہا جاتا ہے۔ اور وہ بت کی طرح پوجا جاتا ہے۔ یہہ عجیب و غریب آدمی تہا۔ سلطنت کی قابلیت سپہ سالاری کی لیاقت رکہتا تہا۔ اپنی قوم کا ہمدرد اور خیر خواہ تہا۔ چونکہ ایسا زیردست اور چالاک تہا کہ کوئی کاہے کو ہوتا ہے۔ اگرچہ اس انگریزی گورنمنٹ مین خیال مین ہی نہین آتا اور عقل کے نزدیک یہہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سیواجی جیسا دوسرا پیدا ہو۔ مگر جبوقت نانا راؤ اور کانپور یاد آتا ہے تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مرہٹون کی دغابازی اور مکاری غارت گری اور غیر قومون سے نفرت اونکی بالکل غارت نہین ہوئی۔ بلکہ جو نفرت اونکو مسلمانون کے ساتہہ تہی اب وہی انگریزون کے ساتہہ ہے۔ سیواجی کے حال مین ان باتون پر طالب علمون کو چاہئے کہ خوب غور کرین۔ قاعدہ ہی کہ جس برائی کو ہم وطن اور ہم قوم برا نہین کہتے اور اوسکے کرنے والے کو ملامت نہین کرتے اوسکے کرنیسے متوسطین درجہ کے آدمی اپنے تئین برا نہین جانتے۔ جو سیواجی نے مہمات جنگی اور ملکی مین دغا اور فریب اور جو برائیان کین اونکو اوسکے ہم وطنون اور ہم قومون نے برا نہین جانا بلکہ اونکو اپنا فخر سمجہا۔ بہت سی کام دغابازی اور

بے ایمانی اور مکاری اور فریب کے جو امورات خانگی مین سخت لعنت ملامت کے قابل ہوتے ہین وہ معاملات جنگی اور ملکی مین قابل تعریف کی ہوتے ہین۔ سیواجی نے ایک مسلمان سپہ سالار افضل خان کو قتل کیا اوسکو ساری قوم نے پسند کیا۔ اور جب اوسنے ایک ہندو راجہ کو مارا تو سب نے اوسکو ملامت کی۔ ایک اور بات یہہ نکلتی ہے کہ جو لوگ سیواجی کے ساتھہ تھے وہ نرے لٹیرے اور قزاق اور راہ زن ہی نہ تھے بلکہ اونکے دل مین حب الوطنی کے جوش سے اور قومی محبت کی خروش سی اور مذہبی حرارت سی اور شجاعت کی جودت سے بھرے ہوئے تھے۔ اور انہین باتون کی سبب سے وہ سیواجی کے سب معاملات مین شریک ہوے اور اوسکو دیوتاؤن کا دوت سمجھے۔ بیجاپور اور گول کنڈہ مین جو مسلمان رہتے تھے اونسے یہہ مرہٹے جدا ہی ایک ڈھنگ اپنا اس سبب سے رکھتے تھے کہ نہ اونکا خاندان نہ اونکا مذہب نہ اونکی سرزمین اونسے ملتی تھی۔ جب ان مسلمانون کے ساتھہ یہہ اختلاف ہو تو مغلون اور اورنگ زیب سی تو وہ کچھہ مناسبت ہی نہین رکھتے تھے۔ پہاڑون کے دیوتا میدانون کے دیوتاؤن سے ملتے جلتے نہ تھے۔ اونکا جھگڑا مسلمانون سے ناحق تھا اسلیے ہر مرہٹہ خواہ وہ رجپوت ہو یا برہمن یا شودر ہو یا اصلی قدیمی باشندہ یہان کا ہو وہ اپنے دل مین اس بات کو یقین کرتا تھا کہ پہلے زمانہ مین مسلمانون نے دغا اور فریب سے اوسکو بھی اپنی جگہ سے ہلایا ہے۔ اور اب جو اونکا لشکر بڑھتا اور دباتا چلا آتا ہے اوسے وہ اور بھی خائف اور پریشان تھا۔ غرض سیواجی اور اوسکے ہمراہی جو مسلمانون سے لڑے اوسمین اونھون نے اپنی دیوتاؤن اور اہل وطن کی خدمت کی۔ اور عزت اور شان و شوکت حاصل کی۔ اور بہت سی غنیمت اور دولت حاصل کی

گبن صاحب نے جو ایک بڑے مشہور مورخ ہین اونھون نے جو تیمور کی عادات بیان کی ہین

اوسیکے مشابہ ہم سیواجی کے خصائل لکھتے ہین - وہ لکھتے ہین کہ تیمور تمام ایشیا
کا بے چراغ اور ویران کرنے والا تہا - مگر گہر کے ملک تاتار مین وہ نہایت عمدہ قانون بنا گیا
اور اپنے ہم وطنون اور ہم قومون کو نہایت فائدہ پہنچانے والا تہا - یہی حال سیواجی کا
تہا کہ وہ نہایت دغاباز مکار غدار سنگدل مسلمانون کے ساتھہ تہا - مگر اپنی قوم کے ساتھہ
رحم دل منصف متحمل ایماندار تہا - جو اضلاع اوسکی اطاعت اختیار کرتے اونکے ساتھہ
نہایت نرمی سے پیش آتا اور کوئی سختی نکرتا - مسلمانون کی ہر ایک چیز کا غارت کرنیوالا تہا
مگر اپنی قوم اپنے دہرم اپنے وطن کی عزت اور شان کا بڑہانے والا تہا - یہی سبب تہا کہ
کہ سارے اوسکے اہل وطن اوسکو دل و جان سے عزیز رکہتے تہے - اور اوسکی خدمت گزاری
جان نثاری کے ساتھہ کرتے تہے جب وہ مسلمانون سے لڑتا تہا تو ہندو جوش مذہبی سے
اوسکے ساتھہ ہو کر اپنی جانین دیتے تہے جیسے کہ مسلمان جہادی اپنے امام کے ساتھہ دیتے
تہے - مگر کاغذ کی ناؤ ہمیشہ نہین چلا کرتی - کاٹھہ کی ہانڈی چولہہ پر ہمیشہ نہین چڑہا کرتی
جن کامون کی بنیاد دغا اور فریب پر رکہی جاتی ہے وہ چند روز اپنا فروغ دکہا کر
صبح کاذب کی طرح غائب ہو جاتی ہین - سیواجی کی دغا اور فریب کا درخت سرسبز اور
شاداب ہوا - مگر اوسکے کڑوے پہل اوسکی اولاد کو کہانے پڑے - جو سلطنت کے کام بے
قانون اور دستور العمل کے ہوتے ہین اونکا انجام یہہ ہوتا ہے کہ ساری کام ایسی بے قاعدہ
اور بے ٹہکانے ہونے لگتے ہین کہ پہر اوس سلطنت کا ٹہکانا نہین رہتا - اگرچہ سیواجی
نے وزیر اور عہدہ دار سب قسم کے مقرر کئے - مگر اونکے تقرر مین کوئی قانون اور قاعدہ سوا
اوسکی اپنی رائے اور مرضی کے نہ تہا - اسلئے وہ سارا کارخانہ تہوڑے دنون مین بہنگ
ہو گیا - اوسکے انتظامات کی تفصیل یہہ ہے کہ اوسنے جاگیرین دینے کی قاعدہ کو ناپسند کیا

اسمین دو خرابیان تہین اول یہہ کہ جب جاگیرین دیجائین تو وہ کسی سے چھینی ہی جائین تو ضرور پہلے اونکی مالکون کی ستیصال مین کوشش کرنی پڑی۔ دوم جب جاگیر دیدی جاتی تو پہر اوسمین راجہ کا اختیارات محدود و محصور ہوتا۔ موروثی دہات کی چودہریون اور اضلاع کے حاکمون کے حقوق وسنے تلف نہین کیے۔ مگر اپنے حقوق اپنے آدمیون کی معرفت اونسے وصول کیے۔ اوسکا حکم تہا کہ کسی گانون کی فصیل نہ بنائی جائے۔ کوئی گڈہی تعمیر نہ ہو۔ سوا اوسکے اپنے قلعون کے کسی زمیندار کو اجازت نہ تہی کہ وہ گڈہی اور قلعہ بنا سکے۔ وہ نئے سپاہیون کو جب تک بہرتی نہ کرتا تہا کہ پرانے سپاہی اوسکی وفاداری اور نیک کرداری کی شہادت اور فعل ضامنی نہ دیتے تہی۔ وہ اپنے سارے کارخانون پر آنکہین لگائے رکہتا تہا۔ جاسوس وسکے سارے مین دوڑے رہتے۔ سوا اوسکے وہ ہر کارخانہ مین ایک جماعت اور خاندان اور ایک پیشہ کے آدمی جو مقرر کرتا تو اوسکے مقابل کے آدمی بہی جو پہلی جماعت کی مخالف ہون ضرور اوسمین مقرر کرتا تاکہ وہ ایک دوسرے کی روک ٹوک کی کام آئین۔ دغا اور فریب وہ کسی کی نہ چلنے دیتا کیونکہ وہ خود اس فن مین استاد تہا۔ سپاہ کا یہہ انتظام کیا تہا کہ اول اول وسنے پیادے جنمین نرے ہندو تہے بہرتی کیے۔ اور ہندو بہی وہ تہے جو اصلی ہندو سے کہے تہے۔ بعد ازان اونسے مسلمانون مین سے پٹہانون کو پیادون مین بہرتی کیا۔ اور جب سوارون کی ضرورت پڑی تو سوار بہی نوکر رکہے۔ توپخانون کو سوار کرناٹک کی لڑائی کے وہ کبہی کام مین نہین لایا۔ صرف اسی لڑائی مین اونسے والی گول کنڈہ سے ایک توپخانہ کسی قلعہ کی تسخیر کے لئے مستعار مانگا۔ دو نو پیادے اور سوار ہلکا پہلکا لباس پہنتے تہے۔ ایک پیچ کی پگڑی سر پر اور چست جانگیا ٹانگون مین اور ایک بنڈا کرتا گلے مین ہوتا

اوسیکے مشابہ ہم سیواجی کے خصائل دیکھتے ہین - وہ لکھتے ہین کہ تیمور تمام ایشیا
کا بے چراغ اور ویران کرنے والا تہا - مگر گہر کے ملک تا تار مین وہ نہایت عمدہ قانون بنا نیوالا
اور اپنے ہم وطنون اور ہم قومون کو نہایت فائدہ پہنچانے والا تہا - یہی حال سیواجی کا
تہا کہ وہ نہایت دغا باز مکار غدار سنگ دل مسلمانون کے ساتھہ تہا - مگر اپنی قوم کے ساتھہ
رحم دل منصف متحمل ایماندار تہا - جو اضلاع اوسکی اطاعت اختیار کرتے اونکے ساتھہ
نہایت نرمی سے پیش آتا اور کوئی سختی نکرتا - مسلمانون کی ہر ایک چیز کا غارت کرنیوالا تہا
مگر اپنی قوم اپنے دہرم اپنے وطن کی عزت اور شان کا بڑہانے والا تہا - یہی سبب تہا کہ
کہ سارے اوسکے اہل وطن اوسکو دل و جان سے عزیز رکہتے تہے - اور اوسکی خدمت گزاری
جان نثاری کے ساتھہ کرتے تہے جب وہ مسلمانون سے لڑتا تہا تو ہندو جوش مذہبی سے
اوسکے ساتھہ ہو کر اپنی جانین دیتے تہے جیسے کہ مسلمان جہادی اپنے امام کے ساتھہ دیتے
تہے - مگر کاغذ کی ناؤ ہمیشہ نہین چلا کرتی - کاٹھہ کی ہانڈی چولہہ پر ہمیشہ نہین چڑہا کرتی
جن کامون کی بنیاد دغا اور فریب پر رکہی جاتی ہے وہ چند روز اپنا فروغ دکہا کر
صبح کاذب کی طرح غائب ہو جاتی ہین - سیواجی کی دغا اور فریب کا درخت سرسبز اور
شاداب ہوا - مگر اوسکے کڑوے پہل اوسکی اولاد کو کہانے پڑے - جو سلطنت کے کام بے
قانون اور دستور العمل کے ہوتے ہین اونکا انجام یہہ ہوتا ہے کہ ساری کام ایسی بے قاعدہ
اور بے ٹہکانے ہونے لگتے ہین کہ پہر اوس سلطنت کا ٹہکانا نہین رہتا - اگرچہ سیواجی
نے وزیر اور عہدہ دار سب قسم کے مقرر کئے - مگر اونکے تقرر مین کوئی قانون اور قاعدہ سوار
اوسکی اپنی رائے اور مرضی کے نہ تہا - اسلئے وہ سارا کارخانہ تہوڑے دنون مین بہنگ
ہو گیا - اوسکے انتظامات کی تفصیل یہہ ہے کہ اوسنے جاگیرین دینے کی قاعدہ کو ناپسند

اسمین دو خرابیان تھین اول یہہ کہ جب جاگیرین دیجائین تو وہ کسی سے چھینی بھی جائین تو ضرور پہلے اونکی مالکون کی ستیصال مین کوشش کرنی پڑی۔ دوم جب جاگیر دیدی جاتی تو پہراو سمین راجہ کا اختیارات محدود و محصور ہوتا۔ موروثی دہات کی چودہریون اور اضلاع کے حاکمون کے حقوق وسنے تلف نہین کئے۔ مگر اپنے حقوق اپنے آدمیون کی معرفت اونسے وصول کئے۔ اوسکا حکم تہا کہ کسی گانون کی فصیل نہ بنائی جائے۔ کوئی گڈہی تعمیر نہ ہو۔ سوا اوسکے اپنے قلعون کے کسی زمیندار کو اجازت نہ تہی کہ وہ گڈہی اور قلعہ بنا سکے۔ وہ نئے سپاہیون کو جب تک بہرتی نہ کرتا تہا کہ پرانے سپاہی اوسکی وفاداری اور نیک کرداری کی شہادت اور فعل ضامنی نہ دیتے تہی۔ وہ اپنے سارے کارخانون پر آنکہین لگائے رکہتا تہا۔ جاسوس اوسکے سارے مین دوڑے رہتے۔ سوا اسکے وہ ہر کارخانہ مین ایک جماعت اور خاندان اور ایک پیشہ کے آدمی جو مقرر کرتا تو اوسکے مقابل کے آدمی بہی جو پہلی جماعت کی مخالف ہون ضرور اوسمین مقرر کرتا تاکہ وہ ایک دوسرے کی روک ٹوک کی کام آئین۔ دغا اور فریب وہ کسی کی نہ چلنے دیتا کیونکہ وہ خود اس فن مین استاد تہا۔ سپاہ کا یہہ انتظام کیا تہا کہ اول اول اونسے پیادے جنمین نرے ہندو تہے بہرتی کئے۔ اور ہندو بہی وہ تہے جو اصلی باشندے تہے۔ بعد ازان اونسے مسلمانون مین سے پٹہانون کو پیادون مین بہرتی کیا۔ اور جب سوارون کی ضرورت پڑی تو سوار بہی نوکر رکہے۔ توپخانون کو سوار کرناٹک کی لڑائی کے وہ کبہی کام مین نہین لایا۔ صرف اسی لڑائی مین اونسے والی گول کنڈہ سے ایک توپخانہ کسی قلعہ کی تسخیر کے لئے مستعار مانگا۔ دونو پیادے اور سوار ہلکا پہلکا لباس پہنتے تہے۔ ایک پیچ کی پگڑی سر پر اور چست جانگیا ٹانگون مین اور ایک بنڈا کرتا گلے مین ہوتا

ہلکے پہلکے ہتیار رکھتے تہے۔ سپر ان اونکے پاس ہوتی نہین۔ اور شاید اسوقت تک کوئی اور ہتیار دشمن کے روکنے کیواسطے سوار سپر کے اور نہا۔ پیادون کے دو فریق تہے ایک باولی اور دوسرے ہیت کوڑی۔ سوارون کے بہی دو فریق تہے ایک بارگیر اور دوسرا سلحہ دار کہلاتا تہا۔

پیادون پاس دہال تلوار اور توڑہ دار بندوق ہوتی تہی۔ اور دشمنون پر شب خون اور چہاپے مارنے اور قلعہ کو فتح کرنے جاتے تو ایک دسوان حصہ سپاہیونکا تیر کمان بہی لیجاتا۔ ہیت کوڑی نشانہ خوب مارتے تہے۔ باولی تلوار خوب چلاتے تہے۔ سوار تلوار اور نیزے رکہتے تہے۔ مگر ونکا بڑا ہتیار نیزہ چودہ فٹ کا بہالا ہوتا تہا۔ یہہ ہتیار مخصوص اس قوم کے ساتہہ ہے۔ وہ اوسکو عجیب عجیب طرح سے دشمنون پر چلانا جانتے تہے۔ سیواجی کو پیادو وفاداری اور ثابت القدمی پر بہروسا نہا تہا۔ اور وہ بارگیرون کو بہی بے وفا نہین جانتا تہا۔ مگر سلحداروں پر وہ چندان اعتبار نہ کرتا تہا۔ اسلئے وہ ہمیشہ اونہین اپنے سوار خانہ پر شامل کیا کرتا تہا۔

پیادون مین افسر وسکے ہان دس سپاہیونپر اور پچاس سپاہیونپر اور ایک سو آدمیونپر اور ہزار آدمیون پر اور پانچ ہزار آدمیون پر ہوتا تہا۔ اور اس آخر افسر کو سرنیابت یعنے سپہ سالار یا کمنڈر انچیف کہتے تہے پچیس سوارونپر حولدار اور ایک سو پچیس سوارونپر ایک جماعہ دار اور چہہ سو پچیس سوارون پر ایک صوبہ دار اور چہہ ہزار دو سو پچاس سوارون پر ایک سنیابت ہوتا تہا اور یہہ پیادون کی سنیابت سے جدا ہوتا تہا۔ گہوڑے ان سوارون کے میانہ قد ہوتے تہے۔ اور اٹہون کا ٹہہ پورے۔ اور بڑی چست و چالاک اور جفاکش اور نالیون کو خوب پہلانگتے تہے اور زمین خوب اوڑتے تہے۔ باگ کے

اشارہ سے موڑ جاتے تہی جیمے ڈیرے سوار افسرونکے کسی پاس نہوتے تہی۔ لڑائی کی دنون
مین سپاہی زمین پر سوتے تہے۔ اور بہالے کو زمین پر اپنے پاس گاڑدیتے تہے۔ اور
گہوڑون کی لگامون کو اپنے بازو سے باندہتے تہی۔ کہ جسوقت دشمن کا زور شور ہو تو
فوراً لپک کر گہوڑے پر سوار ہوجائین۔ غذا ہی اونکی اکثر جوار کی روٹی اور پیاز ہوتی تہی
پیادے کی تنخواہ ماہوار سات سے تین روپیہ یا چار روپیہ۔ باگیر کی تنخواہ اوسے دو چند
سلحدار کی تنخواہ اکیس روپیہ سے بیالیس روپیہ۔ جب یہہ فوج لڑائی مین جاتی تو اونکی
تلاشی خوب اچہی طرحسے لیجاتی۔ اگر اونکی کوئی چیز لڑائی مین کہوئی جاتی تو سرکار سے
ملجاتی۔ اور اگر کوئی چیز سپاہی لوٹ سے پڑا لیتے تو وہ چہین لیجاتی۔ کیونکہ لڑائی کی
غنیمت کی مالک بالکل سرکار تہی۔ جو لوٹ کا مال لاتا تو اوسکو کچہہ انعام ملجاتا۔ یا وعدہ
ترقی ہوجاتا۔ سال بہر کے بعد سپاہیون کا سب قسم کا حساب چکا دیا جاتا۔ وہ سپاہیونکی
تنخواہ کے لئے کبہی دہات پر چڑہی نہین کرتا تہا۔ اسلئے کہ اوسے کاشتکارون پر بڑا
ظلم ہوتا تہا کبہی دیہی گانون اور عورتون اور کاشتکارونکو تکلیف نہین دی۔ فقط اوسنے
دولت مند مسلمانون اور ہندؤن کو قید مین رکہہ کر سخت تکلیفین دے دے کر اون سے
روپیہ وصول کیا۔ اکثر نامی قیدیون کو وہ اپنی دریا دلی کہانے کیواسطے چہوڑدیا کرتا تہا
۔ سزا اور انعام انصاف سے دیا کرتا تہا۔ بعافی استمراری وہ نہایت مستحق سپاہیون
اور مندرون اور شوالون کے مصارف کیواسطے اور قلعہ دارون کو دیا کرتا تہا۔
موقف کو اوسنے کبہی ضبط نہین کیا۔ یہانتک کہ مسلمانون کے موقف کو اوسنے ہاتہہ
نہ لگایا۔ قوانین سپاہ مین قلعون کا انتظام اوسکے ذات سے مخصوص تہا۔ اوسکی قوت کا
سارا مدار ان قلعون پر موقوف تہا۔ قلعون مین مرہٹون کی فوج رہتی۔ مگر سوا اوسکے

وہان کے باشندون کو بہی اونکی حفاظت سپرد ہوتی - اونکو قواعد سکہائی جاتی اور تنخواہ ملتی - یہہ لوگ ان قلعون کی حفاظت نہایت تندہی سے کرتے تہے - مرہٹون سے تلوار کا کام اور برہمنون سے قلم کا کام اور کہانے پینے رسد وغیرہ کا انتظام سپرد تہا - اور رامو سری اور اور اصلی باشندون سے یہہ کام متعلق تہا کہ دشمن کو پاس آنے دین - اور جب تک وہ حملون سے رفع دفع ہون وہ چوری چوری دشمنون کو حیران اور پریشان کیا کرین - ان خدمات کے عوض مین قلعون کے پاس کی ساری زمین اون کو بطور معافی استمراری کے دیدی گئی - ہر قلعہ مین ایک قلعہ دار ہوتا تہا - اور موافق حیثیت قلعہ کے اور افسر اوسکے ماتحت ہوتے تہے - برہمن اناج اور غلہ کے ذخیرہ لڑائی کے وقت جمع رکہا کرتے تہے - سیواجی کے سب کام انتظام کے ساتہہ تہے - ملک کی آمد و خرچ کا حساب نہایت احتیاط سے کیا جاتا - ہر کارخانہ کا افسر ایک دستور العمل اور ہدایت نامہ اپنے فرائض کا اپنے پاس رکہتا تہا - غرض اوسکا وہ انتظام تہا کہ لٹیرون کی سرداری سے وہ ایک عمدہ سپہ سالار لائق فائق منتظم ہو گیا - اور وہ باتین اپنی یادگار چہوڑ گیا کہ آج تک کسی اور مرہٹے کو میسر نہین ہوئین +

سیہاجی کا قید ہونا اور اوسکا راجہ ہونا اور اوسکے ظالم کرنا اور سلطنت کا انتظام نہ کرنا

یکایک سیواجی کا مرنا مرہٹون کے حق مین نہایت زبون ہوا - اوسنے ان وحشیون کو آدمی بنایا تہا - اونکی دلون مین قومی ہمدردی قومی محبت کا جوش پیدا کیا - ضوابط اور قانون آئین بہی بنا گیا تہا - خزانہ لشکر عمدہ سپاہ بے شمار چہوڑ گیا تہا - ایک سلسلہ قلعون کا وہ قائم کر گیا تہا کہ دشمنون کا حوصلہ نہوتا تہا - کہ اوس سلسلہ کو کہین سے توڑ سکے - ہمیشہ وہین اپنے

پہنچ جانے کا اونکو اندیشہ رہتا تہا۔ سب سامان سلطنت مہیا تہا۔ مگر مشرقی ملکوں کا دستور ہے کہ جب کوئی فرمانروا مرتا ہے۔ تو سب سے اول بے انتظامی اوسکی سپاہ مین واقع ہوتی ہے۔ سیواجی کے سپاہ مین تفرقہ کیون نہ پڑتا۔ وہ تو ابہی حالت طفلی مین تہے دانشمند منتظم باپ کے مرنیسے یہہ لڑکا کیون نہ ابتر ہوتا۔ سیواجی کے دو بیٹے تہے ایک سنبہاجی جو ابہی دلیر خان کے پاس سے آنکر پنالہ مین قید تہا۔ دوسرا راجہ رام وہ ابہی دس برس کا لڑکا ہی تہا۔ اوسکی مانہایت عقلمند اور ہوشیار تہی۔ اوسنے سردارون اور برہمنو سے سازش کرکے اپنے بیٹے کو راجہ بنایا۔ مگر سنبہاجی بہی پنالہ سے بہاگ کر آیا۔ اور اس فطرت اور دانشمندی اور چالاکی سے کام کیا کہ بعض سردارون کو جو اوسکے مخالف تہے موافق بنایا۔ اور بعض مخالفون کو قید خانہ بہجوایا غرض بغیر لڑے بہڑے ۱۶۸۰ء مین راج گدی پر بیٹہہ گیا۔ اوسوقت تو اوسنے ایسا ہی کام کیا جیسا کہ سیواجی کے بیٹے کو لائق تہا۔ بہت سے اوسکے دشمن دوست بن گئے۔ اور اوسکے دل جان سے حمایتی ہو گئے مغلون نے جو اوسکے ملک پر حملہ کیا اونکو بہی ذلیل کیا۔ اور شکست دیکر پرے ہٹایا۔ یہہ بات پہلے سی معلوم ہوتی تہی کہ سنبہاجی کو باپ کی سلطنت سنبہالنے کی لیاقت نہین ہے۔ اور اوسکی بدنظمیون اور مزاج سے بہت جلد خرابیان اور لڑائیان پیدا ہو گئین۔ وہ عیاش تماش مین فضول خرچ تلون مزاج سنگدل بے رحم تہا۔ اوسنے اون لوگون کو جنہون نے اوسکے خلاف سازش کی تہی ایسی سخت سزائین دین کہ مرہٹو اوسسے نفرت ہو گئی۔ اور بہت سے سردار اوسکے نوکری چہوڑ کر دشمنون سے جا ملے۔ اوسنے اپنے بہائی راجہ رام کو قید کیا۔ اور اوسکی ماکو بڑی بیرحمی سے مار ڈالا۔ اور ایک بڑا پرانا رفیق برہمن اوسکے باپ کا تہا اوسکو فقط سازش کے شبہہ پر بیوک کو رخصت کیا۔

بہت سے برہمنون کو جیلخانہ دکہایا۔ غرض جو پرانے نمک حلال لائق سپہ سالار اور
اہلکار برسون مین باپ کے جمع کئے تہے۔ اون سب سے وہ نگدلی و سرد مہری سے پیش آیا۔
اور پنڈت کلوشا غلام بن گیا۔ یہہ برہمن شمالی ہندوستان سے اوس پاس آیا تہا
اوسنے اپنی علم و فضل سے اوسکو الّو بنا لیا۔ جو وہ کہتا سو کرتا۔

غرض سنبہاجی کے ان سب کاموں کا یہہ نتیجہ تہا کہ سیواجی کا سارا انتظام کیا ہوا بگڑ گیا
اول۔ سپاہ جو قواعد اور آئین کی پابند تہی اوسمین خلل آیا۔ جب سوار میدان جنگ
مین جاتے تو اونکے ساتہہ آوارہ گرد لوگ بہی ہو جاتے۔ جس سپاہ کا پہلے یہہ قاعدہ تہا
کہ جو شخص عورت کو ساتہہ لیجائے تو گردن مارا جائے۔ اب اوسمین یہہ دستور اور آئین
ہو گیا کہ وہ دشمنون کے خیمون مین سے عورتون کو پکڑ لاتے۔ اور اونسے ہم بستر ہوتے یا
بیچ ڈالتے۔ گویا عورتین بہی منجملہ اور اسباب غنیمت کی شمار ہونے لگین۔ غنیمت کی مال کو
چہپاتے۔ جس سپاہ کو تنخواہ ایک دستور کے موافق ہمیشہ ملا کرتی تہی۔ اب اوسکی تنخواہ کا
مدار لوٹ پر تہا۔ جب تنخواہ سپاہ کی لوٹ سے پوری نہ تقسیم ہو سکتی تو افسر اس حکم کے
منتظر رہتے کہ اونکو اور لوٹ سے تنخواہ پورا کرنے کا حکم ملجائے۔ غرض جیسی یہہ فوج
باقاعدہ تہی ویسی ہی اب حریص اور جنخوار اور غارت گر ہو گئی۔ سنبہاجی ایسا فضول
خرچ تہا کہ باپ کی دولت کثیر کو تہوڑے دنون مین اوڑا کر برابر کیا۔ رگہوناتہہ کے مرنیکے
بعد کرناٹک کی جاگیر سے بہی خراج نہ وصول ہوا۔ وہ خود اپنے آپ حکمرانی کرنے لگے۔
پنڈت کلوشا نے جب خزانہ خالی دیکہا تو اوسکے معمور کرنے کے لئے زمین اور رعایا پر
اور نئے محصول لگائے۔ اسے خزانہ تو خاک ہی بہی نہ بہرا مگر رعایا کا دل ناراضی سے
بہر گیا۔ غرض جب ان نئے محصولون کو وصول کیا اور حساب کیا تو یہہ معلوم ہوا کہ جو روپیہ

سیواجی کے عہد مین بغیر ان نئے خراجون کے وصول ہوتا تہا وہ اب نہین وصول ہوتا۔
جب وصول محصول مین رعایا پر سختی ہونے لگی تو وہ گہرون کو چہوڑ چہوڑ کر بہاگ گئے۔
اور ملک برباد اور بے چراغ ہونے لگا۔ روز بروز رعایا کی ناراضی بڑہ گئی
سیواجی نے جو عمارت سلطنت کہڑی کی تہی وہ اب خود بخود مسمار ہوتی جاتی تہی۔
مگر اب اسپر اور صدمے زلزلون کے پہنچنے لگے۔ سنبہاجی اپنی ہمت اور شجاعت کی گہمنڈ مین
ایسا آیا کہ اوسنے کچہہ خیال نہین کیا کہ میرے دشمن بہی ہین اور ایک دنمین عالمگیر بادشاہ
بہی ہے۔ پرانے دشمنون کو چہوڑ کر نئے دشمن پیدا کئے کہ اپنے وزیر کلوشا کی صلاح
اور مشورہ سے نہایت شوق سے ۱۶۸۲ء مین جنجیرہ والون سے لڑائی شروع کردی
اور کشتیون مین بیٹہہ کر اونپر حملہ کیا۔ مگر ساری محنت اور کوشش اوسکی ضائع گئی
اور سوا اسکے کچہہ بن نہ پڑا کہ محاصرہ کو اوٹہائے۔ اب یہہ ایک اور کم بختی پیچہے لگی
کہ حبشیون نے جزیرہ سے نکل کر اوسکے دہات کو لوٹنا شروع کیا۔ اور پہر ایک نقصان
عظیم اوسکو یہہ پہونچایا کہ اوسکے جہازون کے بیڑہ کو سمندر مین شکست دی۔ اس بحری
شکست سے سنبہاجی کا جی نہایت شکستہ ہوا۔ اور اوسنے یہہ جانا کہ یورپ والون نے
جو ساحل سمندر پر رہتے ہین ان حبشیون کی امداد کرکے اوسکو یہہ نقصان پہنچایا ہے
اس بہانہ سے پرتگال والون سے لڑنا شروع کردیا۔ اور انگریزون کی تہی جو رعایت
قدیم سے چلی آتی تہی اوسسے چہوڑ دیا۔ اور اوسسے بہی مخالفت شروع کی۔ غرض
وہ اس بے سود کامون مین مصروف رہا۔ اور نہ اورنگ زیب کی خبر اوسنے رکہی۔
نہ والی بیجاپور اور گولکنڈہ سے باپ کی طرح رفاقت پیدا کی۔ نہ شاہزادہ اکبر
جو باپ سے بغاوت اختیار کرکے اوس پاس آیا تہا نہ یار اور مددگار بنایا کہ وہ بادشاہ

ستانیکے لئی کام آتا۔ اور اوسکے ساتھہ راجپوت اور ساری ناراض رعایا ملہ ہوئی

پادشاہ کی مہمات دکن

اب پادشاہ کو راجپوتانہ کی مہمات سے انفراغ ہوا۔ اودے پور کے رانا سے صلح ہوئی جودہ پور کے تاخت اور تاراج کے واسطے سپاہ روانہ ہوئی۔ ۱۰۹۳ھ ۱۶۸۳ء مین پادشاہ سلامت ساری فوج لیکر دکن کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور برہان پور مین رونق افروز ہوئے۔ اور انتظام ملکی اور مالی مین مصروف ہوئے۔ جزیہ کے وصول کرنے مین ساری ہمت صرف کی۔ اب یہان ساری آخری عمر ملک دکن کی مہمات مین بسر ہوئی۔ مرکر ہی اوس سے فرصت ہوئی +

مرہٹون سی اول اول لڑائیان

پادشاہ خود میدان جنگ مین نہین گیا۔ شاہزادہ محمد اعظم کو شہر اور پہاڑی قلعون کے فتح کرنیکے واسطے اور شاہزادہ معظم کو کانکن کی متصل رام درہ کی تسخیر کے لئے مقرر کیا۔ ہر ایک شاہزادہ کے ساتھہ بڑی بڑی سپاہین ساتھہ کین۔ یہہ کام جیسا ظاہر مین آسان اور سہل معلوم ہوتا تہا ویسا ہی وہ دشوار اور مشکل نکلا۔ سلہر کا مضبوط قلعہ تو وہان کے حاکم سے سازش کرکے شاہزادہ اعظم کو نیک نام خان نے دلوا دیا۔ شہاب الدین خان جسکا لقب غازی الدین خان تہا اور وہی نظام الملک کا باپ تہا۔ اس لشکر مین بڑی چلتی تلوار تہا۔ وہ قلعہ رامسیج کی تسخیر کے واسطے متعین کیا گیا تہا۔ یہہ سپہ سالار سمجہا یہہ تہا کہ جاتے ہی سرسواری اس قلعہ کو فتح کرلونگا مگر اوس سے وہ نہ فتح ہوسکا۔ قاسم خان اوسکی جگہ بہیجے گئے۔ اونہون نے بڑی کوشش سے یورش کی مگر بے نیل مرام واپس آئے۔ خانجہان کو کلتاش کو یہہ کام سپرد ہوا

انہون نے وہان اپنی عقلمندی یہہ خرچ کی کہ قلعہ کے ایک سمت مین عوام اور نکمے سپاہ کو غل غپاڑہ کرنیکے لئے بھیجا۔ اور دوسری طرف ہی قلعہ پر زینے اور کمند لگاکر چڑہنے کا ارادہ کیا۔ قلعہ دار انکا بہی اوستاد تہا اوسنے بہی اپنی آخور سپاہ کو جدہر غل ہو رہا تہا بہیجدیا۔ اور دوسری طرف جوانمرد ہتیار لگائے اور ہاتہون پر بگہ بگہ یعنے پنجہ آہنی چڑہائے کہڑے کئے۔ جون ہی چڑہنے والون نے سر فصیل سے باہر نکالا اول ہی وار مین سرون سے پگڑیان اوتار لین۔ اور پہر اپنے آہنی پنجہ سے اونکے سر اور منہ کو ایسا نوچا کہسوٹا کہ صورت بگاڑدی۔ اور یہہ اونکو ایسا دکہیلا کہ پیش و پس دون کو ساتہہ لے زمین پر سرخ رو اور شکستہ دست و بازو ہوئے۔ چند روز بعد ایک مکار آیا۔ اوسکو تسخیر حن کا دعوے تہا۔ اوسنے ایک سو تولہ سونیکا ایک سانپ بنوایا۔ اور چمڑے کا لباس روئی سے بہرا ہوا پہنا اور بارطلائی ہاتہہ مین لیا۔ اور ایک دمدمہ کی پر بہو بیٹہا۔ اور سپاہ کو یورش کا حکم دیا۔ اور پہر سانپ کو ہلانا اور منتر پڑہنا شروع کیا۔ خدا کی قدرت یہہ کیہان منتر پڑہہ ہی رہی تہی۔ کہ وہان دشمنون کے لشکر سے پتہر یا سرد گولہ ایسا اوسکے سر مین لگا کہ وہین سرد ہوگیا۔ یہہ دیکہہ کر لشکر کا دل بہی افسردہ ہوا۔ اور تسخیر قلعہ سے مایوس ہوکر محاصرہ سے ہاتہہ اوٹہایا۔ سارا اسباب جو تسخیر کے لئے جمع کیا تہا اوسکو آگ لگادی۔ اور سردار تبدیل لباس کر چلنے لگی۔ تو قلعہ والون نے چلاکر کہا کہ اس کنتہکر کو تو جل لینے دو۔ اوسکی راکہہ منہ پر مل کر جاتا کہ کوئی نہ پہچانے۔ سنبہاجی نے جب اپنے قلعہ دار کا حال سنا تو اوسکو سونیکے کڑے بہجوائے۔ اس اثناء مین شاہزادہ محمد معظم کانکن کے سارے طول مین بغیر کسی مزاحمت کے چلا گیا۔ مگر یہہ عقل کے کوتاہی کہ کوستانی اور درخشانی ملک مین وہ سوارون کو ساتہہ لے گیا۔

ان ملکون کی راہون نے سوارون کو بیدل بنا دیا۔ اور گھوڑون اور باربرداری کے
جانورون کو ٹھکانے لگایا۔ اب مرہٹون کی جال مین شاہزادہ ایسا پھنس گیا کہ نکلنا
دشوار ہوگیا۔ سنبھاجی نے ساری راہون کو بند کردیا۔ سامان رسد جو سمندر کے
راہ سے بادشاہی لشکر مین پہنچتا تہا وہ اوسکے جنگی جہازون نے چھین لیا۔ اب
ہندون کو سمندر مین سوار ہونے سے تعصب رہا تہا۔ اور اپنے دستور کے موافق
جنگ بگریز اور ستیز فرار آمیز شروع کی۔ مگر غازی الدین خان نے ایک شکست راجہ کو
خود دی اور شاہزادہ محمد معظم کو مصیبت اور آفت کی سند ایسے چھٹایا۔ مگر اسپر بہی
سپاہ کو تکن کا زمانہ مصیبت کا ختم نہ ہوا۔ اور جب وہ بالاگہاٹ پر بعض مقامات کو
فتح کرچکے تو وبا اور قحط کی سخت آفت رونما ہوئی۔ وبائی بخار نے بہی ہزارون کی
ٹہڈیان وہین خاک بنائین۔ غرض جسوقت یہہ فوج احمدنگر مین پہونچی تو کچہہ اوسمین
دم نہ تہا۔ مرہٹون نے فقط زمین کی حفاظت مین کوشش نہ کی بلکہ سنبھاجی نے اس
حملہ کا انتظام اسطرح کیا کہ ایک فوج روانہ کی جو آندہی اور بجلی کی طرح برہان پور کو خاک مین ملا
اور سارے ملک کو بے چراغ کرتی ہوئی بڑودج تک پہونچے۔ اور اوسے برباد کرکے
چلی آئی۔ بادشاہ کے افسرون نے تعاقب اوسکا بہت کیا وہ ہوا پر سوار تہے۔ کب اونکے
ہاتہہ آتے تہے۔ اب اورنگ زیب سپاہ کو لیکر شولاپور جسکو شاہزادہ اعظم نے فتح کیا تہا
پہنچا۔ تعداد اوسکی فوج کی اگرچہ صحیح صحیح نہین معلوم۔ مگر شان و شوکت اس سپاہ کی
ایسی تہی کہ اوسے صفحے تاریخ کے سیاہ ہوئے ہین۔ ہزارون پرے سوارونکے
تہے۔ اونمین غیر ملکون کے نوجوانون کے سوا بادشاہ کی خود سلطنت وسیع کابلی
قندہاری ملتانی لاہوری راجپوت بہرتی تہے۔ اور یہی سوار فوج کے گلدستہ مین

کل سر سے پیر تک لوہے مین ڈوبے ہوئے تہے - اونکی صورت سی بہادری
اور شجاعت ایسی برستی تہی کہ دکن کے سپاہی نازک اور ہلکے ہتیار باندہنے والے
اونکا مقابلہ نہ کرسکتے تہے - پیادے بہی بیشمار تہے - اونمین سے کسی پلٹن پاس توڑہ دار بندوق
اور کسی پلٹن پاس تینچے کسی پلٹن پاس تیر کمان - سوا اون کے بندیلون اور میواتیون
کے پلٹین بہی تہین - وہ پہاڑون مین اوترنا چڑہنا اور لڑنا بہڑنا خوب جانتے تہے -
باولی مرہٹون کا مقابلہ اونسے خوب ہوتا تہا - پہر ان پیادون مین ہزارون کرناٹک کے
سپاہی تازہ بہرتی ہوئے تہے - پہر ہلکی توپون کے توپخانے بادشاہی خیمون کے ساتہہ تہے
سیکڑون توپین تہین - توپچی اونکے ہندوستانی تہے - مگر افسر اونکے اہل یورپ تہے
اور سیکڑون بیلدار اور لہار اور کاریگر ساتہہ ان توپخانون کے تہے - جنگی ہاتہیون
کی قطارین تہین - بعد اونکے خاصے کی ہزارون ہاتہی تہے - ہودج اور عماری سے سجے ہوئے
اونمین سے بعض مین بیگمات سوار - اور بعض ہاتہیون پر وہ بادشاہی خیمے لدے ہوئے
جو اونٹون سے نہ چل سکتے تہے - ایک اصطبل بادشاہ کی خاصی گہوڑون کا ساتہہ تہا - اونمین
عربی ترکی عراقی یمنی کاٹہیاوار گہوڑے بہاری بہاری ساز پڑے ہوئے - جڑاؤ زین دہرے
قوتش بیگی ساتہہ وہ عمدہ عمدہ جانور دنیا کے منتخب بادشاہ کی سرور کرتا جاتا تہا - جرّہ باز
بہری شکرہ شکاری کتے شکاری چیتے سیکڑون ساتہہ تہے - اونسے بہی عجب رونق لشکرگاہ کو
تہی - بادشاہی خیمون کی آرایش اور زیبائش نہایت اور کم خواب سے ہوتی تہی - اوسکا
احاطہ بارہ سو گز کا تہا - قصر شاہانہ مین جو مکان ہوتے ہین وہ سب ان خیمون مین ہوتے تہے
دربار اور خلوتخانہ کے - اور سب کارخانون کے جدا جدا خیمے تہے - اوسکے بیچ مین ایک تختگاہ
یا کرسی بادشاہ کے بیٹہنے کی لئے بیچ مین رکہی ہوئی ہوتی - اور حمام غسلخانہ مسجد چاندماری

اور کشتی اور اور ورزشون کے لئے جدا جدا خیمے۔ اور مخمل فرنگی اور زربفت گجراتی قائم وسمور وسنجاب ایرانی ومشقی قالین چینی ریشمی کپڑے۔ غرض سارے دنیا کے عمدہ عمدہ کپڑے سے یہہ خیمہ آراستہ ہوتے تہے۔ روپہلی اور سنہری ستونون پر وہ استادہ ہوتے تہے۔ بادشاہی خیمون پر سونے چاندی کے کلس لگائے جاتی تہے۔ اور رنگین قناتین خیمون کے گرد کہڑی ہوتی تہین۔ بورچی خانے اور ابدار خانے کا سامان سیکڑون طرح کا ہوتا تہا۔ ایک نمک خانہ دوسرا شیرین خانہ تیسرا اچار خانہ برف خانہ شوربہ خانہ غرض سیکڑون خانے اسی قسم کے ہوتے تہے۔ اور پہر ان سب پر اور یہہ تکلف تہا کہ سارا سامان دوہرا ہوتا تہا ایک آگے منزل پر جاتا تہا۔ جسوقت بادشاہ اپنی خیمے مین داخل ہوتا تو پچاس ساٹھہ توپین سلامی کی چہوٹتین۔ غرض اس عیش وعشرت کی سامان نے فوج کا رنگ ڈہنگ بدل دیا تہا۔ اسکا حال ہم مرہٹون کی سپاہ کی بیان مین آئندہ لکہینگے۔

بیجاپور کی فتح

بادشاہ نے اول یہہ ارادہ کیا کہ بیجاپور اور گول کنڈہ دونون مسلمانون کی ریاست کو فتح کرلون۔ وہ اونہین کو اپنا بڑا دشمن جانتا تہا۔ اور یہہ سمجہتا تہا کہ بعد اونکی فتح کے سنبہاجی کا مغلوب ہونا میرے آگے ایک کہیل ہے۔ مگر یہہ اوسکی بڑی غلط فہمی تہی اگر وہ اسکے بالعکس عمل کرتا تو بہتر ہوتا۔ یعنی ان دونون مسلمان ریاستون سے اتحاد کرکے سنبہاجی کا فیصلہ کرتا۔ غرض اب اوسنے شاہزادہ سلطان اعظم کو بیجاپور پر حملہ کرنیکے لئے بہیجا۔ وہ قلعہ بیجاپور کے محاصرہ مین سکندر عادل شاہ سے ایسا تنگ ہوا کہ غازی الدین خان فیروز جنگ سامان رسد نہ پہنچاتا۔ تو اوسکے لشکر کا نام ہی باقی نہ رہتا۔ یہانتک نوبت پہنچ گئی تہی کہ درختون کی چہال اور املی کے چیون کا آٹا کہاتے تہے مردونکی

ٹڈیان رکت نہ چھوڑتے تہے۔اس کہانے پینے کی ہاتہون سیکڑون آدمی مر رہے تہے۔اور جب دکہنیون کی فوج کا غلبہ ہوتا۔تو جانی بیگم ۔داراشکوہ کی بیٹی اور شاہزادہ اعظم کی بی بی عماری مین پردہ سے باہر ہوکر تیر چلاتی اور سپاہیون کو لڑنیکے لئے آمادہ کرتی غرض سردار مذکور کے سامان رسد پہنچانے سے اس لشکر کی مصیبت کم ہوئی۔بادشاہ نے جسوقت شہاب الدین کے یہہ کارگزاری سنی تو اوسکو غازی الدین خانبہادر فیروز جنگ کا خطاب عطا کیا۔اب بادشاہ نے خود بیجاپور کا محاصرہ کیا۔اور دیوارون مین شگاف ڈال دیا۔پور کے محاصرہ کے ہونیسے شہر مین غلہ کی رسد بند ہوئی۔اور سارا شہر قحط کے مارے بہوکا مرنے لگا۔آخر کار شرزہ خان نے جو سکندر عادل کا عمدہ سردار تہا بادشاہ سے امان مانگی۔اور قلعہ کی کنجیان حوالہ کین۔پندرہوین اکتوبر ۱۶۸۶ء کو قلعہ پر بادشاہ کا تصرف ہوگیا۔اور سکندر گرفت اس فتح کی تاریخ ہوئی۔اور صغیرسن والی بیجاپور کو قید کرکے دولت آباد کے قلعہ مین بہیجدیا۔بعض کہتے ہین اوسنے زہر دیکر مار ڈالا۔اس شہر اور قلعہ کی ویرانی آجتک اورنگ زیب کے اس محاصرہ کی یاد دلاتی ہے۔اس ریاست کو بالکل تباہ کرکے بادشاہ نے اپنی مملکت کا ایک صوبہ بنایا۔اور وہان کے جو امرا تہے سب بادشاہ کے خدمت مین حاضر ہوکر ملازم ہوئے +

حیدرآباد گول کنڈہ پر شاہزادہ معظم کا حملہ

بیجاپور کے فتح کرنے کے بعد وہ خود حیدرآباد کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا۔بیجاپور کے تسخیر ہونے سے پہلے افواج اوسنے حیدرآباد کے ویرانی اور خرابی کے لئے متعین کر رکہی۔اب ہم بادشاہ کے کوچ کرنیسے پہلے فوج کا حال بیان کرتے ہین۔جسوقت اعظم شاہ کو بیجاپور کی تسخیر کیواسطے متعین کیا تہا۔اوسوقت خانجہان بہادر اور بڑے بڑے

سرداروں کو حیدرآباد کے کوچ مین بعض قلعون کی فتح کرنے کے لئے حکم دیا تہا۔ یہان حیدرآباد مین ابوالحسن تانا شاہ پادشاہ تہا۔ وہ نہایت عیش دوست اور کاہل تہا۔ مگر اوسکے اعزا مین کچھہ فرق نہ آیا تہا۔ اور اوسکی حکومت کا انتظام اور ملک و محاصل کا اہتمام ایک برہمن مدنا پنتہ کی سعی اور ہمت سے بخوبی چلا جاتا تہا۔ اور لئیق برہمن پر اعتماد کرنا تانا شاہ کی دانائی کا کام تہا۔ مگر اس برہمن کا یہہ اختیار و اقتدار مسلمانون کے دلون مین کہٹکتا تہا۔ ابراہیم خان جو سپہ سالار ریاست تہا اوسکو نہایت ناگوار تہا۔ وہ یہہ سمجہتا کہ اگر وہ نہ ہو تو مین ہی سب کچھہ ہون۔ جب تانا شاہ کو خبر پہونچی کہ خانجہان ملکہر مین پہونچا تو اوسنے خلیل خان معروف ابراہیم بیگ کو لڑنیکے لئے بہیجا۔ ان دونون مین سخت لڑائیان ہوئین اور دکہنی اس شجاعت سے لڑے کہ اورنگ زیبی سپاہ کے منہ پہیر پہیر دیتے۔ مگر آخر کو میدان پادشاہی فوج کے ہاتہہ رہتا تہا جب خانجہان کی سپاہ لڑتے لڑتے کم ہوگئی تو پادشاہ نے شاہزادہ معظم خان کو اور امرا کے ساتہہ اوسکی کمک کیواسطے بہیجا۔ غرض ان دونون سے کئی معرکے دکہنیون سے ہوئی۔ اور لشکر عالمگیری کو فتح رہی۔ جب اس لڑائی مین اس قدر عرصہ گذر گیا تو پادشاہ کو بیٹے کی طرف سے شبہ پیدا ہوا۔ اور خان جہان کو پادشاہ نے لکہا کہ۔

مصرع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست ٭ غرض اس پر شاہزادہ نے سب امرا کو بلا کر مشورہ کیا۔ اونمین اختلاف آرا ہوا کسی نے کہا کہ لڑنا مصلحت نہین ہے۔ کسی نے کہا کہ لڑکر ایک ہی دفعہ مین فیصلہ کرنا چاہئے غرض اسپر شاہزادہ معظم نے سپہ سالار تانا شاہ کو لکہا کہ مین توقف جنگ کے سبب پادشاہی عتاب مین معتوب ہوا ہون اب ہماری اور تمہاری آبرو اسمین ہے کہ ابتک جو ملک پادشاہی تصرف مین آگیا ہے

اوسنے آپ ہمیشہ کی لئے دست بردار ہو جئے۔ تو آپ کی عفو تقصیرات کے لیے بادشاہ سے عرض کیا جائیگی۔ ابراہیم بیگ اس مصالحہ پر راضی ہوا۔ اور اوسنے اور امرا سے مشورۃ کیا اون سب نے کہا کہ جو ملک اب بادشاہی لشکر کے قبضہ مین آگیا ہے۔ وہ ہماری نوک سنان اور دم شمشیر سے وابستہ ہی۔ یہہ کہکر اونہون نے ایک دنگا مچادی۔ اور سقدر بان مارے کہ شاہزادہ کی خاص بردار کے سر پر سے طعام کا خوان اوڑ گیا۔ اور تو مین خوب ہتھوڑ ہوئی جب بادشاہزادہ نے یہہ دیکھا تو وہ بھی لشکر کو تیار کرکے آمادہ پیکار ہوا۔ اور طرفین سے خوب بہادرانہ حملے اور دلاورانہ مقابلے ہوئے۔ اور سرداروں کا یہہ حال تھا کہ وہ زخمون سے سرخرو ہوتے تھے مگر میدان سے منہ نہ موڑتے تھے۔ شام تک وہی میدان مین جمع رہے۔ رات کو حیدرآباد مین چلے گئے صبح کو شاہزادہ پہراونکے پیچھے پڑا۔ مدنا پنڈت جو دار المہام ابوالحسن تانا شاہ کا تھا۔ اوسنے اپنی بادشاہ کو ابراہیم بیگ کی طرف سے لگایا کہ وہ شاہزادہ محمد معظم سے ملا ہوا ہے۔ اسپر بادشاہ کا قصد ہوا کہ محمد ابراہیم کو قید و قتل کرے۔ مگر اوسکو خبر ہو گئی وہ شہزادہ پاس چلا گیا۔ شہزادہ اوسے بعنایت پیش آیا۔ جو امرزی کے پاس ہو کر کبھی تانا شاہ نہین نکلا تھا۔ جسوقت اوسنے اپنی سپہ سالار کا یہہ حال سنا تو اوسان باختہ ہو کر قلعہ گول کنڈہ مین کہ حیدرآباد سے بہت قریب تھا چلا گیا۔ اسوقت کی ہل چل نہ پوچھو کہ کیا تھی۔ ہزارون اشراف بی بیونکا ہاتھ پکڑے ہوئے بے سروپا اور بے خانماں ہو کر ادہر ادہر آوارہ ہوئے۔ اور شاہزادہ معظم خان کا حیدرآباد پر تسلط ہوا۔ پانچ چھہ کروڑ روپیہ لوٹ کا اوسکے ہاتھ آیا۔ تمام پہلے مانسونکے گھرون اور بادشاہی کارخانون کو لوٹ کر تباہ کر دیا۔ اب ابوالحسن نے اپنی ایلچی شاہزادہ پاس بھیجے۔ اور اپنی عجز و نیاز کا اظہار کیا۔ اور اپنی جرمون کی معافی چاہی۔

شاہزادہ نے غارتگرون کا انتظام کیا۔ کچھہ فتنہ کم ہوا۔ اس عرصہ مین خلق خدا پر جو گذرنا تہا گذر گیا۔ اور شاہزادہ نے رحم کرکے یہہ شرائط صلح کی باپ پاس منظوری کے لئے پیش کین کہ ایک کرور بیسلا کہہ روپیہ علاوہ نذرانہ معمولی کے ابوالحسن ادا کرے۔ اور مدنا پنتہہ اور اوسکی انگنا دونو بہائیون کو وزارت اور امارت کے عہدون سے معزول کرے اور قلعہ سرم اور کہیرا جو بادشاہ کے قبضہ مین آئے تہے بادشاہ کی ممالک محروسہ مین داخل کرے۔ تو بادشاہ تاناشاہ کی جرمون کو معاف کرے۔ مدنا کے اختیارات کم کرنے مین گفتگو ہو رہی تہی کہ اور عمائد اور ارکان ریاست نے ان دونو بہائیون کو قتل کرڈالا۔ اور اونکے سر شاہزادہ پاس بہیجدئے۔ اس صلح کا کرانا شاہزادہ معظم کے رحم اور آدمیت کا کام کیا۔ وہان باپ یہہ سمجہا کہ بیٹے نے جو کام خود بادشاہ نے ایک دفعہ کیا تہا کیا ہے کہ اپنے بلند نظرون کی غرض سے بہت سی غنیمت کو تغلب کرکے رکہہ چہوڑا ہے۔ گو باپ کو بیٹے پر یہہ بدگمانی ہوئی مگر جب شاہزادہ کی عرضی اور دونو سر مدنا اور اونکے بہائی کے بادشاہ پاس آئے تو اونہنے بظاہر صلح منظور کرلی۔ اور سعادت خان کو جو خانجہان خان کی دیوانی پر مامور تہا نذرانہ کے وصول کرنیکے واسطے متعین کیا۔ اور خفیہ بہادر شاہ اور خانجہان کو مطعون اور مغضوب فرمایا۔ شاہزادہ نے جب تک کہ اس صلح اور جنگ کا فیصلہ ہو گرانی غلہ کا اشتہار دیکر حیدرآباد سے کوچ کردیا۔ اور بکہر مین آنکر قیام کیا+

گول کنڈہ اور حیدرآباد کی فتح کے لئے بادشاہ کا خود جانا

جب بیجاپور فتح ہوچکا تو بادشاہ گلبرگہ مین سید محمد گیسو دراز کے مزار کے لئے گیا یہہ زیارت شاید اس نظر سے تہی کہ حیدرآباد سے تقرب اس بہانہ سے ہوجائے۔

اور سعادت خان کو جسے نا شاہ سے پیشکش کا روپیہ وصول کرنیکے لئے بھیجا تھا تاکید ہوئی
کہ بہت جلد نذرانہ وصول کرے۔ نا شاہ پر جب اس نذرانہ کا تقاضا ہوا تو اوسنے زر نقد
کے عوض سارے جواہرات اپنی جواہر خانہ کے نکال کر نوجوانون مین لگائے۔ اور اونکو
سربمہر کرکے سعادت خان پاس بطور امانت بھیجدیا۔ سعادت خان بھی مکار اور فریبی تھا
اوسنے ان جواہرات کو پادشاہ پاس مہوبی کے خوانون کے ساتھہ روانہ کیا۔ اور جب نا شاہ
نے سنا کہ پادشاہ گول کنڈہ پر چڑہا آتا ہے تو اوسنے جواہرات کا مطالبہ کیا۔ اوس پر
سعادت خان نے وہ تقریر دل فریب کی کہ پادشاہ اوسپر پہلے سے بھی زیادہ عنایت کرنے لگا
۔ اور جواہرات کا خیال چھوڑ دیا۔ اب پادشاہ کا خیمہ گلبرگہ سے حیدرآباد کی طرف روانہ ہوا
تو سلطان ابوالحسن گہبرایا۔ اور پادشاہ کو عرضی اپنی تقصیرات کے عذر مین روانہ کی
۔ اوسپر فرمان عالمگیری یہہ صادر ہوا کہ تمہاری تقصیرات کی گنتی نہین ہوسکتی اول
یہہ کہ کافر کو اقتدار دیا۔ فضلا کو بے اختیار کیا۔ علانیہ بادہ خواری سے اسلام کی خواری
کی۔ نہ اسلام سے کام رکہا نہ عدل و ظلم مین فرق سمجہا۔ نہ فسق و عبادت سے واقف ہوا۔
کافر حربی کی اعانت کی۔ سمجہانے پر بہی ایک لاکہہ ہون سنہاجی کے حوالہ کئے۔ ان
تقصیرات پر امید لطف و کرم دنیا مین تو کیا عقبیٰ مین بہی نہین ہوسکتی۔ جب ابوالحسن
یون مایوس ہوا تو اسوقت اوسنے اپنا زنانہ پن چھوڑ دیا۔ باوجودیکہ اسوقت فوج اوسے
چھوڑ کر بہاگ گئی تہی۔ مگر پہر بہی اوسنے اوسکی ایسی اصلاح کی کہ سات مہینہ تک قلعہ
گول کنڈہ پر دشمنون کا ہاتہہ نہ بڑہنے دیا۔ اور کئی دفعہ پادشاہی فوج کو زک دی۔
عالمگیر کے یہہ چال بری کام آئی کہ اوسنے رفقاء ابوالحسن کو تالیف قلوب اور وعدہ ترقی
کرکے اپنی طرف توڑ لیا۔ اور آخر کار عبدالله خان افغان نے جو آخر وقت تک ابوالحسن کے ساتھہ

رہا تہا بڑی دغا کی کہ ایک دروازہ کہولدیا جسکے سبب سے بادشاہی فوج کا تسلط ۱۶۸۷ء
مین قلعہ پر ہوگیا۔ بعد اسکے جو آفتین تا ناشاہ پر نازل ہوئین اونکو اس صبر و استقلال
اور متانت سے اوٹہایا کہ جنکی بدولت آج تک اوسکی رعایا اوسکو یاد کرتی ہے۔
اور اوسکی اولاد کی عزت اور تعظیم کرتی ہے۔ اسی فتح کے وقائع نعمت خان عالی نے
لکہی ہین۔ وہ حقیقت مین یاران جلسہ کے تفنن طبع کے واسطے لکہی گئی تہی۔ اسلیے اونمین
ضلع جگت پہنپی پہکڑ کے سوا اور کچہہ نہین ہے۔ کہتے ہین کہ جب عالمگیر کو اسکی خبر ہوئی
کہ اسطرح وقائع لکہے جاتے ہین تو اوسکے خیمہ کو گہیر لیا۔ اور ان وقایعون کا صندوق
دریا مین پہکوا دیا۔ اب جو یہہ چند وقایعے باقی ہین تو وہ ہین جو یاران جلسہ نقل کر کے
لے گئے تہے۔ حاقی خان نے بہی اس لڑائی کو بڑی آب و تاب سے لکہا ہے۔ اور ابو الحسن کے
قابلیتین اور لیاقتین خوب بگہاری ہین۔ کہین لکہا ہے کہ تا ناشاہ نے بادشاہ سے
کہلا بہیجوایا کہ پچاس ہزار تہیلے غلے کی مجہسے لیجیے اور فوج کو بہوکا نہ مرنے دیجے۔ ایسے
مضمون خوشامد آمیز لوگون ہی مشہور ہوجاتے ہین جیسے یہہ مشہور ہے کہ جب سلطان
ٹیپو انگریزون سے لڑتا تہا اور اون پاس گولہ بارود ہوچکتا۔ تو اونکو گولہ بارود
بہجوادیتا تہا اور کہلا بہیجتا تہا کہ اب آنکر لڑو۔

شاہزادہ محمد معظم بہادر شاہ کا قید ہونا

ابو الحسن تا ناشاہ جانتا تہا کہ اس شاہزادہ کو اوسکے حال پر ایک التفات ہے۔ اسلئے
بہت سی تحفہ تحائف بہیجکر اوسے التجا کی کہ بادشاہ سے اوسکی تقصیرات معاف کرادے
اوسنے بیچ مین وسطہ بن کر باپ سے اوسکی شفاعت چاہی۔ جسے اوسپر ایک قیامت آئی
۔ یہہ بادشاہ کا بیٹا بہت سیدہا سادہ تہا۔ اور باپ کی وہ اطاعت کرتا تہا کہ غلام آقا کی

کیا تابعداری کریگا۔ کبھی کوئی بات بلند نظر کی زبان سے نہین نکالتا۔ اور باپ کا کہا ساری باتون مین
مانتا۔ مگر اورنگ زیب کا خود حال ہی نوجوانی کا ایسا تہا۔ اور وہ بالکل اولوالعزمی کے ارادے سے خالی تہا۔
اسلئے وہ اس سادگی کو اپنی ہی سی سادگی سمجہتا۔ اور یہہ اندیشہ کرتا کہ جو باپ سے مین نے سلوک کیا وہ
اولاد میرے ساتہہ نہ کرے۔ غرض ان سب گناہ بیٹی کی طرف سے پہلے ہی کدورت کا سامان جمع ہو رہا تہا
اب اس حادثہ نے اور ہی وسکو بڑہا دیا۔ اور غازی الدین خان فیروز جنگ اور محمد اعظم نے اور
بہی بادشاہ کو افروختہ کر دیا۔ اور آخر کار اسکو اور اُسکی بی بی نور النسا کو قید خانہ مین ڈلوا دیا۔ دو سال
برس تک قید رہا +

ان فتوحات کا اثر اور دکن کی بی انتظامی

اورنگ زیب کی دلی تمنائین پوری ہوئین اور سارے ارمان نکلے۔ مگر جو چمن اوسنے لگایا اوسکی
بہار خزان تہی۔ بیجاپور اور گول کنڈہ کی ریاستون کو یون خاک مین ملانا اور اوسکو اپنی ملک مین
شامل کرنا عقل و اندیش کا کام نہ تہا۔ کیون کہ ان سلطنتون کے سبب سے مسلمانون کی حکومت دکن
مین قائم تہی۔ اور اونکے سبب سے امن امان ہی رہتا تہا۔ اور خاصکر انتظام کیا مرہٹون پر رعب داب
اسلام کا تہا جب وہ برباد ہو گئین تو اوسکے متعلقین خواہ خواہ عوام پراگندہ اور منتشر ہو گئے۔
پٹہانون اور بیگانیکون کی سپاہ نے تو بادشاہ کی ملازمت اختیار کی۔ اور جو افسرون مین سے اپنی اقامت
سے بیوفائی کو یا بیکار ہو کر بادشاہ کی خدمت اور ملازمت مین آئے۔ اونکے دل بڑہانی اور درجے
چڑہانیکے لئے بادشاہ کو اپنی موروثی کاربردار موقوف کرنے پڑے۔ اور باقی سپاہ اور افسر کیا تو سنبہاجی سے
جاکر مل گئی یا بجائے خود قزاقی اور راہزنی کا پیشہ اختیار کیا۔ اسیطرح فساد اور نزاعون کا دکن گہر گیا
اور دور دور کے زمیندار اپنی خود مختاری کی لئے موقع تکتے رہتے۔ اور جو جو لڑائیان اور قزاقیان
مرہٹون نے کین اونمین وہ مرہٹون کے رفیق بننے کو تیار تہے۔ کیونکہ وہ مرہٹون ہی کو اپنے ان اعمالونکا

حامی اور مددگار جانتے تہے۔ اونہین کی ذات کو سرکشی کا پالنے والا سمجھتے تہے۔ اب یہہ کیفیت تو دور کرنے زمینداروں کی تہی۔ اور جو زمیندار کہ زیر طناب ہی بستے تہے وہ بادشاہ کی حکومت سے ناراض تہے۔ اس سبب سے اور کچھہ اس سبب سے کہ بادشاہ کے تعصب مذہبی نے ہندوؤں مین ہی ایک جوش مذہبی پیدا کر دیا۔ غرض اورنگ زیب کی فتح کا سہرا کیا اوسکے سر پر چڑہاتا ایک کٹار دونکا مارا اوسکے گلے مین پڑا تہا۔ جسنے آخر اپنے زخمون سے گور مین اوسکو پہنچایا۔

ان فتوحات سی جو فائدہ بادشاہ کو ہوا

جو حال مین بادشاہ کو فتوحات نصیب ہوئین اونسے بادشاہ کو یہہ فائدہ ٹہا یا کہ ۱۶۸۶ء مین بیجاپور اور گول کنڈہ کی ساری قلمرو ملکون یا ستون پر بہی جو جنوب مین اوٹہون نے فتح کین قبضہ کیا۔ اور ساہوجی کی جاگیر واقع میسور کو بہی دبالیا۔ اور ونکاجی کی علاقہ کو تنجور تک محدود کر دیا۔ اور سیواجی جو اپنے آخر وقت مین ملک فتح کئی تہے۔ اونمین سے سب مرہٹون کو مجبور کر کے نکال دیا۔ وہ اپنی پہاڑی قلعون مین جا بیٹہے۔ اگرچہ بادشاہ نی سپاہیانہ اس ملک کو فتح کر لیا مگر اوسکی بندوبست اور نظام کا نقشہ خوب نہ جما۔ چنانچہ اضلاع مین محاصل کا ٹہیکہ دیس مکہیون اور زمینداروں کو دیا جاتا۔ اور اونکی حکومت افسران جنگی کی سپرد ہوتی۔ اور اونکو جو تہہ محاصل خرچ تحصیل کے لئی دیجاتی جو روپیہ وصول ہوتا اوسمین سے یہہ افسر اپنی فوج کی تنخواہ منہا دیکر باقی روپیہ بادشاہ پاس بہیجتے تہے۔ اور اگر یہہ اضلاع بعض اور افسرون کی تنخواہ مین کسی میعاد مقررہ تک جاگیر مین دیدی گئی ہوتی تو وہ روپیہ بہی بادشاہ پاس نہ بہیجا جاتا۔ یہہ افسر لیتے۔ اور اکثر ہی ہوتا+

سنبہاجی کی نالائقی اور شاہزادہ اکبر کا کابل جانا اور سنبہاجی کا گرفتار ہونا

سیواجی کے کپوت سنبہاجی اپنے محلون مین پڑے اینڈا کئے۔ اور اورنگ زیب کی ان فتوحات کو دیکہا کئے

مرہٹے تو اوسکی کاہلی و سستی کا سبب بتلاتی ہین کہ اوسکے وزیر پنڈت کلوشانے اوسپر کر دیا تھا
مگر اصل حقیقت یہہ ہے کہ وہ مغربی ساحل کے چھوٹی چھوٹی ریاستون کی حسد و رسانشون اور فسادون
سے نہایت عاجز اور پریشان تہا۔ عیاشی اور مے نوشی کی کثرت سی اوسکے قوا جسمانی ضعیف ہو گئے
تہے۔ ایک نامرد اور بیہودہ وزیر کے اپنون کا ایسا غلام بن رہا تہا کہ اوسے اوسکی اور اوسکی تمام
قوم کی سستی اور چالاکی کی تیزی بہرتی سب ٹہنڈی ہو گئی تہین۔ اگر ایسی وقت مین سیواجی زندہ
ہوتا تو وہ دس بارہ گھنٹے مین ہمارے دکن کو مغلون کے مقابل مین کہڑا کر دیتا۔ کیا وہ بیجاپور اور گولکنڈہ
کی ریاستون کے ساتہہ نہوتا۔ کیا وہ انگریز اور پرتگیزون سے مدد نہ لیتا۔ کیا وہ سیدی کو اپنا رفیق نہ بناتا
کیا وہ میسور کے ہندو راجہ جگدیو جسکا اقبال چمکنی کو تہا اس کام مین شریک کرتا۔ کیا وہ اصلی آزاد
باشندون کو لڑائی کے لئے نہ کہڑا کرتا۔ یہہ کام وہ ضرور کرتا۔ مگر سنبہاجی نالائق کیا کرتا۔ اوسکے تو
خیال مین یہہ ایک بات ہی نہ آئی۔ اورنگ زیب کی سلطنت گہر آئی اور اوسکی جان بوجہہ کر گنوائی۔
شاہزادہ اکبر اوسکے گہر آئے۔ اور بار بار اپنے باپ کی مغلوب کرنیکی تدبیرین بتلائے۔ اور اوسکے ساتہہ
سنبہاجی وہ طرز طریقہ برتے کہ جسکی سبب وہ شہزادہ اوسے چہوڑ کر ۱۶۸۸ء مین ایران کو جائے۔ اسنے
کیا نالائقی اور کاہلی سنبہاجی کی ہو سکتی ہے۔ (کہتے ہین یہہ شہزادہ ایران مین ۱۷۰۶ء مین مر گیا
شاہ ایران نے اوسکی بڑی آؤ بہگت کی) +

سیواجی نے جو جنگی اور ملکی انتظامون کی کل بنائی تہی اب اوسکے سب پرزے ٹوٹ پہوٹ کر برابر ہو گئے تہے
ایک قلعون کا پرزہ باقی تہا۔ وہ بیکار نہ ہوا تہا۔ مرہٹون کے پاس جمع میدانی ملک تہا اور سپہ پادشاہ کا
قبضہ ہو گیا تہا۔ اور قلعون پر محاصرے پڑے تہے۔ اور بعض دنون مین وہ بہی لئے تہے۔ اگر سب قلعے
چہن جاتے تو مرہٹون کی سلطنت کا نام بہی نہین رہتا۔ اون سب کے نہ چہننے کا یہہ سبب تہا کہ
باوجود سنبہاجی کی کاہلی اور سستی کے بعض اوسکے سردار ہاتہہ پیر ہلائے جاتے تہے۔ اور

پادشاہی لشکرون کے مقابل مین تلوار چلانے جاتے ہے +

یہہ بات بڑی تعجب کی ہے کہ اس اولوالعزم اور اکثر قوم مرہٹون نے اپنی بہبود اور فلاح کے لئے سنبھاجی کو باوجود ان حرکات اور سکنات کے مار کیون نہ ڈالا - اور ایک آدمی کی نہ ماننے سے اپنی قومی ترقی کو کیون روکا - مگر جو کام اونکو خود کرنا چاہئے تہا وہ مرہٹون کی خوش نصیبی سے پادشاہ کے ہاتہہ سے ہوا - اور یہہ راجہ کہ مرہٹونکے دیوتا کا پیغمبر کہلاتا تہا مسلمان پادشاہ کے ہاتہہ سے قتل ہوا تو ہندؤن کا تعصب اور جوش مذہبی بڑے جوش مین آیا - اور اونہنے مسلمانون کو مزہ چکہایا - اب اوسکی مار ی جانے کی یہہ کیفیت ہے کہ شیخ نظام حیدرآبادی مخاطب بہ مقرب خان پادشاہ کا سردار مغربی بالاگہاٹ پر کولاپور مین رہتا تہا - وہ نہایت دلاور اور چست وچالاک اور فنون سپہ گری اور جگر داری سے ماہر تہا - اونہنے سنبھاجی کا عشرت کدہ تحقیق کیا - اور سارے اوسکی پیچدار کوہستانی راہون سے آگاہ ہوا - اور دفعتہً جانباز سپاہیون کا گروہ لیکر جب چاپ سنگمیشر کے باغ مین کہ پچاس کوس اوسکی دارالقرار سے تہا جا پہنچا - یہان راجہ صاحب اپنے مصاحبون کے باغ کی گلگشت فرما رہے تہے - اور شراب کی نشہ مین چور بیٹہے تہے جب ملازمون نے دیکہا کہ یہہ آفت سر پر آگئی تو راجہ صاحب سے عرض کیا - وہ نشہ کی عالم مین مست تہا - اسی کب سنتا تہا - اولٹا آدمیون ہی کو للکارا کہ اگر ہماری جناب مین ایسی گستاخی کروگے - تو سر کو اپنے تن پر نہ دیکہوگے - منتری صاحب نے ہانتہہ ہلائے - مگر جمی ہو کر پکڑے آئے - غرض مقرب خان راجہ اور منتری دونون کو اونٹون کی پیٹہ پر کس کر گاجی ہاجی سے پادشاہی شکر مین لایا - چارونطرف تماشائیون کا ازدحام تہا - اور لعنت ملامت کا غل شور تہا - غرض راجہ پادشاہ کے سامنے آیا - اور قید خانہ مین بہجوایا گیا - پادشاہ اوسکو جیتا نہ رکہنا چاہتا تہا کہ اوسکے ذریعہ سے تمام کوہستانی قلعون پر قبضہ ہو جائے - مگر جب پادشاہ نے مسلمان ہونے کا پیغام بہیجا - تو سنبھاجی بہی آخر سیواجی کا بیٹا تہا - باپ کے قدیمی دشمن کے ہاتہہ سے یہہ نوبت ذلت اور خواری کی جب پہونچی - جسکے مرنا بہتر ہے

تو وہ جوش مین بہر آیا۔ اور یہہ جواب دیا کہ بادشاہ سے کہدو کہ اگر وہ اپنی بیٹی بیاہے تو مین مسلمان ہوجاونگا۔ اور ایسی ویسی نہین کی بلکہ دو وقت نماز پنجگانہ اور روزہ رمضان کو سناوین۔ یہہ جواب تلخ جب بادشاہ کی کانون مین پہونچا تو اونہنے مصلحت ملکی کو سلام بھیجا۔ اور حرارت اسلامی مین آکر سنبھاجی کو ایسی بری گت سے مارا کہ اول وسکو آنکھون مین گرم لوہے کی سلائیان پھر ائین پھر زبان کٹوائی۔ اور گردن اوڑائی۔

کلوشاجی کا بھی کام تمام کیا۔ اگرچہ مرہٹون کا دل سنبھاجی سے نفرت کرنے لگا تھا مگر اپنی دیوتا کی بیٹے کا اس بری گت سے مارا جانا وہ نہ دیکھہ سکے۔ اور اونکے غیظ و غضب اور غیرت و حمیت کی جوش کی کوئی حد باقی نہین رہی۔ غرض اس جان کے جانیسے اونکے غم مردہ مین پھر جان آئی۔ اور جوش و خروش اور زندہ دلی اونکے دل مین ایسی پیدا ہوئی کہ پہلے کبھی نہین پیدا ہوئی تھی۔ مگر اب اونمین جان باقی نہین رہی تھی۔ سپاہ کا انتظام بگڑ گیا تھا۔ وہ فقط لوٹنا جانتے تھے قواعد سے ناآشنا ہوگئے تھے میدانی ملک سارا چھین گیا تھا۔ قلعے جو باقی تھے وہ سامان قلعہ داری سے خالی تھے نہ بارود نہ گولہ نہ غلہ نہ گھاس۔ قلعہ دار نالائق۔ سوا راسکے بادشاہ کی شجاعت اور اوسکی کثرت سپاہ اور تدابیر و عقل کی شہرت نے اونکے دلمین ایسی ہیبت بٹھادی تھی۔ کہ مغلون کی فوج کے سامنے میدان جنگ مین آتے بدن لرزتا تھا۔ بعد وفات سنبھاجی کے بڑے بڑے افسرانے گدہ مین جمع ہوئے۔ اونمین سنبھاجی کی بی بی جیسو بائی اور اوسکا بھائی راجہ رام جو جسم قیدی بھائی کی مخالفت سے ہوا تھا موجود تھے۔ سب نے بالاتفاق سنبھاجی کے پسر شیر خوار سیواجی کو راج گدی پر بٹھایا۔ اور راجا رام کو اوسکا نائب بنایا۔ اب مرہٹون نے اپنی سب کا خانون کو درست کرنا شروع کیا۔ قلعون مین کہانی پینے کی ذخیرے بھرے قلعہ دار لائق مقرر کئے سیواجی کا انتظام تہا سپاہ مین پھر جاری ہوا۔ اگرچہ اسوقت خزانہ کا حال ایسا ابتر تہا کہ لشکری سپاہ کو

تنخواہ دار سپاہ بنانا مشکل تہا۔ رفتہ رفتہ ایسی تدبیرین کی گئین کہ یہہ مشکل رفع ہوگئی۔ ایک افسر سنجہارون کو سارے ملک مین پہیلا دیا۔ اور پہر ایسا انتظام کردیا کہ جسوقت ضرورت ہو جمع ہوجائین غرض ایک عزت قومی کا جوش جو بعض افسرون مین پیدا ہوا تہا وہ وبا کی طرح سارے اونکے پیرون مین پہیل گیا +

راے گڈہ کا فتح ہونا

سنبہا جی کی بی بی اور بیٹے نے راے گڈہ مین اقامت اختیار کی۔ وراو سکو خوب مستحکم کیا۔ اور غلہ و کاہ اور اور سامان سب جمع کیا۔ اتقاد خان نے جبکا اب لقب ذوالفقار خان ہوگیا تہا۔ اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور ایک ماولی سردار نے اوسکو قلعہ کی راہ ایسی بتلادی کہ قلعہ فتح ہوگیا۔ اور ۱۵ محرم ۱۱۰۰ھ کو شیر خوار راجہ پکڑا گیا۔ اور باہی اوسکے ساتہہ گرفتار ہوئی۔ مگر اس گرفتاری سے کچہہ مرہٹون کو دل افسردہ نہ ہوئی۔ ان قیدیون کی بادشاہ کے بیٹے نے بڑی خاطر کی۔ اور سوا اسکے کوئی اور اونپر قید نہ رکہی کہ وہ مرہٹون سے ملکی پاوین۔ قلعے پنالہ اور میرج بہی ذوالفقار خان نے فتح کرلئے +

راجا رام کا بہاگنا اور اور معاملات

اب راجا رام پہلے ہی سے چار و نطرف ایسی مقامات مستحکم اور استوار کی تلاش مین پڑا رہتا تہا کہ جہان سے دشمنون کا مقابلہ ہوسکے۔ اوسنے خیال کیا کہ اسسے بہتر کوئی تدبیر نہین ہے کہ ناٹک کے پائین گہاٹ مین چلا جاے چنانچہ اوسنے مہارانشٹر مین جو ضلاع ابتک باقی تہے اونمین دورہ کیا۔ اور وہان کے حاکمون کی تسلی اور تشفی کی۔ اور ملک کی حفاظت اور حراست کا جیسی طرح انتظام کیا اور کنارہ کنارہ بہاگ کر اور دشمنون کے تعاقب سے نہایت چالاکی سے جان بچا کر جنجی مین داخل ہوا۔ اوسکے ساتہہ ایک وہ جوانمرد صاحب ہمت اولوالعزم مرہٹون کا بہی تہا۔ یہان

داخل ہوتے ہی موافق دستور اور رسم کے راج گدی پر بیٹھا۔ اور امرا کا دربار مقرر کیا۔ اور جاہ اور منصب اور جاگیر امیرون کو عطا کئے۔ اور جاگیرون کے بانٹنے مین یہانتک فضولی اختیار کی کہ جو پادشاہی ملک کبھی مرہٹون کے ہاتھ نہین آئے تھے وہ بھی تقسیم کردئے۔ یہہ اوسکے نصیبون کی یاوری تھی کہ اوسکو ایک صلاح کار اور خیر خواہ پنڈت پہلاد ہاتھہ لگ گیا۔ اوسکی بڑھی لیاقت یہہ نہی کہ وہ اون کامون کو اختیار کرتا تھا کہ جنکے انصرام کرنے مین سارے اور افسر ل اور جان سے متفق ہوکر مصروف ہوجاتے تھے۔

سچ یہہ ہی کہ اگر سیواجی نہ پیدا ہوتا تو مرہٹون کا نام بھی کبھی تاریخ مین نہین سنا جاتا۔ اوسنے طبیعت مین اپنی قوم کے ایک ایسا جوش پیدا کردیا کہ گویا ساری اپنی قوم کو از سر نو ایک ہی طبیعت کا بنا دیا۔ فقط اس بات کی ضرورت تھی کہ خاص آدمی ایسے پیدا ہون کہ اس نئی طبیعت سے کام لین۔ اون کا اخلاق و عادات اور لڑائی کا طور طریق ایسا ہوگیا تھا کہ وہ اپنی مصلحت کے کامون مین متفق و متحد ہوجاتے تھے۔ چنانچہ سو قت اپنی مصلحت نہین دیکھی کہ اپنے زبردست دشمن کے سامنے کان نہ لائین۔ اور سامان بھی اپنے پاس ایسے نہ رکھین کہ جسے دشمن کا دل اوپر حملہ کرنیکے لئے چاہے۔ اور تاک مین بیٹھے رہین جب کوئی موقع ہاتھہ آئے تو دشمنون پر حملہ کرنے مین بھی نہ چوکین جن سرارون پاس یا ستین نہین اون نے ظاہر مین پادشاہ کی اطاعت اختیار کرلی۔ اور اوسپر یہہ اور طرہ تھا کہ وہ خدمت گزاری اور جان نثاری کے اظہار مین اورون سے سبقت لیگئے تھے۔ مگر در پردہ باغیون سے ملے ہوئے تھے۔ اونسے آمد و رفت رکھتے تھے۔ اونکی لوٹ مار کی مہمون مین اپنی نوکرون کو اونکے ساتھہ شامل ہونے دیتے تھے۔ اپنی رشتہ دارون کے ساتھہ گروہ کے گروہ اونمین داخل ہونیکے لئے بھیجدیتے تھے۔ غرض اونکے اس اتفاق اور جاسوسانہ حکمتون نے جو نقصان دشمنون کو پہنچایا وہ علانیہ دشمنی سے نہ پہنچ سکتا تھا۔ جب یہان اونکے سپاہیون نے

کہ کوئی خزانہ ایسا معمور ہے کہ جسکے اوکو تنخواہ باقاعدہ ملے۔ نکوئی حکومت ایسی ہے کہ جسکا کچھ [illegible] ہو تو اونہون نے اپنی نفع رسانی کے لئے راہ اور ہی نکالی۔ لوٹنا کھسوٹنا قزاقی راہ زنی ابتدا ہی سے اس قوم کو پسند تہی۔ اونکے ہان فتح کے یہی معنی تہے کہ دشمن کو لوٹ لینا۔ سیواجی کی ابتدائی قزاقی سے آخر اس قوم کی عروج تک اوسکا یہی وتیرہ اور پیشہ رہا۔ اس قوم مین سے ہر متنفس کو اپنی لوٹ کا لالچ ایسا تہا کہ وہ جب کسی اپنی مطلب براری کے لئے متفق ہوتے تہے تو گورنمنٹ کی طرف سے ایک ادنی تحریک اور ترغیب پر وہ ایک سپاہ جرار باقواعد اور شائستہ سے زیادہ خوفناک اور پرخطر ہوجاتے تہے۔

جنجی کے محاصرہ کا بیان

جب اورنگ زیب چوٹون اور پنڈاروں اونکی کو ستانی وطن مین تلاش کر رہا تہا تو وہ کہین اونکو مجتمع نہ ہونے دیتا تہا۔ اسلئے اپنی سردار ذوالفقار خان کو اس قلعہ کے فتح کرنیکے لئے بہیجا کہ نام ونشان مرہٹون کا باقی نرہے۔ مگر جب وہ ۱۶۹۱ء مین اس قلعہ کے پاس پہنچا۔ تو اوسے معلوم ہوا کہ یہہ قلعہ ایسا مستحکم ہے کہ اوسکا فتح کرنا تو درکنار اوسکا محاصرہ ہی نہین ہوسکتا اسلئے بادشاہ سے کمک مانگی۔ اور اضلاع سیراب اور شاداب ترچناپلی اور تنجور کی طرف اسباب ضروری کے بہم پہنچانے کی واسطے چلا گیا۔ اس کمک کا مانگنا آسان تہا۔ مگر ملنا مشکل تہا۔ اب مرہٹون نے ایک طوفان برپا کردیا۔ اب اونہون نے جو طور یا دستور اپنی لڑائی کا اور دشمنون سے مقابلہ کا نکالا وہ سیواجی کے طریقہ سے بہی زیادہ کامیابی کا سبب ہوا۔ بادشاہ نے اپنے بیٹے مرزا کام بخش کو قلعہ واکن کہیڑہ کی فتح کے لئے بہیجا تہا۔ یہہ قلعہ بیجاپور کے پاس ہے۔ اوسمین کوئی سردار ان لٹیرے مرہٹون مین سے تہا۔ وہ ایسا مضبوط قلعہ تہا کہ مرزا کام بخش کی سعی اور محنت سی کچھہ کام نہ نکلا۔ تو اب بادشاہی فوج کی چاروناچار طرف ضرورت یون پڑی کہ مرہٹے میدان مین لڑنے بہڑنیکے لئے ہر تیار ہوئے۔ جب اجارہ جنجی مین راجا ہوا۔ تو اونے سنتاجی گہورپوری اور

اور دہناجی دوچالاک سردارون کو تفریح طبع کے لئے اپنے ملک مین بھیجا تہا کہ اثنا راہ مین اونسے بیجاپور کی فوج ملی - یہہ فوج ریاست کے برباد ہونیسے معزول ہوگئی تہی - اوسکے گردہ کے گروہ ملک کو لوٹتے مارتے پھرتے تہے جب اونہون نے ان نامور لاوسردارون کو دیکہا تو تمام دہات سے نکلے - اور اونکے نشانون کی نیچے بے شمار جمع ہوگئے - مرہٹون کا جو رہا سہا ملک تہا - اوسکے انتظام کے واسطے راجہ رامچندر پنت راجارام نے مقرر کیا تہا - اوسنے بہی لوٹمار کی ترغیب اور تحریص سے ایک لشکر کا لشکر اپنی جہنڈے کے نیچے ۱۶۹۲ء مین جمع کرلیا - اور یہہ اوسنی تدبیر اور تجویز کی کہ جو سپاہیون مین سرگروہ تہے اونکو یہہ اختیار دیا کہ جو ملک مرہٹون کی سلطنت سے خارج ہین اونسے چوتہہ وصول کرین - اور سوا اوسکے اور حقوق مرہٹون کے جتلاتے رہین - اور جو ملک اس حق چوتہہ کو نہ ادا کرے اونکو خوب لوٹین اور مارین اور اس محاصل سے فوج کی تنخواہ ادا کرین - اور جو لوٹ ہاتہ لگے وہ لوٹنے والون پاس ہی رہے اوسکے ہر سرگروہ کو اختیار ہے کہ وہ اپنے فائدہ کو واسطے ایک اور خراج دانہ گہاس کے نام سے وصول کیا کرے - یہہ ترغیبین ایسی نہین کہ جتنی مرہٹے سوار تہے وہ سب کے سب باہر نکل پڑے - ان لوٹنے والون گروہون کے مختلف سرگروہ مشہور اور نامور ہوئے - کبہی وہ علیحدہ علیحدہ ملکون پر ہاتہہ پہیلاتے تہے اور بادشاہی رعایا مال اور دولت سے اپنی دامن پر کرتے تہے - کبہی سب شریک ہوکر صلاح اور مشورہ کرتے - پہر یورش اور غارتگری پر قدم بڑہاتے - سنتاجی اور دہناجی بڑی سپاہ رکہتے تہے - اور ان لٹیرون مین بڑے نامور ہوئے غرض سارے دکن اس لوٹ مار سے برباد اور تباہ ہوگیا -

مرہٹون اور مغلون کی فوجون کا طرز اور انداز

ہم پہلے بیان کرآئے ہین کہ بادشاہ کی لشکر کی کیا شان اور شوکت تہی - اس شان اور شوکت کے سبب سے فوج کا بہی رنگ ڈہنگ عجیب و غریب ہوگیا تہا - اکبر کے شائستہ اور نرم آئینون نے اور ملک کی مدت کی امن چین نے ہندو مسلمانون کے میل جول نے مغلون کی سپاہ کو نرم اور آرام طلب بنا دیا

زمانہ مین انقلاب ضرور ہے۔ ادنی سے اعلی اور اعلے سے ادنے بنتے رہتے ہین۔ جب مفلسون اور وحشیون کو
حوصلہ ہوتا ہے تو بڑے بہادر بنجاتے ہین۔ اور جو چاہتے سو کر ڈالتے ہین۔ جب انکو فراغت اور
عشرت نصیب ہوتی ہے تو کاہل اور آرام طلب ہوجاتے ہین۔ پہلو نکی جان کے لئے ویسی ہی دشمن
کہرے ہوجاتے ہین جیسے وہ خود اورون کے لئے ہوئی تھے۔ اب مسلمانون مین سے فن سپہ گری مٹ
گیا تھا۔ فوج مین نہ نشان تیموری اور بابری کا کوئی نشان باقی رہا تھا۔ کیا وہ سوارون
کے بکتر ایلغار ہوتے تھے۔ یا اب ایک سالار جو اپنا رسالہ لئے جاتے تو یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ کسی برات کو ساتھ لئے جاتے ہین۔ سوا اسکی سرداروں کے گھوڑون کو دیکھو تو چاندی سونے کے
بھاری بھاری ساز۔ کسی پر جڑاؤ زین دھرا کسی پر زردوزی چارجامہ کسا۔ قجرمان اور پاکھرین
پٹھون پر پڑین جنمین قاقم اور سنجور کی جھالر کلابتون کے پھندنے۔ دم اور ایال تمام رنگین۔
گلے مین سراگاؤ کی چوہریان لٹکین۔ سر پہ کلغیان دھرین۔ اور پاؤن مین پازیبین پڑین
۔ ریشمی باگ ڈورین سائیس ہاتھ مین لئے۔ یہہ تو گھوڑون کی کیفیت تھی۔ اب ان گھوڑون کے
سوارون کا حال یہہ تھا کہ انکے بدن پر ریشم اور کمخواب کے دگارہی کی گالون سے بھرے اور اون پر زرہ
بکتر پہنے چار آئینہ لگائے۔ غرض یہہ سوار نہ یہہ گھوڑے لڑائی کے کام کے ہوتے تھے نہ موٹے تازے
خوب ہوتے تھے۔ مگر دشمنون پر حملہ کرتے اور مہینون کے سفر کرنے مین اونکا دم آخر ہوجاتا تھا۔ یہہ
تکلفات بیجا کی وبا گو ساری سپاہ مین پھیلی ہوئی تھی۔ مگر ایک آفت اور سب سے زیادہ یہہ تھی کہ انتظام
سپاہ مین کوئی نظم و آئین نہ تھا۔ باوجودیکہ عالمگیر خود ذرا ذرا کام دیکھتا۔ اور سب کارخانون کو
تفتیش کرتا۔ مگر منصب داروں نے اوسے یہہ دھوکا دیا کہ آدھی سپاہ تو سپاہ رہے۔ اور باقی آخور کی
بھرتی اپنے خدمتگارون اور چوپدے چاکرون سے پوری کی جنکے بڑی صحبت سے بھلے مانسون کا
ستیاناس کیا۔ غرض فوج نے اوروں کی نگہبانی کرتی اور نہ اپنا پہرہ چوکی دیتی۔ اپنے اور اپنے

اپنی گھوڑون کی کنگھی چوٹی مین وقت ضائع کرتے۔ ایک فرانسیس اس فوج کا بیان لکھتا ہے کہ
اس فوج کی تنخواہین بڑی بڑی ہین۔ مگر کچھ کام کاج نہین نہ پہرہ کوئی دیتا ہے چوکی۔ نہ دشمنون
سے مقابلہ کرتا ہے غرض یہہ سب تحریر مورخون کے مبالغہ آمیز ہین۔ مگر اسمین شک نہین کہ اس بادشاہ کے عہد مین
سپاہ مین وہ چستی اور چالاکی باقی نہ رہی جو بابر اور اکبر کے عہد مین تھی۔ عیش و عشرت اور آرام طلب
سردار ہو گئے۔ قاعدہ ہی کہ ادنی اعلی کی تقلید کرتے ہین۔ افسرون کے ساتھہ سپاہی بھی
آرام جو ہو گئے۔ اب اونکے سامنے دشمن (مرہٹے) آئے تو وہ آئی جنہون نے کبھی عیش کی صورت
بھی نہ دیکھی تھی۔ فقط ایک لنگر کہا جاتا تھا ایک بچی پگڑی باندھے کمر کسی ہاتھہ مین تلوار بھالا
لئے گھوڑون پر سوار بیس پچیس سو اکھٹے جائین۔ اور ضرورت پیش آئے تو سو کوس اور چوبیس گھنٹے
اور باجرہ پیاز جو تی جو ملا کھا لیا نہ خیمہ لگائین نہ بچھونا بچھائین۔ زمین پر لیٹ جائین۔ گھوڑے
کے باندھنے کی کہونٹی بازو کو بنائین۔ یہ تھا طریقہ لڑنے کا یہہ تھا کہ بادشاہی فوج کے بھاری
حملون کے سامنے اون کے پہنچتے ہی اور ایک ایک ہو کر تتر بتر ہو جاتے۔ اور قریب کے پہاڑون
مین یا اور ادہر ادہر گڑھی ہوئی جگہون مین جا بیٹھتے تھے۔ اور جب مخالف اپنی صف بندی کو چھوڑ کر اونکے پیچھے
جاتے تو اکیلے دوکیلے کو گلو لیتے یا کسی کو بچھڑے اوٹ آڑ مین یا کسی ایسے مقام مین جہان چھوٹی
چھوٹی گروہون سے اوپر حملہ کرنا جان جوکھون سے خالی نہ ہوتا چھپ کر کاٹتے ہوتے تھے۔ اور جب کہ
تعاقب کرنیوالون کا لشکر تھک کر اپنی راہ سے تھکے گھوڑون کو لیکر واپس لوٹتے تھے تو آناً فاناً وہ
ادہر ادہر سے اکٹھے ہو کر اون پر گرتے۔ اور اگر اونکی صفین ٹوٹی ہوئی دیکھتے تھے تو بے ساختہ
حملہ کرتے تھے غرض اونکا یہہ کام تھا۔ کہ دشمن کی پشت اور بازون پر متفرق ہو کر جھپٹے پڑتے تھے
گاہ گاہ ایک ایک کرکے تعاقب کرنیوالون مین گرتے تھے۔ ساری غرض اونکی یہہ ہوتی تھی کہ دشمن
کے غول پر توڑہ دار بندوقین مارین یا متفرق سپاہیون کو بھالے کی انی پر رکھہ کر ہلاک کرین

رسدوں کے لوٹنے اور باربرداریوں کے تباہ کرنے کا اونکو بڑا شوق تہا۔ وہ پاشاہی فوج کی رسد کی خبر رکہا کرتے تہے۔ اور اونکے لوٹنے مین آنکہ نہین گہپکتے تہے۔ پادشاہی سپاہ کو خبر ہی نہ ہوتی تہی کہ وہ یہان چہپی ہوئی اونکی رسدون کی تاک مین بیٹہی ہین۔ دفعتہً وہ رسد پر گرتی۔ اور ساری بیل اونٹ جو خوب حرست سے آتے ہے پکڑ لیتے۔ اور اگر خزانہ شاہی کا پتا لگا تو پہر جمگٹ کے جمگٹ اکہٹے ہوتے اور خوب دانون گہات لگاتے اور اور جان توڑ کر اوسپر لڑتے تہے۔ مغلون کی سپاہ منزل بمنزل چلتے تہی تو وہ اونکے خطوط کی ڈاک اور کبہی کبہی پانی کی رسد کو بند کر دیتے تہے۔ اور جب مغل لاچار ہوکر اونکی اطاعت اختیار کرتے تہے تو سوارون کے گہوڑے اور بہاری بہاری چیزین چہینتے اور سردارون سے بہت سا روپیہ لیکر فدیہ سے رہا کیا کرتے۔ بادشاہ پاس تازی کمک سپاہ کی اور خزانہ ہندوستان سے آیا کرتا تہا۔ اسلئے سنتاجی اور دہناجی بادشاہی فوج اور ہندوستان کے درمیان مین ۱۶۹۳ء مین آن پڑے۔ کئی دفعہ اونہون نے بادشاہی سپاہ کو شکست دیکر خزانہ چہین لیا۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ مغل ان مرہٹون کی کچہہ اصل نہ سمجہتے تہے۔ اب اونسے خائف رہنے لگے۔

بیجی کا محاصرہ اور مرزا کام بخش

دکن کو ایک قلعہ بیجاپور کے پاس تہا۔ اوسکے محاصرہ مین مرزا کام بخش بادشاہ کا بیٹا اور بخشی الملک بہرہ مندخان دونو مدت سے مصروف تہے۔ مگر کوئی نتیجہ اونکی کوشش کا نہ نمایان ہوا تہا۔ بادشاہ نے بخشی الملک اوج اللہ خان کو وہان بہیجدیا۔ اور شاہزادہ کو حکم دیا کہ وہ جملۃ الملک اسد خان جو اس قلعہ کی تسخیر مین سرحد کرناٹک پر مصروف تہا جائے جب وہ یہان آیا تو بادشاہ نے حکم اپنی عادت کے موافق دیا کہ وہ اور جملۃ الملک دونو بیجی جاکر ذوالفقار خان کی کمک کرین۔ وہان دشمنون کی کثرت اور سامان رسد اور اذوقہ کی قلت سے پادشاہی فوج پر بری بن رہی ہے۔ اب شاہزادہ

منزل بمنزل جنجی کی طرف چلا۔ بہرہ مند خان نے جب اس شاہزادہ کی خودسری دیکھی تو چند مہم باتین بنا کر اوسے لجاجت حاصل کی اور بادشاہ پاس چلا گیا۔ جملۃ الملک پیرانہ سالی مین شاہزادہ کی رفاقت سے گھوڑی پر سوار ہونے سے رنجیدہ تہا۔ غرض راہ مین رنجش کا آغاز ہوا۔ اب بعض مورخ لکھتے ہین کہ ذوالفقار خان کو بمقدار اس مہم مین کام بخش کا مقرر ہونا ناگوار ہوا کہ اوسنے دشمنون کو خبر بہیجا محاصرہ کے کام کو ایسا دشوار کر دیا کہ تین برس تک کچھ نہ ہو سکا۔ اور محصورین بخوبی مقابلہ کرتے رہے (جملۃ الملک و ذوالفقار خان کا باپ) تہا جنجی کے محاصرہ پر پانچ برس گذر گئے اور وہ نہ فتح ہوا۔ بلکہ ایک آفت عظیم اوسکی دیوارون کے نیچے بادشاہی لشکر کے سر پر یہہ آئی کہ سنتاجی کہورپوری جو ایک عالی حوصلہ اور اولوالعزم مرہٹون کا سردار دکن مین تہا ۱۶۹۶ء مین وہ جنجی کے محاصرہ اوٹہانے کے واسطے چلا۔ اور ایک اور مرہٹون کا سردار دہناجی تہا وہ بہی آفت روزگار تہا۔ اور دور دور کی باتین سوچتا تہا۔ بادشاہی لشکر پر جو محاصرہ کے ارادہ سے متفرق مقامات پر پڑا تہا بے خبر آنکر اونپر حملہ آور ہوا۔ اور اونکو نقصان عظیم پہونچایا۔ سنتاجی یہہ ایک فتح راہ مین پائی کہ ضلع کورپاک مین علی مردانخان حاکم تہا۔ اوسپر اوسنے حملہ کیا۔ اور تمام خیمے اور اسباب چہین لیا۔ اور پہر اس حاکم کو بہی گرفتار کر لیا۔

یہہ فتوحات حاصل کرتا ہوا اب وہ محاصرین کے قریب گیا اور یہہ سیاہ سیاہ پیچ کہیلا کہ مرزا کام بخش کو خفیہ پیغام پہیجا کہ اب بادشاہ مر گیا ہے۔ مین آپ کی تخت نشینی کے واسطے ہر طرح کی کوشش اور سعی کرنیکے لئے موجود ہون۔ یون ان دونون مین خط و کتابت شروع ہوئی۔ ذوالفقار خان چارون طرف کان لگائے رکہتا تہا۔ اوسنے ایک ہزار روپیہ جاسوسون کو دیکر سارا حال اس سازش کا دریافت کر لیا۔ اور بادشاہ کو لکہہ کر بالکل اوسکے انتظام کا اختیار حاصل کر لیا۔ اور مرزا کام بخش کے خیمے پر خفیہ پہرہ بٹہا دیا۔ مگر جب جاسوسون کی زبانی یہہ معلوم ہوا کہ آج کی رات کو شاہزادہ دشمنون سے ملجائیگا

تو سب امرا مین باہم مشورہ ہوکر یہہ امر قرار پایا کہ علانیہ شاہزادہ کی خیمے کی گرد چوکیدار اور پہرے تہادئی جائین غرض اوسکو بالکل قید کرلیا۔ اور قلعہ کی گرد کی تمام تہانہ داروں کو بلالیا۔ جب دشمنون کو پادشاہی لشکر مین اس اتفاقی کی خبر پہونچی تو اس حال مین اونہون نے شادیان فرحان تازان نازان بیس ہزار سوارون سے پادشاہی لشکر پر حملہ کیا۔ سو وقت کیا برا حال پادشاہی لشکر کا تہا۔ حمدۃ الملک تو لشکر گاہ مین فقط مزاکم بخش کی حرکت کر رہا تہا۔ ذوالفقار خان باہر اپنے مورچون کو بنا رہا تہا۔ اور بہاری توپون کو جب ساتھہ نہ لیجا سکا تو اونہین میخین ٹھوک کر بیکار کر گیا۔ اور دوسری جگہ جاکر مورچہ جمائے۔ اور گرداونکے خندقین کہودین۔ یون کیا محاصرین ہی محصورین بن گئے۔ اگرچہ ذوالفقار خان میدان مین نکلا اور دو ہزار آدمیون سے ایسا مقابلہ کیا کہ دشمنون کو شکست دی اور بہت سی غنیمت ہاتہہ لگی۔ مگر بعد چند لڑائیون کے اس بات پر صلح ہوئی کہ وہ بیس میل کے قریب وندیاوئش مین جاکر مقیم ہو اور وہان پادشاہی حکم کا منتظر رہے۔ پادشاہ کا یہہ حکم آیا کہ حمدۃ الملک اور شاہزادہ چلے آئین۔ ذوالفقار خان وہان رہے اور اوسی کو بالکل اختیار اس مہم کا رہے۔ اب ذوالفقار خان نے یہہ محاصرہ نکیا بلکہ وہ جنوب کی طرف چلا گیا۔ بعض مورخ اس بات پر حمل کرتے ہین کہ وہ دشمنون سے سازش رکہتا تہا۔ اور دیدہ و دانستہ لڑائی کو طول دیتا تہا اور سہمین اوسکا مقصود یہہ تہا کہ سپاہ عظیم کی سپہ سالاری اور مدار المہامی پادشاہ کے مرتے دم تک حاصل رہے۔ کہ نیا پادشاہ کو اوسکو سمجہے۔ پادشاہ اب چند روز کا مہمان معلوم ہوتا تہا۔ (سب سازشون کا حال جلکہا گیا ہی وہ فقط مورخون کے خیالات اور قیاسات مین قابل اعتبار نہین) اب اس فرصت دینی کا نتیجہ یہہ تہا کہ قاسم خان جو ایک ممتاز افسر پادشاہ کا تہا جب وہ ستاجی کے روکنے کے لئی ایک بڑا حصہ سپاہ کا لایا۔ تو اوسنے جنجیرہ و رک راقع میسور مین بہاری شکستین پائین۔ اور جب وہ مجبور ہوکر ایک قصبہ کیطرف بہاگا تو وہان کے

باشندون نے اوسے پناہ ندی۔ غرض ایک قلعہ مین وہ محصور ہوا۔ اور یہانتک اوسکا حال تنگ ہوا کہ زہر کہا کر اس دنیا کے مذمت سے چھوٹا۔ اور ساری سپاہ جو ایک چوتہائی سے بہی کم باقی رہی تہی اپنے تئین دشمنون کے حوالہ کیا۔ دشمنون نے اونکو روٹی اور پانی دیا۔ پہر ایک اور فوج شاہی کو سنتاجی نے شکست دی اگرچہ ذوالفقار خان اپنی حکمتین کیا کیا۔ مگر اورنگ زیب جیسے بادشاہ دانشمند کی دوربرد حکمتون کا مدت تک چلنا دشوار تہا۔ اب وہ سوچا کہ اگر جنجی نہ فتح ہوگی تو بڑی مذمت سی بادشاہ پاس جانا پڑیگا۔ اسلئے اوسنے شعبان ۱۱۰۸ھ ۱۶۹۷ء مین جنجی پر حملہ کرکے فتح کر لیا +

مگر پہر بہی راجارام کو مع اہل و عیال خیر و عافیت سے نکلنے دیا۔ وہ چار رانیان اور تین بیٹے اور دو لڑکیان اور اپنے دو دوست شیناؤن کو کشتی مین بٹہا کر لے گیا۔ فتح پر عالمگیر نے حمید علیخان بخشی کو لکہا ہے کہ جنجی فتح شد و رانا حربی گرفتنش چندان کار نبود اما از اعماض کہنہ علان از دست رفت۔ اس فتح سے سوا اور قلعے جو عبارت ملک کرناٹک سے ہے اور کئی بنادر فرنگ ممالک محروسہ مین بڑے ہے۔ اسی سال مین شاہزادہ محمد معظم کو قید خانہ سے رہائی ہوئی۔ اور وہ کابل کی صوبہ داری پر گیا

مرہٹون کی ایسی نااتفاقی

سواء اس قلعے کے جہین جانیکے دو اور باتین ایسی پیش آئین کہ مرہٹون کی پیش قدمی کی وہ مانع ہوئین۔ یعنے سنتاجی اور اوسکے نائب دہناجی مین قصے قضائے شروع ہوئے۔ اور انجام اوسکا یہہ ہوا کہ سنتاجی جسنے سات برس سے مغلون کو دڑا رکہا تہا۔ اور کیسے بڑے بڑے کام کئے تہے کسیے نے اوسکو مار ڈالا۔ راجارام تو اوسکے کمالات اور کامیابیون کو دیکہہ کر جلتا تہا۔ در فوج اس سبب سے ناراض تہی کہ وہ اونکی آزادی کا مانع تہا۔ اور آئین قوانین کا پابند اونکو کرتا تہا اس بات پر اوسکے تمام خاندان نے راجارام کی نوکری چہوڑ دی۔ اور بطور خود مسلمانون سے

لڑنا شروع کیا۔ دوم یہہ کہ بادشاہ فی سپاہ کا ایسا انتظام کیا کہ اگر وہ پہلی سے کرتا تو ان پندارون کے
ہاتھون سے یہہ تکلیفین نہ اوٹھاتا۔ یعنے اوسنی سپاہ دو قسم کی مقرر کی۔ ایک فوج روان اوسکا
کام یہہ تہا کہ جہان مرہٹے کہلے میدانون مین آئین اونسے لڑنے جا مین۔ اس فوج کا سپہ سالار ذوالفقار خان
کو مقرر کیا۔ دوسری فوج محاصرہ اوسکا کام یہہ کہ وہ قلعون کو محاصرہ کرکے فتح کرے۔ اس سپاہ
کی افسری خود بادشاہ نے اختیار کی۔ گو ساری فوجین کام مین لگی۔ اور بادشاہ نے پیرانہ سالی
مین جفاکشی اور محنت کا بوجہہ لیا۔ مگر اب فساد دنکا دریا ایسی طغیانی پر پہونچ گیا تہا کہ صرف
جنگی انتظامون کے ذریعہ سے روک تہام اوسکی ممکن نہ تہی۔ اگرچہ ذوالفقار خان نے راجا رام
کو بہگاکر اور بعد اسکے مرہٹون کو شکستون پر شکستین دیکر مسلمانون کی دلیری اور دلاوری
پر آمادہ کیا۔ مگر آخر کار اوسنے اپنا مآل پہلے حال سے بہی بدتر دیکہا۔ وہ سمجہہ گیا کہ مرہٹون کو
شکست کا صدمہ پہنچانا پانی پر لاٹہیون کا مارنا ہے۔ یعنے جیسا لاٹہی کا اثر پانی پر نقش بر آب
ہے ایسا ہی مرہٹون پر اوسکی شکست کا اثر بے اثر ہے۔ مرہٹون کی فوجین شکست کہاکر
ایک دن منتشر ہوتی ہین اور دوسرے روز پہر ویسی ہی جمع ہوجاتی ہین۔ اور بادشاہی فوج کی
یہہ صورت ہی کہ شکست کی صورت مین نقصان و ندامت اور فتح کی حالت مین خزانہ کا خرچ ہونا محاصل ملک مین فرق آنا
یہہ کیفیت تو ذوالفقار خان کے سپاہ کی تہی۔ اور جس سپاہ کو لیکر بادشاہ خود لڑائی مین مصروف ہوا تہا۔ البتہ اوسسے
فائدون کی زیادہ توقع تہی۔ بادشاہ اپنی اقامت گاہ سے روانہ ہوا۔ اسکو افسوس نہا کہ وہ اس
بڑہاپے مین ایسے سخت کامون کے واسطے جاتا ہے۔ اور جو مکان اونہون نے اوسکی آسائش اور آرام کے
واسطے بنایا ہے اور ایک شہر کی بنیاد ڈالی ہی اوسے چہوڑتا ہے غرض یہہ بادشاہ والا ہمت
چند قلعون کو فتح کرکے ستارہ کی روبرو کہڑا ہوا جسکو راجا رام نے اپنا دارالسلطنت بنایا تہا
اور ایسے وقت مین ایسی حکمت سے بہت جلد اوسکو فتح کیا کہ محصور اوسکے مقابلہ کے لئے بہی باسامان نہ تہے

مگر اسپر ہی محصورین نے مقابلہ کیا۔ اور وہ کئی مہینہ مین ۱۷۰۰ء مین فتح ہوا۔

راجا رام کا حال

راجا رام جنجی سے بھاگ کر دکن مین آیا۔ اور ایک ایسی سپاہ کثیر جمع کی کہ پہلے کسی مرہٹے سردار کے پاس نہ جمع ہوئی تھی۔ اور اس سپاہ کے ذریعہ سے جو تہہ لینے کا بھی خوب انتظام کیا جہان سے وہ نہ وصول ہوتی تو تمسک اور اقرارنامے لکھالیتا۔ یہہ تحریریں آئندہ زمانہ مین بہت کام آئین۔ مگر جب دریاے نربدا کے پاس سے گذرتا تھا تو ذوالفقار خان نے اوسکو ایک سخت شکست دی۔ اور اوسکے تعاقب مین بڑہ کر ایسا حیران اور دق کیا کہ وہ بیمار ہوگیا۔ اور ایک مہینہ کے اندر ۱۷۰۰ء مین مرگیا۔ راجا رام نے اپنے خاندان کے نام کو رکہہ لیا۔ سنتاجی کے مارنے کا الزام اوسکے ذمہ لگاتے ہین مگر ثابت نہین ہوتا۔ اوسکے مرنیسے گو مغلون کو بڑی خوشی ہوئی مگر کوئی فائدہ حاصل نہوا۔ اوسکی جگہہ سیواجی اوسکا بیٹا گدی پر بیٹہا اور تارابائی اوسکے نائب مقرر ہوئی۔ یہہ عورت بھی ہمت اور شجاعت اور لیاقت اور فرقت مین جوانمردون سے کم نہ تھی۔ وہ ایک مقام سے دوسرے مقام مین دشمنون کے تعاقب سے بچتی پڑی پہری اور دشمنونکو خوب گہٹاتی رہی۔ اور دوستون کی ہمت بڑہاتی رہی۔

قلعون کی فتوحات کی لئے بادشاہ جانا

قلعون کی فتوحات کا حال بادشاہ کا نہایت طول طویل ہے (مآثر عالمگیری مین پڑہ لو) خلاصہ یہہ ہے کہ بادشاہ چار سال ہم پوری جسکا نام اسلام پوری رکہا تھا قیام پذیر تہا۔ وہان سے قلعون کی فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ جس ترتیب سے اونکو فتح کیا اوسی ترتیب سے ہم نے نام لکھے ہین۔

برلیپ گڈہ۔ سنت گڈہ۔ ستارا۔ پرلی۔ پہوسان گڈہ۔ صادق گڈہ۔ کہیلنا۔ بہادر گڈہ۔ راج گڈہ۔ واکن کرا۔ انمین سے بعض قلعون کے محاصرہ مدت دراز تک رہے۔ اور بہت خون ریزیان ہوئین اور اونکی فتح مین رنگارنگ کی تدبیرین اور انواع اقسام کی تجویزین کام آئین۔ قلعہ کہیلنا کی

فتح مین بادشاہ جان پر کھیل گیا۔ اور جو مصائب اوسنے اس قلعہ کی فتح مین اوٹھائین وہ بادشاہ
کے رقعہ سی جو اوسنے اپنی بیٹے کی نام لکھا ہے معلوم ہوتی ہین تفصیل مصائب سفر علیل کہلینا و زنوشتہ
وکیل جو اظہار جوابش شنیدہ باشند کہ حالت نادیدنی و محنت ناشنیدنی بر سلامیان گذشت ۔ ان
قلعون کی فتوحات کا تفصیل بیان نہایت دشوار اور مشکل ہے۔ ان سب فتوحات کا انجام یہہ تہا
کہ بادشاہ اور ہر قلعے فتح کرتا اور ہر دشمنون کے پہر لے لیتے۔ مگر بادشاہ نے جو ہمت اور استقلال دیمین
ظاہر کیا اوسکے بیان نیچے لکہتے ہین +

بادشاہ کی استقلال اور ہمت کا بیان

جب کہ بادشاہ اول اول اس لڑائی کے غرض سے نہدا پارا اوتر انہا تو سن شریف
تو پینسٹہہ ۶۵ کا تہا۔ اور اب جو برہم پوری یعنی سلام پوری سے وہ ان قلعون کی فتح کرنی کے لئی
چلا تو اکیاسی ۸۱ برس کا تہا۔ اس پیرانہ سالی مین یہہ بلند ارادے اور استقلال اور ہمت۔ یہہ دشمنون
کے شکار کرینکا شوق اون پہاڑون مین جنکی راہین کاٹنا پہاڑ کاٹنے سی زیادہ مشکل۔ پہر اون مین
خیمون کے اندر گرمی اور برسات کی دنون کا کاٹنا۔ اور کبہی فقط آسمان ہی کی شامیانی کے
نیچے رات دن بسر کرنا۔ اور اپنے شاہانہ مکانون اور آرام گاہون کو چہوڑنا۔ اور پہر دشمنون سے
نزدیک سینہ لڑنا۔ اور چالین چلنا اور روز فوج کشی کرنا۔ یہہ سبی صاحب کیا بادشاہ کا کام تہا
معلوم نہین خدا نے اوسکو کیا استقلال دیا تہا کہ کبہی اپنی جگہ سے نہلا اور ارادہ سے نٹلا۔
ان کوچون اور مہمون مین جو اس پیرانہ سالی مین اوسنے بی تکان و تکالیف اوٹھائین وہ اچہے
جوان اور مضبوط سپاہیون سے نہین اوٹہہ سکتین۔ اب اسوقت اوسکے استقلال اور جفاکشی کا ذکر
جو آگیا تو ہم کو اوسکی ساری حکایتین بلند ارادون اور عالی ہمتی کی یاد آگئین۔ دو ایک
اور اونمین سے لکہتے ہین۔ جب اوسکی چودہ برس کی عمر تہی اور ہاتہیون کی کشتی مین گہوڑے پر سوار کیا تہا

اتفاقاً ایک ہاتھی اوسکی طرف بھاگ کر آیا۔ سب بھاگ گئی مگر یہہ وہین اکیلا کھڑا رہا۔ اور جب ہاتھی نے
اوسپر حملہ کیا تو اوسکے کان مین ایک برچھا ایسا مارا کہ وہین غرق ہوگیا۔ ہاتھی نے چاہا کہ گھوڑے
کو سونڈ مین لپیٹ کر دے مارے تو گھوڑا چراغ پا ہوا۔ اور وہ گھوڑے سے نیچے گرا۔ وہ زمین سے
کھڑا ہوا اور تلوار سونت ایک ہاتھ سونڈ پر چلایا کہ اتنے مین نوکر چاکر آگئے اور ہاتھی کو پرے
ہٹا دیا۔ سپہر شاہجہان نے کہا کہ بیٹا ایسی جگہ لڑا نہین کرتے ہٹ جایا کرتے ہین۔ اوسوقت بیٹے نے ہاتھ جوڑکر
عرض کیا کہ غلام کو خدا نے ہٹنے کے لئے نہین پیدا کیا۔ یہہ تو لڑکپن کی داستان تہی اب اوسکے
برسہا برس کی کہانی سنو کہ برہم پوری یعنی اسلام پوری مین وہ مقیم تہا کہ اندہیری رات مین دریا
بیا طغیانی پر آیا۔ بارش کی کثرت سے ایک ایسی حیرت افزا جان فرسا جگر کاہ ہوش ربا آئی
کہ اپنی روا روی مین ساری چہاونی کو بہا لے گئی۔ کوسون تک پانی ہی پانی نظر آتا تہا۔
بڑے بڑے امیرون کے مکان عالیشان دریا مین مثل خس و خاشاک بہتے تہے۔ ہزارون
انسان اور حیوان دریا پر روان اور دوان تہے۔ بلی چوہے کتی خرگوش شیر بکری ایک دوسرے
کے نگران اور بحال خود پریشان تہی۔ ایک نئے معنے شاعرانہ اس مثل کی کہ شیر بکری ایک گہاٹ
پانی پیتی ہین سمجھ مین آتی تہے۔ ایک پشتہ کوہ پر اس بادشاہ عالیجاہ کا خیمہ لگا ہوا تہا۔ اور اوسکے
پاس اور شاہزادون کے خیمے چالیس گز اونچے کہڑے تہے۔ تین روز برابر بارش سی صرف چار گز زمین
سے خالی رہی تہی۔ اس حالت خطرناک مین یہہ بادشاہ خداوند ذوالجلال کے آگے گڑگڑا رہا تہا
خدا نے اوسکی آہ و زاری کہی کہ بحر رحمت کا جوش کم ہوا۔ اور خلائق کو قید آلام و اشد من الحدید
کے زندان سے رہائی ہوئی۔ جسوقت قلعہ ستارہ کو فتح کرکے وہ قلعہ پرلی کے محاصرہ پر گیا تو ایک
سخت سیلاب ایسا ہی آیا جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ ظاہر ہے کہ جن برساتون مین وہ ان گرم
ملکون مین رہا۔ اونمین طوفانون نے کیا کیا تکلیفین اوسکو پہنچائی ہونگی۔ جب برسات مین وہ

کوچ کرتا ہوگا تو دشوار گذار ندیون اور عمیق آب وادیون اور دلدلی زمینون اور تنگ تاریک راہون مین گذرنے سے کیا دشواریان پیش آتی ہونگی - اور ایسی مقامون مین اقامت کرنی پڑتی ہوگی جہان کھانے پینے کو بھی مشکل سے پیدا ہوتا ہوگا - اکثر حادثات ایسے واقع ہوتے کہ بار بردار کے سارے جانوران مشکلات کے بھیٹ ہوجاتے تھے - اور اونکے سبب سے فوج لنگری ہوجاتی تھی گرمی کی شدت مین کوچ اور مقامون مین خیمون کے اندر نہایت تکلیف ہوتی تھی - اور پانی کی کم یابی اور گرمی کا موسم - پیاس کی شدت اور پانی کی قلت سے سمجھہ لو کہ کیا مصیبت پڑتی ہوگی ان سب آفتون پر پہلے اور سب سے زیادہ مصیبت تھی کہ بعض اوقات وبا لشکر مین پھیلتی تھی جسے شمنو نگا ایسا مقدور نہ تھا کہ وہ بادشاہی سپاہ پر ایسی دست اندازی کرتے جو قحط اور وبا نے اوپر سفاکی کی - اور شمنو نگا بال بیکا نکیا - اور یہان ہزارہا جانونکا کہلیان کیا - مگر واہ عالمگیر تیری اس بات پر قربان جائے کہ آب و ہوا قحط و با سب بے تجہیز و تکفین کئے - مگر تیری ہمت اور استقلال نے اون سب کو خیال دیا - کوئی محنت تجھکو تھکا نہ سکی - کوئی مصیبت اور مایوسی تجھکو افسردہ نہ کرسکی - نہ بیم و خوف و ہراس کبھی تیرے آس پاس ہوکر نہ گذرے - یہہ تو اوسکے استقلال کی تفصیل ہے اب مصیبت کے وقت مین بھی کوئی کارخانہ ایسا نہ تھا کہ جسپر اوسکی توجہ نہ تھی - کوئی سپاہ کا حصہ بغیر اوسکے حکم قدم نہ اوٹھا سکتا تھا - جسوقت کسی فوج کو حکم کوچ کا دیتا تو ضرور اوسکی منزلین اور سفر کی ہدایتین بھی خود لکھا کرتا اور دن سے لکھوا کر بھیجتا - قلعون کے نقشے بھی افسرون سے منگاتا - اور اونکے وہ مقامات بتلاتا جہان وہ حملہ کرکے اونکو فتح کرتے - دکن مین بیٹھا تھا مگر شرق غرب شمال سب طرف کی خبر رکھتا تھا - وہان کے حاکمون کے نام خطوط لکھتا اور فرمان جاری کرتا - بیٹھا لون کے ہموار ملکون مین بیٹھکر پہاڑون کے نقشے بتلاتا - اور ملتان اور آگرہ کے فسادون کے نمٹانے اور قندہار کے دوبارہ تسخیر کرنے کی تدابیر سوچ سوچ کر بتلاتا +

پادشاہ کی جزئیات پر نظر

کوئی سرکار اور صوبہ نتہا جسمین روزنامچہ نہ تہا۔ کوئی روزنامچہ نہ تہا جو بادشاہ کی نظر سے نہ گذرتا تہا سوانح نگار جا بجا مقرر تہے۔ وہ جزئیات اور کلیات اور طور طریقہ صوبہ داروں اور حکام اور عمال کا ادنے سی حلے تک بالکل حضور مین پہنچتی اور عدالت اور انصاف کی موافق لوگ پاداش حسن عمل اور کیفر سوء کردار پاتے۔ ان واقعہ نویسون کے سوا خفیہ نویس بہی مقرر تہے۔ اونکے سبب سے بد وضعی اور بد کرداری کسی اہلکار کی چہپ نہین سکتی تہی۔ شاید کوئی خیال کرے کہ بادشاہ کو ایسی جزئیات کی طرف متوجہ ہونا اور سکو کلیات پر نظر کرنیسے محروم کرتا ہوگا۔ مگر اس بادشاہ کی یہہ بات ہمیشہ زمانہ کو تعجب مین ڈالتی ہی۔ کہ اوسکی جیسی نظر جزئیات پر تہی۔ ایسی ہی اعاظم امور ملکی اور کلیات مہمات پر توجہ تہی۔ وہ جزئیات کو ایسا جہٹ پٹ سمجہتا تہا کہ اوسکو کچہہ توجہ ہی نہ کرنی پڑتی تہی۔ ہر سرکار اور صوبہ کی واقعات سوانح نگار لکہہ کر بہیجتے تہے۔ اونپر بے تکلف ہدایتین لکہا تا چلا جاتا تہا۔ اور امرا اور بادشاہون اور سرداروں کو جو معاملات ملکی لکہے جاتے تہے۔ اور دبیران سلطنت پیش کرتے تہے اونکو اصلاح دیدیتا اور اپنی قلم سے کسی فقرہ کو لکہہ دینا کچہہ بات اوس کے نزدیک نہ تہی۔

اورنگ زیب کے حزم و احتیاط و سخاوت اور عزیز و اقارب کے ساتہہ سلوک

حزم سے مراد ہماری اوس صفت سے ہی جسکے سبب سے آدمی بیجا اعتبار اور آدمیون پر نہین کرتا۔ اورنگ زیب فی جو گستاخی اور سلوک باپ سے کیا تہا اوسکو وہ ایک لحظہ بہی اپنی زندگی بہر نہین بہولا۔ اوسکو جسیہ حزم و احتیاط کے سبب سے یہہ اندیشہ ہا کہ کہین میری اولاد بہی میرا حال میرے باپ کا سا نہ کرے۔ اسلئے اوسنے سارا اختیار سلطنت کا اپنے ہاتہہ مین رکہا۔ اپنے افسرون کو ہمیشہ ایک مقام سے دوسرے مقام مین بدلتا رہا تا کہ وہ ایک جگہ اپنی اقامت کے

سبب سے اپنا تعلق ایسا نہ پیدا کرین کہ پھر اوسکا توڑنا مشکل ہو۔ سب سے زیادہ وہ احتیاط اپنے بیٹون کی چال احوال چال ڈھال کی کرتا تہا۔ خفیہ نویس اور جاسوس آٹھون پہر اونکے پیچھے لگائے رکھتا تہا۔ جب فوج کے ساتھہ روانہ کرتا تو اور افسرون کے ماتحت اونکو کرتا۔ اور اونکے سب کاموں کو اپنی قابو مین رکھتا۔ مگر اوسکے ساتھہ ہی اپنی رقعات نصیحت آمیز اور شفقت انگیز تحفون کے ساتھہ بہیجتا۔ اپنی افسرون کے ساتھہ نہایت بے تکلف ملتا۔ اونکی شادی اور غمی مین شریک ہوتا۔ اور اونکو انعام اور اکرام بہت دیتا۔ ایک دفعہ جنہار روپیہ کا مطالبہ منصب داروں کے ذمہ تہا سب معاف کردیا۔ اگر کسی زجر اور ملامت کی کلمے لکہتا تو اوسکے ساتھہ لطف آمیز اور عنایت خیز فقرے ہی تحریر کرتا۔ اکثر اپنی افسرون کو قصور معاف کردیتا یہ سزا دینے مین نہایت متحمل اور متامل ہوتا۔ بیٹون مین سے مرزا معظم کو قید کیا۔ اور قید سے چہوڑا تو کابل کی صوبہ داری پر اپنی سے بہت دور بہیجا۔ کبہی پہر اوسکو پیار کی نظر سے نہین دیکہا۔ ذوالفقار خان کے لکہنے سے مرزا کامبخش سے آشفتہ خاطر ہوا۔ مگر اوسے بہت جلد اوس کا دل صاف ہوگیا۔ اپنے لاڈلے بیٹے مرزا اعظم شاہ کا اونسے اسطرح امتحان کیا کہ اوسکو سرکار مین ساتھہ لے گیا۔ اور جب اوسکے ساتھہ آدمی نہ رہی تو اپنی بہری بندوق اوسے کودی۔ اور پہر خیمہ مین لیجاکر ایک تلوار عجیب و غریب جو خاندان مین چلی آتی تہی دکہائی۔ اور ننگی کرکے اوسکے جوہر دکہائے۔ اور خود گرمی کا بہانہ کرکے ننگا ہوگیا۔ غرض خوب اوس کا امتحان کرلیا تو اوسکو رخصت کیا۔ مورخ بیان کرتے ہین کہ بعد اس معاملہ کے یہ شاہنشاہ اوس باپ سے ایسا ڈرتا تہا کہ جب اوسکا خط آتا تو رنگ زرد ہوجاتا تہا۔

آخر وقت مین اورنگ زیب کی سلطنت کی بے انتظامی کا بیان

اس سلطنت کا آخر وقت بُرا آیا۔ پادشاہ کا ضعف بڑھ گیا۔ اور دشمنون اور سرکشون کا زور قوی ہوگیا۔ راجپوتانہ راجپوتون کی بغاوت سے خالی نہ تہا۔ آگرہ کی آس پاس کا ملک جاٹون کی لوٹ مار سے محفوظ نہ تہا۔ ملتان مین اس قوم نے سر اوٹہا رکہا تہا۔ راجا رام جاٹ کا سر بہت مہنگا مول لیا گیا۔ جب بہت روپیہ خرچ ہوا تو پادشاہ کے قدمون کے نیچے آیا۔ مرہٹون کے قلعے پادشاہ اس محنت اور جانکاہی سے فتح کرتا تہا اور ہر اونکو دشمن پہر لیتے تہے یہہ بڑی غلطی تہی کہ مرہٹون کی گہرون مین اونسے لڑنا شروع کیا تہا۔ کوہستانی ملکون مین حملہ آورون نے اپنی ناتجربہ کاری سے بڑی مصیبتین اوٹہائین۔ اور برسات اور گرمی کے موسمون مین اسباب کے بہم نہ پہنچنے اور خوفناک خطرون مین پڑے۔ حقیقت مین مرہٹون سے ان پہاڑون مین لڑنا ایسا تہا جیسا کہ شیر کے گہر مین اوسکے مونہہ مین اوکہیڑنا۔ اس لڑائی پر جتنے برس گذرتے گئے اوتنے ہی وہ پودے پختہ کار و زبردست جوان ہوتے گئے۔ اور پادشاہ بوڑہا ہوتا گیا۔ اگرچہ پادشاہ نے اپنی پیرانہ سالی مین وہ محنت اور جفاکشی کی کہ اچہے جوان سپاہی سے نہین ہوسکتی۔ مگر نتیجہ اوسکا کچہہ نہ ہوا۔ یہہ کوہستانی ملک کے قلعے اوسے ہاتہہ آتے اوسے نکل جاتے۔ اب میدانی ملک مین سرکشون کے لئے لوٹ مار کا بازار گرم تہا۔ پادشاہی فوج لڑتے لڑتے اور کٹتے کٹتے مرہٹون سے ڈرنے لگی تہی۔ اب نامردی اور سپاہیانہ بددلی پر دغابازی اور مکاری اور زیادہ ہوگئی تہی۔ پادشاہی لشکر کے افسر اور ملک کے حاکم خود مرہٹون سے سازشین رکہتے تہے۔ اور غنیمت کا مال خفیہ چپکے چپکے مگا لیتے تہے۔ اور یہہ اپنا فائدہ دیکہہ کر لڑائی کو جہان تک ہوسکا بس چلتا تہا طول دیتے تہے۔ مرہٹے جو پادشاہ کے ملازم تہے کیا وہ اپنی ہم قومون سے جا ملے۔ کیا پادشاہی لشکر مین رہ کر خفیہ امداد اونکی کرنے لگے۔ پادشاہ کی سپاہ ایسی شکستہ خاطر ہوگئی تہی کہ پہلے کبہی نہ ہوئی تہی

سختیون کے ماری ساری مویشی مرگئے۔ ملک کے اوجڑ جانے سے پھر مویشی میسر نہ ہوسکے۔ اب ہندوستان ہی اس دکن کی فوج کی احتیاجون کو پورا کرنے لئے محتاج ہوگیا+

ہندوستان خاص کا محاصل باوجود یکہ بڑے انقلابون اور پریشانیون مین پڑا تہا۔ مگر دکن کا پیٹ اپنا پیٹ کاٹکر روپئے سے بھر ہی گیا۔ مگر آخر کو خود اوسکی جان پر آن بنی۔ محاصل کی صورت بگڑ گئی۔ سپاہیون کی تنخواہ کو پورا نہ کرسکا تو بادشاہ پر تقاضا ہونا شروع ہوا۔ اسکا انتظام اور اہتمام اوسے نہ ہوسکا۔ بلکہ چڑچڑانے لگا۔ اور بہت جھنجلا کر یہہ جواب دیا اب فوج کی ضرورت نہین ہی۔ جو شخص ملازمت سے خوش نہ ہو وہ گھر بیٹھے۔ بلکہ کچھہ سواروں کے گروہون کو موقوف ہی کردیا۔ کہ روپیہ کی بچت ہو۔ مگر حقیقت یہہ تہی کہ ایسے اڑی وقت مین ایسی فوج کا تنخواہ دینا ضروری تہا۔ اور جب تنخواہین مدتون سی بادشاہ پر چڑہ گئین اور سپاہی بہوکے مرنے لگے۔ تو اوسکی فوج علانیہ بادشاہ سی بددل ہوگئی۔

۱۷۰۵ء مین مرزا کام بخش کے سمجھانے سے بادشاہ مرہٹون سی صلح اور آشتی کرنے کا خواہاں ہوا۔ غالباً وہ سیواجی پسر سنبہاجی کو رہا کرتا۔ اور بعض بادشاہی صوبون کا خرچ ہی اونکو دیتا جسے اوسکے نام کو بٹا لگتا۔ مگر یہہ صلح اس سبب سے نہ ہوئی کہ ایک اشتہار سیواجی قیدی کی نام سے مرہٹون کی نام جاری ہوا کہ وہ ہتیار دیدین۔ اسسے ہندو اور افروختہ خاطر ہوگئے۔ اور بیدر کے ایک چھوٹے سی سردار نے قلعہ واکن کرا کو مستحکم کیا۔ اور بہت دنون تک بادشاہ اور اوسکی سپاہ کو دق کیا۔ اور ایک دفعہ ایسی نوبت پہنچی کہ بوڑہے بادشاہ کو دشمنون نے گرفتار کرلیا ہوتا۔ مگر بچ گیا۔ اب ایک کام جو آخر اوسکا احمدنگر کی مراجعت کا تہا اوسی اوسکے جسم و روح دونو کو صدمہ پہونچایا۔ ایک قرن گذرنے کی بعد عالمگیر کو معلوم ہوا کہ سیواجی ایسا پہاڑی چوہا تہا کہ شیرون کے کان کترتا تہا۔ ہزارون میدانون کی خاک چھانی۔

پہاڑونمین تتہر ہوئے مگر کہین اوسکا سراغ نہ لگا۔ اور اوسی چوہے نے ساری سلطنت کا جال کتر کر گودڑ بنا دیا۔ اکیس برس کا عرصہ گذرا کہ وہ احمد نگر سے جبرشان اور شوکت سے گیا تہا اوس کا بیان ہو چکا ہے۔ اب وہی احمد نگر تہا جسمین وہ اسطرح آیا کہ سپاہ شکستہ خاطر پریشان صورت۔ مویشی مارے تہکے انتشار اور بدنظمی کے ساتہہ پہرے آتی تہے۔ دشمنون کی بندوقون کی آوازون سے کان بہرے ہوئے جاتے تہے نیزہ برداروں کے غل شور سے سہمے جاتے تہے۔ ہر وقت یہہ خوف و ہراس تہا کہ دشمن ابہی پاس آتا ہے۔ اور بالکل برباد اور تباہ کرتا ہے۔ خدا پرست مورخون نے تو اسی کا شکر ادا کیا ہے کہ برے بہلے احوال سے بادشاہ سلامت اون دشمنون کے ہاتہہ سے بچکر سلامت پہونچے +

بادشاہ کی وفات

۱۶ شوال ۱۰۱۴ جلوس کو بادشاہ احمد نگر مین آیا۔ اور ایک سال تک مقیم رہا۔ اس آخر سال مین اوسکے مزاج کی قوت مین بہت ضعف آگیا۔ اور ایک دفعہ ایسا سخت بیمار ہوا کہ مسند ریاست کی منقطع ہوگئی۔ پہر سنبہل گیا۔ مگر اس ضعف اور بیماری پر دربار عام کرتا۔ اور مہمات ملکی و مالی مین برابر مصروف رہتا۔ آخر کار افکار اور دل بیمار نے یاسی کے کلمے زبان سے نکلوائے جب احمد نگر مین پہونچا تو یہہ کہا کہ اب یہہ ہماری آخر منزل ہے۔ اوسکے آخر خطوط کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے خیالات کیا تہے۔ اور جسمانی تکالیف کیا کیا اوسکو مرنے دیکہا رہی تہین اپنی طمع خام کے پختہ نہونیسے اوسکو کیا کیا پشیمانیان تہین۔ عاقبت کا خوف کیا کیا دامنگیر تہا اس حالت مین باپ کی حالت ہر وقت پیش نظر رہتی تہی۔ اس بات کا بڑا کھٹکا رہتا تہا کہ میرا کہا میرے آگے نہ آئی۔ میری اولاد میری طرح باپ کو قید مین نہ بٹہائے۔ اور میری ساری دولت سلطنت کو مرنے مجہی دیکہا کر اوڑائے۔ مگر کہین اوسنے اپنی باپ کی گستاخی کا عذر اور پشیمانی نہین ظاہر کی۔ ایسے نازک وقت مین شاہزادہ معظم نے ایسی دوراندیشی اور مصلحت

جو نظام ملکی کے چند مقدمات باپ کو لکھکر بھیجے۔ تو اوسنے وہ یہہ سمجھا کہ میرے جیتے جی وہ حکومت کے
ڈھانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اور جب شاہزادہ اعظم کی عرضداشت آئی کہ مجھے گجرات کی آب وہوا موافق
ہے۔ اگر اجازت ہو تو احمدآنگر میں حاضر ہوں۔ تو اوسنے بیساختہ اوسی یہہ کہا کہ یہہ ہی چال ہے
جو میں اپنی باپ کی ساتھہ چلا تھا۔ اور اوسکو جواب میں یہہ لکھا کہ کوئی ہوا الوالعزمی کی ہوا سے
زیادہ بری نہیں۔ مگر ملازمت کی اجازت اوسکو دیدی +

جب آلام جسمانی کا ہجوم اوسکے مزاج پر محیط ہوا۔ اور زندگی سے مایوس ہوا تو اپنے سب سے چھوٹے
بیٹے شاہزادہ کام بخش کو ۱۷ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ کو صوبہ بیجاپور کو ترک شاہانہ سی رخصت کیا۔ اوسکے
پاس رہنے میں یہہ اندیشہ تھا کہ وہ شاہزادہ اعظم کے ہاتھہ میں فوراً گرفتار ہوجائے۔ اور پہر ۲۰ کو
شاہزادہ اعظم کو صوبہ مالوہ کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ پانچ پانچ کوس کی منزل طے کرے۔ اور
ہر منزل میں دو روز قیام کرکے تیسرے روز سفر کرے۔ اسی غرض یہہ تھی کہ شاہزادہ اوسسے بہت دور
نہ چلا جائے کہ لشکر میں غدر نہ مچ جائے۔ اور پاس رہنے میں یہہ اندیشہ تھا کہ کہیں شاہجہانی
کا معاملہ نہ پیش آئے۔ غرض اس بیماری سے ۲۱ فروری ۱۷۰۷ء ۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ کو جمعہ کے دن یہہ عالم گیر
پادشاہ اس عالم فانی سے رخصت ہوا۔ نواسی سال کی عمر تھی۔ اور پچاس برس سلطنت کی
اپنے آخر وقت میں محمد اعظم شاہ کو یہہ تحریر کیا کہ **سلام علیکم** پیری رسید ضعف قوی شد
وقوت از اعضا رفت بیگانہ آمدم بیگانہ میروم خبر از خود نیست کیستم چکارہ ام نفسی کہ دریں مدت
رفت افسوس باقی ماندہ ملک داری و پاسبانی خلائق ہیچ از من نیامد عمر عزیز مفت رفت حیات
ناپائدار نیست واز نفس فتنہ نشانی پدیدار نیست واز استقبال ہم توقعی مفقود وقوت مفارقت کرد
فرزند کام بخش اگرچہ بہ بیجاپور رفت اما نزدیک است و آن عالیجاہ ازان ہم نزدیک تر و عزیز تر بعد
شاہ عالم از ہمہ دور و فرزندزادہ نزدیک ہندوستان رسید لشکر و لشکریان ہمہ بیدست و پا

وسرمایہ دمثل من مضطرب کہ از خداوند خود تنہائی گزیدہ نعمت داریم ہیچ نیاوردیم خرد مال
مردم چیزے نخواہیم برداشت زنگاری اندیشہ داریم کہ در عقوبتہا گرفتار خواہیم شد ہرچند از
رحمت و الطاف او امید قویست اما نظر بر اعمال تفکر مینگذارد۔ مصرعہ ہرچہ باداباد ما کشتی
در آب انداختیم۔ اگرچہ از خود رفتہ را فکر نمے ماند چون عالم دلبستگی است ہمہ را بخدا می سپاریم
فرزندزادہ را دعاے نصرت بگویند وقت رخصت ندیدم اشتیاق باقیماندہ بیگم اگرچہ
در ظاہر ملول است لیکن مالک دلہا خدا ست۔ کونہ اندیشی مؤنثات خود بیشہ ناکامی نمی برند
الوداع الوداع الوداع فرزندان کامگار نامدار را باید کہ تا مقدور بمحبی الفت نکوشند و
رحم بر خلق خدا نمایند کہ ناحق کشتہ نشوند +

مرزا کامبخش کے نام جو خط لکھا ہے اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو ایک بات حزم کی
مزاج مین تہی وہ آخر وقت تک قائم رہی وہ اس خط مین لکھتا ہے کہ در نواح گجرات مال
روزگار گندم ناجو فروش اند بر اعتماد آنہا کار نباید کرد بر مزا یا کار باید نمود۔ ایک عرضی ہاتھی
پیش ہوئی تو اوسپر صاد لکھکر یہہ فقرہ لکھا کہ این خاکسار بمنزل اول زود رسانید۔ اس بادشاہ
کے ہزارون مقولے عقل و دانش سے بھرے مشہور ہین جسکو شوق ہو اوسکی تحریرات مین دیکھے
ایک وصیت نامہ اوسکے تکیہ کے نیچے سے نکلا جسکا مضمون یہہ تہا کہ معظم شاہ شمالی و شرقی
صوبون پر قبضہ کرے۔ اور دلی کو دارالسلطنت بنائی۔ اور اعظم شاہ اگرہ جنوبی و مغربی
کے ملکون پر سارے دکن سمیت قابض ہو۔ اور اگرہ دارالسلطنت ٹہرے۔ ملکر گول کنڈہ اور
بیجاپور کی دو ریاستین مرزا کامبخش کے قبضہ مین رہین۔

اسکے سوا ایک اور وصیت نامہ تہا کہ جسمین اوسنے اپنی تجہیز و تکفین کی نسبت یہہ لکھا تہا
کہ سارے چار روپیہ جو میرے ہاتھہ کی محنت کی ٹوپیون کی سلائی سے بچے ہین اوسمین تجہیز

اور آٹھسو پانچ روپیہ جو قرآن نویسی کی اجرت سے حاصل ہوئے تھے مساکین میں تقسیم ہوں +

عہد عالمگیر کی تصنیفات اور تعمیرات

خود اوسکی تصنیفات جو پیچھے لوگوں نے جمع کی۔ اونکے نام یہہ ہیں رقعات عالمگیری۔ کلمات طیبات اور رقائم کرائم اور دستور العمل آغائے۔ اور مکتوبات عالمگیری۔ اوسکے عہد کی سب سے زیادہ عمدہ اور بکار آمد تصنیف فتاوی عالمگیری ہی جسکا حال مشہور ہے۔ سب سے زیادہ عمدہ عمارت اس بادشاہ کی بنائی ہوئی دہلی کے قلعہ میں موتی مسجد ہی۔

اس پادشاہ کی سلطنت کا خلاصہ حال اور اوسکا مآل

وہ باپ کو قید خانہ میں ڈال کر اور بھائیوں کا خون گردن پر لیکر تخت سلطنت پر بیٹھا۔ ہندوستان میں جتنے بادشاہ گذرے اون سب میں وہ زیادہ صاحب قدرت اور قوت تھا۔ اوسکی سلطنت کو وہ وسعت تھی جو دنیا میں بڑی بڑی سلطنتوں کو وسعت ہوئی ہی۔ اوسکی برابر کوئی بادشاہ مدبر اور منتظم ہندوستان میں نہ ہوا۔ اوسکے عہد میں خاندان تیموریہ کی سلطنت معراج پر پہونچی۔ کابل اور قندہار کی پٹھان ہمیشہ غرصہ کے لئے نچلے بیٹھے اور تابعدار رہے۔ شاہ ایران ہمیشہ اوسکے ساتھ اتحاد اور کہنے کا خواستگار ہوا۔ قدیمی مسلمانوں کی سلطنتیں اور ریاستیں گول کنڈہ اور بیجاپور کی تباہ کرکے اونکے ملکوں کو اپنی مملکت و سلطنت میں شامل کیا۔ اور توسیع ملک کو درجہ کمال پر پہونچایا۔ راجپوت بگڑی مگر پھر اوسنے اپنی عہد میں مطیع رکھا۔ مرہٹوں کی گھٹا کا ٹکڑا سا حال الامار سے اوٹھا تھا۔ گھاٹوں پر دیر تک جما رہا۔ امید تھی کہ عالمگیر کی ہوا اوسے یونہیں اوڑا کر بے نشان کردیگی۔ مگر امید کے خلاف اوسنے وہ طوفان برپا ہوا کہ سلطنت اسلامیہ کو آخر لے ڈوبا۔ جب اس بادشاہ نے دنیا سے انتقال کیا تو سلطنت اسلامیہ جیتی جی مرگئی۔ آنکھیں اندھی کان بہرے دانت ٹوٹے ہاتھ پاؤں کمر کبڑی ہاتھوں سے اپاہج۔ غرض کوئی کل سیدھی نہ رہی۔ اوسکا حال ہوگیا

جیسا کوئی مردہ زمین سے دبا نکل آیا کہ وہ زیور پہنے اور ہتیار لگائے ہو۔ مگر حال اوسکا یہہ کہ منہ سی پھونک مارو تو اوسکی خاک اڑنے لگے۔ یا یوں سمجھو کہ سلطنت اسلامیہ کا وہ کاخ بلند جسکے مینار اور برج آسمان سے باتین کرتے تہے۔ اور اوسپر سونے چاندی کے پہلے سنہرے کلس چمکتے تہے جسکے ستون سارے دنیا کے جواہرات سی مرصع تہے۔ اوسکی بنیاد کی یہ تین تعصب عالمگیری نے اندر ہی اندر ہلا ئین اور اس سبب سے وہ دیہڑام دینی سے گری۔ اور اوسکے جواہرات اور کلس اس خاک مین ملنے پر بہی کہین کہین اپنی چمک دمک دکہاتی رہے۔ عالمگیر کا تعصب مذہبی ہی عجب ہندو نکا دل کہا نیوالا تہا۔ گو کبہی اوسنے کسی ہندو کو تلوار اس سبب سے نہین لگائی کہ وہ ہندو تہا۔ کبہی اوسنے زبردستی اونکو مسلمان نہین کیا۔ اونکی جو مذہبی عبادات اور رسومات قدیم سی چلی آتی تہین اونکو نہین روکا۔ مگر باتین وہ کین کہ جنسے اونکا دل ناراض ہوگیا۔ بنارس مین بشیشور اور بندو مادہو کے مندرون کو خاک مین ملایا۔ متہرا مین گوبند دیو کا مندر توڑ پھوڑ برابر کیا۔ جزیہ جاری کیا۔ تو ایسی ہی بہی قافیہ اوسکا تنگ کیا۔ مسلمانون مین اختلاف ہے بعض اوسکو ساری مسلمان بادشاہون مین بڑا سمجھتے ہین۔ اور اکبر سے بہی بزرگتر جانتے ہین۔ بعض اوسکو بدنیت اس سبب سے بتاتے ہین کہ اوسکا کوئی کام سرسبز نہین ہوا یہانتک کہ جو مسجدین اوسنے بنائین وہ بہی آباد نہ ہوئین۔ خاص آدمیون کے راسے کچہہ بہی ہو۔ مگر عام راسے یہہ ہے کہ وہ انصاف رسانی اور جہانگیری مین اکبر کے برابر تہا۔ اکبر کو تعصب مذہبی نہ تہا۔ وہ سب انسانون پر یکسان مہربان تہا۔ دشمنون کے ساتہہ سلوک کرنے مین بڑا فیاض تہا۔ اورنگ زیب کو مذہبی تعصب تہا۔ کسی پر وہ اعتبار پورا نہ رکہتا تہا۔ سب سے کہٹکتا رہتا مغلوب دشمنون کے لئے اوسکا دل اوسکا ہتہہ تہا کبہی پگلتا ہی نہ تہا۔ ہندوؤن کے ساتہہ اوسکا سلوک اکبر کے سلوک سے بالکل مختلف تہا۔ اکبر نے ہندوؤن پر جزیہ موقوف کیا عالمگیر نے جاری کیا۔ اکبر نے ہندو مسلمان کو برابر عہدے دیکر اپنی سلطنت کو مستحکم کیا۔ عالمگیر نے ملازم ہندوؤن کے موقوف کرنیکا ارادہ کیا۔ اکبر نے

راجپوتون سے ناتہ رشتہ پیدا کرکے اونسے وہ محبت اور مولنست پیدا کی کہ وہ جان ومال اور اولاد
بادشاہون پر قربان کرنے لگے۔ عالمگیر نے اونسی وہ عداوت پیدا کی کہ وہ بادشاہ کی دشمنون کے مددگار
اور معاون ہونے لگے۔ غرض دسنی ہندؤن کے دلون کو ایسی کچہہ رنجش ہوپنچائی کہ وہ سارے کے سارے
مرہٹون کے دوست ہوگئے۔ وہ اپنے باپ دادا کی طرح عیش اور کامرانی کے ساتہہ زندگانی بسر کرتا اگر
وہ یہہ چاہتا کہ میرے ہی نام کا خطبہ ساری عبادت خانون مین پڑہا جائے۔ اور ساری بازارون مین
اوسیکے نام کا سکہ چلایا جائے۔ اور ساری امیرون کے قصر اور محل اوسیکے قبضہ مین ہون۔ ہر ایک
آدمی اوسکا غلام اور دل سے تابعدار ہو۔ غرض اوسکا یہہ شوق توسیع سلطنت اور وسعت خیال
ہو۔ اور ہر تعصب مذہبی کا یہہ شوق ہو۔ ان دونون باتون نے ہندو رعایا کا دل اوس سے
ناراض کردیا تعجب ہے کہ اورنگ زیب اون بادشاہون کے گہر مین پیدا ہوا کہ جنکے گہرون مین
رانیان بہری پڑی ہون اور بعض اونمین سی ذہین کی پیٹ سی پیدا ہوئی ہون۔
اور مذہب مین بہی وسیع المشرب ہون۔ ہن بادشاہ کی تدابیر سے تو تحقیق نہین کہ سلطنت
مین خلل آیا یا نہین آیا مگر اس خاندان کا یہہ دستور ہوگیا تہا کہ جب بادشاہ مرتا تو ساری وارث
اوسکے آپسمین لڑنا شروع کرتے۔ اگرچہ اس سے یہہ تو فائدہ تہا کہ اون سب مین لڑ لڑا کر وہی
غالب ہوتا جو زیادہ عاقل اور جوانمرد ہوتا۔ مگر جب تک کہ ان لڑائیون کا فیصلہ ہو ملک مین
جہگڑے اور فساد برپا ہوجائے غرض اصلی سبب تنزل سلطنت اسلامیہ کا یہی ہے کہ اونکے ہان کوئی
جانشین مقرر کرنے کا دستور اور آئین نتہا۔ نہ اورنگ زیب جیسے دانشمند نے کوئی اپنا قائم مقام مقرر کیا
جسوقت عصاء سلطنت دہلی اس بوڑہے بادشاہ کی ہاتہہ سے گرا اوسکا سنبہالنا اوسی بادشاہ کا
کام تہا جو اورنگ زیب کی طرح شجاع مدبر منتظم عاقل ہوتا۔ جس ملک کی خوتیس کروڑ روپیہ
کی آمدنی ہو۔ اور پانچ لاکہہ فوج ہو۔ اوسپر سلطنت کرنا اپنے قبضہ مین رکہنا ظاہر ہے

کیسے ہوشمند اور زبردست آدمی کا کام تہا +

سلطنت بہادر شاہ یعنی شاہ عالم اول

شاہزادہ اعظم اور معظم کی لڑائی

جسوقت عالمگیر کا انتقال ہوا تو زیب النسا بیگم نے قاصد کو دوڑا کر شہزادہ اعظم شاہ کو بادشاہ کے انتقال سے اطلاع دی - شاہزادہ یہہ خبر سنتے ہی راتوں رات احمدنگر مین آگیا - اور چودہ روز تک باپ کا ماتم رکہا - اور پہر باپ کی وصیت پر خاک ڈال کر تخت سلطنت پر قدم رکہا - اور غازالدین خان بہادر فیروز جنگ کو بلایا - مگر یہہ دو راندیش ور کی سوچا - اور یہہ سمجہا معلوم نہین زمانہ کیا رنگ دکہائے - اوس پاس نہ گیا - بہانہ کچہہ بتلا دیا - اب اعظم شاہ بڑے ساز اور سامان سے آگرہ کیطرف چلا اور گوالیار مین چلکر مقیم ہوا - جب عالمگیر کی بیماری کی خبر عالمگیر ہوئی تو کابل مین بہی اوسکی خبر پہونچی - شاہزادہ محمد معظم جو سب بہائیون مین بڑا تہا وہ بہی کابل سے چلا - اور اوسکا بیٹا عظیم الشان کہ بنگالہ کا ناظم تہا بنگالہ سے روانہ ہوا - اور جب اثنا راہ مین شاہزادہ معظم کو باپ کے مرنے کی خبر پہونچی - تو محرم الحرام ۱۱۱۹ھ کو تاج شاہی سر پر رکہا - اور بہادر شاہ اپنا لقب ٹہرایا - اور بہائی محمد اعظم شاہ کو یہہ خط لکہا - ہم تم ایک دریا کے موتی اور ایک ہی شاخ کی پتی ہین - ایک ہی گہر مین پلے ہین - ایک ہی جگہ کہیلے ہین - اگرچہ تم میرے بہائی ہو مگر مین تم کو بیٹون سے زیادہ عزیز جانتا ہون - گو تم میرے ہمسر ہو مگر مین تم کو سخت جگر سمجہتا ہون - اب عقل و خردمندی کا یہی تقضا ہے کہ جسطرح باپ نے ملک تقسیم کر دیا ہے اوسی پر ہم تم راضی ہون - ملک دکن کی فرمان روائی آپ لیجے - اور اجمیر اور گجرات کے صوبے مطلوب ہون تو وہ بہی لیلیجے - جب یہہ خط اعظم شاہ کی نظر سے گذرا تو

اوسنے ٹھنڈی سانس بھر کر اور گرم آہین نکال کر کہا کہ قسمت ملک کیا چیز ہوتی ہے۔ پادشاہی کیا کسی کی وراثت ہوتی ہے۔ **بیت** عروس ملک کسے در کنار گیرد تنگ ✣
کہ بوسہ برلب شمشیر آبدار زند ✣ آپ نے کیا انصاف کیا ہے چودہ صوبون مین خود پادشاہی کرین۔ اور دکن کی چار صوبون مین مین۔ دو پادشاہی در اقلیمے نگنجند۔ جب یہہ پیغام بہادر شاہ کے پاس پہنچا تو وہ آگے بڑہا۔ اور لاہور مین آیا۔ وہان معزالدین اوسکا بڑا بیٹا کہ صوبہ دار ملتان کا تہا قید مبوس ہوا۔ اور اوسکا بڑا بیٹا عظیم الشان ایک کروڑ روپیہ ساتھہ لیکر بنگالہ سے اکبرآباد مین پہونچا۔ اور مختار خان ناظم صوبہ آگرہ کو قید خانہ مین بہجوادیا۔ تمام کارخانون پر قبضہ کرلیا۔ اور قلعہ دار سے قلعہ کی کنجیان مانگین۔ قلعہ دار نے عرض کیا کہ جب آپکے چچا اور والد مین سلطنت کا فیصلہ ہوگا تو مین کنجیان دونگا۔ اب باپ ہی آگرہ مین آگیا۔ یہہ خزانہ اوسکے لشکر کے بہت کام آیا۔ اب بہادر شاہ کی خبر آگرہ مین آئی کہ اعظم شاہ نے لشکر بڑی بڑے سے کوچ شروع کئے۔ جسکے سبب سے بہاری فوج نے ساتھہ نہ چل سکے اور سپاہ ہی کچھہ پیچھے رہ گئی ۱۱۔ ربیع الاول ۱۱۱۹ھ کو وہ گوالیار کے نواح مین آیا۔ ۱۸ کو جاجو کہ اکبرآباد کے قریب ہی بہائی سے جا لڑا ✣

معظم شاہ کی فتح

ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ مگر بہادر شاہ کی قسمت مین پادشاہی تہی۔ ایسی ہوا تند اعظم شاہ کے لشکر کے منہ پر چلنی شروع ہوئی کہ ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ نے عرض کیا کہ اب دوپہر ہوگئی ہے اور ہوا ہی تند چل ہی ہے اور اصف الدولہ اسد خان بہی اسلحہ خانہ اور توپخانہ لئے گولیا مین ہے آج لڑنا صلاح وقت نہین ہے۔ کل سب اسباب آجائیگا اوسوقت میدان مین جائے گا۔ اسکا جواب ایسی خشونت سے اعظم شاہ نے دیا کہ یہ سپہ سالار ناراض ہوکر اپنے باپ پاس چلا گیا۔

اس شاہزادہ کی ایسی مغرور اور نخوت کی باتون سے بہت سے اور امیر بھی ناراض ہوکر چلے گئی غرض ان دونون بھائیون مین ایک معرکہ عظیم ہوا۔ اور اعظم شاہ اور اوسکی دو جوان بیٹے بیدار بخت اور والاجاہ ماری گئے اور جون ۱۷۰۷ء ربیع الاول ۱۱۱۹ھ مین لڑائی کا خاتمہ ہوا۔ ایک بھائی کو تخت سلطنت اور دوسرے بھائی کو تختہ تابوت نصیب ہوا۔ اور آصف الدولہ اور بیٹا اوسکا دونور وہان سے دست بستہ بہادر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے بادشاہ نے ہاتھ پکڑ کر اونکی نہایت عزت و تعظیم کی۔ اور آصف الدولہ کو وکالت سلطنت کا عہدہ اور ذوالفقار خان کو میر بخشی کا عہدہ عنایت کیا منعم خان بادشاہ کی ایام شاہزادگی سے ساتھ تہا۔ اور نہایت عقلمند دانشمند اور نیک نیت اور پاک طینت امیر تہا اوسکو عہدہ وزارت عنایت ہوا۔ دونون بھائیون سید عبداللہ خان اور سید حسین علیخان نے اس لڑائی مین بڑی جان لڑائی تہی اسکے صلہ مین عبداللہ خان کو الہ آباد کی اور سید حسین علیخان کو بہار کی صوبہ داری مرحمت ہوئی۔

مرزا کام بخش کی سرکشی دکن مین اور اوسکی شکست اور فوت

اگرچہ مرزا کام بخش درشت مزاج اور خود پرست اور بدمزاج تہا۔ مگر اوسنے اعظم شاہ کی بادشاہی تسلیم کرلی تہی۔ جب اوسکے ماری جانیکی خبر آئی تو کمر اوسکی ٹوٹ گئی۔ لیکن وہ بھائی کا مانند نہ ہوا۔ اور باوجود بی استعدادی کے ارادہ پیکار ہوا۔ بہادر شاہ سلیم الطبع اور کریم النفس تہا۔ اوسنے چھوٹے بھائی کو بہت نصیحتین کین۔ مگر فائدہ مند نہ ہوئین جب مہربانی کا خط لکہا اوسکا جواب نامہربانی کا آیا۔ آخرکار مجبور ہوکر غرہ شعبان ۱۱۱۹ھ ۱۷۰۷ء کو وہ فتح پور کی راہ سے بیجاپور کو روانہ ہوا۔ اور محمد کام بخش بہی فوج لیکر بیجاپور سے گلبرگہ مین آیا۔ ۳ دیقعدہ ۱۱۲۰ھ ۸ فروری ۱۷۰۸ء کو لڑائی ہوئی۔ اور مرزا کام بخش نے شکست فاحش کہائی۔ اور خود زخمی ہوا۔ بہادر شاہ کی آدمی اوسکو اوٹہا کر لائے۔ اور ایک خیمہ مین بادشاہ کے پاس اوتارا۔ اور مرہم پٹی کا حکم بادشاہ نے دیا۔ اور جہان شاہ بہادر اپنے بیٹے کو اوسکی عیادت کے واسطے بہیجا جب اس بہتیجے نے چچا سے کہا کہ ابا جان کا دل چاہتا تہا کہ جناب ایسی زخمی ہون تو اوسکے

مرزا نے شفقہ خاطر ہوکر کہا کہ تم کو باپ کے مرنے کی بعد یہی معاملہ پیش ہونیوالا ہے تم اپنی فکر کرو۔ پھر بادشاہ خود بھائی کو دیکھنے آیا۔ اور اونے جب یہہ کہا کہ میخواستم باین حالت شمارا نہ بینم اما مقدر چنین بود۔ تو اوسی حالت بیطاقتی مین اونسے کہا کہ ان قبلہ بکدام صورت مرا میخواہند کہ بینند بارا تخت ہست یا تختہ یہہ کہکر ایسا غصہ مین آیا کہ تمام زخمون کا بخیہ کھل گیا۔ اور اوسی تکلیف مین جان آفرین کو جان سپرد کی ✤

مرہٹون کا حال اور اون کے ساتھہ معاملات بادشاہ کے

اگرچہ عالمگیر کے مرنے سے ساری ہی سلطنت کی کایا مین انقلاب ہوگیا تہا اور تمام تعلقات کی صورت بدل گئی تہی۔ مگر مرہٹون ہی جو تعلقات سلطنت سہلامیہ سے تہے اونہون نے بالکل ایک نئی صورت مستقل پیدا کی۔ جب بادشاہ اس بیجاپور کی سلطنت کو فتح کر رہا تہا اوسوقت مرہٹے اوسکے جانثار خدمت گزار اور دوست تہے۔ بعد اسکے وہ ہمسایہ بادشاہی ضلاع کی ہوگئے۔ پھر اپنی مذہب اور قوم کے آزاد کرنیوالے اور مسلمانون کی پیش قدمی کے پیچھے ہٹانیوالے۔ آخرکو اوس سلطنت اسلامیہ کے مالک ہوگئے۔ جو نہایت کمزور ہوکر قریب المرگ تہی مگر مرنے دم تک اونسے اپنی نخوت اور تکبر سے ہاتھہ نہ اوٹہایا۔ پھر عالمگیر کے مرنیکے بعد اہل اسلام نے اس قوم کی مطیع کرنیکا ارادہ نہین کیا۔ وہ اپنے دشمنون کی اولاد کو آپسمین لڑا لڑاکر اپنی قوت اور سلطنت کو بڑہاتے رہے۔ اور بادشاہی فوجون کے سامنے اپنی بہادرانہ کوششین دکہاتی رہے۔ مرہٹون کو خواہ لٹیرے سمجہو خواہ قزاق جو چاہو اور کوئی برا نام رکہو۔ مگر جو اونہون نے اپنی قوم اور مذہب کے آزاد کرنیمین بہادرانہ اور مردانہ کوشش اور سعی کی۔ اور جو دلولے اور جوش قومی ہمدردی کی اونہون نے ہندؤن مین پیدا کئی وہ ایک کارنامہ تاریخ مین قابل ستائش رہیگا۔ اب بہادر شاہ دکن مین موجود تہا۔ وہ اس سوچ بچار مین تہا کہ مرہٹون سے کیا معاملہ کرنا چاہیے۔ تم کو یاد ہوگا کہ شاہو بیٹا سمبہاجی کا ستہ برس سے بادشاہ کی ہان قید تہا۔ اور عالمگیر کے بیٹے اور

جب اوسنے بادشاہی محلون کی ناز و نعمت مین پرورش پائی ہو تو گو وہ سیواجی کا پوتا ہو مگر اوسمین وہ سپاہیانہ چالاکی اور مردانہ ہمت کہان پیدا ہوسکتی ہی۔ وہ بالکل عیش کا بندہ اور سراسر شاہزادہ تہا۔ اوسکو بہادر شاہ نے قید ہی چہوڑ دیا۔ وہ یہہ سمجہا کہ اوسکے چہوٹنے سے مرہٹون مین انقلاب عظیم پیدا ہوگا اور اونکے آپسمین لڑائی شروع ہوجاویگی۔ راجا رام کا بیٹا صغر سن راجہ تہا۔ اور اوسکی ماتا رانی بائی نائب سلطنت تہی۔ اور ساری حکومت کرتی تہی۔ اونہی ساہوجی کو کہدیا کہ وہ سیواجی کا بیٹا نہین ہے۔ اسلئے اوسکا حق راج کا نہین ہی۔ مگر مرہٹے ساہو کے استحقاق موروثی کو بہولے نہین تہے غرض دو گروہ مرہٹون مین ہوگئے۔ اور آپسمین خوب لڑائیان ہوئین۔ ۱۷۰۷ء مین ستارہ پر ساہو نے قبضہ کیا۔ اور اپنی دارالسلطنت بنایا۔ کولاپور کو تارا بائی نے راجدہانی بنایا۔ طرفین سے بڑی فوجین جمع ہوئین۔ اور بڑے بڑے سردار مرہٹون کے کبہی ادہر کبہی ادہر ہوتے رہی اور میدانون مین لڑکر کٹتے مرتے رہی بادشاہ سلامت اونکی سیر خوشی خوشی دیکہا کئے۔ اونکے آپس کی لڑائی مین بادشاہی ملک اونکی لوٹ مار سے محفوظ رہا۔ اب ساہوجی کو غلبہ معلوم ہوتا تہا۔ اس واسطے ذوالفقار خان تو یہہ چاہتا تہا کہ بادشاہ اوسی آشتی کرے۔ مگر معظم خان وزیر کی یہہ مرضی تہی کہ تارا بائی سے صلح ہو۔ اس اختلاف سے جو خط و کتابت صلح کے باب مین ہوئی وہ ضائع گئے۔ بادشاہ دکن سے چلا آیا۔ اور ذوالفقار خان کو اپنا نائب دکن مین مقرر کرایا۔ مگر یہہ سردار ایسا لائق تہا کہ اوسکے بغیر بادشاہ کو چین نہ تہا۔ اسلئے اوسکو اپنے پاس بلالیا۔ ذوالفقار خان نے داؤد خان پنی کو نائب مقرر کیا۔ اوس نے عہد عالمگیر مین دکن کی لڑائیون مین بڑا نام پیدا کیا تہا۔ اور کسی سردار نے اوسکی برابر بہادری اور مردانگی اپنی نہین دکہائی تہی۔ وہ اس بات مین بہی مشہور ہے کہ اوسکو انگریزون کے ساتہہ کہانے پینے مین کچہہ پرہیز نہ تہا۔ وہ اکثر مندراس مین جاکر انگریزون کے ہان دعوتین کہاتا۔ بواقعی وہ نہایت لائق امیر تہا۔ اوسنے

اپنی ساری تدابیر مین اتباع اپنی افسر اعلے کا کیا - اور ساہو سے ان شرائط پر صلح کر لی کہ وہ بادشاہ کی طرف سے مرہٹون کی ریاست مین راجہ رہے - اوسکو دکن کی چوتھ بادشاہی صوبون مین سے بادشاہی اہلکار محصول وصول کر کے چوتھ دیا کرینگے - مگر اس وصول کرنے مین اوسکو دخل نہ ہوگا - یہہ انتظام نہایت معقول تہا کہ اوسکی بدولت بادشاہی صوبے مرہٹون کے لوٹ مار سے محفوظ رہے - مگر لاکہون مرہٹون کی گذر اوقات اس لوٹ مار ہی پر تہی - یہہ چوتھ کا روپیہ انکو اکتفا کرتی تہی - اسلئے گو بادشاہی صوبے اونسے محفوظ ہوگئے مگر مرہٹون کا خود ملک اس انتظام سے ایک آفت مین آگیا - اور سارا بوجھ اوسکا اوسی پر آن پڑا - غرض بادشاہ یون مرہٹون سے فارغ ہوکر راجپوتون کی طرف متوجہ ہوا +

راجپوتون کی ساتھہ معاملات

جسوقت بادشاہ کا مخبش سے لڑنیکے لئے جانا لگا تو اونسے تین راجپوت راجاؤن سے صلح کر لی تہی - رانا اودے پور کے ساتھہ شرائط صلح یہہ تہین کہ جو ملک اوسنے پہلے ہمین لیا گیا تہا وہ واپس دیا جائے اور ساری مذہبی رسوم اوسکے راج مین اوسی طرح جاری رہین جیسی اکبر کے عہد مین تہین - اور دکن کی لڑائیون مین جو فوج اوسی امداد کے لئے لیجاتی تہی وہ بہی موقوف رہی - مارواڑ کے راجہ اجیت سنگہ سے بہی انہین شرطون پر صلح ہوگئی - مگر امداد شاہی کی لئے فوج دینے کی شرط قائم رہی - مگر راجہ جے سنگہ کے ساتھہ بڑی کڑی شرطین لگائی گئین - اور وجہ اوسکی یہہ تہی کہ اورنگ زیب نے اگرچہ خود مختاری کا دعوی نہ کیا تہا - مگر وہ حال کی لڑائی مین بادشاہ کے بہائی اعظم شاہ کا رفیق ہوگیا تہا - اسلئے اوسکی دارالریاست مین بادشاہ نے اپنی فوج متعین کی - ضرورت کے وقت بادشاہ کی امداد فوج کرنی بہی اوسپر واجب تہی - غرض جب بادشاہ دریا پر سے برہانپور دکن جانیکے لئے پہونچا - تو وہان راجہ جے سنگہ کچہواہ اور اجیت سنگہ راٹھور جسونت سنگہ اوسکے ساتھہ تہے - مگر بے رخصت اور اجازت بادشاہ سے ناراض ہوکر اپنے گہر چلے گئے - اور وہان اپنی شوخیان دکہانے لگے

اور بادشاہی آدمیون کو اپنی قلعون سے نکال باہر کیا اور تین سیدبارہ کی جو بادشاہی افسر تھے اونکو بھی قتل کرڈالا۔ جب بادشاہ کو دکن کی مہمات سے فراغ ہوا تو وہ ماہ شوال مین دریا نربدا سے اوتر کر ان دونون راجاؤن کی گوشمالی کیواسطے اجمیر کیطرف روانہ ہوا۔ کہا جاتا ہے مین یہہ خبر آئی کہ سکھون نے سرہند سرڈھا کرلیا ہے۔ وزیر خان وہان کی چکلہ دار کو مارڈالا ہے۔ اونکے گورو گوبند کا تسلط بڑھتا جاتا ہے۔ اس سبب سے بادشاہ نے جیپورتون سے صلح چاہی۔ یہہ راجہ بھی بادشاہ کی خبر سنکر اپنے ملک سے چلے تھے۔ بادشاہ جیپورتون کے ویسی چالون کے ڈر سے خود تو نہین گیا۔ مگر اپنے بیٹے عظیم الشان کو دونون راجاؤن کی ملاقات کیلئے بھیجا۔ اور رستہ مین ملاقات ہوئی۔ اور جو شرائط صلح اونھون نے پیش کین وہ منظور کین۔ غرض یہہ صلحین ۱۷۱۹ء ۱۱۲۱ھ مین ہوئین۔ اور راجپوتانہ اس تاریخ سے بادشاہی اطاعت سے آزاد ہوگیا +

بہادرشاہ بہادر اور دانشمند تھا۔ مگر وہ مدت تک زندہ نہین رہا جسسے معلوم ہوتا کہ وہ استحکام سلطنت کے لئے کیا کیا تدبیرین کرتا۔ مگر اوسکی تھوڑی سی حصہ کی سلطنت مین وہ جدید سلطنتین اور خاندان پیدا ہوئے جنھون نے سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کرکی آپسمین تقسیم کیا۔ اور بارہ کی سید۔ جنوب مغرب کے مرہٹے۔ جنکو کچھہ دنون کے لئی بادشاہ نے مول لے لیا تھا۔ راجپوت جنسے کہ ایک صلح پر سرداری روا رکھی مین ہوگئے تھے۔ برٹن کے الوالعزم سوداگر یعنے انگریز جو اپنی فورٹ ولیم کی پریسیڈنسی چپ چاپ بنیاد جما رہے تھے۔ چین قلیچ خان جو نظام کی سلطنت کا بانی دکن مین ہوا۔ سعادت علیخان ایرانی تاجر جسکے خاندان نے لکھنو مین بادشاہی کا ڈنکہ بجایا۔ خیر یہہ سب تو ایک طرف تھے۔ کچھہ زور اور قوت اونکو حاصل ہوا تھا کہ بادشاہ اونکی طرف متوجہ ہوتا۔ مگر سب سے زیادہ قوی دشمن سکھ تھے جنکے مغلوب کرنے پر بادشاہ اور اوسکی ساری سپاہ کو توجہ کرنی پڑی۔ احوال کچھہ سکھون کا لکھتے ہین +

سکھون کا حال

سکھون کے فرقہ کا آغاز پندرھوین صدی سے عہد بابری مین ہوا۔ مگر وہ ایک مذہبی فرقہ تہا۔ بڑہتے بڑہتے ایک قوم بن گئی ——— انگریزی سلطنت تک اونکی جاہ وجلال نے اپنا کمال دکہایا۔ بانی بمبانی اس فرقہ کا گرونانک شاہ تہا۔ وہ پندرھوین صدی کے آخر مین پیدا ہوا۔ وہ سائین کبیر کے چیلون مین تہا۔ اوسکی مذہب کا خاص مطلب صلح کل تہا۔ وہ ہندو مسلمانون کو ایک کرنا چاہتا تہا۔ وہ توحید الہی کا ہندؤن کی طرح بغیر پیغمبرون کے توسط کے مانتا تہا۔ اور کسی مذہب سے پرخاش نہ رکہتا وہ عین صواب جانتا تہا۔ اوسکا یہہ قول تہا کہ خدا کی پرستش انسان پر واجب اور فرض ہے۔ مگر صورت پرستش کی پابندی چندان ضرور نہین۔ غرض یہہ فرقہ مدت تک مرنج و مرنجان رہا۔ اور صلح کل کی صورت مین ایک صدی تک پرورش پاتا رہا۔ مگر ایک گرو اوسکا اکبر کی سلطنت کے آخر سال مین ۱۶۰۶ء مین مسلمانون کے ہاتہہ سے مارا گیا تو پہر وہ بہی ہاتہہ پیر نکالنے لگا۔ اور تلوار چمکانے لگا۔ ۱۶۷۵ء مین تو اوسکا سوان گرو گوبند سنگہ گدی پر بیٹہا۔ اس بلند ہمت نے مذہبی فرقہ کو سپاہیانہ جمہوری سلطنت بنا دیا۔ اوسنے اپنی گروہ کی تعداد کو بڑہانیکے لیے ذات کی قید کو اوٹہا دیا۔ مسلمانون اور برہمنون اور بہگتون سبکے برابر کر دیا اور آپسمین کے اتحاد اور اتفاق کی لئے سب کا ایک لباس اور وضع اور انداز مقرر کیا۔ تاکہ اونکی امتیاز اور آدمیون سے ہون۔ اور اونکا فرقہ تمام انسانون مین جدا معلوم ہو۔ اوسنے یہہ قاعدے مقرر کئے تہے کہ ہر شخص ورنہ ولادت یا روزارادت ہی اپنی پاس ہتیار رکہے گویا یہہ اوسکے سپاہی ہونیکا ایک تمغہ تہا نیلے کپڑے پہنے ڈاڑہی اور سر کے بالون کو بڑہنے دی۔ اور سارے بدن کی بالون مین سے ایک بال کو نہ کترے نہ اوٹہیرے ہندؤن کی دیوتاؤن کی تعظیم اور برہمنون کی تکریم قائم رکہی۔ گائے کو بہی وہ آنا اور اما ہندوستان کی سمجہا اور اوسکے گلا کاٹنے کی سخت ممانعت

مگر کھانے پینے اور شراب خواری کی قید کو اوٹھا دیا۔ اور پرانا طریقہ ہندوؤن کی پرستش کا جو تھا
اوسے بھی چھوڑ دیا۔ اور ایک نیا دستور عبادت کا نکالا۔ سلام کرنیکی طرز ایک نئی نکالی۔
غرض اوسنے اس فرقہ کی صورت کو ایسا بدل دیا کہ آج تک وہ سب اور قوموں سے نرالی قوم
معلوم ہوتی ہے۔ اور یہہ نہین ظاہر ہوتا کہ وہ سب سے پہیلے قوموں سے ایک قوم بن گئی ہے
بلکہ اصلی قوم بجائے خود معلوم ہوتی ہے۔ گرو گوبند کی وقت ہی سے اس فرقہ نے ایک نیا رنگ
ڈھنگ پیدا کیا۔ وہ لوگ ایسی دین کی حرارت مین بھرے کہ اپنے مخالف مذہب والون سے نفرت
کرنے لگے۔ اور اپنی مطلب برآری کی لیئے جان دینے تک مستعد ہوئے۔ غرض اس گرو کے عہد مین
اس فرقہ کا گو اقتدار بڑھ گیا۔ سکھون کی فوج پیادہ اور سوار گرو جی کے رکاب مین رہنے لگی
اور بادشاہ کی لشکر سے بھی مقابلے ہونے لگے۔ مگر اونکی جمعیت اسقدر نہ بڑھی کہ وہ بادشاہی
لشکرون کے سامنے ٹھہرتے۔ آخر گرو جی کی ساری گڈھیان چھن گئین۔ اور اونکی سگی ماں اور
جورو بچے قتل ہوئے کچھ جیتے گئے کچھ زخمی ہوئے کچھ ہمت ہار کے بیٹھ رہے۔ اور یہانتک
اوسکی نوبت تنزل کی ہوپہنچی کہ مغلون کی سلطنت مین بلا تکلف داخل ہوا۔ اور اپنی آخر وقت
مین ایک شمن کے ہاتھہ ہی نادیر مین مارا گیا۔ بعد اوسکے گورو بندا جانشین ہوا۔ اوسنے گرو گوبند
اور گرو تیغ بہادر کے خیالات کو توسیع دی۔ مسلمانون کو اس فرقہ کا پیدا ہونا نہایت ناگوار تھا
اونسے لڑائیان لڑکر اور اونکو حیران اور دق کرکے آخر سپاہی بنا دیا۔ اور وہ مسلمانون کو
ملانے کی عوض اونسے لڑنے پر مستعد ہوئے۔ جسقدر وہ مسلمانون کے ہاتھہ سے قتل ہوئے اوتنا
ہی اونکا زور بڑھتا گیا۔ اور وہ مسلمانون کی بیخ کنی کے درپے ہوتے گئے۔ مسلمانون کی
سلطنت نہایت ضعیف ہوگئی تھی۔ اسلئے سکھون کو بادشاہی صوبون کے تنگ کرنیکا
بڑا قابو ملا۔ گورو بندا نے تو یہانتک سفاکی کی درپے ہی پر کمر باندہی۔ اور انتقام کا ارادہ کیا

کہ مسجدون کو مسمار کیا۔ ملّانون کو گردن سے مارا۔ عورت بچے اور بوڑھے تک نہ چھوڑے۔ بلکہ وحشیانہ عوض مردون کی لاشون سے یہانتک لیا کہ اونکی بوٹیون کو کوّے چیلون کو کہلایا۔ اور حاملہ عورتون کے بچون کو پیٹ سے نکال کر قتل کیا۔ اب یہہ فرقہ سپاہی اور ملک گیر ہوگیا سرہند کی حکمرانی وزیر خان کو اونہون نے ایک لڑائی مین مار کر اس ملک پر قبضہ کرلیا+ اس فرقہ کا سردار زور شور ملک سرہند مین تہا۔ ستلج اور جمنا کے درمیان جو ملک بادشاہی واقع تہا۔ وہ اونکی لوٹ مار کا گہر تہا۔ اس ملک مین ایک آفت اونکے ہاتہہ سے برپا تہی۔ سارے شہرون کو لوٹا مارا۔ اونمین ہزارون آدمیون کا خون کیا۔ اونکا یہہ دستور رہا کہ خاص خاص مقامون کے حاکمون نے اونکا مقابلہ کیا۔ تو لدہیانہ اور پہاڑون کے درمیان بہاگ چلے گئے۔ اور پہر جب اونکو قابو ملا۔ ان پہاڑون سے اوتر پہر لوٹ مار کرنے چلے آئے+

غرض جب اس فرقہ کی غارت گری کی یہہ نوبت پہونچی تو بادشاہ کو خود اونکے مقابلہ کے واسطے جانا پڑا۔ چنانچہ اونسے بہت جلد اونکو ایسا مجبور کیا کہ وہ پہاڑون مین جا چہپے۔ مگر وہ مطیع اور محکوم نہ ہوئے۔ اور بندا ایک قلعہ مین پناہ گیر ہوا۔ یہہ قلعہ شجاعت اور مردانگی سے تو نہ فتح ہوا۔ مگر قحط نے سکہون کو بہت ستایا اور بہوکا پیاسا مارا۔ مگر باوجود ان تکالیف کے وہ قلعہ کی حفاظت کیے گئے۔ اور جب مقابلہ سے مایوس ہوئے۔ تو اوسسے باہر نکلے۔ اور جان توڑ کر لڑے بہت سے سکہ کام مین آئے۔ اور مسلمانون کا قبضہ قلعہ پر ہوگیا۔ ایک چیلی نے اس لڑائی مین کام کیا جب وہ گرفتار ہوا۔ تو اوسنے اپنی تئین مگر و بندا بتایا۔ جسکو مسلمان پکڑ کر بڑی دھوم سے لے گئے اس اثناء مین گورو بندا بہاگ گیا۔ اس چیلی کی شجاعت پر بادشاہ نے تعجب کیا۔ اور اوسکو لوہے کے پنجرے مین بند کرکے دہلی بہیجدیا+

بادشاہ کی وفات

بادشاہ فی یہہ چاہا کہ اس فرقہ کی جڑ کو بالکل کاٹ ڈالے۔ اس نظر سے وہ لاہور مین آیا۔ ۱۴ ماہ محرم الحرام کو مزاج مین بادشاہ کی خلل واقع ہوا۔ حکم ہوا کہ ساری شہر کی کتون کو باہر نکال دین۔ یہہ حکم صادر ہوا کہ ہندؤن کی ڈاڑہیان منڈا دو اور آئندہ اونسی کہدو کہ کوئی ہندو ڈاڑہی نہ رکہی۔ اور مسلمانون کو یہہ حکم ہوا کہ مولوی اور عالم قید کئے جائین۔ غرض اس دیوانگی کے مرض مین ۱۲ محرم ۱۱۲۴ ہجری سنہ ۱۷۱۲ عیسوی مین جہان فانی سے گذر گیا۔ پانچ چہہ برس سلطنت کی۔ اکہتر برس کی عمر تہی۔ یہہ بادشاہ حافظ قرآن شریف اور مفسر اور محدث و فقیہ و سخی و شجاع تہا۔ فن سپہ گری سے بہی واقف تہا۔ اب اوسکے چار بیٹے شاہزادہ محمد معزالدین۔ شاہزادہ محمد عظیم الشان۔ شاہزادہ محمد اختر جہان شاہ شاہزادہ رفیع الشان اب اونکے ہاتہون سے میدان کارزار خون سے لال ہوئے۔

بہادر شاہ کے بیٹون کی لڑائیان

یہہ تو خاندان تیموریہ کا دستور قدیم سے چلا آتا تہا کہ بادشاہ کے مرتے وارثون مین تلوار چلے۔ میرو نکے جتہے جدا جدا ہون۔ چنانچہ اب ان چارون بہائیون مین خلافت کے لئے اختلاف ہوا محمد عظیم الشان تو دادا کے وقت سے بنگال مین نظامت کا عہدہ رکہتے تہے۔ اور باپ کے وقت مین مدار المہام اور رضاجات دستخط بادشاہ سلامت کے تہے۔ اور تمام سپاہ اب سلطنت پر اونکا تسلط تہا۔ باقی تین بہائی عدم استطاعت اور قلت مقدور کے سبب آپس مین متفق ہوئے۔ ذوالفقار خان اون تینون کا اوستاد تہا۔ اس سردار کو اتنک سازشون اور جوڑ توڑون سے برابر شوق چلا جاتا تہا۔ اوسنے اونمین یہہ عہد و پیمان کرادیا کہ عظیم الشان فتح حاصل کرکے ملک کو برابر تقسیم کرلین غرض یہہ عہد کرکے تینون بہائیون نے عظیم الشان سے میدان کارزار گرم کیا۔ اور پہلی ہی لڑائی مین فتح پائی۔ اور عظیم الشان دریاے راوی مین گرداب فنا مین غرق ہوا۔ اور محمد کریم اوسکا بیٹا زندہ گرفتار ہوا۔ اور جہاندار شاہ کے ہاتہہ سے مارا گیا۔ جب اس مہم سے فراغ ہوا تو بہائیون مین نقض عہد ہوا۔ اور سب علیحدہ ہو گئے

ایک سو سی ارابہ خزانہ کی جنمین سی اسی ارابہ اشرفیون کے اور سو ارابہ روپیہ سے بھرے ہوئے تھے
۔جہاندار شاہ کو ہاتھ لگے۔ بھائی چاہتے تھے کہ تینون کے برابر حصے تقسیم ہون۔ مگر ذوالفقار خان نے
ثالث بنکر یہہ فیصلہ کیا کہ پانچ حصون مین سے تین حصے معزالدین کو اور دو حصے دونو بھائیون کو
دئے جائین۔ اسی پر نفاق آپسمین ہوا۔ اول معزالدین جہاندار شاہ اور شاہزادہ مجستہ اختر جہان شاہ
مین جنگ واقع ہوئی۔ اور رفیع الشان علیحدہ رہا۔ اور ان دونون بھائیون کی لڑائیون کا
تماشا دیکھتا رہا۔ ذوالفقار خان کی حکمت سے معزالدین کو فتح حاصل ہوئی۔ اور مجستہ اختر مارا گیا
۔رفیع الشان نے اپنی محلی کو اداء تہنیت کے واسطے معزالدین جہاندار شاہ کی خدمت مین بھیجا۔ وہ تاتار کے
نشہ مین رات کو مست پڑا تھا۔ خواجہ سرایون نے محلی سے ہنسکے کہا کہ دیکھا عظیم الشان اور جہان شاہ
کی کیا نوبت ہوئی۔ تمہاری آقا کو کیا امید ہے۔ غرض یہہ حالت دیکھہ کر رفیع الشان بھی لڑائی کے لئے
مستعد ہوا۔ اور مردانہ لڑائی لڑکر جان بحق تسلیم ہوا۔ اور معزالدین مستقل بادشاہ ہوا۔
اور جہاندار شاہ اپنا لقب کہا۔

جہاندار شاہ

جہاندار شاہ باون برس کی عمر مین ۱۱۲۳ھ مین تخت سلطنت پر بیٹھا۔ اور جو شاہزادے اوس کو
اپنی نسل کے ہاتھہ آئی اون سب کو قتل کیا۔ اور صف الدولہ سعد خان بہادر کو وکالت کے عہدہ پر اور
اور اوسکے بیٹے ذوالفقار خان کو وزارت کے عہدہ پر سرافراز کیا۔ اور وجہ اسکی یہہ تھی کہ ذوالفقار خان
دانشمند اور فطرتی اول سے اس شاہزادہ کی ساتھہ ساری مہمات مین اسلئے شریک ہوا تھا کہ وہ سب سے
زیادہ بیوقوف اور احمق تھا۔ اور قابلیت سلطنت کی نہین رکھتا تھا۔ وہ اسی کو جانتا تھا کہ
میرے ہاتھہ مین کٹ پتلی کیطرح رہیگا جو نچ نچاؤن گا ناچیگا۔ چنانچہ سارا اختیار سلطنت اوسکے
ہاتھہ مین تھا۔ اور وہ بادشاہ کی کچھہ حقیقت نہ سمجھتا تھا۔ اب بادشاہ لاہور سے دہلی مین آگیا۔

اگر وہ ذوالفقار خان کی رائے پر چلا جاتا تو یہہ مصیبت نہ دیکھتا جو اوسکو پیش آئی - ایک کسبی لال کنور
تہی بادشاہ اوسکے عشق مین مرتا تہا - اب اوسکو خطاب امتیاز محل کا عنایت ہوا - اور اوسکو بہی بادشاہی
سواری کا سامان عنایت ہوا - اور کوکلتاش خان کو امیر الامرائی کا خطاب عنایت ہوا - یہہ امر
ذوالفقار خان کو ناگوار گذرا - اب بادشاہ پر لال کنور کا عشق ایسا محیط ہوا کہ اوسکے حقیقی بہائی
خوشحال خان کو ہفت ہزاری کا خطاب عنایت ہوا - اور اوسکے چہیرے بہائی نعمت خان کو پنجہزاری
منصب حمت ہوا - ذوالفقار خان ان خطابون کے سند نہ لکہی اور ہنسی سے حق التحریر مین
ہزار تنبور اور ڈہول مانگے - اس مسخرے پن کی شکایت اوسکی بہن نے بادشاہ سے کی - بادشاہ نے ذوالفقار خان
سے اسکی سفارش کی - اور فرمایا کہ یہہ تنبور ڈہول تم نے ہنسی سے مانگے ہونگے - سپہ سالار نے جواب دیا
کہ یہہ ہنسی نہین ہی بلکہ حقیقت پون ہے کہ بندوبست صوبہ داری اور اور مہمات کا سرانجام مورثی
خانہ زادون کا کام ہے - ڈوم ڈہاڑیون کو اونسے کیا سروکار ہے - اور قوال صوبہ داری کا کام
کرین تو ہم خانہ زاد بیٹہے کیا کرین تنبور اور ڈہول ہی بجایا کرین - اس جواب کو سنکر معزالدین منفعل
ہوا اور چپ ہو رہا - اب ایک رنڈی کنجڑن کا اقبال چمکا - وہ لال کنور کی دوکانہ مشہور تہی - زہرہ اوسکا
نام تہا - اوسکی سواری مین بہی سوار اور پیادے چلنے لگے - غرض ان باجیون کے عروج سے شریفون کا
دل بادشاہ ہی برگشتہ ہو گیا - باجیون کا وہ مغز چلا کہ اشرافون کے سر پر چڑہنے لگے - ایک دن کا اتفاق ہے
کہ زہرہ اور جین قلیچ خان کی سواری آمنے سامنے آئی - جین قلیچ خان نے اپنے آدمیون سے کہا کہ سواری
کو موڑ کر اور طرف سے لیجاو - مگر زہرہ کے آدمیون نے اوسکے ہمراہیون کو ایسا گہیر لیا - کہ وہ کسی اور طرف
نہ جا سکے - سپہ سالار اور طرہ ہوا کہ جب ہر جین قلیچ خان کی برابر آئی تو پردہ اوٹہا کر کہنے لگی کہ جین
قلیچ خان پسر کور تو ئی - اس کہنے پر اوسکی بہی غصہ آگیا - اور زہرہ اور اوسکے ساتہیون کو پکڑ کر خوب
زدوکوب کی - بعد اسکے یہہ خیال ہوا کہ بادشاہ خفیف العقل ہے کہین اس عورت کے بہکانے مین آکر

مجھسے زیادہ نہ بلال پیدا کرے - اور انتقام کے درپے نہ ہو جائے - اس خیال سے وہ ذوالفقار خان کے پاس ہی گیا - اور نے چین قلیچ خان کے آنسو پونچھے - اور اوسکا مدد و معاون ہوا - اور ہر طرح سے ملا ہو اور ہر ایک بھلی بات سے خوشحال خان پر مالش کی - ذوالفقار خان نے اوسی پند ہوا کر خوب بٹھایا اور سلیم گڈھ کی قلعہ مین قید کر دیا -

شاہزادہ فرخ سیر کی سرکشی بنگال مین اور بادشاہی لڑائیان

اگرچہ جہاندار شاہ نے سب اپنے خاندان کی شاہزادون کا خون گردن پر لیا تہا - مگر عظیم الشان کا بیٹا فرخ سیر بنگال مین بچ رہا تہا - جہاندار شاہ نے جعفر خان کو لکہا کہ اس شاہزادہ کو گرفتار کر کے بہیجدے - جب فرخ سیر کو اسکی خبر ہوئی - تو اوسنے سید حسین علیخان صوبہ دار بہار کا دامن پکڑا اور بڑی منت و سماجت خود کی اور اپنی مانسے کرائی - یہہ سید اوسکے حال پر مہربان ہوا - اور اپنے بہائی سید عبداللہ صوبہ دار الہ آباد کو بہی بعد بہت سے مباحثہ کے شریک کر لیا - غرض سید حسین علیخان نے عظیم آباد مین فرخ سیر کو تخت سلطنت پر بٹہایا - اور اس مفلس شاہزادہ کو یہان کی مہاجنون اور دولت مندون سے روپیہ قرض دلا دیا - اور اک سامان لشکر الہ آباد مین جمع کرا دیا - بادشاہ نے سید عبدالغفار خان کو دس بارہ ہزار کی جمعیت سے الہ آباد روانہ کیا - اور سید عبداللہ کی جگہ اوسکو یہان کا صوبہ دار مقرر کیا - سید عبداللہ نے بہی ساتہ ہی تین ہزار فوج اپنے چہوٹے بہائی سراج الدین خان کے ساتہہ مقابلہ کو روانہ کی - کڑہ مانک پور مین خوب لڑائی ہوئی - اگرچہ سراج الدین علیخان اس لڑائی مین مارا گیا - مگر سید عبدالغفار خان کو شکست فاش ہوئی - اور تمام لشکر اوسکا پریشان اور پراگندہ ہو گیا - یہہ بادشاہ نے اپنے بیٹے غازالدین کو پچاس ہزار سوارون کے ساتہہ سید عبداللہ سے لڑنیکے لیے بہیجا - اور نے چین قلیچ خان کو بہی روانہ کیا - اگرہ تک یہہ لشکر آیا تہا کہ فرخ سیر کے خبر نزدیک آ جانے کی پہونچی - اسپر یہہ لشکر کجوہہ مین ٹہر گیا -

ایک دن توپ اندازی کی لڑائی رہی۔ کہ شاہزادہ کو فرخ سیر کے لشکر سے ایسا ہراس ہوا کہ وہ سوار روپیہ کے اور سامان چھوڑ کر رات کو بھاگ گیا۔ اسپر لشکر کو بڑا ملال ہوا۔ پھر خود جہان دار شاہ ۱۲ ذی قعدہ ۱۱۲۴ھ کو فرخ سیر سے لڑنیکے لئی شاہجہان آباد سے ذوالفقار خان کو ہمراہ لیکر چلا۔ ستر ہزار لشکر اوسکے ہمراہ تہا۔ یکم جنوری ۱۷۱۳ء کو اکبر آباد کی متصل ہموگر مین دونون لشکرون مین سخت لڑائی ہوئی۔ دونون طرف سے سوارون نے اپنے جوہر مردانگی دکہائی۔ اور خوب جان توڑ کر لڑے۔ سید حسین علیخان اس معرکہ آرائی مین خمون سی چور چور ہوگیا۔ مگر انجام یہہ ہوا کہ جہاندار شاہ کے لشکر کو شکست ہوئی۔ اور وہ بہیس بدل کر زنانی عماریون مین لال کنور کے ساتہہ بیٹہہ کر شاہجہان آباد کو بھاگ گیا۔ ذوالفقار خان پہر رات گئی تک لشکر کو لڑاتا رہا۔ اور جہاندار شاہ اور اوسکے بیٹے اعزالدین کی تلاش مین آدمی دوڑاتا رہا۔ مگر اوسکا پتا کہان تہا۔ فرخ سیر نے ذوالفقار خان کا استقلال جب یہہ دیکہا تو وہ گہبرایا۔ اور اوسکو پیغام بہجوایا کہ دعوی دار سلطنت تو بھاگ گیا۔ اب تم کو کیا دعوی ہے۔ اگر سلطنت کا دعوی رکہتے ہو تو یہہ جا مضمون ہے۔ لیکن اگر کسی بادشاہ کو چاہتے تو جہاندار شاہ نہ ہوا مین ہوا۔ ذوالفقار خان نے جب یہہ پیغام سنا۔ اور بادشاہ اور اوسکے بیٹے کا کہیں پتا نہ لگا۔ تو مایوس ہوکر میدان کارزار سے فرار ہوکر شاہجہان آباد مین پہنچا۔ فرخ سیر کے لشکر مین فتح کے شادیانے بجنے لگے۔ اور سید عبداللہ نے اپنے بہائی کی لاش کو تلاش کرا کے منگایا تو دیکہا کہ بہائی زندہ ہی فتح کے مژدہ سے اس مردہ مین ہی جان آگئی۔ اب جہاندار شاہ آصف الدولہ اسد خان کے گہر مین بے تکلف چلا گیا۔ اس بوڑہے نے اوسے قید کر لیا۔ ذوالفقار خان باپ پاس پہنچا۔ اور اوسے باپ سے کہا کہ پہر جہاندار شاہ کو میدان کارزار مین بہجائے۔ اور فرخ سیر سے لڑائے۔ باپ نے کہا کہ بیٹا یہہ ارادہ نہ کرو۔ پہر بیٹے نے کہا کہ مین اپنے صوبہ دکن کو جاتا ہون۔ یہہ بہی باپ نے منظور نہین کیا اوسکو اپنی حقوق خدمت پر ایسا اعتماد تہا کہ وہ یہہ جانتا تہا کہ عالمگیر کے خاندان کا کوئی بادشاہ

اوسے بدسلوکی نہین کریگا۔ جبکہ فرخ سیر دلی کے قریب پہونچا۔ تو یہہ دونون باپ بیٹے بارہ بلا پادشاہ کی
ملازمت کو ارادہ سے آئے میر جملہ مجید اللہ خانخانان کہ فرخ سیر کے مزاج پر حاوی تہا۔ اوسنے ان دونون
باپ بیٹون کو دم دلاسے دیکر پادشاہ کی ملازمت کے لئے گیا۔ فرخ سیر نے دونون کی بڑی تعظیم اور
تکریم کی۔ آصف الدولہ کو حکم دیا کہ آپ خیمہ مین تشریف رکہئے وہان کچہہ صلاح اور مشورہ کرنا ہے۔
یون باپ کو خیمہ مین بہیجا۔ اور بیٹے کو باپ سے جدا کرکے اس جہان سے رخصت کیا۔ ۱۷ فروری ۱۷۱۳ء
۱۱۲۵ ۱۷ محرم

فرخ سیر کے آدمیون نے جہاندار شاہ کو قلعہ کے اندر جاکر مار ڈالا۔ اب ان لاشون کی بہی یون تشہیر
کی گئی کہ ہاتہی پر جہاندار شاہ کی لاش کہی اور اوسکی خواصی مین ذوالفقار خان کی لاش
دم مین لٹکائی۔ اردلی مین آصف الدولہ پالکی مین سوار سانتہہ گیا۔ پیچہے لاشون کا پیچہا جمعہ
۔ اونکو دروازہ کے آگے ڈال دیا۔ اور آصف الدولہ کو حویلی خانجہان مین قید کردیا۔ اور تمام
مال اسباب ضبط کرلیا۔ غرض جہاندار شاہ ایک سال بہی جہاندار نہ رہی۔ اور اپنی کم بختی سے
ماری گئے۔ نہ کنیزکون کے پہندی مین پہنستے اور اونکے کہنے مین آکر ڈوم ڈہاڑیون کو جاہ و منصب
دیتے نہ اس بری گت سے مارے جاتے۔

فرخ سیر کی سلطنت کا بیان

رجب ۱۱۲۳ھ مین اٹہائیس برس کی عمر مین عظیم آباد مین اول فرخ سیر تخت سلطنت پر بیٹہا۔ اب
دلی مین بادشاہ ہوا۔ محمد امین خان اور حسین علیخان اور اور سردارن تورانی کو عبداللہ خان
نے بادشاہ کی روبرو پیش کیا۔ اونکو جاہ و منصب عطا ہوئے۔ عبداللہ خان کو قطب الملک کا خطاب
اور وزارت کا عہدہ ملا۔ اور حسین علیخان امیر الامرا کے منصب پر مقرر ہوا۔ فرخ سیر نے اوسوقت
کہ بیدست و پا تہا۔ اپنی دون ہمتی سے ان سیدون کے بیرون پڑا تہا۔ اور اپنے اہل و عیال سے
نہایت منت اور سماجت اونکی کرائی تہی۔ جب اونکی بدولت یہہ سلطنت کی دولت ہاتہہ آئی اوسکی

دنیا کی معاملات عجیب و غریب ہوتے ہین سیدون کو اپنی اس حسن خدمات پر یہان یہہ گھمنڈ تہا
کہ سلطنت کے ساری اختیارات ہمارے مٹھی مین رہینگے - بادشاہ اپنی عیش عشرت سی اور ہم حکومت سے
مزے اوڑائینگے - اوسکو یہی دولت داتی دینگے کہ وہ اپنی دوستون اور عزیزون سے سلوک کرے
اور باقی دولت کے ہم مختار ہونگے - فوج سیر کو وہان یہہ خیال تہا کہ جنکی تقویت سے سر پر تاج رکہتا
ہے اونہین کا سر اول قلم کیجے - قاضی مجید اللہ تورانی جہانگیر نگر یعنے ڈہاکہ مین عہدہ قضا پر تہا -
اوسکو بادشاہ نی میر جملہ کا خطاب اور ہفت ہزاری سوار کا منصب عطا کیا - ظاہر مین وہ داروغہ
خواجیان اور خدمت ڈاک پر مقرر تہا - مگر باطن مین وہی دستخط خاص کا مالک اور بالکل بادشاہ
پر حاوی تہا اور کل خلائق کا مرجع تہا - شاہجہان آباد مین جسوقت سید عبد اللہ آیا - تو
اوسنے بعض عہدہ دارون کو مقرر کیا - مگر بادشاہ نی شہر مین آکر میر جملہ کی صلاح سے ان عہدہ دارون
کو معزول کر دیا - اور اور آدمی اونکی جگہ مقرر کر دئی - یہہ امر سید عبد اللہ کو ناگوار معلوم ہوا -
اور وہ سوچا کہ اگر اول ہی اوسکے اختیارات مسلم نہ ہوے - تو پھر وزارت کا کیا اعتبار اور میرا
کیا اقتدار رہے گا - جس کام کا آغاز ہی برا ہوا انجام کیا ہوگا - اسلئے بادشاہ سی اوسنی اصرار کیا
میر جملہ نے بادشاہ کو اس شعر کا مضمون سمجہایا کہ شعر خواجہ گر لطف بے عدد را نداد
بندہ باید کہ حد خود داند - اگرچہ ہوا وہی جو سید عبد اللہ چاہتا تہا - مگر دلون مین گرمی
ایسی پڑ گئین جو پھر نہ سلجہین - فوج سیر مین سلطنت کی عقل تہی - اور فراست اور گیاست
سے کوسون دور تہا - نہ ایسا دانشمند تہا کہ ان سیدونکو خیر خواہ بنائے رکہتا - نہ ایسا مرد
میدان تہا کہ اونکو نکال کر باہر کرتا - قاضی ضیا عقل مین بچہیا کے باوا تہے - مگر طمع اور
حسد و عناد و فساد مین سب کے دادا تہے - نظم کی قابلیت اور استعداد نہ کہتے تہی - مگر سب
امر اپر برتری چاہتے تہی - سیدان کی ڈیڑہ سو برس کی دولت کو ملیا میٹ کر چکے تہے -

اب سادات کی آبرو خاک مین ملانا چاہتے تہے یہ ہی اوسکی مرجع خلائق اور معتمد السلطنت ہنے کے روادار نہ تہے قطب الملک بہی عورتون کی صحبت اور عیش و عشرت سے آرام کے بندہ تہے۔ اور سارا اختیار اپنا اور اپنے کامون کا راجہ تن چند کو سپرد کر دیا تہا۔ یہہ راجہ قوم کا بنیا بارہ کا رہنے والا تہا۔ اور اپنے مذہب کا بڑا متعصب کہتا تہا۔ غرض جو تہا سب کنون پورا تہا۔

فرخ سیر کی سازش اور سید حسین علی خان کا راجہ اجیت سنگہ سے لڑنے جانا

بادشاہ اور میر جملہ اور بعض اور بہی خواہون نے ملکر دونو بہائیون کے جدا کرنے کے اور انکی اقتدا کم کرنیکے لیے یہہ راہ نکالی کہ یہان سید حسین علیخان کو راجہ اجیت سنگہ سے لڑنیکے لیے بارون نے روانہ کیا۔ اور وہان راجہ اجیت سنگہ کو یہی کہلا بہیجا کہ بادولت کی اسسے زیادہ کوئی خوشی اور مرضی نہین ہے کہ تم سید حسین علیخان سے سخت مقابلہ کرو۔ اور اوسکے استیصال مین کوشش کرو۔ مگر راجہ اجیت سنگہ کے دل پر سید حسین علیخان اور اوسکی سپاہ کا ایسا خوف غالب ہوا کہ اوسنے اپنے عیال و مال کو پہاڑون مین بہیجدیا۔ اور ملک خالی کر دیا۔ اور وکیلون کے ہاتہہ مخفی تحائف امیر الامرا پاس بہیجکر عفو تقصیر کا خواستگار ہوا۔ ایک بہائی کو یون لڑائی مین پہنسایا۔ اور دوسرے بہائی کے اسیر کرنے کی تدبیر مین بادشاہ کو لگایا۔ جب سید عبد اللہ قطب الملک نے یہہ دیکہا تو اوسنے بہائی کو خط متواتر بہیجے کہ جسقدر جلد ممکن ہو یہان آؤ۔ بہت دنون تک دربار سے جدا رہنے مین اندیشہ ہے اسلیے جو راجہ نے شرائط صلح پیش کین اونکی قبول کرنے مین کچہہ حجت نہ کی۔ اور لڑائی کو طول دیا۔ جب راجہ نے اپنی مراد بر پائی۔ تو بادشاہ کی منفعت کے لیے اوسنے اپنا نقصان گوارا کیا اور لڑائی کی آنچ مین نہ پڑا جن شرطون پر بادشاہ سے صلح ہوئی وہ یہہ تہین کہ بیٹے کو ملازمت کے لیے بہیجے۔ بیٹی کو بادشاہ کی ڈولی مین دی۔ اور پیشکش بادشاہ کی خدمت مین بہیجے +

فرخ سیر اور سادات کی درمیان افزائش منازعات

اب پادشاہ میر جملہ کا دم ایسا بھرنے لگا کہ بارہا سنے یہہ کہا کہ میری زبان میر جملہ کی زبان اور میرے دستخط میر جملہ کے دستخط ہین - اسلیے غرض مند میر جملہ پاس اپنی اغرض لیجاتے - اور وہ اونکا سرانجام بے غرض نیک نام ہونیکے لئی کر دیتا - کم بختی کی ماری جو غرض مند لجہ رتن چند کی خدمت مین چلے جاتے تو اونسے وہ اپنا اور اپنے آقا کا مدرانہ وصول کرتا جب اونکی شکایتون سید نام اور میر جملہ بنیک نام ہوتے - پادشاہ جب اجہ کی زیادہ روی کی سیدون سے شکایت کرتا تو قطب الملک کو ناگوار ہوتا - سید حسین علیخان دلی مین واپس آیا - تو دربار مین اور طرح آثار ظاہر ہوئے - پادشاہ جیسا اقلال مہتا در کمال عقل سے معرا تہا - ویسا ہی ایمان اور عزت سے بھی بہرا تہا - اسلئے اونسے کئی دفعہ دغا سے سید عبد اللہ خان کو مارنا چاہا - جسمین وحماقت فطری سے یہہ کام بھی سرانجام نہ ہوا - اور کوئی فائدہ عداوت اور نفاق بڑہانیکے سوا نہ حاصل ہوا - گو فرخ سیر بے ایمان تہا - مگر اوسکے ما قول کے پورے اور عہد کے سچے تہے - اور وہ وقت اوسکو ہر وقت یاد رہتا تہا کہ ان سیدون کی بدولت وہ اپنے بیٹی کے لئے پڑی تہے - اور کلام اللہ پر ہیمین ضامن دیا تہا - وہ اپنی بیٹے کی سب فاسد ارادون سے ان دونون بہائیون کو اطلاع کر دیتے -

پادشاہ کے سادات کے ساتھہ تجدید عہود

اب ان بہائیون نے خوب سمجھہ لیا تہا کہ پادشاہ کی ہاتھہ سے ہماری جان اور مال کی خیر نہین - امیر الامرا نے صوبہ داری دکن کی درخواست کی اور یہہ چاہا کہ داؤد خان بخشی کو مین بدستور ذوالفقار خان کی طرح نائب کہون - اور اوسسے روپیہ بنا لیا کرون - اور خود دکن نہ جاؤن اور دربار مین حاضر رہون - مگر پادشاہ اور میر جملہ کی یہہ مرضی تہی کہ وہ دکن جائے - مگر امیر الامرا اپنے بہائی قطب الملک کو اکیلا دربار مین چہوڑنا مصلحت نہ جانتا تہا - سپر ایسی گفتگو مین باہم سخت ہوئین کہ دونون

بھائیوں نے دربار مین جانا چھوڑ دیا۔ اور اپنی حفاظت کیواسطے سپاہ جمع کرنی شروع کی۔ اور اپنی حویلیون کے گرد مورچے لگادئے۔ اب بادشاہ کے چہیتے چھوٹے خیر خواہون سے خلوت مین مشورے ہونے لگے۔ تلون مزاجی اور نامردی کی سبب سے روز نئی نئی تدبیرین تجویز ہوتین۔ اور کوئی امر قرار نہ پاتا۔ اور ان خبرون کی اشتہار اور انتشار سے سب چیزین گران ہوگئین۔ مسافر اور مقیم دونون کو تکلیف ہونے لگی۔ وزیر اور بادشاہ کی درمیان خط و کتابت جاری تہی مگر کوئی فیصلہ نہ ہوتا تہا۔ آخر کار فرخ سیر قطب الملک کے گہر اور ان بہائیون کی تسلی خاطر کی لیے یہہ مقرر پایا کہ اول قلعہ مین جاکر بیعت کرلے۔ اور پہر دونون بہائی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہون۔ اسی امر پر قول و قسم ہوا۔ اول فرخ سیر کے گرد سیدون کے پہرے بیٹہے۔ پہر یہہ دونو بہائی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور تلوار کمر سے کہول کر بادشاہ کی سامنے رکہدی اور ہاتہہ جوڑ کر عرض کیا کہ اگر ہم تقصیروار ہین تو یہہ تلوار ہے یہہ سر حاضر ہے۔ اور اگر قتل کرنا حقوق خدمت کی سبب سے ناگوار ہو تو ہم کو منصب سے معزول فرمائے کہ ہم حج کرنے اور اپنے آبا و اکرام کی زیارت کی لیے روانہ ہون۔ اگر یہہ بہی منظور نہ ہو تو پہر کسی امر کی غمازی کو سنئے نہین۔ غرض آخر کو یون فیصلہ ہوا کہ میر جملہ بہار کی صوبہ داری پر جائے۔ اور دربار مین رہنے نہ پائے۔ اور امیر الامرا دکن کی صوبہ داری پر جائے۔ اور قطب الملک وزارت کا کام بجا لائے۔ اس تجدید عہود مین سید حسین علیخان نے وہ شقی شاہی بہی جو راجہ اجیت سنگہ کو اوسکے ماروانے کی لیے لکہے گئی تہے۔ اور راجہ نے اوسی دیدیے تہے۔ بادشاہ کی حوالہ کردئے۔ ظاہر یون معلوم ہوتا تہا کہ سارے قضیے پاک ہوئے مگر حقیقت مین اوسی اور مواد فساد کا ازدیاد ہوا۔

فرخ سیر کی شادی راجہ اجیت سنگہ کی بیٹی سے

اس رانی سے بادشاہ کی شادی جس دھوم دھام سے ہوئی ایسی کسی بادشاہ کی شادی پہلے نہ کسی نے دیکہی نہ سنی۔ ۲۲ ذی الحجہ ۱۱۲۵ھ کو اس رانی کو بادشاہ بیاہنے آیا۔

اور اپنی دلہن کو بڑی تزک و احتشام سے لے گیا۔ کیا زمانہ کا انقلاب ہے کہ وہ راجہ جیت سنگھ جو عالمگیر کے ہاتھوں سے اس ارسلطنت سے جان بچاکر غلام کے لباس مین بھاگا تھا۔ آج اونسے بادشاہ کو بیٹی دیکر اپنے گھر بیٹھے بیٹھے دارسلطنت مین اپنا تسلط اور اختیار پیدا کیا۔ بادشاہ ہی شادی کرنے سے پہلے ایسی مرض مین مبتلا تھا کہ وہ اس شادی کا مزہ نہ اوٹھا سکتا تھا۔ وہان سے پریسیڈنٹ کلکتہ نے وہ ایلچی سرکار کمپنی کی طرف سے مع تحفہ و تحائف کے دلی کے بادشاہ پاس بھیجے تھے۔ وہ ۸ جولای ۱۷۱۵ء کو دلی مین پہونچے تھے۔ اوسکے ساتھ ڈاکٹر گبرائیل ہملٹن صاحب بھی ہمراہ تھے۔ وہ بادشاہ کی مرض کے معالج ہوئے۔ اوسکے ہاتھ سے اونکو بہت جلد شفا ہوگئی۔ مرض جاتا رہا۔ بادشاہ شادی کرنیکے قابل ہوگیا۔ بادشاہ نے اس محسن سے یہہ کہا کہ انعام جو چاہو سو مانگو۔ اس فیاض دریادل حکیم نے اپنی ذاتی نفع کا اسوقت کچھہ خیال نہین کیا۔ وہ چیز مانگی جو اوسکی قوم کی سلطنت اور حکومت کی قیام کا باعث ہوئی (اس واقعہ کا پورا بیان انگریزی عہد مین بیان ہوگا)

امیر الامرا حسین علیخان بہادر کا سفر دکن مین اور داؤد خان پر فتح پانی

جب میر جملہ بہادر کو روانہ ہوا چکا تو امیر الامرا نے دکن کی روانگی کا ارادہ مصمم کیا۔ اور سب سامان مہیا کرکے بادشاہ کی خدمت مین گیا۔ اور یہہ عرض کیا کہ حضور نے جو عہد کئے ہین اگر اونکے خلاف بڑے بھائی قطب الملک کے ساتھہ فساد برپا کرنیکا ارادہ کیا تو بندہ کو بھی حضور بیس ور کے اندا اپنی خدمت مین حاضر سمجھین۔ تمکو یاد ہوگا کہ داؤد خان پہلے ذوالفقار خان کا نائب دکھن مین تھا۔ اب اس بادشاہ کی سلطنت مین وہ گجرات مین تبدیل ہوگیا تھا۔ یہہ افغان نہایت شجاع سارے دکن مین مشہور تھا۔ مرہٹون کے سردارون کے ساتھہ نہایت بسط و ضبط رکھتا تھا۔ غرض دکھن مین یہہ ایک ہی شخص تھا۔ آجتک اوسکی کہانیان اور کہاوتین دکن مین خلائق کی زبان پر ہین۔ چونکہ

اوسکا آقا ذوالفقار خان ان سیدون کی ہاتھ سے ہلاک ہوا تھا۔ بادشاہ کو یقین تھا کہ کوئی مخالف اوسسے زیادہ بہروسہ کا امیرالامرا کے خلاف نہین مل سکتا۔ اسلیے امیرالامرا کی روانگی کی وقت ظاہر مین یہہ احکام جاری کیے کہ داؤد خان حاکم گجرات اوسکی خدمت مین برہان پور مین آئے۔ اوسکی بالکل اطاعت کرے۔ مگر مخفی احکام بھیجے کہ برہان پور مین اگر امیرالامرا کی وہ اطاعت نہ کرے۔ اور اوسکے استیصال مین کوشش کری۔ اور سب امرا دکن کو اوسکی مخالفت پر آمادہ کری۔ اس کام کے سرانجام کرنیمین وہ ساری دکن کا صوبہ دار کیا جائیگا۔ داؤد خان برہان پور مین آیا۔ اور اپنی مستقل صوبہ داری کا مدعی ہوا۔ امیرالامرا نے اوسے کہا کہ کیون خلل اندازیان اور فساد برپا کرتے ہو۔ کل صوبے دکن کے بادشاہ نی میرے سپرد کیے ہین۔ کیا میری اطاعت اختیار کرو نہین بادشاہ پاس چلے جاؤ۔ خانصاحب نے دونون باتین نہ مانین۔ اور اپنی عادت کی موافق علانیہ امیرالامرا سی بگاڑی۔ اور اورنگ آباد کے جاگیردار کو اپنے اعانت کی لیئے بلایا۔ غرض بہت تیزی اور تندی سے لڑائی سید و افغان مین شروع ہوئی۔ خانصاحب کی ہراول سہراب نے میر صاحب کے توپخانہ پر گر کر لشکر مین ایک محشر برپا کر دیا تھا۔ مگر سیدون نے اوسے مار لیا۔ پھر داؤد خان اپنی ہاتھی کو پیل کر سید حسین علیخان کے ہاتھی کے پاس لے گیا۔ امیرالامرا کے لشکر مین اور بھی ہراس ہوا۔ مگر اس حال مین ناگاہ ایک گولی جانستان داؤد خان کی سر پر لگی۔ اور اوسی نے کام تمام کر دیا۔ اور اوسی سے لڑائی کا پاسا پلٹ گیا۔ اور اوسکے لشکر نے ناچار فرار اختیار کیا۔ امیرالامرا کے ہان فتح کے نقارہ پر چوٹ پڑی۔ داؤد خان کی لاش ہاتھی کی دم مین لٹکے لٹکے ساری لشکر مین پھری۔ یہہ واقعہ ۱۷۱۶/۱۱۲۹ کا ہے۔

کہتے ہین کہ داؤد خان نے احمد آباد کی صوبہ داری مین کسی ہندو زمیندار کی بیٹی سے شادی کی تھی۔ اور وہ مسلمان ہوگئی تھی۔ ان دنون مین اوسے سات مہینہ کا حمل تھا جب حسین علیخان سے لڑنے گیا۔ تو اوسنے داؤد خان سے جمدر لیکر اپنے پاس کہہ لیا جسوقت خاوند کی مسناوی آئی تو اوسنے اوس

جسد سے اپنا پیٹ چاک کرکے بچی کو امانت نکال لیا۔ اور خود مر گئی۔ جسوقت اس شکست کی خبر فرخ سیر کو پہونچی تو کمال حزن و ملال ہوا۔ اور قطب الملک سے فرمایا کہ تمہارے بھائی نے کیسے جوانمرد اور شجاع سردار کا ناحق خون کیا۔ اوسوقت قطب الملک نے جواب مین کہا کہ اگر میرا بھائی اوس افغان کے ہاتھ سے مارا جاتا تو حضور کی مرضی کے موافق کام ہوتا۔

عبدالصمد خان کا فتح پانا سکھون کے گرو بندا پر

گرو بندا کے بھاگ جانیکا حال بہادر شاہ کی سلطنت مین بیان ہو چکا ہے۔ بعد بہادر شاہ کے مرنیکے سلطنت کے وارثون مین خود تلوار چلنے لگی۔ اسلئے کوئی اوسکی خبر نہوا۔ اس عرصہ مین سکھون کے فرقہ نے بڑا زور پکڑ لیا۔ بندا افواج شاہی کے مقابل کمتر ہوتا مگر یون قطاع الطریقی اوہر اودہر وقت کرتا رہتا جب فرخ سیر کا عہد ہوا مسلم خان صوبہ دار لاہور کو حکم ہوا کہ وہ بندا کی تنبیہہ کرے مگر اوسنے گورو بندا سے لڑکر شکست پائی۔ اور لاہور کو اولٹا چلا آیا۔ اسپر گروجی کا اور دماغ آسمان کو چڑھا۔ اور بیشتر سے بیشتر دست تعدی مسلمانون پر دراز کیا۔ بایزید خان فوجدار سرہند اوسے لڑنیکے لئے گیا۔ ایک خیمہ مین نماز پڑھتا تھا۔ کہ ایک سکھ نے عین نماز مین اوسکو قتل کیا۔ اور صاف نکل کر اپنی دوستون سے جا ملا۔ بازسنگھ کا خطاب دستون نے اوسکو دیا جب اسکی خبر بادشاہ کو ہوئی تو اوسنے عبدالصمد خان صوبہ دار کشمیر کو لڑنیکے واسطے حکم بھیجا۔ یہہ سردار بڑے ساز و سامان سے اوسے لڑنے گیا۔ اوسنے کئی لڑائیون مین سکھون کا منہ موڑا۔ اگرچہ بعض دفعہ معلون کر لشکر مین بھی سکھ کھلبلی ڈال دیتے ہی مگر آخر کو فتح لشکر شاہی کو حاصل ہوتی ہی۔ اب سکھون کی بھاگتے بھاگتے نوبت پہونچی کہ وہ بھاگ کر قلعہ گورداس پور مین جا کر محصور ہوئے۔ عبدالصمد خان نے اوسکا محاصرہ کیا کہ ایک دانہ غلہ کا اور ایک تنکہ گھاس کا قلعہ کے اندر نہ جانے دیا جب غلہ اور ذخیرہ محصورین کے پاس ہو چکا۔ اور کسی طرح سامان کہانے کا بہم نہ پہونچ سکا۔ تو یہانتک نوبت پہنچی کہ گائے

گدہے اور گھوڑے کہانی شروع کی - اور ہزاروں ہی مرنے لگے - آخر کار ناچار ہو کر عبد الصمد خان سے
امان کی درخواست کی - اوسی ایک علم میدان مین نصب کیا - اور حکم دیا کہ سب سلاح اور اسباب جنگ
اس علم کے نیچے ڈہیر کر دین - غرض عجز اور ضطرار کا وقت بر ہوتا ہی حسب الحکم عمل کیا - جب وہ
یون سب جمع ہوئی تو پادشاہی فرمان نے اونکو قید کر لیا - اور بہت سے قیدیون کو مقام جنگ ہی
مین قتل کیا - اور سات سو چالیس آدمی اور بندا کو اس حیثیت سے لاہور روانہ کیا کہ اونٹون
اور گدہون کی ننگی پیٹھون پر سوار اور کاغذ کی ٹوپی سر پر اور ہتھکڑیان پیرون مین اور بیڑیان
ہاتھون مین - اس صورت سے یہہ جماعت پر غرور لاہور مین داخل ہوئی - بایزید خان کی ماں کو
جب یہہ خبر آئی تو وہ بہی کوٹہے کی چھت پر اپنی بیٹے کی قاتل تماشہ کی تاک مین کہڑی رہی جون ہی
لوگون نے اوسی بتلایا وہین پہر پہینچکر ایسا مارا کہ پہر اوسنے پانی نہین مانگا - جب عبد الصمد خان
کو یہہ خبر ہوئی تو اوسنے سکہون کو گہوڑون اور گدہون کی جہولون مین چہپایا لوگون نے نہین
مارنے دالین - اور وہ زندہ سلامت بادشاہ کی خدمت مین پہنچین - قمر الدین خان پسر مجد امین خان
اور زکریا خان پسر عبد الصمد خان ان قیدیون کو دلی مین لائی - تو بادشاہ کی حکم سے شہر کے گلی
کوچون مین اونکی یون تشہیر ہوئی کہ بندا کا منکا لایا گیا - اور ہاتہی پر بٹہایا گیا - اوسکی ارزلی
کے لئے قیدیون کو بہیڑ کی کہال پہنہا کر جہیڑے کتے کی شکل بنایا - اور اونٹون اور گدہون پر
سوار کیا - اور سرون کو نیزون پر چڑہایا - غرض یون شہر مین پہرایا - اور پہر حکم دیا کہ بندا اور اوسکے
دو پسر اور دو تین اور معتبر قید مین رہین - اور باقی قیدیون مین سے ہر روز سو سو کو توالی کے
آگے قتل کئے جائین - یہہ کہنا ایسے جوش مذہبی مین بہرے ہوئے تہے کہ ہر قیدی جلاد کے تئین
کہتا تہا پہلے مجہکو قتل کر غرض وہ بڑی جوانمردی سے مرے اور اپنے مذہب سے نہ پہرے تبدیل
رہب کی جبکہ اونسے درخواست کی تو اونہون نے بہت بری طرح جواب دیا - یہہ ہنر بہی وحشیا

معلوم ہوتی ہے لیکن اگر سکھوں کے ظلم وستم کو دیکھو تو وہ اس سزا کے سزاوار تھے۔ جبکہ سب کا قتل ہوچکا تو بندا کی نوبت آئی۔ اوسکو تماش کا لباس پہنایا۔ اور لال پگڑی بندھوائی۔ لوہے کے پنجرے مین بند کیا۔ اور یون تماشائیونکو تماشا دکھلایا۔ اور گرد اوسکے فیقون کے سر نیزون پر کھڑے کئے۔ ایک بلی اوسکی پلی ہوئی تھی اوسکو بھی ایک نیزہ پر لٹکایا۔ تاکہ بندا کو معلوم ہوجائے کہ کوئی چیز اوسکی باقی نہین رہی۔ جلاد ننگی تلوار لئے سامنے کھڑا تھا۔ بندا جی کی گود مین اوسکا چھوٹا بیٹا لٹایا گیا۔ اور تیغہ اوسکے ہاتھ مین دیا گیا۔ اور کہا گیا کہ بیٹے کو ذبح کر اب کوئی کہتا ہی کہ اوسنے ذبح کر ڈالا کوئی لکھتا ہی کہ جب وسنے انکار کیا تو جلاد نے اوسکے بیٹے کو مار کر لخت جگر کا کلیجا اوسکے منہ پر مارا۔ پھر گرم دست پناہون سے اوسکی بوٹیان نوچ نوچ کر پھینکی گئین۔ مگر اوسکا استقلال یہہ تھا کہ منہ سی اُف نہ نکالی۔ جب یہہ جوانمردی اوسکی دیکھی تو محمد امین خان نے اوسسے پوچھا کہ تم نے ایسی بری کام کیون کئی تھے جسکے انتقام مین یہہ مصیبت دیکھی۔ تو اوسنے یہہ جواب دیا کہ سب مذہبون مین اس بات کو تسلیم کرتے ہین کہ جب خلائق مین عصیان اور تمرد حد سے گذر جاتا ہے تو منتقم حقیقی اونکی بداعمالی کی سزا کی وسطے مجھہ جیسے ظالم کو پیدا کرتا ہے۔ اور پھر اس ظالم کی سزا کردار تم جیسے صاحب اقتدارون کے ہاتھہ سے کرا دیتا ہے۔ بعض یہہ کہتے ہین کہ وہ اس بات پر فخر کرتا ہوا مرگیا۔ کہ خدا نے اس زمانہ کی زور اور ظلم کی اصلاح اور درستی کی لئے پیدا کیا تھا۔ یون تو یہہ سزا بڑی بیرحمی اور ظلم کی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اگر بندا کے ظلمون کو کوئی دیکھے تو وہ بھی اسے کچھہ کم نہ تھی۔ جو شخص حاملہ عورت کے پیٹ سے بچے کو پیٹ نکالکر ذبح کرے اگر اوسکے بچے کا کلیجہ اوسکے منہ پر پھینکا جائے تو کیا ظلم ہے۔ وحشیانہ حرکتونکا وحشیانہ انتقام ہے باقی سکھ جہان تہان پھیلے ہوئے تھے وہ بھی جنگلی جانورون کی طرح شکار کئے گئے۔ غرض اسوقت اونکا علاج ایسا کیا گیا کہ پھر وہ مدت کے بعد پنپے اور اونکو یہہ حوصلہ ہوا کہ وہ

ملکوں کو تاخت اور تاراج کریں ۔

مرہٹون کی ترقی

مسلمانوں کے سلسلہ ایسی قوی دشمن نہیں ہوئی جیسے کہ دکن میں مرہٹے ہیں سکھوں کی کبھی تعداد نہ زیادہ اور نہ وہ وسیع ملک میں پھیلے ۔ داؤد خان سے جو پہلی عہود ۱۷۱۳ء میں ہوئی ہے وہ تمکو یاد ہوں گے اب وہ قائم نہ رہے ۔ داؤد خان گجرات کو بدل گیا ۔ اوسکی جگہ حسین قلیچ خان صوبہ دار مقرر ہوا ۔ اور کال ایکسال پانچ مہینہ اس عہدہ پر مامور رہا ۔ نظام الملک آصف جاہ کے القاب سے اوسکا نام بڑا مشہور ہے ۔ یہہ نظام الملک بڑا لائق اور ہوشیار تہا ۔ وہ دکن کے معاملات ملکی سب بچپن ہی سے واقف ہوا اوسکی یہہ نہایت عمدہ تجویز تہی کہ مرہٹون کو ضعیف کرہ کو تقویت دیکر اوسکی قوی گردہ کی بیخ کنی کرنی چاہئے ۔ اسلئے وہ کولاپور کے راجہ کا حامی ہو ستارہ کے راجہ کی بیخ کنی کرنے لگا ۔ ساہو کے افسر جو بندوبست ملک کا کر رہے تہے اونسے مقابلہ کرنیکے لئے سپاہ بہیجی ۔ اور اونکو شکست دی اور بعض اضلاع اونکے دبالئے ۔ مگر پہر صلح ہوگئی ۔ اور راجہ کو لقب دہ ہزاری سوار کا بادشاہ کی طرف سے عنایت ہوا ۔ غرض وہ یہہ اپنی تدبیریں کر رہا تہا کہ یکایک وہ یہاں سے منتقل ہوا ۔ اور سید حسین علیخان اوسکی جگہہ مقرر ہوکر آئیا ۔ اسلئے اوسکی تدبیروں سے بڑا فائدہ نہ ہوا ۔ اور مرہٹون نے پہر سر اوٹہایا ۔ اور پادشاہی ملک کو لوٹنا کہسوٹنا شروع کیا ۔ کہنڈوا و ہاریہ سپہ سالار شاہو نے تحصیل چوتہہ میں بڑے ظلم برپا کرنی شروع کئے ۔ اور خاندیس کے صوبہ پر تصرف کرلیا ۔ اور بندر سورت کی راہوں میں گلی قلعے بنالئے ۔ اور اپنے تہانی بہادئے ۔ جو قافلہ جاتا اگر اونہی مال کی چوتہائی دیدیتا تو سلامت رہتا نہیں سارا مال لٹ جاتا ۔ اور قافلہ کے آدمی قید ہوجاتے اور پہر روپیہ دیکر چہوٹتے ۔ امیر الامرا نے ذوالفقار بیگ بخشی کو تین چار ہزار سوار اور بہت سے برقندازوں کو اوسکی تنبیہہ کے واسطے روانہ کیا ۔ ذوالفقار بیگ تو اورنگ آباد اور خاندیس کے درمیان

کوئل سے گذرا تھا کہ کہنڈ دادہاریہ اوسکی خبر سنکر سرحد بکلانہ اور کالنہ مین نمایان ہوا۔ ذوالفقار بیگ نے
اوسپر حملہ کرنا چاہا کہ وہ فرار ہوا۔ اور جنگلون کی طرف چلا۔ اور جون جون پادشاہی سپاہ آگے بڑھتی گئی
وہ دہات خالی کرکے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اور آخر کو یہ پادشاہی سپاہ کو اپنی پیچھے لگائی لئے آیا۔ اور اس مقام پر
لاڈالا جو نہایت مستحکم تہا۔ ہرچند ہرکارون نے ذوالفقار بیگ کو منع کیا کہ وہ اس حال مین نہ پہنسے مگر سادات
بارہ کی شجاعت اور جہالت ایسی بات کو کب سنتے تہے۔ پیچھے چلے گئے۔ کہنڈ وکی سپاہ جو چھوٹے چھوٹے گروہون
مین منقسم ہوکر اونچی ٹیکرون اور پہاڑون کی کہوہون مین چھپ چھپا گئی۔ پادشاہی فوج اس فرار کو
اپنی فتح سمجھی۔ اور خوشی کی ماری پھولی نہ سمائی۔ اور ان بہگوڑون کے پیچھے پڑکر اپنی صف بندی کو توڑا
مرہٹون نے یہہ ہوشیاری کی کہ جب تک چھپے بیٹھے رہے کہ پادشاہی سپاہ بالکل اونکے پیچھے متفرق
ہوگئی۔ اور پھر امید اونکے اجتماع کی نہ رہی۔ جب یہہ خبط پورا ہوچکا تو پہراونہون نے تلوار سنبہالی۔ اور
پادشاہی فوج اور اونکے سپہ سالار ذوالفقار بیگ کے ٹکڑے ٹکڑے کئے۔ اور بہت سی زندہ اسیر کئے اور
ہتیار اور کپڑے اور گہوڑے سب کہولئے۔ اور ایک آدمی کو بہی زندہ نہ چہوڑا جب اس ماجرے کی خبر
امیرالامرا کو ہوئی۔ تو اونہون نے راجہ محکم سنگہ اپنے دیوان کو شائستہ فوج کے ساتہہ بہیجا۔ اور سیف علیخان
اپنے بہائی صوبہ دار برہانپور کو بہی اسی کام کے لئے روانہ کیا۔ مگر اس فوج کشی کا انجام بہی وہی ہوا جو پہلے
ہوا تہا۔ امیرالامرا اور فرخ سیر مین باہم نفاق ہونیکی خبر مشہور ہوگئی ہی۔ بلکہ یہہ مشہور ہوگیا تہا
کہ فرامین اور احکام راجہ ساہو اور تمام دکن کے دیوانون اور زمینداروں کے نام آگئے ہین کہ امیرالامرا
کی اطاعت نکرنا۔ اور اوسکے استیصال مین جہانتک بنے کوشش کرنا۔ غرض جب حسین علیخان نے یہہ
دیکہا کہ یہان دکن اور ملک کے نامک مین انتظام نہین ہوسکتا۔ اور فرخ سیر اور اوسکے بیوقوف سوا خواہون
کی طرف سے روز راجہ ساہو اور سرکشون کے پاس نوشتے آتے ہین کہ سرکشی اور تمرد کو رونق دو۔ ایسی
صورت مین بندوبست کا ہونا دشوار ہے۔ اور اپنے بہائی کی سلامتی کا بہی اطمینان نہین اس لئے

دہلی جانیکا ارادہ مصمم سب کاموں سے مقدم سمجھا۔ اور راجہ شاہو سے اس بات پر عہدنامہ کیا کہ وہ سارا ملک جو پہلے سیواجی پاس تہا۔ اور وہ ملک و بعد اوسکے مرہٹوں نے فتح کیا۔ یہہ دونوں شاہوجی کو دیئے جائینگے۔ اور ان اضلاع مین جو تمام قلعے ہین وہ بہی اوسکے تصرف مین دلائے جائینگے۔ اور تمام دکن بہی چوتہہ دی جائیگی۔ اور علاوہ اسکے تمام ملک کے خراج مین سے وہ یکی جسکو سردیس مکہی کہتے ہین دی جائیگی۔ اور اسکے عوض مین ساہو دس لاکہہ روپیہ دار اور پندرہ ہزار سوارون کی سپاہ سے امداد کرے۔ اور تمام ملک کی امن امان کا ذمہ دار ہو۔ اور جو کچہہ مرہٹون کی لوٹ مار سے ملک کا نقصان ہوا اوسکا عوضانہ دی۔ یہہ عہدنامہ ۱۷۱۹ء مین ہوگیا۔

گو اسوقت ساہوجی مرہٹون مین سب سے بڑا راجہ نظر آتا تہا۔ مگر حقیقت مین وہ اوس سارے ملک پر جو اوسکو بادشاہ کی طرف دیا گیا۔ قبضہ نہین رکہتا تہا اور اوسکے اختیار مین بہی یہہ امر نہ تہا کہ وہ مرہٹون کی لوٹ مار سے ملک کا انتظام کرسکتا۔ وہ اپنی ساتہیون کو البتہ اس کام سے باز رکہہ سکتا تہا۔ اس صلح سے امیر الامرا کا تو یہہ مقصد نکل آیا کہ اپنے لشکر کو دکن سے لے گیا۔ اور بالاجی وشوناتہہ دس ہزار سوار مرہٹون کو ساتہہ لیکر دہلی روانہ ہوا۔ جب بادشاہ پاس یہہ عہدنامہ امیر الامرا کی عرضداشت کے ساتہہ گیا تو وہ اوسے اور آزردہ اس سبب سے ہوا کہ اوسنے اول بادشاہ سے اس صلح کے لئے صلاح نہین کی دوم بادشاہی ملک مین مرہٹون کو دخل دیا۔ اسلئے اس عہدنامہ پر دستخط کرنے کو وہ بے غیرتی سمجہا۔

بادشاہ کی دربار کی کیفیت اور سید عبداللہ خان قطب الملک

قطب الملک تو عیش کے بندہ تہے۔ کچہہ اونسے نہو سکتا تہا۔ اونکے سارے کاموں کا دار مدار راجہ رتن چند کی رائے پر تہا۔ راجہ صاحب کا ہندوانہ تعصب اور سخت تدبیری اور خود مختاری عام پسند نہ تہی۔ غرض نائب کی بدکرداری اور منیب کی غفلت شعاری سے بادشاہ کو یہہ جرات اور حوصلہ

کہ وہ قطب الملک کے کام تمام کرنیکی پوری تدبیرین کرنے لگا ہر روز ایک نئی خبر وزیر کی گرفتاری کی
شہر مین اوڑتی لگی - ان دنون مین یہہ ایک اور اتفاق ہوا کہ جتنے لوگون کو یقین ہو گیا کہ بادشاہ
وزیر کی گرفتاری کا ارادہ رکھتا ہی - میر جملہ جو عظیم آباد کی صوبہ داری کو گئے تہے وہان جب پہنچے
تو انتظام اچھی طرح نہ کر سکے - بادشاہ کی آٹھہ ہزار سوار اس صوبہ مین تہے - اور بارہ مہینہ کی تنخواہ
اونکی چڑہی ہوئی تہی - اور وہ منتظر بیٹہے تہے کہ جاگیر سے جب روپیہ آئیگا تو اونکو ملے گا کہ یکلخت
اونکی موقوفی کا حکم آیا - اور صوبہ دار ین کر میر جملہ آیا - اونسے تنخواہ کا انتظام نہ ہو سکا - اسلئے
سپاہ فی شہر مین غدر مچا دیا - میر جملہ خوف کے ماری پنیس مین بیٹہہ بادشاہ کی ڈیوڑہی پر حاضر ہوا
لوگون نے یہہ جانا کہ بادشاہ فی وزیر کے پہنسانیکے لئے بلایا ہے - جب بادشاہ میر جملہ کو اس
نامردی اور نالائقی سے خفا ہوا تو سید عبداللہ قطب الملک کی خدمت مین حاضر ہو کر عجز و
انکسار اپنا ظاہر کرنے لگی - اور اس امر کی امیدوار ہوئے کہ وہ بادشاہ سے تقصیرات معاف کرا دے
وزیر صاحب ان امور کو مکرر تدبیر اور اپنی اسیری کی تدبیر سمجہے - آٹھہ ہزار سوار موقوف
شدہ نے اپنی تنخواہ کے لئے محمد امین خان بخشی اور خاندوران خان نائب امیر الامرا اور میر جملہ
کے مکانون پر دہنا دیا - اہل ہی لوگ یہہ سمجہے کہ یہہ فتنہ انگیزی صرف وزیر کے قتل کرنیکے لئے
کی ہے - قطب الملک نے جب یہہ دیکہا تو اونسے بہی سامان حفاظت کا خوب کیا - بادشاہ
نامرد یہہ دیکہہ کر ڈر گیا - فساد رفع کرنیکے لئے اور اپنے اہتمام کے دور کرنیکے واسطے میر جملہ کو ملتان
بہیجدیا - اور سربلند خان کو عظیم آباد مین صوبہ سنبہالنیکے بہیجدیا - باطنون مین کدورت تہی -
اس لئے کوئی تدبیر نہ تہی جسپر سازش و تزویر کا گمان ہو تدبیر نہ کرتے تہے - یہانتک نوبت
پہنچ گئی تہی کہ اگر بادشاہ سیر و شکار کو جاتا تو وزیر کی گرفتاری کا شور مچ جاتا - قطب الملک
بہی سپاہ ہمیشہ اپنے پاس رکہتا - بادشاہ کو یہان تک بتلا اسی عداوت ہو گئی تہی کہ اپنی

اور سفاہت سے سنہ ۶ جلوس مین جب اسد خان آصف الدولہ قریب المرگ ہوا تو اوسکی عیادت کے لئے ایک ملازم کو بھیجا اور کہا افسوس ظاہر کیا کہ ہم نے تمہاری قدر نجانی - اب کوئی تدبیر سادات کی بلانا تمہاری شفاق و اخلاق سے بعید نہین ہے - اوسپر اس جوانمرد نے جواب دیا کہ تم غلطی عظیم مین پڑ گئے جسطرح ہمارا خاندان تم نے برباد کیا ہی اوسکا عوض اپنی آنکھون سے دیکھتے ہو - ہمارا خاندان تباہ ہوگیا - تمہارا تباہ ہونیکو ہے - میری نزدیک یہی مصلحت ہے کہ سادات کی ستر ضابطہ مین کوشش کرو اور اونسے نہ بگاڑو - زیادہ بگاڑ مین تمہارا بہت بگاڑ ہے - اپنے بیٹے کے قاتل کو یہہ نیک صلاح دینی اسی امیر کا کام تہا - بچوانوی برس کی عمر مین اس امیر الامرا کا انتقال ہوا گویا امیر الامرا کا

رکن الدولہ احتقاد خان کا اقتدار اور امرا عظام کا اجتماع - محمد امین شخص کشمیری تہا - سب گنون پورا تہا - کوئی عیب نہ تہا - فرخ سیر کی ماکشمیرن تہی - اوسکی توسل سے بادشاہ سے ہم کلامی کی نوبت خلوت مین پہونچی - اونسے بادشاہ کو سمجہایا - کہ مین سادات کا قلع قمع جدال اور قتال بغیر نہین کرسکتا ہون - فرخ سیر کو ایسی جبن اور بزدلی کی باتین بہاتی تہین - اس کشمیری نے اپنی چکنی چپڑی باتونمین بادشاہ کو ایسا پہسلایا کہ وہ تہوڑی دنون مین اوسکا غلام ہوگیا - اور رکن الدولہ احتقاد خان کا خطاب اوسکو دیا - اب اونسے یہہ صلاح دی کہ سربلند خان کو پٹنہ عظیم آباد سے چین قلیچ خان نظام الملک فتح جنگ کو مرادآباد سے اور راجہ اجیت سنگہ کو احمد آباد سے طلب فرمائیے - اور ہر ایک کو عہدہ خدمات کے لئے امیدوار کیجے - اور اونکے ہاتہون سے دولت سادات کو ملیامیٹ کیجے - بادشاہ نے یہی کیا - یہہ سب امرا جمع ہوئے - اجیت سنگہ کو مہاراجگی کے القاب سے اعزاز دیا - اور قتل سادات کا کام تفویض ہوا - مگر یہہ راجہ بادشاہ کی نامردی اور بزدلی اور سفلہ پن سے خوب واقف تہا - وہ قطب الملک کا ہم دم اور ہمدستان ہوا - اور نظام الملک اور سربلند خان جو اپنے پہلے عہدون کو چہوڑ کر یہان وزارت اور میر بخشی کے عہدون کی امیدواری مین

آئے تھے وہ بھی معطل اور معزول بیٹھے ہیں جب انہوں نے قلمدان وزارت کی درخواست کی۔
کہ جسکو حضور لائق دیکھیں اوسکو مرحمت فرمائیں۔ تو اوسوقت بادشاہ سلامت نے کیا رنگین فقرہ
یہہ سنایا کہ حضور اعتقاد خان سے زیادہ کسی کو لائق وزارت نہیں دیکھتے۔ یہہ سنکر وہ امراجل کر
خاک ہوگئے۔ بھلا اونسے اس سفلہ بدنہاد اور خیرناچیز کی کب اطاعت ہوتی۔ نظام الملک کو
کوئی نیا عہدہ نہ ملا۔ بلکہ مراد آباد کی فوجداری سے جو اوسکو دکن کی صوبہ داری سے معزول ہونیکے
بعد ملی تھی معزول ہوا۔ اور مراد آباد کا نام بدل کر بادشاہ فیروز آباد رکھا۔ اور اعتقاد خان کو
بطریق التفات دیدیا۔ اسی اثنا میں عید الفطر آئے۔ بادشاہ کی سواری میں ستر اسی ہزار آدمی
تھے۔ قطب الملک کے ساتھ پانچ ہزار سوار ساتھ تھے۔ لوگوں کو یقین تھا کہ وزیر صاحب آج
عید کی قربانی بنینگے۔ مگر اس نامرد بادشاہ کا کوئی ارادہ استقلال سے نہوتا تھا۔ اسلئے وہ پورا
نہوتا تھا جب حسین علیخان کو دکھن میں یہہ خبریں متواتر پہونچیں۔ تو وہاں سے اسطرح جسطرح
ہم بیان کر آئے دہلی کی طرف چلا۔ راجہ ساہو نے کسی شخص محبوب النسب معین الدین کو اس شبہ سے
گرفتار کیا تھا کہ وہ شاہزادہ اکبر کا بیٹا ہے۔ اوسکو بھی سید حسین علیخان نے اپنے پاس بلالیا۔ اوسکا حال
اپنی عرضی میں لکھا۔ اور دکن کی آب و ہوا کی ناسازی اور ملازمت کا شوق ظاہر کیا۔ ایدھر
قطب الملک نے بھی سپاہ کو بڑھانا شروع کر دیا تھا۔ جب بادشاہ نے یہہ حال دیکھا تو وہ اپنی وزیر سے
صلح کا خواہاں ہوا۔ راجہ اجیت سنگھ بیچ میں واسطہ ہوا۔ اور بادشاہ وزیر کے گھر گیا۔ اور وزیر سے
عدم مخالفت پر قسمیں کھائیں۔ طرفین سے عذر ہوئے آخر بادشاہ اپنے گھر چلا آیا۔ مگر بادشاہ
کی رائے اور عزم کو کوئی قرار نہ تھا۔ کبھی سید دونوں سے صلح اور مدارا تھا۔ کبھی اونکے قلع اور قمع کی
تدبیریں اور منصوبے تھے۔ بیشک امر نامرد اور احمق مصاحب روز بروز زیادہ ہوتے جاتی ہے۔ راجہ
جے سنگھ سوائی اور مہاراجہ الملک بلند خان نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اب ہمت بلند کر اس وزیر کو

معطل کیجیے۔ ہوتو ایسا مضحل ہے کہ سوا راطاعت کے کچھہ اور نہ کریگا۔ مگر بادشاہ فی الحال نہ سنی
نظام الملک کا تو یہہ حال ہوا کہ وہ اپنی مراد آباد کی فوجداری سے ہی گیا۔ اسلئے اوسنے گوشہ نشینی اختیار
کی۔ سربلند خان کی سیر حاصل جاگیر عظیم آباد پہنچکر میر جملہ کو ملی۔ اوسکی سپاہ کی تنخواہ بہت
چڑھ گئی تہی۔ اسلئے اوسنے اپنا سارا اسباب تقاضائیون کو دیکر فقیری اختیار کی۔ قطب الملک نے
جب یہہ حال یکبارگی سنا تو ان دونون سرداروں کے پاس گیا۔ اور اونکو اپنی گہر لے آیا۔ اور سربلند خان کو
جو کچھہ لوگون کا دینا تہا وہ اپنے پاس سے دیدیا۔ اور کابل کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اور نظام الملک کو
بھی مالوہ کی صوبہ داری دینے کا وعدہ کیا۔ محمد امین خان اعتماد الملک کو اور ہر بادشاہ کی طرف سے
سند صوبہ داری مالوہ کی نہ پہنچی۔ اور امیر الامرا کی خبر دکن سے آنیکی سنی اسلئے وہ بھی بغیر جانے
فرخ سیر کے خدمت مین حاضر ہوا۔ اور جب مقرب شاہی ہوکر وزیر کی ہوخواہی کیلئے مستعد ہوئے
غرض یون امرا بادشاہ کو پہر لے گئے۔ اور وزیر کے ساتھہ ہولئے گئے۔ راجہ جی سنگہ کے سوا
سب وزیر کا کلمہ پہرنے لگے حسین علیخان کو جب یہہ خبر پہونچی کہ بادشاہ قطب الملک کے گہر گیا۔ اور
دونون مین صفائی ہوگئی۔ تو اوسنے کچھہ توقف اپنے چلنے مین کیا۔ مگر قطب الملک نے بہتیرا کید اً
بہائی کو لکہا کہ جلد آؤ۔ بادشاہ کا جواب اوسکی عرض کا یہہ پہونچا کہ اگر دکن کی آب و ہوا ناموافق
ہے تو گجرات مین تبدیل آب و ہوا کے لیے چلی جاؤ۔ اور اگر یہہ منظور نہ ہو تو ہم بھی تمہاری ملاقات
کے مشتاق ہین۔ اور معین الدین پسر شاہزادہ اکبر کو حضور مین بہیجدو۔

امیر الامرا کا شاہجہان آباد مین آنا۔ بادشاہ کا قید ہونا۔ اور اوسکا مارا جانا

امیر الامرا حسین علیخان نے اول اپنے بہائی سیف الدین علی خان کو برہان پور مین تونچانہ
اور سپاہ کی تیاری کے لئے روانہ کیا۔ اور دلی کی خبر کا منتظر رہا۔ جب اوس پاس یہان کے فسادی خبر پہنچی

تو وہ اوائل محرم مین روانہ ہوا۔ اور بڑی بڑے سردار اوسکے ہمراہ ہوئے۔ اوسنے ساری سپاہ کا
دل اپنی ہشیاری سی ہاتھہ مین لے رکھا تہا۔ راہ مین جو چلا یہانتک احتیاط اوسکو تہی کہ جو
دہات راہ مین پڑے اونکا کسی طرح کا نقصان نہونے دیا۔ ایک حکایت اوسکے لشکر کی مشہور ہے
کہ کوئی محتاج نوجوان عورت ہاریونہ گرا اوسکے کسی سوار کے ساتہہ اپنی خوشی سے ہوئی۔ جب
اوسنے امیر الامرا سے فریاد کی۔ تو اوسی وقت لشکر کو قیام کا حکم دیا۔ اور تلاش کر کے اوسکے
حوالہ کی۔ اور کچہہ اشرفیان بہی دین۔ اور خدا کا شکر بہیجا کہ اوسکی عصمت اور عفت مین
فرق نہ آیا تہا۔ اخلاص خان کو بادشاہ نے دوڑایا تہا کہ وہ امیر الامرا کو اولٹا دکن روانہ کرے
وہ امیر الامرا سے مانڈو مین ملا۔ اور روئی کا سارا حال سنایا۔ ۱۴ صفر کو اجین مین لشکر آیا
یہان بادشاہ اور وزیر کی صفائی کی خبر پہونچی۔ اسپر امیر الامرا نے دربار عام کیا۔ اور سارے
لشکر کو سنایا کہ بادشاہ کو ہم سے عداوت نہین رہی۔ اور ہم کو بہی سوا راطاعت کے
کچہہ اور خیال نہین۔ تہوڑی دنون مین بادشاہ سی ملکر ہم پہر دکن کو چلے آینگے مگر خلوت مین
اپنے رفیقون سے یہہ کہا کہ اب ہم مین اور بادشاہ مین دلون کی صفائی ناممکن ہے۔
اگر ہم اوسکے ہاتہہ آگئے۔ تو وہ ہم کو زندہ نہین چہوڑتا۔ اگر وہ ہمارے ہاتہہ آگیا تو ہم
اوسکو نہین سلامت رکہتے۔ راہ مین رانا کے ملک پر دست درازی شروع کی تہی مگر وکیل
نے نذر آنکر دیدی اسلئے خیر گذری۔ پہر راجہ جیسنگہ کے ملک پر تو لشکر نے خوب ہاتہہ پہینکے
جب شاہجہان آباد چار منزل رہا۔ تو بڑے بڑے امیر اور قطب امیر الامرا کی خدمت مین گئے۔
اور بادشاہ کی طرف سے ایک ایک کی چار چار لگائین راجہ رتن چندر نے تو اپنی بدذاتی مین کسر
باقی نہین رکہی۔ بادشاہ کی تلون مزاجی کی وہ ہی کیفیت تہی کبہی اظہار قدرت اور شوکت
سلطانی کے لئے سبدون کی تنبیہ اور تاکید کا عزم کرتا۔ کبہی نامردی سے اونکی دوستی

اور اتحاد کا طالب ہوتا۔ راجہ جی سنگھ نے ہر چند بادشاہ کو سمجھایا کہ اب وقت ہی حضور باہر چلکر
ان سیدوں سے معرکہ آرائی کیجئے۔ سارا لشکر حضور کے قدموں پر سر جھکا ئیگا۔ اور ان سیدوں
کو کوئی نہیں پوچھیگا۔ اور سب امرا عقیدت کیش اور عاقبت اندیش حضور کے طرفدار ہو جائینگے
۔ مگر بادشاہ میں کچھ حوصلہ ہی نہ تھا۔ سب امرا متفقہ رودانشور خون جگر کہا کہا امیر الامرا اور
وزیر سے سازباز کرتے جاتی تھے۔ امیر الامرا کا لشکر اواخر ربیع الاول میں شاہجہان آباد
میں آگیا۔ اور دریا کے کنارہ پر فیروز شاہ کی مینارہ پاس قیام پذیر ہوا۔ فرخ سیر کے اصل
فطرت ہی میں مطلق جرأت نہ تھی۔ سیدوں کی عداوت کا جو کام کیا بے سلیقگی سے آغاز کیا
۔ اور نامردی سے انجام میں چھوڑ دیا۔ غرض جب میدان کارزار میں معرکہ آرائی نہ کر سکا
سید حسین علیخان نے اس درخواست کو پیش کیا کہ حضور راجہ جیسنگھ کو جو ہمارا مخالف
ہے نکال دیں۔ اور تمام خدمات ہماری سپرد کریں۔ بادشاہ نے سب درخواستیں منظور کر لیں۔
صرف یہہ کہا کہ بالفعل اعتقاد خان نائب رہے۔ جشن کے دن نیابت بھی سیدوں کے سپرد ہو جائیگی
راجہ جیسنگھ کو ایک دن کی بھی فرصت نہ دی۔ اوسی دن شاہجہان آباد سے جے پور کو روانہ کیا
پانچویں ربیع الثانی کو جیت سنگھ اور قطب الملک نے جا کر سارا قلعہ میں اپنا بندوبست کر لیا۔ امیر الامرا
کی سپاہ نے سارا قلعہ گھیر لیا۔ قطب الملک فرخ سیر کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ ہم نے حضور کی
اور حضور کے باپ دادا کی کیا کیا خدمات کیں۔ مگر حضور سے سوا بدگمانی اور آزار رسانی کے کچھ
اور ظہور میں نہ آیا۔ اور اسکی صداقت اور شہادت اس فرمان سے ظاہر ہوتی ہے جو حضور نے حسین علیخان
کے قتل کے واسطے داؤد خان بخشی کو لکھا۔ اسی پڑھ لیجے غرض قطب الملک نے بیجا درخواستیں
کرنی شروع کیں۔ بادشاہ نے اس حالت میں بھی اپنی حماقت سے درشت جواب دینی شروع کئے۔
پھر قطب الملک گرم ہوا۔ اور اعتقاد خان کو دولہ کو نکل جانے کے لئے کہا۔ وہ ہوش باختہ

اس جان کے بچ جانے ہی کو غنیمت سمجھا۔ اور پالکی مین بیٹھہ چلدیا۔ اتنے مین رات ہوگئی قلعہ کے دروازہ بند ہوگئے بادشاہ کی خیر خواہ اور راجہ جیت سنگھ باہر تھے۔ اور بدخواہ سب اندر۔ بادشاہ جان چھپاکر محل مین چلا گیا صبح کو غدر سارے شہر مین مچ گیا۔ سیدون سے جو سپاہ مغلیہ ناراض تھے اوسنے اور بعض امرای فدویت کیش نے اپنی حق خدمت ادا کرنیکے لئے لڑائی شروع کی۔ اول مرہٹون کو قتل کرنا شروع کیا۔ مرہٹے میدان کے لڑنے والے شہر کی گلیون مین لڑنا کیا جانین۔ بہت سے لاٹھی پونگنون سے مارے گئے کچھہ بھاگ گئے۔ اتنی مین خبر مشہور ہوگئی کہ قطب الملک مارا گیا۔ اسلئے اور بھی پرشیانی سادات کے لشکر مین آئی۔ غرض چاندنی چوک اور سعد اللہ خان کے چوک مین اور کئی جگہہ لڑائیان ہو رہی تھین کہ سید حسین علیخان سپاہ سمیت شہر مین آیا۔ اور اوسپر قبضہ کرلیا۔ اب سیدون نے جان لیا کہ ہماری سلامتی فرخ سیر کے زندہ رہنے مین نہین ہے۔ اسلئے نجم الدینخان برادر قطب الملک محل سرا مین گھس گیا۔ اور عورتون کو خوب مار پیٹ کر بادشاہ کا پتا لگایا۔ اور فرخ سیر کو کمال بے حرمتی سے پکڑ کر باہر لایا جسوقت بادشاہ کو پکڑا تو بیگمون اور بیبیون نے اوسکو گھیر لیا۔ اور رونا پیٹنا شروع کیا۔ اور گرفتار کرنے والون کے پیرون مین سر کہدیا ہاتھہ جوڑے خدا کے واسطے دی۔ مگر ایسی وقت مین کون ایسی باتین سنتا ہے۔ بادشاہ کی اول آنکھون مین سلائی پھروائی۔ اور پھر پولیہ مین ایک تنگ تاریک مکان مین قید کردیا۔ اب اوسکے مارے جانے مین مورخون کا اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ اس قید خانہ مین زندہ در گور ہوگیا۔ کوئی کہتا ہے کہ اوسکو زہر سے گھبرایا۔ اور بھاگنے کی قصد سے زندان سے نکلا۔ کہ ایک پٹھان نے دیکھہ لیا اور ایک تپانچہ منہ پر لگادیا۔ پھر اوسکو ایسی غیرت آئی کہ دیوار سے سر پھوڑ کر مرگیا۔ کوئی کہتا ہے کہ اس قید خانہ مین بھی اوسکے مزاج کا یہہ حال تھا کہ وہ کبھی سیدون کو گالیان دیتا کبھی اپنی رہائی کے لئے منت اور سماجت کرتا کبھی یہہ سازش کرتا کہ کوئی ایسی راجہ جی سنگھ بلس بہہ پہنچا دے

غرض جب سیدون نے دیکھا کہ یہہ نچلا نہین بیٹھتا۔ تو اونہون نے ۱۷ فروری ۱۷۱۹ء سنہ ۱۱۳۱ ربیع الثانی کو اوسکے گلے مین پھندا لگایا۔ اور بڑی اذیتون سے مارا۔ اور لاش کو ہمایون کے مقبرہ مین دفن کرادیا۔ غرض فرخ سیر کے ہاتھون سے جو اورون نے ظلم اوٹھائے تھے وہ اوسنے سیدون کے ہاتھ سے اوٹھائے۔

مختلف حالات

فرخ سیر چھ سال چار ماہ تک تخت سلطنت پر بیٹھکر سلطنت کو خراب کرتا رہا۔ اوسکے عہد مین چارون طرف سے سلطنت کے شیش محل پر پتھر پڑنے لگے۔ عنایت اللہ خان میر منشی عالمگیر کے اور اس بادشاہ کی دفتر تحاصل کے افسر اعلی جو تھے تو اس زمانہ مین محصول جزیہ کی وصول کرنے مین وہی عمل عمل مین لائی جو عہد اورنگ زیب کے مین ہوتا تھا۔ مگر لوگون کے شور و فساد اور نزاع پر خواہش کے سبب سے وہ اپنی اس حرکت سے باز رہے

سنہ جلوس مین ہندو مسلمانون مین احمد آباد گجرات مین فساد عظیم برپا ہوگیا۔ مسلمانون کی مرضی کے خلاف ہندون نے ایک جگہ ہولی جلائی۔ وہان مسلمانون نے چند مین انکی گائی ذبح کرالی پھر ہندون نے چودہ برس کے نوجوان گائی قصاب کے گلے پر وہان چھری پھروائی غرض یون اونمین لڑائی جھگڑا بڑہتا گیا۔ اور ہزارون کا خون ہوگیا۔ اسمین داؤد خان نے ہندون کی طرفداری کی جب مسلمان بادشاہ کی ہان فریادی گئی تو وہان راجہ رتن چند نے اون کو قید کرایا۔ خواجہ محمد دولت نے ان مسلمانون کو بڑی مشکل سے ہاکرایا۔ خاصل ارسلطنت شیعہ سنیون مین بھی ایک فساد عظیم برپا ہوگیا۔

سلطنت شمس الدین رفیع الدرجات و محمد رفیع الدولہ

جب فرخ سیر کے قید ہی ایک ہنگامہ برپا ہوا۔ تو قطب الملک اور امیر الامرا نے اوسکی فرد کرنیکے لئے چاہا

کہ کسی شاہزادہ کو بادشاہ کرنا چاہیئے۔ مگر بہادر شاہ اور فرخ سیر سے اسقدر شاہزادہ جن جن کو
قتل کرائے تھے کہ جواب زندہ تھے وہ زندان مین تھے یا محلون مین جیسے دیہاتی عورتون مین
لڑکیون کی طرح پرورش پا رہے تھے۔ ان سیدون کو بھی ایسا ہی شاہزادہ بھولا بھالا اغفل کا
پوجا چاہیئے تھا کہ کٹ پتلی کی طرح اونکے اشارہ پر چلے۔ ۹ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ فروری ۱۷۱۹ء شمس الدین
ابوالبرکات رفیع الدرجات کے چھوٹے بیٹے رفیع القدر نبیرہ بہادر شاہ کو قید خانہ سے نکال کر
تخت پر بٹھایا۔ اوسکی عمر بیس برس کی تھی۔ اس بادشاہ کے عہد مین جزیہ موقوف ہوا۔ اور
نظام الملک ملوہ کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ مگر یہہ نوجوان شاہزادہ مسلول تھا تین مہینہ سلطنت
کی تھی کہ چوتھے مہینہ مین ۱۲ ربیع کو دنیا سے رحلت کی۔ اور نعش سلطنت کی تہمت اپنے
ذمہ لی۔ پھر سیدون نے اوسکے چھوٹے بھائی رفیع الدولہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا۔ مگر اوسکی
عمر نے بھی وفا نہ کی۔ تین مہینہ سے کم عرصہ مین وہ بھی اسہال کے مرض مین مبتلا ہوکر اجل کے
پنجے مین گرفتار ہوا۔ یہہ دونو شاہزادہ محلون مین لڑکیون کی طرح پلے ہوئے تھے تخت پر
بیٹھنا تو اونکے سان گمان مین بھی نہ تھا۔ ساری عادتین اونکی ایسی تھین جیسی کہ عورتون کی
ہوتی ہین جسوقت سیدونکو رفیع الدولہ کے زندگی سے مایوسی ہوئی اوسیوقت اونہون نے
اپنے بھائی نجم الدین علیخان اپنے چھوٹے بھائی یا غلام علیخان اپنے بھتیجے کو روشن اختر
پاس بھیجا۔ وہ جستہ اختر جہان شاہ کا بیٹا تھا۔ اٹھارہ برس کا سن تھا خوبصورت جوان تھا
ذہن اچھا نہ تھا۔ مگر فہم و فراست سے بالکل خالی نہ تھا قلعہ سلیم گڈھ مین قید تھا۔ نواب قدسیہ بیگم
اوسکی ماں اس قید خانہ مین شریک تھی۔ اور معز الدین کے عہد سے اپنے بیٹے کو اسی زندان مین
پالتی تھی۔ یہہ بیگم نہایت عاقل اور ہوشیار تھی۔ اور زمانہ دیکھے ہوئے بیٹھی تھی۔ روشن اختر ۱۲
چند دفعہ امیرون نے آکر عرض کیا کہ تخت حاضر ہے چلکر اپنے قدمون سے اوسے مشرف کیجیے

تو اس عاقل عورت نے یہہ سمجھہ کر کہ جو بادشاہ ہوتا ہے وہی تخت کی قربانی بنتا ہی - امیروں کے سامنے ہاتھہ جوڑے - اور کہا کہ برائے خدا مجھے اس یتیم کے لئی تاج نہین چاہئے - اوسکا سر سلامت رہنے دو - امیروں نے بہت سی عہد و پیمان کر کے اوسکی تشفی اور تسلی کی - غرض پندرہوین ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ سنہ ۱۷۱۹ء کو روشن اختر نے تخت سلطنت پر قدم رکھا - اور ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ اپنا لقب کہا - اس محل پر کیا خوب شعر ایک شخص نے کہا ہی کہ

شعر

روشن اختر بود اکنون ماہ شد ٭ یوسف از زندان برآمد شاہ شد ٭ تاریخ جلوس یہہ ہے کہ

چو خواہد کہ ویران کند عالمے ٭ نہد ملک در پنجہ ظالمے -

محمد شاہ کی سلطنت کا بیان

جسوقت فرخ سیر کا جنازہ ہمایون کے مقبرہ کو روانہ ہوا ہے - اوسوقت خوب سیدون پر تبرا ہوا - اور لوگون نی دنگہ و فساد پر اپنی آمادگی دکھائی - گو فرخ سیر بد سیرت اور ظالم تھا اور ان ملکون مین بادشاہون کا قتل ہونا کچھہ نئی بات بھی نہ تھی - مگر رعایا نے اوسکے ساتھہ ہمدردی ایسی دکھائی کہ اوسکی ہیبت خلائق کے دل مین بیٹھہ گئی - اسپر یہہ اور ہوا کہ یہہ دو بادشاہ متواتر چھہ سات مہینہ مین مرے تو سیدون کی طرف سے لوگون کو اور بھی اور شبہہ پیدا ہونی لگے - اور اونکی بات مین فرق آگیا - ہوا بگڑ گئی - کچھہ اسمین نا اتفاقی ہوئی کچھہ اور ہمسرون سی بگاڑ ہوا غرض ان امیرون کے نفاق اور خود غرضی اور ہوا پرستی نے سلطنت کو سب طرح سے ضعیف کر دیا - اور سلطنت کا خاتمہ اس سادات کے ہاتھہ پر ہو گیا -

یہہ شاہزادہ گو قید خانہ کی کوٹھری سے نکل کر ہندوستان کی تخت سلطنت پر بیٹھا - مگر سیدون کی قید سی رہائی نہ ہوئی - اونہون نے اوسکے گرد اپنا پہرہ جمائے رکھا - اور نہین کی حوالات مین کبھی باغ کی سیر کرآیا - کبھی چڑیا کے شکار کو چلا گیا محل سے نکلا تخت پر بیٹھا

تخت سی اوٹھا اندر چلا گیا۔ وہ دل مین حیران تہا کہ مین ہندوستان کا بادشاہ ہون۔ یا شطرنج کا بادشاہ ہون کہ سید اوسکو جس خانہ مین چاہتے ہین بٹہا دیتے ہین غرض تخت پر بیٹہتے ہوئے تھوڑی ہی دن گذرے تہے کہ برخلاف سیدون کے امید کی اوسنے اپنا اقتدار اور اونکے ہاتہون سے نکل جانیکا اظہار کیا۔ یہہ آغاز سلطنت مین اس بادشاہ نے اپنی فراست اور عقل کی کہائی۔ مگر کچہہ عرصہ بعد الیسا شراب کے نشہ مین مست ہوا کہ تاج کو سر پر نہ سنبہال سکا اس بادشاہ کی سلطنت کا آغاز فرخ سیر کی تاریخ وفات سی شمار ہوتا ہے۔ اور بیچ مین دو بادشاہون کی سلطنت کالعدم سمجہی جاتی ہے۔

فسادات

جیہیلہ رام صوبہ دار الہ آباد ان دونون بہائیون کو خیر سلطنت کا مدار تہا کچہہ نہ سمجہتا تہا۔ اور نہ اونکی اطاعت کرتا تہا۔ اسلئے امیر الامرا نے اوسکی تنبیہہ کا ارادہ کیا۔ اور روانگی کی لئے تیاری کی کہ اتنے مین جیہیلہ رام کے مرنیکی خبر آئی۔ اس مرنے پر امیر الامرا نے فرمایا کہ افسوس ہے کہ اس کا سر مین نے اپنی سنان کی نوک پر نہ دیکہا۔ بعد اسکے یہہ خبر ملی کہ متوفی کا بہتیجا گردہر بہادر چچا کا جانشین ہوا۔ اور قلعہ الہ آباد پر لڑائی کی تیاری کر رہا ہے۔ سید امیر الامرا محمد شاہ کو فتح پور سے اکبر آباد مین لائے۔ اور یہہ مشہور کیا کہ بادشاہ قلعہ الہ آباد کی تسخیر کو جاتا ہے۔ اس شہرت نے اپنا کام کیا کہ گردہر بہادر عرضی بہیجکر عفو تقصیر کا امیدوار ہوا اور صوبہ داری الہ آباد کا خواستگار ہوا۔ اور یہہ بہی لکہا کہ اگر الہ آباد نہ ہو تو صوبہ اودہ عنایت ہو اسپر بادشاہ نے اوسکو خطاب سے سرفراز اور صوبہ داری اودہ پر ممتاز فرمایا۔ مگر سید حسین علیخان کو گردہر بہادر کے قول و قرار کا اعتبار نہ تہا۔ اسلئے حیدر قلی خان کو بہی لشکر کے ساتہہ الہ آباد روانہ کیا۔ اوسنے ہر چند اپنی عقل خرچ کی مگر گردہر بہادر اوسکے بس مین نہ آیا۔ اسپر امیر الامرا نے

دریا جمن سے پار ہوکر اپنا ارادہ الہ آباد کے جانیکا مشہور کیا۔ اسپر گردہر بہادر نے اور قلعہ کو مستحکم کیا۔ اور پیغام سلام پر شروع کیا۔ اب امیر الامرا نے سوچا کہ قلعہ الہ آباد کا فتح کرنا آسان نہیں ہے۔ معلوم نہیں کتنا عرصہ لگے۔ اسی بہتر ہے کہ صلح ہوجائے۔ غرض اسلئے راجہ رتن چند جو سیدون کی عقل کل تھی الہ آباد میں گئے۔ اور آپسمیں عہد و پیمان ہوئے۔ اور گنگا جلی اوٹھی۔ اور ۲۰ جلوس میں یہہ قلعہ بادشاہ کے آدمیوں کے حوالہ ہوا۔ گردہر اودہ کی صوبہ داری پر گیا۔ بوندی کے باج گزار ریاست پر تھے بدہ سنگھ اور راجہ بھیم سنگھ آپسمیں لڑ رہے تھے۔ آخر کار راجہ بدہ سنگھ کو فتح ہوئی۔ راجہ بھیم سنگھ پست ہمت ہوکر سید حسین علیخان کی پشت پناہ میں آئے اونہوں نے سید دلاور علیخان کو چھ ہزار سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ بدہ سنگھ کو تنبیہ کرکے بعد وہ مالوہ جاکر حکم جدید کے منتظر رہیں۔ اسے حکم جدید کے انتظار میں ایک فساد عظیم کھڑا ہوگیا جسکا حال آئندہ لکھینگے +

قصور صوبہ لاہور کی سرکشی

حسین خان افغان خوشکی قصبہ قصور کا رئیس تھا۔ کئی برس سے اونے تمرد اختیار کیا۔ لاہور اور قصور کی نواح میں پرگنون پر اپنا قبضہ کرلیا۔ اور یہاں سے بادشاہی آدمیون کو نکال دیا۔ قطب الملک خان عامل کو بھی لڑکر ٹھکانے لگایا۔ اور خزانہ چھین لیا۔ اور آٹھ نو ہزار سوار لیکر پرگنون کو لوٹنا شروع کیا۔ عبد الصمد خان دلیر جنگ صوبہ دار لاہور سات آٹھ ہزار سوار جمع کرکے اوسکے مقابلہ میں گیا۔ اونے ایک دفعہ اس لشکر کو بھی شکست فاحش دی۔ عبد الصمد خان نے خفا ہوکر اپنی ڈاڑھی نوچ لی۔ اتفاق سے ایک گولی حسین خان کے سینہ میں جا لگی۔ اور وہ مرگیا۔ اسطرح بعد بہت سی کشمکش کے پھر ہنگامہ بغاوت فرو ہوا +

کشمیر کی بغاوت

ملا عبد النبی کشمیری مخاطب بخطاب مفتوی خان مدت دراز سے اپنی حماقت سے ہندوؤں کے ساتھہ عداوت اور تعصب کہتا تہا۔ جب یہہ انقلاب زمانہ اوسنے دیکہا تو اوباش احمق مفسد مسلمانوں کو اپنے ساتھہ متفق کر میر احمد خان نائب صوبہ کشمیر اور قاضی کشمیر کے پاس گیا اور اونسے حضرت نے یہہ فرمایا کہ آپ یہہ احکام جاری کیجے کہ ہندو گہوڑوں پر سوار نہ ہوں۔ اور جامہ نہ پہنیں۔ سر پر پگڑی نہ باندہیں۔ اور باغ اور سبزہ زار کی سیر نہ کریں۔ اور نہان کے دنوں میں نہانے نہ جائیں۔ اونہوں نے کہا کہ جو کچہہ بادشاہ اور ارباب شرع سارے ملک محروسہ میں حکم جاری فرمائینگے اوسپر ہم بہی عمل کرینگے مفتوی خان یہہ سنکر فتنہ پردازی پر آمادہ ہوا۔ اور ہندوؤں کو اپنی شرارت سے ستانے لگا۔ ایک مغز ہندو صاحب رام باغ میں برہمنوں کو کہانا کہلا رہا تہا۔ وہاں مفتوی خان جا پہنچا۔ ہندوؤں پر لے دے شروع کی۔ مار پیٹ کر تتر بتر کر دیا۔ صاحب رام دوڑتے ہوئے میر احمد خان پاس آئے۔ وہاں مفتوی خان صاحب اوسکے محلہ پر چڑہ گئے۔ سارا مال لوٹ لیا۔ محلہ کو آگ لگا دی۔ اور پہر میر احمد خان کے گہر کو گہیر لیا۔ اور وہاں ایک آفت برپا کی۔ کوئی اینٹ مارتا ہے کوئی پتہر پہینکتا ہے۔ کوئی گولی چلاتا ہے۔ جو کوئی ہاتہہ آتا ہے ایک کم بختی میں پڑتا ہے۔ اور بڑا بے عزت و بے حرمت ہوتا ہے۔ میر احمد خان جان چہپا کر رات دن چپے بیٹہے رہے۔ دو تین دن وہ سپاہ اور اور فرمان شاہی کو ہمراہ لے لڑنے کو گئے۔ مفتوی خان نے اپنے بڑے مفسد جمع کئے اور یہہ حکمت کی کہ جس پل پر سے میر احمد خان اوتر گیا تہا۔ اوسے توڑوا لا۔ اور تمام بازار کے کوٹہوں اور دیوازوں پر سے عورت مرد نے پتہر برسانے اور گولیاں چلانی شروع کیں۔ کئی عزیز میر احمد خان کے جان سے مارے گئے۔ اور اوسنے خود بڑی

مشقت اور خواری اور خفت و دشواری سے نجات پائی۔ پھر محتوی خان دوبارہ اوسکے گھر پر چڑھ گیا۔ اور وہان جسارام اور مغز سنہو کو گرفتار کرکے خوب مارا پیٹا۔ کسی کو نکٹا کیا کسیکو لوچا بنایا کسی کا ختنہ کر ڈالا۔ کسی کو بالکل خواجہ سرا کر ڈالا۔ پھر جامع مسجد مین آنکر میر احمد خان کو نیابت سے معزول کرکے اپنے تئین مسلمانون کا حاکم مقرر کیا۔ اور دیندار خان لقب رکھا۔ اور یہہ حکم دیا کہ جب تک کوئی نائب بادشاہ کی طرف سے مقرر ہو کر آئے۔ سارے جھگڑے اور قضایا ہماری سامنے پیش ہوا کرین۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو مومن خان نجم الثانی کو عنایت اللہ خان صوبہ دار کشمیر کا نائب بناکر بھیجا۔ جب یہہ سنا تو دیندار خان کے کان کھڑے ہوے۔ بادشاہی امیرون نے اوسکو اور اوسکے دو بیٹون کو گرفتار کرلیا۔ اور بیٹونکا پیٹ باپ کے سامنے چیرا۔ اور پھر باپ کو بری گت لیے مار ڈالا۔ اسپر مفسدون نے بڑا ہنگامہ شہر مین مچایا۔ ہزارون کی جانون کا اور لاکھون روپیہ کے مال کا نقصان ہوا آخر کو کچھہ پسین دار و بیدار ہو کر امن ہو گیا۔

نظام الملک آصف جاہ اور سادات کی منازعات

حسین قلیچ خان کا خطاب نظام الملک آصف جاہ تہا۔ اب آئندہ ہم آصف جاہ ہی لکھینگے اسکا حال بہت کچھہ بڑہ چکے ہو جسکا خلاصہ یہہ ہے۔ یہہ تورانی سردار بڑا خاندانی اوس غازی الدین خان کا بیٹا تہا جو اورنگ زیب کے سرداروں مین گنتی کا سردار تہا۔ اس جوانمرد نے اورنگ زیب کے عہد مین خود بہی اعزاز اور اقتدار پیدا کیا تہا۔ دکن مین کچھہ دنون ناظم رہا۔ پھر وہان سے حیدرآباد کا فوجدار مقرر ہوا۔ مگر جب انقلاب زمانہ ہوا امیرون کو گدائی اور ذلیلون کو امرائی ہونے لگی۔ اور اوسکا جھگڑا لال کنور کی سہیلی سے سواری پر ہوا جسکا بیان پڑہ چکے ہو تو وہ عزلت نشین ہوا۔ سیدون نے اوسکی بڑی خاطر داری کی

مالوہ کی حکومت پر متعین کیا - نہان ہاؤنے نہایت عمدہ انتظام کیا - اور شرور
اور فساد کے مٹانیکے واسطے اونسے سپاہ کو بڑہایا - امیر الامرا جب دکن سے مالوہ مین آیا تہا تو مرحمت خان
قلعہ دار مانڈو اوسکی ملاقات کیواسطے نہ گیا تہا - اب امیر الامرا نے اختیار سلطنت پاکر
اُسکو معطل کیا - اور اوسکی جگہ خواجہ قلیچ خان تورانی کو بہیجا - مرحمت خان نے قلعہ کے دینے مین تامل
اور تعلل کیا - خواجہ قلیچ خان نے امیر الامرا کو لکہا - وہان سے نظام الملک کے نام حکم آیا - اونسے مرحمت خان کو
سمجہا کر قلعہ دلوادیا - مگر وہ اس سردار کو بڑا شجاع اور جوانمرد جانتا تہا - اوسکو اپنے پاس کہا -
اور قلعہ رات گڈہ جسپر چترسال نے قبضہ پایا تہا بہیجا اور اونسے بڑی جوانمردی سے اوسی فتح کر لیا -
اور چندیری کے دہات پر قبضہ کر لیا - محمد امین خان اور اعتماد الدولہ آصف جاہ کے ایما سے جو بادشاہ سے ترکی
زبان مین باتین کرتا تہا - نظام الملک پاس بہت سپاہ بادشاہ نے روانہ کردی - جب اس جمعیت اور
فتوحات کی خبر سید عبد اللہ کو پہنچی - تو اونہون نے نظام الملک آصف جاہ کو لکہہ بہیجا کہ ہمارا ارادہ ہے
کہ دکہن کے صوبون کے انتظام کیواسطے مالوہ کو اپنا دار القرار مقرر کرین ان چار صوبون اکبر آباد
اور الہ آباد برہان پور اور ملتان مین سے جس صوبہ کی حکومت منظور ہو لکہہ بہیجو - انہین دنون مین
وہ سپاہ جو سید دلاور علیخان بوندی کی ریاست پر لے گیا تہا - اور جسکو حکم تہا کہ مالوہ مین ٹہیر کر
حکم کی منتظر رہی وہ بہی سرحد مالوہ پر راجہ بدہ سنگہ اور راجہ بہیم سنگہ کے ساتہہ پہنچ گئی تہی - غرض
یہہ سامان دیکہہ کر آصف جاہ نے بڑا سخت جواب سیدون کو لکہا اور خط کے عنوان مین یہہ شعر تحریر کیا کہ
بیت من بیوفا نمیخورم قسم ✤ من چشما نمیخورم قسم ✤ قطب الملک
اور امیر الامرا اس مضمون کو پڑہہ کر افروختہ خاطر ہوے - نظام الملک کے وکیل معتبر کو بلا کر کلمات غیر مناسب
اور تلخ نظام الملک کی نسبت ارشاد کئے - اب نظام الملک نے سوچا کہ حیلہ سازی کا اب وقت نہین ہے
دار السلطنت مین مستقل اختیار پیدا ہونا دشوار ہے - اونسے اپنی اقتدار اور اختیار کی بنیاد دکہن

مستحکم کرنا چاہا۔ ادہر سیدون سے یہہ گفتگو ہوئی۔ اور بادشاہ کی طرف سے محمد امین کی معرفت خفیہ تحریک ہوئی۔ امیر الامرا اور قطب الملک اور راجہ رتن چند اور راجہ اجیت سنگھ سے دل تنگ ہوا۔ غرض یہہ سب باتین جب جمع ہوئین تو وہ اپنی جانثار اور ہم راز فقیون کو لیکر جمادی الثانی ابریل ابریل ۱۷۲۰ء سنہ ۱۱۳۲ھ مین سرونج سے ملک دکن کو روانہ ہوا۔ دکن مین پہلے ہی اوسکا اتحاد اور وداد مرہٹون اور مسلمانون کے ساتھہ تہا۔ یہہ خبر جب سادات کو پہونچی تو انہون نے وہی فوج جو سید دلاور علیخان کی ماتحت مالوہ کے سرحد پر پڑے تہے اوسکو حکم نظام الملک کے تعاقب کا دیا +

نظام الملک کا دریاے نربدا سے پار ہونا

دریاے نربدا کے گذر اکبر پور سے جب نظام الملک پار اونرا۔ سیر کا قلعہ اوسکو یون ہاتہہ آگیا کہ وہان کے قلعہ دار کو دو سال کی تنخواہ اور کچہہ انعام دیدیا۔ اسیطرح قلعہ ارک برہانپور پر تصرف ہوا۔ برار کا صوبہ دار عوض نظام الملک کے ساتھہ قریب کا رشتہ رکہتا تہا وہ بسلسلہ فوج کے ساتھہ آن ملا۔ انہا کے ایک سردار مرہٹون کا کہ راجہ ساہو سے مخالف تہا دو ہزار سوارون کے ساتھہ آگیا۔ انور خان صوبہ دار برہان پور بہی سیدون کی جانب بہول کر نظام الملک کے رفیق بنے۔ مرہٹے جو جا بجا چوتہہ وصول کرنیکے لئے بیٹہے تہے وہ بہی بہاگ کر اپنے اپنے سردارون پاس چلے گئے۔ اسی اثنا مین سیف الدین علیخان کی والدہ اپنے چہوٹے چہوٹے بچون کو لئے برہانپور کو اپنے بیٹے پاس جاتی تہی۔ اوسنے نظام الملک پاس اپنی حفظ آبرو کے لئے پیغام بہیجا کہ اسباب اور جواہرات سب آپکی نذر مین۔ مگر نظام الملک نے یہہ جوانمردی کی کہ کچہہ اسباب اور مال پر نظر نہ کی اور اونکو اپنے آدمیون کے ساتھہ سید دلاور علیخان کے لشکر تک پہنچا دیا۔ اب یہان دونون بہائیون مین اختلاف پڑ گیا تہا۔ قطب الملک اور راجہ رتن چند کی یہہ مرضی تہی کہ نظام الملک کو صوبہ داری دکن دیدینی مناسب ہے۔ مگر امیر الامرا اس مصالحت پر راضی نہ تہا۔

سیدون کی سپاہ کا شکست پانا

سید دلاور علیخان میر بخشی و امیر الامرا برہانپور سے چودہ کوس پر جب لشکر کو لیکر پہنچے۔ تو نظام الملک نے اپنی لشکر کے سردار و نکو اونسے مقابلہ کرنیکے لئے بھیجا۔ دلاور علیخان اپنی دلاوری کا دم بھرے آگے آگ برساتے ہوئے چلے آتے تھے کہ یہاں ایک کمین گاہ مین سپاہ بیٹھی تھی۔ وہ جو اونپر گری تو اونکا اور اونکی سپاہ کا کام تمام کیا۔ اور بڑے بڑے سردارونکو خاک مین ملایا۔ یہ لڑائی جون ۱۷۲۳ء مین ہوئی۔ نظام الملک کے لشکر مین فتح کا نقارہ بجا۔ اور بادشاہ اور تورانی مرا خوش ہوئے۔ سیدونکو نہایت ملال ہوا۔ مختلف تدبیرین سوچنے لگے۔ کبھی یہہ سوچتے کہ بادشاہ دونو بھائی ساتھہ نظام الملک کی سرکوبی کے لئے چلین۔ کبھی یہہ ٹھہراتے کہ ایک بھائی یہان رہے اور ایک کن جائے۔ محمد امین خان کی بھی فکر مین تھے۔ امیر الامرا کا ارادہ تھا کہ اوسے مار ڈالے۔ قطب الملک کہتا تھا کہ اگر اوسکو مار ڈالوگے تو مین خود مر جاؤنگا۔ اوسے میر عہد پیمان ہو چکا ہے نظام الملک سے لڑنیکے لئے ایک فوج اورنگ آباد مین عالم علیخان کی تیار تھی۔ یہہ دلاور علی خان کی جہالت تھی کہ وہ اس سپاہی ملک دشمن سے نہ لڑا۔ اور یہہ نظام الملک کی دانائی تھی کہ ان دونون کو ملنے نہ دیا۔

عالم علی خان اور نظام الملک کی لڑائی

عالم علیخان پانچوین شوال کو نظام الملک کے مقابل بڑی سازو سامان سے ہوا۔ مگر نا تجربہ کار نوجوان تھا۔ نظام الملک کے سامنے کب ٹھہر سکتا تھا۔ باوجودیکہ دلاور علیخان کی شکست کا حال سن چکا تھا۔ مگر پھر بھی دشمنون کے اوسی جال مین پھنسا جسمین وہ پہلے پھنسا تھا۔ اس لڑائی مین نظام الملک خود شریک تھا غرض ایک عجیب ایک ستیزو آویز ہوئی۔ اور طرفین سے بڑی بہادری اور مردانگی جوانمردون نے ظاہر کی۔ نظام الملک نے اپنی چالون سے بعض سردارون کو اپنی طرف ملا ہی لیا

مگر پھر بھی سخت مقابلہ کرنا پڑا۔ آخر کار اس کارزار کا انجام آخر جولائی ۱۷۲۰ء مین یہہ ہوا کہ عالم علیخان کمال دلاوری سے لڑا اور بہادر سپاہی مارا گیا۔ جب ان واقعات کی خبر سید وںکو پہنچی تو اونکے ہاتھہ پیر پھول گئے۔ رنگ چہرون کے اوڑ گئے۔ اگرچہ بادشاہ اور اکثر امرا ان واقعون کے وقوع مین خوش تھے مگر جو زمانہ کو دیکھے ہوئے بیٹھے تھے وہ کچھہ اور ہی سوچ رہے تھے۔ اونکو یقین تھا کہ سلطنت کے برباد ہونے مین کچھہ شک نہین رہا۔ اس خیال کے تائید پہلے ایک زلزلہ سی ہوئی۔ رمضان ۱۱۳۲ھ کو دہلی مین ایسا زلزلہ عظیم آیا کہ بہت سے مکانات گر پڑے۔ اور بہت آدمی مکانون کے تلے دبکر مر گئے جو لوگ توہمات باطلہ مین مبتلا تھے وہ اس زلزلہ ہی کو بسم اللہ سلطنت کے متزلزل ہونیکی سمجھے۔

محمد شاہ کی ہوشیاری

اسوقت محمد شاہ بڑی دانشمندی اور فطرت اپنی ظاہر کی۔ اوسکی عاقل کی پتلی تھی۔ وہ سمجھے کہ سیدون کے پنجہ سے رہائی ممکن نہین بیٹے کو سمجھاتے رہے کہ سیدون سے مت بگاڑو۔ بیٹا بھی ماکی بات سمجھتا تھا۔ بڑی تحمل اور صبر سے کام کرتا تھا۔ دربار کے امرا کی دو فریق تھے ایک سید ترک گوڑے بڑی حوصلے والی تھے۔ مگر اتفاق وقت سی دب گئے تھے۔ اپنے تئین والا سمجھے تھے بادشاہ کو اپنا بھائی جانتے تھے ان سیدون کو ہندوستانی سمجھہ کر ذلیل اور حقیر جانتے تھے۔ ذلت اور خواری گویا ہندوستان ہی کے حصہ مین آئی تھی۔ کہ ایک ہندوستانی سید کو تورانی غلام ذلیل سمجھے۔ سوا اسکے مذہب کا اختلاف بھی باعث فساد تھا۔ ترک اہل سنت و جماعت تھے سید شیعہ تھے۔ شاید ایک ہی مذہب کے دو مختلف فریق کے آدمی جیسے باہم عداوت اور دشمنی رکھتے ہین ایسے دو مختلف مذہب کے آدمی باہم خصومت نہین رکھتے۔ مسلمانون کا خون جیسا اس منازعت سی ہوا کبھی غیر مذہب دشمنون کی ہاتھہ سی نہین ہوا۔ محمد شاہ تحمل سے ایسی صورتون کا منتظر بیٹھا رہا کہ جو اوسکے آزادی سلطنت کے لئے مفید ہون۔ اور چپکے چپکے ترکون سے جڑ توڑ لگاکر

سیدون کو توڑتا رہا۔ اگرچہ سیدون کے معتبر آدمی بادشاہ کو ہر وقت گھیرے رہتے تھے۔ مگر کاروبار مین بادشاہ سے گفتگو کرنے کی لئے اور امرا کو بھی موقع ملجاتا تھا۔ بڑی بات یہہ تھی کہ محمد شاہ ترکی زبان جانتا تھا۔ ترک آپس مین اوسی زبان مین باتین کرتے تھے۔ اور اس پردہ مین رمز و کنایہ مین ہی مطلب ادا ہوتے۔ قلیون کے آدمی کھڑے منہ تکا کرتے۔ نہ کچھہ سمجھتے نہ کچھہ کہتے۔ اس ترکی گفتگو کی بدولت محمد امین خان نے ترک امیرون کے سب کام بنائے اور سیدون کے کام بگاڑے۔ یہہ وہی محمد امین خان ہے جسنے فرخ سیر سے کنارہ کشی اس سبب سے کی تھی کہ وہ زبان کا کچا اور پیٹ کا ہلکا ہے۔ وہ زمانہ ساری سیدون کے ساتھہ بھی ملا رہتا۔ مگر دل مین ہمیشہ اونکی فکر مین رہتا۔ اور اوسی کی بدولت خط و کتابت کا رستہ کھلا۔ اور آخر کو رفتہ رفتہ بادشاہ کی حمایت ہی تک کون نے زور پایا۔ اور اون کے زور سے بادشاہ کی سلطنت مین زور آیا۔ اس گروہ مین ایک اور بڑا زبردست ایرانی سعادت خان شریک ہوگیا جسکی اصل نسل کا حال نیچے لکھا ہے۔ نظام الملک کے بعد اوس کا درجہ تھا۔

سعادت خان

مرزا نصیر سید شمس الدین نیشاپوری حسینی موسوی یعنے اولاد جناب امام موسی کاظم سے تھا۔ اُسکے دو بیٹے تھے۔ ایک میر محمد باقر اور دوسرا میر محمد امین۔ وہ ۱۱۱۸ھ مین بنگالہ مین آیا۔ اور میر محمد باقر کو ساتھہ لایا۔ عظیم آباد مین اقامت اختیار کی۔ شجاع الدولہ ناظم بنگالہ نے اوسکی خبر گیری کی۔ پھر ۱۱۲۰ھ مین میر محمد امین بھی ہندوستان مین باپ کی زیارت کے لئے عظیم آباد مین آیا۔ اور بڑے بھائی کے ساتھہ شاہجہان آباد مین گیا۔ اور یہان چھوٹے چھوٹے عہدون سے بڑھتا گیا۔ اور سید عبد اللہ و قطب الملک کی عنایت اور توجہ سے ۱۱۲۸ھ مین ہندون اور بیانہ کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ اور پھر اوسکو سعادت خان کا خطاب محمد شاہ نے دیا۔

یہی مورث اعلے بادشاہان اودہ کا ہے یہی ایک شیعہ مذہب کا سردار سنت جماعت سرداروں کے ساتھہ تہا جنھے اپنی ہم مذہب سنیون کا خون گردن پر لیا +

امیر الامرا کا دکن جانا۔ اور قطب الملک کا شاہجہان آباد جانا

آخر کو آپسمین صلاح اور مشورہ یہہ ٹہرا کہ امیر الامرا بادشاہ کو ساتھہ لیکر دکن جائے اور قطب الملک شاہجہان آباد مین رہے۔ جب یہہ ارادہ مستحکم ہوگیا۔ بڑی سپاہ تیار ہوئی۔ پچاس ہزار سوار قدیم اور جدید لڑائی کے لئے تیار ہوئے۔ بادشاہ کو امیر الامرا نے ساتھہ لیا۔ ۱۹ ذیقعدہ ۱۱۳۲ھ کو پہلی منزل کی۔ پندرہوین کوروز جشن تہا۔ قطب الملک نے چاہا کہ بعد جشن رخصت ہون مگر امیر الامرا نے نہ مانا۔ بہائی کو دلی رخصت کرایا۔ اور چودہوین کو بادشاہ سمیت سید حسین علی خان نے فتحپور سیکری کے نزدیک منزل کی۔ اور تین چار روز جشن کے لئے توقف کیا۔ اور پھر دکہن کو روانہ ہوا۔ جب یہہ دونو بہائی جدا جدا ہوگئے تو سازش کرنے والون کو خوب ہی موقع ملا +

امیر الامیر اسید حسین علیخان کا مارا جانا

جب بادشاہ کو کچھہ اختیار نہ رہا۔ اور سادات کے قبضہ مین بالکل آگیا۔ تو سپہ سالار قدیم نظام الملک اور محمد امین خان اعتماد الملک کو رشک ہوا۔ اور اونکے برباد کرنے کی فکر کرنے لگے۔ محمد امین خان نے بادشاہ سے دو تین کلمے ترکی زبان مین کہکر اجازت اوسکی حاصل کرلی۔ جب سید حسین علیخان نظام الملک سے لڑنے چلا تو محمد امین خان کو یہہ خیال پیدا ہوا کہ اگر امیر الامرا نے نظام الملک کو مغلوب کرلیا۔ تو ترکون کی ترکی تمام ہوجائیگی پھر کون تورانی ایرانی رہے گا۔ اس لئے کہ ہمین موقع بنے تو سید حسین علیخان کو غافل پاکر زمین کا پیوند کرا دیجائے۔ مگر اس کام مین کوئی دوسرا رفیق شفیق نہ تہا۔ سوا اوسکے اب محمد امین مخاطب بہ سعادت خان جسکا اوپر

بیان ہوا مل گئے۔ وہ بھی اس نفرین بادشاہ کی ہمرکاب تھے۔ اب یہہ دونو مغل ایک ہو گئے۔ اور تیسرے میر حیدر خان کاشغری کو شریک کیا۔ اب انھین ان تینون نے توعہ ڈالا کہ کون امیر الامرا کا خون کرے۔ سو وہ میر حیدر کے نام پڑا۔ اور ۲۷ ذی الحجہ ۱۱۳۲ھ کو میر حیدر نے ایک عرضی (اکتوبر ۱۷۲۰ء) محمد امین خان کی شکایت مین لکھکر دور سے بلند کرکے امیر الامرا کو جو پالکی مین سوار جاتا تھا دکھائی اور آگے بڑھا۔ سپاہی مانع ہوئے۔ مگر سید فی اس فرشتۂ اجل کے آنے کی اجازت دی اونھنے پالکی کا پایہ پکڑ لیا۔ اور اپنا حال عرض کرنا شروع کیا۔ جب امیر الامرا عرضی پڑھنے مین مصروف ہوا تو اونھنے ایک پیش قبض کمر سے کھول کر اوسکے مارا۔ اونھنے اسکے لات ایسے زور سے ماری کہ وہ خود دوسری طرف پالکی کے جا پڑا۔ اور مرتے مرتے یہہ کہا کہ بادشاہ کو مارو پھر امیر الامرا کے آدمیون نے میر حیدر کے بھی ٹکڑے ٹکڑے اوڑا دئے۔ پھر مغلون نے ہجوم کرکے بعض اوسکے رفیقون کو مارا۔ اور سید حسین علیخان کا سر کاٹ کر لیگئے۔ اس قتل کی شکایت کچھہ سادات کو نہین ہونی چاہیئے کیونکہ یہہ تو وہی قتل تھا جسکو اونھون نے خود انتظام ملکی مین داخل کیا تھا۔ جو راہ اونھون نے اورون کے لئے نکالی تھی اوسی راہ پر خود چلنا پڑا۔ جو کنوان اونھون نے اوروں کے لئے کھودا تھا اوسمین خود گرنا پڑا۔

غرت خان کا بادشاہ پر چڑھنا

جسوقت امیر الامرا کا قتل ہوا اوسوقت ایک ہنگامہ سارے لشکر مین برپا ہو گیا۔ غرت خان امیر الامرا کے بہانجے نے جسوقت یہہ خبر سنی تو نہ لشکر کی تیاری کی نہ توپ خانہ کا انتظار کیا جو دو تین ہزار سوار اوسکے ساتھہ تھے اونکو ساتھہ لیکر بجلی کی طرح بادشاہ کی لشکر کی طرف جا پڑا۔ محمد امین خان اور حیدر قلیخان کے کہنے سے سعادت خان نے جو سید حرم سرا کے گرد ہجوم کئے ہوئے تھے اونکو جدا کر دیا۔ اور بادشاہ کو محل سے بڑی مشکلون سے باہر نکال کر ہاتھی پر بٹھایا۔ اور

اعتماد الدولہ خواصی مین بیٹھا ہوا تھا اوقت بادشاہ پاس ہی تھوڑی فوج تھی مگر حیدر قلیخان نے کام کیا کہ تھوڑے عرصہ مین سارا لشکر سمیٹ لیا۔ عزت خان ایسا جوش مین بھرا ہوا تھا کہ اوسکو کچھہ نہین سجھائی دیتا تھا۔ گویا وہ یہہ سمجھہ کر آیا تھا کہ مین لڑنے نہین جاتا ہون مرنے جاتا ہون۔ اس لڑائی کو حیدر قلیخان اس سلیقہ سے لڑا کہ چارون طرف سے واہ واہ ہوتی تھی۔ آخر کار عزت خان زخمی ہوکر بڑی دلاوری دکھا کر مارا گیا۔ اور بادشاہ کو اس لڑائی مین مرد بنایا کہ اوسکے ہاتھہ ہی تیر پھکوائی۔ پھر سیدون کے خیمون مین آگ لگا دی۔ اور سارا مال اسباب کہ ہزارون روپیونکا تھا برباد کردیا۔ خزانہ بہت سا لٹ گیا کچھہ بادشاہ کے حصہ مین بھی آیا۔ بعد اس فتح و نصرت کے حیدر قلیخان نے محکم سنگھہ کو جان کی امان دی۔ اور شش ہزاری کا منصب دیا۔ راجہ رتن چند کو بھی کئی دفعہ پیغام اطاعت کے بھیجا دیا۔ مگر اوسنے اپنی جان کی سلامتی ملاپ مین نہ دیکھی۔ ایک شقہ سارے حال کا لکھہ کر ایک سوار کے ہاتھہ قطب الملک کے پاس بھیجا۔ مغلون نے اس راجہ کو بھی بالکی مین جا لیا۔ الات مکہ سے خوب خبر لی۔ اور محمد امین خان پاس نہنگا کر لے آئے اوسنے اوسکو کپڑے پہننے کو دئے۔ اور طوق اور زنجیر کا زیور اور اوسے زیادہ کیا غرض سیدون کے رفیق کچھہ عبد اللہ خان پاس بھاگ گئی کچھہ بادشاہ ہی آملے۔ سپاہ جو کسی طرف نہ بولی تھی بادشاہ کی مطیع ہوگئی۔ اب محمد امین خان نے اسلئے کہ عوام الناس اوسکو برا نہ کہین کہ سیدون کو قتل کردالا عزت خان اور امیر الامرا کا جنازہ زرباف تیار کیا۔ اور نماز پڑھی اور یہہ پکار کر کہا کہ اے یارو یہہ شیر پڑے سوتے ہین۔ اور جنازونکو اجمیر شریف روانہ کردیا۔ اور اس زرباف کرنے مین شرارت یہہ تھی کہ راہ مین قطاع الطریق اوسکو لوٹ لین تو ان لاشون کی بھی اہانت ہو مگر آخر وہ سید تھے۔ لوگون نے نہایت تعظیم سے اجمیر تک جنازونکو پہنچا دیا غرض امیر الامرا کو وہی صورت پیش آئی جو فرخ سیر کو پیش آئی تھی۔ دنیا مین یہہ انتقام کی ایک عمدہ مثال ہے۔

کہ جو فوج سیر سے ظلم اور زبردستی ہوا۔ وہ سیدوں کے ہاتھ سے اوسپر ہوا۔ اور جو سیدوں نے اوسپر ظلم کیا وہ اورنگ کے ہاتھ سے سیدوں پر ہوا۔ کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے +

قطب الملک کو بھائی کی مرنیکی خبر پہنچنا

شاہجہان آباد سے قطب الملک چالیس کوس پر تھا کہ شتر سوار تین چند کا شقہ لیکر پہنچا۔ اس بھائی کی سناونی سنکر اوسکو نہایت غم اور رنج ہوا۔ روتا پیٹتا شاہجہان آباد مین آیا۔ زنہ مین بعض رفیقون نے صلاح یہہ دی کہ اب تک سید حسین علیخان کا لشکر بادشاہ سے نہ ملا ہوگا۔ بہتر ہوگا کہ اس حیص بیص مین اب وہان جا پہونچے۔ یہہ صلاح اوسنی پسند نہین کی اور کہا کہ اب بادشاہ مستقل۔ امیر اوسکے ساتھ کیدل ہماری فوج شکستہ خاطر اب بادشاہ سے لڑنیکے لئے کوئی وجہ سوا اسکے نہین ہوسکتی کہ عالمگیر کے نسل مین سے کسی شاہزادہ کو بادشاہ بنائے۔ اور اوسکے استحقاق سے سامان ہمہ پہنچائے اور امیرون کو پناہ دے۔ غرض اس عمر رسیدہ کو جسقدر غم پر غم اور رنج پر رنج بڑتے گئے وتنی ہی اوسکی عقل اور ہمت زیادہ ہوتی گئی۔ اوسنے اپنے آدمی اول معزالدین کے بیٹون پاس بھیجے کہ وہ سلطنت قبول کرین۔ مگر انہون نے انکار کیا۔ اور شاہزادہ نیکوسیر نے بھی یہی کہا۔ مگر سلطان ابراہیم خلف فیخ القدر نبیرہ بہادر شاہ راضی ہوگیا۔ پندرہوین ذی الحجہ ۱۱۳۲ھ کو وہ تخت پر بیٹھا۔ اور ابوالفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم لقب اوسکا رکھا گیا۔ عبدالصمد خان شاہجہان آباد مین دوسرے روز حاضر ہوا۔ اور اوسکی طرف سے کوکلتاش مراتب اور مناصب حسب ہمت ہوئے اور فوج اور افسران فوج کی خدمتون کو اپنے لئے حاصل کیا۔ اگرچہ نوے ہزار سوار بھرتے کرلئے مگر اونمین شریف کم تھے۔ تنخواہ سقدر سوار کی بڑہادی تھی کہ تھوڑے عرصہ مین فوج جمع ہوگئی۔ ایک کروڑ روپیہ خرچ کردیا۔

سلطان ابراہیم کا کوچ کرنا اور محمد شاہ سے لڑنا

عبداللہ اذہی الحجہ کو یعنی اپنے بہائی کی مرنے سے دو ہفتہ بعد یہہ لشکر کثیر لیکر آگرہ کی طرف روانہ ہوا
جاٹون کا راجہ چوڑامن جو آگرہ اور متھرا کا صوبہ دار تھا۔ اوسی انگریلا۔ اوسکے ساتھ سپاہ کی ٹہیر بہاڑ
اور بہت سی ٹوٹے پھوٹی سپاہ بھی بارہ سے لشکر مین آنکر ملے۔ نوین محرم الحرام کو محمد شاہ بھی شاہ پور
سے آگے بڑہ کر مقیم ہوا۔ محمد شاہ عبدالصمد خان سیف الدولہ بہادر دلیر جنگ اور راجہ دہرج کی جنگ
کا انتظار رہا۔ شاید بعد مسافت کے سبب سے نہ آیا۔ محمد خان بنگش تین ہزار سوارون کے ساتھ
اور عزیز خان رسیلہ اور بایزید خان میواتی اپنے ہمراہیون کی جماعت لیکے بادشاہ کی ساتھ ہوئے
اور راجہ جے سنگھ کی طرف سے بھی چار ہزار سوار آنکر لشکر شاہی مین شریک ہوئے۔ ان دونون
لشکرون مین بہت کم فاصلہ رہا۔ ہر لشکر نے اپنی ترتیب کی۔ مگر عبداللہ خان کے لشکر مین بارہ کے
سید کسی کی نہ سنتے تھے اپنی جہالت سے جو چاہتے تھے سو کرتے تھے۔ لڑائی مین نواسہ ۱۳ محرم ۱۱۳۴ھ سنہ ۱۷۲۰ء کو
عبداللہ خان کو شکست ہوئی۔ اور بادشاہی امیرون نے سید عبداللہ خان کو گرفتار کر لیا۔ شاید
اس نے سمجھ کر اوسکی جان چھوڑ دی اور قید خانہ مین بھیج دیا۔ غرض بادشاہی لشکر نے فتح کی عید
منائی۔ سیدون کے ہان محرم کا ماتم پڑا۔ بیچارے سید انہان ادہر اودہر ماری پھرین۔ جو کچھہ اوپر
گذر گیا مالفقیہ ہے۔

محمد شاہ کی اقتدار کا آغاز

اب بادشاہ سیدون کے ہاتھہ سے بیون خلاص ہوکر ۱۶ محرم کو شاہجہان آباد کی طرف چلا۔ اور
۲۲ محرم سنہ ۱۱۳۴ھ کو تیموری اور بابری شان سے ہاتھی پر سوار ہوکر شاہجہان آباد مین داخل ہوا۔
اور بڑا جشن کیا۔ نواب قدسیہ بیگم نے اپنے بیٹے پر سے بہت سونا اور چاندی نچھاور کیا۔ بادشاہ نے
جو امر الاسٹرائی مین رفیق رہے اونکو انعام والاکرام دیا۔ اور بلند مراتب اور مناصب عطا کئے۔ قلیچ خان
کو ناصر جنگ کا خطاب و ہفت ہزاری ہشت ہزار سوار منصب ہوا۔ سعادت خان برہان الملک کے خطاب

بہادر جنگ کا اور اضافہ ہوا۔ اعتماد الدولہ محمد امین خان کو وزارت کا قلمدان مرحمت ہوا۔ ابھی اس وزیر نے اپنا کام تین مہینہ میں نہیں کیا تھا کہ جنوری ۱۷۳۱ء کو بقضاء الٰہی مر گیا۔
ربیع الاول ۱۱۳۳

میر محمد حسین کا مذہب جدید

اس بادشاہ کی سلطنت کو بھی کوئی نہ کوئی روگ لگا ہی رہا۔ اور عجیب و غریب واقعات اور حادثات وقوع میں آئے۔ میر محمد حسین قوم کا سید مشہد مقدس کا رہنے والا کابل میں آیا۔ اور عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کے ہاں رسوخ پایا۔ اور اوسکی کسی رشتہ دار عورت سے اپنا نکاح کیا جب یہ رشتہ تعلق پیدا ہوا تو عالمگیر بادشاہ کیواسطے بہت سے تحفہ تحائف و عطر وغیرہ لیکر کابل سے روانہ ہوا۔ لاہور میں پہنچا تھا کہ بادشاہ کی مرنیکی خبر اوسکو پہنچی۔ اوسنے وہ سب تحفہ تحائف ستر اسی ہزار روپیہ کو بیچ ڈالے۔ اور اس سرمایہ کو بغل میں دبایا اور توکل اور فقر کا جامہ پہنا۔ علم سے بے بہرہ تھا۔ دو چار طالبعلموں کو شاگرد بنایا۔ ایک نئی زبان کا یوں رنگ جمایا۔ کہ وہ قدیمی فارسی کے الفاظ جنسے لوگوں کے کان ناآشنا تھے اونمیں ملا کر اور شعلے اور قواعد عربیہ خرچ کئے اور اوسکو اپنی شاگردوں کو تعلیم کیا۔ اور اوسی میں بات چیت کرنی شروع کی۔ پھر ایک نیا مذہب اختراع کیا۔ امامت اور پیغمبری کی بیچمیں ایک درجہ بیگو گیت کا ایجاد کیا۔ اور خود بیگوک ہونیکا دعویٰ کیا۔ اور ایک کتاب تالیف کی اوسکا نام اجورہ مقدسہ کہا۔ وہ اوسکی زبان مخترع میں گویا قرآن تھا جو اوپر غدانی بھوی بھٹیاروں کے محل پر نازل کیا تھا۔ یہ پہاڑی اوسکے واسطے گویا کوہ طور تھی۔ اوپر جاتا اور کوئی نکوئی دیکھسوں آتا وہ بیان کرتا تھا کہ ہر پیغمبر کے بعد تو بیگو ک ہوتے ہین خاتم الانبیا کی اول بیگوک حضرت علی مرتضیٰ اور آٹھوین حضرت امام رضا تھے۔ نوان بیگوک اپنے بتاتا تھا اور یہہ کہتا تھا کہ مین حضرت فاطمہ زہرا کا وہ بیٹا محسن ہون جو اسقاط حمل مین ضائع ہوا تھا۔ اب فقط بیگو گیت میری ذات سے مخصوص ہے امامت اوسسے جدا ہو گئی ہے پہلی امامت

اور بیگو کیت دونو ایک ہی شخص کی ذات مین مجتمع ہوتی تہین - پانچ وقت کی نماز کے سوا
تین بار دید صبح شام دوپہر کو مقرر کین - اور یہہ بار دیدین پڑہی جاتی کہ مربع کی شکل بنے چار صفین
ایک دوسرے کی طرف منہ کئے ہوئے کہڑی ہوتین - اور نئی زبان مین کچہہ پڑہنت پڑہی جاتی -
غرض ایسی کفر کی باتین کرتا جو شخص مرید ہوتا اوسکا نام وہ ایک نیا عجیب و غریب کہتا - نمود لہد
نمود و امنوذ اور شاگرد کا نام فرالود رکہا - غرض وہ ایسی اقوال کاذبہ اور افعال باطلہ کو شائع کرتا رہا -
اور دنیا کو اپنی جال مین پہنساتا رہا - یہانتک نوبت پہنچی کہ خود فرخ سیر چہپ کر اوسکی ملاقات کو
تو اوس کا ایسا دماغ چلا کہ اپنی حجرہ کا دروازہ نہ کہولا - جب بادشاہ بہت گڑگڑایا تو اوسکو اندر
بلایا - جب بادشاہ نے نذر پیش کی تو اوسپر نظر نہ کی - مگر اپنا مصحف تصنیف کیا ہوا بادشاہ کی
نذر مین دیا - اور ستر روپیہ لکہائی کا لے لیا - نذر کے لئے جب بادشاہ نے بہت کہا سنا تو فرمایا کہ ایہا
غریبون بیکسون کو بانٹ دو - یہہ کیفیت اوسکی فرخ سیر کے عہد مین رہی - جب محمد شاہ کا عہد ہوا
تو اس فرقہ نے اور ہی زور پکڑا - محمد امین خان وزیر نے اونکے استیصال کا ارادہ کیا - سپاہیونکو
نمودہد کی گرفتاری کے لئے بہیجا - اوسنے اونکو یون پرچایا کہ اپنی ایک خوب صورت بیٹی کے ہاتہہ روٹیان
بہیجین اور سپاہیون سے کہا کہ فقیر کے گہر کا ناشتا اتنی کر دین ہی آتا ہون - کہ اتنے مین یہہ خبر
آئی کہ محمد امین خان کا در دقولنج سے برا حال ہے - یہہ سنکر یہہ سپاہی اولٹے چلے آگئے - اور
جو لوگ اوہام باطلہ مین گرفتار تہے وہ یہہ سمجہے کہ ان حضرت کی گستاخی سے درد قولنج اٹہا - یہانتک
اس وہم نے لوگون کو گہیرا کہ محمد امین خان کے بیٹے قمرالدینخان نے اوسکی بہیٹ کیواسطے پانچ ہزار
روپئے بہیجے - اب ان حضرت پاس دم پر دم یہہ خبر آتی تہی کہ وزیر کا دم لبون پر ہے - بہلا ایسے وقت مین کیون
نذر قبول کر کے اپنی بیگو کیت مین بٹا لگاتا - جب نذر پیش نظر ہوئی تو فرمایا جاؤ لیجاؤ - ہم نے اوس کافر کے
جگر پر ایسا تیر مارا ہے کہ کبہی زندہ نہین رہیگا - مین مسجد مین شہید ہونیکے لئے آبیٹہا ہون میرا باپ بہی

مسجد مین شہید ہوا تہا۔ اگرچہ مین خود ایک دفعہ شہید ہو چکا ہون۔ اب دوبارہ شہید نہین ہونگا۔ قمرالدینخان کے آدمیون نے گڑگڑا کر عرض کیا کہ کچھ جواب لکھدیجئے تو یہہ لکھدیا کہ تیر از کمان جستہ و آب از جو رفتہ باز نمی آید۔ اور پھر ایک قرآن کی آیت لکھکر دی اور یہہ کہا کہ لیجاؤ لیکن جب وہان پہنچوگے تو بیمار کو زندہ نہ دیکھوگے۔ یہی ہوا کہ ان آدمیون کے آنیسے پہلے وزیر اجل کا نشانہ ہوا۔ قاعدہ ہے کہ وزیرون کی ایسی مرگ مفاجات مین زہر کہلاتی ہے گمان ہوا کرتا ہے۔ مگر یہان ایک اور ہی نیا زہر پیدا ہوا سانپ نکلا جسکا کاٹا لوگون کے نزدیک نہ جیا۔ دو مہینہ برس کے یہہ نمود و نمود بے بود ہوئے۔ پھر اونکی اولاد مین بھی سلسلہ مدت تک جاری رہا۔ تھوڑی دنون تک کوئی وزیر نہین مقرر ہوا۔ عنایت اللہ خان کو خلعت نیابت و وزارت کا مرحمت ہوا۔

راجہ اجیت سنگہ سے منازعت کا ہونا

اس زمانہ مین کوئی نہ کوئی زوال سلطنت کی علامت ظاہر ہوتی رہتی تہی۔ راجہ اجیت سنگہ کو گجرات کی سلطنت اول جلد و رفاقت مین عنایت ہوئی تہی جو سید دونون کے ساتہہ اونہی کی تہی۔ اور اجمیر کی حکومت خود محمد شاہ نے اس شرط پر دی تہی کہ بادشاہ و سیدون کی لڑائی مین ہنگامہ برپا ہوا وسمین وہ کسی طرف کے طرفداری نہ کرے۔ غرض یہہ دونون حکومتین اونکی حین حیات تک بادشاہ کی طرف سے عنایت ہوئی تہین۔ اب اجمیر اور گجرات کے رہنے والی راجہ اجیت سنگہ کے ہاتہون سے تنگ ہو کر بادشاہ کی سامنے مستغیث ہوئے۔ یہان اس شکایت کی تمنا مین اہل دربار بیٹہے تہے۔ کیونکہ راجہ کو سید عبداللہ اور سید حسین علیخان کا رفیق پرلے درجہ کا گنتے تہے۔ اور اس سبب سے ابتک لوگون کا دل اوسے صاف نہ تہا۔ اور کینہ چلا جاتا تہا۔ اور راجہ بہی بسبب تعصب مذہبی کے مسلمانون کے ساتہہ ناحق کا خین کرتا تہا غرض بادشاہ نے دونون صوبون سے اس راجہ کو خارج کیا۔ تو گجرات کی صوبہ داری معزالدولہ احمد قلیخان کو اور نائب صوبہ داری شجاعت خان کو اور اجمیر کی صوبہ داری مظفر علی خان کو کر راجہ جے سنگہ سوائی کی متوسلین مین تہا مرحمت کی۔ گجرات کو

راجہ کی نائب نے زور اور قوت کی ذریعہ سے کہنا چاہا مگر مہر علیخان بخشی معزول اور صفدر علیخان نے
حیدر قلیخان کی خوش کرنیکے لئے اس نائب کو اوسکی حویلی مین گھیر لیا - اور وہ بڑی مصیبتین اوٹھا
اپنے وطن چودہ پور مین جان بچا کر چلا گیا - مظفر علیخان صوبہ داری اجمیر کے لئے بسبب عسرت
اور بے سرانجامی کے رواڑی سے آگے نہ بڑہ سکے - کہ اتنے مین یہہ خبر آئی کہ راجہ اجیت سنگھ بیس ہزار
سوار اور آس پاس کے زمیندار راجپوت لیکر اجمیر کی طرف روانہ ہوا ہے - اس سبب سے یہی اوسنے چند روز
رواڑی مین توقف کیا - کہ راجہ اجمیر مین داخل ہوگیا - اوسنے جاتے ہی منادی پھروائی کہ قضات
اور اور سب دیوانداری بے اندیشہ اور خرخشہ اپنے اپنے کامون مین مصروف ہون - اور مسجدون کے
موذنون اور خاصون کو بلا کر کہدیا کہ وہ بخوف و خطر قواعد اسلام کی شاعت کرین - اور مسجدین
تعمیر کرین - اور تمام ارکان بادشاہی کو بلا کر اوسنے وہ فرمان محمد شاہ کا دکہایا جسمین قواعد قسم لکہے ہوئے
تہے کہ صوبہ داری گجرات اور اجمیر کی محمد شاہ کی بقا عمر اور دولت تک ہی گی - اب ایک عرضی بادشاہ کی
خدمت مین اس فرمان کے نقل کے ساتہہ بہیجی اور اوسمین لکہا کہ اگرچہ ان دونون صوبون سے میرا
خارج کرنا عہد و پیمان کے خلاف ہے - لیکن صوبہ داری احمد آباد کی تو حضور کی مین نذر کرتا ہون - مگر اجمیر
کی صوبہ داری کا امیدوار اور خواستگار ہون - اوسکی جاگیر سے میرے چشم و چراغ بیٹے بڑہا بیگ جب آبرو گئی تو جان
لیکر کیا کرونگا - اسلئے امیدوار ہون کہ دونو صوبون سے کوئی ایک صوبہ عنایت ہو - جب یہہ عرضی آئین تو
اوسکی رائے مین اختلاف ہوا - صمصام الدولہ نے یہہ رائے دی کہ روپیہ کا انصرام اور لڑائی کا سامان
دشوار ہے - اسلئے صلح کرلینی مناسب ہے - اجمیر دارالسلطنت کے قریب ہی اسلئے گجرات کا دینا مصلحت ہے
مگر بادشاہ اور بعض اور ارکان سلطنت کا ارادہ یہہ ہوا کہ اوسکی تنبیہ و تاکید کرنی ضرور ہے -
حیدر قلیخان نے سعادت خان بہادر جنگ کو جو اسوقت اکبر آباد کی صوبہ داری پر سرفراز کیا گیا
تہا بلایا - وہ فوراً آیا - سامان کارزار درست ہوا - مگر اور امرا اوسکے ساتہہ متفق نہ ہوئے - پہر

حضور نے بھی اعانت مین قصور کیا غرض تنہین یہہ خبر آئی کہ مظفر علیخان کا تو سارا اسباب سپاہ نے اپنی تنخواہ مین لے لیا۔ اور اوسنے فرمان اور خلعت صوبہ داری کا بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا اور خود جے پور چلا گیا۔ اور اوسکے تعاقب مین بعض زمیندار اور مفسدون نے بادشاہی ملک کو تاخت و تاراج کیا۔ اور راجہ اجیت سنگھ نے نارنول کو لوٹ لیا۔ بایزید خان یہان کے فوجدار سے راجہ کا مقابلہ نہ ہوسکا صمصام الدولہ نے اوسے لڑنیکا ارادہ کیا۔ افواج مغلیہ نے اوسے اتفاق نہ کیا۔ حیدر قلیخان اوسکے ساتھہ متفق ہوا۔ اور خیمہ سے باہر نکلا صمصام الدولہ نے بادشاہ سے ملتمس کیا کہ لڑنا مصلحت نہین ہے اگر راجہ کو فتح ہوئی تو بادشاہ کا کیا ٹھکانا ہے۔ اور اگر اوسکو شکست ہوئی تو وہ پہاڑون مین جا چھپا تو روپیہ اور لشکر کہان ہے جو اوسکا علاج کریگا۔ پھر قمر الدین خان نے بیڑا اس کام کا اوٹھایا۔ اور سید عبد اللہ کی ہائی کی درخواست کی تو وہ نامنظور ہوئی غرض اس نفاق اور عدم اتفاق سے سارے عزم اور ارادے بے فائدہ ہوئے۔ اجیت سنگھ وہان سے دار السلطنت سے پچاس میل پر آپہونچا۔ سب امیر اور امرا شہر سے باہر نکلے۔ تو اوسکو سوار اسکے کچھہ نہ بن پڑا کہ راجہ ان شرطونکو جو اوسنے پیش کین قبول کرے کہ صوبہ اجمیر اوسکو دیدیا جائے گا تو وہ گجرات سے دست بردار ہوگا۔

آصف جاہ کی وزارت اور بادشاہ کی حالت

ملک کرناٹک اور دکہن کے انتظام سے فارغ ہوکر جنوری ۱۷۲۲ء ربیع الثانی ۱۱۳۴ھ کو آصف جاہ شاہجہان آباد مین آیا۔ اور وزارت کے عہدہ پر ممتاز ہوا۔ اگرچہ اوسکو یہہ پہلے سے معلوم ہوگیا تہا کہ وزارت کا عہدہ اوسکے لئے خالی ہے۔ مگر اس وزارت سے دکن کی خود مختار حکومت کو بہت اچھا اور زیادہ معظم جانتا تہا۔ وہان اوسکو جو معاملات پیش آئے اونکا بیان پیچھے ہوگا غرض وہ سب جھگڑے نکا تصفیہ کرکے یہان آیا۔ تو دربار کا عجب رنگ دیکھا شاہ یکہا۔ بادشاہ کی رنگین طبیعت اپنا اصلی

دکھا رہی تہی عیش کے دریا مین ایسا ڈوبا ہوا تہا کہ کسی بات کی خبر نہ تہی - اور اس بادشاہ کا رنگیلا پن
اپنا رنگ سب علما اور شعرا اور اہل کمال مین دکھا رہا تہا کسی کو سوا لطیفہ سنجی کے کوئی کام نہا
نوجوان تو مصاحبت مین خراب تہے مگر بوڑہے بہی خضاب لگا کر نوجوان مسخرے بن گئی تہی - بعض امرا
جو یہان حاضر تہے خصوص حیدر قلیخان مقدمات ملکی اور ملکی مین آصف جاہ کے خلاف بہت دخل
دیتے تہے - اسلئے بادشاہ فی وزیر کی خاطر سے حیدر قلیخان کو گجرات کی صوبہ داری پر بہیجدیا -
حیدر قلیخان نے یہان ایک نہایت عمدہ تنظام کیا - آصف جاہ نے عالمگیر کے دربار کا عالم دیکہا تہا مزاج
اوسکا جاہ طلب اور اقتدار جو تہا - بہلا یہہ دربار اوسکی نظر مین کب آتا تہا - وہ یہان کا حال دیکہکر
بہت گہبرایا - اوسنے چاہا کہ بادشاہ خلق کے معاملا کو فیصل کرے - اور اپنا انتظام اوقات کرے - مزاج
مین وقار اور تہذیب اخلاق پیدا کرے غرض خالق و مخلوق دونو کو راضی رکہے - مگر بادشاہ
کی نوجوانی دیوانی کب اس پیرکہن سال کی باتون کو سننے دیتی تہی - اور اوسکی مصاحبت نگین مزاج
کب اس قابل عاقل کو جمنے دیتے تہی - آخر کو اونہون نے یہہ تجویز نکالی - کہ حیدر قلیخان سے اوسکو ٹہرا دیا
حیدر قلیخان نے گجرات مین جاکر بہت کچہہ سرمایہ جمع کیا - اور عبد الغفور کے گہر کو ضبط کر کے کروڑون
روپیہ کی دولت اکٹہی کی - اب وہ اپنی تین دو سو امیر الامرا حسین علیخان سمجہنے لگا - اور آصف جاہ
کے درپے تخریب ہوا - دربار کے امیر اوسکے شریک ہوئے سب امیر یہہ چاہتے تہے کہ کسی طرح آصف جاہ
یہان سے ٹلے - اسلئے بادشاہ اور درباری سے متدعی ہوئے کہ حیدر قلیخان کو گجرات سے معزول کرے -
آصف جاہ کو دولت جمع کرنی اور ملک بڑہانی کا شوق نہا - وہ بادشاہ کی حکم کے موافق گجرات کی
صوبہ داری پر روانہ ہوا - اور رستہی مین سے اوسنے حیدر قلی کی سپاہ کے لئے توڑ جوڑ شروع کیے
اور بہت سے امرا اور افسران سپاہ تورانیہ و مغلیہ کو اپنا رفیق بنا لیا - جب جہالوہ مین ہو کر گجرات
کے وہ پہنچا - تو معز الدولہ حیدر قلیخان نے اپنے مین تاب توان اوسکے مقابلہ کی نہ دیکہی اسلئے

ا لیکھو لیا کا بہانہ بنا محافہ مین بیٹھہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ آصف جاہ نے گجرات کا انتظام کرکے اپنے چچا حامد خان کو اوسکے حکومت کیلئے بھیجدیا۔ اور صوبہ مالوہ جو اوسکو تفویض ہوا تھا اوسکا بھی انتظام کرکے اپنی چچازاد بہائی عظیم الدخان کو سونپ دیا۔ حیدر قلیخان بادشاہ پاس آیا۔ تو اوسنے اپنی مہربانی سی اوسکو اجمیر کی صوبہ داری راجہ اجیت سنگھ کی تنبیہہ کے لئے سپرد کردی۔ اور وہ اجمیر گیا۔ اور راجہ کو بھگا دیا۔ اور آصف جاہ بھی اول جمادی الاول مین دارالخلافہ شاہجہانآباد مین آگیا۔

بہرت پور کی جاٹون سی لڑائی

اس وزیر کی واپسی کے بعد کوئی بڑا معرکہ سوا اسکے نہین واقع ہوا۔ کہ برہان الملک سعادت خان بہادر کو علاوہ صوبہ اکبرآباد کے صوبہ اودہ بھی مرحمت ہوا۔ برہان الملک اس صوبہ جدید کے انتظام کے واسطے گیا۔ راجہ مل کیٹھہ کو یہان اکبرآباد مین نائب مقرر کرگیا۔ وہ ہاتھی پر سوار جاتا تہا۔ کہ ایک جاٹ نے درخت کی پہلنگ پر بیٹھہ کر نشانہ تفنگ اوسکو بنایا۔ برہان الملک کا قصد تہا کہ آکر انتقام لے کہ صمصام الدولہ نے موقع پاکر راجہ جی سنگھ سوائی کو جو جاٹون کا پرانا دشمن تہا۔ انتظام اور انتقام کی نظر سے آگرہ کا حاکم مقرر کرادیا۔ اور برہان الملک فقط اودہ ہی کا صوبہ دار رہ گیا۔ راجہ جی سنگھ نے چورامن سے جو جاٹون کا پرانا راجہ تہا لڑنا شروع کیا۔ اور اوسکے قلعہ تہون کو گہیر لیا۔ اور اوسکے بھتیجے بدی سنگھ کو اپنی ساتھہ متفق کرلیا۔ اور اوسکے استحقاق کے دعوی کی تائید کرکے جاٹون مین پھوٹ ڈالدی۔ چورامن کے بیٹے مکھم سنگھ نے باپ سے کچھہ ایسی گستاخی کی کہ وہ باپ بیٹون کی شان کے لئے سزاوار نہی اسلئے چورامن زہر کہا کر مرگیا۔ مکھم سنگھ اوسکی جگہ بیٹھا۔ وہ احمق تہا۔ راجہ جی سنگھ نے اوسکی رفیقون کو توڑ کر بدی سنگھ کا ساتھی بنادیا۔ مکھم سنگھ بھاگ گیا۔ صفر ۱۱۳۵ھ مین تہون کا قلعہ فتح ہوا۔ اور بدی سنگھ راجہ اس شرط

کہ وہ خراج بادشاہ کو دیا کرے۔

آصف جاہ کا آزردہ ہونا اور دکہن مین جانا اور دربار اور امرا کا حال

جو ارکان سلطنت اسوقت بڑہی بڑہی کامون پر معمور تہے یہہ تہی۔ اعتماد الدولہ معز الدین خان بخشی دوم صمصام الدولہ امیر الامرا بخشی اول روشن الدولہ بخشی سوم سید صلابت خان بخشی چہارم عزۃ الدولہ شیر افگن اور لطف اللہ خان صادق صدر الصدور۔ بادشاہ کے مزاج پر روشن الدولہ بڑا حاوی تہا۔ عمدۃ الملک اب امیر خان ایک قدیم الخدمت اور خاندانی امیرزادہ تہا۔ دلیرانہ ہمت اور امیرانہ دماغ رکہتا۔ مگر اوسکی ظرافت اور لطیفہ سنجی ایسی تہی کہ سارے دربار کو آفات اور مصائب مین بہی لٹا لٹا دیتے تہی۔ شاہ جہان محمد درویش کی صاحبزادی رحیم النسا جو بادشاہ کی کوکی تہی اوسکو بادشاہ سے وہ تقرب حاصل تہا کہ بادشاہ کا قلمدان اوسکے سپرد تہا۔ اور وہی حسب دستخط تہی۔ عرائض پر احکام اوسیکے جاری ہوتے تہی۔ عقل حیران تہی کہ یہہ کیا زمانہ ہے ۔ رباعی

نوبت زکیان بناکیان افتادست ✤ بازوئے شگرفے بمیان افتادست

شاید کہ سپہر سفلہ قصد زشاط ✤ شمشیر زدن بدف زنان افتادست

غرض بادشاہی اختیارات کی کل کوکنی بالکل بے کوکی کے اختیار مین تہی۔ اب بادشاہ کی کچہہ عزت نہ رہی تہی۔ وہ خاص و عام کی نظر مین ذلیل تہا۔ آصف جاہ ایک رتبہ کا شخص تہا اوسکو ایسا سفلہ دربار کب اچہا لگتا تہا۔ اول اوسنے کوشش کی کہ بادشاہ کی مزاج کو اصلاح لائے لیکن وہ عیش و طرب کا بندہ کب سنتا تہا۔ اوسکو یہہ صحبت عذاب الیم تہی اور اوسکی صحبت اوروں کو ناگوار تہی۔ اب اپنی کم ہمتی و نامردی کے سبب سے امیر اوسکے مقابلہ کرنیکے

قابل تو نہ تھے۔ مگر اس بیکہن سال کی اور طرح سے ہنسی اور ٹرانی شروع کی۔ ایک دن بادشاہ نے آصف جاہ کو ملبوس خاص دیا۔ اہل دربار کو اس بات کا داغ ہوا۔ دوسرے روز وزیر کے جلانیکے واسطے ناچ کے جلسہ میں بہانڈ کو ملبوس خاص دلوادیا۔ اس استہزا پر بھی اونسے بادشاہ کو گلہ سلطنت کی طرف رغبت کرنا چاہا۔ اور اوسکے سامنے کام پیش کیا۔ مگر بادشاہ کو یہہ خود وہال معلوم ہوتا تھا۔ اسپر امیر جلے جاتی تھے۔ اور اب ایسے گستاخ ہوگئے تھے کہ ایک امیر صاحب فرمانے لگے کہ وہ کیسا بندر کی طرح بادشاہ کے سامنے اوچھلتا پھرتا ہے۔ آصف جاہ ہر دم کی خبر رکھتا تھا اونسے یہہ سنکر کہا کہ اگر یہی حال ہے تو دیکھو کہ اس فصیل قلعہ کے ایک ایک کنگرہ پر بندر ناچے گا۔ بادشاہ اور امرا اگرچہ چاہتے تھے کہ وہ پاس رہے۔ مگر سب اوسے ڈرتے تھے۔ اوس کے آزردہ کرنے کی ہمت نہ رکھتے تھے۔ یہہ آزردہ کہتے کہ وہ اپنی خوشی یہاں سے چلا جائے۔ اب آصف جاہ بھی اس مسخرے دربار میں رہنا نہ چاہتا تھا۔ وہ بادشاہ اور امیروں کے باتوں ہی اشاروں کو سمجھ گیا۔ شاہجہان آباد کی ناموافقت آب و ہوا کا عذر پیش کیا۔ مراد آباد کو تبدیل آب و ہوا کے لئے قصد کیا۔ بادشاہ نے بھی یہہ عذر سن لیا۔ اور بہت ہی بے اصل مہربانیاں اور اشفاق دکھا کر اوسکا دل خوش کیا۔ وہ اکتوبر ۱۷۲۳ء صفر ۱۱۳۶ھ کو رخصت ہوا۔ اور کچھ دور مراد آباد کی طرف چلا۔ پھر سیدھا حیدرآباد دکن چلا گیا۔ اور وزارت کے عہدہ سے مستعفی ہوا۔

آصف جاہ اور مبارز خان صوبہ دار برہان پور کی لڑائی

آصف جاہ کے آزردہ خاطر ہونے کی جب امیروں کو اطلاع ہوئی تو اونہوں نے بادشاہ کا شقہ خاص مخفی چھپا کر مبارز خان ناظم صوبہ برہان پور کو بھیجا۔ کہ وہ سارے ملک کو آصف جاہ کے گماشتوں سے چھین لے۔ اس خدمت کے جلدو میں اوسکو دکھن کی صوبہ داری عنایت کیجائیگی۔ اس لالچ میں مبارز خان آکر بلا میں گرفتار ہوا۔ داؤد خان کے بھائی

ابراہیم خان کو ساتھ لے لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ اودہر آصف جاہ بھی سپاہ کو آراستہ کئے آموجود ہوا
۲۴ محرم الحرام ۱۱۳۷ھ / ۱۷۲۴ء کو مقابلہ عظیم ہوا۔ چار ہزار آدمی اور چار ہاتھی میدان مین مارے گئے۔
آصف جاہ کو فتح ہوئی۔ مبارز خان کی جان گئی۔ گو اس مہم کا در پردہ سبب بادشاہ ہی تہا۔
مگر کوئی اوسکا علانیہ حکم نہ دیا گیا تہا اسلئے اکتوبر ۱۷۲۴ء / محرم ۱۱۳۷ھ کو مبارز خان کا سر بڑی دھوم دہام سے
آصف جاہ کے پاس بھیجا گیا۔ اور کچھہ مال مقتول کا حسب معمول اوس پاس روانہ کیا۔ بعد اسکے فارغ البال
ہوکر حیدرآباد کو دارالسلطنت بنایا۔ اوقات معمولی بہ تحفہ تحائف نذر پیشکش بادشاہ کی خدمت
مین بہیجتا رہا۔ اگرچہ آصف جاہ اپنے بادشاہ محمد شاہ کی قالو سے نکل کر لیون دور دراز ہوگیا۔ مگر
اپنے ہمسایہ کے مرہٹون سے محفوظ و مصون نہ تہا۔ اسوقت مرہٹون کی حکومت بڑے لائق فائق
سردارون کے ہاتہہ مین تہی۔ آصف جاہ کا مقدور نہ تہا کہ اونکے مقابل کہڑا ہوتا۔ اسواسطے
اوسنے ایسی حکمتین کین اور پیچ پر پیچ ڈالی۔ کہ مرہٹون کا زور اوسکی طرف سے ہٹ کر
دلی مین اوسکے دشمنون پر پڑا +

مرہٹون کی سلطنت کی حالت

تمکو یاد ہوگا کہ ستارا دارالخلافت شاہو کی تہی جسکو فرخ سیر نے قید سے رہا کیا تہا سیواجی ثانی
کا بیٹا جب مرگیا تو اوسکی جگہ سنبہاجی جو راجہ رام کی دوسری رانی سے بیٹا تہا وہ کولاپور مین
راج گدی پر بیٹہا۔ یہہ دو خاندان مرہٹون مین ایک دوسرے کے رقیب تہے۔ جب آصف جاہ نے
۱۷۱۳ء سے ۱۷۱۶ء تک دکن مین انتظام کیواسطے قیام کیا۔ تو اونسے بہی عمدہ مصلحت اپنی
عقل و دراندیشی سے سوچی کہ ضعیف گروہ کو تقویت دیکر اونکی قوی گروہ کو زیر و زبر کرنا چاہئے
چنانچہ اسلئے وہ سنبہاجی ثانی کا جو کمزور اور ضعیف تہا حامی اور مددگار رہا۔ اور اس سبب سے
شاہو کا گروہ کچھہ زور اور قوت اپنی نہ دکہا سکا۔ اور یہہ دونون گروہ آپسمین لڑتے رہے۔

اور بادشاہی ملک اونکی لوٹ مار سے محفوظ رہے۔ مگر شاہو کو ایک وزیر بالاجی بشنا تہہ راؤ ایسا مل گیا کہ اوس نے اس راجہ کے سب کام ایسے بنا دیئے کہ سیواجی کا وقت معلوم ہوئے لگا۔

بالاجی بشنا تہہ راؤ کا حال و انتظام

سیواجی کے وقت سے عہدہ پیشوا کا چلا آتا تہا۔ کئی پیشوا لائق مقرر ہو چکے تہے۔ مگر بالاجی بشنا تہہ راؤ ایسا پیشوا ہوا کہ اوسنے پیشواؤن کی خاندان کی بنیاد ہی جما دی۔ یہہ پیشوا قوم کا برہمن تہا کانکن کا رہنے والا۔ موروثی پٹواری کسی گانوں کا تہا۔ اوسمین علاوہ برہمنوں کے فطرتی عادتوں کی ہمت اور جرات ایسی تہی کہ برہمنوں مین شاذ و نادر ہوتی ہے۔ گو وہ خود بڑا سپاہی نہ تہا بلکہ گھوڑے پر سے قدر کم چڑہنا آتا تہا کہ جب دشمنوں کے خوف سے گھوڑا دوڑانا پڑتا تو دو آدمی اوسکو گھوڑے کے ادہر ادہر ہو کر تہامے رہتے تہے۔ مگر وہ پہاڑی آدمی تہا۔ گھوڑے پر چڑہنے کی نہ مشق ہو تو تعجب نہین۔ غرض وہ خود ہی لائق تہا۔ اور اوسکی اولاد اوس سے بہی زیادہ لائق ہوئی۔ اول وہ کسی جدو بنسی راجہ کا ملازم ہوا۔ اور وہان سے راجہ ساہو کی ملازمت مین پہنچا۔ اوسنے وہان اپنی لیاقت اور ذہانت سے راجہ کی نظرون مین وقار اور سب ہم نظرون سے زیادہ اعتبار پیدا کیا۔ اور راجہ نے اوسکو پیشوا اپنا مقرر کیا۔ اور سوار اس کے اوسکو قلعہ مستحکم پورندہر اور اوسکے گرد کا ملک بہی عنایت کیا۔ اور مال گزاری کا انتظام اوسکی سپرد ہوا جسکا بندوبست اوسنے ایک نئی طرح سے کر دیا۔ جس سے اوسکی کمال ذہانت اور لیاقت معلوم ہوتی ہے۔ اور واقعی اس انتظام سے مرہٹون کی خوب ترقی ہوئی۔ اور وہی سبب پیشواؤن کی ترقی کا ہوا۔ اول کام اوسنے یہہ کیا کہ مہاراشٹر کے ملک مین جو درہمی برہمی ہو رہی تہی اور مغربی ساحل پر جو فساد برپا ہو رہے تہے اون سب کو مٹا دیا۔ پہر اوسنے ایسی تدبیرین کین کہ جسسے اوسکے اپنے اضلاع ترقی پائین۔ اور شہر پونہ جو اوسکے جانشینون کا

دار السلطنت ہوا ترقی پائی۔ اس ملک مین جو رہ زنون اور قزاقون کے گروہ کے گروہ لوٹ مار کرتے پھرتے تھے اونکا انتظام کیا۔ اوسنے دہات کی آباد کرنے پر بہت توجہ کی۔ اور زراعت کی ترقی کیواسطے اوسنے بہت تھوڑی جمع مقرر کی۔ اور بتدریج اوسکو بڑہایا۔

تم کو یاد ہوگا کہ اس بالاجی کی بدولت یہہ کام بھی ہوا تھا کہ ۱۷۱۳ء مین سید حسین علیخان کے ساتھہ وہ دلی گیا تھا۔ تو ان شرائط پر بادشاہ سے صلح ہوگئی تھی کہ جتنا ملک سیواجی کی وفات کے وقت مرہٹون کے پاس تھا وہ اوسکے جانشین ساہوجی کو دیا جاوے۔ اور دکن کے چھہ بادشاہی صوبون اور خراج گزار ریاستون ترچناپلی اور تنجور اور میسور سے چوتھہ اور سردیسمکھی دیجائے۔ اور اوسکے عوض مین ساہو بادشاہ کا مطیع رہے۔ اور دس لاکھہ روپیہ سالانہ خراج دیا کرے۔ اور تمام ملک کے امن امان اور رعایا کی حفظ جان کا ضامن رہے۔ یہہ فائدہ بالاجی کو سید حسین علیخان کی خدمت گزاری سے حاصل ہوئی تھی۔ مگر جب وہ مر ہی گیا اور اوسکے خاندان کا سارا کارخانہ خاک مین مل گیا تو بھی محمد شاہ نے اس صلحنامہ پر ۱۷۱۹ء مین دستخط کردئے۔ اور وہ ہزاری کا خطاب اجد ساہو کو عنایت کیا۔ غرض اس عہدنامہ سے جو سلطنت اور دولت مرہٹون کو حاصل ہوئی اوسکے سبب سے اس ہوشمند پیشوا نے وہ پرانا رنگ ڈھنگ مرہٹون کا جو قزاقون اور رہزنون کا تھا بدل دیا۔ اس عہدنامہ پر بھی مرہٹونکو اختیار تھا کہ وہ اپنے حقوق کی تحصیل خود کرین۔ اور اس تحصیل مین وہ نہایت سختی و زبردستی کرتے تھے۔ اب بالاجی نے چاہا کہ اس مشکل کام کو آسان کردے۔ اسلئے اوسنے چوتھہ کے وصول کے لئے وہ مستقل محصول زمین مقرر کیا جو ملک عنبر اور راجہ ٹوڈرمل نے قائم کیا تھا۔ یہہ محصول ایران اور مغلستان صلاح مین کچھہ بھی نہ تھا۔ غرض چوتھہ جو پہلے اتھل پتھل ہوجاتی تھی اب وہ حساب کے موافق لیجانے لگی۔ مگر اسپر بھی مرہٹون کو تحصیل باقی کے سبب سے خبر اور نقدی کرنے کا موقع مل جاتا تھا۔ اوسنے

خاص اضلاع مین توسیع حال کے لئے سردارونکی وساطت سے حقوق مخصص المقام مقرر کئے - مگر اسسے یہہ بہی اندیشہ تہا
کہ کہین سب جداجدا نہ ہوجائین - اسلئے باہمی اتفاق کے لئے اصل محاصل کو جداجدا بالتفصیل
تقسیم کیا - اور اس تقسیم کی بہی مختلف تقسیمین مقرر کین - اور ہر ایک سردار کے وسطے ایک خاص
حصہ محاصل کا تجویز کیا - اسلئے ایک ضلع پر کئی سردارون کی اور اونکے ملازمون کی توجہ
رہنے لگی . راجہ کے رشتہ دارون کی بسر اوقات کیواسطے جداجدا ولایات یا بعض اضلاع
انعام اور جاگیر مین دیدئے تہے - وہ سب ایک سردار کے احاطہ اضلاع مین واقع تہی - اور
آئندہ بہی چہوٹی چہوٹی جاگیرین خاص خاص لوگون کو مرحمت ہوتی تہین - غرض اس تقسیم
در تقسیم و تعین حقوق کا بڑا نتیجہ جو بالاجی کے ہمیشہ مدنظر رہتا تہا یہہ تہا
کہ برہمنون کا اختیار اور اقتدار بڑہے - سو اس طرح حاصل ہوگیا کہ ان مرہٹون کے پیچہے
حساب کتاب کا عذاب لگایا گیا - جتنے جاگیردار اور سردار تہے سب جاہل تہے وہ اپنی جاگیرون کے
محاصل اور تقسیم در تقسیم کا حساب بغیر برہمنون کے کیونکر سمجہہ سکتے تہے - اسلئے برہمنون کے
محتاج ہوگئے - اور اس اپنے قوم کی غرت بڑہنے سے پیشوا کی قوت کو بڑی تقویت حاصل ہوئی

باجے راؤ

جب بالاجی کا انتقال ہوا تو اوسکا بیٹا باجے راؤ باپ کا جانشین ہوا - یہہ اور برہمنون کے
سارے خاندان مین اور مرہٹون کی ساری قوم مین سیواجی کے سوا غالبیت اور لیاقت
مین زیادہ تہا - مگر بالفعل وہ تمام اختیارات اوسکو نہ حاصل ہوئے جو اوسکے باپ کو حاصل تہے -
اسلئے کہ اوسکا بڑا مخالف راجہ کے دربار مین سری پت راؤ تہا - وہ بہی برہمن تہا - اور ستارہ سے
اودہر کے ملک کا رہنے والا تہا - وہ یہہ چاہتا تہا کہ راجہ کی سلطنت اور حکومت کو مہا راشٹر میز
استحکام دے اور کولاپور کے راجہ کو مغلوب کرے - اور جو کرناٹک کا میدانی ملک سیواجی کے قبضہ کا

فتح کیا ہوا مغلون اور سیواجی کے بھائی کی اولاد نے دبالیا ہے اوسپر قبضہ کرے مگر باجی راؤ کی
رائے یہہ تھی کہ راجپوتانہ کا لشکر ایسا ہی کہ اوسکو بغیر لوٹ مار کے چین نہین آئیگا۔ اور وہ ملک مین امن
امان کبھی نہین رہنے دینے کا۔ اسلئے اونکو وہان لیجانا چاہیئے جہان ابتک وہ نہین گئے۔ اور
وہین سے اونکا پیٹ بھرنا چاہئے۔ اسی اونکے حوصلے اور اونکے سردارون کے عزم بڑہینگے۔ یہان
رہینگے تو اپنے ملک کو کہانینگے۔ وہ ہمیشہ یہہ چاہتا تھا کہ لشکر دور دور کی مہمات مین مصروف رہے۔
جسسے راجہ کی سلطنت کو وسعت برابر انام حاصل ہو۔ اور ضلاع سے جو روپیہ محاصل کا آئے اوسسے
خزانہ معمور ہو۔ اور سپاہ کا دل ہی لوٹ مار سے خوش ہے۔ اور اپنے ملک مین امن رہے۔ دشمنونسے
جنہون نے اونکو پہلے پامال کیا تھا عوض لیا جائے۔ اوسنے اپنے دشمنون یعنے مسلمانون کی سلطنت کا
یہہ حال بیان کیا کہ وہ بالکل مٹیا پیٹ ہوگئی ہے اور ہو رہی ہے۔ اوسمین کچھہ دم باقی نہین ہے۔ سارا
اوسکا خون خشک ہوگیا ہے۔ ایک ہڈی باقی ہے اوسپر جہان ہمارا ہاتھہ لگا وہ گرا۔ ایکساور تقریر
اوسنے فصاحت اور بلاغت سے کی جسکے سامنے یہہ کی کہ اب ہمارا وہ زمانہ آگیا ہے کہ ہندؤن کی زمین سے
غیرون کو نکال باہر کرین۔ اور اونکی سلطنت کو اپنے پیرون کے تلے ملڈالین۔ اور یون قیامت
تک نیک نامی حاصل کرین۔ اپنی کوشش سے اے راجہ تیری سلطنت کو یہان سے ہمالیہ تک پہیلا
اسپر راجہ بے اختیار ہوکر بولا کہ تو ایسا ہی لائق باپ کا بیٹا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میرے
جھنڈے کو ہمالیہ پہاڑ پر تو گاڑے گا +

شاہو کی خصلت اور پیشوا کی لیاقت

اس راجہ کے دربار مین جو یہہ مباحثے پیش ہوئے اونمین باجی راؤ کی رائے کو غلبہ ہا۔ اور اوسکا
اختیار اور اقتدار روز بروز بڑہتا گیا۔ اور راجہ اوسکا محتاج ہوگیا۔ اگرچہ یہہ راجہ قابلیت سے
خالی نہ تھا مگر آخر بادشاہی محلون کا ناز پروردہ تھا۔ اس سبب سے جسم مین چستی اور چالاکی اور

مضبوطی نہ تہی - برخلاف اسکی باجی راؤ لشکر مین پیدا ہوا - وہین رہا سہا - مدبرون اور تجربہ کارون مین
تربیت پائی مرہٹون کی سپاہیانہ خصلتین اوسمین تہین - سوا اوسکے فہم اور فراست اوسمین
خداداد تہی - تجربہ کار ہوشیار تہا - اور اپنی بہائی بندبرہمنون کی طرح روکہا سوکہا بودا ٹہنڈا نہ تہا
بلکہ خوش مزاج صاحب تدبیر سلیقہ مند اور سادہ سپاہی تہا - یہانتک سادگی نے مزاج کو گہیر لیا تہا کہ
سفر کی ماندگی اور محنت کی کامون کی کچہہ اصل نہ گنتا تہا - گہوڑے پر سوار ہی راہ مین باجرہ کا کہیت آگیا
دس پانچ بالین توڑ لین - اونکو چبا کر پیٹ بہر لیا -

آصف جاہ کا اپنے چچا حامد خان کو فساد پر برانگیختہ کرنا اور سربلند خان کا صوبہ دار ہونا

جب آصف جاہ کو مبارز خان پر فتح حاصل ہوئی تو اونسے اپنا چچا حامد خان نائب صوبہ دار
گجرات کو لکہا کہ وہ فساد برپا کرے - اونسے پیلاجی اور سنتاجی مرہٹون کے سردارون کو اپنا طرفدار
کیا - اور اونکی امداد سے بادشاہی فوجدارون اور جاگیردارون کی گماشتون کو ملک سے باہر
کر دیا - اور خود مختاری کا مدعی ہوا جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اونسے ان بغاوتون کے
توڑنے کے واسطے قطب الملک پاس جو قید خانہ مین پڑا تہا ایک معتمد آدمی بہیجا اور پیغام دیا
کہ اب بہی کچہہ تم سے ہو سکتا ہو - اوسپر اس بیچارے سید نے جواب دیا کہ اگر حضور کا ہاتہہ
میرے سر پر ہو تو سب کچہہ ہو سکتا ہی - پانچ چہہ ہزار سوار میرے قابو مین اتنک ہین
اونسے جو کچہہ حکم ہو اوسکو بجا لا سکتا ہون جب مخالفون کو اسکی خبر ہوئی تو اونہون نے
اس سید کو زہر دیکر قید ہستی سے رہا کیا - پہر حامد خان کے تادیب اور تنبیہ کے واسطے مبارز الملک
سربلند خان کو گجرات کا صوبہ مقرر کیا - اور نظام الملک سے یہہ صوبہ لے لیا گیا - ایک کروڑ روپیہ
اوسکو سامان درست کرنیکے واسطے دیا گیا - اوسکی سفارش سے سید نجم الدین علیخان بہی

قید سے رہا ہوا۔ اور سادات بارہ کو جمع کرنے لگا۔ سربلند خان سپاہ دوست آدمی تھا۔ وہ ہر صوبہ میں کچھ نہ کچھ
دنوں رہ چکا تھا۔ اوسکے کچھ نہ کچھ پرانے آدمی موجود تھے۔ تھوڑی دنوں میں ایک لشکر شائستہ اوس پاس
جمع ہوگیا۔ اوسنے نیابت کی سند شجاعت خان گجراتی کو بھیجی۔ اسپر حامد خان غصہ ہوکر اپنی بیقدوری
کے سبب سے گجرات سے چلا آیا۔ اور موضع دہد میں مقیم ہوا۔ اور کنتاجی کو اپنی اعانت کے لئے طلب کیا
اور ایک معیت بہم پہنچائی۔ اور اس غنیم کو ساتھ لے گجرات پر چڑھا۔ شجاعت خان بھی گجرات سے نکلا۔
اور حامد خان سے لڑا۔ اوجان کو کھو بیٹھا۔ مقتول کا بھائی رستم علیخان بندر سورت میں حاکم تھا
جب بھائی کے مرنے کی خبر سنی تو فوراً سامان جنگ تیار کیا۔ اور پیلاجی کانگوار کو کہ وہ اس نواح
میں تاخت تاراج کر رہا تھا۔ اپنے ساتھ متفق کیا۔ اور بندر سورت سے چلا۔ حامد خان اور کنتاجی
بیس ہزار سوار لیکر احمد آباد سے چلے۔ اوبیچ میں لڑائی ہوئی۔ ظاہر میں پیلاجی رستم کی ساتھ تھا۔ مگر باطن
میں وہ کنتاجی سے ملا ہوا تھا۔ اس دغا سے اپنے ساتھی کو لڑائی میں قتل کرایا۔ اور حامد خان کو جلایا
جسنے اس کمک کے عوض میں چوتھا اور سردیسی مکھی اپنی ممالک مقبوضہ سے مرہٹوں کے لئے مقرر کی۔
سربلند خان وزارت کی امیدواری میں اکبر آباد اور اجمیر کے صوبہ راہ میں ٹھہرا ہوا تھا کہ اوسکو حکم بادشاہ
کا پہنچا کہ گجرات روانہ ہو۔ سو وقت بادشاہ تورانی امیروں سے ایسا ناراض ہوا کہ آصف جاہ نظام الملک
سے مالوہ کی صوبہ داری کے لئے اور راجہ گردھر کو اوسکی جگہہ مقرر کر دیا۔ نجم الدین علیخان کو اجمیر کی
صوبہ داری عنایت ہوئی اور سربلند خان کی اعانت کے واسطے اوسکو حکم ہوا۔ وہ بھی اپنا سامان درست
کر کے اوس سے جا ملا۔ حامد خان بھی کنتاجی اور پیلاجی کو ساتھ لے میدان جنگ میں دشمن سے مقابل ہوا۔
مگر شکست پائی۔ اور سربلند خان اور سرداروں نے ایک اور راہ سے جا کر احمد آباد پر قبضہ کر لیا۔ اور حامد خان
آصف جاہ پاس چلا گیا۔ یہہ واقعہ ۱۱۳۸ھ کا ہے۔ اب بسر سال میں آصف جاہ نے مرہٹوں کے ساتھ
حامد خان کو پھر لڑنیکے واسطے بھیجا۔ اور حدود گجرات میں بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں۔ پھر کہیں جا

ایک سخت لڑائی ہوئی۔ نجم الدین علیخان نے اپنی مردانگی سے ساری مرہٹوں کو گجرات کی حد سے مار کر
باہر نکال دیا۔ سربلند خان پاس سپاہ بہت ہی تھی۔ پانچ لاکھ روپیہ برابر بادشاہ کی ہان معرفت روشن الدولہ
بخشی سوم کے چلا آتا تھا۔ اور یہ امر ہی قرار پا چکا تھا کہ جب تک گجرات کا انتظام کلی نہ ہو۔ وہاں کا
محاصل سپاہ ہی میں خرچ ہو۔ مگر جب بادشاہ کو اس فتح کی خبر پہنچی۔ تو صمصام الدولہ کی صلاح سے
بادشاہ نے یہ حکم سربلند خان پاس بھیجدیا کہ سپاہ کی کچھ ضرورت اب نہیں ہی۔ اوسے برطرف کردو۔

دریا کی کیفیت اور راجہ ابھی سنگھ کا صوبہ داری گجرات پر مقرر ہونا

ان دنوں میں بادشاہ کی دریا بین اور ہی گل کھلا۔ بادشاہ کی مزاج میں روشن الدولہ کو بڑا دخل ہو گیا
تھا۔ اوسنے رشوت کے لئے ایسا منہ کھولا۔ کہ کروڑوں روپئے عین الحال ہضم کرنے لگا۔ اسپر امرا نے
جھگڑنا شروع کیا۔ بادشاہ نے جب محاسبہ لیا تو دو کروڑ روپیہ اوسکے ذمہ نکلے۔ اسی رشوت کی بلا میں
عبد الغفور بھی گرفتار ہوا۔ اور بادشاہ کی عزیز کوکی رحیم النسا بھی ان دونوں مختاروں کی ہمراز
تھیں۔ وہ بھی محل سے خارج ہوئیں۔ اب سربلند خان متوسل روشن الدولہ کے تھے جب اسپر آفت
آئی تو انپر بھی آئی غرض اب بادشاہ کی مزاج میں صمصام الدولہ نے بڑا دخل پیدا کیا۔ اوسی سربلند خان
کی جگہ راجہ ابھی سنگھ کو مقرر کیا۔ اور سربلند خان کو بادشاہ پاس بلا لیا۔ راجہ نے اپنی نائب کو گجرات کو روانہ کیا۔
سربلند خان اوسکو شکست دیکر نکال دیا۔ وہ سربسر بھاگا آیا اوسکا حال بھی پہلے نائب کا سا ہوا۔ غرض
راجہ صاحب خود پچاس ساٹھ ہزار سپاہ لیکر گجرات روانہ ہوئے۔ سربلند خان اونسے لڑنے کو کھڑا ہوا۔
اگرچہ اوس پاس سامان جنگ کم تھا۔ مگر ایک دفعہ راجہ کی فوج کو اوسنے شکست دیدی۔ اور اسی کو
فتح نصیبی سمجھا۔ اور جان گیا کہ راجہ سے میں نہیں لڑ سکتا۔ اسلئے اوسنے راجہ سے صلح کرلی اور بگڑی بدل
بھائی بن گیا۔ اور اوسے روپیہ اور سامان لیکر شاہجہان آباد کی طرف چلا۔ جب بادشاہ کو اس
لڑائی کی خبر پہونچی۔ تو اوسنے سربلند خان کے قید کرنے کے واسطے دو سو گرز بردار مقرر کئے۔ جبھو نے

اوسکو اکبرآباد مین قید کرلیا۔

آصف جاہ کا مرہٹون مین فساد ڈلوانا اور اپنی سلطنت جمانا

جب آصف جاہ وزارت کے عہدہ سے مستعفی ہوکر ۱۱۴۳ھ مین تیسری مرتبہ دکہن مین آیا تو اوسنے اب ارادہ یہہ کرلیا کہ وہ ایک خودمختار ریاست قائم کرے چنانچہ تم پڑہ چکے ہو کہ وہ مبارزالملک کو مار کر دکہن مین مستقل حاکم ہوگیا۔ اگر اوسن پاس سے مالوہ اور گجرات کی صوبے نہ نکل جاتے تو وہ تہائی ہندوستان کا بادشاہ ہوچکا تہا۔ اب دکہن مین اوسکی سلطنت ایسی شان اور شوکت سے جم گئی تہی کہ اوسنے ارادہ کیا کہ مرہٹون سے جو اوسکے ہمسایہ مین بڑے اندیشناک دشمن تہے اونسے اپنے معاملات کو درست کرے وہ مرہٹون کی خصلت سے خوب واقف تہا جو اونکے آپسمین فساد اور عناد تہے اوسکو خوب سمجہتا تہا اونکے بڑے بڑے سردارونسے اوسکا اتحاد تہا۔ اوسکو جو امید فیاضی اور کامیابی کی مرہٹون کے آپسکے فساد اور نفاق سے تہی وہ اپنی حسن لیاقت سے نہ تہی۔ اب اوسنے یہہ چہیڑ نکالی کہ باجی راؤ کو شمالی ملک کی مہمات مین مصروف دیکہکر سری پت سے جو پیشوا کا مخالف تہا رسم اور راہ پیدا کرکے یہہ عہدنامہ حاصل کرنا چاہا کہ حیدرآباد کے گرد کی اضلاع سی چوتہہ اور سردیس کبہی نہ لیجائے۔ ان دونون چیزون کے لینے کا فیصلہ پہلے مرہٹون کے حق مین بادشاہی حکم سے ہوچکا تہا۔ اور اوسکی عوض مین ملک یا نقد روپیہ ٹہہرجاتی۔ غرض اس سے یہہ تہی کہ اوسکی دارالسلطنت کے گرد ملک بالکل مرہٹون کے مداخلت سے جو بار بار ان محصولون کے سبب سے ہوتی تہے جاتی رہی۔ اور ایک ملک جسمین طرح طرح مرہٹون کے جہگڑون سے پاک ہو اوسکو حاصل ہوجائے۔ اسپر راجہ اور سری پت کو اونسے راضی کرلیا۔ مگر پیشوا جو آیا تو اونسنے اس انتظام کو ناپسند کیا۔ خیر یہان اس امر پر گفتگو ہو ہی رہی تہی کہ نظام الملک اپنی قدیمی چال چلا جسمین اوسکو پہلی کامیابی حاصل ہوچکی تہی۔ وہ یہہ تہی کہ کولاپور کا راجہ جسنے باقی مرہٹون کی ریاست کا دوسرا دعویدار ان دنون مین شاہو کی اقبالمندی کے مقابل مین

پہنچا پڑا تہا۔ اپنی خاندان کے ملک صرف جنوبی حصہ پر اوسکا قبضہ تہا۔ اور باقی ملک کا وہ دعویدار تہا۔
اب اس دعویدار کی حمایت پر صف جاہ کمر باندہی۔ اور بادشاہ کا اپنی تئین قائم مقام سمجھکر اوسنے
یہہ حاکمانہ حکم دیا کہ ہم کو یہہ ملک شرعاً واقع ہوتا ہے کہ چوتہا اور سردیسی مکہی وغیرہ حقوق کا روپیہ جو میر
ملک سے مرہٹون کا حق مقرر ہے وہ سنبہاجی کا حق ہے یا ساہو راجہ کو پہنچتا ہے۔ فریقین اپنے
دعوی کو بدلائل پیش کریں۔ اور تمام راجہ شاہو کے کلکٹرون کو اوٹہا دیا۔ اور چوتہہ کا روپیہ ادا کیا۔
راجہ شاہو اس امر کو سنکر آپے سے باہر ہوا۔ اور اوسکا ارادہ ہوا کہ اسیوقت لشکر کو خود چڑہا کر
لیجائے۔ مگر پیشوا نے اوسکو ٹہنڈا کرکے اس مہم کا اہتمام اپنے ذمہ لیا۔ اور تہوڑی دنون مین اپنی
دانشمندی سے سپاہ اور سامان سپاہ کو جمع کیا۔ اور اس خوبصورتی سے اس کام کا انجام دیا کہ اپنے راجہ
کی سلطنت کی بنیاد پختہ کردی۔ نظام الملک نے اس اپنی عمدہ تدبیر کے پورا ہونیکے واسطے پہلے ہی
شاہو کے مقابلہ مین میدان جنگ مین آکر اوسسے مصالحت کی باتین کرنی شروع کین۔ اور یہہ اوسسے
کہا کہ مین نے یہہ تجویز فقط تمہاری ہی فائدہ کی لئے پیشوا کی ہاتہہ سے رہائی دلانے کی لئے سوچی تہی
۔ پس راجہ کو چاہئے کہ جن لوگون کو موقوف کیا ہی اونکو بحال کرے۔ وہ ہمیشہ اوسکے وفادار تابعدار
رہینگے۔ مگر اسوقت ایسی چالاکی کی باتین بنانا نظام الملک کی غلطی اور دوون ہمتی تہی۔ شاہو یہہ باتین
اور وقت راجہ کو اپنے وزیر پر رشک لاتین۔ مگر اسوقت تو سارا غصہ راجہ کا اوسطرف جہکا ہوا تہا۔
پیشوا کی شیوا بیانی اور خوش زبانی کب ایسی باتون کی طرف متوجہ ہوسکتی تہی۔ غرض سرما کے
موسم مین دونو طرف لشکرون کے سامان ہورہے ہے۔ اور ۱۷۲۷ء (۱۱۴۰ھ) کو نظام الملک کے ہراول کی فوج کو
پیشوا صدمہ پہنچا کر پہر گیا۔ اور دشمن کو دق کرنیکے واسطے اورنگ آباد کو جا دہمکایا۔ اور یہہ مشہور کردیا
کہ میرا ارادہ برہانپور کے غارت کرنیکا ہے۔ اس سبب سے دشمن شمال کو چلا۔ کچھہ فوج اوسنے دشمن کے
سامنے کی۔ باقی فوج سے بڑی تیزی اور تندی چالاکی سے گجرات پر یورش کی۔ اب آصف جاہ

یہہ سوچا کہ دشمن کا تعاقب کرنا بے سود ہے۔ اسلئے وہ جنوب کی طرف چلا اور پونہ پر حملہ کیا۔ لیکن مشیوا جلدی سے گجرات کے باشندونکو قتل کرخون کی ندی نالی بہا اور سیکڑون گھر دنکو بے چراغ کرکے اپنے ملک کی حفاظت کی واسطے بہت جلد آگیا۔ اب یہان آصف جاہ کی فوج نے کچھہ کام نکیا اور سکے بڑے دوست اس کام کے کرنے مین مرہٹے تہے اونکی دوستی پر چندان اعتبار نہ تہا۔ سوا اس کے آپسمین نااتفاقی تہی۔ غرض اسوقت نظام الملک بڑی مصیبت مین پہنسا۔ اور اوس سرزمین مین گہر گیا جسمین پانی ملنا بہی دشوار تہا۔ آخر کو لاچار ہوکر اونسے کولاپور کے راجہ سنبہاجی کا بہی ساتھہ چہوڑا۔ اور ۱۷۲۹ء مین راجہ شاہو سے اس قرار پر صلح ہوگئی۔ کہ چوتہہ اور سردیس مکہی کی تمام ولایت کا روپیہ ادا کرونگا۔ اور چند مضبوط قلعے اپنی ملک کے آئندہ محصول ادا کرنیکے لئے ضمانت مین سپرد کرون گا۔ یہہ پہلا ہی وقت تہا کہ یہہ دونون رقیب میدان جنگ مین آمنے سامنے آئے۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ وہ اورنگ زیب کے زمانہ کا بوڑہا تجربہ کار امیر جنسے سیکڑون میدان مارے ہون وہ یون عاجز ہوکر ایک نوجوان برہمن سے ایسی شرائط پر صلح کرے۔ جبکہ باجے راؤ اس کام مین مصروف تہا۔ سری پت نے سنبہاجی کولاپور کے راجہ کو گہیر کر شکست دی اور اوسے مجبور کرکے یہہ ستاونیں ۱۷۳۱ء مین لکہالی کہ شاہو راجہ تمام مرہٹون کا سردار مسلم اور ساری ریاست کا مستحق ہے۔ وہ راجہ فقط حوالی کولاپور پر جسکی مغربی حد سمندر سے محدود ہے قابض رہیگا۔ اس کام سے سری پت راؤ کی بہی عزت ہوئی۔ مگر یہہ کام اوس تہہ اور شان کا نہ تہا جو باجی راؤ نے کیا تہا۔ گو آصف جاہ کو یہہ خفت اپنی رقیب کے سامنے پیش ہوئی مگر پہر بہی وہ مرہٹون کی حکومت کے توڑنے کی حکمتین سوچتا رہا۔ اور آخر کو اونسے ایک بڑا زبردست دشمن پیشوا کے لئے کہڑا کیا۔

ترمبک راؤ

ترمبک راؤ دہابری ایک بڑا مرہٹون کا سردار تہا۔ اور وہ گجرات مین لڑا تہا۔ اور اوسکی لت بدو مرہٹون کی حکومت کی صوبہ گجرات مین جمی نہی۔ مگر پیشوا نے جو عہدنامہ گجرات کی حاکم سے لیا اوسنے کچھہ ثمرہ

اوسکو اپنی جانفشانی کا نہین حاصل ہوا۔ بلکہ وہ اولٹا باجے راؤ کو حاصل ہوا۔ اس سبب سے اوسکا دل پیشوا سے کھٹے اور جلنے لگا۔ اور اونے آصف جاہ کو اپنی ساتھہ متفق کیا۔ اور پینتیس ہزار آدمی دکہن کی طرف لے جاکر یہہ ارادہ مصمم کیا کہ راجہ کو پیشوا اور برہمنون کے پہندے سے نکالے +

باجے راؤ نے بہت چستی اور چالاکی سے یہہ چاہا کہ یہہ دونو اوسکے قوی دشمن متفق نہ ہون۔ اسلئے گو اوسکی فوج ٹرمبک اوسے آدہی تہی گو اوسمین چنے چنے سوار اور خانہ پرور سپاہی پلہ تہے۔ اس سپاہ کو وہ جلدی سے گجرات مین لے گیا۔ شیر کی مونچہہ کو اوسکے غار مین اکہیڑنے کا قصد کیا۔ ٹرمبک اوکے ہراول کو نرمدا کے قریب شکست دی۔ اور پہر اوسکی ہماری فوج پر جا پڑا۔ ٹرمبک اونے یہہ ارادہ کیا کہ کیا فتح حاصل کیجے یا جان دیجے۔ اسلئے اونسے اپنی ہاتہی کے پیرون مین زنجیرین ڈلوادین۔ اوسکے اس ارادہ سے سپاہ نے بڑا سخت مقابلہ کیا۔ اور باجی راؤ بہی گہوڑی پر سوار ہوکر اپنے لشکر کا دل بڑہاتا رہا آخرکار ٹرمبک اوکے ایک گولی اتفاق سے لگی جسسے وہ مرگیا۔ اور اس طرح ۱۷۳۱ء ۱۱۴۳ھ مین اس قوی دشمن کا خاتمہ ہوا۔ اب یہہ دوسرا بہی نظام الملک کا خالی پڑا۔ اب اوسکو فقط اپنی ذات سے قریب سے سمجہنا پڑا۔ اس فتح سے پیشوا کو بالکل مکرر بر آنام غلبہ مرہٹون کی بادشاہت پر ہوگیا۔ دشمن کے ساتہہ اونسے بڑی نرمی برتی۔ دشمنون کو بہت تنگ کیا۔ بلکہ ٹرمبک اوکے بیٹے کو گدی پر بٹہایا۔ اور وہ حقوق اور مرافق مرہٹونکے جو گجرات مین متعین تہے باین شرط عطا فرمائے کہ نصف آمدنی اوسکی معرفت سرکار شاہوجی مین داخل ہوا کرے۔ یہہ راجہ لڑکا تہا اسلئے اوسکی ماکو اوسکا محافظ مقرر کیا۔ اور گجرات کا انتظام اوسکی طرف سے پیلاجی گائکواڑ کو سونپا۔ یہہ خاندان وہی ہے جسکے راجہ آج کل بڑودہ مین حکومت کرتے ہین پہیلی اور کولی قوموں کے اعانت سے اس خاندان کا عروج ہوا تہا۔ وہ ان چوٹی قومونکے سردار اور رئیس تہے۔ یون اس دانشمند پیشوا نے اپنی ملک کے جہگڑون کو تمام کیا۔

سربلند خان اور مرہٹون کی شرائط صلح اور اوسکا نتیجہ

سربلند خان مرہٹون کی خصلت اور عادت سے خوب واقف تہا۔ اب اوسنے دیکہا کہ نظام الملک بازی لے گیا۔ تو اول اوسنے بادشاہ ہی متواتر امداد طلب کی۔ مگر وہان نقارخانہ مین طوطی کی آواز کون سنتا تہا پہر اوسنے مرہٹون سے ان شرائط پر صلح کرلی کہ وہ اپنے ملک کی محاصل مین اور سائر کی چوتہہ اور سردیس مکہی دیگا۔ یہہ دونون محصول ملکر پینتیس فی صد سیکڑہ کل محاصل ملک پر ہوتی تہی۔ اور اسکے عوض مین راجہ کو ڈہائی ہزار سوار ہر وقت کمک کے واسطے تیار رکہنے پڑینگے۔ اور چوتہہ کے تحصیل کیواسطے دو ایک ٹکڑا اوسکی طرف سے رہینگے۔ سوار اسکے کچہہ اور رعایا سے نہ مطالبہ کیا جاے اور بادشاہی سلطنت کے قیام اور استحکام مین ہر طرحکی کوشش کیجائے۔ ایک بڑی بیدب شرط یہہ تہی جو باجے راؤ کے راجا کی طرف سے کی تہی کہ جو زمیندار اور سردار کسی طرح کا خلل انداز ملک کے امن مین ہوگا اوسکا انتظام کرنا ہمارا کام ہوگا۔ یہہ شرط گائکوار کے مرضی کے خلاف ہے کیونکہ وہ سردار بہیلون اور کولیون کا تہا۔ اور ان دونون قومون کی گذران اوقات لوٹ مار پر تہی اور اوسکے رزق کا دروازہ اس شرط سے بند ہوگیا۔ گائکوار سوقت ٹرمبک اوڈہاڑی کا نائب تہا۔ وہ اس شرط سے یون جل گیا کہ گویا اسی باجی راؤ کو اختیار ہوا کہ اگر ٹرمبک اوڈہاڑی اوسکے دوستون مین سے کوئی ملک مین دست اندازی کرے تو اوسمین بہی وہ دخیل ہو۔ اس سبب سے اوسنے نظام الملک سے اتفاق پیدا کیا۔ اور پونہ کا قصد اس نیت سے کیا کہ راجہ کو پیشوا کے ہاتہہ سے چہڑائے مگر پیشوا کی پیش قدمی اور دانشمندی فرزانگی کے آگے ٹرمبک اوڈہاڑی کر کے رہ گئے۔

آصف جاہ اور باجے راؤ کی مصالحت

جب آصف جاہ کی کوئی چال نہیں بیٹہی اور پیشوا اوسپر غالب ہوا۔ اور اوسکو یہانتک اقتدار حاصل ہوگیا کہ چاہتا تو آصف جاہ کو اوسکی تدابیر پر تدویر کا مزہ چکہا دیتا۔ مگر یہہ دونون آدمی عقل مند تہے اور ایک خوف دونو طرف تہا۔ باجی راؤ یون ڈرتا تہا کہ مہمات دور دراز پر جانا ہے۔

اور ہمسایہ مین آصف جاہ جیسے دشمن کو چھوڑنا عقل و دانائی کا کام نہین - اسمین بڑا خوف ہی کہ کہین غرت اور آبرو جو گھر کی سلطنت مین حاصل ہوئی ہے برباد نہ جائے - آصف جاہ کو یہہ خوف تہا کہ مین بے بادشاہ کا مقابلہ کیسا ہے کہین میری جگہ باجی راؤ کو بادشاہ نہ کردی غرض یہہ دونون غاقل غاصب اسوقت اپنی مصلحت اسی مین سمجھے کہ چپکے چپکے دونون آپسمین صلح کرلی - اور اوسمین قول قسم ہوگیا دونون ایک دوسرے کے مدد و معاون رہین +

ہولکر اور سیندیا

اسوقت مین مرہٹون کی دو بڑی بڑی خاندانون کی نیو پڑی - جب باجی راؤ نے مالوہ پر دباوہ کیا تو اوسنے اپنی سپاہ کی حصون کے تین بڑے افسر مقرر کئے - اوداجی پوار - ملہار راؤ ہلکر - راناجی سیندیا - اوداجی تو پہلے ہی سے ایک چھوٹا سا سردار تہا - جسکی اولاد سنی ملک دہار پر جو گجرات اور مالوہ کی سرحدون پر واقع ہے قبضہ کیا تہا - مگر اوسکو اور نہ اوسکی اولاد کو وہ عروج اور رتبہ حاصل ہوا - جو سیندیا اور ہلکر کے گہرانے کو حاصل ہوا - ملہار راؤ ہلکر ایک چرواہی کا لڑکا تہا - دریائے نیرا پر پونہ کی جنوب مین وہ بہیڑ بکریان چراتا تہا - راناجی سیندیا کا خاندان ستارہ کے قریب معزز شمار ہوتا تہا - مگر تنگ دستی کے سبب سے وہ باجی راؤ کے ادنی خدمتگارونمین نوکر ہوا - یہہ تینون سردار بعض اور عہدہ مختار سردار نہ تہے - بلکہ باجی راؤ کے محکوم تہے - اوسکی طرف سے مہمات عظیم کا سرانجام دیتے تہے

راجہ ابہی سنگہ کا حال اور اوسکی صوبہ داری گجرات

سربلند خان کی معزولی کا حال پڑہ چکی ہو کہ اوسکی جگہ راجہ ابہی سنگہ جودہ پور والہ مقرر ہوا تہا - گر ایک خود مختار راجہ کو کسی صوبہ مین حاکم مقرر کرنا سب قومون مین قابل اعتراض اور مصلحت کے خلاف ہے اور خصوصًا ابہی سنگہ جیسے راجہ آوارہ مزاج کو تو اس کام پر مقرر کرنا سراسر حماقت تہا - اسی نے اپنے باپ اجیت سنگہ کو قتل کیا تہا - اس قتل کا سبب مورخون نے

جدا جدا بیان کیا ہے۔ راجہ جیت سنگھ نے بادشاہ سے مخالفت اختیار کی تھی۔ اسلئے قمر الدینخان نے اوسسے وعدہ کیا کہ باپ کو مار ڈالے تو اوسکو جودہ پور کی ریاست ملجائیگی۔ اسلئے اوسنے باپ کے خون سے ہاتھہ لال کئے۔ کوئی لکھتا ہے کہ رجپوت کی لڑکی سے اجیہ سنگھ کی نسبت ٹھہری تھی۔ مگر راجہ جیت سنگھ نے خود اوسسے شادی کرنی چاہی۔ اسلئے بیٹے نے غیرت مین آکر باپ کو مار ڈالا۔ اور یہہ عورت راجہ کے ساتھہ ستی ہوگئی۔ غرض جس بیوفا نے اپنے باپ کو دغا سے قتل کیا ہو اوسسے وفاداری اور جانثاری کی امید کرنی آگ سے پانی کی امید رکھنی ہے۔ مگر بات یہہ تھی کہ ابھی سنگھ کو ایسی قوی ذریعے حاصل تھے کہ مغلون کی حکومت کو حاصل تھے اور وہ اپنی ذریعون کی بدولت اس بات کی قابل سمجھا گیا کہ سربلند خان کے قبضہ سے گجرات نکال لے گا۔ اور مرہٹون کی لوٹ مار سے بچاویگا۔ بہلا مطلب تو حاصل ہوا کہ سربلند خان کو ایک سال مین فوج کشی کرکے ۱۰۳۰ھ مین گجرات سے باہر کردیا۔ مگر دوسرا مقصد حاصل ہونا سہج نہ تھا۔ بیلاجی کا ئیکوار اگرچہ ۱۰۳۱ھ مین بڑودہ سے خارج ہوگیا تھا۔ اگر تاہم اوسمین اسقدر دم باقی تھا کہ جب اجیہ سنگھ نے اپنی حکومت کا استحکام سہج سمجھا کہ کسی طرح اوسکو ٹھکانے لگائے۔ چنانچہ ۱۰۳۳ھ مین اوسکو دغا سے مار ڈالا۔ اسپر اوسکے بھائی بندونکو ایسی آگ لگی کہ وہ گجرات پر چڑھ گئے۔ اور اوسکو برباد کردیا۔ اور اوس پاس کی قزاق قومون بھیل اور کولیون کو ایسا برانگیختہ کیا کہ وہ کبھی مسلمانون کی مطیع نہ ہوئین۔ غرض ان جنگلی قومون اور کائکواڑ کے خاندان نے ملکر ملک گجرات کو آپسمین تقسیم کرلیا۔ بلکہ اونہون نے جودہ پور پر جاکے ہاتھہ پھیکا۔ جسکے سبب سے راجہ اجیہ سنگھ گجرات کو چھوڑ کر اپنی ریاست کی حفاظت کی واسطے یہان نائب چھوڑ کر بھاگا گیا۔ اور اس نائب سے کچھہ نہ ہوسکا +

مالوہ کی صوبہ داری پر باجے راؤ کا مقرر ہونا

پہلے لکھہ آئے ہین کہ مالوہ مین راجہ گردھر صوبہ دار تھا۔ یہہ راجہ جوانمردی سے خالی نہ تھا۔ اوسنے

باجے راؤ سے لڑنا شروع کیا۔ اور بادشاہ سے بار بار بہ سبب قلت سپاہ کے امداد مانگی۔ مگر وہان سے کچھہ جواب نہ آیا۔ آخر کار اس لڑائی مین وہ مارا گیا۔ اور اوسکی جگہ اوسکا بھتیجا دیارام مقرر ہوا وہ بھی لڑتا مرا۔ اور بادشاہ کو لکھتا تھا کہ جب تک مین زندہ ہون ہندوستان سے مرہٹون کو روکتا ہون میرے مرنیکے بعد وہ سارے ملک مین پھیل جائینگے غرض وہ بھی مرگیا۔ ۱۱۷۳ھ مین محمد خان بنگش اوسکی جگہ مقرر ہوا۔ مگر اوسکو بندیلون سے ایسا معرکہ آن پڑا۔ کہ وہ اوسمین مصروف ہوا۔ راجہ جیسنگھ والی جے پور کو یہہ صوبہ عنایت ہوا۔ یہہ راجہ خود بڑی مہارت علم نجوم رکھتا تھا۔ اور علم و ہنر کا بڑا قدر شناس تھا۔ دلی مین جیسنگھ پورا اور جنتر منتر اوسکی آجتک نام کو یاد دلا رہے ہین۔ اسوقت وہ بڑا معزز راجہ تھا۔ مگر مستقل مزاج اور عالی ہمت نہ تھا۔ مرہٹون سے اوسکو معروفی تعلق تھا۔ مگر یہہ تعلق ایسا نہ تھا کہ دغابازی سے وہ مالوہ مرہٹون کو دیدیتا۔ جب اوسنے دیکھا کہ مرہٹون سے مقابلہ کرنے مین کچھہ فائدہ نہین ہے تو بادشاہ کے اشارہ سے اوسنے یہہ صوبہ باجے راؤ کو ۱۱۴۴ھ ۱۷۳۲ء مین دیدیا۔

اب اس مالوہ کی مہم مین مرہٹون کو ہندیل کھنڈ مین بھی جانیکا اتفاق ہوا۔ جسکا ذکر نیچے دس پانچ سطرون کے بعد لکھا جاتا ہے۔ گجرات اور مالوہ کے صوبون کے نکل جانیسے سلطنت کو بہت ضعف ہوگیا۔ ایسی وقت مین افسوس ہے کہ مسلمانون کے ننگ و نام کے رکھنیوالے جوانمرد اور جنگ آزما موجود نہ تھے۔ نامردون سے کیا کام ہوتا ہے۔ جہان شیر کا کام ہو وہان لومڑی سے کیا کام نکلتا ہے جہان لوہے کی تلوار کا کام ہو وہان لکڑی کی تلوار سے کیا سرانجام ہوتا ہے۔ پانی سے آگ کا کب کام نکلتا ہے۔ خاک سے ہوا کا کیا خاک کام ہوتا ہے۔ قاعدہ ہے جہان جبن و نامردی گھر بناتی ہے۔ وہان مکاری دغابازی بیوفائی بے ایمانی ضرور اوسکے ہمسایہ مین آباد ہوتی ہین صمصام الدولہ کے تمام باغیون کی تنبیہ و سلطنت کے انتظام کو مکاری اور عیاری پر موقوف رکھتا تھا اور یہہ چاہتا تھا کہ حیلون اور شعبدون سے سارے فتنہ اور آشوب کو دور کردون۔ اور صفدر جاہ

اور باجی راؤ جیسے دشمنون کو لطائف الحیل مین ٹال دون - بھلا آگ پانی مین کیونکر لگتی ہے یہہ ارادہ اوسکا کیونکر پورا ہوتا - ایسی تدبیرون سے تو اور سلطنت کی قوت گھٹتی - اور باغیون کی تقویت بڑھتی روز بروز نفاق کا دروازہ کشادہ ہوتا تھا - اور حوادث اور فتنون کا مادہ زیادہ - ایسے وقت مین تو ایسا کوئی بادشاہ ذی شوکت صاحب سطوت عالمگیر جیسا ہونا کہ متمرد سرکشون اور باغی گردن کشون کے نخل نخوت اور بغاوت کو اپنے صدمون اور حملون سے جڑ پیڑ سے اوکھیڑ کر پھینکتا -

محمد خان بنگش اور بندیلون کی لڑائی اور مرہٹون کا دخل

جب مالوہ اور گجرات پر مرہٹون کا تسلط ہوگیا تو اونکا اور آگے حوصلہ بڑھا - اور صوبہ الہ آباد اور اکبر آباد پر اونکا دانت ہوا جسوقت باجی راؤ مالوہ مین آیا ہے - اوسوقت محمد خان بنگش جو مالوہ کا صوبہ دار تھا - بندیل کھنڈ کے راجہ سے لڑ جھگڑ رہا تھا - اسی حیثیت کی ریاست مالوہ اور الہ آباد کے درمیان واقع تھی - محمد خان بنگش اپنی قوم کے بہت سے سپاہیون کو ساتھہ لیکر بندیل کھنڈ پر چڑھ گیا - اور اکثر مقامات پر قبضہ کر لیا - وہان کے دار الملک مین اس جدید ملک کے انتظام کے لئے اقامت اختیار کی - راجہ ایسا اوسکے ہاتھہ سے تنگ آیا کہ اوسنے مرہٹون سے درخواست استعانت کی - باجے راؤ نے اوسکی درخواست منظور کی - اور سپہ روانہ کی - جو بجلی کی طرح محمد خان بنگش پر جا پڑی وہ گھبرا کر قلعہ چیت گڈھ مین محصور ہوا - اس قلعہ کو مرہٹون نے ایسا محاصرہ کیا کہ گھاس کا تنا نہین پہنچنے دیا - اور یہانتک قلعہ الون کو کھانے پینے کی تنگی ہوئی کہ گائے گھوڑے گدھے کتے تک چھوڑے - دلی کی سلطنت مین ایسی قوت کہان تھی کہ اوسکی امداد کرتی - اگر محمد خان کے بھائی بند اوسکی امداد نکرتے تو وہ بھی مرہٹون کا مطیع ہو جاتا - مگر اوسکی بی بی اپنی چادر سر پر لیکر کھنڈ کے پٹھانون پاس بھیجی - اور استمداد اور استخلاص کی درخواست کی - غرض اوسکا بیٹا قائم جنگ پٹھانون کو ہمراہ لایا - اور باپ کی جان بچا کر الہ آباد مین لے گیا - مگر اس بچنے سے بندیل کھنڈ بھی

مسلمانون کے ہاتھہ سے جاتا رہا۔ اب بندیل کہنڈ کی اس راجہ نے پیشوا کو متبنی کر لیا۔ اور جب مرا تو تہائی ملک پیشوا کو۔ اور باقی دو تہائی مین آدہا آدہا ایک ایک بیٹی کو دے گیا۔ یون وسط ہندوستان مین بہی مرہٹون کا قدم جم گیا +

باجی راؤ کا دہلی جانا اور آصف جاہ کا دکن سے آنا۔ اور سعادت خان کا مرہٹون کو شکست دینا

اب سلطنت تیموریہ کے زوال کا وقت قریب آتا جاتا تہا۔ حالت نزع طاری ہوتی جاتی تہی۔ جہاندار نے سہوقت جوش مین آکر زبان سے یہہ کہا کہ مرجہائی ہوئے درخت کے ٹہنہ پر کلہاڑی لگی ساری شاخین آپ ہی گر پڑینگی۔ اس تدبیر کے لئے پیشوا کو فرصت سہوقت حاصل تہی کیونکہ کولاپور کے راجہ سے پہلے ہی صلح ہو چکی تہی۔ نظام الملک سے کچہہ خوف و خطر باقی نہ رہا تہا۔ اونسے تو خود اوسکو رستہ شمال کی طرف بتلایا تہا۔ وہ بیٹہا ہوا اپنی جداہی سلطنت قائم کر رہا تہا۔ گواور اطراف سے بالکل غافل نہا۔ مغربی ساحل پر جو دشمن پیشوا کے راجہ کے تہے اونکو بہی ان دور دراز مہمات کے زمانہ مین مغلوب کر لیا تہا۔ گجرات مالوہ بندیل کہنڈ مین بادشاہی اہلکار نام کو نہ تہا۔ اور اونکے محصول سے اوسکی سپاہ کثیر کا کام بہی خوب چل رہا تہا۔ اجمیر اور بندیل کہنڈ کے راجپوت اوسکے دوست تہے۔ ہان ملک ہار مین نئی شاخ مرہٹون کی سلطنت کی خاندان بہونسلا نے قائم کی تہی جسکی ناگپور کی ریاست کی بنیاد پڑی۔ اگرچہ یہہ ریاست پیشوا کی مخالف ہوئی۔ مگر اونسے مغلون کے ساتہہ لڑنے مین کچہہ خلل نہین ڈالا۔ ہولکر اور سندیا بڑے بڑے جوانمرد افسر اوسکے زیر حکومت تہے جب یہہ سب باتین جمع ہو گئین تو باجی راؤ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اپنی قوت کو بادشاہ پر آزمائے۔

اول ۱۷۳۶ء مین ہلکر نے صوبہ آگرہ پر تنگ دستانی کی راہ بازی کی اور درست طلب ہو آگیا۔ آہستہ آہستہ ایک ایک دو دو محال شاہی پر قبضہ کرتے کرتے گوالیار لے لیا۔ اور آپ وہ سے آگے بڑھ کر اکبرآباد تک ہاتھہ دوڑایا۔ تو بادشاہ کی ارکان دولت کو بھی خواب غفلت سے بیدار ہوے۔ اور مظفرخان اور بعضے اور امیرون کو سپاہ دیکر مرہٹون کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ سرونج تک مظفرخان گیا۔ اور یہان اوسکو مرہٹون نے نرغہ مین کرکے اجناس اور غلہ کو مسدود کردیا۔ آخر کو ناچار بادشاہ کا حکم معاودت کا صادر ہوا۔ مرہٹون نے سانبھر پر بھی قبضہ کرلیا۔ اور تین لاکھہ روپیہ لوٹ لیا۔ غرض ارکان شاہی سے کچھہ نہو سکا۔ سوا اسکے کہ نظام الملک کے منت سماجت کرین۔ اور اوسکو اپنی حمایت کے لئے بلائین۔ ہلکر کو کہین بادشاہی فوج سے لڑنا نہین پڑا۔ ایک بڑی لشکر شاہی کو چند بان مارنیسے بھگا دیا۔ غرض اس لشکر کشی سے بادشاہ کی اور عزت مرہٹون کی نظر مین گھٹ گئی۔ تھوڑی مدت گذرنے کے بعد بلاجی راؤ نے عہدنامہ کی بابت خط و کتابت شروع کی۔ مالوہ اور گجرات دیدینے کی تجویز درباریشاہی مین ہوئی۔ پوشیدہ پوشیدہ ان ملکون کے دیدینی کا عہدنامہ لکھا گیا۔

مگر اسپر سب کا اتفاق نہ ہوا۔ مرہٹون کے ایک سردار کو یہہ سب حال معلوم ہوگیا۔ اوسنے یہان کے نفاق کا حال باجی راؤ کو لکھا۔ تو اوسنے اپنی درخواستون کو بڑہا دیا۔ اور سوا مالوہ اور گجرات کے نمتہا الہ آباد اور بنارس کے مقدس شہرون کو بھی مانگا۔ اگرچہ بادشاہ مین یہہ قدرت نہ رہی تہی کہ وہ علانیہ مرہٹون کا مقابلہ کرتا۔ مگر ایسا دلیل بھی نہین ہوگیا تہا کہ وہ اس درخواست کو منظور کرتا۔ اب اوسنے کچھہ تھوڑا سا نقصان اوٹھاکر مرہٹون کو ٹھنڈا کرنا چاہا۔ مرہٹون نے بھی اپنا مقصود عظیم ہاتھہ سے نہین دیا۔ بلکہ اسپر عمل کیا کہ بکے۔ انگیر و دیگر سے راد عوی کرن۔ بادشاہ نے جو اور عنایتین کی تہین منجملہ اونکے یہہ بھی تہی کہ راجپوتون کے ملک سے خراج وصول کرین۔ اور صفدرجاہ کے ملک مین سے جو حقوق اونکے محصل ہین اونپر اضافہ کرین۔ اور وجہان

حقوق کے عنایت کرنیکی یہہ تھی کہ مرہٹے آصف جاہ اور رجپوتون کی لڑائی مین مصروف ہونگے
اور یہہ مقصد کسیقدر اسی حاصل بھی ہوا۔ اب آصف جاہ ہی چوکنا ہوا۔ اور اونسنے سوچا کہ مین نے
اپنے منصوبے کو حد سے زیادہ بڑہا دیا۔ اور اب اوسکو بادشاہ کی ضعیف ہونے سے ایسا ہی اندیشہ تہا
جیسا کہ پہلے اوسکے دشمن ہونیسے خوف تہا۔ سوا اسکے دربار دہلی اوسے امداد اور استعانت کے
لئے التجا کر رہا تہا۔ اور اس سے وقت مین اوسکو اپنا بیڑا پار کرنے والا سمجہتا تہا۔ اور اوسکی
سرکشی اور بغاوت کی باتون کو سب بہول گیا تہا۔ اوسکو اپنی بلاؤن کا ٹالنے والا جانتا تہا۔ آصف جاہ
نے بہی یہہ سچ سمجہکر بادشاہ کی اعانت کا ارادہ مصمم کر لیا۔ باجی راو نے بہی آگے قدم بڑہانا شروع کیا
جب آگرہ چالیس میل رہا تو اوسکی فوج ملہار راو ہلکر کے زیر حکم دوآبہ مین غدر مچا رہی تہی۔ قصبہ
سعد آباد اور جالیسر کو غارت کر رہی تہی۔ کہ اتنے مین سعادتخان برہان الملک وزیر الممالک لشکر
لیکر اودہ سے آن پہنچا۔ اور اپنی مردانگی اور شجاعت سے ان سب مرہٹون کی فوج کو مار کر ملک سے نکالدیا
۔ اب اس فتح کی یہہ ہوائیان اڑین کہ ساری مرہٹے دکہن کو بہاگ گئی جب باجی راو کے کان مین
یہہ خبر پہنچی تو وہ اپنی بدنامی کا دہبا مٹانیکے واسطے اور زیادہ لڑائی پر آمادہ ہوا۔ اور اوسنے کہا
کہ اب مین بادشاہ کو جتلاتا ہون کہ ہندوستان خاص مین ہون۔ اور اوسکی دارالسلطنت
مین اپنے مرہٹون کو اور اپنی لڑائی کے شعلون کو دکہلاتا ہون۔ سعادت خان بطور الیغار
باجی راہ سے لڑنیکے لئے ہول پور پہنچا۔ مگر وہان اوسکے لشکر کا پتا نہ تہا ناچار اپنی خیمون مین واپس آیا
۔ اور لشکر کو حکم دیا کہ چار روز کا سامان کہانے پینے کا ساتہ رکہو۔ کہ دریا چنبل سے ہم پار
اوتر دشمنون سے لڑینگے۔ یہان یہہ تیاریان ہو رہی تہین کہ خاندوران خان کا رقعہ آیا کہ تمکو
قسم ہے جو ہمارے بغیر آگے قدم بڑہاؤ۔ ہم تم ساتہ دشمنون سے لڑنے چلینگے۔ اس سبب سے وہ متوقف ہوا
اس اثنا مین امیر الامرا خاندوران خان تشریف لائی۔ دو تین روز تواضع تعظیم دعوت ضیافت مین

باجی راؤ اس اثنا مین بڑے بڑے منزلین کرکے ۱۱۴۹ھ مین دہلی کے قریب لکھامین جا پہنچا
یہان اوسدن میلا تہا۔ اوسکو خوب لوٹا۔ پادشاہ کی حکم سے ٹوٹی پھوٹی سپاہ دس پانچ امیر لیکر
شہر سے باہر نکلے۔ اور تال کٹورہ پر کہ شاہجہان آباد سے بہت قریب ہے لڑائی شروع ہوئی۔ دو چار غیرت مند
امیر مارے گئے باقی بے حیا اپنا سا منہ لیکر شہر مین چلے آئے +

باجے راؤ کے آنیسے دلی والون کے دلون پر جو صدمہ ہوگا وہ وہی خوب جانتے ہونگے۔ مگر سکا یہان
آنے سے فقط پادشاہ کو اپنی ہیبت دکہانی اور ڈرانا منظور تہا۔ اوسکو غصہ دلانا منظور نہ تہا۔
اسلئے اوسنے شہر پر اپنی فوج کی دست درازی نہ دی۔ مگر دو ایک کام ایسے دکہادئے جنسے
معلوم ہوجائے کہ ہان کیا اوسمین قدرت غارت گری و نقصان پہنچانیکی ہے۔ نہایت آدمیت
کے ساتہہ پادشاہ سے خط و کتابت شروع کی۔ مگر اوسکا نتیجہ کچہہ نہ ہوا۔ پہر وہ شہر سے تہوڑی دور
چلا گیا۔ اور اوسنے پادشاہ کو کہلا بہیجا۔ کہ شہر کے پاس رہنے مین مجہے یہ اندیشہ تہا کہ کہین فوج
اوسکو لوٹ نہ لے۔ اسلئے بری بٹ گیا ہون جو شہر سے پیچہے ہٹا۔ تو شہر کی خلقت اوسی کو پہر
یہہ سمجہی۔ اور لڑنیکے لئے آمادہ ہوئی۔ مگر پہر شکست کہا کر اوٹہا کر شہر مین چلی آئی۔ جب
قمرالدین سعادتخان کو ساتہہ لے دارالسلطنت کے امداد کے لئے بہیجا تو باجے راؤ نے اوسے لوٹے جانیکا
قصد کیا۔ اسطرح واپس جانا مرہٹون کی آئین جنگ کے موافق کچہہ بیعزتی کی بات نہ تہی۔ پادشاہ
نے اوسکو مالوہ جاگیر مین اور تیرہ لاکہہ روپیہ عنایت کئے۔ یہہ کامیابی اوسکو ایسی ہوئی
کہ ابتک اوسکے کسی قوم کے سردار کو نہین حاصل ہوئی تہی۔ اوسکا ارادہ تہا کہ چنبل کے
نیچے سے پار اوترے۔ اور جمنا گنگا کی دوآبہ کو لوٹتا ہوا جائے۔ مگر بریسات کی قریب آنے اور صفدر جاہ
کے دلی کے جانب بڑہنے آنیسے یہہ قصد کیا کہ دکن کو جلد چلا جائے۔ وہان اوسکو بعض اور
کامون کی بہی ضرورت تہی۔ اگرچہ باجے راؤ دکن کو چلا گیا۔ مگر صفدر جاہ دلی کی طرف چلا آیا تہا

کیا خدا کی قدرت ہے کہ وہ آصف جاہ جسکا بادشاہ دشمن تہا۔ اور رات دن اوسکی بیخکنی کی فکر مین رہتا تہا۔ اب اوسنے کس منت اور سماجت سے اوسے اپنی حمایت کے لئے بلایا۔ اور بالکل خیال رسپا اوسکو دیدیا اور کہدیا کہ جو کچھہ وہ میری سلطنت سے لڑائی کا سامان جمع کرسکے اکٹھا کرے غرض آصف جاہ دہلی مین ربیع الاول ۱۱۵۰ھ ۱۷۳۷ء مین پہنچا۔ اور اپنے بیٹے غازی الدین خان کو دکن مین نائب کرگیا تہا۔ اب بادشاہ نے آصف جاہ کو مرہٹون سے لڑنے کی لئے روانہ کیا۔ اور مالوہ کی صوبہ داری بجاے باجی راؤ کے غازی الدین خان کو مرحمت ہوئی۔ اب وہ اکبرآباد مین آیا ساری سلطنت ایسی ضعیف ہوگئی تہی کہ کہین سے سامان جنگ عمدہ مہیا نہوا۔ اور پاس فقط پینتیس ہزار سپاہ تہی۔ اور اوسمین بعض راجپوت راجہ بہی ہمراہ تہے۔ وہ ابتک محمد شاہ کا ساتہہ دیتے تہے۔ توپخانہ کا سامان اوسکے ساتہہ نہایت عمدہ تہا۔ اب سعادت خان کا بہانجا صفدر جنگ بہی لشکر کے ساتہہ اوسکی تائید کرنیکے لئے آیا۔ پیشوا اسے دو چند فوج لیکر دریاے نربدا سے پار اوترا۔ اگرچہ اوسنے اپنی فوج کا تخمینہ بہت کیا تہا مگر بعض سپاہ اسے آنہ مل سکی۔ اب اوسکو اون دشمن کے مقابل آنا پڑا جسکو وہ پہلے ہرگز نہ دے چکا تہا۔ مگر اوسے اوسکی شہرت مین کچھہ فرق نہین آیا تہا۔ اوسکے ساتہہ ہندو راجا ہی جو شجاعت اور مردانگی کی مٹی پیٹ ہی لیکر نکلتے ہین۔ بادشاہ کا نام ہی ابتک لوگون کے دلون مین ہیبت اور خوف پیدا کرتا تہا۔ ان سب باتون کے سوا آصف جاہ کے ہاتہی توپخانہ کے سامنے ہلکی مرہٹے سپاہیونکا ٹہہرنا مشکل تہا۔ گو یہہ سب باتین تہین۔ پر یہہ پیشوا اپنی سپاہ کو سوچ بچار کرکے آگے بڑہائے لایا۔ سو وقت نظام الملک اس بڑی لڑائی کی معاہدہ کے ذمہ مین فیصل ہوا جاتا تہا۔ دونو پیرانہ سالی نے بہی ضعیف کر دیا تہا۔ اوسنے خود حملہ نکیا۔ اور نہ اوسکی پرانی حکمت چل سکی کہ مرہٹونکو اپنے ساتہہ لیکر مرہٹون سے لڑنا۔ لوہے کو لوہے سے کاٹنا۔ غرض اوسنے جو خرم اور احتیاط سے بہوپال کے قلعہ کے قریب اقامت اختیار کی اوسسے کچھہ فائدہ نہوا۔ بلکہ اوسسے پیشوا کو خوف ہی جاتا رہا۔ اور وہ یہہ سمجہا کہ

دشمن نے خود اپنے تئیں اب ایک مستحکم مقام میں قید کر رکھا ہی غرض اس حصار نے اگرچہ حملون کا اثر نہ ہونے دیا۔ مگر دشمن کا
حوصلہ بڑھایا۔ اور اوسنے سارا ملک گرد و نواح کا تاخت و تاراج کیا۔ اور سپاہ جو آصف جاہ کی امداد کو میسور سے
آئی تھی اوسکو ملنے نہ دیا۔ اور راہ آمد و شد کی بالکل مسدود کر دی۔ اس سبب سے سپاہ کی شکستہ دلی روز
بروز بڑھتی چلی گئی۔ اور دشمنون کی فوج کے دل دن بدن بڑھتے چلے گئے۔ جب دوڑہ کا صوبہ دار
لشکر لیکر نہ آیا تو نظام کی سپاہ کا رہا سہا دل اور بھی بجھ گیا۔ پیشوا سی جہانتک ہو سکا مغلون کی سپاہ
کو گھیرے پڑا رہا۔ اور اونکی مصیبت کو اس حد سے زیادہ کر دیا کہ کسی مفرور سپاہی کو جو اوسکی لشکر میں
آنے سی خوف تھا اپنی طرف نہین آنے دیا۔ اب یہہ دونو قدیمی ان جنگ مین ترازو کی تول تھے۔
ہر ایک اپنی پہرے کو اورون کی امداد سی بھاری کرنیکی آرزو رکھتا تھا۔ مگر یہہ آرزو کسی کی پوری نہ
ہوئی۔ نہ باجی راؤ کی فتوحات بڑھانیکے لئی بھوسلا نے امداد کرنے گوارا نہ کی۔ نہ باجی راؤ کا بھائی حقیقی
استعانت کے لئے آسکا۔ کیونکہ اسوقت اوسنی برنگیزون کو اونکی آبادی بسانین پر گھیر رکھا تھا۔ اور
قریب دو برس فتح پانے کو تھا۔ اس پکی پکائی ہانڈی کو چھوڑ کر کہان جاتا۔ اب دوسری طرف آصف جاہ
کا یہی حال تھا کہ اوسکا دوسرا بیٹا ناصر جنگ بادشاہ کی دربار مین تھا۔ وہان سے وہ سپاہ لیکر دکہن کی فوج کو
محنت و مشقت سی نہ چھٹا سکا۔ جب بھوپال کے شہر پر بہت ہجوم ہو گیا تو آصف جاہ نے بڑی مشکل اور
آفت سی اپنے تئین اس پھندے سے نکالا۔ اور لوٹون کی امداد سی بہت سہج سہج سفر تین تین میل
کا ایک ایک دن کرنا شروع کیا۔ مگر پہر اوسکو وہی وقت پیشوا کا آگے پیش آیا جو پہلے آچکا تھا۔ اور
مجبور ہو کر یہہ عہد نامہ اپنی ہاتھ سی لکھہ کر باجی راؤ کو دیا کہ سارا مالوہ اوسکو دیا جائی اور وہ ملک
نربدا اور چنبل ندی کے درمیان واقع ہی۔ اوسکو بالکل اختیار حکومت دیا جائے۔ اور خرچ لڑائی کا جو
پچاس لاکھہ روپیہ سے کم نہ تھا بادشاہی خزانہ سی ادا کیا جائے۔ غرض یہہ عہد نامہ بادشاہ کی دستخط والی
لیکر آصف جاہ دلی کی طرف چلا۔ اور پیشوا اپنے ملک کو گیا۔ پہر یہہ دونون قدیمی کبھی آمنے سامنے نہ ہوئے

لیکن پیشوا کے سامنے اس پر کہن سال کا بیٹا کھڑا ہوا۔ اور اونسے باپ کا عوض لے لیا۔ اب مرہٹون کا دماغ آسمان پر ہوگیا تھا۔ اونہون نے نظام کی حکومت اور سلطنت کو بالکل دکہن سے اوکہیڑنا چاہا مگر وہ اس کام مین خود ذلیل ہوئے۔ پیشوا کی اس محنت کا میابی کی ایسی ہوم سارے ملک مین ہوئی کہ اور شور وفساد ملک مین ولے رہے۔ عہدنامہ ہنوز بادشاہ کے دستخط سے مزین نہین ہوا تہا کہ ۱۷۳۸ء مین نادرشاہی بلا آئی جسسے سب لوگ ایسے بدحواس ہوگئے کہ سب کچہہ بہول گئے۔ ایک مدت کی بعد ہوش حواس درست ہوئے +

نادرشاہ کا دور

اس میری مختصر تاریخ مین گنجایش ایسی کہان ہے کہ مین نادرشاہ کی تمام نادرنامہ لکہون یا درہ نادرہ بنادون اسلئے مختصر حال اوسکا لکہتا ہون۔ اسوقت ہندوستان کی سلطنت کی وہی کیفیت تہی جو تیمور اور بابر کے عہد مین ہورہی تہی۔ اسلئے ضرور نہا کہ کوئی سمت سے اس ملک کا خبر لینے والا آوے۔ سوا اسکے ایران کے ملک کا بہی حال ایسا ہی ہورہا تہا جسی ہندوستان پر حملہ ہونا ضرور نہا۔ اب ہم اول کچہہ ایران کا حال لکہتے ہین +

ایران پر افغانون کا قبضہ

ایشیا کی ملکون کا یہہ دستور ہوگیا ہی کہ کسی خاندان کا عروج دوسو برس سے زیادہ نہین رہتا۔ اس امر کو ہم نے کئی جگہ اپنی تاریخ مین بالتفصیل بیان کیا ہے۔ اب ایران مین خاندان صفوی کی سلطنت پر دوسو برس کا عرصہ گذر چکا تہا اسلئے اب اوسکا ایسا پتلا حال ہوگیا تہا کہ مغربی افغانون نے ایران پر حملہ کیا۔ اونکا سردار بڑا عالی حوصلہ اور صاحب ہمت محمود تہا۔ اونہنے ۱۷۲۲ء مین اصفہان کو فتح کرلیا۔ اور حسین شاہ شاہ ایران کو گرفتار کرلیا۔ اور دارالخلافہ پر قبضہ کرلیا۔ اور خود بادشاہ ہوگیا۔ باقی ملک کے فتح کرنیکا بہی ارادہ کیا۔ اوسمین کبہی شکست کبہی فتح پاتا رہا۔ ان افغانون کی اسقدر تعداد نہ تہی کہ وہ سارے ملک پر تصرف کرسکتے۔ محمود جب تخت پر بیٹہا تو اونہنے سب اہل ایران کو اپنی عہد و

بحال کیا۔ مگر ایک ایک افغان اونکے ساتھ شریک کر دیا۔ غرض ابتدا سلطنت مین اونسے عمدہ تدبیرین کین۔ لیکن آخر کو ایسا درشت مزاج ہو گیا کہ اوسکے خود بعض سردار اوسے برگشتہ ہو گئے۔ اور ایل ایران کے ساتھ مراعات چھوڑ دی۔ اور تین سو ایرانیون کو دغا سے مار ڈالا غرض تین برس سلطنت کر کے ۱۷۲۴ء مین مر گیا۔ اوسکا رشتہ دار اشرف جانشین ہوا۔ وہ نہایت جوانمرد اور صاحب تدبیر اور معظم اعظم تھا۔ مگر اسوقت یہہ آفت آنکر پڑی کہ ایران مین جو افغانون کے تسلط سے بدنظمی پھیلی تو روس کے بادشاہ پیطر اور شاہ روم نے اوسکے شمالی اضلاع پر حملہ کیا۔ اور آخر کو جو صلح ہوئی تو ایران کی سلطنت سے بہت سے اضلاع علحدہ ہو گئے۔ شاہ ایران قید مین تھا۔ اوسکا بیٹا شاہزادہ طہماسپ نکل گیا تھا۔ اور شمالی مغربی اضلاع مین جو افغانون نے ابتک فتح نہین کی تھی وہ بادشاہ بن بیٹھا۔ اور اوسنے روس اور روم سے پیغام سلام شروع کئے۔ اور یہہ اونسے اقرار کیا کہ اگر مجھے میری باپ دادا کی سلطنت افغانون سے دلادین تو مین اونکو وہ اضلاع دیدونگا جو اونہون نے اب اپنی قبضہ مین کر لئے ہین۔ مگر پیطر تو مر گیا تھا۔ فقط شاہ روم نے اوسکی درخواست منظور کیا۔ اور اشرف نے کچھہ تو اوسکو تلوار سے اور کچھہ اس لعنت ملامت سے روکا کہ شیعون کے عوض مین سنیون کا گلا کاٹنا کونسا اسلام ہے۔ شاہزادہ طہماسپ خوب دلیاقت کا آدمی نہ تھا۔ اوسکے پاس سپاہ بہت کم تھا۔ رعایا اوسکی دوست نہ تھی۔ اوسکی کوششین بھی کچھہ پھل نہ لائی تھین۔ دشمن اوسکو ذلیل جانتے تھے کچھہ خوف اوسکا نہ رکھتے تھے مگر ۱۷۲۷ء مین قسمت سے اوسکو ایک لائق اور مستقل مزاج آدمی ایسا مل گیا جسنے اوسکو باپ دادا کی تخت پر ایک دفعہ بٹھا دیا۔ اور وہ آدمی کون تھا۔ بادشاہ تھا۔

بادشاہ کی ترقی کا بیان

بادشاہ کا اصلی نام نادر قلی تھا۔ اور اوسکے باپ کا نام امام قلی تھا۔ قوم اوسکی افشار تھی۔ وہ کچھہ رتبہ کا آدمی نہ تھا۔ بعض اوسکو پوستین دوز بتاتے ہین۔ اس پستی خاندان کو میرزا مہدی ندیم میر منشی نادر شا

اس پیرایہ مین بیان کرتا ہی کہ اس دلشاہ ہوار کو اپنی ذاتی آب و رنگ پر فخر ہے کچھہ معدن پر نازش
نہین ہے سادر کی لڑکے کی شادی جب محمد شاہ کی بیٹی سی ہوئی ہے۔ اور دولہن والون کی طرف سے
آدمی پیغام لیکر آئے کہ ہمارے ہان دستور ہی کہ دولہ اپنی سات پشت کا نام بتائی اب اپنی باپ دادا
کا نام بتائے تو اوسنے یہہ کہا کہ بگو داماد شما پسر نادر شاہ است و نادر شاہ پسر شمشیر تا ہم چنین
تا ہفتاد بار شمار۔ غرض نادر شاہ ۱۱۰۰ھ مین پیدا ہوا۔ اوسکے لڑکپن کا حال تو کسی نے کچھہ
لکھا نہین۔ مگر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آغاز عمری مین شجاعت و مردی و تہور و حذاقت کے
آثار اوسسے ظاہر ہونے لگے تھے سترہ برس کی عمر مین وہ ازبکون کے ہاتھہ مین جو خراسان کو لوٹنے
آتے تھے گرفتار ہوا اور ماہی و سکا سنا تھہ پکڑی گئی۔ چار سال وہ قید مین کرر ہا ہوا۔ اور ماہا اوسکی اس قید
ہی مین دنیا کی قید سی چھوٹ گئی۔ اب یہہ جو چھوٹ کر اپنے وطن مین آیا جب تک وہ شاہ سلطان حسین
کی خدمت مین پہنچا حال اوسکا سوا اسکے نہین لکھا گیا کہ اس مرد عجیب کی طبیعت ہمیشہ ایک ہی
وتیرہ پر یکسان رہی وہ اپنے ملک کے ایک امیر بابل بیگ کا ملازم ہوا۔ اوسکو قتل کیا۔ اوسکی لڑکی
کو بہگا لے گیا۔ اوسسے نکاح کیا۔ رضا قلی مرد اوسسے پیدا ہوا۔ پھر لٹیرون کو ساتھہ لیکر لوٹ مار سے اوقات
بسر کرتا رہا۔ اسوقت سے اوسکی بہادری کا شہرہ ہونا شروع ہوا۔ والی خراسان نے اوسکو نوکر رکھہ کر
ازبکون سے لڑایا۔ اس جنگ مین اوسنے اپنی شجاعت و مردانگی دکہائی۔ کہ سپاہی سے افسرون مین
اوسکی ترقی ہوئی۔ مگر یہان کچھہ ایسی حرکات نامناسب کین کہ والی خراسان نے اوسکو لکڑیان
مار کر نکال دیا۔ وہ اس سبب سے ایسا غضب مین آیا کہ مشہد ہی جا لگا۔ اوسکا چچا کلات مین ایک چھوٹی
قبیلہ افشار کا سردار تہا اوسنے پاس جا لگا۔ مگر چچا ہی بہتیجے کی حرکتون سے تنگ آگیا۔ اوسکو نکالدیا
پھر اوسنے اپنی لوٹ مار شروع کی۔ اب اسوقت مین دولت صفویہ پر زوال آرہا تہا۔ سارے ملک مین
شور و غوغا مچ رہا تہا۔ تین ہزار فتنہ برپا کرنے والے نادر کے جہنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔ اوسکو نیا امیر بنایا

اوسنے خراسان پر سخت خراج لگایا۔ جب چچا نے دیکھا کہ بھتیجے کا اختیار اور اقتدار یوں روز افزوں ہے تو اوسنے خط لکھا کہ تم شاہ طہماسپ کے نوکری کر کے افغانوں سے لڑنے جاؤ۔ اور اپنے بدبخت بادشاہ کی امداد کرو۔ نادر نے جواب لکھا کہ اگر بادشاہ میری پہلے جرموں کو معاف کردے تو میں خدمت گزاری کے واسطے حاضر ہوں۔ پر اسنے قصور جو بادشاہ کی نگاہ سے معاف ہو گئے تھے اوپر یہہ ایک بنا قصور اور بڑھایا کہ اپنے چچا کو مار ڈالا۔ اور یہہ سمجھا کہ وہ اوسکی ترقی کا خارج ہے۔ اور خراسان میں افاغنہ سے لڑنے تیار ہوا۔ جو کہ ان افغانوں کو خراسان سے نکالنا منظور تھا۔ اور وہ نادر کی قوت از دسمی بن پڑا۔ اسلئے شاہ طہماسپ نے اوسکے پہلے قصوروں کا درگذر خیال کیا۔ اب فتوحات نادری سے بادشاہی مہموں کو رونق حاصل ہونے لگی۔ مگر بادشاہ کو اول ہی سے نادر پر رشک و حسد تھا۔ ایک مہم میں نادر مصروف تھا۔ جب بادشاہ نے اوسکی طلبی کے واسطے حکم لکھا تو اوسنے آنے سے انکار کیا۔ اسلئے بادشاہ نے اوسے باغی کہا۔ اس لفظ کو سنکر وہ ایسا افروختہ ہوا کہ بادشاہ پر فوج لے کر چڑھ پڑا۔ اور اوسکو ایسا مغلوب کیا کہ جو اوسنے کہا وہ بادشاہ کو کرنا پڑا۔ اور اسوقت سے اوسکا کچھ اختیار باقی نہیں رہا۔ اب اس اولوالعزم نے اپنے ملک کے آدمیوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا۔ اور اونکو اپنی ہمت مردانہ دکھا کر مرد بنایا۔ اور تھوڑے دنوں بجلی اور آندھی کی طرح سے سارے ملک پر پھر گیا۔ اوسکی شہامت و جلادت اور سرعت کے کام دیکھکر عقل دنگ ہوتی ہے کہ ملک کے ملک و صوبہ کے صوبے فتح کرتا چلا گیا۔ سب سے عظیم الشان کام اوسکا یہہ تھا کہ اوسنے ایران کو ۱۸۳۰ء میں بالکل پٹھانوں سے پاک صاف کر دیا۔ اور اوسکے عوض میں بادشاہ نے چار ملک عظیم خراسان اور مازندران و سیستان و کرمان یعنی اپنا آدھا ملک اوسکو مرحمت کیا۔ جس شخص نے ظالم دشمنوں کے پنجوں سے ملک نکالا ہو اوسکے کئی یہہ بڑا انعام نہ تھا۔ بادشاہ نے اوسکو یہہ اجازت دیدی کہ وہ اپنے سر پر تاج رکھے۔ اور اپنے نام پر سلطان کا لفظ بڑھا دی۔ مگر اوسنے انکار کیا۔ ۱۸۳۲ء میں اوسنے روسیوں کو بحر خزر پر سے روک کر صلح نہایت سہولت کے ساتھ کر لی۔ اہل عرب کو مغرب میں

آگے نہ بڑھنے دیا۔ سلطان روم کو شمال سے خارج کر دیا۔ اور جو صوبے سلطنت ایران کے دشمنوں کے قبضہ مین چلے گئے تھے اون سب کو دوبارہ لیا۔ یہہ ملک ۱۷۳۳ء تک لی ۱۷۳۵ء مین ایران کی سلطنت کو وہ وسعت دی کہ اوسکی حدود اپنی قدیمی صورت پر قائم ہوگئین۔ پھر ۱۷۳۶ء تک مین خاندان صفوی کا خاتمہ کیا۔ اور دفعہ اپنی مذہب بدلڈالا کیا تو شیعہ تہا یا سنی ہوگیا حقیقت مین نادر کا کوئی مذہب نہ تہا خود پرستی کے سوا جب وہ سنی اسپاکام شیعہ ہوئے مین بنتے دیکہا شیعہ ہا جب اور ملکون کی فتح کرنے مین دیکہا کہ سنی ہونا کام آئیگا سنی ہوگیا۔ اب وہ مستقل بادشاہ ہوا۔ اور یہہ سکہ اوسکا چلا جسپر ایک طرف نادر ایران زمین و حسرو گیتی ستان۔ دوسری طرف۔ الخیر فیما وقع منقش تہا۔ جسکے بدلہ سنج لاخیر فیما وقع پڑہتے تہے۔ ۱۷۳۸ء مین اوسنے اپنے استحکام سلطنت کے لئے افغانونکو اپنا فریق بنایا۔ اور ۱۷۳۸ء مین وہ ہندوستان پر آندہی کی طرح چڑہ آیا۔ اب اسکا مفصل حال ہم لکہتے ہین۔

نادر شاہ کا حملہ ہندوستان پر

نادر شاہ نے جب خلجیون کا ملک فتح کیا تو اوسکی سلطنت مکاڈانڈا مینڈا خاندان تیمور کی سلطنت سے ٹکرا گیا۔ وہ ہندوستان کی سلطنت کے ضعف و ناتوانی سے خوب واقف تہا۔ ہندوستان سونے کی چڑیا ہمیشہ سے مشہور ہے۔ اوسنے یہہ ارادہ کیا کہ کسی طرح اس چڑیا کو پکڑنا چاہئے۔ اور اوسکی چونچ سے جواہرات نکلوا کے اور مہمات کی نقصانون کو پورا کرنا چاہئے۔ سوا اسکے یہہ خیال بہی اوسکو تہا کہ یہہ جنگ جو فوج جو اوسکے زیر حکم ہے اگر نئی نئی فتوحات مین مصروف نہ کیجائیگی تو خود بیٹہ بیٹہ نکمی ہو کر یگے اور لڑکر کٹ مریگے۔ غرض اوسکا حملہ ہندوستان پر حد درجہ کی دانشمندی سے خالی نہ تہا۔ اور لڑائی کیواسطے یہہ سبب بہی پیدا ہوگیا کہ قندہاری افغان ادہر سے نکل کر تمام کوہستان کابل مین پہیل گئے تہے چونکہ کابل مین بادشاہ کی طرف سے صوبہ دار رہتا تہا۔ اسلئے نادر شاہ نے محمد شاہ پاس نامہ محمد خانکے ہاتہہ بہیجا کہ جسمین اتحاد اور وداد قدیم کی باتین لکہین جو ایران اور ہندوستان کے بادشاہون کے درمیان ہمیشہ چلی آتی ہین

اور پھر یہہ لکھا کہ تم ہی اپنی صوبہ کابل کے نام حکم بھیجدو کہ وہ افغانون کو نکال دے۔ تاکہ دونو طرف سے دبا کر اس فرقہ کی قرار واقعی گوشمالی ہوجائی۔ یہان اندنون مین عیش و عشرت کی غل شور تہے۔ محمد شاہ بہا صاحب سیر تہے تن آسانی کے سوا کسی کام سے کام نہ تہا۔ ہر وقت ہاتہہ مین جام اور بغل مین دلارام تہا۔ کسکو دماغ تہا کہ نامہ کا جواب لکہتا۔ سوا اسکے نادرشاہ کی نادرشاہی کون مانتا تہا۔ ابتک وسکو نادر قلی سمجھے بیٹہے تہے اب تردد یہہ پڑا اصل جواب کیا لکہین۔ اور جواب لکہین تو القاب کیا لکہین۔ خیر یہہ تو بہانہ ہی تہا مگر اصل حقیقت یہہ تہی کہ ہندوستان کی سپاہ مین سکت کہان تہی کہ وہ افغانون کو نکالتے اور روکتے مصلحتاً یہہ توقف تہا۔ اور یہہ سمجہا تہا کہ حسین افغان نادرشاہ کو مار کر قندہار سے پیچہا چہڑا دیگا۔ جب محمد خان ایلچی نہ آیا تو اودہر نادر نے اپنی آدمی دوڑائے۔ اور اصل حال لوچہا جب اسکا جواب ہی نہ آیا۔ اس عرصہ مین ایک سال کے اندر قندہار فتح ہوگیا حسین افغان قید ہوگیا۔ اب لی ہے جواب آیا۔ تو نادر کو بہی غصہ آیا۔ اور کابل پر وہ اومنڈ کر چڑہ آیا۔ ناصر خان نے کچہہ مقابلہ کیا مگر آخر کو شکست پائی۔ نادر کا کابل پر بہی تسلط ہوگیا۔ یہان کابل و قندہار دونون فتح ہوئے۔ وہان دلی مین جو کوئی امرالامرا خاندوران خان سے یہہ خبر کہتا تو وہ ہنس کر یہہ کہتا کہ تمہارے گہر بہت بلند ہین اس سبب سے تم کو نادرشاہ فرلباشون اور مغلون کے ساتہہ ورسے دکہلائی دیتا ہے۔ اور ساری بادشاہ کی رفیق اور مصاحب بنے کہتے تہے کہ یہہ ساری افسر پردازیان اعتماد الدولہ اور آصف جاہ اور اور تورانی امیرون کی ہین۔ نادرشاہ کی ایلچیون کو بہی بلاتے تہے کہ وہ زکریا خان تورانی حاکم لاہور نے بنا کر بہیجے ہین۔ بعض یہہ خیال کرتے ہین کہ آصف جاہ جب دکن کو گیا تو نادرشاہ کو ہدیہ ایلچی بہیجکر سنکار گیا کہ آپ زحمت چلے آئین۔ یہان دلی تک میدان صاف ہے۔ مگر یہہ کب عقل باور کرسکتی ہے کہ وہ امیر جو کسی ملک مین درجہ اول کہے وہ دشمنون کو اپنی گہر بلائے۔ اب یہان نادرشاہ کابل مین مقیم ہوکر ایک خط اپنی ایلچی کے ہاتہہ محمد شاہ کو صفر ۱۱۵۱ھ مین لکہا اور اوسمین پہلی حرکات

اور سکی بہت ملامت کیا یہ کہا کہ ما وجود ان سب باتون کے ہماری اور تمہاری اتحاد مین فرق نہین آیا امید ہی کہ آئندہ
اوسکو تم برقرار رکھوگے۔ یہہ ایلچی جس آدمیون کے ہمراہ جب جلال آباد مین آیا تو اولد عباس یہان کے افغان حاکم نے اوسے
مار ڈالا۔ نادر کو اس واقعہ پر علم ہوا۔ وہ یہان ہی سے محمد خان ایلچی کے انتظار مین بیقرار تھا۔

اب یہہ خبر سنکر اور بیقرار ہوا اوسنے دہلی کا قصد کیا ۱۷۳۸ء الکتوبر ۱۱۵۱ شعبان

مین کوچ کر دیا۔ دلی کا دربار اتنا اس غفلت مین بیٹھا تھا کہ کابل اور پشاور کے درمیانی پٹھان نادر کو
آگے نہ بڑھنے دینگے۔ مگر اسوقت صوبہ کابل کا انتظام مرہٹون کی لڑائی کے سبب سے بالکل بگڑ رہا تھا۔
اور افغانون کو جو روپیہ راستون کے انتظام کے واسطے دیا جاتا تھا وہ بھی نہین پہنچا تھا۔ غرض سارے درے
اور رستے غیر محفوظ دشمنون کے آنیکے لئے کھلے پڑے تھے۔ نادر شاہ فی اول جلال آباد مین آکر قتل عام کیا پشاور
مین آیا۔ دریاے اٹک سے پار اوترکر پنجاب مین نواحی ۱۷۳۹ء ۱۱۵۲ رمضان مین پہنچا۔ اور یہان ایک قیامت برپا ہوئی
ہزارون تیر بے ٹک کو لوٹنے لگی زکریاخان صوبہ دار لاہور اپنی سپاہ کی انبوہ کو نادر شاہ کی سامنے اڑنیکے
لئے دریاے راوی کے کنارہ پر لیگیا لیکن احمقون کی صلح اور جنگ عجیب و غریب ہوتی ہے۔ نادر
گھوڑا دریا مین ڈال کر اوتر گیا اور چند قزلباش سوارون نے زکریاخان کا لشکر تتر بتر کر دیا تو وہ خود
بھی جاکر نادر کا مطیع اور تابعدار بن گیا۔ اب آگے نادر شاہ بے روک ٹوک دلی سے سو میل پر جا پہنچا۔
اوسکی آمد کی خبر سنکر محمد شاہ نے بھی تھوڑی بہت فوج اکٹھی کی۔ صف جاہ بھی جنکی دانائی
اور مردانگی سب کے نزدیک مسلم تھی آن پہنچے۔ راجہ جے سنگھ اور راجاؤن اسوقت امداد مین لیت و لعل کیا
غرض دو مہینہ مین چلتے چلتے چار منزلین طی ہوئین۔ کرنال مین ڈیرے خیمے پہنچے۔ سب علی مردانخان
کی نہر کے گرد تلیون کا زنجیرہ باندھ کر پڑے۔ برہان الملک سعادت خان صوبہ اودھ کا بڑا انتظار ہو رہا تھا
اوس پاس تو پہنچا نہایت عمدہ تھا۔ ۱۷۳۹ء بعد ۱۱۵۲ھ کو وہ بھی آن پہونچا۔ خانہ دوران خان
اوسکے استقبال کے واسطے گیا۔ اور اوسکو بادشاہ پاس لایا۔ اوسکو حکم ہوا کہ امیر الامرا کے پاس لشکر اتارے

مگر ایسا نہوں نے یہہ چاہا کہ اوسکے لشکر کو بادشاہی لشکر سے ملنے نہ دین چنانچہ باہم مقابلہ ہوا۔ اور یہہ مقابلہ لڑائی کی صورت پکڑ گیا۔ جب بادشاہ نے آصف جاہ سے کہا کہ برہان الملک کے لشکر کی کمک پر جاؤ تو اوسنے یہہ کہا کہ پہر دن باقی ہی برہان الملک کا لشکر منزلین مار کر یہاں آ پہنچا آیا ہے۔ بہتر ہی کہ آج کے دن آرام کرے۔ برہان الملک جلدی نکرے۔ کل تڑکے پہنچانا کو آگے کرکے اور کل لشکر کو ترتیب دیکر انتظام سے لڑینگے۔ اسکو خانہ دوران خان آصف جاہ کی سہل انگاری سمجھا اور اوسنے بادشاہ سے کہا کہ برہان الملک دور نکل گیا ہے وہ دشمن سے لڑ رہا ہوگا حیف کی بات ہی کہ ایسا جوانمرد جان فشان مرنیکے لئے جائے۔ اور ہم اوسکا تماشا دیکھا کرین۔ میری غیرت اور مروت کا تقاضا نہیں ہے کہ میں اوسکے پہلو میں جاکر نہ کھڑا ہوں اور ونکو اختیار ہے یہہ کہکر وہ کھڑا ہوگیا۔ اور ہاتھی پر سوار ہو لشکر ساتھہ لی برہان الملک کے لشکر سے آدہ کوس پر جاکھڑا ہوا۔ نادر شاہ کی لشکر نے حملہ کیے۔ اور دو گھنٹہ لڑائی کا ہنگامہ گرم رہا۔ ایران کے آزمودہ کار سپاہ کی روبرو اس سپاہ کی کیا حقیقت تہی۔ اوسنے تہوڑی دیر میں مار کر دہوئیں اور اوسکے بہت بڑے بڑے سردار میدان میں کام آئے۔ امیر الامرا خاندوران خان زخمی ہو کر میدان سے پہرے یہاں بادشاہی انتظام کی یہہ خوبی تہی کہ امیر الامرا پہنچا نہ تہا کہ سب خیمے ڈیرے لٹ گئے۔ اور سارے کارخانون کی خاک ڈر گئی۔ کہین یہہ بہی نہین معلوم ہوتا تہا کہ امیر الامرا خاندوران خان صمصام الدولہ بہادر کہان فردکش ہی۔ اس بیچارے زخمی کو خیمہ کا بہی کہین سایہ ملا۔ ایک پیچوہ کہین پڑا تہا اوسمین اوتار لے۔ اعتماد الدولہ اور صف جاہ اور خواجہ سرایان بادشاہی عیادت کی لئے آئے۔ وہ انکہین جب ہوش آیا تو یہہ زبان پر لایا کہ ہم نے تو اپنا کام تمام کیا اب تم جانو اور تمہارا کام جانے مگر اتنا ہم کہے جاتی ہین کہ بادشاہ کو نادر شاہ کی ملاقات کی لئے اور نادر شاہ کو دلی مین مت لیجانا جسطرح ہو سکے اس بلا کو اسی جگہ سے ٹالنا۔ ۱۹ تاریخ خاندوران خان کا انتقال ہوا۔ اب برہان الملک اور اونکے رفیق میدان مین لڑ رہے تہے اونکو چار و نطرف سے فرنگیا شون نے گہیر لیا ہے

ایک نوجوان ہم وطن برہان الملک کا گھوڑا دوڑا کر اوس کے ہاتھی کے سامنے گیا۔ برہان الملک نے تیر اوسپر چلانا چاہا۔ اوسپر اس نوجوان نے یہہ کہا کہ محمد امین دلیوانہ شدۂ باکہ میجنگی۔ اور یہہ کہکر نیزہ زمین مین گاڑا اور گھوڑی کو اوسے باندہا۔ اور خود رسہ پکڑکر ہاتھی مین حمار کے اندر برہان الملک پاس جا بیٹھا۔ برہان الملک اوسکے ہنر سے واقف تہا۔ اوسنے اطاعت اختیار کی اور پنجہ تقدیر کا اسیر ہوا۔ لشکر فریباش کے ہمراہ لشکر گاہ مین پہنچا۔ صرف ایک گھنٹہ دن باقی رہا تہا کہ بادشاہ اپنے خیمون مین اولٹا چلا آیا۔ بادشاہی موجے مستحکم بہت تہے اور حملہ نہین کیا۔ برہان الملک کی تقصیرات معاف کردین۔ اور اوسکو اپنی ساتہہ دسترخوان پر بٹہایا۔ اب برہان الملک پاس یہہ خبر پہنچی کہ امیر الامرا مرگیا۔ اوسکو ایک مدت سے امیر الامرائی کی لو لگی ہوئی تہی۔ اسلئے اوسنے بادشاہ سے مصلحت آمیز باتین بنانی شروع کین۔ اور بادشاہ کو اس بات پر راضی کرلیا کہ حضور دکہ دروازہ سے لے لین۔ اور یہین سے واپس تشریف لیجائین۔ بادشاہ اس بات پر راضی ہوگیا۔ برہان الملک نے یہہ بشارت اپنے بادشاہ کو لکہی۔ یہان بادشاہ اور آصف جاہ سرگریبان حیران پریشان بگشت بندان بیٹہے تہے کہ دیکہئے اب کیا ہوتا ہے۔ آئندہ کیا کرین۔ اس مژدہ کو سنکر شادمان ہوے۔ بادشاہ نے فوراً آصف جاہ کو روانہ کیا۔ اوسنے برہان الملک کی وساطت سے نادر کی ملازمت حاصل کی۔ اور دو کروڑ روپیہ بہیجنے کا وعدہ کرکے وہان سے رخصت ہوا۔ محمد شاہ کی خدمت مین آیا۔ اور اپنی کاردانی اور دولت خواہی ظاہر کی۔ برہان الملک کی حسن خدمات کو اوڑا دیا۔ بادشاہ اوسسے خوش ہوکر امیر الامرائی کا خلعت بیش بہا مرحمت کیا۔ دوسرے روز ۱۶۔ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ ۱۷۳۸ء ۱۴ فروری کو نادر شاہ کے ملانے سے محمد شاہ اوسکی ملاقات کے لئے گیا جب لشکر کے قریب پہنچا۔ تو نصر اللہ مرزا کو استقبال کے لئے بہیجا جب وہ رستہ مین ملا تو بادشاہ نے تخت روان کو زمین پر رکہوا کر اوسکو گلے لگایا۔ اور اوسکو فرزندون کی طرح ساتہہ لیکر نادر شاہ کی خیمہ پر پہنچا۔ وہان نادر بہی خیمہ کے باہر استقبال کے لئے آیا۔ اور اپنی

مسند پر اوسکو نہایت تعظیم سے بٹھایا۔ بعد اسکے دردمندی اور بہائی بندی کی باتین ہونے لگین
نادرشاہ نے شکایت کی کہ اتنے خط مین نے بھیجے آپنے اوسکا جواب نہ دیا۔ اس سبب سے مجھے یہان آنا پڑا
بادشاہون کو ایسا تغافل مناسب نہین ہے۔ محمد شاہ نے اسکا یہہ جواب دیا کہ اگر یہہ تغافل نہوتا
تو آج یہہ ملازمت کی سعادت کیونکر حاصل ہوتی۔ اس جواب کو نادرشاہ سنکر بڑا خوش ہوا۔ اور بولا کہ
حق تعالی ہندوستان کی سلطنت آپکو مبارک کرے۔ یہان کی فرمان روائی آپ ہی کا حق ہے جسکو
آپ کی حکم سے سرتابی کرے اوسکی گوشمالی کے لئے مین حاضر ہون غرض بادشاہ ہنسی خوشی اپنی خیمہ
آیا۔ اب یہان سے مورخون کی یہہ گپ شروع ہوتی ہے۔ برہان الملک امیر الامرائی کی تمنا مین بیٹھا تھا
جب اوسنے سنا کہ آصف جاہ اوسے لے اوڑا تو وہ بہت دل ہی دل مین گھٹا غیض و غضب مین آکر نادرشاہ
سے عرض کیا کہ بجز از آصف جاہ احدے مقتدر امری نمے تواند شد۔ آپنے کیا غضب کیا کہ دو کروڑ
روپیہ پر قناعت اختیار کی۔ اور ہندوستان کے خزانون اور دفینون اور فلان فلان جواہرات لاکھون
روپیہ کی قیمت کے چھوڑ دئے۔ یہہ دو کروڑ روپیہ تو یہہ فقیر اپنے گھر سے نکال کر دے سکتا ہے۔
بادشاہی خزانون اور امرا اور تجار اور مہاجنون کی دولت کا کیا ٹھکانا ہے۔ آپ شاہجہانآباد
چلئے۔ اوزان قارونی خزانون کو نہ چھوڑئے۔ نادر یہہ سنکر بڑا خوش ہوا۔ اور اوسنے آصف جاہ کو
سوال و جواب کے واسطے طلب کر کے نظر بند کر لیا۔ اور اوسے کہا کہ بادشاہ کو بلا دو۔ اوسنے کہا کہ آپ
سے یہہ عہد نہین ٹھہرا تھا۔ نادر نے کہا کہ اپنا عہد نہین توڑتے ہین بادشاہ کی عزت آبرو اور سلطنت
دولت سے کچھہ کام نہین رکھتے ہین۔ صرف ملاقات منظور ہے غرض آصف جاہ نے عرضی بادشاہ کو لکھی
بادشاہ تنہا آیا۔ نادر نے اوسکو عزت حرمت کے ساتھہ خیمہ مین اوتروا دیا۔ اور کہا کہ اسباب تجمل سلطنت
اور مستورات حرم سرا کو مع اپنے عملہ و نعلہ کے یہان بلا لو۔ اور خاطر جمع سے یہان استراحت کرو۔ اور
اوسکے لشکر مین حکم بھیجوا دیا کہ جسکا جی چاہے یہان آجائی جسکا جی چاہے وہان چلا جائے۔ بادشاہ نے

مجبور وہی کیا جو اوسنے کہا۔ بعد اسکے برہان الملک اور طہماسپ خان جلائر کے ہاتھہ اپنا فرمان اور بادشاہ کا شقہ لطف اللہ خان صلوق قلعہ دار شاہجہان آباد کی نام بھیجدیا کہ وہ ساری کارخانے شاہی اونکو حوالہ کرنے غرض اونہوں نے یہان آکر قلعہ داری کے نیان لے لین۔ اور ساری کارخانون پر قبضہ کر لیا جب یہہ حال گذرا تو محمد شاہ کا لشکر پریشان ہوا۔ اکثر راہ مین توزباشون کے ہاتھہ ہی جو تاخت وتاراج کرتے پھرتے تھے ماری گئے۔ اور جو اوسکے ہاتھہ سی بچے اونکو ہندوستانیون نے زندہ نہ چھوڑا۔ اور اگر زندہ چھوڑا تو کپڑا بدن پر نچھوڑا القصہ محمد شاہ اور نادر شاہ غرہ اول ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ ۱۷۳۷ء مارچ ایں شاہجہان آباد کی اندر داخل ہوئی۔ اور نادر شاہ بادشاہی محلونمین قلعہ کی اندر اوترا۔ اور اپنی سپاہیونکو محلونمین جا بجا حفاظت کے لئی بھیجدیا۔ اور حکم دیدیا کہ کوئی سپاہی رعایا پر دست درازی نکری۔ اور اگر کوئی خلاف حکم کرے تو اوسکے گوش و دماغ کو کاٹ ڈالو۔ باوصف اسکے نادر شاہ نی بہہ دور اندیشیان کہن۔ مگر ہندوستانی اس خونخوار فوج سے راضی نہ ہوئی۔ اتفاق ہی عید اور نوروز دونو ایک روز ہوئے۔ پہلی بڑی دھوم دھام سی جشن ہوا عید کے دن خطبہ مین نادر شاہ کا نام جامع مسجد مین پڑہا گیا چوتھی روز عصر کے وقت مشہور ہی کہ بہنگیر خانہ مین بیٹھے بیٹھے ایک بہنگڑ بولا کہ واہ محمد شاہ رنگیلے تیرا کیا کہنا ہی مغل کو ایک قلماقنی کے ہاتھہ سی مروا ہی دیا۔ یہہ ہوائی ساری شہر مین ہوا کی طرح پھیل گئی۔ دلی کی خلقت اون توزباشون پر پل پڑی جو محلونمین محافظت کیواسطی مقرر تہی۔ اور مختلف جگہ مین متفرق تہی اونکو پاکر قتل کر ڈالا۔ اسوقت ہندوستانی امرا کا پاجی پن یہہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ جن ایرانی سپاہیون کو اپنی حفاظت کے واسطی نادر سی لیکر لیگئے تہی اونکی بہی حفاظت نکی۔ بعضونے عوام الناس کے حوالہ قتل کے لئی کر دیا اور بعضونے خود مورچہ جماکر اونپر حملہ کیا۔ نادر کو اس قضیہ کی جب خبر ہوئی تو اوسنے چند آدمی بھیجے کہ وہ آدمیونکو سمجھا دین کہ یہہ خبر بے اصل ہی۔ مگر ان آدمیونکو بہی لوگون نے مار ڈالا۔ رات بہر نادر نے غصہ کیا اور ساری اپنے آدمیونکو حواس باس نہی حکم دیا کہ وہ چپ چاپ بیٹھے رہین جو حملہ کرے اوسکا جواب

خود کسی پر حملہ نہ کرسکے جب صبح ہوئی تو نادرشاہ خود گھوڑی پر اس نظر سے سوار ہوا کہ اس شورش کو
مٹائے - مگر وہ سکے سوار ہونیسے اور فتنہ برپا ہوا - اسمین سب سے خون کا اتفاق ہی کہ نادر کی ہرگز نیت
نہ تھی کہ وہ دلی والونکو تکلیف دے - اور نہ کسی تکلیف پہنچائی - مگر وہ شہر مین سوار ہوا تو اوسپر پتھرون کی بوچھار
شروع ہوئی - بلکہ ایک شخص نے تفنگ اوسپر چلایا جسسے ایک پیکان اوسکا پہلو مین لگکر مارا گیا - اپنی آنکھون کے
سامنے اوسنے دیکھا کہ جابجا قریب اشی مردہ پڑی ہین - اور لشکر بھی اوسکا لشکر گاہی شہر مین آن پہنچا
تو اوسنے قتل عام کا حکم دیدیا - اور کہدیا کہ جہان ایک ایرانی مردہ دیکھو وہان ایک ہندوستانی زندہ نہ چھوڑو
جسوقت اوسکے لشکر کا ہاتھہ تلوار پر شہر والون کا ہاتھہ یون کا یون ہی رہگیا پہر بلا صبح سے دوپہر تک
کشتون کی پشتے لگ گئی - ادہر تلوار کی آنچ سے آدمیونکا کام تمام ہو رہا تھا - ادہر آگ کی آنچ سے مال اسباب
مکان خاک ہوتے تھے - اسوقت نادرشاہ ننگی تلوار کھینچے ہوئے وسط شہر مین روشن الدولہ کی مسجد مین بیٹھا
ہوا تھا - اور اوسکی آنکھون مین خون اتر رہا تھا - کسکی یارا نہ تھا کہ شفاعت کے لئے زبان ہلاسکے - اوسکا غضب
قہر خدا تھا - سب امیر دیکھتے تھے اور دم نہ مارتے تھے - ایک خواجہ سرا بادشاہ پاس روتا ہوا گیا کہ حضور کی
رعایا سب قتل ہوگئی - بادشاہ بھی آبدیدہ ہوا اور صف جاہ اور قمرالدینخان کو لیکر
نادرشاہ پاس پہنچا - اور اوسی نے رعایا کی تقصیر معاف کرنیکے لئے کہا - نادر نے کہا کہ بادشاہ ہند کی
کوئی درخواست ایسی نہین ہوتی جسمین خون ریزی ہو - اسلئے تلوار اپنی نیام مین کھینچی - سارے
شہر مین ایرانی نقیب امان امان کہتے ہوئے پھرے - پل کی پل مین امان ہوگیا - اسی معلوم ہوتا ہے
کہ اوسکی سپاہ کا کیا عمدہ انتظام تھا کہ ادہر اوسنے اپنی تلوار کو نیام مین ڈالا ادہر سارے لشکر کی تلوار
نیام مین پڑگئی - اگر کسی کی تلوار گردن پر کہی ہوئی تھی تو وہین رہی - اب اسمین مورخون کا اختلاف
ہے کہ کتنے آدمی مرے - آٹھہ ہزار سے ڈیڑھ لاکھہ تک تخمینہ کیا ہی - مگر سچ یہہ ہی کہ جن لوگون کا خانہ حیات
تاریک ہوا اونکی خانہ شماری اور مردم شماری کون کرتا ہے - نادرشاہ کی آدمیونکو جو ہندوستانیون سے

ہاتھہ ہی قتل ہوئی کوئی سات سو بتاتا ہی کوئی ہزار کہتا ہی پانی پت کی لڑائی مین تین آدمی مرتے
اور بیس زخمی ہوئی تھے۔ ہندوستانی بیس ہزار مری تھے غرض ایرانی اور ہندوستانی دونون کے
لئیے یہہ ہنگامہ پانی پت کی لڑائی ہی بڑا تھا۔ جو امرا بھاگ کر دہلی ہی کچھہ فاصلہ پر کسی قلعہ مین مجھہ ہوئے تھے
۔ اون سب کو نادر نے بلا بھیجا جس شخص پر اوسکو گمان اس معرکہ مین شریک ہونے کا ہوا اوسکی جان نہ چھوڑی
بعد اسکے پسر دوم نصر اللہ مرزا کی شادی محمد شاہ کی بیٹی سی کی۔ جو محفلین سوگ اور سوز کی تھین اب رقص و سرود کی مجلسون سے بدل گئین۔ معلوم ہوتا ہے کہ دلی کے آدمی کیسی لہو و لعب کو پسند کرتے تھی اور امرا دہلی کس درجہ نالائق ہو گئے تھے کہ ہنوز ایرانی دلی سے گئے نہ تھے کہ اونکی مجلسون مین یہہ تقلین ہونی شروع ہو گئین کہ ایرانیون کے چہرے خونخوار بنائی جاتے اور ہندوستانی گڑگڑاتے ہوئی اونکے پانون گرتے۔ اسپر یہہ اہل مجلس خوش ہوتے اور قہقہے مارتے غرض نادر شاہ دلی مین اٹھاون دن رہا۔ محمد شاہ سے خلوت مین ملاقاتین رہین۔ اور اوسنے انتظام سلطنت اور دوام دولت کے قیام اور استحکام کے واسطے بہت نصیحتین کین۔ پہر اوسنے امرا اور اعیان سلطنت کو بلا کر بادشاہ کی خیر خواہی کے لئیے تاکید اور تنبیہ کی۔ اور اطراف کے حاکمون کے نام یہہ حکم گشتی بہیجا کہ محمد شاہ کی اطاعت کرو آخر فقرہ اس تحریر کا یہہ تھا کہ من و محمد شاہ یک روحیم و دو بدن اگر خدای نخواستہ خبر طغیانی شما بمسمع بیادشاہ گوش زد من شود نام شما را از صفحہ خلقت محو خواہم کرد جو اوسنے کہا اگرچہ اوسکے کرنے کی فرصت تو اوسی نصیب نہین ہوئی۔ مگر جنکو اوسنے دہکا دیا تھا اونہون نے اوسکی تقلید کر کے بہت جلد اس خاندان کو خاک مین ملا دیا۔ گویا نادر اس خاندان کی ذلیل و خوار کرنیکا خود سبق لوگون کو سکہا گیا اور اوسکی ہیبت کو لوگون کے دلون سے اوٹہا گیا اگرچہ وہ امرا کی بڑی خاطرداری کرتا تھا۔ مگر اونکو خوب پہچانتا تھا۔ ایک دن قمر الدین خان سے پوچھا کہ آپکی کسقدر بی بیان ہین اوسنے عرض کیا کہ ساڑہے آٹھہ سو۔ نادر نے اپنے نوکرون سے کہا کہ ڈیڑہ سو اور ہندی عورتون مین سے بہیجدو کہ وزیر صاحب کو منصب مین باشیگری کا (یعنے افسری ہزار آدمیون کی)

حاصل ہوجائے۔ اس قتل عام ہی پر بس نہ ہوئی۔ نادرشاہ کا بڑا مطلب اس ہندوستان کی چڑھائی سے یہہ تہا کہ یہاں کے مال سے اپنی تہین مالامال کرے۔ جب سے اوسنے فتح کی تہی دولت کے لوٹنے پر عش تہا۔ اول اس روپیہ کے دلانے والی سعادتمند سعادت خان تہے جنہوں نے اپنے بیتیجے شیر جنگ کی معرفت دو کروڑ روپیہ گہر سی منگا کر خزانہ نادری مین داخل کئے تہے جب سعادت خان مر گئے تو اونکی جگہہ سہ بلند خان ہندوستانی اور طہماسپ خان ایرانی کہڑے ہوئے۔ اول اونہون نے بادشاہی خزانون اور جواہرات پر تصرف کیا۔ بیگمات تک کا زیور اوتروالیا۔ تخت طاؤس لے لیا۔ بعد اوسکے بڑے امیرون کے گہر ضبط کئے بعض امیرون پر خرچ و تعدی کرکے بہت سا مال چہین لیا۔ پہر چہوٹے چہوٹے ملازمون اور عام رعایا کی کم بختی آئی۔ ساری شہر کے دروازون پر پہرہ بندی تہی کہ کوئی شہر سے مال لیکر نہ نکل جائے غرض ہر دولت مند کی گلے پر چہری مال کے بتلانے کو لئے کہے ہوئے تہے بہت سے غرت مند زہر کہا کر مر گئے۔ بہت لوگ بچارے پکڑے گئے باندہی گئے۔ نادر کی طرف جو ظلم تہا سو تہا۔ بیچ کے یہہ لہکارا اپنا گہر دولت سے بہرنے کے لئے اور غریبونکی جان کہائی جاتے تہے۔ دس وصول کرتے تو پانچ آپ کہاتے غرض جان اور مال و عزت اور آبرو کے لئے گہر رونا تہا۔ پہر اہل صوبہ سے برسون کی باقی کا روپیہ وصول کیا گیا جب نادر کو خوب معلوم ہوگیا کہ اب کوئی ٹہکانا روپیہ کے ہاتہہ لگنے کا باقی نہین رہا تو اوسنے ارادہ مراجعت کا کیا۔ اور اوسنے محمد شاہ کو خود تخت پر بٹہایا اور سارا زیور پہنایا۔ اور عہدنامہ لکہایا جسمین دریا سندہ کی مغرب طرف کا ملک سارا اوسکی قلمرو مین داخل ہوا۔ اب جو لوٹ وہ ہندوستان سے لے گیا اوسکے تخمینہ مین اختلاف زمین آسمان کا ہے کوئی ستر کروڑ بتلاتا ہے کوئی پندرہ کروڑ لکہتا ہے۔ اور بہت سے جواہرات بتلاتا ہے جنکی قیمت کا تخمینہ نہین ہوسکتا۔ اس نادرشاہ کے آنیکی ہزارون حکایتین اور روایتین مشہور ہین سیکڑون نقلین اوسکی ہیں مگر صحیح صحیح حال وہ سمجھنا چاہیئے جو نادرشاہ نے خود اپنے

اپنے بیٹے رضا قلی کو خط مین لکھا ہے اور او سمین وہ سارا حال لکھا ہے جو امور سے محمد شاہ کے دوبارہ تخت پر
بیٹھانے تک گذرے ہے۔ او سکا خلاصہ ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔ اول خبر ے از جنگ فوج
از سپاہ ایران با مقدمہ لشکر ہند و غلبہ ایرانیان میدہد و بعد از کوششے کہ برا ے منع ملحق شدن
لشکر سعادتخان بہ لشکر محمد شاہ نمود و فائدہ بران مترتب نشدہ بود مینویسد و بعد ازان میگوید ہین
مضمون کہ چون این مرد بمحمد شاہ رسید مستظہر گشت و سنگر خود را رہا نمودہ در میدان صف محاربت راست
و ما کہ در آرزوی چنین بودیم قرا ول بجہت صیانت اردو گذاشتہ و از قادر متعال استعانت جستہ بر
حملہ بردیم تا دو ساعت تمام تنور حرب گرم بود و آتش تفنگ و تفنگچہ من سوزے بعد از بعد ازان بعون الٰہی بہادران
شیر شکار صف خصم را بر ہم زدہ ایشان را متفرق کردند درین مقام تفصیل نامہا ے اعاظم امرا کہ کشتہ
و زخمی و اسیر شدند مینویسد از جملہ مقتولین خاندوران و زاسورین سعادتخان را ذکر میکند و بعد میگوید
کہ این جنگ دو ساعت طول کشید و دو ساعت و نیم عساکر ما غنیم را تعاقب کردند شش یکساعت از روز
باقی بود کہ معرکہ حرب بکلی از دشمن پاک شد و چون استحکامات اردوے ایشان مستحکم و مضبوط بود
فرمان دادیم کہ از یورش دست بدارند خزانہ بسیار و چند فیل و قدرے از توپخانہ پادشاہ ہندوستان
و نفائس غنائم از ہر قسم بسبب این فتح بدست افتاد و از نسبت ہزار متجاوز از دشمن بر خاک
ہلاک افتادند و خیلی بیش ازین نیز در قید اسار در آمد بعد ازین جنگ فی الفور لشکر محمد شاہ را احاطہ کردہ
راہ مرادت با اطراف و حوالی بر ایشان مسدود ساختیم و توپہا و خمپارہا را بجہت باخاک یکسان کردن
استحکامات مہیا نمودیم چون اختلال و اغتشاش عظیمے در اردوے ہندیان راہ یافتہ بہیچ وجہ آوارہ پذیر
نبودند محمد شاہ از روے اضطرار لابد شدہ بعد از یکروز در پنجشنبہ بیستم ذی القعدہ نظام الملک را با دو ما
فرستادہ روز دیگر خود با اعیان ملک حضور سنید در وقتیکہ محمد شاہ روبارد و می آمد بملاحظہ اینکہ ما ترکان هم
و او نیز از سلسلہ ترکانیہ و خانوادہ کورکانیہ است فرزند عزیز نصر اللہ میرزا را تا بیرون اردو باستقبال فرستادیم

وارد خیمہ پادشاہی گشت نظر بملاحظہ قرابت ایلی اینچہ لازمہ احترام پادشاہی وی بود معمول داشتہ او مہر سلطنت
خود را بمہر دہ واحکم کردیم کہ کسی متعرض سرا پردہ شاہی و متعلقان سرا ے سلطنت و امرا و اعیان مملکت نشود در ینوقت
پادشاہ و حرم پادشاہی جمیع کابراعظم ہندستان کہ آزاد و حرکت کردہ ندیدہ رسیدہ اند و نمیز در بست و نہم ذی القعدہ
بجانب دہلی حرکت خواہیم کرد ارادہ این ست کہ نظر بملاحظہ نسب محمد شاہ و قرب ایلی کہ فیما بین ہست او را دوبارہ بر
پادشاہی ہندوستان مقرر نمودہ تاج سلطنت بر سر و تسلیم حمد خدا یرا کہ بانجام چنین کار ما را قدرت داد —
باقی ہم ان باتون کو نوٹ جانتے ہین کہ صف الدولہ اور سعادتخان دونو فی یا انمین سی ایک نے نادرشاہ کو
بلایا تہا۔ یا یہہ سعادتخان نادرشاہ کو بہکا کر دلی مین لایا تہا۔ اب ان دونو کہانیون کے سوا ایک
کہانی اس سے بڑہ کے اور غضب کی سنو جسکو آجکل فرنگستانی مورخ اور محقق بہی یقین کرتے ہین اور
ہم اوسکی نقل آگے کرتے ہین۔ اس ملک مین ایک گروہ یا وہ گوئون اور حماقت پیشون کا ہی کہ وہ اپنے تئین
نامہلون سی بہتر اور حکیمون سے برتر سمجہتے ہین۔ اور بازاری آدمیون مین اپنی عقل فروشی کے لئے دماغ سے
گہڑ گہڑ کر کہانیان کہا کرتے ہین افسوس ہے کہ بعض اوقات ایسی باتون کو عقلمند بہی یقین کرنے لگتے ہین
اوسکو اپنی عقل کے زور سی ایسی پیرایہ مین لے آتے ہین کہ وہ کچہہ ہی کچہہ نظر آنے لگتا ہی اور بے اصل بات
اصلی واقعہ معلوم ہوتا ہے۔ اب وہ نقل یون ہے کہ نادرشاہ نے آصف جاہ کو بلایا اور کہا کہ او بڈہے تو نے ہم کو
قندہار مین کیا لکہہ کر بہیجا تہا کہ اگر بندگان حضور یہان تشریف لائین تو پچاس کروڑ روپیہ غلام حاضر کریگا
بادشاہ اور امرا کے خزانے اور دفینے علاوہ اسکے ہین۔ اب وہ روپیہ کہان ہے۔ جا۔ آج کل کی اور مہلت ہے۔
اگر روپیہ لایا تو خیر ہے نہین پہر تو نہین۔ آصف جاہ یہہ سنکر سیدہ برہان الملک کے پاس گیا اور کہا بہائی
آج یہہ مجہپر آفت آئی ہی کل تم پر آنے والی ہی۔ مین نے ہی آصف جاہ ہون کہ ملک دکن کو کئی دفعہ خاک
ملایا۔ اٹہہتر لڑائیون مین نام پایا۔ آج یہہ قزلباش بچہ بے نام و نشان مجہے یون بعنت ملامت کرتا ہے۔
اس جینے سے تو ڈوب مرنا بہتر ہے۔ میرا ارادہ ہی کہ زہر کا پیالہ پی کر مر رہون۔ خدا کے ہان نادر سے

میرا سوال و جواب ہوگا۔ برہان الملک نے بھی کہا اچھا مین بھی یہی کرتا ہون اس بڑبڑ پی مین کون بے عزتی اوٹھائے۔ غرض برہان الملک نے جاکر اپنے گھر مین زہر کا پیالہ پی لیا۔ اور خدا کو جان سونپ دی اور صف جاہ گھر مین آرام سے سو رہا صبح اوٹھکر جو سنا کہ برہان الملک فوت ہوا تو ظاہر مین رنجیدہ و غمین ہوا۔ بعض نے آہستہ اور نمک مرچ لگا یا کہ دونو صف جاہ و برہان الملک کو نادر نے بلایا۔ اور اونکی دغابازی و بیوفائی پر لعنت ملامت کی اور ڈاڑھی مین تھوک دیا۔ اسلئے دونو نے آہستہ یہہ ٹھہرایا کہ زہر کا پیالہ پیکر جان آفرین کو جان دیدین۔ صف جاہ جھوٹ موٹ مرچ اکر پڑ رہا۔ برہان الملک نے آدمی کو خبر کے لئے بھیجا۔ اونسے جاکر کہا کہ صف جاہ کا دم لبون پر ہے۔ تو وہ اسکی مدد مین ہی قریب سے کم بخت کو بیغیرت سمجھا۔ اوسنے سچ مچ زہر کا پیالہ پی لیا۔ اور مر گیا۔ صف جاہ بھلا چنگا صبح اوٹھا۔ اور اوسنے فخریہ دوستون سے کہا کہ کیا دشمن کو مارا ہی۔ فقط اصل حال یہہ ہی کہ سب معتبر مورخ لکھتے ہین کہ نادر شاہ دہلی مین تھا کہ برہان الملک سرطان کے پھوڑے سے مر گیا۔

محمد علی وردی خان اور شجاع الدولہ داماد جعفر خان کا بیان

جب نادر شاہ یہان سے چلا گیا۔ تو اول اوسکا اثر یہہ ہوا کہ تین زرخیز صوبے بنگال بہار اڑیسہ سلطنت دہلی سے علیحدہ ہو گئے۔ اور اون مین علی وردی خان کی ایک جدا ہی ریاست قائم ہو گئی۔

شجاع الدولہ قوم افشار سے تھا۔ اور جعفر خان کا داماد تھا۔ جب جعفر خان کو صوبہ بنگالہ کی نظامت اور دیوانی مرحمت ہوئی۔ تو اوسکی سفارش سے شجاع الدولہ اڑیسہ کا صوبہ دار ہوا۔ مگر ان داماد اور خسر مین ایسا مزاجون کا اختلاف تھا کہ وہ پاس پاس رہنا پسند نہین کرتے تھے۔ اور شجاع الدولہ کی بی بی زینب النسا اپنے باپ کے گھر خاوند کی بیپرواہی کے سبب سے رہتی تھی۔ اور اوسکا بیٹا سرفراز خان بھی اپنی ماں کے ساتھ رہتا تھا۔ اور نانا نواسے کو بہت چاہتا تھا۔ جعفر خان کا پہلا نام مرشد قلی تھا۔ اسلئے جو شہر اوسنے بنا گیا اوسکا نام مرشد آباد رکھا۔ اوسی مین وہ رہتا تھا۔ شاہزادہ اعظم شاہ کی فوجون مین ایک شخص

مرزا محمد تہا۔ اوسکے دو بیٹے مرزا امحمد علی اور حاجی احمد لائق فائق تہے جسنے شاہزادہ اعظم مارا گیا تو مرزا امحمد زمانہ
کے ہاتہہ سے تنگ ہوکر شجاع الدولہ صوبہ دار اڑلسیہ کے پاس چلا گیا۔ اوسکی بی بی بہی قوم افشار سے تہی اور
شجاع الدولہ کی رشتہ مند تہی۔ کوئی کہتا ہی کہ اوسکی نانی۔ پہر مرزا امحمد علی بہی باپ پاس گیا۔
اور اس سرکار مین نوکر ہوگیا۔ اور روز بروز اپنی حسن لیاقت کے سبب سے ترقی پاتا گیا۔ اور شجاع الدولہ
کے مزاج پر حاوی ہوتا گیا۔ اوسنے پہر اپنے بہائی حاجی احمد کو بہی یہان دہلی سے مع اہل عیال کے
بلوالیا۔ وہ بہی شجاع الدولہ کے رفیقون مین شریک ہوگیا۔ ان دونون بہائیون کی حسن تدبیر سے ملک
اڑلسیہ کا خوب بندوبست ہوگیا۔ اور ریاست کو خوب استحکام ہوگیا۔ اوسکی آمدنی بہی بڑہ گئی
شجاع الدولہ نے بادشاہ کی خدمت مین آدمی بہیجکر مرزا امحمد علی کو مرزا امحمد علی وردی خان کا خطاب
دلادیا۔ جعفر خان کو تو دامادی بخشی تہی۔ مگر اوسکے بیٹے علاء الدولہ سرفراز خان یعنے نواسے سے کمال
محبت تہی۔ جب اپنا وقت مرگ قریب دیکہا۔ تو نواسہ کو اپنی جانشین مقرر کرنا چاہا۔ شجاع الدولہ کو اوسنے
محمد علی وردیخان اور حاجی احمد سے مشورہ کیا۔ اون بہائیون نے اونکی طرف سے عرض لکہکر بادشاہ دہلی
کی خدمت مین اس درخواست سے بہیجین کہ ملک اڑلسیہ اور بنگالہ کی نظامت اور دیوانی اوس کو
مرحمت ہو۔ اور اپنی سپاہ کے معتمد آدمیون کو ظاہر مین موقوف کیا۔ اور اونسے کہدیا کہ تم مرشد آباد مین
مختلف مقامات پر جاکر جمع ہو۔ اور اس خبر کے منتظر رہو کہ کب شجاع الدولہ جعفر خان کے گہر مین آتا ہے
برسات کا موسم بہی قریب تہا اسلئے کشتی وغیرہ سب سامان درست کرلیا۔ اور جعفر خان کی ڈیوڑہی
تک برابر ڈاک لگادی کہ جسوقت قاصد چل آئے تو فوراً خبر پہنچ جائے۔ جب یہہ یقین ہوگیا کہ جعفر خان
پانچ پہر روز کا مہان ہے تو شجاع الدولہ مع محمد علی وردیخان اور اور رفقا کے کشتی مین چلدیا۔ اور اپنے
بیٹے محمد تقی خان کو جو دوسری بی بی کے تہا اڑلسیہ مین اپنا قائم مقام کیا۔ راہ ہی مین جعفر خان کے
انتقال کی دہر خبر پہونچی۔ ادہر بادشاہ کی طرف سے سند بہی آگئی۔ وہ بہت جلد مرشد آباد مین پہونچا۔

اور چہل ستون مین جعفر خان کا جانشین ہوگیا۔ اور شادیانی مسند نشینی کی بجوادئے۔ اب سرفراز خان دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا کہ کیا تھا کیا ہوگیا۔ ناچار سوار اسکے چارہ نہ دیکھا کہ باپ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور نذر اور مبارک آبادی دی۔ شجاع الدولہ نے نہایت عداوت سے کام کیا۔ سرفراز خان کو بدستور دیوان صوبہ رکھا۔ دوسرے بیٹے محمد تقی خان کو اڑیسہ کا نائب صوبہ اور مرشد قلی خان اپنے داماد کو جہانگیر پور ڈہاکہ کا حاکم اور محمد علی وردی خان کو عظیم آباد مین اپنا نائب مقرر کیا۔ اور بادشاہ کے ہان سے اوسکو مہابت جنگ کا خطاب و پنجہزاری کا منصب دلادیا۔

شجاع الدولہ کا مرنا اور محمد علی وردی خان کی لڑائی سرفراز خان سے اور اوسکا انجام

جب نادرشاہ دہلی مین آیا تو شجاع الدولہ اپنی اجل سے مرگیا۔ علاء الدولہ سرفراز خان باپ کا جانشین ہوا۔ حاجی احمد اور محمد علی وردی خان کے تمام شیرہ دار ریاست مین دخیل تھے۔ اونسے سرفراز خان کے بگڑی۔ اور ادہر سے بادشاہ کی دربار سے نادرشاہ کو دینے کے لئے زر کثیر کا مطالبہ آیا۔ خرچ کم کرنیکے واسطے محمد علی وردی خان نے لشکر کے موقوف کرنیکی صلاح سرفراز خان کو بتائی۔ اسی اور شبہ اوسکے دلمین پیدا ہوا حاجی احمد اوسکے بھائی سے دیوانی لی لی۔ اسپر اوسنے جل کر اپنے بھائی کو ایک ایک کے سو سو لکھکر بھیجنے شروع کئے جب محمد علی وردی خان نے دیکھا کہ سرفراز خان سے کسی طرح نہین نبہے گی۔ تو اوسنے اپنے پرانے دوست معین الدولہ محمد اسحٰق خان بہادر کی سعی سے ایک کروڑ روپیہ نذرانہ دینے کے وعدہ پر یہہ حکم منگالیا کہ سرفراز خان کا گہر ضبط کرو اور اوسکے ہاتھہ نیلے سے تینون صوبے نکال لو غرض ۱۱۵۲ھ مین وہ ان تینون صوبون کا مالک ہوگیا۔ اور سرفراز خان کا گہر ضبط کرکے اوسنے بادشاہ کا نذرانہ بھی بھیجدیا۔ اب یہہ ایک طول طویل قصہ ہے جسکے پڑہنے سے دل گھبراتا ہے کہ اوسنے کسطرح سے مرشد آباد پر قبضہ پایا۔ اور سرفراز خان کو کیونکر نکالا اسکا فیصلہ کرنا نہایت مشکل ہے کہ آیا سرفراز خان نے محمد علی وردی خان سے بدسلوکیان کین یا اوسنے

نمک حرامی کی۔ اور فریب اور دغا اور مکاری سے ان تینون صوبون پر قبضہ پایا۔ اڑیسہ مین سرفراز خان کا بھتیجا مرشد قلی خان صوبہ تہا۔ اوسکو محمد علی وردی خان مہابت جنگ نے لکہا کہ تمہارا ارادہ اپنے ضمیر کیا ہے اوسکا ارادہ صلح کا تہا۔ مگر اپنے داماد باقر علیخان کے کہنے سے اوسنے مصالحت سے انکار کر دیا۔ اور مہابت جنگ دس بارہ ہزار سوار لیکر اڑیسہ کیطرف روانہ ہوا۔ سخت لڑائی کے بعد مرشد علیخان کو شکست ہوئی۔ اور وہ جان بچاکر بھاگ گیا۔ اور پھر آئندہ لڑنیکی قسم کہائی۔ مگر کٹک مین یہہ معاملہ پیش آیا کہ مہابت جنگ نے اپنے بھتیجے صولت جنگ کو وہان صوبہ دار مقرر کیا تہا۔ اوسنے سپاہ کی تنخواہ مین تخفیف کرنی چاہی۔ اسی سپاہ نے قبول نہین کیا۔ کیونکہ یہہ بیچارے غریب الوطن مرشد آباد سے گئی تہے مگر کٹک کے آدمیون نے گہر کی نوکری سمجھکر تہوڑی تنخواہ قبول کرلی غرض سطح قدیم الخدمت موقوف ہوگئے۔ اور نئی فوج بھرتی ہوگئی اس نوجوان نے جوانی کے مستی مین آکر ایسے برے کام کرنے شروع کئے کہ ایک قیامت کٹک مین برپا کردی اسپر لوگون نے باقر علیخان داماد مرشد قلیخان کی تحریک اور ترغیب سے ایک ہنگامہ برپا کرکے صولت جنگ کو گرفتار کرلیا۔ اور باقر علیخان کے حوالہ کردیا۔ ہرچند صولت جنگ کی ماں نے مہابت جنگ سے کہا کہ کہ باقر علی خان کو اڑیسہ دیکر صلح کرلے۔ اور صولت جنگ کی جان بچالے۔ مگر اوسنے کسی کا کہنا نہ مانا۔ اور فوج کو چڑہا کر کٹک اڑیسہ مین لیگیا۔ اور باقر علیخان کو شکست دی۔ اور نتیجے کو اجل کے حلق مین سے نکال کرلے آیا۔ اور وہان صوبہ اڑیسہ کا انتظام کرکے مرشد آباد ۱۱۵۲ھ مین آیا تو کیا سنتا ہے کہ ملک کو مرہٹے تاخت تاراج کر رہے ہین۔

مرہٹون کا ملک بنگال مین غدر مچانا

یہہ پہلی ہی دفعہ تہی کہ برار کے راجہ رگھوجی بہوسلا نے اپنی سپہ سالار بہاسکر پنڈت کو چالیس ہزار سپاہ دیکر یہہ ارادہ کیا کہ ہندوستان مین اپنی فتوحات کو توسیع دی۔ علی وردی خان ہنوز بردوان مین نہین پہنچا تہا۔ اور یہان آنے اپنا سامان جنگ نہین رکہا تہا کہ مرہٹون نے

اوسکی ملک کے گردونواح مین غدر مچادیا۔ کچھہ لڑائیون کی چھیڑ چھاڑ ہوئی۔ مرہٹون نے یہہ کہا کہ اگر دس لاکھہ روپیہ دو تو اوٹے چلے جائین۔ مگر علی وردی خان نے اوسے انکار کیا۔ اور اوسنے مرشد آباد جانیکا قصد کیا اوسکے ساتھہ پانچہزار سپاہ تہی۔ مگر یہہ بیگاہ اوسکے ساتھہ ایسی ہولی۔ کہ جسسے نظم سپاہ مین خلل پڑا۔ اور اس سبب سے اوسکا بڑا نقصان ہوا۔ تمام توپین اور خیمے اور اسباب باربرداری وغیرہ اوسکا مرہٹون کے ہاتھہ لگا۔ مگر اوسنے مرہٹون کی شرائط کو جو بسبب فتحیابی کے سخت کرتے جاتی تہے انکار کیا۔ چار روز مین وہ کٹوا مین پہنچا۔ اور اوسکا بہتیجا صولت جنگ ہی کمک کے لئے آگیا۔ یہ حبیب ایک سردار جو مہابت جنگ کی نوکری چہوڑکر مرہٹون سے جاملا تہا۔ اوسکے ماتحت مرہٹون نے مرشد آباد پر حملہ کیا۔ لیکن علی وردان بطور ایلغار کے اس شہر مین آپہنچا۔ اور اوسکو مرہٹون کی لوٹ مار سے بچالیا۔ مگر اپنے دوست جگت سیٹھہ کو نہ بچاسکا۔ تیس لاکھہ روپیہ اوسکے گہر سے مٹی نکال کر لیگئے۔ اب مرہٹے ساری دکن مین ایسے پہیل گئے کہ گنگا کے مغرب مین سوا مرشد آباد اور اوسکی نواح کے کوئی جگہ اونسے خالی نہ تہی۔ یہہ موسم برسات کا تہا۔ اس اثنا مین محمد علی وردی خان نے اپنا سازسامان نہایت درست کرکے ایک سپاہ جرار لیکر دریاؤن کے پایاب ہونے پہلے کشتیونکی پلبانہ کرہاجی سے پار اتر گیا۔ اور دفعتہ مرہٹون کو جا دبایا۔ اور اونکو ایسا بہگایا کہ سارے خیمے اور اسباب ہاتہ آیا۔ اور جنگلون مین گہیر گہیر کر اونکا خوب شکار کیا۔ پہر کچھہ دنون بعد مرہٹونے گنگا پر حملہ کیا۔ یہان ہی علی وردی خان نے اونکو شکست دیدی۔ اور وہ سب کے سب بنگال سے چلے گئے۔ محمد شاہ نے اس حسن خدمات کے عوض مین علی وردی خان اور اوسکے خاندان کو بڑے بڑے خطاب عنایت اور خلعت حرمت کئے اور صفدر جنگ صوبہ دار اودہ کو حکم دیا کہ اوسکی اعانت کو جائے۔ مگر علی وردی خان نے فتح حاصل کرکے اس دوستی سے جو حقیقت مین دشمن کی دشمنی سے زیادہ مخوف تہی نجات پائی۔ اور صفدر جنگ کو یہہ شبہہ ہوا کہ کہین وہی ان صوبون کو نہ دبالے۔ ایک مرہٹون سے لڑائی ہو رہی ہے دوسرے اوسے شروع ہوجائے تو پہر مشکل پڑے۔

اسلئے صفدر جنگ جب عظیم آباد مین آیا۔ تو بالکین سب اوسکو لکھہ بھیجا کہ آپکی ضرورت مرشدآباد مین نہین ہے اب اودہی اودہ کو تشریف لیجائیے۔ دس لاکھہ روپئی بھی سفر خرچ کے لئے بھیجدئے تکلیف اوٹھانے کی اجرت دیدی۔ اور بادشاہ کو بھی لکھہ بھیجا کہ مجھے صفدر جنگ جیسے آدمیون کی استعانت کی ضرورت نہین ہی۔ سب سے زیادہ عمدہ تدبیر بنگال بچانیکی بادشاہ کو سوجھی۔ وہ یہہ تھی کہ بالاجی راو کو علی وردی خان کی امداد کے لئے بھیجا۔ رگھوجی بھاسکر پنڈت کی شکست پانے سے بڑی طیش مین آیا۔ وہ خود سپاہ کثیر بڑی سامان سے لیکر بنگال پر چڑہ آیا۔ یہان بالاجی مرشدآباد مین اپنی ہم وطنون کے نکالنے کے لئے آپہنچا تہا اسکا سبب کہ یہہ کام کیون اوسنے اختیار کیا آگے بیان کیا جائیگا۔ اور اوسنے رگھوجی کو بالکل اضلاع بنگال سے ۱۷۴۲ء مین شکستین دیکر خارج کردیا۔ سو سے سر برن بھاسکر پنڈت بہت سی سپاہ لیکر بنگال پر چڑہا۔ اور دشمن سے بہت کچھہ روپیہ ناگا مگر ایکدفعہ وہ اور سپاہ پیچہ کہیلا۔ مصطفے خان اور راجہ جانکی رام نے تمہید مصالحہ مین کوشش کی۔ کچھہ ایسی افسانون کے فسون بنا کر بھاسکر پنڈت اور اوسکی بڑے بڑے سردار اس بات پر رضی ہوئے۔ کہ میدان گنگرامین ایک خیمہ کے اندر ملاقات اسپین ہو اور زبانی شرائط صلح کا فیصلہ ہو۔ اس ملاقات مین آخر صفر یا ربیع الاول ۱۱۵۱ھ مین بھاسکر پنڈت اور اوسکے سب رفیقون کو بلا کر اونسے قتل کر ڈالا۔ اور پھر مرہٹونکی سپاہ پر حملہ کر کے شکست دیدی۔ فقط ایک گلوا کا سردار بچکر گیا۔ مگر اس غابازی اور فتح دونو سے کچھہ فائدہ نہ ہوا۔

مصطفے خان سی علی وردی خان کا بگاڑ اور اوسکا انجام

علی وردی خان اپنے دشمنون کو حقارت سے تو جانور سمجھتا تہا۔ مگر یہہ کام اونسے اوسکے ساتھہ بڑی دغا کا کیا۔ وہ کیا کرے مقتضاء زمانہ یہی تہا۔ آج کل غابازی کا بازار گرم تہا۔ سب کو ایمانی کا آئینہ تہا مہابت جنگ کا نمک حلال تہا۔ اور اپنے رفیقون کے ساتھہ بڑی بڑے سلوک کرتا تہا۔

اور جواد نسے وعدہ کرتا اوسی پورا کرتا۔ اب اس آخر مہم مین جب وہ مشکل بڑی تو طبیعت کی فیاضی سے رفیقون سے بڑی بڑی وعدے کرلی۔ مگر اوسکا پورا کرنا اندیشہ سے خالی نہا غرض کیوقت وعدہ کرنا سہل ہوتا ہے مگر بعد غرض نکلنے کے اوسکا ایفا مشکل ہوتا ہی۔ اڑی وقت مین مصطفےٰ خان سے بہار کی صوبہ داری دینے کا وعدہ کر بیٹھے جب وقت نکل گیا تو یہہ سوجہی کہ کہین اپنی طرح سے بہار کی صوبہ داری سے وہ بھی بنگال کی صوبہ داری کا دعوٰی نہ بجائے۔ کیونکہ یہہ مصطفےٰ خان ہی اوسکا سپہ سالار نہا جسنے اوسکو اس تبہ پر پہنچایا نہا اوسکی لیاقت کا نقش دل پر نہا غرض اس بات پر دونون مین رنجش شروع ہوئی۔ آخر مین یہہ معاملہ درپیش آیا کہ مصطفےٰ خان کے دو رفیق علی وردی خان کے درباریون سے آملے۔ اور اونہون نے کہا کہ مصطفےٰ خان بھی آتا ہے۔ خواجہ سرا نے مہابت جنگ سے آکر کہا کہ محل سرا مین تشریف لیجیئے حضور کے گھر مین نواب بیگم کو حیضہ ہوا ہے۔ مہابت جنگ بیتاب ہوکر اوران دونون آدمیون سے یہہ کہکر کہ تم بیٹھو مین آتا ہون محل مین چلا گیا۔ ان دونون کو شبہہ ہوا کہ شاید آج مصطفےٰ خان کے قتل کا ارادہ ہی جو یہہ خود بہانہ کرکے محل مین چلا گیا ہے۔ یہہ سمجھکر وہ وہان سے چلے راہ مین مصطفےٰ خان ملا۔ اوسسے اونہون نے یہہ کہا کہ آج آپ کہان جاتی ہین وہان تو یہہ تجویز ہوئی ہی۔ وہ یہہ سنکر اولٹا اپنی گہر آیا۔ اور اپنی تن کے نو ہزار سوارون کو لیکر گہر بیٹھا۔ ادہر یہی سپاہ کی کمر بندی ہوئی۔ اسوقت نہ پوچھو کہ مہابت جنگ کی جان پر کیا بنی ہوئی تہی۔ آخر کو دونون مین یہہ فیصلہ ہوگیا کہ مصطفےٰ خان نے استعفا دیدیا۔ اور مہابت جنگ نے اوسکو ستر لاکھ روپیہ تنخواہ کا ایک رطاسی دیدیا کہ وہ اوسکی عملداری مین نہ رہی مصطفےٰ خان آٹھہ نو ہزار اپنی آدمیون کی ساتھہ مرشد آباد سے چلدیا۔ اور اپنی چہاونی مین آگ لگا گیا۔ جب شہر والون کی جان مین جان آئی۔ اب وہ راج محل مین گیا۔ وہان سے ہاتھی اور توپخانہ لیا۔ پھر بہار کے لینے کا ارادہ مصمم کرلیا۔

مہابت جنگ اور مصطفےٰ خان کی لڑائی اور اوسکا انجام

اسوقت مہابت جنگ کا بہتیجا ہیبت جنگ بہار مین فرمانروا تہا۔ چچا کا حظ اگیا تہا کہ جب تک مین نہ اؤن مصطفےٰ خان ہی نہ لڑنا۔ مگر اوسنے اسکا خیال نہ کیا۔ سرپٹ سی کوچ کیا۔ اور اس پرانے تجربہ کار سپہ سالار اور اوسکی سپاہ آزمودہ کار پر حملہ کردیا۔ قریب تہا کہ اوسکو بالکل شکست ہو اور خود گرفتار ہو۔ مگر عجب اتفاق ہوا کہ ہیبت جنگ کی سپاہ بہاگی جاتی تہی کہ مصطفےٰ خان کا فیلبان گولی کی ضرب سے ہاتہی سے نیچے گرا۔ اس سبب سے ہاتہی بگڑا۔ ناچار مصطفےٰ خان اوسپر سے اس نظر سے کود اکہ ہیبت جنگ کو گرفتار کرلے مگر اوسکی سپاہ نے یہہ جانکر کہ وہ بہی فیلبان کی طرح ہاتہی سے گرا ہی۔ اسلئے سپاہ متفرق اور منتشر ہوگئی۔ اور اس پر انہیا ہی کو سوا اسکے کچہہ نہ بن آیا۔ کہ میدان سے بہاگ کر اپنی سپاہ مین جا ملے غرض یہہ لڑائی بڑی لطف کی ہوئی کہ دونو لشکر آپسمین ایک دوسرے سے بہاگی۔ ایک ہفتہ کی بعد مصطفےٰ خان نے پہر ہیبت جنگ کے لشکر پر حملہ کیا۔ مگر ہیبت جنگ کو فتح ہوئی۔ اور مصطفےٰ خان کی زخمی انکلمہ مین جم لگا۔ اور دو اوسکے بڑی فیلبان ری گئے۔ اب اس شکست کے بعد سنے یہہ سنا کہ علی وردی خان بہی آتا ہے اسلئے وہ بہاگ گیا۔ چچا بہتیجون کی فوج نے اوسکا سخت تعاقب کیا۔ اور اودہ کی سرحد تک اوسکا پیچہا نہ چہوڑا۔ پہر ایکمدت کی بعد وہ ہیبت جنگ سے لڑا۔ مگر شکست کہا کر اگیا +

علی وردی خان کی پہر مرہٹون سے لڑائی

اس عرصہ مین علی وردی پر ایکاور حملہ مرہٹون کا ہوا۔ راگہوجی کو جب اپنی سپاہ لار بہاسکر اور اوسکے ساتہہ دنیس افسرون کا لڑنا سے قتل ہونا معلوم ہوا تو اوسکو نہایت غصہ آیا۔ اور اوسنے یہہ بہی دیکہا کہ یہان یہہ فساد اور عناد ہو رہی ہین اور اوسکے سبب سے نظامی اپنی پانون پہیلا رہی ہے۔ اسلئے وہ بہی یہان لشکر لیکر اپنے پانون پہیلانے آیا۔ اور علی وردی سے بہت کچہہ روپیہ اور ملک مانگا علی وردی خان نے دو مہینہ تک تو لیت و لعل مین ٹالا۔ کبہی کچہہ کچہہ شرط صلح پیش ہوئین کبہی کچہہ غرض جب موسم لڑائی کے وسط اگیا تو اوسنے راگہوجی بہونسلا کے لشکر پر حملہ کیا۔ اور کئی دفعہ شکست دی

اور ایک دفعہ یہانتک نوبت پہنچی کہ راگھوجی گرفتار ہی ہوگئے ہوتے بچ گئے۔ پھر ایک دفعہ مرہٹون نے مرشد آباد پر حملہ کیا۔ مگر علی وردی خان نے اپنی شجاعت اور دلاوری سے شہر کو محفوظ رکھا۔ یہہ مرشد آباد ہی مرہٹون کا مرشد تھا جو انکے ہاتھہ ہی بچا۔ نہیں اونہون نے کسی مقبول شہر پر ہاتھہ نہیں ڈالا جسکو لوٹ لاٹ کر برباد نہین کیا۔ کٹوا کے قریب راگھوجی کو بڑی شکست ہوئی۔ اور ساری اوسکی سپاہ مین بی انتظامی پھیل گئی۔ سلہٹی وہ ۱۷۴۰ء مین اولٹا چلا گیا۔ اب پھر ان کی لڑائیان موقوف ہوئین علی وردی خان نے اپنے نواسی سراج الدولہ کی شادی بڑی دھوم دھام سے کی۔ کچھہ دنون امن آمان رہا مگر پھر جو جھگڑے شروع ہوئے تو علی وردی خان کے مرنے پر ختم ہوئی۔ کٹک میر حبیب کی قبضہ مین مرہٹون کی طرف سے تھا۔ راگھوجی بھوسلا جو گرفتاری سے بچکر نکل گیا تھا۔ اوسنے دو افغان سردارون شمشیر خان اور سردار خان کی دغا سے ان دونون سردارون کو موقوف کیا۔ مگر اوسنے یہہ بی احتیاطی کی کہ اونکو چھہ ہزار سپاہ کے ساتھہ بہار مین رہنے دیا جسکا انجام برا ہوا۔

علی وردی خان کے برخلاف سرکشیان

غرض اوسکے پیچھے اس زمانہ مین ہی کوئی نہ کوئی کھٹکا لگا رہا۔ اوسنے کٹک کی فتح کا ارادہ کیا۔ اس کام مین کامیابی کی صورت نمودار ہوئی تھی کہ اوسکے دو بڑے سردار میر جعفر اور عطاء اللہ بگڑ بیٹھے۔ اونکو مرشد آباد مین لاکر موقوف کیا۔ مرہٹون کے سپہ سالار جانوجی نے پھر مرشد آباد پر حملہ کیا۔ مگر اوسکو اپنی بہادری سے ہٹا دیا۔ غرض بار بار جمع امنڈ امنڈ کر ایک بلا اون کا دریا امنڈ آیا۔ نمک حرام بیغیرت بیوفا افسر سردار خان اور شمشیر خان جو بہار مین مقیم تھے۔ اونہون نے بہت سے اوباش اور بدمعاش اپنے پاس جمع کئے۔ بہار مین اسوقت سیف جنگ صوبہ دار تھا۔ اوسنے چاہا سے ان دونون بدمعاشون کی معافی تقصیرات کی درخواست کی اور بہت منت و سماجت سے یہہ التجا کی کہ اونکو بہار مین رکھہ لیجے۔ اب تک اسکا سبب نہین معلوم ہوا کہ وہ اس بات کو کیون چاہتا تھا۔ اگرچہ مہابت جنگ کا دل اس درخواست کے

منظور کرنے سے راضی نہ تہا۔ مگر بھتیجے کی دل شکنی بھی منظور نہ تہی۔ اسلئے اوسنے درخواست منظور کرلی۔
اول ہی ملاقات مین یہہ گل کہلا کہ ہیبت جنگ نے اس نظر سے کہ ان دونون بی وفا بی ایمان سردارونکا
دل صاف ہو اپنی نوکرون اور پہرہ دار سپاہیونکو علیحدہ کردیا۔ اور تنہائی مین ملاقات کی لئے بلایا۔
جب شمشیر خان آیا۔ اور وہان اوسنے یہہ تنہائی دیکہی تو ہیبت جنگ کو اپنے ہاتہہ ہی مار ڈالا۔ اور
اپنے ہمراہیونکو ساتہہ لیجہت پٹ پٹنہ پر قبضہ کرلیا۔ ایک غدر مچادیا۔ ہیبت جنگ کا باپ حاجی احمد بعد
سرفراز خان کے برباد کرنے کی بہائی سے ناراض ہوکر گوشہ نشین ہو رہا تہا۔ اوسکو باغیون نے گرفتار کرلیا۔ اور
دولت بتلانیکی نہایت تکلیف دی۔ یہانتک کہ وہ مرگیا۔ گو اوسنے اپنی دولت نہ بتائی۔ مگر باغیون نے
قسمت سے اپنی پائی۔ اور اوسکو سپاہ کے بہرتی کرنے مین خرچ کرنا شروع کیا۔ اور بیچارے غریب باشندون سے
نہایت جبر اور قہر سے روپیہ وصول کیا۔ اور ہیبت جنگ کی بی بی کو بہی جو مہابت جنگ کی بیٹی تہی یہہ
باغی لے اوڑے۔ غرض یہہ سال ۱۲۴۸ھ مین گذرا۔ اب اسوقت اس جمعہ کی مصیبتون کو دیکہا چاہیے
کہ ادہران باغیونکا زور اور ادہر مرہٹون کا شور۔ بھتیجے اور بہائی کا قتل ہونا بیٹی کا باغیون کے ہاتہہ
مین پڑنا جو افسر اپنے پاس ہون اونکا قابل اعتبار نہ ہونا ایسی وقت مین اس دانشمند شجاع نے اپنے
منتخب افسرون کو جمع کیا۔ اور اونکی نہایت تشفی اور تسکین کی۔ اور بڑی بڑی انعام اکرام کی وعدی کیے
اور یہہ بہی کہدیا کہ جو مجہسے ناراض ہو وہ خوشی سے چلا جاے میرے پاس رہے۔ غرض اس حکمت سے سارے
اوسکے افسر خیر خواہ اور سپاہ دل سے ہوا خواہ ہوگئی۔ سب پہلی باتون سے چشم پوشی کرکے اونہی میر حیدر
کو ٹنک کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اور مرشد آباد خطاب اللہ اور ایک اپنی بھتیجے کو سپرد کیا۔ اور بڑی تیاری کر اوسنے
باغیون کے سرکوبی کے لئے کی۔ اور اوسکے کہنے سے تمام دولت مند شہر کے جنکو لڑنا نہین آتا تہا گنگا
پار چلے گئے۔ اور اوسنے یہہ شہرہ دیدیا کہ سارا شہر مرہٹون سے لڑنیکے لئے تیار ہے۔ بسوہ چالیس ہزار
سپاہ اور بہت سا ذخیرہ اور سامان لیکر کنکے ارہ مین بیٹہہ دریا پار اپنگہر کے دشمنونکی مارنیکے لئے چلا۔

اور وہ جتنا آگے بڑہتا گیا اوسکا لشکر بہی بڑہتا گیا۔ اور باغیون کا سردار اپنی ایک اور دغا بازی کے
سبب سے اوسکے ہاتہہ مین پڑگیا جسکا بیان آگے آتا ہے۔ اسطرف سے شمشیر خان بہی پچاس ہزار سپاہ لیکر روانہ ہوا
اس اثنا مین رگھوجی بہوسلا کا بیٹا جانوجی اور حبیب بہی لشکر لیکر آپہونچے۔ یہہ سارا کام شمشیر خان کے
ان مرہٹون اور حبیب کی اغوا سے کیا تہا۔ اب یہہ افغان اس لشکر مین گئے۔ وہان اونکو خلعت مرحمت ہوئے
اور بہار کی صوبہ داری عنایت ہوئی۔ یہہ وہان سے چلے آئے۔ اب ان افغانون کا ارادہ ہوا کہ اپنے
تنخواہ کا دعوی اونپر ثابت کیجے۔ اسلئے اونہون نے حبیب کی ضیافت کی۔ اور ایک خیمہ مین اوسکو اوتارا
۔ اور اوسکے گرد پہرہ چوکی بٹہا دیا جب وہ چلنے لگا تو افغانون نے کہا کہ یہہ ساری کام ہم نے آپ کے
حکم کے بموجب کئے ہین۔ اب ہماری تنخواہ کا چالیس لاکہہ روپیہ عنایت کیجے۔ بعد بہت گفتگو کے
دو لاکہہ روپیہ دیکر حبیب نے خلاصی پائی۔ غرض اسطرح ان افغان اور مرہٹون مین اتفاق کی جگہ
نفاق ہوا۔ علی وردی خان نے دو سہ روز آنکر باغیون پر حملہ کیا۔ اور اونکو شکست عظیم دی شمشیر خان
مارا گیا۔ اور اوسکے سارے مال اسباب پر قبضہ ہوا۔ اوسکے خیمہ مین مہابت جنگ نے اپنے بیٹے کو جسوقت دیکہا تو خوشی کے ماری پہولا نہ سمایا۔ مرہٹے جیسے آئے تہے ویسے ہی ناامید چلے۔ اور اس ملک کو
بالکل خالی کر گئے۔ کچہہ کٹک مین باقی تہے۔ اوسنے خدا کا نہایت شکر بہیجا۔ غربا و مساکین مین بہت
تقسیم کیا۔ اور رفیقون کو مالا مال کر دیا۔ جو باغیون کے اہل و عیال گرفتار ہو کر آئے تہے اونکی ساتہہ نہایت
مروت اور محبت سے پیش آیا۔ غرض جو زخم اوسکے دل پر اپنے دوستون کے ہاتہون سے پہلے پہنچے تہے اونکا
اندمال یون ہو گیا۔ اوسنے بہت چاہا کہ حبیب سے صلح ہو جائے مگر اس کام مین کامیاب نہ ہوا۔

اب آئندہ موسم مین کیا دیکہتا ہے کہ مرہٹون کے گروہ کی گروہ ادہر اودہر سرحد تک جہانک
کر رہے ہین۔ خیر ان سب تکالیف کے سوا اوسپر یہہ ایک بہاری آفت آئی کہ سراج الدولہ اوسکا
نواسہ جسکو وہ بیٹے سے زیادہ چاہتا تہا اوسی باغی ہو گیا۔ اوسنے اپنا حق مین کا

مرہٹون سے بہت سی لڑائیون کے بعد اوسنے ان شرائط پر ۱۱۵۱ھ مین صلح کرلی کہ کٹک اونکے حوالہ کیا
اور بنگال کی چوتھائی بارہ لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کیا۔ علی وردی خان کے حالات بھی ہف جاہ کے حالات سے
بہت مشابہ ہین۔ بعد بہت سی فتوحات کے اوسکو مرہٹون کے آگے گردن نیچی کرنی پڑی اور اونکے لئے سالانہ
منہ کھولنا پڑا۔ کچھہ دن اب اس سے کاٹے۔ مگر یہہ کہٹکا ہمیشہ لگا رہا کہ دیکھئے اب آگی کیا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے
نواسے سراج الدولہ کی نالائقی اور بیہودہ مزاجی کو خوب سمجھتا تہا۔

خصلت و وفات محمد علی وردی خان

جمادی الاولی ۱۱۶۹ھ مین اسّی برس کی عمر مین استسقا کی مرض سے وفات پائی۔ ابتدا جوانی سے
اوسکو شراب اور رقص و سرود اور منہیات کے ساتھہ رغبت نہی۔ وہ صوم صلوٰۃ اور تلاوت قرآن اور اوراد
و وظائف کا پابند تہا۔ بہت سویرے اوٹہہ کر اول وقت صبح کی نماز پڑہتا۔ اور پہر چند مصاحبون کے ساتھہ
قہوہ پیتا۔ خود حقہ نہین پیتا تہا۔ مگر اپنے اور رفقا کو پلاتا تہا۔ دو گہڑی دن چڑہے دربار عام کرتا۔ سب
سردار اور اہالی و موالی و ملازم اور ارباب حاجت حاضر ہوتے۔ ہر شخص اپنا احوال عرض کرتا۔ مقصد حاصل کرتا
پہر وہ خلوت مین جاتا۔ وہان خاص رشتہ دار اور بعض مصاحب جمع ہوتے۔ شعر خوانی اور نقل و حکایات بیان
ہوتے۔ کہانی کا اوسکو نہایت شوق تہا۔ عمدہ عمدہ کہانے روز یہہ سب ملکر کہاتی۔ بعد کہانا کہانیکے سب
رخصت ہوجاتے۔ پہر وہ سوتا۔ کچھہ سو کر ظہر کی نماز پڑہتا۔ اور پہر تلاوت قرآن کرکے عصر کی نماز پڑہتا۔ رات
دن مین ایک ہی دفعہ پانی شوربہ یا یخنی کا بعد عصر پیتا۔ بعد اوسکے فاضل عالم جمع ہوتے۔ حدیث و قرآن کا
ذکر رہتا۔ دو گہنٹہ یہہ صحبت رہتی بعد اوسکی جگت سیٹھہ و عمائدآتے اونسے معاملات ملکی مین گفتگو ہوتی
اخبار شہر و دیار کا استفسار ہوتا۔ پہر کچھہ تہوڑی دیر ناچ گانیکا شغل رہتا۔ پہر وہ محل مین جاتا۔ رات کو
وہ کہانا نہ کہاتا۔ مگر کچھہ میوہ وغیرہ شوق کرتا۔ جب تہائی شب گذر جاتی تو وہ آرام کرتا۔ دو گہڑی رات
رہتی تو پہر وہی صبح کی نماز مین مصروف ہوتا۔ یہہ فغان امیر ہی مصائب بیدار و جوانمرد دلیر تہا۔ اخیر زمانہ مین

وہ عجیب غریب تہا۔ اب ہم بہر دلی کی حال پر متوجہ ہوتے ہین۔

نادرشاہ کے جانیکے بعد شاہجہان آباد کا حال

نادرشاہ کی جانیکے بعد شہر مردون سے آباد تہا۔ اور زندون سے خالی تہا۔ مکانون پر ویرانی برستی تہی۔ محلے کی محلے جلے پڑے تہے۔ مردون کی ٹہلا ندی بہیجا نکلا جاتا تہا۔ نہ کوئی کسیکو کفن دینے والا تہا نہ گور مین دفن کرنے والا تہا۔ مرکر ہندو مسلمان ایک ہوگئے۔ ڈہیرون مین لگ کر خاکستر ہوگئے۔ یہہ تو شہر کی کیفیت تہی۔ دربار کا حال یہہ تہا کہ تخت طاؤس تو وہ بہاری بندین سوتار ہا اور جب اوٹہا تو اوسکی آنکہون مین اسقدر چیتر لگا ہوا تہا کہ دیکہنے سے گہن آتی تہی۔ خزانہ مین پہوٹا بادام نہ تہا۔ محاصل اور خراج کا کہین پتا نہ تہا۔ سپاہ تباہ شدہ حال تہی۔ اسپر مرہٹون کا بہی خوف بالکل نہین گیا تہا۔ جو صوبے اونکے قبضہ مین چلے گئے تہے وہ اونکے ہاتہہ سے تباہ ہوئے تہے۔ ان سب مصیبتون اور آفتون پر درباریون کا آپس کا جہگڑا نہ چکا۔ وہی ایک فریق تورانی امیرون کا تہا جسکے سرتاج صف جاہ اور قمرالدین خان وزیر تہے۔ دوسرا گروہ اون امیرونکا تہا جو انکو خارج کرنا چاہتا تہا۔ اور اونمین بادشاہ بہی شامل ہوتے۔ اگر یہہ مین مرہٹونکا جہگڑا نہ آن پڑتا تو ان امیرونے سلطنت کے ٹکڑے کرکے کبہی کے آپسمین تقسیم کر لئے ہوتے۔ اور خاندان تیمور کو بے نام ونشان کر دیا ہوتا۔

مرہٹونکے معاملات

جسوقت یہان نادرشاہی ہو رہی تہی۔ اوسوقت باجی راؤ سہا بیٹہا تہا۔ اونسے یہہ کہا کہ نادرشاہ ایسا دشمن ہے کہ اسوقت سب آپسکے جہگڑون کو سمیٹ کر لپیٹ رکہنا اور دکہن کے ہندو مسلمان دونون ملکر اپنے دشمن سی سمجہہ لین۔ مگر اتفاق کہان تہا۔ خیر جب نادرشاہ چلا گیا تو باجی راؤ مین پہر حوصلہ آیا۔ اور اونسنے وہی اپنا دعوی پیش کیا کہ صف جاہ نے جو عہدنامہ لکہا ہے اوسپر بادشاہ مہر و دستخط کرے۔ (اس عہدنامہ کا حال ہان لکہا ہے جہان سے نادر کا ذکر شروع ہوتا ہے) اب اس

کام کے لئے اوسکو دہلی جانا چاہئے تھا مگر اوسنے دکھن کو اپنی مہمات کے لئے پسند کیا کہ یہان پیشواؤن کے
خاندان کو مرہٹے بڑی نظرون سے دیکھتے تھے اور اوسکی بہت سے فریب و حریف پیدا ہو گئے تھے اور
اوسکے ہاتھ ہی راجہ کو چھڑانا چاہتے تھے سیندیا اور ہولکر تو البتہ خیر خواہ اس خاندان کے تھے
کیونکہ اونکی نمود اور شان اونہین کے سبب سے تھے۔ ٹرمبکجی ماہر ہی کی جھگڑا ابتک فیصلہ نہ ہوا تھا۔
سری پت راؤ اوسکا پرنا قریب موجود تھا۔ جتنے قدیمی خاندان مرٹھون کے تھے وہ اس پیشوا کے انتظام
سے خاک مین ملے جاتے تھے۔ اسلئے اوسکو اگ ہی جلانا چاہتے تھے۔ گانگوا کے خاندان کے حقوق مین گجرات
کے اندر اس پیشوا کے انتظام سے خلل پڑ رہا تھا۔ سب قبیلون مین طرار صاحب قوت شوکت رگھوجی تھا
وہ کئی دفعہ پیشوا سے انتظام سلطنت ستارا کے باہمین جھگڑ اوٹھا چکا تھا۔

آصف جاہ کی ملک پر باجے راؤ کا حملہ کرنا اور شکست کھانا اور اوسکے مصائب

باجے راؤنے آصف جاہ کے ملک پر حملہ کیا۔ اسوقت آصف جاہ تو دلی کے دربار مین تھا مگر اوسکا بیٹا
ناصر جنگ بار کا قائم مقام تھا۔ وہ دس ہزار سپاہ لیکے برہانپور مین پڑا تھا۔ باجی راؤنے اول شہر کا محاصرہ کیا
اوسکو یہہ خیال تھا کہ مین اس تدبیر سے اوسی طرح کامیاب ہونگا جیسا کہ اوسکے باپ سفتحیات مین ہوا تھا
مگر اس نوجوان عالی ہمت نے اپنی ایسی قدرت دکھائی کہ اوسکو شکست دی۔ اور جب اوسکو امداد پہنچ گئی
تو اور دشمنون کو شکست دیکر احمد انگر پر پہنچ گیا۔ اور پونہ کا قصد کیا۔ اسوقت پیشوا نے صلح کرنے کو
مصلحت جانا۔ ۱۷۴۰ء ۱۱۵۳ھ مین اوسنے آشتی کر لی۔ اسوقت وہ بڑی بڑی پریشانیون مین گرفتار تھا
کہ اپنے گرو کو یہہ مایوسی کا خط لکھا ہے کہ مجھے بڑی بڑی مشکلات پیش ہین۔ قرضہ دینا ہے سب
طرف سے مایوسی نے گھیر رکھا ہے۔ میرا حال اسوقت ایسا ہی جیسا کہ کوئی شخص سر کہانے کو بیٹھا ہو۔ اب
مین دار السلطنت ستارا کو جاتا ہون۔ وہان میرے بہت دشمن ہین۔ میری بھائی کو اپنے پیرون سے

دلینگے - اسوقت موت آجائے تو میں بڑا اوسکا ممنون منت ہوں معلوم نہیں اسوقت اوسکو کیا سوجھی
ہی کہ وہ ہندوستان خاص کو جاتا تہا کہ اپریل سنہ ۱۷۵۳ء میں دریا نربدا پر موت نے دامن پکڑا یہ سارے
منصوبے خاک میں مل گئے - اوسکو تین بیٹے تہے بالاجی راؤ - وہ اپنی باپ کے عہدہ پر پیشوا مقرر ہوا - دوسرا
رگہناتہہ تیسرا شمشیر بہادر جو ایک مسلمان عورت کے پیٹ سے تہا - مگر اوسکے زیر حکومت سارا بندیل کہنڈ
تہا (بانڈے کے نواب اوسی کی اولاد میں سے تہے)

کانکن کی لڑائیاں

موت کی آنے سے پہلے باجی راؤ کے آخر زمانہ میں اوسکا بہائی چمناجی کانکن میں لڑائیاں لڑتا رہا -
جن دشمنوں سے وہ لڑتا تہا اون پاس ایسے قلعے اور جزیرے تہے کہ ایک طرف اونکے سمندر دوسری طرف
پہاڑ اور جنگل تہا - اونکے فتح کرنیکے واسطے بہت کچھ سامان کی ضرورت تہی - اسلئے چمناجی کو اوپر
فتح نہیں حاصل ہوئی - اب ان دشمنوں کی تفصیل یہہ ہے کہ ایک کو لابہ کا مشہور فراؤ انگریز تہا
وہ برے نام سماہوجی کا مطیع تہا - وہ اس عورت کو بحری چوتہہ کہا کرتا تہا - انگریزوں نے بہی پرتگیزوں
کی مدد لیکر اوسپر وار کئے - مگر کچہہ نہ کر سکے - ہالنڈ والوں نے بہی اوسے سمجہانا چاہا مگر کوئی اوسنے نہ
سمجہہ سکا - اوسکے خاندان میں دو بہائیوں میں فساد ہوا جنمیں سے ایک بہائی کی طرف سے دلہی میں پیشوا کے
دو قلعے اوسکے جو گہاٹوں کے نیچے تہے لیلئے - مگر اسسے یہہ جہگڑا ختم نہ ہوا - ایک دفعہ پیشوا نے انگریزی
بیڑے کی امداد سے بہی اوسپر حملہ کیا مگر کوئی فیصلہ پیشوا کی زندگی میں اس کا ممکن نہ ہوا - دوسرے
دشمن اونکے سیاہ رنگ کے مسلمان حبشہ کی حبشنی تہی - وہ دکہنی میں بہی جنمیں مرہٹوں کو نہیں لینے دیتی تہے
اونکے ملکوں کو اپنا ہمرنگ بنا دیتے تہے - بہت سے قلعوں پر اونہوں نے قبضہ کر لیا - پیشوا کی سعی اور کوشش
کا غایت یہہ نتیجہ تہا کہ ۱۷۶۳ء میں اونکو اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ اونکی لوٹ کہسوٹ سے باز آئیں
تیسرے فرنگستانی دشمن پرتگال والے یعنی پرتگیز تہے - اون سے یوں لڑائی کی ٹہنی کہ وہ انگریزی کے

خاندان کی دو بھائیون کی لڑائی مین ایک بھائی کی طرفداری تھی۔ ۱۷۳۷ء مین یہہ لڑائی شروع ہوئی
۱۷۳۹ء مین یون ختم ہوئی کہ سالسٹی و بسائن اور کولکن کے دو چار شہر جو اونکے قبضہ مین تھے
چھین لئے۔ بسائن کے محاصرہ مین پانچ ہزار آدمی مقتول ہوئے۔ پس اسسے پرقیاس کرنا چاہئے کہ
اوسکا کسقدر نقصان ان لڑائیون مین ہوا ہوگا۔ باجی راؤ کو یہہ خیال تھا کہ جواد سکا جانشین ہوگا۔
اوسکو ان مضامین کا بوجھ ضرور اوسکو مغلوب کریگا۔ مگر اوسکا بیٹا بالاجی جو جانشین ہوا وہ ایسا
ہوشیار اور عاقل تھا کہ اوسنے باپ کی مصیبتونکا بوجھ سہار لیا۔ اور اپنے تئین اوسنے نہایت
استقلال اور ہمت سے ساری مشکلون کے ولدل سے نکال لیا۔

باجے راؤ کی دشمن

دشمنون کا ذکر ہم پہلے ہی کر چکے ہین ان سب مین سب سے سلا خاندان کا بانی غضب تھا
وہ لشکر کے اُس پاس ملک کا رہنے والا تھا۔ پہلے وہ سوار دنین نوکری کرتا رہا۔ مگر جب راجہ شاہو
دلی کی قید سے رہا ہو کر آیا تو یہہ اوسکا دل سے فریق ہوا۔ راجہ نے اوسکو برار اور اوسکے آگے جو جنگلی ملک
تھا حاکم مقرر کر دیا جب وہ مر گیا تو اوسکا بیٹا جانشین نہ ہوا۔ بلکہ راگھوجی بھونسلا اوسکا چچیرا بھائی
جانشین ہوا۔ وہ راجہ کا فریق ہی تھا اور ہم راف بھی۔ اب اوسنے ملک برار مین اپنی حد سے پرے اور
علاقہ جو خاص باجے راؤ سے علاقہ رکھتا تھا دست درازی شروع کی۔ اور محصول اور خراج وصول کیا
اس سبب سے پیشوا کو اندیشہ پیدا ہوا۔ اور یہہ بھی خطرہ ہوا۔ کہ کہین راجہ اوسکو متبنیٰ نہ کرلے۔ اور
راج اوسی خاندان مین قائم نہ ہو جاوے۔

بالاجی کی جانشینی کے خلاف سازش

جسوقت باجی راؤ مرا تو رگھوجی بھونسلا جو کرناٹک مین سپہ سالاری کر رہا تھا۔ ستارہ مین دوڑا آیا۔
اور بالاجی نانک کو پیشوا بنانے کے لئے ساتھ لایا۔ یہہ نانک بڑا دولت مند اور مغرور تھا۔ اور

باجے راؤ پیشوا پر اوسکا روپیہ لینا تہا۔ اوسکو یہہ بیٹی پڑہائی کہ اپنا روپیہ بالاجی سے لیکر اوسکے قرض کا یہہ سبب ہوگیا تہا کہ ملک تو ویران پڑا تہا اور اوسی سے محصول حاصل نہ ہوتا تہا کہ بڑی بڑی مہمات کے خرچ کے لئے کافی ہوتا۔ ناچار اوسکا خرچ قرض سے ہوتا تہا۔ اب بالاجی کو یہہ وقت پیش آئی۔ کہ ہندوؤں کے ہاں ایسی وقت میں باپ کا قرض چکانا بڑی بہتیری کی بات سمجہی جاتی ہے سوا اسکے نانک راجہ کو بہی ندرانہ اس نظر سے پیش کیا کہ اوسکو عہدۂ پیشوائی ملجائے۔ مگر بالاجی کا پایہ بالا تہا۔ اسلئے کہ سری پت راؤ جیسا باجی راؤ کا مخالف تہا۔ ایسا ہی اگہوجی سے ناموافق تہا۔ باجی راؤ کا نہایت لائق بہائی چمناجی اپنا دل و جان سے ذی ہتیچہ کا پیشوا مہنا چاہتا تہا۔ بالاجی کا دیوان ایسا ہوشیار تہا کہ تہوڑی دنوں میں روپیہ کے لوٹ دن کا ڈہیر لگا دیا۔ ان سب باتوں کے سوا خود نانا جی کے لیاقت اور شہرت دوسرا اوسکے باپ دادا کی عزت تیسری اس عہدہ کا مورثی استحقاق۔ ان سب باتوں کے سبب سے اوسنے روپیہ کا کیا توڑا تہا۔ سارا قرض فوراً ادا کیا۔ نانک جی بنا سامنہ لیکر رہ گیا۔ راگہوجی بہونسلہ پہلی ہی دفعہ کرناٹک اٹہا کر چلا گیا۔ بالاجی نے اپنے قوی دشمن کو یوں زیر کیا۔ پہر حیدر دشمن مقابلہ کے لئے کہڑے ہوئے اونکو بہی ہمیشہ چیت کیا۔

متفرقات

نظام الملک سے اوسکی کمال دوستی تہی اسواسطے کہ جب ناصر جنگ اوسکا بیٹا باپ سے باغی ہوا۔ اور دہلی سے آیا تو بالاجی اوسکی کمک کو گیا۔ اور اوسکے بیٹی کو ۱۷۴۱ء میں مغلوب کیا۔ اس سبب سے نظام الملک نے اس امر میں کوشش کی۔ کہ بالاجی کو مالوہ ملجائے۔ انہیں دنوں میں اتفاق سے چمناجی آپا پیشوا کا چچا مر گیا۔ اور ایک بیٹا سدیشو راؤ دس برس کا چہوڑ گیا۔ باپ کے مرنے سے یہہ لڑکا یتیم ہوگیا اور ایسا جنگلی بہینسا بن گیا کہ کوئی اوسکی نکیل پکڑ کر کسی طرف گہسیٹ سکا آئندہ اوسکا حال پڑہ لیجو گے کہ اوسے کیا آفت اس قوم کے سر آئی۔

بالاجی کا مالوہ پر قبضہ ہونا اور بعض اور معاملات

برس دن تک بالاجی اپنے ملکی انتظام مین مصروف رہا۔ پھر ہندوستان خاص کی طرف متوجہ ہوا۔ ان دنون راگھوجی بھوسلا بنگال پر حملہ کیا تھا جسکا حال پہلے بیان کر چکے ہین کہ بالاجی پیشوا نے بادشاہ کی طرف ہوکر محمد علی وردی خان کی ایسی اعانت کی کہ راگھوجی کو وہان چلنے نہ دی۔ اس حسن خدمت کے صلہ مین بادشاہ کی طرف سے صوبہ مالوہ بالاجی کی مدت سے تمنا تھی اور ۱۷۴۳ء مین وہ نائب شاہزادہ احمد شاہ کا اس صوبہ مین مقرر ہوا۔ اور شرائط اس صوبہ کے عطا کی یہ تھین کہ وہ اس صوبہ مین اپنی طرف سے موقف کے واسطے جو جاگیرین اور اراضی مقرر ہین وہ انکے اندر دست اندازی نکرے۔ بدا کے پاکسی اور افسر کو اتنے نہ دی۔ اور بادشاہ کی اعانت اور کمک مین ہزار سپاہ سے کیا کرے۔ بالاجی نے ان شرائط مین سے بعض کے پورا کرنے کے لئے دہا کے راجہ پوار سے اتحاد پیدا کیا۔ اس راجہ نے باجی راؤ پیشوا کے مقابلہ مین ٹوبک کی اعانت کی تھی۔ اس اتحاد سے یہہ فائدہ تھا کہ وہ کسیقدر مغرب مین گائکوار کی اور مشرق مین راگھوجی کی روک ہوگا۔

مرہٹون کا ملکی انتظام

۱۷۴۲ء مین مغلون کے دربار سے مرہٹون کو ان صوبون مین سے جو تھہ وصول کرنے کی اجازت ہوگئی جسمین کبھی کبھی ونکی لوٹ کھسوٹ ہوتی تھی۔ مگر اسکی کوئی سند بادشاہ کیطرف سے مرحمت نہین ہوئی۔ اسوقت مرہٹون کا راجہ بھی معاملات ملکی مین دخالت نہین کرتا تھا۔ مگر سیوا جی کے نسل مین سے تھا۔ مرہٹے اوسکو اپنا داتا مانتے تھے۔ جو بادشاہی صوبون کے محصولات کا انتظام تھا اوسکا فیصلہ پیشوا ہر ایک مہم کے بعد اوسکی آمد و خرچ کا بند حساب راجہ کے سامنے پیش کرتا۔ کوڑی کوڑی کا حساب اجسمین لکھا ہوا ہوتا۔ مگر بعض اوقات اس حساب کتاب کے معاملات ایسے پیچ در پیچ آجاتے تھے کہ اونکا فیصلہ ہونا مشکل ہوتا تھا جب راگھوجی نے بنگال پر حملہ کیا۔

اسکے برخلاف پیشوانے بادشاہ کی طرفداری کی۔ اور اپنا احسان بادشاہ پر کیا۔ اور محمد علی روہیلہ سے جلد روپیہ وصول کیا۔ مگر جب رگھوجی نے ایک سازش سنا رے مین اوسکے برخلاف قائم کی۔ تو اوسکے چچیرے چھوٹے اوسنے اپنی تمام حقوق جو دریاؤ نربدا اور مہاندی کے پار ملکون مین تھے رگھوجی کو ۱۷۴۴ء مین دیدئے۔ اور اوسکو ان اضلاع مین مطلق العنان کردیا +

آصف جاہ کی موت

ناصر جنگ جو باپ کا قائم مقام دکھن مین تھا ۱۷۴۱ء مین باغی ہوگیا۔ اور اسلئے وہ دلی سے دکن آیا۔ اور بیٹے کو مغلوب کیا۔ بعد اوسکے وہ ارکاٹ کی فساد مین مبتلا رہا۔ اسکا حال تیسرے حصہ مین بیان کرینگے۔ آخر کو جمادی الثانی ۱۱۶۱ھ جون ۱۷۴۸ء مین ستر برس کی عمر مین اس دنیا سے رخصت ہوا۔ پیچھے اوسکے بیٹون مین فساد برپا ہوا۔ جسکا حال انگریز اور فرانسس کے حال مین لکھینگے +

آصف جاہ اور باجی راؤ پیشوا

آصف جاہ کے مرنے پر جو اوسکا رقیب باجی راؤ جو اوسسے آٹھ برس پہلے مرگیا تھا یاد آگیا۔ یہ دو آدمی اس زمانہ مین بڑے لائق دکھن مین گذرے ہین۔ اونکی حالت مین مماثلت اور مشابہت بہت تھی گو بعض باتون مین مخالفت ہو۔ ایک تو رانی ہیزادہ دوسرا ہندوستان کا برہمن۔ دونو بڑے باپ کے بیٹے۔ دونون کے دل اس تمنا سے بھرے ہوئے کہ کوئی اپنی خاندان مین جدید سلطنت جمائین۔ دونو صاحب تدبیر شمشیر۔ منتظم عاقل۔ آصف جاہ کا مزاج بالکل شیر کا سا کہ جسوقت کوئی اوسے چھیڑ دے تو غصہ مین آکر آپے سے باہر ہوجائے۔ مگر اس شیر مزاجی پر روباہ بازی کرنا اوسی کا کام تھا۔ باجی راؤ کا مزاج غصیلا تھا مگر مکر و فریب مین آصف جاہ سے کم نہ تھا۔ ایک راجہ کی دربار کا رکن تھا۔ اور بہت سے رقیب رکھتا۔ مگر کوئی اوسنے زیادہ لائق نہ تھا۔ راجہ مستقل مزاج تھا۔ دوسرا پادشاہ کی دربار کا رکن تھا۔ اور وہان بہت سے رقیب رکھتا تھا جنمین سے بعضوں اوسکے ہمسر اور بعض برتر تھے

اور بادشاہ تلون مزاج تہا۔ آصف جاہ کی پیچہے بلائین بہ نسبت باجی راؤ کے زیادہ لگی ہوئی تہین باجے راؤ کا راجہ کبہی اوسکا دشمن نہوا۔ اوسکی بیخ کنی کے درپے نہ ہوا۔ برخلاف اسکی آصف جاہ کے برباد کرنے پر بادشاہ کا بہت دفعہ ارادہ ہوا۔ آصف جاہ کے ایک طرف پانی رہتا تہا (یعنے بادشاہ) کہ جسکے اندر راجہ کو ڈوب جائے۔ دوسری طرف آگ رہتی تہی (یعنے مرہٹے) جسمین ہر وقت جلنے کا اندیشہ رہتا تہا۔ باجی راؤ کو اپنی جاگیرات اور سلطنت کی عمارت قائم کرنیکے واسطے مصالح موجود تہا۔ فقط تعمیر کرنا تہا۔ برخلاف اسکی آصف جاہ کو مصالح بہم پہنچانا اور پہر عمارت بنانا دونو کام کرنے تہے۔

راجہ ساہو کا مرنا اور جانشین کے واسطے جہگڑا ہونا

آصف جاہ کے انتقال کے برس دو بعد دسمبر ۱۷۴۹ء مین راجہ ساہو کا انتقال ہوا۔ اس راجہ مدت تک راج کیا۔ وہ سیواجی کا پوتا تہا۔ اور اورنگ زیب کا قیدی تہا۔ پیشوا کے تین پشتون کا مربی تہا مرہٹون کا بڑا راجہ تہا۔ غرض یہہ وقت ہی سند وستان مین عجیب ہے جہان دیکہو وہان ایک جہگڑا کہڑا ہے۔ اب اس راجہ کے کوئی اولاد نہ تہی۔ اوسکی نیت مین تہا کہ وہ اپنے رشتہ دار پرانے دشمن کولاپور کے راجہ کو متبنے کرے۔ مگر اوسکے بہی اولاد نہ تہی۔ اسلئے مرہٹون کا یہہ ارادہ ہوا کہ راجہ سی کہہ کر سیواجی کے بڑے بہائی تو جی کی اولاد مین سے کسی کو متبنے کرائین۔ اس دور کے رشتہ مند خاندان مین کوئی شخص منتخب ہو کر ابہی راجہ نے متبنے نہین کیا تہا کہ اوسکی رانی سکوار بائی جو راجہ کی مالک تہی وہ اس تمنا مین تہی کہ کوئی چہوٹا لڑکا متبنے کیا جائے کہ اوسکی صغیر سنی کے سبب سے وہ فقط نام کا راجہ ہو۔ اور وہ خود راج کی مالک ہو۔ مگر یہان پردۂ غیب سے کچہہ اور ہی گل کہلا اور سلطنت کے اندر ایک اور ہی راز سربستہ نمایان ہوا۔ رام راجہ کی بیوہ رانی تارا بائی ابہنک زندہ تہی۔ گو عمر مین بوڑہی تہی مگر عالی ہمتی اور اولوالعزمی مین جوان تہی۔ اوسنے یہہ کہا کہ سیواجی دوم کے مرنیکے بعد اوسکے ہان بیٹا پیدا ہوا ہے۔ اوسکو مین نے جہپا رکہا ہے۔ راج کا حق اس میرے پوتے کا ہے

وہ مرہٹونکا مہاراجہ بنایا جائی۔ اوسکا نام رام راجا دوم رکہا جائے۔ ابتک اسمین شبہ ہی کہ تارابائی
کا یہہ بیان صحیح تہا یا غلط تہا۔ اس لوبی کے جانشین ہونیسے اوسکے خود ہاتہہ مین سلطنت آتی
تہی۔ سکوارابائی جو اپنی سلطنت چاہتی تہی اس بات کو سنکر آگ بگولا ہوئی کہ یہہ دوسری آواز
کدہر سے آئی۔ اسلئے اوسنے اپنی طرح کا ایک متبنی راجا بنانا چاہا۔ بالاجی جب بہت سی فوج لیکر ستارے
مین آیا تو یہان اوسکی جان غذا مین پہنسی کہ دونو عورتون اپنے اپنے منصوبے کا سامان درست کر رکہا ہے
عورتون کی ہٹ مشہور ہے۔ سردونو اوسکی خود حکومت کے مخالف تہین۔ مگر وہ یہہ چاہتا تہا کہ
سیواجی کے خاندان پر تو مرہٹے مٹے ہوئے ہین اور برہمن پیشوؤن سے پہلے ہی وہ خار کہائے
ہوئے بیٹہے ہین اسلئے یہہ وقت ایسا نہین ہے کہ مین اپنی اس ارادہ کو ظاہر کرون کہ راجگی کو موقوف
کرکے خود مرہٹونکا راجہ بنجاؤن۔ تارابائی سے بالاجی تو ڈر گیا۔ مگر سکوارابائی نے اوسکی
کچہہ حقیقت نہ سمجہی۔ اب دونون کی مخالف تدبیرین کرنی شروع کین۔ اور اس اپنی ارادہ کی چہپانیکے
لئے یہہ مشہور کیا کہ مین راجہ کی ساتہہ ستی ہون گی۔ بالاجی غضب کا پتلا تہا۔ اپنی مقصد کے حاصل
کرنے مین کسی برے کام کے کرنیمین پرہیز نہ تہا۔ اب وہ اپنی چال نہایت فطرت اور سلیقہ کے ساتہہ
چلا۔ وہ یہہ چاہتا تہا کہ سکوارابائی پاس سپاہ عمدہ موجود ہی بڑے بڑے آدمی اوسکے طرفدار ہین وہ
منتظر بیٹہے ہین کہ راجہ کادم نکلے اور ادہر بالاجی سے تلوار چلے۔ اسلئے دل اوسنے ایسی تدبیرین کین
کہ ساری فوج بس مین آجائے۔ اور جتنے رانی کے فریق اور اوسکے مخالف تہے اوسکے دوست ہوجائین
تاکہ جسوقت راجہ مرے تو رانی کچہہ نہ کرسکے۔ اسکے سوا ایک اور تدبیر یہہ کی کہ اسنے تارابائی
کے غصہ اور غضب کو افروختہ نہ ہونے دیا۔ اور اوسنے جو اپنی پوتے کی کہانی بنائی تہی اوسی یقین کرلیا
اس مین اوسکو دو فائدے حاصل تہے۔ اول یہہ کہ تارابائی اوسکے ساتہہ سکوارابائی کی مخالفت
کے لئے تیار ہوگئے۔ دوم اس بہانہ سے کسی وقت موقع پاکر راجہ سے یہہ سند لکہوائی کہ اوسکو

تمام مرہٹون کی سلطنت کا اختیار اس شرط پر دیا جائے کہ وہ سیواجی کے خاندان کا نام تارابائی کے پوتے رام راجا کا نام سکی قائم رکھے غرض یہہ ایک دستاویز بالاجی کے کام ہزاردن لشکر سے زیادہ کام آئے۔ جب راجا رام تو بطور طنز کے اوسکی رانی کو یہہ کہلا بھیجا یا کہ آپ ستی ہونیکی تکلیف نہ اوٹھائین۔ اسی وہ یہہ جانتا تھا کہ اس عورت کو غیرت اور اپنی قول کا پاس ہوگا۔ تو وہ ضرور راجہ کے ساتھہ ستی ہوگی۔

غرض جب راجا رام تو اوسنے رام راجا کو راج گدی پر بٹھایا۔ کسی سردار نے شمشیر کے خوف سے کسی نے تدبیر کی اور کسی نے تندہی سے کسی نے جاہ و منصب کے لالچ سے اس راجہ کو راجہ مان لیا۔ اور بالاجی نے سب طرح کی مناسب تدبیروں سے اس راجہ کو سارے مرہٹون کا راجہ بنا دیا۔ راگھوجی کو تمام پہلے حقوق عنایت ہوے۔ اور سری پت کی جاگیر منضبط سے بھی کچھہ حصہ دیا گیا۔ بلکہ اور سیندیا کو سارا مالوہ دیدیا گیا۔ مگر وہ حصہ مستثنے رہا جو پہلے اور وںکو جاگیر مین دیدیا تھا۔

تارابائی کا فساد

بالاجی کی حکومت بغیر اڑچی بٹھرے قائم نہ ہوئی۔ تھوڑے دنون اوسکی حکومت مین بڑے خطرے اوسکے چچیرے بھائی شاہو اور اوسکے بھائی کی جاگیر مرون سے پیدا ہوئے۔ مگر انجام سب کا بالاجی کے حق مین بخیر ہوا راجا رام نے سارا سلطنت کا اختیار پیشوا کو بعض شرائط ٹھہرا کر دیدیا تھا۔ مگر وہ شرائط پوری نہ ہوئین۔ جب بالاجی اورنگ آباد کو حیدرآباد کے جہگڑون مین دخل دینے کے واسطے روانہ ہوا تو تارابائی نے راجہ رام سے ملکر یہہ کہا کہ تو اپنا سارا اختیار راجائی کالے۔ اور یہہ جو تو نے پیشوا سے اقرار کر لیا ہے اوسی تو مجھ۔ مگر جب راجہ کو اوسنے دیکھا کہ وہ اوسکا کہا نہین مانتا۔ تو اوسکو ایک قلعہ کے اندر قید کر دیا۔ اور اوسکو مشہور کر دیا کہ وہ جھوٹا اور فریبیلا ہے۔ اور اس قلعہ کی حفاظت اون مرہٹون کے سپرد کی جو بہت قدیمی نوکر اس گھرانے کے تھے۔ اور وہ سب پہلے بالاجی کو دیکھہ چکے تھے

اور پیشوا کی اختیارات پر دانت چباتی ہے۔ اور اوسی راجہ کو اوسیون پر توپین لگادین جو پہرون پر بے خبر پڑے تہے۔ اور پیشوا کی ساری سپاہیون پر جو جا بجا پڑے ہوئے تہے گولے برسانی شروع کئے اور دہنا جی گائکوار کو جو پیشوا سے خار کہائی بیٹہا تہا۔ اور بہت سے بخار لئے دم بخود ہو رہا تہا ملا لیا دتاجی اپنے دہن بہاگ سمجہا کہ آج یہہ دن نصیب ہوا کہ پیشوا کو بالکل دارالسلطنت سے نکالنے کو واسطے بلایا گیا۔ پندرہ ہزار سوار اور اتنے ہی پیشوا کے طرفدار اوسے لڑنے گئے مگر اونکو شکست ہوئی غرض گائکوار اور رگھوبا جی دونو نے ملکر بہت سے قلعے فتح کرلئے۔ اور سری پت کے کسی رشتہ دار کو اونہون نے پرتہی مدی یعنے وزیر اعظم مقرر کیا۔ بالاجی بہت شتابی سے سار مین آگیا۔ اور دہنا جی کو اوسنے دغا سے ۱۷۵۱ء مین قید کرلیا۔ مگر بائی وہ عجب ارکی عورت تہی کہ اوسکو وہ مطیع نہ کرسکا۔ باقی حال مفصل تیسرے حصہ مین دیکہو۔ ان مرہٹون کے ذکر سے ہماری تاریخ کے سلسلہ کو توڑ دیا۔ اور جن بادشاہون کی سلطنت کا ذکر کرتے تہے اوسے آگے زمانہ مین چلی گئے۔ مگر اسکے بغیر ہمکو کوئی اور چارہ بہی نہ تہا۔ ہندوستان کی سلطنت کے جب ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی تو اوسکا جدا جدا بیان کرنا چاہیے۔ اب ہم پہر دلی کی تاریخ کی طرف متوجہ ہوتے ہین ٭

دلی کا حال

۱۷۴۰ء سے ۱۷۵۴ء تک ہم دہلی کی سلطنت کا بیان کرچکے ہین۔ اب ۱۷۴۱ء سے پہر شروع کرتے ہین۔ اس سال مین یہہ واقعہ پیش آیا کہ قمرالدینخان وزیر کا بیٹا بدرالدینخان نادرشاہی مین مارا گیا۔ یا مفقود الخبر ہوگیا۔ ایک ستاویز اوسکی جائداد کی اولاد کے نام لکہکر وزیر عمدۃ الملک امیر خان کو دی کہ بادشاہ سے دستخط کرادے۔ اوسنے اسکا کچہہ خیال نہ کیا جب اس سبب سے وزیر اور صف جاہ دونو رنجیدہ خاطر ہوئے۔ پہر عمدۃ الملک نے ایک دن علانیہ بادشاہ سے ان تورانی امیرون کی نسبت کچہہ کہا تہا تو ان دونون نے سپاہ جمع کرکے بادشاہ سے کہا کہ ہمکو حج کو جانے کی اجازت دیجے۔ یا امیر خان

الہ آباد کی صوبہ داری پر بھیجوائے۔ اور یہہ کہکر شہر سے باہر اپنے خیمے روانگی کے واسطے جا ذئے۔ مگر بادشاہ فی اوسکی خاطر سے امیر خان کو الہ آباد کی صوبہ داری پر بھیجو دیا۔ اور معتمن الدولہ اسحق خان شوستری پایہ کا امیر تہا وہ اس سال مین مرگیا۔ اوسکی بیٹی کی شادی ابو المنصور خان صفدر جنگ سے کردی۔ اسی سال مین صف جاہ دلی سے دکن کو گیا۔ اور اپنے بڑے بیٹے غازی الدین خان کو یہان بادشاہ پاس چہوڑ گیا۔ اوسکی شادی قمر الدین خان کی بیٹی سے ہوگئی۔ اس ناتے رشتے کے سبب سے ان دونون تورانی امیرون مین اتحاد پیدا ہوا۔ اور اس اتفاق سے اونکے مخالفین کی سازشون کا بازار سرد ہوا۔

رہیلون کا عروج

یہی زمانہ رہیلون کی سرکشی کا ہے یہہ قوم افغانستان سے آکر ہندوستان مین بسی تہے۔ اور اس ملک کی پچہلے لڑائیون مین اونسے نام پیدا کیا تہا۔ اور آخر کو گنگا کے مشرقی ملکون مین اودہ سے لیکر پہاڑون تک اوسکا تسلط ہوگیا تہا۔ اصل اوسکی یہہ ہے کہ شہاب الدین رہیلہ کے دو بیٹے حسن خان اور شاہ عالم خان تہے حسن خان کا بیٹا دوندی خان تہا۔ عالم خان کا بیٹا حافظ الملک رحمت خان تہا۔ شہاب الدین خان کا ایک متبنیٰ داؤد خان تہا۔ وہ ہندوستان مین آیا جب اوسکو نوکری نہلی تو اونسے قزاقی کا پیشہ اختیار کیا۔ اور عالمگیر کے عہد مین اسطرح کچہہ اسباب امارت جمع کیا۔ اوسکے کچہہ والا دنہ تہی۔ ایک دن راہ مین ڈیڑہ برس کا لڑکا پڑا پایا۔ معلوم نہین وہ ہندو تہا یا مسلمان اوسکو لیکر پالا۔ اور علی محمد خان اوسکا نام رکہا جب وہ چودہ برس کا ہوا تو داؤد خان مرگیا۔ اوسکو اپنے مال اسباب کا وارث کرگیا۔ غرض چند روز بعد اس علی محمد خان کا غلغلہ شروع ہوا۔ اور پہاڑ سنگہ فوجدار بریلی کا ملازم ہوا۔ اوسکے سبب سے اوسکو عروج شروع ہوا۔ پہر وہ جنگلون مین چلا گیا بنی لگڈہ مین جاکر اونسے اپنا مسکن بنایا۔ نوبتخانہ ڈیوڑہی پر بجوایا۔ اپنے تئین نواب

مشہور کرایا جب کسی نے کہا کہ یہہ باتین کرنی بغیر حکم شاہی کے زیبا نہین - نواب نے یہہ جواب دیا کہ بادشاہ کے حکم کی ضرورت ملازمون اور نوکرون کو ہے - جو شخص خود شمشیر زنی سے ملک حاصل کرے اوان حکمون کی احتیاج نہین - غرض یہانتک اوسکا عروج ہوا کہ اوسکے آقا زادی حافظ الملک رحمت خان اور دوندی خان اوسکے ہان ملازم ہوئے جب اوسکی ان حرکات کی خبر محمد شاہ کو ہوئی - تو نواب وزیر الممالک قمر الدینخان کی طرف سے ہرنند فوجدار مراد آباد کے نام حکم آیا کہ علی محمد خان کی تنبیہ کرے - ان دونون مین لڑائی ہوئی - ہرنند لڑائی مین مارا گیا - رہیلون کو فتح حاصل ہوئی - اور بہت مال اسباب اونکے ہاتھہ آیا بادشاہ کا مدت سے ارادہ تہا کہ دریاے گنگ کے پار کے ملک کی سیر کرے - اسلئے وہ خود اس کشتی کے فرو کرنے کے بہانہ سے چلا - بہت سا لشکر اور توپخانہ ساتھہ لیا - علی محمد خان والی بادشاہ کی خبر سنکر ڈرا - مکرر سیکا ارادہ مصمم کرکے لڑائی کے لئی مستعد ہوا - کئی مہینہ تک بادشاہی لشکر کو جنگل مین حیران رکہا - آخر کو قمر الدینخان وزیر کو عرضی عفو تقصیر کے لئے لکہی - اوسپر بادشاہ نے اس شرط سے قصور معاف کیا کہ وہ شاہجہان آباد تک لشکر کے ساتھہ قیدیون کی طرح جاے - یہہ اوسنے قبول کرلیا - اور قیدیون کیطرح دلی مین گیا - وہان سے رہا ہوکر سرہند مین صوبہ مقرر ہوا - یہان حافظ الملک رحمت خان بہی اوس سے آن ملی - یہہ مہم ۱۱۵۶ھ ۱۷۴۳ء مین واقع ہوئی - رہیلون اور قمر الدینخان کی ملی بہگت تہی ٭

احمد شاہ درانی کا حملہ ہندوستان پر

جون ۱۷۴۷ء ۱۱۶۰ھ جمادی الثانی مین نادرشاہ اپنے ملازمون کے ہاتہہ ہی مارا گیا - احمد خان پہلے نادرشاہ کے ہان یساول تہا پہر میکہ باشی کے عہدہ پر سرافراز ہوا - غرض رفتہ رفتہ اوسنکے ہان ایک بڑی پایہ کا افسر ہوگیا جب وہ مرگیا تو خود غزنین اور قندہار پر متسلط ہوا - اور وہان اپنا خطبہ اور سکہ جاری کیا - نادر کے عہد مین ناصر خان صوبہ دار کابل تہا - شاہ ابدالی نے اوسکو بدستور اپنے عہدہ پر قائم رکہا - مگر پانچ سو سوار درانی اوسکے ساتھہ کئے کہ پانچ لاکہہ روپیہ ہی بہیجے - ناصر خان جب کابل مین آیا تو اپنے وعدہ سے پہر گیا شاہ درانی نے اوسکے مقابلہ کو فوج بہیجی وہ ہار کر بہاگا

جب وہ بطرح سلطنت ہندوستان کی سرحد پر آیا تو اوسنے پنجاب کا براحال دیکھا۔ یہان لاہور کی صوبداری
غازالدولہ زکریاخان کی مرنیکے بعد ۱۱۵۷ھ میں اوسکا بیٹا یحییٰ خان دارالسلطنت لاہور مین پہنچا۔ اور
اوسپر متصرف ہوا۔ بعد اوسکے شاہنواز خان دوسرا بیٹا لاہور مین پہنچا۔ اور باپکے ورثہ کا بھائی
سے طالب ہوا۔ تو دونون بھائیون مین لڑائی شروع ہوئی۔ بنجام یہہ ہوا کہ یحییٰ خان اور اوسکا بیٹا
قید ہوئی۔ مگر وہ قید سے چھوٹکر بادشاہ پاس چلے آئی۔ اور شاہنواز خان لاہور کا مالک ہوا۔ مرزا ادینہ بیگ
نے جو بڑا شیطان تہا شاہنواز خان کو یہہ سمجھایا کہ تم فقط قمرالدینخان کے بھانجے ہو۔ اور تمہارا بھائی
یحییٰ خان اوسکا داماد ہی ہے۔ اب وہ بادشاہ پاس گیا ہے ضرور بادشاہ وزیر کی کہنے سے سمجھینگے۔ بہتر ہے کہ
اسوقت شاہ ابدالی سے جو سرحد ہند پر موجود ہے آپ اتحاد و رفاقت پیدا کیجے۔ وہ یہی کہنے مین آگیا اور اوسنے
شاہ ابدالی کو لکہا کہ آپ بادشاہ اور مین وزیر۔ شاہ ابدالی یہہ خدا سے چاہتا تہا۔ اوسنے کہا بہت اچہا
اب ادینہ بیگ نے کیا کام کیا کہ قمرالدینخان کو لکہہ بہیجا کہ آپ کا بہانجا شاہ ابدالی سے ساز باز رکہتا ہے
اوسپر قمرالدینخان نے بہانجے کو لکہا کہ بیٹا آجتک ہماری ہان نمک حرامی نہین ہوئی۔ خبردار اس افغان
بادشاہ سے سازش نہ رکہنا۔ پانچون صوبے کشمیر لاہور ملتان کابل اوس نورچشم کے عمل مین
رہینگے۔ اب شاہنواز خان کو تقویت ہوئی۔ اور احمد شاہ سے نقض عہد کیا۔ ہن اثنا مین ناصرخان
بہی شکست کہاکر شاہنواز خان پاس آگیا تہا۔ اب احمد شاہ نے خط الیفا وعدہ کے لئے شاہنواز خان کو لکہا
تو اوسکا جواب الٹا ملا۔ تو وہ پشاور سے لاہور پر چڑہ آیا۔ جب وہ لاہور کے قریب آیا تو اس نظر سے
کہ زکریاخان کو بادشاہ نے لاہور کا صوبہ مقرر کیا تہا۔ اور شاہنواز خان اوسکا بیٹا تہا۔ اپنا چہوٹا
بیٹا شیخ عمر اوس پاس پہنچا اور پیغام دیا کہ اطاعت اختیار کرو۔ مگر اوسنے اس کے بیٹے کو قید کر لیا
اور لڑنیکے لئے سامنے آیا۔ مگر تہوڑی مقابلہ کے بعد اوس لشکر سے جو دلی سے محمد شاہ نے بہیجا تہا جا ملا۔
یہہ لشکر بڑی کروفر سے دلی سے چلا۔ مرزا احمد ولیعہد اوسکے سپہ سالار تہے قمرالدینخان وزیر اور صفدر جنگ

اور بڑے رتبہ کے امیر اوسکے ہمراہ تھے غرض احمد شاہ لاہور پر تصرف کرتا ہوا اور تمام دہات اور قصبات پر قبضہ کرتا ہوا ستلج کے کنارہ پر پہنچا۔ تو اوسنے ستلج کی پایاب اہون کو دیکھا کہ وہ پادشاہی سپاہ کے قبضہ مین ہین۔ اس درانی پادشاہ پاس بارہ ہزار سے زیادہ سپاہ نہ تھی۔ وہ یہہ سمجھتا تھا کہ سپاہ کی قوت اور قدرت کام مین آتی ہے اوسکی قلت اور کثرت کام نہین آتی۔ اون لوگون کو دیکھکر وہ اس قلیل لشکر کے ساتھہ دریا ستلج سے پرلی طرف ایسی جگہ سے اوترا کہ جہان دریا پایاب نہ تھا۔ تیرھوین ربیع الاول ۱۱۶۱ھ کو سرہند مین قبضہ کرلیا۔ یہان پہلے علی محمد خان روہیلہ صوبہ دار تھا۔ اسکو اس نظر سے کہ وہ اپنی ہم قومون سے نہ ملجائے اور جگہ بدل دیا تھا۔ وزیر قمرالدینخان نے یہان بہت کچھہ اپنی لشکر کا اسباب چھوڑا تھا۔ اور اوسکا لشکر آگے بڑھہ گیا تھا۔ اس سارے اسباب پر وہ قابض ہوا۔ اور کئی توپین اوسکے ہاتھہ لگین جو اون سے پہلے نہ تھین۔ غرض جب یہہ خبر بادشاہی لشکر کو پہنچی تو وہ لڑنیکے لئے الٹا پھرا۔ اسلئے شرقی فوج غربی اور غربی فوج شرقی بن گئی۔ درانی لشکر کی اس تیز دستی سے بادشاہی فوج ڈری ہوئی تھی۔ جب وہ سکا پاس آئی تو اپنے گرد خندق کھودی۔ اس سبب سے سواردن کے تھوڑے تھوڑے گروہون سے کچھہ کام نہین نکل سکتا تھا اگرچہ وزیر قمرالدینخان کی جان نمازپڑنے مین ایک گولے کے لگنے سے گئی۔ مگر دس روز تک احمد شاہ کا لشکر دلیرون کے دھرے اوڑاتا رہا۔ جب پچیسون دن ہوا تو درانیون کے سوارون نے سخت حملہ کیا اور خندق کو درہم برہم کرکے اندر گھس گئے۔ مگر شکست کھاکر بھاگے اور ربیع الاول ۱۱۶۱ھ مارچ ۱۷۴۸ء کو وہ اپنے اپنے گھر دنکو بھاگ گئے۔ اس لڑائی مین راجہ الیسری سنگھہ جے پور کا راجہ بھی تھا۔ مگر وہ بغیر لڑائی کے اپنے ملک کو بھاگ گیا۔ مرہٹون نے اوس کے ملک پر حملہ کیا تھا۔ ابوالمنصور صفدر جنگ نے توپخانہ سے خوب کام لیا۔ میر بخشی قمرالدینخان نے بڑی دادشجاعت دی۔ بادشاہ نے اوسکو باپ کی وصیت کے موافق معین الملک کا خطاب دیکر لاہور اور ملتان کی صوبہ داری پر روانہ کیا۔ اب شاہزادہ دہلی کو پھر چلا آتا تھا کہ

اوسکو باپ کے مرنکی خبر پہونچی۔ یہہ بادشاہ مرض سہال مین مبتلا ہوا۔ اپریل ۱۷۴۸ء کو ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ کو عالم بقا کو رحلت ہوا۔ بتیس ۳۲ سال سلطنت کرکے خاندان تیموریہ کو تباہی کے کنارہ پر پہنچادیا اور عیش و عشرت کو وہ سامان جدید ایجاد کرگیا کہ جنکی پیروی سے آج تک امیرون کا ستیاناس ہوتا ہے۔ جن فحش باتون کی تاریخ کی تلاش کیجائے وہ اسی بادشاہ پر ختم ہوجاتی ہین۔ لہو لعب کا میلا نوہ ایجاد کرنا نواب احمد علی شاہ کو چوگی جوگن کا میلا سوجھتا۔ اگر کوئی پوری خصلت اس زمانہ مین محمد شاہ کی سمجھی جائی تو واجد علی شاہ کو دیکھہ لے ✦

احمد شاہ کی سلطنت

احمد شاہ غرہ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء مین تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اوسکی سلطنت کا آغاز مبارک معلوم ہوتا تھا۔ اور یہہ معلوم ہوتا تھا کہ شاید کچھہ پہر سلطنت کے برے دن پھر جائے۔ وہ خود جوان بیس برس کا تھا۔ اوسکے دربار مین بڑے بڑے لائق ملکار تھے۔ آصف جاہ مرحوم نکو دکھن مین روکے ہوئے تھا۔ شمال حملون کا جو طوفان ابھی آیا تھا وہ بھی رفع دفع ہوگیا تھا۔ مگر تمام کام اور انتظام جو شخصی اور شخصی سلطنتون کے ہوتے ہین اونمین سخت عیب ہی ہوتا ہے۔ کارکنا اعتبار نہین ہوتا ایک مصیبت اس سلطنت پر یہہ پڑی کہ آصف جاہ اول ہی سال جلوس مین مرگیا۔ اول اوسے وزارت کی درخواست کی گئی۔ مگر جب اوسکے مرنکی خبر آئی تو ابو المنصور خان کو وزارت کا منصب ملا۔ عمدۃ الملک امیر الامراء برہان الملک کا خطاب عنایت ہوا۔ آصف جاہ کے چھہ بیٹے تھے۔ اول بیٹا میر محمد شاہ تھا جسکو لقب غازی الدین خان فیروز جنگ تھا۔ دوسرا بیٹا میر احمد جسکو لقب ناصر جنگ تھا وہ باپ کی جگہ قائم مقامی کرتا تھا۔ تیسرا میر محمد جسکا لقب صلابت جنگ تھا۔ چوتھا میر محمد شریف جسکا خطاب برہان الملک تھا۔ پانچوان نظام علی خان۔ چھٹا میر مغل ناصر الملک اوسکا لقب تھا۔ اول بیٹے کو بادشاہ نے مشرف دیوان خاص و بخشگری رسالہ الاشاہی کی مرحمت کی

احمد شاہ درانیوں کے حملہ سے ڈرا بیٹھا تھا اسلئے اوسنے ناصر جنگ کو سپاہ سمیت دکن سے واپس بلایا
مگر جب یہہ معلوم ہوگیا کہ احمد شاہ درانی اپنی شمالی مہمات مین مصروف ہے تو اس امداد کی کچھہ ضرورت
نہ رہی اسلئے اوسکو برہانپور سے اولٹے جانیکا حکم بھیجدیا۔ غرض سب ہلکارون اور سلطنت کا انتظام کرکے
بادشاہ عیش و عشرت شاہانہ مین مصروف ہوا۔ گویا اب بادشاہی کے یہی معنی ہوگئے تھے کہ ساری دن نوبتی کی
اور عورتون سے صحبت ہو۔ آٹھ دن طبلہ سارنگی کھڑکا کرے۔ ڈوم ڈھاریون اور گویون بچھیون کی
دھوم مچا کرے۔ اور دنیا سی خبر نہ ہو کہ کیا ہو رہا ہے۔ اس رنگین بادشاہ کی سلطنت کی بڑی سنگامے
یہی ہین کہ دوصوبے پنجاب اور روہیل کہنڈ کے لڑائیون کے خوف ہی رنگین ہو رہے ہے۔

روہیلون کی لڑائیان

وزیر الملک صفدر جنگ کے ہمسایہ مین روہیلے لگی ہوئے تھے اس ہمسائگی کے سبب سے اوسکے دل مین
اونکی طرف سے غبار اور غبار تھا جب علی محمد خان مرگیا تو اوسنے قائم خان پسر محمد خان بنگش کو
لکھا کہ اوسکے بیٹون سے ملک چھین لے۔ ان دونونکی لڑائی مین خواہ کوئی مارا جاے وزیر اپنی جیت جانتا
تھا۔ قائم خان ملک کی طمع مین آکر سعد اللہ خان پسر علی محمد خان پر لشکر چڑھا کر لیگیا۔ اور اوسکو
بدایون کی قلعہ مین جا گھیرا۔ ہر چند اوسنی عاجزی کی مگر اوسنے ایک نہ سنی۔ آخر کو مرتا کیا نہ کرتا۔ وہ قلعہ سے
لشکر لیکر نکلا۔ اور اوسنی قائم خان کو شکست دی اور اوسکی جان لی۔ جب یہہ واقعہ وقوع مین آیا تو
وزیر بادشاہ کو لڑائی پر آمادہ کرکے کوئل مین لایا اور خود فرخ آباد مین پہنچا۔ اور بیچارے قائم خان
مرحوم کی بیوہ اور بال بچون سے سارا ملک چھین کر اپنے قبضہ مین کرلیا۔ فقط فرخ آباد اور چند موضعات
اوسکی ماں اور بی بی کو دیدئے۔ باقی سب کچھہ ضبط کرلیا۔ بادشاہ اولٹا ۱۱۶۳ھ مین دلی مین چلا آیا۔ اور
وزیر یہان چند روز تک مقیم رہا۔ اور نول رائے کو اپنی نائب کو جو ملک اودہ مین تہا یہہ سارا نیا ملک لیا ہوا
اوسکے سپرد کیا۔ اس نائب نے فوج کو اپنا صدر مقام بنایا۔ قائم خان کا بھائی احمد خان صفدر جنگ کی

خدمت مین رہتا تہا جب اوسنے دیکہا کہ یون بہائی اور باپ کا ملک چہین گیا تو اوسنے وزیر کی رفاقت سے جدائی اختیار کرکے اپنی ملک پر قبضہ کرنے چلا گیا۔ اور رہیلونکو اپنی امداد کے لیے بلا لیا۔ اور اسی زمانہ مین رحمت خان اور دوندی خان نے بہی پاک فتح چکلہ مراد آباد مین حاصل کی تہی۔ اوسنے ۱۱۶۳ھ ۱۷۵۰ء مین نول رائے پر لشکر کشی کی۔ اوسکو شکست دی اور جان سے مار ڈالا۔ جب یہان یہ حال گذرا تو صفدر جنگ سوجہل جاٹ کو ساتہہ لیکر ان پٹہانون سے لڑنے آیا۔ مارہرہ پر دونون لشکرون مین مقابلہ ہوا صفدر جنگ زخمی ہوا اور شکست پائی۔ یہہ شکست پاکر جو دہلی مین گیا تو وزارت مین خلل پڑا۔ مگر اہلکارون کو رشوت دیکر لاکر پہر وزارت کی مسند کو پختہ کر لیا۔ بعد ان فتوحات کے احمد خان نے آودہ اور الہ آباد کو نائب صوبون سے خالی پایا تو اونکے لینے کا ارادہ کیا۔ اور بحساب فوج لیکر الہ آباد پر حملہ کیا۔ یہان صفدر جنگ کے رفقاء بقاء اللہ خان اور علی قلی نے قلعہ مین پناہ لی۔ اوسنے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ خلد آباد سے لیکر قلعہ تک سارے شہر مین آگ لگا دی اور لوٹ لیا۔ صرف دریا باد کو جسمین افغان رہتے تہے چہوڑ دیا۔ شیخ فضل اللہ آباد کے دائرہ کو بہی مقدس سمجہکر ہاتہہ نہین لگایا۔ پہر ۱۱۶۳ھ ۱۷۵۰ء مین بلگرام کے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ مگر چند آدمیون پر خیر گذری کہ وہان کچہہ روشناس احمد خان کے نکل آئے۔ غرض یہہ لوٹ مار ہو رہی تہی۔ احمد خان کی حکومت ابہی طرح ان صوبون مین نہین بیٹہی تہی کہ اب وزیر الملک نے دیکہا کہ اوسکی پریشانی اور خرابی کی کوئی حد باقی نہین رہی ہے۔ اور وہ رہیلون کے مقابلہ مین ضعیف و ناتوان ہے تو اوسنے اس بدنامی کے دہبہ کو اسطرح دہویا کہ وہ اور پہیل گیا یعنے اوس نے مرہٹون کو اپنی امداد پر مستعد کیا۔ ملہار راؤ ہلکر و رگھوجی آپا سیندہیا خلجی بالاجی نے ابہی مالوہ کو بہیجا تہا اعانت کی درخواست کی اور سورجمل جاٹ کو اپنے ہمراہ لیا۔ اور ان ہندوؤن کو بہت ملک اور دولت دینے کا وعدہ کیا۔ یہہ تینون سردار اوسکی درست بیٹہی۔ اول جمادی الثانی ۱۱۶۴ھ کو اوجین کو چ کیا۔ اول الذکر اور سعد آباد مین احمد خان کی طرف سے شاہ دل خان حاکم تہا۔ اوسکو شکست دی جب احمد خان نے

اس شکست کا حال سنا تو الہ آباد کی محاصرہ کو چھوڑ کر فرخ آباد مین آیا۔ اور دریا کے کنارہ پر حسین پور پہنچا یہان سعد اللہ خان رہیلہ بھی امداد کو آگیا۔ ۱۱۶۴ھ مین یہان لڑائی ہوئی۔ افغان بیچارے اکیلے اپنی دم سے تھے جانب مخالف مین۔ مرہٹے جاٹ وزیر کی فوج قدیم جدید۔ اسلئے دن بارہ ہزار افغان ماری گئے اور انکو شکست ہوئی۔ مگر احمد خان اور سعد اللہ خان زندہ نکل گئے۔ اور کوہ کمایون مین جاکر پناہ لی اب سرحد کوئل اور جالیسر سے لیکر کوہ ہمالیہ تک بہاڑیون تک مرہٹون کا قبضہ ہوگیا۔ اور انکو اجازت ہوگئی کہ وہ چوتھ وصول کرین۔ یہہ مرہٹے وہ ستمگر قوم تھے جس باغ مین قدم رکھتے اوسکو جنگل بناتے تھے جس آبادی مین بیٹھتے تھے اوسکو ویرانہ کہتے تھے غرض یہہ شاہ داور سرسبز ملک مرہٹون کی پامالی سے وزیر الممالک کا نامہ اعمال اعمال سے سیاہ ہوا۔ افغان بھی ان مرہٹون کے ہاتھ سے تنگ آئی۔ اور اونکی توسط سے وزیر سے صلح کی درخواست کی۔ مرہٹونکی عادت تھی کہ وہ کسی طرف کو بالکل غارت نکیا کرتے تھے دونون فریق کو قائم رکھکر اپنا مطلب حاصل کیا کرتے تھے غرض ان مرہٹون نے رہیلون کے وزیر سے صلح کرادی +

حاکم اجمیر کا شکست پانا

یہان یہہ فتح حاصل ہوئی وہان اجمیر کے صوبہ دار کو شکست ہوئی۔ فتح شکست کا فائدہ و نقصان سلطنت کو برابر ہوا۔ اجمیر کی شکست کی تفصیل یہہ ہے کہ سید صلابت خان ذوالفقار جنگ اجمیر اور اکبر آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ اسوقت جودہ پور کی ریاست کے لئے تخت سنگھ اور مہاراجہ سنگھ چچا بھتیجے لڑ رہے تھے تخت سنگھ پادشاہ پاس آیا۔ اور ذوالفقار جنگ سے ملا۔ صلاح یہہ ٹھہری کہ اکبر آباد اور اجمیر کے صوبون کے انتظام کیواسطے تخت سنگھ فوج لائے۔ اور ذوالفقار جنگ اوسکو جودہ پور کی ریاست دلائے تخت سنگھ تو ناگور مین لشکر لیکر گیا اور ذوالفقار جنگ جاٹون کے ملک پر متوجہ ہوا۔ نیم رانا پر حملہ کرکے اوسے فتح کرلیا۔ آگے نارنول مین شکست دیکر گیا۔ اور اول یہہ ارادہ کیا کہ اکبر آباد کا بندوبست جاٹون کو شکست دیکر کرون۔ چنانچہ اوسنے اول کو

اوسسے صلح کرلی تخت سنگھ جب سترہ اٹھارہ ہزار سپاہ لیکر آیا تو اوسنے جاٹوں کو ذوالفقار جنگ کے جیمے مین بیٹھا پایا۔ اتنے مین مہاراجہ سنگھ بہت سے راجپوت راجاؤن کو ساتھ لے اوسکے لیئے آیا۔ لڑائی ہوئی تخت سنگھ کے برخلاف مرضی کے ذوالفقار جنگ نے کام کئے۔ اسلئے شکست فاحش پائی۔ اور نادم اور پشیمان دلی مین آیا۔ یہان بادنگی میر الامرائی اور صوبہ داری چھن گئی۔ سپہ سالاری بڑا فرخندہ ہوکر بادشاہ کی جان کے درپے ہوئی ہے۔ کہ بادشاہ نے اون کو قید خانہ مین بھیجدیا +

احمد شاہ درانی کا حملہ

بہاڑیون کی سلطنت بگڑ رہی تھی۔ کہ یکایک یہہ خبر آئی کہ احمد شاہ درانی ہندوستان مین لاہور کے قریب آن پہونچا ہے۔ معین الملک ناظم صوبہ نے شہر سے نکل کر اوسکا مقابلہ کیا۔ چار مہینہ تک برابر لڑائیان ہوتی رہین۔ آخر ایک دن سخت لڑائی ہوئی۔ اوسنے بیگ اور کوڑا مل نے اعانت معین الملک کی۔ اسلئے اوسکو شکست ہوئی۔ اسوقت اوسکو یہہ خوف پیدا ہوا کہ وہ احمد شاہ درانی کی خدمت مین چلا گیا۔ اوسنے نہایت اعزاز و اکرام کیا۔ اب یہان سے بادشاہ کی خطوط متواتر صفدر جنگ کے بلانیکے لیئے جاتی تھے۔ اوسنے ملہار راؤ سے مدد خطیر کا وعدہ کیا۔ اور اپنے ساتھ لیکر دلی کی طرف چلا۔ اور یہہ سنکر کہ شاہ درانی کو شکست دیکر لاہور اور ملتان کا خود انتظام کرلے۔ ابھی یہہ دلی تک پہنچے نہ تھے کہ وہان جاوید خواجہ سرا نے جو بادشاہ کی منہ بہت لگا تھا۔ اور نواب بہادر کا خطاب بھی حاصل ہو گیا تھا۔ شاہ درانی کو صلح کا پیغام دیا۔ یہان بادشاہ نادر شاہ کا زمانہ دیکھے ہوئے بیٹھا ہوا تھا۔ ملتان اور لاہور کے دو صوبے دیکر صلح کرلی۔ اور غنیمت جانا کہ یہہ بلا تو ٹلی۔ احمد شاہ درانی یہہ دو صوبے معین الملک کو دیکر چلا گیا

صفدر جنگ کی ناراضی

زر خطیر کا

جب صفدر جنگ دلی مین آیا تو بہت متاسف خاطر ہوا۔ اور بادشاہ سے عرض کیا کہ مین ملہار اؤ کو جو

وعدہ کرکے یہان لایا ہون۔ اوسکو کس گھر سے روپیہ دون۔ امیرالامرا فیروز جنگ خلف صفدر جنگ
جو ناصر جنگ کے مرنے کے بعد کہن کی چھ صوبون کے لیے بادشاہ سے درخوست کرتا تہا۔ اور بادشاہ اون سے
بہاری نذرانہ مانگتا تہا۔ اوسنے کہا کہ اگر یہہ صوبے مجھے عنایت ہون تو مین ملہار راؤ کو اپنی ساتھہ
لیجاتا ہون۔ اور جو روپیہ ٹہہرا وہ دلادیتا ہون۔ یہہ درخوست منظور ہوگئی۔ اور ملہار راؤ دکہن کو
فیروز جنگ کے ساتھہ رخصت ہوا۔ اب زیرالملک کو اس خواجہ سرا کا بڑہنا بہی ناگوار خاطر تہا۔ اور اوسکے
سبب سے اوسکے عزت و اعتبار مین بہی فرق آگیا تہا۔ اوسنے ایک دن جاوید نواب بہادر کو دوستانہ اپنے
گہر ضیافت مین بلاکر مار ڈالا۔ اس خواجہ سرا کو بادشاہ دل و جان سے عزیز رکہتا تہا۔ صفدر جنگ کے اس
حرکت سے ظاہر اور باطن مین ناراض ہوگیا۔ اور اوسکے انتقام کے درپے ہوگیا۔

صفدر جنگ اور غازی الدین خان عماد الملک کا حال اور خاص دارالخلافہ کے فساد

جب فیروز جنگ ملہار راؤ کو لیکر دکن مین گیا تو وہ اپنے بیٹے شہاب الدین محمد خان کو نیابت میر بخشگری
پر چہوڑ گیا۔ فیروز جنگ جب اورنگ آباد مین پہنچا۔ تو بہائی اوسے لڑنیکے لیے آیا۔ مگر ہنوز لڑائی نہوئی
تہی کہ اجل کا حکمنامہ اوس پاس آ پہونچا۔ شہاب الدین محمد خان کو بابر کا سا حال ہا تہہ لگا۔ اگرچہ وہ
عمر مین سولہ برس کا تہا۔ مگر آفت روزگار تہا۔ وہ عیش و عشرت کی لذت سے ناآشنا تہا۔ ایام طفلی مین
لہو و لعب سے نفرت تہی۔ ارادہ بلند ہمت عالی کہتا تہا۔ اپنے ارادون کے پورا کرنے مین کسی بڑے
کام کے کرنے مین پرہیز نہ کرتا تہا۔ اور عجیب حکمت سے اوسکو پردہ اخفا مین چہپا رکہتا۔ قتل کرنا اور دغا
دینا اوسکی عادت مین داخل نہا۔ بڑے کاموں کے نتیجون کی پروا نہ کرتا۔ وہ اپنے لئے کرتا تہا اور دن کے لئے سوچتا
متفنی ایسا تہا کہ صفدر جنگ کو روز سلام کرنے جاتا جس روز اوسکا باپ فیروز جنگ دہلی سے گیا ہے
تو صفدر جنگ بہت خوش تہا مگر یہہ نہین جانتا کہ وہ اپنا لڑکا اوسکی جان کے لئے عذاب چہوڑے جاتا ہے

یہانتک اوسنے وزیر کو پہچانا کہ اوسنے بادشاہ کو ہان سے غازی الدینخان عماد الملک کا خطاب اوسکو دلا دیا۔ اور بیٹے سے زیادہ چاہنے لگا۔ اوسکی محل سرا تک میں وہ جانی لگا۔ صفدر جنگ پہلے جاوید خواجہ کو تو شہید کر چکے تہے۔ اب اوسکو یہہ لوگی کہ کسیطرح نظام الدولہ خانخانان کو جو قمر الدینخان وزیر کا داماد تہا۔ اور غازی الدینخان اوسکا بہانجا تہا پہکانی لگائے۔ اول اوسنے منافقانہ اتفاق پیدا کرنا چاہا مگر وہ اوسکے دم میں نہ آیا۔ ایک خواجہ سرا کے ہاتہہ صفدر جنگ نے بے قاعدہ عرضی بادشاہ کے محل میں بہیجی تہی۔ اس گستاخی پر بادشاہ ایسا خفا ہوا کہ اوسکے حکم سے بادشاہی آدمیوں نے قلعہ دار کو جو صفدر جنگ کی طرف سے تہا اور اوسکے آدمیونکو قلعہ سے باہر کر دیا۔ غرض اسمیں شہر کے اندر ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ ہزارون آدمی قلعہ کے گرد جمع ہو گئے۔ صفدر جنگ نے جب یہ کیفیت سنی کہ بات بگڑ گئی تو اوسنے عرضی بہیجی کہ مجہے صوبہ اودہ کے جانیکی لئے رخصت ملجائے۔ یہہ درخواست منظور ہوئی۔ وہ بادشاہ سے رخصت ہو کر دو تین روز تک شہر کے ادہر اودہر اس امید پر پہرتا رہا کہ شاید اب بہی بادشاہ بلا لے۔ مگر بادشاہ اوسسے دل سے ناراض تہا۔ اب ساری شہر کے اندر نظام الدولہ اور غازی الدینخان کا انتظام ہو گیا۔ اوسکے برجون پر مورچے لگ گئے۔ اور پرانے اور نئے نوکر جمع ہونے شروع ہوئے۔ صفدر جنگ نے جانا کہ دشمن میرا کام تمام کرنیمیں کوئی کسر باقی نہیں کہینگے اسلئے وہ بہی لڑائی کے لئے مستعد ہوا اور سورج مل جاٹ اور اندر گسائیں فوجدار بانی محال سہارنپور کو بلا لیا۔ اب طرفین سے مورچے قائم ہو گئے۔ لڑائی شروع ہوئی۔ غازی الدینخان نوجوان فتنہ انگیز نے ایران اور توران کا جہگڑا اور شیعہ اور سنیوں کے کی عداوت کا معاملہ پیش کر دیا۔ اور راجہ دیبی دت کو صفدر جنگ کے لشکر میں بہیجا کہ وہ رہیلوں کے امراء عظام سے ملکر اونکو اوسپر ابہارے۔ غرض یہہ جہگڑا ہو گیا ہی تہا کہ نجیب خان جو صفدر جنگ کے جماعۃ داروں میں تہا۔ اور دوندی خان رہیلہ کا داماد تہا۔ گہوڑے پر سوار ہوا اور اوسنے کہا کہ جس کسیکو اہل سنت و جماعت کا پاس ہو وہ میرے ساتہہ ہو لے اور جو میرے ساتہہ

متفق نہو وہ چلا جائے۔ یہہ کہنا تھا کہ ایک لشکر افغانون کا اوسکے ساتھہ ہو لیا۔ اور وہ بادشاہ کی خدمت مین چلا آیا۔ غازی الدینخان نے ہولکر کو اپنی امداد کے لئے بلایا۔ اونہون نے اپنے ہم مذہب جاٹون اور پرانے دوست صفدر جنگ پر حملہ کرنے مین کچھہ تامل نہ کیا غرض چھہ مہینہ تک یہ نہین جوتی پیزار چہری کٹار توپ بندوق دار الخلافہ کے اندر باہر ہوتی رہی۔ آخر کو مہاراجہ مادھوسنگھ کچھواہے بیچ مین پڑکر صلح کرائی صفدر جنگ مغلوب ہو گیا تھا۔ اوسنے فقط اس بات پر قناعت کی کہ اودہ اور الہ آباد کی صوبہ داری اوس پاس رہے۔

غازی الدینخان کی لڑائی جاٹون سے

جب صفدر جنگ چلا گیا تو خانخانان وزیر اور غازی الدین خان امیر الامرا امداد المہام سلطنت ہر ایک کو جب چاہا۔ ہر ایک ملکی اور مالی معاملہ کو اپنی طرف کھینچنا چاہتا تھا۔ باوجود قرابت اور اتفاق کے اونمین نفاق پیدا ہوا۔ ہر ایک نے اپنی رای اور مدعا کے موافق کام کیا۔ جاٹون نے صفدر جنگ کا ساتھہ دیا تھا۔ سپہ عماد الملک خار کھائے بیٹھا ہوا تھا۔ اسوقت ملہار راؤ سات ہزار لشکر اوسکے ساتھہ تھا۔ اسلئے اوسنے جاٹون سے لڑنیکا ارادہ کیا۔ خانخانان یہہ چاہتا تھا کہ سورجمل بالفعل پچاس لاکھہ روپیہ عفو تقصیر کے عوض پیش کش دیتا ہے اوسے لینا چاہئے۔ یہہ روپیہ لیکر سپاہ کی درستی مین صرف کرنا چاہئے جب استقلال خوب ہو جائے تو سال آئندہ مین جاٹونکا استیصال کرنا چاہئے عیش آرام کے سبب سے بادشاہ کو لیاقت ایسے امور مین فیصال کی ہی نہ تھی۔ عماد الملک نے جوانی کے گھمنڈ مین اور مرہٹون کی امداد اور بھروسہ پر سورجمل پر حملہ کیا۔ اور اوسکو قلعہ بھرت پور مین گھیر لیا اوسکے ملک پر قبضہ کر لیا۔ تین مہینہ مخاصمہ برقرار رہی قلعہ نہ فتح ہوا۔ اور ملہار راؤ کا بیٹا کہانڈی راؤ مارا گیا قلعہ کا بدون توپونکے تسخیر ہونا مشکل تھا۔ اسلئے عماد الملک نے عاقبت محمود خان کشمیری کو رسالہ سمین داغ کے ساتھہ شاہجہان آباد مین توپخانہ لینے کے لئے بھیجا۔ اور کہدیا کہ اگر یہہ کام آسانی سے ہو جائے

تو فہما ور نہ جسطرح ہو سکے عماد الملک کے التماس عاقبت محمود خان فی بادشاہ کی خدمت مین عرض کی
اور بہت اصرار کیا۔ خانخانان یہہ سوچا کہ اگر تو پخانہ گیا تو پھر واپس آئیگا۔ مرہٹون کو شکست ہو جائیگی
پھر معلوم نہین اعتماد الملک سنگدل جرحم مرہٹون کی ساتھ ہو کر کیا کیا خرابیان پہنچائیگا۔ اسلئے اوسنے
توپخانہ کی تہنیے مین توقف کیا۔ عاقبت محمود خان اسپر بگڑ بیٹہا اور اوسنے بادشاہ سے رخصت ہو کر
کی تنخواہ کا دعوی کیا۔ اور خود اوس سالہ مین قیدیون کی طرح ہو بیٹہا۔ اور سارے دن شہر مین ایک
غدر مچا دیا۔ بادشاہ کی دربار مین بہی کسی کو نہین جانے دیا۔ اور پانچ رسالہ وزیر کے گہر سے اپنی حفاظت
کے واسطے لاتا تہا کہ راہ مین وزیر کے آدمیون نے جہین لئے۔ غرض جامع مسجد کے نیچے لاٹہی لوٹنا توپ بند
ہونے لگی۔ آخر کو عاقبت محمود خان یہانسے ڈیرہ چلا گیا۔ اور وزیر کی جاگیر اور خالصہ سے جو کچہہ
کر سکا وصول کیا۔ انہین دنون مین عماد الملک نے نجیب خان بانگش محال سہارنپور مین بہیجا تہا۔ اوسنے
تمام محالات پر قبضہ کر لیا۔ وزیر کے سب عمال کو باہر کر دیا۔ اسپر وزیر خفا ہوا۔ اور بادشاہ کو لونی مین لایا
اور نجیب خان کی تنبیہ کیواسطے اوسکا لاوہ مصمم کرایا۔ اس اثنا مین نجیب خان نے اپنی عفو تقصیرات
کی عرایض بہیجین۔ اوسکا قصور معاف ہوا۔ بادشاہ فی بادلی محال سہارنپور اپنی طرف سے
اوسکو عنایت کیا۔ گجرات اور علاوہ جب سے مرہٹون کے قبضہ مین آگیا تہا تو وہ ہر سال اپنی سپاہ مین
اپنے ساتہہ لیکر ہندوستان کے ملک کو تاخت و تاراج کرتے تہے اور تمام راجپوتانہ کو لوٹ کر اونہون نے
برباد کر رکہا تہا۔ اسلئے خانخانان کا ارادہ ہوا کہ مرہٹونکی ترقی کو روکے۔ راجپوتانہ کی راجاؤن اور وزیر
نے ایک عہد نبایا۔ اور سب نے دستخط کئے۔ اور اوسکو سوجمل اور صفدر جنگ کے پاس بہیجا۔ اور لکہا کہ جب
بادشاہ کو دلی مین بہیجدو صفدر جنگ سے آکر ملے۔ اور وہان سب متفق ہو کر گرد ہمارے آئین تو سارے
راجپوت و جاٹ جمع ہون غرض اوسکو ہر بہیجکر سوجمل پاس روانہ کیا۔ اور عماد الملک کو لکہا کہ ہم
تیری امداد کے واسطے آتی ہین۔ جو نوشتہ جاٹون کو لکہا تہا وہ عماد الملک کے ہاتہہ پڑ گیا۔ اوسنے وہ خط اوسکو

بادشاہ کو بہت لعنت ملامت کرکے بھیجدیا۔ اور خود تو محاصرہ میں مصروف رہا۔ اور ملہار راؤ کو شاہ سے لڑنیکے لئے بھیجدیا۔

بادشاہ کا قید ہونا

اوسنے آتہی بادشاہی خیمہ پر گولے برسانے شروع کئے۔ سارا لشکر بادشاہ کا بھاگ گیا صرف تین سو آدمی ساتھ رہ گئے۔ بادشاہ اور وزیر بہت مصیبت کی میں پہنچے۔ بادشاہ قلعہ کے اندر گیا وزیر باہر خیمہ میں اوترا۔ سارا مال اسباب بادشاہی مرہٹوں کے ہاتھ آیا۔ دوسرے روز عماد الملک بھی محاصرہ چھوڑ کر چلا آیا۔ جو بادشاہ کا لشکر راہ میں ملا۔ اوسکی تشفی و تسلی کی۔ اور مہد علیا بیگم کا خیمہ بھیجے رہگیا تہا۔ اوسکے ساتھ وہ اور ملہار راؤ دہلی میں پہنچے۔ اجا نخانان اور اور امرا سے بادشاہ نے عماد الملک کے باب میں مشورہ کیا۔ سب نے عرض کیا کہ عماد الملک مرہٹوں کا مطیع ہوگیا ہے۔ اب اوسے خانہ زاد کی توقع عبث ہے۔ صلاح وقت تو یہی ہے کہ حکم صادر فرمایا جائے کہ خانہ زاد جسقدر ہیں وہ اپنا حق نمک ادا کریں۔ صفدر جنگ کو امداد کے واسطے لکھیے اور سورجمل کو اعانت کے لئے بلائیے۔ جاٹ رجپوت صفدر جنگ سب یہہ ملکر ضرور کمک کرینگے۔ لیکن غازی الدین خان تو راہ ہی میں سے لشکر کو آدمیوں کو دم دلاسا دیتا آتا تہا۔ سارے منصبداروں اور افسروں نے اوسنے سی انکار کردیا۔ اسپر بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ غازی الدین خان نمک خوردہ ہی وہ میرے ساتھ وفا نہیں کریگا۔ اب تم چند روز جبتک مرہٹے میں گہر بیٹھو۔ باہر نہ نکلو اگرچہ وزیر نے تین دفعہ بادشاہ سی کہا کہ حضور کی یہہ لڑائی خطا پر ہے۔ مگر بادشاہ نے وزیر کو تسلی آمیز جواب دیئے۔ وہ اپنا چار و ناچار وزیر اپنے گہر گیا۔ اور اپنی حفاظت کا سامان خوب جمع کیا۔ عماد الملک کی طرف عاقبت محمود خان بادشاہ کی وزیر بنے۔ اب اوسنے تمام امرا کو اپنی پاس جمع کیا۔ اور یہہ تقریر اوسکے سامنے بیان کی کہ اے امیرو سنو کہ یہہ احمد شاہ ہمارا بادشاہ کیسا نالائق ہے۔ اوسکے سبب سے سلطنت برباد ہوئی جاتی ہے۔ قیام سلطنت کا اسباب نظر نہیں آتا۔ نہ اوسمیں

ایسی جرأت اور ہمت تہی کہ وہ اپنے دشمنون سے یعنے مرہٹون سے لڑتا۔ نہ اوسمین اسقدر ہمت تہی کہ وہ اپنے دوستون کے ساتھ سچا ہوتا۔ اور وعدہ خلاف نہ ہوتا۔ غرض وہ نامرد کم ہمت جھوٹا تلون مزاج ہے۔ اسلئے بہتر ہی کہ کسی اور شاہزادہ کو بادشاہ بنائین۔ عماد الملک کے خوف کے مارے کس مین دم تہا کہ چون وچرا کرتا۔ سب نے تسلیم کیا۔ علماء ملائی اونہون نے فتوے لکھکر پیشانے پر حدیث اور آیتین قرآن کی لکھین۔ آگرہ سے یہہ تحریر کیا کہ بادشاہ سی ایسی افعال قبیح سرزد ہوئی ہین کہ خدا اور رسول کے حکم کے موافق وسکا معزول ہونا چاہیے۔ حاشیہ پر سبکی مہرین ہوگئین غرض دہم شعبان ۱۱۶۷ھ جولائی ۱۷۵۴ء کو تخت سی اوسکو اتار کر قید خانہ مین بٹہا دیا۔ اور آنکہو مین سلائی پہروا دی۔ اور سلطان عزیز الدین محمد محی الدین جہاندار شاہ کو تخت پر بٹہایا۔ اور اوسکا لقب عالمگیر ثانی رکہا۔ احمد شاہ نے چھ سال دس مہینہ سلطنت کی۔ افسوس ہے کہ اس بادشاہ کے عہد مین اکبر اور اورنگ زیب کی سلطنت قابل رحم ہوگئی۔ اگرچہ بادشاہ کے نام کی عزت سارے ہندوستان مین اب تک چلی جاتی تہی۔ مگر اوسکے قبضہ مین چند ضلعے دوآبہ کے اور کئی ایک ضلعے ستلج کے جنوب مین رہ گئے تہے۔ گجرات مرہٹون کی پامالی مین تہا۔ بنگال بہار اڑیسہ علی وردی خان کے جانشینون کے تصرف مین تہا۔ اودہ مین صفدر جنگ کا ڈنکہ بجتا تہا۔ وسط دوآب مین بنگش حکمرانی کرتے تہے۔ اور وہ اضلاع جنکو اب روہیل کہنڈ کہتے ہین روہیلون پاس تہا۔ پنجاب احمد شاہ درانی کو حوالہ ہوا تہا۔ باقی ساری ہندوستان مین ہندو مستولی تہے۔ صرف ستانکر اور کہن کا اونکے ہاتہون سے بچا ہوا تہا جنمین نظام کی اولاد اور جگہ بہی تہی میدان سلطنت مین کچہہ کچہہ انگریزی سوداگر بہی پیر جماتے جاتے تہے۔ بادشاہ کا حال ایسا ہوگیا تہا جیسا پتہر کاٹ کے بتون کا ہوتا ہے خواہ اپنی جگہ پر رکہہ کر اونکی پرستش کی۔ خواہ توڑ پہوڑ کر پیرون کے تلے ملا +

عالمگیر ثانی کی سلطنت کا بیان

عالمگیر ثانی بنیا پادشاہ ہوا غازی الدین خان اوسکا نیا وزیر ہوا۔ احمد شاہ کی طرف سے عاقبت محمود خان نے
یہہ جعلی رقعہ خانخان نظام الدولہ کے نام لکھا۔ کہ مجھے اس قید سے چھڑاؤ۔ اور راجپوتانہ مین پہنچاؤ۔ اسی
رقعہ کو پکڑکر بادشاہ کو بڑی بے عزتی کے ساتھہ اندھا کیا۔ اور جب صاحب زمانی اپنی بیٹے کی رہائی کے
درپے ہوئی تو اوسکی آنکھون کو بھی بے نور کرکے نور چشم کے ساتھہ قید کیا۔ خانخانان کو بھی جو خیر خواہ
ملازم وزیر کا تھا اوسکو بھی ٹھکانے لگایا ۱۱۶۷ھ مین صفدر جنگ نے بھی انتقال کیا۔ شجاع الدولہ اسے
باپ کا جانشین ہوا۔ یہہ کھٹکا بھی وزیر کے سر سے گیا۔ اب اونھون نے دل کھول کر اپنی اختیار اور اقتدار
کو بڑہایا۔ بادشاہ کسی بات مین کچھہ دخل دیتا تھا۔ نام کا بادشاہ تھا۔ پہلے تمکو یاد ہوگا کہ سالار جنگ
کو کیسا گستاخ اور با اقتدار صفدر جنگ اور جاٹون سے لڑنیکے لئے خود وزیر نے کہا تھا۔ اب وہ بھی
اپنے وزیر صاحب سے مطالبہ تنخواہ کا کیا۔ اونکو وزیر نے تمام محالات خالصہ پرگنہ پانی پت اور
رہتک وغیرہما اونکی تنخواہ مین دیدیے۔ وہ تین چار مہینہ تک یہان کی رعایا سے روپیہ وصول کرکے
مزہ اوڑاتے رہے۔ مگر وزیر نے بھی محالات قطب شاہ رسالہ کو دیدیے۔ اب ان دونون مین لڑائیان
شروع ہوئین۔ قطب شاہ کو آخر فتح حاصل ہوئی۔ اب وزیر نے لاہور لینے کی قصد سے کوچ کیا تھا
پانی پت مین پہنچا تھا کہ ان سین داغ کے سوار نے وزیر کو گرفتار کرلیا۔ اور اوسکو پیادہ پا
پانی پت کے کوچون مین سے گھسیٹتے ہوئے اپنے گھر مین لے گئے۔ وزیر صاحب کی ستار کہین تھی اور
ازار کہین۔ اس بے حال پر بھی زبان گالیان دینے سے بند نہین کی۔ وہ کہتا تھا کہ اے
قزلباشو اگر تمکو مجھے مارنا ہے تو مار ڈالو نہین تم سب مارے جاؤگے۔ اور اگر مارنا منظور نہین ہے تو
یہہ بدنہادی کیا ہے۔ غرض زندگی باقی تھی کہ بادشاہ کا پیغام اون پاس آیا کہ وزیر کو چھوڑ دو
اور اپنی تنخواہ آنکر لیجاؤ۔ اسوقت بادشاہ کی گرد سوار اور بار اس نیت سے اکھٹا تھا کہ وزیر کہین ٹھکانے
لگے مگر جسکو خدا رکھے اوسی کون چکھے۔ باغیون کے افسرون نے وزیر کو ہاتھی پر بٹھایا اور

دستار اور لباس درست کرکے چھوڑ دیا۔ جون ہی وہ اپنے خیمہ مین پہنچا اوسنے اپنی سپاہیونکو حکم دیدیا کہ رسالہ سین داغ کے سوارون کو جہان پاؤ وہان قتل کرو۔ تہوڑے سے عرصہ مین سب اسباب و جان و مال اونکا برباد گیا۔ بادشاہ، دلگیر ہوکر دلی مین چلا آیا۔ اور گوشہ نشینی اور عزلت گزینی جو بادشاہ کی لئے سب گناہون سے بدتر ہی اختیار کی۔

غازی الدینخان کی مہم لاہور پر

تمکو یہہ یاد ہوگا کہ جسوقت ملتان اور لاہور کے صوبے شاہ ابدالی کی ہاتھہ آئے تہی تو اوسنے اوسکے پہلے صوبہ دار معین الملک پسر قمرالدینخان کو دیدئے تہی۔ اب یہہ خیال کرنی کی بات ہے کہ لوگون کے دلونمین اس بادشاہی ملازم کا کیا ادب اور لحاظ ہوگا کہ اوسکو اس نئے بادشاہ نے یہہ صوبے دیدئے اور اسپر مزید یہہ ہے کہ جب وہ اتفاقاً گہوڑی پر سے گر کر مرگیا۔ تو اوسکے کم عمر بیٹے میر مومن کو صوبہ داری عنایت کی۔ اور مہمات ملکی کا اختیار اوسکے ماں کے سپرد کردیا۔ مومن خان کا ہی انتقال ہوگیا۔ تو خواجہ سرا مادر معین الملک کے صوبہ دار مقرر کیا پہر کاری خان رستم جنگ کو مدار المہام مقرر کیا مگر اوسکو ایک دن معین الملک کی بیگم نے بلاکر نوکرونکے ہاتھہ سولی دیدی۔ خفیہ خفیہ مرزا اودنیہ بیگ نے اپنی نام نائب صوبہ داری کی سند شاہ ابدالی سے منگالی۔ مرزا اودنیہ بیگ جو انمرد اور فطرتی تہا۔ اور اس ملک کی حکومت مین اوسکو بڑا تجربہ حاصل تہا۔ عماد الملک کی رگ بے مین شرارت کوٹ کوٹ کر بہری تہی۔ اوسنے یہہ ایک فساد کہڑا کیا کہ شہزادہ عالی کو اور شاہزادہ ولیعہد کو لیکر لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ اور ہانسی حصار کی راہی لدہیانہ مین پہنچا۔ اور مرزا اودنیہ بیگ کو اپنے ساتہہ ملالیا۔ اور یہان سے سید جمیل الدینخان کے ساتہہ سپاہ روانہ کی۔ اور معین الملک کی بی بی یعنی اپنی ممانی کو خط لکہا کہ وہ اپنی لڑکی کو جسے اوسکی نسبت ٹہہری تہی بہیجدے۔ اس بیچاری نے مع جہیز کے اپنی لڑکی کو بہیجدیا۔ بعد اوسکے مرزا اودنیہ بیگ اور اپنی فوجون کی

فوج بھیجکر لاہور سے اپنی ساس کو جو بیچاری بیخبر پڑی سوتی تھی پکڑ منگایا۔ اور جب لدھیانہ
مین آئی تو عذر معذرت پیش کی۔ اور لاہور اور ملتان کی صوبہداری تیس لاکھ روپیہ پیشکش لیکر
مرزا مغل بیگ کو دیدی۔ اور دلی کو واپس چلا آیا۔ سارے رستہ اوسکی ساس یہہ کہتی چلی آئی کہ یہ کام
اچھا نہین کیا۔ اوسکا برا انجام دیکھوگے کیا ہوتا ہی۔ شاہ ابدالی جسکا نام ہی وہ جب یہہ سنیگا تو دلی
کی اینٹ سے اینٹ بجا دیگا۔

احمد شاہ ابدالی کا شاہجہان آباد مین آنا

جب عماد الملک کی اس حرکت کو شاہ ابدالی نے سنا تو ظاہر تہا کہ وہ اوس ملک مین جسکو وہ اپنا
سمجھتا تہا کب ایسی مداخلت بیجا کی برداشت کرسکتا تہا بیقرار ہوکر باشندہ کوب قندہار سے اٹھا
پہونچا۔ مرزا مغل بیگ اوسکے مقابلہ مین نہ ٹہہر سکا۔ ہانسی حصار مین جہان پانی کم ملتا ہی چلا گیا
یہہ بادشاہ کوچ بکوچ پٹیالہ مین پہنچا۔ اپنے زیر بخیب خان کو ساتہہ لیکر لڑنیکے لئے دلی سے چلا۔
مگر اوسکو اپنا اصل حال معلوم نہ تہا۔ کہ اوسکے درشت مزاجی اور بیباکی اور سفاکی نے لوگون کے
دلون کو اوسکی طرف سے کیسا برگشتہ کر رکہا ہے۔ جب سنے دیکہا کہ نجیب خان کے ساتہہ بہت سپاہ
دشمن کے لشکر مین چلی گئی۔ اور وہان اوسکی مدارات مہمانون کی سی ہو رہی ہے تو اوسکو اپنی
حقیقت کہلی۔ اور سنبہلنے اپنی تئین بڑی لیاقت سے بچایا۔ اب کوئی چارہ سوا تابعداری کے اوسکو نہ تہا
اول ساس ہی سے دوڑ آگیا۔ اور اوسی سفارش کرائی۔ اور پہر شاہ ابدالی کے وزیر ولی خان کو خوشامد
سے اپنی ساس بنا لیا۔ غرض ان حکمتون سے اپنی قصور معاف کرائی۔ اور وزارت بہی قائم رکہی۔ اور اس
سیدہے سادہ سپاہی بادشاہ کو پرچا کر اپنا اختیار اور اقتدار پہلے سے بہی بڑہا لیا۔ اب احمد شاہ ۱۱۷۱ھ
مین شاہجہان آباد مین آیا۔ اور بادشاہ سے ملاقات کی اور بادشاہانہ اختیارات اپنے ہاتہہ مین لئے
اب اس مہم کا خرچ یون وصول کرنا شروع کیا کہ عماد الملک وزیر کو حکم دیا کہ دوآبہ سے خراج وصول کرے

اور اپنے ایک بڑے سردار خان جہان کو بھیجا کہ وہ جاٹوں سے جاکر خراج تحصیل کرے۔ اور شہر سے خود ارادہ روپیہ وصول کرنیکا کیا۔ ان تینوں کاموں میں سے کام عماد الملک نے خوب انجام دیا۔ اوس نے جان نثار خان درانیوں کے ایک سردار کو اور شاہزادہ ہدایت بخش بن عالمگیر ثانی اور مرزا بابر کو ہمراہ لیا۔ اور دریاے جمن ہی پار اوترا۔ اور سیدھا فرخ آباد پہنچا۔ یہاں احمد خان بنگش نے مال اسباب بہت کچھ شاہزادوں اور وزیر کے پیشکش کیا۔ اور لشکر جمع کرکے اونکے ہمراہ گیا۔ اب وہ دریاے گنگ سے پار اوترا۔ اور شجاع الدولہ سے نذرانہ طلب کیا۔ وہ لڑنیکے لئے مستعد ہوا۔ سانڈی مارے پر لشکر لیکر لڑنے آیا۔ اور کچھ لڑائی ہوئی۔ مگر سعد اللہ خان بیلے کی مدت سے پانچ لاکھ روپیہ پر فیصلہ ہوگیا اور شوال ۱۱۷۰ھ میں عماد الملک بہت نذرانہ لیکر فرخ آباد میں آگیا۔ اور شاہ ابدالی کی حرکت کا منتظر رہا۔ اب وسرا کام جاٹوں سے خراج لینا آسان نہ تھا۔ اونہوں نے قلعہ بھرتپور میں پناہ پکڑ افغانوں سے لڑنا شروع کیا اور افغانوں کی رسد و ربرداری کو بھی کئی دفعہ لوٹ لیا۔ آگرہ کے بادشاہی قلعہ دار مرزا سیف الدین نے بھی قلعہ سے ایسی گولی برسائی کہ خانجہان اوسکے پاس پہنچنے نپائی۔ آخر کو اونہوں نے کئی لاکھ روپیہ نذرانہ کی دیکر اس بلا کو بھی ٹالا۔ جب جاٹوں پر کامیاب نہ ہوئی اور آگرہ کے قلعہ کو لے نہ سکی تو اس اپنی جلن کو یوں ٹھنڈا کیا۔ کہ بیچارے غریب شہر متھرا پر جہاں ایک میلا تھا دفعتاً آن پڑی۔ سارے شہر کو خوب لوٹا۔ اور عورت بچوں تک پر ہاتھ دراز کیا۔ اب تیسرا کام دلی کے لوٹنے کا تھا جسکو بادشاہ نے خاص اپنی ذات کے لئے رکھا تھا۔ ایسا لوٹا کہ نادر گردی کو بھی بھلا دیا۔ گو احمد شاہ اپنے مزاج اور طبیعت سے نادر شاہ کی مانند سفاک اور بیرحم نہ تھا۔ مگر اوسکے ساتھ سپاہ نادر کی سپاہ سے زیادہ اجڈ اور وحشی تھی۔ وہ اوسکے کہنے میں نہ تھی۔ ۱۱ ستمبر ۱۷۵۷ء کو وہ داخل ہوا اور دو مہینہ تک برابر لوٹتا رہا۔ بڑے بڑے امیروں کے گھر میں جھاڑو کا تنکا نہ چھوڑا۔ اتفاق کی بات ہے کہ سو برس بعد اسی مہینہ میں انگریزی سپاہ نے بیطرح اپنا انتقام اس شہر سے لیا۔ یہہ کام سب تمام کرکے شاہ درانی تو شہر کی چھاؤنی میں

اور وہان سلطنت کے حصے کرکے اپنی مرضی کے موافق امرا مین تقسیم کئے - اتنے مین گرمی ایسی پڑنے
لگی کہ اوسکے لشکر مین سے ہزارون مرنے لگے - اور اوسکے وطن ہی مین کوئی بری خبر آئی - اور اب لوٹنے کے لئے
بھی کچھہ یہان نہ بچا تہا - غرض شوال ۱۱۷۵ھ جون ۱۷۶۲ء مین اپنے ملک کو چلا گیا - اور نجیب خان روہیلہ کو بادشاہ
کا امیر الامرا مقرر کر گیا - (اس امیر کا نام نجیب الدولہ لکہا جائیگا) اور جانیسے پیشتر اوسنے اپنی شادی
محمد شاہ کی بیٹی سے جو تہایت خوبصورت تہی کی - پہلی اس شاہزادی سے شادی کرنیکا ارادہ خود عالمگیر
ثانی کا تہا - اور اپنے بیٹے تیمور شاہ کی بہی شادی بادشاہ کی بہتیجی سے کی - اور اسی شاہزادہ کو
لاہور ملتان ٹہٹہہ کا ناظم مقرر کیا - اور خانجہان کو اوسکا سپہ سالار مقرر کیا - اور خود اپنی سپاہ عظیم لیکر
قندہار چلا گیا -

وزیر کا دلی آنا اور مرہٹونکو ساتہہ لانا

جسوقت احمد شاہ ابدالی دلی سے روانہ ہوا تو غازی الدینخان فرخ آباد مین تہا اوسنے نجیب الدولہ کی
مخالفت کے سبب سے احمد بنگش کو امیر الامرا مقرر کیا - اور شاہجہان آباد کی طرف چلا - مگر وہ جانتا تہا
کہ نجیب الدولہ کو معطل ٹہہرانا کچھہ اکیلی کا کام نہین ہے - آجکل مرہٹون کے اقبال کا ستارہ چمک رہا تہا -
اسلئے اوسنے رگہناتہہ راؤ اور ملہار راؤ ملکر کو دکہن ہی بلایا - اور شاہجہان آباد کا محاصرہ کیا - عالمگیر
ثانی اور نجیب الدولہ محصور ہو گئے - ستائیس روز تک لڑائی توپ گولہ سی ہوتی رہی - آخر ملکر کو
بہت سی رشوت بادشاہ نے دی - جب محاصرہ سے نجات ہوئی - عماد الملک نے بہت آسانی سے نجیب الدولہ کو
شہر سے نکالدیا - وہ اپنی جاگیر مین جو سہارنپور چاندپور ندینہ وغیرہ مین تہی چلا گیا - اور اوسنے باقی
افسرون کو بہی جو بادشاہ کی طرفدار تہے نظر بند کیا - اور ولیعہد کو بہی اپنے قابو مین لانا چاہا

شاہزادہ عالی گوہر ولیعہد کا حال

عالی گوہر عالمگیر ثانی کا بڑا بیٹا تہا - اور وہی ولیعہد تہا - ابہی شاہ ابدالی کی بعد عماد الملک دلی مین

نہین آیا تہا کہ اوسکے خوف کے ماری ولیعہد محالات جھجر و ہانسی وحصار وغیرہ جاگیر مین دیکر بادشاہ نے رخصت کر دیا تہا۔ اور فوج دیکر اوسے کہدیا تہا کہ جتنے ملک تم سے قبضہ ہو سکے قبضہ کرو جب عماد الملک دلی مین آیا تو اوسنے بادشاہ کو مجبور کیا کہ ولیعہد بلائے سیف الدین محمد خان کشمیری دس ہزار سوارون کے ساتہہ بہیجا کہ جسطرح ہو سکے شہزادہ کو لے آئی۔ ناچار شاہزادہ دلی مین آیا۔ اور عماد الملک نے چاہا کہ وہ قلعہ مین جائے۔ مگر وہ نہ گیا۔ علی مرزا خان کی حویلی مین جو جمنا کے کنارہ پر تہی فروکش ہوا۔ اب اس شہزادہ کی عمر سینتیس برس کی تہی۔ ابہی محل کے مزے نہین اوہ اٹہائے تہے۔ اسلئے اوسمین ساری صفتین فیاضی کی موجود تہین جو اس خاندان کے ساتہہ مخصوص ہین۔ اب وزیر نے اس شاہزادہ کو حکم دیا کہ اپنے آدمیونکو موقوف کر دیا اونکو اپنی جاگیر پر بہیجو۔ خزانہ مین روپیہ اونکی تنخواہ دینے کے واسطے نہین ہے۔ اسطرح سے اوسکی سپاہ اور آدمیون کو پراگندہ کیا۔ پہر امکین اوسکی حویلی کا محاصرہ کر لیا۔ اور یہہ ارادہ کہ اوس کو سلیم گڈہ کی قلعہ مین قید کرے۔ شہزادہ نے یہہ ارادہ دیکہہ کر اپنے رفقا راجہ رام ناتہہ اور میر جعفر اور سید علی اعظم خان سے مشورہ کیا۔ سب نے بالاتفاق یہہ کہا کہ جسطرح سی ہو سکے دشمنونکو چیر پہاڑ کر اس محاصرہ سے نکلجاؤ۔ دوسرے روز بہت سویرے وہ گہوڑون پر چپ چاپ سوار ہوئے۔ اب کچہہ اور مہلت انہین نہ ملی جو سپاہ محاصرہ کئے پڑے تہی اوسنے دیوارون کو توڑ گہوڑونپر چڑہ بندوقین مارنی شروع کین۔ اور دروازہ کا خوب بندوبست کر لیا۔ مگر اتفاق سی دریا کی طرف ایک دیوار ٹوٹی ہوئی تہی اوسپر سے شاہزادہ اور اوسکے چند رفیقون نے گہوڑی کو دا کر دریا مین ڈالدئے۔ اور فقط تین تنہا جوانمرد سید علی اعظم خان دشمنون کے روکنے کے لئے کہڑے ہو گیا۔ اور دشمنون سے لڑتا رہا جب تک کہ شاہزادہ دور نہ نکل گیا۔ اس وفادار نے جانثاری کی جان گئی۔ مگر شاہزادہ مجنون کے ٹیلہ تک پہنچ گیا۔ یہان ایک مرہٹہ راجہ کا لشکر اوترا ہوا تہا۔ اوسنے شاہزادہ کو دیکہکر بڑی آؤبہگت کی۔ اور ایک خیمہ مین اوترا۔ اور فرخ نگر پہنچا دیا۔

یہان موسیٰ خان بلوچ لشکر بنگار خان نے کئی ہزار روپیہ پیشکش کیے۔ یہہ مرہٹہ سردار تو علیحدہ ہوگیا اور شاہزادہ سہارنپور مین نجیب الدولہ کے پاس پہنچ گیا۔ آٹھ مہینہ تک وہ یہان رہا۔ اس زمانہ مین ملک بنگالہ مین انقلاب عظیم برپا تہا۔ اور میر جعفر انگریزون کی حمایت سے اوسپر مسلط ہوگیا تہا۔ اسلئے نجیب الدولہ نے شاہزادہ کو سمجہایا کہ آپ بنگالہ جائیے (اب آگے کا حال پہر لکہا جائیگا)۔

رگہوناتہہ کا قبضہ ملک پنجاب پر

ابہی ہم لکہہ چکے ہین کہ ۱۱۷۰ھ مین احمد شاہ ابدالی اور روہیلہ کو لوٹ کر اپنے ملک کو گیا۔ تیمور شاہ ناظم اور خان جہان کو نائب مقرر کر گیا۔ خان جہان نے ادینہ بیگ کو جسکی دغابازی مکاری اور بیوفائی اور بیایمانی کا حال پڑہ چکے ہو۔ اپنا نائب کرکے دوآبہ جلندہر مین اوسے مقرر کیا۔ تہوڑے دنون کے بعد جو ادینہ بیگ کو بلایا تو وہ نہ آیا۔ اور پہاڑون مین بہاگ گیا۔ جہان خان نے مرادخان کو دوآبہ مین اوسکی جگہ مقرر کیا۔ ادینہ بیگ نے سکہون کو سکہا پڑہا کر اپنی طرف کر لیا۔ اور مرادخان سے لڑنیکے لئے دوآبہ مین بہیجدیا۔ وہ اونکے مقابلہ مین نہ ٹہہر سکا۔ لاہور مین جہان خان یہ خبر سنکر چلا آیا۔ سکہون نے دوآبہ کو خوب لوٹا مارا۔ مگر ادینہ بیگ کو جب یہہ معلوم ہوا کہ نرے سکہون کی اعانت سے کام نہین بنے گا۔ تو اونسے رگہناتہہ اور شمشیر بہادر کو متواتر خط بہیجکر بلایا۔ مرہٹے ایسی تاک مین تہے ہی کہ اسکی راہ تکا ہی کرتے تہے۔ شعبان ۱۱۷۱ھ مئی ۱۷۵۸ء مین دونون پنجاب کی طرف روانہ ہوئے۔ اول سرہند مین عبدالصمد خان جو درانیون کی طرف سے حاکم تہا۔ لڑکر مارا۔ اور لاہور اور سارے پنجاب پر قبضہ کر لیا۔ درانیون پاس جماعت کم تہی۔ وہ مرہٹون کے آگے سے پیچہے ہٹتے ہٹتے اٹک پار اتر گئے۔ اتنے مین برسات آگئی۔ مرہٹون نے لاہور کا صوبہ ادینہ بیگ کو دلایا۔ اور پچہتر لاکہہ روپیہ نذرانہ سالانہ ٹہہرالیا۔ اور رگہناتہہ اور شمشیر بہادر دکن کو چلے گئے۔ اور جنکوجی کو یہان راجپوتانہ سے لڑنیکے لئے دہلی مین چہوڑ گئے۔ ادینہ بیگ ۱۱۷۲ھ ۱۷۵۹ء مین مرگیا۔ جنکوجی نے سرہند کی فوجداری

ادینہ بیگ کو دوست صدیق بیگ خان کو اور دوآبہ مین اوسکی بی بی کو اور لاہور کی صوبہ داری پر سابا مرہٹہ کو مقرر کیا۔

مرہٹون کا ارادہ کل ہندوستان فتح کرنے کا مسلمانون کا متفق ہوکر اونکا مقابلہ کرنا

صفدر جنگ نے پہلے مرہٹون کو بلا کر دوآبہ مین دخل لادیا تہا۔ اب دتاجی سیندہیا نے ۱۷۵۸ء مین دکن سی آکر یہہ ارادہ کیا کہ سارا ہندوستان خاص فتح کرلے۔ غازی الدینخان اوسکے ساتھہ اس کام کا محرک ہوا۔ اور شریک ہا پنجاب پر قبضہ ہوہی گیا تہا۔ روہیل کہنڈ اور اودہ باقی تہا۔ ایک سال تو ممالک قدیمہ کے انتظام مین اوسنے صرف کیا۔ اور پھر روہیل کہنڈ کی فتح کرنیکے ارادہ سی وہ جمنا پار اترا۔ اور نجیب الدولہ پر حملہ کیا۔ وہ مرہٹون کے سامنے نہ ٹہہر سکا۔ گنگا کی کنارہ پر سکرتال مین مقیم ہوا۔ یہان برسات کی چار مہینون مین برابر توپ گولہ مرہٹون سے چلتا رہا۔ سعد اللہ خان و حافظ الملک رحمت خان اور دوندی خان سب نے نجیب الدولہ کی اعانت کا قصد کر لیا تہا۔ ان سب سے ملکر شجاع الدولہ کو لکہا کہ مرہٹے دوآبہ مین موجود ہین۔ برسات کے منتظر ہین جسوقت دریا کا پانی اوترگیا تو اوہ ہماری ملک مین اوترینگے۔ اور ہم کو خون سے تر بتر کرینگے۔ پھر ملک اودہ پر پانی پھیرینگے اسلئے رسد کی تدبیر کچھہ پہلے سی کرنی چاہئے۔ شجاع الدولہ پہلے ہی سمجھہ گیا تہا کہ نجیب الدولہ کی اعانت مین سستی و تساہل کرنا اپنا نقصان کرنا ہی۔ اوسنے پہلی سب دشمنون کو بہلا دیا۔ لکھنؤ سی شدت کی برسات مین لشکر لیکر شاہ آباد مین شوال ۱۱۷۲ھ ۱۷۵۹ء مین پہنچا۔ اور گنگا کی طغیانی کے سبب سکرتال مین نہ پہنچ سکا جسوقت دریاؤن کے پانی اوترے۔ دتاجی سیندہیا کو بندرام بندیلہ کو بیس ہزار لشکر کے ساتھہ دریا کے پار روہیل کہنڈ مین غدر مچانیکے واسطی بہیجدیا۔ اوسنے تمام چاندپور بدایون اور پرگنون کو خراب کیا اور رام گنگا سے پار اوتر کر امروہہ تک ملک کو لوٹ لیا۔

پٹھان اوسکا مقابلہ نکر سکے اسلیے پہاڑونکی طرف بھاگ گئے شجاع الدولہ اس خبر کو سنتے ہی سکر تال
مین جہان نجیب الدولہ محصور تہا پہنچا۔ یہان چاروطرف سے گوبند رام فلیسا سامان رسد
نجیب الدولہ کا بند کر رکہا تہا کہ سارا لشکر اوسکا حالت نزاع مین تہا جسوقت شجاع الدولہ ملہور مین
پہنچا۔ اور اوسنے دیکہا کہ مرہٹے کچہہ رسد غیرہ لوٹ رہے ہین تو اوسنے انوپ گر گسائین اور امراؤ گر
گسائین اور مرزا نجف خان کو حکم کر بہیجا۔ اونہون نے مرہٹون کو مار کر گنگا پار اوتار دیا اور سب
مال اسباب اونکا چہین لیا۔ اب پٹھانون کی جان مین جان آئی۔ وہ پہاڑون سے اپنے ملک مین آئے
۔ اب اس گوبند رام بندیلہ کی سپاہ کے غارت ہونیسے دتاجی سیندہیہ کی فوج بہت ضعیف ہوگئی تہی
ادہر احمد شاہ ابدالی کے آنیکا کہٹکا لگا ہوا تہا۔ اسلئے نومبر ۱۷۵۹ء ۱۱۷۳ھ جمادی الاول مین مرہٹون نے
شجاع الدولہ اور اوسکے رفیقون سے صلح کر لی۔

احمد شاہ درانی کا ہندوستان مین آنا

۱۷۵۸ء ۱۱۷۲ھ مین تیمور شاہ پنجاب کی حکومت سے خارج ہوا تہا۔ اسوقت احمد شاہ ابدالی اپنے ملک کے
شمال مغرب مین لڑائی مین مصروف تہا۔ اور جب وہ پنجاب کو دوبارہ قبضہ مین لانیکے غرض سے روانہ
ہوا۔ تو ناصر خان بلوچون کے حاکم نے اوسکی فرمانبرداری اور خود مختار ہونیکا ارادہ کیا۔ اسسے
بلوچون کے الجہیڑیمین پہنس گیا۔ اور خاطر خواہ انتظام کر نہین اوسکو توقف ہوا۔ بعد اسکے وہ شکار پور
کی جنوبی سڑک کی راہ سے اٹک کو روانہ ہوا۔ اور پشاور تک اٹک کے کنارے کنارے کوچ و مقام کرتا ہوا ماہ
محرم ستمبر ۱۷۵۹ء ۱۱۷۳ھ مین پار اوترا۔ مرہٹون نے اوسپر خفیف مقابلہ کیا۔ سامانہی لاہور سے
بہاگا۔ سردار صدیق بیگ اور ادینہ بیگ کی بی بی ہی کونون مین چہپ رہی۔ شاہ درانی ویران
ملک اور دریاؤن سے بچکر شمالی پہاڑونکی راہ سے آیا۔ اور سہارنپور مین دریاے جمن سے اوتر کر دوآبہ
مین آگیا۔ فقط

عالمگیر ثانی کا قتل

ممالک ایشیا مین فقیری بھی عجب چیز ہی- اوسکی لباس مین ہزارون بڑے کام اچھی طرح سرانجام ہوسکتے ہین- اس ٹٹی کی اوٹ جہل مین سیکڑون سکار ہوسکتے ہین- عالمگیر ثانی کی بھی جان اس فقیری کے ہاتھون سے کھوئی گئی- فی الحقیقت یہہ اعتقاد فقیری ہی انسان کے لیے وبا عظیم اور عذاب الیم ہی عالمگیر ثانی اور نجیب الدولہ کو تعلق و ارتباط احمد شاہ کی ساتھہ تھا- اوسکو شجاع الملک اپنی حق مین زہر سمجھتا تھا- اور یہہ جانتا تھا کہ اسے بادشاہ نے اوس بادشاہ کو بلایا ہے ضرور وہ میری تمام بدکرداریون کا انتقام اس بادشاہ کی ہاتھون سے لیگا- اور نجیب الدولہ کو معلوم نہین کہ کس طرح کو پہنچائیگا غرض اس خیال سے اوسنے اپنی خالو نظام الدولہ کو جو قید مین تھا قتل کیا-

اور دوسرے روز مہدی علیخان کشمیری کو سکھا پڑھا کر بادشاہ کی خدمت مین بھیجا- بیچارہ یکبیس بادشاہ سلطنت کے کامون سے ہاتھہ اوٹھا کر خلوت نشینی مین اوقات بسر کرتا تھا- فقیر پر اعتقاد رکھتا تھا مہدی علیخان نے بادشاہ سے آنکر عرض کیا کہ ایک درویش کامل فیروز شاہ کے کوٹلہ مین قابل زیارت آنکر وارد ہوئے ہین اونکی کشف و کرامات کی تعریف نہین کرسکتا- یہہ بھولا بادشاہ اس شیطان کی اغوا پردازی کو کیا جانتا تھا- تنہا فقیر باکرامت کی زیارت کو روانہ ہوا- جب پہلے دروازہ پہنچا- تو اوس کشمیری نے تلوار ہاتھہ سے لی- اور اوسکو پردہ اوٹھا کر اندر لے گیا-

دروازہ اندر سے بند کیا- مرزا بابر بادشاہ کا داماد ہمراہ تھا اوسنے تلوار کھینچ کر ایک آدمی کو زخمی کیا- مگر وہ اور آدمیون نے زخمی کرکے بادشاہ کی محافظہ مین بیٹھا سلیم گڈھ کی قلعہ مین بھیجدیا- بادشاہ نے پردہ اوٹھا کر دیکھا تو درشتے موت کے کھڑے ہوئے تھے- دو چار اوزبک ننگی تلوارین لیکر دو سپر پل پر تھے- اور سر کو تن سے جدا کیا- اور بے سر دھڑ کو جمنا کے ریت پر پھینک دیا- بدمعاشون نے لاش پر پیشاب کیا کہ اوسکے کپڑے اتار کر لیگئے- یہہ واقعہ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ سنہ ۱۷۵۹ء کا ہے

کئی روز بعد اسکی کشمیری کے حکم سے لاش ہمایوں کے مقبرہ مین دفن ہوئی۔ اور اوسی روز کام بخش کو تخت پر بٹھاکر شاہجہان ثانی کا خطاب دیا۔ مگر اس بادشاہ کو کسی نے بادشاہ نہ مانا۔ اسوقت شاہزادہ عالی گوہر جو ولیعہد تہا (جسکا حال پڑہ آئے ہو) وہ دہلی مین نہ تہا بنگال مین اپنی سلطنت کے جمانے کی تدبیرین کر رہا تہا۔ اسلئے شاہزادون سے متفق ہوکر بغیر بادشاہ کی لڑائی کی کامون کو جاری رکہا۔

ہندوستان خاص مین مرہٹون کی فوج کا احمد شاہ کے ہاتہہ سے پراگندہ ہونا

جب احمد شاہ انتربید یعنی گنگا جمنا کی دوآبہ مین آگیا۔ تو سعد اللہ خان و نجیب الدولہ احمد خان بنگش حافظ رحمت خان و ندی خان سب کے سب اوسکی خدمت مین گئے۔ اسوقت تک مرہٹون کے جاٹ مدد گار نہ تہے تو یہی مرہٹون کا لشکر تیس ہزار کے قریب اس ملک مین تہا۔ مگر اوسکے دو گروہ تہے ایک قتاجی سیندہیا کی ماتحت تہا دوسرا ملہار اؤ ملکر کے پاس تہا۔ اور اونمین آپسمین فرق تہا۔ باشندے اس ملک کے اونکی لوٹ مار سے تنگ آئے تہے۔ اونہون نے احمد شاہ کی آنیکی خبر ہی نہین کی۔ غرض احمد شاہ درانی نے اوسکی وہ پرجو قتاجی سیندہیا کی ماتحت تہا حملہ کیا۔ اور شاہجہان آباد کی پاس جمنا ندی پر ایک سخت لڑائی ہوئی جسمین سیندہیا اور دوتہائی فوج اوسکی ماری گئی۔ جنکو بچے آدہے مرہٹون سمیت دکن مین اس خبر کو سنانیکے واسطے چلا گیا۔ کہ احمد شاہ ابدالی اوسکے تعاقب مین نارنول تک گیا ملہار اؤ ملکر اسوقت سکندرہ مین تہا۔ یہہ خبر سنکر چنبل کی طرف گیا۔ اور سورجمل جاٹ سے اعانت کی استدعا کی۔ اوسنے انکار کردیا کہ مین درانیون سے نہین لڑسکتا۔ اگر وہ میرے ملک مین آئینگے تو مستحکم قلعون کی پناہ مین جو کچہہ مجھسے ہوسکیگا کرونگا۔ افغان اپنے ملک سے سو کوس کا سامان لیکر شاہ ابدالی کے لشکر کو جاتے تہے۔ ملہار نے اونکے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ افغانون نے یہہ خبر سنکر کہ جو کچہہ نقد و جنس تہا وہ گنگا پار بہیجدیا۔ اور جسطرح بہید کے پہنسانے کیلئے دانہ بچہاتے ہین اسطرح کچہہ تہوڑا سا اسباب

ہلکر کے ہاتھہ لٹوادیا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو اوسنے شاہ پسند خان اور شاہ قلندر خان کو حکم دیا کہ ہلکر کے لشکرون پر حملہ کرین۔ وہ منزلون سے بڑی کڑی منزلین کرکے سکندرہ مین پہنچے۔ اور ہلکر کے لشکر مین ایسا ہلہ مچادیا کہ وہ صرف تین سو سوار ہلکو جو گھوڑونکی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اپنے ساتھہ لیکر بھاگ گیا باقی اوسکا لشکر مارا گیا۔ یا قید ہوا۔ اور تمام اسباب بدالیون کے ہاتھہ لگا +

احمد شاہ اور شجاع الدولہ کا ملنا

اب موسم برسات کا آگیا تھا شاہ جہان آباد پر مرہٹون کے حملہ کا کچھہ اندیشہ نہا۔ اوسکی حفاظت کے واسطے احمد شاہ نے تھوڑی سی فوج مقرر کرکے نوبشہر مین شجاع الدولہ سے ملنے کے لئے چھاؤنی الی نجیب الدولہ کو اوس پاس بھیجا کہ وہ اوسکو رفاقت پر راضی کرے۔ اور اوسکو لیآئے۔ نجیب الدولہ اوس پاس گیا۔ اسمین عہود و مواثیق ہوئے اپنی بیٹے مرزا مانی کو نائب صوبہ دار اور راجہ بینی بہادر کو مدار المہام مقرر کرکے شجاع الدولہ احمد شاہ پاس سے ہزار سوار لیکر ۴ ذی الحجہ ۱۱۷۳ھ اکوان پہنچا۔ یہان اسمین تعظیم و تکریم کے ساتھہ ملاقات ہوئی۔ اور سب مسلمان اسی پہلے بادشاہ کے ساتھہ متفق ہوگئے تھے۔ شجاع الدولہ کا خط و کتابت مرہٹون کے ساتھہ بھی جاری تھی۔ اور ہمیشہ وہ مرہٹون اور ابدالیون کے معاملہ مین ایک وسطہ بنا رہا۔ +

مرہٹون کا حال

ان سکستون سے پہلے گرہنا تھہ دکن مین پہنچا تھا۔ اوسکی فتوحات سے مرہٹون کو خوشی حاصل ہوئی۔ مگر وہ چیز چیز کے عاشق ہین وہ اوس پاس نہ تھی یعنی لوٹ کا مال جسکے لئے مرہٹے منہ پسارے بیٹھے تھے بلکہ ان مہمات کے خرچ کا قرض ایک کروڑ روپیہ کہانے لیا پڑا۔ اتنی رقم نانہ سدا شیو راؤ نے احمد نگر پر قبضہ کرلیا تھا۔ اور وہ گرکی لڑائی مین ایک ایسا عہدہ حاصل کیا کہ جسے بہت ملک اور دولت دونو ہاتھہ لگی غرض جو کام اوسنے دکن مین کئے تھے اوسکی بقا بلکہ مین رگھناتھہ جی کی کام پہلے تھی۔ اسلئے دونو بھائیونمین نفاق پیدا ہوئی۔ سدا شیو راؤ نے بھائی کو معزول کیا۔ اوسپر گھناتھہ جی نے کہا کہ اب کی دفعہ آپ تشریف ہندوستان خاص کی مہم پر لیجائیے۔

ساری حقیقت کھل جائیگی۔ اور معلوم ہوجائیگا کہ دکن اور ہندوستان خاص کی مہمات مین کیا فرق ہی سلیئے ان دونو کے کام ادل بدل ہوگئے جو دکن مین تنہا وہ ہندوستان خاص کو چلا۔ جو ہندوستان خاص مین تنہا وہ دکن مین ہا۔ اسوقت مرہٹونکی عملداری کو جو وسعت حاصل تھی وہ کبھی نہی ہوئی۔ اور نہ آئندہ حاصل ہوئی شمالی سرحد اوسکی اٹک اور ہمالیہ پہاڑ تہی اور جنوب مین جزیرہ نما دکن کے پچھلے سرے تک یعنی سمندر تک جو جو ملک ان سرحدوں کے درمیان خارج از حکومت نہی وہ باج گزار تہی۔ اب صرف لٹیری ہی نہین رہی تہی بلکہ اونمین سب شان بادشاہانہ پائی جاتی تہی۔ بڑی بڑی عمدہ تنخواہ کی سپہ سالار نوکر تہے۔ دس ہزار سپاہ فرنگستانی قواعد دان اونپاس تہی۔ غرض وہ آدہی بادشاہ اور آدہی راہ زن تہی۔

سداشیو راؤ معروف بہاؤ اور بسواس راؤ کا لشکر لیکر دکہن سے آنا اور شاہ ابدالی سی شکست پانا

جب دکہن مین قتالجی سیدہیہ کے قتل اور ہلکر کی سپاہ کی بربادی کی خبر پہنچی سداشیو راؤ عرف بہاؤ چچازاد بہائی بالاجی راؤ کا بڑے کروفر سے دکن سی چلا۔ اوسکے ساتہہ لشکر نہایت آراستہ و پیراستہ توپخانہ فرنگستانی طرز پر قواعد دان ساتہہ تہا۔ اور توپخانہ کا افسر سبی ابراہیم گاردی شاگرد رشید بسی ڈانسیسی جرنیل کا تہا بسواس راؤ پسر بالاجی راؤ بہی اس سبب سے ساتہہ ہوا تہا کہ ہندوستان کے تخت سلطنت پر بیٹہے۔ اور خاندان بابریہ کا خاتمہ کرے۔ اور ابدالیون سے انتقام لے جب یہہ لشکر اکبر و فر کے ساتہہ اکبرآباد مین پہونچا۔ سورجمل جاٹ بہی ہلکر کی وساطت سے ملاقات کو آیا۔ اور تیس ہزار سوار ساتہہ لیگیا۔ اور راہ مین فوج رجپوتون کی بہی اونکے لشکر مین شامل ہوتی گئی۔ عمادالملک بہی متہرا مین بہاؤ سی آکر ملا۔ بہاؤ نے یہہ سوچا کہ جمنا پار ہوکر ابدالی سے تو برسات مین لڑنا مشکل ہے سلیئے بہتر ہے کہ چلکر شاہجہان آباد لیلیجے چنانچہ وہ ۹ ذی الحجہ ۱۱۷۳ھ مین شاہجہان آباد مین داخل ہوا۔ اور سعداللہ خان کی حویلی مین اوترا۔ اور اوسنے سپاہ کو قلعہ پر حملہ کرنیکا حکم دیا۔ احمد شاہ کی طرف سے یعقوب علیخان بہنڈی قلعہ دار تہا۔

اوسنے مقابلہ کیا کچھ مرہٹے حضری دروازہ توڑکر قلعہ مین داخل ہوگئے تھے اونکو درانیون نے مارکر نکال دیا۔ پھر ابراہیم بیگ
گاردی نے جہروک کی طرف سے توپ لگاکر دیوان خاص اور رنگ محل کو کئی جگہ سے توڑ پھوڑ دیا۔ غرض آخر کو
یعقوب علیخان نے اپنی جان بچاکر مرہٹون کو قلعہ حوالہ کیا۔ اور خود شاہ درانی کی پاس چلا گیا۔ بہاؤ نے
قلعہ کی قلعہ داری شنکر راؤ کو سپرد کی مرہٹونکو اوسکی حفاظت کے لئے متعین کیا۔ اس اثنا مین بہاؤ نے
کئی دفعہ شجاع الدولہ کی معرفت چاہا کہ شاہ ابدالی سے صلح ہوجائے۔ مگر شجاع الدولہ نے صاف کہدیا کہ دکن
کے برہمن ہندوستان پر بہت سے متسلط ہین۔ یہہ بلا شاہ درانی کی اونکے سر پر فوج طمع و حرص و عہد شکنی
و بدقولی کے سبب سے آئی۔ اسیون کی ساتھ کیا کوئی صلح کرے جو کسی کی آبرو اور آسائش کے روادار نہ ہون
سب چین اپنے اور اپنی قوم کے لئے چاہتے ہون۔ آخر جب اونکی باتون سے ایسے عاجز ہوئے کہ اونہون نے اپنے
پاس ناموس اور حفظ آبرو اور رفاہ خالق کے لئی شاہ ابدالی کو منتین کرکے ولایت سے بلایا ہے۔ اور اوسکے
صدمات کو مرہٹونکی ایذا رسانی سے ہیچ سمجھا ہی۔ بالفعل صلح کا ہونا ناممکن ہے۔ اب مرہٹون کی یہانتک نوبت
دنائت اور تنگ چشمی پر پہنچی کہ دیوان خاص کی چھت کہ نقرہ سے کاریگری تھی اوتار لیا۔ اور ٹکسال مین
بھیجدیا۔ قدم شریف اور حضرت نظام الدین اولیا کی درگاہ مین سے چاندی کا تھا وہ بھی لے لیا۔
اور اوسکے سکے بناڈالے۔ دانہ گہاس کی قلت سے بہاؤ بہت تنگ ہوگیا تھا۔ آخر ایام برسات مین سنے شاہجہان آباد
کے چھوڑنیکا ارادہ مصمم کیا۔ ۲۹ صفر ۱۱۷۴ھ مین دوسرے شاہجہان ثانی کو کہ نام کا بادشاہ تھا معزول کرکے
مقید کیا۔ اور مرزا جوان بخت خلف شاہ عالم عالی گوہر کو تخت پر بٹھایا۔ اور شجاع الدولہ کو غائبانہ وزیر
مقرر کیا تاکہ شاہ ابدالی اوسسے بدگمان ہوجائے۔ اور شنکر راؤ کو بدستور اپنی عہدہ قلعہ داری پر بحال رکھا۔ ارادہ تو
اوسکا یہہ ہوا تھا کہ سواس اوکو تخت سلطنت پر بٹھاکر اور لوگون نے صلاح دی کہ شاہ درانی کی مخمصے کو
مٹ جانے دو جب یہہ کلام کرنا۔ ان حرکات کو سورجمل دیکھکر بہت گھبرایا۔ وہ کچھہ پہلے سے ہی ناراض تھا کیونکہ
جب سنے بہاؤ کو یہہ صلاح دی تھی کہ آپ اپنی بھاری توپون اور اسباب کو ہماری قلعہ مین چھوڑ جاے۔

اور پیادون کو ساتھ نہ لیجائے۔ صرف سوار اون سے اوس طریق سے جو آپ کے باپ دادا کی ریت تھی کاٹھور گئے۔ اور احمد شاہ ابدالی کے لشکر کو ستانے کچھ نہون وہ یہان کے موسم کی شدت سے آپ گھبرا کر چلا جائیگا۔ اور مرہٹون نے بھی اوسکی تائید کی۔ مگر بہاؤ اپنی نشہ نخوت مین مست تہا اس نیک صلاح پر مطلق خیال نکیا۔ اور یہہ کہکر کہ سورجمل چھوٹا سا زمیندار ہے وہ ان باتون کو کیا جانے۔ یہہ سنکر سورجمل بہی اوسسے علحدہ ہو کر اپنے قلعہ پلگڈہ مین تماشا دیکہنے جا بیٹہا۔ اب بہاؤ دہی کنج پورہ کی طرف گیا۔ وہان عبدالصمد خان ابدالی اور بعض اور سردار رسد بہم پہنچا کر احمد شاہ کی لشکر مین بہیجتے تہے۔ ربیع الاول کو بہاؤ وہان پہنچا۔ اور قلعہ کنج پورہ کو فتح کر لیا۔ اور سب درانی سرداروں کو مار ڈالا۔ اور قلعہ کو لوٹ لیا۔ یہہ سنکر شاہ درانی بہی غصہ مین بہرا یا۔ اور وہ انوپ شہر سے ۱۷ ربیع الاول کو چلا۔ اور بانگ پت کی گہاٹ جمنا کے پار اتر کر یہان کہین جمنا پایاب تہی کہین غرقاب تہی۔ اگرچہ اسطرح اترنے مین اسکے ہراول کے بہت سے آدمی بحر فنا مین غرق ہوئے۔ مگر دشمنون پر اس لیرانہ کام کا ایسا رعب بیٹہا۔ اور بہاؤ کو خوف ہوا کہ وہ سرہند جاتا ہوا تا اوسکا پانی پت کو آیا۔ اور اوسکے سوا وشمالی مین برخلاف اپنی ستور کے توپون کا حصار لشکر کے گرد باندہا۔ اوسکے مقابل شاہ ابدالی کا لشکر بہی تیسرے روز ۱۴ کو آن پہنچا۔ تفصیل ان دونو لشکرون کی یہہ ہے کہ بہاؤ پاس پچیس ہزار سوار جرار قواعد دان تنخواہ دار اور پندرہ ہزار پیادے تہے جنمین سے نو ہزار فرانسیسی قواعد جانتے تہے۔ اور اوسکا سردار ابراہیم بیگ خان گردی تہا۔ فرانسیسی جرنیل لبی کا شاگرد رشید تہا۔ اور دو سو توپین سوا قلعہ شکن توپون کے اوسکے ساتھ تہین۔ راہ مین جو اور لشکر اور جمعیتون کی سپاہ اوسکے ساتھ ہوگئی تہی۔ وہ سب ملکر تین لاکھ آدمی لڑنے والے تہے۔ احمد شاہ کی فوج مین پچاس ہزار سوار اور چالیس ہزار ہندوستانی پیادے اور تیس توپین تہین۔ احمد شاہ اس قلت سپاہ کے سبب سے مرہٹون پر حملہ نہ کر سکتا تہا اوسنے بہی اپنے لشکر کا حصار باندہا۔ روز چہیڑ چہاڑ لڑائیون کی ہونی شروع ہوئی۔ چار دانگ سے مرہٹون کے رسد روکنے کا سامان کیا گیا۔ سرہند کی طرف سے آلا جاٹ زمیندار رسد کی مدد کرتا تہا۔ اسلئے درانیون نے

اوسپر ہی حملہ کیا جب احمد شاہ ابدالی نے دیکھا کہ مرہٹے باوجود تنگ ہونیکے بھی توپخانہ کی بخیرہ سے نہین نکلتی تو اوسنے ۲۸ ربیع الاول کو توپخانہ پر یورش کی مرہٹے بھی مستعد ہوکر سامنے آئے دوپہر شام تک لڑائی رہی۔ بہاؤ کا مسلہ لوٹ لوٹا لیگیا۔ اور رات کی ہوجانیسے کچھ لڑائی کا فیصلہ نہوا۔ لشکر اپنے خیمونکو چلے گئے۔ نجیب الدولہ اور روہیلون نے اپنی شجاعت اور بہادری دکھائی۔ اسی اثنا مین خبر پہنچی کہ گوبند رائے بندیلہ ضلع ٹاوہ سے دس ہزار سپاہ اور خزانہ اور بہت سا سامان رسد کا لیے چلا آتا ہے۔ اور شاہدرہ مین شاہجہان آباد کے قریب آپہنچا ہے۔ اور اوسکا ارادہ ہے کہ پٹھہ وغیرہ کو لوٹتا ہوا کنجپورہ کی راہ سے پانی پت مین بہاؤ سے ملے۔ شاہ ابدالی نے عطائی خان درانی کو پانچ ہزار سوارون کے ساتھہ اوسے ٹرنیکے لیے روانہ کیا۔ اس لشکر نے اول شاہدرہ مین شنکر راؤ قلعہ دار شاہجہان آباد کو قتل کیا۔ پھر غازی آباد مین اور مرہٹونکا خون بہایا۔ اور جلال آباد مین پہنچا۔ یہان گوبند رائے بندیلہ ٹھہرا ہوا تہا۔ اوسی لڑائی شروع ہوئی۔ اور وہ مارا گیا۔ سارا سامان رسد اور خزانہ سپاہ درانیون کے ہاتھہ لگا۔

احمد شاہ اور بہاؤ کی لڑائی کا خاتمہ

دونون لشکر دمین دم چھپر چھاڑ رہتی۔ کبھی کبھی بہاری بہاری لڑائی ہوجاتی۔ اودہر مرہٹے ابتدا جنگ ہی سے تنگ تہے۔ ادہر احمد شاہ درانی کی لشکر مین ہندوستانی امیر اس امتداد جنگ سے عاجز تہے۔ انہون نے منت سماجت شروع کی کہ آپ معاملہ کرکے اس لڑائی کا فیصلہ کردیجے۔ اسپر احمد شاہ سب ہندوستانیون کو جواب ہی دیتا تہا کہ آپ لڑائی کی نشیب و فراز سے واقف نہین اور نہ معاملونکا آپ کو اختیار حاصل ہے مگر اس معاملہ کو میری مرضی پر چھوڑ دیجے۔ خندق کے سامنے ایک سرخ خیمہ سنی کھڑا کرایا تہا۔ اوسمین اشراق کی نماز پڑہتا تہا۔ اور شام کو کہانا کہاتا تہا۔ دن بھر گھوڑے پر سوار ہوکر فوج کے پہرون کو مختلف مقامات پر دیکہتا بہالتا تہا۔ ہر روز پچاس ساٹھہ میل سے کم نہ چلتا تہا

دن بھر کا یہہ کام تہا۔ رات کو پانچہزار سوار دشمن کی جانب گئے جہانتک وہ اوسکا ممکن تہا لگاتا۔ اور لشکر کے گرد وہ سات مین گشت کرتا پہرتا تہا وہ ہندوستانی میر سے کہدیتا کہ آپ چین سے آرام کرین مین آپ کی خبر گیری کرتا ہون کوئی آفت آپ پر نہین آنے دونگا۔ اوسکا حکم قضا و قدر سی کم نہتہا کسی آدمی کا مقدور نہ تہا کہ اوسکی حکم کی تعمیل مین ذرا بہی توقف کرے +

اب بہاؤ کا قافیہ یہانتک تنگ ہو گیا تہا کہ اودہی کا شجاع اوکی معرفت شجاع الدولہ پاس یہ پیغام بہیجا کہ وہ بیچ مین واسطہ ہوکر احمد شاہ سے صلح کرادی جب یہہ درخواست صلح احمد شاہ کو سنائی گئی تو اوسنے یہہ کہا کہ مین آپ سب صاحبون کا مددگار ہون۔ اور کبہی سوا رلڑائی کے اور معاملون سے کچہہ سروکار نہین۔ اونکا فیصلہ جسطرح چاہئی فیصل کیجے۔ سب ہندوستانی میر صلح پر راضی ہوگئے مگر نجیب الدولہ ہمیشہ صلح کی مخالفت کرتا رہا۔ اور یہہ کہتا رہا کہ اگر بادشاہ چلا گیا۔ اور مرہٹونکی قوت باقی ہی تو وہ ہم کو برباد کر دینگے۔ بہاؤ کا جب لشکر بہاؤ کا جب لشکر ایک جسا مین محصور ہوا۔ تو غلات اور نجاست کے سبب سے اوسمین رہنا مشکل ہوا اسپر اسباب سند کی تنگی ہوئی سیکڑون بہوکے مرنے لگے آخرکار سب سردارون نے متفق ہوکر بہاؤ کو جا گہیر اور یہہ کہا کہ آخر گر سنگی کے ہاتہون سے آدمی اور جانور ہلاک ہوتے ہین سے بہتر ہے کہ سب ایکدفعہ مخالفت پر دشمنون پر جا پڑین جو کچہہ نصیب مین ہونا ہو ہوجا غرض سب نے پان کا بیڑا کہایا اور لڑنے مرنے پر قسم کہائی سارے لشکر مین حکم سنایا گیا کہ کل صبح کو لڑائی ہے۔ بہاؤ نے عین تہت کے وقت شجاع الدولہ کے کارندہ کاشی راے کو خاص اپنے ہاتہہ سے یہہ للہکر بہیجا کہ اب پیالہ لبالب ہے ایک بوند کی اوسمین سمانی نہین اگر بن پڑے تو آپ کچہہ کیجئے ورنہ فیصلہ جواب دیجئے پہر لکہنے پڑہنے کی کچہہ وقت نہین ملیگا +

رات کی تین بجے یہہ کاغذ شجاع الدولہ کو وہ سنا ہی رہا تہا کہ جاسوس خبر لائے کہ مرہٹے صلح ہو رہی ہی شجاع الدولہ احمد شاہ کی خیمہ مین گیا وہان وہ بتیا لگائی بیٹا بیٹہا تہا۔ گہوڑی پر جو اوسکے خیمہ کے آگی کسا کسایا تیار رہتا تہا سوار ہوا۔ دشمن کی طرف چلا۔ لشکر اوسکے پیچہے ہوا +

۶ جمادی الاخرے ۱۱۷۴ھ کو مرہٹون نے ابراہیم خان گردی کے لشکر کو آگے رکھا اور توپ گولہ کی مار شروع کی
مسلمانون نے توپون سے کچھ کام نہ لیا۔ مرہٹون کی توپین بہت قریب آگئین تو ابراہیم خان گردی نے
اپنے سپاہیونکو گولیون کے مارنے سے منع کیا۔ اور سنگینون سے لڑنیکا حکم دیا۔ وہ سپاہی پر گرے چونکہ
وہ قواعددان نہ تھے اسلئے بہت سے اونمین ماری گئے۔ اور انکی پہلی صفین ٹوٹ گئین اور اس
شکست سے شاہ ولی خان وزیر کی سپاہ قلب کا داہان بازو نکل گیا۔ اور اوسپر بہاؤ اور وسواس سے اور
اپنی نہایت عمدہ فوج سے حملہ کیا۔ اس حملہ مین وزیر کا بھتیجا عطا خان اوسکے پہلو مین مارا گیا۔ اور
اوسکی سپاہ درانی بھی پیچھے ہٹی۔ وہ گھوڑے سے اترا۔ اور اوسنے چند رفیقون کے ساتھ مرکر مرنیکا قصد
کیا شجاع الدولہ کا لشکر وزیر کے لشکر کے عقب مین تھا۔ مگر خان دورانیکے سبب سے کچھ نظر نہ آتا تھا کہ کیا ہوا
ہے۔ جب اوسنے دیکھا کہ آدمیون اور گھوڑونکی آواز نہین آتی تو اوسنے کاشی رائے کو دریافت کرنیکے
لئے بھیجا۔ تو اوسنے آکر یہہ دیکھا کہ وزیر گھوڑے سے نیچے کھڑا ہے اور اپنی آدمیونکو لعنت ملامت بھاگنے پر
کر رہا ہے۔ اور سپاہ کو جمع کرتا ہے۔ اوسنے یہہ کہا کہ شجاع الدولہ پاس جلد جاکر خبر دو کہ وہ میری مدد کو
آئے نہین مین مارا گیا۔ مگر شجاع الدولہ اپنی جگہ پر قائم رہا اوسکی مار پر جرات نہ کرسکا۔ احمد شاہ
اس معاملہ سے بے خبر تھا اوسنے فوراً لشکر وزیر کی کمک کے لئے بھیجدیا۔ اور عین وقت پر آن پہنچا۔
لڑائی مین بڑا گھمسان ہوگیا۔ مگر اب بھی مرہٹون کا پلہ بھاری تھا۔ احمد شاہ نے اپنے بھگوڑون
سپاہیون کو گھیر کر قتل کرنیکا حکم سنایا۔ اور یہہ کہدیا کہ جو بھاگے گا وہ مارا جائیگا۔ بعد اوسکے
اوسنے اپنی صف کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ ایک سپاہ کو اپنے بائین طرف دشمن کے بازو پر حملہ کا حکم دیا۔
اس تدبیر کا تیر ٹھیک نشانہ پر بیٹھا۔ قلب سپاہ مین بہاؤ اور بسواس سا گھوڑون پر سوار
لشکر کو لڑا رہے تھے۔ خنجر اور کہانڈے بازی ہو رہی تھی کہ یکایک معلوم ہوا کہ مرہٹون کے
لشکر کا قدم میدان جنگ سے اوٹھ گیا۔ قدم کا اوٹھنا تھا امید ان جنگ کا اونکے مردون سے بھرنا تھا

لشکر اسلامیہ نے اونکا تعاقب بڑی جوش خروش سے ہر جانب مین پندرہ پندرہ بیس بیس میل تک کیا اور مرہٹونکو مار مار کر ڈھیر لگا دیا جو مرہٹے ان دشمنون کے ہاتھہ سے بچ گئے اونکو گنوار دنبے مار ڈالا اور لوٹون اور بہاؤ مارے گئی خلجی سیندھیا کو کسی درانی نے چھپا رکھا تھا۔ وہ بھی تلاش کر کے پکڑا گیا اور مارا گیا۔ ابراہیم خان گردی بھی قید ہوا۔ ایک ہفتہ کے بعد موت نے اوسکے زخمون پر مرہم رکھا۔ شمشیر بہادر بھی بھاگتے ہوئے مارے گئے مالوہ مین ملہار راؤ جان بچا کر نکل گیا۔ جے پاجی سیندھیا بھی لنگڑا ہو کر وہان جا پہنچا۔ ان دو سردارون کے سوا اور کوئی اور نامور سردار نہین بچا۔ مرہٹون کو ایسی شکست کبھی نہین ہوئی تھی نہ ایسی مصیبت پڑی تھی۔ اسے ساری قوم کا دل پژمردہ اور افسردہ ہو گیا اس صدمہ سے بالاجی بھی تھوڑے دنون بعد مر گیا۔ جب اسے شکست کی خبر سنی تھی ایک مندر مین بیٹھہ کر سنسکرت پڑھنا اختیار کر لیا تھا +

احمد شاہ درانی کا واپس جانا

بعد اس فتح کے احمد شاہ پانی پت سے فتح دہلی مین آیا۔ اور چند روز متوقف ہوا۔ ہندوستان کا بادشاہ شاہزادہ عالی گوہر یعنی شاہ عالم کو مقرر کیا۔ اور شجاع الدولہ کو وزیر ہونے اور نجیب الدولہ کے امیر الامرا ہونے کی سفارش بادشاہ سے کی۔ شاہ عالم اسوقت دہلی مین نہ تھا اسلئے اوسکے بیٹے جوان بخت کو بادشاہ کا نائب دہلی مین مقرر کیا۔ اور نجیب الدولہ کو دلی کا منتظم مقرر کیا۔ اور شجاع الدولہ کو خلعت دیکر اودہ اور الہ آباد کے صوبون پر بھیجدیا۔ اور خود قندہار کو چلا گیا +

عماد الملک کا حال

اس بڑی لڑائی کا سبب تو عماد الملک تھا۔ مگر کہین اوسکا نام نہین آیا۔ شاید اسسے یہہ خیال لوگون کو ہوگا کہ وہ مر گیا۔ حقیقت مین یہہ فتنہ انگیزی اوسکی آخر بازی تھی جسکے جیت مین اوسکے واسطے سب کچھہ تھا۔ اوسکی ہار مین کچھہ بھی پاس نہ تھا۔ جب شاہ ابدالی آگیا۔ اور اوسنے مرہٹون کا حال دیکھا

تو وہ میدان سے کھسک گیا کچھ نون سور جمل بہر پور کے ٹھاکر پاس رہا اور پھر وہ ناچار ہو کر آہستہ آہستہ دکن
مین چلا گیا۔ بیس برس تک بھیس بدلکر پھرا کیا۔ کوئی کام اوسنے ایسا نہین کیا کہ جسکا بیان تاریخ
مین کیا جائے۔ سنہ ۱۷۹۰ انگریزی پولس کے ہاتھ لگ گیا۔ گورنر جنرل کے حکم سے وہ مکہ معظمہ بھیجا گیا
آخر عمر مین وہ ہندوستان مین آیا۔ اور احمد شاہ ابدالی کے جانشین تیمور شاہ سے اخلاص
پیدا کیا۔ اور ملتان کی صوبہ داری پائی۔ جو ڑا۔ یہان اگر موت کا وارنٹ نہ آجاتا تو ضرور کوئی نہ کوئی
فساد کھڑا کرتا۔

شاہ عالم کی سلطنت کا بیان

شاہزادہ عالی گوہر کا نام بادشاہ ہوکر شاہ عالم ہوا۔ ہم نے اوسکا حال اُس تک لکھا ہے کہ وہ دہلی سے
باہر نکل آیا۔ جب وہ نجیب الدولہ پاس گیا تو عماد الملک وزیر کا سب کو خوف ایسا پیچھے لگا ہوا تھا کہ اوسنے
اس شاہزادہ کو صلاح دی کہ ممالک شرقیہ مین چلا جائے۔ اسی عرصہ مین عرضیان محمد قلی خان
صوبہ الہ آباد کے بلانے مین آئین۔ وہ شجاع الدولہ کا چچازاد بھائی تھا۔ اور بڑا صاحب حوصلہ اور عالی
ہمت تھا۔ اوسکا ارادہ تھا کہ ملک بنگالہ اور اڑیسہ و بہار پر جہان انگریز نور علی و وردی خان کا نواسہ سراج الدولہ
لڑ رہے تھے قابض و متصرف ہو۔ شاہزادہ خدا سے یہی چاہتا تھا وہ الہ آباد کا عازم ہوا۔ اور اول کانپور مین
۹ جمادی الاول ۱۱۷۶ھ مین آ۔ شجاع الدولہ صفدر جنگ کا بیٹا اپنا منھ بولا بھائی تھا۔ باپ کی ساری لیاقتین اور ہمت موجود
تھین فن سپہ گری مین خوب واقف تھا۔ نظام ملکی سے بھی ناآشنا نہ تھا۔ میدان جنگ مین بڑا جوانمرد تھا۔
سوار اسکے دو پیچ پیچ کی باتین اور مکر و فریب کی گھاتین جنکا آجکل چرچا ساری ملک مین پھیل رہا تھا
خوب جانتا تھا۔ ملکی جوڑ توڑ خوب لگانے جانتے تھا۔ اوسنے سوچا کہ سوقت ایسے شاہزادہ کا ساتھ
دینا جو ایسے بادشاہ کا بھگوڑا ولیعہد ہو جسکی سلطنت برسر زوال ہو مناسب اور مصلحت نہین ہے۔
گو اوسنے شاہزادہ کی بہت خاطر کی اور نذر پیش کی۔ مگر اوسنے کہا کہ آپ محمد قلی خان پاس تشریف لیجائے

وہ میرا عزیز ہے اور میں اوسکی کامونمیں دل جان سے شریک ہون اور اوسنے جو ارادہ کیا ہی وہ مین پسند کرتا ہون غرض اپنے ہم دیگر شاہزادہ کو الہ آباد روانہ کیا۔ یہان محمد قلی خان نے اوسکا نہایت اعزاز کیا۔ اوسنے اپنی طرف سے صوبہ بنگال اور بہار اور اڑیسہ کی صوبہ داری کی سند محمد قلی خان کو لکھدی۔ اور اوسکی کہا کہ پادشاہی جھنڈا کھڑا کرو اور سراج الدولہ اور انگریزون کو سمجھا لے غرض نو امبر ۱۷۵۹ء مین وہ کرم نا سیاسی پارا وترا۔ اسی زمانہ مین اوسکا باپ عالمگیر قتل ہوا۔ جسکا بیان پہلے ہو چکا ہے۔ مگر ڈاک تو پہلے نہین ہی کہ آدہ آنہ مین دو سہ روز خبر ہوتی۔ یہہ ایسی بڑی خبر ہی اوس پاس ایک مہینہ کے بعد بہار کے ایک گانو کوتنی مین پہونچے۔ شاہزادہ نے اوسی وقت تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ اور اپنا نام شاہ عالم رکھا۔ اور اوسنے حکم دیا کہ باپ کی تاریخ انتقال سے میری تاریخ جلوس شمار ہو چنانچہ فرمانون مین یہی تاریخ لکھی گئی

پادشاہ کی خصلت و لیاقت

وہ اپنے باپ سے ادا کی طرح متحمل رحم دل صاحب جلالت تہا۔ مگر اوسمین عیب بھی ایسے تہے کہ وہ ان خوبیون کو بھی لے ڈوبی تہی۔ اوسکی دلیری تہی تو وہ یہہ تہی کہ مصیبت کے وقت گہبرانا نہ تہا۔ مگر وہ جوانمردی اور شجاعت جو اسوقت مین اوسکی حالت کے لئے ضرور تہی وہ اوسمین نہ تہی۔ تحمل اور رحم نے اوسکو درجہ ملایا تہا۔ وہ اسدرجہ پر تہا کہ کسی شخص نے خواہ اوسنے کیسی ہی بیوفائی اور کج ادائی کی ہو۔ مگر جب اوسنے تقصیر معاف کردی تو پہر اوسکو خیال ہی نہ ہوا کہ اوسنے میری ساتہ کچہہ کیا بہی تہا۔ آنکہون کی مروت نے اوسے اندہا کر دیا تہا جو میرا دوست اوسکے پاس ہوا۔ اسکے خلاف ناری مروت کے کوئی کام نکریگا۔ صبر نے اوسے بہی ذلیل کر دیا تہا۔ جو کچہہ اوسکے آگے پیش آتا تہا وہ اوسے راضی تہا۔ اپنی مصیبتونکو ہمت بلند کے اور حوصلہ کو بڑہا کر نہین ہٹاتا تہا۔ وہ شاعر بہی تہا۔ آفتاب تخلص تہا چار جلد دیوان ایک قصہ لکہا ہے۔ جسے طرز معاشرت ادنی اعلی کی معلوم ہوتی ہے۔ زبان اوسکی فصیح اور سلاست مین امن کے چار درویش سے کم نہین ہے۔ اوسکا یہہ شعر مشہور ہے ؎

شعر۔ عاقبت کی خبر خدا جانے ؎ اب تو آرام سے گذرتی ہے ؎

اسی پر اوسکا عمل تہا۔ وہ ایسا ناعاقبت اندیش تہا کہ کل کی کچہہ نہ سوچتا ✦

بہار کی لڑائی

انگریزون نے اسوقت میر جعفر کو شرقی صوبون کا نواب بنایا تہا۔ بہار مین اوسکا نائب سیاجہ رام نرائن ایک ہندو تہا۔ اوسنے مرشدآباد اور کلکتہ کمک کے لئے آدمی بہیجے۔ مگر وہ نہ آئی کہ بادشاہی فوج نے اوسکو شکست دیدی۔ وہ زخمی ہوکر پٹنہ مین چلا گیا۔ اوسپر حملہ کرنا بادشاہ نے مناسب نہین جانا۔ اسی عرصہ مین نواب کی فوج کو انگریزی کنٹنجنٹ کے امداد پہنچی۔ اوسنے ۱۸ فروری ۱۷۶۰ء کو بادشاہ کو شکست دیدی۔ اب بادشاہ نے یہہ بڑا ارادہ کیا کہ جسوقت مرشدآباد سپاہ سے خالی ہو۔ تو اوسنے بہاڑونکی راہ سی یہہ ارادہ کیا کہ اونکے لشکر اور مرشدآباد کے بیچ مین پڑکر اوس دارالسلطنت کو لے۔ مگر پہلے اسی کہ وہ مرشدآباد پہونچے۔ انگریزون نے اوسکو ۲ اپریل کو شکست دیدی۔ اسی زمانہ مین اوسنے موسیو لالی (موسیو فرانسیسی مین نام کے ساتہہ تعظیم کیواسطے لگاتے ہین) اوس پاس فرانسیسی بہیجے۔ اوسنے بادشاہ سی عرض کیا کہ حضور اپنے دلی ارادہ کو مجہسے فرمائین۔ بادشاہ نے اوسسے سچی سچی بات کہدی کہ محمد قلی کی اعانت سی جو مصارف ضروریہ ہین وہ بہم پہنچ سکتے ہین۔ اور کچہہ سامان میرے پاس نہین ہے۔ کہ ممالک مشرق کی فتح کرنیکا سامان کرون۔ اسلئے جہانپور کو جاتا ہون۔ غرض یہہ فرانسیسی افسر اوسکا سفر مین شریک ہوا۔ لیکن ہمیشہ بادشاہ سے آگے جایا کرتا۔ صاحب سیر المتاخرین لکہتا ہی کہ ایک دن میری اوسسے سہسرام مین ملاقات ہوئی۔ تو وہ کہنے لگا کہ مین پٹنہ سے شاہجہان آباد تک بہر کہیں سلطنت کا نام نہ پایا۔ سوا رعیت کی زاری اور سپاہ کی غارتگری کے کچہہ اور نہ دیکہا۔ ہر چند مین نے ان بڑے بڑے سردار شجاع الدولہ اور عماد الملک سی کہا کہ ملک بنگال کا انتظام کرین انگریزون سی لڑین۔ مگر کسی احمق نے اس درخواست پر التفات نکیا۔ اور اوسکی حسن خوبی کو کوئی نہ سمجہا۔ اسوقت اس فرانسیسی سفیر کا بہی ملجا بادشاہ کے حق مین ہون مرہٹون ہندوستانی سپاہ سے بہتر تہا جسکا کوئی ہندوستانی افسر غاباز ہوتا۔ ان فرانسیسیون کی اعانت سی بادشاہ

پٹنہ کو گھیر لیا۔ تو کپتان نوکس سب دوان سے سپاہ لیکر چلا۔ اوسمین دو سو گورہ تھے۔ باقی ہندوستانی سپاہ تھی۔ تین مہینے کا سفر تیرہ دن مین طے کیا۔ اور یہان پٹنہ مین آنکر بادشاہ کو شکست دیدی۔ اور جنوب کی طرف گیا مین بہگا دیا۔ اب اسوقت بادشاہی سپاہ کا سپہ لار کاسم خان تھا۔ کیون کہ احمد قلی خان الہ آباد کو چلا گیا تھا۔ اور وہان شجاع الدولہ نے الہ آباد کے صوبہ اور قلعہ پر تصرف کیا تھا۔ اور راجہ بینی بہادر کو وہان متعین کر رکھا تھا کہ جسوقت احمد قلی خان وہان آئے تو اوسکے ہاتھہ سپرد کرے اوس پاس پہنچے۔ اور جسطرح ہوسکے اوسی گرفتار کرلے۔ اس راجہ نے اوسکو بنارس سپرد کیا وہ خود اس راجہ کی معرفت شجاع الدولہ پاس گیا اور مارا گیا۔ اب بادشاہ جنوب کی طرف کوچ کر رہا تھا۔ اوسکو یہ خیال تھا کہ ملک اوسکا ساتھہ ہوگا۔ مگر سوا رخادم حسین خان کے کوئی اور اوسکے کمک پر نہ کھڑا ہوا۔ یہہ کمک پاکر بادشاہ نے پٹنہ پر پھر حملہ کیا۔ مگر کپتان نوکس نے راجہ شتاب رائے کو اپنی طرف کرکے بادشاہ کو پھر شکست دیدی۔ اب بادشاہ کو اس لڑائی سے بڑا اضطراب ہوا۔ اور وہ شمال کی طرف چلا۔ انگریزی اور نواب کی سپاہ نے تعاقب کیا۔ مگر اتفاق سے نواب کی سپاہ کا سپہ لار اوسکا بیٹا میرن تھا۔ اوسپر حوالائی کے مہینہ مین بجلی گری سو وہ اسی مر گیا۔ نواب کی سپاہ اپنی چھاونی مین پٹنہ چلی گئی۔ پھر بادشاہی لشکر اپنی پرانی اقامت گاہ گیا مین گیا۔ اور آغاز ۱۷۶۱ء مین بنگالہ کی سپاہ نے جسنی قواعد سیکھی تھی بادشاہی فوج کو شکست دی۔ اور اسمین موشیر لا بھی گرفتار ہوا۔ وہ آخر تک لڑتا رہا اور اپنے تئین دشمنون کے حوالہ نہین کیا جب تک اوسنے یہہ وعدہ نہین کیا گیا کہ تلوار اوسے نہین لی جائیگی۔ دوسرے روز انگریز افسر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوے۔ اب بادشاہ تنگ آگیا تھا۔ دو برس سے برابر لڑائی جھگڑون مین مصروف تھا۔ جنسے کچھہ فائدہ نہ حاصل ہوا۔ اب اوسکو سوا صلح کے اور کوئی تدبیر نہ تھی مگر اوسکو وہ سارا حال معلوم تھا جو شاہ ابدالی نے لشکر فتح پانی پت کے لئے تجویز کیا تھا۔ انگریزون نے اندنون مین میر جعفر کی جگہ میر قاسم کو بنگال مین نواب بنایا تھا۔ اور اوسکی منظوری بادشاہ سے منگائی۔ اور چونسر کا کہنہ دو

سالانہ خراج کا بادشاہ کی واسطے کرادیا تھا۔ اب بادشاہ کا یہ ارادہ تھا کہ انگریزون کی استعانت سے دلی مین جاکر تخت سلطنت پر بیٹھے۔ مگر بیچ مین ایک جھگڑا کھڑا ہوگیا۔ جسکے سبب سے اس کام مین بہت دیر لگ گئی اس جھگڑے کو آگے بیان کرتے ہین +

شجاع الدولہ وزیر کا دلی سے آنا اور بادشاہ سے ملنا

شجاع الدولہ دہلی سے اودہ مین آیا۔ اور یہان سے چلکر سیدہ اجمیر مین شاہ عالم سے ملا۔ اور اوسکے ساتھ الہ آباد مین آیا۔ اب مرہٹون کا تسلط بالکل اوٹھ گیا۔ سب جگہ بادشاہی پہرہ چوکی بیٹھ گئی کالپی مین کچھ رہے تھے سو وزیر نے بادشاہ کو ساتھ لیجاکر جیب شمس الدین کو بھی نکال دیا۔ اور بندیل کھنڈ کا بھی انتظام کرلیا۔ بادشاہ نے اوسکو خلعت و زارت بھی مرحمت کیا جھانسی کے قلعہ کو فتح کرکے وہ پھر الہ آباد مین آگیا۔ اب میر محمد قاسم خان عالی جاہ انگریزون سے شکست پاکر بادشاہ پاس آیا۔ اور شجاع الدولہ سے استعانت کا خواستگار ہوا۔ شجاع الدولہ بادشاہ کو ساتھ لیکر بنارس کی طرف انگریزون سے لڑنیکے لئے چلا۔ بکسر مین ۲۳ اکتوبر ۱۷۶۴ء کو دونو فوجون کو انگریزی سپاہ نے شکست دی۔ ان لڑائیون کا حال تیسرے حصہ مین مفصل بیان کرینگے۔ دو برس تک بادشاہ کو شجاع الدولہ ساتھ لئے پھرا کبھی بنارس لے گیا کبھی الہ آباد کبھی لکھنؤ۔ ظاہر مین بادشاہ بادشاہ معلوم ہوتا تھا مگر درحقیقت وہ قیدی اعزاز کے ساتھ تھا اس سبب سے انگریزون کا بڑا نقصان ہوا۔ بادشاہ اونکے ہاتھ ہی جاتا رہا۔ اگر یہہ معاملات بیچ مین ہارج نہ ہوتے تو بادشاہ انگریزون کی استعانت و حمایت سے دلی مین اپنی ملک کا مالک ہوگیا ہوتا +

بادشاہ اور انگریزون کی صلح

بادشاہ بکسر کی لڑائی مین کچھ نہین بولا۔ بعد لڑائی کے دو سے روز شام کو وہ انگریزی لشکر مین جو آیا اور انگریزون کے ساتھ یہہ عہد و پیمان اونہی کیا کہ شروع سال ۱۱۷۱ھ سے بنگال بہار اڑیسہ تینون صوبون کی دیوانی بلا شرکت غیری بطور اتمغا کے سرکار کمپنی کو دے گئے اور خراج دیوانی جو اب تک

لیا جاتا تھا معاف کیا گیا۔ اور چھیالیس لاکھ روپیہ جو پہلے نواب دیتا تھا اوسکا ادا کرنا سرکار کمپنی کے ذمہ کیا گیا۔ اور کلکتہ بنارس اور غازی پور بطور جاگیر کے سرکار کمپنی کو دی گئی صوبہ الہ آباد بادشاہ کے پاس تھا۔ انگریزون نے بادشاہ کی سالانہ کچھ نقدی بھی مقرر کردی۔ اور نواب بنگال صوبہ دار رہا سرکار کمپنی اوسکی شریک نظامت و مال کے کامون مین رہی۔ نواب کی نظامت کا زور ٹوٹ گیا اور بادشاہ کا نذرانہ سالانہ ادا کرنا سرکار کمپنی کا کام تھا۔ شجاع الدولہ اول فیض آباد مین اپنے ملک مین بھاگ گیا۔ اور جب اوسنے سنا کہ الہ آباد بھی انگریزون کے ہاتھ پڑ گیا تو وہ لکھنو بھاگا۔ اور بیل کھنڈ کے افغانون سے مدد مانگی۔ اونھون نے اس نواب کے خاندان کو بڑی عزت سے جگہ مین رکھا۔ اور تین ہزار آدمیون سے امداد بھی کی۔ اور ملہار راؤ ہلکر سے مدد لیکر انگریزون سے لڑنا شروع کیا۔ مگر کان پور کے قریب اوسکو شکست ہوئی۔ اسلئے وہ اپنے ملک کو چلا گیا۔ اور بادشاہ الہ آباد مین انگریزون کا ایک پنشندار ہوگیا۔

بادشاہ کا الہ آباد مین رہنا

اب خاندان تیمور کے بادشاہ پاس ملک مین صرف صوبہ الہ آباد تھا۔ اور آمدنی مین وہ روپیہ تھا جو انگریز اوسکو دیتے تھے۔ دربار کی یہہ کیفیت تھی کہ پرانے پرانے سردار اس امید مین حاضر ہوتے تھے کہ شاید بادشاہ کے پہلے دن آئین۔ بادشاہ بھی اونکی خاطر بہت کرتا تھا۔ انگریزی جرنیل کرنیل بھی موجود رہتے تھے اور ملکی معاملات مین صلاح اور مشورہ دیتے تھے۔ اوقت مین مرزا نجف خان بادشاہ کا بڑا رفیق تھا۔ اور وہی دربار مین آفتاب تھا۔ شجاع الدولہ کی لڑائی مین اوسنے سرکار انگریزی کے ساتھ فاقت کی تھی۔ اسلئے ایک لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر انگریزون نے کوڑہ جہان آباد مین دیدی تھی۔ اوسنے فوجداری کا خوب انتظام کیا تھا۔ منیر الدولہ کو خان سامانی کی خدمت تھی۔ وہ ساری گھر کا مدار المہام تھا۔ اور سب فقیرون کا سرگروہ اور ساری نوکرون چاکرون کی موقوفی بحالی کا اوسے اختیار تھا۔ اور انگریزون سے جو معاملات ملکی مین سوال جواب ہوتے تھے وہ اوسیکی معرفت ہوتے تھے۔ اونکے سوا باقی سفلے ملازم تھے جیسے کہ سلم اللہ خان

اور راجہ رام ناتھہ اور بہادر خان محلی - وہ پادشاہ کی طبیعت سے بہت مناسبت رکھتے تھے ان سب مین سرفراز الدولہ حسام الدین خان تھا وہ پادشاہ سے اس سبب سے بہت تقرب رکھتا تھا کہ نکہ بائی نوچی کو رقص و سرود سکھا کر پادشاہ کا دل خوش کیا کرتا تھا اور اس کام سے بہت سا نفع اور فائدہ اوٹھاتا تھا وہی معتمد السلطنت تھا - شجاع الدولہ کا بیٹا مرزا سعادت علی جو اپنے باپ کے آخر کو قائمقام ہوا نائب و وزیر تھا

نجیب الدولہ کی معاملات دہلی مین

ہم لکھہ آئی ہین کہ ۱۷۶۵ء مین نجیب الدولہ کو امیر الامرا اور جوان بخت کو نائب پادشاہ دہلی مین شاہ ابدالی مقرر کر گیا تھا - نجیب الدولہ سے کوئی شخص بہتر اس کام کے واسطے نہین مقرر ہو سکتا تھا - شاہزادہ نوجوان ہوشیار نیک بخت ایسا ہی تھا جیسے کہ اوسکے خاندان مین نوجوانی مین ہوا کرتے ہین - نجیب الدولہ ایسا عاقل ہوشیار دانشمند تھا کہ کمتر ہوتے ہین - امانت داری اور ایمانداری تو اوسوقت مین اوسپر ختم تھی وہ اپنے پرانے آقاؤن نواب دوندے خان رحمۃ اللہ اور نواب زبردست شجاع الدولہ کی فرمانبرداری کیا جاتا تھا ملہار راؤ ہلکر سے بھی اوسکا ساز باز چلا جاتا تھا - یاد ہوگا یہہ مرہٹہ پانی پت کی لڑائی سے اپنی ہم وطنون کو جمع کر بھاگ گیا تھا - غرض یہہ جوانمرد امین ٹوٹی پھوٹی سلطنت کو نبھا رہا تھا - دوآبہ سے اوس نے مرہٹون کے حاکمون کو نکال دیا تھا - آگرہ کی قلعہ مین جاٹون کا تصرف تھا پانی پت مین جو نہ بمیت مرہٹو ہو چکی تھی اوسکے سبب سے آٹھہ برس تک اوسنے نہ چاہا جو ہندوستان کی طرف رخ کرتے - مگر ملہار راؤ اسے مستثنے نہین اب یہہ نجیب الدولہ کی عملداری اور انتظام دلی کے ارد گرد تھوڑی دور پر تھا سوا جاٹون کا عمل دخل تھا - اور اسوقت اوسنے کچھہ لڑائی نہ تھی +

نجیب الدولہ کی جاٹون کی ساتھہ لڑائی

جاٹون کا اگر مفصل حال لکھا جائے تو ایک کتاب بنجائے - اسلئے ہم اونکا حال جہان سکھون کی عملداری کا ذکر کرینگے وہان لکھینگے - مگر بالفعل تو راجہ سورجمل کا ذکر کرتے ہین - یہہ راجہ بڑا ہوشیار اور دانش تھا

سپہ سالاری کا سلیقہ مصف آرائی مین مہارت ملک ستانی مین کاردان بے درجہ کا تہا۔ وہ بہاؤ کی سا تہہ پانی پت کی لڑائی مین ہوا تہا۔ اگر بہاؤ غرور مین آکر اس شوخ و رزاجہ کو چھوٹا راجہ نہ گنتا اور پوری اوسکی امداد لیتا تو یقینی پانی پت کی لڑائی کی کچہہ اور ہی صورت ہوجاتی۔ اور سارے ہندوستان کی تاریخ کچہہ سے کچہہ ہوجاتی جب وہ مرہٹون سے جدا ہوا تو اوسنے اگرہ ہی جہین ایک مرہٹہ سردار تہا نکال دیا۔ اور میوات مین اوسنے قبضہ کیا چار قلعے نہایت مستحکم بنائے۔ غازی الدین خان عماد الملک اوسکے پاس پناہ لیکر آیا تہا مگر اوسکو تو نکالدیا اب اوسپر اس درجہ معاش فرانسیسی شمر و جو فرانسیسی شمر تہا۔ اور اوسنے شجاع الدولہ کو لڑایا تہا۔ اوسکی نوکری چہوڑکر سورجمل پاس ایک بہت بیسیوں اور ایک توپخانہ اور تین سو یورپ کے لڑنے بدمعاش لیکر آیا جب اس راجہ کو یہہ امداد مل گئی تو اوسنے دلی کی سلطنت ہی اپنی وزیری مین کرنی شروع کی نہ سلطنت کا نام ہی نہ رہے سو وقت نجیب الدولہ نے اس عقلمندی اور دانشمندی سے کام کیا کہ کچہہ دنون سلطنت کو تہام لیا۔ اور جاٹون کو بڑا صدمہ پہنچایا۔ اور سب مسلمانون کو خواب غفلت سے جہنجہوڑ کر اوٹہایا۔ اس لڑائی مین بلوچون نے بڑی امداد نجیب الدولہ کی کی اور اونہین کی بدولت جاٹون پر فتح نصیب ہوئی۔

مدت سے بلوچ فرخ نگر مین رہتے تہے۔ اونمین سے کامگار خان عہد محمد شاہ مین ایسا بخت بیدار اور صاحب اقتدار ہوا کہ وہ اکثر اوقات فوجداری کا کام کرتا۔ اور کبہی کبہی پانی پت اور حصار کی حکومت بہی اوسکے سپرد ہوجاتی۔ پہر اوسکے ملازمون مین سے بہادر خان نے عروج پایا۔ اور وہ پہلے پہل مین فوجدار ہوا۔ اوسنے عماد الملک اور نجیب الدولہ سے موافقت پیدا کرکے ایک قلعہ بارہ کوس پر دلی سے بنایا۔ اور اوسکا نام بہادرگڈہ رکہا۔ جب کامگار خان مرگیا تو اوسکی اولاد مین جہگڑا ہوا۔ تو سورجمل نے بلوچون کو مار دہاڑ دی اور فرخ نگر پر قبضہ کرلیا۔ اور نجیب الدولہ سے یہہ درخواست کی کہ بہادرگڈہ بہی اوسکے حوالہ کیا جائے۔ بہادر خان نے نجیب الدولہ سے استعانت چاہی۔ اور بڑی

مگر نجیب الدولہ کچھ نہ بولا۔ جب سورجمل نے یہہ دیکھا کہ میری خوف سے اوسنے بلوچون کا ساتھہ نہ دیا تو درخواست
اوسنے فوجداری کی۔ نجیب الدولہ نے یعقوب علیخان کو کہ شاہ ابدالی کے وزیر کا بھائی تہا۔ اور شاہجہانآباد
کی بھی قلعہ داری کر چکا تہا سورجمل پاس بہیجا۔ اوسنے چہینٹ کے تہانہ بہی بطور تحفہ کے اوسپاس بہیجے
اسکے بعد صلح کی باتین کرنی شروع کین۔ اور چہینٹ کے تہانہ بہی پیش کئے۔ وہ سورجمل کو بہی پسند آئے۔ وزیر کو بلا کر
اوسسے کہا کہ ہمارے لئے ایک جڑاؤ بہی اسکا تیار کرلاؤ۔ اب اس جوڑی مین ایسا لگا کہ وکیل سے کچھہ
بات بہی نہین کی جب وکیل نے اوسکو اس کام مین مصروف دیکہا تو وہ رخصت ہوا۔ اور اوسسے کہا
کہ ٹہاکر صاحب جلدی اور جہاسے کام کرنا نہین چاہئے۔ اب مین رخصت ہوتا ہون کل پہر آؤنگا
اوسپر سورجمل نے کہا کہ اگر آپ کل صلح کے لئے آئین تو کبہی نہین آئے گا غرض یعقوب علیخان نے
اٹکر نجیب الدولہ سے یہہ کہا۔ اوسی بی غیرت آئی اوسنے کہا کہ اب اس کافر پر انشاء اللہ جہاد کرونگا
اوسنے چارون طرف سے مسلمانونکو جمع کیا۔ کہ اتنے مین سورجمل سپاہ لیکر شاہدرہ کے قریب پہنچکر
آیا۔ ہمیشہ اوسکا ارادہ یون مین یہہ رہا کہ وہ فوج کا انتظام کرتا اور خود جوکہون کے مقامون سے جدا
رہتا۔ قاعدہ کے موافق اوسکو دلی کا محاصرہ کرنا چاہئے تہا۔ مگر وہ تہوڑے آدمیون کے ساتہہ وہان
آیا جہان بادشاہ کی پرانی شکارگاہ تہی۔ اپنے گنوار پنے سے اوسکو بڑی شان سمجہا کہ مین بادشاہ ہو
شکارگاہ مین شکار کہیل آیا۔ سید محمد خان پچاس سردون کا رسالہ لئے جاتا تہا۔ ایک شخص نے بتلا
کر خانصاحب آپ کدہر جاتے ہین دیکہئے سورجمل اکیلا کہڑا ہے۔ خانصاحب اوسپر پل پڑے اور شکارگاہ مین
شکار مار کر نجیب الدولہ پاس آئے۔ نجیب الدولہ کو دو روز تک یقین نہ آیا کہ سورجمل مارا گیا۔ جب یعقوب علیخان
نے اوسکا وہ ہاتہہ بہیجا کہ جسمین ناسور تہا اور اوسکی آستین کو دیکہا کہ وہ اوسی چہینٹ کی تہی جو
اوسنے دی تہی تو اوسکو یقین ہوا۔ اوسکا بیٹا جواہر سنگہ سکندرآباد سے سپاہ لئے چلا آتا تہا۔ کہ
دفعۃً مغلون نے اوسپر حملہ کیا۔ اور اوسکے لشکر کے ساتہہ ایک نیزہ پر سورجمل کا سر بہی تہا۔ اس نیزہ کو

دیکھہ کر وہ ایسے گھبرائے کہ شکست کھاکر اپنے ملک کو بھاگے۔ جواہر مل اپنے باپ کی گدی پر بیٹھا اور اوسنے یہہ بڑی غلطی کی کہ وکیلونکو بھیجکر ملہر راؤ کو اپنی امداد کے واسطے بلایا۔ اول مین تو وہ کامیاب ہوا۔ شاہجہان آباد کا محاصرہ کرلیا۔ اور دو تین مہینہ تک نجیب الدولہ کو ستایا کیا۔ مگر ملہر راؤ ملکر ہمیشہ مسلمانون کا رفیق دل سے تہا۔ وہ جاٹون کو چھوڑکر بھاگ گیا۔ اس سبب سے صلح ہوگئی۔ اور خضر آباد مین نجیب الدولہ کی جواہر سنگہ سے ملاقات ہوئی۔ پھر اپنے ملک کو چلے گئے اب اس نوجوان کے ہمراہ وہ ستمگر و فرانسیس پھر ہوا۔ یہہ بھی عجب مرد آدمی تہا پہلے وہ میر قاسم عالی جاہ کا نوکر ہوا۔ اوسکو نمک حرامی سے پکڑوا کر شجاع الدولہ کے حوالہ کیا۔ اور پھر شجاع الدولہ کا نوکر ہوا۔ اوسکو خراب کیا۔ پھر جواہر مل کا نوکر ہوا۔ اور اوسکو چڑہا کر راجہ مادہو سنگہ جیپور والے سے لڑنیکے لئے لے گیا۔ اجمیر کے قریب کہرکے تالاب پر جیپوتون سے شکست پائی۔ تو پھر وہ راجہ جے پور کا نوکر ہوگیا۔ اب جواہر سنگہ پھر الور مین آیا۔ پھر یہان سے بہرت پور مین گیا۔ یہانسے آگرہ مین پہنچا۔ اور تہوڑے دنون مین مارا گیا۔ بعض کہتے ہین کہ جے پور کے راجہ نے قتل کرادیا۔ اسکے بعد جاٹون کی ریاست مین بہت سے جہگڑے برپا ہوے۔ اور سورجمل کے دو بیٹے اور مارے گئے۔ باقی تدابیر بیٹا رنجیت سنگہ راجہ ہوا۔ اوسکے عہد مین جاٹون کی ریاست کا بڑا عروج ہوا۔ جس ملک پر وہ فرمانروائی کرتے تہے اوسکے شمال مغرب مین الور اور جنوب مغرب مین آگرہ تہا۔ اوسکی مدنی دو کروڑ روپیہ کی تہی ساٹہہ ہزار فوج اون پاس تہی۔

شاہ ابدالی کا آنا اور سکہون کو شکست دینا

اسوقت دکہن مین مرہٹے اپنے جہگڑون مین آپ پہنسے ہوے تہے اونہون نے ہندوستان پر بالکل توجہ نہین کی اور ۱۷۶۶ء مین جو الہ آباد مین اونسے بادشاہ سے معاملے ہوے اونکا بہی کچہہ لحاظ نہین کیا۔ مگر اوس ملک مین دنگہ مچا یا جہان وہ بہہ جانتے تہے کہ بادشاہ انگریزون کی اعانت سے قابض ہوگا۔

نجیب الدولہ نے گو اپنی پاک طینتی اور حسن نیتی سے شاہجہان آباد کا انتظام کیا۔ اور سب کو خوش راضی کیا۔ مگر وہ دہلی کی سلطنت کو مستحکم نکر سکا۔ اور نہ وہ ملک دوبارہ لے سکا جسے بادشاہ چین آرام سے اپنی باپ دادا کے قلعہ مین بسر کرتا۔ ابھی مشرق مین جاٹون سے اور سنے اپنی دلیری اور جوانمردی سے پیچھا چھڑایا تھا کہ مغرب سے سکھون نے دہلی پر آفت لانیکا ارادہ کیا۔ مگر اسوقت شاہ ابدالی نے پھر اوسکی مدد کی۔ سکھون نے اس بادشاہ کی نائب کو نکالدیا تھا۔ اور سارے ملک مین غدر مچا رکھا تھا۔ ۱۷۶۷ء مین وہ لاہور مین آیا۔ سکھ بھاگکر پہاڑون مین چلے گئے۔ الا جاٹ نے سرسند مین والا کے قریب سپاہ جمع کی۔ شاہ ابدالی نے نوے کوس دو روز مین طے کرکے اوسپر حملہ کیا۔ اور شکست دی۔ اور بیس ہزار آدمیون کو قتل کیا۔ اور پانی پت کی نواح مین پچاس ہزار سپاہ لیکر آیا۔ لیکن نور الدین خان کو لاہور مین اپنا نائب مقرر کرکے چلا گیا۔ پھر کبھی ہندوستان مین نہین آیا۔ شجاع الدولہ کو ایک لعنت ملامت کا خط لکھکر بھیجدیا کہ ہم نے تجھسے کیا کہا تھا اور تو نے بادشاہ کی ساتھ کیا سلوک کیا۔ مگر یہہ بیوفا کب اوسکی روانگی کے بعد اوسکی بات کو مانتا تھا +

مرہٹون کا پھر تیور اور دوآبہ کا لینا

اب مرہٹون نے ۱۷۶۸ء مین تمام اپنی آپس کے جھگڑونسے فرصت پائی۔ اور چنبل پار اونترے اور اور اس سنہ کے آخر مین وہ جے پور پر گرے۔ اور یہان سے ۱۷۶۹ء مین شہر متھورہ مین پہنچے وہان سے محصول لیا اور دہلی پر حملہ کا ارادہ کیا۔ اونکے سردار دو تھے۔ ایک مادھوجی سیندیا پیشوا۔ وہ راجپوتانہ سیندیا کا بیٹا تھا۔ وہ رسیلون اور پٹھانون کا جانی دشمن تھا۔ دوسرا ٹوکاجی ہلکر تھا وہ ملہرا و ہلکر کا نزدیکی رشتہ دار تھا۔ وہ اپنی آقا کی طرح پٹھانون کو دوست رکھتا تھا۔ غرض ان دو سردارون مین ہمیشہ اختلاف رہا کرتا تھا۔ اسی سبب سے مرہٹون کے معاملات سرسبز نہوئے اور اس اختلاف سے اونکی دیرینہ بری نیتین آئین۔ اب دہلی مین نجیب الدولہ نے ہلکر کے ساتھ اتفاق کرکے حملہ کرنیوالون سے مصالحہ کرلی۔ اسمین جاٹون کو

نقصان ہوا۔ مگر رہیلون نے جو نجیب الدولہ کے کہنے سے صلح کی وسکے سبب سے وسط دوآبہ کی اضلاع مرہٹون کے حوالہ کرنے پڑی جو بادشاہی اضلاع دہلی اور الہ آباد کے درمیان تھے۔ تھوڑی دنون کے بعد یہہ وزیر نہایت ساٹھہ برس کی عمر مین مرگیا۔ کچھہ ضرور نہین کہ ہم اسکی تعریف نجیب و یرکی خوبیون کا زبان قلم سے بیان دین۔ خود اوسکے کام اوسکا اظہار کر رہے ہین کہ بچاس ہزار سوار کی سرداری سے اوسنے میدان جنگ مین دلاور انہ کام کرکے اپنے تئین اس رتبہ پر پہنچایا۔ اور خوش اخلاقی اور نیک نیتی سے اپنی ان پڑہ ہوے اور عالی خاندان نہونے کی عیبونکو مٹایا۔ سلطنت کی کل جو بالکل بند پڑی تہی اوسکو اپنی جوانمردی کے ہاتھون سے چلایا۔ ضابطہ خان اوسکا بیٹا جانشین ہوا۔ اگر اس بیٹے مین بہی باپ کی سی لیاقتین ہوتین اور شاہ عالم بہی عالی حوصلہ اور صاحب ہمت ہوتا تو سلطنت تیموریہ کے سوکہے کہیتکو یون ہر کر اڑتا۔ کہ یہہ رہیلونکو اپنا رفیق بناتا۔ سندیہا اور ملکر کو آسمین لڑاتا بہڑاتا۔ انگریزون کے ساتہہ دوستی رکہتا۔

ضابطہ خان کا دلی سے مرہٹونسے نکلنا

جب مرہٹے دوآبہ کو اور ہر حصونمین پہیلے۔ اور تمام رہیل کہنڈ مین فرخ آباد کے سوا پہیل گئے۔ تو ضابطہ خان نے کوئی لڑنیکا سامان نہین کیا۔ یہانتک کہ ۱۷۷۳ء مین مرہٹے دارالسلطنت پر بہی قابض ہو گئے قلعہ مین ہونہون نے جوان بخت کو بدستور قائم رکہا۔ اور خود اوسکی طرف سے انتظام کرنا شروع کیا۔ ضابطہ خان نے مرہٹون کا مقابلہ نہین کیا۔ بلکہ وہ اپنی ریاست سہارنپور اور نجیب گڈہ کو چلا گیا۔

بادشاہ کا دلی مین آنا

شاہ عالم اپنے پست فطرتی اور کم عقلی سے ہمیشہ محکوم کسی اپنے ملازم کا ہوجاتا۔ آج کل امیر الامرا اور انگریزون کے کہنے مین چلتا تہا۔ اب یہان الہ آباد مین رہتے رہتے اسکا تنگ ہوگیا تہا۔ کہ اوسنے شاہجہان آباد کا ارادہ کیا۔ مگر اوسکا وہ محتاج تہا کہ کوئی اوسکو وہان تک پہنچاوے اس کام کے واسطے مرہٹے مقرر ہوئے۔ اور سیف الدین خان بہیجکر مرہٹونکے سردارون پاس دکن مین گئے۔ اور

۱۷۷۱ء کے آغاز مین بادشاہ کلکتہ مین انگریزی حاکمون سے اس امر مین مشورہ پوچھا۔ اونہون نے نہایت اپنی مرضی کے خلاف یہہ ارادہ بتایا۔ شجاع الدولہ نے اپنے اغراض نفسانی کی سبب سے در پردہ بادشاہ کی اس ارادہ کی تائید کی۔ مئی ۱۷۷۱ء مین الہ آباد سے بادشاہ دلی کو چلا۔ اوسکے ساتھہ اسوقت فوج تھوڑی تھی۔ مگر راستہ تھی۔ ایک پلٹن انگریزی وردی پہنے ہوئے تھی۔ صید ڈک فرانسیسی اوسکا افسر تھا اگرچہ انپڑھ تھا مگر سپاہی اچھا تھا۔ سپہ سالار مرزا نجف خان تھا۔ اور میجر جرنیل سر رابرٹ بارکر صاحب بھی فوج لیکر کڑہ تک بادشاہ کی ساتھہ گئی۔ یہان ان جرنیل صاحب نے بادشاہ سے عرض کیا کہ آپ دلی جائیے۔ مگر بادشاہ نے نہ مانا جن اضلاع مین بادشاہ ہوکر جاتا گیا پہلے اوسکی حکومت کا کوئی نشان اونمین نمودار نہ ہوا۔ اب سن بادشاہ کی سلطنت مین دو مخالف گروہ تھی ایک مسلمان جو یہہ چاہتے تھی کہ شاہ ابدالی جسقدر ملک ہماری لئے چھوڑ گیا ہے اوسکو اپنی قبضہ مین رکھین۔ دوسرے مرہٹہ تھی جو یہہ چاہتی تھی کہ پانی پت کی لڑائی مین جو نقصان ہمارا ہوا ہی اوسے پورا کرین۔ انکے سوا شجاع الدولہ تھا جو اس تاک مین رہتا تھا کہ جو گروہ ضعیف ہو اوسی سے پہلے لڑے۔ انگریز بھی اپنی دانشمندی سے اعتدال کے ساتھہ سب فصولون کے درپے تھی۔ اب بادشاہ فتح گڈھ مین پہنچا۔ یہان احمد خان بنگش نواب فرخ آباد مرا تھا۔ اوسکے بیٹے مظفر الدولہ نے پانچ لاکھہ روپیہ نذرانہ کا پیش کیا۔ بادشاہ یہان برسات کے سبب مقام کیا۔ اسوقت بیس ہزار مرہٹون کی فوج دہلی مین تھی۔ اور ہوجی سندیا اپنے فرزند کو بادشاہ مین بادشاہ پاس آیا۔ اور اپنے عہد و پیمان پر بادشاہ سے ٹھہرا گیا۔ اور ۲۵ دسمبر ۱۷۷۱ء کو بادشاہ قلعہ مین داخل ہوا۔ عبدالاحد خان کشمیری بادشاہ کا مقرب تھا۔ مجد الدولہ کا اوسکو خطاب ملا وہ مدار المہام بادشاہ کے گھر کا ہوا۔ یہہ ایک آدمی بڑا مکار اور فریبیا تھا۔ اوسکے کاموں سے آگے حال معلوم ہوگا۔ مرزا نجف خان نے سپاہیون اور بہادرون کو تلاش کرکے اپنی تئین لائق سپہ سالار بنایا۔ اب یہان بادشاہ کو اوسکے دوستون یعنے مرہٹون نے چین نہین لینے دیا۔

مرزا نجف خان کا حملہ ضابطہ خان پر

ابھی ہم نے لکھا ہی کہ ضابطہ خان کو ایک برس گذر گیا تھا کہ وہ اپنی علاقہ باونی محال یعنے اضلاع پنہار نور اور مظفر نگر کو چلا گیا تھا۔ اوسکے پاس تین بڑے مضبوط قلعے تھے۔ دوبیہ گڑھ و سکرتال دریا گنگ کے بائین طرف ہیں یہہ اوسکے باپ کے بنائی ہوئے تھے تیسرا قلعہ جو گنگا و مظفر نگر کے قریب اوسنے خود بنایا تھا جسکی عالیشان مسجد اجتک اوسکا نشان بتاتی ہے۔ ان قلعوں پر اول بادشاہی لشکر نے حملہ کرنیکا ارادہ کیا۔ اوسنے اول سکرتال کا محاصرہ کیا۔ اور مدت تک لڑائی ہوتی رہی۔ اور ضابطہ خان جب محاصرہ سے تنگ ہوا تو اوسنے اپنی بہائی ہندو نکو لکھا کہ جہان جہان گنگا پایاب ہو گئی ہے اون مقاموں کی حفاظت کرو۔ اگر دشمن گنگا پار اوترآئینگے تو نہ مجھے چھوڑینگے نہ تمہین۔ اس لکھنے پر ان فعالوں نے معابر کا انتظام کیا۔ اس انتظام سے مرہٹون اور نجف خان کو بھی معلوم ہوا کہ گنگا پایاب ہے۔ اسلئے وہ چند معابر کے سامنے سے گذرا جسپر محافظین نے پہنچ جانا کر اوتر کر حملہ آور ہوا۔ ضابطہ خان نے مقابلہ اوسکا اچھی طرح کیا۔ مگر شکست کھا کر شجاع الدولہ پاس بھاگ گیا۔ گھر بار اہل و عیال اور خزانہ اوسکا دشمنون کے ہاتھ لگا۔ ان اہل و عیال مین غلام قادر خان اوسکا بڑا بیٹا بھی تھا۔ وہ ایسا خوبصورت تھا کہ جب بادشاہ پاس پہنچا گیا تو اوسنے محل اپنی بیگم بنایا۔ شاید اسی کا عوض آخر اوسنے لیا۔

مرزا نجف خان کا حال

اگرچہ یہہ لڑائی مرہٹون کی ضابطہ خان کے ساتھ تھی مگر اسمین مرزا نجف خان نے بڑا نام پایا۔ واقعی وہ اسی کے لائق بھی تھا۔ اصل مین وہ ایران کا شاہزادہ تھا۔ وہ اپنی بہن کے ساتھ ہندوستان مین آیا تھا۔ اور اوسکی بہن آصف الدولہ کی بھائی اعز الدولہ کو بیاہی گئی تھی۔ اوسنے لیاقت و شجاعت سے اپنا عالی خاندان ہونا اور ہندوستان کے امیرون سے برتر ہونا دکھلا دیا۔ اول اپنے بہنوئی کے بیٹے محمد قلی خان پاس الہ آباد مین رہتا تھا جب شجاع الدولہ کے دعا سے اپنی بھتیجے کو بادشاہ کا وزیر دیکھا تو وہ پھر شاہ عالم کی رفاقت مین سنہ ۱۷۶۰ء

اوسکے ساتھہ جو رفاقت اور لیاقت کی کام کئے اونہین آگی بڑہ لینا +

رہیلون اور شجاع الدولہ کی صلح

پادشاہ فی ۱۷۷۲ء کو برسات تو دہلی مین بسر کی۔ مرہٹے آگرہ کے ارد گرد پڑے رہے۔ رہیلون نے شجاع الدولہ کے ساتھہ اتفاق کرکے اہل سلام کو متفق کرنا چاہا۔ اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ اسمین صلحنامہ لکہا گیا۔ اور اسمین سرآرپار کرصاحب نیل شریک تہے اور اونہین کی صلاح اور مشورہ سے یہہ صلح ہوئی کہ حافظ رحمت خان شجاع الدولہ کے ساتھہ اون سب معاملون مین اطاعت کرے جو ضابطہ خان کی معاونت سے متعلق ہون اور چالیس لاکہہ روپیہ چار قسطون مین اس کام کے واسطے ادا کرے کہ مرہٹے رہیل کہنڈ سے خارج ہو جائین غرض یہہ صلح جو مرہٹون کی حق مین زہر ہوئی ۱۱ جولائی ۱۷۷۲ء کو لکہی گئی۔ یہہ ان افغانون مین اسمیز ایسی تلوار چلی کہ بہائی بہائی کے خون کا پیاسا تہا۔ بیٹا باپ کے لئے تلوار سونتے پہرتا تہا۔ باپ بیٹے کو بیچ کرنیکے لئے ڈہونڈہتا تہا۔ شجاع الدولہ کی تحریک سے ضابطہ خان نے مرہٹون سے سازش پیدا کی۔ مرہٹون نے اوسے وعدہ کیا کہ بادشاہ سے یہہ قصور معاف کرادی جائینگے۔ اور باپ کا عہدہ امیر الامرائی کا دلا دینگے۔

دلی کی قریب لڑائی اور ضابطہ خان کا امیر الامرا ہونا

مرہٹون نے رجبت سنگہ کو اکسایا کہ وہ اپنی کسی بہائی سی ریاست بلگڈہ کی چہین لے جب اسکا ارادہ کی خبر رئیس بلگڈہ کو ہوئی تو اونہنے بادشاہ سی استعانت چاہی۔ ۱۷۷۲ء کی آخر مین مرزا نجف خان جسکا اب خطاب ذوالفقار الدولہ ہو گیا تہا ایک لشکر اوسکی استعانت کے واسطے ایک بلوچ سردار کے ماتحت بہیجا۔ مرہٹون نے اپنا لشکر بہرتپور کے جاٹون کی کمک کے لئے بہیجا۔ اونسے بہرتپور کی لشکر کے ساتھہ ملکر بادشاہی لشکر کو دلی کی طرف پسپا کیا۔ سندیہانی اس لڑائی کو اسلئے نہین پسند کیا کہ اوسمین نظم و ضبط پیچہین تہا۔ اوسکو رہیلو نسی نفرت تہی اسلئے وہ توجہ بہرتپور نہین ہٹا گیا۔ ٹوکا بھی ملکر اور مرہٹے آگے دلی کی طرف بڑہے۔ بدر پور پر ضابطہ خان نے اوسکا مقابلہ کیا۔ اگرچہ سپاہ اچہی تہی اور اونکی سپاہ

مسٹر میڈوک تہا۔ مگر تعداد اوسکی قلیل تہی۔ دشمنون کے کثیر لشکر کے سامنے نہ ٹہر سکے۔ اور پسپا ہوکر ہمایون کے مقبرہ کے پاس آئی۔ چار روز یہان بہی لڑائی کا ہنگامہ برپا رہا۔ اور مرزا کا بہانجہ مرزا حسن لڑائی مین مارا گیا۔ مرزا بہی پسپا ہوکر یا گنج کی راہ سی شہر مین داخل ہوا۔ دشمن بہی اوسکے پیچہے آئے قلعہ کی حفاظت مرزا نے اچہی طرح کی مگر حسام الدولہ مرہٹون کے لشکر مین پیغام صلح لیکر چلا گیا اسوقت بادشاہ کی ضعیفی اور نالائقی سے مرزا کی ساری بہادری خاک مین مل گئی۔ مرہٹون کو اسوقت دکہن جانیکی ضرورت تہی اسلئے بادشاہ سی فقط یہہ شرائط ٹہہر گئین کہ ضابطہ خان امیر الامرا اور وہ اضلاع دوآب جو بادشاہ پاس انگریزون کی حمایت کے سبب سے تہی وہ اونکو دیے جائین۔ یہہ شرائط منظور ہوگئین۔ اب مرہٹون نے سکرتال کی لڑائی کی تنخواہ کا دعوی مرزا سے شروع کیا۔ اور اوسکے دربار مین نہ آنیکا حکم بادشاہ سی دلوایا۔ یہہ ذکر دسمبر ۱۷۷۲ء یعنے بادشاہ کے بیٹے سے گیارہ مہینہ بعد کا ہے۔ اب آگے ۱۷۷۳ء کی سنو

مرہٹون اور مرزا نجف خان کا ملاپ

اسوقت مرزا نجف خان کے ساتہہ تہوڑے سے آدمی مرنے لڑنے والے جوانمرد تہے۔ سہارنپور سے اوسنے اپنی متبنے فرزند سیاخان کو بہی بلا لیا۔ اور نہر اور دھلدہ کی طرف اسمعیل خان کابلی کی مستحکم حویلی مین ہو بیٹہا۔ مرہٹون سے کسی طرح نہ دبا۔ بڑے بڑے جواب اوسنے دیتا رہا۔ اور اونسے کہدیا کہ مین تمہاری تنخواہ نہین دے سکتا۔ ایک دن نجف خان ہتیا لگا اور سنبر کیرے بہین اپنے لشکر کو لیکر مرہٹون سی لڑنیکو نکلا۔ اور جب وہ اونکے لشکر کے قریب پہنچا۔ تو اونکی فوج نے مرزا کا استقبال کیا۔ اور بڑی خاطرداری اور عزت سی اپنے خیمہ مین لے گیا +

رہیلون سی لڑائیان

اب مرزا نجف خان سے اتحاد پیدا کرکے مرہٹون نے رہیلون پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا۔ اور رام گہاٹ سے وہ رہیلکہنڈ مین آن پڑے۔ بادشاہ نے جو صوبے اپنے دوآبہ زیرین مین چہوڑے تہے اور اونکا انتظام نکر سکتا تہا

وہ انگریزون نے بچاس لاکھ روپیہ کو شجاع الدولہ کے ہاتھ بیچ ڈالے تھے۔ اب انگریزی سپاہ شجاع الدولہ کے ساتھ مرہٹون سے لڑنیکے لئے رہیل کھنڈ مین مستعد ہوئی۔ حافظ رحمت خان کو چالیس لاکھ روپیہ کی ضرورت پڑی۔ اوسنے مرہٹون سے دوستی کرلی جب شجاع الدولہ اور انگریزون کی فوج اوسکو نظر پڑی تو وہ پھر مرہٹونکو چھوڑکر آن ملا۔ مرہٹے اسلئے ٹاوہ کو چلے گئے پیشلو کے مرنیکے سبب سے اونکو ضرورت دکن مین جانیکی تھی وہ وہان چلی گئی۔

مرزا نجف خان کا دلی مین بحال ہونا

مرزا نجف خان شجاع الدولہ کا رشتہ مند تھا۔ اوسی پاس چلا آیا۔ نواب زیر شجاع الدولہ نے اوسکو اپنا نائب مقرر کرکے بادشاہ پاس بھیجا اور انگریزون نے اوسکے بہت سفارش بادشاہ سے کی کیونکہ وہ ایک ایسا سردار تھا جو انگریزون کے دشمنون کا یعنے مرہٹون اور سیلون دونون کا دشمن تھا اسلئے بھی اوسکا بادشاہ پاس رہنا چاہتے تھے غرض ان سفارشون کے زور اور کچھ اپنی سپاہ اور جوانمردی کے بل سے وہ اپنی عہدہ پر بحال ہوا۔ ضابطہ خان جاٹون پاس چلا گیا حسام الدولہ قید ہوا۔ اور سارا روپیہ جو ناجائز طور سے کہایا گیا وہ پندرہ لاکھ روپیہ کے قریب گلوایا گیا۔ اسے شاہ عالم کا انتظام سمجھنا چاہئے۔ ایک تو کرجو دو برس سے نوکر تھا۔ پندرہ لاکھ کہا گیا۔ اوسکی جگہ عبدالاحد خان مدارالمہام مقرر ہوا منظور علیخان ناصر ہوا۔ عبدالاحد خان کشمیری کا حال پہلے لکھ چکے ہین منظور علیخان بھی سنگدل غاباز نمک حرام تھا۔

مرزا نجف خان کی جاٹون سی لڑائیان

مرزا کا مدت سے ارادہ جاٹون سے لڑنیکا تھا۔ مگر وہ ۱۱۷۷ھ مین رہیل کھنڈ کی مہمات مین مصروف رہا۔ اوسنے اکبرآباد کا قلعہ جاٹون سی لیکر مرزا بیگ ہمدان کے سپرد کردیا۔ جاٹون کے راجہ رنجیت سنگھ کو اسکا بڑا داغ تھا۔ اوسنے دارالسلطنت پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا۔ اور دس ہزار سوار لیکر سکندرآباد مین پہونچا

دلی مین اسوقت سپاہ پانچہزار سوار اور دو پلٹنین سپاہیونکی تہین وہان جاٹون کے نکال دینے کی واسطے کافی ہوئین مگر پہر نجیب سنگہ شمرو کو ساتہہ لیکر آیا۔ اسوقت مرزا سہیل کہنڈ سے آگیا تہا۔ ۱۷۷۴ء اکی برسات کے بعد وہ اونسے لڑنیکے لئی روانہ ہوا۔ ایک سردار بریانہ سی نجف قلی خان دس ہزار سپاہ لیکر آگیا تہا۔ یہہ سردار بڑا عمدہ سپاہی تہا۔ اور وہ بڑا وفادار اور خیرخواہ اپنے آقا کا تہا وہ ذات کا راٹھور رجپوت بیکانیر کا رہنے والا تہا۔ پہلی محمد قلیخان کے باپکے پاس رہتا تہا۔ مرزا کے کہنے سی مسلمان ہوگیا تہا۔ اب اس زمانہ مین سیف الدولہ خطاب پا گیا تہا۔ اور چونسیلا کہہ روسپہ کی ملک پر صوبہ تہا۔ جب ۱۱ اس بڑی لڑائی کے لئی روانہ ہوا تو عبدالاحد خان مجدالدولہ کی بن آئی۔ جہانتک ہو سکا بادشاہ کے کان مرزا کی طرف سے بہرے اور رہت سے منصوبے اوسکے بگاڑنیکے سوچی۔ اور یقینی وہ بڑا فساد کہڑا کرتا مگر اسوقت صفدرالدولہ وزیر اپنے باپ کی جگہ ہوا تہا۔ اوسکا وکیل لطافت خان پانچہزار سپاہ لیکر بادشاہ کی خدمت گزاری کے لئی حاضر تہا۔ اس لشکر نے عبدالاحد خان کی بدذاتیون سے دلی کو بچا لیا اب جاٹ ہڈول مین تہے۔ یہان سے اونکو مرزا نے نکالدیا۔ تو وہ کوٹ بن مین چلے گئے۔ یہان دو ہفتہ تک چہیڑ چہاڑ لڑائی کی رہی۔ پہر وہ ڈیگ مین چلے گئے۔ اب مرزا نے یہہ دیکہکر جاٹون کے حملے موقوف ہوئے۔ وہ اونکے لشکر کو اپنے پیچہے چہوڑ کر پرسانہ مین چلا گیا۔ یہان بڑی لڑائی ہوئی بادشاہی فوج کا ہراول نجف قلی خان تہا قلب سپاہ مین مرزا خود تہا۔ اوسکے بازوؤن مین پلٹنین سپاہیان میوون کی تہین جنکے عنصر دن فی بنگال مین مانگریزی قواعد سیکہی تہی پشت سپاہ پر مغلون کے سوار تہے۔ دشمنون کی سپاہ مین پانچہزار پیادی قواعد دان تہے۔ شمرو انکا افسر تہا۔ اونسے حملہ کیا۔ اور اپنی توپ بندوق کی آتشباری شروع کی۔ اوسکا جواب دوسری طرف سے بہی توپون سے دیا گیا۔ مگر اسمین مرزا کی سپاہ کی عمدہ عمدہ فسر مارے گئے۔ اور خود اوسکے بازو مین زخم آیا جسکو اونسے ایک کپڑے پر بیٹہکر باندہا۔ پہر اونسے تکبیر کا نعرہ مارکر اپنے مغل سوارون سے دشمنون پر حملہ کیا۔ اور نجف قلی خان پیادونکی

پلٹنون سے جاٹونپر گرا شمرو فی اپنی پلٹنون سے اوسکا سخت مقابلہ کیا۔ مگر تھوڑی دیر بعد وہ پست پا
ہوا۔ اور سیدھا ڈیگ کی طرف چلا گیا۔ فتح پانیوالون کے ہاتھ بہت سی غنیمت ہاتھ آئی۔ اور اونہون نے جاکر
قلعہ ڈیگ کا محاصرہ کر لیا۔ برس دن کے بعد محاصرہ مین وہ ۱۱۷۶ھ مین ہاتھ آیا۔ چھیالیس روپیہ نقد سوار اور سپاہ
کے ملا۔ جاٹ ہاتھ پیر مٹیا دینا ہلکا ہوکر بھرت کی طرف چلے گئے۔ جب مرزا یہہ فتوحات عظیم حاصل کرکے
ملک کا انتظام کر رہا تھا تو اوسکو دربار شاہی سے یہہ خبر آئی کہ عبد الاحد خان مجدد دیوان کی شرارت سے نظام الملک
نے بہت سے سکھونکی فوج بھرتی کرلی ہی۔ اور اوسکا ارادہ شاہجہان آباد مین آنیکا ہے۔ یہہ خبر سنکر مرزا
دہلی مین فوراً چلا آیا۔ یہان لوگون نے اوسکی بڑی تعظیم کی۔ برسانہ کی لڑائی مین شمرو بھی اوسکے ساتھہ تھا
تھا۔ اوسکا یہہ قاعدہ تھا کہ جس کسی کو زبردست دیکھتا ہو اوسکے ساتھہ اپنی پلٹنون سمیت ہو لیتا
۔ اب مرزا کی سبب سے مرہٹہ سلطنت مین دم آتا جاتا تھا۔ اس طرف ہندوستان مین سوا انگریزون کے بنگال مین
کوئی صاحب اقتدار اور چشم مرزا سے زیادہ نہ تھا۔ جاٹون پاس صرف تین قلعے رہ گئے تھے۔ آگرہ مین جو
صوبہ مقرر کیا تھا اوس پاس ایرانی اور مغلون کے سوار اور دو بریگیڈ پیادون کے تھے۔ جنکے افسر شمرو اور مریکدیہ
تھے۔ مرزا کی دلی فوج ہندوستانیون نجف قلی اور محمد بیگ ہمدانی تھے۔ مرزا شفیع بھی ایک رتبہ کا
امیر اوسکا بڑا رفیق تھا۔ بادشاہ سوقت قلعہ معلی مین عیش و عشرت مین مصروف تھا۔ نجف خان کے
اقتدار پر کسی کو حسد تھا تو عبد الاحد خان کشمیری اور اور نامور امیرون کو تھا۔ فائدہ ہے اس نامردمن محبت
کا نہین ہوسکتی۔ سیلون کی یاستین برباد ہوگئی تھین۔ اسلئے مرزا کے گرد سیلون کا ہی جمگھٹ
جمگھٹ رہتا تھا۔ مگر عبد الاحد خان نے مخفی مخفی ضابطہ خان کو بہکا کر باغی کردیا۔ مرزا نے بھی اوسکی
گوشمالی دہی جانی۔ اور اوسکے لشکر کو تباہ کردیا۔ ضابطہ خان کو کچھہ مرہٹون اور جاٹون سے اعانت کی
امید رہی نہ تھی اسلئے ایکدفعہ اوسنے سکھونکا دامن پکڑا۔ ان دنون مین سکھونکا اندر مٹیالہ اور جدید
سکھون کا بڑا زور شور ہو رہا تھا۔ ضابطہ خان سکھونسے ایسا مل گیا کہ اوسکے سکہ ہونیکا شہر ہوگیا

یہ سنکر سکہ اوسنے غوث گڈھ کی قلعہ مین جمع کئی نجف خان امیرالامرا بہادر نے جاکر خود قلعہ کا محاصرہ کیا پٹھانون نے بھی مورچہ باندہے غرض ایک مہینہ تک بڑی بڑی لڑائیان ہین - ایک دفعہ ضابطہ خان خود پیغام صلح لیکر مرزا پاس آیا - مگر صلح اپنی مرضی کی موافق نہین دیکھی اسلیے اوٹھا چلا گیا پھر سکھون اور رہیلون کو ساتھہ لیکر سخت لڑائی لڑا - ابدالی اور مرہٹون کی لڑائی جو پانی پت مین ہوئی تھی اوسکے بعد یہہ سخت لڑائی ہوئی - سارے دن ہنگامہ کارزار گرم رہا - دونون طرف کے مردون نے مردانگی اور مردی دکھائی جب شام ہوئی تو سکہ اپنے گہرونکو چلے گئے - ضابطہ خان اپنے قلعہ غوث گڈھ مین چلا آیا - دوسرے روز صلح کا امیدوار اور عفو تقصیرات کا خواستگار ہوا - مرزا نے قصور معاف کردیے - تہوڑے دنون وہ اونکی خدمت مین رہا - اور رشتہ مندی اونمین اسمین ہوگئی کہ ضابطہ خان کی بہن خود امیرالامرا سے اور اوسکی بیٹی نجف قلی خان سے بیاہی گئین - اور اوسی سیکہ سہارنپور کی فوجداری پہر اوسکو مل گئی - بعد اس لڑائی کے ہندوستان مین امن ہوگیا امیرالامرا دوبارہ آگرہ مین گیا - اور ملک کا انتظام شروع کیا - انگریزون نے بھی اوسسے عہد پیمان کرچاہے - مگر اوسنے ثمرو کے حوالہ کرنیسے انکار کیا - اسلیے اسمین عہد پیمان نہوئے - اسوقت اودہ مین صفدر جنگ وزیر بادشاہ کا وزیر صوبہ تہا - سرہند مین ملا احمد داد فوجدار مقرر ہوا - نجف قلی خان بھی اوس ملک کا صوبہ تہا جو سرہند کی سرحد سے راجپوتانہ تک پہیلتا تہا - ثمرو کو وہ ملک دیا گیا جو ضابطہ خان کے ملک کے پاس تہا - اسلیے اوسکا صدر مقام سردہنہ مقرر ہوا - یہہ ملک چھہ لاکھہ روپیہ کی آمدنی کا اوسکو لشکر کی تنخواہ مین دیا گیا - اسمین معاش کو بھی اپنی بدکارلیون کا پورا انعام مل گیا - اور وہ اوسکی آمدنی ہوگئی جو اوسکے ملک کی اچھے چھے امیرون کے تہی +

عبدالاحد خان کی سازشین اور اوسکی سکھون سے لڑائی

اب مرزا نجف خان کو پھر دلی مین لڑائیان لڑنیکے لئے آنا پڑا - سکھون نے سرہند کے فوجدار احمد داد خان کو

شکست دیکر بار پڑا۔ جب یہ خبر بادشاہ پاس آئی تو عبدالاحد خان نے یہہ سمجھہ کر کہ میں سکھونکو
شکست دیکر اور پہرا ونکو بلا کر مرزا نجف خان کا ہم پلہ ہو جاؤنگا اس مہم کا بیڑا اوٹھایا۔ اور مرزا
جوان بخت ولیعہد یا مرزا فرخندہ بخت کو یا مرزا اکبر کو ان میں سے کسی شاہزادہ کو ساتھہ لیکر خیمہ پر حاضر کیا
۔ اور صلا بعام خلائق کے ارد حکم نوکر رکھنے کی لئے کی چونکہ اوسمین شاہزادہ کا بھی حکم تہا۔ اسلئے
اوسکے ساتھہ لشکر کا ہجوم ہو گیا۔ اور پرانے سپاہی اور افسر بھی جمع ہو گئے۔ ایسے زمانہ میں نوکری کہان
ملتی تہی۔ اور مرزا نجف خان کے لشکر کا بھی ایک حصہ اوسکے ہمراہ گیا۔ غرض جب عبدالاحد خان پاس
بیس ہزار آدمیونکا لشکر ہو گیا۔ اور ایک توپخانہ ساتھہ تہا۔ کرنال میں سکھونکے قریب پہنچا۔ لڑائی سے
پہلے صلح چاہی اور سکھوں سے کہا کہ تم ہمیں لاکھہ روپیہ بالفعل دو۔ اور آئندہ سالانہ خراج دینے کا وعدہ کرو
غرض سکھونکے لشکر کو اپنے ساتھہ لاکر وہ شمال کی طرف چلا۔ مگر امیر سنگھ جاٹ پٹیالہ میں اوسے
روکا۔ عبدالاحد خان نے پھر صلح کا پیغام دیا۔ اب کیا تو وہ اس پیغام سے اس کشمیری کی جرات اور ہمت کو
سمجھہ گیا۔ یا وہ کشمیریوں کے قول و فعل کو معتبر سمجھتا تہا کیونکہ اس بے وفا ملک میں بھی کشمیری بیوفا
مشہور ہیں۔ (نوعی وفا میں یہہ ملک بے وفا اور اوسمیں کشمیری بیوفا تر ہیں مگر شخصے محبت
میں وہ تو اپنا جان بھی نہیں گنتے) جب یہہ کشمیری سچ مچ چلا تو لڑائی کی تیاریاں ہوئیں سکھونکا لشکر جو بادشاہی
لشکر سے ملا تہا وہ بھاگ گیا۔ امیر سنگھ کے پاس لاہور سے ایک اور لشکر امداد کو آ گیا۔ غرض بادشاہ
کے لشکر کا سردار عبدالاحد خان نامرد تہا شاہزادہ ناتجربہ کار تہا۔ خفیف سی لڑائی ہوئی تہی کہ
عبدالاحد خان تو ایسا بھاگا کہ پیچھے پھر بھی نہیں دیکھا۔ بیچارے لشکری مارے اور برباد ہوئے۔ غرض بادشاہی
لشکر پر بڑی آفت آئی بہت راہ میں مارے گئے۔ یہہ واقعہ ۱۱۶۹ھ کی موسم برسات کا ہے۔ اب یہہ فتح
پاکر پنجابیوں کا یہہ حوصلہ ہوا کہ دوآبہ میں لوٹ مار کرنے لگی۔ اور عبدالاحد خان کے درخت امید میں
کوئی پھل نہیں لگا۔ ساری کلیاں جھڑ گئیں۔

نجف خان کا دلی آنا اور سکھوں کا شکست دینا

۱۷۷۹ء مین نجف خان آگرہ مین آیا۔ کچھہ لڑائیان اون جیوتون سے ہوتی رہین جنہون نے عبدالاحد خان کے بہکانیسے سرکشی اختیار کی تہی۔ اب بادشاہ نے اوسکو تاکید کرکے بلایا۔ وہ وہان سے آیا جب شاہان آباد کے قریب عبدالاحد خان اور شاہزادہ سے ملا۔ تو اونسنے فوراً اس کشمیری کو پکڑلیا۔ اوسکی فرودگاہ مین قید کردیا اور دلی مین جاکر اوسکا سارا گہر ضبط کرلیا۔ بیس لاکہہ روپیہ کا سرمایہ کل نکلا۔ وہ خزانہ شاہی مین داخل ہوا۔ یہہ اس مرزا ہی کی ایمانداری تہی کہ اوسکے اسباب مین سے سوا چند کتابون اور دلوں کے صندوق کے کچھہ اپنے پاس نہین رکہا۔ عبدالاحد خان کی حرکات عجیب و غریب تہین۔ اوسکو کہانیکا اور روایون کا بڑا شوق تہا۔ ہمیشہ وہ کشمیر کے چانوں کہا کرتا تہا۔ اور چانوں کو منہ پر کہہ کر بتا دیتا تہا کہ وہ کشمیر کے ہین یا نہین مرزا نے اس کام کو تمام کرکے مرزا شفیع کی ماتحت لشکر سکہہ کی تنبیہ کیواسطے روانہ کیا۔ میرٹہہ کے قریب ایک لڑائی ہوئی۔ مغلون کی بہادری اور قوائد کے سامنے سکہون کی کچھہ چلی۔ اوکا سردار مارا گیا۔ پانچ ہزار سکہ قتل ہوئے۔ باقی اس ملک سے بالکل نکل گئے۔

شمرو کا مرنا اور اوسکی بیگم کو ریاست کا ملنا

۴ مئی ۱۷۷۶ء کو آگرہ مین شمرو مرگیا۔ اوسکی قبر پر پیرگیری مین یہی تاریخ لکہی ہے۔ یہہ بڑا سفاک بے رحم بے وفا بے ایمان تہا۔ جو لشکر اوسکا تہا اوسکی مدار اوسکی بیگم ہوئی۔ یہہ بیگم ایک عرب کی بیٹی کسبی کے پیٹ سے تہی۔ وہ کوٹانہ مین رہتی تہی ۱۷۵۳ء مین پیدا ہوئی تہی جب باپ مرگیا تو سوتیلی بہائی کے ہاتہہ سے عاجز ہوکر وہ اور اوسکی ماں ۱۷۷۰ء مین دلی مین جاکر کچھہ دنون اوسکی شمرو سے آشنائی رہی۔ پہر اوسکی شادی ہوگئی۔ شمرو کے بیٹا ایک مسلمان عورت کے پیٹ سے تہا۔ مگر مرزا نجف نے شمرو کی بیگم ہی کو لائق سمجہکے ریاست عنایت کی۔ ۱۷۸۱ء مین اس بیگم نے معلوم نہین کس سبب سے عیسائی مذہب اختیار کرلیا جو ہا اوسکا عیسائی نام رکہا گیا +

مرزا نجف کی وفات اور مرزا شفیع اور فراسیاب جانکا آپسمیں لڑنا

۲۶ اپریل ۱۷۸۲ء کو مرزا نجف نے بھی انتقال کیا۔ بیالیس برس وہ ہندوستان مین رہا۔ اٹھارہ برس کی عمر مین یہان آیا تہا۔ ساٹھ برس کے قریب اوسکی عمر تہی۔ ماں کی طرف سے سید تہا۔ باپ کی طرف سے صفوی تہا۔ جہانتک بن سکا اوسنے اپنی نیک نیتی اور ایمانداری سے سلطنت کے بحال کرنیمین کوشش کی جو اوسکا نتیجہ ہوا وہ تم نے پڑہ ہی لیا ہے۔ اب اوسکے جاہ و منصب کے دو مدعی کہڑے ہوئے ایک افراسیاب خان جسکو اوسنے اور اوسکی بہن بیٹے کیطرح پالا پہا تہا۔ دوسرے مرزا شفیع اوسکا قریبی رشتہدار تہا۔ اوسکی پاس سپاہ بہت تہی ان دونو سببون سے اوسکا دعوی قوی معلوم ہوتا تہا۔ مگر مرزا نجف خان کی بہن کی بیٹی آخر امیر الامرائی کا خلعت افراسیاب خان کو بادشاہ نے بموجب وصیت مرزا نجف خان کے دلادیا۔ مگر اوسکی سپاہ ہی نے ایک چٹ مخفی مرزا شفیع کو بہیجدی کہ جلدی آؤ۔ اب افراسیاب خان نے اول کام یہ کیا کہ نواب عبد الاحد خان کو قید خانہ سے رہا کرایا۔ پہر وہ بادشاہ کے منہ چڑہا۔ اب مرزا شفیع دہلی مین آیا۔ اور نجف خان کے گہر مین اوترا۔ اوسکی بہن نے اپنی بیٹی کی شادی کرنیکا وعدہ اوسے کیا۔ غرض کچھہ معاملہ ایسا ہوا کہ افراسیاب خان استعفا دیکر باہر چلا گیا۔ اور اپنے معاملہ کا فیصلہ عبد الاحد خان اور نجف قلی خان کو سونپ گیا۔ مرزا محمد شفیع ان دونونکے گہر والے کے گرد پہرا۔ اور عبد الاحد خان کو قید کیا۔ اور نجف قلی خان کو اپنی حمایت کے گہر مین گہیرکر اپنی آنکہون کے سامنے رکہا۔ شاہزادہ جوان بخت بادشاہ کا حکم آیا کہ مرزا سلیمان کو عہد و پیمان کرکے لیوے۔ غرض وہ امیر الامرا مقرر ہوگیا۔ اس عہدہ کی تمنا مدت سے تہی مگر حریف اوسکا اسوقت یہان سے غائب تہا۔ ایک مٹرپولی جو شمرو کی بیگم کے لشکر کا افسر تہا۔ دوسرا لطیف خان جو نواب وزیر کا نائب لشکر کی ساتہ دلی مین بادشاہ کی خدمتگزاری کے لئے رہتا تہا۔ دونو اب اوسکی حمایت کے لئے کہڑے ہوئے چند روز مین مرزا شفیع کے پاس سے لشکر بہاگ گیا۔ بادشاہ خود لشکر لیکر جامع مسجد تک گیا کہ مرزا شفیع کو بہی ضلع متہرا مین بہاگ گیا۔ پہر عبد الاحد خان قید خانہ سے رہا ہو

جسوقت یہہ سارے ساماں سلطنت کے بگڑنیکے دل مین ہو رہی تہے ہر ہڈی ہی چیل کیطرح تاک لگائی بیٹہے تہے
جب انگریزونکو یہہ حال معلوم ہوا تو انہون نے بہی اس موقع سے کہین بہڑ بازی نہ لیجائین بادشاہ
کے پاس اپنی دو فصلہ پلٹن بہیجدین پہلے اسی کہ یہہ ایلچی دارالسلطنت مین پہونچے وہان اور ہی گل کہلا۔ مرزا
شفیع مرزا محمد بیگ سہانی کو جو آگرہ مین صوبہ تہا ساتہہ لیکر آیا۔ اور اونہون نے بادشاہ کی خدمت مین یہہ درخواست
بہیجی کہ ہمارے پیر نے متوسل الطاف خان اور مسٹر پول کو ہمارے پاس صلح کی تمام شرائط ٹہہرانے کا اختیار
دیکر بہیجدیا یہہ درخواست منظور ہوئی۔ اور یہہ دونو گئے۔ ہر چند مرزا جوان بخت سر مارتا رہا کہ کمبخت
کیا کرتے ہو۔ ان سرکشون پر شکر کشی کرنی چاہئے۔ مگر اسوقت سب کے عقل کے کان بہرے ہو گئے تہے یہہ دونو
ایلچی بن کر وہان گئے اور دونو مارے گئے پہر محمد بیگ اور مرزا شفیع مین السمین جہگڑا شروع ہوا۔ اب اسوقت
بادشاہ بہی بڑا احمق تہا مگر مرزا جوان بخت نے افراسیاب خان کو بلا کر اوسکو بہی راضی کر لیا۔ اور مرزا
شفیع کو امیر الامرا کا خطاب دلادیا۔ اور عبدالاحد خان کو مدار المہام مقرر کیا۔ اسوقت شاہ عالم پر غم
الم کی گہٹا چہائی ہوئی تہی۔ کچہہ نہ سوجہتا تہا کہ کیا کرے۔ اوسکے سارے کمال اس کے دل مین حیران
اور پریشان ہو کر دیکہنے آگیا تہا ہے شاہ عالم کو اس بندی مصاحب مین انگریزون کے سوا کوئی دستگیر
نظر نہ آتا تہا۔ سب خیر خواہ اوسکی کہتے تہے کہ ہمارے ان مصیبتو کو خدا ٹالیا انگریز۔ اب ۱۳ ستمبر ۱۸۱۳ء کو
مرزا شفیع جو آگرہ سے آیا تو اوسکو قلعہ کے اندر جانیکی ممانعت ہو گئی۔ شاید افراسیاب خان کو یہہ تمنا
امیر الامرائی کی رہوئی ہوگی اونہی نے یہہ تحریک کی ہوگی۔ اسوقت بہر مرزا محمد بیگ جاسوس کے طور پر اوس
پاس صلح کے لئے بہیجا۔ ملاقات کی کہلی میدان مین ٹہہری جب دونون ہاتہیون پر سوار برابر آئے
تو مرزا نے بغل گیر ہونیکے لئے ہاتہہ بڑہائے کہ محمد بیگ نے پیچہہ سے چلا کر مرنیکا ہم آغوش کیا۔
بعض کہتے ہین کہ اوسکے بہتیجے اسمعیل بیگ نے جو آگے ہاتہی پر بیٹہا تہا یہہ کام افراسیاب
کی تحریک ہی سے ہوا۔ اور وہ اب امیر الامرا ہو گیا۔ مگر مرزا جوان بخت کا دل اسے بیزار ہو گیا انگریز بہی

جانیکا ارادہ کیا۔ جب سنے سنا کہ ۲ مارچ ۱۸۰۴ء کو انگریز گورنر لکھنو میں آگیا۔ تو یہ ارادہ کیا کہ کسی طرح سے میں دلی سے بھاگ کر گورنر کے پاس جاؤں۔ اور سارا حال دلی کا سناؤں +

مرزا جوان بخت کا دلی سے بھاگ کر انگریزوں میں جانا

شاہزادہ نے اپنے ارادہ بھاگنے کا سوا اپنی حقیقی ماموں کے کسی اور سے آگے نہ بیان کیا۔ ماموں نے اوسکے لاڈ کرنے کیواسطے جمنا کی کنارہ پر گھوڑ بھادئے ۱۴۔ اپریل بھاگنے کی تاریخ ٹھہری۔ جب یہ دن آیا تو اوسنے کہدیا کہ آج میں بیمار ہوں کوئی میرے پاس نہ آئی۔ اپنی مکان میں جاکر رات کو بھیس میں لا۔ اگرچہ رات اندھی چل ہی تھی۔ اور اوسکو بخار چڑھا ہوا تھا۔ مگر وہ ارادہ کا ایسا پکا تھا کہ اپنی محل سے چھتوں کو کودتا پھلانگتا فیض نہر کے اندر سے ہوتا ہوا اوسکی کسی موکہی سے سلیم گڈھ کی فصیل پر پہنچا۔ اور فصیل پر سے رسی پر اوترا۔ جس شخص نے اوسکو ستہ دریا میں پایاب بتایا وہاں ڈوبا پانی نکلا۔ اسپر شاہزادہ کو غصہ تو ایسا آیا تھا کہ گولی سے اوادیتا۔ مگر اس خاندان کی رحم دلی ایسے موقعوں پر مشہور ہے۔ وہ غصہ پیکر چپکا ہو رہا۔ اور اپنی تئین خدا کی حوالہ کیا۔ مگر وہ آدمی اس غصہ کی نگاہ کو پہچان گیا۔ فوراً پہرہ والی سے جاکر اوسکا حال کہدیا۔ پہرہ والا اوسکے پیچھے آئے۔ مگر وہ اونکی ہاتھ کب آتا تھا۔ یہ دریا سے نکلتے ہی ہوا ہوا۔ اور لکھنو میں پہنچا۔ سب سے بڑی اخلاق و پاک سے ملا۔ اور جو کام کیا اوسے عاقل ہونا اوسکا ظاہر ہوا +

مادھوجی سندھیا کا دلی پر قابض ہونا

اب محمد بیگ نے اپنی وزیر افراسیاب خان کو بہت تکلیف پہنچانی شروع کی۔ اسلئے وزیر نے بھی مادھوجی سندھیا کی طرف رخ کیا۔ بادشاہ بھی ایسا اپنے الملکار وں کے ہاتھوں سے تنگ آگیا تھا کہ اوسنے بھی چاہا کہ میں اپنی تئین بالکل سندھیا کی حوالہ کروں۔ چنانچہ بادشاہ دلی سے آگرہ کی طرف چلا۔ اور سندھیا آگرہ کی طرف اس نظر سے آیا کہ دونوں کو آگرہ سے محمد بیگ کو نکالیں۔ مجد الدولہ نے بادشاہ کو آگرہ جانے سے منع کیا

اسپر بادشاہ ایسا خفا ہوا کہ اوسکا گھر ہا ضبط ہوگیا۔ اور قید خانہ مین پہنچدیا۔ جہان وہ ۱۸۰۸ء مین مر گیا
۔ اب سید ہیا کی فراسیاب خان سے ملاقات ہوئی۔ دونون نے ملکر ارادہ کیا کہ محمد بیگ پر حملہ کرین۔ مگر تیسرے روز
۲۔ نومبر ۱۸۰۴ء کو مرزا محمد شفیع کے بھائی زین العابدین نے فراسیاب خان کو مار ڈالا۔ لوگ کہتے ہین کہ یہہ
قتل سید ہیا کی شرارت سے ہوا اسلئے کہ قاتل اوسنے ہی روانہ کیے تھے۔ کوئی کہتا ہے کہ اوسنے اپنے
بھائی کے قتل کا عوض لیا۔ راجہ ہمت بہادر ساری مطلبہ میرن کو سید ہیا کی خیمہ مین لیگئے۔ وہان
باہم مبارکبادی دی گئی۔ اب والی ودہ تو وزیر تنہا عشوا امیر الامرا مقرر ہوا۔ اور بادہو جی سید ہیا
نائب امیر الامرا۔ آگرہ اور دہلی کی صوبے اوسکے سپرد ہوئی ساری فوج کا وہ سپہ سالار مقرر ہوا۔ پینسٹھ ہزار
روپیہ ماہوار بادشاہ کی خاص اخراجات کیواسطے اوسنے مقرر کردیا۔ انگریزون سے جو شرقی صوبون کا
خراج لیا جاتا تھا وہ بھی بادشاہ نے معاف کردیا۔ ۱۸۰۵ء مین ضابطہ خان مر گیا محمد بیگ کے پاس سے سپاہ
بھاگ گئی وہ بھی سید ہیا کی پاس چلا آیا۔ آگرہ کا قلعہ ۲۰ مارچ ۱۸۰۵ء کو سید ہیا کی حوالہ کیا گیا۔ اب
مغلون کے پاس سوا علی گڈہ کی قلعہ کے کچھ نہ رہا۔ فراسیاب خان کی بی بی بانجون پاس وہ تنہا جب سید ہیا
نے اونکو بندوق توپ کا خوف دکھایا تو اونہون نے خوف کے ماری قلعہ اور مال اسباب اوسکی حوالہ کیا۔
سید ہیا نے ڈیڑہ لاکھ روپیہ سال اوسکے بڑے بیٹے کا مقرر کرکے قلعہ بھی لیا۔ اور اوسکا اسباب بھی کروڑ
روپیہ کا ضبط کرلیا۔ ترکون کی ترکی تمام ہوئی۔ سب سردار سید ہیا کی مطیع تھے۔ اور بادشاہ لال قلعہ
مین ایک معزز قیدی تھا۔ معلوم نہین کہ ان لڑائی جھگڑون مین رعایا پر کیا گذری ہوگی اوسکو تو کسی
مورخ نے لکھا نہین مگر سب مصائب جو ایسا قحط غضب تھا۔ روپیہ کا آٹھ سیر ناج بکا۔ وہ ۱۸۰۴ء اسبت مین
یعنے ۱۲۱۸ھ مین واقع ہوا تھا۔

غلام قادر کا باپ کی جگہہ بیٹھنا

جب ضابطہ خان کا انتقال ہوا تو اوسکا بیٹا غلام قادر باپ کا جانشین باون محال مین ہوا۔ اور اوسکو

نجیب الدولہ ہوشیار جنگ کا خطاب ملا۔ یہ افغانون مین محمد بنگش کے بعد سب سے بڑے سردار تھے محمد بنگش
سیندیا کی سا گہوگڈھ کی فتح کرنیکے لئی مالوہ مین بھیجا تھا۔ یہہ قلعہ نہایت مضبوط کچھواہ راجپوتون
کے پاس تھا مرزا جوان بخت کا لکھنو نہ چھوڑنا اور انگریزون کا اپنا اختیار جتلانا
ساری دوآبہ مین سیندیا کا عمل دخل ہو گیا تھا۔ اب سنے مرزا جوان بخت سے پیغام سلام شروع کیے
اور اوسکو دلی مین بلایا مگر نواب اودہ نے انگریزون کی صلاح اوسے جانے نہ دیا کیونکہ اگر شاہزادہ وہان
چلا جاتا تو مرہٹے نکلا پر پورا جم جاتا۔ اور دہ نواب اودہ اور سرکار کمپنی کے حق مین اچھا نہ ہوتا ۱۷۸۸ء مین
گورنر جنرل نے دوآبہ مین اپنی چھاونی قائم کی۔ ۸ مارچ ۱۷۸۸ء مین کلکتہ گزٹ مین مشتہر کیا گیا کہ
مسلمانون کی سلطنت تو نہایت حقیر اور ذلیل ہو گئی ہی ہندوون سے ہم کو کچھ خوف نہین ہے۔ اگرچہ بہت
آدمیون نے یہہ صلاح دی کہ مسلمانو کو تقویت دیکر ہندوؤنکی قوت کو مغلوب کرنا چاہئی مگر یہہ تدبیر و
انتظام اچھا نہین ہے۔ کچھ ضرور نہین ہے کہ ہم ایسی کالکرین جیسی ہندو ستانیون کو ناگوار خاطر ہون۔ اور
جو بر سر زوال ہے اور درحقیقت ہمارا مخفی دشمن اور رقیب ہے اوسکے حامی مددگار رہون۔ گورنر نے
سیندیا کو یون ہی دھمکا دیا کہ ایک اپنا وکیل پیشوا کی دربار مین بھیجا دیا۔

ملکی و جنگی انتظام سیندیا

اب سیندیا نے اپنی استقلال حکومت کے لئی اول یہہ کام کیا کہ سپاہ کو قواعد دان بنایا اور خوب سا مسلح کیا
اوسکی سپاہ کے نہایت عمدہ فرنچ اور انگلستانی افسر ڈی بوائن تھا۔ اور سپہ سالار اوسکا آپو کہا ڈھیراؤ تھا
انتظام ملکی اوسنے یہہ کیا کہ مسلمان امیرزادون کی جاگیرین ضبط کرنی شروع کین جسمین بڑا خوف و خطر
اوسمین پیدا ہوا۔ مگر یہہ کام بیجا نہ تھا اسلئے کہ یہہ جاگیرین سپاہ کے عوض مین دی گئی تھین جب سپاہ کی
ضرورت نہ رہی تو پھر ان جاگیرون کا ضبط ہی ہونا چاہئی تھا۔ اب سنے محمد بیگ ہمدانی کو بھی راگھوگڈھ سے
بلا لیا۔ اور اوسی کہا کہ اپنی سپاہ کو موقوف کر دے یہہ باتین سیندیا کی عالم پسند تھین۔ اور ایک اور حرکت

بیہودہ یہہ کی کہ راجہ نرائن داس کو جس پاس خراج کی آمدنی کا اختیار تہا موقوف کیا اور اوسکی جگہ شاہ نظام الدین عرف شاہ جی کو مقرر کیا۔ اور راجہ ہمت بہادر جب محاسبہ اوسکی جاگیر کا طلب ہوا تو اوسنے علانیہ سرکشی اختیار کی۔

رجپوتون کا اتفاق اور لال سوت کی لڑائی

جب محمد بیگ گہوگڈہ کو فتح نکر سکا تو رجپوتون کو حوصلہ ہوا۔ اور اون سب نے آپسمین اتفاق کیا۔ جسکے سبب سے سیندہیا کی دولت اور قوت دونومین فرق آگیا۔ اور پونہ کی خطوکتابت کی آمدورفت بند ہوگئی۔ جیپور کے راجہ نے جو دہ پور کے راجہ بجی سنگہ کو بلایا۔ اور یہہ ان دونونے زنانا اور دیپور سے اتفاق کیا۔ اور چہوٹے چہوٹے رجپوت راجاؤنکو جمع کیا۔ یون ایک لاکہہ فوج اور چار سو توپین

لال سوت مین جمع ہوئین جو جی پور سے ۴ میل مشرق کو ہی اور یہان وہ منتظر تہے کہ بادشاہی فوج اوپر حملہ کریگی۔ اور یہہ بہی جانتے تہے کہ مرہٹون سے مغل سردار ناراض ہین۔ ضرور اونسے کچہہ کام نکلے گا۔ اب یہان مئی ۱۷۸۷ء کی آخر مین سیندہیا خود سپاہ کو لیکر گیا۔ امباجی انگلیا۔ اپو کہانڈے راؤ مسٹر ڈی بوائن اور بعضے اور مرہٹے سردار ہمراہ تہے۔ محمد بیگ کا بہتیجا مرزا اسمعیل بیگ بڑا دل چلا تہا۔ اول اوسی نے تین سو سوارون سے رجپوتون پر حملہ کیا۔ بہت سے رجپوت اوسکی آگے سے بہاگ گئے مگر مرہٹون نے اوسکی استعانت نکی اسلئے اوسکی آدہی سواری ماری گئے۔ وہ اولٹا پہر کر چلا آیا۔ دوسرے زور چیچا بہی ہاتہی پر بیٹہکر ہاتہہ لڑائی مین گیا۔ اور رجپوتون سے خوب لڑائی ہوئی۔ اونہون نے مرہٹون پر خوب تلوار چلائی۔ اتنے مین آندہی چلنے لگی۔ رات بہی قریب آئی توپکی لڑائی شروع ہوئی۔ اتفاق سے ایک گولہ مرزا محمد بیگ کے داہنے بازو مین آکر لگا۔ وہ ہاتہی پر سے گرا۔ ہاتہی کی آگے چارہ کی بڑی بڑی رسیان پڑی تہین۔ اوسکی کنپٹی مین ایسی ضرب آئی کہ فوراً مرگیا۔ اوسوقت اسمعیل بیگ نے پکار کر کہا کہ اب چچا کی جگہ مین سپاہ کا سردار ہون۔ اواجن کو تیسری مرتبہ لڑائی شروع ہوئی۔ اور

شام تک جاری رہی۔ کہ اتنے مین چودہ ہزار مغلون کی سپاہ سیندیہ کے خیمہ کو گھیر لیا کہ تنخواہ عنایت کیجیے
اور راجہ جی پور پاس پیغام بھیجدیا کہ اگر دو لاکھ روپیہ دیدو تو ہم تمہارے ساتھ ہین۔ اس راجہ نے روپیہ کا وعدہ
کرلیا۔ یہہ سپاہ اونسی جاملی۔ اور اپنی خیمہ کے تئی روپیہ لیلیا۔ اسوقت اس ملک مین مرہٹون کے لشکر بیحد
بڑی مصیبت پڑی۔ گیہون پیسہ کی چار سیر ملتے تھے۔ روز بروز قحط زیادہ ہوتا جاتا۔ جیوٹ چار طرف
سے رسد و نکلوا لیتے تھے۔ ہاتھیون اور مویشیونکو چرا کر لیجاتے تھے۔ غرض اسوقت سیندیہ نے یہان سے
خیمہ اوٹھایا۔ اور بلور چلا گیا۔ اسمعیل بیگ ۱۰ سوار اور چار پلٹنین اور چھہ توپین لیکر آگرہ کو روانہ ہوا
اب جب سیندیہ نے یہہ حال دیکھا تو اوسنے نجیب سنگھ جاٹ سے بہت سی خوشامد کرکے استعانت چاہی۔
اور اوسنے کمک لیکر پہر آنیکے لئی روانہ ہوا۔ اور قلعہ آگرہ مین سپاہ کو متعین کیا۔ اور لکھو دادا کو
قلعہ دار بنایا۔ اور پونہ کو بھی کمک کے لئی تاکید لکھا۔ محمد بیگ بھی خالی نہ بیٹھا۔ اوراج سنے راجپوتون کو
بلانا چاہا۔ اگرچہ ان دونو کا اتفاق ہو جاتا تو مرہٹونکا عمل پہر اوٹھہ جاتا۔ اور نجف خان کا سارا زمانہ
اقبال آجاتا۔ مگر اس مغرور قوم نے اپنی کاہلی سے اوسکا ساتھ نہ دیا۔ اب یہہ سب کچھہ ہو رہا تھا کہ ایک تازہ
گل یہہ کھلا کہ غلام قادر غوث گڈھ سے آیا۔ اور اوسنے مسلمانون کے معاملا مین تازہ جان ڈالنیکا اور آپ
فائدہ اوٹھانیکا قصد کیا۔ شاہ عالم کے پیغام سلائم راجپوتون سے چھپکے چھپکے ہو رہے تھے۔ اونہون نے ایک
اور شکست امباجی کو دیدی تھی۔ سیندیہ اپنی آخر لاچار ہو کر اس لڑائی سے ہاتھہ اوٹھایا اور گوالیار
چلا گیا۔ اور اسمعیل بیگ نے آگرہ کا محاصرہ بڑی گرمی سے شروع کیا۔

غلام قادر کا دلی مین آنا اور اوسکا امیر الامرا ہونا

۱۷۸۸ء مین جب برسات ختم ہونیکو آئی تو غلام قادر دلی کے قریب شاہدرہ مین خیمہ اس سبب سے ڈالی کہ اپنی پاکا
جاہ و منصب حاصل کرے۔ اوسکا بڑا رفیق شفیق مددگار صلاح کار منظور علیخان نا مر تھا۔ اس نامور کو یہہ منظور
نظر تھا کہ نوجوان پٹھان کو دربار مین داخل کرکے نظام ملکی مین ایسا دخل دلادے کہ کچھہ مسلمان ہی رہین

کچھہ ہندو بین سیندیہ کا داماد اسوقت دہلی کا تہا۔ اور شاہ نظام الدین یعنے شاہ جی
ان دونو سردار دن نے دریا کی طرف غلام قادر کے لشکر پر گولون کی بوچھار کی۔ اوسنے بہی گولون کو
پھینکنے مارنے شروع کئے۔ اور کئی مکان قلعہ کے گولون سے توڑ دالے پھر یہ سیاپا پیچ کہیلا کہ شہر کے مغلونکی
سپاہ سے سازش کی۔ اور اونکی وسیلہ سے شہر کے اندر داخل ہوا۔ اور بادشاہی فوج اور فیروز بہاگ کر بلیہہ
کے قلعہ مین چلے گئے۔ یہہ سارا گہر بار مال اسباب دشمن کے بس مین چہوڑ گئے۔ اب بطور علیخان کی معرفت سے
دیوان خاص مین جاکر اوسنے پانچ اشرفیان بادشاہ کی نذر کین۔ اور اپنے باپ دادا کی حسن خدمات کا اظہار
کرکے امیر الامرائی کی درخواست کی۔ اور آئندہ جانثاری اور خدمت گزاری کا وعدہ کیا۔ جب دو تین
روز اس گفتگو مین گذر گئی تو ایسا مضطر بیتاب ہوا کہ بادشاہ کی حکم کا منتظر نہ رہا۔ کچھہ سوارون کو
ساتھہ لی قلعہ کے اندر وہان مقیم ہوا جہان امیر الامرا رہا کرتے تہے۔ اس اثنا مین شمرو کی بیگم جو سکھہو
سے لڑنے گئی ہوئی تہی پانی پت سے جلدی کرکے قلعہ مین آگئے۔ اب غلام قادر اس خیر خواہ بیگم اور
اوسکے فرنگستانی افسرون کی سپاہ سے ڈرا۔ اور کوئی اور مغل افسر اوسکے ساتھہ بہی نہہ۔ اسلئے وہ
حیران و پریشان ہوکر پہر شاہدرہ مین اپنی سپاہ پاس چلا گیا۔ نواب باسی کڑہی مین اوبال آیا۔
بادشاہ کو بہی حرارت شاہانہ آگئی۔ اوسنے نجف قلی خان کو دلاسے حمایت کے لئے بلایا۔ اور چہہ ہزار سپاہ
اپنی ذات خاص کے نوکر رکہے۔ اور اسنے سونی چاندی کے برتن بگاڑ کر سپاہ کی تنخواہ مین تقسیم کردی۔ نجف قلیخان
نے بادشاہ کی حکم کی تعمیل کی اور وہ ۱۲ نومبر ۱۷۷۸ء کو قلعہ کے بڑی دروازہ کے سامنے شمرو کی بیگم
پاس خیمہ زن ہوا۔ ان دونو کی لشکر و نکا سپہ سالار مرزا اکبر مقرر ہوا جب سے جوان بخت چلا گیا تہا
یہی شاہزادہ ولیعہد گنا جاتا تہا اوسکو سات پارچہ کا خلعت ملا۔ اور رام رتن مودی اوسکا نائب مقرر ہوا
اور غلام قادر کے لشکر پر گولہ زنی شروع ہوئی۔ اب اسوقت سیندیہ کا منصوبہ سمجہہ مین نہین آتا
کہ کیا تہا۔ وہ خود گوالیار مین تہا۔ اوسکا ایک سردار لکہوا دادا آگرہ مین اسمعیل بیگ کے گہیر کہا تہا۔

امباجی کچھ سپاہ جو لیکر دلی مین آیا۔ تو سب مخالفون مین مصالحت ہوگئی۔ اور غلام قادر امیر الامرا ہوگیا۔ اور اوسکے سر پر خود بادشاہ نے اپنی ہاتھ سے گوشوارہ باندہا۔ اس خلعت کے پانیکے بعد اوسنے علیگڈہ کے قلعہ پر جو سیندیہ مانی چھین لیا تہا حملہ کیا۔ اور لیلیا۔ اور اب آگرہ اسمعیل بیگ کے لشکر سے جا ملا۔ اور کئی مہینہ تک قلعہ کا محاصرہ کرتا رہا۔ مگر جب مٹھون پاس دکھن اور جاٹون کی کمک پہنچ گئی تو دونون نے محاصرہ سے ہاتھہ اوٹہایا۔ فتح پور سیکری مین ۲۴ اپریل ۱۷۸۷ء کو لڑائی ہوئی۔ مرہٹون کا سردار رانا خان تہا۔ وہ پانی پت کی لڑائی تو پانی بہرتا تہا مگر یہانسی سیندیہا کو بچا کر لے گیا تہا اسلئے وہ اس درجہ پر پہنچ گیا تہا غرض مسلمان اسوقت خوب لڑے۔ رانا خان راتکو بہرتپور چلا گیا۔ اسمعیل بیگ نے پہر آگرہ کا محاصرہ شروع کیا۔ غلام قادر اپنی جاگیر مین یون دوڑا آیا کہ سکہون نے اوسپر حملہ کر دیا تہا۔

راجپوتون کی امداد کے لئے بادشاہ کا جانا

۱۷۸۷ء کے آخر مین ایک ایلچی والی جودہپور کا آیا۔ اور ایک معقول نذرانہ اور سونے کی کنجی لایا۔ اور اوسنے یہہ عرض حال کیا کہ بجے سنگہ نے یہہ کنجی بہیجی ہے کہ حضور سپاہ لیکر تشریف لائین۔ اور اجمیر کے ملک پر قابض ہو جائین پرتاب سنگہ راجہ جیپور کے بہی یہی تمنا تہی۔ بادشاہ نے بر خلاف عقل کے یہہ کام کیا کہ وہ ۵ جنوری ۱۷۸۸ء کو بہت سے شاہزادہ اور شاہزادیون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا۔ بادشاہ نے سیندیہا طوطی کی طرح آنکہین پہیر لین۔ اوسکی خدمات کا کچھہ خیال نہ کیا۔ اسوقت جو بادشاہ کے ساتھہ لشکر تہا اوسکی تفصیل یہہ ہے بجیبونکی پلٹین والی کرتی قواعد فرنگستانی جاننے والی۔ مغلون کی دستے سوارون کے دو سو فرنگستانی گولہ انداز۔ تین پلٹین شمرو کی قواعد سکہائی ہوئی اس سپاہ کے افسر شمرو کی بیگم تہی۔ راہ مین پہلی مٹ بہیڑ نجف قلی خان سے ہوئی۔ باغی اس سبب سے ہوگیا کہ اوسکے علاقہ مین مرہٹہ بگ کو کسی سمت پر مقرر کیا تہا۔ وہ اسنے ناراض ہوا۔ اور آ

رواڑی مین قید کرلیا غرض اوسوقت گوکل گڈہ مین محصور کیا گیا۔ اپریل ۱۷۸۸ء اوسنے سخت مقابلہ کیا۔ اور بادشاہ کی خیمون تک حملہ کرتا ہوا آیا۔ مگر یہان شمرو کی بیگم نے اور طامس صاحب نے ایسی سرگرمی سے اوسپر حملہ کیا۔ کہ لشکر شاہی کی غزہ گئی۔ پہر منظور علیخان کی سفارش اور شمرو کی بیگم کی شفاعت سے اوسکے قصور معاف ہوگئی غرض یہین یہ مہم ختم ہوئی۔ سیندیا کی خوف سے اور راجپوتونکے قول فعل کے متغیر ہونیکے سبب سے ۱۵ اپریل ۱۷۸۸ء کو بادشاہ اولٹا دلی مین چلا آیا۔ شمرو کی بیگم سرد ہوگئی۔ اوسکو بادشاہ نے بیٹی کا خطاب دیا۔

مرزا جوان بخت کا دلی مین آنا اور بنارس مین مرنا

اس شہزادہ کی چلے جانیکے بعد اکبر شاہ ولیعہد شمار ہوتا تہا۔ اب پہر اوسنے ولیعہدی کیونطی یہہ آخر کوشش کی۔ کچھہ سپاہ نواب اودہ سے لیکر دلی مین آیا۔ اوسنے ایک خط جارج سوم شاہ انگلستان کو اس مضمون کا لکہا تہا کہ آپ خاندان تیمور کی اعانت کیجیے۔ اور اوسکو اپنی اصل حالت پر بحال کیجیے۔ سرکشون اور متمردون کو خاک مین ملائیے اسطرح خلق خدا کو آرام پہنچائیے اور اپنا نام نیک دنیا مین پہیلائیے۔ اوس شاہزادہ اسمعیل بیگ کی سفارش سے ہرچند چاہا کہ قلعہ اگرہ کو فتح کرون مگر اس کام مین کامیاب نہوا۔ اس لیئے پہر انگریزون کی سرکار بنارس مین چلا گیا۔ اوہین ۱۸۰۸ء مین مر گیا اس شاہزادہ کا نام جہاندار شاہ مشہور ہے +

رانا خان اور اسمعیل بیگ کی لڑائی

راجپوتون اور مرہٹون مین لڑائیان ہوتی رہین۔ پہر لکہوا دا کی حمایت کے واسطے سیندیا آگرہ کے قلعہ مین گیا۔ یہان اسمعیل بیگ نے مقابلہ کیا۔ اور غلام قادر بہی اپنی جاگیر سے اوسکی کمک کیواسطے آیا مگر اوسسے نہ مل سکا۔ لڑائی مین اسمعیل بیگ زخمی ہوا۔ پہر ایک فقیر درزآباد مین مرہٹون سے لڑائی ہوئی جسمین اگرہ کا قلعہ مسلمانون کے ہاتہہ لگ گیا۔ اب غلام قادر پہر دلی مین آیا۔ اور شاہدرہ مین اوترا۔ اور منظور علیخان کی معرفت اپنی خیر خواہی کا اظہار شروع کیا + اوسکا اور اسمعیل بیگ کا یہہ مطلب تہا کہ کسی طرح سے

سلطنت کو مرہٹوں کے ہاتھ سے بچانے میں سلاطین مسلمانوں نے آپس میں اتفاق کرنا شروع کیا۔ اور یہاں لشکر کا جماؤ ہوا۔ مگر چڑھائی کا مہینہ تھا۔ کہاں مینہ کی تنگی کچھ ایسی ہوئی کہ یہ مسلمانوں کی جمعیت پریشان ہو گئی سندیسیا کا لشکر قلعہ میں بدستور حملہ آور رہا۔ اسی اثنا میں غلام قادر کے لشکر نے قلعہ پر گولہ زنی شروع کی۔ شاہ عالم نے سندیسیا کو اپنی اعانت کے لئے بلایا۔ اسوقت اس نائب امیر الامرا کا کام تھا کہ بادشاہ کی اعانت کرتا۔ وہ متھرا میں موجود تھا۔ جہاں سے ایک دو دن میں دلی میں پہنچ سکتا تھا۔ مگر وہ بادشاہ کی طلب فراجی سے کچھ خفا تھا۔ دوسرے وہ مسلمانوں کی لڑائیوں کے مزے بھی بہت چکھ چکا تھا۔ اسلئے وہ خود تو نہیں آیا۔ مگر شمرو کی بیگم کو لکھا کہ آپ بادشاہ کی امداد کو جائیے۔ یہ ہوشیار بیگم سمجھ گئی کہ دال میں کچھ کالا ہے جو سندیسیا خود اس مہم میں شریک نہیں ہوا۔ سندیسیا نے ہیاجی کو دو ہزار سواروں کے ساتھ بادشاہ کی امداد کے لئے بھیجدیا۔ بلکہ گھوڑے جاٹ بھی کمک پر آ گئے۔

مغلوں کی سرکشی اور ہندو فوج کا بھاگنا اور غلام قادر کا دلی پر تسلط

جب غلام قادر نے یہ سامان دیکھا تو اوسنے اپنے سب قبیلہ کو غوث گڈھ ہی بلا لیا۔ اسمعیل بیگ نے ساری مغل سپاہ کو بادشاہ کی طرف سے توڑ لیا۔ اب بادشاہ کا حامی کوئی مسلمان نہ تھا۔ یہ حال دیکھکر ہندو بھی چلتے بنے صرف بہادر گسائیں بادشاہ کے ساتھ رہ گیا۔ اوسکو بھی مسلمانوں نے دھمکیاں دیکر علیحدہ کر دیا۔ اب بادشاہ کو بڑا فکر و تردد ہوا۔ اوسنے منظور علیخاں سے کہا کہ غلام قادر اور اسمعیل بیگ کے پاس لاؤ میں اوسنے زبانی سب باتوں کا فیصلہ کر دونگا۔ یہ دونو بادشاہ کے روبرو گئے۔ اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ ہم جو کام کرتے ہیں صرف حضور کی خیر خواہی کے لئے کرتے ہیں۔ بادشاہ نے اسمعیل بیگ کو غلام قادر کو خلعت دیئے اسطرح اصل غلام قادر پر امیر الامرا ہوا۔ مدھوجی سندیسیا اپنے عہدہ سے موقوف ہوا۔ اسمعیل بیگ ساری سپاہ کا سپہ سالار ہوا۔ غلام قادر نے بادشاہ سے ملکر عرض کیا کہ اب سپاہ کا ارادہ ہے کہ متھرا میں جاکر مرہٹوں سے لڑیں اور اوسکا نام و نشان ہندوستان سے مٹا دیں۔ اور بادشاہ کا ارشاد بھی یہی ہے اس مقصد کی تائید کی مگر ستیدانی خزانچی نے

کہا کہ بادشاہی خزانہ مین روپیہ اس خرچ کے لئے نہین ہے۔

شاہ عالم کی آنکھون کا نکلنا

خزانچی کی یہہ بات سنکر غلام قادر غصے کے مارے آگ ہوگیا۔ اور جہاں منہ سے نکلنے لگی کہ بین بادشاہ نے ایک خط سید ہیا کو لکھا تہا کہ امداد کے واسطے آؤ۔ وہ غلام قادر کے ہاتہہ لگ گیا تہا۔ اسوقت اوسنے یہہ خط بادشاہ کے آگے ڈالا۔ اور اوسکو اور اوسکے سپاہیونکو حکم دیا کہ ہتیار ڈال دو۔ اونہونے حکم کی اطاعت کی۔ اس کم بخت موذی نے بادشاہ کو قید مین ڈالدیا۔ اور سلیم گڈہ مین سے کسی مرزا قی مرزا کو بلا کر بادشاہ کی تخت پر بٹہا دیا اور بیدار بخت اوسکا لقب کہا۔ اور بعد دیر دن کے اوسکو بادشاہ منوایا۔ تین روز بادشاہ پر بے دانہ و پانی گذرے۔ اب غلام قادر نے قلعے کے لوٹنے کا ارادہ ظلم کے ساتہہ کیا۔ برابر کا دعویدار اوسکا مرزا اسمٰعیل بیگ تہا۔ اوسے یہہ کہکر ٹال دیا کہ اپنے لشکر مین چلے جاؤ۔ وہ چلا تو گیا مگر بہت جلد اوسکو اپنی حماقت یہہ معلوم ہوئی کہ بغیر لئے دئے چلا آیا۔ ایک آدمی غلام قادر پاس بہیجکر کہلا بہیجا کہ یا روپیہ دلوا دو یا ہمسے ساری شہر کے دولت مند اور معزز لوگونکو بلا کر کہدو کہ ہوشیار رہو۔ اور اپنی حفاظت کا بندوبست کرو۔ اور اپنی سپاہیون اور بانیون کو حکم دیدیا کہ اگر پیسے نہ لوٹین تو تم بہی لوٹو۔ غلام قادر نے اول پنج نئے بادشاہ کی بیگمات سے جواہرات لے لو۔ اوسنے کہا کہ جب اب تک بہی پیٹ نہ بہرا تو شاہ عالم پر دولت بتانیکے لئے غضب توڑنا شروع کیا۔ اوسی یقین تہا کہ سارے خزانے دفینے اس مونہہ زنے کو معلوم ہونگے۔ اب کوئی ظلم و ستم باقی نہ رہا جو اس ظالم نے اس ضعیف پیرانہ سال بادشاہ اور اوسکی اولاد پر نہین کیا اوسکو بیدار بخت کی ہاتہون سے پٹوایا۔ اور طرح طرح کی جسمانی تکلیفین دین۔ ۳۰ جولائی کو بیگمونکے بدن سے مار مار کر زیور الدیئے۔ اونکی گلابی گالون پر تہپڑون کے لال کر دئے۔ اونکی دردناک آہ و نالہ سے سارا محل تہرا تا تہا مگر اس کم بخت کے دل مین ذرا رحم نہ آتا تہا۔ اسمعیل بیگ ہی دنا کتی دیتی تہی اور اس پاس ۳۱ جولائی کو پانچ لاکہ روپیہ بہیجدیا۔ اور پہر کئی روز بعد سات لاکہ روپیہ بہیجا مہاجنون سے بہی انسانیت کے ساتہہ

روپیہ لیا گیا۔ پہلی گست کو پھر بادشاہ کو خزانہ بتانے کی اڑی ہاتھون لیا۔ سپر بوڑھا بادشاہ چلایا کہ ہے کہ بخت خزانہ کہان رہا ہے میرے پیٹ مین رکھا ہے اوسی چیر کر نکال لے۔ اب بوڑھی بوڑھی بیگمونکی کم بختی آئی۔ اونکی تعظیم و تکریم ہوتی تھی کہ اونسے ساری دولت کا پتا لگ جائیگا جب اونسے بھی کام چلا تو اون پر غضب ڈھایا۔ ان بیچاری بیگمونمین ممتاز محل سب سے زیادہ ممتاز تھین۔ اونہین کی سب سے زیادہ فضیحتی کی۔ سب سے اونسے اب چھین بیچا کی قلعہ سے باہر نکالدیا۔ جس کو بادشاہ بنایا تھا اوسکی تعظیم و تکریم کو بھی سلام کیا حقی کے دم اوسکی سامنے اور آرائی دیوان خاص مین تخت پر بادشاہ کی برابر جا بیٹھا۔ تاریخ تخت کو بھی آگ لگا کر سارا چاندی سونا اوسمین سے نکال لیا۔ تین روز کا اندر سارا فرش و کھیڑ ڈالا۔ کہ کہین اوسکے نیچے سی دفینہ ہاتھ لگے۔ اب ۱۰ اگست ۱۸۰۸ آئی۔ یہہ تاریخ ہے کہ جسکو ہمیشہ خاندان تیموریہ کی تاریخ مین یاد رکھنا چاہیے۔ غلام قادر یعقوب علی اور تین چار پٹھانون کو ساتھ لیا۔ اور شاہ عالم کو دیوان خاص مین بلایا۔ اور پھر خزانہ کو پوچھا اوسنے کہا کہ اگر خزانہ مجھے معلوم ہوتا تو مین کیون نہ اپنے ظروف نقرہ و طلا کو بیچکر تنخواہ اپنی نوکرون کی تقسیم کرتا۔ اگر کوئی دفینہ گڑا ہوا ہوگا تو مجھے کیا اوسکا علم ہے۔ سپر غلام قادر نے کہا کہ اب تو کسی کلام کا نہین تیرا دنیا مین رہنا بیکار ہے۔ آنکھین تیری نکال لینی چاہئین۔ اسپر سرد بھر کر بادشاہ نے کہا کہ یہہ وہ آنکھین ہین جو ساٹھ برس تک کلام اللہ پڑھتی رہی ہین اوپر سے رحم کر یہہ سنکر غلام نے بادشاہ کے بیٹے پوتونکو جو اس عالم مین ہی اوسکے ہمراہ تھے بیحیا شاما زادہ ہاڑنا شروع کیا۔ اوسپر بادشاہ نے کہا کہ ان آنکھون کے کہنے کے لئے مین نے اس عذاب و مصیبت کے دیکھنے کو سوا طی نہین کہا تھا ہی انہین نکال لے۔ غرض وہ سفاک تخت پر سے کود۔ اور بادشاہ کو لمبا چھاتی پر چڑھ ایک آنکھہ اپنی خنجر سے نکال لی۔ دوسری آنکھہ نکالنے کو یقوب علی سے کہا۔ اوسنے انکار کیا تو فوراً اوسکا قتل سے سر اوڑا دیا۔ اس خوف سے اور پٹھانون نے دوسری آنکھہ نکال لی۔ اور پھر بادشاہ کو سلیم گڈھ مین لیجاکے اوسوقت جو قلعہ کی کیفیت تھی قلم سے بیان نہین ہوسکتی۔ کوئی بتا نہ رہا۔ بس اسکے سوا غم کی تصویر بنا کیا ہوتا۔ کوئی شاہزادی

سکتہ کے عالم مین بیہوش تہی۔ کوئی ہائے شاہ عالم ہائی شاہ عالم کہکر پیٹ رہی تہی۔ کوئی آنکہ نہ تہی جو آنسوؤن سے پر نہ تہی۔ کوئی دان نہا جو اس غم سے خالی تہا۔ ۱۲ رکو اسمعیل بیگ پاس بہت سا روپیہ اونسے بہیجا۔ شہر والونکو دل خبر نہ ہوئی کہ ان لال دیوار کے اندر کیا ہو رہا ہے جب معلوم ہوا تو بہوتون نے شہر چہوڑکر بہاگنا شروع کیا۔ کہ اتنے مین ۱۴ رکو مرہٹی آگئی اونہون نے کچہہ شہر والون سے تشفی کی۔ اور ۱۸ رکو جمنا کی پائین کنارے پر بہت فوج مرہٹون کی آگئی اور اونہون نے غوث گڈہ کی راہ بند کر دی اور کتنے رسیلونکو مار ڈالا۔ اسمعیل بیگ پہلے ہی سے غلام قادر کے مزاج سے واقف تہا۔ وہ بہی مرہٹون کے سردار رانا خان سے مل گیا۔ اب قلعہ مین سامان رسد کی قلت شروع ہوئی۔ اور سپاہ لوٹ کا حصہ مانگنا۔ دن ماہ سخت دلی پر گذرا۔ اب غلام قادر گہبرایا۔ اونے سلیم گڈہ مین بارود کی میگزین کو اوڑایا۔ اور ادہر بہاگ کر میرٹہہ کے قلعہ مین چلا گیا۔

مرہٹونکا غلام قادر سے لڑنا اور اوسکو پکڑکر مارنا

اب پونہ کے دربار نے سندہیا کی حمایت کے لیئے فائدہ سمجہا۔ اسلئے ڈوکاجی بلکر کو بہت سی سپاہ کے ساتہہ روانہ کیا جب یہ لشکر آیا تو شہر والون اور رانا خان کو بڑی تقویت ہوئی۔ اس لشکر نے میرٹہہ کے قلعہ مین غلام قادر خان کو گہیرا۔ ۳۱ ردسمبر ۱۷۸۸ء کو رانا خان اور مسٹر ڈی بوائن نے سخت حملہ اوسپر کیا۔ دونکو اونسے اچہی طرح مقابلہ کیا۔ اوسکے نوکر تہک گئے تہے۔ اور یہہ جانتے تہے کہ ابن ذات شریف اب پوری کم بختی آگئی ہے۔ اسلئے رات کو چہوڑکر بہاگ گئے۔ جب صبح ہوئی یہہ دیکہا تو وہ خود بہی گہوڑی پر سوار ہوکر اور اپنی ساتہہ وہ سارے جواہرات بیش بہا لیکر چلا گیا جو قلعہ مین تہے۔ اور ہر دم اونکو کسی وقت کی ضرورت کے لیئے ساتہہ رکہتا تہا۔ اس حرامی کی ات مین بارہ میل وہ چلا۔ اور اوسکا ارادہ تہا کہ جمنا پار ہوکر سکہون سے جا ملون۔ مگر صبح کو کہڑ رہی تہی۔ گہوڑا ایک کنوئی کے بہچی مین جا پڑا۔ چاہ کن را چاہ در پیش کا مضمون پیش آیا۔ گہوڑا تو وہیں کہڑا رہا۔ اور یہہ اوپر سے اچھل کر باہر نکل آیا۔ مگر سوار نہ اوٹہہ سکا۔

اور وہین پڑا رہا جب دھوپ نکلی تو برہمن اپنی بیل کی جوڑی لیکر کنوے پر چرس کھینچنے کے لئے آیا۔ تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک غیر صورت آدمی مکلف لباس پہنے پڑا ہے۔ وہ دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہہ وہی حضرت ہین جنکے پاس مین یہہ فریاد لیکر گیا تہا کہ پٹہانون نے مجھے لوٹ لیا ہی اور انہون نے کچھہ نہ سنا تہا۔ اس برہمن نے کہا کہ نواب صاحب سلام۔ غلام قادر نے جواب دیا کہ مجھے نواب صاحب کیون کہتے ہو۔ مین غریب سپاہی ہون۔ رنجی ہو گیا ہون گہر بنا ڈہونڈتا ہون۔ جو کچھہ میرے پاس تہا وہ سب مجھہ سے لٹ گیا۔ اب یہہ گلے کا ہار باقی ہے مین تجھہ دیتا ہون تو مجھے غوث گڈہ کا رستہ بتا دے۔ اوسنے کہا بہت اچھا میرے ساتھہ چلئے۔ اوسکو اپنے گہر مین لے آیا اور بند کر دیا۔ اور رنا خان پاس دوڑا گیا۔ وہ یہان لڑائی کے سبب سے قریب ہی فروکش تہا اوسنے یہہ سنتے ہی آدمی دوڑائی۔ اور غلام قادر کو اپنے لشکر مین پکڑ لیگئے۔ اور سید سیانے کے پاس اوسکو متہرا مین بہیجدیا۔ میرٹہہ کے قلعہ کو پٹہانون نے خالی کر دیا۔ اور ادہر چلے گئے۔ سید ریجنٹ پکڑ کر دلی لیجا کر وہان وہ قتل ہوا۔ اور منظور علیخان ہی ہاتہی کے پیر سے باندہی گئے۔ اور شہر کی بازارون مین گہسٹ کر مر گئے۔ جب غلام قادر متہرا مین پہنچا۔ تو سید سیانی اوسکی بڑی فضیحتی کی۔ ایک گدہی پر اوٹا سوار کیا۔ اور ایک پہرسا ہاتہ کیا۔ اور سپاہی دے کان سے ایک ایک کوڑی نواب بادون محال کے نام منگوائی۔ پہر اوسکی زبان کاٹ لی۔ پہر اوسکی آنکہین پہوڑ ڈالین۔ پہر اوسکا کان ہاتہ پیر کاٹ لیے اسطرح لوتہڑا بنا کر بادشاہ کی خدمت مین دلی بہیجا۔ گمراہ مین موت نے بڑی رفاقت کی۔ کہتے ہین اوسکو ایک درخت مین لٹکا پہانسی ۳ مارچ ۱۷۸۹ء کو دیدی۔ یہہ لاش قیمہ قیمہ کر بادشاہ کے روبرو دیوان خاص مین پیش ہوئی۔ لوگ شاہ عالم کے استقلال و صبر و تحمل کی بڑی تعریف کرتے ہین کہ جسوقت آنکہین اوسکی نکالی گئین تو اوسنے اُف نکی اور خدا کو یاد کرتا رہا۔ اور اس صدمہ کے بعد بہی اٹہی دنون تک زندہ رہا۔ کاش اس استقلال و عالی ہمتی کا سوان حصہ وہ میدان جنگ مین دکہلاتا تو اس دفعہ اپنی سلطنت کو بحال کر لیتا۔ اب سید سیانی شاہ عالم کو تخت پر بٹہایا۔ اگرچہ اب تک کوئی اندہا بادشاہ

تخت پر نہین بیٹھا تھا۔ اور یہہ بھی مشہور ہے کہ بادشاہ اندھا نہ ہونا چاہئے۔ تو لاکھہ روپیہ سالانہ اوسکے خرچ اخراجات کی کمپنی نے مقرر دیا۔ اور بہت سی جھگڑون اور لڑائیون کے بعد ۱۸۰۳ء مین لارڈ لیک صاحب اپنی انگریزی فوج لیکر دلی مین داخل ہوئی۔ اور مرہٹونکو مار کر نکال دیا۔ اور بادشاہ کی پنشن ایک لاکھہ روپیہ سال مقرر کر دی۔ اسکا مفصل حال انگریزی زمانہ کی تاریخ مین لکھینگے۔ یہہ بادشاہ پینتالیس برس تک تخت نشین رہا۔ اور ۱۸۰۶ء مین مرگیا۔

ابوالنصر معین الدین اکبر شاہ ثانی عالم

مرزا جوان بخت جب مرگیا تو یہی شاہزادہ شاہ عالم کا ولیعہد ہوا۔ ۱۷۵۹ء مین پیدا ہوا۔ اور بعد شاہ عالم کے مرنیکے ۱۸۰۶ء مین تخت نشین ہوا۔ اکتیس برس تو یہہ تخت پر بیٹھا۔ ۱۸۳۷ء مین اسی برس کی عمر مین مرگیا۔ شاہ عالم جب بوڑھا ہوگیا تھا تو اوسکے خرچ بھی بڑھ گئے تھے۔ کچھہ اوسکے مزاج مین سخت بھی آگئی تھی۔ غرض کئی لاکھہ روپیہ اوسکی خزانہ مین جمع ہوگیا۔ جب وہ مرگیا تو اکبر شاہ بادشاہ ہوا۔ وہ آنکھون سے اندھا تھا۔ نہ ہاتھہ ہوتا تھا۔ اوسنے یہہ فریاد کرنی شروع کی۔ کہ ایک لاکھہ روپیہ مہینہ اوسکے خرچ کے لئے کافی نہین ہے۔ پہلے بادشاہونکی اولاد اور بہت سے شاہزادے جنکی پرورش بادشاہ کی ذمہ تھی ایک لشکر تھا۔ شاہ عالم کی اولاد کی بڑے بڑے وظیفے تھے۔ غرض اس درخواست پر بادشاہ کی لارڈ منٹو نے التفات کیا۔ پہلے انگریزی گورنمنٹ نے وعدہ بھی کیا تھا کہ جب انتظام مالی ہماری گورنمنٹ کا درست ہوجائیگا تو اضافہ بادشاہ کی پنشن مین کیا جائیگا۔ ۱۸۰۹ء مین گورنر جنرل نے اضافہ کا ارادہ کیا جب تک شاہ عالم کا روپیہ جمع کیا ہوا باقی رہا اکبر شاہ چپکا بیٹھا رہا جب یہہ روپیہ خرچ ہوگیا تو وہ اپنی اضافہ پنشن کے لئے جسکو وہ اپنی ملک کا خراج جانتا تھا بیقرار ہوا۔ اور اوسنے اپنے بیٹے کو جو لکھنؤ مین نواب وزیر کے پاس تھا اس مضمون کا خط لکھا کہ + نور چشم راحت جان طول عمرہٗ

بعد دعا درازی عمر معلوم ہو کہ جو روپیہ خزانہ مین شاہ عالم کا جمع کیا ہوا تھا وہ سب خرچ ہوگیا۔

انگریزی گورنمنٹ فی جو خراج ملک کا مقرر کیا ہی وہ اخراجات کے واسطے کافی نہیں ہے۔ تم ایسی تدبیر کرو کہ نواب وزیر
میرے مدعا کی حاصل کرنیمین کوشش کری اتفاق سے یہہ خط بیلی صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کی ہاتھہ پڑ گیا
غرض اس شہزادہ کو مطلق العنانی سے روکا۔ اور بادشاہ کو بھی رزیڈنٹ دہلی نے سمجھایا کہ آپ کو ایسی حرکات
سے کچھہ فائدہ نہیں حاصل ہوگا۔ بلکہ اولٹا نقصان ہوگا۔ دلی کے آدمی مدت سے بادشاہ اور شاہزادون کو کاٹھہ کا
الو سمجھتے تھے کئی ایک بدمعاشون نے ایک اور سازش شروع کی ایک سندھیا ایک مسلمان دو بدمعاش جمع ہوے
ایک مولوی صاحب اونکے معاون ہوے چیف جسٹس سل صاحب کا خط بادشاہ کی سامنے پیش کیا۔ اور عرض کیا
کہ ہم کلکتہ جاتے ہین اور مرزا جہانگیر کو ولیعہد مقرر کرتے ہین۔ اور جسنا ممدوح کی اعانت سے خصوصے سارے
مطالب کو حاصل کرلاتے ہین۔ بادشاہ سنکر راضی ہوگئے۔ دونو کو وکیل مقرر کرکے کلکتہ بھیجدیا۔ مولوی صاحب
سیدھے بادشاہ پاس سمجھانیکے واسطے بھیجے گئے۔ غرض مدت تک یہی سن ہوی بادشاہ کو بہکاتے رہی خطوط بادشاہ کے
نام بھیجتے رہی ایک خط مین لکھا کہ جب تم حضور کی پریشانیونکا حال لارڈ سل صاحب کے سامنے بیان کیا
تو افسوس کرکے ہاتھہ ملنے لگے۔ اور جب حضور کا خط پڑھا تو رنج کی ماری ہونٹھہ چبانے لگے۔ اونہون نے وعدہ فرمایا ہے
کہ نظام الملک یعنے مسٹر صاحب رزیڈنٹ دہلی کو گورنر جنرل کی طرف سے حکم بھیجوائی ہین کہ ہم نے
تمکو بادشاہ کی آرام اور آسائش اور اعزاز اور اکرام کی لئے مقرر کیا تھا یا تکلیف اور رنج پہنچانیکے واسطے
اگر آئندہ کوئی ایسی حرکت سنی جائیگی تو موقوف کردی جاوگی۔ اسکے بعد پھر بادشاہ کو عرضی لکھی کہ
اب ہم مسٹر سیٹن صاحب اور گورنر جنرل کی ساتھہ لندن جاتے ہین خرچ بھیجدیجے اور ہمارا دریا پہ ماہ بماہ گھر
بھیجتے رہی۔ غرض نہین یہہ ہر معاش روپیہ مانگتے رہی جب تک کہ انگریزونکو اس سازش کا حال
معلوم ہوا۔ بعد اوسکی لارڈ مٹکاف صاحب نے بادشاہ کو سمجھایا کہ آپ ایسی حرکتون سے باز آئیے
مرزا جہانگیر نے مسٹر سیٹن صاحب کو بلوا کر ہتھکڑی پہنچا دی تھی وہ اونکی ٹوپی پر لگے۔ اس سبب سے یہہ شاہزادہ
الہ آباد مین عزت کی ساتھہ قید کیا گیا۔ یہان ہی بیچارا بیٹھا۔ شادی کی تقریب سے نواب وزیر پاس لکھنؤ مین گیا

وہان بہی اوسنی انگریزونکی خلاف سیاہ رش کرنی چاہی۔ مگر یہہ ارنکہل گیا۔ قلعہ مین بادشاہ کو کل اختیار تہا
وہان انگریزی حکومت کو دخل نتہی۔ سپلئی اوسکی عجیب کیفیت تہی۔ سارے شہر کے بدمعاش اوسمین کیسے رہتے
تہے شہر سے جو اچکا کرکے بھاگتی قلعہ مین کہلے بازار یکجا کیا جاتی۔ اور ارشد لڑکیون اور لڑکون کو پکڑ کر لیجاتے اور وہان
دام کہرے کر لیتے۔ ڈگر بدارہاری مارہی پہرتے قرصدار وہان سے مزاور اتی شہزادہ عجیب عجیب حرکتین کرتے کبہی مل
چراتی کبہی کسی کو قتل کرتے کسی کو مارتی کسی کے پیٹے۔ ایسے لڑکے۔ ۱۸۳۷ء بادشاہ ہی لارڈ میکی ملاقات دیوا
خاص مین ہوئی تہی۔ اوسکی زمانہ مین سلوٹ خفیف خفیف بدمعاشونکی سانشونکی کوئی ورہات
نہین واقع ہوئی تعظیم وتکریم اوسکی ورنام بادشاہت کا اور قلعہ کی حکومت قائم رہی ✣

محمد سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ

بیٹیہا

یہہ بادشاہ ۱۷۸۹ء مین پیدا ہوا۔ تاریخ تولد اوسکی ابوظفر ہے ۱۸۳۷ء مین باپ کی مرنیکے بعد تخت
پر۔ اور ۱۸۶۲ء مین نوے برس کی عمر مین مرگیا۔ آغاز عمر مین اوسکی تعلیم اچہی ہوئی تہی۔ طبلہ سارنگی
کے کام کو خوب جانتا تہا۔ گانی کو گویون سے زیادہ سمجہتا تہا۔ ٹپی ٹہمریان ہوریان بناتا تہا۔ اور اپنی
گانیونکو سکہا کر گواتا تہا۔ خوش نویس تہا خط طغرا خوب لکہتا تہا۔ اور کہا کرتا تہا کہ عین کا سر لکہنا
حضرت علی مرتضی نے سکہایا ہے معلوم نہین جی کا سر خدائی اور میم کا سر رسول خدائی اوسی سکہایا تہا یا نہین
شعر خوب کہتا تہا۔ اوسکی غزلونکا شور سارے شہر مین کیا دور دور رہتا تہا۔ چار مجلد دیوان اوسکے
یادگار ہین۔ مرزا اسد اللہ خان غالب جو فارسی زبان مین دوسرے درجہ کے شاعر تہے اوسکے ہان متعلق تہے۔ اوستاد
ابراہیم ذوق طوطی ہند جو ریختہ گوئی مین دوسری میر تہے وہ اوسکے اوستاد تہی۔ بادشاہ علم تصوف مین بہی
دم مارتا تہا۔ پہلے کوئی عقلمند گذرا ہی جسنے کافیہ کی شرح علم تصوف مین قلمی کی ہی۔ دوسرے دانشمند نے
جنہون نے ساری گلستان کی شرح علم تصوف مین لکہی ہی۔ خاندان چشتیہ مین مرید تہا۔ اور خود بہی پیر
تہا اور اونکو مرید کرتا تہا۔ خاص بدنکو دو دو روپیہ مہینہ بہی دیتا تہا۔ کثیر الازدواج اور کثیر الاولاد تہا

کوئی عدد مع کسر عشاریہ کے میری سمجھ میں نہیں آتا جسے اوسکے اولاد اور ازواج کی تعداد بتاؤں - ولیعہد تھا
اوسکے سامنے مرچکے تھے - مرزا قویاش مستحق ولیعہدی تھا - بادشاہ مرزا جوان بخت کے لئے ولیعہدی چاہتا
غریب پروری کی صفت اوسکی قابل یاد رکھنے کی ہے - لنگڑے لولے اندھے بہرے اپاہج جتنے اوسکی ملازم تھے
سب کی تنخواہ گھر بیٹھے پہنچتی تھی - فقط اونکی مہر قلعہ میں جاتی تھی - وہی تنخواہ لے آتی تھی ساری عمر میں
شاید کسی نوکر کو موقوف کیا ہو - ہمیشہ نوکر سے محبت کی باتیں کرتا - اور کبھی سخت کلامی نہ کرتا - سوا ایک دفعہ
کے کہ اوسنے دوا ایک کا ربا ندیونکا سر منڈوایا اور ایک لنڈی کی ناک کاٹنی کا ارادہ کیا - کوئی ظلم و ستم کی داستان
سننے میں نہیں آئی اوسکے خیالات پر خیال کرنیسے بڑا تعجب ہوتا ہے کہ وہ اپنی تئیں بادشاہ سمجھتا تھا -
اور دنیا کسی بادشاہ کو اپنی سے برتر نہ جانتا تھا - انگریزوں سے اوسکو اختلاط اور ارتباط نہ تھا - لفٹنٹ گورنر
کو وہ اپنی برابر بٹھانیکا روادار نہ تھا - گورنر جنرل سے ملاقات کا خواستگار نہ تھا - اپنی لاکھہ روپیہ سالہ
کو ملک کا خراج جانتا تھا - سرکار کمپنی کو اپنا باج گزار سمجھتا تھا - فی الحال یہہ خیال اوسکا کافر نعمتی سے
خالی نہ تھا کہ سرکار کمپنی جو اپنی ملک کا صدقہ اوسکو محتاج فقیر سمجھکر بطور خیرات کے دیتی تھی اوسکو وہ اپنے
ملک کا خراج سمجھتا تھا - اب انگریزوں نے بھی اوسکی غرور ڈھانی کے لئے اوسکی تعظیم و تکریم کرنی کم کردی تھی
رزیڈنٹ دہلی کو اب پرواہ بادشاہ کی فرزند ارجمند بنے کی نہیں رہی تھی - قلعہ کے معاملات میں بھی
انگریزوں کی طرف سے بہت دست اندازی ہوتی تھی - اور صرف اسلئے حویلی کا پاس و لحاظ انسانی
رہا تھا جتنا کہ اور دولت مند شریفوں کے مکانوں کا ہوتا ہی - تندہی لارڈ ملنٹو نے بند کردی - اور دلی
جو راجہ اور نواب اونہوں نے جمع کئی تھی اونکو بھی بادشاہ سی نہیں ملنے دیا - قلعہ اب شہر کے اوباشوں اور
بدمعاشوں کی کمین گاہ اور امن گاہ نہ رہا تھا - نہ اوسمیں بردہ فروشی ہوسکتی تھی - نہ کوئی مجرم سنگین بغیر
تحقیقات کے رہا ہوسکتا تھا - نہ چور کا مال غائب ہوسکتا تھا - نہ کوئی قرصدار عدالت کی ڈگری کی
گرفتاری سے محفوظ ہوسکتا تھا - گو ان برائیوں سے قلعہ پاک ہوگیا تھا مگر اخلاق کی بربادی اس درجہ پر

پھیل گئی تہین کہ خدا پرست مسلمان کہتے تہے کہ عنقریب یہہ کشتی ڈوبنے والی ہے۔ پہلی بانس کشتی شاہزادہ
یا شاہزادی کی اپنے محلہ مین آباد ہونیکے واداریہ تہی کشتی شاہزادی کو اپنے گہر مین نہ آنے دیتے تہے جس
عورت کو کچہہ بہی تعلق قلعہ سے ہوگیا وہ عورتونکی مجلس مین نظر سے گر جاتی تہی۔ کیون نہ یہہ حال ہو
جب بادشاہ خود اپنی بہو بیٹیون مین بیٹہکر ایسی باتین بنائے گا ہی اما مین مجہر بنکر رات کو تمہارے
سرہانے آیا تہا تم اوسکے ساتہہ ہلگٹ کرتی تہین۔ اور مین ایک دن کتا بنکر گلے مین بہنور کاڈال کر
اور زرد دوزی جہول پہنکر آیا تہا تم اوسکے ساتہہ بیٹہی ہوئی دسترخوان پر کہا رہی تہین۔ قلعہ کی
بیحیائی کی باتون کو بیان کرکے ہم کیون بیحیا بنین۔ اور مطلب لکہتے ہین۔ قاعدہ ہے کہ جب چراغ
بجہنے کو ہوتا ہے تو لو اوٹہتی ہی جب مرنے کو ہوتا ہے تو سنبہالتا ہی اسیطرح جب سلطنت تیموریہ
کا چراغ گل ہونیکو ہوا اور آخر وقت آیا تو وہ اوسنی اپنی روشنی چمکائی ویسا سنبہالا لیا کہ اوسکی
نظیر کہین مشکل سے تاریخ مین ملیگی ۱۸۵۷ عیسوی کا مہینہ آیا۔ اور ہنگامہ بغاوت ہنگالی انگریزی سپاہ کا
برپا ہوا جسکا مفصل حال ہم انگریزی عہد کی تاریخ مین لکہینگے۔ مگر جسقدر حال اس بادشاہ کی ذات
سے متعلق ہے اوسکو لکہتے ہین۔ اوسی کیا شان کبریائی نظر آتی ہے کہ خدا اوس بادشاہ پاس جسکے
خزانہ مین پہوٹا پادام نہو۔ پندرہ بیس برس کے عرصہ مین لاکہون روپیہ کے طلب جمع کرادے۔ اوس بادشاہ
پاس جسکے ہان چار سپاہی ایسے نہون کہ بندوق کو بہر سکین۔ ہزارون وہ سپاہ بلا فوج کہڑی کردی
کہ جسکے ہاتہہ پر سارا ہندوستان فتح ہوا ہو جسکے گلے مین لڑائیون کے تمغون کے ہار پڑے ہوئے۔ اوس
بادشاہ پاس جسکے ہان ٹوٹی پہوٹی ایک توپ نہو گہوڑونکو تو چہانا خالی اور ہزارون لشکر شکن توپین ہم پہنچا دیکر
اوس بادشاہ پاس جسکے مگیزین مین سیر بہر بارود اور ایک پٹاخہ نہو۔ اوسکے قبضہ مین دلی میگزین کے
کالال پٹارہ ساری کا سارا دیدیا۔ جس فقیر بادشاہ کی نذر مین کوئی پہوٹی کوڑی پیشکش نہ کرتا ہو اور سب نے
آج۔ شاہ اودہ کی ورکل والی رام پور کی پیشکش کہوا دے۔ جس سلطنت الاختیار اور بے اعتبار بادشاہ کو

کوئی خط بھی نہ لکھتا ہو دس بیس جا روں طرف سے عمائد ملک کی عرضیان بھیجوا دین کیا خدا کی قدرت ہے کہ
آن کی آن مین کیا سی کیا کر دکھایا۔ کوئی بڑا راجہ نواب ہندوستان مین نہ ہوگا جسکا کوئی وکیل یا کوئی
آدمی شہر کے گلی کوچون مین چھپا ہوا نہ پڑا ہوگا۔ اور اونسی اگلی پچھلی کتابونکو دیکھ بھال کر اپنے پرانے
ناتے رشتے اور واسطون کا مسودہ نہ گھڑا ہو اور وقت کا منتظر نہ بیٹھا ہو۔ سو وقت دل کے دیکھنے سے
یہہ حقیقت کہلتی تہی کہ اس سرزمین سلطنت کی لیل بادشاہ کو کتنے ہندوستانی دل مین بادشاہ مانتے
ہوئے اور اس شہر کو اپنی ملک کا دارالسلطنت جانتی ہوئی بیٹھے تہے مئی ۱۸۵۷ سے ستمبر تک ہنگامہ کارزار برپا
رہا۔ بہتیرے لڑائیان ہوئین۔ سب مین باغیونکو شکست ہوئی۔ آخر کو دلی فتح ہوئی۔ باغیون کے جدہر
سینگ سمائی ادہر چلے گئے۔ بادشاہ نے ہمایون کے مقبرہ مین اپنی تئین انگریزون کے حوالہ کیا۔ ابتک اوسکو
یہہ پندار چلا جاتا تہا۔ کہ جسوقت مجھی انگریز دیکھینگے ہوادار پر بٹہا کر دلی لیجائینگے اور تخت پر بٹہا
ینگے اگر ہمطرح سر خود غلط نہ ہوتا تو کیون انگریزون کو اپنی تئین حوالہ کرتا۔ اور رنگون کی ہوا کہاتا۔
اور اپنے جوان بیٹون اور پوتون کو اپنی آنکھون کے سامنے قتل کیے ہوئے دیکھتا۔ اس خاندان کے
ختم ہونے پر ہماری تاریخ بھی ختم ہوئی خاتمہ بالخیر اپنی تاریخ کا لکھتے ہین +

خاتمہ

اے طالب علم اب تم تمام خاندان تیمور کی ترقی تنزل کا حال پڑہ چکے۔ اور دانشمند وزارت پیشہ
مصنا تیمور کا قول یاد کرو جسنے یہہ کہا تہا کہ خدا وہ دن نہ کرے کہ ہماری اولاد ہندوستان مین رہے
اور اپنی جلاوت شہامت شجاعت و شوکت سطوت اولوالعزمی عالی حوصلگی بزرگ منشی کو خاک مین ملائے
۔ اس عالی دماغ کے خیال مین یہہ بات ضرور تہی کہ غزنین اور غور کی جوانمرد زبردست قومین
ہندوستان مین جب بسیرین ہین تو کیسی فیل و خوار ہو گئین۔ اس عالی خیال مال اندیش نے جو بات
برس پہلے کہی تہی وہ اب تم نے اپنی آنکھون سے دیکھہ لی کہ اس خاندان تیمور کا کیا حال ہوا۔ امیر

کسی کو انکار نہین کہ ملک کی آب و ہوا انسان کی عادات اور اخلاق و جسمانی اور دماغی قوا پر
بڑا اثر کرتی ہے جب ایک ملک کے باشندے دوسرے ملک مین جاکر بستے ہین تو دو چار پشت کے بعد اوسی ملک
کے باشندون کی مثل ہو جاتی ہین ہندوستان کی قدیم تاریخ دیکھو کہ جو قومین یہان آنکر بسین
وہ دو چار پیڑی کے بعد عیش و آرام کی اول غلام ہوئین - پھر کاہلی و سستی کی تابع ہوئین
اور آخر کو غیر قومون کی مطیع ہوئین - ہماری پہلے حصہ پڑھ کر سمجھ لو کہ انگریزون اور ہندوستانیون
کے باپ دادا ایک تہی - اب جو اونمین فرق ہے وہ انگلستان اور ہندوستان کی آب و ہوا کی تاثیر کا
اثر ہے - ہندوستان کی حرارت یہان کے باشندونکو محنت سے منع کرتی ہے - اوسکی شادابی اور سرسبزی
عیش و آرام کی طرف رغبت دلاتی ہے - ساری دنیا کی نعمتین اوسمین موجود ہین - وہ تھوڑی محنت
سے ہاتھ لگتی ہین - پھر کسلئے کوئی محنت و جفاکشی کی اور پرہیزگاری کرے - اور اس گرم ملک مین موتکو
جلدی اپنی پاس بلائے - اس ملک کی آب و ہوا کی تاثیر ہی کا اثر تہا - کہ سلطنت تیموریہ کے
آخری وقت مین اکبر کیسے مسلمان نے اپنی لیاقت دکہائی - اور ملک کے کسی حصہ مین اپنی حکومت
جمائی وہ بہی مسلمان تہا جسکو ہندوستان سے تعلق بہت دنون سے نہ تہا - سمجھ لو کہ محمد علی وردی خان اور
سعادت خان اور رحمت خان اور غازی الدین خان مرزا نجف خان نجیب الدولہ کون تہے - پانی پت
مین جنہون نے مرہٹونکو مار مار کر خون کی ندیان نالے بہادئے وہ کون تہے - خلاصہ یہہ ہے کہ اس ملک سے
جس قوم کا تعلق ہوا اوسکا تہوڑے دنون مین خدا حافظ ہی - اب انگریزون کی عملداری ہی -
اس قوی رائے عاقل روشن دل آزاد منش فرزانہ خوی قوم نے مسلمانون کی بربادی سے یہہ سبق خوب
یاد کر لیا ہے کہ وہ اس ملک مین آباد ہونیکا قصد نہین کرتے - جو انگریز مدتتک ہندوستان مین
رہتے ہین وہ ہندوستانیون سے کچھہ اختلاط اور ارتباط نہین کرتے بقدر ضرورت ملنی جلتے ہین - امور
سلطنت اور انتظام ملکی مین ہندوستانیون کی مداخلت ہرگز نہین ہونے دیتے - فقط اونسی وہی کام

لیتے ہین جو خود نہین کر سکتے - اونکی حکومت اور سلطنت کا بھی تھوڑا عرصہ گذرا ہے یہہ تحقیق نہین معلوم ہو سکتا کہ اونکا اثر ہندوستان پر کیا ہوا اور ہندوستان کا اثر اونپر کیا ہوا - اور کون اثر غالب ہے - کیا تعجب ہے کہ یہہ اس ملک کی ہوا کا اثر ہو کہ ایام غدر مین گھنٹون مین وہ سلطنت کھو دی جو باپ دادا نی برسون کی محنت مین جمائی تھی - مگر یہہ تھوکر کھا کر وہ پھر ایسے سنبھلے کہ تھوڑے مہینہ مین بڑی جانفشانی اور جانکاہی سے پھر سلطنت کو حاصل کر لیا - اور آئندہ کو سیکڑون احتیاطین ہو گئین جن انگریزون کے باپ دادا اون کے کارنامون سے تاریخ کے صفحے بھرے جاتے ہین اونکی اولاد نے یہان آکے اپنے باپ دادا کے سے کام کر کے نہین دکھائے - ایک عالی خاندان جسکے کارنامون سے سیکڑون صفحے تاریخ مین لکھے جاتے ہین اونکی اولاد مین سے ایک انگریز دہلی کے ہنگامہ غدر مین تھا - وہ جیسا ہندگان خدا کی جان لینے مین خدا سے نڈرتھا ایسا کوئی اور حاکم نہ تھا - وہ اسی ملک کے وحشیانہ طریقہ کے موافق سزا دیتا کہ جس گھر مین ایک مجرم ہوتا - اوسکے ساری گھر کو پھانسی کے پھندے مین پھانستا - عورتون بچون کو بھی جانکر چھوڑ دیتا کہ وہ آپ ہی بھوکے مرینگے یا بیمار مرگ ہو جائینگے - انصاف دوست انگریزون نے بہت جلد اوسکو ساقط الاختیار کر دیا - ورنہ معلوم نہین کیا کچھ ہو جاتا - جو انگریز یہان تازہ وارد ہوتے ہین وہ محبت و مروت و دیانتی و ہمدردی کی باتین جو ہندوستانیون کے ساتھ کرتے ہین جبتک وہ دیر تک اس ملک مین رہنے کی عادت نہین کرتے - دیکھو لارڈ لارنس جسکی ساری عمر ہندوستان مین بسر ہوئی - اور اونکی اعزاز کا سارا یہی ملک تھا - اوسوقت اپنے جشن شاہانہ کے موقع پر آگرہ مین لوٹ رہے تھے - کہ ملک اڑیسہ مین لاکھون بھوکے پیاسون کے گشت پوست کو چیل کوے کھا رہے تھے اور لاشون کو کتے چبھوڑ رہے تھے - ایک لارڈ نارتھ بروک ہین جنپر ابھی اس ملک کی آب و ہوا کے تاثیر نہین کی - سالک بنگال کی قحط سالی کی خاطر آگرہ کے دربار شاہانہ کو موقوف کیا - شملہ جو موسم گرما مین انگریزون کا بہشت ہے نہ گئے - بنگالہ کی پرسات جس سے خدا پناہ مین رکھے پھر اسی